بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بے حد اُس خالق کارساز کو مناسب ہے کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا بہشت و دوزخ کو ہویدا کیا انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہے کہ صفت خالق بے چون و بانی مینا شمس و قمر کر سکے زبان خامۂ دو زبان لال ہے حمد اُسکی محال ہے **نظم**

خالق یکتا کہ بہ یک کاف و نون | از عدم آوردہ دو عالم برون
نقش طرازندۂ کون و مکان | سقف فرازندۂ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او | نقش طرازی صور کار او
چہرہ کشاے صور کائنات | راہ نماے ہمہ سوے نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین | پہن بگسترد بساط زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد | گرم بہ نور سحر روز کرد

اے خالق بحر و بر میری کیا مجال ہے جو ایک حرف تیری صفت مین تحریر کر سکون ستار العیوب و دافع البلیات تیرا نام ہے پرورش ہم ایسے بندون کی تیرا کام ہے

نعت احمد مختار حبیب پروردگار

سبحان اللہ ہم لوگ امت مرحومہ کہلاتے ہین اور امتون پر ظاہر مین ترا ہوئی ہم لوگون سے
سرا سر خطا ہوئی اُس پردہ پوش عالم نے ایسا پیغمبر برحق ہمکو عطا فرمایا کہ تلاطم بحر حشر نفسا نفسی
مین ہم گناہگارون کی کشتی شکستہ کنارے پر پہونچائیگا فخر نوح و خلیل پیغمبر جلیل ہم گناہگارون
کا کفیل حاکم کوثر و سلسبیل مورخ تواریخ نے لکہا ہی کہ روز حشر عجب روز ہولناک خیز ہوگا کہ پیغمبران
سلف نفسی نفسی پکارینگے مگر ہمارے حضرت کو اس تلاطم مین بہی یاد امت عاصی ہوگی یعنے
اُمتی اُمتی زبان پر ہوگا حضرت یعقوب ایسے نبی ہجر یوسف مین اشکبار ویسے کہ نابینا ہوگئے
روز حشر عرض کرینگے پروردگار میرے گناہ بخشدے اور مقدمۂ یوسف مین مجہکو اختیار ہو
ے حضرت اُمت کے مہربان اُس زمانۂ آفت مین بہی ہم گناہگارون کے بیچ بین
ے ہونگے خطاب رب اکبر ہوگا کہ ای محمدؐ بیچ مین سے ہٹ جاؤ یا گناہگاران امت
حساب لاؤ اُسوقت حضرت علما و فضلا جنسے کبہی گناہ نہین ہوا اور عابدان و زاہدان
ت کو چن کر پیش کرینگے حکم رب اکبر ہوگا ای حبیب میرے یہ تو سب ہمارے دوست
ہ گناہگاران امت کو لاؤ ہم اُنسے حساب لینگے پرسش کرینگے حضرت اُن لوگون کو
ینگے کہ جنکے گناہ و ثواب برابر ہین حکم ساتر العیوب ہوگا کہ انکو بہی داخل بہشت کرو
گناہگاران امت کو سامنے لاؤ اب جو حضرت سر اُٹھاکر ملاحظہ فرماینگے وہ گناہگار
جن کے گناہ غالب ہین اعضاے جسمی پرسش حاکم کے طالب ہین آواز آئیگی
ب میرے کیا نگاہ حسرت دیکہ رہے ہو اُنکے درمیان سے ہٹ جاؤ ہم انپر عذاب
ل کرینگے انہون نے ہمیشہ ہماری نافرمانی کی نفس کی ہمیشہ پرورش کرتے رہے اگر انکے
بیچ سے نہ ہٹوگے تو ایسا نہو انکی آگ تمکو بہی صدمہ دے حضرت کانپتے ہوے ہٹینگے گناہگارون
غریو بلند ہوگا کہ یا حضرت آپ کہان جاتے ہین ہم گناہگارون کو چھوڑے جاتے ہین یہ
دردآمیز سنکر حضرت مجمع سے نکلتے نکلتے زمین پر گر پڑینگے عرض کرینگے ای پروردگار
گناہگارون کا ساتہ نہ چہوٹیگا اُسوقت جناب سیدہ دوسرا دختر حبیب خدا زوجۂ
شیر خدا یعنے جناب فاطمہ زہرا اسباب نجات ہم گناہگارون کا یعنے گوہر دندان اشرف انبیا

اور عمامہ پرخون جناب علی مرتضےٰ و پارہ ہاے جگر حسنؑ مجتبےٰ و پیراہن مشبک شہید کربلا و پہلوے شکستہ اپنا لیکر تشریف لاوینگی عرض کرینگی اے پروردگار تا پایۂ عرش پلاونگی میری داد ملے میرے حسنؑ و حسینؑ کو شہید کیا میری بیٹیون کو گرفتار کرکے سامنے یزید پلید کے لیگئے آج کے دن کو وہ لوگ بہولے ہوے تھے اُسوقت تاج شفاعت جناب سیدہ کو پروردگار عطا فرمائیگا گنہگاران امت ہمراہ جناب علیؑ مرتضےٰ داخل بہشت ہونگے پل صراط سے دوستون کو اٹھا لینگے بہشت مین پہونچا دینگے

نظم

احمد مرسل آن خلاصۂ کون — پردہ پوش گنہ بدامن عون

میم احمد کہ در احد غرق ست — کمر خدمت از پئے فرق ست

احمد اندر احد گر بند است — لیکن این بندہ و آن خداوند و

عاصیان را در آفتاب نشور — ظل ممدود دار دراز نشور

نور او آفتاب را مایہ — سایۂ خلق را بود سایہ

بہر تعظیم وے ارادت پاک — سایۂ او رہا نکردہ بخاک

پایۂ قدرش آسمان پیوند — سایۂ نورش آفتاب بلند

روشنائی دہ چراغ یقین — نور پیشین و شمع بازپسین

نور او کز سپہر صد چند است — سر شگاف و سپہر پیوند است

ہزار ہزار شکر اُس رب اکبر کا کہ جسنے ہمکو امت مین اپنے حبیب کی قرار دیا جب نا درود پڑھتا ہون کیا اوصاف باانصاف اُنکے لکھ سکتا ہون مگر درود پڑھکے خاموش ہو

منقبت حیدر صفدر کشندۂ عمرو و عنتر کنندۂ باب خیبر قوت بازوے پیغمبر دست زبردست رب اکبر

سبحان اللہ جیسا نبی ویسا اُسکو وصی ملا جسنے گہوارے مین اژدر کو چیر ڈالا کہ جب وقت ولادت باسعادت اُن حضرت کا آیا جناب فاطمہ بنت اسد براے طواف قریب خانہ آئین دعا کرنے لگین کہ اے کریم واسطہ اپنے جد امجد جناب ابراہیمؑ کا دیتی ہون کہ جیسے آسان کر فوراً دیوار خانہ کعبہ شق ہوئی اور معصومہ جلال خداوندی سے اندر آ

مصرع ع تو ہی کنیز خاص علی خانہ زاد ہی + اَی فاطمہ اندر آؤ کہ ہمارا شیر ظاہر ہوا چاہتا ہی جناب محترمہ داخل خانۂ کعبہ ہوئین فرماتی ہین کہ جو تکلیف دردِ زہ مجھپر تھی وہ فوراً دفع ہو گئی ناگاہ بائین ران میری شق ہوئی اور شیر بیشۂ ابی طالب غالب کل غالب ظاہر ہوے چند بیبیان جو برائے خدمت آئی تھین اُنھون نے مجکو مژدہ دیا کہ اَی فاطمہ تو اِدرابو الائمہ ہوئی تیرے رُتبہ کو سوائے خدا کے کون جانتا ہی مشہور روایت ہی کہ تین شبانہ روز جناب فاطمہ بنت اسد اندر خانۂ کعبہ کے رہین کہتے ہین کسی طرف کی دیوار خانہ کعبہ مین ایک اژدہا رہتا تھا اکثر بچون کو کھا جاتا تھا لوگونکو ضرر پہونچاتا تھا جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہین کہ مین نے علی کو گہوارے مین لٹا دیا ناگاہ وہ اژدہا سمت سے طایرہ آتشین چھوڑتا ہوا قریب گہوارہ آیا اور سامنے ارادہ کیا کہ دہن مین علی کو اُٹھا لے اُس شیر بیشۂ رب اکبر نے دونون ہاتھ اپنے بڑھائے گلا اُس موذی کا تھام کر جھٹکا مارا کہ دُم تک اژدر کو دو کر دیا جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہین کہ مین بیقرار ہو کر قریب گہوارے کے پہونچی فرزند کے لپٹ لینے لگی

اب کیا دیکھا تو وہ صاحبزادہ مثل لڑکون کے ہاتھ کا انگوٹھا چوس رہا تھا نظم

حیدر کو بھی خالق نے دیا تخت سلیمان — تھا ابر روان اُنکے لیے تخت سلیمان
کیونکر ہو شجاعت مین کوئی ہمسر حیدر — کب ٹھیک تن مور پہ ہو رخت سلیمان
انگشتری پاک جو حضرت نے عطا کی — اللہ نے سائل کو دیے تخت سلیمان
گم گشتہ نگین ہاتھ لگا اُنکو دوبارہ — کیا سہل کیا حادثۂ سخت سلیمان
حضرت کے قدم میرے جنازے پہ جو آئین — پھر تختۂ تابوت بھی ہو تخت سلیمان
مقداد کی مقدار بڑھی حب علیؑ سے — اللہ نے سلمان کو دیا تخت سلیمان
تابوت علی آپ ہی اعجاز سے اُٹھا — ہوتا تھا ہوا پر جو روان تخت سلیمان
بلقیس کی چادر غم زینب مین ہوئی چاک — غیبر کے ماتم مین بچھا رخت سلیمان
سُن لے مرا مضمون جو اسیر آہ نہ کھینچے — بلقیس کے غم مین دل صد لخت سلیمان

ان بزرگ کے مقدمہ مین سوائے جبہ سائی کے قلم اور کیا کر سکتا ہی ہر وقت اُسکو سکتا ہی کہ سر سے اس راہ کو طے کرون گر عاجز ہو کر لکھتا ہی رباعی

اوصاف علی بہ گفتگو ممکن نیست　　گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کی دانم　　الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

سبب تصنیف کتاب ہذا

اصل یہ ہی کہ کتاب لاجواب کا نام زمان تصنیف طلسم ہفت پیکر مین مقرر کر چکا ہون یعنے
طلسم خیال سکندری اسکا نام ہی اول مین حال ابتدائے سلطنت سکندر ظاہر کرون کس مرتبے
سے کس رتبے پر پہونچا دارا ایسا بادشاہ کہ جسکی فوج مثل مور و ملخ تھی اُسپر غالب آنا سامان
قدرت خدا ہی ورنہ دارا جس طرف رخ کرتا تھا شیر بیشون سے نکل جاتے تھے طائران ہوائی
اُسکے ہاتھ سے امان نہ پاتے تھے یہ تو ظاہر ہی کہ ہفت پیکر کی تینون جلدون مین اس طلسم
کا پتہ دے چکا ہون اتفاقاً ایک روز قدر شناس فلک اساس فرزند دلبند جناب منشی
نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم یعنی جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ سے ملاقات
ہوئی فرمایا کہ کیا سبب ہی کہ آپ قلم نہین اُٹھاتے طلسم خیال سکندری کیون نہین تحریر کراتے ایسے
سخن سنج نکتہ فہم ہین کہ چند لفظون مین اس حقیر کو تسخیر کر لیا دوسری وجہ یہ ہوئی کہ پانچ مہینے
ہفت پیکر کو تمام کیے ہوے گذرے اور الحمد للہ کہ اُسکی دو جلدین شائع بھی ہو چکین اور اب
تیسری جلد کی کتابت بھی قریب ختم کے ہی بس یقین ہی کہ ناظرین با تمکین طلسم ہذا کو دیکھکر
بہت پسند فرمائینگے خلعت تحسین و آفرین اس حقیر گوشہ نشین کو مرحمت ہوگا اول حال
سکندر زقم ظاہر کرونگا اب ناظرین پر ظاہر اور واضح ہو کہ روز قتل ہفت پیکر صاحبقران غائب
ہو گئے ہین اُنکا پتہ لگانا ضرور ہی فرزندان و سرداران نامی تلاش مین نکلے ہین اور فتاح
اس طلسم کا نور الدہر بن بدیع الزمان کو قرار دیا ہی

دو کلمہ داستان حیرت بیان سکندر والاحشم و ذکر قتل دارا و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہان ہی تو ساقی فرخندہ فال　　طلسم سکندر کا لکھنا ہی حال
عجب ہی طلسمات نیرنگ ساز　　دکھا دون جہان کا نشیب و فراز
کہ حال سکندر جو ترقیم ہو　　ہر اک داستان صاف ترمیم ہو

بہار مضامین رہے اوج پر — نہال گلستان بھی لائے ثمر
کہیں ناظرین خجستہ لقا — قمر آفرین مرحبا مرحبا
بڑی جوش پر ہی طبیعت تری — بڑھی نثر کی خوب شوکت تری
کیا فتنۂ نور افشان رقم — ہوئین رنگ کی داستانین بہم
بقیہ کی جلدین بصنعت لکھین — عجب داستانین فراہم ہوئین
لکھا ہفت پیکر بصد شد و مد — طبیعت نے کی ہر جگہ پر مدد
طلسم سکندر کی دکھلا بہار — کہ باغ سخن مین ہی ہر جا بہار
یقین ہی کہ ہون ناظرین خوش کمال — دکھا دے طبیعت بھی اپنا جمال
مرے ساقیِ مہ لقا خوش ادا — نقاب مضامین کو رخ سے ہٹا
تری شکل کے دل سے مشتاق ہین — یہ جائز نہین ہی کہ ہم چپ رہین
کھلے لطف طبع خجستہ نہاد — کہ دین ناظرین داستانون کی داد
کہین ای قمر خوب تقریر ای — کہ کس جوش پر رنگ تحریر ہی
جہان عشق و الفت کا ہی تذکرا — کیا نام فرہاد و شیرین ادا
ہوا قیس محزون و دل باختہ — کہ دلدادہ ہی سرو پہ فاختہ
بس ای ساقیِ مہروش بر ملا — شراب مضامین کا ساغر پلا
سناؤن وہ مضمون رنگین ادا — کہ ہو عاشقون کو بھی حسرت سوا

زہے چہرہ رہروان منازل قیل و قال و طی کنندگان مراحل لطف وصال اس داستان نیرنگ کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف قمر کھینچ تصویر مضمون کی + سنا مجکو تقریر مضمون کی + انجام مین طلسم ہفت پیکر کے تحریر کرچکا ہون کہ روز قتل ہفت پیکر عجب قیامت کی لڑائی ہوئی جب دوسرے دن علمشاہ بارے مردہ گئے تب ہفت پیکر کو قتل کیا کہ یہی فتح طلسم ہفت پیکر تھے ذکر کرچکا ہون کہ صاحبقران زخمی ہوے بادشاہ نے دیکھا کہ صاحبقران بہ جرأت دشمن سے منھ نہ پھیرینگے آخر گھوڑے سے گر پڑینگے واسطے گو وہین فرش بچھوا دیا تھا صاحبقران کو لاکر اُسی فرش پر لٹایا جو سردار زخمی ہوا قریب صاحبقران کے لاکر اُسکو

لٹا دیا صاحبقران کا یہ حال ہی کہ جو سردار زخمی ہو کر آتا ہی کف افسوس ملتے ہین اور اپنے
پاس اُس سردار کو بٹھا لیتے ہین زخمدار بیقرار بعد چند ساعت پاس صاحبقران کے
لیٹ جاتا ہی چالیس سردار گرد و پیچ مین صاحبقران لڑائی نے ایساطول کھینچا کہ کئی دن
جنگ مغلوبہ رہی ہفت پیکر بمقابلہ رستم نہ آتا تھا جانتا تھا کہ یہ طلسم کشا صاحب لوح
ہی اسکے سامنے جانا بہت دشوار ہوگا گر رستم نے جو اپنے سردارون اور سرداران صاحبقران
کو زخمدار پایا شیرانہ جنگ کرتے ہوے سامنے ہفت پیکر کے پہونچے ہفت پیکر کو بھاگنے
کا موقع نہ ملا اسنے کئی سحر کیے رستم نے لوح کو جنبش دی یا سحر باطل ہوے اور چند سردار آکر
مقابل رستم ہوے مگر جو اُس شیر کے مقابل آیا طعمہ شمشیر آبدار ہوا ہفت پیکر بھی کھڑا دیکھا
کیا آخر رستم پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے خالی دیکر ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا
برق جہانسوز تڑپ کر گری خرمن حیات ہفت پیکر کو جلا کر خاک کیا مرنا ہفت پیکر کا
پھر بھر کا اندھیرا ہا سنگباری برفباری ہوئی اُس اندھیرے مین ساحر بھاگ کر
نکل گئے کسی نے یہ صلاح کی کہ خدمت لقراط ثانی مین چلین بعض نے دامن صحرا سے
منھ چھپایا ہر چند کہ برق شمشیر سے بچے گر طعمہ گرگ و پلنگ ہوے جو گھر کر رہ گئے اُنھون
نے چادر ہلائی امان طلب کی رستم نے سب کو امان دی بر سر سرداران زخمی آئے لندھور
وغیرہ کو بیہوش پایا مگر صاحبقران جو بیہوش تھے اُنکا پتہ نہ ملا ذکر کر چکا ہون کہ بارگاہ سلیمانی
مین آکر خواجہ زادون سے پوچھا کہ طلسم خیال سکندری کا کون فتاح ہی اُس طلسم
عجائب وغرائب کا کون سیاح ہی خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر سر اُٹھایا عرض کی اسس
طلسم کو نور الدہر بن بدیع الزمان فتح کرینگے یہ سنتے ہی ایرج اپنے مقام سے اُٹھے
فرمایا خواجہ زادون کو رشوت پہونچگئی ایرج کے اُٹھتے ہی کل سرداران دست چپ
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے نور الدہر نے جو قصد کیا بدیع الزمان نے بہ نگاہ قہر طرف
نور الدہر کے دیکھا اشارہ سے فرمایا اے نور نظر جانے دو تمھارے نام فتاحی ہی یہ سب
جاکر آوارہ دشت ادبار ہونگے ایرج جو اُٹھکر باہر آئے شاپور سے فرمایا لشکر تیار
کرو اسی وقت لشکر تیار ہوا سب سرداران دست چپ مثل جہانگیر و چوگان بن حمزہ

وقاسم بن علمشاہ ایرج کے ساتھ ہوے یہ سب دست بہم یلوہ کیے ہوے طرف طلسم
کے جاتے ہین کہ حال انکا وقت پر تحریر ہوگا بعد انکے جانے کے نورالدہر مسلح ہوے
بدیع الزمان نے بھی بیٹے کا ساتھ دیا لندھور بن سعدان بھی ہمراہ ہوے کہ انکا
بھی ذکر تحریر ہوگا لیکن حقیر کو منظور ہی کہ قبل ان سردارون کے حال سکندر تاریخ سے
ظاہر کرون کہ یہ طلسم کیونکر تیار رہا سکندر خراج گزار دارا اور دارا بادشاہ ہفت اقلیم
ہی سکندر کا وزیر ارسطوے خوش تدبیر ہی ایک روز سکندر تخت پر بیٹھا تھا گرفتۂ شراب
مین محو وزرا امرا حاضر کہ اسی وقت فرمان دارا آیا کہ خراج کیون نہین بھیجا سکندر نے
حالت نشہ مین پشت فرمان پر لکھدیا ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند + یہ جواب جو دارا
کو پہونچا بدماغ ہوکر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو بر سر سکندر لشکر کشی ہی اس مغرور نے کیا سمجھکر یہ مصرع
لکھا اسکو جاکر معزول کرون تاج و تخت لیلون اور ناظم مقرر کرون لکھا ہی کہ جب دارا سوار
ہوا علاوہ فوج کے کئی ہزار افسر ہمراہ تھے ہرکارون نے سکندر کو خبر دی کہ دارا بہ ارادۂ رزم
و پیکار آتا ہی یا تو سلطنت چھوڑ کر بھاگ جایے یا یہان سے براے مقابلہ چلیے سکندر نے ارسطو
سے ذکر کیا ارسطو نے قرعہ پھینک کر کہا بسم اللہ براے مقابلہ چلیے جیسا آپنے لکھا ہی اسکا جواب
دیجیے بلکہ حقیر عرض کرتا ہی کہ آپ کی فتح ہوگی دارا کی شکست ہی سکندر جسقدر فوج ہمراہ تھی
کہ بمقابلۂ دارا عشر عشیر سمجھنا چاہیے لیکر سوار ہوا مگر ہر مقام پر ارسطو سے کہتا ہی کیون استاد ہمکو
لشکر قلیل کیونکر مقابلۂ دارا مین تھمے گا اسوقت لشکر سکندر سرحد مین ایک قریہ کی تھا سکندر
نے دیکھا سامنے ایک کھیت مین فاختہ تیتر سے لڑ رہی ہی ارسطو نے کہا ای شہنشاہ مین فال
دیکھتا ہون آپ مثل فاختہ و دارا مثل تیتر ہی اگر فاختہ غالب آئی تو گویا آپ دارا پر غالب
آے اور دارا مثل تیتر ہی غالب ہوا ممکن ہو سکندر نے بھی قبول کیا تماشہ لڑائی کا دیکھنے
لگے فاختہ نے لڑتے لڑتے اچک کر لات ماری کہ آنکھ تیتر کی نکل پڑی اس صدمہ سے
تیتر بھاگا فاختہ اسی کھیت مین گونجنے لگی ارسطو نے کہا کہ کیون شہریار اب میرے قول
کا اعتبار ہوا سکندر کو کسی قدر قوت ہوئی مگر دل دھڑک رہا ہی اسی مقام پر لشکر اتارا
کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی کہ تمام صحرا مین تاریکی ہوگئی روے آفتاب چھپ گیا تھا

ابر گرد نے تمام صحرا کو گھیر لیا آمد لشکر دارا شروع ہوئی بارگاہ دارا استادہ ہو گئی اسقدر لشکر دارا
آیا کہ کئی منزل کا صحرا لشکر دارا سے معمور ہو گیا تب دارا نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے
سکندر کو خبر دی یہان بھی طبل جنگی بجا مگر سکندر نے شب کو ایک نخل پر چڑھکر دوربین ہاتھ مین
لی لشکر دارا کی طرف دیکھا جہان تک نگاہ نے کام کیا سواے فوج دارا کچھ نظر نہ آیا ہزارہا
خیمہ استادہ ہین ہر مقام پر طبل و نقارے بج رہے ہین کمیدان و رسالدار اپنی پلٹنون و رسالون کو ترغیب
جنگ دے رہے ہین سکندر کا پتنا ہوا نخل سے اُترا اپنے خیمے مین آکر ارسطو کو بلا کر حال کثرت
لشکر دارا بیان کیا ارسطو نے کہا اے شہنشاہ فتح آپکی ہی میری کتاب خبر دیتی ہو کہ دارا کا
پیمانۂ عمر لبریز ہوا اس جنگ سے زندہ پلٹ کر نجائیگا یہی صحرا اسکا مشہد و مقتل ہوا اجل گھیر کر لائی
ہو مگر مین بھی حیران ہون کہ ظاہر تو کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی باطن کا حال پروردگار
جانتا ہو مگر حضور انتشار نکرین آپ کو یاد ہو گا کہ فاختہ کیونکر تیتر پر غالب آئی اسی طرح آپ کی
بھی فتح ہو گی کوئی سبب پیدا ہو جائیگا شاہ و وزیر مین شب بھر یہی باتین رہین جبکہ آئینہ دار
فلک چہارم آئینہ مہر ہاتھ مین لیکر فلک زبرجدی پر آکے ٹھہرا آئینہ چمکایا تاریکی شب رفع ہوئی
تمام عالم نورانی و منور ہوا سکندر وہ لشکر قلیل ساتھ لیکر میدان مین آکر ٹھہرا کہ اتنے مین آمد
لشکر دارا شروع ہوئی دارا مرکب باد رفتار پر سوار کئی ہزار افسر گھیرے ہوے کنارے پر
لشکر کے آکر ٹھہرا پشت مرکب سے اُترا کرسی پر جلوہ فرما ہوا طشت طلا مین گلاب و کیوڑہ
بھر کر سامنے رکھا گیا اسمین دارا نے پاؤن ڈالدیے دو غلامان ترکی قوی تن قوی من چوڑے
تیغے کھینچے ہوے دست راست و دست چپ کو آکر کھڑے ہوے یہ پہلو مین ہر وقت
کھڑے رہتے ہین جب صف لشکر جم چکی دارا نے ایک افسر کو اشارہ کیا وہ افسر گھوڑا اُچھالکر میدان
کارزار مین آیا لشکر سکندر پر نعرہ کیا سکندر نے بھی ایک افسر کو اشارہ کیا مگر افسر سکندر ہاتھ سے
افسر دارا کے مارا گیا دوسرے افسر سکندر نے نکلا افسر دارا کو قتل کیا شام تک اسی طور سے
جنگ رہی دس سرداران سکندر مارے گئے اور پندرہ افسران دارا قتل ہوے اسی طرح
ہر روز جنگ ہوتی رہی جب سکندر پوچھتا ہو ارسطو سے کہتا ہو استاد فتح کی کوئی صورت معلوم
نہین ہوتی ارسطو وہی کلمہ کہتا ہو کہ انجام کو آپ کی فتح ہو سکندر خاموش ہو رہتا ہو ساتوین دن

جو لشکر دارا میدان میں آیا اور دارا نے افسر کو اشارہ کیا وہ افسر میدان میں آیا اسلحہ شوری کرکے
آواز دی سکندر نے نگاہ اُٹھا کے اپنے لشکر کو دیکھا کوئی افسر نہ پایا ساری فوج بے سردار ہی
سکندر نے ارسطو سے کہا استاد آج کوئی افسر نہیں ہے کہ مقابلہ میں جائے کیوں استاد اب کسکو
بھیجوں ارسطو نے کہا اب خود حضور نکل کر جنگ کریں ورنہ آج ہی شکست ہوگی میں حیران ہوں
کہ دل ہی دل میں خیال آتی ہے علم ستارہ شناسی دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی فتح ہوگی مگر حیران ہوں کہ کس صورت
سے فتح ہوگی اب حضور ہی کا جانا میدان میں بہتر ہے سکندر نے مرکب بڑھایا آکر اُس افسر سے مقابل
ہوئے اُس افسر نے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے سپر کو پناہ سر کیا بسبب سپر تلوار کو رد کر کے ہاتھ تلوار
کا مارا کہ اُس افسر کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا افسر طرف سے دارا کے آیا وہ بھی ہاتھ سے سکندر
کے مارا گیا شام تک ساٹھ افسر طرف سے دارا کے نکلے مگر ہاتھ سے سکندر کے مارے گئے دونوں
لشکر ہٹے دارا یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اگر دس برس لڑوں اور وزیر سے ہی پہلوان قتل ہوں تو بھی
افسر کم ہوں سکندر کہاں تک لڑیگا پیام صلح قبول نہ کروں گا اب تک تو مجھ کو یہ خیال تھا کہ اگر
سکندر عذر کریگا تو معاف کر دونگا مگر اب معاف نہ کرونگا وہ تیار ہے تین پہر کو ونگا زمین پر دریا
خون بہہ جائیگا دولت کچھ زر و جواہر لٹا دونگا چار مہینے اسی طرح سکندر نے میدان داری کی کبھی وہی
افسر کبھی بارہ قتل ہوئے اور جب سکندر زخم کھا کر آتا ہے ارسطو علاج کرتے ہیں زخم تو بحال
ہوتا ہے سکندر ہر روز تنہائی میں آکر کہتا ہے کہ ہیں استاد اب کیا ہوگا ارسطو یہی جواب دیتے
ہیں کہ انجام میں فتح آپ کی ہے مگر دیکھئے کس طور سے فتح ہوتی ہے اور انجام کیا ہوتا ہے سکندر ارسطو
سے باتیں کر رہے ہیں وقت شب ہے زخم جسم سکندر سے دل جوش مار رہا ہے خون جسم سکندر سے
اسقدر نکل گیا کہ ارسطو سے کہا ہے کہ استاد اب میں کل مقابلہ کے لائق نہیں ہوں ارسطو یہی
جواب دیتے ہیں کہ شہریار گھبرائیں نہیں پروردگار مالک ہے کہ درباری نے جھک کر عرض کی ایک شخص
منہ لپیٹے ہوئے آیا اور یہ کاغذ مجھ کو دے کر چلا گیا اور یہ کہہ گیا کہ یہ کاغذ سکندر پڑھیں اور جو
اسکا فلاں صحرا میں ملک شاہ الدین سکندر نے جو اُسکو پڑھا وہ دو غلامان ترکی کہ پہلو دار ہیں
دارا کے باشمشیر برہنہ کھڑے ہوتے ہیں اُنکی طرف سے لکھا ہے کہ اے سکندر اگر فلاں ملک کا اسکو
بادشاہ کرو تو ہم سر میدان سامنے کل فوج کے دارا کو قتل کریں ارسطو پڑھکر خجل ہو اٹھا کر

ای شہریار دیکھیے خدا نے صورت فتح کی ظاہر کی فوراً اُسکا جواب بُھرانی سکندر نے لکھکر مقام موعود
پر بھیجا دیا وہ غلامان ترکی اُس کاغذ کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور آمادہ ہوے کہ کل دارا کو
سرمیدان قتل کرین سکندر سے سلطنت لین یہان سکندر بھی رات بھر اسی فکر مین رہا کہ کل
کیونکر مقابلہ کرونگا مجھ مین توت جنگ باقی نہین ناگاہ سکندر فلک چہارم راہ ظلمات کو طے کر کے
چرخ زبرجدی پر آیا تمام عالم روشن ہوا سکندر بحسب قاعدہ قدیم مرکب چپکا کر میدان مین
آیا مگر مایوس دل کو پریشانی کہ ای سکندر آج جو کوئی مقابلہ مین آئیگا کیا جواب دیگا ساتدن
برابر گذرے میدانداری کرتے ہوے کسقدر خون جسم سے نکل گیا اس سوچ مین سکندر کھڑا
ہی نیزہ ہلا رہا گھوڑا چمکا رہا تھا زبان درازی کر کے آواز دیتا ہی ہیبت گران سر کہ را بار سیر
برتن ست حکیم علاجش بدست من ست یہ کہکر سکندر نے سر اُٹھایا غلامان ترکی سے آنکھ
لگئی اُنھون نے ہاتھ اُٹھا کر مضبوط ہونے اقرار کا حال پوچھا سکندر نے متوجہ ہوکر اشارے سے
کہا کہ یہ اقرار شاہون کے ہین جو زبان سے نکلتا ہی وہی ہوتا ہی تم اپنا کام کرو جو ہمنے کہا ہی وہ
لو در انعام وافر دیگا یہ کہکر سکندر نے مضبوط ہونے عہد کی ایسی دو چار باتین کہین کہ اُن دونون
غلامون کو یقین کامل ہوا کہ سکندر نے جو کہا ہی وہی کریگا جیسے ہی سکندر نے نعرہ کیا کہ ای دارا
آج کیا ہی کہ کوئی مقابلہ مین نہین آتا مین دہین آکر جوہر شمشیر دکھاؤن بس غلام ترکی نے ہاتھ
تلوار کا دارا کو مارا سر دارا کا ڈھلک گیا دوسرے نے بھی چاہا کہ ہاتھ مارون دارا نے اس
حال پر ملال مین جھڑک کر کہا او نمک حرام سامنے سے دور ہو دونون غلام تلوارین پھینک کر بھاگے
لوگون نے اُنکو گرفتار کیا سکندر گھوڑا اڑا کر قریب دارا آگیا سر دارا کا اُٹھا کر زانو پر رکھا
اور سکندر کو بھی عبرت ہوئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا ای شاہ مین آپکا ہی خراجگذار
ہون مین یہ نہ چاہتا تھا کہ سرکار کو ایسا صدمہ پہونچے دارا نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای سکندر
دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت مجھ ایسا بادشاہ جانتا تھا کہ اگر لشکر کشی کسی پر کرونگا تو کاو زمین
بار نہ اُٹھا سکیگی مگر ای سکندر سامنے سے ہٹ جا کہ مجکو اپنی تلوار سے بوے خون آتی ہی ارسطو
نے اتنے عرصہ مین افسرون کو اور وزرا کو ملا لیا سب سے وعدہ کر لیا کہ تمھارے عہدہ ہاے قدیم
سے مرتبے زیادہ ملین گے سکندر بڑا عادل و منصف ہی یہان سکندر نے حکما کو براے علاج دارا

بھیجا دارا نے پوچھا تم لوگ کسکے بھیجے ہوے آے ہو حکما نے دست بستہ عرض کی حضور سکندر وزیر اخلاق ہو جب سے آپ کے سامنے سے گیا آب و دانہ پر توجہ نہین کی مثل ابر باران رو رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی ہاے میرا شہنشاہ اُسنے ہم کو بھیجا ہی ہم شاہ کا بلطف علاج کرینگے جب دارا نے سکندر کا یہ حال سنا تو کہا سکندر کو بلاؤ مین کچھ وصیت کرونگا لوگون نے جاکر سکندر کو اطلاع کی سکندر فوراً حاضر ہوا آکر دارا کے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ ہو کر سامنے بیٹھا دارا نے کہا اے سکندر دنیا کا کچھ اعتبار نہین اپنی جان کی حفاظت ضرور ہی خبردار بہت ہوشیار رہی سے سلطنت کرنا مین نے ان پاجیون کو جان کا نگہبان کر کے یہ صدمہ عظیم اُٹھایا ہر چند کہ تیرا وزیر صائب تدبیر ہی لیکن اپنی جان کی حفاظت کرنا اور مین تجھکو کیا وصیت کرون یہ جانتا ہون کہ میرے بعد تو ہی بادشاہ ہوگا ارسطو نے اتنے عرصے مین انتظام کرلیا ہوگا ایک خیال رہے کہ میری دختر بلند اختر ملکہ روشنک کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے اُسکی خوشنودی کا جویا رہنا میرے قاتلون کو اُسکے حوالے کرنا جو چاہے وہ سزا دے بدلہ میرے خون کا لے یہ کہکے سر سکندر کا اپنے سینے سے لگالیا کہا میرا حکم ہی اے وزیران سلطنت و مشیران ہمہ ہمت حکم سکندر سے گردن تابی نہ کرنا میرے بعد یہی بادشاہ ہی روشنک کا اسکے ساتھ عقد کردینا یار و آگاہ ہو کہ مین کیا کہتا ہون

نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہی پریشان و شش
اس چمن کی ہواے ہمن و دی — آستین زن چراغ عقل پہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مے میکشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن زمین — چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین

شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن	کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے بین یہ ہی الحان	غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین	باغ مین آبشار روتے ہین
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار عبرت آثار پڑھکر دارا کے آنسو جاری ہوے سب افسران فوج رونے پر دارا کے بہ چشم زار زار روتے تھے اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ شاہ نے کیا اشعار پڑھے ہین ناپائداری دنیا آنکھون کے نیچے پھر گئی صورت عیش و عشرت نگاہون سے گر گئی اتنا بڑا بادشاہ کیا مجبور و ناچار ہی کس حسرت سے یہ اشعار پڑھے ہین موت بھی عجب چیز ہی کسکو تمیز ہی کہ اسکا کب سامنا ہوگا ابھی چند سامنے گذرین کہ ہم سب پر حکمران تھا اب اسوقت کیسا مجبور و ناچار ہی دنیا عجب مقام ہی حباب لب دریا سے مثال دیتے ہین اُس سے بھی اسکو کم قیام ہی مقام فانی اِسکا نام ہی اسی طرح ہر شخص حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے جائیگا بجز حسرت و یاس کوئی ساتھ نہ ہوگا بقول مصنف نظم

بے مہری زمانہ کہیے کہان کہان تک	بیزار ہوگئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے تھے ساتھ بس یہانتک

یارو مقام تصور ہی کہ تاج شاہی بیکار کشکول گدائی والا بھی مجبور و ناچار یہ فوج یہ لشکر کوئی ساتھ نہ جائیگا افسوس صد ہزار افسوس مطلع تعجب کیا ہی ای ساکنان ملک ہستی ہی + عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی + بلکہ اگر تصور فرمایئے تو اصل یہ ہی نظم

بعد مرنے کے یہ کھلا ہم پر	خاک کے نیچے خوب بستی ہی
ابر رحمت اگر نہین اے برق	بیکسی گور پر برستی ہی

کوئی خوشی اس دنیا سے نہ لیجائیگا بعد مرنے کے ضرور پچھتائیگا اتنا بڑا اسفر اور زاد راہ ناممکن بند

کام آوینگے تربت مین نہ ازواج نہ اطفال	نہ ملک نہ جاہ نہ منصب نہ زر و مال
دہ کیا ہین کہ جو ساتھ چھوڑینگے بہر حال	اعمال ہین اعمال ہین اعمال ہین اعمال

ہمدرد بجز بیکسی و یاس نہ ہوگا
سو دینگے لحد مین تو کوئی پاس نہ ہوگا

آخر دارا نے انتقال کیا سکندر روتا ہوا خود لاش کے ساتھ ہوا ہر ایک سے متوجہ ہو کر کہتا تھا
کہ بار وا سکو یاد رکھو بیت ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری * شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا
رود * اس کلام حسرت انجام سکندر پر اہل فوج بلک بلک کے روتے تھے پھر تو بعد وفات
دارا سکندر تخت پر بیٹھا الغا ہی کہ آپ روشنک سے عقد کیا قاتلان دارا روشنک نے
قتل کیے ایک دن کا معاملہ ہی جب سکندر صاحب اقبال اُس فوج دریا موج کو لے کر
ایک صحرا مین اترا شب کو منظور ہوا کہ اپنے لشکر کو دیکھون دوربین لیکر جو نگاہ ڈالی جہانتک
حد نگاہ پہونچی اپنا ہی لشکر معلوم ہوا اسوقت سکندر کو غرور ہوا کہ میرا وہ لشکر ہی کہ جسپر لشکر کشی
کرون گھیرا جاے اب کون مجھ سے مقابلہ کر سکتا ہی ایسلیے کلمات غرور دل مین آئے رات
کو آرام کیا صبح کو لشکر مین غل ہوا سکندر نے ارسطو سے پوچھا خیر تو ہی کہ ہرکارے نے آکر عرض کی کہ آپ
کے لشکر کے گرد ایک دیوار اٹھ گئی ہی سکندر ارسطو کو ساتھ لے کر باہر نکلا ارسطو نے آکر دیوار
پر ہاتھ رکھا کہا حضور یہ ٹی نہین ہی کسی جانور نے آپ کو گھیرا ہی پھرتے پھرتے ایک مقام پر آ کے
دیکھا کہ اژدہے نے دم اپنی منھ مین لیلی ہی اُسی کے دورے مین سب لشکر ہی سکندر نے تو بہ
کی اور عرض کی کہ ای پروردگار دامن قدرت تیرا اور راز ہی ایک جانور صحرائی اگر کروٹ لے
تو یہ تمام لشکر پس جاے کوئی ذیحیات باقی نہ رہے اور تاج پہن کر سامنے اژدر کے آیا کہا ای
اژدہے بحکم خدا بیان کر کہ تو نے مجکو کیون گھیرا ہی وہ اژدہا مثل انسان گویا ہوا کہ ای بادشاہ
عادل و باذل مین آپ کے پاس فریادی آیا ہون سامنے جو کوہ فلک شکوہ ہی اُسکے دامنہ
مین ایک غار ہی بہ آسائش اُسی مین رہتا تھا ایک بچھو آیا اُسنے آکے غار پر قبضہ کیا جب وہ
ڈنک مارتا ہی پہاڑ کا ٹکڑہ اڑ جاتا ہی بخوف اُسکے بھاگا بھاگا پھرتا ہون آپ اشرف المخلوقات
سے ہین دارا ایسے بادشاہ کو مارکر سلطنت لی میرا مکان دلوا دیجیے سکندر نے بہ صلاح ارسطو
اژدہے سے وعدہ کیا اژدہے نے دم کو چھوڑ دیا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اب سکندر نے
آکر دورے دیکھا کہ زیر کوہ ایک غار عمیق ہی اسمین سے دھوان نکل رہا ہی جب وہ بچھو نکلکر
ڈنک مارتا ہی تو پہاڑ کا ایک حصہ اڑ جاتا ہی سکندر نے آکر ارسطو سے کہا ای استاد والا نژاد
جب تک یہ بچھو مکان اژدر نہ چھوڑیگا مین اسی صحرا مین رہونگا آگے نہ بڑھونگا ارسطو نے

تدبیر کرنا شروع کی غرض کہ جو اشیاء دوا میں پڑتی ہیں انکو جمع کیا اور ایک نقب زیر غار اژدہ
کھدوائی اور اتنا بارود نقب میں معمور کردیں فتیلہ لگا کر کئی کوس پر دہانہ رکھا اژدہے کو بلایا
کہا اب دیکھو تمہارا دشمن مارا جاتا ہے یہ کہکر فتیلہ میں آگ لگا دی جب آگ اس مقام تک پہونچی
ایک دھماکا ہوا جلتے کا طبقہ اڑ گیا بچھو کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا سکندر نے آکر اژدہے سے کہا ای
برادر اپنا مسکن لو اژدہے نے بہت دعائیں دیں اور کہا ای شہریار مین جنگل میں بیکار ہوں لیکن جب
کوئی ضرورت ایسی ہو کہ کسی طرح حل نہ ہوسکے تو غلام کو طلب فرمائیے گا چند موے سر اپنے توڑ کر سکندر
کو دیے اور فرمایا کہ جب اسکو حضور آگ دکھائینگے غلام فوراً حاضر ہوگا سکندر نے وہ موے سر
اپنے پاس رکھے جب سکندر کو سفر دریا درپیش ہوا جہاز تیار کرائے اس لشکر گران کو ساتھ لیکر
دریا میں چلے کئی مہینے کے بعد ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک مقام گرداب ہے کہ کئی سو جہاز اس
بھنور میں چرخ مار رہے ہیں اور جو لوگ اسپر سوار ہیں بھوکے پیاسے سوکھ کر رہگئے ہیں جب
سکندر کو کئی دن اس مقام پر گذرے ارسطو سے کہا استاد کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ اس
مقام پر کوئی شے بنا دوں کہ دور سے دیکھنے والا دیکھے اور جہاز کو پھیر لیجائے یہاں تک نہ آئے
ارسطو نے کہا ای شہریار اس مقام پر پانی چرخ مارتا ہے طبقہ زمین کا پھٹا ہوا ہے کوئی شے یہاں بن
نہیں سکتی تب سکندر نے ناچار ہوکر موے سر اژدر کو آگ دکھائی اژدہا فوراً آ موجود ہوا سب
حال سکندر نے اس سے بیان کیا اژدہے نے کہا ای شہنشاہ آپ لاکھوں من سیسہ منگوائیے
مین دم کے بل کھڑا ہوتا ہوں کل سمندر میں میری تھاہ ہے دیکھوں یہاں کیا کیفیت ہے یہ کہکر
اژدہا اس مقام پر آیا دم ٹیک کر کھڑا ہوا فقط گلا اسکا باہر رہا سکندر سے کہا جہازوں کو
قریب لائیے اور سیسہ میری حلق میں ڈالنا شروع کیجیے مین ایک میل بنکر رہجاؤنگا میرے
سر پر عمارت بنائیے اسپر ہاتھ نصب کیجیے اسپر پنجہ بنا کر لگائیے ارسطو ایسا عقیل آپکے ساتھ
ہے وہ پنجہ ہلا کرے کئی سو کوس سے جب دیکھنے والا دیکھے تو اسطرف نہ آئے ارسطو نے اژدہے
کی رائے کی بڑی تعریف کی اور کہا سبحان اللہ ثابت قدمان کوہ الفت ایسے ہوتے ہیں الغرض
لاکھوں من سیسہ وہیں اژدر میں بھروا دیا اسکے سر پر میل بنایا ایک ستون کلان لگایا
اسمین پنجہ لگا دیا کہ اسی کا سد سکندر نام ہے کئی ہزار برس اس بات کو گذرے مگر اب تک

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر — ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر

وجہ ہو اسکی یہ بظاہر عقلا کے اوپر — یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر

زادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم — سفر دور و درازست و ما بے خبریم

عقلا نے یہ بات نکالی کہ سکندر دکھلاتا ہی کہ یارو دیکھو تو ہیت ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی
جائینگے سب کمال اک روز آخر خاک مین ملجائینگے + اور مان کو یہ وصیت کی کہ حال مان کا
سبب ابتر تھا کہا ای والدہ میرے فاتحے کا کھانا خود لیکر نکلنا جس گھر مین کوئی مرا نہو اُس گھر
مین وہ کھانا دینا وہ ضعیفہ پیر زمین گیر بعد انتقال سکندر کھانا فاتحہ کا لیکر نکلی شہر بھر مین پھری ہر
گھر سے یہی آواز آئی کہ ہمارا گھر موت سے خالی نہین ہی حکیمون نے کہا ای ضعیفہ سکندر نے
یہ وصیت تمکو اسواسطے کی کہ سب نے صدمہ فراق اٹھایا ہی سب کے مرتے آئے ہین آپ بھی صبر
کیجیے ضعیفہ روتی ہوئی قبر سکندر پر آئی آواز دی ای سکندر یہ تو میری کیا تسکین کر گیا کسی کا ایسا
بیٹا نہ مرا ہوگا کہ حاکم بحر و بر بنا چشمہ حیوان مجکو کیونکر صبر آئے زمین سے آواز آئی او ضعیفہ کس سکندر
کو پوچھتی ہی جو صفتین تو بیان کرتی ہی اسی زمین پر اس صفت کے کئی ہزار سکندر دفن ہین جاکر
آرام کر تب اُس ضعیفہ کو صبر آیا سکندر نے حکیمون سے یہ گذارش کی تھی کہ میری لاش کو محفوظ
رکھنا اور ایک مکان مین ۔ لکھا ارسطو نے بعد سکندر ایک قصر عالی بنوایا اسمین لاش سکندر
صندوق مین بند کرکے رکھدی اور ایسا روغن جسم پر ملا کہ لاش گلنے سڑنے نہ پائی اور وصیت کی کہ مدام
ایک حکیم معقول زیر صندوق رہا کرے اور مین طلسم بنائے دیتا ہون کہ بعد کئی ہزار سال کے فتاح اسکا
پیدا ہوگا تب مردان طلسم کو تکلیف پہنچیگی جب زمانہ سقراط ثانی کا آیا وہ زیر صندوق بیٹھا
کئی سو ملک کے بادشاہ سال مین خراج لیکر آتے تھے روپیہ جو بحساب جمع ہوا سقراط کو غرور ہو گیا
دعوی خدائی کر بیٹھا نیرنگساز شعبدہ باز تھا اپنے علوم سے طلسم کو رونق دی ساحرون کو اپنے
قصبون مین رکھا اسکی ملاقات ہفت پیکر سے لکھ چکا ہون جب اسنے خبر پائی کہ ہفت پیکر
مارا گیا تو صاحبقران کو گرفتار کرا منگایا حکم دیا کہ باغ آتشبار مین لیجا کر قید کرو جب خبر سنونگا
کہ اسکے وارث اسکی رہائی کو آتے ہین اسی کو انکے مقابلہ مین بھیجونگا یہی جا کر سب کو زیر کریگا بد دولت
کو سب سجدہ کرینگے خدائی کو رونق ہوگی آتشبار جادو صاحبقران کو لیکر باغ آتشبار مین آئی

ایک قصر مین لاکر امیر کو قید کیا۔ اگر سرداران نامی و پہلوانان گرامی جو تلاش مین صاحبقران کی
نکلے تھے مینون سرگردان پھرے لیکن صاحبقران کا پتہ نہ پایا سقراط ثانی سر پر خدائی چڑھا
ہی تقدیرین بگھار رہا ہی کہ چند طائر آسمان سے آئے غلغلہ مار کر السان سے عرض کی یا خداوند
فرزندان صاحبقران مع فوج دریاموج صحراؤن کو پامال کرتے ہوے آرہے ہین کی صحرا سے
اپنے افسر کی تلاش مین ہین سقراط نے حکم دیا کوئی ساحر ایسا جائے کہ فرزندان حمزہ کو گرفتار
کرکے لائے عجائب نگار جادو اپنے مقام سے اٹھی عرض کی یا خداوند جاکر وہ شعبدہ
اردن کہ فرزندان حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤن بلکہ فرزندان حمزہ کو سردارون سے لڑواؤن
سقراط نے حکم دیا عجائب نگار نے ساٹھ ہزار ساحرون کا لشکر اپنے ساتھ لیا قصر سکندری سے
روانہ ہوئی یہان ایرج نوجوان لشکر گران لیے ہوے جاتے ہین کل دست چپ انکے ہمراہ
ہین ایک مقام پر آکر دوراہہ ملا ایرج نے پوچھا یہ راستہ کدھر کو گیا ہی دریافت ہوا یہانسے پانچ کوس
پر ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعۂ قاموس کہتے ہین قاموس شیر سوار پہلوان زبردست وہان کا حاکم
و ناظم ہی ایرج نے پلٹ کر جہانگیر کو حکم دیا کہ ہم تو تلاش مین جد عالی تبار کی جاتے ہین آپ
جاکر قاموس کو گرفتار کرلائیے جہانگیر فوراً چابک کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ قاموس کے چلے قاموس
شیر سوار کو خبر ہوئی کہ فرزند حمزہ میرے مقابلہ کو آتا ہی لاکھ سوار و پیدل ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر
نکلا تیسرے دن صحرا سے گرد اڑتی دیکھا جہانگیر دلاور برپشت مرکب پر سوار بارہ ہزار سوار و پیدل
اس جاہ وحشم سے آکر پہونچے مقابلہ قاموس مین آکر فروکش ہوے قاموس نے طبل جنگی بجوایا
صبح کو جوشان و خروشان میدان مین آیا ادھر سے جہانگیر فوج ظفر موج کو ساتھ لیکر مع چابک
صبا رفتار میدان کارزار مین پہونچے جہانگیر کو دیکھکر قاموس ہنسا ساتھ والون سے کہا ہی کہ یہ پسر
حمزہ کیا سمجھ کر میرے مقابلہ مین آیا چیر پھاڑکر اسکو پھینکدونگا یہ کہتا ہوا میدان کارزار مین آیا
پکار کر آواز دی۔ ولی پسر حمزہ یہ وہ قلعہ ہی کہ بڑے بڑے پہلوان ارادہ کرکے آئے اور رہا بدولت
کو دیکھکر بھاگ گئے اگر تمھاری موت ہی تو میرے مقابلے مین آؤ جہانگیر نے یو دھا باگ کو لیا اور
مرکب باد رفتار کو اڑایا وہ مرکب تیز رو صبا دو طرارے بھرتا ہوا اگندا مثل ماہ نو کیے ہوے
دم سے جبور کرتا ہوا سامنے قاموس کے پہونچا قاموس سے جہانگیر کا درزن ہوے

پانچ قدم شبر قاموس کا پیچھے ہٹا اور تین قدم مرکب جہانگیر پیچ پا ہوا جہان آرا پر جو
قاموس کی نگاہ پڑی دیکھا جوان غزال چشم شیر خشم چوڑا سینہ چہرے پر رعب و دبدبہ تو قاموس شل آئینہ
حیران ہوا اور دیکھکر آواز دی اے جوان رعنا مجکو تیری کمسنی پر رحم آتا ہے مناسب ہے کہ میری
اطاعت کرو ورنہ بہت پچھتاؤگے مین نے صدہا پہلوانون کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا ہے کوئی کبھی آکر یہان
فتحیاب نہین ہوا مین تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ جرأت تیری مجکو بہت پسند آئی
کہ بلاتکلف میرے مقابلے مین چلا آیا جہانگیر نے کہا اے قاموس اسقدر غرور نکر صف مین تو
میری دیکھ مجھ ایسے کئی پہلوان میرے زیر کردہ موجود ہین قاموس نے جھنجھلا کر نیزہ مارا جہانگیر
نے نیزے کو نیزے پر لیا آپسمین نیزہ چلنے لگا بیت دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر + تو گوئی کہ بودند
دو شیر: تین سو ساٹھ طعنین نیزہ بازی کی رد و بدل ہوئین ایک مقام پر جہانگیر نے نیزہ قاموس
کا گانٹھا پھیر کر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قاموس کے نکل گیا قاموس نے جھلا کر تلوار کھینچی اور جہانگیر پر
ہاتھ مارا جہانگیر نے زیر کھا سے سپر خنجر ہو کر جھکی روکی کہ تلوار قاموس کی ہٹ پڑی جہانگیر نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد کیا کہ تلوار چھین لون قاموس نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان
لپٹے ہوئے زمین پر آئے قاموس کو زور دری کرنے لگا جہانگیر ایک مقام پر دو پیچ سے قاموس
چاہتا تھا کہ روکون مگر زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی ایک مقام پر پانون کا ترد دیے جیسا ہی
پلٹون جہانگیر نے دونون شانے پکڑ کے ایک جھٹکا مارکر گود قاموس کا اتر گیا مثل بید کانپ کر غش طاری
ہوا سر لنڈھے پر جہانگیر کے رکھدیا جہانگیر نے قاموس کو سنبھالا پکارکر آواز دی اے پہلوانان قاموس
یہ صید زبون ہے اسکو لیجاؤ چند پہلوان طرف سے قاموس کے آئے قاموس کو گود مین لیکر ہودا
پر سوار کیا بارگاہ مین داخل ہوئے کولہ کو ہٹایا تب قاموس کو ہوش آیا پہلوانون سے کہا باہر جاؤ جب
قاموس بارگاہ مین تنہا ہوا اپنی مجبوری پر رونے لگا کہتا تھا کہ اے خداوند اقبال طاقت کیسی حکومت کی کہ میرا
گورا اتر گیا پسر حمزہ کو غرور ہوگا کہ مین میدان سے اسطرح ہٹ آیا کبھی آج تک ایسا معرکہ نہ دیکھا تھا
اسکا سرہنگ سبک روزنام در بارگاہ پر حاضر تھا جب پہلوان باہر آئے تو سرہنگ نے پوچھا کہ سرکار
کیا کرتے ہین پہلوانون نے کہا انکو اپنے گورا اترنے کا بڑا افسوس ہے سرہنگ اندر آیا قاموس کو
دیکھا کہ رو رہا ہے قدمون کو بوسہ دیکر عرض کی اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان آج یون

اسعد بلول بن قاموس نے کہا اے رفیق شفیق کبھی مجھپر ایسا معرکہ نہ گذرا تھا جو ہاتھ سے پسر حمزہ ہ سکے کیفیت ہوئی انصاف کرتا ہون کہ فرزند حمزہ زور و طاقت مین یکتا ہی اگر اب کی مقابلہ ہوا تو وہ مجکو زیر کرلیجائیگا کیا تدبیر کرون کیونکر اُسپر غالب آؤن سرہنگ نے کہا اگر حکم ہو تو گرفتار کرلاؤن قاموس نے خوش ہوکر کہا اگر یہ ہوسکے تو بڑا احسان ہی مجھے پسر حمزہ سے قلبی نفرت ہی سرہنگ قاموس کو مطمئن کرکے باہناے عیاری سے آراستہ ہوا ایک مرد پیر کی شکل بنکر لشکر جہانگیر مین آیا پھرتا پھراتا پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام پر بیٹھکر نقب لگانے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ جہانگیر مین آکر ٹوٹا نقب سے نکلا اول روشنی گل کی قریب چھپر کھٹ پہونچا کاشت دوشالہ ہٹایا معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا چاند نکل آیا سرہنگ کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا مگر اپنے کو سنبھال کر بیہوشی نکالی کنجۂ ابر دماغ کے لگایا جہانگیر بیہوش ہوے سرہنگ نے پشتارہ باندھا اُسی نقب سے نکلا راستہ پکڑا طرف اپنے لشکر کے چلا قضاے کار چابک صبار فتار طلایہ پر پھیر رہا ہی کئی سو پیک نیچے خدمت مین ایک دوکان مین بیٹھا تھا کہ آنکھ بند ہوگئی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ میرے آقا پر حملہ کررہا ہی چابک نے گھبرا کر آنکھ کھولی ساتھ والون سے کہا یارو آقا پر کوئی آفت اور مری تم بازارون کی حفاظت کرو مین بڑھکر آقا کی خبر لون شاگردون کو چھوڑکر دربارگاہ جہانگیر پر آیا دیکھا نگہبان جاگ رہے ہین اُنسے گھبرا کر پوچھا خیر و عافیت ہی سب نے کہا غلام جاگ رہے ہین کیا مجال ہی کہ کوئی آسکے چابک اندر آیا پلنگ شاہزادے کا خالی پایا مہرہ نقب کا دیکھا نقب مین جاندر پڑا نقب سے باہر نکلا تلاش مین عیار کی چلا بلندی سے دیکھا ایک عیار بلند بالا پشتارہ دوش جاتا ہی چابک ایسا بیقرار تھا کہ بلندی سے پھاند پڑا پکارکر آواز دی کہ او دزد کہان جاتا ہی مین مہتر چابک صبار فتار سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک لڑکا دبلا پتلا تنچہ کھینچے ہوے آتا ہی جی مین کہا ہی یہ سرہنگ بدعا ہیرا کیا رنگا پشتارہ رکھکر ٹھہر گیا چابک قریب پہونچکر برس پڑا تنچہ مارنے لگا سرہنگ خالی دے رہا ہی مگر عاجز ہی کہ یہ طفل تو بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کوئی تنچہ پڑجاے تو اعضا بیکار ہوجائین مگر پشتارہ زمین پر رکھا ہی چاہتا ہی کسی ترکیب سے پشتارہ اُٹھاؤن اور سامنے سے اسکے بھاگون مگر چابک دم نہین لینے دیتا کہ ہمراہ چند شاگردان سرہنگ آکر پہونچے اب سرہنگ نے جو اپنے شاگردون کو آتے ہوے دیکھا دلیر ہوا کہا او طفل

اب کہان جائیگا شاگردان سرہنگ پنجے کمندین لیکر دوڑے چابک کے چیچے ہیں چابک نے گرگچ سر سے کھولا پتھر کلہ گوپھن مین رکھکر مارا ایک شاگرد کا سر اڑ گیا وہ ڈھیر ہوا اگر اسر ہنگ کو اسی قدر مہلت غنیمت ہوئی پشتارہ اٹھا کر دوش پر لگایا شاگردون سے کہا تم اسکو گرفتار کرو مین جاتا ہون یہ کہکے بھاگا چابک نے جو دیکھا کہ سرہنگ جاتا ہی ایک پتھر سر سرہنگ پر مارا پتھر سرہنگ کے پاؤن پر پڑا لنگڑاتا ہوا بھاگا شاگردان سرہنگ نے چاہا کہ چابک کو زد کرین اُن دس بارہ کو چابک جواب دے رہا ہی کئی بیاب پنجے مار کر ڈالدیے کسی کے ہاتھ پر پنجہ مارا کسی کے پاؤن پر کئی کو زخمی کیا کئی جان سے مارے گئے چابک ان سب کے بیچ سے جست کر کے نکلا ہر چند کہ سرہنگ دور نکل گیا تھا مگر چابک نے پہنچ جا کر سرہنگ کو گھیر پنجہ مارا کہ شانہ سرہنگ کا زخمی ہوا سرہنگ نے زخمی ہوکر فوج کو آواز دی کہ یارو مجھے اس طفل کے ہاتھ سے بچاؤ چند سوار دوڑے ایک سوار نیزہ اٹھا کر چلا اُسنے چاہا نیزہ پر چابک کو اٹھالون چابک نے سنان نیزہ کو خنجر سے قلم کیا اور بیٹھ کر پلٹ کا ہاتھ مارا کہ چارون پاؤن مرکب کے اُڑ گئے سوار کو گرتے گرتے خنجر سے ہلاک کیا تاموس اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ اُسنے کھڑا سنکر پوچھا ارے یارو یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ آپ کا عیار سرہنگ جہانگیر کو گرفتار کرکے لایا ہی اُسکے عیار نے سرہنگ کو زخمی کیا اور کئی سوار مار کر گرا دیے چاہتا ہی سرہنگ کو قتل کردے اور اپنے آقا کو لیکر بھاگے سرہنگ عاجز ہو رہا ہی کہ وہ طفل بلائے روزگار ہی تاموس یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنے مقام سے اٹھا گینڈے پر سوار ہوا اُسوقت آکر دیکھا کہ چابک پر نیزے پڑ رہے ہین مگر چابک لوٹ مار کر نیزونکو خالی دیتا ہی جست کر کے جس سوار پر خنجر مارا وہ سوار گھوڑے سے گرا کئی سوارون کو چابک مار چکا ہی تاموس دمین سے للکارا کہ او عیار کیون شامت آئی ہی اور کمان کیانی کا اندیشہ سے اُتاری جب تو چابک بھاگا راہ مین بھاگی ہوا جاتا تھا حسین خنجر زن نامے خلیفہ سرہنگ آتا تھا چابک سے اُسنے پوچھا ارے تو کون ہی کہان سے آتا ہی چابک نے قریب آکر کہا کہ اُستاد سرہنگ نے اس کمین عیار کو مار ڈالا ہی اب ارادہ ہی کہ جہانگیر کو قتل کرے مین ہرکارہ لشکر اسلام کا ہون یہ خبر لیکر جاتا ہون کہ سرداران جہانگیر کو خبر کردون وہ آکر لڑین لیکن بڑی شکست ہوئی جب افسر گرفتار ہو گیا تو اب ملازم کیا کرینگے یہ کہنے کہتے حباب مار کر حسین کو بیہوش کیا کنارے پر اُسکو کھینچ کر لایا سر اُسکا کاٹا

سرکو اپنے سر کی صورت بنایا اور آپ اسکی صورت بنکر سر کو رومال میں لیے ہوے خون تازہ ٹپکتا
ہوا طرف بارگاہ قاموس کے چلا یہاں سرہنگ نے لاکر جہانگیر کو بارگاہ قاموس میں پہونچایا
فوراً قاموس نے کہا اسکو ہوشیار کرو اُسنے کہا حضور ایسا نہ کریں یہ ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کریگا
آہنگر کو بلا لیجیے اسکو مسلسل اور مطوق کرا لیجیے تب ہوشیار کرونگا قاموس نے حکم دیا آہنگرون
کو بلاؤ آہنگر نے آکر جہانگیر کو ہتکڑیاں بیڑیاں پہنائیں طوق آہن گلے میں ڈالا تب جہانگیر کو
ہوشیار کیا جہانگیر کی جو آنکھ کھلی ہاتھ اُٹھایا خانۂ زنجیر میں غل ہوا سمجھے کہ ہمکو کوئی گرفتار کر لایا
ہی لڑکے اُٹھے قاموس کو تخت پر دیکھا بارگاہ میں سب پہلوان بیٹھے ہیں ایک ایک دیو خصال
عفریت مثال دنگلون پر جھوم رہے ہیں اور قاموس تخت پر بیٹھا ہی جہانگیر نے مثل اہل اسلام
کے سلام کیا کہا کیون ای قاموس یہی شیوۂ جرأت ہی کہ دربارگاہ پر غلغلہ ہوا سرہنگ نے
پوچھا ارے خیر تو ہی ایک عیار نے بڑھکر عرض کی آپ کا خلیفہ حسین خنجر زن چابک کا
سر لایا دربارگاہ پر ذکر ہو رہا ہی سب آپ کے شاگرد خوشیان کر رہے ہیں سرہنگ نے کہا ارے
اسکو اندر بلاؤ بڑے عیار کو اُسنے مارا بڑا کام کیا شاگرد جاکر حسین نقلی کو اندر بارگاہ کے
لائے سر سامنے قاموس کے ڈالدیا کہا حضور جنگل میں مجھسے اس سے خوب تلوار چلی کسی طرح
دھوکا نہ کھاتا تھا میں نے نعرہ دیا دیکھ پیچھے تیرے کون ہی یہ پلٹا میں نے تیغہ مارا سر کٹ کر گرا
میں سر لیکر بھاگا اس خیال سے کہ شاید کوئی شاگرد اسکا دیکھ لے تو خرابی ہو سرہنگ بہت خوش
ہوگیا قاموس نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر کہا ای حسین یہ انعام لے حسین نے بڑھ کے
قاموس کے قدمون کو بوسہ دیا مالا پہنکر دعائیں دینے لگا کہا حضور آج بہت کچھ لونگا قاموس
نے کہا جو کہیگا وہی دونگا تونے بڑے شخص کو مارا جہانگیر کا قوت بازو تھا سرہنگ نے کہا ای
حسین میرے بارہ شاگرد اسیر کرے مگر یہ سبکو جواب دیتا تھا کنارے پر لشکر کے آکر کئی سو سوار
بھی اسنے مارے تونے بڑا ہی کام کیا ایسے بلاے روزگار پر کیونکر غالب آیا۔ قضا سے کار قاموس
کا شانۂ عشرت میں ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی کہ جسکا نام نامی لیلاے عنبرین موی محل میں تھی وزیرزادی
اسکی مہر طلعت پہلو میں بیٹھی ہی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ پسر حمزہ گرفتار ہوکر آیا ہی اور عیار
بھی اسکا قتل ہوا سر اُسکا سامنے تخت کے لٹکا ہی معرکہ دیکھنے کے لائق ہی لیلا نے مہر طلعت

وزیرزادی کا ہاتھ تھامکر ہوا جلوہ تماشہ دیکھین پشت پر چند کنیزین آگے آگے لیلا وزیرزادی
کا ہاتھ تھامے ہوئے پائینچے سنبھالی ہوئی کوٹھے پر آئی دریچہ مین بیٹھکر دیکھنے لگی گو سر چابک
کا جو سامنے قاموس کے رکھا گیا قاموس نے پکار کر کہا کہ او پسر حمزہ یہ تیرے رفیق کا سر ہے اطاعت
میری قبول کرو ورنہ یہی حال تیرا ابھی کردونگا جہانگیر نے زنجیر سنبھالکر جو سر اٹھایا لیلا سر کاٹے ہوئے
دیکھ رہی تھی نگاہ آپسمین چار ہوئی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین لبس تھے تو وہ دل پر دونون
کے پڑے کہ لیلا تو کانپنے لگی اور جہانگیر تھرا کر گرے اور بیہوش ہوگئے قاموس نے کہا ارے دیکھو
یہ کیا ہوا خوف سے نابدولت کے اسکا یہ حال ہوا دو سرہنگ اسکو ہوشیار کر چابک کہ بشکل
حسین خنجر زن کھڑا تھا اُسنے بڑھکر پانی کا چھینٹا مارا جہانگیر نے آنکھ کھول کر سر جوانے عیار کا
دیکھا عشق و عاشقی کو بھولے قلب تھرا گیا بے اختیار پکار کر آہ ازدی ای برادر ہمتے تھے ایک
مقام پر پرورش پائی تم راہی ملک عدم ہوئے اور ہمکو ساتھ نہ لیا یہ کہکر شاہزادہ چیخین مار کر رونے لگا
مہر طلعت وزیرزادی نے کہا واری دیکھیے اپنے عیار سے کیا محبت رکھتا ہے کیسا بیقرار ہوکر
رو رہا ہے شاہزادی نے کہا جسکا ایسا رفیق مارا جائے کیون نہ بیقرار ہو ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے
راہ مین اُسنے سنتی ہون کیا کد وکاوش کی باںٹھ عیارون سے لڑا چند کو مارا چند کو زخمی کیا اور پھر
آکر کئی سوارون کو مارا نہین معلوم کیا دھوکا پڑا کہ ہاتھ سے حسین کے چوٹ کھا گیا قاموس نے
پکار کر آہ ازدی او پسر حمزہ خوف جان سے کیون روتا ہے تجھے معاف کر دونگا خداوند لقا اطلس
ثانی کو سجدہ کرین اپنے مقام پر تجکو جگہ دونگا جہانگیر کو نہایت غصہ تھا کہا او نامرد کیا جھک مارتا ہے
ہم دونون عالم کیمین جان کا خوف کرتے ہین مگر ہر مرتبہ سر اٹھا کر طرف دریچے کے دیکھتے ہین
کہ لیلا سے نگاہ ملجاتی ہے کلیجہ پہ ہاتھ رکھ لیتے ہین جب قاموس کو جہانگیر نے جواب سخت دیا تب
قاموس نے یہ کلمہ سنکر جام شراب کہ پی چکا تھا پیالہ جہانگیر پہ کھینچ مارا درد شراب جو جہانگیر پر
پڑا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا غش از دور مین آکر جھٹکا مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی اور نعرہ کیا اُقسم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از کف خون من است
سرِ دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر شش تار عنکبوت پھینکدیا ایک پہلوان نے بڑھکر جہانگیر پر ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار اسکی
چھین کر اُسکو مارا قاموس نے آواز دی یاروا سکو مارو جس پہلوان نے بڑھکر جہانگیر پر ہاتھ مارا
جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ ماردیا اُس پہلوان کے بھی دو ٹکڑے
ہوئے چابک نے جو دیکھا کہ آقا پر مجمع ہی چہار جانب سے پہلوان گھیرے ہوئے ہیں نیچہ کھینچکر جا پڑا
نعرہ کیا کہ منم مہتر چابک چابلفتار ای آقا سے نامدار آپ سر کو غلام کے دیکھکر بیقرار ہو جیسے میں زندہ ہون
جہانگیر میں جان آگئی اُس ہنگامے میں چابک کو گلے سے لگالیا کہا ای خلاصۂ خاندان خواجہ عمرو اُنکے
فرزندون میں کوئی تیرا ہم نبرد نہیں ہی چابک نے کہا ای شہریار آپ نے جلدی کی میں نے اپنا حال
ظاہر کردیا غلام کو کون مار سکتا ہی خدا قبلہ و کعبہ کو سلامت رکھے سب بھائیون نے تعلیم کیا ہی مگر
ملکہ لیلا و مہر طلعت وزیرزادی جنگ جہانگیر دیکھکر دنگ ہو رہی ہیں مہر طلعت کہتی ہی واری
عیار اپنے آقا سے زیادہ بہادر ہی لیلا نے کہا اری مہر طلعت کچھ دیوانی ہوئی ہی جہانگیر فرزند
صاحبقران ہی تو نے یہی خیال کرکے دیکھا جب سر اپنے رفیق کا نظر آیا ایک نعرہ کو شگاف کیا
اور قید آہن شش تار عنکبوت توڑ ڈالی مہر طلعت نے کہا واری یہ درست ہی مگر عیار کی جرأت دیکھیے
کہ آقا جو گرفتار ہوے عیار کا پیچھا نہین چھوڑا ماہ میں گھبرا گیا ہے پر لشکر کے آکر سوادون کو مارا جب
خود قاموس سو گیا تو بھاگ گیا اس جرأت کو ملاحظہ فرمایئے کہ حسین خنجر زن کو مارا اُسکی شکل بنکر
بارگاہ میں آیا اگر جہانگیر قید نہ توڑتے تو رات کو قاموس کی گردن لیتا ان عیارون نے سیکڑون ملک
فتح کرادیے وزیرزادی و شاہزادی آپسمین یہ کلام کررہی ہیں شاہزادی تو جرأت جہانگیر کی تعریف
کررہی ہی مگر مہر طلعت جرأت عیار کو جرأت جہانگیر پر غالب کرتی ہی جب ملکہ خفا ہوکر جواب
دیتی ہیں تب مہر طلعت خاموش ہو رہتی ہی مگر جہانگیر چاہتے ہیں قریب قاموس کے پہونچون اسکو زیر
کرون تو مطلب حاصل ہو لیکن قاموس امتحان کرچکا ہی قریب نہیں آتا دور سے لپٹا لپٹا کر رہا ہی پہلوان
جھپٹ جھپٹ کرتے میں ہاتھ سے جہانگیر کے مارے جلتے ہیں جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا لاشون سے
انبار کردیے دریا سے خون جاری سر خود سرون سے ٹھوکرین کھا رہے ہیں بہ قول شاعر
بیت کاسہ چینی پہ ای منعم نہ کرنا تھا غرور ۔ ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو ۔ بارگاہ میں
ہیدم مجمع بڑھتا جاتا ہی جتنے باہر خبر سنی کہ فرزند حمزہ نے قید آہن توڑ ڈالی ہوش اُڑ جاتے ہیں

اگرچہ چلے آتے ہین جہانگیر لڑتے بھڑتے سامنے تخت قاموس بدبخت کے پہونچے آواز دی کہ اد
نامرد دور سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ مین مردان عالم کے نہین آتا تو مسلح و مکمل ہو یہان زرہ تک نہین
مگر اوڑ رہے ہین قاموس نے یہ سنکر تلوار کھینچی جہانگیر نے قصد کیا کہ جھپٹ کر تخت پر چڑھ جاؤن
ایک سر کٹا ہوا وہان پڑا تھا اس سر سے یہ آگاہ نہ تھے پاؤن اوسپر پڑ گیا لڑکھڑا کر گرے
کافر چہار طرف سے ٹوٹ پڑے ہر چند جہانگیر نے چاہا کہ اوٹھون مگر ایک ایک ہاتھ مین دس دس
کافر لپٹ گئے بلوہ کر کے جہانگیر کو گرفتار کر لیا اوسوقت ملکہ نے بیقراری مین گھبرا کر کہا چہر طلعت
تو نے دیکھا ان نامردون نے کیا مکر کیا اوس جری نے ہر چند قصد کیا مگر ان بیحیاؤن نے نہ اوٹھنے
دیا اور دے بلوے کے گرفتار کیا اگر ایک ایک مقابلہ کرتا سب کو قتل کر کے نکل جاتے افسوس

صد ہزار افسوس نظم

نہ دیا شربت وصلت بت ترسا ہو کر — خوب بیمار کو اچھا کیا عیسا ہو کر
کھو کے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب — پہونچے ہم منزل مقصود پہ رسوا ہو کر
تم ہو عشق پر آشوب کا طوفان دیکھو — دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہی دریا ہو کر
عشق صادق مین نہین نام کو کچھ ننگ کا کام — چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہو کر
ڈھونڈھ لا نالۂ شبگیر کو شاید ای دل — لامکان پہونچا ہی وہ گنبد مینا ہو کر
شعلۂ آہ مرا دود جگر سے ہمراہ — اب تو سینے سے نکلتا ہی غبارا ہو کر
رات کو اوس دُر دندان کا تصور جو بندھا — چرخ پر مجھکو نظر آ گیا تارا ہو کر
اوسکے ہکلانے مین جو منہ سے نکلتا ہی سخن — تیرہ تا ہی دل عشاق کو آرا ہو کر
بعد گیسو کے بندھا ہی مجھے ابرو کا خیال — خانۂ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہو کر
شوخ چشمی تری اللہ رے چشم بد دور — پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہو کر
خیر ہو بزم سے وہ آفت جان اوٹھتا ہی — فتنہ کر دے نہ قیامت کہین برپا ہو کر
قتل کرتے ہو کرو شوق سے ہان بسم اللہ — پر کے دیتے ہین پچھتاؤ گے رسوا ہو کر
وعدۂ وصل کو ایفا کرو ترساؤ نہین — دم نہ دو بہر خدا ہمکو مسیحا ہو کر
دین بھی غارت کرتے ہو ای حضرت دل — کیسے نادان ہوے جاتے ہو دانا ہو کر

یہ دل آزار تو ہین نام کے دلدار فقط		دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہو کر

اسطرح یہ اشعار ملکہ پڑھتے کہ مہر طلعت کے آنسو ٹپک پڑے کہا واری اب کمال عیار کا دیکھیے کہ بھاگتا نہین گھسا پڑتا ہی کہ آن کو رہا کر لون ملکہ نے جھنجھلا کر کہا اب اُس نگوڑے سے کیا ہو سکیگا سر سنگ نے پشت پر سے آکر صفہاے کمند چابک پر مارے چابک ملے چاہا جست کرون شاگردان سر سنگ لوٹ پڑے چابک کو بھی گرفتار کر لیا دونون کو سلسل و مطوق کیا قاموس نے حکم دیا کہ انکو قیدخانہ مین لیجاؤ یہ دونون قیدخانہ گئے بہمن زرد رو ایک پہلوان ہی قاموس نے اُسکو نگہبان قرار دیا کئی ہزار جوان ساتھ لیکر بہمن در زندان خانہ پر ٹھہرا گر ملکہ لیلا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کونے سے اُترین راہ مین جو وزیر زادی نے بجھایا ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچکر کہا اے مہر طلعت کیا کہون کہ کیا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اُٹھاے دل		غمخوار غم کا کون ہی آخر سواے دل
دلبر اگر جدا ہو تو اُسکو بلاے دل		ہو رہنا جو عشق تو ہو شوق ہاے دل
پوچھے ذی عسز جا کے زلیخا سے دلکی قدر		زر ہی بہاے یوسف و یوسف بہاے دل
رنج فراق و درد دل فرط شوق و عشق		طاقت ہی اتنے بوجھ کو تنہا اُٹھاے دل
ہی خواب مین جو زینت آغوش وہ قمر		مثل کتان ہی چاک ہماری قباے دل
بیجا نہین ہی اسکو جو عرش خدا کہون		کرسی سے بھی بلند ہی الٰہی بناے دل
منظور دل لگی ہی تو دل کو لگاکے دیکھ		ارمان دل نکال کے کر دل مین جاے دل
یہ عشق دلرباؤن کا ہر دل عزیز ہی		دلدادہ اُسکو رکھتے ہین بر مین بجاے دل
مین دل سے بے نیاز ہون دل مجھسے بے نیاز		دل میرا آشنا ہی نہین آشناے دل
رعنا لگا نہ سینے سے دست نگار دیکھو		ورنہ رہنا نہ آنکھ بچا کر چراے دل

اسطرح کے اشعار پڑھتی ہوئی کوٹھے سے نیچے اُتی بارہ دری مین آکر بیٹھی وزیر زادی سے باتین ہونے لگین وزیر زادی کو اپنے سے زیادہ خیر رہا ملکہ نے قسم دے کر پوچھا مہر طلعت مفصل بیان کرو کہ تمہاری کیا کیفیت ہی مہر طلعت نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا کہ واری میری جان تو عیار پر جاتی ہی کیسا شوخ و شنگ ہی جراٴت کا یہ رنگ ہی کہ شاگردان سر سنگ بھاگتے پھرتے تھے

کوئی تدبیر نہ آتی تھی مگر وہ رے جانباز کہ کسی مقام پر نہ رکا یہی چاہتا تھا کہ میری جان جائے مگر
شہ آقا کو رہا کرون مگر خدا نے نہ دیدہ نے اسکی جان بچائی خداوند لقاے ثانی کو تو یہ لوگ
برا کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ اے مہر طلعت مین آسمان کے خدا کا اعتقاد کرتی ہون حیران ہون کہ
کیونکر پہونچون جب گرفتار ہوے تھے تو حیران حیران چار جانب دیکھتے تھے مگر یہ خوف سب پر
طاری تھا کہ کوئی قریب نہ آتا تھا اگر کوئی دوست ہوتا تو رہائی کی تدبیر کرتا اب تو زمانہ
انقلاب پر ہے بقول شاعر نظم

طرفہ شوریست کہ در دور فلک می بینم
فتنہ و شر ز سما تا بسمک مے بینم

حال حجاج بد و نیک بہ آخر پیداست
سنگ اسود بخدا سنگ محک مے بینم

شور و شر نیست چو در ذات نمک پروردہ
ہر نمک خوار چہ اکر نمک مے بینم

گشت برگشتہ و فاسد چو عقاید در دین
قلب ارباب یقین قالب شک مے بینم

گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان بر مور
روے آوردہ و محتاج کمک مے بینم

بجز دست مے عیش و خردمندان را
بادہ خون جگر و دل چو گزک مے بینم

تہمتہ باغ شداد لشکر صرصر تاراج
عوض سنبل و گل خار و خسک مے بینم

سبب برہمی عالم و آدم رعنا
ہمہ از شعبدہ بازی فلک مے بینم

نیلا نے کہا اے مہر طلعت اس حکایت و شکایت سے کیا نفع کوئی تدبیر ایسی کر کہ ان گرفتاران
مجلس رنج والم کو رہا کرین مہر طلعت نے کہا واری میرا بھائی پیشہ عیاری کرتا ہے اگر حکم ہو تو
اسکو بلاؤن وہ کوئی تدبیر بتائیگا ملکہ نے کہا ایسا نہ ہو کہ یہ راز افشا ہو جاے مہر طلعت نے
کہا حضور کا نمکخوار ہے اسکی ذات سے کیا افشاے راز ہوگا وہ اپنی جان لگا دیگا ملکہ نے کہا
کہ اے مہر طلعت اختیار ہے اگر وہ رہا ہو کر یہان آ جائین تو عجب لطف ہو مہر طلعت جا کر گلرو
اپنے بھائی کو بلا لائی گلرو جو باغ مین آیا تو ملکہ کا عجیب حال دیکھا گھبرا کر پوچھا کیون حضور
کیسا مزاج ہے مہر طلعت نے سب حال بیان کیا گلرو نے کہا مین اول جا کر خبر لاؤن کہ بعہدہ
نگہبانی کون شخص ہے کس طرح قید کیا ہے تو مین تدبیر کرون یہ کہکے گلرو چلا در زندانخانہ پر اسوقت
آ کے پہونچا کہ بہمن زرد رو کمر باندھ رہا ہے گلرو نے بڑھکر پوچھا کیون سردار صاحب

اسوقت کہان تشریف لیجاییے گا بہمن نے کہا ابھی خبر ملی ہی کہ گھر مین درد اٹھا ہی اُسکی فکر مین
جاتا ہون جا کر زوجہ کا علاج کرونگا گلرو ایک گوشے مین جا کر چھپا بہمن گینڈے پر سوار ہوا طرف
مکان کے چلا گلرو نے آ ملکہ سے بیان کیا کہ بہمن اسوقت اپنے مکان گیا ہی اگر حکم ہو تو بہمن
کی شکل بنکر جاؤن سب کو بیہوش کردون دو کنیزین میرے ساتھ کر دیجیے کہ تپلہ شراب کا اُٹھا لین
اور مجھے قیدخانہ تک پہونچا دین ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی تم جاؤ ایسا نہو تم بشکل بہمن جاؤ اور بہمن آجائے
گلرو نے کہا اُسکی زوجہ بیمار ہوگئی ہی اب وہ شب کو نہ آئیگا گلرو روغن عیاری لگا کر تیار ہوا ایک
کنیز کو مزدور بنایا تپلہ شراب کا اُسپر لادا آپ بشکل بہمن گھوڑے پر سوار ہوا طرف قیدخانہ کے
چلا یہان نگہبان بیٹھے ہین کہ دیکھا افسر ہمارا آتا ہی سب کھڑے ہوگئے گلرو نے آکر اُترا کہا یارو یہ تپلہ
شراب کا شاہ نے میرے واسطے بھیجا تھا مین تو درد میں ہون شراب نہ پیونگا تم لوگ پی لو سب
سپاہی خوش ہوگئے تپلہ سر سے مزدور کے اُتارا آپسمین شراب تقسیم ہونے لگی گلرو بشکل بہمن
کھڑا ہی مگر خائف ہی کہ ایسا نہو بہمن آجائے سب کو شراب پلوا رہا ہی کہ یارو جلدی شراب
پی لو تو مین جاؤن گھر مین درد کی ترقی تھی مین جا کر کچھ علاج کرون سب شراب پی رہے ہین گلرو طرف
راستے کے دیکھ رہا ہی کہ گرد اٹھی کی سم مرکب کی آواز آئی گلرو نے ہٹ کے دیکھا کہ بہمن آتا ہی گھبرا گیا
چاہا کچھ فقرہ کرون مگر دیکھا کہ بہمن کی رکاب تھامے ہوئے سرہنگ عیار بھی ساتھ ہی گھبرا کر ساتھ والون
سے کہا تم لوگ سب شراب پیو مین آتا ہون یہ کہکے گھوڑا بھی وہین چھوڑا گلرو بھاگ کر نکلا بہمن آکر
پہنچے دیکھا سب شراب پی رہے ہین سب نے کہا حضور کیون پلٹ آئے بہمن نے پوچھا یہ شراب
کدھر سے آئی سب نے کہا آپ ہی نے یہ شراب دی یہ گھوڑا بھی آپ کا کھڑا ہی یہ سنکر سرہنگ نے
کہا یہ کوئی مکار تھا جن لوگون نے شراب پی تھی وہ بیہوش ہو ہوکے گرے سرہنگ نے تپلہ شراب کا
پھینکدیا کہا دیکھو حضور کونسا ہی گھوڑے کو جو پہچانا کہا یہ گھوڑا تو ملکہ عالم کے اصطبل کا ہی اکثر ملکہ بھی اسپر
سوار ہوتی ہین بہمن نے کہا کہ سرہنگ اسکو جلد دریافت کر یہ کیا معرکہ تھا ایسا نہو قید مین فتور
پڑے اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتا تو سب شراب پی کر بیہوش ہوتے وہ قیدی کو لیجاتا تو کیسی بدنامی
کی بات تھی سرہنگ نے کہا معلوم ہوتا ہی ملکہ عالم کی کوئی کنیز اس جوان پر عاشق ہوئی وہ ہی آئی تھی مگر یہ
خبر کسنے دی کہ نگہبانون کا افسر یہین ہی آنے والا میری شکل بنکر آیا مین جاکر باغ مین دیکھون

نعرۂ جہانگیری سنتے ہی بیقرار ہو گئین کہا مہر طلعت نے عرض کی میرے نزدیک تو مناسب
یہ ہی کہ طرف صحرا کے نکل چلیے لیلا نے کہا اب مجھے اپنی زندگی منظور نہین ہے بلکے طرف قیدخانہ کے چلین
اُسوقت یہ پہونچین کہ جہانگیر گرد شبخون کا بیٹے لڑ رہے ہین کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہے مہر طلعت
نے دیکھا کہ چابک بھی جانبازی کر رہا ہے کہا ملکۂ عالم ملاحظہ فرمایئے عیار کیا جانبازی کر رہا ہی
دیکھیے کسی کو پشت پر آقا کی نہین آنے دیتا ملکہ نے کہا ای مہر طلعت اب وہ آفتاب لب بام
چراغ سحری ہو رہے ہین خدا اُنکو بچاے ملکہ نے آتے ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری سب کنیزون
نے کمانین اپنی سنبھالین سو تیر جو چلایا ایک رہا ہو نے سو جوان مر کر گھوڑون سے گرے چاہا کہ دوسرا وار
کرون کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا قاموس آتا ہی دہن سے نعرے کرتا ہوا کارے اس قیدی کو مار لو
افسر مجھا طلا اسکے ہاتھ سے مار گیا اسکے خون کا بدلہ تو اپنے مالک کی آواز سنکر نگہبان جمع کر دمنے لگے
گر جہانگیر نے جو نقابدار کو دیکھا چابک سے کہا کیون برادر یہ نقابدار کون ہی چابک نے کہا یقین
ہی کہ لیلا ے عنبر بن مو دختر قاموس ہی جہانگیر چاہتے ہین کہ مین لڑتا ہوا قریب نقابدار پہونچون
اور دریافت کرون کہ یہ نقابدار کون ہی لیکن اسقدر فوجین ڈٹی ہوئی ہین کہ جہانگیر نکل سکے ملکہ
تیر مار رہی ہین قاموس بھی حیران ہی کہ یہ نقابدار کون شخص ہی کہ جو اسطرح لڑ رہا ہی تیراندازی مین
طاق شہرۂ آفاق جب تیر چلا خطا نہ کی جس سوار کو تاک کر مارا وہ گھوڑے سے گرا ساتھ والے بھی تیراندازی
کر رہے ہین قاموس ڈٹتا ہوا نعرے کرتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی اس بلوے مین جہانگیر کو مار لون جہانگیر نے
جو قاموس کو آتے ہوے دیکھا مسکرا کر کہا و نامرد کہان جاتا ہی آکر مقابلہ کر کہ لطف شجاعت ملے ایک جوان
کو مار کر جہانگیر نے گھوڑا لیا ہی گھوڑے کو جھکا کر قریب قاموس کے پہونچے قاموس نے ہاتھ تلوار کا مارا
جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر قاموس کی پھینک دی دست زبردست کمر زنجیر
مین ڈالا تاش زین سے قاموس کو اُٹھا لیا چرخ دے کر فرمایا ہی شرط کہ زمین پر مارون
قاموس نے پکار کر آواز دی ای شہریار الامان جہانگیر نے فرمایا ہان بشرط ایمان قاموس
نے خوف جان سے کہا ای شہریار زبان و دل سے تابعدار ہون جہانگیر نے کلمہ پڑھایا یہ
مکار دل مین منافقون کی طرح کینہ و حسد رکھ کر شل تو ہے کہ مسلمان ہو خیال مین ہی کہ بارگاہ مین
چلکر گرفتار کرونگا گر مسلمان ہوتے ہی اُس نے پوچھا کہ شہریار یہ نقابدار کون ہی جہانگیر نے

کہا میں آگئی ہیں غیب سے مدد کو آیا ہے قاموس تھوڑا جھکا کر قریب نقابدار کے آیا پوچھا اے نقابدار
تیرا نام نامی کیا ہے ملکہ سمجھیں کہ یہ مسلمان ہو چکا نقاب چہرے سے اُلٹ کر کہا کہ آپ کی کنیز ہوں
بیٹی کو دیکھکر بہت برہم ہوا جی میں کہتا ہے جو سرہنگ نے کہا تھا اُسکا سامنا ہوا اب بارگاہ میں
چلکر اس جوان کو گرفتار کروں تو اس گیسو بریدہ کو شہزادوں بیٹی سے ملاقات کرکے قریب شہزادے
کے آیا کہا یہ کنیز واسطے خدمتگزاری کے حاضر کی اسکو حکم دیجئے کہ یہ باغ میں جائے سرکار سے اسکا
عقد کردونگا جہانگیر نے چابک سے اشارہ کیا کہ ملکہ سے کہو تمنے بہت خلاف کیا ہمارے مذہب
میں موت سے جہاد ساقط ہے مگر تو تمہارا باپ بھی اس رزم سے آگاہ ہوا اب تم باغ میں چلو انشاءاللہ
میں بھی آؤنگا جب چابک نے جاکر ملکہ سے کہا مہر طلعت نے ذرک سے تیجے کی پشت چابک
پر اشارہ کیا چابک نے پلٹ کر اُس مہر درخشان کو دیکھا قدموں سے لپٹ گئی سمجھا کہ یہ مجھپر
مائل ہے کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان ساتھ ملکہ کے باغ میں چلو آقا نے فرمایا ہے کہ میں
آؤنگا مہر طلعت نے کہا تم تو بڑے عیار طرار ہو مگر ہم بھی خیال کرکے دیکھا کہ قاموس کی باتوں سے
پیدا ہے ذرا ہوشیار رہنا چابک نے کہا خدا مالک ہے ہم تم تے اگر ملینگے ملکہ سب کنیزوں کو ساتھ
لیکر باغ میں گئیں جہانگیر قاموس کے ساتھ طرف بارگاہ کے چلے قاموس اہتمام کرتا ہوا بصد
شوکت و حشمت شہزادے کو لیکر بارگاہ میں آیا سرہنگ بھی پلٹ کر آیا اُسنے یہ معرکہ دیکھا کہ آقا
شفیع ہوئے قاموس سے شہزادے نے پوچھا قاموس نے شاہ کیا ہے میں نے مصلحت اطاعت کی
تو دونوں کی گردن لیتا ہوں آپ کی خدمت میں خداوند کی پہونچاؤنگا سرہنگ خاموش ہو رہا
اور کاروبار میں مصروف ہوگیا شراب خشتہ دار وسے بیہوشی لایا قاموس نے جام اپنے ہاتھ میں
لیا بطور نذر سامنے جہانگیر کے لایا کہا یہ حضور جام محبت ہے نوش فرمائے سب برنا بہت ہے کہ قاموس
بدل مطیع ہوا جہانگیر نے جب دیکھا چابک سمجھ گیا ہر چند کہ سرہنگ نے چابک کو باتوں میں بہت
لگا رکھا ہے و معدوم کرتا ہے کہ میری خوش نصیبی آپ ایسا استاد مجکو ملا اب پوچھیئے یہاں ہی سے خوب واقف
ہو جاؤنگا مگر چپیٹ کر اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی ہرگز یہ جام نہ پیجیئے گا قاموس سے
کہیے کہ متعین ہو جہانگیر نے کہا اے قاموس یہ جام متعین ہو قاموس نے خوشامدانہ عرض کی
یہ جام حضور کے نام زد ہو چکا جہانگیر نے کہا کیا مضائقہ ہے ہم خود تمکو دیتے ہیں اسکو پی جاؤ

ابتو قاموس گھبرایا جہانگیر نے کئی مرتبہ کہا ای قاموس عذر نہ کرو جام پی جاؤ قاموس نے بخوف
منھ سے لگایا مگر ہاتھ جو کانپا جام چھوٹ کر زمین پر گرا اسمین وہ سم قاتل ملایا تھا کہ فرش تک اتنا سیاہ
ہوگیا جہانگیر نے کہا او مکار یہ کیا تھا قاموس نے گھبرا کر کہا ہان یارو اس جوان کو مارلو کئی سو
پہلوان تیغے کھینچکر اپنے مقام سے اُٹھے جہانگیر پر تلوارین پڑنے لگین چابک پر عیار آگرے
از روے بلوے کے جہانگیر کو پھر گرفتار کرلیا چابک بھی پکڑا گیا قاموس نے کہا ای تہمتن
اس جوان کو بہ خدمت خداوند پہونچا دو تہمتن اپنے مقام سے اٹھا جہانگیر و چابک کو راہبے پر
سوار کرلیا بارہ ہزار جوان ساتھ لیے روا روی کرتا ہوا چلا مہر طلعت نے زبانی کنیزون کے
یہ خبر پائی کہ شاہزادہ پھر قید ہوگیا تہمتن نامے پہلوان شاہزادے کو لیے ہوے جاتا ہی ملکہ خاموش
بارہ دری مین بیٹھی تھین کہ مہر طلعت نے آکر سب کیفیت بیان کی کہ شاہزادے کو پھر مکر و دغا سے
گرفتار کرلیا اور یقین ہی کہ آپ کے باغ مین آئے حضور پر بدعت کریگا ملکہ روتی ہوئی اپنے
مقام سے اٹھین اور کہا ای مہر طلعت فلک در پے آزار ہی دیکھیے انجام کار کیا ہو کیونکر جان بچے
مین وہ بدنصیب ہون کہ میری یہ کیفیت ہی نظم

بلبلو دل سے جو مصروف ہو ان مین شیون — تم تو کیا ہو نہ ہنسے پھول کبھی گلشن مین
ڈالو برقع تو ہو رونق بھی رخ روشن مین — نور ہوتا ہی فسردہ ون شمع تہ دامن مین
مار ہی ڈالیگی یہ زندگی ہجر سب مجھے — رشتۂ جان ہی کہ پھانسی ہو مری گردن مین
تیرے وحشی کو یہی وضع پسند آئی ہی — دل کے سو ٹکڑے ہون سو چاک ہون پیراہن مین
غیر لٹتے ہین جلاتی ہی میری نہ چراغ — عمر رفتہ کا گلا لایا ہی کیا روغن مین
اپنے کپڑون سے نہ تو پونچھ مرے سرخ آنسو — لوگ سمجھینگے جو یہ داغ رہا دامن مین
انکو بازیب مبارک ہمین زنجیر جنون — ہان چھم چھم مین مزہ ہی تو بیان جھن جھن مین
نازہی دامن یوسف پہ زلیخا کو صفیر — اپنے پیوند سبت ہین مرے پیراہن مین

اسطرح روکر ملکہ نے یہ اشعار پڑھے کہ مہر طلعت بھی رونے لگی کہا واسی دیکھین یہ عشق کیا
رنگ دکھانے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ یہان سے نکل چلیے ورنہ تھوڑی دیر مین جان پر بنے گی
یہ ذکر تھا کہ نوبت لق سے کی آواز کان مین آئی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی حضور قاموس برائے

ہر بادی باغ آتا ہی قید شاہزادے کی تہمتن لیکر گیا ملکہ آہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھین مادیان
کسکر سامنے آئی نقاب چہرے پر ڈالکر سوار ہوئین بتا سو کنیزون نے ملکہ کا ساتھ دیا اوران
بچکر جا کہین آپسمین کہتی ہوئین کہ کل سے بی بی نے قیامت برپا کردی اب باپ سزا دیگا جو
اُنکے ساتھ رہیگا بہت خراب ہوگا ملکہ تو روتی ہوئین باغ سے نکلین طرف صحرا چلین ہرکارون
نے بڑھکر قاموس کو خبر دی کہ ملکۂ عالم باغ سے نکل گئین قاموس نے دور سے دیکھا کہ ملکہ
نقاب ڈالے ہوئے آگے سب کنیزون کے طرف صحرا کے جاتی ہین قاموس نے ساتھ والون
سے کہا گھوڑے بڑھا کر گھیر لو رسالے لیکر رسالدار بڑھے اور للکارا کہ او بائیو کہان جاتے ہو حکم
شاہ ہی کہ ہاتھ باندھکر حاضر ہو خبردار آگے نہ جانا ملکہ نے کنیزون سے کہا اب پلٹ کر نہ دیکھو جہان
تک بھاگا جائے بھاگو یہ کہکے مادیان کو جو اُڑایا تو مادیان طرارا بھر کے چلی نقاب چہرے سے
اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ ٹکڑا ابر سے چاند نکل آیا مگر وہ گھبراہٹ تھی کہ کچھ نقاب اُٹھ جانے کا ملکہ کو
خیال نہ ہوا اسی طرح گھوڑی کو بڑھائے ہوئے جاتی ہین سو کنیزین بھی ہمراہ ہین کوئی دوپٹہ
سنبھالتی ہی کوئی باگ پر ہاتھ ڈالے ہوئے کوئی دامن سے گھوڑے کی لپٹی ہوئی کہ سامنے سے
گرد اُڑی ایک پہلوان میلاد خارہ شکن نامے اُسی حوالی کا رہنے والا مدت سے ملکہ کے حسن
کی تعریف سُنا کرتا تھا اشتیاق تھا کہ کیونکر دیکھون گینڈے پر سوار برائے شکار آتا تھا اور قلعہ اُسکا
یہان سے پانچ کوس پر ہی جیسے ہی نخلستان سے گھوڑا بڑھا کر نکلا نگاہ جمال جہان آرائے ملکہ
پر پڑی دیکھا ایک معشوق غنچہ دہن سیم تن رشک چمن سرو قد خورشید خد ماہ جبین مہر تمکین مادیان
اُڑائے ہوئے آتی ہی میلاد نے پکار کر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان
ذرا ٹھہر جاؤ میری تو روح نکلی جاتی ہی صورت زیبا دیکھکر عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و
ملال ہی

نظم

افگار دل نہین ہی کہ ٹکڑے جگر نہین	اب بھی وفائے دوست سے قطع نظر نہین
فرقت تری ذریعۂ آہ سحر نہین	رشک رقیب سے مجھے اپنی خبر نہین
قلت نہین ہی نور بناگوش کے لیے	یہ صبح وہ ہی جسکے لیے دوپہر نہین
اتنے تکلفات رقیبون کے واسطے	کیون ای ستم شعار ہماری خبر نہین

کب آئے آپ کب گئے مین اپنی دھن مین تھا
کیا مشق تو نے کی ہی تحیر کا ہی مقام
ہان پر تری مدار قبول دعا کا ہی
پر سار ہی کائنات ترے دم قدم سے ہی
حاضر ہی دل صفیر کا داغ آئے در دا کے

اللہ جانتا ہی مجھے کچھ خبر نہین
تیری زبان پہ رہتی ہی آٹھون پہر نہین
تیرا دہن ہی حلقہ باب اثر نہین
تو ہی تو گھر بھی ہی جو نہین تو تو گھر نہین
جہان سے عزیز کرمون کو گھر نہین

ایک کنیز نے جواب دیا ارے تو تو اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی ہماری مالک کی جان پر صدمہ ہی قاموس ایسا پہلوان ملکہ عالم کا باپ ملکہ کے قتل کا درپی آتا ہی اگر ہو سکے تو اُسکے ہاتھ سے بچا لے میلاد نے کہا تم پہلو سے صحرا مین ٹھہر دمین قاموس کو روک لونگا ملکہ نے یہ سُنکے اپنی جان کو اُسدم غنیمت جانا گوشہ صحرا کی طرف چلین میلاد گیند ابڑھاکر آیا پکار کر آواز دی او قاموس خبر دار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچھتائیگا قاموس نے جھلا کر آواز دی تو سامنے سے ہٹ جا کیون شامت آئی ہی اگر میرا شکار نکل گیا تو تجھ سے سمجھونگا میلاد جوش محبت مین کب سمجھتا ہی گیند بڑھا کر سامنے قاموس کے آیا قاموس و میلاد سے نیزہ چلنے لگا قاموس جہاندیدہ کار آزمودہ چند جنبش مین نیزہ ہاتھ سے میلاد کے نکال دیا میلاد نے ہاتھ تلوار کو ڈالا قاموس نے تلوار کو تول کر ہاتھ مارا کر میلاد کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والون پر اُسکے جا پڑا اتنے عرصے مین ملکہ دور نکل گئین اب جو قاموس نے سر اُٹھا کر دیکھا سامنے دختر کو نہ پایا سمجھا کہ نکلگئی مجبور ہو کر پلٹا مگر بو ٹمان بنی کا ملتا ہوا کتا ہوا کہ عورت کا مقدمہ کیا نازک ہی میلاد نے مُفت مین اپنی جان دی وہ خانم اُسے اڑا کر نکل گئی دیکھکر اُسے عاشق ہوا تھا اب عشق کا مزہ ملا کر لاشہ جنگل مین پڑا ہی ساتھ والے جان بچا کر بھاگ گئے ہاے کیا کرون مین نے ہر چند اُسے بچایا کہا مگر اُسنے میرا کہنا نہ مانا کچھ سوار دوڑانے سوارون نے ہٹ کے آکر عرض کی دور تک گئے مگر کہین اُنکا پتہ نہین ملتا عرصے تک آپ کے اُنکے مقابلہ ہوا اس اثنا مین وہ کوسون نکل گئین آخر ناچار ہو کر قاموس ہنا قلعہ مین آکر بیٹھا مگر بڑا غصہ ہی کہتا ہی یہ ظالم بڑا داغ دیگئی صحیح و سالم نکلجانا اُسکا مجھے شاق ہوا اگر تمتن جہانگیر کو لیے ہوے جاتا ہی دوسری منزل ہی ٹھیک دو پہر کا وقت ہی صحرا مین درختون کے سایہ مین ٹھہرا ساتھ والے چاہتے ہین کہ کنوین سے پانی بھر کر دین تمتن کھڑا جھوم رہا ہی کہ صحرا

گرد عظیم بلند ہوئی گھبرا کر تہمتن دیکھنے لگا دیکھا آگے آگے ایک جوان کمسن مرکب پری پیکر پر سوار عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر بڑے بڑے سردار گھوڑون پر ہاتھیون پر سوار اُنکے بعد تمام لشکر خیمے بارگاہین لدی ہوئین گرد مین سب اَٹے ہوے گرمی کی شدت دھوپ کی حدت سے چہرے سانولے ہوگئے ہین آگے جو سب کے جوان ہے نہایت حسین و جمیل اُس جوان نے لشکر تہمتن دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون ہین کہان جاتے ہین اور کہان سے آتے ہین عیار رکاب چھوڑکر بڑھا گر را بے پر جہانگیر کو دیکھا ہٹ کر نورالدہر کو خبر دی کہ آپکے چچا جان کو ایک پہلوان گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہے نورالدہر نے وہین سے گھوڑا بڑھایا للکار کر آواز دی او مردود تو کون ہے کہ عم نامدار کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہے تہمتن کی نگاہ مین نورالدہر نہ سمائے پینڈا بڑھکر سامنے آیا کہا اے جوان تجھے بھی کیا مطلب ہے جا کر الگ اُتر اب ٹھیک دوپہر کا وقت ہے کل صبح کو مقابلہ ہوگا نورالدہر نے کہا اے جوان ایسا تجکو ہمسے ڈر ہے تجھ ایسے ملازم میرے ہین مقابلہ کیواسطے دن رات کیسا ہمین میدان ہین چوگان قبضہ پر ہاتھ رکھو ہرچند نورالدہر نے کہا مگر تہمتن یہی کہے گیا کہ یہ وقت مقابلہ نہین ہے ٹھیک دوپہر کا وقت پیاس سے سب پریشان لشکر اسوقت جما نا دشوار ہے ناچار ہوکر نورالدہر بیٹھے اُسی صحرا مین لشکر اُترا شاہزادہ خسرو شیر دل کہ ہمراہ نورالدہر ہین جب لشکر اُتر چکا تو گھوڑے پر سوار ہوکر برائے سیر چلے دو چار جانور شکار کیے عیار اُن کا برق ثانی ساتھ ہے برق ثانی سے اشارہ کیا بڑھکر دیکھ تو آگے صحرا مین کیا ہے کوئی قریہ وغیرہ بھی قریب ہے برق ثانی بھی تڑپ کر چلا ایک مقام پر آکے ٹھہرا نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگا دیکھا ایک مقام پر چند عورتین جاتی تھین قزاقون نے پہاڑ سے اُترکر جا گھیرا لوٹ لین اُنھون نے تیر مار کر کچھ سوار گرائے ایک قزاق قوی تن قوی ہیکل ساتھ والون سے کہ رہا ہے آگے بڑھکر ملکہ کو منع کرو کہ ہمسے جنگ نہ کرو تم تمکو بالا ئے قلعہ اُتار دینگے ملکہ نے اُس سوار کو جواب دیا کہ ہم عورتین کیونکر تمھارے دام مکر مین آئین ہم سے الگ رہو خبردار قریب نہ آنا جب تو قزاق کو غصہ آیا گینڈا بڑھایا آواز دی تم سب مکر و فریب ہو ہم وہان آتے ہین تمکو یہین اُتار لینگے آگے نہ جانے دینگے ملکہ نے تیر مارا قزاق نے تیر سپر پر روکا کنیزون نے تیر بارش سے قزاق نے سب تیر قلم کیے اور گینڈا بڑھاتا ہوا چلا اب تو مضطر ہوکر عورتین دعائین مانگنے لگین برق ثانی

نے بڑھکر شاہزادے کو خبر کی کہ حضور کچھ عورتین ہین انکو قزاق لوٹا چاہتے ہین یہ سنکر خسرو بڑھے اور
نعرہ کیا کہ او ظالم کہان جاتا ہی قزاق نے پلٹ کر ایک جوان کمسن کو دیکھا کہ اسباب جواہرات وغیرہ
پہنے ہوے ہی تو قزاق خوش ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ پہلے اس جوان کو لوٹ لون پھر عورتون سے
سمجھ لونگا طرف خسرو کے پلٹا میمون قزاق نے آکر ہاتھ مارا خسرو نے تلوار کو تلوار پر روکا اپنا و
سے ہاتھ نکالکر اس گن سے ہاتھ مارا کہ میمون کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے وزیرزادی سے کہا
جس جوان نے اس مغرور کو مارا شاہزادے کی صورت زیبا سے کسقدر مشابہ ہی ساتھ کے
قزاق میمون کے بھاگ گئے لیکن مہر طلعت قریب خسرو آئی سلام کرکے عرض کی کیون
حضور آپ شاہزادہ جہانگیر کو جانتے ہین خسرو نے کہا ہان وہ میرے بھائی ہین مگر جہانگیر
کہان ہین مہر طلعت رونے لگی کہا اوشہریار انکو ایک مکار نے گرفتار کرکے بخدمت بقراط ثانی
بھیجا ہی نہین معلوم اس شہریار پر کیا گذری ہماری ملکہ عالم اس شاہزادے پر عاشق ہین جان و
آبرو کے خوف سے بھاگ آئین یہان اس قزاق نے گھیر لیا چاہتا تھا کہ گرفتار کرلے ہماری ملکہ
فرماتی تھین کہ ہم جان دینگے مگر زندہ اسکے قبضے مین نہ آئینگے خسرو نے یہ سنکر کہا کہ ملکہ عالم کو خبر کردو
کہ بھائی جہانگیر کے آنے مین انہین کے ہاتھ سے قزاق مارا گیا آپ یہان تشریف لائیے حال جہانگیر
بھی آپ کو معلوم ہوگا جب ملکہ نے نام خسرو سنا اور معلوم ہوا کہ یہ جہانگیر کے بھائی ہین بے تکلف چلی
آئین خسرو ملکہ کو لیکر لشکر مین آئے لاکر اپنی بارگاہ مین اتارا یہان تہمتن نے طبل جنگی بجوایا اپنی جرأت
پر تہمتن کو بڑا ناز ہی اور خیال ہی کہ یہ چھوٹے سے قد کا جوان مجھسے کیونکر مقابلہ کریگا سنان نیزہ پر اسکو
اٹھا لونگا رات بھر اسی خیال مین رہا چار پہر رات گذر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا طائرون نے
اپنی اپنی زبان مین حمد الٰہی شروع کی نورالدہر میدان مین آئے تہمتن بھی جوشان و خروشان
پہونچا سلحشوریان دکھا کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور سردارون نے قصد کیا مگر نورالدہر
سب کو روک کر صف سے بڑھے مرکب پر پوش کو بڑھایا کہ صحرا سے گرد علم بلند ہوئی شاہزادہ ایرج
نوجوان بڑے کروفر سے آئے ہین علم اور فیلم انکے رفیق در سرداران نامی مثل مالک و جمہور
وغیرہ مرکبون کو جلوہ دیتے ہوے صفون پر آکے ٹھہرے ایرج نے شاپور سے کہا دریافت تو
کرو کہ کشتی گیرزادہ کسکے مقابلے مین کیا ہی شاپور نے دریافت کیا وہان سے پلٹ کر حاضر ہوا کہا

ای شہریار شاہزادہ جہانگیر جو مقابلہ قاموس گئے تھے وہان جاکر بڑے مقابلے پڑے اُسنے مکر سے
گرفتار کرکے بخدمت بقراط ثانی بھیجا ہی نورالدہر نے یہ جرأت کی کہ اُسکو راہ مین روکا ہی اُسی سے
مقابلہ ہی شاہزادے کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا فرمایا ای شاپور جاکر نورالدہر سے منع کر دو کہ ہم آکے تہمتن سے
مقابلہ کرینگے تم پلٹ جاؤ شاپور سرنگون سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر نے پوچھا ای شاپور
بھائی صاحب نے کیا ارشاد فرمایا ہی شاپور نے سر جھکا لیا کہا مین نہین عرض کر سکتا لیکن اگر مناسب
ہو تو تہمتن کا مقابلہ نہ کیجیے وہ کہتے ہین کہ اپنے طرفدار کو ہم رہا کرینگے نورالدہر نے کہا اگر ہمکو قبل سے
معلوم ہوتا تو ہم طبل جنگی نہ بجواتے اگر ہمکو اُسنے پکارا تو ہم ضرور اُسکے مقابلہ مین جائینگے شاپور پلٹا
ایرج سے جو آکر یہ معاملہ بیان کیا ایرج نہایت برہم ہوے کہا کل وہ کشتی گیر زادہ ضرور میرے ہاتھ
سے مارا جائیگا اب مجھے بڑا خیال یہ ہی کہ صاحبقران لشکر مین نہین ہین ایسا نہو کہ فساد عظیم ہو مالک نے
نیزہ ٹیک کر کہا حضور مطمئن رہین مین بندی کو ٹوک لونگا ہاتھی اُنکا نہ بڑھنے دونگا جمہور نے کہا وہ مغرلی
میرا حصہ ہی مرزبان خراسانی بولے کہ مین اُس جنبی کو دیکھ بھال رکھونگا تمام دست چپی سنبھالنے لگے شاپور
نے دست بستہ عرض کی حضور ہنگامۂ عظیم ہوگا مناسب یہ ہی کہ اب لشکر کو یہان سے ہٹا لیجیے وہ تہمتن
سے سمجھ لینگے ایرج نے شاپور کو جھڑک دیا کہا تجھے کیا ان باتون مین دخل ہی ہم سمجھ لینگے شاپور
نے پھر دست بستہ عرض کی کہ حضور یہ ہنگامہ صاحبقران کے خلاف ہوگا کہ آپسمین کیون فساد کیا گیا
ایرج نے مُنہ پھیر لیا فرمایا جیسا کچھ ہوگی دیکھا جائیگا انشاء اللہ صبح کو میدان کارزار مین دریاے خون
بہیگا اور یہ بھی واضح رہے کہ دونون دریاے لشکر میدان مین موجزن ہین ایرج تیغۂ دو دستہ سکندری
ٹیک کر اُٹھے کہ مین ابھی جاکر فیصلہ کیے دیتا ہون ہر چند سردارون نے روکا ایرج نہ رُکے کرہ بن
اشقر پر سوار ہوے سردارون نے ہتھیار سنبھالے ایرج نے سب کو منع کیا کہ آپ لوگ تکلیف نکرین
مین جاکر اُس تہمتن کو سمجھائے دیتا ہون ہو رہے تم نامدار کی قید ہمارے سامنے لیجائے اور ہم آنکھون سے
دیکھین قاسم نے اشارہ کیا کہ ہان فرزند جاکر تہمتن کو قتل کر دو اور جہانگیر کو قید سے چھڑا دو اب ایرج
در زیادہ تیز ہوے مرکب اُڑاتے ہوے چلے اُسوقت میدان مین پہونچے کہ فوجین جمع ہو چکی ہین
تہمتن میدان مین نکل چکا ہی اور نورالدہر جاتے ہین کہ مقابلہ تہمتن مین جاوین کہ صحرا سے گرد اُٹھی
نورالدہر نے دیکھا کہ ایرج نوجوان مثل شعلہ جوالہ گھوڑا اُڑاتے ہوے تنتے مین دہین سے للکار کر

آواز دی کہ او تہمتن تیرا حریف مین ہون نور الدہر نے ارادہ کیا کہ مقابلۂ تہمتن کے جا پڑون ایرج
نے نور الدہر کو روکا کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی فساد عظیم ہوگا آپ تامل فرمائیے نور الدہر
رک گئے ایرج مقابلۂ تہمتن مین پہونچے آتے ہی نگاہ و رزن ہے تہمتن کا گھوڑا پانچ سات قدم
پیچھے ہٹا تین قدم گرہ بن اشقر پس پا ہوکر ٹھہر گیا نور الدہر دیکھ رہے تھے کہ تہمتن نے جو جہان
جہان آراے ایرج کو دیکھا دنگ ہوگیا دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا کیا نام ہی ایرج نے کہا
نقدر وح روان صاحبقران ایرج بن قاسم عالیشان سرکوب دست رستمان یہ کہتا ایرج
نے پکار کر کہا طہماس نے کہ پہلوے نور الدہر مین حاضر تھا کہا ای شہزادہ یہ کلمات تو غلام پر بہت
شاق ہوتے ہین نور الدہر چاہتے تھے کہ جواب دین طہماس نے گھوڑا بڑھا دیا نور الدہر
ہان ہان کرتے رہگئے ایرج نے جو طہماس کو آتے دیکھا کہا او تہمتن وار کر کیون حیران کھڑا ہی
تہمتن نے نیزہ مارا ایرج نے نیزۂ تہمتن پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ پکڑ کر توڑ ڈالا اور تلوار نیام انتقام
سے کھینچی کہ طہماس نے دہین سے للکارا کہ ای شاہزادہ والا قدر آسمان خوبی کے بدر
یہ خدمتگزار حاضر ہوتا ہی اس دیو خصال سے سمجھ لیگا آپ تکلیف نفرمائیے اب تو ایرج کی آنکھون
کے نیچے اندھیرا آگیا پلٹ کے چاہا کہ طہماس کو جواب دون تہمتن نے جو دیکھا کہ منھ ایرج
کا پھرا غفلت مین ہاتھ تلوار کا ماردیا ایرج کا سر زخمی ہوا ایرج نے آواز دی او [illegible]
تیرے کلام نے مجھے زخمی کرایا ورنہ اس مردود کی یہ مجال تھی کہ یہ مجکو زخمی کرتا طہماس
قریب پہونچا اور ساطور ہفت صدمنی کھینچا اور چاہا تہمتن پر ہاتھ مارون کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی
تمام جنگل کے درخت اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے وہ غبار بلند ہوا کہ ایک کو ایک نہین دیکھتا دست چپ
جو سب جمع کر آئے تھے ہوا مین سب سردار اڑنے لگے کوئی گھوڑے سے گرا کوئی بیخود کانپ
رہا ہی بعض نے جو تلوار کھینچکر اٹھائی ہی ہاتھ بلندی سے مائل بپستی نہین ہوتا لشکرون مین ہنگامہ
پڑگیا تہمتن نے جو مسلمانون کا یہ حال دیکھا طہماس کو بھی زخمی کیا فوج کو اشارہ کیا مسلمانون کو مارلو
فوج کو بڑھا کر لشکر اسلام پر جا پڑا الند مور و مالک وغیرہ ہاتھ سے تہمتن کے زخمی ہو رہے ہین
اپنی تلوار کام نہین کرتی ہاتھ پاؤن بیکار ہین بید کانپ رہے ہین ہوا کی ترقی ہوتی جاتی ہی زور
کی بات یہ ہی کہ کافرون پر تاثیر ہوا کی نہین ہوتی انکی جرات و جوش بڑھتا جاتا ہی جس سردار کو

لگا اُسپر جا پڑا اُسنے ہاتھ مارا تہمتن پر تاثیر نہوئی تہمتن نے جو ہاتھ مارا سر زخمی ہوا یا شانہ جھول پڑا تہمتن نے پلٹ کے دیکھا کہ قریب آرایہ جہانگیر کوئی نہین ہی وہ زنجیرین ہلا رہے مین زخمی ہونا سردارون کا دیکھکر گھبرا رہے ہین فرماتے ہین ای چابک تو دیکھتا ہی کہ لندھور زخمی ہوئے لو مالک بھی زخمی ہو گئے تہمتن نے ایک سوار کو اشارہ کیا ان گناہگارون کا تو سر کاٹ لے ایسا نہو کہ قید توڑ ڈالے وہ سوار تلوار کھینچ کر قریب جہانگیر آیا کہا او قیدی کیون زنجیرین ہلاتا ہی سر جھکا کر بیٹھ تیرے قتل کا مالک سے حکم ملگیا جہانگیر نے بنگاہ حسرت اُس سوار کی طرف دیکھا سوار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے دونون ہاتھ اُٹھا دیے ہتکڑی کی سنکڑی کٹتے ہی جہانگیر نے چرخ دے کر وہی ہتکڑی سر پر اُس سوار کے ماردی سوار کا سر پھٹا گھوڑے سے گرا جہانگیر نے تلوار سوار کی اُٹھالی طوق وغیرہ مروڑ ڈالا چابک کو قید سے رہا کیا چابک نے کہا ای آقاے نامدار اگر مناسب ہو تو نکل چلیے جہانگیر نے کہا ایسے وقت مین مین جا کر تہمتن کو مارتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا چابک رکاب سے لپٹا ہوا جہانگیر نے تہمتن کو للکارا کہ او نامرد ہے چار آنکھین کر عنایت پروردگار دیکھ ابھی تیری قید مین تھے اب رہا ہو گئے تہمتن کا یہ حال ہی کہ تلوار سے خون ٹپک رہا ہی خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین مجمع سرداران مین لڑ رہا ہی اور کان مین آواز آرہی ہی کہ ای تہمتن اس لڑائی کو فتح کرلے کسی کا حربہ تجھپر تاثیر نہ کریگا سب مسلمان بیکار ہو رہے ہین اور ہوائی وہ ترقی ہی کہ گھوڑون کے پاؤن زمین پر نہین جمتے سوارون کو لیے ہوے بھاگے بھاگے پھرتے ہین کہ تہمتن جہانگیر پر جا پڑا جہانگیر نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر کچھ تاثیر نہوئی تہمتن نے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر جہانگیر زخمی ہوا گھوڑا رانون سے نکلا جاتا ہی تہمتن نے چاہا سر جہانگیر کا کاٹ لون چابک نے دیکھا کہ آقا زخمی ہوے اب قتل ہوا چاہتے ہین حقہ آتشبازی کا داغ دیا گھیرا تہمتن کو اور طرف لیلیا تہمتن لڑتا ہوا چلا جہانگیر نے دیکھا کہ جو سردار زخمی ہوا گھوڑا اُسکو جنگ سے نکال لیلیا جہانگیر نے بھی قصد کیا کہ لڑتا بھڑتا نکلجاؤن یہ کیسا انقلاب ہی کہ ہماری تلوار کام نہین کرتی ہزارہا بندگان خدا بکثرت قتل ہو رہے ہین اور آندھی کی دمبدم ترقی ہی زور ہوا کا بڑھتا جاتا ہی ہوائی ترقی ہی نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو ہاتھ سے تہمتن کے زخمی ہوے زانو پر ہاتھ مارکے کہا ای پروردگار یہ کیا انقلاب ہی کہ شبرنگ سامنے سے آیا کہا او شہریار سامنے پہاڑ ہی اُسپر ایک جادوگرنی اکثر

بیٹھی ہی اُسنے وہ سحر کیا کہ یہ انقلاب ہوگیا مین نے ارادہ کیا تھا کہ جا کر عیاری کرون مگر اسوقت سیاہی
نہین ہو سکتی دن کا وقت ہے کنیزون کو مٹنے پہاڑ سے مُہرنے نہین دیا سب کو بالآخر وہ رکھا ہے خود
سحر کر رہی ہے اور وقت پر اسکا انتظام ہوگا شاپور نے یہی خبر ایرج کو سنائی آخر اسی تندہی مین
یہ شیران دشت نبرد خمدار و بیقرار محبہ روئے جسکا جس طرف منہ اُٹھا ادھر چل نکلے نہ ہاتھون
مین طاقت اور نہ روح کو راحت عیارون نے جب یہ معرکہ دیکھا دونون پہلو خالی کر دئیے جس
طرف سردار گئے اسی طرف عیار بھی گئے ہوا اسی بڑھتی جاتی تھی تھوڑے عرصے مین تہمتن نے سر
اُٹھا کے دیکھا کہ تمام لشکر اسلام پراگندہ ہوگیا ہزارہا لاشہ پڑا ہے بہت سے گھوڑے کوتل بھرے ہوے مین
کچھ خیمے جلے ہوے پڑے مین ہوکا میدان معلوم ہوتا ہے ہوا بس زور سے چل رہی ہے درختون
کانپتی ہے درخت ہزارون گرے ہوے پڑے مین آشیانہ عندلیب خوشنوا ویران تہمتن حیران تھا کہ
ایسے بہادر کیون مجبور و ناچار ہوے تعریف بقراط ثانی کر رہا تو دمبدم پکارتا ہے کہ وہ حکیم مطلق
برائے مسلمان یہ ہوا قوم عاد کا جھونکا تھی چند ہو ساٹھ چار سو سرداران نامی گرامی فرزندان حمزہ
صف شکن تیغ زن تھے انکو یون عاجز کیا انکی تلوار نہ کاٹی تھی ہمارا حربہ تاثیر کرتا تھا آخر وہ سب
تباہ ہوے یقین ہے سب ہلاک ہو جاتے غرض دیکھا پہاڑ سے ایک ساحرہ چند کنیزین ساتھ ہنستی ہوئی
سامنے تہمتن کے آئی کہا کیون ای تہمتن بربادی مسلمانان دیکھی کہ دم بھر مین سب کو تباہ کر دیا یہ ایک
میرا ادنا سحر تھا مین نے خیال کر کے دیکھا کہ تو قتل ہو جاتا ہے تیرے ہی ہاتھ سے انکو تباہ کراؤن مین نے
پہاڑ پر جا کے سحر کیا اب یہ لوگ خداوند بقراط ثانی کے اگر معتقد نہ ہونگے ایک لمحہ بھر مین تباہ
ہونگے مگر ای تہمتن ایک امر مجھپر واجب ہے اگر نام کا طالب ہے تو جا کر ان سب کو تلاش کر جسکو جہان
پائے قتل کیجیو تیرا نام ہوگا مین اب انکو کہان ڈھونڈھتی پھرون مین ہمیشہ باغ عجائب مین جاؤنگی
اگر مناسب ہو جس کسی کو گرفتار کرنا میرے باغ مین لیکر آنا مین تجھے مطلع کرا دونگی تہمتن عجائب نگار
جادو پر مائل بھی ہوا کہ بہت بن ٹھن کے آئی تھی اور لگاوٹ کی باتین کین تہمتن [illegible] مبہوت ہو
عجائب نگار سے وعدہ کیا کہ مین جاتا ہون جو ملا گرفتار کر کے تمہارے باغ مین لاونگا اگر کوئی
نہ ملیگا تو بھی آؤنگا میرے تمھارے ملاقات کا وعدہ رہا تہمتن اسی وقت لشکر اپنا تیار کر کے تلاش
[illegible] ان نامی ہوا عجائب نگار جادو نے چند [illegible] ہی مقام پر رکھے اور بہت [illegible] ان سحر

روانہ کردیے ہر ایک سرحد دار کے نام تاکید تھی کہ فلان صحرا مین نے سردارونکو تباہ کیا جسکی سرحد مین جو پہونچے فوراً اسکو قتل کرکے سر خدمت خداوندی مین روانہ کردے اور اگر کوئی سردار تمھاری سرحد مین آیا اور اسکو دامن پناہ دیا تو گنہگار ہوگے مبتلا بقہر خداوندی ہوگے اور ایک تخت پر بیٹھکر لیزون کو ساتھ لیا اور طرف اپنے باغ کے چلی کہ انشاء اللہ ذکر اسکا آیندہ تحریر ہوگا

ہو وکلمۂ داستان ولان اول نورالدہر بن بدیع الزمان کہ یہی فتاح طلسم ہین پہونچنا انکا باغ عجائب نگار مین و عیاری شبرنگ بن عمرو و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام رنج و الم — کہ مجھپر ہوا ہے ہجوم ستم
لکھون حال فرزند صاحبقران — مصیبت مین پڑا ہر نوجوان
یہ تھا حال سب ایک ہنگام سے — یکایک تباہی مین سب پڑ گئے
لکھون حالِ زار فریدون حشم — جو ہے نور چشم امیر امم
کہ نورالدہر جسکا ہے نام پاک — کہ ساحر ہون جل جل کے غصے سے خاک
اسی رنگ مین حال جرأت لکھون — اسی شیر کا رنگ شوکت لکھون
سرنام نام خدا اے کریم — کہ ہے وہ حلیم و غفور و رحیم
اسی کی یہ قدرت کے سامان مین — کہ عاقل سبھی بات پہ حیران ہین
کہ ایسی شکست آہ دم مین ہوئی — کہ نالان جو بلبل الم مین ہوئی
نہال مضامین ہین جوشش پر — شگفتے کھِل کھِلا کر جو گل بیشتر
صبا نے کہی باغبان سے خبر — کہ گل رشک شادی سے ہین جوش پر
کہا باغبان سنکے باد صبا — خزان کا تجھے مفت دھوکا ہوا
خزان کی ہوائین چلین گی ابھی — کہ شاخین بحسرت جلینگی ابھی
کرے گی آمد فصل باد خزان — نکلتا ہے شاخون سے ہردم دھوان

گر تون کی زردی گلون پر ستم	ہر اک شاخ پر بھی ہے بار الم
سناؤن تجھے داستان عجیب	کہ سالار لشکر ہوئے ہین غریب
تعلّی پہ ہے باغبان سخن	بنا ہو گیا پھر یہ رنگ چمن

چہرہ۔ غریبان صحرائے پر ہول جرأت وطی کنندگان راہ مصیبت بہ صد شوکت اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم

مغنی فغان کہ آمد بجان	درین زیر نہ پردہ آسمان
درین پردہ آواز نالم چو نی	بہ احوال جسم یا بہ احوال کی

ناظرین متوجہ ہون جبکہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سحر عجائب نگار جادو سے زخمی ہوے اور دیکھا کہ تلوار بھی کام نہین کرتی اور دل پر ہجوم غم والم ہے ناچار ہوکر ہاتھ گردن مین اسپ پری پوش کے ڈالے سر سے خون بہتا ہوا طرف صحرا کے نکل چلے مرکب نے جو دیکھا مالک کو سست پایا ہنہناتا ہوا اور لتیان اچھالتا ہوا اُس آندھی مین ایک طرف سے نکلا شبرنگ بن عمرو کہ عیار ہے شاہزادے کا اُسنے رکاب نہین چھوڑی رکاب ہی سے لپٹا رہا پھر بھرکال مرکب کے رہبری کی ایک صحرا مین جا کر ٹھہرا شبرنگ نے نور الدہر کو پشت مرکب سے اُتارا اور زانو پر سر رکھکے بیٹھا پانی حلق مین ٹپکایا زخم مین ٹانکے دیے آرام جو ہو چکا نور الدہر نے آنکھ کھولی اپنے یار وفادار کو سرھانے پایا کہا اے شبرنگ یہ کیا انقلاب ہوا شبرنگ نے عرض کی حضور اُسی ساحرہ کا سحر تھا کہ آپ لوگون کا حربہ تاثیر نہ کرتا تھا اور دشمن کے ہاتھ سے سب سردار زخمی ہوکے اور سب اسی طرح نکل گئے یا شاید کسی کو گرفتار بھی کر لیا ہو جب حضور کو مرکب لیکر چلا مین بھی ساتھ ہو لیا شکر ہے کہ دامن دولت نہین چھوٹا پھر خدا اُلشکر دیگا لیکن اے برج نوجوان کی بے اعتدالیان دیکھین نور الدہر نے کہا اے شبرنگ حقیقت مین زبانی قبلہ و کعبہ کی سن چکا ہون کہ کوچک باختر مین اس سے زیادہ بدبختین قبلہ و کعبہ پر ہوئین گرس بار کو اٹھانے تھے جب لشکر مین آتے تھے صاحبقران سے ذکر ہوتا تھا وہ سمجھا دیتے تھے مین جو عالی تبار سے ذکر بھی نمرود لگا شبرنگ سے یہ باتین کر رہے تھے کہ گیر و دار و دار و گیر کی صدا کان مین آئی کہا اے شبرنگ کہین لڑائی ہو رہی ہے ذرا بڑھ کر خبر تو لاؤ کہ کون کس سے لڑ رہا ہے معرکہ پڑ رہا ہے شبرنگ بر لے خبر چلا نور الدہر اُٹھکر

بیٹھے ہین بیچ نخل پر تکیہ کیے ہوے سیر صحرا کر رہے ہین لیکن شبرنگ نے ایک بلندی سے چڑھکر دیکھا کہ طہماس بن عنقویل دیو پرور بارہ ہزار جوانون مین گھرا ہی مگر اس زور شور سے لڑ رہا ہی کہ بارہ ہزار جوان عاجز ہو رہے ہین افسران سب کا کپتان ببرکش دور سے بینا بینا کر رہا ہی قریب طہماس نہین آتا طہماس نے جب ساطور کو گردش دی دس دس کے سر اڑ جاتے ہین مگر زخم سر کھلا ہوا قطرے خون کے ٹپک رہے ہین شبرنگ یہ معرکہ دیکھکر چلا کہ جا کر آقا سے خبر کرون کہ وہ آن کر شریک جنگ ہون مگر بعد جانے شبرنگ کے نور الدہر نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اٹھی ایک نقابدار بادلہ پوش اپنے باز کے تعاقب مین آتا ہی باز نے تیہو کو آسمان پر گھیرا ہی طمانچے مارتا ہوا زمین پر لاتا ہی وہ تیہو زمین پر آکر گرا باز نہ باز آیا آسمان سے اترا تیہو کو نوچنے لگا نقابدار گھوڑا اڑاتا ہوا آیا اپنے باز کی محبت مین گھوڑے سے جو اترا آنکان پہونچی بند نقاب ٹوٹا نقاب جو چہرے سے ہٹی ایک برق چمک گئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ پردۂ حجاب ابر سورج پر تھا وہ پردہ ہٹا اب جو نگاہ نور الدہر کی پڑی ایک نازنین سرو قامت نہایت حسین یاسمن بو خنجر ابرو کو دیکھا بیت بہ خندہ کہ لب برگ گل نمک بر دل خستگان ریختہ + کاکلین زلف عنبرین کی چہرے پر لہرا رہی مین ثابت ہوتا ہی کہ چشمۂ خورشید مین مار سیاہ کا گذر ہوا یا ناگن اوس جا نٹنے آئی ہی سینے پر نار لیمتان کا ابھار آمد شباب کا نکھار بہ قول قمر بیت نار پستان کی کیا کرون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا + اس نازنین نے بھی نور الدہر کو دیکھا نور الدہر جو مثپے نظارے اٹھنے لگے رعب حسن و جمال سے لڑکھڑا ائے اور گر کر بیہوش ہو گئے اس نازنین نے قریب آکر حال جہان آرا دیکھا اپنی انگوٹھی ہاتھ سے اتاری ہاتھ مین نور الدہر کے پہنا دی اور گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی نور الدہر اسی طرح بیہوش پڑے ہین کہ شبرنگ آکر پہونچا اس نے دیکھا کہ شاہزادہ ایڑیان رگڑ رہا ہی چہرہ اداس ہاتھ پاؤن سرد ہین شبرنگ حیران ہو گیا کہ اتنے عرصہ مین یہ کیا معرکہ گذرا کہ شاہزادے کو اس حال مین پاتا ہون جا کر جھیل سے پانی لایا شاہزادے کے منہ پر چھڑکا شاہزادہ ہوشیار ہوا شبرنگ نے پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی نور الدہر نے ٹھنڈی سانس کھینچی جواب دیا ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار کیا کہون اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہر دم یہ دعا مانگتے رہتے ہین خدا سے		اللہ بچا لے شب فرقت کی بلا سے

مرکر بھی پھرا مین نہ کبھی راہ وفا سے
باز آئے نہ تم رنگ نہ جور و جفا سے

بیمار محبت ہون بچونگا نہ دوا سے
چارہ نہین اب مجکو کسی طرح قضا سے

چلمن بھی اُٹھائی ہی تو کس شرم و حیا سے
دکھلا دیا جلوہ بھی مجھے سو ناز و ادا سے

بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے آج
بیوجہ بھی مجھ سے وہ نظر آتے ہین خفا سے

رکھتے نہین ہم کوثر و تسنیم کی پروا
ہین شربت دیدار کے ایک عمر سے پیاسے

اللہ رے یہ گمراہی فرط محبت
بگڑا جو وہ بت مجھ سے تو بگڑا مین خدا سے

اُس شوخ کی آنکھون پہ نثر کیون نہو عاشق
مشتاق چلے آتے ہین آہو بھی ختا سے

جب حشر مین محبوب نے دکھلایا ہی جلوہ
کیا رشک نظام آیا ہی محشر مین خدا سے

ای برادر کیا بیان کرون ایسے ظالم قاتل سے سامنا پڑا کہ جمال جہان آرا دیکھکر بیہوش ہو گیا نام ونشان بھی نہ پوچھنے پایا بیہوش ہوگیا ۔۔۔ تھے کہ ہاتھ پر نگاہ پڑی ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا تو نشانی بھی دے گئین ای شبرنگ اگر کوئی تدبیر کی تو نبہا ورنہ اس حسرت مین جان جائیگی شبرنگ نے عرض کی ای شہریار بیابان سے قریب طہماس کو بارہ ہزار جوانون نے گھیرا ہی مگر وہ شیرانہ لڑ رہا ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا نورالدہر نے کہا ای شبرنگ ہاتھون مین طاقت نہین ہی روح کو راحت نہین مگر اُس رفیق قدیم کی مدد کرنا ضرور ہی زخم مین شبرنگ ٹانکے لگا چکا تھا اسپ پریوش پر شاہزادہ سوار ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا طہماس یکہ وتنہا کئی ہزار لاشے گرد کھڑا ہوا جھوم رہا ہی نورالدہر نے قریب آکر آواز دی ای یار وفادار وای مونس وغمگسار جن لوگون نے تمکو گھیرا تھا وہ کہان ہین طہماس نے جو آواز نورالدہر کی سنی جسم بیجان مین جان آگئی آنکھین اپنی کھولکر حال باکمال نورالدہر کو دیکھا گرد پھرنے لگا کہتا تھا کہ ای آقاے نامدار آپ کو اس وقت دیکھکر جان آگئی مین زخمی ہوکر اسطرف نکل آیا نخل کے نیچے بیٹھا تھا قصد کیا کہ سر مین ٹانکے دون کہ یہ پہلوان موسوم بہ کنعان بپرکش بارہ ہزار فوج سے جاتا تھا میرا نام دریافت کرکے مجھ پر ٹوٹ پڑا مگر آپ کے صدقے سے سب کو مار کر بھگایا آخر کو وہ بھی شکست کھا کر بھاگا لاشے دیکھیے دو ہزار جوانون کے پڑے ہین نورالدہر نے اپنا حال بیان کیا کہ میرے سر مین ٹانکے شبرنگ نے دیے مگر کنعان جو بھاگ کر اپنے قلعہ مین آیا سامنے والون سے کہتا تھا کہ ایسے جوانان شیر دل نگاہ سے نہین گذرے

دو ہزار جوان مارے گئے مین زخمی ہوا اب کیا تدبیر کرون عیار اُسکا سمنان صبا رفتار کھڑا ہوا
تھا اُسنے عرض کی اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن جنگل مین وہ اکیلا ہوگا مین گرفتار کر لاؤنگا مین نے
دیکھا کہ ایک زخم بھی اُسکے سر پر ہی کسی جنگ سے لڑ بھڑ کر آیا ہی کمتان نے کہا ای سمنان
میرے پاس نامہ پہونچ چکا ہی کسی جنگل مین عجائب نگار کے سحر سے یہ تباہ ہو کر آئے مین عجائب
کا نامہ آیا تھا کہ جس سرحد مین جو سردار پہونچے اُسکو قتل کرنا بس مین سر روانہ کرون سمنان یہ سنتے
چلا نور الدہر نے طہماس کے ٹلنگے رہے نخل کے نیچے زین پوش بچھائے اُسی پر لیٹے نور الدہر نے
شبرنگ سے کہا ای برادر اُس سفاک کا پتہ لگاؤ شبرنگ نے کہا حضور یہان تشریف رکھین
غلام برنگ تلاش جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ چلا نور الدہر و طہماس بیخ نخل پر سر رکھکر سو گئے کہ سمنان
آکر پہونچا شب ماہ ہی دور سے دیکھا ایک ماہ تابان یا مہر درخشان بیخ نخل پر سر رکھے سو رہا ہی
اور طہماس گردہ سپر کا سر کے نیچے رکھکر قریب پاے نور الدہر سو رہا ہی خیال مین اسکے گذرا کہ یہ
دوسرا کون شخص ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ نبیرۂ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان یہی شخص
ہی اگر اسکو گرفتار کیا تو یہ جوان عاشق نور الدہر مشہور ہی سر کرا کے اپنی جان دیگا ایسے مضمون سوچتا
ہوا قریب آیا دونون کو اس ظالم نے بیہوش کیا اب منظور ہوا کہ دونون کو لے چلون آخر نور الدہر
کا پشتارہ اُٹھایا طرف قلعہ کے چلا شبرنگ راہ مین سوچا کہ ای شبرنگ وہ دونون پہلوان ایک
مقام پر ہین ایسا نہو کہ سو جائین ایسی ایسی باتین سوچ کر شبرنگ پلٹا دور سے دیکھا کہ ایک
عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی بدحواس ہوگیا وہین سے پکارا کہ او ناعیار خبردار کہان جاتا ہی ہم
شبرنگ بن عمرو ہین اور یہ بھی شبرنگ نے دیکھا کہ طہماس تو بیہوش پڑا ہی آقاے نامدار کو یہ لیے
جاتا ہی شبرنگ نے جو للکارا سمنان نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر گذار جست و خیز
کرتا ہوا آتا ہی شبرنگ نے کئی آوازین دین مگر طہماس بیدار نہوا سمنان بھاگا شبرنگ
نے پیچھا کیا پھر کلاوہ کو گوپھن مین رکھکر مارا سمنان نے آڑا ہو کر خالی دیا گلی پھر شبرنگ نے مارے
سمنان نے خالی دیے شبرنگ خنجہ کھینچے ہوے قریب پہونچا سمنان بھی لڑنے لگا جب
سمنان نے تیغچہ مارا شبرنگ نے جھککر تیغچہ خالی دیا اور پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پاؤن سمنان
کے اُڑ گئے زمین پر گرا شبرنگ نے عیار کا سر کاٹا نور الدہر کو ہوشیار کیا سب حال مفصل

بیان کیا نورالدہر نے کہا تو مجکو قلعہ مین لیچل مین قلعہ تسخیر کرلونگا شبرنگ نے کہا مین طہماس
کو لیے جاتا ہون وہ جنگ آغاز کریگا آپ باہر سے آجایئے گا یہ راے نورالدہر کو پسند آئی آگے
طہماس کو بھی ہوشیار کیا سب حال کہا اور کہا اے طہماس بن ابشکل سمنان شبرنگ کو گرفتہ رکہکے
لیچلون باہر سے آقا آجاینگے دونون شیر ملکر قلعہ تسخیر کرلین طہماس نے کہا بہتر شبرنگ
نے رنگ و روغن عیاری لگایا سمنان کی شکل بنکر تیار ہوا طہماس کو اپنے رسے مین باندھا
طرف قلعہ کے لیچلا یہان کتمان خوشی مین در قلعہ پر کھڑا ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی زنگ
کی آواز کان مین آئی پکار کر آواز دی کہ اے عیار طرار شیر بار و باہ شبرنگ نے آواز دی آپکے
اقبال سے شیر ہون کتمان نے کھڑکی کھولی شبرنگ طہماس کو لیکر اندر آیا کتمان ساتھ
ساتھ جب اپنی بارگاہ مین پہونچا تو اُسنے کہا اس جوان کو ہوشیار کر کہ اپنا حال زار دیکھے شبرنگ
نے کہا مین فوراً سر کاٹے لیتا ہون افسر سب اُسکے آگے بارگاہ مین بھر گئے مین شبرنگ قریب
طہماس آیا خنجر کھینچا ہوا ہاتھ مین سر جھکا کر کہا اُٹھیے طہماس نعرہ کرکے اُٹھا آواز دی باشید
اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم ہژبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر
طہماس بن عنقویل دلاور و شبرنگ نے بھی خنجر کھینچا طہماس نے ایک پہلوان کو مارا تلوار
اُسکی لی اور مصروف جنگ ہوا کتمان کہتا ہی کہ یار دیکھا ہوا میرے عیار پر کیا گذری کہ
دیدبان نے قلعہ پر سے آواز دی اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان ایک پہلوان گھوڑے پر سوار
گھوڑے کو اُڑاتا ہوا طرف قلعہ کے آتا ہی کتمان گھبرا کر بالاے قلعہ آیا ساتھ والون سے کہا کہ
اس جوان کو مار لو دیکھا ایک جوان آفتاب جمال گرز ہلاتا ہوا طرف قلعہ کے آتا ہی گر پری جمال
حور تمثال دشمن سے للکارتا ہوا کہ جلد قلعہ کا پھاٹک کھولدو ورنہ قیامت برپا کردونگا کتمان نے کہا
گولے مار و کہ یہ جوان اُڑ جائے توپ چلنے لگی مگر وہ جوان کب رکتا ہی کوئی گولا دہنے سے نکل گیا
کوئی گولا بائین سے نکلگیا جو گولا سامنے آیا اُسکو طمانچہ گرز کا مارا گولا اُلٹا جیٹ گیا جاکر زمین پر
گرا کہ خاک اُڑی اس طرح گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا گھوڑے کو اڑا کے خندق فراز کر
قریب پھاٹک آیا پھاٹک پر گرز مارا کہ پھاٹک اُڑا اواکر گرا نورالدہر اندر گھسے کتمان حیران ہی کہ یہ
جوان کون ہی وہان طہماس لڑتا بھرتا بیرون بارگاہ آیا کہ نعرہ نورالدہر کی آواز کان مین

آئی حیران ہوگیا کہ آقا میرا کیا جری بہادر ہے چشم زدن مین قلعہ مین آگیا نورالدہر نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ نورالدہر

ہمای وغ نعت شاہ شاہ بازعرصۂ مردی　　کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبش　　عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگر

ز طفلی بجرأت مستند داشتم　　اقا را بیکدست بر داشتم

نعرے کی آواز لشکر کنتان کے ہوش اڑ گئے کہ نبیرہ حمزہ کہان سے آیا قلعہ سے اتر کر مصروف جنگ ہوا ساتھ والون کو ترغیب دیرہا تھا کہ ان دونون جوانون کو مارو معلوم ہوتا ہے میرا عیار مارا گیا اسکی شکل بنکر یہ جوان گھس آیا اب چہار جانب سے اسے گھیرو ہر طرف سے دونون شیرون پر بلوہ ہے شبرنگ بھی رہ رہا ہے کہ نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب کنتان کے پہونچے للکارا کہ او نامرد دور سے لینا لینا کرتا ہے مقابلہ مردان عالم مین نہین آتا کنتان نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا کنتان نے آواز دی الامان فرمایا امان بشرط ایمان کنتان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والون کو منع کیا سب اہل فوج دائرہ اسلام مین آئے افسرون نے قدمون کو بوسہ دیا مگر کنتان نے حیران ہوکر شبرنگ سے پوچھا کہ ای دنیا طرار میرا عیار کیا ہوا شبرنگ نے بیان کیا کہ آپ کا عیار میرے ہاتھ سے مارا گیا مین تمہاس کو لیکر قلعہ مین آیا کنتان ملماس و نورالدہر کو لیکر بارگاہ مین آیا لاکھ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے نورالدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار نامدار کو سلامت رکھے یہ کہکے کنتان کو تخت پر بٹھایا آپ آرد گل پر بیٹھے دربار جمع ہوا مگر جائی کنتان کا بستان زور آزما جیب بیٹھا ہے سوچ رہا ہے کہ کیا تدبیر کرون اس جوان کو مع برادر مارون سلطنت پر قبضہ کرون آخر ناچار ہوکر سامنے نورالدہر کے کھڑا ہوا کہا ای شہریار غلام کو شکار کی بڑی عادت ہے اگر حکم ہو شکار کھیل آؤن نورالدہر نے کہا جو دلبستان سامان شکار کرکے طرف صحرا کے روانہ ہوا سب سے قراول ساتھ مین راہ مین کہتے رہے کہ مین نے مذہب دل سے نہین بدلا تقاضائے وقت دیکھکر کلمہ پڑھ لیا کسی تدبیر سے اس جوان کو مارونگا سلطنت پر قبضہ کرونگا ساتھ والے کہہ رہے ہین کہ ہم آپکے تابعدار ہین جو جنبہ ہم سب شریک ہین جنگل مین آکر شکار کھیلنے لگا ایک ہرن

ایک مقام پر آکے شکار کیا دوسرا ہرن تیر خوردہ آیا اسکو بھی اسنے مارا عقب مین اُس آہو کے ایک
نقابدار بادل پوش گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا اور تیر اپنا اسکے ہاتھ مین پایا
پکار کر آواز دی کہ او اجل گرفتہ تو کون ہی کہ جو میرے شکار کو شکار کیا بستان نے کہا آپ اپنا شکار
لیجائیے نقابدار نے کہا تونے تو میرا لطف کھو دیا مین عرصہ سے اس آہو کے تعاقب مین تھا تیر
مارا مگر تیرا اوچھا پڑا آہو بھاگا مین اسکے پیچھے تھا تونے کیون شکار کیا یہ نہ سمجھا کہ کسی کے ہاتھ کا تیر
پڑا ہی بہتر یہ ہی کہ اپنی جان سے ہاتھ دھو اب تجھکو شکار کرونگا بستان نے کہا ای نقابدار کیون جانور
کے واسطے تکرار کرتا ہی مگر نقابدار گھوڑا اپنا اڑا کر قریب آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بستان
نے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر جو اٹھایا تکان سے بند نقاب ٹوٹا
دیکھا ایک نازنین مہ جبین ہی مگر چہرہ زرد ہو رہا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اس ادا کو دیکھکر بستان
حیران ہوگیا ساتھ والون سے کہا محافہ لاؤ پلنگ بچھاؤ اور کنیزون جو پشت پر تھین انکو بھی گھیر لیا سب نے
کہا ہم کو کیون گھیرتے ہو ہم تمھاری اطاعت مین ہین بستان نے ملکہ کو محافہ مین سوار کیا کہا ای
جان جہان تمکو خاتون محل قرار دونگا ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی اپنی کیفیت نظم

عاقبت این ست چون اندیشۂ درمان ما / داغ رسوائی منہ بیہودہ غم بر جان ما
در شب تاریک اگر شمعی نباشد گو مباش / زآتش دل روشن ست این کلبۂ احزان ما
جستجو کم کن دلا کز دولت دون ہمتان / نشۂ آسودگی عنقاست در دوران ما
کو گیاہ خرمی روید کہ در ہنگام کشت / ریختہ در خاک ذلت تخم ما دہقان ما
مشکلے بودی ترا اسلام در محشر قبول / گر نبودے ہچو کفرے شاہ ایمان ما
کشتیم ثابت نماند در محیط عاقبت / بسکہ ہر لحظہ فزون ست موجۂ طوفان ما
ریختیم شفقی زبس خون ناب دیدہ در چمن / امتیازے نیست در خار و گل بستان ما

یہ کہکر ملکہ بلک بلک کر رونے لگین بستان محافہ پہ ہاتھ رکھے ہوے سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ ای جان جہان
مین بادشاہ قلعہ کا بھائی ہون ایک ظالم نے قلعہ پر قبضہ کیا ہی اب مکر کرکے اُسکو اور بھائی کو مارونگا
ملکہ جواب دیتی ہین اگر تیرے قبضے مین سلطنت ہفت اقلیم بھی آجائے تو مین تجھکو قبول نہ کرون
کنیزون کو جو ملازمون نے گھیرا ہی روتی ہوئی محافہ کے ساتھ چلی آتی ہین کہتی ہین فلک ہمارے ساتھ

در پے آزار بنا ہی کہ ہمکو کہان سے کہان پہونچایا اب دیکھین تقدیر کیا دکہاتی ساتھ والے سمجھاتے ہین
کلانسر ہمارا بادشاہ کا بھائی ہی اب سلطنت پر قبضہ کریگا تم لوگون کے سبب سے بڑے چین سے نکلے کنیزین اور زیادہ
بیقرار ہوتی ہین بستان اُس معشوق کو لیے ہوئے قلعہ مین آیا ایک مکان مین لاکر ملکہ کو اُتار دیا
کنیزین بجائے خدمتگزاری چھوڑین ملکہ ساتھ والیون سے کہتی ہین کیون صاحب جو تھے انقلاب زمانہ
دون پرور دیکھا کئی دن ساتھ اس شہریار کے رہے مگر وہ شیر بیشہ جرأت کس ادب سے کلام کرتا تھا آہ
یکایک آفت آئی نکلے ہم بھی اُس بلوہ مین بھاگے تیسرا دن تھا کہ آپ دوانہ عکس ہوا سو جب سے
آہو کو شکار کیا خود شکار ہوے دیکھین اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر آبرو بچے ہر وقت اپنی غرض
ہی کی باتین کہتا ہی مگر نور الدہر نے شبرنگ سے کہا کہ ای شبرنگ تمنے معشوق کو نہ دریافت
کیا شبرنگ نے ایکدن کستان سے پوچھا کہ بھائی صاحب تمھارے ہر وقت گھبرائے رہتے ہین
دم بھر کے لیے بارگاہ مین آتے ہین کیا کار ضروری درپیش رہتا ہی کستان نے کہا مجھسے تو وہ راز دل
نہین ظاہر کرتے مگر مین نے سنا ہی کہ صحرا سے ایک عورت کو لائے ہین یہ تو اسپر جان دیتے ہین اور
وہ انسے انکار کرتی ہی شبرنگ یہ سنکر خاموش ہو رہا شب کو سوچا کہ چلکر تحقیق دیکھون کہ یہ معشوق کون ہی
جسکو بستان لایا ہی جب بستان محل مین گیا تو شبرنگ کمند مارکر کوٹھے پر آیا دیکھا ایک معشوق پریچہرہ
مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین ساتھ ہین اور کنیزین کہتی ہین واہی اب تو آپ نے کئی دن ہوے کہ آب
و دانہ بالکل ترک کیا آج تو کچھ کھا لیجے دیکھیے باغ مین گل ہنستے ہین بلبلین چہکتی ہین ملکہ نے ایک
ٹھنڈی سانس بھر کر کہا نظم

روتا آتا ہی مجھے سنکر بیان عندلیب
کوئی گلشن مین نہین سُنتا بیان عندلیب

کیا تجھے بدخواب کرتی ہی فغان عندلیب
یا الٰہی لال ہو جائے زبان عندلیب

پھر خزان آئی ہوئی بیچین جان عندلیب
باغ مین اُجڑا پڑا ہی آشیان عندلیب

ساغر گل باغ مین پُر شبنم سے نہین
ڈبڈبائی آنکھ سُنکر داستان عندلیب

کب یہ عاشق ہو بیشہ معشوق کوئی ایسا نہین
کون گل ہی اس چمن مین قدردان عندلیب

عاشق صادق کے نالے تیر سے کچھ کم نہین
چھید تا ہی دل جگر شور فغان عندلیب

قصۂ بلبل سے کچھ میرا فسانہ کم نہین
داستان ہی میرے غم کی داستان عندلیب

شکر ہی اس گل کے دل کو عشق پھر پیدا ہوا
ہمنشین مدت سے خالی تھا مکان عندلیب

باغبان صدمہ قفس کا اس سے اٹھنے کا نہین
مثل گل نازک ہی جسم ناتوان عندلیب

خون عاشق ہوگا نخل گل نہ کاٹ اے باغبان
شاخ ہو منقار برگ گل زبان عندلیب

ہو ہواے گلشن عالم اگر انصاف پر
شاخ گل پر ہو ابھی بس آشیان عندلیب

عاشق صادق کی باتون کا ہون کشتہ نو مین
قتل کرتی ہی مجھے تیغ زبان عندلیب

ملکہ یہ اشعار پڑھکر رونے لگین کنیزین بھی ساتھ رو رہی تھین کہ بستان کی آمد ہوئی شبرنگ نے دیکھا کہ بستان بھاری لباس پہنے ہوے آیا ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ کے کھڑا ہوا کہا ای جان جہان وای آرام دل خستگان اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہی شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا جاتا ہی کئی دن مجھکو تڑپ تڑپ کے گذرے ہین راتین ہجر کی اس قدر دراز ہوئی ہین کہ کاٹے نہین کٹتین اب تم مجھکو قبول کرو ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھری رو کر کہا ای بستان تو مجھکو قتل کر رحم تیرا کہا نہ مانینگے شبرنگ نے یہ سب باتین سُنین تو تصویر نورالدہر نے تقریر مین بتلائی تھی وہ مطابق پائی بستان جب باتین کرکے چلا گیا تب شبرنگ کوٹھے سے اترا ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے ملکہ کے آیا پوچھا ای ملکۂ عالم آپ کی نام نامی اسم گرامی کیا ہی ملکہ حیران ہوگئین کہ میری کنیز ہوکر میرا نام ونسب پوچھتی ہی ٹھنڈھی سانس کھینچکر کہا کیون کلپچھرہ آج کیا ہی کہ ہمارا حسب ونسب پوچھتی ہو شبرنگ قدمون پر گر پڑا عرض کی خدم کو حضور نے نہین پہچانا مین نورالدہر کا عیار ہون واسطے تحقیق کے آیا ہون مفصل حال بتلایئے تو مین تدبیر کرون اور اس ظالم سے آپ کی نجات ہو ملکہ ہک کر رو دین کہا ای شبرنگ مجھ بدنصیب کا کیا حال پوچھتا ہی شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر کی منظور نظر ہون فلک نے کہان کہان آوارہ کیا لشکر اسلام مین پہونچی اس لشکر پر تباہی آئی مین بھاگ نکلی اس ملعون کے پالے پڑی یہ ظالم جبر کرتا ہی اب تک تو مین نے اپنی عصمت کو بچایا ہی پروردگار حافظ میری عصمت کا ہی ای شبرنگ بڑا احسان ہوگا اگر اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے نجات دو اور شاہزادہ جہانگیر تو اسکے غم نادار مین مجھکو احتیاط سے رکھینگے تا بہ جہانگیر ہو پہونچا دیگے شبرنگ نے جواب دیا اب آپ نہ گھبرائین مین جاکر شاہزادے سے خبر کرتا ہون وہ بستان سے مانع ہونگے یہ کہکے شبرنگ خدمت نورالدہر مین آیا

اُس باغ مین پہونچنا کسی طور سے ملاقات کرکے حال دل دریافت کرنا اور میرا پیام دینا کہ دختر
قاموس لیلائے عنبرین مو وہان موجود ہے تمکو بہ بابی **شبرنگ** نے کہا مین جاؤنگا اور سب حال
دریافت کرونگی **نور الدہر** نے باہر نکلکر دروازے پر پہرہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ **بستان** اُسکے
مکان مین نہ آنے پائے ہمارا نام لینا کہ اُنھون نے منع کیا ہی ورنہ مانے گا تو پھر جیسا لینگے نور الدہر
اُٹھکر اپنے مقام پر آئے **شبرنگ** اُسی وقت تلاش **باغ بہار آباد** قلعہ سے نکلکر دروازہ دا
پانچ چار کوس طے کیے تھے کہ کوہ کلان ملا شبرنگ نے پہاڑ پر چڑھکے دیکھا حقیقت مین پہ
کوہ پر ایک باغ بہشت آئین ہی شبرنگ پہاڑ سے اُترا پشت باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا تو
دیکھا ایک معشوق کلعذار مسند پر سرنگون بیٹھی ہی کنیزین جا رہی ہین شگفتہ کرتی وہ نازنین شگفتہ
نہین ہوتی جب کنیزین بہت کہتی ہین تو ٹھنڈی سانس کھینچکر یہ چند اشعار پڑھتی ہی **نظم**

چشم جانان پھر گئی دشمن زمانہ ہوگیا — دل ہمارا تیر حوادث کا نشانہ ہوگیا
موت آئی وہ جو لوگ اپنے روانہ ہوگیا — اُسکا جانا میرے مرنے کا بہانہ ہوگیا
دوست دشمن ہوگیا اُلٹا زمانہ ہوگیا — انقلاب لکھنو بھی اک زمانہ ہوگیا
جب ارادہ اُس مہ خوبی نے زینت کا کیا — پنجۂ خورشید بہر زلف شانہ ہوگیا
روے انور کا ہے سے ہو دونا فروغ — نیرت مہتاب عکس رخ سے دانہ ہوگیا
ہاتھ اُٹھا کر اسقدر مانگی دعاے وصل یار — پنجۂ مریم کی صورت خشک شانہ ہوگیا

کنیزین حیران ہین کہ کیونکر ملکہ کو شگفتہ کرین آخر بہمون نے ملکہ عرض کی حضور گانا سنین تو شبو نام
ڈومنی کو بلا کر لائیں آستے بیٹھکر گانا شروع کیا گاتے گاتے بہر رفع حاجت چمن مین آئی شبرنگ
نے اثر کرکے اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا گاتے گاتے ملکہ کی بلائین لین کہ واری کنیز
سے تو حال بیان کیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا ای شبو کیا بیان کرون کہ جسکا شہوان دل ہی
کہ آب و دانہ ترک ہوا کسی شی کو دل نہین چاہتا کچھ منہ کو آتا ہی طبیعت ترانا چاہے گیا کرون مین بخت
کیون برا ہے شبو کا گئی تھی کہ خود دشکار ہو کر ... عرض کی ہونڈی سے حال بیان کیجیے
لونڈی فورا تدبیر کریگی یہ تو مین سمجھ گئی کہ آپکی ... عاشق ہوئین بہ دولت عشق کے جوش و خروش مین
یہ قول ... **نظم**

لیلا کا لشکر گرد سے نظر نہیں آتا تھا وہاں سے پانچ دن پر قلعہ ہے کہ قلعہ رنگین پوشان اسکو کہتے
ہین رنگین پوش نامی پہلوان ہے اور صاحب قران الثانی کے پہلوان اسکے نام سے ڈرتے ہین مجھکو
خوف ہے کہ سلطنت ہاتھ سے نکل جائے گستان کے وہ پہلوان ... یہ رقعہ لیلا ... ملکہ نے لکھا کہ از
سوختۂ آتش دوری و افروختۂ نار مہجوری رید العہد ستمگر شبرنگ بہ سپہ دار بہونچے اشتیاق
سے لکھتی ہون کہ اگر ہو سکے تو پہلے تم تک پہونچ جاؤ ورنہ لیلا کو بعد سلام شوق معلوم ہو کہ تمھارا ذکر لشکر
دل کو بڑا اشتیاق ہے ہم تمھارے دیکھنے کے بھی مشتاق ہین مگر خیر پہلے تمام ... پہونچ گئین کہ کوئی
تم تک نہ پہونچیگا مجھکو کسی طرح کا خوف نہین مگر اب اگر خبر ہوجائے گی تو نہایت مشکل ہوگی شہر میں
بہت مخفی ہوکر آئین مین اہتمام کر رکھونگی ... مین ... دونگی۔ رقیمہ گائیدن ہجران
دیدہ آفت کشیدہ۔ یہ رقعہ شبرنگ نے لیا اور شبہو کو بتا دیا کہ ملکہ مین تو نکل جاؤن آپ شبہو
کو بلوا لیجیے گا شبرنگ یہان سے نکلا طرف نور الدہر کے چلا آکر قلعہ مین پہونچا یہان یہ معرکہ گذرا
کہ جب لبستان نے چاہا کہ ملکہ کے پاس جائے نگہبانون نے منع کیا اور لبستان نے یہ بھی ...
یہان آگئے انکے چچا کی معشوق ہر صبح کو جو دربار مین آیا نور الدہر کے ساتھ ہاتھ باندھ کے ...
کرکے قدمون کو بوسہ دیا کہا آقاے نامدار مجکو معاف فرمایئے گا مین ناواقف تھا کہ اس معشوق کو
یہان لے آیا اب کبھی اسکا نام نہ لونگا اور ابتک غلام بصدق مسلمان نہوا تھا اب بصدق مسلمان
ہونگا یہ کہکے بھائی کو الگ بلایا اور کہا اے گستان مین یقین کرتا ہون کہ جس طرح مین مکر سے مسلمان
ہوا تم بھی بصدق نہ ہوے ہوگے آج مین نور الدہر کو زہر پلاتا ہون عیاری بھی اسکا نہین ہے جب
پی جائے تو اسکو مار لو تمنے سنا میرے ساتھ کیا غضب کیا جس معشوق کو مین جنگل سے لایا آج
کئی دن سے اسکی منت خوشامد کر رہا تھا اب اسنے وعدہ کیا تھا کہ مین وصل قبول کرونگی نہین
معلوم جاکر اسکو کیا سمجھایا بھڑکایا کہ وہ مجھسے باغی ہوگئی نگہبان جو مقرر کیے ہین تمھارے ملازم
ہین انکو منع کر دو کہ مجکو جانے کو نہ روکا کرین مین بار بجبر اس سے وصل حاصل کرونگا سلطنت
معاف ہوجائیگی گستان اچھا اچھا کہا کیا جب لبستان اندر گیا سب حال گستان نے نور الدہر
سے کہا کہ لبستان جام شربت لیکر آیا کہا اے آقاے نامدار یہ جام محبت ہے اسے نوش فرمایئے نور الدہر
نے کہا یہ جام تحسین پیو کہ اس نے بہ نگاہ قہر ... لبستان کے دیکھا اور کہا آقاے نامدار

یہ جام تمہین کو بخشتے ہین اسی مین خیر ہی کہ اسے بسہولیت پی جاؤ ورنہ ایک ساطور مارونگا کہ بھنڈارہ
کھلجائیگا بستان کا پیا جام کو کیونکر پیا جاتا ہی کہ اسمین زہر ملا کر لایا ہون ہاتہ جو کانپا جام
چھوٹ کر زمین پر گرا فرش سیاہ ہوگیا طہماس نے کہا کیون ای بستان اس جام مین کیا تھا
جب تو بستان نے طرف بھائی کے دیکھا کہا بلوہ کرکے اس جوان کو مارلو کتان نے کچھ جواب دیا
طہماس نے اُٹھکر بستان کی گردن کھینچ لی یہی ہنگامہ ہو رہا تھا کہ شبرنگ آکر پہونچا نور الدہر سے
کہا کہ مین کاغذ ملکہ کے ہاتہ کا لایا نور الدہر خوشی ہوکے پکار اُٹھے بیت قاصد رسید نامہ رسید و
خبر رسید + در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار + نامہ شبرنگ سے لیکر پڑھا نامہ پڑھکر پاس لیلا کے
آئے کہا جی ہان چند الفاظ آپ کے نام لکھے ہین لیلا نے بھی نامہ پڑھا نامہ پڑھکر کہا ای فرزند کیا ارادہ
ہی نور الدہر نے کہا مین جاتا ہون اگر منظور ہی تو ملکہ کو لیکر آتا ہون لیلا نے کہا ای فرزند بہت سمجھ کر جانا چاہیے
اسکا نہایت زبردست پہلوان ہی بڑے بڑے پہلوانون کو اُسنے مارا ہی اُسکی نگاہ مین کوئی نہین
ٹھہرتا نور الدہر نے کہا سمجھا جائیگا یہ کہکر لباس پہنکر باہر نکلے ہتھیار لگائے طہماس کو جو خبر معلوم ہوئی کہا
آتا مین بھی ساتھ چلونگا نور الدہر نے منع کیا کہ تم یہین رہو مین اکیلا جاؤنگا طہماس کو یارا کلام کا نہ ہوا
نور الدہر اکیلے طرف باغ کے چلے یہان رنگین پوش قلعہ مین بیٹھا تھا اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ
کہرباے اژدر چشم کہ پہلوان نہایت زبردست ہی قدرت نے حکم دیا ہی کہ مسلمان زخمی ہوکر پراگندہ
ہوے ہین جسکو جہان پاؤ وہان قتل کرو اسطرف سے جاتا تھا آپ کی بیٹی کا حال سُنکر قریب باغ کے گیا
ہی چاہتا تھا کہ باغ مین جاؤن ملکہ نے دروازہ بند کرلیا اور کہلا بھیجا کہ اگر یہان آئیگا تو مجھکو زندہ
نہ پائیگا وہ اُسی مقام پر اُترا ہوا ہی یہ خبر وحشت اثر سُنکر رنگین پوش مسلح ہوکر گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ
ہزار فوج ہمراہ لیکر طرف باغ کے چلا ملکہ نہایت بیقرار کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین آمد اپنے باپ
کی فوج کی دیکھی اور زیادہ گھبرائین رنگین پوش آکر مقابلہ مین کہرباے کے اُترا اور کہلا بھیجا کہ ای
کہربا یہان سے چلے جاؤ یہان تمکو دخل نہ ملیگا کہربا نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا رنگین پوش نے
بھی اُسکے جواب مین طبل جنگی کا حکم دیا ملکہ اسوجہ سے زیادہ بیقرار ہین کہ قریب باغ کے معرکہ جنگ
ہی ایسا نہو وہ شیر بیشۂ صف جنگ ادہر آتا ہو اور یہ دونون بھیا دیکھ لین تو کیسا باعث خرابی ہی اسی وجہ
سے اور زیادہ دل کو بیتابی ہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے کہربا نے میدان مین آکر

سلمشوری دکھائی پکار کر آواز دی ای رنگین پوش میرے مقابلے مین نہ آ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دے اگر مین قدرت سے کھونگا تو وہ بخوشی اس فعل کو کرا دینگے ورنہ ملک ومال تباہ کر دونگا قصہ مین چین سے نہ رہنے دونگا یہان سے جا کر مسلمانون کو تلاش کرون ان سب کے سر کاٹ کر روانہ کرون رنگین پوش کے اور پہلوانون نے قصد کیا مگر اُسنے منع کیا خود مقابلے مین کہربا کے ہو بجا بعد گفتگو نیزہ چلا خنجر سے لوٹے تلوارین کھنچین کہربا نے جو دیکھا کہ رنگین پوش فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی بگا ساُٹھا ای رنگین پوش پیٹھ پر تیری کون کھڑا ہی مجکو تیر مارا چاہتا ہی رنگین پوش پلٹا کہربا نے ہاتھ مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا زخم کھا کر رنگین پوش نے ہاتھ مارا کہربا نے گینڈا ا بچا ہٹا لیا بس رنگین پوش کو غش آنے لگا کہربا نے بلوہ کر دیا دونون لشکر آپسمین لگے لشکر رنگین پوش نے جو اپنے افسر کو سست پایا اور دیکھا دشمن دباؤ ڈال رہا ہی اور لشکر پیچھے ہٹتا ہوا چلا آتا ہی سب افسرون نے چاہا کہ باغ مین جا کر پناہ لین اُسوقت ملکہ کی بیقراری دونون ہاتھ طرف آسمان کے بلند کر کے پکار اُٹھی کہ ای رب اکبر و ای خالق بحر و بر اس ظالم کی دعت سے بچا نا نظم

تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب — دعا مے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخواہم ترا

تیرے نزدیک کیا بات ہی تو حلال مشکلات ہی بیت شاہا ز کرم بر من درویش نگر بر حال من خستہ دل ریش نگر بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر ہو بجا ملکہ نے دیکھا کہ وہی شیر دلیر گریکہ و تنہا عیار رکاب پر ہاتھ رکھے آتا ہی نور الدہر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا شبرنگ سے کہا دریافت تو کرو کیا معرکہ ہی شبرنگ مفصل حال دریافت کر کے آیا کہا کہ رنگین پوش زخمی ہوا ہی کہربا چاہتا ہی کہ ان سب کو مار کر باغمین جاوے ملکہ کو نکال لاوے نور الدہر نے وہین سے نعرہ کیا باشندہ کہ فرمان

بیجا وای نابکاران بہ دغا نعرۂ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و ملک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو در رزمگاہش صد ہزار الامان خوانند

دیگر

نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر — ز ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر

صدائے نعرہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جنگل مین گونجی رنگین پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال

خورشید مثال آتا ہی نور الدہر نے رنگین پوش سے پکار کر کہا کہ آپ نہ گھبرایئے مین اسکا علاج
کیے دیتا ہون رنگین پوش بھی حیران دیکھنے لگا ملکہ نے بالاے بام سے دیکھا کہ نور الدہر
صفون پر پہلوانون کو مارتے ہوے مقابلہ کہربا مین پہونچے کہربا نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر
نے تلوار کو تلوار پر کاٹا اژدھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا تیغ خاراشگاف سلیمانی ایک بڑی
تھی کہ تڑپ کر گری کہربا کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے کہربا کا مارا جانا کہ رنگین پوش نے
فوج کو اشارہ کیا افسر جو مارا گیا فوج کہربا بیدل ہو رہی تھی فرار پر قرار کیا لاشہ کہربا کا لیکر بھاگے
جب لڑائی فتح ہوئی نور الدہر نے آکر رنگین پوش کو سلام کیا رنگین پوش نے کہا مین نے
حضور کو نہین پہچانا نور الدہر نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہین باغ مین تشریف لیچلیے جسکو مارا
ہی یہ نیاز مند کا رقیب تھا واصل جہنم ہوا ملکہ گھبرا رہی ہین کہ اب دیکھیے بابا جان سے کیسی گذرے
رنگین پوش کو عیار نے خبر دی کہ او شہریار یہ نبیرہ صاحبقران ہین ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ
گلبدن پر مائل ہین اگر یہ نہ ہوپہنچتے تو لشکر کا خاتمہ تھا اب آپ کو اختیار ہی چند معقول ظاہر
صاحبقران کے سمدھی کہلایئے گا اور یہ بھی مشہور ہی کہ یہ جوان فتاح طلسم خیال سکندری
ہی قدرت جو کچھ چاہین اپنے مقام پر فرمایئن مگر سب نجومیون نے حکم لگایا ہی کہ عمر طلسم ختم ہو چکی
فتاح اسکا پیدا ہو گا ان لوگون نے جس مقام کا ارادہ کیا اُسکو برباد کر دیا اور اپنا قبضہ کر لیا
غلام کے نزدیک تو یہی بہتر ہی اور بہت اچھا انتظام ہوتا ہی کہ آپ طلسم کشا کے ساتھ ہونگے
درمندون کو فتح کرتے ہوے تا بہ طلسم رسائی ہو جانے والے یہی جانین کہ رنگین پوش کو طلسم کشا
سے توسل ہی رنگین پوش بھی خاموش رہا عیار کی باتین سمجھ کر جانا کہ یہ میرا خیر خواہ ہی نور الدہر
کو گھوڑے سے اُتارا طرف باغ کے لیکر چلا ملکہ نے جو دیکھا کہ نور الدہر باپ کے ہمراہ آتے ہین کچھ
اطمینان ہوا کچھ گھبرایئن بطور استقبال دروازے پر آکر ٹھہرین قریب در آکر رنگین پوش
ٹھہر گیا نور الدہر نے کہا آپ بزرگ ہین آگے چلیے رنگین پوش اندر دروازے کے آیا بیٹی نے
سلام کیا اُسنے گلے سے لگا لیا پکار کر کہا کہ آیئے نور الدہر آیئے خانۂ بے تکلف ہی نور الدہر سر جھکائے
ہوے اندر آئے ملکہ حجاب سے پسینے پسینے مگر باپ کا دامن تھامے ہوے بارہ دری مین
آکر ہو بیٹھین رنگین پوش نے نور الدہر کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا بیٹی سے کہا

ای نور نظر آؤ بیٹھو شبرنگ نے ایک کنیز کو تاکا کرسب کی افسر موسوم بہ گلچہرہ تھی شبرنگ اُسکے قریب جاکر بیٹھا دست بستہ عرض کی کیون شہریار غلام کچھ گائے نور الدہر نے اشارہ کیا شبرنگ نے چنگ مرصعی توڑے سے نکالا اور یہ غزل عاشقانہ بجانے لگا نظم

لی مرغ جان نے تن سے نکلکر چمن کی راہ
چھینتا ہی حسن جسم منعم پیرہن کی راہ
دل پر ہوا شرفی کی طرح نقش پا کا نقش
آگے مرے دھری ہین شب بھر گلا ہیان
وہ گل سوار ہوکے گیا ہی ادھر سے کیا
العدرے عداوت صیاد پر جفا
ای باغبان مین آؤنگا دیوار پھاند کر
مرنے کے بعد بھی ہین وہی بیقرار یان
سوفار کی روش سے جو منہ ہی کھلا ہوا
مدت سے ڈوب مرنے کی ہی اس کنوین مین چاہ
بعد فنا مقیم سرائے لحد مین ہین
دربان روکتا ہی تو روکا کرے ہمین
ای نور خاد مون سے نجف مین کھولنگا مین
بھولیگا کیا غریب مسافر وطن کی راہ
جہتا ہی چھوٹتی ہی ہر اک موے تن کی راہ
بیٹھے تمھارا سکہ چلیگا چلن کی راہ
دیکھا کیا مین ساقی پیمان شکن کی راہ
پھولون مین ہی بسی ہوئی ساری چمن کی راہ
کرتا ہی بند موسم گل مین چمن کی راہ
چھینتا ہے گا جو بند کریگا چمن کی راہ
دل کی تڑپ کو دیکھے چاک کفن کی راہ
نکلی ہی جان عاشق بیکس دہن کی راہ
ملتی نہین ہی یوسف دل کو ذقن کی راہ
مرتے ہی ہمنے ڈھونڈ ہو نکالی وطن کی راہ
پیدا کرینگے اور تری انجمن کی راہ
بتلا دے کوئی روضہ شاہ زمن کی راہ

اس رنگ مین یہ غزل شبرنگ نے گائی کہ رنگین پوش بہت خوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے اُٹھا نور الدہر سے کہا اب غلام بارگاہ مین جاتا ہی آج صبح سے دربار نہین ہوا نور الدہر نے کہا ہم بھی چلینگے رنگین پوش نے منع کیا اور کہا کہ آپ یہان تشریف رکھین دس بارہ کوس آپ چلے ہوے آئے ہین یہان آرام فرمائیے مین کل حضور کو بارگاہ مین طلب کرونگا سب آپکے مشتاق ہین نور الدہر نے رنگین پوش کو رخصت کیا جب رنگین پوش جاچکا تو ملک نے کہا ای شہریار آپنے باپ سے ہمارے خوب راہ پیدا کی کہا ہے از در خشم سے بچنے کی امید نہ تھی آپ کے ہاتھ سے جو وہ مارا گیا رنگین پوش کو بھی خوف ہوا آپ نے سوال اسلام نہ کیا نور الدہر نے کہا بارگاہ مین جاکر انتظام

کرنے لگے اور مذہب قومی سے ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا ناچ گانا ہونے لگا جا وہ بے اندیشہ انجام
جدا دونوں فراق ودرد سے [illegible] جب ملکہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے نورالدہر نے
[illegible] سے پاس کئے عجب مسرت کی صحبت تھی ایک کے ملال کا دوسرے کو خیال شب بھر جلسہ
عیش ونشاط رہا وقت سحر نورالدہر ملکہ سے رخصت ہوئے کہا بارگاہ میں تمہارے باپ کی جاتا
ہوں ملکہ رونے لگیں [illegible] پاکیزہ خصال [illegible] ایسا ہو [illegible] پیش آئے شہر نگار نے کہا
میں تو اسکے تیور اچھے ہیں یقین ہے کہ کچھ مکر وحیلہ نہ کرے اگر کریگا تو [illegible] پائیگا نورالدہر پشت مرکب
پر سوار ہو کر قلعہ میں جو آئے دوکاندار دوکانوں سے اٹھ اٹھ کر سلام کرنے لگے نورالدہر سب کا سلام
لیتے ہوئے بارگاہ میں آئے رنگین پوش برائے استقبال نکلا نورالدہر کو بارگاہ میں لیکر آیا مقام صدر
پر نورالدہر کو بٹھایا نورالدہر نے سوال اسلام کیا رنگین پوش کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا افسروں کو
بلاکر قدموں پر گرایا رنگین پوش بھی جوان [illegible] صورت مسلح مکمل تخت پر بیٹھا ہے کہ
ہوا خنک چلی رنگین پوش اس ہوا کے چلنے سے گھبرایا مگر چپکا تخت پر بیٹھا رہا تھوڑے عرصے
میں ابر سنہری آسمان پر پیدا ہوا بارہ دری پر آیا وہ ابر پھٹا نورالدہر نے دیکھا ایک تخت پر ایک
نازنین دوازدہ سالہ دریائے جواہر میں غوطہ زن آکر اتری تخت پر جلوہ آئی رنگین پوش سے
[illegible] بیٹھا ہے وہ نازنین تخت پر پہلو سے رنگین پوش میں ملتجی رنگین پوش حجاب سے گڑا
جاتا ہے کہ اس مہ جبین نے کہا کیوں صاحب چپ کیوں بیٹھے ہو باعث سناٹے کا کیا ہے شہر نگار
نور جادوگرنی کو دیکھکر ستون کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا حیران ہے کہ یہ ساحرہ کون ہے رنگین سے باتیں
محبت آمیز ہونے لگیں ساحرہ نے پوچھا صاحب کئی دن سے آپ نہیں آئے اسکا کیا باعث ہوا
رنگین طرف نورالدہر کے پلٹا کہا آقائے نامدار تشریف لائے حریف چڑھ آیا تھا آقائے نامدار نے
اسے آکر مارا ہماری جان وآبرو بچائی ساحرہ نے پلٹ کر طرف نورالدہر کے دیکھا کہ ایک جوان
رعنا خوش جمال پری تمثال تیغ پہلو میں سپر پشت پر خورشید وہلال کا ساتھ ہے عجب حسین وجمیل
تھرا گئی پسینے پسینے ہو گئی کہا اے رنگین یہ جوان کون ہے اور اسنے کیا کام کیا رنگین نے کہا اے
ملکہ عالم [illegible] اژدر چشم لشکر کشی کرکے آیا تھا ملکہ گلبدن کا خواہاں تھا قریب اترا چاہتا
تھا باغ میں گھس جاؤں ملکہ پر قبضہ کروں میں لشکر کشی کرکے پہنچا اس سے مقابلہ ہوا اسنے

نجکو کرسے زخمی کیا لشکر پر شکست ہوئی اسوقت یہ شیر دلیر آکر پہونچا اور کہربا کو مارا لشکر کو اسکے شکست
دی مین سنے ملکہ گلبدن کو اسی جوان کے ساتھ منسوب کیا یہ سُنکر گلپوش جادو نے کہا اے زرنگین
یہ تمنے کیا کیا اس جوان کا نام نامی کیا ہے زرنگین نے کہا نبیرۂ صاحبقران نور الدہر بن
بدیع الزمان اور بھی ملکۂ عالم ایک باعث ہے جو کتب کہ حکیم صاحب نے سوانحات طلسم مین
لکھی ہے اسمین یہ بھی لکھا ہے کہ نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران فتح اس طلسم کا ہے
لہذا یہ سال آخر طلسم کا ہے اسوجہ سے مین نے اس شہریار کی اطاعت کی یہ حال سُنکر گلپوش نے
اپنا منہ پیٹ لیا کہا اے زرنگین بڑا غضب کیا قدرت ارشاد فرماتے ہین کہ مین اس تقدیر کو
پلٹ دونگا زرنگین نے کہا ملکۂ عالم اس تقدیر کا پلٹنا دشوار ہے اور نجومیون کا بھی اسی رائے پر
اتفاق ہے سب نے یہی حکم لگایا ہے کہ اس سال اختتام عمر طلسم ہے طلسم کشا ضرور آئیگا اور چہار
جانب سے طلسم پر بلوہ ہے صاحبقران زمان قید مین فرزند اُن کی رہائی کی تدبیر ضرور کرینگے
گلپوش یہ باتین سُنکر خاموش ہو رہی دل مین سوچ رہی ہے کہ اب مین کیا تدبیر کرون یہ جوان
تو نہایت حسین وجمیل ہے آج شب کو جلسہ ہو اُس جلسہ مین اِس جوان سے سوال وصل کرون
اگر وصل پر میرے راضی ہوجائے تو مین بھی اسکی اطاعت کرون یہ سوچ کر خاموش ہو رہی زرنگین
سے کہا آج شب کو ہم نچائینگے جلسہ آراستہ کر زرنگین نے ساقیان سیمین ساق کو حکم دیا کہ
آج شب کو جلسہ ہوگا تم لوگ موجود رہنا شبرنگ نے جو یہ سب حال سُنا عقل سے پہچان گیا
کہ یہ ساحرہ آقا پر عاشق ہوئی دیکھیے شب کو کیا ہو تدبیر کر رکھون یہ سوچ کر میخانہ مین پہونچا
شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملاتا پھرتا ہے جب شب کو جلسہ آراستہ ہوا زرنگین کے پہلو مین
آکر گلپوش بیٹھی نور الدہر ایک دنگل پر بیٹھے ہین شبرنگ بن عمرو شراب میخانہ سے بھیج رہا
ہے وہ یہی خیال ہے کہ آقا بھی نوش کرینگے بیہوش ہوجائینگے مین ہوشیار رہونگا تو مدم تو ساحرہ سے
سمجھنا ہے اسکو کچھ اور خیال ہے آقا انکار کرینگے اسکو شاق ہوگا ایسا نہو کچھ برائی کر بیٹھے یہی باتین
دل مین سوچ کر لگا یہان بھیجنا شروع کین یہان صحبت مین ساقی مجون نے پہلے جام زرنگین
کو دیا زرنگین نے وہ جام گلپوش جادو کو دیا گلپوش جادو پی گئی شبرنگ نے جب دیکھا
کہ کل گلا بیان محفل مین پہونچ گئین تو خود بھی محفل مین آیا ایک ساقی نجکے نے جام بہر کیا

کو بعد نگمین نور الدہر کو دے شبرنگ نے اشارہ کیا کہ حضور نوش فرمایئن نور الدہر کے
پہلو مین ایک لمیدان بیٹھا تھا وہ جام اُسکو دیدیا شبرنگ نے جام سادہ نور الدہر کو دیا
اب شبرنگ مطمئن ہوا دور چلنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گلپوش کو جو نشہ ہوا طرف
نور الدہر کے ملتی کہنے لگی کہ ای جوان وہ تیرا مرتبہ کرون کہ کوئی پہلوان تجھسے مقابلہ کر سکے
مگر مجکو قبول کر نور الدہر نے کہا ایک شرط ہی کہ جب خدا فضل کرے اور یہ طلسم فتح ہو جائے
اور تو سحر سے توبہ کرے تو شادی مین تجکو بعہدہ معشوقی قبول کرون دوسرا عذر یہ ہی کہ ہمارے سردار
سے تجکو توسل ہی نگمین کو کیسا انتشار ہوگا آقا سے نامدار نے میری معشوقہ کو قبول کر لیا اور
میرے اُسکے رشتہ خردی و بزرگی کا ہی گلپوش ملیا کر اُٹھی کہا ای جوان تکیہ مین چل مین تجھسے
باتین راز و نیاز کی کرون بڑے لطف اُٹھائیگا زہر تیرا بڑھ جائیگا یہ کہکر جو اپنے مقام سے
اُٹھی بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی نگمین بھی اپنے مقام سے اُٹھکے گرا
بیہوش ہوا کل محفل والے اُٹھے ہان ہان کرتے ہوئے گر کر بیہوش ہوئے نور الدہر حیران تھے
کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ شبرنگ پہلو سے سامنے آیا کہا ای شہریار مین جانتا تھا کہ آپ وصل اسکا
قبول نکرینگے مین نے سب کو بیہوش کیا اب دست سوال اسلام کرتا ہون نور الدہر نے کہا بہتر
ای برادر تمنے بڑا کام کیا شبرنگ نے زبان مین گلپوش کی سوزن دی ایک ستون سے باندھ
ہوشیار کیا ساحرہ نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ سب اہل محفل بیہوش پڑے ہین مین ستون سے بندھی
ہون وہ جوان ہوشیار بیٹھا ہی اور ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ڈرا رہا ہی کہ ای گلپوش
شاہزادے کی اطاعت کر طلسم جا کر فتح کرین تجکو عہدے جلیل ملینگے ہر چند کہ سختیان پڑینگی
مگر طلسم خیال سکندری ضرور فتح ہوگا یہ حال جو گلپوش نے دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ زبان
سے میری سوزن نکال مین اطاعت کرونگی شبرنگ نے جو عقل سے خیال کیا تو وہ اُسکے پڑے
بتانے جواب مین کہا ای گلپوش تیرا دل صاف نہین ہوا ہر چند کہ یہ لشکرہ شناسی ذات پر قبلہ و کعبہ
کی موقوف ہی مگر ہم بھی اُنکے فرزند ہین جی مین ٹھنی ہو تو ای گلپوش یہ عیار بڑا چست و چالاک ہی دلکو
صاف کرون کہا ای شبرنگ مین بدل و جان اطاعت کرتی ہون کنیزان شاہی مین منسوب
رہون جو مجھے حکم دینگے بجا لاؤنگی جو مجھے حال طلسم معلوم ہی لفظاً لفظاً بتاؤنگی کسی بات مین عذر

ہو گا مگر اپنی کنیز مجبین شبرنگ نے طرف نور الدہر کے دیکھا نور الدہر نے کہا ای گلپوش یہ بڑا اعتراض ہی کہ تو رنگین سے توسل رکھتی ہی اسپہ شاق ہو گا مین ہمیشہ تجھپر نگاہ لطف و محبت رکھونگا اور ابھی بڑے بڑے ساحر شریک ہونگے طلسم بہت وسیع ہی ہر چند کہ لشکر تباہ ہو گیا ملال ہمارے لشکر کے نہین معلوم کہان ہین ورنہ انسے پوچھا جاتا کہ لوح طلسمی کیونکر ملیگی اور کس مقام پر ہی گلپوش نے کہا ہمارے عزیز دار انکے منتظم ہونگے مین اسکا پتہ لگاؤنگی تب نور الدہر نے اشارہ کیا زبان سے اسکی سوزن نکال لو شبرنگ نے بڑھکر سوزن گلپوش کی زبان سے نکالی سوزن نکلتے ہی گلپوش نے اپنے کو رہا کیا قدمون پر نور الدہر کے گر پڑی عذر کرنے لگی نور الدہر نے پشت پر ہاتھ رکھا اور کہا ای گلپوش مجکو تیرا رنج گوارا نہو گا اب مین لشکر کشی کرونگا اپنے کو قریب قصر سکندری پہونچاؤنگا تاکہ بقراط سے مقابلہ کرین گلپوش نے ہنسکر عرض کی ای شہریار وہ ساحر ہمراہ بقراط کے ہین کہ زمین کو آسمان پر پہونچا دین آسمان کو زمین پر کھینچ لین آنکو کون جواب دیگا نور الدہر نے کہا ای گلپوش اسکا خیال نکرو ہم لوگون کا تکیہ پروردگار پر ہی گلپوش نے عرض کی یہ کنیز جائیگی اور پتہ لوح کا لگائیگی ملکہ نازک چشم انس سے میری قرابت بھی ہی وہ نہایت مجھسے محبت کرتی ہی صحبت مین بقراط کے رہتی ہی مین اس سے حال لوح پوچھونگی اگر ذکر لوح کردیگی تو حال معلوم ہو گا نور الدہر نے کہا پروردگار مسبب الاسباب ہی غیب سے پتہ لوح کا ملیگا بجرات و شوکت ہو بھر کر لوح لینگے لوح کا پتہ ملیگا مگر خبر تم بھی جانا رنگین کو بھی ہوشیار کیا جب نگین کو بھی معلوم ہوا کہ ملکہ گلپوش مطیع ہوئین شبرنگ کی بڑی تعریف کی شب بھر تو جلسہ رہا صبح کو گلپوش نے کہا ای شہریار جو کنیز نے وعدہ کیا تھا اسی کے انتظام مین جاتی ہون شبرنگ نے کہا ای ملکہ عالم ایک گلدستہ اپنے ہاتھ کا بنا کر رکھتی جاؤ اگر تم پر کوئی افتاد پڑے تو ہمکو معلوم ہو جائے گلپوش نے اپنے ہاتھ سے گلدستہ بنایا سامنے میز پر رکھدیا کہا ای شبرنگ مین ہمیشہ اس صحبت مین جاتی ہون خداوند بڑی مہربانی فرماتے ہین مین نازک چشم سے حال پوچھونگی یہ کہکر طرف قصر سکندری کے چلی یہان وہ قصہ ہو کہ بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہو تمام اہالی طلسم آتے جاتے ہین یہی ذکر ہورہا ہی کہ طلسم کشا داخل سرحد ہو چکا ہر چند کہ عجائب نگار نے وہ سحر کیا کہ سب کو تباہ کردیا مگر وہ لوگ زخمی ہوکر اسی سرحد مین رہے اپنی اپنی عقل کے موافق ساحر کلام کر رہے ہین بقراط کہتا ہی کہ قدرت نے جو

کتاب سوانحات لکھی ہی تم لوگ اسپر اعتبار نہ کرنا تقدیر کو قدرت پھیر سکتے ہین اب یہ لوگ اس سرحد
سے زندہ نہ نکل سکینگے سب کو مبتلاے آفت کرونگا ای عجائب نگار تم اپنے باغ عجائب مین رہنا
ہر وقت خیال رکھنا عیار طلسم کشا فرزند ساربان زادہ کا ہی جسکا نام لینا مناسب نہین ایسا
نہو تم تک پہونچے اور کوئی بے ادبی کرے قدرت بھی خیال رکھینگے ہر بات کی تمکو اطلاع دینگے
عجائب نگار یہ حکم سنکر روانہ ہوئی کہ گلپوش آکر پہونچی بکراہت بقراط ثانی کو سجدہ کیا بقراط بدماغ
ہوا کہا کیون گلپوش مزاج کیسا ہی عرض کی قدرت کی جان ومال کو دعا مین کیا کرتی ہون مگر طلسم کشا
قلعہ رنگین پر پہونچ گیا کئی مرتبہ کنیز نے ارادہ کیا کہ جاؤن اور گرفتار کر لاؤن مگر یہی خیال رہا
کہ قدرت سے دریافت کرکے جاؤن بقراط نے کہا بیٹھو گلپوش قریب ملکہ نازک چشم کے آکر
بیٹھی مزاج وغیرہ پوچھکر چپکے پوچھا کہ کیون لوا لوح طلسمی کہان ہی نازک چشم نے کہا لوح ایسے مقام پر
ہی کہ جہان ہوا بھی نہین جاسکتی گلپوش نے کہا وہ کیا مقام ہی نازک چشم نے کہا ایک مقام ہی کہ اسکو
ہفت آفت کہتے ہین ساتوین درجے مین لوح ہی یہ سنکر گلپوش خاموش ہوئی بقراط نے بگاڑ کر
پوچھا کہ کیون نازک چشم تمسے کیا چپکے چپکے باتین ہو رہی ہین نازک چشم نے کہا لوا نے حال لوح
کا پوچھا مین نے بیان کر دیا کہ قصر ہفت آفت مین ہی بقراط نے بگڑکر کہا کیون ای گلپوش
تمنے حال لوح کیون پوچھا آج تمنے سجدہ بھی بے طریقے کیا تمکو اسکا بڑا خیال ہی ایسا نہو کہ طلسم کشا
سے کچھ سازش کی ہو یہ وہ زمانہ ہی کہ ہمارے مصاحب طلسم کشا سے میل کرینگے اور قصد کرینگے
کہ مقام ہفت آفت تک پہونچائین مگر ملنا لوح کا بہت دشوار ہی ہمکو تمہارے چہرے سے
تغیر ثابت ہوتا ہی گلپوش عذر کرنے لگی کہ یا خداوند مین نے ہمت کو اسواسطے پوچھا کہ اگر مقام
سخت نہو تو ہم جاکر اسکی تدبیر کرین شاید کوئی مطلب نکلے بقراط بگڑ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی
ایک ابر سیاہ نمایان ہوا قریب قصر آکر پھٹا ایک جادوگر کو دیکھا کہ تخت پر سوار کوڑا ہاتھ مین
ایک کنیز کو مقید کیے ہوے آکر پہونچا بقراط کو سجدہ کیا کہا یا خداوند میری زوجہ گلپوش جادو
سبب قبضے سے نکل گئی جاکر طلسم کشا پر مائل ہوئی یہ کنیز آئی اس کو گلپوش نے حکم دیا تھا
کہ تحفہ جات ہمارے نکل لاؤ مین نے اسکو گرفتار کیا دو کوڑے جو اسکو مارے سب حال اسنے
بیان کر دیا کہ طلسم کشا سے وعدہ کرکے آئی ہی کہ مین مقام لوح دریافت کرنے جاتی ہون

مین اپنے باغ مین تھا مین نے دریافت کیا کہ اب گلپوش کہان ہی طائر نے خبر دی کہ خدمت خداوندِ
مین جا غمزہ ہی نازک چشم سے حال لوح پوچھ رہی ہی مین نے کہا مین رتنمد ۔ ستمد کے سامنے
سزا دون گلپوش یہ کہکر اُٹھی کہ یا خداوند ہمت لیتی ہی مین قلعہ رنگین
پر پہنچ گئی شکاک جادو نے پڑھکر گلپوش کے بال پکڑے گلپوش چلائی کہ یا خداوند آپ
سب مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچالیجئے مین قلعہ رنگین پر پہنچ گئی اور طلسم کشا سے ملاقات ہو گئی
ہوئی بقراط نے کہا ای شکاک اسکو چھوڑ دو ہم ابھی دریافت کیے لیتے ہین شکاک نے کہنے
سے بقراط کے چھوڑا بقراط نے گلپوش کو قریب بلایا پشت پر ہاتھ رکھکر کہا ای گلپوش تم
رات کو کہان تھین خبردار خلاف نہ کہنا گلپوش نے دست بستہ عرض کی یا خداوند مین بڑے
ملاقات رنگین گئی تھی طلسم کشا کو دیکھکر مائل ہوئی اُس سے وعدہ کرکے آئی ہون کہ لوح کا
حال دریافت کرلاؤنگی بقراط نے کہا اسکی زبان مین سوزن دو شکاک نے بڑھکر زبان مین
گلپوش کے سوزن دی اور ستون سے باندھا بقراط نے کہا ارے تو اس کو سزا ایسی دیتا ہے
شکاک نے کنیز کو چھوڑا ایک کوڑا گلپوش کو مارا کہ خون کے فوارے بہنے لگے بقراط نے سر اٹھایا ایک
برق چمک کر گری کہ گلپوش کے دو ٹکڑے ہوے مرنا گلپوش کا کہ تمام سردار کانپ گئے بقراط
نے شکاک سے کہا ای شکاک زوجہ کے مرنے کا رنج نہ کرنا کنیزان خداوندی سے تمکو ایک
نازنین ملیگی انھین قصرون کی پشت پر قصر عشرت ہی اُسمین ساٹھ ہزار نازنینان مہ جبین جشن
کر رہی ہین غزلین گا رہی ہین اُس قصر مین جاؤ جسکو پسند کروگے تمھارے ساتھ جوڑی پھرا دین
یہ سنکر شکاک بہت خوش ہوا قصر عشرت مین آیا دیکھا کنیزان خداوند ڈھول بجا بجا کر یہ غزل
گا رہی ہین

نظم

ازل سے بروِ خمدار کی اک چوٹ ہی دلبر
وہ بسمل ہون کہ دم بھر کا ہوا ہی تیغ قاتل پر

نظر ای مہروش کرتا ہی جو رخسار کے تل پر
بجھتا ہی فروزان ہی ستارہ ماہ کامل پر

برنگ مرغ بسمل رات دن بستر مین تڑپا ہجر
ذرا ای جان سنکر ہاتھ تو دیکھو مرے دل پر

دکھا کر ابروِ خمدار مجکو بے اجل مارا
کرونگا خون ثابت گردنِ شمشیر قاتل پر

کیون بعد فنا پھیلا کے سوئے پانون مرقد مین
ملی راحت جہان پہنچا مسافر آکے منزل پر

حباب آسا محیط عشق میں میں دم کا مہمان ہوں — جہاز عمر کا لنگر ہوا ہی آکے ساحل پر
قدم کیونکر ہوں باہر جادۂ راہ محبت سے — اسی کوچے میں تو چلتا نہیں ہی زور کچھ دل پر
برائے امتحان کھینچے تو وہ شمشیر بران کو — سر اپنا کاٹ کے رکھدونگا میں خود پائے قاتل پر
ہرے بے حکم تہ تیغ چمن سے اٹھ نہیں سکتا — نہ کیونکر تول کر رہجائے مرغ جان بسمل پر
کروں کسطرح ترک دوستی اس دشمن جان سے — جہان دیکھا اُسے قابو نہیں رہتا ہی بس دل پر
عجب حالت دفور غم سے ہر کہرام برپا ہی — تڑپتے ہیں کبھی وہ بیٹھے ہیں لاش بسمل پر
شب فرقت میں ای دل نالۂ بے سود سے حاصل — کسی گل کو توجہ کب ہوئی صوت عنادل پر
سی نے خاک چھنوائی ہی مجکو کوے جانان کی — تڑپتا تو رہے پہلو میں جو بس چلتا مرا دل پر

شکاک جادو اس قصر کو دیکھکر حیران ہوگیا ایک ایک ماہ پارہ آفت جان ایک ایک مہ جبین غضبناک برآواز بن کسنے لگین کوئی کہتی ہی پڑ نا انگورا ہی کوئی کہتی ہی عقل و فراست سے دور ہی کوئی کہتی ہی نگوڑے کی آنکھیں پھوٹیں تکتا ہوں میں کھائے جاتا ہی ایک نے کہا بوا میرا تو خوف ہوکا ہی سر میں درد پیدا ہوگیا ایک نے کہا بوا میرا کلیجہ اچھلتا ہی ایک نے بڑھکر کہا نگوڑے یہاں سے دور ہو کیا کھڑا دیکھ رہا ہی ایک نے بڑھکر کان پکڑلیا ایک نے گورے ہاتھ سے چٹے پکڑے ایک نے دو طمانچے مارے ایک کہتی ہی بوا ایک دو جوتیاں تو اسکو مارو شکاک جادو وہاں سے بھاگا کانپتا ہوا سامنے بقراط کے آیا کہا یا خداوند ایک ایک اُنمین شعلۂ جوالہ ہی جسکو مناسب جانیے میرے ساتھ کر دیجیے میں جان و دل سے خاطر کرونگا پہلو تو میرا ایسی زوجہ کے مرنے سے سرد ہوگیا بقراط نے پکار کر آواز دی ای زعفران پوش ذرا یہان آؤ ایک نازنین زعفرانی لباس پہنے ہوے سامنے بقراط کے آئی بقراط نے کہا ای زعفران جادو ساتھ شکاک جادو کے جاؤ مگر ای شکاک اسکا خیال رہے کہ یہ شاہزادیان پرورش یافتۂ قصر عشرت ہیں کسی طرح کا اسکو ملال نہ پہنچے شکاک نے عرض کی میں اسکو آنکھوں میں رکھونگا یہ شاہزادی نہایت با ناز و ادا ہی حسن و جمال میں یکتا ہی یہ کہکے تخت پر بٹھالیا طرف اپنے باغ کے چلا یہاں نورالدہر بیٹھے ہوے رنگین سے باتیں کر رہے ہیں کہ گلدستہ بنایا ہوا گلپوش کا جو رکھا تھا اسمیں آگ لگ گئی جل کر راکھ ہوگیا رنگین نے کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ گلپوش قتل ہوگئی بڑی خیرخواہ مری نورالدہر نے

کما خس از جہان پاک + قول شاعر مطلع طبل بر داشت آشیان را + گل گفت کہ خس کم و جہان پاک +
پھر شاہزادہ نے کہا ای رنگین اگر گلپوش زندہ رہتی ضرور فتور کرتی وہ مجھسے طالب وصل تھی
رنگین خاموش ہو رہا وزرا سے اشارہ کیا جینے ترنج خوشبوی سینہ پر نورالدہر کے لگایا
نورالدہر نے کہا ای رنگین ہم پر زمانہ انقلاب ہی مگر انشاء اللہ بعد فتح طلسم مقدمہ تیرا ادا جان
قید مین دو نون قلعون کی فوج ساتھ لیکر نورالدہر نے کوچ کیا طرف قصر سکندری کے جبے
طہماس سپہ سالار ہی گر ہر کارون نے خبر عروج نورالدہر بقراط ثانی کو پہونچائی بقراط ثانی نے
سر دربار کہا کوئی پہلوان ایسا ہی کہ اس جوان کو گرفتار کر کے لاوے بڑے افسوس کی بات ہی
کہ اسی جوان کا نام بعہدہ فتاحی مندرج ہی اور حکما بھی یہی لکھ گئے ہین کہ یہی جوان طلسم کشا ہی
اور وہ طرف قصر سکندری کے آتا ہی مفتاح زرین کمر دنگل سے اٹھا یہ کہکر کہ غلام آپکا
نورالدہر کو لاتا ہی یہ عرض کر کے ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر چلا نورالدہر کو تیسری منزل ہی ایک صحرا
مین لاکر لشکر اتارا ہی بارگاہ استادہ ہو رہی ہی نورالدہر ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی مفتاح
زرین کمر با فوج قاہرہ مقابلہ نورالدہر مین آکر اترا نورالدہر نے دیکھا کہ ایک پہلوان بہت کروفر
سے آیا ہی فوج جنگی ساتھ مفتاح نے سالار تیغزن کو نامہ دیا کہ اس جوان سے جاکر کہو کہ
اس راہ سے پلٹ جائے ورنہ آمادہ حرب و پیکار ہو سالار نامہ دو بلنے سے باندھے ہوے
بڑے زور شور سے بارگاہ نورالدہر مین آیا نامہ ہاتھ مین نورالدہر کے دیا نورالدہر نے نامہ
پڑھکر فرمایا کہ ای پہلوان اپنے افسر سے کہنا کہ ہم خود مقابلہ کے مشتاق ہین اور ہم کل کوچ کرینگے جو
روکیگا اس سے تلوار چلیگی سالار نے خلق و مروت نورالدہر کی ایسی دیکھی کہ عاشق ہو گیا جواب
پاکر پلٹا جب سامنے مفتاح کے آیا جواب نامہ جنگ دیا مفتاح نے کہا ای سالار تو رسم نامہ بری
گیا تھا جب اسنے ایسا جواب دیا تو کیون نہ گرفتار کر لایا سالار نے کہا ای افسر وہ جوان ایسا نہین
ہی کہ جسکو یون گرفتار کر لاتا اسکا سپہ سالار دیو خصال دنگل پر بیٹھا جھوم رہا تھا سارے لشکر مین
کوئی افسر اسکے مقابل نہین معلوم ہوتا مفتاح نے کہا تم خائف ہو گئے جو مین جاتا تو ابھی اسکا لشکر
ہٹا دیتا سالار نے کہا اب میدان مین مقابلہ کرنا مفتاح و سالار سے تکرار ہونے لگی سالار بھی مرد
سپاہی ہی اسنے قبضے پر ہاتھ رکھا مفتاح نے کہا اسکو پکڑ لو سالار تلوار کھینچ کر اٹھا بارگاہ مین تلوار

چلنے لگی آخر زخم کھا کر گرا از روے بلوہ کے گرفتار ہوگیا مسلسل کر کے مفتاح نے سامنے بلایا
کہا کیون او نمکحرام ہمارے سامنے حریف کی تعریف کرتا ہی اب تیرا کیا حال کرون سالار نے
کہا مین نورالدہر کے واسطے لڑا اور لڑکر گرفتار ہوا یقین ہی کہ وہ میری خبر لے مفتاح
نے کہا یہ بارگاہ ایسی نہین ہی کہ کوئی بجرأت قدم رکھے اگر آجائے تو اسکا بھی یہی حال
کرون سامنے سے اسکو لیجاؤ دار پر کھینچو دیکھون تو وہ جوان کیونکر آتا ہی اور کیونکر اسکو آکر
چھڑاتا ہی اسکو بھی گرفتار کرون اور دار پر کھنچوا دون لوگ اسکے سالار کو لیکر بیرون بارگاہ
آئے دار پر استادہ ہونے لگین شبرنگ نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی کہ سالار آپ کے واسطے
لڑا اور لڑکر گرفتار ہوا اب دار پر کھینچا جاتا ہی مگر کہ رہا ہی کہ مین مسلمان ہوا اور لقراط پر لعنت
کی اسنے خیالی دعوی دروغ خدائی کیا ہی حکیم ہی خدائی کیسی مین اسپر لعنت کرتا ہون یہ سنکر
نورالدہر اپنے مقام سے اٹھے طہماس فوراً اپنے مقام سے اٹھا کہا آقاے نامدار آپ نہ جائیے
غلام جاکر سالار کو لاتا ہی یا قضا لیے جاتی ہی یہ کہکر طہماس چلا مگر کہ گیا کہ ای شہریار بہر خدا
آپ نہ آئیے گا نورالدہر تو رکے مگر طہماس فوراً گردن پر سوار ہوکر اُس مقام پر پہونچا کہ جس مقام
پر سالار کو لوگ دار پر کھینچا چاہتے تھے طہماس نے آتے ہی نعرہ کیا با شیدای کافران ہیجا و ای
نابکاران بدنما منم ہزبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل
دیو بر ور نعرہ کرکے کف ریز گراں ساطور کو جنبش دی دس دس کے سر اڑنے لگے لڑتا بھڑتا قریب
سالار کے پہونچا للکارا کہ او نامرد مفتاح زندین تو کہان ہی ہم اسکو رہا کرنے آئے ہین اسکے
کھولکر اکڑ روکے رہتا بھڑتا نگہبانون کو قتل کرتا ہوا آگے سالار کو رہا کیا قید کاٹی چاہا لیکر نکلجاوے
ہرکارون نے یہ خبر مفتاح کو پہونچائی مفتاح غصے مین کانپنے لگا کہتا تھا کہ اس نبیرۂ حمزہ نے
کیا سمجھا ہی کہ اپنے سپہ سالار کو بھیجا جاکر سزا دیتا ہون یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلا طہماس نے
سالار شیغزن کو گھوڑے پر سوار کیا کہا ای برادر چلو لوگ دور سے لعنا لعنا کر رہے ہین کوئی
قریب طہماس نہین آتا کہ ناگاہ یک فوج رکی اور آواز آئی کہ ای طہماس آگے نہ بڑھنا طہماس
مثل شعلہ جوالہ پلٹ پڑا پھر فوج سے لڑنے لگا سالار بھی شمشیر زنی کر رہا ہی کہ مفتاح بھی آکر
پہونچا طہماس نے گینڈا اڑھا کر ایک اوجھڑ سپر کی لگائی گینڈے سے نے اُسکے چرخ کھایا خبردار

خبردار کیطے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا صاف بآسیب سپر تلوار کو
رد کر دیا بدلے مین ہاتھ ساطور کا۔ مفتاح نے سپر کو اُٹھایا ساطور مثل صفت ہمدمی جو تڑپ کر
گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے وہان سے گرکر خود کو کاٹا ادھیاسے زخم سر پہ آیا کہ دو انگل ساطور سر
مین در آیا اور پہلوان بیچ مین آکے مفتاح کو بچایا کہ ایک طرف سے آواز نعرہ تیغی آئی کہ باشید
ای کافران بیحیا وای نابکاران بر دنیا نعرہ نورالدہر نبیرہ حمزہ صاحبقران بخشم و بقہر
شہ سوار چشم شاہزادہ نورالدہر فوجین درہم و برہم ہونے لگین نورالدہر لڑتے ہوے
قریب طہماس کے پہونچے سامنے دیکھا کہ مفتاح زخم باندھ رہا ہی نورالدہر کو دیکھکر جا پڑا
تلوار کا وار کیا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور ہاتھ تیغ خاراشگاف کا مارا تیغ برق تاب
جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر سر پر گرا مع گنبد کے چار ٹکڑے کیے فوج والے گھبرا گئے کوئی
کہتا ہی کیا تلوار کا کاٹ ہی کیا دست زبردست ہی جب تو نام اسکا لبعدہ فتاحی طلسم لکھا ہی
اگر ایسا جری نہوتا تو اتنے بڑے کام پر کیون دست انداز ہوتا اس عرصے مین بادشاہ انکے لشکر
کا کہتان تاجدار فوج لیکر پہونچا ملازمان مفتاح نے دیکھا کہ سردار ہمارا مارا گیا اب تھمنا دشوار
ہی آخر فوج کے پیر اُٹھے لاش بکمال تلاش مفتاح کی اُٹھائی طرف قصر سکندری کے چلے نورالدہر
نے شبرنگ کو حکم دیا کہ ہم تو اسی مقام پر رکتے ہین تم بڑھکر خبر تو لاؤ کہ بقراط ثانی کیا کر رہا ہی کیا
آمادہ حرب وپیکار ہی شبرنگ نے کہا غلام جاتا ہی فوراً خبر لے کر آتا ہی یہان نورالدہر سالار
کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے خلعت عطا کیا نہایت خاطر سے پیش آئے سالار
خوش بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ ای شہریار شکر کرتا ہون کہ اُس مکار کے دام مکر سے نکلا سرکار کو غلام کیواسطے
بڑی کد و کاوش کرنا پڑی نورالدہر نے کہا ہمارے یہانکا یہی دستور ہی کہ ایک خدمتگار کے واسطے
جان لڑا دیتے ہین جمہور سرداران صاحبقران مین تھا امیر نے جو خبر پائی کہ جمہور قید ہو گیا فوراً
طلسم ہزار اسپ ایسے سخت مقام مین داخلہ کیا کئی سال مین اُسکو فتح کیا جسکے واسطے گئے تھے
اُسکو قید سے رہا کر کے لائے سالار تیغزن کو نورالدہر سے محبت پیدا ہوئی لیکن لاشہ مفتاح
جو لیکر اہل فوج بھاگے بارہ چودہ کوس جاکر رک گئے ایک صحرا مین جا اُترے قضائے کار
شکاک جادو شوہر گلپوش جو زعفران پوش کو لیکر چلا تھا راہ مین گلچینی گلشن جہان کرتا ہوا

جاتا ہو منت خوشامد کر رہا ہی کہتا ہی ای ملکۂ عالم اب سلطنت تمھارے سپرد کرونگا مین تابعداری مین
مصروف رہونگا زعفران پوش کہتی ہی ہم ایسے وقت قصر سے نکلے ہین کہ زندگی کے لالے ہین
ایسا نہو کسی مقام پر مسلمانون سے اُلجھ جائین تو کیسی مشکل پڑے ہر طرف سے مسلمان چلے آتے
ہین ہمکو قلق ہی کہ ایسا نہو ہنسون پر ہماری کوئی افتاد پڑے تو کیسی دقت ہی اور قدرت آمادہ ہین کہ
قصر عشرت والے ضرور براے مقابلہ نکلین مسلمانون سے لڑائی پڑے ہر چند کہ ساٹھ ہزار کنیزین
ہین دس کرور پردہ کافی ہین مگر عیاران اسلام اس طرح سے عیاری کرتے ہین کہ ایک عیار دس ہزار
بیس ہزار کو قتل کرتا ہی کہ اُس مقام پر تخت پہونچا ملازمان مفتاح ارتھی وغیرہ کی تدبیر کر رہے ہین
کوشاک نے دیکھا کہا دیکھو صاحب یہ کیا ہی ذرا چلو دریافت کرین یہ لوگ کسکی ارتھی بنا رہے ہین
یہ کہکے شکاک نے تخت اُتارا اُن لوگون سے آکر ملا کہا یار دیہ لاشہ کسکا ہی جسکی ارتھی بنا رہے
ہو فوج نے بیان کیا کہ مفتاح زرین کمر جو برسر مسلمانان گیا تھا مقابلہ بھی نہ کرنے پایا کہ مارا گیا
ہم لوگ لاش لیکر نکل آئے اب منظور ہی کہ جلاوین اور لوگ بھی لشکر کے آتے ہونگے یہ حال پڑا
لشکر زعفران پوش نے کہا کہ لشکر مسلمانان آتا ہوگا سامنے پہاڑ ہی مین اُسپر بیٹھکر سحر کرون ایسا
سحر کرون کہ سب جلکر رہجائین کوئی نکل نہ سکے شکاک نے کہا صاحب ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے
زعفران پوش نے کہا ہم اُڑکر نکلجا ئینگے شکاک نے کہا مجکو بھی زوجہ کا شوق ہی مین بھی شریک
ہونگا ان دونون نے لاش مفتاح کو جلوایا دونون عاشق و معشوق بالاے کوہ آئے بیٹھکر سیر
دیکھنے لگے لشکر زیر کوہ اُترا ہی اُنکو سمجھا دیا ہی کہ جب لشکر مسلمانان مین انقلاب ہو تم لوگ تلوار کھینچکر
جا پڑنا تمپر اُنکا حربہ تاثیر نہ کریگا تمھاری تلوار کا ٹینگی سب قتل ہو جائینگے یہ تدبیر بتلا کر اب دونون
انتظار مین لشکر اسلام کے بیٹھے ہین زعفران پوش دیکھ رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ شتر سوار
سانڈنی سوار نمایان ہوے ان سب کے گذرنے کے بعد ایک علم زنگاری بڑے قد کا جوان گینڈے
پر سوار لیے ہوے ساطور کمر مین لگا ہوا ایک جوان آفتاب جمال علم کا سایہ کیے ہوے گینڈے
کو بڑھائے ہوے آتا ہی شکاک نے کہا کہ جب مین سحر کرتا ہون مگر زعفران پوش سراپا سے
نور الدہر دیکھ رہی ہی دونون عارض گلاب کے پھول آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کھینچے ہوے خنجر
کہ دل عاشق پر پڑتے ہین تیر مژگان کہ ابن خانہ ابروین بہر دلدوزی لیس ہین گلوے نازک

شیشہ گلاب کا یا صراحی شراب کی سینہ چوڑا غزال چشم شیر خشم بازو بھرے بھرے سلاح سے آراستہ
جدھر نگاہ اُٹھاتا ہی طائران صحرا تیر مژگان سے شکار ہوتے ہین شکاک نے جو زعفران پوش کو
دیکھا پھر کہا میں سحر کرتا ہون اُسی عالم محویت مین مُنھ سے نکل گیا کہ اچھا صاحب سحر کر دین سحر یاد کر ری
ہون شکاک نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکالے کچھ اسم سحر کا پڑھکر پھوکا اور ماش کے
دانے پھینکے وہ ماش کے دانے جو گرے طہماس کو ایک پھریری سی آئی طرف نورالدہر کے پلٹا
کہا کیون شہر یار مقام تعجب ہی کہ ہم مدت سے خدمت مین ہین کچھ شرف نملا نورالدہر نے کہا ای
طہماس مین تمکو اپنی جان جانتا ہون کیا شرف چاہتے ہو طہماس نے علم اسی مقام پر گاڑ دیا
قبضے پر ساطور کے ہاتھ ڈالا لشکر مین غریو ہوا کہ بار دیگر بات ہی کہ آج طہماس نے ساطور
اُٹھاتا ہی فوج والے مصاحب کے سمجھے کہ اب لشکر اسلام مین ہنگامہ ہی سب کو چلکر مارلین یہ
سوچ کر سوار ہوے لشکر اسلام پر جا پڑے کچھ لوگون پر تاثیر ہوئی تھی دشمن کو جو آتے ہوے دیکھا
جن پر تاثیر ہوئی تھی وہ تو گوشون مین چھپنے لگے اور جن پر تاثیر نہوئی تھی وہ مصروف جنگ ہوے
دشمن کو قتل کرنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے بیس ہزار آدمی آئے تھے پانچ ہزار جب
مارے گئے باقی بھاگنے لگے مگر طہماس نے جب کلام سخت نورالدہر سے کیے تو نورالدہر نے جواب
دیا کہ ای طہماس کیا کوہ آذر کا گنبد دھڑکا بھول گئے وہی حال تمھارا کرونگا بس طہماس نے
ساطور کھینچا ملکہ نے جو دیکھا کہ اُس معشوق پر مصیبت ہی نورالدہر پر نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ دل
زعفران پوش کا بیقرار ہو گیا تاب نہ آئی پکار اُٹھی خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا طہماس نے فوراً ساطور
نیام مین کیا اور سامنے نورالدہر کے ہاتھ باندھنے لگا اور کہتا تھا کہ غلام کو اسوقت کیا ہو گیا تھا
کہ بندگان عالی سے اسوقت ایسے بیہودہ کلام کیے نورالدہر ہنس پڑے کہا ای طہماس یہ کسی کا
سحر تھا لیکن زعفران پوش نے جو بیقراری مین یہ کلمہ کہا کہ خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا شکاک نے
کہا ای ملکۂ عالم یہ تمنے اسوقت کیا کہا میرا سحر کس زورون پر تھا تم نے اُسکو مٹایا ورنہ مین نے
خاتمہ کر دیا تھا تمنے دفع سحر کیا مین نے بخوبی دیکھا کچھ کہہ نہین سکتا زعفران پوش نے کہا ای
شکاک تو کیا جانے کہ جو ہم پر گذر رہی ہی لایق بیان نہین اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

مطلوب ہو جو زیست کی لذت وفا کے ساتھ	پیدا کر ارتباط بھی دیرآشنا کے ساتھ

باتین نہ کر سکے دم مرگ آشنا کے ساتھ
جو دانہ گل لڑا کیا سفت آسیا کے ساتھ
غمِ دون کو زہر چشم ملی قند لب مجھے
وہ جانتے ہین میری تپ غم ہی لا علاج
دُرِ سے جدا ہین شمس سے تارے قمر سے دور
اوروں کے واسطے ہی امیرون کا مال و گنج
قسمت مین استخوان کے سوا کچھ لکھا نہین
ہین بادشاہ دہر ترے آستان نشین
یاد آئی نارسائی طالع کی جب کمی
کھوتا ہی اپنے پاس کا مایہ بھی تیرہ بخت
چاہے جو انبساط تو الفت سخن سے رکھ
ہی قند یار ملک عدم دور کچھ نہین
اک روز جو بدی ہی وہ ہونی ہی ای صفیر

آنسو کی طرح دم نکل آیا صدا کے ساتھ
پیسا بتون نے اک نگہ سرمہ سا کے ساتھ
رہتے ہین یہ مزاج کے دربیچ دوا کے ساتھ
اب مجھے طبیب کیا مرض لا دوا کے ساتھ
عاشق بھی ہو تو رہ نہ سکے خودنما کے ساتھ
کچھ کر سکا نہ ظل سعادت ہما کے ساتھ
کیا ہی اگر ہی ظلِ سعادت ہما کے ساتھ
سایہ ہما کا ہی تری دولت سرا کے ساتھ
آنسو نکل پڑے مرے آہ رسا کے ساتھ
مٹی مین دولتین بھی بہت کیمیا کے ساتھ
غنچے شگفتہ ہوتے ہین بلبل اک صدا کے ساتھ
چھوڑا کہان یہ تو نے قیامت کولا کے ساتھ
کب تک رہیگا ظل سعادت ہما کے ساتھ

شکاک نے کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی زعفران پوش نے کہا بس بہتر یہ ہی کہ ہمارے ساتھ ست چلے جاؤ اسوقت ہمکو قصر عشرت یاد آیا بتون کے ساتھ عیش کیا کرتے تھے صدہا غزلین اُنکے ساتھ گاتے تھے ڈھول بجاتے تھے اب تو ہمکو کہان لیے جاتا ہی ایسے عیش کرنے والا ہمارا دل تیرے ساتھ نہ لگیگا یہ کہکے زعفران پوش نے ہاتھ ہلا دیا جن لوگون پر تاثیر سحر شکاک ہوئی تھی وہ جاتی رہی وہ سب ہوشیار ہو گئے دشمن سے لڑنے لگے شکاک نے کہا ای زعفران پوش مین نے خیال کرکے دیکھا کہ تو نے سحر میرا اُتار دیا اگر تو دخل نہ دیتی یہ جوان جو میرے قد کا ہی اُس چھوٹے قد والے پر حملہ کرتا یہ ہی کل کا افسر معلوم ہوتا ہی جبرزعفران پوش نے بھی جواب دیا کہ ای شکاک اصل یہ ہی کہ مین قصر عشرت سے جدا ہوئی اور اُن سب کی جدائی میرے اوپر شاق ہی شائد اس خیال مین سحر اُلٹا ہو گیا اب سبکو قتل کر سکتی ہون تم جاؤ مین سب کے سر لیکر جاؤنگی کیا میرے ہاتھ سے بچین گے اذنا سحر مین آسیبین لڑنے لگنگے

اسوقت مجھسے نہ بولو میرے دل کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

میانِ دیدہ و دل روز و شب ہمین جدل ست	کہ کار ہر دو در افشاے راز و خلل ست
میان عالم و جاہل برابر از سر موے	تفاوتے نبود تا کہ علم بے عمل ست
خیال خام ز سر کن برون بر دلیلی	کہ مستی دلِ مجنون ز بادہ ازل ست
بہار و بادہ و بزم طرب غنیمت دان	کہ روز حادثہ و ایام عمر بے بدل ست
ز آہ و نالہ تراسنج تا مے کے تحقی	تسلی دل بلبل بصوت باغزل ست

ای شکاک اسوقت ہمارے ہوش درست نہین ہین تم طرف اپنے باغ کے جاؤ مین ہمنون کو دیکھکر آونگی اوران سب کے سر لیلونگی تمھین سب کے سر دادہ کرنا اگر مجکو یہین چھوڑدو اسوقت جاؤ شکاک نے کہا ای جان جہان اگر تمھارے ہوش درست نہین مین تم سحر نہ کرو خاموش بیٹھو مین تھوڑے ہی عرصہ مین خاتمہ سبکے دیتا ہون زعفران پوش نے کہا اسوقت مجکو یہ بھی ناگوار ہی کہ میرے سامنے تم سحر کرو اور مین بیٹھی دیکھا کرون شکاک نے کہا مجکو تو معلوم ہوتا ہی کہ تو اس جوان پر عاشق ہوئی اُسی جوش مین یہ اشعار پڑھے میرے جانے کے بعد تو اس سے ملاقات کریگی مین تجکو سامنے قدرت کے لیچلونگا زعفران پوش نے کہا اسی مین خیر ہی کہ اسوقت چلے جاؤ تمھاری یہ مجال ہی کہ مجھے سامنے قدرت کے لیجاؤ میرا جی چاہیگا جاؤنگی حکماے سابق نے شاہزادیان ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اُس قصر مین بسائین سحر سکھائے تین مین کچھ قدرت کی لونڈی نہین ہون شکاک نے ہاتھ بڑھایا کہ کھینچکر اسکو لیجاؤن زعفران پوش نے ہر چند منع کیا مگر شکاک نے نہ مانا جیسے ہی ہاتھ بڑھایا زعفران نے اُف کی مُنھ سے شعلہ نکلا کہ ہاتھ شکاک کا جلنے لگا جھلاکر یہ اپنے مقام سے اُٹھا ہر چند چاہتا ہی بجھاؤن آگ بڑھتی ہی جاتی ہی دوبارہ پھر زعفران پوش نے ہاتھ ہلادیا کہ برق گری شکاک کے دو ٹکڑے ہوے مرنا شکاک کا بہاڑ پر ہنگامہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من شکاک جادو بود نور الدہر نے اسی ہنگامہ مین سب کو شکست دی ہمراہیان مفتاح کچھ مارے گئے کچھ بھاگے یہ آواز سنکر طہماس سے کہا دیکھو ساحر کے مرنے کی آواز آئی کوئی دوست پہونچ گیا سحر کرنے والے کو مار اسی مقام پر لشکر اُتارو مین بالاے کوہ جاکر دیکھون طہماس نے لشکر کو اُتارنے کی تدبیر کی نور الدہر طرف کوہ کے چلے زعفران پوش جادو شکاک کو مارکے

سرنگون بیٹھی ہے اور یہ مطلع پڑھ رہی ہے مصرع ہم نہیں واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہے + رحم لازم ہے کہ حال اپنی بیلی چاہ ہے + نورالدہر گھاٹیان طے کرکے بالاے کوہ پہونچے دیکھا ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن جوڑا زعفرانی زیب جسم سرنگون بیٹھی ہے آنکھون سے آنسو جاری کبھی مطلع مذکور پڑھتی ہے کبھی کف افسوس ملتی ہے کہتی ہے کہ او دل خانہ خراب یہ تونے کیا کیا مجھے بلاے الفت مین پھنسا دیا ہاے اب کیا کرون شکاک کو بھی مار چلی اسکی پرسش ہوگی دیکھیے قدرت کیا فرماتی ہے کہ پاؤن کی آہٹ سنکر سر اٹھایا اسی جوان کو دیکھا دریاے خون مین نہایا ہوا تیغ بکف ہاتھ مین جیسے ہی زعفران پوش نے نورالدہر کو آتے ہوے دیکھا کھڑی ہوگئی اور پکار اٹھی مطلع - رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + نورالدہر اس نازنین کو دیکھکر گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے نظم

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا — وہ تجلی تھی کہ موسے کے بھی لیجاے ہوش

غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق — زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش

کان کی بالیون مین تابش برق سر طور — اختر برق جہندہ تھا کہ نجم دُر گوش

روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح — میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش

وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر مین داغ — خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش

حلقۂ چشم سیہ یا در میخانۂ ناز + — مردمک آنکھ مین یا مغبچۂ بادہ فروش

متحرک لب نازک تھے برنگ گل ورد — متبسم صفت غنچہ دہن تھا خاموش

شیشۂ میکدۂ حسن گلوے زیبا — جسم معمور نزاکت سے شراب پر جوش

حور تمثال و قمر طلعت و آئینہ جمال — نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش

کبھی عشوہ کبھی غمزہ کبھی شوخی کبھی شرم — سینہ تا پا کبھی بادہ نما گہ روپوش

جنبش لب کا اشارہ ہے کہ کچھ بات کرے
نازکی کا یہ اشارہ ہے کہ لب ہین خاموش

نورالدہر نے اس حال سے جو اس مہ جبین کو دیکھا ایک محویت حاصل ہوئی حیران جمال و محو دیدار ہوے حیران حیران اسکو دیکھکر اسنے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا آئیے آپ حیران

کیون ہین سامنے تختۂ سنگ مرمر پڑا تھا اُسپر نورالدہر بیٹھ گئے زعفران پوش بیتاب ہو گئی کہا اوشہریار آپ آفتاب عالمتاب سلطنت ہین فرش خاک پر نہ بیٹھیے مین ابھی فرش کیے دیتی ہون نورالدہر اُٹھ کھڑے ہوے زعفران پوش نے کچھ اشارہ کیا کہ فرش مخمل کاشانی کا بچھ گیا ایک طرف مسند لگی ہوئی اُسپر نورالدہر آکر بیٹھے وہ مہ جبین بھی شرمائی ہوئی قریب آکر بیٹھی باتین کرنے لگی پوچھا کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی نورالدہر نے مفصل بتا دیا کہا آپ اپنے اسم شریف سے مطلع فرمایئے زعفران پوش نے کل کیفیت اپنی بیان کردی کہا اے شہریار اب مین سامنے بقراط کے جانے کے لایق نہین ہون دیکھیے لاشہ سامنے پڑا ہی مین نے شکاک کو مارا یہ سب حال اُسکو معلوم ہو جائیگا وہ آپکے لشکر کو تباہ کرتا تھا مجھسے ندیکھا گیا جب اُس جوان نے آپ پر ساطور کھینچا میرا قلب تڑپ گیا اُس بیچارے دفع سحر کرتے دیکھ لیا انکار کرتا تھا مین نے ہاتھ ہلا دیا برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے لہذا اب مین اگر پاس بقراط کے جاؤنگی تو وہ مجکو سزا دیگا گلپوش کو اسی خطا پر سر دربار مارا یہی حال میرا کریگا نورالدہر نے کہا تم ہمارے لشکر مین چلو بآرام بیٹھو بقراط ثانی کی کیا مجال ہی کہ تم پر ہاتھ اُٹھائے یہ جوشوق نے کہا زعفران پوش نہال ہوگئی کہا او شہریار مین نے بھی کتاب مین دیکھا ہی کہ آپکے نام فتاحی طلسم لکھی ہی ہر چند کہ لوح اس طلسم کی ملنا بہت دشوار ہی مگر آپ کا خداے نادیدہ مدد کریگا آپ کو لوح حاصل ہوگی اگر لوح نہ ملیگی تو طلسم کیونکر فتح ہوگا مین بھی کوشش کرونگی آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین بھی حاضر ہونگی اپنے کو مخفی قصر عشرت مین پہونچاؤن بہنون سے حال لوح پوچھون شاید کسی کو مجھسے زیادہ معلوم ہو تو دریافت کرکے ذکر کرون آپ کو لوح دلواؤن اُسکے بعد آپ کے ساتھ رہونگی ایک نقرہ مین نے سنا ہی کہ آپ لوگ ساحرہ کو قبول نہین کرتے نورالدہر نے کہا بعد فتح طلسم جب سحر سے تائب ہوگی تب انشاءاللہ عقد بھی ہو جائیگا چند باتین کرکے نورالدہر کوہ سے اُترے آکر اپنی بارگاہ مین ٹھہرے گر زعفران پوش نورالدہر سے جدا ہوکر طرف قصر عشرت کے چلی سب شاہزادیان ڈھول بجا بجا کر گا رہی ہین اور یہی کہتی جاتی ہین کہ زمانہ ہمارے رنج و مصیبت کا آن پہونچا دیکھیے قدرت کیا تقدیر کرین کہ زعفران آسمان سے آکر اتری سب نے پوچھا کیون بوام شکاک کے سر دہو کی تجھین کیسی گذری

زعفران پوش نے کہا بوا شکاک کو مین نے مار ڈالا وہ جبر کرنا چاہتا تھا مین نے ہاتھ ہلادیا اسکے دو ٹکڑے ہوے مین تم سبھون کے دیکھنے کو آئی ہون طلسم کشا کو دیکھا اسیر مائل ہوئی وہ بھی بحث پیش آیا جوان حسین فتاح طلسم خیال سکندری اسکو خود خداوند اپنی کتاب مین لکھ چکے ہین اور اب فرماتے ہین اسکو بدلونگا ہین یہ ناممکن ہو مین جان و دل سے کوشش کرکے لوح اسکو دونگی اور اسی قصر پر ہمعر کے پڑینگے آخر قدرت بھاگ کر طلسم مین جا بینگے مگر وہان بھی سرکوب ہو جائیگا قدرت عاجز ہونگے لوح اسکو ہدایت کریگی مرحلے ٹوٹ جائینگے ساحر مکر کرنے کا ارادہ کرینگے مین نہ کل سکو تر ہمراہ رہونگی کرسے ہر ایک کے آگاہ کرونگی کسی کے مکر کا رنگ نہین جمنے دونگی تم لوگ یہ بتاؤ کہ لوح کیونکر ملیگی اتنا تو سنا ہی کہ لوح اس طلسم کی قصر ہفت بلا مین ہی سب لے کانپ کر کہا بوا تمنے بڑا قصد کیا ہم کچھ نہین کر سکتے بس اسقدر بحث کافی ہو کہ قدرت سے اطلاع نہ کرینگے جب تمہارا جی چاہے ہمکو آکر دیکھ جاؤ ابھی تو نتیجہ قصر سکندری باقی ہو اسکے بعد جیسا کچھ ہوگا ہم لوگ بھی جان بچانے کی تدبیرین کرینگے ہر چند زعفران پوش نے حال لوح پوچھا مگر کسی نے کچھ نہ کہا زعفران پوش پلٹی نورالدہر بارگاہ مین تھے طہماس سے سب حال بیان کر رہے تھے کہ آسمان پر ستارہ چمکا سب دیکھنے لگے کہ زعفران پوش آکر پہونچی سب حال نورالدہر سے بیان کیا کہا حضور نہین مجھسے باغی ہوئین اتنا رحم کیا کہ قدرت سے اطلاع نہین کی اب آپ کوچ کرین قصر سکندری پر چلین لڑائی تو شروع ہو جاے پھر دیکھا جائیگا نورالدہر شب بھر اسی مقام پر رہے صبح کو لشکر آراستہ ہوا زعفران پوش ابر زعفرانی مین چھپکر پر سر لشکر ہی اس رنگ سے لشکر نورالدہر کا طرف قصر سکندری کے جاتا ہی کہ ذکر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان ایرج نوجوان و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام عشق بتان	کہ ظاہر ہو انجام عشق بتان
ترے دور مین ساقی تیغ جفا	ہے تجھ سے محرم و اکر سیمبر
جدائی تری قلب پر شاق ہی	کہ دل تیری صورت کا مشتاق ہی

مرے دلمیں صبر و قرار اب کہاں / کہ معشوق ہو باوفا جب نہاں
فلک درپئے ظلم و آزار ہی / کہ اب زندگی بھی مجھے بار ہی
دلِ غمزدہ کھینچ لایا ادھر / کہ شاید ہی ملجائے اُسکی خبر
اُسے باغ میں ہی تری جستجو / یہی اب مرے دلمیں ہی آرزو
کسی گل نے پائی نہ اُس گل کی بو / نہ بر آئی دل کی مرے آرزو
فغان بلبلون کی پھرآئی ہی سر / صبا بھی ہوئی حال سے بیخبر
ہر اک نخل سے ہی یہی التجا / کہ اُس گل کی بو کا ٹھکانا بتا
یہ کہتے ہیں برگِ درختان تر / ہمیں کچھ نہیں اُس صنم کی خبر
ہر اک سرو ہی غم سے اب پا بہ گل / ہی حالِ گل یاسمن مضمحل
جو دیکھا تو سنبل پریشان ہی / کہ آئینۂ آب حیران ہی
نہ پائی جو اُس باغ میں اُسکی بو / چلا سمت صحرا بصد جستجو
غزالان صحرا سے ہی ارتباط / کہ جنگل میں کس سے کرون اختلاط
یہ کہتا ہوں ہر دم بصد شور و شین / کہ کس سے ملے میرے اس دل کو چین
لباسِ بدن گرد صحرا ہوئی / کہ جنگل میں حالت مری کیا ہوئی
ز لیلے کے قصۂ دلفریب / گیا دم ز عشاق صبر و شکیب

چہرہ۔ سرگردان کوے بدنامی و رواج دہندگان اشرفی ناکامی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہیں نظم

شہیدانِ تیغ اداے حبیب / مریضانِ آلام و فرقت نصیب
رقم کرتے ہیں حالِ شہزادگان / سناتے ہیں اس رنگ کی داستان

کہ شاہزادہ ایرج نوجوان اُس ہنگامۂ سحر میں تہمتن کے ہاتھ سے زخمی ہوے شاپور نے کہا ای شہریار نکل چلیے سحر تخت میں مبتلا ہوے ایرج نے یہ بھی دیکھا کہ سب سردار زخمی ہوکر نکل گئے جہانگیر نے بھی رہائی پائی آخر کرہ بن اشقر کے گلے میں ہاتھ ڈالے وفادار مرکب نے جوانی رااکب کو سمت پایا شاہزادے کو لے نکلا ایک صحرا میں آکر دم لیا شاپور

ساتھ ہی شاہزادے کو گھوڑے سے اُتارا ٹہلنے سرمین لگا کے ایرج نے کہا ای رفیق شفیق سب
سے جدا ہوے بانی کی خواہش ہی شاپور جہاگل لیکر برائے تلاش آب چلا اس سرحد مین ایک
قزاق رہتا ہی وہ ایک قافلہ لوٹنے گیا تھا مال اسباب لوٹ کر پلٹا ہی دور سے دیکھا ایک مرکب
کوہ سرین کوہ کفل کھڑا ہی زیر نخل ایک جوان آفتاب جمال بیہوش پڑا ہی گھوڑے سے اُترکر قریب
ایرج آکر سر مین ہاتھ لگا کے دیکھے مگر ہونٹھ خشک ہین سمجھا کہ یہ جوان کسی مقام پر لڑا گھوڑا اسطرف نکل
لایا اسکو اپنے قلعہ مین لیچلون اسکا علاج کرون ساتھ رہیگا بہادر ہی یہ سوچ کر چارپائی منگائی ایرج
کو اُٹھا لیا اپنے قلعہ مین لایا ایرج نے آنکھ کھولی ایک جوان کو دیکھا کہ مگس رانی کر رہا ہی ایرج
نے پوچھا ای جوان یہان مجھے کون لایا مین تو زیر نخل تھا جوان بخت قزاق نے جواب دیا
اس حقیر نے جو آپ کو وہان پڑے دیکھا نہایت افسوس آیا یہان اُٹھا لایا مرکب آپ کا موجود
ہی بارہ ہزار قزاق کا مالک ہون منزلون سے لوٹ لاتا ہون قلعہ مین لاکر رکھتا ہون مگر حضور کا
نام نامی کیا ہی ایرج نے مفصل اپنا نام بتایا جوان بخت گھبرایا کہ یہ جوان تو خداوند کا دشمن ہی
اسکی کیا خدمت کرون ایرج کے منہ سے نکلا کہ مین پیاسا ہون جوان بخت نے شربت بنا کر دیا بیہوشی
اسمین ملائی ایرج نے پیا پیتے ہی بیہوش ہوے جوان بخت نے مسلسل و مطوق کیا قیدخانہ مین
بھیجا ایک عرضی بقراط ثانی کو لکھی ایک سوار سے کہا اس کاغذ کو قصر سکندری مین پہونچا دے
در قصر پہ جانا نگہبان کو عرضی یہ کہکر دینا کہ جوان بخت قزاق نے یہ عرضی بھیجی ہی قدرت ہو تو
اسکا جواب لانا سوار عرضی لیکر روانہ ہوا جوان بخت نے ایرج کو قید کیا ہی مگر حیران ہی کہ اگر
یہ جوان طرف قصر سکندری کے بھیجا گیا قدرت قتل کرنیکے یا میرے نام حکم قتل بھیجین گے
تو مجھسے کیونکر ہو سکیگا کہ ایسے شیر دلیر کو قتل کرون مجکو اسکی صورت دیکھکر رحم آتا ہی مگر وہ
عرضی پاس بقراط ثانی کے پہونچی عرضی کو پڑھکر عنتر فیل سوار کو حکم دیا کہ تو یہان سے جا
قید اس جوان کی لے آ عنتر دس ہزار سوار لیکر چلا مگر شاپور شیر دل جو پانی لینے گیا ایک مقام
پر ہنگامہ دیکھا ایک بلندی پر چڑھ کے خیال کیا کہ شاہزادہ جہانگیر کو دس ہزار سوار دن سے
گھیرا ای سر زمیندار اس حال زار مین جہانگیر شیرانہ لڑ رہے ہین افسر دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریب
جہانگیر نہین آتا شاپور بیچین ہو گیا بلندی سے اُترکر اس مقام پر آیا دو تین حقہ آتشبازی

مارے اور نعرہ کیا منم شاپور شیر دل جہانگیر نے شاپور کی آواز سُنی ادھر حقہ ہاے آتشبازی چھٹے
گھوڑون مین دہشت ک ودولتی چلنے لگی سوارون کو گراکر طرف جنگل کے بھاگے جہانگیر نے گھوڑا
بڑھایا قریب افسر کے پہونچے قیصور صحرا لورد کہ سبکا افسر ہی اُسنے ہاتھ تلوار کا جہانگیر پر مارا
جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دے کر چاہا زمین
پر مارون قیصور نے آواز دی الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرطیکہ ایمان قیصور صحرالورد
بہ صدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا فوج کو منع کیا سب نے آکر قدمون کو بوسہ دیا جہانگیر نے
قیصور کو مسلمان کیا شاپور سے پوچھا ہمارے بیٹے کا شیر کہان ہی تم کہان سے آئے ہو شاپور
نے کہا سامنے اس صحرا مین شاہزادے کو چھوڑکر آیا ہون یقین ہی وہین ہون جہانگیر مع فوج
قیصور ہمراہ شاپور اُس مقام پر گئے ایرج کو نہ پایا شاپور نے کہا آقا کو کوئی لیگیا خدا خیر
کرے سامنے قریہ تھا شاپور نے آکر وہان دریافت کیا ایک گنوار نے بیان کیا کہ جوان بخت
قزاق اُٹھا کر لیگیا شاپور نے آکر جہانگیر سے بیان کیا اور کہا مین جاتا ہون دیکھون وہان کس
رنگ مین ہین شاپور صورت بدل کر اُسطرف چلا جہانگیر اُسی مقام پر ٹھہرے شاپور قلعہ کا نشان
پوچھتا ہوا اندر قلعہ کے گیا لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ جوان بخت نے ایرج کو قید کیا ہی حکم
لقراط کا مشتاق ہی یہان جہانگیر بیٹھے تھے کہ ہوا سے گرد اُڑی ایک پہلوان کو دیکھا کہ فیل پر
سوار بارہ ہزار جوان پشت پر اُسنے جو جہانگیر کو زیر نخل دیکھا عیارون سے نام دریافت کرایا فوج
سے اشارہ کیا کہ لو بارو اور فرزند صاحبقران طلا اسلوبی گرفتار کرو جب جہانگیر نے دیکھا کہ
فوج برائے رزم و پیکار آتی ہی تلوار ٹیک کر اُٹھے قیصور نے فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر
ملکے تلوار چلنے لگی جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب عنتر فیل سوار پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا
جہانگیر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا
عنتر نے امان مانگی جہانگیر نے سوال اسلام کیا عنتر کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا جہانگیر نے
عنتر سے حال پوچھا عنتر نے کیفیت بیان کی کہ مین بحکم لقراط برائے قتل ایرج نوجوان
جاتا تھا کہ آپ سے مقابلہ پڑا اب جو حکم دیجیے بجالاؤن کہ شاپور آکر پہونچا اب صلاح ہوئی کہ
ایرج کی رہائی کی تدبیر کرین شاپور نے کہا ای عنتر تم آگے بڑھکر ایرج کو قلعہ سے نکالو ہم

جہانگیر کو لیکر آسے تھے مین تم قریب ایرج نوجوان رہنا ایسا نہو کہ جوان بخت انکو قتل کر ڈالے عنتر نے کہا آپ بھی تشریف لائیے تو مین انکو رہا کرالاؤنگا جہانگیر نے کہا ہم صورت بدل کر تمھارے ساتھ چلینگے اس بات کو سب نے گوارا کیا جہانگیر کی صورت عنتر نے تبدیل کی ایک رسالدار کی شکل بنایا طرف قلعہ کے چلے جوان بخت کو خبر ہوئی کہ عنتر فیل سوار آتا ہی عنتر نے نامہ لکھا کہ ای جوان بخت گناہگار کو قلعہ سے باہر لاؤ مین فوراً قتل کرونگا حکم تاکیدی میرے پاس ہی جوان بخت نے ایرج کو ارابہ پر سوار کیا مگر افسوس مین ہی کہ مین نے یہ کیا غضب کیا ایسا جوان حسین جمیل میرے قلعہ پر قتل ہوتا ہی پہلوان مجھے بدنام کرینگے کہ اپنے گھر لا کر قتل کرایا اسنے بڑی نامردی کی ہاے کیا کرون اگر یہ مذہب خداوندا اختیار کرے تو مین اسکی جان بخشی کرون یہ سوچتا ہوا قریب ارابہ ایرج آیا کہا ای نبیرہ حمزہ صاحبقران مجھے تجھ سے ایک محبت ہی اب عنتر براے قتل آتا ہی اگر تو لقراط ثانی کو سجدہ کرے تو مین جان بخشی کرون ایرج نے جواب دیا کہ مین تو اس حکیم مکار پر لعنت کرتا ہون قزاق کو بہت ناگوار ہوا زنجیر دار سے کہا ارے تو سنتا ہی کہ قدرت پر اسنے لعنت کی سزا نہین دیتا ہی زنجیر دار نے سونٹا اٹھایا کہا ای جوان قدرت پر لعنت کرتا ہی جیسے ہی اسنے سونٹا اٹھایا ایرج نے ہتکڑی ماردی کہ زنجیر دار کا سر پھٹا ایرج نے جھٹکا مارا قید کو توڑا ایک سوار کو مار کر تلوار لی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر اگر تیغ کین بر کشم از غلاف		کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر تزلزل فتد در میان مصاف	

نعرہ کرکے لڑنے لگے جہانگیر عنتر کے ساتھ قریب جو آئے نعرہ ایرج کی آواز سنی کہا ای عنتر تو غضب ہوا وہ شیر گڑ گیا جلد چلو یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا دور سے دیکھا زیر کوہ تلوار چل رہی ہی ایرج نے کئی سو قزاق مار کر ڈالدیے لاشے جابجا پھڑک رہے ہین قزاق دور سے تیر مارتے ہین کوئی قریب نہین آتا جوان بخت لینا لینا کر رہا ہی کہ جہانگیر نے قریب آکر نعرہ کیا منم جہانگیر دلاور دلاتمد سیرای شہریار ساب کا ہوا خواہ آن پہونچا جہانگیر شمشیر زنی کرتے ہوے بڑھے تھے ایرج کو بڑی شرم آئی کہ ایسا نہو جہانگیر جوان بخت کو مارلے ایک قزاق کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا تھا

اور وہ تھا کہ جب ایرج قتل ہوجائیگا تو یہ مرکب مین جوان بخت سے ہاتھ دھو بیٹھیگا ایرج نے بڑھکر اُسکو مارا کرہ بن اشقر آوازا پنے آقا کی سُنکر پھرا ہوا رہا تھا ایرج نے جو اُسکو مارا مرکب نے سر قدم پر رکھدیا ایرج اُسکی پشت پر سوار ہوے اب جو پشت پر کرہ بن اشقر کی آئے ذرا جو رانون مین مسلا گھوڑا چابک شاہی سبزہ آسمان کو پامال کردن طرارہ بھر کر جا بجا قزاقون کو گراتا ہوا دولتیان مارتا ہوا کسی کو منھ سے کاٹ کھایا کسی پر پشتک ماری اسطرح جھپٹتا ہوا قریب جوان بخت پہونچا جوان بخت نے دیکھا کہ سبحان اللہ جیسا مرکب ویسا راکب کس زور شور سے مجھ تک پہونچا ہے تلوار نیام سے کھینچی ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار روک کے ہاتھ تیغۂ دودمۂ سکندری کا مارا جوان بخت نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار سپر کو کاٹ کر جو گری شانۂ جوان بخت کا نشانہ ہوا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر کمر مین ڈالا جوان بخت کو اُٹھا لیا جوان بخت نے امان مانگی ایرج نوجوان نے سوال اسلام کیا جوان بخت کہ ایرج سے محبت رکھتا تھا فوراً کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ایرج و جہانگیر آپس مین ملے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک فقیر کو دیکھا کہ ہوحق کرتا ہوا آیا قدمون سے جہانگیر کے لپٹ گیا کہا حضور نے غلام کو نہین پہچانا جہانگیر نے کہا شاہ صاحب مین نے کبھی تمکو نہین دیکھا مین کیونکر پہچانتا چابک نے رنگ روغن عیاری کا چہرے سے چھڑایا جہانگیر نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بہت خوش ہوے ایرج نوجوان نے حکم دیا کہ سب لشکر دامنۂ کوہ مین اُترے جوان بخت و قیصور و عنتر بارگاہ مین استاد کے اُتر پڑے جہانگیر جو شب کو بارگاہ مین آئے چابک ساتھ ہی فرمایا ای یار وفادار ہر چند کہ معشوق کو ہمارے بھائی صاحب نے قبضے مین کیا تھا ملاقات بھی نہونے پائی کہ لشکر مین انقلاب ہوا اب تو دل کا عجیب حال ہے **نظم**

بہر نظارہ گلِ رخسار جانان چاہیے	بلبل گلزار کو سیر گلستان چاہیے
وصل کی شب مین خیال روز ہجران چاہیے	خانۂ شادی مین بھی ماتم کا سامان چاہیے
جان لمب ہون بوسۂ لب ہاے جانان چاہیے	بہر طول عمر مجکو آب حیوان چاہیے
عاشق رخ کو خیال کہہ جانان چاہیے	یوسف مصری کی صورت یاد کنعان چاہیے
ہنسنے کیا ہو ایک بوسہ سبزۂ عارض کا دو	مرہم زنگار بہر زخم خندان چاہیے

حلقۂ خاتم بنا ہون مین د فور ضعف سے | اس انگوٹھی کا نگین اب ای سلیمان چاہیے
ای معلم ہمصفیر بلبل شیراز ہون | سیر کرنے کو فقط مجکو گلستان چاہیے
تو جنت کو مبارک ہووے میوہ خلد کا | عاشقون کو بوسۂ سیب زنخدان چاہیے
ہین ازل سے کشتۂ سلک در دندان یار | غسل میت کو ہماری آب نیسان چاہیے
ہر غزل اپنی مسلسل ہو یہ کچھ مشکل نہین | درج سلک گوہر شہوار دندان چاہیے
گردش چشم پری پیکر کا دیوانہ ہون مین | ای جنون پاسے نظر مین خار مژگان چاہیے
نور دار فتہ ہون اک یوسف سے سیم اندام کا | گنج قارون مجکو جائے کنج زندان چاہیے

چابک نے عرض کی یہ تو غلام نے دیکھا تھا کہ جب لشکر تباہ ہوا اور برف گرنے لگی تو ملکہ ایک مرکب پر سوار ہو کر طرف صحرا کے نکل گئی تھین مقدمہ عورت تو نازک ہی شاید کسی نے گرفتار کیا ہو کل صبح کو اتنا دریافت کیجیے کہ لشکر یہان دو چار روز رہے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ تلاش کرلاؤن لیکن اگر لشکر کوچ نہ کرے جہانگیر نے کہا فرزند کو ہمارے جلدی ہی گرا یرج سے جو دریافت کیا ایرج نے یہ کہا مین چاہتا ہون کا نے کو تا قلعہ سکندری پہونچاؤن لوح طلسمی حاصل کرون فتاحی طلسم ہو دادا جان کی رہائی کی صورت نکلے الیسا نہو ہمسے پیشتر دہ کشتی گیر اوہ پہونچ جائے جہانگیر نے کہا ای فرزند تمھارا جلدی کرنا جاے ہی لیکن اگر دو چار روز اسی مقام پر رہو تو بہت مناسب ہی ایرج نے قبول کیا خیال ہی کہ عنبر ساتھ ہی رد براہ تا بہ قصر سکندری پہونچائیگا چابک جہانگیر کو سمجھا کر تلاش مین لیلا کی چلا یہی مہر طلعت کے خیال مین ہی آنکھون کے نیچے صورت اُس محبوب کی پھر رہی ہی جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی ایک صحرا مین جا کر پہونچا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے طہماس ہراول لشکر بنا ہوا اُس مقام پر پہونچا لشکر کو ٹھہرایا کہ نور الدہر بھی آئے لشکر اُسی مقام پر اُترا نور الدہر نے دیکھا ایک نخل کے نیچے مہتر چابک کھڑا ہی نور الدہر نے آواز دی ای مہتر والا گہر ذرا ہمارے پاس آؤ تجسے کچھ کہنا ہی چابک قریب آیا نور الدہر نے پوچھا تمھارے آقاے نامدار کہان ہین کہا حضور یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی جوان بخت قزاق وہان کا حاکم ہی اُس مقام پر آکر ایرج و جہانگیر اُترے ہین نور الدہر نے کہا ای مہتر والا گہر ملکہ لیلا ئے عنبرین مو

ہم تک پہونچین اُنکو اور وزیر زادی مہر طلعت کو باحتیاط رکھا ہی بڑی خاطر سے اُنکو اپنے
ساتھ لیا ہی مگر وہ آٹھ پہر ملول و حزین رہتی ہین تم اُنکو لیجاؤ چابک نے جو یہ مژدہ سُنا خوش
ہو گیا آکر لیلا و مہر طلعت سے ملاقات کی ملکہ نے کہا بھیا مجکو لیچلو مین اُن تک پہونچ جاؤن
نور الدہر نے لیلا و مہر طلعت کو محافہ مین سوار کیا چند سوار ہمراہ کیے چابک محافہ لیکر
چلا کوئی دو کوس نکلا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شاہور دزد کسی قافلہ کی تلاش مین چلا تھا راہ مین
جو محافہ دیکھا قزاقون سے کہا گھیر لو چند سوار ساتھ تھے وہ لڑ بھڑ کر مارے گئے شاہور
نے محافہ پر قبضہ کیا ساتھ والون سے کہا آج اسی مقام پر اُترو ایک معشوقہ دستیاب
ہوئی ہی اُسپر قبضہ کر لون تو پھر آگے بڑھون شگون تو اچھا ملا قافلہ بھی چلکر لوٹین گے
چابک نے جب دیکھا کہ ساتھ کے سوار مارے گئے اور محافہ پر قبضہ سواران شاہور کا
ہو گیا چابک مرکبون کے شکم کے نیچے ہو کر نکل بھاگا یہان جہانگیر انتظار کر رہے تھے
در بارگاہ پر ٹہل رہے تھے کہ چابک گھبرایا ہوا آیا کہا اے شہریار جلد چلیے معشوقہ قبضہ مین
نور الدہر کے تھی سوار ساتھ کرکے اُنھون نے روانہ کیا راہ مین شاہور نامے قزاق ملا اُسنے
سوارون کو قتل کیا اب اُسی مقام پر اُتر رہا ہی ضرور ملکہ پر بے عصمتی کریگا جہانگیر فوراً سوار ہوے
ایرج نے خبر سنی کہ عم نامدار کہین جاتے ہین کسی کو ساتھ نہین لیا چابک نے آن کر کچھ خبر دی
سُنکر گھبرا گئے ایرج نے شاپور سے کہا اے برادر دریافت تو کرو کیا خبر سنکر جاتے ہین شاپور
گیا اور چابک سے دریافت کرکے آیا ایرج سے سب حال بیان کیا ایرج نے زانو پر ہاتھ
مارا کہا افسوس ہی کہ کشتی گیر زادہ کا احسان ہوا چار کے سامنے بیان کریگا اے شاپور جلد
مرکب تیار کرو جوان بخت نے کہا حضور تامل کرین غلام جاتا ہی میرے اُسکے ملاقات بھی ہی
مین سمجھا دونگا ایرج نے کہا جلد جاؤ جوان بخت چند قزاقون کو ساتھ لیکر چلا یہان شاہور
نے ایک بارگاہ استادہ کرائی کہا ملکۂ عالم کو آمین اُتارو ملکہ روتی ہوئی اُترین جب شاہور
در وازے پر آیا تو ملکہ نے پکار کر کہا کہ اے شاہور اندر نہ آنا ورنہ مجکو زندہ نہ پاؤ گے ہاتھ نکالکر
الماس کی انگوٹھی دکھائی کہ مین یہ کھا لونگی شاہور خوشامدین کر رہا ہی کبھی دباؤ ڈالتا ہی
ملکہ رو رو کے دعائین مانگ رہی ہین کہ اے مالک تو حفاظت آبرو کریگا اس ظالم کو کیا

کہ سکے بہلاؤن جب شاہور نے بہت منت کی تو ملکہ نے کہا ای شاہور مین سوداگر بچی ہون لیکن
نامرد سے مرد کے نامحرم اب تیرے قبضے مین ہون مگر آج کی شب کی مہلت دے کل جو تو کہیگا قبول
کرونگی شاہور کبھی ناشتا ہی کبھی کہتا ہی مین ایک نظر دیکھ تو لون جی مین کہتا ہی ہم لوگ ردیبہ
کے آشنا ہین دیکھین کہ زیور کیسا پہنے ہی یقین ہی کہ جواہر مین لدی ہوئی ہو اس لالچ مین
دروازے سے نہین ہٹتا کہ لشکر مین غل ہوا نعرۂ جہانگیر کی صدا آئی شاہور نے پلٹ
کے کہا ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی لوگون نے خبر دی کہ ایک جوان آفتاب جمال
خورشید مثال فخر رستم و زال ہی کہ تنہا لشکر پر آکے حملہ کیا کئی سو جوان مار ڈالے سب قزاق بخوف
بھاگے پھرتے ہین کوئی اسکے مقابلہ مین نہین جاتا اکیلے نے تہلکہ ڈالدیا شاہور گھبرا کر
طرف ساتھ والون کے پلٹا کہا گینڈا بد دولت کالا و گینڈے پر سوار ہو کے چلا سامنے آکر دیکھا کہ
جہانگیر رمتے ہوے آتے ہین جہانگیر نے جو دور سے افسر کو دیکھا وہین سے آواز دی او نامرد
مقابلہ مین آ ان غریبون کو کیون قتل کراتا ہی ساتھ والون نے شاہور کے جہانگیر کو راستہ دیا
لڑتے بھڑتے جا قریب شاہور کے پہنچون مگر شاہور خنک دیکھکر حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی
اس جوان کو کیا سبب ہی کہ اکیلا میرے لشکر پر آگرا قزاقون سے کہہ رہا ہی ارے یارو اس اکیلے کو
گھیر کر مار لو یا گرفتار کرکے میرے سامنے لاؤ مین اسکو سزا دون کیسے کیسے قزاق قتل ہوے کہ جو جرأت
مین بے نظیر تھا ایک قزاق میرا ہزار ہزار جوانون پر بھاری ہی مگر اسکے سامنے کچھ نہین چلتی نیزے
اور تلوارین چل رہی ہین جہانگیر سب کے وار خالی دیکر جس پر جا پڑے اسکو مار ڈالا لاشون کے
انبار کر دیے شاہور چاہتا ہی مقابلہ مین جاؤن مگر خوف جان سے رک جاتا ہی کہ صحرا سے گرد
اڑی جوان بخت قزاق کو دیکھا کہ گھوڑا اڑاتے ہوے آتا ہی سو دو سو قزاق پشت پر نیزے
تانے ہوے جوان بخت نے وہین سے پکار کر آواز دی ای برادر یجان برابر نادس پر تو ہاتھ
نہین ڈالا گھبرا کر شاہور نے جواب دیا ای برادر اس اکیلے جوان نے سارے لشکر مین تہلکہ
ڈالدیا اب تمہین اختیار ہی چاہتا ہون کہ میرے ہم پیشہ ہو شامل شریک ہونے کو آئے ہو جوان بخت
نے پکار کر کہا مین اس جوان کا تابعدار ہون بہتر یہ ہی کہ تم بھی اطاعت کرو ورنہ زندہ نہ بچوگے
یہ اکیلے دس بیس ہزار مین لڑتے ہین اس فوج کو کب خیال مین لاتے ہین مین تمہین سمجھانے

آیا ہون شاہور گینڈا بڑھا کر قریب جوان بخت کے آیا پوچھا اس جوان کا نام کیا ہی جوان بخت
نے کہا شاہزادہ جہانگیر فرزند امیر کشور گیر صاحب جاہ و توقیر بھتیجا اسکا ایرج نوجوان
سامنے جو قلعہ ہی وہان زنبق آسکے لاکھ سوار و پیدل اُترے ہین اگر وہ سب آگئے تو دم بھر مین
لشکر تمھارا تباہ ہوجائیگا پھر امان نہ ملیگی شاہور نے کہا مین بڑھ کر اس جوان سے مقابلہ کرون
جوان بخت نے منع کیا اور پکار کر آواز دی ای شہریار یہ خدمت مین حاضر ہی اور بڑی بات یہ
ہوئی کہ اُس خیمہ مین بھی نہین گیا شاہور رومال سے ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا جہانگیر نے
ہاتھ کھولے شاہور کو گلے سے لگایا فرمایا ای برادر وہ ہمارا ناموس ہی شاہور اصدق مسلمان ہوا
جہانگیر بھی فوج لیکر پہنچے ایرج سلیم بیٹھے تھے کہ شاپور نے آکر خبر دی کہ لڑائی فتح ہوگئی جہانگیر
محافہ لیکر آتے ہین ایرج خود اُٹھ کھڑے ہوے باہر آکر ٹہلنے لگے جب محافہ آیا تو پایہ محافہ
کے ہاتھ رکھدیا اور لیا لو خود اُتروا یا جب جہانگیر آئے تو فرمایا کہ عم نامدار سب کچھ بہتر مگر
ملک کا آنا معرفت کشتی گیر یا دہ کے جا جب کبھی سامنا ہوگا تو ضرور طعنہ دیگی جہانگیر نے کہا ای
فرزند ہمنے ایسے سیکڑون احسان کیے ہین اگر اُنکی ذات سے ایک کام نکلا تو کیا حرج ہی
ایرج نے شاپور سے کہا ای برادر یہ تو سمجھتے نہین اور مزاج سے اُنکے آگاہ نہین مگر تم فکر رکھنا
کوئی ایسی افتاد پڑے تو مین جاکر دستگیری کرون یہ فرما کر کئی دن اُس مقام پر رہے جہانگیر کو بہت
خوش دیکھا بعد کئی دن کے وہان سے کوچ کیا لشکر لیے ہوے جاتے ہین جوان بخت و شاہور
و قیصور وغیرہ ہمراہ ہین آتے آتے سامنے ایک باغ کے لشکر پہونچا وہ باغ عجائب نگار جادو
کا تھا عجائب نگار کو خبر پہونچی کہ ایرج و نور الدہر با لشکر گران آتے ہین اور ایرج کا لشکر
اس میدان مین آگیا صبح کو جو اُٹھی بالاے بام آکر بیٹھی دیکھا لشکر میدان مین اُترا ہی سب
جوانون مین چہل پہل ہی مگر شاپور شیر دل نے جو یہ خبر سنی کہ یہ باغ عجائب نگار کا ہی اسنے
لشکر کو شکست دی تھی فکر مین نکلا عقب مین باغ کے آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کنیزین پھر رہی
ہین ایک کنیز موسوم بہ لالہ عذار چمن لالہ مین آکر باسے رفع حاجت بیٹھی شاپور دیوار سے اُترا
کنیز نے دیکھا اکیلا مرد آتا ہی سہم گئی کہ یہ مرد دانا کہان سے آیا خادم دیکھتے ہی شاپور نے
جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا کہ لالہ عذار بیہوش ہوکر گری شاپور اُسکو کھینچ کر کنارے لایا

رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُسی کی صورت بنکر تیار ہوا کنیزون نے پکارا اری لالہ عذار دیکھو
ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین شاپور نہ بولا ایک کنیز نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا خیلہ جواب نہین دیتی شاپور
سمجھا کہ جسکی مین شکل بنا ہون اُسکا نام لالہ عذار ہی کہا بوا مین درختون کو دیکھ رہی تھی اسوجہ سے
نہین بولی کیا حکم ہی کنیزون نے کہا ملکہ پکار رہی ہین کہ لالہ عذار کو بھیجدو شاپور بالاے بام آیا
دیکھا عجائب نگار بیٹھی ہی لشکر ایرج کا نظارہ کر رہی ہی جیسے ہی شاپور سامنے آیا عجائب نگار
نے اشارہ کیا کہ لالہ عذار پاندان تو اُٹھالا شاپور نے تیور جو عجائب نگار کے بد دیکھے سوچا کہ اُسنے
مجکو پہچان لیا گرفتار کرنے کی فکر مین ہی پاندان تو اُٹھا لیا مگر اور کنیزین جو کھڑی تھین اُنسے کہا کہ ملکہ
کے سامنے لیجاؤ آپ نگاہ بچا کر کوٹھے سے اُترا چاہا نکل جاؤن عجائب نگار نے پلٹ کر کہا کہ
اری لالہ عذار کہان گئی پاندان نہ لائی دوسری کنیز نے پاندان لاکر سامنے رکھا کہا حضور وہ
تو زیر بام گئی ہی عجائب نگار نے کہا ہمین اُسی سے کام ہی ذرا اُسے بلاؤ ایک کنیز نے پکارا شاپور
چمن مین جاکے چھپا کنیزون نے پکارا آواز نہ آئی ایک کنیز نے بڑھ کر کہا حضور لالہ عذار کی
آواز نہین آتی عجائب نگار نے کہا ہم بُلائے لیتے ہین یہ کہکر ایک دستک دی کہ بی لالہ عذار
ذرا یہان آؤ شاپور چھپکر بیٹھا تھا فوراً نکل آیا حاضر حاضر کرتا ہوا بالاے بام پہونچا تب
عجائب نگار نے کہا کیون لالہ عذار ہم تمکو پاس بلاتے ہین تم زیر بام کیون گئین شاپور
کانپ رہا ہی کچھ جواب مُنہ سے نہین نکلتا عجائب نگار نے ایک کنیز سے کہا لالہ عذار کو ہمارے
پاس بلاؤ دور کھڑی ہی جواب نہین دیتی اُس کنیز نے چاہا ہاتھ شاپور کے تھامے شاپور نے
خنجر مارا کہ کنیز کا شکم چاک ہو گیا نعرہ ہاک مار کر اُسکو کوٹھے سے پھاند پڑا اور بھاگا لاشہ کنیز کا جو
سامنے گرا عجائب نگار نے کہا مین اسوقت سحر کر رہی ہون یہ مونڈی کاٹا ساربان زادہ کا
چھوکرا عیاری کرنے آیا تھا کیا مجکو نادان سمجھا ہی اب یہ بھاگ کر کہان جائیگا ابھی لشکر کو تباہ
کرتی ہون وہان چالاک صبا رفتار بازار مین لشکر کے کھڑا تھا کہ شاپور کو دیکھا بھاگا ہوا آتا
ہی سمجھا کہ بھائی صاحب براے عیاری گئے تھے شاید پہچانے گئے عیاری نہ بن پڑی اِدھر چالاک
تو چل یہ سوچ کر طرف باغ کے چلا دیکھا در باغ پر ایک کنیز لالہ عذار لالہ عذار کہتی پھرتی ہی
اور ایک ایک سے پوچھتی پھرتی ہی کہ لالہ عذار کسطرف گئی چالاک نے اُس کنیز کو جواب

مارکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر چلا مگر بڑبڑاتا ہوا کہتا ہوا کہ واہ بی لالہ عذار بڑا داغ دیا ملکہ بلاتی ہین
حاضر نہین ہوتی ہو مین بیرون باغ ڈھونڈھ آئی کہین پتہ نہین لا عجائب نگار نے جو زیر بام
دیکھا کہ گلچہرہ بڑبڑاتی ہوئی آتی ہو پکارکر آواز دی کہ اے گلچہرہ تم ہمارے پاس آؤ لالہ عذار
نہین ملی تو اُسے جانے دو کہان تک چھپے گی آخر آئیگی چابک سمجھا کہ اِسنے نہین پہچانا حاضر حاضر
کرتا ہوا سامنے پہونچا عجائب نگار نے کہا میرے پاس آ مین کچھ کہونگی چابک قریب گیا عجائب نگار
نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے ناعیار گلچہرہ کو تو نے کیا کیا چابک نے چاہا خنجر مار کے ہلاک
کردون عجائب نگار نے سحر کر دیا کہ ہاتھ نہ اُٹھا اُسنے چند کنیزون کو پکارا جب کنیزین آئین
تو کہا اِس نگوڑے کو گرفتار کر دو ایک گیا دوسرا آیا مین اسی خیال مین بیٹھی تھی کہ مجکو معلوم ہوا کہ گلچہرہ
کو بیہوش کیا آخر نگوڑا گرفتار ہوا وہ جو لالہ عذار بنکر آیا تھا اُسکی بھی فکر کرتی ہون کنیزین چابک
کو لے کر چلین عجائب نگار نے ایک جانور بنا کر چھوڑا جب وہ اُڑکر چلا تو پکار کر آواز دی کہ اے طائر
جمشیدی شاپور شیردل کو لا طائر اُڑتا ہوا چلا شاپور ایرج کے سامنے کھڑا ہی حال سب بیان
کر رہا ہو کہ وہ طائر سر پر آ کے لہرایا کئی چرخ مارے شاپور نے ایرج سے کہا مین بازار سکی خبر لے
آؤن تو حاضر ہوتا ہون یہ کہکر طرف بازار کے چلا بازار غلہ فروشان مین آیا گھبرا رہا ہی دل مین
کہتا ہی کہ پاس عجائب نگار کے چلو کہ اس طائر نے پھر سر پر آکر چرخ مارا اب تو شاپور حیرت و خیز
کرتا ہوا چلا طرف باغ کے جاتا ہی عجائب نگار نے بام سے دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر گزار اسی طرف
آتا ہی اور سحر کو زور دیا وہ طائر پھر پیدا ہوا گرد سر شاپور پھر چرخ مارا اب تو شاپور مبہوت ہوگیا ہی دل
چاہتا ہی کہ اپنے کو پاس عجائب نگار کے پہونچاؤن کان مین آواز آتی ہی کہ اے مہتر دولا گھر پاس
عجائب نگار کے جاؤ وہ ساحرہ قدردان ہی تمھاری قدرشناسی کریگی شاپور پیٹ پلیٹ کے
دیکھتا ہی کہ کون میرے کان مین کہہ رہا ہی آخر دروازے پر باغ کے آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی
کھڑی ہی پکار رہی ہی کہ مہتر صاحب آؤ چلو تمکو ملکہ عالم نے بلایا ہی جب شاپور قریب آیا اندر
باغ کے قدم رکھا اب ہوش آگیا جی مین کہتا ہی اے شاپور تم اپنے پاؤن سے گور مین آئے جادوگرنی
سے کہا کہ ملکہ جیو مین تمھارے ساتھ ہون تمھارا کیا نام ہی میری سفارش کرنا وہ دیکھو ملکہ عالم
پکارتی ہین اُسنے کہا کہ میرا گلنار جادو نام ہی جب شاپور نے کہا کہ ملکہ پکارتی ہین گلنار

اُسطرف بلٹی شاپور نے خنجر مارا گلنار کا شکم چاک قصہ پاک شاپور مار کر گلنار کو بھاگا عجائب نگار
بالائے بام بیٹھی ہو کر گلنار کے مرنے کی آواز آئی زانو پیٹ کر کہا ارے یہ کیا ہوا ایک طلائی آسمان
سے گرا عجائب نگار سے کہا باغ مین آکر اُسکو ہوش آیا گلنار کو مار کر نکلگیا عجائب نگار نے
کہا آخر کہان جایگا مین سارے لشکر کو تباہ کیے دیتی ہون یہان چاپک کو جو کنیزین لیکر
چلین ایک کوٹھری مین لاکر چاپک کو بٹھایا چاپک نے کہا ای ملکہ عالم اب ہماری جان کیونکر
بچے گی اُس جادوگرنی نے کہا ای چاپک تم لوگ بھی تو ستم کرتے ہو کہ ایک عیار بھاگ گیا
تھا تم گلچہرہ کی شکل بنکر آئے اب گلچہرہ و لالہ عذار کو کنیزین اٹھانے گئی ہین چاپک نے
کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہے وہ لیلو میری سفارش کرنا کہ ملکہ عالم مجھے نوکر رکھ لین مین سب کے
سر کاٹ کے لادون گر مجکو سامنے خداوند کے لیچلین قدرت خطا معاف کردین اپنے بندون
مین شامل کردین مین ہمیشہ خدمت گزاری کرونگا اُس ساحرہ نے کہا تو نے کہا تھا میرے پاس
کچھ روپیہ ہے روپیہ کسقدر ہے چاپک نے کمر سے پوٹلی نکالی کہا لو اسے گن لو ساحرہ نے جو گرہ
کھولی ایک دھوان نکلا ساحرہ بیہوش ہوکر گری چاپک نے بتعجیل اُسکی زبان مین سوزن
دی گیند عیاری کا حلق مین ٹھونسا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلا سایۂ والیون سے پوچھا کہ یہ دن
تو چمن آرا قیدی کو اچھی طرح رکھنا چاپک نے کہا تم دروازے پر بیٹھی رہنا اندر نہ جانا بلا کی
مکار ہے یہ کہکے چاپک باغ مین آیا دیوار پھاند کر نکلا راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور
نے اپنا ذکر کیا چاپک نے کہا ای برادر ایک ساحرہ کو مین پھنسا کر بھاگ آیا ہون اب جیسی
گذرے شاپور نے کہا بھائی الگ الگ چلو ایسا نہو اُسکا سحر پھر آتا ہو یہان جب شاپور گلنار
کو مار کر نکلگیا اور عجائب نگار نے آواز سنی کہا مین کل کا خاتمہ کرتی ہون یہ کہکے کچھ روئی کے
گالے نکالے ایک گالے پر پانی ڈالا طرف آسمان کے اڑادیا ایرج و جہانگیر بارگاہ مین
بیٹھے ہین کہ دیکھا ابر آسمان پر آنے لگا تھوڑے عرصہ مین ابر محیط ہوگیا بوندیان پڑنے لگین
ایک ذرا عرصے مین ایک حباب تھا کہ مثل ابر کے سارے لشکر پر چھاگیا اور برف پڑنے لگی
سفید پہاڑ برف کے بنکر تیار ہوگئے جا بجا انبار برف کے لگے ہوے ہین ہر طرف سے صدائے
فریاد و الغیاث بلند ہوئی اور اہل اسلام بلبلا بلبلا کر دعائین مانگنے لگے کہ ای مالک کارساز دوای

رب بے نیاز اینار حم شریک کر نظم

رنگ و بو از یک گل ست اندر چمن گلزار را
دیدۂ بینندہ باید طالب دیدار را
جان فدا ہر اہل جان بر حسن آن جانان کنند
رو نمود از پردۂ وحدت چو آن پردہ نشین
در مقام یک زبانی اہل وحدت کر دہند
یک زبان محروم نگذارد ز فیض عام خویش
میدہد ہر نیک و بد را روزی آن روزی رسان
داد گل را در گلستان رنگ بو آن گلبدن
گاہ خندانند بگلشن غنچہ لب بستہ را
گاہ در محراب مسجد سر نہند اندر سجود
بر زمین ہیش ورخش سایند شستان جبین
قطرۂ از بحر فیضانش بہ ابر تر رسید
دردمندان محبت را غمش بخشند شفا
از رہ فضل و کرم کن یا الٰہ العالمین

میرسد فیضش برابر ہر گل و ہر خار را
تا ببیند چار سو روشن جمال یار را
دل دہد ہر کس کہ بیند روے آن دلدار را
کرد روشن از رخ انوار در و دیوار را
دخل در اقرار وحدانیتش انکار را
جن و انسان بلکہ وحش و طیر و مور و مار را
میرساند حصہ زان ہر خفتہ و بیدار را
شور و غوغا بلبلان را نالہ موسیقار را
گاہ گریاند بصحرا عندلیب زار را
گاہ در گردن بہ بندد رشتۂ زنار را
سربہ میسازند پاکان خاک این دربار را
ذرہ ز انوار رویش مہر پر انوار را
میدہد درد ستش دوا ہر عاشق بیمار را
دولت عرفان عنایت ہندی نادار را

سب یلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین ترقی برف کی ہوتی جاتی ہی کہ شاہ پور چایک قریب لشکر پہونچے دیکھا تو ایک سرپوش ابر کا لشکر پر ڈھکا ہوا ہی دعائین مانگنے کی آواز آتی ہی ایرج و جہانگیر نے قصد کیا کہ اس سرحد سے نکلا مین دیکھا مرکب تا بزانو برف مین دبے ہوے زمین مین گڑے ہین ایرج قریب کرہ بن اشقر کے آئے پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا اے مرکب اصیل واے رفیق کفیل ہمکو یہان سے نکال چل مرکب نے بنگاہ حسرت طرف ایرج کے دیکھا گاہ ہونٹ پیدا تھا کہ آقاے نامدار مین مجبور ہون ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین روح کو راحت نہین وہ جرأت و شوکت نہین ایرج ناچار ہو کر چلے قریب بارگاہ کے پہونچے تھے کہ بڑے بڑے پتھر چوبیت کے گرے ملنا بین بارگاہ کی ٹوٹین ستون گرے بارگاہ سرنگون

ہوئی ایرج ہٹ کر ایک نخل سے سایہ مین کھڑے ہوے گر برف بڑھتی چلی جاتی ہی اور ابر کا
زور شور بڑھتا جاتا ہی صدہا سفید پہاڑ بنے ہوے ہین باہر سے شاپور و چاپاک نے جو یہ حال
لشکر کا دیکھا چاپاک نے کہا کیون بھائی شاپور بدون قتل عجائب نگار یہ آفت دفع نہوگی شاپور
نے کہا مین جاتا ہون جاکر تدبیر کرتا ہون مگر قضاے کار شاپور تو فکر مین چلا لیکن شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان لشکر کو ساتھ لیے ہوے آتے تھے بالاے سر زعفران پوش ابر زعفرانی مین
چھپی ہوئی تھی جیسے ہی اسنے ابر کو دیکھا ابر سے اپنے نکلکر سامنے نورالدہر کے آئی کہا ای شہریار غضب
ہوا عجائب نگار نے سحر کیا ہی کہ تمام لشکر آفت برف مین مبتلا ہی رونے کی آواز آرہی ہی آپ
آگے نہ بڑھیین اور ہٹ چلیین طہماس نے کہا ای ملکۂ عالم مقدمۂ سحر و ساحری ہی خدانخواستہ ایسا نہو
کہ لشکر ایرج پر کوئی آفت آجائے تو ہم لوگ مُنہ دکھانے کے لائق نرہینگے صاحبقران فرمائینگے
تمنے اس آفت مین ایرج کو دیکھا اور مدد نہ کی ہماری بڑی رسوائی ہوگی زعفران پوش نے کہا
ای طہماس کنیز ابھی جاکر دفع سحر کرتی ہی اور یہ سحر عجائب نگار ہی ساحرون مین سے کوئی اسکا
مقابلہ نہین کرسکتا مگر مین ابھی جاکر مٹائے دیتی ہون گر وہ بھی کوئی کمال نہ اُٹھا رکھیگی لیکن مین اُس
سحر کو توڑ پھوڑ کر پھینک دونگی یہ کہکے زعفران پوش بلند ہوئی برق بنکر ابر پر گری اور کچھ شعلے
زمین پر گرائے اُن شعلون کی حدت سے پہاڑ برف کے گھلے پانی ہوکر بہ گئے جیسے ہی ابر ٹوٹا
اور برف برسنا موقوف ہوئی عجائب نگار نے بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ ہاتو ابر دھوان دھار چھایا تھا
یا آفتاب نکل آیا کیسی کڑی دھوپ پڑ رہی ہی کہ زمین تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہی عجائب نگار
نے پکار کر آواز دی ای باران قطرہ زن کیون ہٹ آئے سب کو مٹا دو ایک آواز آئی ای
ملکہ ذرا اُٹھکر دیکھو تو تمکو معدوم ہو عجائب نگار نے سر اُٹھا کے دیکھا تو زعفران پوش نظر آئی
بیٹھی بیٹھی سحر کر رہی ہی تو دور ہیل نہین یہ معاملہ دیکھکر عجائب نگار نے للکارا کہ کیون ری زعفران
تمنے میرا سحر کیون مٹایا زعفران پوش نے ہاتھ ہلایا برق جھپٹ کر گری کہ سر عجائب نگار کا
زخمی ہوا زعفران پوش بڑھی کہ بڑھکر عجائب نگار کو گرفتار کرون عجائب نگار بھاگی
کہتی ہوئی چلی کہ ارے اس ظالم کو روکو یہ میرے قتل کی درپی ہی جب جادوگرنی نے بڑھکے
روکا زعفران پوش مسکرائی برق گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی جادوگرنیان

قتل ہوئین اور زعفران پوش بڑھتی چلی آتی ہی منہ سے شعلۂ آتش چھوڑ رہی ہی عجائب نگار نے
سوچا کہ باغ مین جلکر سحر تیار کرون شبرنگ بن عمرو نے جو دیکھا کہ ابر دفع ہوا برف برسنا
موقوف ہوئی قندورے لگاکر چلا عجائب نگار باغ مین آکر ٹھہری کنیزون سے کہتی ہی کہ جاکر رد کو
کنیزین کہتی ہین کہ واری جو آپ سے رد کے نہین رکی وہ ہمسے کب رکیگی مگر جاتے ہین یہ
کہکر باغ سے باہر نکلین طرف صحرا کے بھاگ گئین در ہائے کوہ مین جاکر چھپین شبرنگ نے
جو آکر دیکھا کہ کنیزین باغ سے نکلکر بھاگ رہی ہین رنگ روغن عیاری کا لگا کے ان جادوگرنیون
مین گھسا پوچھا صاحبو تم سب کا افسر کون ہی ایک بول اٹھی ہماری افسر کا نام سیہ فام
ہی یہ سنکر شبرنگ خاموش ہو رہا کہ دیکھا سیہ فام جادو سامنے سے بھاگی ہوئی آتی ہی
کنیزون نے کہا یہی ہماری افسر ہی شبرنگ نے پوچھا کیون بی بی اب کیا ہوگا سیہ فام
نے کہا بی زعفران پوش نور الدہر کے ساتھ ہین انسے کون مقابلہ کرسکتا ہی دیکھین فلک
کیا دکھائے ہماری افسر عجائب نگار جادو پہلے ہی سحر مین اسکے زخمی ہوئین ہر چند چاہا
سحر روکون مگر نہ روک سکا اول تو بی زعفران پوش پروردہ یافتۂ قصر عشرت ہین کہ جہانگی
ایک ایک کنیز بلائے روزگار ہی اور یہ تو شاہزادی ہین لیکن نہین معلوم کیا سبب ہی کہ مسلمانکا
ساتھ دیا شبرنگ نے کہا پسران حمزہ حسین وجمیل ہین جمال نور الدہر دیکھکر پھسل گئین ایسے
شیر دلیر نگاہ سے کاہے کو گذرے تھے جادوگرنیون کے ہوش اڑ جاتے ہین جمال جہان آرا
دیکھکر مسلمانون کو جادوگرنیون سے نفرت ہی گر جادوگرنیان آپ لوٹی پڑتی ہین جاتی ہین
جان جائے ایمان جائے مگر مسلمانون کو پسند کرین یہ ذکر تھا کہ بلوہ ہوا سیہ فام کو شبرنگ
نے اشارہ کیا بوا بھاگ کر گوشے مین آؤ سیہ فام کو ایک گوشے مین لگاکر لایا وہان جاکر بیہوش
کیا سیہ فام کی شکل بنکر چلا مگر عجائب نگار اپنے باغ مین آئی اور وہان بھی امان نہ پائی کہ
شعلہ ہائے آتش آنے لگے اور زعفران پوش آکر باغ مین ٹھہری عجائب نگار نے گوشے
سے چھپ چھپ کر سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی ایک نخل کے سایہ مین آکر کھڑی ہوئی پکار
رہی ہی یا خداوند لقراط ثانی کیا ستم ہی کہ کہین ٹھہرنے کی جگہ نہین دمبدم ظلم زعفران پوش
کا بڑھتا جاتا ہی اسوقت مدد کو آئیے اپنی بندی خاص کو بچائیے کہ پشت سے مرد انسانی

کنیز حاضر ہوئیں کے عجائب نگار نے دیکھا کہ میری کنیزون کی افسر سیہ روے جادوگر کو چرخ
دیتی ہوئی آئی ہی جھیٹ کے قریب آئی کہا واری جسطرح حضور دعا مانگ رہی ہین اسیطرح مین
گوشے مین دعا مانگ رہی تھی کہ ایک گوشے سے آواز آئی ای بندی قدرت ادھر آؤ مین نے
جاکے دیکھا قدرت کھڑے ہین کہا کیا کہتی ہو مراد اپنی بیان کر قدرت خود قصر سکندری
سے چلے آئے تو نے اس بیقراری سے دعا کی کہ قصر ہل گیا مین نے فرشتون سے پوچھا کہ کسکی
یہ درد و صدا ہی فرشتون نے بیان کیا کہ بندی آپ کی بیقرار ہو کر دعا مانگ رہی ہی فوراً قدرت
چلے آئے مین نے بیان کیا کہ بی زعفران پوش نے ہماری مالک کو ایسا حیران کیا ہی کہ بھاگ کر
باغ مین آئی ہین بس یہ گولہ نکال کر مجکو دیا ہی کہ جا کر اپنی مالک کو دے وہ جاکر زعفران پوش پر مارے
عجائب نگار نے ہاتھ بڑھایا دوسری طرف سے آواز آئی واری مین بھی حاضر ہون مین نے
جان توڑ کے ترنج تیار کیا ہی یہ شاپور تھا جھیٹ کے قریب آیا اسنے ایک ترنج ہاتھ مین دیا اور سیہ رو
سے آنکھ ملائی ہرچند کہ سیہ روے نقلی کا بنے لگا کہ شاید اس کنیز نے مجکو پہچانا مگر شاپور پہچان گیا
کہ ہمارے بھائی شبرنگ بن عمرو ہین ایک نے گولہ دیا اور ایک نے ترنج دیا اور کنیزین آتی
تھین انکو پکار کر شبرنگ نے آواز دی کہ وہین ٹھہرو یہان نہ آنا عجائب نگار نے گولہ و ترنج
ہاتھ مین لیا جیسے ہی ہاتھ مین لیا دونون پھٹے دھوان نکلا ایک طرف سے شاپور نے ایکطرف سے
شبرنگ نے خنجر مارا عجائب نگار کا شکم چاک قصہ پاک دونون مار کر عجائب نگار کو بھاگے
لشکر ایرج پر سے وہ ابر بالکل دفع ہوا برف پانی ہو کر بہ گئی لشکر ایرج مین نوبت نقارے
بجنے لگے کہ شاپور آکر پہونچا بیان کیا کہ حضور جا کر عجائب نگار کو مارا شبرنگ بھی پہونچ گیا تھا
مین بھی وقت پر پہونچا یہان ایرج و جہانگیر خوش خوش کھڑے تھے کہ چالاک نے آکر خبر دی
کہ نور الدہر کی وجہ سے یہ کام ہوا ایرج نے کہا یہ سست راستی ہمیشہ بھروسے پر جادوگریون کے
کام کرتے ہین جب دادا جان رہائی پائینگے ان سب کی گوشمالی ہوگی کہ سامنے سے گردن ڈھلی لشکر
نور الدہر بصد کر و فر آکر پہونچا اسی صحرا مین اترا ایرج نے چاہا کہ جاکر نور الدہر سے گفتگو کرون
جہانگیر نے منع کیا کہ ای فرزند کیا ضرور ہی یہ قول آپ کے بھی یہ لوگ بارگاہ مین آپ نے سر بزمین
ہوے اب بھی سامنے امیر کے ذلیل ہونگے ایرج نے کہا کل صبح کو پہلے ہم کوچ کرینگے طرف

قصر سکندری کے نورالدہر سوچ رہے ہین کہ پہلے ہم کوچ کرینگے اور تا بہ قصر سکندری پہونچنگے لقراط ثانی سے مقابلے شروع ہو جاینگے نوح کی فکر پروردگار کریگا ایرج نوجوان اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین جلسہ خوشی کا آراستہ ہی شاپور وچاپک بیٹھے ہین چنگ مرصع بیج رہا ہی اور یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین نظم

حال بیتابی دل پردہ لطف کرتا نہین — ہجر مین کس شب تڑپ کر مین سحر کرتا نہین
دیر لیجانے مین خط کے نامہ بر کرتا نہین — یہ کبوتر وہ ہی اُڑنے مین مکر کرتا نہین
گل پہ بلبل شیفتہ ہی سرو پر قمری فدا — عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہین
حسن ہی مشہور عالم مین حسینوں کا عبث — صورت آئینہ کوئی دل مین گھر کرتا نہین
ای مسیحا پھکڑا ہی آتش فرقت سے دل — کچھ دوا ے سوزش داغ جگر کرتا نہین
آج کل نشوونما پر ہی گل داغ فراق — اس چمن کی سیر وہ رشک چمن کرتا نہین
ای پری بگڑا ہی ان روزون ترقی پر جنون — کچھ علاج عاشق شوریدہ سر کرتا نہین
ایک بھی سنتا نہین عاشق کی اللہ رے غرور — سنتین کب شام سے مین تا سحر کرتا نہین
کیا ہوا وحشت مین مین نے چھو لیا گر زلف کو — بیخودی مین سانپ کا انسان ڈر کرتا نہین

دماغ سب کے تر ہین کہ مین گرمی محبت مین ایک ہرکارے نے آکر خبر دی ای شہریار تہمتن نامے پہلوان صحرا مین جاتا تھا شاہزادہ خاور سپاہ زخمی ہو کر اس مقام پر گرے تھے اُسنے انکو گرفتار کر لیا اب لیے ہوے جاتا ہی یہان سے بارہ کوس پر ہی ایرج یہ سنتے ہی بیقرار ہو گئے تلوار ٹیک کر اُٹھے فیصور سے کہا لشکر جلد تیار کرو اُسی وقت قرنا ہوئی لشکر تیار ہوا ایرج وجہانگیر تبلاش تہمتن چلے نورالدہر نے لشکر دیکھا کہ لشکر ایرج جاتا ہی ہرکارے نے آکر خبر دی کہ اُنکے قبلہ وکعبہ کو گرفتار کیے ہوے ایک پہلوان لیے جاتا ہی اُسکی تلاش مین گئے ہین نورالدہر پلٹے تھے کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار شاہزادہ بدیع الزمان جو زخمی ہو کر نکلے تھے گھوڑے نے لاکر ایک صحرا مین گرایا چند سردار اُن کے آ گئے اُنھون نے انکو ہوشیار کیا زخم دوزی کی کہ ایک پہلوان مسمار کوہی ساٹھ ہزار فوج سے جاتا تھا نخل کے نیچے شاہزادہ بیٹھا تھا مسمار نے دیکھکر فوج کو حکم دیا سب ملکر ٹوٹ پڑے بدیع الزمان افضل بن گیا ہو راور

قارن بلند کمان وامیہ بن عمرو جنگ مین مصروف ہوے بدیع الزمان نے جاکر مسمار کو اُٹھالیا مسمار بصدق دل مسلمان ہوا وہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ تھا بختیار صحرائی وہان کا حاکم تھا آئے جو خبر سُنی کہ لشکر مسلمانان صحرا مین فروکش ہی رات کو آکر آپنے شبخون مارا بدیع الزمان نکلکر لڑے بختیار زخمی ہوا بدیع الزمان نے پیچھا کیا وہ بھاگ کر اپنے قلعہ مین آیا شاہزادہ نے چاہا قلعہ فتح کرون آسنے عیار بھیجکر بدیع الزمان کو پکڑ وامنگوایا ہی سردارون سے قلعہ کو گھیرا ہی جب تسخیر کرنے کا قصد کرتے ہین وہ بدیع الزمان کو زیر تیغ بٹھاتا ہی سردار ناچار پلٹ آتے ہین ایک ہفتہ سے یہی معرکہ گذر رہا ہی یہ خبر سُنکر نورالدہر بیقرار ہو گئے اور طہماس سے کہا لشکر تیار کرو زعفران پوش نے کہا اے شہریار آپ تامل فرمایئے مین جاکر قلعہ پر آگ برسادون بدیع الزمان کو رہا کرون سردارون کو قلعہ مین پہونچادون نورالدہر نے کہا اے زعفران پوش یہ ارادہ نہ کرنا مقابلہ مین ساحر کے تمکو اختیار ہی غیر ساحر کے مقدمہ مین باعث بدنامی ہی برائے خدا تمھارا چلنا بھی بہتر نہین بلکہ ہم چند بارگاہین اور خزانہ وغیرہ کو اسی مقام پر چھوڑجاتے تسخیر قلعہ کرکے اسی مقام پر آئینگے زعفران پوش نے ہر چند کہا مگر نورالدہر نے قبول نہ کیا اور زعفران پوش کو اسی مقام پر چھوڑا تین حصہ فوج ساتھ لی ایک حصہ اسی مقام پر چھوڑی زعفران پوش یہین رہین بختیار نے بالاے قلعہ فوج کو حکم دیا کہ پسر حمزہ کو لاؤ دار استادکرائی کہا آج اگر یہ سردار آئینگے تو اپنے آقا کو دار پر کھنچا ہوا پائینگے دار استادہی جلاد باخنجر برہنہ موجود فضل وغیرہ تیاری کررہے ہین کہ قلعہ پر چڑہ جائین ہمراہیون سے کہتے ہین آج تو یارو جسطرح سے بنے قلعہ مین گھس جائین اور آقا کو اپنے رہا کرین یا اپنی جان دین امیہ نے کہا یارو آٹھ دن سے یون ہی انتظام ہوتا ہی کہ جانبازی کرکے قلعہ تک پہونچتے ہو جب اپنے آقا کو زیر تیغ دیکھتے ہو مجبور ہوکر پلٹ آتے ہو ناحق لشکر تمام کررہے ہو تکلیف بھی ہوگی اور مطلب بھی نہ نکلیگا فضل نے کہا آج نہ پلٹین گے جسطرح سے بنے گا قلعہ مین پہونچینگے امیہ نے کہا اے فضل تمھاری جرات مین فرق نہین مگر آقا کو جب مبتلاے مصیبت دیکھتے ہو ہٹ آتے ہو میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آج بلوہ نہ کرو شب کو مین اپنے کو قلعہ مین پہونچادونگا اگر خدا نے چاہا تو اپنے آقا کو رہا کرونگا اسوقت تم لوگ بلوہ کرنا جب خبر سنا کہ قلعہ مین تلوار چل رہی ہی تو دارنفر آقا کی

آوازآئی اِسوقت بلوہ کرکے جانے سے قلعہ تسخیر نہ ہوگا ہزار دو ہزار جوان مارے جائینگے
سرداران نامی تا بہ قلعہ پہونچینگے وہ حیا مکار ہوشیار بیٹھا ہے آج ہی شب کو ضرور قلعہ مین جاونگا
آقائے نامدار کو رہا کرونگا رائے امیہ کی سب نے پسند کی کرسیان بچھا کر بیٹھے بختیارک نے قلعہ
سے دیکھا کہ سب سرداران نامی بدیع الزمان کرسیون پر بیٹھے ہین گرملول و حزین نہایت غمگین
بختیارک نے کہا آج مسلمان بلوے سے تو عاجز ہوے شب کو مین شبخون مارونگا تمام سردارونکو
قتل کرونگا ایک ایک سردار پر چار چار سردار مقرر ہون گھیر کر یار و مار لینا بچنے نہ پائین ساتھ والے
اسکے کہ رہے ہین ای پہلوان دوران مسلمان بڑے بے بیکیے ہین لیکن ہم اس طور سے بلوہ
کرینگے کہ انکو جان بچانا مشکل ہو کہ صحرا سے گرد اُری نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی بختیارک
دیکھنے لگا سامنے آکر گریبان خاک چاک ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان آگے آگے پہلو مین طہماس
ساطور مقصد ہندی کاندھے پر شبرنگ بن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر لشکر گران
نورالدہر نے چاہا کہ سرسواری قلعہ کو فتح کر دن باپ کو رہا کرون کہ فضل نے بڑھکر سلام کیا
کہا ای آقائے نامدار آٹھ دن سے ہم لوگ لڑ بھڑ کر قریب قلعہ پہونچے ہین وہ بچیا آقائے نامدار کو
تکلیف پہونچاتا ہے ناچار ہو کر پلٹ آتے ہین کیا کوئی پہلوان تھا کہا آقا اُنکے قبضہ مین ہین یہ ہی
باعث مجبوری ہے آپ تامل فرمایئے نورالدہر نے فرمایا ای فضل تماری کیا جراءت مین کچھ فرق
ہے لیکن ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا کہ قبلہ و کعبہ قید ہون اور ہم براحت اُترین مین یکہ و تنہا جاتا ہون
فضل نے عرض کی غلام ضرور ساتھ چلینگے نورالدہر نے نورالپشت مرکب پر پڑی جمائی
طہماس بھی گینڈا جھکا کر قریب آیا ایک طرف سے فضل بن گیا ہور ایک طرف سے قارن
بند کمان شبرنگ بن عمرو رکاب نورالدہر سے پلٹا امیہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا ہمراہ ہوا
بختیارک نے بالائے قلعہ سے دیکھا اور ہرکارون نے خبر بھی دی کہ بیٹا بدیع الزمان کا شاہزادہ
نورالدہر کہ جراءت مین بےمثل ہے وہ قریب قلعہ ضرور پہونچے گا بختیارک نے دیکھا کہ چار جوان
دو عیار لقہر و غضب آتے ہین اور نورالدہر نے نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران
بخشم دلقہر ہے شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + ادمکار باہر نکل کر مقابلہ کر تو حال جراءت
کھلے افسر لشکر کو مکر گرفتار کر لیا قلعہ مین چھپا بیٹھا ہے اسپر دعوی جراءت بختیارک نے کچھ جواب

نے گولہ اندازون کو اشارہ کیا کہ توپین مارو توپ چلنے لگی یہ جا۔ وہ شیر گولون کو رد کرتے
ہوئے آتے ہین گولون سے نہین رکتے جو گولہ سامنے آتا ہی اُسپر گرز مار دیتے ہین ننگانہ بلنگانہ
چلے آتے ہین بلکہ مثل سمندر آتش دریاے آتش کو طی کرتے ہوے آتے ہین کہ بختیار نے کہا
مارو دیکھو کوئی گولہ بھی پڑا یا نہین پڑا اب جو ہاتھ روکا دھوان برطرف ہوا دیکھا چارون جوان
برلب خندق جھوم رہے ہین ارادہ رکھتے ہین کہ برابر پھاٹک کے پہونچین خندق کو فلایمین
بختیار نے جو چارون جوانون کو دیکھا کہ نعرے کر رہے ہین او بختیار پھاٹک کھول کر
نکل آ ہم چارون مین جس سے چاہے مقابلہ کر ہمارے لشکر کا دستور ہی کہ ایک سے دو مرد
مقابلہ نہین کرتے۔ بختیار نے جلادون کو اشارہ کیا کہ بدیع الزمان کو لاؤ چند جوان بدیع الزمان
کو کشان کشان بالاے قلعہ لائے زیر تیغ بٹھادیا بدیع الزمان کو جو نور الدہر نے بالاے
خندق سے مسلسل و مطوق دیکھا فوراً آنکھون مین آنسو بھر آئے پشت دست دندان تحیر
سے کاٹنے لگے رو کر فرمانے لگے ای فضل یہ جفا بعد مہ قبلہ وکعبہ ہمسے نہین دیکھی جاتی اُدھر
بدیع الزمان نے جو فرزند کو ملول و حزین دیکھا پکار کر آواز دی ای نور نظر تم جانبازی کرکے
یہان تک آئے ہو تو مجھے قتل ہونے دو مگر تم نہ رکو اپنے کو اس بار پہونچاؤ اگر ہماری حیات
ہی تو بچ جائینگے اور اگر اسی نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو مجبور و ناچار ہین نور الدہر نے گرز ہاتھ سے
پھینک دیا اور فرمایا او بختیار ہم پلٹے جاتے ہین قبلہ وکعبہ پر بدعت نہ کر بدیع الزمان نے
آواز دی نہ مر کو جلاد نے بدیع الزمان پر سونٹا اُٹھایا اور کہا او قیدی خاموش نہین
رہتا سونٹا جو اُسنے اُٹھایا بدیع الزمان کانپنے لگے کہا او بیحیا خنجر و تلوار ہمارے واسطے
کافی تھا سونٹا کیون اُٹھایا جلاد نے کوئی کلمہ سخت کہا اور جھک کر زنجیر کو جھٹکا مارا فوراً
بدیع الزمان نے ہتکڑی سر پر اُس جلاد کے ماردی جلاد کا سر پھٹا چرخ کھا کر گرا بدیع الزمان
نے نعرہ کیا یا شیدای کافران جیا دنابکاران یہ دغا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از تف خون من ست
برسر دار فنا خانۂ غوغاے من — باک ندارم ز دار چوب ستون من ست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون من ست

خانۂ زندرمین آکر قید کو توڑ ڈالا نعرہ ہوا کہ قیدی بگڑ گیا نورالدہر گھوڑے پشت کو دیے دور خندق کو
پھاندے دامن گرد اُٹھاتے ہوئے طرف پھاٹک کے چلے بدیع الزمان نے ایک پہلوان کو
مار کر تلوار لی اور نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین　　توانم کشم آسمان بر زمین
زتیغم ببسے ملک اسلام شد　　کہ سر فتنہ باختر نام شد
سہ برج خوبی شہ انجمن　　بدیع الزمان گرد لشکر شکن

نورالدہر نے جواب کے نعرے کی آواز سنی گرز پھاٹک پر مارا طہماس نے چول میں ہاتھ
ڈال کر پلہ مارا کہ پھاٹک اٹھا اڑا کر گرا فوج نے جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ پھاٹک گرا کر اندر
گھسے سب بلوہ کر کے چلے بدیع الزمان بالائے قلعہ لڑ رہے ہین نورالدہر پھاٹک پر ڈٹے
ہوے ہین طہماس کا ساطور مقصد سی چل رہا ہے فضل و قارن بھی لڑ رہے ہین امیہ و شہرنگ
حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین دونا تاحقون کا جب حقہ چھٹا گھوڑون مین دو اتی پشنک چلنے
لگی سوار پیدلون پر گر رہے ہین گھوڑے کوتل پھر رہے ہین اُدھر بالاے قلعہ منکامہ گیر و دار
بلند ہے بدیع الزمان توپین پھڑ پھیون پرسے گرا رہے ہین گولا انداز کہ و کاوش کر رہے ہین
نورالدہر چاہتے ہین مین لڑ بھڑ کر بالاے قلعہ پہونچون قبلہ و کعبہ سے طون کہ نئی فوج بھی
آئی اب تو قلعہ مین ہر گلی کوچہ مین تلوار چلنے لگی مسلمان جلتے ہوے تھے لاشہ ہاے کفار سے
گلی کوچے بھرے گر نورالدہر بن بدیع الزمان جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب بختیار کے
پہونچے للکارا کہ او نامرد دیکھا تو نے کہ قلعہ کیونکر لیا اور بدیع الزمان بھی جنگ کرتے ہوے قلعہ
سے اُترے کہ بدیع نے دور سے دیکھا کہ نورالدہر قریب بختیار کے پہونچ گئے بختیار نے
ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا
فرمایا کہ زمین پر مارون کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہون بختیار منتین کرنے لگا کہ او شہریار تابعدار
ہون نورالدہر نے فرمایا کہ اسلام اختیار کر تو تجکو پناہ ملے بختیار کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا
نورالدہر نے اُسکو چھوڑ دیا تلوار چلنا موقوف ہوئی بختیار نورالدہر و بدیع الزمان کو لیکر
بارگاہ مین آیا کہا تخت پر قدم رنجہ فرمایئے دونون شیرون نے انکار کیا بختیار کو تخت پر بٹھایا

فرمایا ای بختیار ہم تاج و تخت کے خواہان نہین ہین رواج دین اسلام کی خواہش ہی انشاءاللہ اب چند قصر سکندری ملتے ہین میان بقراط کی ذکر ہورہی ہی ساری حکمت بھول جائینگے ایسا غرور ہوا کہ دعوے خدائی کا کیا اگر دستیاب ہو تو اسکو بھی راہ پر لائینگے اگر بھاگا تو طلسم مین جاوینگے وہان بھی اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے نورالدہر بیٹھے ہین بدیع الزمان بیٹے کو دیکھکر بہت خوش ہوے فرمایا ای نور نظر تم دفت پر پہونچے ورنہ یقین تھا کہ سردار ہمارے عاجز ہو چکے تھے امروز فردا مین لڑا بھڑ کر گھس آتے مگر رہائی تمھارے آنے پر موقوف تھی الحمدللہ کہ قلعہ فتح ہوا شبرنگ دوڑا ہوا آیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ

گل سرخ تا بد چو روشن چراغ	کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد	نگین سعادت بنام تو باد

شہریار کی عمر دراز رہے ایرج نوجوان و جہانگیر عالی شان برائے رہائی قاسم گئے تھے جاکر تہمتن کو اُٹھالیا وہ کثرت مسلمان دو رات کو سامان دعوت کر کے سب کو مکر سے گرفتار کرلیا فوج کو شکست دی اسی قلعہ پر آتا تھا کہ بختیار کو بھی ساتھ لون راہ مین خبر پائی کہ قلعہ حضور نے تسخیر کیا پلٹ کے دوسری جانب جاتا ہی یہ سُنکر نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے بدیع الزمان بھی مسلح ہوے برائے رہائی ایرج چلے طہماس ساتھ ہوا افضل نے کہا مین بھی چلون بختیار نے کہا لشکر تیار کر دون نورالدہر نے کہا کچھ احتیاج نہین پانچ چھ شیر بیچلے شبرنگ بھی ساتھ ہوا تہمتن ہو قید سب کو لیے ہوے جاتا ہی ایک صحرا مین جاکر ٹھہرا ایرج و جہانگیر و قاسم و قماس وغیرہ اون پر زنجیرین بلا سے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین تہمتن نے پکار کر کہا ارے قید یو کیون تقاضائی ہی حکم خداوندی ہی کہ سب کو قید کر کے ہمارے پاس لاؤ ورنہ اسی صحرا مین قتل کرتا اور اب بھی مجکو اختیار ہی کہ سب کو قتل کر دون ایرج نوجوان آتشخو شعلہ مزاج نے جھلا کر جواب دیا کہ او نامرد تیری کیا مجال ہی کہ ہمکو قتل کرے مکر سے گرفتار کیا ہی اسپر یہ ناز کرتا ہی تہمتن تلوار کھینچکر دوڑا ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتکڑی کٹی ایرج نے وہی ہتکڑی گھماکر چپیٹ ماری قاسم نے دیکھا کہ ہمارا شیر بگڑ گیا قید کو توڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	ز رزم تیغ برابر و نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین	ہمہ باختہ شد بزیر نگین

دیگر آفتاب مشرق دین پروری ہ شہسوار لعل پوش خاوری ہ جنگ مین مصروف ہوے ایرج نے قید توڑکر جہانگیر کو رہا کیا یہ تینون شیر جنگ مین معروف ہوے اور سردار زنجیرین ہلا رہے ہین مگر نگہبان نیزے لیے کھڑے ہین اُٹھنے نہین دیتے تہمتن جو سنگوڑی کھاکر بھاگا پشت اپنی سہلاتا جاتا ہے فوج کو آواز دی کہ یاروان سب کو مار و قیدی بگڑ گئے کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر و بدیع الزمان و طہماس وغیرہ اُسوقت پہونچے کہ جوانان مذکور گھرے ہوے ہین نورالدہر نے وہین سے نعرہ کیا باشید ای کافران بجیا دنابکاران بدونانعرہ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان ہ مہر برج خوبی شہ انجمن ہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہ اور آواز دی قاسم کو کہ ای فرزند نہ گھبرانا مین آپہونچا قاسم صدا بدیع سنکر چمک چمک کے لڑنے لگے لاشون کے انبار کردیے بدیع و نورالدہر آکر گرے رلگتے ہوے طرف قاسم کے چلے طہماس نے طرف ایرج کے رخ کیا ایرج نے پکار کر آواز دی او لمعقدے اسطرف نہ آنا یہان شیرون کا گذر ہے گر طہماس جنگ کرتا ہوا قریب تہمتن کے پہونچا تہمتن نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور آگے کر دیا تلوار تہمتن کی ٹوٹی اوپر سے طہماس نے ہاتھ ساطور کا مارا تہمتن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا یہ ساطور ہفتصدمنی سپر سے کب رکتا ہے سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کے کٹتے ہی تہمتن نے اپنے کو گینڈے سے گرا دیا ساطور نے گینڈے کے دو ٹکڑے کیے تہمتن نے چاہا کہ بھاگون اُدھر سے نعرہ ایرج ہوا للکار کر آواز دی کہ او نامردمین آپہونچا ایرج بھی گھوڑے سے پھاند پڑے تہمتن کو لپٹ گئے اُٹھا کر مارا کہ تہمتن چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کتا ہے تہمتن نے عرض کی مین تو تابعدار ہون ایرج نے چھوڑ دیا تہمتن پھر کلمہ مکر سے پڑھکر کینہ دل مین رکھکر مسلمان ہوا خیال مین ہر کسی اور

طور سے دھوکہ دو بچا ان لوگوں کو تا بہ خداوند پہونچاؤنگا فوج والوں کو آواز دی کہ یاروں نے اطاعت کی اب ہاتھ روک لو یہ سردار بھی رُکے باقی جو سردار تھے انکو رہا کیا قاسم نے بدیع الزمان کو سلام کیا بدیع الزمان نے برخوردار کہکر گلے سے لگا لیا فرمایا ای شیر بیشۂ جرأت ماشاء اللہ کیا کیا ایرج نے آکر قاسم سے کہا اب یہان سے چلیے ٹھہرنا بہتر نہین ہے یہ لوگ اپنے قلعہ پر جائین ہماری مدد کر چکے اب باتون کا وقت نہین ہے قاسم نے سر جھکا لیا فوراً گھوڑے پر سوار ہوے فوج انکی بھاگ کر جو در ہا ہے کوہ مین چھپی تھی وہ بھی آکر شریک ہوئی ایرج نے اُسی وقت اُٹھا بارگاہ ہونکا لدوایا طرف صحرا کے روانہ ہوے نور الدہر و بدیع وغیرہ طرف اپنے قلعہ کے پلٹے مگر تہمتن اسی فکر مین ہے کہ ان لوگون کو پھر قید کر دن ایک دوراہے پر لشکر پہونچا ایک طرف راہ قصر سکندری ہے ایک سمت راہ قلعۂ دودمان ہے تہمتن نے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ قلعۂ دودمان پر آتش جادو ساحرہ حسین حاکم و ناظم ہے بس اس ملکا نے ایک نامہ لکھا کہ ای ملکۂ عالم مین نے ایرج و قاسم و جہانگیر کو پکڑا تھا مگر رہا ہو گئے یعنی ہمرا انکی اطاعت کی ہے اب تم آکر ایسا سحر کرو کہ مین محفوظ رہون لشکر مسلمانان تباہی مین پڑے جیسا سحر عجائب نگار نے کیا تھا ویسا سحر آکر کرو مین وقت پر بگڑا جاؤنگا کہ انکا حربہ تاثیر نہ کرے اور ہماری تلوار کاٹے ایک سوار کو یہ نامہ دیا کہا ملکۂ آتش جادو کے ہاتھ مین یہ نامہ دینا وہ مقام فرحت خیز تھا ایرج نے تین دن کے مقام کے لیے حکم دیا لشکر اترا ہوا ہے مگر ایرج حیران ہو کر قاسم سے کہتے ہین کہ کیون قبلہ و کعبہ اب تک لوح کی فکر نہین ہوئی قاسم فرماتے ہین کہ ای نور نظر ہم لوگ فتاح طلسم نہین ہین یہ سرکشی بسبب جرأت ہے لوح ہمکو دستیاب نہوگی ایرج نے کہا جب تلوار کھینچی تو قراط بھاگتا پھریگا قاسم نے کہا ای فرزند مقدمۂ طلسم نازک ہوتا ہے جسکے نام فتاحی طلسم ہوتی ہے اُسی کو لوح ملتی ہے لوح کا ملنا دشوار ہے ایرج خاموش ہو رہے مگر سوار بھیجا ہوا تہمتن کا پاس آتش جادو کے پہونچا آتش تخت پر بیٹھی ہے یہی ذکر تھا کہ کچھ حال مسلمانان معلوم نہوا مصاحبین کہہ رہی ہین عجائب نگار نے شکست دی تھی مگر مسلمان زخمی ہو کر نکلگئے پھر کچھ خبر نملی کہ ان فرار یون پر کیا گذری کہ عرض ہوئی ایک سوار نامہ لیکر آیا ہے ملکۂ آتش نے نامہ اسکو سامنے بلوایا نامہ لیکر پڑھا جب حال سے واقف ہوئی کہا دیکھو صبا جو چند مسلمان تہمتن سے

ساتھ ہین مین جاکر سب کو گرفتار کرادون یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی پشت پر اسی نامہ کے جواب لکھدیا کہ ای بہمن جسطرح تمنے لکھا ہم اسی طرح اگر سحر کرتے ہین جب دیکھا کہ لشکر اسلام پر آفت برپا ہوئی اُسوقت بگڑا جان سوز نامہ لیکر چلا آتش جادو نے اسباب سحر مہیا کیا جھولی مین سب اسباب رکھکے ایک طاوس پر سوار ہوئی طرف ایرج کے چلی مگر سوچ رہی ہی کہ وہ سب غیر ساحر ہین کون سا سحر کرون بس اتنا ہی کافی ہی کہ اُنکو گرفتار کرادون مگر قتل نکرون قتل کی خداوند اور کچھ تقدیر کرین یہ سوچتی ہوئی آتی ہی مگر صبح کے وقت شاپور براے بالادوی نکلا ہی ایک مقام پر آکے ٹھہرا دور سے دیکھا کہ ایک سوار کاغذ کو کمر مین رکھتا ہوا اسی جانب آتا ہی شاپور کے خیال مین گذرا کہ شاید یہ سوار بہمن ہی مین نے اسکو لشکر مین دیکھا تھا فوراً رنگ روغن عیاری کا لگا کے ایک فقیر کی شکل بنا پکار کر آواز دی میان جانے والے ذرا پانی پیتے جاؤ سوار نے دیکھا ایک فقیر بلاتا ہی ٹھہر جاؤن گھوڑے سے اُتر کر قریب فقیر آیا شاپور نے کنوین سے پانی بھر کر سامنے پیش کیا سوار پی گیا چاہا گھوڑے پر سوار ہون مگر پشت مرکب پر نہ جاسکا لڑکھڑا کے گرا شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈال کر نامہ نکالا دیر نامہ بہمن پشت پر جواب آتش جادو شاپور پڑھکر بہت خوش ہوا نامہ پاس رکھا سوار کو ایک غار مین ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر ٹہلنے لگا حیران ہی کہ آتش جادو کس مقام پر آئیگی مگر آتش جادو اُڑتی ہوئی بالاے کوہ پہونچی ایرج نوجوان کنارے پر آکے لشکر کے ٹھہرے ہین تیر اندازی کر رہے ہین جو طائر آشیانہ سے نکلا تیر مارا کہ وہ طائر گرا ملازم دوڑ دوڑ کر اُٹھالاتے ہین آتش جادو سامنے پہاڑ پر آکر ٹھہری قصد تھا کہ سحر کرون نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا جمال جہان آراے ایرج پر نگاہ پڑی ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال تیر و کمان ہاتھ مین شکار مین مصروف ہو دیکھتے ہی آتش جادو عاشق ہوئی بے اختیار بول اُٹھی کہ ای فلک تفرقہ پرداز کس ظالم پر نگاہ پڑی کہ دل قابو مین نہین جی چاہتا ہی جا کر تصدق ہون

نظم

دل جہان جائے وہان اندوہ حرمان ساتھ ہی	آنکھ پڑ جائے جہان پر اشک باران ساتھ ہی
ولیکن ہو اب بھی خیال گیسو پیچان بیاہ	گرکہو ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہی
نرگس شہلا اُگے کیونکر نہ میری خاک سے	مرگیا ہون پر خیال چشم فتان ساتھ ہی

بانوں کا جگر ہوا یارب یہ دور آسمان
خار صحرا ہی اگر سوزن تو رشتہ آہ دل
گلرخوں کے عشق میں گل کھلے ہیں ای عندلیب
واہ رے جذب محبت خوب دکھلایا اثر
آمد فصل بہاری کی چمن میں دھوم ہی
کوچۂ محبوب ہی موسیٰ نہیں یہ کوہ طور
عاشق بیتاب کی الدرری بے صبریاں
لاشۂ رعنا کے ہی ہمراہ بس اک بیکسی

مرگئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہی
قیس ہی نے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتھ ہی
میرے پہلو میں کہاں ہی دل گلستان ساتھ ہی
دہ مرے لاشے کے تا گور غریبان ساتھ ہی
باغبان آتا ہی اور مرغ غزلخوان ساتھ ہی
حاجت مشعل نہیں یاں داغ سوزان ساتھ ہی
وقف حسرت ہی زلیخا ماہ کنعان ساتھ ہی
درد یا بیچارہ تا گور غریبان ساتھ ہی

حیران حیران جمال بیمثال دیکھ رہی ہی ایرج نوجوان اکثر تیر لگا کر جو طائر گرتا ہی تو دوڑ کر اُٹھالاتے میں اداسے ایرج کا جانا اور شکار کو اُٹھا کر لانا پھر آن کر کرسی پر بیٹھنا دوسرے طائر کا تاکنا اِسکے دل میں کھُب گیا خیال میں گذرا کچھ تو سحر کروں کہ تہمتن کو خبر ہو یہ سوچکر کچھ پھول جھولی سے نکالے طرف صحرا کے پھینکے صحرا پُر بہار ہوا ایرج نے دیکھا کہ غنچے چٹک کر گُل ہوے زرد پتے درختوں کے سب ہرے ہوگئے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی ایرج حیران ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ ابھی صحرا خشک تھا یا پُر بہار ہوا حیران حیران طرف صحرا کے دیکھ رہے ہیں مگر اور سوار پیدل جھومنے لگے تہمتن نے جو یہ علامت دیکھی فوراً بگڑ کر اُٹھا جتنے لوگ جھوم رہے تھے اُنکو قتل کرنے لگا لشکر میں جو ہڑ ہوا ایرج نے پوچھا خیر تو ہی ایک سوار نے بڑھکر خبر دی کہ حضور تہمتن بگڑ گیا اپنی کل فوج سے تیار ہو کر لڑنے لگا کئی سو جوان آپکے مارے گئے آپ کو تلاش کر رہا ہی ایرج فوراً گھوڑے پر سوار ہوے اُسوقت پہونچے کہ تہمتن مغرور اس امر پر کہ مسلمانوں کی تلوار کام نکرے گی ایرج کو دیکھکر للکارا کہ ا ذبیرۂ حمزہ میرے مقابلے میں تو آج اپنا زور دکھاؤں ایرج پر تو سحر کی تاثیر نہ تھی گھوڑا جھکا کر جا پہونچے اُسنے بیخوف ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا آتش جادو بالاے کوہ سے دیکھ رہی ہی کہ کس بانکپن سے ایرج نے تہمتن کو اُٹھا لیا گرد سر چرخ دیا طرف آسمان کے

پھینکا اُترنے وقت چو رنگ ہوائی قلم کیا اہل فوج منت کرنے لگے کہ حضور اِسکی موت ہی تھی روز یہی تدبیرین کرتا تھا کہ کیونکر حضور کو گرفتار کرکے قتل کرون لیکن اُسکا فریب نہ چلا آخر جہنم واصل ہوا ثمر بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا ایرج نے سر جھکالیا سب کو پناہ دی قاسم و جہانگیر بھی آئے یہان شاپور اُس سوار کی شکل پر ٹہل رہا تھا کہ آتش جادو نے کوہ سے دیکھا کہ وہی نامہ دار ٹہل رہا ہی پکار کر آواز دی او نامہ دار تو ابھی پاس تہمتن کے نہین پہونچا اور وہ مارا بھی گیا شاپور نے کہا ای ملکۂ عالم مین بہک گیا تھا اس جنگل مین ٹھہر گیا آپ نے کیا کیا آتش نے کہا مین کیا کرون اس صورت کا جوان صحرا مین شکار کررہا تھا اُسپر مائل ہوئی ہون وہ نامہ تیرے پاس ہی مین اُس جوان کے لیے کچھ فقرے لکھدون یہ نامہ جاکر اُسکو دینا شاید اُسکو ہمارا خیال ہو دفع رنج وملال ہو شاپور قریب پہونچا اور نامہ نکالکر دیا آتش جادو نے لکھا نظم

مہربان اتنی تمھاری مہربانی چاہیے — شکل ہو سے چاندنی صورت دکھانی چاہیے
ساقیا جام شراب ارغوانی چاہیے — عیش و عشرت سے بسر ہو زندگانی چاہیے
ضعف سے گیندے کی صورت میری رنگت زرد ہی — اُس گل تر کی بنا بھی زعفرانی چاہیے
فصل گل آئی مگر پیمانۂ دل خالی رہا — ساقیا مجکو شراب ارغوانی چاہیے
کہنے سُننے پر رقیبون کے عمل لازم نہین — اپنے عاشق سے نہ تمکو بدگمانی چاہیے
ای دل بیتاب بلبل کیطرح نالے نہ کر — عمر بھر تھا ہی بہتر راز نہانی چاہیے
اشک خون رو رہا ہون بوسۂ لعل لب کو دیجیا میرا — یاد مین دندان کی اب گوہر فشانی چاہیے
شربت قند لب شیرین کا بس پیاسا ہو مین — چشمۂ حیوان کا مجکو میٹھا پانی چاہیے
وصف مین ناز و ادا کے یار کے لکھون اگر — خضر کے مانند عمر جاودانی چاہیے
زہر کھانے کوئی عاشق کوئی اپنا خون کرے — تمکو تو ای لالہ رو پوشاک دھانی چاہیے
ای صنم دو کشتۂ ابرو ہی عالم ہی گواہ — نور پر اب کیا تمھین تیغ آزمانی چاہیے

اور لکھا کہ ای شہریار تیرانداز ی آپکی دیکھکر دل ہدف شبک ہوا اب مناسب ہی کہ اس کنیز کو سرفراز فرمایئے تہمتن نے مجھے بلایا تھا مگر مین نے وہ سحر نہین کیا کہ باعث زوال لشکر حضور ہوتا اس سفر مین ہمراہ رہونگی تا بہ قصر سکندری پہونچاونگی وقت پر کنیز کا امتحان

ہوگا شاپور نے وہ نامہ لیا اور وعدہ کیا کہ آج شب کو بارگاہ میں تشریف لایئے وہیں ملاقات ہوگی
آتش جادو طرف اپنے قلعہ کے گئی شاپور وہ نامہ لیکر خدمت ایرج میں آیا نامہ رکھ دیا کہا
اے شہریار بڑی خدا نے خیر کی کہ وہ حسن و رنگ دیکھکر مائل ہوئی جیسا سحر عجائب نگار نے کیا تھا
یہ ویسا ہی سحر کرنے آئی تھی آج شب کو حاضر بارگاہ ہوگی ایرج نے شب کو جلسہ آراستہ کیا اگر
قاسم و جہانگیر کو بارگاہ میں نہیں بلایا دوسری بارگاہ آراستہ کروا دی قاسم و جہانگیر اُس بارگاہ میں
بیٹھے ہیں ایرج اور بارگاہ میں بیٹھے ہیں شاپور بیٹھا ہوا گا رہا ہے چنگ مرتعش بجا رہا ہے کہ
آتش جادو دن بھر بیقرار رہی آخر شام کو طاؤس پر سوار ہوکے آئی دربار ایرج پر پہنچی
نگہبان نے جا کر عرض کی ایرج نے کہا اے شاپور وہی ساحرہ آئی تو جا کر اُسکو لاؤ شاپور
باہر آیا آتش جادو اندر آئی اب ایرج کو بارگاہ میں دیکھا سطوت و صولت دیکھکر بیقرار ہوگئی
قدموں کو آکر بوسہ دیا کہا اے شہریار یہ کنیز مشتاق جمال تھی مشرف ہوئی ایرج نے کہا
شرط اول یہ ہے کہ اطاعت اسلام کرو آتش جادو نے کہا میں نے بدل و جان اطاعت
اسلام قبول کی ایرج نے کہا بعد فتح طلسم سحر سے توبہ کرنا ہوگا آتش جادو نے عرض کی
مجھکو یہ بھی قبول ہے اب آپ کا کیا ارادہ ہے چلکر قلعۂ دودمان پر اتریے دو مہینہ محفوظ رہیں
بلکہ بقدر ارادت حال لوح پوچھوں کہ حضور نے لوح طلسمی کہاں رکھی ہے آکر حضور کو بتاؤں
اگر ہو سکے تو لا کر آپ کو لوح دوں ایرج بہت خوش ہوئے کہا اے آتش جادو اگر لوح کا
پتہ لگا دیا اور لوح مجھکو ملی تو جان سے زیادہ تجھکو عزیز کرونگا مگر اے آتش جادو ایک بڑا
اعتراض ہے کہ نجومی جو ہمارے لشکر کے ہیں خواجہ بزرجمہر کے بیٹے اُنہوں نے حکم لگایا ہے
کہ فتح طلسم بنام نورالدہر ہے لوح کا مجھکو ملنا ناممکن ہے آتش جادو نے کہا کنیز پتہ لگا دیگی
پتہ لگا لاوے بھی حاصل کرلے گا آپ کو اختیار ہے ایرج مزاج کے جاہل ہیں آتش جادو نے
جو اسطورہ سے کہا اور زیادہ گرم ہوئے کہا اے آتش جادو تم پتہ لگاؤ اگر آگ کا دریا ہوگا تو میں
اُسے طے کرونگا آتش جادو نے کہا کنیز خداوند سے پوچھیگی دریافت کرکے عرض کریگی پھر آتش
آپکا کام ہے ایرج نے کہا کوشش میں میرے کوئی کمی کریگا عیب ہے زمان کفر میں تھا اور منظور
تھا کہ تا بہ قلعۂ ظلمات جاؤں اٹھارہ سو ملک درمیان میں تھے سب مسلمان ہوئے تا ملک کے

دشمن نگر مین کسی سے رد کے نہ رکا اور تا بہ **قلعۂ ظلمات** پہونچا خدا کو بجھے سیاہ رو کر نا منظور تھا
کہ قلعہ فتح کر لیتا تھا اور جو کوئی مددگار مسلمانون کا آجاتا تھا اُس سے لڑبھڑ کے پلٹ جاتا تھا کئی
برس **قلعۂ ظلمات** پر لڑا آخر مین خدا نے فضل کیا کہ امیر کے ہاتھ سے مین زیر ہوا حال میری
پیدائش کا کھلا سارا **ایرج نامہ** اس مضمون سے بھرا ہی اور بھی ذکر کردنگا یا اگر کتاب تمکو
دستیاب ہو تو لیکر دیکھو یہ کتابین بہت کمیاب تھین مگر اب **منشی نولکشور** صاحب سی-آئی
ای مرحوم کے مطبع مین کل دفاتر معرض طبع مین آکر اشاعت پذیر ہو گئے ہین اور ملکون ملکون
پہونچ گئے ہین بکرنیف تم آشنا دریافت کرلاؤ کہ فلان مقام پر لوح ہی میرا عیار ثانی **عمرو** ہی فوراً
عیاری کر کے پہونچیگا ابھی اُسنے **عجائب نگار جادو** کو مارا جب راستہ کھلا ورنہ کسی کی مجال
نہ تھی کہ اسطرف سے گذر کرے یہ وہ ساحرہ تھی کہ **تہمتن** کے ہاتھ سے سب سرداروں کو زخمی
کرایا اور آج تک سب سردار تباہی مین ہین فقط ہم چند کس ظاہر ہوے ہین **آتش جادو**
نے **ایرج** کو تسکین دی اور کہا کنیز جاتی ہی اب جو آؤنگی تو مقام لوح دریافت کرلاؤنگی
پاس سے **ایرج** کے اُٹھی **شاپور** نے کہا ای ملکۂ عالم ہم بھی کسی طرح ساتھ چل سکتے ہین **آتش**
نے کہا میری کنیز ہی **گلچہرہ** اُسکی صورت ہو تو اپنے ساتھ لے چلون **شاپور** نے کہا مین
اُسکو دیکھا نہیں **آتش** نے جھولی سے تصویر نکالی کہا یہ تصویر تو موجود **شاپور** اُس تصویر کو لیکر
گوشے مین آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر **گلچہرہ** کی صورت بنا اور گوشے سے نکلکر آواز
دی بی **آتش جادو عشق** نے خوب گرمی دکھائی دربار مین دشمن کے چلی آئی مین جاکر
خداوند سے اطلاع کرتی ہون **قدرت** سے کہونگی مجکو حکم ہو اُسکین باندھکر لیجاؤن
آتش جادو اپنے مقام سے اُٹھی کہا او نمک حرام میرے ساتھ یہ نمک حرامی **گلچہرہ** نے کچھ کہنا اِدھر
آتش جادو نے جھولی سے ایک مار سیاہ نکالا کہا حرامزادی مین کیا تجکو زندہ جانے دونگی
جہان جائیگی وہین یہ مار سیاہ پہونچیگا **گلچہرہ** نے کہا کیا مجال مار سیاہ کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کر کھا جاؤنگی
یہ کہکر نیچے جھکا یا **آتش** قریب پہونچی جاہا **گلچہرہ** کی چوٹی پکڑ لون **شاپور** نے ہنسکر کہا بی کچھ
خوف بھی ہی مین مہتر **شاپور** شیر دل **آتش** نے سر **شاپور** گلے سے لگا لیا کہا ای **شاپور**
حقیقت مین کیا صورت بنائی ہی تصویر کو دیکھکر یہ شباہت اب مین تمکو اپنے ساتھ لیجلونگی

ای مہتر والا گہر کوئی نہ پہچانیگا یہ سنکر شاپور نے کہا اگر رنگ جما تو میان بقراط کی گردن لونگا
آتش جادو نے تخت سحر تیار کیا انہیں گلچہرہ فقلی کو بٹھالیا آپ بن ٹھن کے سوار ہوئی تخت کو
اڑاتی ہوئی چلی راہ مین ایک مقام پر لشکر نور الدہر کو دیکھا آتش نے کہا کیون مہتر صاحب
یہ لشکر کسکا ہی شاپور نے کہا یہ لشکر حضرت آقاے نامدار کا ہی انہین کے نام پر فتاحی طلسم لکھی ہی اہل
طلسم انہین کو طلسم کشا کہتے ہین مگر ہمارے آقاے نامدار جرأت و شوکت مین اپنا مثل نہین
رکھتے کہا چاہتے ہین کہ مین طلسم مین ہو بخون اور اسوقت تک کسی مقام پر کمی نہین کی لیکن لشکر
اسلام کے نجومی رمّال و بینظیر ہین انکے حکم مین فرق آنا ناممکن ہی ای آتش بہت سمجھ کے کام
کرنا آتش نے کہا ای مہتر والا گہر خداوند مجھ پر مہربان ہین اور جب تم لوگون کا بلوہ ہوا اکثر
ارشاد فرمایا کہ ای آتش جادو تم بھی کسی مقام پر مسلمانون کو گھیرنا مین یہ بھی کہونگی کہ اب
میری سرحد مین لشکر آیا چاہتے ہین ایک سحر مین سب کو قتل کرونگی شاپور نے کہا جو کام
کرنا سمجھ بوجھ کے ایسا نہو خدانخواستہ تم پہچانی جاؤ تو مین بھی پھنس جاؤن آتش نے کہا کہ ای
شاپور اگر خدا نکردہ حال کھلجائے تو تم اپنی نکاسی کرنا میرا خیال نہ رکھنا اسطرح کی باتین
کرتے ہوے سامنے ایک باغ کے پہونچے باغ مین گانا ہو رہا ہی ایک تاجدار مسند پر بیٹھا ہی

گرد امرا و وزرا انکے سامنے نازنین گا رہی ہین یہ اشعار زبان پر نظم

نکہت زلف جنون خیز ہی تجھ مہرو کی — ہوش بزاران کیے دیتی ہی مہک گیسو کی
شعلہ رنگ حنائی جو ہوا ہاتھون مین — مچھلی بھن جائیگی ای بحر کرم بازو کی
چشم گیسو کا انہین میری طرح سودا ہی — وحشت آگین ہو نہ کیون آنکھ ہر اک آہو کی
ذرے افشان کے چمکے ہین ستارونکی طرح — روشنی ہی شب ظلمت مین غضب گیسو کی
تازہ مضمون کمر ہاتھ نہین آنے کا — دل کو رہتی ہی سدا فکر نئے پہلو کی
قرب عارض نہین ملتی ہین ہوا سے زلفین — آندھی کعبے سے یہ اٹھی ہی نئے گیسو کی
اشک گرم اپنے کسی دن جو حرارہ لائے — پردے آہونکے جلا دیگی تپش آنسو کی
نور کے سانچے مین ہر عضو ڈھلا ہی اسکا — زنگ آئینے کو کرتی ہی صفا زانو کی
شب کو سالک دُر دندان کا تصور جو بندھا — تا سحر ٹوٹی نہ آنکھون سے لڑی آنسو کی

سحر سے کم نہیں عشاق کو نظر میں اسکی
سر سر آنکھوں میں چلا موٹھ چلی جادو کی

دود سر نکہت کاکل سے ہوا ہی پیدا
عطر گل سے بھی سوا تیز ہی بو گیسو کی

ایک موذی ہو تو کچھ ہاتھ لگے میں کیلوں چوکون
زلف میں سانپ کی ابرو میں ہی خو بچھو کی

چشم جانان کو جھلا دو جو کہوان بیمار ہی
شوخیان نرگسی آنکھوں میں ہیں سب آہو کی

بارش اشک کی کثرت یہ شب بھر رہی
تھمی تا سحر نو ر جھڑی آنسو کی

آئی تاجدار نے سر اٹھا کے دیکھا تخت ملکہ آتش کا دیکھا اپنے مقام سے اٹھا پاے تخت پہ ہاتھ
دیکر کہا ملکہ تشریف لائیے اسوقت میرے دل کو آپ کی یاد بھی میں کہہ رہا تھا کہ سب سامان
موجود ہی ملکہ آتش آجائیں تو صحبت میں گرمی ہوجائے اسوقت آپ کا آنا باعث خوشی ہوا
تشریف رکھیے آتش نے طرف شاپور کے دیکھا شاپور نے اشارہ کیا چلیے یہ کون صاحب ہیں
آتش نے ہنسکر کہا یاقوت لعل پوش ہمارے مدت کے عاشق ہیں ملکہ آتش جادو عشق میں
ایرج کے مبہوت ہو رہی ہی جون جون یاقوت منت کرتا ہی آتش کو ناگوار ہو رہا ہی مگر شاپور
کے اشارے پر رضامند ہوئی تخت اتار شاپور ایک طرف آکے بیٹھا آتش جادو کو یاقوت
نے مسند پر بٹھایا آپ بہو میں بیٹھا گانے والی تانیں مار رہی ہو سب تعریفیں کرتے ہیں مگر گلچہرہ
نقلی سر جھکائے بیٹھی ہی کچھ تعریف نہیں کرتی یاقوت نے کہا کیوں گلچہرہ ہماری گانے والی
کا گانا پسند نہیں شاپور نے سر جھکا کر کہا حضور انکا کیا کہنا خوب گارہی ہیں مگر خیال کرکے ملاحظہ
فرمایئے ساتھ بالکل الگ ہی یہ سنکر وہ گانے والی بہت کہی کہا بی گلچہرہ ایک بات کہدی کچھ کمال دکھاؤ
زبان مت ہلاؤ ہم دیکھیں ساز سے کیونکر ساتھ ہوتا ہی گانے نے جو یہ جھلا کر کہا شاپور چمک کر اٹھا
بیچ میں آکر بیٹھا سازندوں سے اشارہ کیا کہ ہان تم سب سازوں کو اسطرح ملاؤ اور ہاتھ پر
تال دیکر کہا اسکا خیال رہے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

مضمون ترے قد کا بندھ رہا ہی
مصرع شمشاد طرح کا ہی

خط میں مضمون قتل کا ہی
لکھا ہی وہی جو کچھ لکھا ہی

ہلکی ہوئی کاکل رسا ہی
باندھوں مضمون پیش پا ہی

زلف یعنی ہی قصہ مختصر طول
ناحق اے دل الجھ رہا ہی

دیکھا ہی اُسکے آگے سو بار — آئینہ تو صورت آشنا ہی
گلشن ہی آب آب تجھسے — ہر گل پانی کا بُلبُلا ہی
آ دل مین ہمارے خیر مقدم — ای تیر نگاہ مرحبا ہی
ناصح کیون کر لگاؤ چھوڑون — سنتا ہون وہ دیر آشنا ہی
ظاہر ہی کبھی نہ صلح ہوگی — مضمون کی طرح سے لڑا ہی
مُنھ اُسکا استخوان ہمارے — ای ہمہ یہ سعادت ہما ہی
میہی بڑی سمجھ کے کھانا — بڈی تجھ مین بھی ای ہما ہی
کرنا اُن سے سمجھ کے باتین — ای یار صفیر منچلا ہی

اس رنگ مین شاپور نے یہ غزل گائی کہ خود گائن بلائین لینے لگی اور یاقوت تو مبہوت ہوگیا خوشی سے تعریفین کرتا ہی کہتا ہی ای بی گلچہرہ ہم ایسا نہ سمجھے تھے تم تو کامل و اکمل ہو گانا تیہناد و نون تم پر ختم ہین جس چیز کو بتانا صورت اُسکی دکھادی گائن ہر مرتبہ بلائین لیکر کہتی ہی کیون بی گلچہرہ تم گونے کی بیٹھنے والی یہ کمال کہو کر حاصل ہوا شاپور نے کہا بی بی اُستادونکی سب جنے خدمتین کین جب یہ کمال حاصل ہوا گانے کے علاوہ اور ایک کمال رکھتی ہون کہ کوئی سوا سیر سے نہ کرسکے یاقوت نے پوچھا بی گلچہرہ وہ کیا ہی کہا حضور ساقی بنون پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن مُنھ سے گاؤن سر سے شراب بلاؤن کیا مجال جو قطرہ شراب کا گرے یاقوت نے کہا بی گلچہرہ یہ تو مشکل ہی شاپور نے کہا کلید میخانہ مجکو دیجیے ابھی اسکا امتحان ہوجائیگا آتش جادو کو تعجب ہی چپ بیٹھی ہی دل سے اپنے کہتی ہی یہ کیونکر ہوگا سر سے ضرور شراب گریگی گانا جون پڑا میان شاپور تلملا گئے دیکھیے کیا آفت برپا ہو یاقوت نے کنجی پھینکی شاپور کنجی اُٹھاکر میخانہ مین آیا پکار کر آواز دی جسکا جی چاہے شراب لیجائے ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے ملازمان یاقوت یہ خبر سنکر دوڑے کوئی گلابی کوئی کنتر کوئی چپلہ اُٹھاکر لیجانے لگا شاپور بتلاتا جاتا ہی یہ گلابی جو لیے جاتے ہو چار آدمیون کا حصہ ہی چکہ جو لے جاتا ہی اُس سے کہدیتا ہی اسمین پچاس آدمیونکا حصہ ہی ملازمون نے یاقوت کو خبر دی کہ سارا میخانہ بی گلچہرہ نے تقسیم کردیا یاقوت نے کہا مجکو تو کمال دیکھنے کا اشتیاق ہی کیون ملکہ آتش جادو کبھی تمھارے سامنے بی گلچہرہ نے ساقی گری

کی ہو آتش نے گھبرا کر جواب دیا کہ صاحب باغ میں ایسے تنتنے روز رہتے ہیں گلچہرہ کی ذات سے
ہماری صحبت میں بڑی چہل پہل رہتی ہو شاپور نے چند گلابیاں ڈارغوانی سے بھرین گھڑے اُنکے
تامی سے باندھے محفل میں لیکر آیا سامنے گلابیاں رنگین سب کہتے ہیں بی گلچہرہ کی اب حماقت ظاہر
ہو گی گانے میں تو بڑی تعریف ہوئی مگر یہ ساقی گری اب ان کو ذلیل کرائیگی آتش جادو آنکھون
سے اشارے کر رہی ہو کہ کیون گلچہرہ یہ کیا کرتی ہو شاپور اشارے کا بھی جواب نہین دیتا گت
شروع کر دی جھک کر جام بھرا سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا توڑے بھی لے رہا ہو کبھی پکار کر
آواز دیتا ہو مطلع الایا ایہا الساقی اُدر کاسًا وناوِلہا ﴿ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا
مگر کیا مجال کہ قطرہ گرے یاقوت تو دنگ ہو رہا ہو کہتا جاتا ہو ملکہ عالم سچ ہے یہ کمال بڑھا ہوا ہو
حقیقت مین گلچہرہ بے مثل و بے نظیر ہو آتش جادو نے کہا میرا لاکھون روپیہ چڑا کر اپنے اُستادونکو
دیا اور یہ کمال سیکھا شاپور نے قریب یاقوت کے آنکر سر جھکایا کہا ایسے شاہون کو سرسے شراب
پلانا چاہیئے یاقوت نے دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا بے اندیشہ تمام پی گیا اب تو شاپور نے دورہ باندھا
اور پکار کر کہا کہ صاحبو میرے قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شراب پیو مین کس کس تک پہونچون کنیزین
خود پینے لگین تھوڑے عرصے مین شاپور نے ساری محفل کو شراب پلائی در باغ پر جوتی پیزار چل
رہی ہو دو کمین بیہوش پڑے ہین دو لڑکھڑا کر چمن مین گرے کسی کو کسی کی خبر نہین یاقوت
بیٹھے بیٹھے بلبلا یا نشہ کے جوش مین آنکھین غلاسی نکل آئین یہ کہکر اُٹھا کہ مین گلچہرہ کی بلائین لون جیسے
اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے گرا ساتھ والے یہ کہتے ہوئے اُٹھے ہے ہے ہمارے مالک کو کیا ہوا
جو اُٹھا وہ گر کر بیہوش ہوا آتش جادو جو اُٹھی یہ بھی گر کر بیہوش ہوئی شاپور خنجر کھینچ کر یاقوت
کی چھاتی پر چڑھا کہ سر کاٹ لون آسمان سے نعرہ ہوا کر باش اومکار ایسے ساحر پر یہ بدعت آتش
بیہوش پڑی ہو شاپور نے چاہا کود کر بھاگون کہ آسمان سے ایک ساحر اُترا اُس نے
زمین پر دو ہتڑ مارا شاپور کے پاؤن زمین نے تھام لیے اُس ساحر نے قریب
شاپور کے آکر آواز دی منم سرہنگ جادو او ظالم تو نے ابھی یاقوت کو مارا ہی
ہوتا اور بی آتش جادو نے یہ آگ لگائی ہو دیکھو انکا بھی کیا حال کرتا ہون قدرت
کے سامنے سب انصاف ہو گئے کہ بی آتش جادو کیونکر آئین عیار کو کنیز بنا کر لائین

گا نا ان عیارون کا سحر ہے کون ایسا ہے کہ ان کے دام مین نہ پھنسے شاپور نے کہا ای شہنشاہ ساحران مین آتش کے ساتھ نہین آیا سرہنگ نے خنجر اٹھایا کہا ایک ہاتھ ماردونگا کہ سر اڑ جائیگا خبردار ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دینا ہمکو سب خبر معلوم ہوئی جب تو ہم وقت پر آئے یہ باغ یاقوت جادو کا ہے نگہبان مقرر ہے ہین شاپور تو خاموش ہوا لیکن سرہنگ نے پہلے آتش جادو کو ہوشیار کیا اب جو آتش اٹھی دیکھا کہ شاپور گرفتار ہے سرہنگ جادو تیغ لیے موجود ہے چاہتا ہے کہ یاقوت کو ہوشیار کرون آتش نے کہا میان سرہنگ یہ کیا معرکہ ہے یہ عیار کہان سے آیا کیونکر ہم سب کو بیہوش کیا تمنے وقت پر آکے جان بچائی سرہنگ نے کہا ای آتش اب نادان بنتی ہو اپنی کنیز بناکر عیار کو لائین اور پھر باتین بناتی ہو مین اپنے مقام پہ بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے خبر دی کہ بی آتش جادو عیار کو بشکل کنیز لائی ہین اس عیار نے سب کو بیہوش کیا ہے یاقوت کو قتل کیا چاہتا ہے جلد اپنے کو پہونچاؤ تب مین آیا طائران سحر کبھی خلاف نہین کہتے یہ خداوند جمشید کے بناسے ہوے ہین جب مین نے یہ خبر پائی تب اپنے کو یہان پہونچایا یہان یہ معرکہ دیکھا اگر ایک دم بھر اور نہ آتا تو یاقوت کا خاتمہ تھا مین نے اگر اسے گرفتار کیا اب تم سب کو خدمت خداوند مین لیے چلتا ہون آخر تم لوگونکو مسلمانون سے کیا لگاؤ ہوا حال تو بیان کرو آتش جادو نے کہا مجھپر سراسر تہمت ہے مین نہین جانتی تھی کہ میری کنیز بدل گئی یاقوت جادو کو اٹھاؤ سب حال کھل جائیگا اور قدرت انصاف کرینگے کہ اگر مین عیار کو لاتی تو مین کاہے کو بیہوش ہوتی عیار کو بچاکر لیجاتی تمہاری کیا مجال تھی کہ یہ باتین بناتے اور مجھے مسلمانون سے کیا واسطہ مین آجتک آگاہ نہین سرہنگ نے کہا مین تمہاری مشکین باندھکر سامنے قدرت کے لیجاؤنگا قدرت کو اختیار ہے وہ دریافت کرینگے کہ کون گناہگار ہے بلکہ تم سب حال اپنا آپ بتاؤگی تمنے نہین سنا کہ گلپوش جادو پر کیا بدعت ہوئی آخر قتل کی گئی گلپوش جادو نے خود اپنا احوال آپ کہدیا تمسے بھی قدرت قبول کرالینگے قدرت کی زبان مین تاثیر ہے خلاف نہ کہہ سکوگی جب خود قبولوگی تب سراکتہ ثابت ہوگا طائر سحر نے صاف صاف خبر سنائی کہ بی آتش جادو کے آنے پر یہ آگ لگی کہ یاقوت بیہوش ہو اور اگر

اسکا منونہ بھی دیکھا کر یاقوت بیہوش پڑا ہوا ہی چھاتی پر یاقوت کی عیار کو پایا مین نے عیار کو پکڑا اب زیادہ ٹھیرتا ونہین ہین تمھاری مشکین باندھتا ہون اور لیے چلتا ہون آج وہ کور آ پڑ گئے کہ سارا حسن وجمال خاک مین ملجاویگا آتش نے دیکھا کہ اب توخاتمہ ہی سب کنیزین گواہیان دینگی کہ آتش کے ساتھ عیار آیا بگڑ کر کہا او غلام زادے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہماری مشکین باندھیگا مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی یہ کہکے چند دانے ماش کے پھینکے سرہنگ نے اُن ماش کے دانون کو دفع کر دیا جب تو آتش جادو نے کارد سحر جھولی سے نکالی اور اپنی اُنگلی کاٹ کر اُسپر اپنا خون ڈالا کہا سرہنگ بچ یہ کہکے کارد پھینک ماری وہ کارد سینہ پر سرہنگ کے پڑی توڑ کر پشت کو پار گذر ہی سرہنگ گرا آتش نے کہا ای شاپور یہان سے نکل چلو ایسا نہ ہو کوئی اور آفت برپا ہو تو کون بچائیگا ان ایسے ساحرون سے مین کم نہین ہون لیکن ڈر ہی کہ اگر لقراط کو خبر ہوجائے اور وہ کسی ایسے کو روانہ کرے جس سے مقابلہ مشکل پڑے اور وہ آتے ہی گرفتار کرلے تو کیسی مشکل ہو شاپور نے کہا یاقوت رہا جاتا ہی یہ کہکے خنجر کھینچ کر چلا کہ درختون سے چند طائر پر دنسے سر پیٹتے ہوے یاقوت پر گرے اور مثل انسان کے پکارے کہ ای یاقوت اُٹھو یاقوت بیہوش پڑا ہوا ہی کہ ایک طائر نے سر پر شاپور کے عکس ڈالا شاپور آہ کرکے گرا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم یہ طائر بیہوش کرکے مجکو جاتا ہی دیکھون تم کیا دکھاتا ہی اُدہر وہ طائر بلند ہونے لگا آتش جادو نے جھولی سے تیر و کمان سینگ کا نکالا اور تیر جوڑ کر سینۂ طائر پہ مارا کچھ اسم سحر بھی پڑھا کہ تیر نے خطا نہ کی سینہ پر کینہ پر طائر کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا اور طائر جو درختونسے اُتر کر آئے تھے اور گرد یاقوت لہرا رہے تھے وہ بھی سب جلکر خاک ہوے آتش نے کہا ای شاپور ان طائرون کو بھی مین نے مارا ابتک خیریت ہی نکل چلو ایسا نہ ہو کوئی اور آفت آجائے تو پھر کون بچائیگا شاپور نے نہ مانا خنجر یاقوت کو مار دیا یاقوت کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نامم من یاقوت جادو بود ایسا مرنے سے یاقوت کے ہنگامہ ہوا کنیزین ہوشیار ہوگئین لاش یاقوت دیکھکر کانپنے لگین آتش نے کہا اچھا جو تم اطاعت اسلام کرو تو اسی باغ مین رہو اور میرا راز چھپاؤ سبنے قبول کیا اب آتش نے شاپور سے کہا ای مہتر والا گہر اب کہاں لے چلو قصر سکندری مین چلین یا نہ چلین

یہ بڑا جادوگر مارا گیا تھوڑی دیر مین دیکھا کہ لاشہ یاقوت جادو کا خودبخود زمین سے بلند ہوا اور طرف آسمان کے اُڑتا ہوا چلا شاپور نے کہا ای ملکہ عالم اب قصر سکندری مین چلنا مناسب نہین ہی یقین ہی کہ حکیم کو خبر پہونچے لاشہ پہونچیگی یہین آخر یہ صلاح ہوئی کہ طرف لشکر ایرج کے بھاگ چلو اُسی وقت آتش نے تخت بنا کیا شاپور کو بٹھا کر طرف ایرج کے لیچلی لیکن لقراط ثانی قصر سکندری مین تخت نخوت پر بیٹھا ہی تاج نکبت سر پر تقدیرین بگھار رہا ہی کہ آسمان پر سنناتا ہوا سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک لاش کو چند ساحر اُٹھائے ہوے سامنے لقراط ثانی کے لائے اور فریاد کی کہ یا خداوند افسر ہمارا مارا گیا ہم لوگ دیکھ رہے تھے مگر دخل نہ دے سکے لقراط نے کہا کیا امر کہ ہوا کیا لشکر طلسم کشا وہان آگیا کہا حضور یاقوت تاجدار جلسہ جمائے بیٹھا تھا آتش جادو پر مدت سے عاشق تھا کہ عین وقت پر بی آتش جادو آئین گلچہرہ نامے کنیز ساتھ تھی گانے سے کچھ تکرار ہوئی گلچہرہ ایسی گائی کہ سب محو ہوگئے اُسنے ساقی گری کی سب کو بیہوش کیا چاہا یاقوت کو قتل کرے نگہبان جان اُٹھا سر ہنگ وقت پر آیا عیار کو پکڑ لیا بی آتش نے سر ہنگ کو مارا یاقوت جادو کو عیار نے قتل کیا ہم لاش اُٹھا لیکر بھاگے بی آتش جادو وہ عیار باغ مین اپنا انتظام کر رہے ہین لقراط نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو مین نے ایسی جادوگرنیان ڈھونڈھ کر سرحد طلسم مین بسائین یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ نازنینان مہ جبین فرزندان حمزہ پر عاشق ہونگی اور یہ آفت برپا ہوگی بربادی سرحد طلسم ہو رہی ہی دیکھیے انجام کیا ہو ارے کوئی تم مین ایسا ہی کہ آتش کی مشکین باندھکر لائے مار سے کوڑون کے کھال گرا دون اسی وجہ سے مین نے گاپوش کو قتل کیا کہ ان شاہزادیون کو عبرت ہو گمان جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند مین آتش جادو کی مشکین باندھکر لاتا ہون ناظرین پر واضح رہے کہ یہ گمان جادو مدت سے آتش پر عاشق ہی اسی جوش مین اُٹھا دست بستہ عرض کی یا خداوند مین باغ یاقوت سے جا کر دونون کو لاتا ہون لقراط نے پشت پہ ہاتھ رکھا کہا ای گمان جادو ہم جانتے ہین کہ تم مدت سے آتش پر عاشق ہو تم اُسکو گرفتار کرکے لاؤ ہم تمھارے وصل پر اُسے جلد راضی کر دینگے گمان عہد و پیمان کرکے تلاش آتش مین چلا یہان یہ دونون باغ سے نکل کر ایک صحرا مین پہونچے کہ وہ جنگل نہایت ویران تھا خاک اُڑ رہی ہی درخت سوکھے ہوے گھر گھراہٹ کی

آواز آتی ہی صداے زاغ و زغن بلند تھے زرد درختوں کے جابجا انبار آتش نے کہا ای شاپور اس
جنگل مین ٹھہر جاؤ بعد تھوڑی دیر کے چلینگے تخت اُتارا اور اُس جنگل کو دیکھنے لگے کہ آسمان سے آواز
آئی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان بعد مدت دراز کے آج سامنا ہوتا ہی نظم

پرتو فگن جو عارض پرُ نور ہو گئے | داغ فراق شمع سر طور ہو گئے
عاشق جو چشم مست کے مشہور ہو گئے | تلوون کے چھالے خوشۂ انگور ہو گئے
لاغر ہوے ہین یہ تپ رنج فراق سے | چشم گمان وہم سے مستور ہو گئے
افشان چُنی جو ماتھے پہ اُس شمع نور نے | تارے فلک پہ شرم سے کافور ہو گئے
یہ روئے ہجر مین کہ سیاہی بھی بہ گئی | آنکھون کے جام ساغر بلور ہو گئے
شاہون سے بھی کلام اُنھین ننگ و عار ہی | ایسے وہ اپنے حسن پہ مغرور ہو گئے
بوسہ نہ لینگے زلف کا کیجے خطا معاف | ہم منفعل قصور پہ ای حور ہو گئے
اوڑھا دوپٹہ شب کو جو زرتار یار نے | اختر تمام چرخ پہ بے نور ہو گئے
کاہیدگی سے ہمکو کوئی دیکھتا نہین | ایسے وفور ضعف سے مستور ہو گئے
نازاں ہون خاک عمر دو روزہ پہ فور ہم | پنہان زمین مین قیصر و فغفور ہو گئے

آتش نے سر اُٹھا کے دیکھا گمان جادو اشعار عشقانہ پڑھتا ہوا آتا ہی سامنے آکر کھڑا ہوا
شاپور تو کود کر جا کر ایک غار مین چھپا گمان منتین کرنے لگا کہا ای ملکۂ عالم قدرت تجھسے بہت
خفا ہین تمکو حکم ہوا ہی کہ شکلین باندھ لاؤ گردن دل و جان سے تھا اتنا بعد از مدت ناز تو سمتہ
بھیجا وہ کو مارنا تمھارا قدرت پر سبب ظاہر ہوا قدرت اور کسی کو بھیجتے تھے مین نے بہمت حکم
لیا کہ مین گرفتار کر لاؤنگا مگر مین کہتا ہون کہ تم گرفتار ہو میرے ساتھ چلی چلو کوئی سبب قدرت
سے کہدینگے اور کوئی خطا تمھاری ثابت نہین ہوگی آتش نے کہا ای گمان کیون دیوانہ ہوا
ہی مجھکو کیا غرض ہی کہ مین اُس نجس دغاباز کے سامنے جاؤن مین نے خداے نادیدہ کی
اطاعت کی گمان نے کہا ملکہ بس چپ رہو خداوند کو جھوٹا بناتی ہو آتش نے کہا او دیوانے
تو ابھی حال سے اُس مکار کے آگاہ نہین حکم سامری و جمشید کو مٹایا تجھ سے نہ عرشہ
راست اپنے کو خداوند بنایا بھولا بیٹھا ہی باج و خراج چلا آتا ہی اُسپر یہ گھمنڈ گمان نے کہا

لکہ خاموش رہو مجکو حکم تھا کلام نہ کرنا مشکین باندھولا نامین نے کلام کیا اُسکا یہ نتیجہ پایا آتش
نے کہا اب جو تمسے ہو سکے وہ کرو مین جواب دون مشکین باندھنا کیا دل لگی ہی یہ باتین تھین کہ جلیے
سے رونے کی آواز آئی گمان نے کہا ارے یہ کون درد رسیدہ روتا ہی کہ خداوند سے فریاد رسی
کر رہا ہی جھپٹ کے بڑھا ایک نخل کے سایہ مین دیکھا کوئی عورت منہ لپیٹے پڑی ہی ایڑیان رگڑ
رہی ہی معلوم ہوتا ہی دم نکلتا ہی پکارتی ہی یا خداوند لقراط ثانی براے مدد آؤ یا ملک الموت
کو بھیجو اب مجھ سے کشاکش نہین اُٹھتی حد سے زیادہ صدمہ بڑھ گیا گمان نے جو چادر منہ سے
ہٹایا دیکھا ایک نازنین آفتاب عالمتاب لبون پر دم ہی ایڑیان رگڑ رہی ہی گمان نے پوچھا
ای نازنین تو کون ہی اُسنے اشارے سے کہا صاحب سامنے سے ہٹ جاؤ میری روح نکلنے کو
ہی کشاکش مین ہون نامحرم کی صورت نہ دیکھون ہاے میرے چاہنے والے کو اُٹھا کر لیگیا مجکو زخمی
کر کے ڈال گیا اب جو گمان نے بنگاہ غور دیکھا زخمی اور خون میں لپٹی اُس نازنین کی زخمی ہین جب
گمان نے بہت پوچھا تو اُس نازنین نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا میرا شوہر مجکو لیے جاتا تھا جنگل
سے شیر نکلا شوہر کو اُٹھا لیگیا مین جو محبت مین دوڑی دو تھپڑ مجھے مارے اس صدمہ سے دم
نکلا جاتا ہی گمان نے کہا اب تو بیکس و بے بس ہی مین مجل سکے تیرا علاج کرون شاید خداوند
صحت دین تو باعث خوشی ہو اُس نازنین نے کہا صاحب تم سامنے سے ہٹ جاؤ مجکو تمھارا
دیکھنا بہت ناگوار ہی تم تو مجھا ہوت مین کہاے جاتے ہو گمان نے سر کے نیچے ہاتھ دیا اُٹھا کے
بمشکل بٹھایا نخل سے پیٹھ لگا کے وہ مٹھی لنبل سے ایک گلابی نکالی کہا خیر یہ بڑی بات ہی
کہ تم معتقد لقراط ثانی ہو اُس قوم مین تو نہین ہو کہ جو خداوند کو بُرا کہتے ہین اسمین سے چند
قطرے میری حلق مین ڈالدو کہ دل کو تسکین ہو چار پہر مجکو گذرے جب صدمہ زیادہ ہوتا ہی
چند قطرے پی لیتی ہون دل کو تسکین دیتی ہون گمان نے وہ گلابی اُٹھائی ارادہ کیا کہ اسکو شراب
پلاؤن کہ ایک طائر درخت پر آکے بیٹھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای گمان یہ کیا وہم ہی قدرت کا
بھیجا ہوا آیا ہون بس گلابی گمان نے الگ پھینکدی تلوار کمر سے کھینچی سحر نے اشارہ کیا
کہ رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر کمر سے لگائے بیٹھا
ہی گمان نے کہا کہ او نا عیار مجکو قدرت نے بھیجا ہی مین تیرا سر کاٹ لونگا آتش جادو

دیکھا کہ شاپور نے عیاری کی تھی مگر گمان نے پہچان لیا قتل کیا چاہتا ہے وہین سے گولا مارا گولہ
چلا آیا تو سے گمان کے نیچے چھوٹا گمان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکال کر پھینک ماری
آتش کا شانہ نشانہ ہوا آتش نے وہی چھری اُٹھالی اُسپر کچھ اسم سحر پڑھا وہ چھری مثل برق کے
چمکنے لگی آتش نے وہی چھری گمان پر پھینک ماری اور ایک دستک دی اور آواز دی کہ
اے خونریز اسکو لینا گمان نے دستکین دین بہت کچھ اُچھلا کودا لیکن چھری سینے پر آکے پڑی
اُڑا کر پشت کو پار گذری جنگل مین اندھیرا ہوگیا اُس طائر نے جو یہ معاملہ دیکھا زفیل مار کر اُڑا مثل انسان
آواز دی اے آتش جادو تنے گمان کو مارا جا کر قدرت سے اطلاع کروں وہان سے کوئی
ایسا آئے کہ تمھاری مشکین باندھ کر لیجائے یہ کہکر چاہا بلند ہو کر نکل جاؤن آتش نے جھولی سے
ایک پرچہ کاغذ کا نکالا بشکل عقاب اُسے کاٹ طرف طائر کے پھینکا طائر نے دیکھا کہ ایک عقاب آتا ہے
چاہا لپٹ کر ایک منقار ماروں کہ عقاب کا سینہ چاک ہو لیکن عقاب نے بڑھکر ایک پنجہ مارا کہ
بہت سے پر نوچ کر پھینکدیے آپسمین پنجہ اور منقار چلنے لگی مگر جب تڑپ کر گرتا ہے اس طرح کا
پنجہ مارتا ہے کہ پر اُسکے بکھر جاتے ہین تھوڑے عرصے تک آپسمین یون ہی مقابلہ رہا آتش نے
پکار کر آواز دی کہ اے خونریز کیون دیر لگائی ہے عقاب تڑپا طائر کو دونون پنجون سے پکڑ کر چیر ڈالا
تمام اندھیرا ہوگیا اُس طائر کے مرتے ہی آواز آئی کشتی مرا نام من طیران دگمان جادو بود اور
آواز آئی کہ اے آتش تونے بڑا ستم کیا مصاحب خداوند کو مارا اسکا بدلہ تمھارے ساتھ ہوگا
آتش جادو قریب شاپور کے آئی کہا اے مختر نکل چلو معلوم ہوا کہ افراسیاب سب معاملے دیکھ رہا ہے
یہ طائر اُسی کا مخبر تھا جب اتنی دیر میرے عقاب سے لڑا ورنہ کسی کی مجال نہ تھی کہ میرے سحر سے
جنگ کرے یہ افراسیاب کے سحر مین انکو کون روک سکتا ہے معلوم ہوا کہ اسوقت افراسیاب نشہ مین ہے
شراب بہت پیتا ہے شراب خواری نے اُسے مبہوت کیا ہے ورنہ اُسی قصر مین بیٹھے بیٹھے سارے
طلسم کی خبر لیتا ہے جو ساحر کہ تاجدار ہین انکو برابر فرمان بھیجتے ہین وہ بموجب اُسکے کاربند
ہوتے ہین ہمیشہ فرمان روانہ کرتا ہے احکام ماضی تبدیل ہوا کرتے ہین شاپور خاموش کھڑے تھے
آتش نے باہتمام کر زبردستی تخت پر بٹھا لیا سحر کر کے تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی یہان ایرج
نوجوان انتظار مین بیرون لشکر کھڑے ہین جہانگیر سے فرما رہے ہین کہ اے عم نامدار اگر خدا اُسنے

فضل کیا تو لوح کا پتہ ملتا ہی اُسی جستجو میں آتش جادو نکلی ہی انشاء اللہ لوح لیکر ایلچی ایک ہفتہ میں
طلسم فتح کروں اور دادا جان رہا ہوں تو فتاحی کی صورت نکلے اُمید قید ہونا باعث پشیمانی
ہی آئینہ دل پر حیرانی ہی کہ دیکھا آسمان پر ابر پیدا ہوا آتش جادو و شاپور تخت پر چلے آتے
ہیں ایرج نوجوان اپنے عیار کو دیکھکر پکار اُٹھے بیت از کجا میرسی ای ہدہد فرخندہ قدم
باد قربان سرت حلقہ غلامان ارم ؛ شاپور نے جواب دیا ای شہریار ساعت نیک سے نکلے
تھے وہ افتادیں سخت پڑیں مگر خدا نے بچایا کہ جمال جہان آرا آپ کا دیکھا تخت سے اُترکر
سب حال بیان کیا آتش نے اپنی گرمیان ظاہر کیں اور شاپور کی تعریف کی کہ حضور کا
عیار بلا ہے روزگار ہی یہاں تو آتش ایک بارگاہ میں داخل ہوئی ایرج شاپور کا
ہاتھ تھامے بارگاہ میں آئے وہان سامنے بقراط ثانی کے لاشہ گمان وطیران پہونچا
بقراط نے زانو پر ہاتھ مارا کہا بڑی جادوگرنی شریک مسلمانان ہو گئی گرگمان جا سکتی تو
وہ شہزادوں کو آب و دانہ بند کر دوں تڑپ تڑپ کے مر جاتے کوئی سردار بیٹھا ہوا ہی پکار کی آواز
دی ہے تم میں کوئی ایسا ہی کہ آتش اُسکا سحر مٹا سکے خونریز تاجدار اپنے مقام سے اُٹھا
ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا یا خداوند کیا مجال ہی کہ ہم سحر بنائیں اور کوئی مٹا سکے غلام جاتا ہی
بار لی آتش کو بھی اسی آفت میں مبتلا کرتا ہی اتنا تو ملاحظہ فرمایئے کہ آتش کہاں ہی بقراط
ثانی نے ایک پرچہ کاغذ کا جیب سے نکالا اُسکو دیکھا اور برہم ہوا کہا او غضب دیکھو
یہی آتش جادو نے ایرج نوجوان سے آنکھ لڑائی اُسی کے لشکر میں بارگاہ کے اندر
بیٹھی ہیں او خونریز جا کر آب و دانہ بند کر دے سارا لشکر بلا میں پڑے تڑپ تڑپ کے مرے
یہ خونریز تاجدار تو یہاں روانہ ہوا ادھر ایرج نوجوان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی
منتظر خون بہا خاصہ کھا رہے تھے آتش جادو بھی موجود ہی ایک گوشے پر شاپور بیٹھا ہی ناگاہ
ہوا ے گرم آئی آتش نے کہا شہریار خدا خیر کرے یہ ہوا سحر کی ایرج نے شاپور کو اشارہ
کیا کہ کھانا اُٹھاؤ جب تک شاپور دسترخوان اُٹھائے ایرج کو قے ہوئی سب سردار دسترخوان
سے ہاتھ کھینچ اُٹھنے لگے آتش نے کہا آپ سب صاحب بیٹھیں یہ صورت سحر ہی ای شاپور خبر لو
کوئی ساحر آیا شاپور تو ڈھونڈھنے گیا آتش جادو بیٹھی جیسے ہی بلب فرش پہونچی اُسکو بھی قے

ہوئی اب تو بلا سردار قے کرنے لگے آتش جس سے پانی مانگتی ہی وہ خدمتگار جی جانکر دوڑنے لگتا ہو
آتش چاہتی ہی مین اُٹھون باہر جا کر دریافت کرون کہ کیس صاحب کا تیر ہی مگر جب اُٹھتی ہی
اُبکائی آتی ہی پھر بیٹھ جاتی ہی قے کرتے ہی چہرہ اُداس ہو جاتا ہی تھوڑے عرصہ مین یہ نوبت ہوئی
کہ ایرج کو اسقدر قے ہوئی کہ آتش جادو کو خوف ہوا کہ دشمنون کا دم نہ نکل جاے قریب ایرج پہنچی ہی
چاہتی ہی سحر کرون اسقدر اُبکائیان آتی ہین کہ اسم سحر یاد نہین آتا آنکھون سے آنسو جاری ہین
گھبرا کر کہتی ہی کہ ای شہریار خدا آپ کو اس آفت سے نجات دے جو آفت ہو کنیز پہ گذرے
ہاے کیا کرون نظم

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے — منھ پہ اُستا ہی مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
سر ہو عشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے — سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
آتے ہی تو دل مین یہی ہی کہ ہو روز پرستش — سجدہ اُس بت کا کرونگا مین خدا سے پہلے
ہاتھ اُٹھنے بھی نہین پاتے کہ آجاتا ہی یار — میری امید بر آتی ہی دعا سے پہلے
لال کی چاندنی رو رو کے لہو عاشق نے — اُڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے
سال بوسہ ہوا ہون ترے آگے ای یار — ورنہ کچھ کام نہ تھا شاہ و گدا سے پہلے
ای طبیبو مین ہون بیمار خط سبز صنم — زہر دو گھول کے شربت مین دوا سے پہلے
آشب ذہن رسا آج کے دم فکر سخن — باغ مضمون مین پہونچتا ہی صبا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا — ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے

آتش جادو تڑپ رہی ہی کہ باہر جانے کی مہلت نہین پاتی سارے لشکر مین یہی عارضہ پیدا ہو
جو جس مقام پر بیٹھا ہی قے کر رہا ہی جو محفوظ بچے ہین ایک کی خدمت مین ایک مصروف ہی دس اگر قے
کر رہے ہین تو شاید ایک شخص محفوظ ہی آتش جادو ہر چند چاہتی ہی باہر نکلون ممکن نہین ہوتا
قے کی ترقی ہی ایرج نوجوان اسقدر نحیف ہوے ہین کہ فرماتے ہین اب روح قالب سے
نکلا چاہتی ہی ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے دعا کر رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز رب کارساز یا
تو یہ مشکل آسان ہو یا ملک الموت کو حکم ہو کہ ہماری روح قبض کرے تجکو سب طرحکا اختیار ہی بندہ
خاکی مجبور و ناچار ہی نظم

خدا ہستی در اقلیم خداوندی خداوندا ۔ توئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
جہان محکوم زرنفت چہ در پست و چہ در بالا ۔ چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
توئی اشرف توئی اعلے توئی والی توئی مولا ۔ توئی واحد توئی یکتا توئی دانا توئی بینا
تو رزاقی تو خلاقی خدائے جملہ آفاقی ۔ تو ہستی والی سب تو ہستی مالک دنیا
تو در عظمے تو در لحمی تو در عصبی تو در شحمی ۔ تو در روحی تو در جانی تو در جسمی تو در اعضا
تو سلطانی تو رحمانی تو منانی تو سبحانی ۔ جبر گیسہ غریبانی چہ در سترا چہ در ضرا
بہر مسجد تو مسجودی بہر بت خانہ معبودی ۔ تو موجودی بہر خانہ تو مقصودی بہر یک جا
توئی حاضر بہر محضر توئی ناظر بہر منظر ۔ توئی ساکن بہر مسکن توئی قائم بہر ماوا
تو غفاری تو ستاری تو دلداری تو غمخواری ۔ عطا پاشی خطا پوشی کرم گستر کرم فرما
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن ۔ نباشد معمورے خالی ز لو زرتت در جہان اصلا

سارے لشکر میں ہنگامہ ہے کوئی روتا ہے کوئی دعا مانگتا ہے کوئی بلک رہا ہے کوئی بھائی بھائی کو سنبھالتا ہے کوئی پکارتا پھرتا ہے یارو میرا نوجوان بیٹا شدت تپ سے مرا جاتا ہے ہر چند تدبیر کا صرف کرتے ہیں مگر تپ نہیں رکتی پر دم سہمی ہے جب کہ اُٹھا دیتے ہیں تو اُسنے مر کچھ دکھائی نہیں دیتا آتش جادو نے اس حال بتر سے دو طائر چوبیں سے نکال کر چھوڑے اور کہا اے خبر رسان خبر لاکر ہمکو سناؤ کہ یہ کس ظالم کی سحر ہے اور وہ ساحر کہاں سے بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے وہ طائر جیسے ہی بارگاہ سے نکلے در بارگاہ پر ایک نخل تھا اُسپر بیٹھکر ہچکیاں لینے لگے معلوم ہوا کہ انکو بھی ابکائیاں آتی ہیں مگر منہ سے کچھ نکلتا نہیں ایرج نوجوان اپنے مقام سے تلوار ٹیک کر کھڑا ہوا ضعف سے ڈگمگا کر گرے آنکھیں الٹ گئیں چہرے پر ہوائیاں چھٹنے لگیں مردنی چھا گئی اب تو آتش جادو بہت گھبرائی سر اُٹھا کر اُن طائروں کو آواز دیتی ہے او خبر رسان آج کیا ہے کہ جو برائے خبر نہیں جاتے وہ طائر پروں سے سر پیٹتے ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ آتش جادو کو آگاہ کرتے ہیں کہ ہم اُڑنے سے مجبور ہیں آتش جادو نے اُسی حال پر ملال میں جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک سنہری تیلی نکالی اُنگلی کو چاک کیا چند قطرے خون کے اُسپر ڈالے جیسے ہی خون اُس تیلی پر پڑا مثل انسان گویا ہوئی کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا ای کنیز جمشیدی خبر تو لا کہ یہ عمل کون کر رہا ہے وہ تیلی

تڑپ کر چلی جیسے ہی باہر نکلی زیر نخل ٹھہری تھی کہ ڈبکائیاں پینے لگی آتش نے اور چند قطرے خون
کے چھینٹے اب تیلی تڑپ کر چلی نقروت غائب ہو گئی آتش نے قریب ایرج آکے کہا شہریار دیکھیے
خبر آتی ہے ہر چند کہ حال میرا ابتر ہے مگر اس ساحر کو جا کر ماروں تب یہ بلا دفع ہو سارے لشکر کا یہی
حال ہے میرے ہوش گم ہیں جب ہوا آئی تھی میں نے کہا تھا کہ یہ ہوائے سحر ہے اتنے ہی عرصہ میں
شہریار کا یہ حال ہو گیا ساری فکر میری بیکار گئی یہ ذکر تھا کہ تیلی سامنے سے آئی مگر ہانپتی ہوئی کہا
اے ملکہ عالم خونریز تاجدار بحکم لقراط ثانی آیا درہ کوہ میں آکر ٹھہرا ہے یہ سحر کر رہا ہے کنیز اپنی آنکھوں سے
دیکھ آئی آتش جادو لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی مگر ہر قدم پہ یہی گمان ہوتا ہے کہ اب گر پڑے گی وہی تیلی قفلون
میں ہاتھ دے کر سنبھالتی ہے سب نے دیکھا کہ آتش جادو سامنے درہ کوہ کے پہنچی جھانک کر
دیکھا کہ خونخوار تاجدار تختہ سنگ مرمر پہ بیٹھا ہے اور سامنے تیلہ فولادی رکھا ہے جب اسکے سر پر
ہاتھ رکھتا ہے وہ تیلہ قے کرتا ہے اہل لشکر پر بارش کی شتی ہوتی ہے آتش نے یہ معرکہ دیکھ کر للکارا
کہ او نامرد یہ کیا سحر کر رہا ہے باہر نکل تو احوال کھلے خونریز اپنے مقام سے اٹھا اور سر پر تیلے کے
ہاتھ رکھا اس تیلے نے قے کی آتش جادو تھرائی ہر چند آتش نے اپنے کو روکا نہ رک سکی
اس زور سے قے ہوئی کہ تھرا کر گری تیلے نے مثل انسان کے آواز دی بہت جان دینے میں
کد و کد نہ کریں [illegible] سب کا کنارا نہ کریں یہ آواز جو کان میں آتش کے آئی اس زور
سے قے ہوئی کہ اسنے کلیجا اپنا قے دیا اور زمین پر بیہوش ہوئی خونریز تلوار کھینچکر جھپٹا تیلے نے
مثل انسان کے آواز دی کہ اے افسر فعل اچھا نہیں اسکا قتل کرنا باعث خرابی ہوگا سب لشکر
کا ایک حال ہے جب تک [illegible] وقت اعتبار ہے سب [illegible] جو کچھ کرنا سمجھ کے کرنا کہ خونریز نے
دیکھا ایک طرف سے ایک [illegible] تمال ہاتھ میں آدمی ساری بندھے ہوئے لطف اوڑھے ہوئے
نمازی ہے خونریز کی جو نگاہ پڑی تیر مژگاں جو کمان خانہ ابرو میں لیس تھے تو وہ دل پر لب معشوق
ہوئے ایک آہ سرد کھینچکر پکارا اٹھا

نظم

نقش پر میں [illegible] نہ تھا جسکے دہن میں	ہے غنچہ کو ہوس تیرے دہن میں
[illegible] کا ایکا نہیں دیکھا ہے چمن میں	سب یک زبان ہیں ترے اوصاف ہیں حسن میں
عنبر فشاں [illegible] تیرے تن میں	زندان میں ہے مصری کی بیڑیاں میں

کس طرح سے تم وصل کا اقرار کروگے ۔ اک بات سمائی نہیں تنگی سے دہن میں

کیا زہر کی نظرون سے مجھے یار نے گھورا ۔ باقی نہ رہا قطرۂ خون بھی مرے تن میں

الہام ہین الہام صفیر آپ کی غزلین ۔ شاہین پر جبرئیل ہی بستان سخن مین

اُس نازنین نے پیٹ کر دیکھا جواب دیا کہ خداوند بقرنظر کی عملداری ہی کیا دن کو ڈاکہ پڑتا ہی راستہ نہ چلین خونریز نے کہا ذرا میرے قریب آؤ تو مین اپنا حال دل بیان کرون مالن قریب آئی خونریز نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ تھام لون مالن نے ہاتھ جھٹک دیا کہا کیا زن بازی مقرر کیا ہی میری جٹھانی کے پیٹ مین درد اٹھا ہی مین دوا کے لیے پوجا کرنے جاتی ہون تقدیر خداوند اُس شوالے مین ہی اُنسے فریاد کرون کہ آسانی سے لڑکا پیدا ہو یہ مٹھائی بھوگ اُنکی نذر کا ہی جی چاہے چکھ لو یہ کہکر تھوڑا سا موہن بھوگ اُٹھا کر ہاتھ مین دیا کہا لے کھالے خونریز نے کہا ای جان جہان مین اس کوہ مین چھپ کر بیٹھا ہون عیارون کا خوف ہی بی آتش جادو کو تو بیہوش کر چکا کہ اسنے میرا پتہ لگایا تھا ابھی تک کسی نے نہین جانا مگر مین یہ موہن بھوگ بغیر کاغذ دیکھے نہ کھاؤنگا شاپور نے کہا خیر دیکھو لے خونریز نے جیبی پر ہاتھ ڈالا کاغذ دیکھنے لگا نوشتہ پایا کہ خبردار نہ کھانا یہ مالن نہین ہی شاپور شیر دل عیار ہی شاپور اس عرصہ مین کود کر بھاگا خونریز نے جو سر اٹھایا سامنے اُس مالن کو نہ پایا جی مین کہتا ہی ایسے عیارون کو کون پہچان سکتا ہی کس قیامت کی صورت بنکر آیا تھا ہرچند کہ بھید ظاہر ہو گیا مگر دل یہی کہتا ہی کہ پھر اسی صورت کو دیکھون مگر ای خونریز اب وہ ظالم دیکھ گیا پھر آئیگا دیکھیے کیا رنگ دکھائیگا اس سوچ مین چپ بیٹھا ہی شاپور وہان سے بھاگ کر قریب لشکر آیا دیکھا سارا لشکر عارضہ قے مین مبتلا ہی اور ہر ایک کا حال ابتر ہوتا جاتا ہی کوئی پڑا ہوا دکھ سہا ہی کوئی تکیہ لگائے ڈاک رہا ہی اور دربار برج نوجوان تو بیہوش زمین پر پڑے ہین سردار بیٹھے دعا مانگ رہے ہین نظم

خدا از کتم عدم کرد آشکار وجود ۔ خدا نمود ز نابود شکل صورت بود

خدا ز پردۂ توحید جلوہ نمود ۔ ز دیدہ ہاے جہان بین ہر آئینہ پنہان بود

خداست واحد و موجود و حامد و محمود ۔ خداست ساجد و مسجود و عابد و معبود

خداست طالب و مطلوب و راغب و مرغوب ۔ خداست شاہد و مشہود و قاصد و مقصود

خداست بحر عطا و خداست کان شرف　　خداست منبع احسان خداست معدن جود
قدم براہ طریقت اگر بود قائم　　رسد بمنزل مقصود مرد سالک زود
بہر حساب خدائے یگانہ محسوب است　　شمار واحد مطلق بہر عدد معدود
ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہندی　　کہ داردت بہمہ حال ذات حق خوشنود

شاپور نے جو یہ حال لشکر کا دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا جی مین کہتا ہی ای شاپور مقام افسوس ہی کہ آقائے نامدار اس حال سے پڑے ہین پہر دوپہر مین پہر کیا آفت برپا کریگا یا تو جلکر اپنی جان دو یا خونریز کو مار دو یہ سوچ کر پہر اُسی طرف چلا دیکھا قریب درۂ کوہ کے ایک نخل بلند ہی شاپور نے زبانی آتش کے جو صورت لقراط کی سنی ہی دل کو طرف خدا کے رجوع کیا کہ ای پروردگار اصل ونقل مین فرق نہ آئے ویسی صورت بنائے رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت لقراط کی بنکر تیار ہوا آئینہ لیکر صورت دیکھی سوچا اگر فرق بھی ہوگا پہر بات بنا لونگا لباس زردوزی نکالکر پہنا تاج سکلل بجواہر تو بڑے سے نکالا اُسکو سر پر رکھا یہ وضع بنا کر درخت سے کودا اور زبان سے آواز دی او بندۂ خاص الخاص تو نے بڑا کام کیا خود قدرت تیری ملاقات کو آئی ہین وہما کا جو ہوا خونریز نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ خداوند لقراط ثانی سامنے کھڑے ہین ایک ہار پھولون کا ہاتھ مین فرما رہے ہین کہ ای خونریز یہ طرۂ پیغمبری تجکو دیتا ہون مین نے جو قصر سے یہ واقعہ دیکھا کہ کل مسلمان مبتلائے مصیبت ہین اور آتش جادو کو بھی بیہوش کیا ہیا سا یا تھا اسکے دام مکر مین نہ پھنسا آخر وہ بھاگا قدرت نے اُسکو جہنم مین پھینک دیا جلکر خاک ہوا اس لشکر کا خاتمہ ہی قدرت تقدیر مضبوط کر چکے ہین کہ تیرے ہاتھ سے اختتام ہوگا تو سرکردہ جملہ ساحران ہی سب پیغمبر بادولت کے تیرے حکم مین رہینگے تیری ہی صلاح سے اب کام طلسم کا ہوگا طلسم خیال سکندری کا تجکو حاکم کیا جس سے تو بیزار ہوگا طلسم سے نکال دیا جائیگا تیری رضامندی پر تاجدار رہینگے یہ جو لقراط ثانی نقلی نے کہا خونریز بھول گیا جی مین کہتا ہی چند نازنینان مہ جبین عمدہ اس طلسم مین ہین پہلے اُنہین پر قبضہ کرونگا محلات متعدد ہونگے اُن محلات مین وہ شاہزادیان رہینگی اپنے مقام سے اٹھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا سر جھکا کر قریب آیا لقراط ثانی نے وہ ہار پہنا دیا جب ہار گلے مین پہنا تو خیال مین آیا کہ ای خونریز

شاید کوئی اسمین بھی فریب ہو تونے کاغذ نہ دیکھا جیسے ہی ہار گلے مین پہنا خوشبو دماغ مین آئی
مبہوت ہوگیا جھولی پر ہاتھ لیجاتا ہی ہاتھ کا نشان کرتا ہی یا خداوند آیئے ذرا یہان بیٹھ جایئے
مین اور کچھ عرض کرونگا شاپور درۂ کوہ مین آکر بیٹھ گیا کہا ای بندۂ من جو کتاب کہ تیرے واسطے
قدرت نے تصنیف کی ہی کل فرشتۂ رحمت لیکر آئیگا تو ان سب کا خاتمہ کرکے آتا مین تجکو سرفراز
کرونگا خونریز یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند آپ یہان بیٹھے مین بھی اسی وقت سب افسرون کے سر
لیکر آتا ہون آج ہی کتاب مجکو ملے فرشتۂ رحمت آئے شاپور نے کہا اچھا فرشتۂ رحمت قصر قدرت
سے کتاب اُٹھا رہا ہی وہ دیکھو آتا ہی تم جاکر سر اژدر آتش کو تو قتل کرو خونریز نے تلوار نیام سے
کھینچی چاہا جیبٹ کے آتش کا سر کاٹون جیسے ہی اُٹھا بوے عطر بیہوشی دماغ مین تاثیر کرچکی تھی
لڑکھڑا کر گرا بس منھ سے یہ نکلا کہ ہاے یہ بھی فریب تھا جب گرکر بیہوش ہوا شاپور نے نعرہ کیا
کہ منم شاپور شیردل فرزند خواجہ عمرو اور چھاتی پر چڑھ کے سر کاٹ لیا جیسے ہی خونریز کا سر
کٹا پہاڑ کے پتھر گرنے لگے سنگباری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من خونریز
جادو بود یہان ایرج کو ہوش آیا سب لشکر والے اپنے آپ مین آگئے تپ موقوف ہوئی بدن
مین قوت آئی ایرج نے کہا ہا یا یارو فادار کہان ہو سردارون نے کہا حضور جسوقت آپ نے تپ
کی وہ اُسی وقت نکلکر بھاگے ایرج نے کہا وہ محفوظ ہوگا یہان آتش جادو کو ہوش آیا دیکھا لاش
خونریز تڑپ رہا ہی شکر کرکے یہ بھی بھاگی لشکر مین آئی کہ شاپور نے سر خونریز لاکر پیش ایرج پیش کیا
تمام کیفیت اُسکے قتل کی بیان کر رہا ہی کہ آتش جادو آکر پہونچی اُسنے کہا حضور یہ سحر خاص بقراط
کا تھا خونریز کو دے کر بھیجا تھا مگر بڑے لطف سے اُسنے صرف کیا کنیز نے اپنے کو بہت بچایا
بمشکل قریب درۂ کوہ پہونچی لشکر مین نوبت نقارے بجنے لگے افسرون نے آکر ایرج کو
سلام کیا قضاے کار بیرونچے ہوے بقراط ثانی کے آئے لاشۂ خونریز اُٹھا کر لیگئے سامنے بقراط
کے ڈال دیا بقراط نے منھ پیٹ لیا کہا یارو میرا سرنادانی کی مین نے کاغذ دے دیا تھا کہ جب
اس کاغذ کو دیکھیگا کل حال کھلجائیگا بیرون سے پوچھنے لگا عیار کس صورت پر آیا کہ اسنے
کاغذ نہ دیکھا بیرون نے بیان کیا کہ یا خداوند مالی مالن کی صورت پر آیا موہن بھوگ
خونریز کو دیا خونریز کاغذ دیکھنے لگا وہ مالن عیار تھا کود کر بھاگا دوبارہ قدرت کی شکل پر آیا

اور ایک بار ہاتھ مین لایا اور نعرہ کیا کہ منم خداوند بقراط ثانی بس خونریز کے ہوش درست
نرہے اُسنے جو کہا کہ مین تجکو طرۂ پشمینہ دیتا ہون یہ سرجھکا کر سامنے گے اُسنے وہ بار ہینا دیا وہی
بار جیت بھی اُٹھے اُٹھا کر سرے اُسنے جدائی پر چڑھکے سر کاٹ دیا جلوگ لاشہ لیکر خدمت مین آئے
بقراط نے کہا یارو کیا غضب ہی اب آتش جادو مسلمانون کو ساتھ لیکر قریب قصر سکندری
آئیگی وہ بندے جنکو مغضوب کیا ہی اُنکی صورت دیکھنا پڑیگی کوئی تم مین ایسا پہلوان ہی
کہ جاکر ایرج کا سر لائے شبگرد مردم در ایک دیوانہ بیٹھا ہی زنجیرین ہلاتا ہوا اُٹھا کہا
یا خداوند میری چوبدست وہ بلائے روزگاری اگر پہاڑ پر ماردون تو ٹکڑے ٹکڑے ہوجاے
انسان کی کیا حقیقت ہی ایک ضرب مین پیوند خاک کردونگا یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا زیر قصر
آیا بارہ ہزار دیوانے اُسی کے ملازم جو اُترے ہوے تھے چہار طرف سے دوڑکر قریب آئے
کہ ای افسر کیا ارادہ ہی شبگرد نے کہا اُسکے مقابلہ مین جاتا ہون جسنے خونریز کو مارا ایک ضرب
چوبدست مین پیوند زمین کردونگا اگر تلاش کرے تو ہڈی نہ ملے سب نے کہا ای آقاے نامدار
آپ سے زیر فلک کون مقابلہ کرسکتا ہی کیسے کیسے پہلوان آپ نے مارے جنگل شیرون سے خالی
کردیے آپ کے بیشے مین بھوت پلید نہین آتا جن اپنی جان بچاتے ہین شبگرد نے کہا خیر جب
نبیرۂ حمزہ پر غالب ہون تو دل کو آرام آئے یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا طرف ایرج کے کوچ
کیا یہان لشکر ایرج نوجوان مین رات باعیش بسر ہوئی وقت سحر ایرج نے سردارون کو اشارہ
کیا سب نے لشکر تیار کیا ایرج پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوے ملکہ آتش جادو سحر کرکے
بلند ہوئی یقین ہی کہ ایرج گھوڑا بڑھائین اور سارا لشکر طرف قصر سکندری کے روانہ ہو
آتش جادو آگے بڑھی ہی کہ اسی نشان پر سب آئین آسمان پر ٹھہر رہی ہی شاپور شیردل
رکاب پر ہاتھ رکھے کھڑا ہی کہ صحرا سے گرد اُٹھی زنجیرون کی جھنکار کی آواز آئی سب دیکھنے
لگے دیکھا ایک دیوانہ نر دلیر مرد ہو گینڈے پر سوار چوبدست فولادی ہاتھ مین جست و خیز کرتا
ہوا سامنے لشکر ایرج کے پہونچا پکار کر آواز دی ای ایرج نوجوان نبیرۂ حمزۂ صاحبقران
اب قدم آگے نہ بڑھانا منم شبگرد مردم در جسپر قہر خداوندی ہوتا ہی اُسیر بادولت لشکر کشی
کرنے ہین اب آگے نہ بڑھنا ایرج رک گئے شبگرد مقابلہ مین اُترا بیٹھا ہوا اپنے مقام پر

کہ رہا ہی کہ نبیرۂ حمزہ رات کو بھاگ جائیگا طبل جنگی نہ بجے لشکر مین شبگرد کے طبل جنگی بجا شاپور نے ایرج کو خبر دی کہ حضور شبگرد نے طبل جنگی بجوایا ہی نہایت دیوانہ مغرور ہی بیٹھا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہی ایرج نے کہا بفضل خدا لشکر مین ہمارے بھی طبل جنگی نبجے صبح کو میدان مین سمجھا جائیگا اس دیوانے کو اگر ہوشیار نہ کیا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا قاسم نے کہا ای فرزند ہمارے نام پر طبل جنگی بجاؤ کل ہم اس سے مقابلہ کرین تم افسر لشکر ہو ہر کس و ناکس کے مقابلے مین تمہارا نکلنا بہتر نہین ہر چند قاسم نے کہا ایرج نے نہ مانا اپنے نام پر طبل جنگی بجایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چہار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ دیوانہ مہر انور زنجیر ہاے شعاع مین پٹا ہوا میدان زبرجدی مین آکر قائم ہوا تماشا دیکھنے مین مصروف ہو گیا دیوانہ شبگرد جست و خیز کرتا ہوا میدان مین آیا بارہ ہزار دیوانے پشت پر انتظار کر رہا ہی کہتا ہی کہ شاید وہ جوان بھاگ گیا بد ولت کا ایسا خوف ہی کہ مقابل مین بھی نہ آیا کہ صحراے گرد اڑی آگے آگے ایرج نوجوان قاسم و جملہ سردار پشت پر صفین باندھے ہوے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم دیوانہ نے بنگاہ غور دیکھا کہا یہ شخص بڑا گستاخ ہی کہ بد ولت کے مقابلہ مین آیا ہی پہلو مین اسکا بھائی سیاہ روے روز گرد کھڑا تھا کہا ای برادر تم جاکر مقابلہ کرو سیاہ رو فوراً میدان مین آیا خوب جست و خیز کی پکار کر آواز دی ایرج نوجوان کسکا نام ہی مقابلے مین بد ولت کے آئے ایرج نے فوراً کرہ بن اشقر کو اٹھایا جب سامنے سیاہ رو کے پہونچے گھوڑے سے کود پڑے کہا ہمارے واسطے ننگ ہی کہ پیدل سے سوار ہو کر لڑین مگر سیاہ رو پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سیاہ روز و لیذ تنومند قوی تن چوبدست کو چرخ دے رہا ہی جیسے ہی ایرج کو سیاہ رو نے چوبدست ماری ایرج نے پینترہ بدل کے خالی دی چوبدست زمین پر پڑی گرد اڑی کہ اندھیرا ہو گیا دیوانہ نے ایک چیخ ماری کہ زدم و پست کردم مارا اور کام تمام کیا ایرج نے نعرہ کیا او حیا حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے دوسری چوبدست لگائی ایرج سامنے کھڑے رہے کلہ چوبدست کو تھام لیا جھٹکا مارا کہ سیاہ رو جھکا چوبدست چھوڑ کر چاہا کہ ایک جنگل

مار دون زرہ نوچ کر پھینکدون ایرج نے کلائیان پکڑلین دیوانہ ہرچند زور کرتا ہی مگر ہاتھ نہین چھوٹتے
ایرج نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک ہکہ مارا کہ سر اُسکا جھکا ایرج نے کولے پر لاد کے زمین پر مارا
کہ چارون شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر سوار ہوے کندہ زانو سینے پر رکھی فرمایا
شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیوانہ نے کلمہ سخت کہا ایرج نے ایک پانون اُسکا
دونون پانون سے دابا اور ایک پانون کو دونون ہاتھون سے تھام کر ایک ہکہ مارا تین جھنکوان
مین چیر کر پھینک دیا آواز دی او مغرور اب تو تجکو بھی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی سارا دیوانہ پن نکل جائیگا
آج تجھے ہوشیار کردونگا شبگرد نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا تھرا گیا جست کرکے قریب
ایرج کے آیا کہا ای آقا سرخ تونے بڑی گستاخی کی کہ بھائی کو میرے مارا تجکو اسطرح
قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر رویئن اور تجکو افسوس نہ آسکے
ایسے کلمات کہتا ہوا میدان مین آیا چوبدست کو چرخ دیا بقوت تمام چوبدست لگائی ایرج
نے چاہا کہ کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالون چوبدست آہنی تھی اُسپرسے ہاتھ جو پھیلا شانے پر پڑی
کہ ایرج کا شانہ نشانہ ہوا چرخ کھا کر زمین پر گرے دیوانہ ٹھلنگین لگانے لگا قصد کیا کہ اس
گرے ہوے پر ایک چوبدست لگاؤن قاسم بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ابتدا را ابتدا غیر از تو نیست — انتہا را انتہا غیر از تو نیست
دوستان ہنگام مطلب دوست اند — صاحب صدق و صفا غیر از تو نیست
حل مشکل از تو کرد یا آرہ — در جہان مشکل کشا غیر از تو نیست
وقت حاجت بندہ محتاج را — مالک حاجت روا غیر از تو نیست
خالق و رزاق و رب العالمین — در خدائی اے خدا غیر از تو نیست
نیست غیر از تو بغربت آشنا — دوست ہنگام بلا غیر از تو نیست
ست این ناچیز عاجز خاکسار — بر کمال فضل تو امیدوار

حیران ہین کہ مین کیونکر سہو بچون اور اپنے نور نظر کو بچاؤن اگر اسکی چوبدست چل گئی تو استخوان
ریزہ ریزہ ہوجائینگے علاوہ قاسم کے سارے لشکر کو بھی انتشار ہی کہ اس دیوانہ کے ہاتھ سے
ایرج نوجوان کیونکر بچینگے کہ یکبیک صحرا سے گرد اڑتی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ لوندالدہر باپ

پریوش پر سوار ابر زعفرانی سر پر سایہ فگن پشت پر سرداران نامی خنجر ناگ بن عمرو کاب تھامے
ہوئے وہ درے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ایرج تو بیہوش پڑے ہیں شانے سے خون بہ رہا ہی تمام لباس
خون میں تر ایک دیوانہ تن ولیدہ موچو بدست گران کو چرخ دیتا ہوا چاہتا ہی وار کرون نورالدہر
کی آنکھوں کے تلے اندھیرا آگیا وہیں سے سہمرانہ نعرہ کیا کہ باش او دیجا خبردار وار نہ کرنا میں تیرے
علاج کو آن پہونچا ہستم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان رہیم زندۂ زمزمہ بہ یمان
صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر
نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم ولیقہر ہشہ سارہ حشم شاہزادہ نورالدہر اس جوش و خروش
سے یہ نعرہ کیا کہ دیوانہ کانپ گیا سر اُٹھا کر دیکھنے لگا نورالدہر گھوڑا اڑا کر اس جلدی میں سامنے
اُس دیوانہ کے آئے کہ ایرج کو پشت پر لیا اور قاسم کو پکار کر آواز دی کہ چھوٹے قبلہ و کعبہ
انکو تو اٹھالیجائیے قاسم نورالدہر کو دعائیں دیتے ہوئے کہ ان دونوں شیر دلکو خدا سلامت
رکھے ان دونوں کی ذات سے نام جرأت قائم ہی گود میں ایرج کو اُٹھا کر لیگئے دیوانہ نے
نعرہ کیا طرف قاسم کے چلا کہ میرے شکار کو کہاں لیے جاتے ہو نورالدہر نے بڑھکر روکا کہا
او بیحیا نہیں معلوم کیا افتاد پڑی ورنہ یہ تیرا شکار نہیں تیری جان کا ملک الموت ہی دیوانہ بابتا
جمال جہان آرا سے نورالدہر دیکھکر ہنسنے لگا کہا ای آقائے سرخ مجھے تجبیر جسم آتا ہی میرے
ساتھ چل تجکو بادشاہ کرونگا ہم دیوانے سب تیرے ساتھ رہینگے نورالدہر نے کہا تجکو ساتھ ہی لینے
کو آئے ہیں دیوانہ نے کہا چوبدست لگاؤن یہی حال تیرا بھی ہوگا نورالدہر نے کہا جو تجسے ہو سکے
تصور نہ کر خدا بچانے والا ہی ملہماس تڑپ رہے ہیں کہ آقا ایسے دیوانے کے سامنے گئے ہیں
کہ جسکی چوبدست فولادی پر چہ کوہ ہی خدا آقائے نامدار کو بچائے مگر نورالدہر نے اپنے ابر زعفرانی کو
اشارہ کیا کہ یہ ابر آگے بڑھ جائے خوف ہوا کہ ایسا نہو زعفران پوش کوئی سحر کرے اس دیوانے
کے زور و بل میں کوئی فرق آئے چھوٹے قبلہ و کعبہ دیکھ رہے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں مجھ
طعن و تشنیع کرینگے ای رحیم تو اس ظالم سے بچانے والا ہی گھوڑے سے کود کر دیوانہ کے سامنے
آئے دیوانہ نے بہت سمجھایا کہ ای آقائے سرخ میری ضرب دست نہ قبول کرو نورالدہر نے
قسم دی کہ تجکو قسم ہی بقراط ثانی کی بہ قوت تمام ضرب لگا ابر جو سر پر چھایا تھا زعفران پوش

نے ایرج کو دیکھا کہ ایسے ظالم سے سامنا ہی خدا شہزادے کو بچائے اگر یہ چوبدست پڑ گئی
تو کیا حال ہوگا اسی چوبدست نے ایرج کا یہ حال کیا آنکے دشمنوں کا بھی کہیں یہ حال نہو ابر کو
بڑھا دیا آپ ایک عقاب کی صورت بنکر نخل پہ آ بیٹھی تماشا دیکھنے لگی جب نورالدہر نے دیوانہ
کو قسم دی تو دیوانہ جھلا کر پیچھے ہٹا چرخ دے کر چوبدست لگائی نورالدہر نے خیال کر کے
کاٹ چوبدست پر ہاتھ ڈالا ایک جھٹکا مارا کہ دیوانے کے ہاتھ سے چوبدست نکل گئی دیوانے
نے شرمندہ ہوکر چنگل مارا زرہ فولادی نوچ لیگیا جسم پر بھی نورالدہر کے صدمہ پہنچا
خون بہنے لگا مگر جھپٹ کر دیوانہ کے بال پکڑے ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ کو چکر آگیا منہ کھولدیا
ہانپنے لگا ہاتھوں سے سر کو ٹٹولتا ہی کہ سر تو نہیں اڑ گیا منہ کھولنے کا پتا کیا جب ہوش درست
ہوے تو پھر چنگل مارا گوشت پوست نوچ لیگیا نورالدہر نے ابکی جھلا کر گھونسہ مارا دیوانہ
کو معلوم ہوا کہ سر اڑ گیا منہ کھولدیا تھوڑی دیر تک برابر گھرا رہا جب ہوش درست ہوے
تو لپٹ پڑا نورالدہر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک دو جھٹکے مارے صدمہ جو دیوانہ کو پہنچا
شانے پر نورالدہر کے ایک چکٹ ماری بوٹی گوشت کی دیوانہ کے منہ مین آگئی نورالدہر
نے ایک گھونسہ مارا کہ بوٹی منہ سے گر گئی کشتی ہونے لگی ہر چند کہ دیوانہ بڑا زبردست ہی
مگر نورالدہر نے پھر گھونسا اٹھایا دیوانہ کانپنے لگا ہاتھ جوڑ کر کہا ای آقاے سرخ اب نہ کاٹونگا
نورالدہر کے جسم و شانے سے خون بہ رہا ہی اسی حال مین کشتی ہو رہی ہی جب تھکا تو ہانپنے لگا
کہا ای آقاے سرخ اب مین تھک گیا ٹھہر کے لڑونگا یا جاکر اترو صبح کو مقابلہ کرنا نورالدہر
نے ہاتھ پکڑا کہا مین تو نہ جانے دونگا جس طرح تیرا جی چاہے مقابلہ کر دیوانہ جھلایا اور پھر
لپٹ پڑا پھر کشتی ہونے لگی نورالدہر ایک مقام پر سینہ مین سر اڑا کے لے دوڑے دیوانہ
ہٹتا ہوا آتا ہی اپنے پیچھے دیکھا ایک درخت ہی نورالدہر کو چھوڑ کر اس درخت سے لپٹ گیا
کہتا ہی ای یار وفادار تو آقاے سرخ کو مارلے اور یہ کہکے زور کیا درخت کو اکھیڑ لیا زمین
پر مارا شاخین سب الگ ہوئین ایک ڈنڈا رہگیا اس ڈنڈے کو لیکر گھوما ہوا چرخ دیکر
نورالدہر پر مارا نورالدہر نے وہ بھی چھین لیا پھر دیوانہ لپٹ پڑا چاہتا ہی چکٹ مارے
جب نورالدہر گھونسا دکھاتے ہین دیوانہ سر ہلاتا ہی اور رک جاتا ہی دو پہر کامل دیوانہ

لڑا نورالدہر نے وہ پیچ باندھے کہ دیوانہ دنگ ہوگیا ایک مقام پر ذرا آڑ کا تھا نورالدہر نے کولے پر لادا اُٹھا کر مارا دیوانہ زمین پر گرا نورالدہر چھاتی پر سوار ہوے خنجر کھینچکر گردن پر رکھا دیوانہ کا پٹ لگا ہاتھ باندھے کہا ای آقا سے سرخ میں اطاعت کرتا ہون معاف فرمائیے نورالدہر نے خنجر گردن سے ہٹایا دیوانہ لوٹ مار کر کھڑا ہوکر سراپاے نورالدہر دیکھنے لگا دل مین اپنے کہتا ہے کہ آقا تو بہت چھوٹا سا آدمی ہے مین کیونکر گرا یہ سوچ کر بیٹھ بڑا نورالدہر نے پھر دوسے مارا کہا کیون جاہل اطاعت کرکے اور پھر قصد کرتا ہے کہا آقا تابعدار ہون اب تیرے ساتھ رہونگا جتنے میرے دیوانے ہین سب اسی طریقے کے ہین جب بگڑ جاتے تجھ سے لڑینگے نورالدہر نے کہا ہم سبکو بھگا دینگے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے دیوانہ نے ساتھ والون کو پکارا کہا یارو مین اس آقاے سرخ سے زیر ہوا تم سب کا اختیار ہے خواہ لڑو خواہ اطاعت کرو وہ چوبدستیں لے لے کر سامنے نورالدہر کے آئے نورالدہر نے دو چار کو دے مارا کسی کو پچھاڑا کسی کو گھونسا کسی کی زبردستی چھین لی تب ان سب نے اطاعت کی نورالدہر شاگرد کو ساتھ لیکر اسی طرح روانہ ہوگئے قاسم ایرج کے علاج مین مصروف ہوے کہ ان دونون کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان داراے ہندلندھور بن سعدان کے بھی مغلوبہ سے یہ بھی فرار ہوکر نکلے ہین پہونچنا باغ نیرنگ ساز تک اور باقی حالات

متعلقہ داستان ہذا - ساقی نامہ مصنف

بلا ساقیا جام آتش نشان	کہ لکھنی ہے لندھور کی داستان
مرے ساتھ میخانہ جلد آ	کہ ہے باغ مین رنگ عشرت فزا
ہر اک نخل پر عندلیبون کا شور	چہکتی ہے قمری تو رقصان ہے مور
پپیہے کی پی پی سے اک شور ہے	گھٹا چرخ پر آج گھنگھور ہے
تو رندان مشرب بھی ہین جوش مین	کہ بنت العنب بھی نہین ہوش مین

یہ رندوں کی معشوق ہر جہ ملا
کہ بہاوین رندونکے آتی نہین
یہ رندوں سے کب تک کریگی حجاب
ہوا اے فرح خیز چلنے لگی
ہر اک نخل گلشن ہوا سبز پوش
صبا نے خبر دی یہ بامد بسر
کہو بلبلوں سے کہ جلسہ کرین
چمن پر ہی اس سال فصل الٰہ
یہی وقت ہی اے عجب سیر

چھپی ہی یہ شیشے مین کیوں پارسا
یہ صورت کسی کو دکھائی نہین
جھلکتا ہی جام مے آفتاب
ہر اک شاخ میوہ سے پھلنے لگی
اڑاتی ہی بلبل بحث گل کے ہوش
کہ آتی ہی باد بہاری ادھر
گلوں کے کٹوروں میں شہد بھرین
دکھاتی ہی رنگ زمرد گیاہ
کرون داستان چمن کی خبر

چہرہ - غازیان غزوات صفدری مجاہدان معرکۂ جبر پروری اس داستان شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہین نظم مصنف

مرصع نگارانِ جادو خیال
دکھاتے ہین تازہ چمن کی بہار

دل بندگان فصاحت مقال
کہ لندھور کا حال ہو آشکار

جب داراے مند لندھور بن سعدان ہاتھ سے تہمتن کے زخمی ہوے شبرنگ تازی پر سوار ہوکے جب دیکھا کہ سب سردار نکلے جاتے ہین انھوں نے بھی زخمی ہوکر مہمیز کیا ایک طرف لڑتے بھڑتے نکل گئے گرد غبار انکا داراب گلبرگی رکاب سے لپٹا ہوا اپنے ساتھ اپنے آقا کا نہین چھوڑا شب کو ایک صحرا مین لندھور آکر پہونچے گھوڑے سے اُترے کہا ای داراب اگر پانی ممکن ہو تو لا لندھور زیر نخل بیٹھے داراب تلاش آب چلا اُس صحراے ویران سے نکلا تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی کوئی کسی مقام پر یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی نظم

مین وہ بلبل ہوں جو چہکا گلشن اشعار مین
زار ہوں عشق خط بہاے سکر بار مین
یوں ملال آسا ہوا ہین عشق مہر رخسار مین
صید عاشق ہوں اشاروں مین چلا آدھا گا مین

داغ لکنت سے زبان نکبیں منقار مین
چونٹیاں مجکو کمینی کی نفس کے تار مین
جسطرف جاتا ہوں انگلی اُٹھتی ہی بازار مین
کھینچ لے صیاد تو مجکو نظر کے تار مین

حسن سے دی بھیک بھی لیلی نے قیس زار کو
عاشق بیمار کی جانب اُٹھے اُسکی نظر
ہو گئے وحشی دیکھکر تجکو حسینانِ جہان
بال بکھرا کر وہ گردش رسد ہے ہین آنکھ کو
جس طرف نکلا بزیر خاک مردے جی اُٹھے

شربت دیدار نے ڈالا شربت دینار مین
طاقت اتنی ہو کہین اُس نرگس بیمار مین
صورتِ ناقوس بت جلتے ہین کہسار مین
تیلیان پھرتی ہین دیکھو چین زلف یار مین
ہر مسیحائی مستقیم اُس شوخ کی رفتار مین

داراب حیران ہوا کہ اس ویرانے مین کون گا رہا ہی تھوڑی دور بڑھا دیکھا ایک باغ ہے کے
دروازے پر حاجب دربان نہین دروازہ اندر سے بند ہی اسی باغ کے اندر گانا ہو رہا ہی داراب
پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا عجب معرکہ دیکھا کہ ہوش اُڑ گئے دیکھا کہ ایک نازنین
صندلی پوش تاج سر پر مسند پر بیٹھی ہی پہلو مین دو مسندین اُسپر دو نازنینان گلنار پوش پہلو دن
مین اُنکے دونون بیٹے لندھور کے فرہاد خان کضربی وارشیون پریزاد بیٹھے ہوے
اختلاط کر رہے ہین داراب حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ صندلی پوش نے کہا کہ ای
پہلوان دوران فرہاد خان والد تمھارے کس مقام پر ہین فرہاد خان نے کہا زخمی ہوکر
ہم دونون بھائی ساتھ نکلے والد ہمارے زخمی ہوے تھے گھوڑا انکو طرف صحرا کے لیگیا کچھ حال
نہین کھلا دریافت کیا جاے کہ زخمی ہوکر کس طرف گئے تو ہم اُنکو بھی ہدایت کرین کہ لقراط
ثانی کو سجدہ کرو صندلی پوش نے کہا ای شاہزادگان والا قدر لندھور نہایت سمجھدار ہین
فوراً قدرت کو سجدہ کرینگے مین خود اُنکی تلاش مین جاتی ہون اُنکو لیکر اسی باغ مین آتی ہون
فرہاد خان نے کہا آپ کیون تکلیف فرمایئے مین جا کے تلاش کرون اگر وہ ناخوش ہون تو مین اُنسے
مقابلہ کرون صندلی پوش نے کہا ان دونون معشوقون کو تم دونون شیر دل سے وہ محبت ہی
کہ تمھارا جدا ہونا انپر شاق ہوگا تمھارا فراق انکو ہلاک کریگا کل شب کو تم تھوڑی دیر کو باہر گئے
تھے یہ دونون روتی تھین اور کہتی تھین کہ اگر معشوق ہمارے پلٹکر نہ آے تو ہم اپنی جان دینگے مین
ناچار ہو کر ہمارے تلاش نکلی اور تم دونون کو تلاش کر کے لائی کیون نرگس و نسترن مین ہمارے
تلاش جاؤن کہ ان کو بھیجون وہ دونون رونے لگین کہا ای مادر مہربان آپ نے ہمکو بناز و نعم پرورش
کیا اور ان معشوقون کے ساتھ منسوب کر دیا اب ہمارے یہ وارث ہین ہمین آنکھ پھیرا نہین ہے

کام ہی یہ کہکے دونون شاہزادون سے لپٹ گئین اُنھون نے اشک حسرت اِنکے دامن سے پونچھے کہا ای جانِ جہان وای آرام دل مشتاقان ہم تمسے جدا ہونا کب چاہتے ہین صندلی پوش نے آواز دی ارے مادیان تیار کرو کنیزین ایک مادیان تیار کرکے لائین صندلی پوش سوار ہوئی نقاب صندلی چہرے پر ڈالی گھوڑی اُڑا کر باغ سے نکل گئی وزراب حیران ہوا کہ یہ ملعونہ جاکر لندھور کے ساتھ کیا مکر کریگی مین جاکر آقاے نامدار کو خبر کرون یہ تو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ جادوگرنیان ہین سحر مین دونون جوانون کو پھنسایا ہی فرزندان لندھور ایسے نہ تھے کہ ایک ساحر کو سجدہ کرتے مگر انکے سحر مین مبتلا ہین بعد جانے صندلی پوش کے اِن دونون معشوقون نے کہا ای شاہزادو مادر مہربان تمھارے والد کو لیکر آدیگی اب رات زیادہ آئی چلکر بارہ دری مین آرام کرو یہ دونون جوان اُٹھے معشوقون کے ہاتھ تھام لیے چمنستان کی سیر کرتے ہوے بارہ دری مین داخل ہوے کنیزون نے پردے چھوڑ دیے وزراب دیوار سے اُترا کہ مین جاکر لندھور کو خبر کرون کہ تمھاری تلاش مین ایک ساحرہ نکلی ہی اپنے کو اُسکے مکر سے بچانا اور دونون بیٹے تمھارے دام سحر مین پھنسے ہین لعبراط کو سجدہ کرچکے دونون معشوقون کے ساتھ عیش کررہے ہین یہ سوچتا ہوا طرف لندھور کے چلا رات کو جس راستے سے آیا تھا وہ راستہ فراموش ہوا مگر لندھور رات بھر زیر نخل بیٹھے رہے جب گریبان سحر چاک ہوا اور ستارۂ سحری چمکا لندھور نے سر مین ٹانکے دیے تلاش مین شکار کے چلے کہ کوئی آہو وغیرہ شکار کرون کباب لگا کر کھاؤن شب بھر بھوک پیاس مین گذرا شبرنگ مرکب کو اُڑاتے ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ آتے ہوے دیکھا لندھور نے اُسکے تیر مارا وہ آہو گرا لندھور نے اُسکو ذبح کیا خیال مین آیا کسی طرف اسکو لیچلون کباب لگا کر کھاؤن کہ ترکے کی قسم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک نقابدار صندلی پوش تیر وکمان ہاتھ مین چہار طرف دیکھتا ہوا آتا ہی اپنے شکار کو جو دیکھا طرف لندھور کے متوجہ ہوا کہا کیون اجل گرفتہ تونے میرے شکار کو شکار کیا کچھ خوف نہ آیا لندھور نے کہا صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی شکار سامنے آیا ہمنے اسکو شکار کیا اب تم اُٹھا لیجاؤ مگر نقابدار نے نیمچہ کمر سے کھینچا لندھور پر ہاتھ مارا لندھور نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکدی

مگر ہن ہاتھ ڈال کے جو نقاب دار کو اُٹھایا تکان جو پہونچی نقاب چہرے سے ہٹ گئی معلوم ہوا کہ ایک چاند ابر سے نکل آیا پتلے پتلے ہونٹھ پان سے لال اُمنین مسیحائی حسن و جمال کی رعنائی زیبائی زلفین عنبرین عارض پر بکھری ہوئین لہرا رہی ہین برائے عاشقان دام ہین لندھور نے جو صورت زیبا کو دیکھا ہاتھ کانپا پسینہ آ گیا وہ نازنین ہاتھ سے چھوٹی لندھور چرخ مار کر گرے بیہوش ہو گئے اُس نازنین نے بند نقاب چہرے پر آراستہ کیے زمین پر بیٹھ گئی سر لندھور کا اُٹھا کر زانو پر رکھا اشک حسرت بہانے لگی لیکن اُن آنسوؤن نے گلاب کی تاثیر کی بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا لندھور کی آنکھ کھلی سر اپنا زانوے محبوب پر پایا اُسی معشوق کو سرہانے بیٹھے دیکھا لندھور اُٹھ بیٹھے بہ نگاہ حسرت اُس نازنین کو دیکھنے لگے اُس نازنین نے کہا ای دارا ے ہند آج کئی روز مجھکو گذرے تمھاری جستجو کرتے ہوے آج تقدیر سے تمھارا سامنا ہوا دونون فرزند تمھارے میری وزیرزادیون پر عاشق ہوے مین نے خدمت مین حاضر کر دیا مگر تمھارے واسطے بہت بیقرار ہین تمکو یاد کیا ہے مین نے اُنسے وعدہ کیا تھا کہ مین برا ے تلاش جاتی ہون لندھور کو لیکر آتی ہون شکر ہے خداوند بقراط ثانی کا کہ تم ملگئے اگر مناسب ہو تو میرے ساتھ چلو لندھور نے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میری تو یہ کیفیت ہے **نظم**

بمن نخود دگر بخشتم رہِ کوے سلامت را	زجنت و جوے خود پیدا کنم راہ ملامت را
بریزم خون دل چندان بمحشر از پشیمانی	کہ رشک جنت الماوا کنم رستاخیز قیامت را
ز دفترہاے عصیانم نماند نکتۂ باقی	اگر قدرے بود در روز حشر اشک ندامت را
نہال دولتِ دنیا ذلت بار ے آرد	بصد ملک شہنشاہی مدہ گنج قناعت را
بر آرم گر ز دل آہے ز روے درد در محشر	دہد بر باد حسرت خاک صحراے قیامت را
بمحشر گر گنہ ہت را بہ بخشند شفقتِ ایزد	ز کف آسان مدہ مختفی تو دامان شفاعت را

ممکن ہے کہ مین تمسے چھوٹ کر زندہ رہون مین فرزندون کے لیے پریشان تھا اُنکا بھی پتہ ملا مین ضرور تمھارے ساتھ چلونگا یہ کہکے لندھور اُٹھے اُس نازنین نے کہا کہ ای دارا ے ہند بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایسا عقل مذہب کا خیال نہ کرے تھے کیا مجھ کے خداے نادیدہ کو سجدہ کیا ہے لندھور نے کہا ای ملکۂ عالم مین مذہب لات و منات مین تھا اُس زمانہ مین حمزہ پہونچا میرا زمانہ کمسنی کا

تھا میں حمزہ کا جمال دیکھکر عاشق ہوا میں نے اسکا مذہب بھی فوراً اختیار کر لیا مگر آج تک حقیر نے مذہب نہیں سمجھا نازنین نے کہا خداوند لقراط ثانی کو سجدہ کرو اگر موقع ہوگا تو ہم بھی خداوند کو دکھا بھی دینگے خود بات کر لینا جو جی چاہے کرامت طلب کرنا یہ کہکے اس نازنین نے گلے سے تصویر لقراط ثانی اُتاری لندھور نے وہ تصویر بہن لی اور تصویر کو سجدہ کیا اس نازنین کے ساتھ مرکب پر سوار ہو کر چلے داراب راستہ بھولا صحرا میں بھٹکتا پھرتا ہی دل سے اپنے باتیں کرتا ہی کہ اے داراب فرزندان لندھور مذہب سے پھر گئے اسقدر معشوقوں کی اطاعت دین میں کیا کرینگے جب اہل اسلام کے آوینگے اور صاحبقران جو سینگے تو کیسے پریشان ہونگے یہ سب معاملہ سحر کا ہی کہ دور سے دیکھا لندھور ایک صندلی پوش کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں اور اسقدر بیہودہ ہیں کہ ہر مرتبہ اسکی رکاب پر ہاتھ رکھدیتے ہیں وہ مسکرا کر ہاتھ لندھور کا رکاب سے ہٹا دیتی ہی کہتی ہی او داماے ہند نہ گھبراؤ اگر خداوند لقراط ثانی نے چاہا تو تمہارا ہمارا ساتھ عمر بھر رہیگا مگر مذہب قدرت پر دل سے نثار رہنا ایسا نہو کہ فرزندان حمزہ ملیں اور تمکو بہکائیں اور تم پھر طرف خدائے نادیدہ کے رجوع کرو یہ سمجھ لو کہ اگر مذہب سے پھر وگے تو جلکر بہنا ہوگے ہیں قدرت کے خلاف ہوں لندھور جواب دیتے ہیں کہ اے قاتل عاشقان مجھے کسیطرح تم سے عذر نہیں ہی میں کیا کہوں جو میرے دل کا حال ہی یہ دل کی کیفیت ہی نظم

شب فراق صنم مختصر نہیں ہوتی	یہ شمع آہ چراغ سحر نہیں ہوتی
جنون کو پند و نصیحت سے خاک ہو تسکین	یہ وہ دوا ہی کہ جو کارگر نہیں ہوتی
عدم کو جاتے ہیں کیوں لوگ دھر کے حیران ہیں	کبھی اُدھر کی بھی دُنیا اِدھر نہیں ہوتی
بڑھاپے کی یہ غریزی حرارت اک دم ہی	کبھی بقاے چراغِ سحر نہیں ہوتی
کھلا ہی اشکوں میں بے شبہ لعل لب کا خیال	کبھی یہ شوخی خونِ جگر نہیں ہوتی
بہار میں گل و بلبل سے کیا ہی سرگوشی	کہ کانوں کان کسی کو خبر نہیں ہوتی
یہ آشیانے میں کی ہے مشق نارسی +	قفس میں بھی ہوس بال و پر نہیں ہوتی
نگاہ بازوں کی تمیز کیا کریں خوش چشم	ہزار آنکھیں بڑی ہوں نظر نہیں ہوتی
کمال والوں کی کچھ آب و تاب اور ہی ہی	ہر ایک بوند کچھ آب گہر نہیں ہوتی

بسان دام کمند نظر نہین ہوتی		بیان مین نہین آتی کشش کچھ اسکی صفیر

وہ نازنین ہنس دیتی ہی کہتی ہی ای داراب ہند مین ہروقت تمھارے ساتھ رہونگی گاہے ماہے
خدمت خداوند مین جاتی ہون تھوڑی دیر کو جاؤنگی چلی آؤنگی داراب نے جو دور سے معاملہ
دیکھا ہوش اڑ گئے کہ ای داراب یہ کیا غضب ہوا کہ لندھور نے بھی مذہب تبدیل کیا یہ بڑی
ساحرہ سفاک ہی اسکے دام مکر سے نکلنا مشکل ہی دیکھیے کیا ہو لندھور کو داراب دور سے
دیکھتا ہوا آتا ہی جی مین کہتا ہی انکا انجام بھی دیکھون کہ باغ مین جاکر کیا گذرتی ہی وہ نازنین
در باغ پر آکر اتری کنیزون کو آواز دی فرہاد خان نے آکر دروازہ کھولا باپ کو دیکھکر سلام
کیا پوچھا مزاج مبارک کیسا ہی لندھور نے کہا میرے مزاج مبارک کی بہتری بلکہ عالم کی مہربانی
پر موقوف ہی کہ ارشیون بھی آئے باپ کو سلام کیا لپٹ گئے کہا قبلہ وکعبہ آپ کی جدائی نے
ہم لوگون کو پریشان کر دیا مگر بی صندل جادو نے ہروقت تسکین دی آخر آپ کہان لندھور
فرزندون سے کہتے ہین ای فرزند مین عمر بھر اس معشوق کے ساتھ رہونگا کبھی اطاعت سے سر
نہ اٹھاؤنگا جو حکم دیگی وہ بجا لاؤنگا مذہب کا بھی حال کھل گیا افسوس کی بات ہی کہ جس خدا کو
نہین دیکھا اسکو سجدہ کرنا سراسر عقل کے خلاف ہی اب جو باغ کی ہوا لگی اور طیورون نے بھی
زمزمہ سرائی کی اور زیادہ لندھور مبہوت ہوے وسط باغ مین جو چبوترہ ہی اسپر فرش بچھا تھا
دونون معشوقین مسند پر بیٹھی تھین صندل جادو نے پکار کر آواز دی کہ لو بی بیو تمھارے خسر صاحب
بھی آگئے اٹھو سلام کرو ان دونون نے اٹھ کر لندھور کو سلام کیا لندھور نے دونون کو
گلے سے لگایا کہا ای نور نظر مین بادشاہ ملک ہندوستان ہون سات سو جزیرے میرے قبضے
مین ہین سب کا تمھین اختیار ہی مگر ہمارے فرزندون کو کوئی تکلیف نہ پہونچے دونون نے ہاتھ
باندھکر جواب دیا کہ ہمارے شوہر ہین ہم کبھی نہ چاہینگے کہ انکو تکلیف پہونچے خداوند کو ۔ اچھی
رکھین ہم خدمت مین حاضر ہین دن رات اطاعت مین مصروف رہینگے کبھی کوئی ایسی فرمائش ہم
نہ کرینگے کہ انکے اختیار مین نہو جو کچھ ضرورت پڑیگی اپنی مادر مہربان سے عرض کرینگے وہ مہیا
کردینگی داراب نے یہ سب باتین سنین روتا ہوا باغ سے نکلا خیال مین آیا کہ ای داراب
یا تو استاد سے ملاقات ہو یا کوئی فرزند انکا ملے تو اس سے یہ سب ماجرا بیان کرون بیشک

یہ جادوگر نیان مکار ہین خدا انکے مکر سے ان شیرون کو بچائے روے مصیبت نہ کھائے یہ سوچکر تلاش مین شاہزادون کی چلا یہان لندھور مسند پر آکے بیٹھے دونون فرزند بھی معشوقونکو لیے بیٹھے ہین گائن سامنے آکر بیٹھی یہ غزل عاشقانہ بآواز دردناک گانے لگی نظم

دونا فروغ یار ہی حسن و جمال سے	ہوتی ہی ماہ نو کی ترقی کمال سے
جز رنج کچھ حصول نہین قیل وقال سے	کیا فائدہ حضور جواب و سوال سے
بوسہ جو مانگا یار نے ہنسکر دیا جواب	سچ تو یہ ہی کہ مجکو ہی نفرت سوال سے
دل کو خیال گیسوے جانان غضب کا ہی	اس صید کو بلا کی محبت ہی جال سے
یہ آرزوے دل ہی اگر وہ الگ ملین	ہونٹھو ملنے ہو نٹھا گال ملون انکے گال سے
تجلی بھوون سے حسن رخ یار بڑھ گیا	ہی لطف آفتاب دوچندان ہلال سے
مضمون میان یار کا باریک ہی بہت	نازک ہی بات کیون نہو باہر خیال سے
مجسا بھی بےخبر نہین کوئی جہان مین	آگاہ مدتون سے نہین اپنے حال سے
دنیا کے کر سے نہین آرام جان کو	ہر نوجوان تنگ ہی اس پیر زال سے
کیا نور جلد ترک ملاقات ہو گئی	دو دن نبھے نہ اس بت شیرین مقال سے

لندھور کا دماغ تر ہی معشوقہ پہلو مین بیٹھی ہی دونون فرزند معشوقون کو پہلو مین لیے بیٹھے ہین بوس وکنار کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک نازنین نہایت حسین تخت پر سوار جھولی بائین ہاتھ پہ پڑی ہوئی تاج سر پر تخت اُتار کر لائی صندل جادو نے پوچھا کیون لوا زعفران کہان سے آتی ہو زعفران نے کہا مین فکر مین بہرام کی ہون قدرت نے حکم دیا ہی کہ تم بہرام کو تسخیر کرو مین نے تمام جنگلون مین ڈھونڈھا کہین اُس جنی کا پتہ نہ پایا راتین ہجر کی بہت سخت گذرتی ہین عجب کیفیت ہی کہ بیان نہین کرسکتی نظم

ان دنون اُس ستم ایجاد پہ دل مائل ہی	نور جو روز ولادت سے مرا قاتل ہی
سر پٹکتا ہون ترے ہجر مین زخمی دل ہی	تونے اعضاے رئیسہ کو کیا گھائل ہی
رہ گیا لیلی و مجنون کا فسانہ باقی	نہ رہی مین نہ وہ ناقہ ہی نہ وہ محمل ہی
قابل شرح نہین حال ہمارا جانی	مرغ بسمل جسے کہتے ہین ہمارا دل ہی

صندلی رنگ کی دمعن مین خفقانی ہونین	الفت زلف پریشان مین پریشان دل ہی
غیر کے ہاتھ سے بڑھوائی ہی بالی اُسنے	دل مرد ماہی بے آب جگر بسمل ہی
عشق کی راہ مین جانبر نہین ہونے کا مین	آج کی کل سے سوا نور کڑی منزل ہی

لندھور نے کہا ای ملکہ زعفران بہرام ہمارا طرفدار ہی جسوقت تم نشان دو گی فوراً آئیگا مگر سردار قدیم ہی صاحبقران کا مذہب مین انکار کریگا اگر کہو تو مین تلاش مین جاؤن زعفران نے کہا ای دارا ے ہند قدرت نے تمکو پہلوان قدرت قرار دیا ہی سکان ہفتصدی فوج لیکر آئیگا پسران حمزہ فوج لیکر آتے ہین اُنسے جاکر مقابلہ کرو سکان مع فوج تمھارے ساتھ ہوگا فرزندان صاحبقران سے مقابلہ پڑیگا جسکو زیر کروگے وہ تمھاری اطاعت کریگا تھوڑے عرصہ مین لشکر گران لیکر سرحد طلسم کی سیر کرو کل سرحد کا تمکو حاکم کیا جسکو تم چاہو آنے دو جسکو نہ چاہو نہ آنے دو مراد قدرت کی یہ ہی کہ تمھارے ہاتھ سے لڑائی کو فتح کرائین تمین کو حاکم کرین سکان ہمیشہ تمھارے ساتھ رہیگا سپہ سالار لشکر قدرت کہلاؤگے تم اس باغ سے کہین نجاؤ اسی مقام پر ٹھہرو کل احوال سب ظاہر ہوگا مین تلاش مین بہرام کی جاتی ہون لندھور نے گرز پہ ہاتھ ڈالا اور کہا ای ملکۂ عالم یہ گرز فرزندان حمزہ کو پیوند خاک کریگا فرزندان حمزہ بڑے سرکش ہین بڑی مشکل مین اطاعت کرینگے مگر مین تو سمجھ لونگا زعفران پوش اسی تخت پر بیٹھکر چلی مگر قضاے کار بہرام گردن خاقان چین جو اس جنگ سے زخمی ہوکر نکلا یکہ وتنہا اس صحرا مین پہونچا گھوڑے سے اُترکر زخم وزبی کی آگے آگے آپ پیچھے پیچھے مرکب اس تلاش مین چلے کہ کوئی مقام محفوظ ملے تو وہان زخم کو صحت دیجیے تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ ایک باغ کا دکھائی دیا بہرام بڑے تکلف سے اُس باغ مین آئے سامنے دیکھا ایک جوان دھوتی باندھے ہوے مرزائی ڈوپری نیچے منڈوا اور پرین شکہ بیلچہ ہاتھ مین زرد بلچے گلے سے سبزے پھل چمن سے نکالتا ہوا آتا ہی بہرام کو دیکھکر ٹھہر گیا پوچھا ای جوان تو کون ہی بہرام نے کہا مین ایک تاجر کا نوکر تھا اُس تاجر کو قزاقون نے لوٹا مین زخمی ہوکر اسطرف نکل آیا اس باغ کو دیکھا چلا آیا مگر تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا فولاد داروغہ میرا نام ہی اس باغ کا مالک یہ باغ ملکہ زعفران پوش کا ہی مین اسکا منتظم ہون اگر آئے تو کچھ حرج نہین ای نوجوان مین تمکو اپنا فرزند کرتا ہون گوشے مین میرا بنگلہ

پڑا ہو اُسی مین، بار خدمتگزاری کرونگا جو مجکو ممکن ہی وہ سب پیش کرونگا بہرام سوچے کہ
چندے اسی مقام پر بسر کرو جب زخم صحت پائیگا کسی فرزند صاحبقران کی آمد سنینگے
جاکر شریک ہو جائینگے یہ سوچ کر بہرام نے فرزندی فولاد کی قبول کی فولاد نے کچھ میوہ
توڑکر سامنے رکھا ایک گلابی شراب کی اُٹھا کر لایا ایک جام بہرام نے پیا اور ایک فولاد
کو پلایا فولاد مسخرہ پن کرنے لگا کبھی گاتا ہی کبھی دھوتی اپنی کھولکے ڈالتا ہی۔ بہرام سمجھاتے جاتے
ہین کہ آواز آئی دروازہ کھولو فولاد نے کہا ای فرزند چلیے میرے بنگلے مین ٹھہرو ملکۂ عالم
تشریف لائی ہین صبح کو مین نے خبر سُنی تھی کہ شکارگاہ مین گئی ہین اب شکار سے پلٹ کے
آئی ہین یہ کہکے فولاد دروازہ کھولنے چلا بہرام کنج باغ مین آئے چلمن سے دیکھنے لگے دیکھا
کہ ایک معشوق پریرو عنبرین مو خال ہندو چشم جادو سب کے آگے آگے چلی آتی ہی بہشت بر
کی سو کنیزین خرامان خرامان

نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھرین مست بازوے جلاد حسن
نزاکت عیان چال مین ڈھال مین	زمین وان کی چلنے سے بھونچال مین
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین
وہ تھی سرو قد اور غنچہ دہن	لجاتی تھی پر شرم سے یاسمن
ادائے ستم کش جلو مین وان	سراسر تھی وہ قاتل عاشقان

بہرام اس جمال بیمثال کو دیکھکر عاشق ہوے کلیجہ تھام کر رہگئے آنکھون مین چلمن دل مین چھُرا ٹک
کلیجہ مین دھڑک پیدا ہوئی جب وہ نازنین چلی گئی بہرام غش کھا کر گرے ایڑیان رگڑنے
لگے وہ معشوق جاکر بارہ دری مین بیٹھی تھوڑی دیر مین فولاد دوڑا ہوا آیا آکر بہرام کو ہوشیار کیا
پوچھا کیون فرزند مزاج کیسا ہی بہرام نے کہا مجکو دورہ ہوتا ہی بیہوش ہو جاتا ہون پھر ہوشیار
ہوتا ہون فولاد خاموش ہو رہا کہا ای فرزند آج ملکہ شب کو تشریف رکھینگی دو چار گلدستے تو
بناؤ زیور تیار کرونگا اُنکا بنانا مشکل ہی بہرام نے بہت خوب کہکر ایک گلدستہ اُٹھایا یہ شعر اُستاد
کا پھولون مین گوندھ دیا بہ قول مصنف آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین شاخہا
گل لٹاتی ہین زر گل باغ مین۔ شام کو فولاد گلدستے اُٹھا کر باغ مین لیگیا ملکہ نے اُسی گلدستہ کو

تھا یا جو بہرام نے بنایا تھا پڑھا تو دیکھا اُسمین یہ شعر لکھا ہی فولاد سے پوچھا کہ یہ گلدستہ کسنے
بنایا فولاد نے کہا غلام نے بنایا ملکہ نے ایک مصرع اُسکا طویل ڈالا کہا ای فولاد ان پھولونکو
نصب تو کرو فولاد دروف کو کیا جانے اپنے طریقے سے نصب کرنے لگا ملکہ نے ایک جبشن
کو اشارہ کیا منفشہ نامے جبشن تلوار کھینچکر سر پر فولاد کے آئی جب جان کا فولاد کو ڈر ہوا
تو ہاتھ جوڑکر کہا کہ حضور میرا بیٹا چین سے بڑی بڑی کار گیریان سیکھکر آیا ہی اُسنے یہ گلدستہ
بنایا ملکہ نے کہا اپنے بیٹے کو ہمارے سامنے لاؤ کہ ہم اُسکو سزا دین ایسے الفاظ ہمارے سامنے
کیون پیش کیے فولاد کانپتا ہوا گیا بہرام سے جاکر کہا کہ چلیے آپ کو ملکۂ عالم بلاتی ہین بہرام
مسلح ہوکر تلوار ہاتھ مین سپر کاندھے پر اکڑتا ہوا چمنستان سے نکلکر آیا ملکہ کی جو نگاہ پڑی نام
بر تو مائل تھی صورت زیباد یکھکر بیقرار ہوگئی فولاد سے پوچھا سچ بیان کر کہ یہ جوان کون
ہی فولاد نے کہا کل مین باغ مین کام کر رہا تھا کہ یہ جوان آیا مجھے اسکی شوکت و صورت
پسند آئی مین نے اِسکو بیٹا بنا کر رکھا ہی ملکہ نے کرسی بچھوائی بہرام سامنے زعفران کے بیٹھے
ملکہ نے وزیر زادی سے اشارہ کیا اس جوان سے کہو کہ اپنا حال مفصل بیان کر بہرام نے کہا
ای ملکۂ عالم مین چین و ماچین کا شاہزادہ ہون سردار صاحبقران ایک مقام پر لشکر فروکش
تھا تہمتن نامے پہلوان نے شبخون مارا ہم لوگون کے دلون پر ہول و بیم غالب تھا اور کفار دلیرانہ
لڑ رہے تھے آخر زخمی ہوکر میدان جنگ سے نکلے اسطرف پہونچے یہان آکے زخمروزی کی آپکے
فولاد نے فرزند بنا کر رکھا مجھسے کہا گلدستہ بناؤ مین نے اُسمین یہ شعر لکھ دیا نام بہرام جو ملکہ نے
سنا فوراً چلمن اُٹھادی کہا ای بہرام قصر سکندری مین ایک قصر ہی کہ اُس مکان کو نقشۂ تصویر
عالم کہتے ہین اُسمین تمھاری صورت دیکھکر مائل ہوئی قدرت سے حکم دیا کہ جاکر تلاش کرو مین
آج ایک ہفتے سے تمکو تلاش کرتی پھرتی ہون یہ نہ جانتی تھی بیت با در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم ٭ کہ میرے مکان مین حضور فروکش ہین قدرت کو منظور ہوا کہ
ہمارا تمھارا ساتھ ہو مگر مقام افسوس ہی کہ تم ایسے عقیل و فہیم جری بہادر اور خداوند لقا اط ثانی کو
نہین پہچانتے یہ کہکر تصویر گلے سے اُتاری اور کہا کہ ای بہرام اس تصویر کو سجدہ کرو یہ تصویر خداوند
کی ہی بہرام نے فوراً تصویر لی اور تصویر کو سجدہ کیا ہاتھ گلے مین معشوق کے ڈالدیے کہا ای جان جہان

وای آرام دل مشتاقان میری عجب کیفیت ہی آج تمنے بڑی عنایت فرمائی کہ سامنے آئین نظم

وصل مین نالہ و فریاد و فغان بھول گئے
عیش مین رنج ہم ای راحت جان بھول گئے

وعدۂ وصل تم ای جان جہان بھول گئے
سر جھکاکر وہ لگے کہنے کہ ہان بھول گئے

داستان سنکے مرے عشق کی یہ محو ہوے
قصہ گو قصۂ الفت کا بیان بھول گئے

جب تری مانی و بہزاد نے کھینچی تصویر
یہ اُڑے ہوش کمر اور دہان بھول گئے

محو الفت نہ جہان مین کوئی ہم سا ہوگا
دل تمھین دے کے ہم ای جان جہان بھول گئے

میری تقدیر سے یہ محو ہوئے وقت سحر
نوبتی سو گئے اور مرغ اذان بھول گئے

ہجر مین کثرت افکار سے نسیان یہ بڑھا
نامہ بر ٹھہرا تو ہم گھر کا نشان بھول گئے

خال ابرو ہی ترا ہوش رُبا کس درجہ
یک قلم تیر پری زاغ کمان بھول گئے

یاد مطلق نہ رہی وصل مین تکلیف فراق
چین مین ہم ستم و جور بتان بھول گئے

وہ حسین تو ہی کہ ہم دیکھکے تیری صورت
یوسف مصر کو ای جان جہان بھول گئے

فاتحہ کے لیے کیا خاک سر قبر آتے
تربت عاشق بیکس کا نشان بھول گئے

ہم سا عالم مین نہو گا کوئی گم کردہ حواس
یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان بھول گئے

نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سنکر
حسن بندش کے سوا لطف زبان بھول گئے

اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار اب میرے تمھارے عمر بھر کا ساتھ ہی مجھے قدرت نے حکم دیا ہی کہ خدمت مین بہرام کی جا کر حاضر ہو مین بموجب حکم خداوند تمکو ڈھونڈھتی پھرتی تھی یہ کہکے زعفران پوش نے پشت پر بہرام کی ہاتھ رکھ کہا قدرت کو سجدہ کرو بہرام نے پھر تصویر کو سجدہ کیا اور تصویر گلے مین ڈال لی جلسہ آراستہ ہوا زعفران نے پکار کر آواز دی ارے صاحبو مہمان تمھارے گھر آیا ہی اسباب عیش و نشاط مہیا کرو کنیزین مے ایاغ شراب کی اور کشتیان کبابکی لائین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز نے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم کیا بہرام پیہم جام پیتے ہین اور پہلو مین دیکھتے ہین کہ وہ معشوق آفتاب طلعت مہر صورت پری پیکر بناز و ادا بیٹھی ہی ہر بات مین یہی حکم ہی کہ کسی طرح سے مہمان کی دلشکنی نہو دونون عاشق و معشوق سمجھتے ہین جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی ایک گاین پری پیکر یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی نظم

باہین نکالنے لگے خورشید و ماہ مین
مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین راہ مین
ہر روز کون کتا ہی آنے کے واسطے
کیونکر بچیگا خرمنِ صبر اپنا دیکھیے
قاتل نگاہ بد سے بچالے خدا تجھے
لازم ہی جستجو سے نہ ہون ہم بھی دست کش
گھر میرے آئے خوش تو مجھے ایکدن کرو
لازم ہی اپنے دل پہ نظر رکھیے آپ بھی
مین بھی بغل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ
مشکل نہین ہی چاہ ہزارون سے بن پڑی

چھپتا نہین ہی کوئی تمھاری نگاہ مین
کتنے سسک رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ای جان کیا مضائقہ ہی گاہ گاہ مین
ہی تیر کی تڑپ ترے تیرِ نگاہ مین
دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
ملجائینگے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
کیا لطف ہی ہوئی جو ملاقات راہ مین
ہی انتہا کا توڑ مرے تیر آہ مین
قصہ تمام ہی تری نیچی نگاہ مین
ہی لطف ای صفیر ترا اسکے بناہ مین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی زلف لیلاے شب کمر سے کند چلی ہی کہ ایک طائر ہفت رنگ آکر آسمان سے درخت پر بیٹھا گلے مین اُسکے نامہ بندھا تھا کچھ ایسی آواز دی کہ زعفران پوش نے کہا ای بہرام لندھور نے نامہ بھیجا ہی بہرام لندھور کا نام سنکر شگفتہ ہوگیا کہا ای ملکۂ عالم جلد بتلاؤ کہ لندھور کہان ہی زعفران پوش نے کہا اپنی آنکھ سے چلکر دیکھ لینا لندھور سپہ سالار لشکر خداوند ہوے معلوم ہوتا ہی کہ حکم آگیا اب تم لوگون کو مناسب یہ ہی کہ فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرو انکو زیر کرکے قدرت کو سجدہ کرو اس سرحد مین تمھاری عملداری رہیگی یہ کہکے طائر کو اشارہ کیا طائر دوش پر زعفران کے آبیٹھا گلے مین جو نامہ بندھا تھا اُسکو کھول کر پڑھا معا طرف سے لندھور کے یہ لکھا تھا کہ ای ملکہ زعفران پوش بہرام کو لیکر باغ بہار آرا مین آؤ ہم انکو ساتھ لیکر براے مقابلۂ ایرج و نورالدہر نکلین بہرام تلوار کو ٹیک کر اُٹھے کہا ملکہ جلدی چلو مرکب تیار ہوکر آیا مرکب پر بہرام سوار ہوے ناز یان بر زعفران طرف باغ بہار آرا کے چلے بہرام کو بڑی خوشی ہی کہ لندھور سے ملاقات ہوگی گھوڑون کو اڑاتے ہوے صحراؤن کو طی کرتے ہوے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے در باغ پر جاکر دونون اُترے سب سے پہلے ملکہ زعفران پوش اندر گئی بہرام بھی داخل ہوئے ہواے سرد جو

آئی فوراً ملکہ زعفران پوش نے کہا لو صاحب باغ بہار آرا مین آ گئے کہ سازکی آواز کان
مین آئی زعفران نے ہنسکر کہا کہ اب دارائے ہند سے ملاقات ہوگی چند روشین طی کرکے
وسط باغ مین پہونچے بہرام نے دیکھا لندھور مسند پر بیٹھے ہین پہلو مین معشوق صندلی پوش
اور ایک طرف فرہاد اور ارشیون بیٹھے ہین پہلو دن مین انکی معشوقین زعفران پوش ہاتھ
بہرام کا تھامے ہوے سامنے لندھور کے لائی اور لندھور بھی براے تعظیم اُٹھے کہا ای
بہرام تمھارا نہونا ہم پر شاق تھا بہرام نے کہا جسوقت مین نے آپ کا نام سنا اور نامہ آپکا
پہونچا فوراً روانہ ہوا اب جو فرمایئے بجا لاؤن لندھور نے کنیزون سے اشارہ کیا کنیزون نے
لاکر ایک مسند بچھائی اُسپر بہرام و زعفران بیٹھے کہ گریبان سحر چاک ہوا شاہ زرین تاج آفتاب نے
سپر زرین پشت پر لگائی نیزۂ شعاعی کا ہاتھ مین لیا توسن فلک پر سوار ہوکر تخت زبرجدی
پر آ بیٹھا بہرام لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ بیرون باغ سے نوبت نقارے کی آواز آئی
اور آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا منقار کھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگا صندلی پوش نے کہا
ای دارائے ہند یہ طائر طرف سے خداوند کے آیا ہی تمکو مژدہ دیتا ہی کہ مبارک ہو سکان
ہفت صدی تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہی تمکو اُسکے لشکر کا سپہ سالار کیا لڑائی کو معبث بٹ فتح
کرو قدرت کو تردد ہمارے طرف سے سرحدین تباہ ہو رہی ہین کئی تاجدار مسلمان ہوے
دو جادوگرنیان کامل و اکمل قدرت کی سکھائی ہوئین شریک مسلمانان ہو گئین جلد اس تردد کو
دفع کرو لندھور نے مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا ای ملکہ عالم ایرج و نور الدہر میرے سامنے پیدا
ہوے ہر چند کہ بڑے جری و بہادر ہین مگر مجھ سے وہ کیا مقابلہ کرینگے بھگا کے لے آؤنگا پھر
صندلی پوش نے ہنسکر کہا ای دارائے ہند اگر تم نور الدہر کو بھگا کر لے آئے تو وہ معشوق انکو
ملیگی کہ جسکا تمام عالم مین مثل نہو ہمیشہ سب ملکر اسی باغ مین آرام کرو سرحدین بہت باغات
ہین بہار ریان سے سب جگہ بھیجی جاتی ہی اگر مین ذرا بھی غفلت کرون تو جملہ باغ ہر طرف کے
خزان نصیب رہین لندھور نے کہا ای ملکہ عالم الیقین تو یہ ہی کہ نور الدہر مجھ سے مقابلہ نکرے
اور اگر لڑا تو اپنی جان کا دشمن ہوا یہ ذکر تھا کہ ایک چوبدار گولہ دار پگڑی سر پر باندھے ہوے
چپنی مہری چپکن پہنے ہوے لندھور کے سامنے آکر حاضر ہوا لندھور نے پوچھا کہ کہو صاحب

کچھ کہا چاہتے ہو چوبدار نے عرض کی اسکان مقتصدری سات لاکھ فوج لیکر باغ پر حاضر ہے
گزارش کی ہے کہ سپہ سالار صاحب سے جاکر کہو کہ سوار ہو جیسے مقابلہ نور الدہر میں پہلے
ایسا ہو کہ وہ لڑتا بھڑتا تا بہ قصر سکندری پہونچے قدرت کو منظور رہی کہ ساد میں انکا فیصلہ
ہوجائے لندھور یکگرگز کو اٹھے بہرام و فرہاد خان دار شیون یہ بھی تینوں مع
اپنے مقام سے لندھور کے ساتھ چلے لندھور بیرون باغ آئے دیکھا کہ ایک تاجدار مع
سات لاکھ فوج پرا باندھے ہوئے در باغ پر کھڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ براے استقبال لندھور
آیا ہے لندھور کو دیکھکر براے تسلیم خم ہوا ہاتھوں پر ایک نامہ رکھکر بطور نذر پیش کیا
لندھور نے وہ نامہ پڑھا طرف سے بقراط ثانی کے لکھا تھا کہ اے سپہ سالار قدرت
فوج تمھارے واسطے روانہ کی ہے یہ سب پرورش یافتہ بچہ قدرت ہیں جس طرح سے
حکم دوگے برابر لڑینگا کبھی میدان سے منھ نہ پھیرینگے بڑے بڑے معرکوں میں یہ لوگ
لڑے ہیں کبھی کسی مقام پر منھ نہیں پھیرا جس جنگ پر گئے فتح کرکے آئے یہ تاجدار تھا
تابعدار ہے جس طور سے حکم دوگے اسی طرح سب لڑینگے ہر طرح کے فن جانتے ہیں لندھور
نے وہ نامہ بہرام کو دکھایا ایسا ہی کچھ مقدمہ بہرام میں بھی لکھا بہرام بہت خوش ہوے
کہا ای دارائے ہند آپ تکلیف نفرمائیے میں جاکے نور الدہر کو لاتا ہوں لندھور نے بہرام
کو گلے سے لگایا کہا آفریں مرحبا ثابت قدم ایسے ہی ہوتے ہیں لندھور کا مرکب شبرنگ تازی
آیا اوسپر سوار ہوے ایک جانب بہرام اور ایک جانب فرہاد لندھور گر لندھور نے کہا اے
سکان معشوقوں کی جدائی ہم پر شاق ہوگی اسکی کیا تدبیر ہو سکان نے کہا میں جاکر ملکہ عالم
سے عرض کرتا ہوں یہ لوگ ہر منزل پر آپ کے ساتھ رہینگے ہر جگہ پر صحبت عیش ونشاط
آراستہ رہیگی یہ کہکے سکان اندر باغ کے گیا صندلی پوش سے بیان کیا کہ دارائے ہند
کو تمھاری جدائی گوارا نہیں ہے صندلی پوش نے جواب دیا کہ تم لندھور کو لیجاؤ ایک
بارگاہ الگ استادہ کرنا ہم چاردن نازنینان مہ جبین آراستہ اسی مقام پر حاضر ہونگی لندھور
سوار ہوکر چلے سکان تخت پر سوار ہوا لندھور نے پشت پر ہاتھ رکھا سکان نے کہا
دارائے ہند آپ کا مرتبہ اعلی ہے مجکو شرمندہ نہ کیجیے اس طور سے ساتھ نہ رہیے آپ

بعدہٗ سپہ سالاری آگے بڑھے مین قلب لشکر مین شل دل کے رہون لندھور بہت بہتر کہکے آگے بڑھے تخت قلب لشکر مین آیا سات سو نقارہ رزمی بجا ہوا علم ہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے اُنہر لعریف بقراط ثانی مرقوم سوار بیدل خوش خیالیان کرتے ہوے تلاش مین نورالدہر کی جاتے ہین مگر داراب عیار لندھور کئی دن سے اس صحرا مین پریشان ہر تلاش مین ایرج و نورالدہر کی پھرتا ہوا ایک نخل کے نیچے ٹھہرا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی حیران ہو کر دیکھنے لگا لندھور و بہرام اور ارشیون اور فرہاد آگے آگے لشکر کے ایک تاجدار سیاہ رو تیرہ بخت تخت پر سات لاکھ فوج پشت پر اسقدر گرد اُڑی ہی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا داراب حیران کہ لندھور کو لشکر کہان سے ممکن ہوا ایک راہ گیر کی شکل بنکر بہیر والون سے پوچھا کہ یہ لشکر کہان جائیگا ایک جنے بیان کیا کہ براے مقابلہ نورالدہر بن بدیع الزمان جاتے ہین لندھور کو حکم خداوند ملا ہی داراب ٹھر اگیا بہیر والون کے ساتھ باتین کرتا ہوا چلا حیران ہی کہ ای داراب کیا کرون آخر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا دیکھ رہا ہی شام کا وقت ہی کہ ایک تخت پر چار جادوگرنیان آلیسمین باتین کرتی ہوئین تخت اُڑاتی ہوئین جاتی ہین صندلی پوش کہتی ہر کہ جب ہم لوگ شام کو ان جوانون سے ملینگے جوش و خروش انکا بڑھیگا مقابلہ مین کد و کاوش کرینگے ایک ہفتہ مین سب کا خاتمہ کرا دینگے ہمارا نہ ہونا باعث خرابی ہما داراب یہ دیکھکر اور باتین سنکر بہت گھبرایا خیال مین گذرا کہ یہ چار جادوگرنیان اگر ساہن وہ چارون شیر بھی صحبت مین موجود ہونگے کوئی عیاری میرے ذہن مین نہین آتی یہ سوچ کر نخل کے نیچے بیٹھکر رونے لگا کہ ای کارساز بے نیاز جب اتنا بڑا لشکر مقابلہ مین اُس شاہزادے کے پہونچیگا کیا جواب دینگے دیکھیے کیا کیفیت ہو خداوندا شاہزادگان والا قدر کو ہاتھ سے ان ساحرون کے بچانا وہ تو غافل ہین اور میہ ہوشیار ہو کے چلے ہین تو ان سکو بچانا نظم

چراست بندہ خاکی بہ پیش من گستاخ	عجب کہ حوصلہ این خاکسار کرد فراخ
چرا نہ مرہم صبر از خداے خود خواہد	کہ ہست بر دل ریشش زہر سو سوراخ
چرا بلند کند بندہ قصر دنیا را	کہ شکل خاک شود ز انقلاب رنگ کاخ

چرا از خاک کند عار بندہ خاکی
غنی عبادتِ حق گر کند عبادت نیست
کشادہ دار بہ نیکی مدام دست عطا
بہ پیش اہل سخن از ادب علم و فضل مزن

کہ کان گوہر و لعل و جواہر ست این لاخ
کہ وقت میوہ شود سرنگون بسجدہ ز شاخ
طلب ز رازق خود کن بہ نیت رزق فراخ
نگاہدار ادب ہند با مشو گستاخ

رات بھر قلل کے نیچے داراب پڑا رہا صبح کے وقت میں ہانگ گیا سامنے ایک پہاڑ تھا
اوپر چڑھ کے دیکھا کہ رات کو لشکر لندھور اسی کوہ کے دامنہ میں اتار رات بھر رات رہ
سے کوچ کر گیا داراب نے یہ بھی دیکھا کہ بہیر والے اپنا اپنا اسباب لے کر چلے جاتے
ہیں رات کو لندھور بن سعدان جب منزل پر تھکے ماندے پہونچے سکان کے سامنے
آئے کہا اے بادشاہ عالیجاہ شاہزادیاں تینیں آئیں سکان نے کہا بارگاہ تو الگ استادہ
کرائیے لندھور نے فوراً حکم دیا کہ ایک بارگاہ زربفتی کنارے پر لشکر کے استادہ ہو جب وہ بارگاہ
استادہ ہو چکی تو سکان نے عرض کی اب آپ لوگ اس بارگاہ میں تشریف لیجائیے لندھور
و بہرام وفرہاد و دارشیون اس بارگاہ کے قریب جو آئے دیکھا دروازے پر مخملدار بیٹھی ہیں
منیزہ چل دی ہیں ناظر پایا نے انتظار میں لندھور نے تعریفیں لقراط ثانی کی کرنے لگے کہا کہ
بہرام دیکھو یہ پرورش خداوندی یہ کہتے ہوئے اندر آئے چاروں معشوقوں کو دیکھا کہ اندر
بیٹھی ہیں کنیزیں مگس رانی کر رہی ہیں لندھور کو دیکھکر معشوقین اپنے مقام سے اٹھیں اور
اپنے اپنے عاشقوں کو لا کر بٹھایا شراب کباب موجود ہوئے دور چلنے لگا ایک گائن نہایت
حسین سامنے بیٹھکر ساز درست کر کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

ہیچ و خم میں گیسوے خمدار دونوں ایک ہیں
اب تو اوج چرخ و بام یار دونوں ایک ہیں
آب کوثر بادۂ گلنار دونوں ایک ہیں
وصل کی ہردم الٹ پھیر ای تمنا و بکھنا
ایک دم تک دیکھنے پر مرا استغنا تو چھ
منہ ادھر پکڑا اُدھر برہم ہوا اسکا مزاج

حسن میں وہ چاند سے رخسار دونوں ایک ہیں
چاندنی اور سایۂ دیوار دونوں ایک ہیں
مدعاے زاہد و مے خوار دونوں ایک ہیں
میرا جنت اور پہلوے دلدار دونوں ایک ہیں
عمر جاوید اور ترا دیدار دونوں ایک ہیں
میرا دل اور آپ یکا [illegible] دونوں ایک ہیں

باتون مین کیون تلخ و شیرین ذائقہ رکھتے ہین یہ	چومنے مین تیغ و لب ای یار دونون ایک ہین
غیر کیا ہم کیا ستمگر قتل کرنا چاہیے	جب اُٹھائی ہاتھ مین تلوار دونون ایک ہین
وصل کی شب کون سونے دیتا ہی مجکو صفیر	چشم شوق و طالع بیدار دونون ایک ہین

ہنگامہ عیش و طیش گرم ہی داراب رات بھر تڑپا دعائین مانگتا ہی کہ ای مسبب الاسباب ایسا سبب پیدا کر کہ یہ جادوگریان قتل ہون صبح کو آنکھ بند ہو گئی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے دیکھا ایک بزرگ سامنے کھڑے ہین فرماتے ہین کیون داراب کیا مراد ہی عرض کی ای شہریار داراے ہند بتلاش نور الدہر جاتے ہین خدا انکو مظفر و منصور کرے کفر سے انکو بچاے باطل پرستی سے محفوظ رہین کوئی تدبیر بتایئے حکم ہوا کہ ای داراب بائین پر جو صحراے ویران ہی اُسمین جاکر شہر خواجہ عمرو کا اُسطرف گذر ہوگا کلید فتح اُنکے ہاتھ مین ہی بہت نہ گھبرا انجام بخیر ہی یہ فرماکر وہ بزرگ نظرون سے مخفی ہوے داراب کی آنکھ کھلی صحرا مین خوشبو پائی قلب مین قوت تھی بہ تعجیل اُٹھا نماز صبح ادا کرکے فکر خواجہ مین طرف صحراے ویران کے چلا یہ تو تلاش مین خواجہ کی جاتا ہی بزرگ نے ہدایت کی ہی مگر مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر غلام جبی وچار حیدر جو جنگ سے زخمی ہوکر نکلا عرب دراز عیار ساتھ ہی ایک صحرا مین آکر زخم دوزی کی عرب سے کہا سامنے پہاڑ پر قلعہ ہی دریافت تو کر کہ قلعہ کسکا ہی عرب دراز گیا اور دوڑتا ہوا واپس آیا عرض کی کہ ای شہریار آپ کا فرزند ابراہیم مع سترہ امیرزادون کے زخمی ہوکر اس صحرا مین آیا بالاے قلعۂ کوہ ایک قزاق رہتا ہی کہ شبخون اُسکا نام ہی اٹھارہ جوانون کو بہ مکر گرفتار کرلیا اُن اٹھارہون کے واسطے دارین استادکی ہین سب کو قتل کیا چاہتا ہی مالک فوراً بادپائی پر سوار ہوے طرف قلعۂ کوہ کے چلے دیدبان نے دیکھا غل مچایا کہ ایک جوان آتا ہی شبخون یاآن دارین استادکرا رہا تھا یہ خبر وحشت اثر سنکر بالاے قلعہ آیا گوپ اندازون کو اشارہ کیا مالک پر گولے پڑنے لگے مگر یہ گولون کو رد کرتے ہوے در قلعہ پر پہونچے گرز سے پھاٹک توڑا قلعہ مین آکر نعرہ کیا باشید ای کافران بجیا و نابکاران پر دغا نعرۂ مالک

منم مالک اژدر خشمگین		سپہ دار و لشکر آرا و دین	

ستانیم از ملک باج و خراج	گر این نیزهٔ من بود تخت و تاج

فرزند کو اپنے مع سترہ امیر زادون کے دیکھا کہ مسلسل بیٹھے ہین مالک نے شمشیر زنی کر کے اُن کل جوانون کو رہا کیا یہ بھی سب لڑنے لگے کئی ہزار قزاق مارے گئے شبخون گینڈے پر سوار ہو کر آیا مالک پر نعرہ کیا مقابلہ مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے بار خطا بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھایا قزاقون کا جادو ہر طرف سے بلوہ ہوا کہ اپنے افسر کو رہا کرلین اٹھارہ جوانون نے وہ شمشیر زنی کی کہ قزاقون کو قریب مالک نہ آنے دیا مالک نے شبخون کو چرخ دیا چاہا کہ زمین پر مارین شبخون نے آواز دی کہ الامان مالک نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان شبخون کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ساٹھ ہزار قزاق جو مصروف جنگ تھے انکو منع کیا کہ یارو مین نے اس شیر کی اطاعت کی مالک کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اٹھارہ جوان آکر بیٹھے شبخون نے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر حاضر ہوے جام ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہو شا ہو ش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین مہ جبین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

کس ادا سے ہے چلا بزم گہ دشمن مین — سو جفا مین ہین چھپی تیری جھلک گردن مین
شمع بجھ جاتی ہے تحریک ہوا سے لیکن — آہ سے سوز بڑھا داد دلِ روشن مین
حاصل شکوہ ہے یہ دل کہ پھپھولے پھوٹین — کہ علاج خلش آبلہ ہے سوزن مین
کیا سلگے ملنے کو آج آئی ہے تیغ قاتل — صورت چشم پھڑکتی ہین رگین گردن مین
قد آدم نظر آنے لگے شعلے رقصان — تیرے جلوے جو ترے ساتھ پھرے گلشن مین
دم خفا ہو کے نکلجائیگا زلفون کے لیے — یہ تماشا تھا لکھا میرے خط گردن مین
کیا عجب ہے جو تری تیغ کا ڈورا چل جائے — کہ ہے بجلی کی تڑپ میری رگ گردن مین
صحن مین بیٹھنا اچھا نہین اے پردہ نشین — جاتی ہے مست تماشے کی نظر روزن مین
جانتا ہے مرا سب حال پھرا دشوخ مزاج — پوچھتا ہے کہ یہ کیون چاک ہے پیراہن مین
شعلہ رو دل ترا ٹھنڈا ہوا مرنے سے مرے — تجھ سے تو شمع ہے اچھی کہ جلی مدفن مین
رونے مین خندہ جانان کا تصور ہے صغیر — بجلیان کوندتی ہین [illegible] مین

یہیں گرمی صحبت میں مالک نے شبخون سے کہا دریافت تو کر و کس حوالی میں کسی فرزند حمزہ کا لشکر اترا ہی شبخون نے دست بستہ عرض کی کہ کل مجھے ہرکاروں نے خبر دی تھی کہ لشکر لندھور بن سعدان بڑے زور شور سے آتا ہی وہ برائے مقابلۂ نور الدہر جاتے ہیں مالک نے گھبرا کر جواب دیا کہ تمھارے ہرکارے نے غلطی کی اگر لندھور کو لشکر ملکن ہوا ہوگا تو یہیں کفرآباد کو وہ بھی ویران کریگا نور الدہر کے مقابلہ سے کیا واسطہ یہ ذکر تھا کہ صبح قریب ہی ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہو مدلے مرغ سحر بلند قلعہ میں اذان ہو رہی ہی کہ چند قزاق دوڑے ہوئے آئے کہا ای شہریار لشکر لندھور بڑے زور شور سے آتا ہی سکان تاجدار بادشاہ لشکر ہو شبخون نے عرض کی ہمارے ہرکارے غلط خبر نہیں لاتے یہ لوگ قزاق خبر پر ہمارا دارومدار ہی خبر کے آنے پر یہ شبخون جاتے ہیں کاروان لوٹتے ہیں اگر خبر غلط ملی تو ہم لوگ گرفتار ہو جائیں مالک نے کہا جو خبر ہرکارے نے دی ہی اسکا مجھے اعتبار نہیں آتا لندھور برائے ملاقات نور الدہر جاتا ہو غرض بالائے قلعہ دنگل بھیجا جائیں اور ای عرب دراز تم برائے خبر جاؤ دریافت کر کے آؤ اگر خدا نخواستہ جانا لندھور کا ثابت ہو تو میں نہ آگے بڑھنے دوں جسوقت ایرج نوجوان کو یہ خبر ہوگی فرمائینگے کہتے احوال سنا اور لندھور کو نرو کا ہرچند کہ وہ ہندی بچی خورپکس بات کا اُسکی اعتبار نہیں شاید کہ کچھ غرور دماغ میں بھر گیا ہو گرز نور الدہر وہ جوان ہی کہ لندھور کا گرز نہیں دیکھیں لیگا اور اگر شاید کہیں ایرج نوجوان کا سامنا ہوا تو وہ بہت ہی اُنکو ذلیل کریگا اب تو سردست میرا امتحان ہی شبخون نے اُسی وقت دنگل بالائے کوہ بھیجوائے مالک آکر نہ بیٹھے عرب دراز عیار برائے خبر چلا مالک نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی سب کے آگے لندھور اگر زرکا زدست پہ ایک طرف بہرام گردن خاقان چین اور ایک سمت فرہاد خان یک غربی وارشیون مرہزار دو سات لاکھ سوار و پیدل کا لشکر پشت پہ مگر مالک نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ لندھور کے گلے میں تھہب مالائی و نقرئی پڑے ہیں اسی طرح بہرام بھی ہر ملا سے سیاہ قریف بھرے ہوں بقراط ثانی کی تاجداری بشکل نصارلباس سیاہ پہنے ہوئے تاج سیاہ سر پر رکھا ہوا اُسی دامنہ کوہ میں آکر لشکر اترا بعد تھوڑی دیر کے عرب دراز دوڑتا ہوا آیا کہا ای شہریار لندھور دین اسلام سے بیکانہ ہو مذہب بقراط ثانی قبول کیا تلاش میں فرزندان صاحبقران کی

نکلے ہین مالک نے کہا کیون شنجون کستد زوج تمہارے ساتھ ہی مین اس ہندی کو بہت ذلیل کر دنگا
آگے نہ بڑھنے دونگا نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہوا ہر چند کہ ہندیون کا مذہب کیا لیکن اس جوان سے تعجب
ہی شنجون نے عرض کی ساٹھ ہزار سوار و پیدل کا لشکر ہیرے ساتھ ہی مالک نے حکم کیا لشکر آراستہ
کر و چلکر لشکر لندھور کو روکنا چاہیے شنجون نے اُسی وقت لشکر تیار کیا نوبت نقارے درست
ہوئے قزاق چالاک دچست ہوئے مالک مادیان پر سوار ہوئے پہاڑ سے اُترے مگر شنجون
کہتا ہوا ای شہریار سات لاکھ فوج اُسطرف ہی مالک نے کہا ای برادر دو لما آج طعن سے مقابلہ
پڑتا ہی یہ سب تماشہ دیکھنے والے ہین جس وقت لندھور کو زیر کیا یہ سب بھاگ جائینگے صورت
نہ دکھائینگے شنجون خاموش ہو رہا مگر بڑا تردد ہی یہان لندھور رات بھر ہمراہ معشوقان پریچہرہ
مصروف عیش و نشاط رہے صبح کو نکلکر مرکب پر سوار ہوئے سکان تحت پر آیا لشکر سب تیار
کھڑا ہی امیدوار ہین کہ سپہ سالار بڑھے تو ہم سب ساتھ چلین لندھور نے قصد کیا کہ مرکب
مہمیز کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی لندھور بہ نگاہ غور
دیکھ رہے ہین کہ دامن گرد شگافتہ ہوا لندھور نے دیکھا کہ مالک مادیان کو اُڑاتا آتا ہی وضع
لندھور کی دیکھکر مالک ہنسے پکار کر آواز دی ای جانشین صاحبقران کس حال مین مین تمکو
دیکھتا ہون دین اسلام کو فراموش کیا وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کروگے لندھور نے آواز دی ای
مالک بہتر یہ ہی کہ دین خداوند لقراط ثانی اختیار کرو بڑے لطف ملینگے مرتبے حاصل ہونگے
مالک نے مقابلہ لندھور مین لشکر اُتارا لندھور بھی اُسی مقام پر رک گئے جیسے ہی جا کر داخل
بارگاہ ہوئے دیکھا معشوقان پریچہرہ مسندون پر حاضر ہین صندلی پوش نے لندھور
سے پوچھا ای دارائے ہند کیا معرکہ ہوا کیون کوچ مین تاخیر ہوئی لندھور نے کہا میرا ہمچشم
میرے مقابلہ مین آیا ہی چند قزاق ساتھ لایا ہی سر میدان یک ضرب گرز پرند خاک کر دونگا
صندلی پوش نے طرف معشوقون کے دیکھا ایک نے اُنمین سے اشارہ کیا کہ آپ ملکہ سمن
رنگین پوش کو بلائیے صندلی پوش نے ایک نامہ لکھکر ایک طائر کو دیا کہا یہ نامہ ہوا کو دینا اور
کہنا جو مناسب ہو وہ کیجیے عرصہ کا موقع نہین ہی طائر نامہ لیکر روانہ ہو گیا لندھور بارگاہ مین
آکر جیسے معشوق سے اختلاط کرنے لگے بہرام نے کہا ای دارائے ہند آپ مجھکو ...

مین مالک کی مشکین باندھکر لاؤنگا لندھور نے کہا ای بہرام مالک بلاے روزگار ہی اُس سے
مقابلہ مشکل ہی دیکھیے سر میدان کیا ہو فرہاد نے کہا قبلہ وکعبہ آپ مقابلہ مالک مین بجا مین ہم لوگ
سمجھ لینگے لندھور نے بیٹے کو کچھ جواب نہ دیا بہرام سے اشارہ کیا کہ طبل جنگی بجاؤ طبل جنگی پر
چوب پڑی عرب دراز نے خبر مالک کو پہونچائی مالک نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاریان رہین صبح کو لندھور سوار ہوے مگر سکان
سے ارشاد کیا ہمکو خبر معلوم ہوئی کہ مالک کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہی اسی قدر فوج ہمارے
بھی ساتھ ہو یہ نہ کہنے کو چھوکرہ مالک کو سحر سے پکڑ لیا یا فوج زیادہ دکھا کر ڈرایا سکان نے حکم دیا
جسوقت لندھور طرف میدان کے چلے ساٹھ ہزار سوار وپیدل ہمراہ تھے اُدھر سے مالک میدان
مین آئے اِدھر سے لندھور پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرماکا
کمک ہٹے لندھور نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت سکان کے آئے سکان تخت سے کود پڑا
قدمون کو لندھور کے بوسہ دینے لگا کہا ای سپاہ سالار قدرت تم اپنے مرتبے سے بیخبر ہو قدرت
نے تمکو سپہ سالار فرمایا ہماری کیا حقیقت ہی لندھور نے کہا اجازت میدان سکان نے
کہا آپ کو اختیار ہی مین حکم دینے کے لائق نہین ہون میری خدمتگزاری پر قدرت نے خیال
کرکے مجکو آپ کے ساتھ روانہ کیا مین آپ کا افسر نہین ہون اگر آپ کا جی چاہتا ہی تو بتر بحکم
بقراط ثانی جایئے وہی آپ کی مدد کرینگے کہ بیابر کے جوان سے مقابلہ ہی ہم لوگون نے سنا ہی
کہ جب صاحبقران نے زیر کیا ہی تو تم دونون جوانون کو ساتوین دن پہر دن رہے زیر کرکے
بلٹے لہذا آج خداوند تمہاری مدد کرین کہ اس جوان پر غالب کرائین لندھور کو بھی خیال ہی کہ
دیکھیے کیا ہو مالک جنگ دیدہ وکار آزمودہ ہی گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آئے سلحشوری
دکھائی پکار کر آواز دی کہ ای مالک آکر مقابلہ کرو بیت گران ہر کرا بار سر بر تن ست * چکیم علاج
بدست من است * مگر ای مالک مجھ کے مقابلہ مین آنا جرأت جوانمردی دکھانا منم سپہ سالار
بقراط ثانی میدان مین جال کھیلگا مالک نے مادیان کو چمکایا بیٹا انکا ابراہیم قدمون سے
لپٹ گیا کہا ای والد نامدار آپ تامل فرمایئے مین ہمراہ اسد نامدار ساجون وہ جال کر دون
کہ لندھور کو بھاگنے کا راستہ نہ ملے مالک نے کہا ای فرزند لندھور مدت سے ہمراہ حمزہ کے

رہا کل فنون سے آگاہ ہون میں ہی جا کر اسکو سمجھاؤنگا یہ کہکر مالک نے مادیان کو بڑھایا مقابلہ
لندھور میں آیا لندھور نے نیزہ مارا نیزہ آپسمین چلنے لگا مالک صاحبقران نیزہ داران ہی
نیزہ لندھور کا نکالا لندھور نے گرز اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر گرز مارا مالک تیغ گرد مین
چھپ رہے گئے لندھور نے پکار کر آواز دی زدم و نیست کردم مارا اور کام تمام کیا بیت کجا
پہلوانان گردن کشان ۔ اگر خاک جوئی نیابی نشان ۔ عرب درانہ نے جو مالک کو تیغ گرد
مین دیکھا چھاگل مین پانی لیکر گھس پڑا دیکھا کہ مالک مثل بید کانپ رہا ہے مادیان تنگ تک
زمین مین غرق ہوگئی ہے مگر ہاتھ مالک کے مثل ستون قائم ہین عرب درانہ نے چھینٹا پانی کا
منہ پر مارا مالک نے آنکھ کھولی کہا ایسی ضرب لگائی کہ چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا مگر
بچا کہ مادیان کو اُڑا اون عیار نے عرض کی مادیان گرا جاتی ہے ہاتھ پاؤن مین اُسکے رعشہ ہے اب
یہ طاقت نہین کہ پھر چڑھکر مقابلہ کیجیے مالک مادیان سے کود پڑا تیغ گرد سے نکلا رومال سے
گرد چہرے کی جھاڑتا ہوا تیغ گرد سے باہر آیا لندھور نے مرکب کو کوڑہ کیا مالک نے بڑھکر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ چار دن پیر مرکب کے آدھے گئے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرکب گیا لندھور کود پڑے آپسمین
کشتی ہونے لگی ہر چند کہ لندھور زیادتی کرتے ہین مگر مالک کسی مقام پر کمی نہین کرتا دن بھر ایک
طور پر کشتی ہوئی آخر آپسمین تکرار ہونے لگی خنجر کھینچے جانبین کے سردار آئے سکان بھی کود کر آیا فورا
آتے ہی اصلاح کرائی کہ ای بہادرو اب رات ہوئی کل پھر مقابلہ کرنا لندھور نہ پلٹے تھے سکان
نے بمنت و خوشامد لندھور کو پلٹایا ابراہیم وغیرہ آکے مالک کو لیگئے راہ مین ابراہیم نے
پوچھا کیون آبلہ کیسا لندھور کو پایا مالک نے کہا اگر یون ہی جنگ رہتی صبح ہوتے ہوتے
بلا تکلف زیر کر لیتا ہندی بہتی خور کی کیا حقیقت ہے جوانان عرب سے لڑ سکتا ہے کیا مین اسکو
جانے دونگا کمبخت نے اس بڑھاپے مین ترک مذہب حق کیا بقراط پرست ہوکر چلا ہے اگر یہ آگے
بڑھ گیا تو فرزندان صاحبقران کو آزار پہنچائیگا مگر لندھور جو پلٹ کے آئے داخل بارگاہ
ہوئے صندلی پوش نے پوچھا کیون صاحب کیا گذری لندھور نے کہا اگر اسی طرح مقابلہ رہتا تو
چار پہر مین زیر کر لیتا جان بچا کر پلٹ گیا صندلی پوش نے کہا ایک ہفتہ کی مہلت مالک کو دیجیے
وہ خود آپکے پاس آویگا لندھور نے اسی وقت ایک نامہ لکھا کہ ای مالک آٹھ روز کی مہلت دیتا ہون

اگر اس میعاد مین تنے مذہب خداوند اختیار کیا تو فبہا ورنہ سر میدان شکین باندھونگا نامہ دار
نے نامہ جاکر ابراہیم کو دیا کہ یہ دربارگاہ پر بعہدۂ نگہبانی حاضر تھا ابراہیم نے نامہ لاکر مالک
کو دیا مالک نامہ پڑھکر ہنسے کہا دیکھو یہ ہندی بغلین جھانکنے لگا کیا حرج ہی آٹھ روز کی مہلت
دی اور کہا ای فرزندم تم لشکر سے ہوشیار رہنا مین شکار کھیل آؤن تو اگلا سپر دباؤ ڈالین اب کیا
مجال ہی کہ ایک قدم بیان سے بڑھے دون وار اب ایک گوشے مین بیٹھا ہوا فقیر بنا یہ
سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ صبح کو دیکھا کہ مالک مادیان پر سوار ہوکر بیلے قراولون کو ساتھ لے کر طرف
صحرا کے روانہ ہوے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے کہ ایک آہو سامنے سے نمایان ہوا مالک نے
گھوڑا بڑھایا آہو بھاگا مالک نے تعاقب کیا آہو ایک باغ کی پشت پر پہونچا جست کرکے باغ مین
داخل ہوا مالک کو نہایت غصہ تھا مادیان کو دبایا پڑھ کی چار دن تیلیان جھاڑکے دیوار کو
قرا گئی مالک باغ مین آئے مادیان سے کودے تیر وکمان ہاتھ مین چمنستان سے آہو نکل کر میدان
مین آیا کچھ عورتون کی آواز کان مین مالک کے آئی دیکھا چبوترے پر فرش بچھا ہی اسپر ایک شاہزادی
بیٹھی ہی گرد کنیزین ایک گانہ بناز معشوقانہ سامنے یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی نظم

اک پریزاد کے تھے ناز اُٹھانے ہمکو ❊ اسلیے نور بنایا تھا خدا نے ہمکو
زندہ درگور کیا زلف دوتا نے ہمکو ❊ مار ڈالا ترے گیسوے رسا نے ہمکو
شکوۂ جور بتان عشق مین لاحاصل ہی ❊ رنج اُٹھانے کو بنایا تھا خدا نے ہمکو
طائر دل قفس تن مین نہ پھڑکے کیونکر ❊ یاد ہین نغمۂ بلبل کے ترانے ہمکو
راز غنچون کے چٹکنے کا کھلا یہ ہمپر ❊ چٹکیون مین وہ گل آیا ہی اُڑا لے ہمکو
وصل مین عارض روشن سے دوپٹہ نہ ہٹا ❊ کیا جلایا ہی تری شرم وحیا نے ہمکو
ہمسا لاغر بھی زمانہ مین بہت کم ہوگا ❊ انتہا یہ ہی کہ پایا نہ قضا نے ہمکو
مژدے اے سحر وصل بتان مردو ❊ مار ڈالا شب فرقت کی بلا نے ہمکو
پانون رکھا نہ مسہری پہ کسی صورت سے ❊ ہاتھ کھینچا تو لگے قسمین دلانے ہمکو

جیسے وہ آہو جست کرتا ہوا سامنے چبوترے کے پہونچا مالک نے تیر مارا اُس نازنین نے منھ پھیر کر
کہا ارے کس خطا شعار نے میرے آہو کو تیر مارا ہی دودے بھاگا ہوا آیا تھا ہانپ رہا تھا یہ کہہ رہی تھی

کہ مالک سامنے سے نکلا جاتا نہیں ہے نگاہیں چار ہوئیں کمان خانۂ ابرو میں دونوں کے
جو تیر ہائے دلدوز مژگان چڑھے ہوئے تھے دونوں کے دل پر لگے معشوق ہوئے مالک
رعب حسن و جمال سے تھرا کر گرے منھ سے یہ بیت نکلی بیت مرا کشتی و تکبیر ہے نہ گفتی +
عجب سنگین دلی اللہ اکبر + مالک زمین پر گر کے ایڑیاں رگڑانے لگے وہ نازنین جھپٹ کر
بالین مالک پر آئی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزوں سے اشارہ کیا کوئی
گلاب لائی کسی نے کیوڑا منھ پر چھڑکا کنیزوں نے تلوے سہلائے مالک نے آنکھ کھولی
اپنے مسیحا کو سرہانے پایا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلے پر پہونچا پایا بے اختیاری
مین کہہ اٹھے نظم

بس ہو عذاب ہجر ترے دل کباب کو　　مرقد میں آئیں گے نہ فرشتے عذاب کو
منھ سے نہ دیکھ دیکھ کے چشم پر آب کو　　حاجت نہیں ہے برق کی کچھ اس سحاب کو
دی عشق رخ نے قید غم دہر سے نجات　　چھٹی ملی جو پڑھ چکے ہم اس کتاب کو
کرتے ہیں مجھ سے بوسہ وہ ذکر شب وصال　　صاحب زمانہ بھولیے گا اب حساب کو
دکھلا دے ساقیا لب ساغر کا معجزہ　　اٹھا دے دود آتش مے سے سحاب کو
قطرے کی جا چھڑکنے لگے غنچہ ہائے گل　　دھو یا جو یار نے رخ رشک گلاب کو
آغوش پر کرم تو بظاہر نہیں مگر　　چھیکو وہ میری آنکھوں نہیں آنے میں خواب کو
پیدا ہے سب غرور حسینوں کے واسطے　　ہر ماہ کو جمال جلال آفتاب کو
جوتی سے روند ڈالی جو مجھ سوختہ کی خاک　　سرمہ ضرور چاہیے چشم رکاب کو
دو بارہ دور ساقی کوثر نے ای صفیر　　پھیرا ہے جام مے کی طرح آفتاب کو

اس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا صاحب اپنے ہوش میں آؤ اسقدر بالون نہ پھیلاؤ چلو فرش پر
بیٹھو مالک کا ہاتھ تھام کے چلی مالک لڑکھڑاتے ہوئے اس نازنین کے ساتھ آکر مسند پر بیٹھے
باتیں ہونے لگیں اس نازنین نے جام شراب لبریز کیا اور تصویر بقراط ثانی گلے سے اتاری گلے
مین مالک کے ڈالدی کہا کہ صاحب مبارک ہو کہ تم بندگان خداوند میں داخل ہوئے مالک نے
ہنسکر کہا کہ صاحب میں تو اس تصویر کو سجدہ نہ کرونگا اسنے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا جام تو نوش

فرمایئے پھر انجام کا آپ کو اختیار ہی مالک نے جام پیا آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار تصویر کو
فوراً سجدہ کیا کہا ای ملکۂ عالم مذہب ہمارا صاحبقران زمان نے مٹایا ورنہ ہمیشہ سے لات پرست
تھے اور یہ تو جاگتی جوت کے خداوند ہین بلکہ خداوند زندہ انکا اعتقاد تو واجب و لازم ہی جواب اُس
نازنین نے اشارہ کیا کنیزون نے لاکر صراحیان شراب کی اور کشتیان کباب کی حاضر کین مالک
بوس و کنار کر رہے ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی اور ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ صاحب اسکا
خیال رہے کہ اگر ہجر ہوگا تو مین تڑپ کے مر جاؤنگا مسکرا کر وہ جواب دیتی ہی مین کسی کی کنیز
نہین کسی کا خوف نہین ہر وقت صحبت رہیگی تمھاری طرف سے البتہ بیمروتی نہو مالک کہتے ہین
ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین بھی ذی اختیار ہون ملک عرب سے خراج آتا ہی
اور اکثر ملک تسخیر کیے اُن ملکونکے بھی خراج لینے کا اختیار ہی ہر چند کہ مین نے اُن ملکون مین سعد
بن قباد کا سکہ جاری کیا مگر مجکو اختیار ہی اُسکا خراج اپنے نام مقرر کرونگا وہ خراج میرے پاس
آئیگا تمھارے کام آئیگا مین آٹھ پہر مثل پروانہ گرد شمع جمال رہونگا جدائی میری طرف سے غیر ممکن
یہ ذکر تھا کہ ایک طائر درخت پر آکے بیٹھا گلے مین اُسکے نامہ بندھا تھا کنیزون نے وہ نامہ کھولکر ملکہ
کے ہاتھ مین دیا ملکہ نے وہ نامہ پڑھکر چند فقرون مین کچھ جواب بھی لکھا اور اسی طائر کے گلے مین
باندھ دیا جب طائر اُڑ کے چلا تو پکار کر آواز دی ارے کہنا کہ مطلب ہو گیا طائر اُڑ کے چلا گیا تھوڑے
عرصہ مین وہی طائر پھر آیا گلے مین نامہ بندھا ہوا ملکہ نے پھر کھول کر پڑھا اور مسند سے اُٹھی مالک
نے دامن پکڑ لیا کہ کیون صاحب کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا ہماری افسر جو صندل جادو ہی اُسنے بلایا
ہی مین ملاقات کر کے آتی ہون مالک نے کہا ای ملکۂ عالم اتنی دیر کا فراق کیونکر اُٹھاؤنگا مجھ سے
صدمۂ جدائی نہ اُٹھ سکیگا میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

دشمن ترے ہزارون ہین تجکو خبر نہین — ہی ہی مرے لہو مین تو ہاتھ اپنے بھر نہین
امید رات کٹنے کی اب عمر بھر نہین — ہی گو چاندنی شب غم کی سحر نہین
مجھ بے حواس کی ہی یہی زندگی کی شکل — ای جان مرا مسیح ہی درد جگر نہین
یا رب یہ اہل دید کو فرحت ہی کس لیے — کچھ عاشقون کا چاک گریبان سحر نہین
مستانہ چال چلتے ہین رستے مین بیخطر — میری خبر ہو کیا انھین اپنی خبر نہین

وقفہ شبِ وصال کا بس کچھ نہ پوچھیے ۔ برقِ شررفشان نہین عمرِ شرر نہین
اب آج یہ دماغ ہوا شانِ کبریا ۔ ہمنے بھی تمسے کی ہی یون ہی بیشتر نہین
بدنام ہو رہے ہو رقیبون کے واسطے ۔ اپنی خبر تو لو جو ہماری خبر نہین
سب کی نظر مین کھب گیا دیوانہ پن مرا ۔ دنیا مین کوئی عیب سے بڑھکر ہنر نہین
مجکو بلائے جاتے ہو کسوقت آؤن مین ۔ تم حور ہو بہشت مین شام و سحر نہین
انداز تجھ مین حور کے ہین ڈھب پری کے ہین ۔ یہ بات آدمی کے لیے اے قمر نہین

ملکہ نے یہ اشعار سنکر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحب ۔ مجھے بھی جدا ہونا تمسے بہت شاق ہے مگر مالک نے طلب فرمایا ہے کیونکر بجاؤن فرمائیگی کہ معشوق کو پہلو مین بٹھاکر ایسی مغرور ہوئی ہو کہ ہمارے پاس آنا ناممکن ہی جانے آنے مین مجکو عرصہ ہو گا علاوہ ازین پہلے جو طائر آیا تھا اور نامہ لایا تھا اسمین یہ لکھا تھا کہ کیا کر رہی ہو مین نے صاف صاف جواب دیا یہ مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر جانشین صاحبقران سے مجھے واسطہ ہوا انکو مین نے باغ مین جگہ دی ہے اب انھون نے مجکو یہ لکھا ہے کہ ذرا ہمارے پاس آؤ تھوڑی دیر ٹھہر کے چلی جانا مین مجبور ہ حاضر ہون کیا عرض کرون **قطعہ**

حرارتِ جگری سبب اثر نہین ہوتی ۔ ابھی حضور کو اسکی خبر نہین ہوتی
وصالِ یار مین کب جاگتی نہین تقدیر ۔ ہماری آنکھون مین کس دن سحر نہین ہوتی
خدا کی شان کہ سرگرم انتظار ہون مین ۔ یہ رتجگے کی ہمین کو خبر نہین ہوتی
شبِ وصال کے جھگڑے ہین دید کے قابل ۔ تمام عمر بھی اسکی سحر نہین ہوتی ق
تنک مزاج اسقدر ہین وہ ہم زبان بڑھاتے ہین ۔ زیادتی پہ طبیعت کدھر نہین ہوتی
ہمین تمہاری محبت نے کر دیا بیچین ۔ دگرنہ یارون کی میلی نظر نہین ہوتی
مذاق سے ابھی ہنسنا انھین نہین آتا ۔ ابھی نمائش سلک گہر نہین ہوتی
ٹپک رہا ہے لہو چشم تر سے رنگ ہے زرد ۔ یہ حال اور انھین کچھ خبر نہین ہوتی
صفیر بس یہ طلاقتِ زبان لکن پر ۔ کہانی تیری کبھی مختصر نہین ہوتی

یہ اشعار پڑھکر وہ نازنین زار زار رونے لگی اشک جو رخسار پر بہے مالک نے دامن سے پاک کیے کہا صاحب کوئی تسکین کی تدبیر بتاؤ نازنین نے کہا آپ بھی چلیے سپہ سالار قدرت سے

ملاقات ہوگی مالک نے پوچھا سپہ سالار قدرت کون ہین اُسنے کہا آپ سے شناسا ہو نگے جری
بہادر صف شکن تیغ زن حسن مین بے نظیر دو مین خاص اسواسطے آپ کو لیے چلتی ہون کہ ہماری
افسر صاحب آپ کو دیکھکر رشک کرین اپنے مقام پر فرمائین کہ ملکہ سمن نے ہمارے معشوق سے بہتر
معشوق پیدا کیا حسن مین جمال مین جرأت مین تم کیا کسی بات مین کم ہو یقین ہو کہ حسد کرین مگر تمھارے
ہاتھ انصاف ہی کہ اُنکا جمال دیکھکر پھسل نہ جانا مالک نے کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی
اگر ہزارہا معشوقان پریچہرہ جمع ہون تو میری نگاہ تمھارے جمال پر رہے کبھی کسی معشوق پر توجہ نہو
دل تمھارے قبضے مین ہی میرے اختیار مین نہین مگر مین ساتھ چلونگا تنہا گھبراؤنگا اُس نازنین نے
تخت سحر تیار کیا مالک کو اُسپر سوار کیا اور آپ بھی پہلو مین بیٹھی چند کنیزین پاس بٹھالین تخت کو
اُڑاتی ہوئی چلی راہ مین سمجھاتی ہی کہ ای مالک وہ مرتبے ملینگے کہ قدرت اپنے لشکر کا تمکو بادشاہ
کرینگے اگر وہ سپہ سالار کہلائینگے تو تم بادشاہ کہلاؤگے مین مرتبے مین صندل جادو سے کم نہین ہون
تم کسی طرح بر رشک وحسد نکرنا برابر اُنکے بیٹھنا بی صندل پر نگاہ نہ ڈالنا اُنسے محبت کرنا دردسر کا
پیدا ہونا ہی مالک فرماتے ہین ای ملکۂ عالم مین تو صاف کہچکا کہ پریزادون کے حسن کا بڑا شہرہ ہی اگر مجمع
پریزادون ظاہر ہو تو اُنپر نگاہ نہ ڈالون دل تمکو دیدیا اب تمھین رنج وراحت کا اختیار ہی کوئی ساعت
مجھسے جدا نہو نا نازنین نے کہا ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران قدرت کو رنج دینے آتے ہین وہ
چاہتے ہین برابر قیصر سکندری کے پہونچون تمکو اُنکے مقابلہ کے لیے مقرر کیا جائیگا مالک نے کہا اگر
قدرت یہ پرورش فرمائینگے تو ایک نیزے پر ایرج کو اُٹھاؤنگا مجھے کیا کسی کے مقابلہ مین عذر
ہی جہان خداوند بھیجینگے وہان جاؤنگا اب دور سے مالک نے دیکھا کہ ایک لشکر منزلون
کے گردمین اُترا ہی روشنی لشکر مین جابجا ہورہی ہی مرکب جابجا بندھے ہین ایک بارگاہ سے گانے
کی آواز آتی ہی ملکہ سمن نے کہا ای مالک وہ سامنے بارگاہ سپاہ سالار قدرت ہی بی صندل جادو
نے جلسہ آراستہ کیا ہی تم بھی چلکر شریک صحبت ہو ہم تمھارے پہلو مین بیٹھینگے بی صندل کو بھی رشک
ہوگا مالک نے کہا نہین معلوم وہ کون شخص ہی ہندوستانیون کو اپنی وضع پر بڑا غرّا ہی ہم لوگ جبا وقبا
پہنتے ہین جو پہلوانون کی وضع ہی وہ ہماری بھی وضع ہی مثل عورتون کے ہم لوگ بناؤ نہین کرتے ملکہ سمن
نے کہا تمھارا یہی بناؤ کافی ہی تخت آن کر بارگاہ مین اُترا مالک کی نگاہ لندھور پر پڑی لندھور

کھڑے ہو گئے کہا ای شہریار آئیے بن آپ کا بہت مشتاق تھا مالک و لند ھور آپس مین بغلگیر ہوے
لندھور نے لا کر مالک کو اپنے پاس بٹھایا سمن جادو کو صندل نے اپنے پہلو مین جگہ دی مالک
نے دیکھا کہ بہرام و فرہاد و ارشیون بھی بیٹھے ہین اور معشوقان پریچہرہ سب کے پہلو مین جام
شراب بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ایک مہ جبین میٹھی جوبلی
یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی نظم

تون سے مدعا کھایگا رہے مدعائی سے
نزاکت سے گل رخسار کا جوبن ٹپکتا ہی
مقدر سے بٹے روکھا کو سو کھا اسپہ قانع ہو
شکایت رنج کرتے ہو کہ شکوے کو بڑھاتے ہو
وہ سرگشتہ ہون مرنے پر مری مٹی ہنا سے منگے
سیبون کا سنگا آخر آنکھین آشفتہ کرتا ہی
چلینگے جب تک اعضا اس جہان سے اک سفر ہوگا

دل اپنا ہاتھ مین لے لے پرانی آشنائی سے
نہ ٹھہرا ایک دن گلگونہ عارض کی صفائی سے
بشر کو چاہیے پرہیز منعم کی رکھائی سے
ہمارا ذکر کرتے ہو مگر کس کس برائی سے
بگولون کو نہ ہوگا خاک حاصل بادپائی سے
گریبان چاک پھولون کا ہوا رنگین ادائی سے
کرینگے قطع ہم راہ عدم بیدست و پائی سے

فرہاد خان و ارشیون نے اٹھکر مالک کو سلام کیا مالک نے دونون کو گلے سے لگایا کہا ای فرزند
باپ کے ساتھ رہو مگر فرزندان حمزہ سے اپنے کو بچانا فرہاد خان نے کہا کہ ای عم نامدار میرا لقب ہی
یکضربی ایک ہی ضرب ہو بدست مین حریف کو پیوند خاک کرتا ہون آپ کا تشریف لانا بہت مناسب
ہوا مالک نے طرف سمن کے دیکھکر کہا کہ مین ایرج نوجوان کو روک لونگا تا بہ قصر سکندری
نہ جانے دونگا لندھور نے کہا کہ ای برادر ہمارا اور تمھارا سرحد پر قبضہ ہوگا اس سرحد مین کسی کو نہ آنے
دینگے اگر صاحبقران آئے تو انکو بھی شکست دینگے داراب گلبرگی عیار لندھور کا جنگل
مین فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا خدمتگار بنکے لشکر مین آیا بارگاہ مین لندھور کی پہونچا دیکھا کہ مالک
بھی بیٹھے ہین اور ذکر اپنی جرأت کا کر رہے ہین داراب کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ ای
داراب اگر یہ نوجوان مقابلہ مین ان شیرون کے پہونچے تو بڑا اکشت و خون ہوگا یہ لوگ بھی
جری و بہادر ہین ہاے یہ کیا انتظام ہوا فلک نے کیا انقلاب دکھایا اس سوچ مین داراب
بہ اجاکد لیے خوش دلی مین آئی ہزار نا طار بارگاہ مین آکر زمزمہ سرائی کرنے لگے داراب حیران کہ

یہ کیا معرکہ ہی صندل نے کہا تھا ہوشیار ہو جاؤ قدرت کی آمد ہی لندھور و مالک سنبھل نہ سکے
معشوقین اُٹھکر ٹہلنے لگین کہ ایک وَنا ہوا زمین ہل گئی سب کی آنکھین بند ہو گئین اب جو
آنکھین کھلین تو دیکھا کہ وسط بارگاہ مین ایک تخت زبرجدی بچھا ہے گرد چند شخص بصورت
مہیب کھڑے ہین داراب نے دیکھا کہ اُسپر جو شخص بیٹھا تھا اُسنے نعرہ کیا کہ منم بقراط ثانی
ای صندل ای سمن وای زعفران اُٹھکر سجدے کرو سب جادوگر بنان اپنے مقامات سے اُٹھین
لندھور و مالک وغیرہ کو اشارہ کیا یہ سب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے سامنے تخت کے آکر
برای سجدہ خم ہوے بقراط نے آواز دی ای لندھور و مالک وغیرہ سر سجدے سے اُٹھاؤ
سجدہ تمھارا قبول ہی لیکن جاکر نورالدہر و ایرج کو گرفتار کرکے لاؤ یہ ستون کی آڑ مین کون شخص
کھڑا ہی کہ سجدے کو قدرت کے نہین جھکا اسکو گرفتار کر لو ایک کنیز نے داراب کا ہاتھ تھاما تھا اس
نے خنجر مارا کہ کنیز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا کود کر داراب بھاگا بقراط نے کہا ای لندھور یہ تمھارا
عیار تھا کہ بے ادبانہ داخل بارگاہ ہوا کیون صندل یہ خیال نہ کیا صندل جادو عذر کرنے لگی
کہ یا خداوند اسوقت جو آپ آئے کنیز مبہوت آپ کے جمال کو دیکھ رہی تھی کیا مجال ہی کہ غیر شخص اس
بارگاہ مین قدم رکھے کنیز کو سب طرح کا خیال ہی اسوقت قدرت کہان سے تشریف لاتے ہین
بقراط نے کہا قدرت بالاے عرش بیٹھے گئے تھے وہان خیال آیا کہ بندگان ہمارے جمال
سے محروم نہ رہین قدرت بلاتکلف چلے آئے جانتے تھے کہ محبت تنبیہ کی ہی یہ خیال نہ تھا کہ عیار
مکار بارگاہ مین داخل ہی مگر ای صندل جادو تم لوگونکا کام خوب پورا ہوا اب نورالدہر و ایرج
سے مقابلہ پڑے تو احوال کھلے کہ یہ لوگ کس راہ پر ہین لندھور و مالک نے ہاتھ باندھکر عرض
کی یا خداوند فرزندان صاحبقران کو ہمسے لیجیے کل ہمکو خبر ملی تھی کہ وہ لوگ لشکر گران لیے ہوے
آتے ہین چند ملک الخون سنکے فتح کیے صندل جادو سے بقراط نے کہا ای قوت بازو وای زینت
پہلو آتش جادو و زعفران پوش عشق مین ایرج و نورالدہر کے مبہوت ہو رہی ہین وہ ہمہ تن
آمادہ ہین کہ ان جوانون کو ساتھ لیکر تا بہ قصر سکندری آئین ان دونون کی تدبیر بھی واجب و لازم
ہی ورنہ وقت پر وہ تمھارے سحر مین دست انداز ہونگی سمن و صندل نے دست بستہ عرض کی آج
اُن دونون کی فکر ہم کرینگے اُنکو بھی بلاکر اسی بارگاہ مین داخل کرنے مین ابھی تو فکر مالک کی تھی

وہ تو آگے ایرج کے مقابلہ پر آمادہ ہین کہ ایرج سے مقابلہ کرینگے داراب باہر پھر رہا ہی اس
فکر مین تھا کہ پھر اندر جاؤن ایک خدمتگار کو باتون مین لگا کر بیہوش کیا پھر داراب اندر آیا جیسے
ہی داراب نے اندر قدم رکھا بقراط نے کہا ای صندل جادو مسلمان کی بو دماغ مین آتی ہی
صندل جادو کچھ انگلیون پر شمار کرنے لگی داراب پھر باہر نکل گیا حیران ہی کہ ای داراب کیا
کرون کیونکر اس بھیا کی گردن لون کئی مرتبہ داراب اندر گیا اور بقراط نے وہی کلمہ کہا کہ ای صندل
ہوشیار ہو جاؤ جب صندل نے انگلیون پر شمار کیا داراب باہر نکل گیا صندل جادو نے عرض
کی یا خداوند سوا معتقدین قدرت کے کوئی غیر اس بارگاہ مین نہین ہی قدرت باطمینان بیٹھین
مالک و لندھور وغیرہ ہاتھ باندھے سامنے بقراط کے کھڑے ہین جوش و خروش دمبدم بڑھتا جاتا ہی
یہی کہ رہے ہین یا خداوند اب آپ ایرج و نور الدہر سے مطمئن رہین یقین ہی ہمارے لشکر کی آمد
سنکر بھاگ جائین اور اگر مقابلہ آئے تو سزا دینگے بقراط سر ہلا رہا ہی کہتا ہی ای بندگان مین تمھے
سب طرح کی امید ہی تمھارے بقراط پرست ہونے مین بعید ہی معشوقان پرچہرہ تمھارے ساتھ
آگئین انکے ہوش کرو مگر فرزندان حمزہ کو سرحد سے نکالدو لندھور نے کہا آپ ملاحظہ کرینگے کہ ہم انکو
نکلوا جانے دینگے بقراط نے کہا اگر وہ قدرت کے سامنے آوین تو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانین
فوراً سجدہ کرین مگر جو لوگ گئے یا شریک ہوئے یا مارے گئے آتش و زعفران پوش بڑا دعوی
کر کے گئین جاتے ہی بحر مسلمانان مین پھنس گئین اب صندل جادو انکو بلا لے تو قوت انکی کم ہو
تمھارے پہونچتے ہی دونون کا انتظام ہو جائیگا صندل و ہمن وغیرہ یہ سب تو فکر کرینگی قدرت
بھی اقتدار مضبوط کر دینگے یہ کہتے بقراط نے ایک نعرہ کیا کہ منم خداوند بقراط ثانی پھر سب کی آنکھین
بند ہو گئین اب جو آنکھین کھلین بقراط کو اس مقام پر نہ پایا صندل نے کہا ای داراے ہند
قدرت کو تم لوگون کی خاطر منظور ہوئی کہ صورت اپنی دکھا گئے کہ تم لوگ بے شکایت نہ کرو کہ ہمنے جمال
قدرت نہین دیکھی مگر داراب نے جب دیکھا کہ بقراط چلا گیا دیر تک کھڑا ہوا رنگ محفل دیکھا کیا
مالک و لندھور مین وہ خلق و نسبت پایا کہ جنگ کا بالکل ذکر نہین ہمن نے مالک سے یہ کہا
کہ کیون صاحب تمھارا منشا یہ جو مقابلہ مین آئے ہی مالک نے کہا مین ان سب کو لاتا ہون جنھے اطاعت
سے انکار کیا اسکو زبان شمشیر جواب دونگا بیٹے کی کیا مجال ہی کہ اطاعت سے انکار کرے شبخون نامے

قزاق وہ میر ازیر کردہ ہی یہ کہکے مالک اُٹھے نیزہ ٹیکتے ہوے باہر نکلے پشت مادیان پر سوار ہوے یہان ابراہیم مع اٹھارہ امیر زادون کے داخل بارگاہ ہی پوچھ رہا ہی کہ آج کئی دن گذرے کہ مالک پلٹ کر نہین آے کہ ہرکارے نے خبر دی کہ مالک لشکر لندھور سے آتے ہین شبخون براے استقبال نکل آیا کنارے پر لشکر کے آگے سلام کیا مالک نے کہا ای شبخون ہسے اور لندھور سے مصالحہ ہو گیا اگر ہماری اطاعت چاہتے ہو تو لشکر کو اُٹھا کر لیچلو اب ہم کوچ کرینگے منظور ہی کہ ایرج نوجوان کو گرفتار کر لادین ای شبخون سوچو تو پیدا کرنے والے سے بغاوت کیا معنی آغین قدرت کا حکم ہوا ہی کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہین تو سر حد سے نکلجا ئین و.. نہ لندھور جا کر نور الدہر کو گھیر لینگے اور مین ایرج کا پیچھا کرونگا لندھور کو تو اختیار ہی مگر مین زندہ ایرج کو نہ جانے دونگا ایک ضرب نیزہ کافی ہی شبخون نے یہ باتین سُنکر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مالک شبخون سے باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے ابراہیم نے سلام کیا مالک نے مُنہ پھیر لیا اور کہا ای فرزند لقراط ثانی کو سجدہ کرو ورنہ آمادۂ مقابلہ ہو یہ جوان تو تعلیم یافتۂ صحبت اسد غازی ہین ابراہیم نے کہا آپ تشریف لیچلیے ہم سب کو لیکر حاضر ہوتے ہین شبخون کو بھی اشارہ کر دیا آنے ہی کہا حضور مین سب کے ساتھ حاضر ہوتا ہون جو آپ کی راے امین ہین کیا عذر ہی مالک پلٹے مادیان پر سوار ہو کے پھر اُسی بارگاہ مین آے سمن سے کہا ای جان جہان تو لشکر تو میرا آتا ہی مین نے اس طرح سے کہا کہ اُن لوگون نے اقرار کیا ہی کہ ہم آتے ہین سمن نے کہا ای مالک اس قول فعل کا اعتبار نہین ابراہیم وغیرہ اٹھارہ نوجوان ہمراہیان اسد غازی ہین وہ ضرور فتور کرینگے مالک نے کہا اگر فتور کرینگے اپنی جان سے ہاتھ دھوئینگے سمن نے کہا تم پھر جاؤ اپنے ساتھ لیکر دوبارہ مالک لشکر مین گئے ابراہیم نے باصرار کہا کہ مین حاضر ہوتا ہون سب فوج کو تسخیر کر لون تو حاضر ہون قزاق لوگ فتور کرنے والے اس لشکر مین ہین ہم سب لقراط ثانی کو سجدہ کرینگے آپ جا کر شریک صحبت ہون ہم رات ہی کو لشکر لیکر آوینگے اور آپ کی خدمت کرینگے مالک پلٹ گئے آکر جلسہ مین بیٹھے معشوق پہلو مین ایک نازنین نہایت چست و چالاک بیباک یہ غزل گانے لگی نظم

اس رُخ کا ہی تیرے دلِ بیتاب مین جلوہ	ہو آتشِ مہر کا سیماب مین جلوہ
یوسف سا حسین کوئی مرے ہاتھ لگے گا	اک حور کا مین دیکھتا ہون خواب مین جلوہ

منم لندھور بن سعدان + ایک طرف سے مالک نے نعرہ کیا نعرۂ مالک منم مالک اژدر
خشمگین + سپہ دار در لشکر کافرین + ایک جانب آکر بہرام نے نعرہ کیا نعرۂ بہرام منم گرد بہرام
خاقان چین + کہ از ہیبتم لرزد روزمین + ایک سمت سے فرہاد وار شیون نے نعرہ کیا کہ
منم سپہ سالار لشکر بقراط ثانی گرد دیکھا کہ قزاق مثل شعلہ ہائے جوالہ لڑ رہے ہین گرد ورتے ہین کہ
سحر نہو جائے کبھی آگ لگائی کبھی عناصر کا دُمِن مالک اندھیرے مین باہر نکلے ایک مرکب عربی
تیار تھا اُسی پر سوار ہوکر چلے کہ مالک نے ابراہیم کو لڑتے دیکھا للکار کر آواز دی کہ او فرزند
ناسعادتمند مین نے تجکو پہچانا اب کہان جائیگا ابراہیم نے بھی مرکب پھیرا اور سامنے آیا
کہا ای والد نامدار الامر فوق الادب یہ کہکے نیزہ دکھایا مالک نے نیزہ مارا کہ سنان نیزہ پر
اسکو اُٹھالون زمین پر مارون کہ استخوان چور چور ہون ابراہیم نے نیزہ خالی دیکر نیزہ مالک
پر مارا مالک نے سینے کو بچایا ابراہیم نے نیزہ گھوڑے کی آنکھ پر مارا نیزہ گھوڑے کی آنکھ
مین در آیا مرکب چرخ کھانے لگا ابراہیم نے ہاتھ نیمچہ کا مارا کہ سر مالک کا زخمی ہوا بر ش
پڑا استرشانہ نشست پہلو مالک کے زخمی کیے لیکن مالک چاہتے ہین کہ کلائی پر ہاتھ ڈالدون
مگر ابراہیم نے اس جلدی مین نیمچے مارے کہ مالک کلائی پر ہاتھ نہ ڈال سکا اور ابراہیم بھاگا
مالک نے آواز دی، سے لینا چند افسرون کو مار کر ابراہیم نکلا مالک کو اُٹھا کر لوگ سامنے لندھور
کے لائے لندھور بہ قہر و غضب چلے سامنے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ لڑتا ہوا آتا ہے لندھاوہ بن
لندھور نے جو باپ کو دیکھا آواز دی کہ ای پدر بزرگوار صاحبقران زمان کو اپنی صورت
کیا دکھائیے گا لندھور نے للکارا کہ او ناسعادتمند تجکو اپنے فعل کا اختیار ہے جو چاہا سو کیا
حمزہ کے ہم غلام زر خرید ہین قدرت نے یہ خاطر کی کہ خود ہماری ملاقات کو آئے ہم
اُنکے مذہب کا پاس نہ کرین لندھاوہ ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا قبلہ و کعبہ مین کیا آپ کے
حکم سے باہر ہون بقراط ثانی کی بھی خدمت کرونگا قریب آکر کھڑا ہوا کہا و پیچھے پشت پر
کون کھڑا ہے جیسے ہی لندھور پلٹے لندھاوہ نے ہاتھ مارا برابر کی تلوار تھی تلوار نے
خوب کاٹا دوسرا ہاتھ شانے پر مارا قبیل بن قبل نے دم دیکر فرہاد خان کو زخمی کیا
ساحرون نے آواز دی سکان یہ حال دیکھکر گھبرایا اور خیمہ پر آکے پکارا ای ملکہ صندل

دشمن جادو باہر آؤ سحر سے ان ظالمون کو رد کو ایسا نہو افسر اعلیٰ کوئی مارا جاے جیسے ہی اکو سکان نے یہ آواز دی صندل جادو وملکہ ثمن وغیرہ پانچون جادوگر نیان اسباب سحر کو ہاتھ مین لیے ہوے نکلین دیکھا لندھور و مالک وغیرہ زخمی پڑے ہوے کراہ رہے ہین شہزادون نکا جو یہ حال دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اسباب سحر جھولی سے نکالے ابراہیم کو بڑھ کر داراب نے خبر دی ای شہریار ماشاراللہ خوب لڑے خوب انکو سزا دی ابراہیم نے کہا ای داراب کیا مین انکو تابہ نورالدہر وایرج جانے دونگا ہر منزل پر بھٹو کو نگا داراب نے کہا ای شہریار اب جانے جادوگر نیان باہر آئی ہین سحر تیار کر رہی ہین ایسا نہو انکا سحر چل جائے اور آپ کے دو چار سردار گرفتار ہون تو مشکل پڑیگی لشکر لندھور بہت ہی ساتھ لاکھ کا فر جمع ہین سکان ہشتقصدی سات لاکھ فوج لیکر آیا تھا وہی سب جادو ہی ایک ایک نام مسلمان کا دشمن یہ سنتے ہی ابراہیم نے بوق کرے نکالکر بجایا یمین آواز یہ تھی کہ ای قزاقان بدرر و یدر گھوڑے چپکا چپکا کر قزاق نکلے جس غول پر رخ کیا انھون نے راستہ دے دیا یہ لوگ اڑتے بھڑتے نکلے پانچ کوس پر جاکر ابراہیم ٹھہرے قزاق فرداً فرداً آئے صندل نے جو سحر کیا کئی ہزار ساتھ والے دیوانے ہوگئے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

خان کا ہے تو بارے سوال کر بیٹھے	بھلا حضور بھی دل کو سنبھال کر بیٹھے
فساد ہم مین قیبو نہین ڈال کر بیٹھے	جو بیٹھے بزم مین تو یہ کمال کر بیٹھے
وہ مشکل دوست ہین لازم نہین حضوری مجھ	لگن مین جبکہ تمہارا خیال کر بیٹھے
پھڑک رہے ہین سر بزم صورت بسمل	تمہارے واسطے صوفی یہ حال کر بیٹھے
جو دیکھا عالم ارواح مین جمال آپکا	ہوا نہ ضبط خدا سے سوال کر بیٹھے
ہماری بزم مین آتے ہوے وہ ڈرتے ہین	جو بیٹھے بھی تو بہت دیکھ بھال کر بیٹھے
سنے ہمارے فسانے کو جو کوئی آکر	تو دونون ہاتھون سے دلکو سنبھال کر بیٹھے
یہ اہل درو کی محفل ہے وا غضو ہشیار	جو بیٹھے یان وہ ذرا دیکھ بھال کر بیٹھے
بلا سے بیکرون عاشق ہے ہماری طرح	تمہین جہان نہین عدیم المثال کر بیٹھے
ہمین نہین کہ جسے سر بہت پڑھایا تھا	خبر نہین یہ کسے پائمال کر بیٹھے

جو کچھ کہ ہمنے کہا ہو تمہیں بھی کہہ ڈالو	تمھارے رونے کے صدقے ملال کر بیٹھے
بھری ہوا ہے دل وہ دلفریبوں سے	اثر کو چاہیے یاں دیکھ بھال کر بیٹھے
بنے تھے ہم تب نہال رازدار اچھے	خدا کے سامنے اظہار حال کر بیٹھے
صفیر جانے کو کہتے ہیں وہ تو جانے دو	اب اپنے دل کی تو حسرت نکال کر بیٹھے

صندل جادو نے دیکھی کہ ہمارے لشکر والے دیوانے ہو گئے اپنے ساتھ والوں کو قتل کر رہے ہیں اور ہاہو کا شور ہے اسی جھگڑے میں صبح ہو گئی تو لوگ گردش میں مبتلا تھے انکے سر سے **صندل** نے سودا اتارا **لندھور** کے قریب آئی کہا ادوارا سے ہند تمکو نے زخمی کیا **لندھور** نے کہا ہیں اپنے فرزند کے ہاتھ زخمی ہوا وہ جعلساز مکار **اسد غازی** کے ساتھ رہا ہے دغا بازی حیلہ نشین کرتا ہوا میرے قریب آیا کہا دیکھیے آپ کی پشت پر کون ہے میں تو پلٹا اس نامرد نے ہاتھ تلوار کا مارا تن زخمی ہوا دوسری مرتبہ میں نے ارادہ کیا کہ اسکی تلوار تھام لوں ایک قزاق نے پشت پر سے تیر مار دیا اسوجہ سے میں زخمی ہوا اگر پکڑ پاتا تو گرگ کے مارڈالتا ہر چند کہ میں زخمی تھا مگر دو سامنے سے بچا لیا میں ناچار گھوڑے سے گرا جادوگرنیاں ان سب زخمیوں کو اٹھا کر بارگاہ میں لائیں زخمدوزی کی **لندھور** نے کہا اب اگر شبخون آئیں تو احوال معلوم ہو **مالک** نے کہا ان شاء اللہ یہ ہوگا جب گردش آئی تو آگے بڑھ کر روکونگا مگر **ابراہیم** کی قضا دامنگیر ہو انکے قتل کی ہی تدبیر ہے جس وقت سامنا ہوگا دیکھوں تو کیا چالاکی کرتے ہیں اب تو میں ایسا دھوکا نہ کھاؤنگا سامنا ہوتے ہی دیکھ بھال لونگا صلاح کرکے **مالک** مسلح ہوئے اور بارہ ہزار جوان ایکدوسری جانب طلایہ برائے حفاظت باتش و ناظر پوش کی صدا دینے لگے اگر کوئی لشکر سے بھی نکل گیا وہ پھر پلٹ کر آیا تو اسے تیر مار دیا آخر سپہ سالاروں نے آکر عرض کی کہ حضور بے سمجھے قتل نہ کیجیے یہ تو لشکر والے ہی مارے گئے **مالک** نے کہا اب سمجھ کے قتل کرینگے میں حیران ہوں کہ آج یہ نامرد کیوں نہ آیا وہاں ابراہیم قزاقوں کو لیکر پانچ کوس پر اترا گرد اراب بھی انھیں کے ساتھ تھا پہر رات گئے **ابراہیم** نے کہا ای داراب خبر تو لاؤ **داراب** گیا تھوڑی دیر میں کا ہنستا ہوا آیا کہا ای شہریار آج **مالک** طلایہ پر ہیں لاف وگزاف کر رہے ہیں آج دھوکا دیجیے نہ جائیے ابراہیم نے کہا اگر آج نہ گئے تو کچھ نہ کیا سب سرداروں نے کہا

ان کے مزاج مین حیلہ ازحد ہی ہر اک دانا اب جسقدر سمجھاؤ گے انکو ضد ہوگی غرور شبخون مارینگے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری اور آدھی رات کا وقت آیا ابراہیم نے بوق ترکی بجایا سب قزاق تیار ہوکر سامنے آئے لندھاوہ بن لندھور سے کہا کہ تم دو ہزار جوان لیکر پہلے جاؤ مالک کو لگا لیجاؤ پھر ہم آکر لشکر کی سرکوبی کرینگے لندھاوہ بن لندھور دو ہزار جوان ساتھ لیکر سامنے لشکر کے پہونچا مالک پہنگاہ خود دیکھ رہے تھے للکارا کہ او نامرد ٹھہر اتورہ لندھاوہ نے سامنے سے گھوڑا بھگایا مالک نے پیچھا کیا جب جنگل مین پہونچے تو لندھاوہ نے پلٹ کر ایک تیر گھوڑے کی آنکھ مین مار دیا گھوڑا مرکر گرا مالک کو دو ہزار قزاقون نے گھیر لیا قریب کوئی نہین آتا دور سے نیزہ و تلوار دکھاتے ہین اور بھاگتے ہین مالک نے اگر مشکل ایک قزاق کو پکڑا دوسرے نے پشت پر سے آکے نیزے کی ڈانڈ ماری مالک پلٹے جسکو پکڑا تھا وہ رہا ہو کے بھاگا مالک تو اس خیال مین پریشان ہین لشکر والے مطمئن بیٹھے ہین کہ بوق ترکی کی آواز آئی کہ منم ابراہیم تیغ زن غلام اسد صف شکن نعرہ کر کے جو لشکر پر گرا تہلکہ ڈال دیا ہزارون کو کشتہ کیا خیمون مین آگ لگائی ملنا ہین کاٹین جس بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہوتا ہی اُس بارگاہ کے سر پر ایک فتیلہ بارود کا پھینکا وہ بارگاہ جلنے لگی عندیل نے لندھور سے کہا کیون صاحب دیکھتے ہو یہ بدعت ہو رہی ہی پانی برسا کے آگ بجھائی مگر لندھور باہر نکلے دیکھا سارا لشکر لٹ رہا ہی قزاقون نے قیامت برپا کی ہر غول مین قزاق موجود ہین بوق ترکی بج رہا ہی پلٹنون اور رسالون مین گھسے ہوے بڑے لطف سے شمشیر زنی کر رہے ہین کیا عجب ہی زبان شمشیر و کلہ ر خود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو علم سب تعظیم کو اُٹھے ہین پریشانی مین بال کھولے ہین کچھ سوار تلاش مالک مین چلے یہان مالک اپنی جان سے بیزار ہو رہے ہین ہر طرف سے قزاقون کے حملے مالک جب دست راست کیطرف دوڑے تو طرف سے دست چپ کے حملہ ہوا جدھر جاتے ہین رنج اُٹھاتے ہین ہر کس و ناکس مالک پر تلا ہوا ہی کئی زخم مالک نے کھائے ہین سوارون نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آپ تو یہان گھرے ہین وہان صاحبزادے نے سارا لشکر لوٹ لیا مالک پلٹے مع قزاقان سے لڑ بھڑ کے نکلے کسی سوار نے اپنا گھوڑا دیا مالک طرف لشکر کے چلے قزاقون نے تالیان بجائین کہ بھاگا ہی بھگوڑا ہی مالک

غصے مین پھٹتے ہین قزاق بھاگ کر دور کھڑے ہوتے ہین لیکن لندھور نے قصد کیا کہ مرکب پر سوار ہوکر جا پڑون صندل جادو نے دامن پکڑ لیا کہا خدا کے لیے سنجاؤ دیکھتے ہو تماشا کا ہنگامہ ہی ایسا ہو قزاقو نہین جا کر گھر جاؤ میرے دل کی عجب کیفیت ہی اس ہنگامہ کو دیکھکر میرے دل کی یہ صورت ہی نظم

مولی بیجے اسے یہ مال ہر سستا ٹھہرا
بھیجکر خط مین گنہگار رسوا پا ٹھہرا
مبتلائے غم جانکاہ رہا فرقت مین
ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ روکر بولے
چاند شرما گیا رخ کے جو مقابل آیا
حال بیتابیون کا ہجر مین کیا پوچھتے ہو
توڑکر جوڑتے ہین شیشۂ دل کو میرے
گل شگفتہ ہوئے گلزار مین بلبل چہکی
کلیان کو نسے ملتے ہین عوض بوسون کے
یار کی حشر پہ موقوف ملاقات رہی
شام ہوتی نہین پر عمر گھٹی جاتی ہی
دل مرا لیکے وہ کس ناز سے فرماتے ہین
تورآنے کا کیا یار نے وعدہ کیونکر

دل کا اک بوسۂ گیسو پہ ہی سودا ٹھہرا
سیسہ انا مہ مرے محبوب کا پرچا ٹھہرا
درد سینہ مین اٹھا درد تو دل کا ٹھہرا
کیون اچھلتا تو نہین اب تو کلیجا ٹھہرا
ای حسین حسن مین تو بدر سے اچھا ٹھہرا
دل یہ تڑپا کہ نہ تا صبح یہ اصلا ٹھہرا
آنکے نزدیک تو یہ کھیل تماشا ٹھہرا
سبب لطف چمن وہ گل رعنا ٹھہرا
تہ لگا کر انھین یہ میرا ادبارا ٹھہرا
آج مشکل سے مگر وعدۂ فردا ٹھہرا
طول مین دن شب فرقت زیادا ٹھہرا
اب تمھارا تو نہین مال ہمارا ٹھہرا
کس طرح طی یہ بکھیڑا ہوا اب کیا ٹھہرا

صندل نے جو یہ اشعار بحسرت پڑھے سب معشوقین رونے لگین کہا صاحب جو ہم سمجھے تھے کہ یہ جلسہ بلطف قائم رہیگا مگر ان قزاقون سے تو بے طور بچھا لیا ہی شرارہ جادو جو ارشیون پر عاشق ہی اسنے کہا بی بیو کیون روتی ہو مین ابھی جاکر سب کو نفسانی ہون یہ کہکر اسنے کالی دوپٹہ کی باندھی جس مقام پر غول قزاقون کا تھا وہان جا کر اتری اور جھولی مین اپنا ہاتھ ڈالا کہ ماش کے دانے نکالون اور سب پر ماردون اور ایسا سحر کردون کہ سب کے گھوڑے رہروی سے باز رہین اور اہل فوج ان سب کو مار ڈالین دونون مٹھیون مین

دشمن کے واسطے ارادہ ہوا کہ پھینک مارون قبیل بن مقبل جو پشت پر کھڑا تھا اُسنے
کمان کیانی وضع سے اُتاری تین بھال کا تیر کمان مین پیوست کیا تاک کر پشت پر مارا سینے
کو توڑکر پار گذرا تھرّا کر ساحرہ گری ایک قزاق نے سر کاٹ لیا مرنا اس جادوگرنی کا ارشیون
جو بہادرے فرہاد مین کھڑے تھے زمین مین گر کر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش
آیا اپنے جسم پر بت طلائی دلفریب آراستہ دیکھے اور بھائی کو بھی اسی حال مین دیکھا باپ کو
دیکھا کہ یہ بھی بت گلے مین ڈالے کھڑے ہین جل کر کے اُٹھا کہا کیون قبلہ و کعبہ یہ بت کسنے
ہمارے گلے مین ڈالے لندھور نے کہا ای فرزند یہ نشان ہی لقراط پرستون کا ارشیون
نے کہا ہمین سحر مین پھنسا کر یہ کام کیا تلوار کمر سے کھینچی لندھور پر ہاتھ مارا لندھور کا سر زخمی ہوا
لندھور نے زخم کھا کر ہاتھ مارا کہ سر ارشیون کا زخمی ہوا فرہاد بھی طرف ارشیون کے
متوجہ ہوے کہا او نالائق باپ پر ہاتھ مارا ارشیون نے کہا جب مذہب ہاتھ سے گیا تو
باپ بھائی کیسا معلوم ہوا کہ موت لیکر اس مقام پر آئی تھی یہ کہکے لڑنے لگا ابراہیم کو داراب
نے خبر دی کہ ارشیون قتل ہوا چاہتا ہی تین جوانون نے برابر گھیرا ہی بہرام و فرہاد و
لندھور تلوارین کھینچکر بڑھے ہین ابراہیم نے آواز دی کہ ای شمخون ارشیون کو بچا کر
نکال لاؤ یہان ارشیون دیوانہ وار سر سے خون بہ رہا ہی تیزون کے وار خالی دیتا ہی جس
کسی کی تلوار پڑ گئی شانہ یا پشت یا پہلو زخمی ہوا صندل منع کر رہی ہی کہ ہان ای لندھور یہ کیا
کرتے ہو ہم اسکو بھی درست کیے لیتے ہین خداوند سے باغی نہونے پائیگا لندھور غصے مین
ہین کچھ جواب نہین دیتے معشوقہ بہرام بہرام کو روکتی ہی کہ صاحب جو تم تامل کرو ہم دیکھو ابھی
سمجھا کے دیتے ہین کوئی نہین سنتا ایک طور پر لڑ رہے ہین کہ قزاقون نے سامنے آکر ایک
ڈیوڑھ تیرون کی ماری کسی کے سینے پر پڑا کسی کے شانے پر قزاقون نے ارشیون کو گھس کر
گود مین اُٹھا لیا ایک مرکب کوتل پر سوار کیا لڑتے ہوے بھگ گئے لندھور نے کہا مرکب لاؤ ملازم
مرکب لائے لندھور نے چاہا سوار ہو کر پیچھا کرون قبیل بن مقبل نے دور سے دیکھا کہ لندھور
نے سوار ہو کر قزاقون کا تعاقب کیا گھوڑے کی آنکھ پر تیر مارا کہ تیر آنکھ مین گھوڑے کی در آیا
مرکب چرخ مار کر گرا لندھور طرف قبیل کے چلے حارث بن سعد کہ پہلو پر لڑ رہے تھے

نھون نے تیر مارا کہ لندھور کا شانہ نشانہ ہوا بہرام نے چاہا بڑھون علقمہ بن جمہور نے
بڑھکر تبر زین مارا کہ شانہ بہرام کا نشانہ ہوا ابراہیم نے بوق بجایا ای قزاقان بمدد ویسب
قزاق سمٹ کر جاگے بیچ مین سے فوج کے لڑتے ہوے نکلے بازار غلہ فروشان مین پہونچے
بنیون نے چاہا غلہ سمیٹ لین قزاق جو آکر گرے بقالون کو قتل کیا اور ایک ایک بورہ اپنے
اپنے گھوڑون پر لاد لیا اور لڑبھڑکر صاف نکلگئے پانچ سات کوس پر جاکر ٹھ کے دامنۂ کوہ
مین ٹھہرے گھوڑون سے اُترے گرد ڈھاک کا جنگل ہر دامنۂ کوہ مین اُتر پڑے ابراہیم
نے بارگاہین استادہ کرائین غلہ تقسیم ہونے لگا قزاق خیمون مین ادہر بارگاہون مین اُتر پڑے
دائرہ سے بجنے لگے جبار سیت ہونے لگی قزاقون کی زمزمہ سرائیان ہر طرف ہنگامۂ عیش
یہان لندھور تو زخمی ہوکر چلا کر لگے مالک کو لائے دیکھا کہ مالک انتہا کے زخمی ہین
لندھور نے پوچھا ای برادر تم کہان زخمی ہوے مالک نے کہا آپ کے صاحبزادے
مجھے لگا کر لیگئے صحرا مین جاکر گھوڑا مار لگیا قزاقون نے اسطرح گھیرا کہ نوبت بجان دکارد
بہ استخوان تھا دو ہزار کے حملے اگر لوگ نہ پہونچ جاتین تو قزاق مجھے گرفتار کرکے لیجاتے
لندھور نے کہا یہ اٹھارہ امیرزادے تعلیم کردہ اسد غازی ہین ایرج نامہ مین بھی لکھا
ہوکہ باختر مین اسد غازی اسی ترکیب سے ایرج سے لڑتا تھا ایرج نے اکثر اسد کو
گرفتار کیا مگر اسی وقت رہا ہو جاتا تھا عیار اُسکا ضرغام شیر دل جان دیکر آتا تھا اور اسد کو
لیجاتا تھا وہی سب ترکیبین یہان بھی پائی جاتی ہین مگر جس دن جس کسی کو مین پاگیا چیر پھینکدونگا
مالک نے کہا ارشیون کہان سے گئے لندھور نے کہا نہین معلوم کیا ہوا کہ اُسکو سب
قزاق نکال کر لیگئے دیکھیے اُسپر کیا گذرے لندھور نے مالک کی زخمدوزی کرائی مالک
نے کہا ہمارا عیار کب سے جدا ہوا نہین معلوم کہان ہی مگر کوئی ایسا ہوتا کہ خبر لاتا کہ یہ سب
قزاق کہان جاکر اُترے ہین مین گھس کر گرفتار کر لاتا صندل جادو نے کہا آپ
لوگ کچھ تکادش نہ کرین ہم اسکی فکر کرلینگے مالک نے گھبرا کر کہا آج شب کو کون
طلایہ دیگا لندھور نے ٹیک کر تلوار کو اُٹھے کہ آج شب کو مین طلایہ دونگا ہرچند سب نے
منع کیا مگر لندھور نے نہ مانا مرکب شبرنگ تازی تیار ہوکر آیا لندھور اُسکی پشت پر

سوار ہوئے لشکر میں آکر انتظام طلایہ کیا کچھ دن باقی تھا کہ داراب عیار یہ خبر لیکر خدمت
ابراہیم میں آیا کہا ای افسر آج لندھور نے خدمت طلایہ قبول کی ہی ابراہیم نے کہا آج
شبخون مارنا ضرور ہی ورنہ یہ ہندی بڑا غرور کریگا سرداروں نے کہا آج تامل فرمائیے تب
ابراہیم نے ارشیون سے کہا اگر آپ تھوڑی سی تکلیف گوارا کیجیے تو مطلب نکل آئے
ارشیون نے کہا ہم جان نثار ہیں جسطرح ارشاد ہو بجا لائیں کہا تم دو ہزار جوان لے کر
جاؤ مگر ای ارشیون اسطرح لندھور کو للکارنا کہ تمہارا پیچھا ضرور کرے ارشیون نے
کہا میں سمجھ لونگا دو ہزار جوانوں کو ارشیون لیکر چلا یہاں لندھور کنارے پر اپنے لشکر کے
کھڑے ہیں کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی آگے سب کے ارشیون پر یزاد پشت پر تمام قزاق
ارشیون نے دور ہی سے للکارا کہ ای ہندی بے دولت اس بڑھاپے میں کیا سودا ہوا ہی
آج تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی لندھور نے گھوڑا بڑھایا ارشیون پیچھے ہٹا لندھور
نے للکارا کہ او نامرد ٹھہر جا ارشیون نے کہا یہ مقام خارستان لائق مقابلہ کے ہی آگے آئیے
تو میرے آپ کے دو دو ہاتھ چلیں لندھور نے گھوڑا بڑھایا ارشیون نے فرار پر قرار کیا
جب چار پانچ کوس نکل آئے وہاں پر آکر ٹھہرے کہ لندھور پہونچے چہار طرف سے لندھور
کو قزاقوں نے گھیر لیا علقمہ بن جمہور نے دور سے دیکھا کہ لندھور پر قزاقوں کا ہلہ ہی بیتاب
ہو آگے اپنے شانے پر تیر کا وار کیا لندھور کے ہاتھ سے سپر چھوٹ پڑی شانہ نشانہ ہوا ابراہیم
اسطرف کل فوج کو ساتھ لے کر لشکر پر گرے آج سکان بہت ہوشیار تھا تخت پر سوار ہوا
پکار کر آواز دی یارو قزاقوں کو گھیر کر مار لو یہ کہکے تخت اپنا بڑھایا ابراہیم نے دیکھا کہ ترتیب
پر سکان کی اہل فوج جان دے سہتے ہیں مرکب بڑھایا قزاقوں نے بھی جم کے شمشیر زنی
کی سکان کے قریب ابراہیم پہونچے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا ابراہیم نے توق ترکی کو
بچایا شبخون نے پیچھے سے آکر ہاتھ تلوار کا مار دیا سکان زخمی ہوا ساتھ والوں کو آواز دی
یارو گھیر کر مار لو کہ چھینا ہر کوئی قریب نہیں آتا ابراہیم نے قریب ہو چکر کہا ای سکان دیکھ
پشت پر تیری حریف ہو چکا ہاں بھائی اسکا سر کاٹ لو سکان سمجھا کہ کوئی میری پشت پر
ہی جیسے ہی پلٹ کے دیکھنے لگا ابراہیم نے جھپٹ کے تیغہ مارا کہ سکان کا سر کٹ کے گرا

سرداروں نے سر سکان لک نیزہ پر چڑھایا خیمے جل رہے ہیں آواز آرہی ہو کہ افسر ہمارا مارا گیا مالک نے جو یہ ہنگامہ سنا گھوڑے پر سوار ہوکے باہر نکلے فقرہ کرکے جا پڑے قبیل بن مقبل نے تاک کر تیر مارا کہ انکا تیر کبھی خطا نہیں کرتا مالک کا گھوڑا مارا گیا حارث بن سعد نے پہلو پر آن کر تلوار کا وار کیا شانہ بھی مالک کا نشانہ ہوا آمن جادو نے جو دور سے مالک کو زخمی دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا بیقرار ہوکر آواز دی یارو دیکھتے ہو کہ افسر کو تمھارے کشتہ کررہے ہیں یا تم سب سامنے سے ہٹ جاؤ تو میں سحر کروں کہ گھوڑے اُنکے اِنکو پامال کریں لوگ فوج کے ہٹنے لگے مگر قزاق کب اِنکو ہٹنے دیتے ہیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے قتل کر رہے ہیں ہزار ہا لاشوں کا انبار ہو گیا جسطرف دیکھا یہی رنگ ہو کہ ہر کس و ناکس بھاگا چلا جاتا ہو سرداران ابراہیم نے بجرأت شمشیر زنی کی جہاں تک ہوسکا فوج کفار کو قتل کیا باقی جان بچا کے بھاگے اب جادو گرنیاں اپنے اپنے مقام سے پڑھین چاہا سحر کریں اور آواز دین کہ باشید ای قزاقان کہاں جاتے ہو قزاقوں نے تیروں کی بوچھار کی جادو گرنیاں تیروں کو کب مانتی ہیں ہاتھ سے اشارہ کیا برق چمک کر گری کہ سب تیر جلکر اور کٹ کر گرے قزاقوں نے پکار کر آواز دی او ناحشاؤ بے قتل کیے تمکو نہ چھوڑینگے یہ کہتے ہوے لڑتے بھڑتے نکلگئے لندھور بھی زخمدار بھاگے ہوے آئے مالک کو ساتھ لیکر بارگاہ میں بیٹھے لندھور نے صندل جادو سے بمنت کہا کہ آج خدمت طلایہ ہمکو ملے میں ابراہیم کے خون کا پیاسا ہوں مگر بلا کے تیز طرار ہیں ایسے بھاگ کر نکلتے ہیں کہ جنکا ملنا دشوار ہو جاتا ہی مالک نے کہا ای دارائے ہند یہ چوٹٹا پن انکا کہاں تک چلیگا جسدن دستیاب ہوے پیس کر مار ڈالونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیں گے کیا میں زندہ چھوڑ دونگا کیوں ملکہ آمن جادو کوئی ہرکارہ ایسا نہیں ہو جو خبر لائے کہ یہ لوگ کہاں پر اُترے ہیں معشوق فرہاد خان گلنار جادو نے کہا میں پرپرواز پیدا کرکے جاتی ہوں پہر بھر میں سو کوس کی خبر لونگی اگر کہو تو سب کو پابند کر لاؤں تم جلکے سب کو قتل کرو صندل نے کہا ہاں گلنار یہ بات تمنے خوب کہی اُنپر ایسا سحر کرو کہ اپنے مقام سے نہ اُٹھ سکیں فوج جاکر سب کو قتل کر ڈالے گلنار جادو پرپرواز پیدا کرکے چلی فرہاد نے آنکھوں میں

آنسو بھر کے کہا ای ملکۂ عالم عرصہ نہ کرنا میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ازل مین یہ حال ہی نظم

بہر گلگشت چمن وہ ستم ایجاد آیا — رنگ ابھی چمنے نہ پایا تھا کہ صیاد آیا
کھول کر بال چمن مین وہ پریزاد آیا — بلبلو دام لیے دوش پہ صیاد آیا
سر مہ دے کر نہین ترک ستم ایجاد آیا — میان سے تیغ کو کھینچے ہوے جلاد آیا
عندلیبین لگین قمری کی روش دم بھرنے — سیر گلشن کو جو وہ غیرت شمشاد آیا
ای بتو رنج کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو — رنج وہ دل نے اٹھایا کہ خدا یاد آیا
باغ مین نغمۂ بلبل نے لگایا لاسہ — صید خود ہو گیا نزدیک جو صیاد آیا
صبح کو لطف شب وصل نے بیچین کیا — عہد پیری مین جوانی کا مزا یاد آیا
شوق سے کہتے ہین اسے شوق اسیری یہ ہی — پاؤن پھیلا دیے خود مین نے جو جلاد آیا
زعفران زار کی صورت جو بنا تھا مین نزار — ذبح کے واسطے ہنستا ہوا جلاد آیا
بعد مردن مری الفت نے اثر دکھلایا — اشک بھر لائے وہ آنکھون مین جو مین یاد آیا
ہون وہ بلبل نہوئی سیر چمن مجکو نصیب — فصل گل آنے نپائی تھی کہ صیاد آیا
نور رہ رہ کے تاسف یہ مجھے آتا ہی — کیون عدم سے طرف عالم ایجاد آیا

گلنار نے کہا صاحب نہ گھبراؤ مین بہت جلد آؤنگی ای مالک و لندھور تم تیار رہنا مین آتے ہی تمکو حکم دونگی لشکر لیکر چلنا سب کو قتل کر لینا یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی پر پرواز پیدا کیے تلاش مین ابراہیم وغیرہ کی چلی کبھی مشرق کبھی مغرب کبھی جنوب کبھی شمال ہر طرف ڈھونڈھتی پھرتی ہی ایک پہاڑ پر جاکر اتری کان مین دائرے کی آواز آئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ عیاریت ہو رہی ہی گلنار نے سر اٹھا کے دیکھا ایک مقام پر لشکر کا جماو ہی قزاق دائرے بجا رہے ہین اور ابراہیم بن مالک سب کے بیچ مین قزاقون سے کہ رہے ہین کیون بھائیو آج کچھ دشمن کو سزا نہ دوگے سب نے عرض کی غلام حاضر ہین خبر تو منگوائیے دارا ب سامنے حاضر تھا ابراہیم نے کہا ای داراب ذرا خبر تو لشکر دشمن کی لو کہ آج کسکا انتظام ہی کون صاحب طلایہ پر ہین داراب بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر براے خبر روانہ ہوا گلنار نے خوب بخوبی پہچان لیا کہ وہی لشکر ہی افسر وہی سب قزاق ہین جنھون نے لشکر ہمارا

نہ دیا لا کیا انکو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرین فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ سیاہ کاغذ کا
نکالا ایک طائر اسکا کاٹا اور اُسکی ہاتھ سے چھوڑ کر کہا اے طائر مین تو جاتی ہون مگر خبردار ہوشیار رہنا
یہ سحر کرکے گلنار نے ایک دستک دی کہ وہ طائر اُڑ گیا اور گرد لشکر ایک چرخ مارا قضاے کار
ابراہیم بن مالک ولندھور و لندھادہ بن لندھور و علقمہ بن جمہور و قبیل بن مقبل و حارث بن سعد
و ارشیون پریزاد وغیرہ سب ایک ہی مقام پر بیٹھے ہین طائران سب کے گرد چرخ مار کر ایک
درخت پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ابراہیم نے کہا بھائی عجب معرکہ ہے کہ خود بخود ہاتھ پانو مین
رعشہ پیدا ہوا ہے دل کانپ رہا ہے سب نے کہا حضور ہمارا سب کا بھی یہی حال ہے قلب پر ہجوم
غم و ملال ہے انسرون نے یہ کہا تھا کہ سب قزاق فریاد فریاد کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہے
کہ ہاتھ پانون مین درد ہوتا ہے بعض نے آواز دی کہ ہمنے اُٹھنے کا ارادہ کیا مگر ہمسے اُٹھا نہین
جاتا سارے لشکر کا یہی حال ہوا کہ عارضہ درد دست و پا مین مبتلا ہوے ہر چند چاہتے ہین
کہ اس مقام سے اُٹھین لیکن اُٹھ نہین سکتے سارے لشکر مین یہی آفت برپا ہے جب طائر سحر دیکھتا ہے
کہ یہ لوگ خاموش ہوے پھر اُٹھکر چرخ مارتا ہے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہو جاتی ہے بعض
اُس بیقراری مین پکار رہے ہین کہ اے رب کارساز و اے مجیب الدعوات رحم اپنا شریک کر نظم

فی الحقیقت خانۂ دنیا براے محنت است ۔ معدنِ رنج و غم و آلام و کانِ آفت است
طالبانِ ذاتِ حق را فقر و فاقہ دولت است ۔ خاکساران خدا را خاکساری عزت است
حبِّ دنیا وحشت است و نخوت است و غفلت است ۔ زحمت است و ذلت است و حسرت است و نکبت است
دان غنیمت ہر قدر از مرگ حاصل فرصت است ۔ لیک این فرصت ہست اندک و فرصت اندک مدت است
بر سر استاد است در دنیاے دون پیک اجل ۔ آخرین دم ہر دم و ہر وقت وقتِ رحلت است
ہر چہ ہست اندر کفت امروز حقِ دیگر است ۔ مال بیگانہ تمام این گنج و مالِ دولت است
تو تش ناتوانی و طاقتش ناطاقتی ۔ فرحتش غم عشرت و عزت سراپا ذلت است
ہیند یا ہرگز منال اندر غم مال و منال ۔ زانکہ در دنیا منال و مال داغ حسرت است

بیقرار بان کر رہے ہین مگر گلنار جادو سحر کرکے سامنے صندل جادو کے پہونچی تمام
کیفیت بیان کی کہ حضور ایسا سحر کر آئی ہون کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہ سکین بھاگنا اور لڑنا تو

بڑی بات ہے لندھور اور مالک یہ کہکر اُٹھے کہ اے گلنار تو نے بڑا کام کیا وہ اگر لڑنے کے
لائق ہوں تو ہم اُن سبکو ماریں گلنار نے کہا چلکر ملاحظہ فرمائیے مالک و لندھور سپر تلوار لیکر
چلے باہر آکر مرکبوں پر سوار ہوئے مالک نیزہ ہلاتے ہوئے لندھور تلوار چمکاتے ہوئے
گلنار بانو سے کوہ پہونچی جاکر اور سحر کو زور دیا اب سب اپنے مقام سے اُٹھتے ہیں اور گرتے ہیں
کسی طرح اُٹھ نہیں سکتے گلنار نے اب طائر کو بھی بلالیا اور پرچہ کاغذ کا جھولی میں رکھ لیا خود
بیٹھی سحر کر رہی ہے ہر چند کہ ابراہیم بھی درد دست و پا سے بیقرار ہیں لیکن اپنے درد کو ضبط
کر رہے ہیں اور ساتھ والوں سے کہتے ہیں کیوں یارو یہ یکایک کیا ہوا جسوقت سے ہوائے
گرم آئی درد سب کے ہاتھ پاؤں میں پیدا ہو گیا بعض کہتے ہیں حضور یہ تاثیر سحر کی ہے ابراہیم
نے کہا یارو میں کیونکر کہوں کہ ہم لوگ تو سحر میں مبتلا ہوں اور مالک اور لندھور ہمکو قتل کریں
اُن لوگوں نے صاحبقران کی آنکھیں دیکھی ہیں یہ ذلت کیونکر گوارا کرینگے کہ سامنے سے گرد
اُڑتی دیکھا مالک و لندھور بلدرکس اور پشت پر آمادہ حرب و پیکار آتے ہیں اب تو قزاق اور
زیادہ گھبرائے چاہا کہ اُٹھکر بھاگیں پاؤں اُٹھنے نہیں دیتے اگر مشکل کھڑے ہوئے چاہا قدم
اُٹھائیں بڑھکر حریف سے مقابلہ کریں ڈگمگا کر گرے تلوار بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی سپر پیش بانی
نہیں کرتی تلوار میں جوہر کمان بے خم خنجر بے دم طائر تیر پر بند اُڑنا کیسا آشیانۂ ترکش سے
سر نکالنا دشوار ہے تڑپ تڑپ کے سر ٹکرا رہے ہیں کہ مالک و لندھور آکر گرے اُن عاجزوں
کو قتل کرنے لگے ابراہیم نے پکار کر آواز دی اے نامردو ساحرہ کے بھروسے پر ہمیں قتل کرتے
ہو خیر اگر ہماری قضا نامردوں ہی کے ہاتھ سے ہے تو مجبور و ناچار ہیں اور اگر زندہ بچ گئے تو
انشاء اللہ وہ سزا دینگے کہ عمر بھر یاد کرو گے افسوس کہ پاؤں میں طاقت نہیں ہے ہم انشاء اللہ عاجز
کرکے قتل کرینگے کہ جرأت سے مقابلہ ہو حوصلہ دل میں نہ باقی رہے یہ کیا غضب ہے کہ بیکاروں
کو قتل کر رہے ہو تمکو غیرت نہیں آتی کہ ہمیں سحر میں پھنسا کے یہ بدعت کرتے ہو لندھور نے جواب
دیا کہ تم ایسے دشمنوں کو مجبور کرکے قتل کرنا چاہیے شبخون میں تم نے چالیس ہزار بندگان خداوند
قتل کیے تم انکا خون کیا بالا بالا جائیگا اُنھیں کے خون کا یہ بدلہ ہے قدرت نے اپنی قدرت
سے یہ آفت تم پر نازل کی اب ہم ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے ابراہیم نے قزاقوں سے کہا ہاں

یار دریہ وقت دعا ہر پروردگار رحیم کو سے یہ کہکے ابراہیم نے خود سرسے اُتار اسب اپنیز ردے بخضوع و خشوع دعائیں مانگنے لگے کہ ای رحیم و ای کریم اسوقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی معین و مددگار نہین نظم

الغیاث ای حاکم تحت وحکمت الغیاث	الغیاث ای والی ملک ولایت الغیاث
المدد ای دار وے درد دل ہر دردمند	الغیاث ای چارہ ساز اہل علت الغیاث
دافع ہر محنت و غم رافع رنج و الم	ہمدم ہر اہل دم وقت مصیبت الغیاث
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش و دادگر	معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث
دستگیر بندۂ بیدست و پا در بیکسی	ہمدم و دمساز اندر رنج و راحت الغیاث
ذوالجلال و فادر و قیوم و رحمان رحیم	خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

تمام قزاق بیقرار ہو رہے ہیں چہار سمت صداے فریاد و الغیاث بلند ہی مگر یہ دونوں بے درد بیشہ جراءت کے نامرد قتل کرتے پھرتے ہیں سب سرداروں نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل مہتر داراب جو براے خبر لشکر کفار گیا تھا جا کر آتے دیکھا کہ آج طلایہ کا انتظام نہین ہی کچھ فوج کے لوگ سوار پیدل بازارون مین کھڑے ہین داراب بخوبی دریافت کر کے بڑا اور یہی خبر دریافت کی کہ مالک ولندھور بارادہ قتل قزاقان گئے ہین کسی کنیز سے یہی دریافت کیا کہ ایک ساحرہ بھی ساتھ گئی ہی فرہاد خان اپنے خیمے مین تڑپ رہے ہین صندل دشمن اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین آپسمین کہہ رہی ہین کہ آج گلناز نے بڑا کام کیا اُن فتیرون کا خاتمہ ہوا اب کون براے شبخون آئیگا دو دن مین مقابلۂ ایرج دلنواز الدہر مین پہونچ جاینگے آتش زعفران پوش کا بھی آج انتظام ہو جائیگا داراب چھپتا ہوا آتا ہی جب سامنے لشکر کے پہونچا تو دیکھا مالک ولندھور قزاقون کو قتل کر رہے ہین داراب نے گھبراکر چہار جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ پہاڑ سے ایک ساحرہ سحر کر رہی ہی داراب کنارے آیا رنگ ورد و غن عیاری کا لگا کر ایک جادوگرنی کی شکل بنا پہاڑ پر چڑھتا ہوا چلا قریب آکر آواز دی ای ملکۂ عالم سبحان اللہ کیا عمدہ سحر کیا ہی مگر ملکہ صندل نے فرمایا ہی کہ پانی برساؤ ان سب پر برف گراؤ کہ بہت جلد یہ سب ٹھنڈے ہون ان لوگون سے بڑے صدمے ہوپہنچے

ہیں دیکھو میں بحر صندل وہی ہون کہ سب کو در دسر پیدا ہو برف میں سب دب جائیں اس سحر سے سلامت بنائیں گلنار نے جو ساحرہ کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی ہوا کیا میں کسی سحر میں عاجز ہون ایسی برف برساؤن کہ چشم زدن میں سب ٹھنڈے ہون یا ابر آتش نشان بناؤن کہ سب جلکر خاک سیاہ ہون میں کیا انکو چھوڑ دونگی اِن لوگون نے بڑے صدمے دیے ہیں ان شبخونون میں چالیس ہزار بندگان خداوند مارے گئے پرے کے پرے خالی ہوئے کسی پلٹن رسالے میں پورے ہزار جوان نہیں ہیں داراب درست درست کہتا ہوا قریب آیا کہا انگیٹھی اٹھاؤ ملکہ صندل نے یہ سحر بناکے دیا ہے دھوین کا ابر بنے گا آگ برف دونون برسینگی مسلمانون کو جان بچانا دشوار ہوگا ٹھنڈے ہون پھر جل کر خاک ہو جائیں گلنار نے انگیٹھی اٹھائی داراب نے اُسمین کوئلے سلگائے جیب سے لوبان نکالا کہا ملکہ اسکو دونون ہاتھون میں لو خداوند لقا اطاثانی کا نام لے کر اسے آگ پر ڈالو دیکھو کیا عجائب وغرائب تماشے پیدا ہوتے ہیں میں بھی جاکر افسرون کو قتل کرون لوبان ہاتھ میں گلنار کے دیا گلنار نے وہ لوبان آگ پر ڈالا بھڑک کر دھوان نکلا دماغ پر گلنار کے پہونچا گلنار چھینک مار کر بے ہوش ہوئی داراب نے خنجر مار اشکم چاک کیا قصہ پاک اندھیرا ہو گیا قزاق بل کرکے اٹھے چار طرف سے مالک و لندھور کو گھیرا ارشیون نے بڑھکر لندھور کو ہاتھ مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا چند قزاقون نے مالک پر نیزون کے حبے کیے مالک روک رہے ہیں ابراہیم نے پشت پر آکے تیغ مارا کہ سر مالک بھی زخمی ہوا چار طرف سے نیزے اِن دونون پر پڑنے لگے قتیل بن مقبل جب نیزہ مارتا ہے پشت و پہلو دونکے زخمی ہو رہے ہیں آخر لندھور نے طرف مالک کے دیکھا کہا ای سادر یہ قزاق زندہ چھوڑینگے اب نکل چلو مالک نے کہا بڑی شرم کی بات ہے کہ سامنے سے ڈاکون کے بھاگیں لندھور نے کہا کسی طرح جان تو بچے یہ دونون جوان لڑتے بھڑتے ہوئے بھاگے قزاقون کے مجمع سے نکلتے ہوئے طرف صحرا کے رخ کیا قزاق کب پیچھا چھوڑتے ہیں پشت سے نیزہ و تیر مارتے ہوئے چلے آتے ہیں مالک و لندھور گھوڑون پر قمچی و چابک مار رہے ہیں گھوڑے بدحواس بھاگے ہوئے جاتے ہیں لیکن یہان فرہاد خان یک قربی اکیلا بارگاہ میں بیٹھا ہوا یاد میں معشوق کی اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا کہ یکایک

غش کھا کے گرا کنیزون نے گلاب کیوڑا چہرے کا چھین کر یاد مین ملکہ گلنار کی یہ جوان بے ہوش ہوا ہی فرہاد خان کی جو آنکھ کھلی گلے مین اپنے بت طلائی ولقری پایا اُٹھکر کنیزون کو قتل کرنا شروع کیا کہتا ہی یار دیو کسنے میرا حال کیا یہ تصویر بقراط ثانی کسنے گلے مین ڈالدی مین بقراط ثانی پر لعنت کرتا ہون کنیزین سامنے سے بھاگین فرہاد خان باہر نکلا چوکی کا گھوڑا لگا ہوا تھا اُسپر سوار ہوکے چلا۔ راہ مین لوگون سے پوچھا لندھور و مالک کہان گئے لوگون نے کہا برائے قتل ابراہیم وغیرہ گئے ہین یہ سنکر فرہاد خان غصے مین کانپنے لگا کہا کیا ستم ہی کہ باپ بیٹے کے قتل کو گیا ہی اگر ملجائین تو اُنکی گردن لون یہ کہتا ہوا فرہاد جاتا ہی کوس بھر لشکر سے نکلا ہی کہ لینا لینا کی آواز کان مین آئی اور قزاق غل مچا رہے ہین کہ او نامرد کہان جاتا ہی فرہاد خان نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ لندھور و مالک بھاگے ہوے آتے ہین قزاق دور سے نیزے اور تیر مارتے ہوے چلے آتے ہین مالک و لندھور بدحواس بھاگے ہوے چلے آتے ہین فرہاد خان نے پکار کر آواز دی ای لندھور بن سعدان مین تمھاری خدمت کرونگا ادھر سے فرہاد خان چلا لندھور نے پکار کر آواز دی ای مالک غضب ہوا کہ فرہاد خان آتا ہی مالک نے کہا فرہاد خان کیا کریگا لندھور نے کہا دیکھو بت وغیرہ اُسنے توڑ ڈالے بڑے غصے مین آتا ہی مالک نے پکار کر آواز دی کہ ای فرہاد خان باپ کو سلام کرو فرہاد خان نے کہا او مالک اس بڑھاپے مین یہ زیور گلے مین پہنا ہی یہ کہکے جو دست اُٹھائی مالک و لندھور نے طرف جنگل کے گھوڑے بڑھائے کہ سامنے سے ابراہیم وارشیون آتے تھے فرہاد خان کو جو آتے ہوے دیکھا ارشیون دوڑکر گلے سے لپٹ گیا کہا ای برادر تم سحر مین مبتلا تھے خدا نے اس آفت سے نجات دی کہ داراب سامنے آیا ابراہیم نے سب حال بیان کیا داراب نے کہا یہ مدد خدا تھی کہ مین پہلے ہی لشکر سے نکل گیا تھا وہان سے خبر دریافت کرکے پلٹا تھا یہان آکر یہ قیامت دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ ایک ساحرہ بالائے کوہ سے سحر کر رہی ہی جب وہ سحر کرتی ہی بیتابی قزاقون کی بڑھ جاتی ہی مرشد زادون کی چالاکی پاتی ہی ساحر بنکر ساحرہ کو مارا دیکھو آواز آرہی ہی پیرا اُسکے غل مچا رہے ہین کہ ناگاہ یک

سب کے کان مین، تو دانا آئی کشتی مرا نام من گلنار جادو جو دسب قزاق وا میرزادے ہنستے ہوے بیٹھے لندھور و مالک کی بدحواسی کا ذکر ہو رہا ہی قزاق کہتے ہین کیون شہریار دونون ہیکٹیسے لوگ دُم دباکے کا فر ہونے کی سزا پائی ابراہیم نے کہا آج وہ شبخون مارون کہ لشکر کے لوگ انکے اپنی زندگی سے بیزار ہو جائین اپنی جان دینا چاہین قزاقون نے عرض کی انشاء اللہ شام تو ہونے دیجیے فرہاد دوار شیون آپہین ملے سب احوال سامنے ابراہیم کے بیان کیے ابراہیم نے کہا یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ لندھور و مالک اپنے ہوش مین نہین ہین ورنہ تنے لوگون سے یون بدحواس ہو کر بھاگتے اگر اپنے ہوش مین ہوتے تو اتنی فوج کی اُنکے نزدیک کیا حقیقت تھی یہ کہکر ابراہیم نے کہا ای داراب جاکر خبر تو لو کہ اب ان لوگون نے کیا انتظام کیا ہی داراب فوراً بناسے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیفہ کی شکل بنا لٹھیا ہاتھ مین کمر مین خم قریب ٹیکتا ہوا چلا پھرتا پھراتا لشکر مین آیا دیکھا جون جون شام قریب ہوتی ہی لشکر والے اپنا انتظام کر رہے ہین دو کا ندار بھاگے جاتے ہین آپہین کہتے ہوے یارو اب رات ہوتی ہی وہ لیٹرے ضرور آوینگے لندھور اور مالک کی یہان زمدوری کی جب یہ لوگ ہوشیار ہو کے بیٹھے اور یہ خبر سُنی کہ لشکر والے بھاگے جاتے ہین مالک کرباندھکر اُٹھے کہا مین طلا یہ کا انتظام کرونگا سارا لشکر گھبرا رہا ہی لندھور نے کہا مین بھی چلون مالک نے کہا بھائی صاحب آپکا کیا کام ہی مین اُن لٹیرون کو روک لونگا جادوگرنیون نے کہا ہم بھی چلکر بٹھہرین معشوقون پر تو دونون جان دیتے ہین مالک نے کہا تم لوگون کے چلنے کا کیا کام ہی تمھارے واسطے یہ سارا انتظام ہی اگر وہ لوگ ٹھہر گئے اور میرا مقابلہ ٹھہر گیا تو ابراہیم کو قتل کرونگا کیا میرے ہاتھ سے کوئی بچیگا اپنا تو یہ حال ہی دیکھین کیا ہو

نظم

لے قضا احسان تجھ پر کر چلے ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے
کوچۂ جانان مین جانا ہی ضرور چاہے آرہ سر پہ یا خنجر چلے
بس یہی کوے بتان کی سرگذشت سر پہ میرے سیکڑون پتھر چلے
سیر نیرنگ جہان کیا خاک ہو شش جہت مین آکے ہم ششدر چلے
نور سے عالم منور ہو گیا جب سوے معراج پیغمبر چلے

میکشو لازم ہے شغل میکشی — پھر بہار آئی چلو ساغر چلے
ہو خزان کیونکر نہ گلشن کی بہار — جب یہان باد صبا صرصر چلے
قول واعظ نے نہ کچھ تاثیر کی — کشتہ کا گل پہ کب نشتر چلے
فرش پر ہی یون خرامان رشک ماہ — عرش پر جیسے کوئی اختر چلے
دیکھکر بلقیس و زہرہ لوٹ جائین — نازسے گر وہ پری پیکر چلے
جو نہو برگذر ظلمات زلف — دل مرا گو بن کے اسکندر چلے
دیکھنا ہمراہ ہوئیگا نظام — سوے رب جب شافع محشر چلے

دونون معشوقون کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای بہادر وہین بھی تمہارے واسطے انتشار ہی ایسا نہو قزاق گھیر لین گر ہم بھی تیار بیٹھے رہینگے جسوقت آنکی آمد ہو ہم بھی برابر ہو پہنچینگے ایک اشارے مین دیوانہ کر دینگے داراب ایک نخل کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا اُسنے کہ لندھور اور مالک مسلح ہو کر نکلے جابجا سوار پیدل مقرر کرنے لگے آپ کنارے پر لشکر کے آکے ٹھہرے ایک نخل کے سایہ مین زین پوش بچھا کے بیٹھے سوار گھوڑے اُڑا کر آگے بڑھجاتے ہین کہتے ہین ابھی تو کوئی نہین آیا مالک و لندھور کہتے ہین خاموش رہو آج آئے اور ہم نے گردان لی داراب یہ سب حال دیکھکر ملتا آکر ابراہیم کو خبر دی کہ لندھور و مالک کنارے پر لشکر کے بیٹھے ہین آپ کا انتظار کر رہے ہین مگر کھلبلی پڑی ہی ہر کس یہی جانتا ہی کہ ہاتھ سے قزاقون کے زندہ نہ بچینگے یہان داراب نے جو ابراہیم سے خبر کہی ابراہیم نے بوق بجایا سب سوار جمع ہوے کہا نعل اپنے اپنے گھوڑون کے کھول ڈالو جب نعل کھل چکے تو ابراہیم نے حکم دیا کہ اُلٹی نعلبندی کرو تھوڑے عرصے مین اُلٹی نعلبندی ہوگئی ابراہیم نے فرہاد و ارشیون سے کہا کہ دو دو ہزار سوار لیکر جاؤ لندھور اور مالک کو لشکر سے نکال لیجاؤ ہم پشت پر سے آکے لوٹ لینگے فرہاد خان و ارشیون پر تیار ہوے چار ہزار سوار ساتھ لیے دونون گھوڑے اُڑاتے ہوے چلے سامنے مالک و لندھور ایک نخل کے نیچے بیٹھے تھے اُنکے سامنے آکر دونون نے نعرے کیے مالک طرف ارشیون کے چلے ارشیون نے گھوڑا جھکایا مالک نے آواز دی کہ او نامرد کہان بھاگا جاتا ہی ایک ضرب نیزے کی تو قبول کر ارشیون بہت اشارہ کرتا ہی کہ نیزہ چلے جب مالک نے گھوڑا بڑھایا تب ارشیون بھاگا ان ہی لندھور نے یہ معاملہ آنکھون سے دیکھا کہ ارشیون بھاگا ہوا جاتا ہی مالک اُسکے تعاقب

ہیں جاتے ہیں لندھور حیران دیکھ رہے تھے دیکھا کہ فرہاد خان یکفری وہیں سے لٹکا تنا
آتا ہی کہ اس بڑھاپے میں خوب بڑھیس ہوا تو سی کو لیکر پسلوں میں بیٹھے ہو لندھور نے گھوڑا اڑایا فرہاد خان
سامنے سے بھاگا لندھور نے فرہاد خان یکفری کا تعاقب کیا تھوڑے عرصے میں فرہاد خان
سامنے سے غائب ہو گیا لندھور نشان نعل دیکھکر طرف صحرا کے چلے کہیں پتہ نہیں ملتا حیران
ہیں کہ ای لندھور یہ لوگ بھاگ کر کہاں سے گئے اُدھر مالک بھی آوارہ ہیں نشان نعل پر جستجو کر رہے
ہیں اگر وہ طرف مشرق کے گئے تھے تو یہ مغرب کی جانب جاتے ہیں ایک صحرا میں مالک اور لندھور
سے ملاقات ہوئی لندھور نے پوچھا ای مالک میں تو عرصہ سے آوارہ پھر رہا ہوں کسی کا پتہ نہیں ملتا
اِن کمبختوں کو زمین کھا گئی یا آسمان پر گئے عرصہ دراز مجکو ہوا کہ ڈھونڈھ رہا ہوں لندھور نے کہا
یہی حال میرا بھی ہی کہ سامنے سے غائب ہو گئے یہاں لشکر والے بعد جانے مالک و لندھور
کے حیران دیکھ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی ابراہیم کو جو سب نے آگے
آگے دیکھا پھر اسکے چاہا کہ بھاگ کر نکلا ہیں ابراہیم نے وہیں سے نعرہ کیا اور بوق ترکی کو
دم دیا کہ ای قزاقان بزنید و بہ بند بد قزاقوں نے سامنے آکر اول کمانیں کاندھوں سے اُتاریں
تیر کو بجر کمان میں پیوست کیا چالیس ہزار تیر جو ایک مرتبہ چلے خطا شعار کب نہیتے ستے چالیس
پچاس ہزار آدمی گرے گھوڑے جو اُنکے کوتل ہوے قزاقوں نے تالیاں بجائیں آتشبازی کے
حقے داغے گھوڑے کڑکڑا کے بھاگے ہزاروں اُن کوتل گھوڑوں سے پامال ہوے اب
جو آگے قزاق گرے سلطنا ہیں کا تین خیموں پر فیتلے بارود کے پھینکے بارگاہیں جلنے لگیں مسلمان چہار
طرف سے گھیرے ہوے ہیں صندل نے جو یہ ہنگامہ سنا سمن کا ہاتھ پکڑے ہوے باہر نکلی دیکھا کہ
ہنگامہ گرم ہی اہل فوج اسقدر قتل ہوے ہیں کہ خون کا دریا بہ رہا ہی لاشیں جابجا تڑپ رہی ہیں
صندل دمن نے چاہا کہ سحر کرکے افسروں کو قومیں گرفتار کر لوں ایسا نہو کہ لڑ بھڑ کر نکل جائیں
دونوں جیتیں داراب نے بڑھکر ابراہیم کو خبر دی ابراہیم نے فوراً آکر بوق بجایا کہ ای
قزاقان بدرو ید قزاق تڑپ کے نکلے ایک غول میں ابراہیم گھرے تھے چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکلوں
لوگوں نے گھیرا داراب نے جو دور سے دیکھا کہ ابراہیم گھرے ہوے ہیں نکل نہیں سکتے داراب
نے قریب آکر ایک حقہ آتشبازی کا مارا اندھیرا چھا گیا داراب نے اُس اندھیرے میں اسطرح

خنجر زنی کی کر کچھ گھوڑون کے پاؤن کاٹے کچھ سوارون کو مارا گھوڑون مین دولتی اور لشتک
چلنے لگی ابراہیم نے جب کافرون مین انتشار دیکھا تو شمشیر زنی کرکے نکلے داراب ایک نخل کے
بیچ مین چھپ گیا جب دیکھا کہ ابراہیم نکل گئے تو ایک بڑھیا کی شکل بنکر روتا ہوا نکلا کہتا ہوا کہ
ہاے میرا فرزند نوجوان ایک بیٹے کی تنخواہ بھی بنائی قزاق دغاباز نے میرے بچے کو دھوکا
دیکر مار لیا مجھ بڑھیا کے دودھ کی ایسی تاثیر تھی کہ چار پانچ قزاقون کو مارا مگر ایک قزاق دغاباز
تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے آیا کہا دیکھ تیرے پیچھے کون کھڑا ہی وہ نگوڑا نادان پلٹ کر دیکھنے
لگا اُس قزاق نے بے دردی سے ہاتھ مار دیا سر اسکا کٹ کے گر پڑا ورنہ وہ ابھی دس کو قتل
کرتا صندل نے دور سے دیکھا کہ یہی شخص بھس پل کر گیا تھا آتشبازی چھوڑ کر ابراہیم کو مجمع
سے نکالا تھا اب بڑھیا بنا ہوا جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای بڑی بی ذرا ادھر آؤ مین تمھاری
تنخواہ مقرر کرونگی داراب سامنے چلا آیا صندل نے پکار کر کہا اسکا ہاتھ پکڑ لو جیسے ہی
کنیز نے ہاتھ پکڑنا چاہا ویسے ہی داراب نے خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصد پاک جست کرکے
بھاگا چاہا کہ صندل نے جو کنیز کا لاشہ دیکھا اور داراب نے قصد کیا کہ مجمع فوج مین گھس جاؤن
صندل نے ایک دھتر زمین پر مارا اور آواز گیر دی داراب لڑکھڑا کر گرا کنیزون نے گرفتار
کر لیا شکیں باندھکر سامنے صندل کے لائین صندل نے کہا اسکا منھ دھلاؤ منھ جو دھلایا گیا
رو غن عیاری کا چھوٹ گیا دیکھا کہ ایک عیار طرار خنجر گزار خنجر برہنہ ہاتھ مین چست و چالاک بیباک ہی
صندل نے کہا اسکو بھی گرفتار کرو صبح کو اسکو قتل کرونگی داراب کو قید کیا چند سوار پیدل
برائے نگہبانی بیٹھے یہان ابراہیم اپنے مقام پر آکر پہونچے فرہاد و ارشیون بھی آئے سب کو
ابراہیم نے شمار کیا فقط داراب کو نہ پایا حیران ہو کر فرمایا صاحبو داراب پر کیا گذری لوگون
نے کہا جب حضور نے بوق ترکی بجایا ہم لوگ اپنی اپنی جان بچا کر نکلے مگر داراب حضور کے
پاس پہونچا مجمع مین جا کر حقہ ہاے آتشبازی مارے پھر نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری ابراہیم نے کہا
معلوم ہوتا ہی کہ داراب پھنس گیا مین جب مجمع سے نکلا ہون تو مین نے دیکھا تھا کہ ایک نخل کے
پیچھے جا کر چھپا صورت بدل رہا تھا نہین معلوم اُسپر کیا گذری اگر خدانخواستہ وہ گرفتار ہو گیا تو
کیونکر اُسکی رہائی ہوگی کوئی تم مین ایسا ہی کہ جا کر خبر لاے یہ سنکر ایک سوار چلا پھرتا پھراتا لشکر مین

پہونچا جا بجا یہی ذکر ہورہا ہے کہ آج عیار گرفتار ہوا ملکہ نے اُسکو قید کیا ہے صبح کو قتل کیا جائیگا یہ دن
خونی کی تیاری کا حکم دے چکی ہیں اُس ہودرنے سامنے آکر دیکھا ایک خیمہ میں داراب
بزنجیر بیٹھا ہے دروازے پر چند نگہبان مونڈھے بچھائے بیٹھے ہیں جو کوئی سامنے آتا ہے
اُسے للکار دیتے ہیں کہ خبردار اس طرف نہ آنا کوئی اسطرف سے راستہ نہیں چلتا سوار یہ سب
باتیں دیکھکر پلٹا خدمت میں ابراہیم کی آیا تمام کیفیت بیان کی کہ حضور داراب گرفتار ہے
صبح کو صندل اُسے قتل کریگی ابراہیم نے مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا انشاء اللہ کیا مجال ہے
کہ داراب کو کوئی قتل کرسکے یہان مالک نے داراب کو بلوایا لندھور نے کہا اے داراب
تو ہمیشہ سے میرا عیار ہے کبھی کوئی تجھکو تکلیف نہیں پہونچی ہمیشہ تیری قدردانی کی تو مجھ سے کیون
باغی ہوا ہے اُن چوٹون کا پتہ بتا دے اور مال جو یہان سے لوٹ لیگئے ہین اُسکا پتہ دے
میرے پاس چین سے رہ داراب جو مین نے خیال کیا تو مذہب خداوند بقراط ثانی ٹھیک ہے
ایسی خداوند نے خاطر کی کہ خود تشریف لائے جمال ابنار دکھا گئے ہین تجکو بھی قدرت کے سامنے
پیش کرونگا قدرت سرفراز ہنگے تیرا مرتبہ بڑھا ئینگے داراب نے کہا اے آقائے نامدار آپ بجا ہی
واقعی مین شاگرد خواجہ عمرو کا ہون مجھے کون پا سکتا ہے مین نے خاص اسی واسطے اپنے کو
گرفتار کرایا کہ اُن دزدون کے پاس سے نکلون آپ کی خدمت مین ہو جون لہذا میری آرزو پوری
ہوئی میرے ساتھ چلیے مین سب کو گرفتار کرا دون مال ایک ذرہ کو دین اُن سب نے رکھا ہے
میرے ساتھ چلیے مین مال نکلوا دون اُس مین سے ابھی کچھ صرف نہیں ہوا مین سب اُٹھوا دونگا
اگر وہ لوگ میرے ساتھ بغاوت کرینگے لندھور نے کہا کیا مجال ہے کہ تجپر نگاہ بد ڈال سکین داراب
نے کہا چلیے لندھور مالک تیار ہوئے داراب نے کہا میری قید کاٹ دیجیے اور لندھور کے
اطمینان کو تصویر بقراط ثانی رکھکر سجدہ بھی کیا لندھور خوش ہوگئے مالک سے کہا یہ میرا عیار
ہے سب کو گرفتار کرا دیگا اسکی رائے پر کام کر صندل نے کہا کہ اے داراے ہند ایسا نہ ہو یہ
کوئی مکر کرے تمھارے ہاتھ سے نکل جائے لندھور نے کہا میرا عیار ہے میرے ساتھ رہیگا اب اُنکا
ساتھ نہ دیگا داراب مالک و لندھور کو لیکر چلا جست و خیز کرتا ہوا کبھی آگے بڑھ جاتا ہے جب لندھور
پکارتے ہین چلا آتا ہے لندھور کو مطمئن کرتا ہوا ایک پہاڑ کے پاس لایا درے مین گھس کر

ایک صندوقچہ نکال لایا کہا دیکھیے سب مال یہین ہو درہ کوہ بھرا ہوا ہی صبح کو جب آن کے دیکھینگے تو بست پینگیے مال کا ابراہیم کو بڑا غم ہوگا اپنے لشکر کا خرچ اسی مال پر رکھا ہی یہ کہکر وہ صندوقچہ لندھور کے ہاتھ مین دیا پھر کہا کہ آپ اسکو ہاتھ مین نہ لیجیے مین اور مال نکال لاؤن آپ ادھر سے کنارا کر آیکے وہ صندوقچہ بھی لندھور سے لے لیا لندھور و مالک دوسری طرف سے چلے داراب درے سے نکلکر بھاگا پکار کر آواز دی اب مین تمھارے واسطے ان لوگون کو لاتا ہون یہان ابراہیم تدبیر سوچ رہے ہین کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا کہ داراب آتا ہی ابراہیم نے اٹھکر گلے سے لگایا کہا ای یار وفادار کیونکر رہائی پائی داراب نے سب حال بیان کیا کہ دونون کو دھوکہ دیکر آیا ہون وہ جنگل مین پھر رہے ہین جلکر انکو گھیر لیجیے ابراہیم نے بوق ترکی بجایا سب قزاق تیار ہو کر سامنے آئے داراب کو سب سے ملوایا کہا صاحبو چلو ای داراب وارشیون تم جاکر لندھور و مالک کو گھیر و مین جا کر لشکر کو لوٹ لون فرہاد وارشیون طرف لندھور کے چلے ابراہیم نے چار پانچ ہزار جوان فرہاد وارشیون کے ساتھ کیے کہا خبردار انکو ذلیل کرنا مگر کوئی وار نہ کرنے پائے کہ جان پر بنے فرہاد وارشیون ادھر چلے ابراہیم گھوڑا اڑاتے ہوے مع قزاقون کے لشکر پر آ کے گرے نیمو ن کی طنابین کاٹین اور فتیلے پھینکے کہ خیمے جلنے لگے ہر طرف سے شعلے نکلنے لگے لشکر بے سردار گھبرایا بھاگنے لگے کوئی طرف جنگل کے بھاگا کوئی درخت کی آڑ مین چھپا بعض منھ لپیٹ کر بستر پر پڑ رہے اگر کسی نے آکر کہا کہ لڑائی کا وقت ہی ای برادر اٹھو جنگ مین شریک ہو جلد یا کہ بھائی بخار چڑھا ہوا ہی شام سے عارضے مین مبتلا ہین اٹھنے کے لائق ہی نہین ہین ورنہ ہم ایسے تھے کہ جنگ سے چھپتے سب حرت کے لوگ ہین کوئی بھاگ کر جھیل مین ڈوبا کوئی اندھیرے سے کنوئین مین گرا ڈوب کر جان دی مگر تلوار کے منھ پر نہ چڑھے چند بھاگے کہ جاکر لندھور و مالک کو خبر کرین کہ آپ تو عیار کو لیکر ادھر آئے وہان قزاقون نے لشکر لوٹ لیا ہزار مارے گئے اب سارا لشکر تباہی مین ہی جلد چلیے یہ سوچکر تلاش مین لندھور و مالک کی چلے وہان لندھور و مالک داراب کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا قزاق آتے ہین قزاقون کو دیکھکر سمجھ گئے کہ دیکھیے ان قزاقون سے کیا گذرتی ہی یہ سب جنگ دیدہ وکارآزمودہ ہین فرہاد نے وہین سے للکار کر قزاقون کو اشارہ کیا کہ ان دونون کو گھیر لو قزاقون نے آکر چار جانب سے گھیرا نیزے وتیر

مارنے لگے جدھر مالک و لندھور دوڑتے ہین وہ سامنے سے بھاگتے ہین پشت پر جو لوگ ہین
وہ نیزے مارنے لگتے ہین خون کی چھینٹین جسم سے دونون کے اُڑ رہی ہین چاہتے ہین کہ فرہاد و
ارشیون پر جا پڑین مگر قزاق کب بڑھنے دیتے ہین اور یہی کہتے ہین کہ ای داراب ہند
ہمارے سامنے سے بھاگ جاؤ اپنی جان بچاؤ اگر مار ڈالنا منظور ہوتا تو اب تک قتل کر چکتے
ہمارے افسر کا حکم ہو کہ جان نہ لینا زخمی کرنا لندھور و مالک لپک لپک کر لڑ رہے ہین اور بڑی
جانبازی کے ساتھ مصروف جنگ ہین آخر مالک و لندھور ایک نخل کے سایہ مین آکر کھڑے ہوے
ہین قزاق تیر مار رہے ہین یہ دونون جوان تیرون کو قلم کرتے ہین کہ سامنے سے گرد اڑی کئی ہزار
سوار بدحواس بھاگے ہوے آئے پکار کر آواز دی کہ ای داراب ہند جلد چلیے ورنہ لشکر کا خاتمہ
ہوتا ہی چالیس پچاس ہزار جوان مارے جاچکے اب کسی کا قدم نہین ٹکتا اور آپنے کچھ مال بھی
پایا لندھور نے کہا مال کے خیال مین آکر گھر گئے اب ہماری خود جان پر بنی ہو آکے شمشیر زنی کرو
ہم ان ظالمون کے ہاتھ سے بچین تو لشکر مین پہونچین دیکھین تقدیر کیا دکھائے ابراہیم وغیرہ
نے بڑی قیامت برپا کی ہوگی ہمین یقین تھا کہ وہ لوگ رہا کرنے داراب کو آوینگے گرداب
ہم کو دم دے کر نکلگیا اب دیکھین کیا انجام ہو سوارون کو دیکھکر کچھ قزاق ہٹے کہ ایسا نہو یہ بھی ہمپر
آکر گرین لیکن وہ لوگ ایسے خائف و ترسان ہین کہ دور ہی سے یلنا یلنا کر رہے ہین بخوف
قزاقان قریب نہین آتے مالک و لندھور لڑتے ہوے نکلے اپنے سوارون کے بیچ مین
پہونچے کہا یارو نکل چلو سوار لندھور و مالک کو لے کر بھاگے فرہاد و ارشیون نے پشت سے
تیراندازی کی کئی سو سوارون کو گرایا لندھور نے اُنکا گرنا غنیمت جانا کہا یارو جو مارے گئے
وہ مارے گئے جو بچے ہین اُنکو لیکر بھاگو مگر اُسوقت آکر پہونچے کہ ابراہیم لشکر کو لوٹ رہے ہین
لیسان شور سنکر صندل جادو و سمن و خندان بارگاہ سے نکل ہین وہ دونون نے سر اُٹھا کے دیکھا
خزانہ لٹ رہا ہی خنجر چل رہے ہین شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین قزاق لوٹنے مین طاق ہو
سوار مرکر گرا اُسکی کمر سے ہمیانی کاٹ لی گھوڑے ہزارون ڈر رہا ہے لیتے ہین تلوارین جو سوارون کی
گرتی ہین سب اٹھا کر اپنے گھوڑون پر لاد لیتے ہین کہ لندھور و مالک کا نعرہ ہوا ابراہیم
نے دور سے دیکھا کہ لندھور و مالک اس رنگ سے آتے ہین کہ بدن تمام فوارہ بنا ہی

خود پرزے پرزے ذرہ ذرہ پارہ پارہ صندل و سمن وغیرہ نے ارادہ کیا کہ اب تو گرین داراب
نے جھپٹ کر ابراہیم کو خبر کی کہ حضور اب نکلیے جادوگرنیان خیمے سے نکل آئین ایسا نہ ہو
کوئی افتاد پڑے ابراہیم نے اسی وقت بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بدر رویہ سب
قزاق لڑتے بھڑتے نکلے ابراہیم نے سب کو سمجھا لیا سامنے سے لندھور و مالک کے
لڑتا ہوا چلا اور آواز دی کہ ای مالک و لندھور ہم کو صاحبقران کا خیال ہے کہ انکا پتہ
چلے اور انکو رہا کرین تب تم لوگون کو جواب ہوگا لندھور نے کہا ای ابراہیم جسدن تمکو
پا گیا فوراً قتل کرونگا قزاقون نے جواب دیا کہ او ہندی سے دولت اسی امید مین
رہیگا ہمارے افسر کو پا سکتا ہے لندھور نے چاہا کہ پیچھا کرون صندل نے پکار کر آواز دی
ای داراے ہند قزاقون کا پیچھا نہ کرو ان چوٹون کو نکل جانے دو اب ہم سحر کا انتظام کرینگے
ایک سحر مین سب کو گرفتار کر لینگے سمن جادو نے مالک کو پکارا کہ ای پہلوان دوران آگے
نہ بڑھو چلو کہ تمھاری زخمدوزی کرین شام سے صحبت ویران پڑی ہے ہم لوگ حیران ہین

نظم

تصور ہمنے جب تیرا کیا پیش نظر پایا — تجھے دیکھا ہے جدھر دیکھا تجھے پایا جدھر پایا
کہان ہمنے نہ اس درد نہانی کا اثر پایا — جہان اٹھا وہان چمکا ادھر آیا ادھر پایا
کیا ترکش جو خالی میرے تیر انداز نے مجھپر — پکارے سب یہان زخم او سفاک بھر پایا
دل بیتاب کے پہلو سے جاتے ہی گیا سب کچھ — نہ پایا ہمنے سینے مین نہ آہون مین اثر پایا
نہ ملنے کا وہ شاکی ہو اگر ہے عجب کیا ہے — کہ اسنے آپ سے باہر بھی ہمکو بیشتر پایا
ہماری آنکھ اور ایک اشک حسرت تک نہین آیا — پھرا دیکھا کہ اکثر جسے خالی وہ گھر پایا
جیب اپنا اگر دیکھا تو داغ عشق کو دیکھا — طبیب اپنا اگر پایا تو اک درد جگر پایا
کیا گم ہمنے دل کو جستجو مین داغ حسرت کی — کسی کو پا کے کھو بیٹھے کسی کو ڈھونڈھ کر پایا
تہ و بالا کیا کچھ انکو ایسا بیقراری مین — جگر کی جا پہ دل پایا جہان دل تھا جگر پایا
بہت سے اشک رنگین ای جلال اس آنکھ سے ٹپکے — مگر بے رنگ ہی دیکھا نہ کچھ رنگ اثر پایا

معشوقون نے لندھور و مالک کو سمجھا کر بارگاہ مین داخل کیا لندھور و مالک کی زخمدوزی
ہوئی مگر داراب ہر چند کہ ابراہیم نے فتح حاصل کی مگر روتا پھرتا ہے دل سے باتین کرتا ہے

کہا ای داراب ایسا نہوا گر اس شبخون میں یہ شاہزادے امیرزادے سامنے لندھور اور مالک کے پہونچگئے تو وہ مبہوت ہو رہے ہیں انکے دشمنوں کو قتل کر ڈالینگے یا قزاق کہ ہر روز نئے طور سے شبخون مارتے ہیں کسی دن ذلت کے خیال سے لندھور اور مالک اپنی جان دیدین یا قزاقوں کے ہاتھ سے مارے جائیں یہ تو بخوبی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ اپنے آپ میں نہیں ہیں سحر میں انکے قلب اُلٹ گئے ہیں مبہوت ہو رہے ہیں جو حرکت نہ اُن سے ہو جائے عجب نہیں جب تک کہ صندل دشمن قتل نہوگی یہ دونوں جوان ہوش میں نہ آئینگے پھر میری تو یہ مجال نہیں ہی کہ ایسی جادوگرنیوں پر ہاتھ ڈالوں رات بھر اسی خیال میں رو یا کیا صبح کو اُٹھتے ہی خواب میں بزرگ کا آنا یاد آیا طرف صحراے ویران کے چلا اس صحراے ویران میں پہونچکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ دیکھا ایک مسافر آتا ہی کمر دوپٹی باندھے ہوئے ایک تھیلہ کاندھے پر لدا ہوا لوٹا ڈوری ہاتھ میں لیے ہوئے ایک کنوئیں پر چڑھ گیا پانی بھرنے لگا پانی بھر کے پیا دوسرا لوٹا بھر ہاتھ مُنہ دھونے کو بھرنے لگا کہ صحراے گرد اُڑی دیکھا کہ خواجہ عمرو حیران و پریشان ریش وغیرہ پر خاک پڑی ہوئی جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہیں مسافر کو دیکھکر کنوئیں پر چڑھ گئے دوڑ کر لپٹ گئے کہا بھائی کہاں سے آتے ہو تمنے ہمکو نہیں پہچانا مسافر نے کہا میں کئی سال سے ... نوکر تھا اب تنخواہ وغیرہ لیکر گھر جاتا ہوں خواجہ گلے میں لپٹ گئے ہاتھ جو کمر پر مارا یہ کہکر کہ بھائی میرے اسی مقام پر درد ہوتا ہی ہمیانی ٹٹول لی کہا پانی بھرو ہمارے پاس شکر ہی شربت بناؤ تم بھی پیو ہم بھی پئیں پیاس کے مارے عجب حال ہی مسافر خوش ہو گیا لوٹا بھرا داراب دور سے دیکھ رہا ہی کہ خواجہ نے کمر سے ایک تھیلی نکالی اسمیں شکر بھری ہوئی تھی بہت سی لوٹے میں ڈالدی کہا بھائی تم پی لو پھر ہم پئینگے مسافر خوشی خوشی پی گیا پیتے ہی کلیجہ میں آگ جلنے لگی کہا بھائی اب مجھسے پانی نہیں بھرا جاتا میرے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہی عمرو نے کہا شیرینی گرم ہوتی ہی شربت نے اپنی تاثیر کی ذرا ٹہلو کہ تسکین ہو مسافر ٹہلنے لگا جیسے ہی قدم بڑھایا بے ہوشی نے طمانچہ مارا کہ سر تلے ٹانگیں اوپر خواجہ نے مسافر کے کپڑے اُتار لیے ہمیانی کمر سے کھول لی داراب نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک سپاہی کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا او قزاق تو کون ہی کہ مسافر کا مال لیتا ہی میں تجھکو پاس کوتوال کے لیچلونگا میں اس جنگل کا نگہبان ہوں خواجہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ پیادہ دوڑا ہوا آتا ہی چاہا جست کرکے نکل جائیں اُن سپاہی نے

دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہا کوتوال کے پاس چل عمرو نے کہا بھائی مین نے بے سمجھے اسکو بیہوش کیا اشرفیان
پتیل کی نکلین تمھارا جی چلا ہے تھین لیلو داراب نے کہا او مکار کیون باتین بناتا ہی یہ مسافر جو
راجہ کے یہان سے آتا ہی وہان پتیل کی اشرفیان بنتی ہین خواجہ نے جلدی سے پوٹلی نکالی کر
داراب نے کہا ان باتون کر مین نہ مانونگا جتنی اشرفیان ہین سب نکالو دو چار تم لے لو
باقی مین سب اشرفیان لونگا ورنہ تمکو کوتوالی دکھاؤنگا خواجہ نے کہا ای سپاہی کیون حیران
کرتا ہی میرے پاس شمالی ہی لے کر کیا ؤ مین اپنے پاس سے تھین اشرفیان دونگا میرا سراسر
نقصان ہوا داراب نے کہا کیا میری بھی فکر کیجیے گا جب تو خواجہ گھبرائے کہ یہ تو رازدان معدوم
ہوتا ہی آنکھ جو ملاتے ہین پہچانا کہ داراب عیار ہی فرمایا کہ اے بچہ تیری شامتین آئی ہین ہمیشہ لندھور
کے دروازے پر پڑے رہے سپاہگری تمھارے باپ دادا نے بھی کی ہی چلو کوتوال کے پاس چلو
داراب نے بھی قدمون کو بوسہ دیا کہا استاد آپ کے جمال دیکھنے کی آنکھین مشتاق تھین ایک مرد
بزرگ نے عالم خواب مین ہدایت فرمائی تھی کہ اس صحرا مین اُستاد سے ملاقات ہوگی آپ کا منتظر بیٹھا
تھا کہ آپ نے آتے ہی مسافر کی ملی گٹھری کیا جھٹ پٹ مار لیا۔ عمرو فرمایا لے ہٹو اور جو کچھ پاس اسکے
ہے مین لیلون داراب نے کہا آپ لیجیے فرمایا کہ نہین تم ہٹ جاؤ تم نظر لگاؤگے داراب نے منھ
پھیر لیا خواجہ نے کپڑے بھی مسافر کے اُتار لیے رقم لیتے جاتے ہین اور آہ آہ کرتے ہین فرماتے ہین
کہ بڑا نقصان ہوا ایک روپیہ کی تو مین نے شکر پلادی یہ پھٹے ہوے کپڑے دستیاب ہوے ٹانگ پکڑ کے
گھسیٹ کے مسافر کو کنوین مین ڈال دیا فرمایا ای داراب کہان سے آتے ہو داراب نے
رو رو کے سب حال بیان کیا اور پوچھا کہ آپ کہان سے تشریف لاتے ہین عمرو نے کہا کہ ایک
مہینہ کامل ہوا تلاش مین آقا کی پھر رہا ہون اب تک پتہ نہین ملتا اتنا تو معلوم ہوا کہ بقراط نے کہین
قید کیا ہی ہمکو پتہ نہین ملتا داراب نے کہا لندھور و مالک کو تو ابراہیم نے شبخون مار مار کے روکا
ہی ورنہ اب تک مقابلہ مین ایرج و نور الدہر کے پہونچ گئے ہوتے پہلے دن مالک لندھور کے مقابلہ
مین آئے دن بھر کشتی ہوئی دوسرے دن جا کر لندھور سے لگے فرہاد و دارشیبون کی مشقین قتل
ہوئین اب بہرام و لندھور و مالک باقی ہین اسقدر جوش و خروش مین ہین کہ فرزندون کے قتل
پہ آمادہ ہین مگر ابراہیم نے ایسا دق کیا ہی کہ اپنی زندگی سے بیزار ہورہے ہین جادوگریان مقابلہ کو

خلق میں گر حوصلہ نہیں پڑتا کہ سحر کریں خواجہ نے کہا کہ تم جاؤ خواہ لندھور سے تو خواہ الگ رہو میں آؤنگا جادوگرنیوں کی فکر کرونگا یہ باتیں دونوں کر رہے تھے کہ ایک طرف سے گرد اٹھی دیکھا عرب دراز فقیر بنا ہوا آتا ہی عمرو نے کہا عرب دراز کو پکارو داراب نے عرب دراز کو پکارا عرب دراز بھی آیا خواجہ سے لپٹ کر رونے لگا کہا استاد مالک کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پاؤں میں آبلے پڑ گئے عمرو نے کہا تم دونوں چلکر پاس ابراہیم کے ٹھہرو میں آؤنگا دونوں عیار خواجہ کو بخوبی سمجھا کر طرف ابراہیم کے چلے ابراہیم سے جاکر سب حال بیان کیا ابراہیم نے بیقرار ہو کر کہا کہ خواجہ کو یہاں بلا لائے ہوتے مگر اب تم دونوں عیار جاکر لشکر میں لندھور کے ٹھہرو جب لندھور و مالک ہوش میں آئیں تو ہمکو خبر کرنا لشکر بہت ہی ایسا نہو کہ مگر قتل ہو جائیں داراب و عرب دراز خدمتگار بنکر لشکر لندھور میں آئے ارادہ ہی لندھور کا کہ کوچ کریں جادوگرنیوں سے تاکید ہی کہ جلد چلو جو حکم خداوند ہی وہ بجا لائیں ایرج و نورالدہر کو سجدہ کریں کہ سرکار قدرت سے ہکو مرتبے حاصل ہوں صندل نے کہا آج کی شب یہیں رہو شاید قزاق نہ آویں اور جو آوینگے تو ہم سحر کرینگے وہاں ابراہیم پانچ کوس پر مسلح بیٹھے انتظار میں ہیں کہ عرب دراز اور داراب آکر خبر دیں تو ہم برائے مدد لندھور و مالک و بہرام جائیں یہاں صندل نے جلسہ آراستہ کیا معشوق پہلو میں بیٹھے ہیں ساقی نیچے حاضر ہوے ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

ترے بسمل کو تیرے پاس ای سفاک ہونا تھا
تڑپ کر رہ گیا ناتھا ذرا چالاک ہونا تھا

انہیں خود اپنے گرم اشکوں سے جلکر خاک ہونا تھا
مری ناکام پلکوں کو خس و خاشاک ہونا تھا

گلہ کچھ وصل میں دست تمنا سے ہی کچھ تم سے
کہ اسکو گدگدانا تھا تمہیں بیباک ہونا تھا

حقیقت اسکی سب دریافت کرتے دیکھکر مجکو
تحیر کو مرے آئینہ ادراک ہونا تھا

جو ہجر کانٹے سے بھڑکی تھی تو بجھ جاتی بجھانے سے
لگی کو میرے دل کی آگ ہو کر خاک ہونا تھا

کبھی دل کو تو ہوتا حسرت دیدار کا صدمہ
اسے بھی میرے آنکھیں پھاڑنے پر چاک ہونا تھا

خدا کے سامنے تھے تیرے نیکن نہ چار آنکھیں
دہن خرما گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا

یہی صحبت میں ہی انگور تار رگ کے ٹپک پڑتے
فلک کو وصل کی شب وار فست تاک ہونا تھا

مگر جب تاب لائی تھی نہ عریاں دیکھ سکنے کی | مری آنکھوں کے پردوں کو تری پوشاک ہوتا تھا
نہیں معلوم ہم بھولے سے کسکو یاد آئے ہیں | خبر لاتا تھا دل کو ہچکیوں کی ڈاک ہوتا تھا
لپٹ پڑتا تھا دشمن سے جلال اس صید افگن کے | رگ گردن کو خنجروں کی خود فتراک ہوتا تھا

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی یہ دونوں عیار بھی بصورت مبدل دربار میں حاضر ہیں کہ خوشبو آئی
معلوم ہوا کہ ہزارہا مشک تاتے کھلگئے صندل نے کہا کہیں خداوند جاتے ہیں دیکھو صاحبو کیسا
خوشبو آئی ہی کہ ایک دناماہوا اور آواز آئی کہ سنم لقراط ثانی سب نے دیکھا کہ تخت پر سوار ہیں تاج
مکلل بجواہر سر پہ رکھا ہی بہت بھاری لباس زیب جسم ایک گلابی شراب کی تخت پر رکھی ہوئی
تخت اُترتا ہوا زمین پر آیا صندل نے اُٹھکر سجدہ کیا سمن بھی اپنے مقام سے اُٹھی لندھور
و مالک و بہرام نے اٹھ اُٹھکر سجدے کیے لقراط ثانی نے کہا ای بندگان خبردار ہمکو سجدہ نہ کرو
وہ بندے کہ جو باغی ہیں جب اُنکو سجدہ کرلینگے تب تمکو بھی حکم دینگے سب خاموش ہو رہے
مگر لندھور نے کہا یا خداوند کل ہمارا ارادہ ہی کہ مقابلہ نور الدہر میں جائیں مگر قزاقوں نے
بہت پریشان کیا ہی لقراط نے کہا ای بندہ مَن ای سپہ سالار قدرت آج دریافت ہوا کہ دونوں
بیٹے تمھارے ابراہیم کے ساتھ ہیں مگر آج قدرت نے منع کر دیا کہ کوئی ہر شبخون نہ آئے اب
وہ شبخون نہ آئینگے لیکن قدرت کو دریافت ہوا کہ صندل و سمن دخندان آمادہ ہیں کہ اگر
وہ لوگ شبخون نہ آئیں تو ہم اُنکو سحر کرکے قتل کریں یہ سنکر سب تعریفیں کرنے لگے کہ خداوند آپکا
آنا باعث قوت ہوا لقراط نے کہا ایک ایک جام شراب اس شراب سے پی لو قدرت نے اسکو
آسمان پر رکھا تھا آج ایک گلابی لیتے آئے مگر صندل و سمن وغیرہ کا حصہ ہی دو دو سو برس
عمریں بڑھجائینگی لندھور و مالک و بہرام نے عرض کی ہماری عمریں خداوند نہ بڑھ جائیگا لقراط
نے کہا تمھارے بیٹے اور تدبیر ہو جائیگی تم سپہ سالار قدرت ہو کوئی وقت ایسا نہیں کہ تمھاری فکر ہو تمھارے
وہ مرتبے اعلےٰ کرینگے کہ اہالی طلسم خیال سکندری تمھارے مرتبے پر رشک کرینگے لندھور دعائیں دینے
لگے کہ ہم قدرت کی پرورش کے امیدوار ہیں یہ کہکے لقراط نے جام لبریز کیا پہلے صندل کو اشارہ کیا صندل سلام
کرتی ہوئی اُٹھی جام ہاتھ سے قدرت کے لیکر پی گئی دوسرا جام لبریز کیا طرف سمن کے اشارہ ہوا سمن نے
بھی بتعظیم وتکریم جام لیا معشوقۂ بہرام دیکھنے لگی کہ یا خداوند کیا میں محروم رہونگی لقراط نے کہا اب

گلابی مین شراب نہین مگر تھوڑا پانی منگوا دو شیشہ دھو کر تمکو جام بھر کر دینگے اُنہنے پانی حاضر کیا بقراط نے شیشہ خوب دھویا جام لبریز کرکے معشوقۂ بہرام کو پلایا اور چنگ مرصع اپنے پاس سے نکالا چنگ بجاکے خود یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

گلہ ہی مجکو اک خونریز بے پروا کے دامان کا	نہ وہ خون شہیدان کا نہ وہ خاک شہیدان کا
یہ دل تھا مرحلہ طی کر گیا جو کوے جانان کا	کیا ہے کام آج اس منچلے نے مرد میدان کا
وہ آتے ہین مرے گھر کہین غش مین آپ سے باہر	کہ صاحب خانہ کو لازم ہی استقبال مہمان کا
وہ کافر ہی مرے تابوت کے ہمراہ ہو لیتا	کوئی کہدے کہ جاتا ہی جنازہ اک مسلمان کا
ہمارا دل وہ اکثر توڑتے ہین ہمکو یہ ڈر ہی	یونہی لپکا نہ پڑ جائے شکست عہد و پیمان کا
تم آئے فاتحہ پڑھنے کہ کوئی زلزلہ آیا	الٹ جائے نہ یہ تختہ کہین گور غریبان کا
جنون فصل بہاری کا کوئی تو رنگ دکھلاے	چُبھین جو خار تلوون مین بنے کانٹا گلستان کا
کسی کی انجمن مین ہمکو جب نا ہی چھپانا ہی	ادھر تو داغ سودا کا اُدھر چاک گریبان کا
یہی دو کام ہین روز ازل سے اے جلال اُنکے	کبھی دینا دل و جان کا کبھی لینا دل و جان کا

[illegible] ہمیشہ عیش و نشاط لازم ہی صندل جادوگرنی ہی کہ یا خداوند آج تو نیا کمال سنا بقراط نے کہا جب بہشت مین جاتے ہین حور و غلمان جمع ہوے اُنکے سامنے یہی شغل ہو جاتا ہی آج دل چاہا کہ بندگان تو کو بھی سنا دیجیے ہر مرتبہ صندل کہتی ہی یا خداوندا اور شعر گائیے قدرت خوب گا رہے ہین قضاسے کار سمن نے نیچے بیٹھے کہا اے بوا صندل تمھارے سر پر سانپ کاٹنے آیا ہی مین موذی کو مارے دیتی ہون سر جھکائے بیٹھی رہنا صندل تو سر جھکا کر بیٹھی سمن نے ایک ڈھائی سیلے کا جوتا اُٹھایا سر پر صندل کے دھڑ سے مارا صندل سمن کو لپٹ گئی کہا بوا سامنے خداوند کے جوتیان مارتی ہو بقراط نے معشوقۂ بہرام کو بھی اشارہ کیا یہ بھی اُٹھکر ادانے لگی جھوم جھوم جھاڑا ہونے لگا آخر دم بھر کر تینون بیہوش ہو کر بستر خاک پر گرین عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

کزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین زگلشن آبیاری	جہان سرہنگ در خنجر گذاری
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

لندھور دمالک بہرام سمجھے کہ عمرو کو پکڑا لین عمرو نے ان تینون پر حباب بیہوشی مارے عمرو نے تینون جادوگرنیون کو قتل کیا صندل کا مرنا تھا درد سر پیدا ہوا ہنگامہ دار وگیر بلند تینباری برق باری ہونے لگی بعد تھوڑے عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من صندل ذہن وخندان بود اب عمرو منتظر ہو کر ان تینون کو ہوش آئے دیکھون تو کس حال مین ہین تینون پر حباب دافع بیہوشی مارا تینون ہوشیار ہوے گلون سے بت توڑ کر پھینکے صد ہا سردار دوڑ کر آئے کہ آج بارگاہ مین کیا قیامت ہے صدائین مختلف آرہی ہین یہ تینون سردار نادان ہچکر جا پڑے اپنے حال پر روتے تھے کہ جادوگرنیون نے خوب ہمکو ذلیل رسوا کیا دارا ب دعرب دراز کہ بشکل خدمتگار حاضر تھے بکار ابراہیم کو خبر کی ابراہیم فوج تیار رکھے ہوے بیٹھا تھا فوراً بوق ترکی بجایا سب قزاقون کو لیکر آگیا سکندن کا بھائی بہتان نیزہ باز کل فوج ساتھ لیے جنگ کر رہا ہی کہتا ہے ان تینون کو گرفتار کرلو نعرہ قزاقان کی صدا آئی آواز بوق کی سنکر بھاگنے لگے بہتان نے کہا یار وسات لاکھ سوار لیکر ہم آئے تھے ایک لاکھ جھولون مین قتل ہوے اب بھی چھ لاکھ باقی ہین تین جوانون کا مار لینا کیا بڑی بات ہی ہر طرف سے زنجیرین اور کمندین لندھور دمالک وبہرام پر پڑنے لگین قریب ہی کہ گرفتار ہو جائین لندھور نے دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اٹھے ای خالق بے نیاز دای رب کارساز اسوقت مین سوائے تیرے کون معین ومددگار ہی نظم

تمہی تابع فرمان تو شہان محتاج	ضعیف سائل درگاہ تو جہان محتاج
تو شاہ دور زمانی زمانہ محکومت	توئی خدائے جہان وجہانیان محتاج
تو بے سوال دہی گنج ومال سائل را	چہ حاجت است کشاید بدان زبان محتاج
گدا بلطف تو سلطان ملک ومال شود	غنی شود بعطائے تو ناتوان محتاج
تو بحر فیضی ومخلوق تشنہ دم آب	تو خوان نعمتی وخلق بہر نان محتاج
بخود وصورت گردون سر نیاز نگون	پئے حصول مقاصد بر آستان محتاج
ہمیشہ صاحب حاجت کشادہ دست دعا	نہادہ گردن تسلیم ہر زمان محتاج
ہمار بار خدایا غریب ہندی را	بفضل ورحمت خویش درجہان محتاج

اُس بیقراری مین ابراہیم آکر پہونچا فرہاد نے جو دور سے باپ کو مصیبت مین دیکھا تو لڑتا ہوا قریب

باپ کے بھی پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ نہ گھبرایئے گا دونون جکڑ ٹوٹنے لگے خواجہ عمرو نے جب
دیکھا دو جانب بخوبی ہونے لگی بھائی کو بھائی کی خبر نہین باپ کو بیٹے کا حال نہین معلوم ہوتا خواجہ چقماق سے
آتش زنی کرتے ہوئے قریب خزانہ کے پہونچے وہان بصورت چوبدار سامنے خزانچی کے آئے کہ
بارگاہ مین جاؤ حضرت یاد فرما رہے ہین خزانچی ادھر گیا عمرو نے دیکھا ایک خیمہ مین توڑے
رکھے ہوئے ہین جال الیاس نکالا اور آواز دی کہ ای جال جنجال ہو کے گر پوٹلی بھی جا رہی جلد نکل اٹھ
اب جو جال کھینچی توڑے زنبیل مین آگئے وہان گرما گرمی ہو گئی اب خواجہ چلے راہ مین لاشے پڑے
ہوئے ملے انگلیان آنکھون مین لگے تقاضا کا رجب صندل گری اور عمرو نے سر کاٹا پس تو باہر
چلے آئے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے ادھر صندل کا سر جو ایک طائر پیدا ہوا اڑتا ہوا حرف نیر سکندری کے
بیلاد وقت ہے کہ لقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہے گرد سب سردار ساحر و غیر ساحر جمع ہین اتنے مین کہ رہا ہے
اب کل لندھور مقابلہ نور الدہر مین اور مالک مقابلہ ایرج مین پہونچینگے کہ سنتا ہوا اب نے
دیکھا کہ ایک طائر بہ ہزار تاب در بارگاہ سے پیدا ہو کا دست پر لقراط کے آکر بیٹھا لقراط نے طائر
کو دیکھکر سر پیٹ لیا پکار کر کہا اے تو نے کیونکر رہائی پائی طائر نے زمزمہ سرائی کرکے کہا یا خداوند
صندل قتل ہوئی اتنا کہ وہ غیر بہوش مین آئے اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے قزاق آکر لوٹ پڑے
ہین عمرو اب مردون کو قتل کر رہا خزانہ تو لوٹ چکا لقراط نے پکار کر آواز دی ارے کوئی جائے عمرو
کو اٹھا لائے پرند جادو اپنے مقام سے اٹھا کہا خداوند غلام جائے عمرو کو گرفتار کر لائے لقراط نے
کہا ای پرند جادو جلد جاو نخل کے نیچے ایک لاش پڑی ہے اسکو عمرو لوٹ رہا ہے میانی کھولا چاہتا ہے
جاتے ہی سحر کرنا ہاتھ پاؤن بیکار کرکے پکڑ لینا مگر میرے پاس اس ظالم کو نہ لانا جزیرہ آتشبار مین
لیجانا آتشبار جادو سے کہنا کہ بامان صاحبقران قید مین اسی مقام پر جاکر ساربان زادہ کو بھی قید
کرو پرند جادو چلا حقیقت مین خواجہ ایک مردے کو کھینچکر زیر نخل لائے ہین میانی کاٹ رہے ہین
کہ آسمان سے نعرہ ہوا تم پرند جادو وردمین سے سحر کیا خواجہ منہ کے بل گرے پرند نے جھپٹ کر
خواجہ کو اٹھا لیا جب ذرا بلند ہوا تو دیکھا کس زور و شور سے لڑنے والے لڑ رہے ہین ابراہیم نے
صفین درہم برہم کی ہین امیرزادے اسکی پشت پر جس غول مین پہونچے ہزارہا لاشے گرا دیے کسی کو
خبر بھی نہوئی کہ عمرو کو کون لے گیا پرند جادو عمرو کو لے کر بلند ہوا آسمان سے دیکھا ہر مقام پر

تلوار چل رہی ہی بہتان ساتھ والون کو ترغیب جنگ دے رہا ہی پکارتا ہی یارو مین تم سب کو افسر کراؤنگا قدرت سے انعام دلواؤنگا تم چھ لاکھ ہو وہ چالیس پچاس ہزار ہین کہ بہرام لڑتا ہوا قریب بہتان کے پہونچا پکار کر آواز دی مردان عالم سے مقابلہ کر تیری جرأت ہم بھی دیکھ لین بہتان بہرام کو دیکھکر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے بار ہو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین سے کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا بہتان نے، واز دی الامان بہرام نے کہا امان بشرط ایمان بہتان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا لڑائی موقوف ہوئی ابراہیم نے سیکھا آنا سالندھور و مالک کی زخمدونی ہوئی مالک کو بیقراری ہی کہ مین بخدمت ایرج جاؤن ابراہیم نے پچیس ہزار سوار ساتھ کیے مالک ان سب کو لیکر طرف ایرج کے روانہ ہوے جب لندھور نے خبر پائی کہ مالک طرف ایرج کے گئے تو لندھور نے ابراہیم سے اطلاع کی کہ ای فرزند اب ہم بھی خدمت نور الدہر مین پہونچین ابراہیم نے لندھور کو بعہدۂ سپہ سالاری قائم کیا اور آپ قزاقون کو لیکر الگ ہوا لندھور بن سعدان طرف نور الدہر کے روانہ ہوے لیکن پرند جادو خواجہ کو لیکر جلا کوہ و صحرا طے کرتا ہوا جاتا ہی منظور ہی کہ جہان صاحبقران قید ہین وہین لیجا کر عمرو کو بھی قید کر دن آتشبار جادو نے صاحبقران کو باغ آتشبار مین قید کیا ہی کہ گرد دیوارون کے آگ روشن ہی بیچ باغ مین ایک چبوترہ ہی کہ صاحبقران کو قفس مین بند کرکے ایک نخل مین لٹکا دیا ہی اور اسم اعظم صاحبقران بند کرکے بارہ دری مین شیشہ رکھا ہی آٹھ پہر حفاظت کرتی ہی ایک دن اپنے مکان مین بیٹھی ہی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ دیکھیے اس قیدی کا کیا انجام ہوا اگر آب و دانہ پہونچاتے تو اب تک تڑپ کے مر جاتا کہ پرند جادو آکے پہونچا کہا ای ملکۂ عالم اس ساربان زادے کو مین لایا صندل دشمن و گلنار وغیرہ نے بڑا کار نمایان کیا تھا مگر موت نے اُنکو مہلت نہ دی اسی ساربان زادے نے جاکر اُنکو مارا آپ کے نام فرمان خداوندی ہی کہ اس ساربان زادے کو بھی بیجیے آپ کی حفاظت کی قدرت تعریف کرتے ہین آتشبار نے کہا ای پرند مہینون کا زمانہ گذرا کہ مین نے حمزہ کی حفاظت کی بڑا خیال اسی ظالم کا تھا کہ ضرور فکر مین صاحبقران کی آئیگا تم نے بڑا کام کیا کہ اسکو پکڑ لائے مین ایسے طور پر قید کرونگی کہ ہوا بھی وہان نہ جا سکے اصل کیفیت یہ ہی کہ باغ کے چہار طرف آگ روشن ہی وسط باغ مین چبوترہ کا بلور ہی اسی مقام پر حمزہ کو قفس مین لٹکا دیا ہی یہ سنکے

آنسرون کو اشارہ کیا اور ایک قفس دیکھی زرد قفس آیا پرندے نے اپنا سحر کارا آتشبار نے اپنا سحر قائم
کیا سحر کی تدبیر کی جب ہوئی عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ سراپا آتش ہیبت ناک سے شعلے آتش کے
نکل رہے ہیں اور ایک ساحر زبردست تاکید قید کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ اے ملکہ عالم اگر آپ فرمائیں تو
تین یہی اسی مقام پر ہوں دونوں کی حفاظت کروں آتشبار نے کہا اے پرندہ تم خدمت خداوند میں جاؤ
اور کہنا کہ آتشبار نے عرض کیا ہے کہ اب ان لوگوں کو اور کہیں قید نہ کیجیے میں نے اپنے اوپر آب و
دانہ حرام کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ انکو کوئی قید کر سکتا ہے جو وقت جاتی ہوں آب ودانہ پہونچاتی ہوں
اور قدرت ایسا کریں کہ ان قیدیوں کو بلوالیں تو بڑا احسان ہو آج تک تو کسی نے ارادہ نہیں کیا
دریں سے باغ میں آتا میں نے نخل پر سحر کر دیا ہے جو کوئی قریب آئے تو نخل بجائے خود سے ملا ہوا باغ
کے قریب اس نخل کے نہیں جاتے لیکن جب ساحر نہ ہونگی قید انکی خدمت خداوند میں بھیجدونگی ایک ہفتہ
کوئی انکی قید نہ دیکھیگا پرندے نے بڑی تعریفیں کیں کہ ملکہ تمنے بڑا کام کیا صاحبقران کی قید کا رکھنا جنکی
فکر میں طلسم کشا آتا ہے کیا آسان ہے یہ باتیں آپسمیں بڑی دیر تک رہیں آخرکار پرند جادو رخصت
ہوا بعد رخصت اہل اطراف نانی جلا آتشبار نے عمرو کا قفس بھی لاکر درخت میں لٹکا دیا صاحبقران بھی
اسوقت وہیں رکھے قفس میں تڑپ رہے تھے کہ آتشبار نے لاکر دوسرا قفس لٹکایا امیر نے بہ نگاہ
غور دیکھا اپنے یار وفادار کو پایا پکار کر آواز دی اے یار وفادار ذرا آنکھ تو کھولو آج تمہاری قید آسمند
سے رہائی کا خیال نہ رہا عمرو نے آواز صاحبقران کی سنکر آنکھ کھولی عرض کی آقائے نامدار جس
دن سے آپ غائب ہوئے سرداران قوم آپ کی تلاش میں پھر رہے ہیں آپ ہی کی جستجو میں
اکثر قلعے فتح ہوئے خدا کا شکر کہ انکا بات وقت تعین سرداروں کے پاس آتا ہے امیر نے
فرمایا خواجہ ہماری کسی نے خبر نہ لی عمرو نے عرض کی اے آقائے نامدار واہ مولا سے قدر شناس
دو مہینے میں تمام کوہ و دشت و بیابان میں نے چھان لئے مگر کہیں آپ کا پتہ نہ پایا آخر عیاری کرکے ایک
مقام پر پہونچا تھا کہ داراب نے آکر بیان کیا کہ لندھور و مالک و بہرام سحر میں صندل دشمن
و خندان کے مبتلا ہیں لیکن ابراہیم نے وہ کار نمایاں کیا کہ لندھور و مالک وغیرہ دونوں نے نجات
دیا جواسد غازی نے ایرج کے ساتھ کیا تھا وہ رنگ ابراہیم نے لندھور کو دکھایا [illegible]
ان جادوگروں کو مارا نہیں معلوم اس پرندے نے مجھکو کیونکر پایا اگر آپ طلسم [illegible] لو [illegible] کا

بڑا خیال یہ ہر وقت یہی فکر ہی کہ جد عالی تبار قید مین ایرج و نور الدہر اٹھہر اسی فکر مین ہین کہ تا بحضور پہونچین یہ تو وہی شیر اکے رہا کر نیگے یا شاید کوئی اور باعث پرورد گار پیدا کریگا امیر ویہ تک باتین کیا کیے عمرو بھی حال صاحبقران دیکھکر بہت رویا ریش کے بال بڑہتے ہوئے ناخن جو رشک ہلال تھے انکو مرتبہ کمال ملا تہ چہرہ زرد جدائی مین فرزندون کی دل مین درد عمرو نے بہت تسکین دی کہ آقا ے نامدار آپ نگہبرائیے غلام حاضر ہوا ہی انشاء اللہ اب کوئی صورت رہائی کی پیدا ہوگی میرا تو حال آپ جانتے ہین کہ جہان مین قید ہوا جسنے قید کیا اُسکو مارا آج روز اول تھا مین نے آتشبار سے کچھ کلام نہین کیا انشاء اللہ اب جو آئیگی کلام کرونگا کوئی تدبیر نکلیگی خواجہ عمرو و صاحبقران سے یہ باتین ہو رہی ہین مگر پرند جادو خواجہ کو یہان چھوڑکر طرف قصر سکندری کے چلا راہ مین ایک پہاڑ پہ آکے ٹھہرا سر اُٹھا کر دیکھ رہا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب سبز چشمی پر سوار پشت پر فوج بیحساب سردار اپنے اپنے لشکر ساتھ لیے ہوے آگے بوہنچے پرند نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر ایرج نوجوان ہو خیال مین گذرا کہ انکو کچھ صدمہ پہونچاؤن کہ آگے نہ بڑھ سکین بغل سے کچھ بیتے اور پھول توڑے کچھ اسم سحر کا پڑھکر طرف لشکر ایرج کے پھینکے قیصور تاجدار دس ہزار لوگون کو لیے ایک جانب آ رہا ہی نرجا ے سر دحلی صحرا پر بہار رہوا غنچے چٹک کر مسکرائے پھول وجد مین آئے شاخہاے نخل کے خم گویا تخیر بنہ درخت جھومنے لگے طائران زمزمہ سرا درختون پر ظاہر ہوے یہ غزل عاشقانہ گانے لگے نظم

تا بجس دل مین نہ صبر اے بجز دلبر رہگیا — اضطراب اُٹھین نہین معلوم کیونکر رہگیا
دل گیا سینے سے داغ عشق دلبر رہگیا — چل دیا بندہ اکیلا بندہ پرور رہگیا
سر پٹکتے چھوڑکر فرقت مین احباب اُٹھگئے — اک تماشا دیکھنے والا مقدر رہگیا
کچھ رکاوٹ تو نہ تھی قاتل کے دلمین بقتل کی — ہائے کیون میرے گلے پر چلکے خنجر رہگیا
دلی بیتابی کے سر کاٹنے سے بھی سر کا نہ — جس طرح چھاتی پہ تھا چھاتی کا پتھر رہگیا
امتحان لینے مین در ناتوانی کا ہم آج — اُٹھ گیا یا در پر اُسکے اپنا بستر رہگیا
اے قسمت وہ ستمگر تو نہ وے مارین — نقش پا بنا نہین معلوم کیونکر رہگیا
اب گلہ سے کو پانی انہان اسکو عدو — میرے پہلو مین مرا کا تیری خنجر رہگیا

برہمن آباد تو کرتا ہی اپنا بتکدہ	دل کو بھی لیجا مرے یہ ایک پتھر رہگیا
دوست کو نوبت پر اپنی لیک آیا ہی جلال	حشر تک احسان دشمن کا یہ ہمسر رہگیا

یہ ہنگامہ جو یکایک ہوا شاپور بہت گھبرا کے گوشے مین آکر دیکھا کہ بالاے کوہ سے پھول اگر درختون
پر گرتے ہین درختون کو وجد ہوتا ہی پھول کھل رہے ہین طائرون کی زمزمہ سرائی سمجھا کہ کوئی ساحر
اس پہاڑ پر آیا ہی ایک جادوگر کی شکل بنا کر طرف کوہ کے چلا دور سے دیکھا ایک ساحر بیٹھا ہوا
سحر کر رہا ہی شاپور نے آواز دی ارے تو کون ہی کہ جو ہمارے صحرا کو پر بہار کر رہا ہی اس صحرا کو
قدرت نے یہی مرتبہ دیا ہی کہ ہمیشہ خشک ہی پڑا رہتا ہی تم پر بہار کرنے والے کون قدرت
نے جسکا جو مرتبہ جانا اسکو وہ مرتبہ دیا ایسا نہو طائر زیادہ زمزمہ سرائی کرین سر ٹکرا ٹکرا کر
مرین یہ کسکی گردن پر خون ہوگا اُس ساحر نے اشارہ کیا کہ بھائی میرے پاس آؤ غصہ نہ کرو
شاپور گوشے کو چرخ دیتا ہوا قریب آیا کہا ایک گولہ ماردون کہ تمھارا سر پھٹ جاے پرند نے
کہا کہ اے برادر مین وہ ساحر ہون کہ مین نے گرفتار کرکے عمرو ایسے عیار کو پاس آتشبار کے
ہو چکا! یہان جو آیا مین نے لشکر مسلمانان دیکھا خیال مین آیا کہ اسکو برباد کرتا چلون شاپور
نے کہا عمرو عافیت مین حصار سحر کیا ہون آپ اپنا سحر اٹھالین رات کو یہ سب دیوانے ہوجاینگے
آپسمین لڑینگے بھائی کو بھائی قتل کریگا باپ کو بیٹا مار ڈالیگا لشکر مین وہ ہنگامہ ہوکہ رات بھر
مین سب تباہ ہوجاینگے ہم کیا کسی بات سے غافل ہین آٹھ پہر مسلمانون کا خیال رہتا ہی جو اس
صحرا مین آکر اُترا وہ زندہ نہین گیا ہمارے سحر مین یہ صفت ہی کہ پھول کھلین غنچے چٹکین اب
یہ سب لوگ جہان تک اُترے ہین سب صحرا سحر بند ہی رات کو کوئی ایسا نہوگا کہ سر نہ ٹکراتا پھرے
آپ اپنا کمال نہ دکھایئے ابھی یہان سے اٹھ جایئے کل بارہ ہزار مسلمان آکر اُترے تھے رات
بھر مین سب قتل ہوے اب انکی بھی ذکر ہوجایگی پرند نے کہا مین یہ نہ جانتا تھا مگر ذرا میرے سحر کا
تماشا دیکھو تھوڑے عرصے مین تلوار چلیگی اور لشکر غائب ہوجاینگے مسلمان امان نہ پاینگے
شاپور نے کہا مین اپنا کمال دکھاؤن تم اپنا کمال دکھاؤ مگر یاد رہے تم میری عملداری مین آئے ہو
ایک جام شراب تو ہماری دعوت تمھاری کرنا ضرور ہی تم مسلمانون کے دشمن مین ان سب کا زہر
یہ کہکے گلابی کرسے کالی کہا لو بھائی ایک جام پی لو ایک مین پیون پھر دونون بھائی ملکر

سحر کرین پرندکو تو خواہش تھی کہ شراب ملکن ہو تو مین سحر کو ندر دون جیسے ہی اُسنے جام دیا بے اندیشہ انجام پی لیا پیتے ہی کانپنے لگا کہا بھائی یہ شراب کیسی تھی کلیجہ مین آگ لگ گئی شاپور نے کہا ٹھہر ذرا ٹھلو ہوا لگے تو نشہ قاعدے سے ہو یہ سنتے ہی پرند اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا شاپور نے نعرہ کرکے سر پرند کا کاٹ لیا ایرج حیران ہو رہے تھے کہ لوگون کی وحشت بڑھتی جاتی ہے اب جو دیکھا پہاڑ پر اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من پرند جادو بود سب ہمراہیان ایرج آکر شریک ہوے بارگاہ استادہ ہوئی ایرج نوجوان اُترے لشکر ایرج مین چہل پہل ہو رہی ہے کہ ہرکارون نے خبر دی مالک آتے مین بڑی بلا مین پھنس گئے تھے ایرج نے شاپور کو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ مالک کس ارادہ سے آتے ہین مالک لند صورت جدا ہو کر پچیس ہزار سوار و پیدل لے کر چلے مین ایک صحرا مین آکر اُترے تھے لشکر کا انتظام ہو رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان بالکنڈے پر سوار لاکھ سوار و پیدل ہمراہ مالک کو دیکھکر دریافت کیا کہ سپہ سالار لشکر صاحبقران ہے مین جادو کو قتل کرکے جاتا ہون اسی مقام پر آ اترا عبدال دیوکش اسکا نام ہے مالک سے کہلا بھیجا کہ آکے اطاعت کرو مالک نے جواب سخت دیا عبدال نے طبل جنگی بجوایا عرب دراز نے مالک کو خبر دی مالک نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین نیا سامان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری صبح کو عبدال دیوکش میدان مین آیا اِدھر سے مالک پہونچے فوج میمنہ و میسرہ آراستہ ہوئی نقیبون نے نقابت کی رایت نز کا کنگرے عبدال نے گینڈا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو دعوی جرات ہو میرے مقابلہ مین آئے مالک نے مادیان کو نکالا مادیان طرارہ بھر کے میدان مین آئی عبدال نے رعب و دبدبہ دیکھکر کہا اے مالک میرے مقابلہ نہ کر مین عبدال دیوکش ہون نام ہے ایک بحر مین ایک دیو رہتا تھا اُسکو جاکر مارا اُسدن سے عبدال دیوکش لقب ہوا مالک نے کہا وہ دیو بیچارہ گا مردان عالم سے مقابلہ کر اُسنے نیزہ مارا مالک نے نیزہ سے اُسکو نیزے کی ننان پر لیا مالک تھا صاحبقران نیزہ داران مین نون گیارہوین طعن مین نیزہ عبدال کی توڑ دیا عبدال نے جھلا کر تلوار کا ہاتھ مارا مالک نے بازو بچا کے کلائی پکڑ لی ہاتھ ڈال دیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا باتشا کشمکش جو ہوئی گینڈا ادھر گھوڑا بیٹھ گیا لپٹے ہوے

زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی عبدال نے پہر دن رہے جھلا کر کہا ارے پہلوان دن بھر تجھ سے مقابلہ ہوا کچھ نہ فیصلہ ہوا ایک زور آخری کرتا ہوں یہ کہکر عبدال مالک کو ریل کرکے دو ہاتھ قدم ریل کر لایا دو ہاں پر آکے ہُگا مارا مالک کا بایان گھٹنہ آشنا زمین ہوا مالک نے ٹریکر لنگر مارا کہ زانو تک غرق ہوگئے عبدال اوپر آکے چھایا ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پہ اُرتا تو اسے بھی اکھیڑ لیتا مگر مالک کے لنگر میں جس و حرکت پیدا نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا مالک اٹھے دونوں بازو تھام کر سینہ میں سر اڑایا ریل کرکے دو ڈھے پندرہ قدم تک ریل کر لائے پندرھویں قدم پر آکے ہُگا مارا کہ دونوں گھٹنے عبدال کے آشنا زمین ہوئے مالک نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا بایہ رکھکر لگے زور کیا پہلے زور میں تا بہ زانو دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا قصد کیا کہ چرخ دے کر ماروں عبدال پکار اُٹھا الامان مالک نے کہا امان بشرط ایمان عبدال دلین کینہ رکھکر مسلمان ہوا خیال میں یہ آیا کہ جان بچا تا بھی سپاہ گری کا کام ہے مالک کو ساتھ لے کر اپنی بارگاہ میں آیا سامان دعوت مہیا کیا شراب بیہوشی ملا کے مالک کو پلائی مالک مع ہمراہیوں کے بیہوش ہوئے عبدال نے مسلسل و سلوق کیا صبح کو فوج کو بھگا دیا مالک کو ڈالیے پر ڈال کر طرف قصر سکندری کے چلا ادھر ایرج نے شاپور کو برائے خبر بھیجا تھا شاپور جو لشکر میں آیا مالک کو قید میں پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عبدال نے مکر سے گرفتار کیا ہے طرف قصر سکندری کے جایا چاہتا ہے شاپور بھاگا ایرج سے اطلاع کی ایرج اکیلے سوار ہوے جہانگیر نے کہا اے فرزند میں بھی ساتھ چلونگا تینوں جوان ایرج و قاسم و جہانگیر گھوڑوں پر سوار ہو کے چلے عبدال کوچ کیے ہوے ایک صحرا میں پہونچا اس صحرا میں کنواں تھا اہل فوج پانی بھرنے میں مصروف ہوے مالک کا ارابہ دھوپ میں ٹھہرایا مالک نے کہا بھائیو ذرا ارابے کو بڑھاؤ دھوپ میں ہمکو تکلیف ہے زنجیر دار نے زنجیر کو جھٹکا مارا کہ او قیدی خاموش نہیں رہتا مالک نے ہتکڑی زنجیر دار کے ماردی زنجیر دار کا سر پھٹا ساتھ والوں نے بلوہ کیا مالک نے غصہ میں قید توڑ ڈالی ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی نعرہ کیا با شداے کافران بھیا داے نابکاران بے دھما نعرہ مالک

منم مالک اژدر شکین	سپہ دار در لشکر اہل دین +	

مالک پر فوج کا ہجوم ہے مالک شیرانہ لڑ رہے ہیں جس کی جنگ ہر کہ و مہ سے گردانی

ایرج کا نعرہ ہوا نعرہ ایرج

منم ایرج آن آفتاب منیر	که صاحبقران نمود آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	ز گاو زمین تیغ دن برکشم

دوسرے پہلو سے نعرہ قاسم کی آواز آئی نعرہ قاسم

منم قاسم آن شاہ خاور سپاہ		ز فر تیغ برابر و بیرزہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بزیر نگین
ز آفتاب مشرق زمین بر درے	دیگر	شہنشاہ اقبال پوشش خاورے

پھر جہانگیر کا نعرہ ہوا منم جہانگیر دلاور کہ میرا تیغ نیمروز کا آسمان زمین کا تھرا تا گر ایرج دیکھتے
بڑھتے سامنے عبدال کے پہونچے عبدال نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تیغہ دودم
سکندری پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر اس کی سینے پر ہاتھ مارا کہ سپر کے دو ٹکڑے کر کے
برق تیغ نے خرمن حیات عبدال کو جلا دیا عبدال کا مارا جانا کہ سارے افسروں نے فریاد
کی دیکھا کہ چار جوانوں نے چہار طرف قیامت برپا کر دی ہے اور ہر طرف لاشے زمین پر لوٹ رہے
ہیں سب افسروں نے حلقہ اطاعت ایرج گوش جان میں ڈالا کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوئے
ایرج لشکر کو ساتھ لے کر اپنے لشکر میں آئے مالک نے سب حال اپنا بیان کیا کہ عجب بلا میں
پھنس گئے تھے خواجہ نے جادوگروں کو مارا میں نے اور لندھور نے رہائی پائی گرای
شہریار بعد جنگ پھر خواجہ کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہاں گئے شاپور نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ
قبلہ و کعبہ گرفتار ہو گئے تلاش میں صاحبقران کی ہو نگے مگر بعد جنگ ان کا نہ ملنا باعث خرابی
ہوا کوئی انکو گرفتار کر کے لیگیا مگر میں نے جو بدذ کو قتل کیا تو اس نے یہی کہا تھا کہ میں خواجہ
کو ذبح کر کے آیا ہوں حضور تامل فرمائیں میں تلاش میں قبلہ و کعبہ کی جاتا ہوں شاپور
بے صورت بدلی ایرج سے رخصت ہوا تلاش میں خواجہ کی چلا مگر آتشبار جادو نے جو
خواجہ و امیر کو قید کیا ہے ایک روز جو باغ سے ٹہلتے آئی اپنے قصر میں بیٹھی پڑی آسمان کی

شعلہ ہاے آتش چمکے آتشبار نے خوش ہو کر کہا بیٹی میری آفتاب گرم خو آتی ہے ایران کر بیٹا دیکھا تخت پر آفتاب سوار گرد کنیزین ان سے آکے ملی لپٹ کر رونے لگی کہا کیون مادر مہربان مینے کیا خطا کی کہ دو دن سے آپ ہمین نہین سرفراز کرتین آتشبار نے کہا بی بی قدرت نے وہ ہا میرے پیر دی ہے کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہتی ہون اگر ایسا نہ کرتی تو اتنے دنون قید رہنا صاحبقران کا ناممکن تھا بی بی اصل یہ ہے کہ حمزہ کا سن تو زیادہ ہے مگر جرأت و شوکت انکے چہرہ سے ٹپکتی ہے آج تک ایسے جوان نگاہ سے نہین گذرے جب جا کے دیکھتی ہون دل بیقرار ہوتا ہے کہ ایسا جوان رعنا نہ رہا اس آفت مین مبتلا ہے ہزار حکم خداوند کا خیال کر کے ضبط کر کے رہجاتی ہون آتشبار نے ذکر صاحبقران جو کیا آفتاب کو اشتیاق ہوا کہ کیونکر اس جوان کو دیکھون پاس سے آتشبار کے اٹھی چند کنیزین ساتھ جو ساز دان ہین منجملہ انکے ایک کنیز موسوم بہ گل بہار اس سے کہتی ہوئی آتی ہے کہ اے گل بہار کیا کہون بیکو حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہے مگر مین سنتی ہون کہ قدرت انکے دشمن ہین ایسا نہو کہ قدرت کو خبر ہو پہنچ جائے تو باعث خرابی ہو دلکو میرے آج صبح سے بیتابی ہے یہ کیفیت ہو گئی ہے

نظم

ارمان کو جنون مین تا بہ دامن چاک ہونا تھا
جواب جادۂ صحراے وحشت ناک ہونا تھا

جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے
لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا

تغافل کے گلے سنکے جھکا لین تنے کیون آنکھیں
مرے شرمندہ کرنے کو ذرا بیباک ہونا تھا

نہ آیا تجکو میرے آنسوون مین تیرنا اے دل
لعہ جو ہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہونا تھا

تنا وہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین
کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا

نکلجاتی نہ رہتی حسرت پرواز تک باقی
قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا

رقیب آئے مین انکے ساتھ کثرت ہے عذابون کی
نہین گذرا وہ مردے پر جو زیر خاک ہونا تھا

اگر تر دامنی ہی کا لگا تھا زاہد و دھبا
تو پھر غوطہ خم مے مین لگا کر پاک ہونا تھا

نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر
مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہونا تھا

خدا کی شان کتنا ہے بتون کی ناک کا تنکا
مری تقدیر مین سب زیور دن کی ناک ہونا تھا

بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا
برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا

تڑپ دل کی دکھاتا تھا جلال ان شوخ چشموں کو | رہن کی بخت نے شستی جہان جالاک ہوتا تھا

گل بہار کتنی ہر واری قدرت ایسی تقدیر نہ کرین کہ ان مسلمانون سے کوئی پھنسے جو انکے دام مین پھنسا پھر نہ نکلا خبر سنی ہے کہ بی زعفران پوش براے بربادی لشکر مسلمانان آئی تھین مگر جمال بیمثال انھین صاحبقران کے پوتے کا دیکھکر مائل ہوگین آخر کو مشہور رہی کہ انھین کے ساتھ ہوگئین آپ حمزہ کو نہ دیکھیے اگر شاید حمزہ کو دیکھا اور طبیعت زیادہ بے لطف ہوئی تو باعث خرابی ہے مادر مہربان آپ کی حفاظت مین مصروف ہین اگر کہین انکو معلوم ہوگیا تو قیامت برپا کرینگی انکو بڑا خیال ہے کہ میری نگہبانی مین کوئی فتور نہ پڑے جس روز قدرت کا حکم آجائے اُسی دن سر روانہ کرین یہ باتین سنکر آفتاب گرم رو خاموش ہو رہین قضاے کار شاپور شیر دل جو تلاش مین چلا تھا اسی صحرا مین آکر پہونچا دور سے دیکھا کہ آگے آگے ایک نو زمین چند کنیزین پشت پر ٹہلتی کودتی چلی آتی ہین شاپور نے بڑھکر ایک کنیز کو دھوکہ دیا اور گوشے مین لاکر اُسے بیہوش کر دیا اُسی کی صورت بنکے کنیزون مین آملا کہ ملکہ نے پکارا او زعفران کہان گئی شاپور نے جواب نہ دیا ایک کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا پوچھا کیون بوا آج کیا ہے چہرہ زرد ہو رہا ہے ملکہ بلاتی ہین تم بولتی نہین جوانی جوانی کا بڑا غرور ہے شاپور نے کہا اے ملکہ عالم مین تو آپ کی کنیز ہون مین کیا غرور کرونگی تم سمجھ گیا کہ مین جسکی صورت بنا ہون اُسکا نام زعفران ہے جست و خیز کرتا ہوا قریب آفتاب کے آیا کہا واری مین آپ کو چپ چاپ پاتی ہون مزاج اقدس کیسا ہے آفتاب نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا اے زعفران ہمارا حال کیا پوچھتی ہے کیونکر اپنے دل کو سنبھالین آج مادر مہربان نے اس طور سے صاحبقران کا ذکر کیا کہ دل بیقرار ہوگیا یہی خواہش ہے کہ کسی طور سے مین انکو دیکھون یہ سن و سال کہ پوتے اُنکے جوان ہین مگر آج تک یہ جمال بیمثال ہے کہ مادر مہربان کیسی سخت طبیعت ہین مگر فریفتی تھین کہ حمزہ پر رحم آتا ہے اگر خداوند ہوتا تو قید سے رہا کردیتی شاپور نے کہا اے ملکہ عالم آج شب کو اس مقدمہ مین صلاح کرینگے مین آپ سے عرض کرونگی کہ اس طور چلکر ملاحظہ کیجیے ماں سے ایسی سوال کیجیے گا کوئی اور بات نکلیگی سحر مین تو آپ انتہا کی طاق ہین حسن مین آپ بھی شہرۂ آفاق ہین بڑے بڑے بادشاہون نے آپ کی مادر مہربان کو نامے لکھے کہ ہمارے ساتھ نسبت کردو مگر نہین معلوم کہ کیا

والدہ کو کیا منظور ہی آفتاب نے کہا بوا زعفران تمنے اسوقت میرے مزاج کے موافق باتین
کین شب کو اس مقدمہ مین صلاح ہو گی آفتاب نے ہاتھ تھام لیا بوا زعفران بوا زعفران
کستی ہوئی اپنے باغ مین آئی مگر کسی کام مین دل نہین لگتا زعفران کو اپنے پاس بلا لیا کہا کیون
بوا تم حال سے صاحبقران کے بخوبی آگاہ ہو زعفران نقلی نے کہا واری مین نے کتابین
دیکھین اُنمین سب حال لکھا ہی نوشیروان کی سلطنت لیلی گاؤ لنگی گاؤ سوار ملک خیار پر قبضہ
کیا لڑتے بھڑتے سجان پہونچے گنجاب الہما بادشاہ سترہ سو سردار اُسکے دربار مین بیٹھا تھا
اُسکو اُنکے بیٹے اور پوتے نے شکست دی باختر مین خدائی زمرد شاہ باختری کی لی کر
بعد سال بھر کے قیطوات بے آبرا تھا اُسکو روز حشر قرار دیا تھا اٹھارہ سو تاجدار آکر جمع ہوتے
تھے اسکو در بدر خاک بسر کیا اب ملکون ملکون بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم نور افشان فتح
کیا ابھی تھوڑے دن ہوے کہ ہفت پیکر کی خدائی مٹائی اب اس ملک مین قدم رکھا ہی دیکھے
کیا ہو پوتا صاحب طلسم ہی وہ لوح کی فکر مین پھر رہا ہی واری چلیے دیکھکر چلی آیے گا صبح کو ملن
آپ کی کھانا کھلانے جاتی ہین پہرون چڑھے چلی آتی ہین جب آپ کی مادر مہربان آلین تب
یہان سے چلکر دیکھ لیجیے حقیقت مین نہایت شکیل ہین کنیز آپ کے ساتھ چلیگی آفتاب ان
باتون سے بہت خوش ہوئی حال جرأت سُنکر اور اشتیاق بڑھا آفتاب نے کہا ای زعفران
مادر مہربان نے گرد باغ کے آگ روشن کردی ہی شاپور نے کہا آپ اُس آگ کو بجھا سکتی ہین
آفتاب نے کہا ایسا سحر کرون کہ دم بھر مین راستہ ہمارے جانے کے موافق پیدا ہو جاے فقط
عیارون کے واسطے مادر مہربان نے راستہ بند کیا ہی مین راستہ پیدا کرلونگی سب طرف آگ روشن
رہے ایک طرف سے راستہ پیدا کرلونگی شاپور نے کہا کل تشریف لیچلیے ہین تو آپ کی خوشی سے
مطلب ہی آپ راضی رہین ہم بھی اپنی جان لگا دینگے رات بھر زعفران و آفتاب سے
باتین رہین صبح کو آفتاب نے لباس فاخرہ پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا ایک تخت سحر تیار
کیا کہا بوا زعفران آؤ زعفران نقلی تخت پر سوار ہوئی آفتاب تخت اُڑاتی ہوئی چلی جب
قریب باغ پہونچی دیکھا شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین طائر بھی اُس راہ سے نہین نکلتا اگر
کوئی طائر بھٹک کر آگیا کباب ہو کر آگ مین جل گیا آفتاب تخت سے اُتری سامنے دروازے کے

جو کہ دیا سحر کیا کہ آسمان پر ابر آیا بجلی چمکنے لگی اسقدر پانی برسا کہ دروازہ پیدا ہوا آفتاب و شاپور اندر باغ کے چلے ہوائے گرم چل رہی ہی طائرون نے جو آفتاب کو دیکھا سر جھکا لیا شاپور نے دیکھا وسط باغ مین قریب چبوترہ کے ایک نخل ہی کہ اسمین دو قفس لٹکے ہین صاحبقران خواجہ سے باتین کر رہے ہین خواجہ کہتے ہین انشاءاللہ میرا دل گواہی دیتا ہی کہ آپ کی رہائی کا زمانہ قریب آیا لیکن آفتاب جھپٹ کر قریب قفس صاحبقران آئی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی دیکھا کہ گل عارض زرد ہو رہے ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے ہین آتشیا رجادو جو آکر کھانا کھلاتی ہی صاحبقران اسقدر کھالیتے ہین کہ جان ٹھہر جائے پس شکم پشت سے ملا ہوا ہی مگر رعب و دبدبہ و سطوت و صولت چہرہ سے آشکارا ہی آنکھین جو نرگس شہلا تھین اب پر شبہہ نرگس بیمار ہی عارض جو ماہ تابان تھے وہ زرد ہو کر مثل آفتاب ہین سامنے جو آکر آفتاب کھڑی ہوئی صاحبقران کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین چہار دہ سالہ آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ خوبی عارض گل گلزار محبوبی سینے پر ابھار صاف ظاہر ہی کہ نارنگیان پردے مین پنہان ہین یا ستاین ہین کہ دل کے ہار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش نقاب محرم چہرے پر ڈالے ہوئے اکڑ رہے ہین حسن کی رعنائی ہونٹون مین مسیحائی صاحبقران کو پسینہ آگیا پکار اٹھے کہ ای معشوقۂ شعلہ رخسار اصل کیفیت یہ ہی ذرا ان اشعار آبدار کو بگوش ہوش سن لو

نظم

گردش سے اسکے فتنہ بپا ہی مین رہگئی ۔۔۔ تسمے پا جمال دل کی تباہی مین رہگئی

پھینکی تھی بام یار پہ ای دل کمند آہ ۔۔۔ وہ بھی فلک کے عرش الٰہی مین رہگئی

سب مٹ گیا فروغ مرے داغ عشق کا ۔۔۔ کچھ رہ گئی چمک تو سیاہی مین رہگئی

عشق بتان مین حضرت زاہد کی گفتگو ۔۔۔ اب تک ہماری پاک نگاہی مین رہگئی

یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہی کون آج ۔۔۔ قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہگئی

رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق مین ۔۔۔ کیسی بھٹک یہ ہمت راہی مین رہگئی

عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار ۔۔۔ سرخی سی کچھ جو دل کے سیاہی مین رہگئی

گذرے گا کون ادھر سے کہ خاک اس فقیر کی ۔۔۔ اٹھ اٹھ کے آمد آمد شاہی مین رہگئی

کیون ای دعاے وصل صنم تونے کیا سُنا
چپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہ گئی

پوری نظر اُس آنکھ کی مجھپر پڑے گی کیا
رخصت طلب جو نیم نگاہی مین رہ گئی

لکھتے مجھے دل کے ڈوبنے کا حال یار کو
ڈوبی جو نوک خامہ سیاہی مین رہ گئی

حسرت نہ نکلی وصل مین بھی دستِ شوق کی
اندیشہ ہاے ناتناہی مین رہ گئی

پوری آتی ہی ہوئی تری بخشش مین ای جلال
جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہ گئی

اِس طرح صاحبقران نے یہ اشعار پڑھے کہ آفتاب نے سنکر سر جھکالیا رعب حسن سے منھ سے بات نہ نکلی زعفران نے کہا بی بی بات توکریجیے آفتاب نے کہا ای زعفران کیا بات کرون دل کے ٹکڑے ہوگئے کس مصیبت مین اِنکو دیکھا جی گھبراتا ہی کیا تدبیر کرون کیونکر یہ رہائی پائین قید سے چھوٹ جائین ای زعفران اول اِنکی رہائی کی تدبیر کرنا چاہیے شاپور نے کہا واری یہ صاحب اسم اعظم ہین یہ تو دریافت ہو کہ اسم اعظم بند ہوگیا یا کھلا ہی آفتاب تو شرماگئی مگر شاپور نے بڑھکر عرض کی ای شہریار اسم اعظم اور حرز ہیکل کہان اور کس جگہ ہی صاحبقران نے فرمایا جب ساحرون نے مجکو قید کیا تو اسم اعظم بند کرلیا اور حرز ہیکل اُتار لی نہین معلوم کہان رکھا ہی اول یہ دریافت ہونا چاہیے کہ کہان رکھا ہی شاپور نے اپنے کو باتون مین ظاہر کیا خواجہ عمرو نے بھی شاپور کو پہچانا اشارے سے فرمایا ای نورنظر اول مقام اسم اعظم دریافت کر جب وہ رہا ہو تب آقاے نامدار رہائی پائین بغیر رہائی اسم اعظم قید سے رہا ہونا امیر کا غیر ممکن ہی آفتاب کو شاپور نے آمادہ کیا کہ چلکر اپنی مان سے حال اسم اعظم دریافت کرو آفتاب اُٹھی باہر آکے پھر آگ کو اُسی طرح روشن کیا راستہ بند ہوا راہ مین شاپور نے پھر آمادہ کیا کہ اپنی مادر مہربان سے احوال مقام اسم اعظم دریافت کیجیے جب اسم اعظم رہا ہو تب صاحبقران رہائی پائین آفتاب رونے لگی کہا ای زعفران مجکو خیال آتا ہی کہ مین تو ضرور مادر مہربان سے پوچھونگی ایسا نہو اُنکو شک پیدا ہو ہر چند کہ مین نے اسطرح سے سحر مین دروازہ پیدا کیا کہ نشان تک نہین ظاہر ہو سکتا مگر مادر مہربان کو سحر مین بڑا دخل ہی اگر حال کھلگیا تو بیشک فساد برپا کرینگی زعفران لعقی نے کہا اُنکے شکوک پر مجکو بھی خیال ہی مگر بدون دریافت چارہ نہین طرف مکان

آتشبار کے آفتاب چلی دل کو یہی خیال ہر کہتی ہر کہ ای زعفران الیسا نہو اے درمہربان
باغ مین جاکر سحر کرین تو فوراً ظاہر ہو جائیگا مگر آتشبار جادو حسب عادت قدیم طرف
باغ کے چلی مگر قریب باغ جو آئی دیکھا شعلۂ آتش ، مین کچھ کمی ہر فوراً اُسکو کھٹکا گذرا
ایک طرف دیکھا کہ چوکر دیا ہوا ہر سمجھی کہ کوئی یہان آیا تھا قریب جھکے کے آئی خاک
وہان کی اٹھا کے سونگھنے لگی کچھ ذہن مین نہ آیا باغ مین داخل ہوئی پہلے آب و طعام
سقری پہونچایا پھر طرف عمرو کے متوجہ ہوئی کہا او ساربان نادے کوئی جادوگر بھی تیرا شریک
ہر عمرو نے گڑگڑا کر جواب دیا ہمارا کون شریک ہر وحدہٗ لاشریک شریک ہر اگر آپ کو ہمپر
رحم آئے تو قید سے رہائی ہو زمین کو دیکھنے لگی زمین پر نشان نقش پایا وہ بھی خاک
اٹھا کر سونگھی کچھ ذہن مین نہ آیا وہان سے حیران و پریشان پلٹی اپنے قصر مین جو آکر
پہونچی دیکھا کہ آفتاب بیٹھی رو رہی ہر پوچھا کیون نور نظر باعث اختشار کیا ہر چہرہ تمھارا
اُترا ہوا ہر عجب حال مین تمکو پاتی ہون آفتاب نے کہا ای مادر مہربان مجکو شب سے
بڑا خوف پیدا ہوا ہر کہ عیار بھی صاحبقران کا آپکے پاس قید ہر مشہور ہر کہ جہان یہ ظالم
ہوا اور جسکی قید مین ہوا اُسپر کوئی زوال ضرور آتا ہر تو آپ اسم اعظم اور حرز ہیکل میرے
سپرد کر دیجیے کہ مین اسکو باحتیاط رکھون اور خداوند کو عرضی لکھیے کہ صاحبقران کو زمانہ
گذرا اب حکم قتل دیجیے کہ سر کاٹ کر روانہ کردن اگر صاحبقران قتل ہو جائین تو پھر
حفاظت اسم اعظم و حرز ہیکل کی کوئی ضرورت نہین پھر کوئی آپ سے متعرض ہوگا زعفران
نے بھی کہا واری تجھی سے زیادہ کون دوست ہر اگر مناسب ہو تو اسم اعظم اسکے سپرد
کیجیے اسنے زیادہ حفاظت کون کریگا آٹھ پہر ہم لوگ موجود رہتے ہین کسی غیر کو اسکے باغ
مین آنے نہ دینگے اور قتل نامہ بھی آپکے پاس آجائے گر زحمت ہو ایسا نہو کہ کوئی رہائی
صاحبقران کی تدبیر کرے اب عرصہ ہوچکا جلد قتل کی تدبیر کیجیے آتشبار نے کہا ای نور نظر
مین ابھی تمھارے سپرد کرون اور ماتھا ٹھنکا سوچی کہ شاید یہی ظالم گئی ہو مین نے غضب
کیا کہ خاک چوکر کی نہ لائی اُسکا تجلہ بنا کر اُس سے پوچھتی لیکن بیقراری مین منھ سے نکل گیا
کہ بیٹا سامنے صندوق ہر اسی مین اسم اعظم اور حرز ہیکل رکھی ہر جب ساحر اُن کو قید

کر کے لایا تھا تو حرز ہیکل اور شیشہ لاکر دیا فرمان خداوندی میں یہ مرقوم تھا کہ جہاں تک ہو سکے
اسکی حفاظت کرنا بدون اسکی رہائی کے رہائی صاحبقران ممکن نہیں آفتاب نے محبت
ماں کے گلے میں ہاتھ ڈال دیا کہا اب کنیز بھی یہیں رہیگی حفاظت صندوق کریگی کیا مجال
کہ اسکے قریب کوئی آسکے یا صندوق کو ہاتھ لگا سکے آتشبار چپ ہو رہی سامنے اُس صندوق
کے آکر آفتاب بیٹھی سحر بھی کر رہی ہی زعفران سے کہتی ہے اسکی حفاظت سے ماں کی خیر
ہے ایسا نہو کوئی میری ماں کو قتل کرے تو میں کہیں کی ہونگی جان اپنی صرف کردونگی ایسا سحر
کردونگی کہ کوس بھر سے اس گرد میں کوئی نہ آسکے یہ کہکے ماں کو شراب پلانے لگی جام پے درپے
پلائے آتشبار مسند پر گر کے بیہوش ہوئی آفتاب نہایت بیقرار ہو رہی تھی فوراً قریب
صندوق کے آئی اور صندوق کھولا شیشہ اسم اعظم کا اور حرز ہیکل کو نکالا زعفران نقلی
کو اُٹھایا کہا لو لوا شیشہ اور ہیکل میں نے نکال لی اب براے رہائی صاحبقران چلو شاپور
اُٹھا مگر کا بنتا ہوا تخت پر سوار ہو کے طرف باغ کے چلی قریب دیوار آتش آکر اُسنے شیشۂ
اسم اعظم توڑا حرز ہیکل کو جو چمکایا آگ تمام بجھ گئی کہا زعفران تم جا کر صاحبقران کو رہا
کردو میں اپنے باغ میں چلتی ہوں وہیں اُنکو بھی لاؤ زعفران نے حرز ہیکل کو لیا قریب
قفس جو آئی جیسے ہی صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا اور باواز بلند پڑھا قفس ٹوٹا عمرو
کا بھی قفس ٹوٹا زعفران نے آکر دونوں کو قید سے رہا پایا قدموں کو صاحبقران کے بوسہ
دیا عرض کی اے شہریار خدا نے اپنا فضل کیا کہ غلام کی شفقت کام آئی کہ حضور نے رہائی
پائی اب باغ آفتاب میں چلیے مگر آفتاب گھبرائی ہوئی اپنے باغ میں آئی کنیزوں
نے پوچھا کئی دن سے آپ کہاں تھیں ٹھنڈی سانس بھر کر کہا جو میرا حال نہ پوچھو کہ
میں کس حال میں ہوں

نظم

شب وصل آپ سے باہر جو یہ دیوانہ ہو جاتا ۔ کسی سے پیشتر رخصت چراغ خانہ ہو جاتا
ادھر بھی جلوہ فرما کوئی مہمانا نہ ہو جاتا ۔ کہ از خود رفتہ ہم ہوتے وہ صاحب خانہ ہو جاتا
بھری تھی میرے دل میں وہ ٹھنگ کہ ولولا آتی ۔ نکل آتی تو سارا شہر کہ ویرانہ ہو جاتا
وہ کہتے ہیں جو ہوتا اسمیں ذکر غیر بھی شامل ۔ مرے سننے کے قابل پھر ترا افسانہ ہو جاتا

عدو کے لب تک آکر ٹوٹ جاتا ساغر محبت میں
ترا پیمانہ او ساقی کبھی دیوانہ ہو جاتا

کسی کی یاد میں چپ بیٹھے رہنا تھا جو قسمت میں
الٰہی کاش دربان در بت خانہ ہو جاتا

ترے گیسو میں کچھ دل جمع تھے آشفتہ ہو جاتے
ستم ہوتا جو اُس شوخ مو میں دخل شانہ ہو جاتا

جو چڑھتے پھول تربت پر مذاق بو محبت کی
جو اُگتا سبزہ اپنی خاک پر بیگانہ ہو جاتا

خوشا وہ درد دل جسکا سنانا وصل کی شب میں
کسی کے خواب راحت کے لیے افسانہ ہو جاتا

گرہ جو دل میں پڑتی یاد وہ محبوب کی ہوتی
محبت کا بھی رشتہ سبحۂ صد دانہ ہو جاتا

جو لکھتے سوز دل مکتوب مثل شمع جل اٹھتا
پتنگے بنتے قاصد نامہ بر پروانہ ہو جاتا

تمہیں اپنا نہ کر لیتے تو بنتے دوست کیوں دشمن
نہ آنکھیں غیر ہو جاتیں نہ دل بیگانہ ہو جاتا

نہ کرتا مجمع محشر میں ہم سے یار روپوشی
جو راز حسرت دیدار جلال افسانہ ہو جاتا

کنیزیں خاموش ہو رہیں فرش وغیرہ بچھوایا بارہ دری کو آراستہ کیا خود آکے دروازے پر ٹھہری انتظار کر رہی ہے کہ دیکھا سامنے سے صاحبقران والا حشم آتے ہیں خواجہ عمرو ساتھ چار جانب دیکھتے ہوئے جو باغ میں صاحبقران آئے اُسی نازنین کو دیکھا کہ برائے استقبال کھڑی ہے صاحبقران بسم اللہ کہکر باغ میں آئے بارہ دری میں آکر بیٹھے آفتاب گرم خو سے حال پوچھا اُسنے سب حال اپنا بیان کیا کہ میں آتشبار کی بچی ہوں کیوں زعفران اب جو مادر مہربان اُٹھینگی مجکو بنا لینگی یقین ہوگا کہ آفتاب اسم اعظم لیگئی یقین ہے کہ آتی ہوں وہی ہوا کہ وہاں آتشبار کا جو نشہ اُترا آنکھ کھولی کر جو دیکھا کہ صندوق کھلا پڑا ہے خجالت سے دیکھا کہ شیشۂ اسم اعظم و مہرہ سلیل غائب منہ پیٹ کر کہا صاحبو آفتاب نے غضب کیا کہ شیشۂ اسم اعظم لیگئی مہرہ سلیل بھی نکال لی اُسکے پہنچنے سے پہلے ہی میرا ماتھا ٹھنکا تھا مگر مہر مادری سے ناچار ہو گئی کچھ بن نہ پڑا وہ کہتے ہوئی غصہ میں طرف باغ کے چلی قریب آکر دیکھا وہ جو آگ روشن ہو رہی تھی وہ سب بجھی پڑی ہے قفس ٹوٹے پڑے ہیں طائر سر ڈالے ہوئے خاموش بیٹھے ہیں نہ زمزمہ سرائی نہ وہ باغ کی رعنائی زیبائی غصہ میں طرف باغ آفتاب کے چلی اُس وقت پہنچی کہ صاحبقران بارہ دری میں بیٹھے ہیں آفتاب سے باتیں کر رہے ہیں کہ نعرہ ہوا منم آتشبار جادو

او گیسو بریدہ تو نے خود و ندست سے بغاوت کی صاحبقران زمان تیغ پکڑ کے اُٹھے آتشبار
نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر باطل ہوا حیران ہو گئی آواز دی او گیسو بریدہ تیری
وجہ سے حمزہ کو یہ دن نصیب ہو میرے سحر کو دفع کر دیا خواجہ عمرو کر دکر ایک گوشہ
مین چھپے شاپور ایک جانب بھاگا لیکن آتشبار سحر کر رہی ہے امیر پر تاثیر نہین ہوتی
آفتاب کھڑی دیکھ رہی ہے حیران ہے کہ کیا کرون اس ظالم کو کون آتشبار نے جو دیکھا
کہ آفتاب خاموش کھڑی ہے جست کر کے مثل باز کے گری جیسے باز کنجشک کو دبا لیتا ہے
اس طرح آفتاب کو اُٹھا لیا بغلے مین دبا کر بجلی صاحبقران زمان جب تک تیر و
کمان اُٹھائین آتشبار پاس کر نکل گئی کنیزون نے کہا شہریار غضب ہوا جاتا ہے بیٹی کو
قتل کرے گی خواجہ عمرو نے کہا مین جاتا ہون اگر بتاتا ہے تو آفتاب کو رہا کر کے
دیتا ہون شاپور نے کہا قبلہ و کعبہ آپ تامل فرمایئے مین اس سے صورت آشنا ہون
جاتے ہی عیاری کرونگا پہلے اپنی خیر خواہی ظاہر کرونگا اگر مان لیا اور دام مکر مین
پھنسی تو آفتاب کو فوراً لاتا ہون خواجہ نے کہا جاؤ مگر سمجھ کے عیاری کرنا شاپور
چل نکلا جنگل مین بھاگی یہان آتشبار آفتاب کو لیکر ایک ستون سے باندھا کہتی ہے
کیون او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے بڑا ہی غضب کیا حمزہ سے آنکھ لڑائی کچھ
تجکو میرا خوف نہ آیا کہ آخر یہ حال ظاہر ہو گا تو کیا ہو گا کوڑا ہاتھ مین لے کر کھڑی
ہوئی چاہتی ہے کوڑا مارے کہ آواز آئی داری ذرا ٹھہر جایئے ابھی کوڑا نہ لگایئے یہ
نازک اندام مر جائیگی پھر سر پر ہاتھ رکھ کر روئیے گا۔ دو برس کی محنت مفت رائگان ہو گی
آتشبار نے پھر کر دیکھا زعفران روتی ہوئی آتی ہے کہا زعفران تو نے اسکی گستاخی دیکھی کہ یہ
غیر مرد سے دل لگا کر باغ مین جا بیٹھی اگر تم مت بیٹھتے تو یہ کیسی بدنامی کرتی
مین نے جو کچھ نصیحت کی وہ سب ضائع ہوئی زعفران نقلی نے کہا داری آپ سچ
فرماتی ہین مین انکو یہی سمجھا رہی تھی کہ حمزہ کو قید کیجیے اب تو یہ بڑی تھی بیہوشی تلاش کی تھی
کہ حمزہ کو شراب پلا کر بیہوش کرون اس عرصے مین آپ پہنچ گئین مین نہ کہہ سکی کہ مقابلہ
نہ کیجیے آپ انکو گرفتار کر لائین مین اپنا ذمہ کرتی ہون کہ ابھی جا کر حمزہ کو قید کرتی

پلاکر بیہوش کرتی ہین اور لاکر آپ کے سپرد کر دیگی آتشبار نے جو صورت بیٹی کی دیکھی کہ منھ
پر ہوائیان اُڑ رہی ہین آنکھون مین حلقے دل دُکھ گیا شاپور نے باتین کرتے کرتے
پشت پر آکے کہا واری اب میرا کہنا مانیے صاحبزادی کو کھول دیجیے پردے مین
دوستی کے حمزہ کو گرفتار کرلینگے وہ دیکھیے صاحبقران بھی آتے ہین جیسے ہی آتشبار
نے منھ اُسطرف پھیرا شاپور نے حلقہ ہاے کمند مارے اور نعرہ کیا منم شاپور شیر دل جھٹکا
مار کے حباب مار دیا شاپور خنجر لے کر چلا کہ اسکا سر کاٹون کہ فلک سے آواز آئی او
نا عیار خبردار آتشبار کو قتل نہ کرنا ورنہ بہت پچھتائیگا شاپور نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک
زاغ آواز دے رہا ہی شاپور نے کچھ خیال نہ کیا طرف آتشبار کے چلا وہ زاغ تڑپکر
گرا آتشبار کو اُٹھا لیگیا شاپور شیر دل نے ملکہ آفتاب سے کہا کہ واری اُسکی موت تو
نہتی زاغ اُٹھا لیگیا مین آپ کو رہا کرون آپ باغ مین تشریف لیچلیے صاحبقران
خود آتے تھے اور خواجہ عمرو نے بھی قصد کیا تھا مگر مین نے اُنکو روکا یہ کہکے شاپور
نے زبان سے آفتاب کی سوزن نکالی رسیان کاٹین آفتاب رہائی پاکر ساتھ شاپور
کے چلی دروازہ باغ سے نکلی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان تاجدار گینڈے پر
سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار آتا ہی اُس نے جو اِس نازنین کو دیکھا پکار کر
آواز دی ای آفتاب گرم خو منم شعلہ خوار جادو سلام کو خداوند کے گیا تھا اُنھون
نے مجکو خبر دی کہ ای شعلہ خوار منسوبہ تمھاری آتشبار کے پاس سے نکلکر پاس صاحبقران
کے جایا چاہتی ہی مین جو آیا تجکو بموجب حکم خداوند اُسی مقام پر پایا بس بہتر یہ ہی کہ
چپکی چلی آؤ اپنے ملک مین تمکو لیچلون وہ مرتبہ تمھارا کرون کہ زنان شہر رشک کرین
آفتاب گرم خو نے جھلاکر آواز دی او کافر بیحیا اپنی صورت تو آئینہ مین دیکھ تو
اس لائق ہی کہ مین تیرے پہلو مین بیٹھون شعلہ خوار طرف فوج کے متوجہ ہوا آواز
دی اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرلو کیا سخت باتین زبان سے نکالتی ہی مین جھلا ان
باتون کو کب سُن سکونگا بارہ ہزار ساحران غدار نے آفتاب پر ہجوم کیا آفتاب
گرم خو کڑک کر گری کئی سو ساحر جو ہجوم کرکے چلے تھے وہ بھڑک گئے اور پکار اُٹھے نظم

نہ آنکھ دیکھ سکی جب وہ بے نقاب ہوا
تحیر نگہ شوق خود حجاب ہوا

خجل جو پیکے مین اک ساغر شراب ہوا
سبو عرق سے بھرے کچھ یہ آب آب ہوا

وہ آئے کیا شب وعدہ قیامت آپہنچی
ستارہ بخت کا چمکا تو آفتاب ہوا

سنبھالتے دل بیتاب کو فراق مین کیا
اثر نہ آہ مین ٹھہرا وہ اضطراب ہوا

لبون پہ جان جو آکر ٹھہر گئی دم نزع
کسی کے بوسون کا ارمان شتاب ہوا

نگاہ کہتی ہی اُسکی کہ اُٹھیے محفل سے
جو دل کو بار ہوا کیا وہ باریاب ہوا

ہماری آنکھون مین آنے کی آرزو ہی رہی
تمام عمر نہ بیدار بخت خواب ہوا

وہ مست ہون کہ مرے ہوش کی تجسس مین
بہت سا پیر خرابات بھی خراب ہوا

اگر بہشت ہی یارب مقام آسائش
تو کوے یار مین مجھپر یہ کیون عذاب ہوا

مین کہکے آرزوے وصل آپ پچھتایا
مرا سوال ہی گویا ترا جواب ہوا

نکالی آکے جوانی نے بھی نہ دل کی امنگ
بھلا ہوا کہ نہ شرمندۂ شباب ہوا

دلاسے دیکے کسی نے ستم کیا ہمپر
تسلیون سے جلال اور اضطراب ہوا

کئی سو جوان دیوانہ وار طرف صحرا کے بھاگے لئی افسرون کو آفتاب گرم خو نے قتل کیا لاشے پڑے پھڑک رہے ہین شعلہ خوار نے جو دور سے دیکھا کہ آفتاب نے قیامت برپا کی جھپٹ کے سحر کیا کہ آسمان پہ ایک ابر آیا ابر سے برف برسنے لگی آفتاب گرم خو برق بکر چکی تمام برف پانی ہوکر بہ گئی ابر کو ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیا اب تو شعلہ خوار گینڈے سے کودا طرف آفتاب کے چلا کہ آسمان پر ابر آتش فشان آیا آتشبار جادو بھی آکر پہنچی آتشبار نے پکار کر کہا ای فرزند تمکو کیونکر خبر ہوئی شعلہ خوار نے کہا مجکو قدرت نے بھیجا ہی کہ جاکر آفتاب کو گرفتار کرلو آتشبار نے کہا ای نور نظر یہ وہ ظالم ہی کہ تیرے سحر سے گرفتار نہ ہوگی یہ کہکے آتشبار جھجکی للکارا کہ او گیسو بریدہ اب کہان جائیگی آفتاب گرم خو نے جو اپنی مان کو آتے ہوے دیکھا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگی کہ ای ارحم الراحمین اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے نظم

ہستی بخش ہر نظر نور خدا
مشعل خور زیر و زبر جلوہ نما

بر جبینِ خوبرویانِ جہان	جلوہ گر ہست آن جمالِ جان فزا
ہر گدا سائل بباب دولتش	خاک بوسِ بارگہ ہر بادشا
دام و دد و وحش و طیور و انس و جان	مستعد در بندگی صبح و مسا
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان	در دعا گوئی دہانِ خلق وا
عاشقان اندر محبت می کنند	جان و مالِ خویش بر جانان فدا
ہر کرا از نظر او سے دہد	بیند اورا در خلاؤ در ملا
سینۂ اہلِ صفا از ہر غبار	مثلِ آئینہ صفا باشد صفا
خاکسارش را نباشد در جہان	خواہشِ دولت نہ فکر کیمیا
دائما خمدار گردن در سجود	کن عبادت کن عبادت جد ربا

آفتاب تو دعائیں مانگ رہی ہے اور آتشبار جادو نعرے کرتی ہوئی آتی ہے اب یہی خیال ہے کہ گرفتار کرکے اسکو شوہر کے حوالے کر دوں مدت سے اس سے نسبت بھی ہے اور یہ وقت پر بھی آگیا لیکن آفتاب نے جو بیتاب ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی آفتاب نے دیکھا کہ صاحبقران زمان تیغہ عقرب کھینچے ہوئے خواجہ پہلو پر آتے ہیں شاپور گوشے میں چھپا ہوا تھا اُسنے بھی نکل کر آواز دی ای شہریار جلد اپنے کو پہونچائیے ایسا نہو کہ آفتاب گرفتار ہو جائے صاحبقران نے وہیں سے نعرہ کیا با غیظ

ای کافران بے حیا وای نابکاران پر دغا نعرہ صاحبقران

امیرِ عرب ضیغمِ روزگار	بحکمِ خدا بستہ شمشیر جار
کہ تیغ صمصام و قمقام نام	کہ تیغ عقرب کیے ذو الحسام
بہ کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

فوج شعلہ خوار پر آ کے گرے اسم اعظم پکار کر پڑھا سحر ساحروں کے باطل ہونے لگے تلوار چلنے لگی خواجہ عمرو نے جو آقا کو اپنے شریک جنگ دیکھا آ کر حقہ آتشبازی مارا مردوں کو ڈسنے لگے جو ہاتھ سے امیر کے مار گیا اسکی ہمیانی کاٹ لی اگر ہمیانی نہ نکلی تو ایک لات مار دی وہ کہتا کہ عمرو نے کیا یا کھایا مگر ہمارے لیے کچھ نہ رکھا بدنصیب ایسے ہی ہوتے ہیں

ہمکو کچھ نہ لاہی بدنصیبی ہی امیر لڑتے بھڑتے قریب شعلہ خوار کے پہونچے شعلہ خوار کو یہ گمان ہی
کہ یہ بھی ساحر ہی مگر ساحر کامل ہی امیر پر سحر کیا جب تاثیر نہوئی تلوار کھینچے ہوے قریب آیا
بہت سے سحر تلوار پڑھکے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مار دیا
جھک کر جو تلوار گری سپر سحر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر تلوار گری تا جگرگاہ تلوار نے کاٹا لاشہ
شعلہ خوار کا گرا اب امیر نے آفتاب کو اشارہ کیا کہ آتشبار تمھاری جویا ہی جسطرح بن پڑے
میری پشت پر آجاؤ آفتاب گرم خو سحر کرتی ہوئی چلی راہ مین جسنے روکا سر ہاتھ چپکا دیا
کئی سو کو دیوانہ بنا دیا وہ اشعار پڑھتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے مگر آتشبار نے جو لاش
اپنے داماد کی دیکھی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ساحرون سے کہا یارو کیا ہوگا باپ اسکا
شعلہ جوالہ جو اپنے بیٹے کی لاش دیکھیگا تو کیسی شکایت مجکو لکھیگا ساحرون نے کہا ملکہ عالم
ہمارا پاؤن نہین تھمتا سحر جواب دیتا ہی ممکن نہین کہ ہم اس شخص سے لڑسکین غیر مشیت پر اتا
ہی اور یہ ذرا ذرا کیسا ہوتا ہی آتش سحر ایسی پیدا ہوتی ہی کہ سو سو ایک مرتبہ جل جاتے ہین آتشبار
نے کہا اسکا عیار بھی ہمارے روزگار ہی حقہ ہمارے آتشبازی داغتا ہی وہی آگ جلاتی ہی
تم لاش لیکر پاس شعلہ جوالہ کے چلو مین بھی آتی ہون ساحرون نے جان اپنی دیکر
لاش شعلہ خوار کی اٹھالی آتشبار بھی لڑتی ہوئی نکلی صاحبقران پر آگ برسائی تلوارین
گرائین کسی سحر نے تاثیر نہ کی ساحران نمکحرام مارے جانے سے بچے وہ مجمع کر کے لاش
شعلہ خوار کی لیکے چلے آتشبار بھی آکر شریک ہوئی آفتاب گرم خو پر ہاتھ نہ ڈال سکی
جب آتشبار نے قصد کیا آفتاب گرم خو قریب صاحبقران کے آگئی آتشبار رک
گئی کہ ایسا نہو مین قریب ہو جاؤن اور وار حمزہ کا مجپر چل جاے اب آفتاب گرم خو
صاحبقران کو ساتھ لیکر مع خواجہ عمرو و شاپور شیر دل طرف اپنے باغ کے چلی مگر
آفتاب نے عرض کی کہ ای شہریار یہ لوگ لاش لے کر پاس شعلہ جوالہ کے گئے ہین
وہ بڑا ساحر زبردست ہی یقین ہی کہ آکر آفت برپا کرے صاحبقران زمان نے
فرمایا ان ساحرون سے لڑنا ہی جہان پر آجاوین وہین پر لڑائی پڑے آفتاب
گرم خو صاحبقران کو باغ مین لائی کنیزین اپنی مالک کو دیکھکر دوڑین فریزادی

اسکی گل اندام جو آئی نگاہ خواجہ کی اُسپر پڑی نہایت چست و چالاک پایا قریب آکر فرمایا کیون بی گل اندام تمکو ملکۂ عالم کے بیان کیا عمدہ ہی گل اندام نے صورت دیکھی کہ ایک دُبلا پتلا ناٹا سا بندے کا کرتہ پہنے کلاہ نمدی سر پر رکھے ہی کہا او موش صحرائی کے بچے تو کیون مجھ سے پوچھتا ہی ملکہ نے کہا ای گل اندام یہ عیار صاحبقران ہین لواسے شوکت صاحبقران کہلاتے ہین دمامہ اور شمشہ کو انھون نے مارا کیسے کیسے مقام مٹائے انکو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھنا شکر کرکہ تجپر نگاہ پڑی گل اندام نے جھک کر کہا واری یہ تقدیر میری آپ کے پہلو مین تو یہ آفتاب تابان مین تو اس سے پاپوش مین رہتا بھی نہ رکھواؤنگی اسکے مرتبے کو آگ لگاؤن اس سے کہیے مجھ سے بات نہ کرے صاحبقران نے آفتاب سے اشارہ کیا کہ تم خاموش رہو یہ اسکو راضی کر لینگے وسط باغ مین آکر فرش بچھا صاحبقران مسند پر آکر بیٹھے گل اندام بھی آکر بیٹھی صاحبقران نے اشارہ کیا کہ خواجہ کچھ گاؤ خواجہ نے چنگ مرصع نکالا اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

فرقت مین ایک درد مرا ہمنشین رہا
اٹھ بھی کھڑا ہوا تو وہین کا وہین رہا

پوچھا کیا بغل مین جو وہ نازنین رہا
ارمان کوئی اور تو دل مین نہین رہا

اُس بت نے ایک سجدہ نہ میرا کیا قبول
ٹیکا کلنک کا ہے مجھے داغ جبین رہا

نکلا تھا رات سیر شب ماہ کو کوئی
اک حشر آفتاب پہ زیر زمین رہا

اُس دل مین جسقدر ہو نزاکت بہت ہو کم
جسمین ہمیشہ ایک نہ اک نازنین رہا

آنکھ اُسنے روز حشر بھی ہمسے نہ چار کی
محو دم کشتۂ نگہ شرمگین رہا

تاب و توان شکیب و تحمل قرار و صبر
جو سے گئے تھے بزم مین انکی وہین رہا

اُسکے جو بزم یار سے تنہا ہم آئے گھر
طاقت کہین حواس کہین دل کہین رہا

کیا کیا صبا کو کدر ہی لیکن مرا غبار
اُٹھا نہ اُس گلی سے مرا جانشین رہا

عقدہ مین حسن یار کو سوجھی ہی نئی نئی
گہ ابروؤن کا بل کبھی چین جبین رہا

آخر کیا تھا یار کی بجلی نگاہ نے
آغاز عشق ہی سے مین انجام بین رہا

جس ہاتھ سے چھٹا نہ گریبان عشق مین
کس کام کا وہ پھر صفت آستین رہا

یون پھرتے ہی نہین کسی فرقت نصیب کے
دل لیکے مجھ سے یار نے یون کھو دیا جلال

کیا ای سپہر دور ترا اب یہ نہین رہا
دونون جہان مین جسکا ٹھکانا نہین رہا

گاتے گاتے خواجہ ایک مرتبہ چپ ہوے آفتاب سے کہا ملکہ عالم آپ نے کچھ ملاحظہ کیا بی گل اندام میری بلائین لیتی ہین اور کہتی ہین کہ مجھے گانا سکھا دو گل اندام نے منھ پیٹ لیا کہا واری مجھپر تہمت لیتا ہی آنکھیں پھوٹین جو مین نے اس نگوڑے کی طرف دیکھا بھی ہو مین اب صحبت مین بھی نہ بیٹھونگی عمرو نے کہا مین اُٹھا جاتا ہون یہ کہکے اُٹھے چمن مین جاکر غائب ہو گئے آفتاب نے کہا اے گل اندام تمنے لطف صحبت مٹایا گل اندام نے کہا واری آپ دیکھتی ہین کہ مجھپر تہمت لیتا ہی ایک خواص لالہ عذار گل اندام کو اُس سے بڑی محبت ہی عمرو نے چمن مین جاکر اُسے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر آکر پہلو مین گل اندام کے بیٹھے جب دو پہر رات گئی آفتاب صاحبقران کا ہاتھ تھام کر اُٹھی خواجہ بشکل لالہ عذار گل اندام کے ساتھ ہوے جب گل اندام اپنی صحنچی مین آئی پلنگ پر لیٹی لالہ عذار نقلی نے کہا مین پیر دباؤن گل اندام نے کہا بوا اختیار ہی خواجہ نے پانون اُٹھا کر گود مین رکھ لیے اس لطف سے دبائے کہ فورًا گل اندام سو گئی اب تو خواجہ بصورت اصلی ہو کر پاس گل اندام کے لیٹے لب بہ لب سینہ بسینہ ناف بناف پانون اُسکے اُٹھا کر اپنے اوپر رکھ لیے آرام سوئے صبح کو جو آفتاب اُٹھی دیکھا کنیزین قریب صحنچی گل اندام کے جمع ہین کہہ رہی ہین کہ لو ادھر مزہ دیکھو بی گل اندام کو کیسا انکار تھا اب عمرو کو لیے پڑی ہین آفتاب و صاحبقران بھی اُسی مقام پر آئے کنیزون نے جو باتین کین گل اندام کی آنکھ کھلی دیکھا عمرو میرے پاس لیٹا ہی خواجہ نے آنکھ کھول کر کہا یا صاحبقران آپ لوگ یہان کیون آئے یہ نہ سمجھے کہ یہان بی بی ایک مقام پر لیٹے ہین گل اندام نے چاہا ایک طمانچہ مارون بھلا خواجہ کب طمانچہ کھاتے ہین کود کر کنارے ہوے گل اندام اُٹھ بیٹھی سر پیٹنے لگی کہتی تھی بی بی آپ کے قدمون کی قسم کہ مین نے عمرو کو نہین بلایا لالہ عذار میرے پاس تھی مجکو اسنے ذلیل کیا مین اپنی جان دونگی صاحبقران نے گل اندام کو گلے سے لگایا کہا اے گل اندام یہ کمبخت جس پر عاشق ہوتا ہی اسکو یون ہی ذلیل کرتا ہی اب ہمارا کہنا مانو کہ عمرو کو قبول کر لو ورنہ یہ ہر روز یون ہی تمھارے پاس سوئیگا گل اندام گانے پر تو مائل

ہوئی چلی تھی عرض کی اے شہریار آپ کو اختیار ہے صاحبقران بعیش و عشرت باغ میں آفتاب
کے ہیں لیکن شعلۂ جوالہ باپ شعلہ خوار کا قصر میں بیٹھا ہے کہ رونے پیٹنے کی آواز کان
میں آئی کہا ارے یہ کون روتا ہے کہ ملازمان شعلہ خوار لاش لیے ہوئے سامنے آئے کہا آپکے
فرزند ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے شعلۂ جوالہ نے تاج دے مارا کہا یارو اب
گھر میرا برباد ہو گیا سرداروں نے سب حال بیان کیا کہ معشوق کو لینے گئے تھے وہاں یہ معرکہ ہوا
کہ صاحبقران موجود تھے آ کر لڑائی پڑی ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے اثر سحر تاثیر
نہیں کرتا یہ جوش میں آ کر جا پڑے بیک ضرب شمشیر کام تمام ہوا شعلۂ جوالہ رو رہا ہے کبھی پکارتا
ہے کہ اے فرزند تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا قدرت نے تمکو اپنے پاس بلا لیا جا کے قدرت کا
دامن پکڑونگا کہ میرے فرزند کو زندہ کر دیجیے جسطرح بنے گا قدرت کو راضی کرونگا یقین ہے کہ
قدرت کو میرے حال پر رحم آئے کہ آسمان پر شعلۂ آتش چمکے آتشبار جادو آ کر پہونچی
سمدھی صاحب کہکر باتیں کرنے لگی کہا کیا کہوں آفتاب قبضہ سے نکل گئی صاحبقران کو
قید سے رہا کیا شوہر کو قتل کرایا میں نے شکست کھائی اب تمھارے پاس آئی ہوں جو مناسب
جانو وہ صلاح کرو میں یہ چاہتی ہوں کہ حمزہ میرے قبضے میں آئے حکم خداوند کا بھی انتظا
ر کروں سر کاٹ کے روانہ کر دوں شعلۂ جوالہ نے کہا وہ سحر کروں کہ تڑپ تڑپ کے مرے
اپنے منھ اپنی موت مانگے اور موت نہ آئے جلکر باغ کو گھیر لوں گرد آگ جلا دوں تمام نخل
و بُتے زمین و آسمان آگ کا ہو جائے کیا مجال کہ باغ سے نکل سکیں آتشبار نے کہا چلیے
شعلۂ جوالہ نے آتشبار کو تخت پر سوار کیا آپ ہزبر آتشین پر سوار ہوا ساٹھ ستر ہزار ساحروں
کا لشکر لیکر چلا اور اپنے قصر سے نکلا ایک شب لشکر اُس مقام پر اُتارا دوسرے دن بقہر و
غضب تمام چلا دن بھر میں دس بارہ کوس کا راستہ طے کیا ایک صحرائے سبزہ زار میں آ کر اُترا لشکر
اُتار رہا ہے آپ ٹہل رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر موسوم بہ نخوت جادو تخت پر سوار
بارہ چودہ ہزار ساحر پشت پر برائے سیر نکلا تھا لشکر شعلۂ جوالہ دیکھکر ساتھ والوں سے کہا دریافت
تو کرو یہ لشکر کسکا ہے ہرکاروں نے آکر خبر دی یہ شعلۂ جوالہ کا بیٹا شعلہ خوار ہاتھ سے
صاحبقران کے مارا گیا بدلہ لینے اُسکا باپ جاتا ہے بی آتشبار جادو ساتھ ہیں یہاں آفتاب کی

وہ بھی جاتی ہے بیٹی کو گرفتار کرا دن نخوت نے کہا دو آدمی کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے جاکے آتشبار کو بلا لاؤ کہنا یہان نخوت جادو تمھین بلاتے ہین تم دونون آدمی تماشا دیکھنا ہم دونون کو گرفتار کر دینگے خود گھبرا کر باغ سے نکل آئین سوار دن نے جاکر آتشبار سے کہا آتشبار نے جواب دیا نخوت کچھ دیوانہ ہو گیا ہے اور خود مین ایسی باتین کہتا ہے کہنا کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا وہ صاحب اسم اعظم ہے بڑے بڑے ساحرون کو مارا عیار اُسکا عمرو نامدار ہے کہ جسکا ساحر نام نہین لیتے جہان اُسکا نام آیا اور وہ پہونچا ساحر کیسے کیسے ذلیل ہوتے ہین نخوت نے کہا جن ساحرون کو سحر نہ آتا ہو گا اُنکو ذلیل کرتا ہو گا ہم طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دین ہمسے عیار کیا عیاری کر سکتا ہے دم بھر مین پھونک کر خاک کر دین آتشبار سے جاکر ساحرون نے یہ باتین کہین آتشبار پہلو سے شعلہ جوالہ کے اُٹھی شعلہ جوالہ نے کہا بی سمدھن صاحب نخوت جادو بڑا بدنگاہ ہے ایسا نہو تمپر نگاہ ڈالے ذرا اپنے کو بچاتا ہر چند کہ بیٹا میرا اُلیا اگر میری نیز نگاہ ہے گھر سے آباد کرونگا آتشبار نے کہا اے شعلہ جوالہ مجھے ہمیشہ سے تمھارا خیال ہے نخوت جادو کس خیال مین ہے تمھارے آگے اُسکی کیا حقیقت ہے اُسکو ناحق کا غرور ہے اپنے نام کی پیروی کرتا ہے یہ کہکے آتشبار ہماری جوڑہ پہن کر چلی نخوت دروازے پر ٹہل رہا تھا آتشبار کو جو آتے ہوے دیکھا بیقرار ہو گیا ماتھے پر پسینہ آگیا بے اختیار پکار کر آواز دی اے جان جہان و آرام دل مشتاقان جلد میرے قریب آؤ تمھاری چال نے پامال کیا دل کو پانون سے ملتی ہوئی آتی ہو آتشبار نے سنکر کہا کیون دیوانہ ہوا ہے مجھے تمسے کیا واسطہ سمدھی میرے شعلہ جوالہ مجپر جان دیتے ہین مین اُنکے گھر بیٹھونگی نخوت نے جھلا کر کہا ارے صاحب اُس بیچارے کا نام نہ لو میرا تو یہ حال ہے کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے قصہ

دل تصور جو ترا دستم ایجاد آیا	مجھے وہ تیور کہ مین سمجھا کوئی جلاد آیا
پوچھنے یار مزاج دل ناشاد آیا	بھول کر آج یہ تقدیر کو کیا یاد آیا
عرصہ حشر مین جو وہ ستم ایجاد آیا	دیکھنے کو ترے سننے مری فریاد آیا
ہو گیا خون تمناے شہادت دل مین	رحم آیا تمھین ہمپر کہ یہ جلاد آیا
جتنے ارمان تھے یون نکلے ہمارے دل کے	جیسے لب تک کوئی نالہ کوئی فریاد آیا
آپ سے آپ نہ خود رفتہ ہوا جاتا ہون	نہین معلوم کہ مین آج کسے یاد آیا

نزع کے وقت تم آئے ہو عیادت کو مری
شکر صد شکر کہ اب بھی مین تمھین یاد آیا

نکلی اک اور تمنا بھی پس حسرت قتل
لاش بھی میری اٹھانے وہی جلاد آیا

جان لب پہ لئے ہمین بوسہ دیا تھا جو کبھی
کیون یہ بھولا ہوا احسان تمھین یاد آیا

شوخی گل نے کیا بلبل ناشاد کا خون
ہاتھ ملنے کے لیے باغ مین صیاد آیا

ایسے یون بھول گئے ہو کہ جو پوچھا ہے
یاد کرتے رہے تم اور نہ دل یاد آیا

زندہ رہنا ہی ترے ہجر مین کشتہ ہونا
ہم مسیحا کو سمجھتے ہین کہ جلاد آیا

خود لگا لائی جسے سوے نشیمن بلبل
جانب باغ کوئی آج وہ صیاد آیا

ایسی ایذا کوئی دی ہے کہ کلیجہ منھ کو
شکوے سے فریاد کے کرتا بس فریاد آیا

پھر گیا آنکھو مین سامان شب وصل جلال
خواب اک بھولے ہوے تھے وہ ہمین یاد آیا

یہ اشعار پڑھ کر نخوت نے چاہا کہ آتشبار کا ہاتھ پکڑ لون اور ہاتھ بڑھایا کہ گلے مین ہاتھ ڈالون آتشبار نے ہاتھ جھٹک کر کہا کیون نخوت کچھ دیوانے ہوے ہو اپنے ہوش مین آؤ زبردستی ہاتھ نہ لگاؤ مین اپنے غم مین ہون نخوت نے کہا مین سب کام آنکھون سے کردونگا ہی مجھسے بیچے حمزہ کا سر بیچے عیار کو دیوانہ کردون جنگلون مین سر پٹکتا پھرے مگر واسطہ خدا و نبی بقراط ثانی کا اسوقت چلکر تخلیے مین بیٹھو جو کہون وہ قبول کرو ورنہ کیا اب مین تمھین جانے دونگا وہ سحر کرون کہ تم خود مجھپر عاشق ہوجاؤ ہر چند آتشبار نے سمجھایا کہ دیکھو نخوت ہوش مین آؤ سمجھ کے بات کرو ایسا نہو کہ تم ذلیل ہو اگر شعلۂ جوالہ سُن پائیگا تو بہت بُری طرح پیش آئیگا کئی دن سے میرا اُسکا ساتھ ہے مگر ایسا اُسکو لحاظ ہے کہ اصل مطلب کی بات نہین کہتا تم ایسے بلبلائے سب کے سامنے ایسی باتین کہنے لگے بس اب جاکر کنارے بیٹھو نخوت نے کہا مین تو نہ مانونگا یہ کہکے لپٹنے کو بڑھا چاہا سینے پر ہاتھ رکھدون جب تو آتشبار نے روکا کارد سحر نکالکر ماردی کہ نخوت کا شانہ نشانہ ہوا نخوت نے جھلاکر آواز دی ارے یارو اسکو پکڑ لو جادوگر دوڑ کے چلے آتشبار بھی لڑنے لگی ہرکارون نے یہ خبر جاکر شعلۂ جوالہ سے کہی شعلہ یہ سنکر گینڈے پر سوار ہوا دور سے آکر دیکھا کہ آتشبار بیچ مین ساحرون کے گھری ہوئی لڑ رہی ہے نخوت دور سے لپنا لپنا کرتا ہے قریب نہین آتا کہ وہین سے شعلۂ جوالہ نے للکارا کہ بانی اور نخوت کیون شامت آئی ہے

میری معشوق پر نگاہ پڑتا ہوا آکے گرا اور سحر کرنے لگا گر نخوت نے عین گرمی جنگ مین آکر ہاتھ آتشبار کا تھام لیا اور کہا اے جان جہان اب میرے حال پر رحم کرو اور منھ پہ ہاتھ پھیر اُسکے پر ہاتھ پھیرتے ہی آتشبارہ چہرہ سرخ ہو گیا اور کہا اے نخوت مین تیری تلاش مین تھی شعلۂ جوالہ کو باعث زوال کی کر اُسکا بیٹا ہاتھ سے مسلمانون کے مارا گیا اس جوش مین وہ جاتا ہے کہ جا کر ان سب سے بدلہ لے تم متعرض ہو مین تمہی سے نکاح نہین کرتی یہ کہکے نخوت کے ساتھ ہو گئی اور لشکر شعلۂ جوالہ پر باہم سحر کیا شعلۂ جوالہ عاجز ہوا کر اب دو دو ساحر زبردست میرے لشکر پہ آگ برساتے ہین اور میری خرابی کے در پے ہین مین قدرت کو تحریر کرونگا ساتھ والون سے صلاح کی کہ یارو تمنے یہ ظلم دیکھا کہ نخوت نے معشوق کو میری چھین لیا اور سحر کرکے اُسکو مفتون کر دیا اُسکے سحر سے بہت لوگ مارے گئے اب مین طبل امان بجواتا ہون تم مین سے کوئی سردار قدرت کے پاس میرا نامہ لیکر جائے قدرت ہی اسکا فیصلہ کرینگے لشکر میرا بہت قتل ہوا اور میرا تو یہ حال ہے کہ محبت مین آتشبار کی مبہوت ہو رہا ہون مین نے تو اُس سے یہ کہا تھا نظم

تو مبارک ہو کہ پھر دل ناشاد آیا
بیوفائی کے چلن سیکھ لو اُستاد آیا

قتل عشاق کو جب اک ستم ایجاد آیا
منچلے بڑھ کے پکارے کہ وہ جلاد آیا

اثر سے کیا اہل وفا شکوۂ بیداد کرین
ظلم کی اپنے جو خود مانگنے کو داد آیا

جستجو کو جو چلے ہم دل پر حسرت کی
رو دیے دیکھکے جو کوچہ آباد آیا

ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی
پھر کے اب تک نہ وہ آوارہ و برباد آیا

کٹ گیا کوہ شب غم ہوس دل جیا ایک
خواب مین میری مدد کرنیکو فرہاد آیا

زلزلہ باغ مین ہے چال سے اک خوش قد کی
سرو عرعر پہ گرا سرو پہ شمشاد آیا

چارہ گر کو مری وحشت نے کیا سودائی
پہلے فصد اپنی بھی لی اُسنے جو فصاد آیا

کھینچا تھا مری تصویر تو محفل مین تری
بھیس مین میرے تصور کے بہزاد آیا

نالہ اپنا سو محشر جو کہین جا نکلا
غل ہوا صور سرافیل کا اُستاد آیا

بوجھ اُٹھے پہ غم عشق سمجھکر ڈالے
بیستون سے تو کبھی دب سکے نہ فرہاد آیا

چل پڑی شب وعدہ جو فراموش کی
آج بھی دل مین کسی غیر کے تو یاد آیا

ایک دل تھا کہ پھر ایک اُو حسرت سو رنج		ایک قاصد ہو کہ ناشاد گیا شاد آیا	
آفت روز قیامت سے بچایا اُس نے		آڑ سے میرے بخدا عشق خداداد آیا	
لکھنے سر سنگ دریار سے چوڑا ہی جانال		بیستون سے جو قدم لینے کو فرہاد آیا	

اپنے ساتھ والون سے صلاح کرکے طبل بازگشت بجوایا مقابلہ نخوت مین آکر اُترا اور نخوت آتشبار کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا جلسہ آراستہ کیا آتشبار کو پہلو مین لیکر بیٹھا ہو اختیار ظاہری کر رہا ہو آتشبار دمبدم کہتی ہو کہ ای نخوت میری بہن کو جلکر حمزہ کے قبضے سے نکالو اسکا پاس حمزہ کے رہنا مجھپر شاق ہو مگر شعلہ جوالہ نے بارگاہ مین آکر لقراط ثانی کے واسطے عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند نخوت نے میرے ساتھ یہ بے اعتدالی کی کسی ایسے ساحر کو بھیجیے کہ وہ آکر نخوت کو سمجھا دے مشیر جادو اسکا وزیر بیٹھا تھا کہا ای مشیر خدمت خداوند مین یہ نامہ لیجاؤ قدرت کے ہاتھ مین یہ نامہ دینا اور کسی ساحر زبردست کو ہمراہ لیکر آنا کہ نخوت کے لیے تنبیہ ہو مشیر جادو عرضی لیکر چلا آکر قصر سکندری مین پہونچا عرضی لقراط ثانی کو دی لقراط ثانی پڑھکر بہت برہم ہوا پکار کر آواز دی تم مین سے ایک ساحر چاہتا ہون کہ جاکر نخوت و شعلہ جوالہ سے اصلاح کرادے اور پھر ساتھ اُنکے جاکر حمزہ کو گرفتار کرے معیار جادو اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکر کہ مجکو نخوت بہت مانتا ہے مین جاکر سمجھا دونگا کہ یہ زمانہ آپس کے فساد کا نہین ہے جہانتک ہوسکے مسلمانون سے لڑو طلسم سے اُنکو نکالو دمبدم اُنکا زور بڑھتا جاتا ہو معیار جادو مشیر جادو کے ہمراہ ہوکر چلا دونون باتین کرتے ہوے آتے ہین طرف سے باغ آفتاب کے گذر ہوا خواجہ کے گانے کی آواز کان مین آئی ٹھہر کے دونون سننے لگے معیار نے کہا دیکھو حمزہ دختر آتشبار کو لیے بیٹھا ہو اور عمرو گا رہا ہو ذرا ٹھہر جاؤ جب یہ لوگ سوئین تو مین عمرو کو گرفتار کرلون لیکر خدمت مین خداوند کے چلون پھر نخوت اور شعلہ جوالہ کا فیصلہ ہو جائیگا ایک گوشے مین آکر دونون ٹھہرے جب صاحبقران آفتاب کو ساتھ لیکر بارہ دری مین گئے عمرو گل اندام سے باتین کرتا ہوا طرف صحنچی کے چلا معیار نے سحر کیا کہ عمرو علحدہ ہوا گل اندام تو اپنی صحنچی مین گئی خواجہ عمرو ایک گوشے مین حیران کھڑے ہین معیار نے آکر گرفتار کرلیا مشیر سے کہا لو مین عمرو کو لاوا اب چلو نخوت کا فیصلہ کرادین تو اسکو لیکر خدمت خداوند مین چلین اور خداوند سے عرض کرین کہ یہ بہت بڑا عیار ہو اگر یہ قتل ہو جائے تو حمزہ کی قوت

کم ہو پھر مار لینا حمزہ کا کوئی بات نہین ہے ایسی ایسی صلاحین کر کے عمرو کو لیے ہوئے طرف نخوت کے
چلے یہان نخوت جادو صبح کا وقت ہے آتشبار سے باتین کر رہا ہے کہ خبر پہونچی معیار جادو آتا ہے
نخوت نے جو اپنے دوست کا نام سنا برائے استقبال نکل آیا معیار سے پوچھا کیا آنیکا سبب ہوا معیار
نے کہا قدرت نے بھیجا ہے کہ آپس مین صلاح کر لیجیے عمرو کو لایا ہون اسکو خدمت خداوند مین لیجاونگا
نخوت نے کہا ای معیار اتو مین نے آتشبار پر قبضہ کر لیا قدرت اس مقدمہ مین کچھ دخل نہ دین
مین اب آتشبار کو نہ دونگا معیار نے کہا شعلہ جوالہ نے خداوند کو عرضی بھیجی حکم خداوندی ہے کہ آپس مین
مل جاؤ ہم تم سب ملکر حمزہ پر چڑھ چلین دختر آتشبار کو دلوا دین حمزہ کو گرفتار کرین نخوت نے کہا ای
معیار تم ہٹ جاؤ معیار نے کہا مین بحکومت آیا ہون آتشبار کو ساتھ لیکر جاؤنگا نخوت بگڑا کہا مین تو معشوقہ کو
نہ دونگا معیار نے گولا مارا نخوت نے گولا کاٹا شعلے جو بھڑکے عمرو پر گرے عمرو پر سے سحر اترا عمرو کی
آنکھ کھلی عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے صورت بدلی ایک نازنین کی شکل بنکر نخوت کا ہاتھ تھام لیا کہا ای نخوت
مین حور قدرت ہون قدرت نے مجھکو تمھارے واسطے بھیجا ہے اور جھپٹ کر معیار سے کہا تم بگڑاتے
کیون ہو مین ابھی سب کا فیصلہ کیے دیتی ہون نخوت نازنین کو دیکھکر خوش ہو گیا کہ آتشبار کی کیا
حقیقت ہے یہ حور بہشت مجھکو ملی معیار سے لپٹ گیا کہا بھائی مین اس نازنین کو قبول کرتا ہون آتشبار
کو پاس شعلہ جوالہ کے بھیجدو معیار بھی اس بات پر راضی ہوا شعلہ جوالہ کو بھی بلا بھیجا نخوت نے کہا
اپنی معشوقہ کو لو شعلہ جوالہ آتشبار کو پہلو مین لیکر بیٹھا پہلو مین نخوت کے خواجہ بیٹھے سازندون سے کہا
ذرا ساز ملاؤ ساز درست ہوئے خواجہ نے کہا یہ غزل عاشقانہ سن لو یہ کہکے سبکو بٹھایا مگر معیار کہہ رہا
ہے کہ ای نخوت تمنے ایسا سحر کیا کہ عمرو بھاگ گیا مگر مین پھر پکڑ لاؤنگا جب ساز درست ہوئے خواجہ
نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

آنکھ سے چھپنے کا راز اسکے نہ کھولا ہوتا — دل تو کہتا کہ ذرا مجھکو تو لا ہوتا
غیر بدخواہ نہ ثابت ہوئے ممکن ہی نہین — میرا قاتل تو کوئی آپ سا بھولا ہوتا
سرد مہری کا دم سرد کی رونا ہے عبث — اشک گرم آنکھ سے گرتا تو دو اولا ہوتا
حسرتین کتنی نکل جاتین جو چھاتی پھٹتی — دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا
قتل کرنے پہ ہمارے جو تلی رہتی ہین — ان نگاہون مین کسی نے انہین تولا ہوتا

انکو گردش دیتے ہین نخوت نے جو اشارے دیکھے کہا یون ای معیار یہ کیا حرکت ہے جو معشوقہ مجھے
قدرت نے عطا کی ہے آتشبار سے مین نے ہاتھ اٹھایا تم اسپر نگاہ نہ ڈالو ورنہ بہت بری ہوگی ایسا سحر کرونگا
کہ اپنی جان سے بیزار ہو جاؤ گے معیار نے کہا قدرت نے جو معشوقہ عنایت کی اسپر تجھکو بڑا ناز ہے ایسا نہو
قدرت کے خلاف گذرے دونون مین ایسی تکرار ہوئی کہ نخوت تیغ کھینچکر اٹھا شعلہ جوالہ ہان ہان کہکر
بیچ مین آیا چاہا دونون مین اصلاح کراؤن مگر نخوت نے گولا مارا معیار نے گولا کاٹا شعلے جو بھڑکے
کئی سو جادوگر جلگئے سب لشکر والے بھی بگڑے آپس مین لڑنے لگے مگر افسران نامی یعنی معیار جادو
و شعلہ جوالہ و نخوت و آتشبار بیہوشی پی چکی تھے دو دو چکر کرکے گرے بیہوش ہوے خواجہ نے نعرہ کیا
ہا شیدا ای کافران بے حیا و ای نابکاران بے وفا نعرہ عمرو عیار ہون مین عیار صاحبقران ہون مرے ڈر سے
کانپتا ہے جہان ہے تراشندہ ریش کفار ہون ہے زمانے کا مکار و غدار ہون ہے مرا تیز رفتار ہو کر قدم ہے صبا
ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم پہ اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کبھی نہ پائے مری گرد پاپوش کو باد و ندہ
تھا مگر طرار ہون ہے جہانگیر عالم کا عیار ہون ہے یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو کہ آقا ہمارا جہانگیر ہو یہ
کہکے اول سر معیار کا کاٹا اور پھر شعلہ جوالہ کو قتل کیا پھر نخوت کو مارا آتشبار جادو کو اٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیا اور بارگاہ کو خوب لوٹا خزانے پر آکے قبضہ کیا ہر یک جانب ساحرون کے مرنے کی صدائین
بلند مشیر جادو کہ یہ بارگاہ مین نہین تھا بازار کا منتظم ہے خواجہ نے اسکو بلوا بھیجا مشیر نے آکر
بارگاہ مین دیکھا کہ افسرون کے لاشے تڑپ رہے ہین ہزار ہا ساحر ننگا پڑا ہے گھبرا کر کہا ای نازنین دل
جبین ان ساحرون کو کسنے مارا عمرو نے کہا ای مشیر جادو مین نے تیرے جوش محبت مین ان سبکو
قتل کیا ایک جام شراب پی لے تو مین تجھے راضی کرون مشیر خوش ہو گیا سوچا کہ یہ نازنین مجھپے
عاشق ہے میرے واسطے سب افسرون کو قتل کیا ہے سوچکر شراب کا جام پیا پیتے ہی گھبرایا کہا یون ای
جان قدرت اس شراب مین کیا تھا کہ میرا دل گھبراتا ہے عمرو نے کہا یہ شراب بہشت کی ہے اس مین گرمی
زیادہ ہے ذرا ٹھنڈی ہوا لگے تو نشہ کم ہو مشیر گھبرا کے اٹھا ایک ٹھوکر کھا کے گرا عمرو نے اسکو بھی جہنم واصل
کیا ان افسرون کو مار کر خواجہ بھاگے آتشبار کے مقید مین سوچتے ہوے کہ اسکا کیا انجام ہوگا اگر
یہ بھی مطیع اسلام ہو جائے تو ان بیٹیون سے خوب مطلب نکلین یہان صاحبقران واسطے عمرو کے
گھبرا رہے ہین گل اندام سے فرماتے ہین کہ نہین معلوم میرے یار وفادار پر کیا گذری ای آفتاب

دریافت کرو تو مین تلاش مین اپنے یار وفادار کی باذن آفتاب نے چند کنیزون کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ عمرو کو کون لے گیا چار کنیزین گئین چار طرف پھر رہی ہین ایک صحرا مین آکر دیکھا بارگاہ مین سرنگون پڑی ہین خیمے جلے ہوے ہین ہزارہا لاش پڑی ہے جو کنیز کہ ان سب کی افسر ہے اسکا نام داغ بردل ہے سحر مین بھی بڑی کامل ہے کہنے لگی ہے صاحبو یہ کیا معرکہ ہے کتنے یہان دریاے خون بہایا ان ساحرون کو کسنے مارا کہ دریاے خون بہہ رہا ہے اتفاقاً ہنگام جادوگر سرحد اسکی قریب ہے قلعے سے نکلا ہے ہرکارون نے اسکو خبر دی کہ کل ایک لشکر آکر یہان اُترا تھا آپس مین لڑے آخر اصلاح ہوئی صبح کو سب کے لاشے دیکھے نہین معلوم کیا معرکہ ہوا کہ یہ سب مارے گئے یہی باتین کر رہے ہین یہان داغ بردل کہتی ہے کہ مین کس سے دریافت کرون کہ ان سب کو کسنے مارا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ساحرون پر زوال آیا کہ لاکھون ساحر مارے گئے قضاے کار بقراط ثانی قصر سکندری مین تخت پر بیٹھا ہے کئی ہزار ساحر جمع ہین یکایک اسکو یاد آیا مکار جادو بھائی معیار کا اُسکے قریب جو بیٹھا تھا اُس سے کہا اے مکار خبر تو لاؤ کہ معیار پر کیا گذری ہمنے براے اصلاح نخوت و شعلہ جوالہ بھیجا تھا وہ پلٹ کر نہ آیا مکار چلا اُس مقام پر آکر پہونچا قریب بارگاہ جو آیا اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا سر پیٹنے لگا جی مین کہتا ہے کہ اے مکار اب کیا ہوگا ایسا بھائی یون مارا گیا نخوت کا بھی لاشہ پڑا ہے شعلہ جوالہ بھی قتل ہو گیا کہ ایک جانب دیکھا چند عورتین کھڑی ہین ایک نازنین خوشرو خوبرو چند کنیزین پشت پر سوچا کہ انھین عورتون نے ان سبکو مارا دین سے نعرہ کیا او ظالمو تمنے غضب کیا [illegible] سے بھائی کو مارا مین کیا تمکو زندہ چھوڑونگا داغ نے پکار کر کہا اے ساحر ہم خود حیران ہین کہ انکو کسنے مارا تو ہمپر تہمت لیتا ہے ہم بھی اتفاق سے ادھر آگئے مگر مکار ایسے غصے مین تھا کہ داغ بردل پر آگ برسائی داغ بردل ہنس پڑی آواز دی اے صحراے جنت نشان مین سراسر بیٹھا ہون اے صحرا اس مکار کو لینا یکایک پھول کھلے غنچے چٹکے عندلیبان خوشنوا نے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی نظم

وہ پھر کے آپ تو آتا اگر جواب نہ تھا	پیامبر تھا الٰہی مرا شباب نہ تھا
ارادہ کرتے تو جان حزین نکل جاتی	ہجوم غم شب فرقت مین سد باب نہ تھا
رقیب فاتحہ آکر پڑھے غضب [illegible]	لحد مین مجھے ابھی تک تو کچھ عذاب نہ تھا
[illegible]	گناہ بھی نہ ٹھہرتا اگر ثواب نہ تھا
گراتین کوچہ جانان مین [illegible]	سمجھاتا مجھے ایسا تو انقلاب نہ تھا

یہ گم ہوا تھا سیاہی مین شام فرقت کی ۔ کہ صبح ہو گئی تھی اور آفتاب نہ تھا
اُٹھا کے رنج پکارا یہ کوے یار مین دل ۔ بہشت مین تو آلہی کوئی عذاب نہ تھا
تمھارے حسن کا شوخی نے پردہ فاش کیا ۔ یہ رنگ چھپنے ہی والا تہ نقاب نہ تھا
اُٹھا دیا جو خرابا تیون نے محفل سے ۔ خدا نخواستہ مین تارک شراب نہ تھا
ہماری آنکھو پہ بھی باندھنی نہ تھی پٹی ۔ اگر تمھین کو دم قتل کچھ حجاب نہ تھا
نگاہ یار ہی پہچاننا تو مشکل ہی ۔ جلال لطف سے خالی کبھی عتاب نہ تھا

مکار جادو جھومنے لگا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا داغ بردل نے کہا جا وقدرت کے پاس جا کر اپنا علاج کرو یہ سنتے ہی مکار تلوار کھینچے ہوے بھاگا داغ بردل پلٹی خدمت مین آفتاب کے آئی تمام حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ کا فقرہ چل گیا اُنھون نے اُن ساحرون کو مارا یہ ذکر تھا کہ زنگ کی آواز آئی خواجہ نے آکر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کیا سحر کہ گندا عمرو نے سارا حال بیان کیا کہ داغ بردل آکر پہونچی سب کیفیت ظاہر کی آفتاب نے کہا خواجہ اب ہوشیار رہنا یقین ہی کہ بقراط ثانی کو خبر ہو اور تمھاری فکر کرے خواجہ نے کہا مین ہر وقت ہوشیار رہتا ہون لیکن مکار جادو جھومتا ہوا قصر سکندری مین پہونچا بقراط ثانی تخت پر بیٹھا تھا کہ مکار نے للکارا کہ او جھوٹے تو خدا بنکر بیٹھا ہی مین تجھکو قتل کرنے آیا ہون بقراط نے للکارا کہ او نافہم قدرت کی خدائی مین فرق ڈالتا ہی لاکھون بندے میرے معتقدین کئی ہزار تو اسوقت بیٹھے ہین یہ کہکے آواز دی کہ مکار کو گرفتار کرلو کئی ہزار ساحر اُٹھے مکار بڑھتا ہوا طرف بقراط کے چلا گالیان دیتا ہوا کہ او بیحیا تو نے جھوٹ دعوی کیا ہی یہ کہتا ہوا لڑتا بھڑتا برابر تخت کے پہونچا چاہا کہ وار کرون بقراط نے ہاتھ ہلا دیا ایک تلوار چمک کر گری کہ مکار کے دو ٹکڑے ہوے مکار کا مارا جانا کہ قصر سکندری مین اندھیرا ہو گیا سرداران حاضرین نے دیکھا کہ مکار کا لاشہ پڑا ہی کہا یا خداوند یہ لاشہ مکار پڑا ہی ابھی خداوند کے پاس سے گیا تھا ابھی یہ دیوانہ کیون ہوا بقراط نے کہا کہ قدرت نے نہین سمجھا کہ اسپر کیا سحر کہ گندا دیکھو ابھی ثابت ہوا جاتا ہی یہ کہتے ہی اشارہ کیا کہ سر مکار کا چٹ گیا ایک طایر پیدا ہوا اُسنے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند گیا تھا [illegible] پنجوت کے نہان کنیز آفتاب کی داغ بردل موجود تھی اُسکے سحر مین یہ مبتلا ہو کر آیا یہان قدرت کے

ساتھ بےادبی کی آخر مارا گیا اور آیندہ کا حال آپ کیا پوچھتے ہین آفتاب کے ہاتھ سے مسلمانون کو
بڑے نفع پہونچین گے لوح کا پتہ بھی یہی بتاتی گی آخر کو نور الدہر کا ساتھ دیگی آتشبار جادو وان
جادوگرون کی وجہ سے گرفتار ہوئی دیکھیے اب اسکا انجام کیا ہو طائر نے جو یہ تصریح یہ کہا بقراط
گھبرا گیا طائر سے اشارہ کیا جا کر آتشبار کی خبر تو لا دیکھ اسپر کیا گذری یہ کہنا تھا کہ طائر اڑتا ہوا چلا
یہان جب خواجہ خدمت مین صاحبقران کی آئے آفتاب سے سب حال بیان کیا آفتاب
نے جو مان کا حال سنا کہ پاس خواجہ کے موجود ہو آفتاب نے کہا خواجہ صاحب مان کو میری نکالیے
خواجہ نے آتشبار کو ایک نخل سے باندھا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا آتشبار کی آنکھ کھلی
بیٹی کو پہلو سے صاحبقران مین بابا عمرو کو ذرا پرے کھڑا ہو کہرہا ہی کہ ای آتشبار بیٹی تیری راہ راست
پر آئی خدا کی قدرت کو دیکھ کہ مجھکو گرفتار کر کے ساحر لیگیا تھا مین نے جاتے ہی تمھارے عاشق کو قتل کیا
اور اسکو مارا اور مشیر جادو کو مارا اور تمکو بہ رعایت گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام
قبول کرو ورنہ ابھی قتل کر ڈالونگا آتشبار ڈری کہ بیٹی کو مجھسے رنج ہی ایسا نہ ہو قتل کر ڈالے اشارہ
کیا کہ خواجہ مین اطاعت کرتی ہون مگر دل مین یہ ہی کہ اگر رہائی پاؤن تو آفتاب کو گرفتار کر کے
لیجاؤن خدمت خداوند مین پہونچاؤن شاید خداوند اسکو راہ راست پر لائین عمرو نے جو خیال کر کے دیکھا
کہ پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہی کہا ای آتشبار دل کو اپنے صاف کر اب تیرا کوئی مکر نہ چلیگا آفتاب کی
دشمنی تیرے دل مین ہی اور آفتاب معشوقہ صاحبقران ہی اگر اسکو گرفتار کر کے لیجائیگی تو شہر سکندری
مین قیامت برپا کر دونگا بقراط بھی جائیگا کہ عیار ایسے ہوتے ہین دمامہ جادو کو تخت پر چڑھکے
مارا ہشمش کو دریاے قلزم مین جا کر گرفتار کیا یہ ہی حال بقراط ثانی کا بھی ہوگا عمرو نے جو دل کا
حال آتشبار کے کہا آتشبار گھبرا گئی سوچی کہ اب اگر تامل کرونگی تو یہ مجھکو قتل کریگا کہا خواجہ تمھارے
کمال مین کوئی فرق نہین بہ اعتقاد دل اطاعت دین اسلام کرتی ہون عمرو نے کہا ای آفتاب قول تو
اسکا سچا ہی مگر اسکی ذات سے کوئی فتور برپا ہوگا آفتاب اٹھکر ماں سے لپٹ گئی زبان سے سوزن نکالی
آتشبار قدمون پر صاحبقران کے گری کہا ای شہریار فخر کرتی ہون کہ آپ ایسے جلیل کی خدمت
مین میری بیٹی ہی امیر نے پشت پر آتشبار کی ہاتھ رکھا آتشبار بھی خدمت مین صاحبقران کے
حاضر رہی ماں بیٹیان دونون حاضر ہین اور وہ طائر بھیجا ہوا بقراط کا یہ سب حال دیکھا کیا جب

آتشبار سے قبول سے اطاعت کی تو آزر کرچلا قصر سکندری مین آیا بقراط نے پوچھا کہو طائر کیا صورت گذرا
طائر نے سب حال آتشبار کا بیان کیا کہ وہ بھی مطیع صاحبقران ہے بقراط نے جھلا کر کہا او نالائق
تجھکو اسی واسطے بھیجا تھا کہ آتشبار اطاعت کرے اور تو چپکا چلا آئے یہان سے جا جس طرح بنے آتشبار
کو لگا کر لا طائر یہ سنکر اُڑتا ہوا چلا یہان دو پہر رات گئے تک صحبت رہی جب صاحبقران ہمراہ آفتاب
بارہ دری مین تشریف لائے اور آتشبار جادو طرف اپنی چھپنی کے چلی طائر نے آتشبار کے سر پر اپنا
عکس ڈالا اور بھاگا کہ ایسا نہو آتشبار مجھکو دیکھ لے طائر تو زقیل مار کر نکل گیا مگر جیسے ہی آتشبار پر
عکس طائر کا پڑا طرف سے مینی کے دشمنی پیدا ہوئی پہلے سوچی کہ عمرو کو لیچلون پھر سوچی کہ عمرو سے کچھ مطلب
نہ نکلیگا فوراً طرف بارہ دری کے چلی آفتاب و صاحبقران سو رہے تھے کہ آتشبار نے اگر آفتاب
پر سحر کیا وہ سوتے مین بیہوش ہوئی آتشبار نے آفتاب کو اُٹھایا بچے مین دبا کر لے نکلی جب باغ سے
نکلی تو خیال مین آیا کہ اگر اسکو خدمت مین خداوندی لیجاؤنگی ایسا نہو کہ قدرت اسکو قتل کر ڈالین
تو مین کیا کرونگی اول اسکو اپنے باغ مین لیچلون وہان چلکر سمجھاؤن جب راہ پر آجائے تب سامنے
خداوند کے لیجاؤن یہ سوچ کر طرف اپنے باغ کے چلی راہ مین ایک پہاڑ ملا اُس کوہ پر اُتری زبان
آفتاب کی سوزن دی اور ہوشیار کیا آفتاب نے اپنے کو بالاے کوہ پایا سامنے آتشبار غصے مین
بھری ہے کیون او کیسوبریدہ تو نے دیکھا مین تجھکو کیونکر لائی اب بہتر یہ ہے کہ بساط بقراط ثانی قبول
کر ورنہ قتل کر ڈالونگی تجھکو بڑا گھمنڈ یہ ہوگا کہ عمرو تیرے مدد کو آویگا مگر مین تجھکو قتل کرکے طرف
حجرۂ حکما کے چلی جاؤنگی وہان کوئی نہین جاسکتا اور یقین ہے کہ قدرت بھی جب دیکھین گے کہ قصر سکندری
مین فتور ہوا وہ بھی طرف حجرۂ حکما کے چلے جاینگے وہان کوئی نہین جاسکتا جو جائیگا مارا جائیگا آفتاب
نے اشارہ کیا کہ اے مادر مہربان زبان سے میری سوزن نکال لے مین تیری اطاعت کرونگی آتشبار
نے کہا کہ او مکارہ میرے ساتھ مکر کرتی ہے دل سے بیان کر تب مجھے یقین آئے آفتاب نے کہا اے
آتشبار یہ کمال عمرو ہی کو ہے کہ دل کے حال سے آگاہ ہوتا ہے تو اگر مجھکو جھوٹا جانتی ہے پھر مجھکو قتل
کیون نہین کرتی ہان تینون مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ پہاڑ تھرایا ہر طرف سے دھوان نکلنے لگا بیچ مین سے
پہاڑ شق ہوا آواز آئی منم سنگ بار جادو دیکھا زمین سے ایک ساحر نے سر نکالا تاج سر پر رکھے ہوے
سیاہ فام بد انجام پکار کر آواز دی اے تم دونون کون ہو میرے پہاڑ پر یہ دونون عورتین یہ مقام قدمگاہ خداوندی ہے

اگر خداوند بقراط ثانی اس پہاڑ پر آتے ہین پہرون ٹھہرتے ہین پر وہ یہان نہین آسکتا آتشبار نے کہا
ای سنگ بار تو مجھے نہین پہچانتا سنگ بار کی نگاہ آفتاب پہ پڑی سراپا خوب مہ جبین مرغوب
رعنائی زیبائی ہونٹون مین مسیحائی جمال آفتاب دیکھکر تھرا گیا سنگ بار نے کہا ای آتشبار بیٹی کو کیون
یون گرفتار کیا ہی آتشبار نے کہا ای سنگ بار یہ حمزہ پر عاشق ہوئی مین اُسکے پہلو سے اسکو گرفتار کرکے
لائی ہون چاہتی ہون کہ اسکو خدمت خداوند مین لیجاؤن خطا اسکی معاف کراؤن مگر یہ ظالم دل سے نہین
قبول کرتی سنگ بار نے کہا ای آتشبار مین اسکو ابھی راضی کیے لیتا ہون اور طرف آفتاب کے دیکھکر
کہا کہ ای حور شمائل وای پری تمثال تجھکو دیکھکر میری عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

دامن نہ چھوڑ نامرکے بھی دشت غبار انگیز کا	مین اک بگولہ بنگیا صحراے وحشت خیز کا
شوق شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا	عالم رگ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا
بیداد دلبر کی سند کچھ اور رہم رکھتے نہین	دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دستاویز کا
آشفتہ سو سنبل بھی ہی سرگشتہ بوے گل بھی ہی	سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا
پڑھکر وہی پیمان شکن ای نامہ بر سمجھاے گا	ہے نہ مطلب پوچھ تو خط شکست آمیز کا
پیدا کرے دشمن جگر جب آز ملنے کچھ اثر	میری اس آہ گرم کا تیری نگاہ تیز کا
ڈرتے نہین ہم ای جلال آشوب روز حشر سے	دیکھا ہی ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

رو رو کر یہ اشعار پڑھے آفتاب نے نگاہ قہر طرف سنگ بار کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ کیون دیوانہ ہوا ہی آتشبار
جادو نے کہا ای سنگ بار یہ حمزہ پہ عاشق ہوئی ہین اِن کے نزدیک کوئی مرد حسین وجمیل نہین ہی حمزہ
سے بھی بہتر جو حسین وجمیل ہوا اُسپر یہ توجہ نکرین سنگ بار جلا یا کہا ای آتشبار مین ابھی راضی کرونگا فقط
تمہارا پاس ہی اگر تم حکم دو تو ایک موہنی پڑھ دون کہ مثل میرے اِنکو ابھی مجھسے محبت ہو آتشبار نے کہا
ای سنگ بار یہ کم بخت اگر کسی ساحر کو قبول کرے تو باعث خوشنودی ہی اُس مسلمان کو تو چھوڑے اُسکے
نام پہ یہ جان دیتی ہی کل شب کو جو مین برائے چند ساعت ٹھہری کیا کہون کہ مین نے کیا رنگ دیکھا اِنکے
ناز اُنکے نیاز اِنکی خواہش اُنکی کاہش اُسی اثنا مین مجھکو یہ خیال ہوا کہ عمرو کو آنکر پھر لیجاوے گی جس ظالم
کی ذات سے یہ فساد ہی اسی کو لے چلون شاید عشق اسکا دفع ہو جائے مگر طریقے سے اس کم بخت کے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ سامنے خداوند کے بھی انکار کرے گی دیکھو تمہارے سامنے کیسی بگڑ رہی ہی آنکھو نہین

آنسو بہتے ہوے مین سنگ بار نے کہا مین ابھی علاج کیے لیتا ہون دم بھر مین مجھپر مائل ہوتے مجھے زیادہ بیقراری کرے اب احوال سنئے کہ آفتاب نے کہا تمھین اختیار ہے سنگ بار نے کچھ گل بوٹے توڑے چند برگ نخل کے لیے گلدستہ بنایا گلدستے کو لیکر طرف آفتاب کے چلا اوسوقت آفتاب کی بیقراری چاہتی تھی اپنی جان دیدون مگر یہ میرے قریب نہ آئے لیکن نخل سے بندھی ہوئی ہے زبان مین سوزن سامنے جان کا دشمن کوئی اختیار نہین چلتا دل دھڑک رہا ہے دعا کر رہی ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے میری عصمت مین فرق نہ آئے نظم

تو کردی ای خداوند جہان ملک جہان پیدا
نکین پیدا مکان پیدا زمین پیدا زمان پیدا

توئی کز لامکانی کردہ کون و مکان پیدا
توئی کز بے نشانی ساختی نام و نشان پیدا

بفرمانت شود از ذرہ روشن نیر تابان
ز جسم خاک میگردد بحکمت نور جان پیدا

خبر از رنگ و بویت میدہد گلشن و ولان
ہر آن غنچہ کہ شد در ہر بہار از بوستان پیدا

بقدرت ساختی گویا تو ہر تصویر بیجان را
بحکمت در دہان بے زبان کردی زبان پیدا

وجودت بود موجود ای وجود عالم ہستی
نہ بد و گنبد و را ایجاد از ہستی نشان پیدا

تواند کے کہ گوید شکر نعماے خداوندی
گر انسان را بہر موے دہن گردد زبان پیدا

چو آید بر زبان وقت تکلم نام شیرینت
دل راحت بجان طاقت بتن گردد توان پیدا

بحکمت مہر و مہ بر آسمان ہستند سرگردان
بفرمان تو گردد گردش دور زمان پیدا

بہ بتخانہ ز روے بت اگر تو جلوہ ننمودے
نگشتی در دل اہل نظر مہر بتان پیدا

لیکن سنگ بار نے وہ گلدستہ دماغ سے آفتاب کے لگا ہی دیا بوجو دماغ مین آفتاب کے پہونچی چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین گھبرا کر کہا او سنگ بار مجھکو کیون قید کیا ہے زبان سے سوزن نکالو مین تو تمھاری تلاش مین تھی میرا حال ابتر ہے دل میرا اُلٹ پلٹ ہو رہا ہے نظم

وہ دل نصیب ہوا جسکو داغ بھی نہ ملا
ملا وہ گلکدہ جس مین چراغ بھی نہ ملا

گئی تھی کہکے مین لاتی ہون زلف یار کی بو
پھری تو باد صبا کا دماغ بھی نہ ملا

اسیر کرکے ہمین کیون رہا کیا صیاد
وہ ہمصفیر بھی چھوٹے وہ باغ بھی نہ ملا

بتون کے عشق مین کیا ہوگئی ہے بلند
کہ دل بھی تھا نہ ٹھکانے فراغ بھی نہ ملا

خبر کو بار کی بھیجا تھا گم ہوا ایسا
دکھائین یار کو کیا جسم داغدار کی سیر
بھرآئے محفل ساقی مین کیون نہ آنکھ اپنی
چراغ لیکے ارادہ تھا بخت کو ڈھونڈھیں
جلال باغ جہان مین وہ عندلیب ہین ہم

حواس رفتہ کا اب تک سراغ بھی نملا
نظر فریب ہین ایک داغ بھی نملا
وہ بے نصیب ہین خالی ایاغ بھی نملا
شب فراق تھی کوئی چراغ بھی نملا
چمن کو بھول سلے ہمکو داغ بھی نملا

یہ اشعار جو آفتاب نے پڑھے سنگ بار خوش ہوگیا زبان سے سوزن نکالی آفتاب سنے قید توڑی پہلو مین سنگ بار کے آبیٹھی وہان صبح کو جو صاحبقران اُٹھے آفتاب کو قریب نہ پایا خواجہ عمرو کو پکارا جب خواجہ آئے تو صاحبقران سنے فرمایا کہ آفتاب کو کوئی لیگیا خواجہ عمرو نے آتشبار کو ڈھونڈھا نہ پایا یقین ہوا کہ آتشبار آفتاب کو لیگئی کہا ای آقاے نامدار میرا دل اُسکی اطاعت سے دھڑکتا تھا مگر آپکے خوف سے نکہہ سکا اُسوقت اُسنے دل کو صاف کیا مگر بغاوت اُسکے دل مین بھری تھی صاحبقران سنے فرمایا خواجہ جلد جاؤ اگر وہ آفتاب کو لیکر قصر سکندری مین گئی تو مین وہین گھس جاؤنگا بقراط ثانی بڑا شعبدہ باز ہو ایسا نہو کہ اُسکو صدمہ پہونچائے خواجہ نے عرض کی غلام فوراً جاتا ہی اور ڈھونڈھتا ہو تو آفتاب کو لاتا ہی خواجہ بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر پہلے اُس مقام پر آئے جہان سے آفتاب غائب ہوئی تھی چند دانے ماش کے وہان پائے یہ تو یقین کامل ہوا کہ ساحر سحر سے لیگیا مجھ کو آتشبار ہی پہ شک تھا اسی بات مین کہ ہی جہاندیدہ کار آزمودہ دیکھیے کیا فتور برپا کیے کہان ہیں خواجہ جستجو کرتے ہوے چلے خدا کی قدرت کہ پھرتے ہوے اُسی صحرا مین پہونچے دور سے دیکھا پہاڑ پر آفتاب گرم خواب ایک ساحر سیاہ فام کے پہلو مین بیٹھی ہی اور آتشبار ترغیب دے رہی ہی خواجہ سمجھے کہ آفتاب سحر مین ہی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحرہ حسین کی شکل بنکر چلے جب قریب پہاڑ کے پہونچے تو پکار کر آواز دی کہ یہ کون ساحر بیٹھا ہی نام اپنا بیان کرے قدرت سنے مجھکو بھیجا ہی سنگ بار سنے ایک نازنین حسین دیکھی کہ ایسی عورت نگاہ سے نہین گذری وہ ہنس ہنس کے سنگ بار سے اشارے کرتی ہی اُن اشارون سے یہ مراد ہی کہ کیا اس شغل کو پہلو مین لیکر بیٹھا ہی مجھے قدرت سنے تیرے واسطے بھیجا ہی مین افسر ہون حوران بہشت کی میرے مکان کے پہلو مین تجھے مکان ملیگا زندہ بہشت مین جائیگا اگر تیری خوشی نہ ہو تو پلٹ جاؤن خداوند سے عرض کرونگی

کہ آپ نے جسکے واسطے بھیجا تھا اُسے قبول نہین کیا مین پلٹ آئی پھر عمر بھر بہشت سے نہ نکلونگی یہ جو نازسے اُس
نازنین نے اشارے کیے سنگ بار بیتاب ہوگیا اُٹھکر دوڑا یہ بھی شرم ہی کہ ایسا نہ ہو آفتاب کے
خلاف ہو کس شکل سے راضی ہوئی ہی لیکن عالم بیقراری مین اُس نازنین جدید کو لاکے مسند پر بٹھایا آفتاب
کو اشارہ کیا کہ تم اسکے ناز پر خیال نکرو تمھاری محبت دل سے ہی ذرا صحرا کی سیر کر آؤ کہ تمھارے
دلکو فرحت ہو آفتاب اُٹھی ٹہلتی ہوئی کنارے آئی آتشبار نے کہا اے سنگ بار یہ کیا غضب کیا آفتاب
کو چھوڑ دیا ایسا نہ ہو کہ وہ ہوش مین آجاے تو پھر اُسکو کوئی روک نہ سکیگا سنگ بار نے کہا میرا بھی ارادہ تھا اتنے مین
ہو کر سرسے اُترے اے آتشبار نہ گھبراؤ پہلے اس فرستادۂ قدرت سے بات کرلون تو اُسکو بھی بلا دون کہ اُس
نازنین نے ہنسکر سنگ بار کے پٹے پکڑے اور دو طمانچے مارے کہا گو تیرے سر پر سوت بلا تا گا
اب آفتاب کی محبت دل سے نکال ڈال میری محبت کا دم بھر ایک جام شراب تو مجھکو پلا اور یہ تو بتا کہ اب تو
بہشت مین چلیگا یا تجھے جہنم مین بھیجون اب تیری زندگی نہ ہوگی سنگ بار اُٹھکر جا کابھی سے جا کر شراب
لایا لا کر سامنے اُس نازنین کے رکھی خواجہ نے آتشبار کو بھی اشارہ کیا کہ تم بھی اس لطف مین شریک ہو
آتشبار بھی خوشی خوشی جلسے مین آئی ہی خواجہ نے اول جام بھر کے سنگ بار کو دیا سنگ بار نے
جام پیا اور دل مین بہت خوش ہی کہ قدرت نے میرے واسطے بہشت سے معشوق بھیجی اب مرتبہ بھی میرا
زیادہ ہوگا آتشبار کو بھی خواجہ نے جام دیا یہ بھی خوشی خوشی پی گئی دونون شراب پیکر گھبرائے کہا کیون
اے حورستان شراب پیتے ہی دل اندر سے گھبراتا ہی خواجہ نے کہا میرے ہاتھ لگانے سے شراب مین
گرمی زیادہ ہو گئی ذرا اُٹھکر ٹہلو تو تسکین ہو دونون ٹہلنے کو اُٹھے بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون لڑکھڑا کر گرے
خواجہ نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو کرزان اُستاد عیاران عالم ہی سراپا دانش و عقل مجسم ہی باغ دین نکرش
آبیاری ہامان سربنگ و خنجر گزاری ہی بہر کشور ہلاک جان کفار ہی عمرو آن شاہ عیاران عیار خنجر
مارا اول آتشبار کو قتل کیا لباس اُسکا اُتار لیا سنگ بار کو بھی ذبح کیا کہ آفتاب کو ہوش آیا خواجہ
کو دیکھکر رونے لگی کہا خواجہ مجھے یہان کون لایا عمرو نے سب حال جو زبانی آتشبار و سنگ بار سنا تھا
بیان کیا کہ آتشبار تمکو لائی سنگ بار تمپر عاشق ہوا اُسنے تمکو گلدستہ سنگھایا چاہتا تھا کہ اپنے قبضے مین
کرے شکر خدا کہ مین آپہونچا مین نے دونون کو قتل کیا آفتاب و خواجہ تخت پر سوار ہو کر طرف باغ کے
چلے پہاڑ سے آگے بڑھے ہین کہ ایک آندھی اُٹھی آفتاب نے کہا اب خدا خیر کرے کہ آندھی شق ہوئی

ایک ساحر نعرے کرتا ہوا پیدا ہوا کہ تم آفت جادو وا آفتاب جادو تو نے غضب کیا کہ مان کو اپنی قتل کرایا
لیکن آفت جادو نے نہایت غصے سے زمین پر ایک دوہتڑ مارا کہ زمین کانپی خواجہ تو کود کر علیحدہ ہوے
ہر چند آفتاب نے چاہا کہ روکون لیکن چیخ مار کر گری بیہوش ہوگئی آفت تلوار کھینچ کر چلا کہ پہلو سے
آواز آئی ای بندۂ خاص اس گنہگار پر مہر خداوندی ہے پلٹ کے آفت نے دیکھا کہ خداوند بقراط ثانی
آتے ہیں جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا یا خداوند مین آپکا حکم پاتے ہی پہونچا آتے ہی آفتاب
کو بیہوش کیا قدرت نے کیون تکلیف کی بقراط ثانی نے کہا قصر عشرت سے آواز آئی کہ آفتاب
ایسی معشوقہ قتل ہوتی ہے قدرت جا کر اُسکو بچائین ایسی ساحرہ حسین طلسم مین نہین ہے قدرت نے خود
تکلیف فرمائی ای آفت اِسے ہوشیار کر دو قدرت ہم اُسے قبضے مین کرین آفت نے کہا یا خداوند یہ ساحرہ
زبردست ہے ہوشیار ہوتے ہی بگڑے گی پھر اسکا روکنا دشوار ہوگا بقراط نے کہا او بے شرم قدرت
کے سامنے کیا کریگی یہ شرط کر مجھے جلال خداوندی دکھاؤن آفت کانپنے لگا کہا یا خداوند مین ہوشیار
کرتا ہون اگر سحر کرے تو روکیےگا بقراط نے کہا مین تیرا اور اسکا مقابلہ دیکھونگا آفت نے کہا مین نے
آتے ہی انجام کا سحر کیا اب وہ سحر ایک تیار نہین ہو سکتا بقراط نے پھر یہ نگاہ قہر طرف آفت کے
دیکھا آفت نے [illegible] سحر آفتاب پر سے اُتارا آفتاب جو تڑپ کر اُٹھی آفت سے لڑنے لگی بقراط
ہر مرتبہ للکارتا کہ وہ آفتاب کچھ شامت آئی ہے سامنے قدرت کے سحر کرتی ہے تب بھی کوئی سحر کر دن
دیو نے جھکو بنا دون آفتاب سوچی کہ آفت کو مار کر بھاگ جاؤنگی ان شعبدہ باز کے سامنے کیا سحر
کر سکونگی یہ سوچ بقراط ثانی بڑا اگر آفتاب نے کچھ خیال نہ کیا اور سحر جھولی سے نکالی خون اپنا چھری پر
ڈال کے چھری پھینک ماری سینہ پر آفت کے پڑی کرتے ہی کر پشت کو پار گذری اب آفتاب ڈری کہ
ایسا نہو بقراط سحر کرے تو مین کیونکر اُٹھ سکونگی قصد کیا کہ بھاگون پر پرواز پیدا کرون بقراط نے دوڑ کر
ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون ای آفتاب ہمارے سامنے یہ سب بے اعتدالیان آفت کو ہمارے سامنے مارا اب تجھکو
دیوانہ بنادون آفتاب منتین کرنے لگی تب خواجہ نے بائین آنکھ کا تل دکھایا آفتاب لپٹ گئی کہا
تو [illegible] حقیقت ہے [illegible] اپنی صورت بنے ہو کہ اُنکے سب سردار بھی دیکھین تو بھی نہ پہچان سکین
اب نکل چلو آفت کو بقراط نے سمجھا تھا مگر مین نے بت جو اُسے قتل کیا بڑا ساحر زبردست
آفتاب دونون نے [illegible] زمین کانپی ہوا سے [illegible] کے ایک ساحر نے سر نکالا اور

نعرہ کیا کہ سنو مسافت جادو واہ آفتاب آگے نہ بڑھنا آفتاب نے پلٹ کر سحر کیا خواجہ نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا آفتاب اور مسافت سے سحر چلنے لگے یہان تک مسافت اور آفتاب سے سحر چلے کہ تمام صحرا آتش بہار ہو گیا تمام درختون سے آگ نکلنے لگی زمین مثل کرہ نار جلنے لگی ہر طرف سے آوازین سائین سائین کی آتی ہین طائر اس گرمی مین گھبرا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین

نظم

مستی مین مین جو شکل قدح خندہ زن ہوا
زاہد بھی جھوم جھوم کے توبہ شکن ہوا

زاہد پہ بت پرست یہ کیا طعنہ زن ہوا
کہتا ہے شیخ آج سے تو برہمن ہوا

مجھ پر نیا ستم تہ چرخ کہن ہوا
گردش مین آ کے بخت غریب الوطن ہوا

صحرا نورد کون ہوا اے بہار گل
صدقے غبار دشت پہ رنگ چمن ہوا

سمجھے یہ ہم جو رات کو تارے چمک گئے
بخت سیہ پہ اپنے فلک خندہ زن ہوا

جو ہے وہ دیکھتا ہے مجھے بزم مین تری
مین دنگ ہو کے آئنہ انجمن ہوا

تا صبح کی بات ہو گئی گویا دعاے وصل
کیا رائگان ہمیشہ ہمارا سخن ہوا

جسین خوشی کے قافلے رہتے تھے اب وہ دل
کچھ حسرتین غریب تھین انکا وطن ہوا

پوچھی جو ہم سے خضر نے تکلیف راہ شوق
کانٹا زبان آبلہ پا دہن ہوا

رو یاد و چلے حسرت پرواز پر مری
جس مرغ پر شکستہ کو شوق چمن ہوا

خلوت مین بھی نہ مجھ سے تو خلوت ہوئی نصیب
میرا ہجوم شوق مرا انجمن ہوا

اک گردباد تھا کسی عریان کی خاک کا
لپٹا جنون مین یون کہ مرا پیرہن ہوا

انگور ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین اک ست
کون آ کے آج باغ مین توبہ شکن ہوا

دل تو جھکا یکا تھا مجھے روبروے غیر
نالہ اگر ہوا تو مرا بانکپن ہوا

اور اک غزل جلال پڑھو اپنے رنگ کی
مطبوع اہل بزم یہ رنگ سخن ہوا

ان طائرون نے گرمی مین تڑپ تڑپ کے یہ اشعار اس طرح پڑھے کہ آفتاب کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین پکار کر آواز دی اے مسافت تو کیا حکم لایا ہے خداوند نے کیا فرمایا ہے تپش صحرا سے پتھرون سے آگ نکل رہی ہے ہر رگ جسم جل رہی ہے یقین ہے کہ مین اور تو دونون پھنک جائینگے مسافت نے دیکھا کہ اب آفتاب راہ پر آئی قریب آ کر کہا اے ملکہ عالم خداوند نے تمھین یاد فرمایا ہے تمھاری

خطائین معاف کرینگے قصر عشرت مین شاہزادیان تمھاری مشتاق ہین بی بیاہو فرے کہا ہی کہ اگر آفتاب
یہان آوین اور ہمارے ساتھ شریک صحبت ہون اور تعریف خداوندگانی جاے تو ان کو لطف ملے آفتاب
نے جواب دیا ای مسافت مین قدرت کو بُرا کہہ چکی میرا قصر عشرت مین جانا مناسب نہین شاہزادیون کو
ملال ہوگا مسافت نے ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آفتاب نہین آتی کہ پلوے
آواز آئی کہ ای مسافت کیون گھبراتا ہو ہمنے معشوق کو بھیجا ہی یہ آفتاب کو بجھایگی مسافت نے پلٹ کے
دیکھا ایک نازنین نہایت حسین اور خوش رو عنبرین گیسو خال ہند و چشم جادو آتی ہے مسافت نازنین کو دیکھکر
گھبرا گیا پکار کر آواز دی ای مہ جبین تو کون ہی آنے کا کیا باعث ہوا نازنین نے مسکرا کر کہا ای مسافت
تمھاری باتین قدرت سن رہے ہین مجھکو ارشاد ہوا کہ جاکر آفتاب کو بجھاؤ اور ہمارے پاس
قصر سکندری مین لاؤ مین فوراً پہونچی اورا ی مسافت پلٹ کے دیکھو سامنے قصر عشرت ہی
شاہزادیان اشارے کر رہی ہین تمھارا جی چاہے چلو مسافت پلٹا جیسے ہی مسافت پلٹا نازنین نے

حلقہ ہاے کمند مارے جیسے ہی حلقہ ہاے کمند پڑے نعرہ ہوا نعرۂ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم		رنگ از رخ بہتک بد اختر ببرم	
در مجلس خسروان چو گردم ساقی		تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ مسافت کا شکم چاک تمہ پاک ہوا آفتاب نے دوڑ کر خواجہ کو گلے سے لگا لیا کہا
خواجہ کمال کیا اب میرا دل اُٹھنے لگا تھا یقین تھا کہ اگر تھوڑا عرصہ اور گذر جاتا تو ساتھ مسافت کے
چلی جاتی مگر تم خوب وقت پر پہونچے اسوقت بقراط ہمارا تمھارا احوال دیکھ رہا ہی یہ ساحرامی نے روانہ
کیے تھے ایسا نہو کہ کسی اور کو بھیجے تو پھر یہان سے نکلنا مشکل پڑ جائیگا خواجہ و آفتاب باتین کرتے ہوے
طرف باغ کے چلے یہان جب صاحبقران گھبرائے تو باغ سے نکلے انتظار عمرو کر رہے ہین کہ صحرا سے
گرد اُڑی ایک پہلوان کو دیکھا کہ گینڈے پہ سوار ۔ ۔ دار وی کرتا ہوا آتا ہی حال صاحبقران پہ جو نگاہ پڑی
عیار کو بھیجا کہ دریافت کرو یہ کون صاحب ہین عیار قریب صاحبقران کے آیا کہا ای شہریار آپ کا نام
نامی کیا ہی صاحبقران نے فرمایا زلزلہ قاف ثانی سلیمان عیار نے جاکر اُس پہلوان سے کہ اُسکا
نام ابلاغ مردم در ہی کہا ابلاغ نے فوج کو اشارہ کیا کہ اس شخص کو گرفتار کر لو تمام فوج لینا
لینا کرکے طرف صاحبقران کے چلی صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر

اب مطیع اسلام ہو چکی صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کچھ سرداروں کا حال معلوم ہے عمرو نے کہا ایرج و نور الدہر وغیرہ بندوں کو فتح کرتے ہوئے طرف قصر سکندری کے جاتے تھے لنتہور و ہمالک وغیرہ بڑی آفت میں پھنس گئے تھے مگر مین نے جاکر وہاں کے جادوگرون کو مارا امیر نے فرمایا مجھکو بھی طرف قصر سکندری کے جانا چاہیے عمرو نے عرض کی قصر سکندری بہت دور ہے مگر پہلے شاپور نے عرض کی اب حکم ہو تو خادم رخصت ہو صاحبقران نے ابلاغ سے حکم دیا کہ شاپور کو خلعت فاخرہ دو یہ ہماری رہائی کی کوشش میں مصروف رہا خواجہ نے کہا آقائے نامدار وقت رہائی آپکا آگیا تھا شاپور نے کوشش کی امیر نے خلعت منگوایا خواجہ باہر آکر کھڑے ہوئے جب شاپور خلعت پہنکر نکلا تو کہا ای فرزند خلعت اتار دو آقائے نامدار مجھکو دیتے تھے مین نے کہا اسکو پہنا دیجیے کہ یہ فخر ایرج کے سامنے بیان کریگا اور اے شاپور میرے آقائے نامدار کا خلعت تیرے واسطے شاپور نے کہا مین تو نہ اتارونگا اور نہیں پہنچ خواجہ نے کہا ای مسخرے چند فقرے عیاری کے مجھکو تعلیم کیے اب آنکھیں پھیرتا ہے ایک دار مین سر اڑا دونگا اور اے فرزند یہ خلعت تمہارا رکھا رہیگا جب کوئی جلسہ ہوگا اسمین پہننے کو دونگا بے وجہ اشیائے نادرہ کا پہننا کیا ضرور ہے اور ای فرزند سوائے تیرے میرے اسباب کا کون وارث ہے چالاک ہے مجھے تو جہنیں تو ہی زنبیل وغیرہ پائیگا اس طرح شاپور کو سمجھایا کہ شاپور نے ناچار ہو کر خلعت اتار دیا خواجہ نے وہ خلعت لیکر زنبیل میں رکھا اور شاپور رخصت ہو کر طرف ایرج نوجوان کے چلا صاحبقران لاغ و قتاب میں آئے شب کو صلاح ہوئی کہ اب مجھکو طرف قصر سکندری کے جانا چاہیے آفتاب نے کہا بسم اللہ مگر ای شہریار قصر سکندری بڑا سخت مقام ہے جب تک نور الدہر لوح نہ پائیگے جب تک قصر سکندری کا فتح ہونا بہت دشوار ہے اٹھارہ سو ساحر نامی اسکی صحبت مین بیٹھتا ہے اتنے ساحر آکر مارے گئے اقراط ثاقی کا کچھ نقصان نہیں ہوا ایک ایک اپنا اپنا کمال دکھلائیگا مقابلہ سرکار مین آئیگا بہر نوع جو گذشت ہو سکیگا خدا دیروی کریگی مگر نور الدہر کو ایک نامہ روانہ کر دیجیے کہ حصول لوح کی کوشش میں مصروف ہوں لوح بہت تحت مقام پر ہے کنجہ کا حال کھل گیا اگر مین قصر سکندری مین جا سکتی تو ضرور حال لوح دریافت کرلاتی میرا ارادہ ہے کہ بہ اطاعت ظاہری خدمت اقراط مین حاضر ہوں مجھپر توجہ بھی رکھتا ہے اکثر کلام محبت آمیز کیے مگر مین نے میری نہیں قبول کیا ورنہ وہ مجھکو قصر عشرت مین داخل کرتا کئی ہزار شاہزادیان قصر عشرت مین ہین وہ سب اسکی خدمت مین آئی ہین ہمیشہ عیش کرتا ہے ایسی ہی

مصیبت پڑیگی تب قصر عشرت چھوڑیگا امیر نے فرمایا وہین قصر پر نور الدہر سے ملاقات ہوگی اور
سمجھا دینگے کہ ای فرزند تم طلسم کشا ہو مہلات پر توجہ کرو لوح کی فکر واجب ولازم جانو آپس مین صلاح مین کرکے
کوچ کا دن قرار دیا ابلاغ سے حکم دیا کہ فلان دن لشکر تیار رکھو کوچ کرینگے صاحبقران نے ذات پر
سلاح آراستہ کیے پشت اشقر پر سوار ہوے ابلاغ نے بارہ ہزار فوج کو تیار کیا آفتاب نے ایک ابر
آراستہ کیا اُس ابر مین مثل آفتاب چمکی اس زور شور سے صاحبقران لشکر کو لیکر طرف قصر سکندری
کے چلے القصہ صاحبقران لشکر کو لیے ہوے جاتے ہین تین منزلین طی کرکے ایک صحراے سبزہ زار
و نواح دلکشا مین آکر فروکش ہوے صاحبقران تماشہ صحرا کا دیکھ رہے ہین مگر یہان سے تین کوس پہ
ایک قلعہ ہے وہان کا حاکم اخفاے تیغ زن کہ اپنی جرأت پر ناز رکھتا ہے اُسکو خبر پہونچی کہ صاحبقران
میرے صحرا مین فروکش ہین ساٹھ ہزار فوج لیکر مقابلہ صاحبقران مین آیا سامنے آکر اُترا شام کو طبل جنگی
بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین صبح کو اخفا کو منظور ہوا کہ سوار ہوکر میدان مین جاؤن قریب
گینڈے کے کھڑا ہی فوج تیار ہوکر آ رہی ہے کہ صحراے گرد اڑی دارا دُر درگوش گینڈے پر سوار
ساٹھ ستر ہزار فوج پشت پر براے ملاقات اخفا آیا پوچھا کہ بھائی کس سے مقابلہ ہے اخفاے تیغ زن نے
ظاہر کیا کہ صاحبقران زمان میرے صحرا مین اگر اُترے ہین ارادہ ہے کہ انکو یہان سے ہٹا دون دارا
نے کہا ای اخفا کچھ دیوانہ ہوا ہے تو جانتا ہے کہ حمزہ کون شخص ہے شکار کنندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ
بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف قاتل ہمندون و عفریت تمام سرکشون کو مار کر ثانی
سلیمان لقب پایا جو اُسنے ارادہ کیا ہے وہی ہوگا کوئی اُسکو روک نہ سکیگا مجھکو بھی قدرت نے حکم دیا تھا مین
کئی مہینے سے صحراؤن مین پھر رہا ہون مگر مقابلہ مین نہین آتا جانتا ہون کہ مقابلہ ہوا اور زیر ہوا تم کس
شمار مین ہو اپنے قلعہ مین جا کر بیٹھو یا مارے جاؤگے یا اطاعت کروگے اخفا نے کہا ای دارا ے دُر درگوش
تو نامرد ہے کہ حکم خداوندے پھر گیا چل کے میدان مین تماشہ دیکھ سر میدان شکین باندھونگا دارا ے دُر درگوش
نے کہا پہلے آپ مجھسے تو امتحان کیجیے تب صاحبقران کے مقابلہ مین جایئےگا اخفا نے کہا ایک ضرب شمشیر
مین تیرا کام تمام کر دونگا تجھکو قضا گھیر کر لائی ہے دارا ے دُر درگوش نے جواب دیا کہ کیون لمبا رہا ہے تلوار
کھینچ تو تیری جرأت کھلے اخفا نے کہا جب تلوار کھینچونگا تو زمین کانپنے لگیگی دارا نے کہا جرأت تیرے
چہرے سے چمک رہی ہے لڑائی اتفاق سے مقابلہ کرنے آیا ہے اگر اُنکے مقابلہ مین گیا تو لاش کا بھی پتہ نہ ملیگا

حمزہ نے ایسے ایسے پہلوان مارے جنکا مثل و نظیر زیر فلک نہ تھا انھون نے اپنے پہلوان مالک کل
ہندوستان اُسکے گرز کھائے اور زیر کیا جب قدرت نے مجھکو حکم دیا تب میں تو بدستور خاموش رہا
مجھکو یہ ہوس ہی کہ حمزہ کا اگر سامنا ہو تو امتحان کرکے حمزہ کی اطاعت کرون ورنہ تنہا ہم نبرد
ہونا نہایت دشوار ہی اخفا نے کہا تو نے حکم خداوند کے خلاف کیا تو واجب القتل ہی دارا سے
ذرہ درگوش نے کہا طبل جنگی تو بجوا چکا ہی کارزار مین چل سامنے حمزہ نے بھیجا ہی تیرے مقابل
ہو صاحبقران میدان مین آکر ٹھہرے ہین انتظار اخفا کرتے ہین فرماتے ہین کہ جنگ سے اخفا
مُنھ چھپاتا ہی میدان مین کیون نہین آتا کہ عمرو نے خبر دی ای شہریار یہ پہلوان جو ابھی آیا ہی دارا سے
ذرہ درگوش اسکا نام ہی آپ کی طرفداری کے کلام کر رہا ہی دیکھیے دونون میدان مین آتے ہین یہ
طرف سے دارا سے ذرہ درگوش آکے میدان مین مجرا صاحبقران کو بجا لایا پکار کر آواز دی ای
شہریار مین آپ کے مراتب سے خوب آگاہ ہون آپکی طرف سے اخفا سے مقابلہ کرتا ہون یہ ذکر تھا کہ
سامنے سے اخفا بھی آیا میدان مین پہونچکر نعرہ کیا او دارا سے ذرہ درگوش میرے مقابلہ مین آ
دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون دارا نے کہا اچھا یا مقابلہ اخفا مین آیا اخفا نے نیزہ مارا دارا نے
نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اخفا نے ہاتھ تلوار کا مارا دارا نے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اخفا نے گریبان
پر ہاتھ رکھا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ دارا سے ذرہ درگوش
نے وہ وہ پیچ اخفا پر باندھے کہ اخفا اپنی جان سے بیزار ہو رہا ہی پہیر اُلجھا اُلجھ کے آخر دارا نے
اکھیڑ کر مارا اخفا زمین پر شانہ چت گرا دارا اُسکو دبا کر چھاتی پر سوار ہو کہا کہ شتابی بتا پرور دگار کی
کہتا ہی اطاعت حمزہ کی کریگا یا نہین اخفا نے جواب سخت دیا دارا نے غصہ مین اُسکا سر کاٹ کر پھینکا
اہل فوج اخفا کانپ گئے دارا نے پکار کر آواز دی جسکو اطاعت حمزہ کی کرنا ہو میرے ساتھ آئے
جسکو نامنظور ہو قتل ہو جائے سب فوج والے دارا کے ساتھ ہوے دارا اپنی فوج و فوج اخفا کو ساتھ لیکر
سامنے صاحبقران کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار آپ کو معلوم ہی کہ جب سے بقراط
حکم لیکر چلا رات کو ایک صحرا مین آکر اُترا اگرچہ اقتدار تھا کہ صاحبقران سے دیکر مقابلہ کرونگا اسی خیال مین
سویا ایک بزرگ خواب مین آئے ہدایت اسلام کی اور فرمایا کہ ای دارا صاحبقران کی اطاعت کرنا مدد ہی
کہ عین وقت پر تیا یاد رہے اس اخفا سے بہت تکلیفین پہنچین صاحبقران نے دارا سے ذرہ درگوش

کو سپہ سالار لشکر کیا اور کل لشکر کو لیکر طرف قصر سکندری کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر انشاء اللہ تحریر ہوگا

در ذکر داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق — کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق
عجب عشق والفت کے سامان ہین — کہ حیران سب جن وانسان ہین
کبھی قیس کا ساتھ اسنے دیا — کہ مجنون لقب آخر اسکا ہوا
سدا نجد مین عمر اسکی کٹی — نہ صورت ہوئی وصل معشوق کی
رہا عشق لیلیٰ کو بھی برملا — کہ مجنون کی خواہش تھی اسکو سوا
کبھی سر مین فرہاد کے جا بسا — دیا جان شیرین کو یون بدلا
لقب کوہ کن اسکا مشہور ہے — اسی نام سے وہ تو مسرور ہے
یہ آخر کو اسکا فسانہ ہوا — کہ محروم یان سے روانہ ہوا
خبر جبکہ شیرین کو یہ ہوگئی — تو بالین عاشق پہ وہ بھی گئی
سنا حال عشق و محبت کا جب — ہوا دل پہ اس درجہ رنج و تعب
کہ دی جان اپنی یہ سودا ہوا — یہ دونون کا آخر نتیجا ہوا
کہین وامق و نل کا افسانہ ہے — کہین رونق بزم کاشانہ ہے
کہ ہر شمع محفل پہ پروانہ محو — کرین کس طرح انکا افسانہ محو
جلانا جو اپنا گوارا ہوا — یہ صادق محبت کا چارا ہوا
کہ جس جا پہ یہ شمع روشن ہوئی — بہار مضامین گلشن ہوئی
چمن مین کلی گل کی جس جا کھلی — تو بلبل کو اس گل سے رونق ہوئی
لکھون حال سلطان والا حشم — کہ رکھتے ہین سرحد مین یہ جبکی قدم

چہرہ رہروان منازل عشق والفت وطی کنندگان مراحل محبت اس داستان شوکت بیان کو

یون تحریر فرماتے ہین شعر گہر سنجان دریاے معانی و چنین گویند رمز نکتہ دانی ہو کہ جب بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعدین قباد والا نژاد اُس مغلوبہ مین زخمی ہوے مرکب خنگ سیاہ قیطاس اُس خداے مین شہریار کو لیکر نکلا جسنے ارادہ کیا کہ روکے مرکب نے اُسے پامال کیا پشنگ اور دولتیان مارتا ہوا جاتا ہی رات بھر مرکب چلا صبح کو ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا بادشاہ پشت مرکب سے گرے مرکب نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹتا ہو مگر بادشاہ بیہوش پڑے ہین قضاے کار اُس صحرا کا حاکم صفدر کوہ نشین قزاق ہو کہ بارہ ہزار سوارون سے قافلہ لوٹتا ہو اس روز کئی کوس پر جا کے ایک قافلہ لوٹا ہو گھوڑون پر مال لدا ہوا آتا ہو ایک جوان کی نگاہ جمال بیمثال بادشاہ پر پڑی دیکھا لاکھون روپیہ کا جواہرات جسم پر آراستہ ہو چہرہ آفتاب عالمتاب قزاق نے صفدر سے کہا ای شہریار دیکھیے آپ کے حوالی مین کسی نے مار کر ایک جوان کو ڈالدیا ہو گھوڑا بھی بے نظیر کوہ سرین ہوہ کفل ہو گلے مین سونے کی ہیکل ہو مگر باگین کٹی ہوئین چراین مصروف ہو صفدر گھوڑا بڑھا کر قریب بادشاہ کے آیا زخمون کو دیکھکر ہوش اُڑ گئے مگر آمد و شد نفس کی پائی جمال دیکھکر عاشق ہو گیا ساتھ والون سے پکار کر کہا یارو شکر ہو کہ یہ شخص زندہ ہو چارپائی منگاؤ اسکو قلعہ مین لیچلو وہان چلکر علاج کرونگا کیا جری بہادر ہو پُر جرات کا بے بہادر ہو ایسے زخم کاری کھائے مگر قبضہ تلوار کا دیکھو ہاتھ مین جما ہوا ہو کس جرات سے انگلیان قبضے پر پڑی ہین جنگ سے کیونکر نکلا اور طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ چندکس سے مقابلہ پڑا قزاق دوڑ کر چارپائی لائے اُسپر بادشاہ کو ڈال لیا خود پائے پر ہاتھ رکھکے لے چلا دمبدم سینہ پہ ہاتھ رکھتا ہو کہتا ہو یارو اسکا علاج باحتیاط ہو جلد صحت پائے مین اسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا قزاقون نے کہا نشان سلطنت اسکے چہرے سے ظاہر ہو معلوم ہوتا ہو کہین کا بادشاہ ہو تاج سر سے گر گیا ایسی مغلوبہ مین کیونکر اپنے کو سنبھالا جنگ سے کیونکر نکلا نہین معلوم کہان مقابلہ پڑا صفدر کہتا ہی مین سب حال اس شخص سے پوچھونگا بہادر جھوٹھ نہین بولتے صاف صاف کہدیگا غرض بادشاہ کو لیکر قلعہ مین آیا جراح کو بلایا کہا اگر اس نوجوان کے زخم بہت جلد اچھے کرو گا تو تیرے حوصلے سے زیادہ دونگا جراح نے فوراً زخمون کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین صفدر کرسی بچھا کے قریب پلنگ کے بیٹھا ہی جمال کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہی بادشاہ کو جو آرام پہونچا آنکھ کھولی دیکھا مکان عمدہ ہو ایک جوان سپاہی وضع رومال ہاتھ مین لیے مگس رانی کر رہا ہو بادشاہ سمجھے کہ ہمکو زخمداری مین اُٹھا لایا صفدر

سے نے پوچھا اے شہریار آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے کس مقام پر لڑائی پڑی کہاں حضور زخمی ہوئے بادشاہ نے فرمایا اول تمھارے نام سے آگاہ ہوں تو اپنا بھی نام و حال بتاؤں صفدر نے کہا یہ حقیر قزاق ہے صفدر کوہ نشین میرا نام ہے آپکو صحرا میں پڑا دیکھا اُٹھا لایا قصد ہے کہ علاج کروں جو خدمت گزاری ہو سکے بجا لاؤں مین بہادر کا عاشق ہوں جو میرے یہاں کام ہے اُسکا افسر کرونگا بادشاہ نے ہنس کے فرمایا کہ اے بہادر تیرے احسان کی کچھ حد نہیں ہے تو نے جان بخشی کی مگر آگاہ ہو کہ مین بادشاہ لشکر اسلام ہوں راہ مین ایک مقام پر لشکر اُترا ہوا تھا ایک ساحرہ نے ایسا سحر کیا کہ سب افسر زخمی ہوئے لڑتے بھڑتے نکل گئے شاید کچھ گرفتار ہوئے ہوں مگر مجھے کسی کا حال نہیں معلوم مجھے مرکب اس طرف نکال لایا نام بادشاہ لشکر صفدر قدموں سے لپٹ گیا عرض کرنے لگا کہ اے شہریار آپکا تشریف لانا غریب خانہ پر باعث سعادت دارین ہوا مجھکو قزاقی کرتے ہوئے مدت ہوئی یہی دعا تھی کہ کسی بہادر کا ساتھ دوں اب حضور کے ہمراہ رہونگا قزاقی چھوڑ دونگا بادشاہ نے فرمایا اے صفدر اگر ہمسے محبت ہے تو دین اسلام قبول کر و لقب اطہ ثانی پر لعنت کر و صفدر نے کہا اے شہریار یہ آرزو ہے کہ جسروز آپ صحت پائیں جلسہ کروں اُسی جلسہ مین مسلمان ہوں یہ کہکے یخنی وغیرہ لایا بادشاہ پی کر پھر غافل ہوئے صفدر رگس رانی کر رہا ہے کہ ایک قزاق نے آکر خبر دی کہ آپ کے قلعہ سے کئی کرور روپیہ کا مال جاتا ہے سلطان کج کلاہ کسی ملک پر لشکر کشی کر کے گیا تھا وہ مال سب اُسنے اپنے گھر بھیجا ہے ملازم اُسکے چھکڑہ و شتر بار کیے ہوئے آج شام کو آپکے زیر قلعہ سے گذرینگے اگر چلیے تو دو کوس آگے بڑھکر روک لیں اپنی سرحد مین لوٹنا باعث بدنامی ہے صفدر مال کا نام سنکر اُٹھا مسلح ہوا بارہ ہزار جوانوں کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترا لیکن جب محل مین آیا زوجہ نے پوچھا صاحب کہاں جاتے ہو صفدر نے سب حال بیان کیا زوجہ رونے لگی کہا صاحب میرا دل نہیں چاہتا کہ تم اس مہم پر جاؤ صفدر نے کہا صاحب کئی سو چھکڑے مال کے جاتے ہیں اور دس جوان صرف ساتھ ہیں گھوڑا دوڑا کر سبکو مار لونگا ایک کمرے سے بیٹی اُسکی گل اندام پری طلعت نکل آئی ماں کو روتا دیکھکر بیتاب ہو گئی قریب آکر سب حال سُنا باپ نے بیٹی سے کہا کہ اے نور نظر مجھکو رات بھر وہین گذریگی بادشاہ لشکر اسلام میرے مہمان ہیں لہذا یخنی لیکر تم جانا مجھکو جو پوچھیں تو حال بیان کر دینا کہنا کہ باپ میرا صبح کو حاضر ہوگا گل اندام نے جو ذکر بادشاہ لشکر اسلام کا سنا مشتاق ہوئی کہ جمال جہان آرا جا کر دیکھونگی تباد شہریار کے فرزند ہیں یقین ہے کہ نہایت حسین و جمیل ہوں صفدر کوہ نشین

تو فوج کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہو گیا شام کو گل اندام تحفے لیکر حاضر خدمت ہوئی بادشاہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی حضور ہمارے افسر صاحب یعنی صاحبزادی سے کہ گئے تھے ہمزاد وہ تحفے لیکر حاضر ہوئی ہیں بادشاہ نے خدمتگار کو اشارہ کیا وہ تو باہر گیا گل اندام حاضر ہوئی جمال باکمال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان بے مثال ہے کہ سطوت و صولت و رعب و دبدبہ و شجاعت چہرے سے ہویدا و آشکار ہے رخسار گلاب کے پھول آنکھوں سے جرأت حصول ہونٹوں میں مسیحائی جمال باکمال ۔ عنائی و زیبائی سپر و شمشیر آگے رکھی ہے گل اندام نے سلام کیا بادشاہ نے سر اٹھا کے جمال باکمال دیکھا کہ ایک حور شمائل پری تمثال ماہ آسمان کمال سامنے کھڑی ہوئی برائے تسلیم خم ہے قد سرو باغ خوبی آنکھیں غزال صحرا سے

محبوبی نظم

چشم انصاف سے دیکھیں جو تمہاری آنکھیں … سیکڑوں آنکھوں میں ہیں یہ پیاری آنکھیں
باغ باغ اُنکے اشاروں سے ہوا جاتا ہوں … چل رہی ہیں روش باد بہاری آنکھیں
مار ڈالا راجہ مرا ایک ترچھی نظر کی تم نے … دیکھنے میں تو چھری ہیں دو کٹاری آنکھیں
قطرۂ اشک حبابوں سے جو خالی دیکھا … خود نکل کر ہوئیں اُس سیل میں جاری آنکھیں
شرم کو اب نہیں ملتی کسی گوشے میں جا … قبضۂ شوخ نگاہی میں ہیں ساری آنکھیں
وہ محافہ میں کوئی حور لقا آتا ہے … دیکھ لیں پردہ نشینوں کی سواری آنکھیں
جس جگہ چاہو رہو آکے گھر اپنا کر لو … دل ہی تمھے ہیں پیارا ہے نہ پیاری آنکھیں
یہ جو پھر جاتی ہیں پھر جاتی ہے سب اک خلق … گردش بخت دکھاتی ہیں تمہاری آنکھیں
شادی وصل ہو یاد دیکھینگے رنج فرقت … آج کل دونوں پھڑکتی ہیں ہماری آنکھیں
آبلے پڑ گئے ہیں کیا دل سوزاں میں جلال … اسلیے پھوٹ کے روتی ہیں تمہاری آنکھیں

اُدھر بادشاہ کو توجہ ہوئی اُدھر گل اندام سر جھکا کے بیٹھ گئی چند ساعت بیٹھی بادشاہ نے جناب سے کچھ کلام نہ کیا گل اندام نے چاہا کچھ کلام کرے مگر سعد بن قباد متوجہ نہوئے آخر گل اندام شرما کر اُٹھی چلتے وقت جھک کر عرض کی کہ حضور قبلہ و کعبہ تو بضرورت گئے ہیں جس شے کی ضرورت ہو بلا تکلف طلب فرمائیے گا میں یہی کنیز گلچہرہ کو چھوڑے جاتی ہوں یہ کہکر رخصت ہوئی مگر لڑکھڑاتی ہوئی محل میں آئی ماں نے پوچھا کیوں گل اندام مزاج کیسا ہے گل اندام نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کہ والدہ

ماجدہ بادشاہ کو بڑا لحاظ ہر کیونکہ یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین مین نے جو انکا جمال بے مثال دیکھا رعب و دبدبہ آنکھون سے ٹپکتا ہے حقیقت مین جب ایسے شیر لشکر کشی کرینگے تو بقراط ثانی کو شکل پڑیگی یہان سے یہ لکھکر اپنے مقام پر آئی کنیزون سے کہ رہی ہے کہ صاحبو تمنے جمال شہنشاہی دیکھا صاف تو یہ ہے بقول شاعر بیت سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے وہ ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سنا وہ مین بنگاہ غور دیکھ رہی تھی وہ مجھکو دیکھکر متغیر تو ہوے مگر دل پر جبر کیا زبان سے کچھ نہیں کہا کسی کی مجال تھی کہ میرے جمال کو دیکھکر صبر کر سکتا لیکن صاحبان ظرف ایسے ہوتے ہین مین تو لاکھ لاکھ ضبط کرتی ہون مگر دل کی یہ کیفیت ہے **نظم**

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا
جب قصد کیا عرش بہین زیر قدم تھا

تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت
یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا

لطف ایک طرف اُس ستم ایجاد کے آگے
ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا

تھا شیشۂ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی
دل تھا یہ بغل مین کہ دل آزار صنم تھا

جو پاے کمر تھی نگہ شوق جدا ہی یار
منظور شب وصل تماشاے عدم تھا

پایا ہی اگر دیدۂ دل مین تو اُسی کو
دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا

دل دے کے اُنھین جان وہی اللہ ری ہمت
پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا

پامال جلال آہ ہا کوے بتان مین
نہ دل کہ جو پردۂ صد ناز و نعم تھا

کنیزون نے کہا ملکۂ عالم نہ گھبرا اپنے جانے کی صورت تو نکل آئی کلام کی بھی صورت نکل آئیگی گل اندام نے کہا انکو اپنے حسن و جمال کا غرہ ہے مگر انکو بھی تپ چین چھوڑ کر آئی ہون گلچہرہ کنیز آئے تو اُس سے یہ احوال معلوم ہوکر میرے بعد بھی میرا ذکر کیا یا نہین شاید کچھ پیغام لائے یہ ذکر تھا کہ گلچہرہ آئی اور اُسنے عرض کی آپ کے آنے کے بعد جو مین نے شہریار کو ملول و حزین دیکھا چھیڑ کر پوچھا کہ کیون حضور کیسا مزاج ہے تو ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا کہ بہت دل بیقرار ہے تجھے کیا کہین کوئی تسکین دینے والا پوچھتا تو اُس سے حال مفصل بیان کرتے تو ستکر بدنام کرگئی مین نے بعجز کہا کہ شہریار مین در اندازنہین ہون جو راز کی بات ارشاد فرمائیے اُسکو دل مین رکھون لاکھ کوئی پوچھے نہ بیان کرون جب مین نے اس طرح تسکین دی تو فرمایا کہ اگر محل مین جانا تو گل اندام کا مزاج پوچھنا اور کہنا بادشاہ نے خیر و عافیت پوچھی ہے اور کہنا کہ پھر بھی اگر مہلت ہو تو آنا ر دے زیبا ہمکو دکھانا یہ پیغام سنکر گل اندام شاد ہوگئی کہا کیون

صاحبو مین کیا کہتی تھی ہرچند کہ انکا حسن جاذب کش اور نہایت فریب ہے مگر مجھپر بھی انکی توجہ ہوئی مین خود حاضر
ہوئی یہ کہکے کچھ شربت مقوی دماغ تیار کرائے انکو لیکر گل اندام چلی کنیزین جو رازدار تھین انکو ساتھ
لیا اور سب سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑی دیر مین آتی ہون یہ کہکے شربت ہمراہ لیے اس حیلہ
سے آئی آکے سلام کیا بادشاہ نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا اور کہا صاحب آؤ تشریف بیٹھو بیت رواق منظر چشم من
آشیانۂ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ہوا اور فرمایا کہ اے سرو باغ محبوبی واے غنچۂ حدیقۂ خوبی
کیفیت اپنی بیان کرو نظم

طلب کرتی ہے انکی ہر ادا دل — کہاں سے لاؤن اتنے یا خدا دل
دغا کرتے ہین کس سے باوفا دل — بہت پچھتاؤگے لیکر مرا دل
جگہ دل مین کسی کے اپنی کرتا — وہ پہلو عمر بھر ڈھونڈھا کیا دل
جو پوچھا کیونکر آنکلے ادھر تم — وہ بولے کھینچ لایا آپکا دل
ملا مجھکو جو داغ عشق سمجھا — دیا اللہ نے یہ دوسرا دل
کسی آہ کا مطلق نہین خوف — دکھاتے ہین جو دل انکا بڑا دل
نکل آئے تڑپ کر انکے آگے — نکالے کچھ تو اپنا حوصلہ دل
لہو پہلو تہی کی جائے کس سے — سوا تم دل سے ہو تمسے سوا دل
کسی سے ملکے بیگانہ واری — ادھر تو دیکھ او نا آشنا دل
جلال اب ہاتھ آئے یا نہ آئے — ٹھکانے سے تو گم ہو کر لگا دل

اے ملکہ گل اندام تمہارے باپ نے مجھپر بڑا احسان کیا اگر انصاف کرون تو وہ میرا جان بخش ہے مین صحرا
مین پڑا تھا مجھکو اٹھا لایا علاج کیا خود مسلمان ہوا انکو حکم دیا کہ خدمت مین حاضر ہوکر ایسی تدبیر کرون
کہ انکا احسان میرے سر سے اترے یہ ذکر تھا کہ چند قزاق دوڑتے ہوئے آئے انھون نے پکار کر آواز
دی اے شہریار خدا باہر آئیے بادشاہ جو باہر آئے دیکھا کہ چند قزاق زخمدار بیقرار روتے ہوئے آتے ہین
بادشاہ نے پوچھا صاحبو خیر تو ہے قزاقون نے عرض کی اے شہریار جب یہان سے صفدر بارہ ہزار
قزاق لیکر پہنچے درۂ کوہ پر کمین گاہ مین بیٹھے انتظار کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی
کئی سو چھکڑے نقد و جنس سے لدے ہوئے سامنے نمایان ہوئے ہمارے افسر نے حکم دیا ان

ہمراہیان مال کو مار ڈالا اور مال پر قبضہ کر کے اسی طرف آرہے تھے ہم لوگ درہ کوہ سے نکل کر گرتے پڑتے چند کس اُدھر کے قتل ہوئے اور باقی مال چھوڑ کر بھاگ گئے سلطان کج کلاہ کہ پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اور یہ مال سب اُسی کا تھا یہ فراری سامنے اُسکے جا کر پہونچے ذکر کیا کہ صفدر کوہ نشین قزاق نے آپکے ملازمون کو قتل کیا اور مال پر قبضہ کر لیا یہ سنکر سلطان جھلایا کہا اس قزاق کو بڑا گھمنڈ ہوگیا ہمارے مال آکے لوٹا ہے کہکے گھوڑا پھیرا ساتھ والے سلطان کے ہمت کر کے ساتھ ہوئے ہم لوگ مال لا رہے تھے کہ سلطان کے نعرے کی آواز آئی تلوار پکڑ کر جو وہ بادشاہ گرا جسکے قریب پہونچا اُسکے دو ٹکڑے کیے لڑتا بھڑتا قریب صفدر کے آیا اور للکارا کہ او نامرد میرے ساتھ مقابلہ کر صفدر نے ہاتھ مارا اُسنے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا ساتھ والون نے اُسکے ایک ایک قزاق کو پکڑ لیا مع افسر سات سو قزاق گرفتار ہوئے باقی بھاگ گئے اب یقین ہے کہ سبکو لیجائے ہم چند کس ادھر آئے کہ چلکر حضور سے اطلاع کرین وہ بادشاہ قاہر و جابر ہے اپنے مقام پر پہونچتے ہی سبکو دار پر کھنچوا دیگا ایک کو زندہ نچھوڑیگا بادشاہ نے کہا ہمارا گھوڑا تیار کر دیا جاوے آکر سلاح جسم پر آراستہ کیے گل اندام نے پوچھا شہریار کہان تشریف لے چلے بادشاہ نے فرمایا تم ٹھہرو مین ابھی آتا ہون جس مقام پر جاتا ہون تمھارے کہنے کا موقع نہین ہے اس تھوڑے بادشاہ نے فرمایا کہ گل اندام سوا اسکے بہتر خوب ہے کچھ نہ کہسکی بادشاہ باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے گل اندام نے کنیزون سے کہا اسے دریافت تو کرو کون آیا اور کیا خبر سنائی کہ بادشاہ مسلح ہو کر گئے ہین کنیزون نے نکل کر پوچھا زخمیون نے بیان کیا کہ آپ کے والد قید ہوگئے انکی رہائی کیلیے بادشاہ تشریف لیگئے گل اندام دختر قزاق بھی فنون سپاہ گری مین طاق حسن مین بھی شہرۂ آفاق بہ تعجیل مردانے کپڑے پہنے ہتیار لگا کر نقاب چہرے پر ڈالی سات سو کنیزون کو ساتھ لیکر چلی یہان وہ وقت ہے کہ سلطان نے قزاقون کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین انھین چھکڑون پر مال کے دو چار چار کو ڈال لیا چاہتا ہے لیکر چلے کہ صحرا سے گرد اٹھی آواز آئی کہ با خبر او کافران بے حیا او نابکاران بے وفا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم	چو تیغ یلی برکشم از غلاف
تہ لزل فتد در میان مصاف	اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین تیغ و بن برکنم

صفدر نے دیکھا کہ بادشاہ مجاہد مثل شعلۂ جوالہ آکر فوج سلطان پر گرے سلطان نے آواز دی

اے اہالی فوج اس جوان کو گھیر کر مارلو چار طرف سے بادشاہ کو فوج نے گھیرا مگر بادشاہ اُس مجمع مین شیر دلیر تھا
مین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لیکن قریب سلطان نہین پہونچ سکے سلطان بھی دور سے
دیکھ رہا ہے کہ اکیلے نے ہزارون کو مار کر ڈالدیا مین گرمی جنگ مین دوسری گرد اڑی صفدر نے
دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش سات سو جوانون سے آکر پہونچا اور قریب فوج آکر کمان کا نشت سے اُتاری
ساتھ سو کمانین اُترین ساتھ سو تیر چلے عقاب تیر پر کھول کر اُڑے سات سو طاران جان کو شکار کیا
خطا شعار سہم کر گھوڑون سے گرے تیر چلنے لگے تیر کے وار کر کے نیزہ پکڑ کر وہ نقابدار گرا بادشاہ نے
جو اتنی مہلت پائی لڑتے ہوے اُس مقام پر پہونچے جس مقام پر صفدر قید ہے وہان پر آکے شمشیرزنی
کی نگہبانون کو مار کر ہٹایا قریب صفدر کے پہونچے ہتھکڑیان کاٹین صفدر کو رہا کیا اسنے چھوٹتے ہی
ایک سوار کو مار کر گھوڑا قبضے مین کیا نعرہ کرکے جا پڑا لڑنے لگا اپنے قزاقون کو رہا کر رہا ہے کہ پھر صحرا سے
گرد اڑی وہ قزاق کہ گرفتار ہونے سے صفدر کے بھاگ گئے تھے اور دہانے کوہ مین چھپے تھے آقا کی
رہائی دیکھ کر دوڑے آکر شریک جنگ ہوے بادشاہ صفدر کو رہا کر کے لڑتے ہوے طرف سلطان
کے چلے سلطان نے دیکھا کہ نقابدار کی تیراندازی نے فوج کو پامال کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا
لڑتا ہوا طرف نقابدار کے چلا نقابدار نے حیران ہو کر طرف بادشاہ کے دیکھا بادشاہ جہاد گھوڑا
بڑھا کر بڑھے نقابدار کو پشت پر لیا سلطان کو للکارا کہ او نامرد مردان عالم سے مقابلہ کر ادھر
کہان جاتا ہے سلطان جری و بہادر ہے بادشاہ نے جو تو کا تلوار کھینچے ہوے آپڑا بادشاہ سے تلوار
چلنے لگی کئی ہاتھ سلطان نے مارے بادشاہ نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ
ڈال کے سلطان کو اُٹھا لیا نقابدار نے چمک کر شمشیرزنی کی ایک طرف سے لڑتا ہوا صفدر آیا اس
مقام پر خوب تلوار چلی بادشاہ نے سلطان سے سوال اسلام کیا سلطان یہ جرأت دیکھکر عاشق ہوچکا
تھا قدم پر گر کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو منع کیا سب نے جنگ سے ہاتھ کھینچا گر صفدر نے مال پر
قبضہ کیا سلطان نے کہا اے صفدر مین خود تمھارے افسر کے ساتھ ہون مال بھی تمھارا جان بھی
تمھاری مگر تمنے اس شہریار کو کیونکر پایا صفدر نے بیان کیا میری تقدیر نے یاوری کی بخت نے
مددگاری کی کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے حوالی مین آئے مین نے اس گوہر بےبہا کو اس طرح پایا
سلطان نے بادشاہ سے پوچھا اے شہریار آپکو صفدر کے گرفتار ہونے کی خبر کیونکر ہوئی بادشاہ نے

فرمایا اے سلطان یہ ہمارا جان بخش ہے صفدر نے عرض کی ایسا نہ ارشاد فرمائیے مین غلامان راسخ الاعتقاد سے
ہون نقابدار کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب بادشاہ نے سلطان کو زیر کیا نقابدار نے اپنے ساتھ والون سے
کہا اب پلٹ چلو شہریار نے جنگ کا خاتمہ کر دیا سلطان گرفتار ہوا واللہ ہم سے اب کون مقابلہ کریگا
اپنے ساتھ والون کو ساتھ لیکر گھوڑا اڑاتا ہوا نکل گیا بادشاہ نے صفدر سے پوچھا یہ نقابدار کون تھا
صفدر نے دست بستہ عرض کی کہ یہ کنیز سرکاری حیدر کی دختر تھی بادشاہ نے فرمایا اے صفدر گل اندام
نے بڑا کمال کیا صفدر نے عرض کی کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا اگر آج انکو جوش جرأت تھا یہ تو مین بھی
واقف ہون کہ فنون سپاہ گری مین انکو دخل ہے مگر آج رستانہ آکر لڑی نہین معلوم کیا سبب تھا بادشاہ نے فرمایا
تھا۔ یہ گرفتاری کا حال سنکر آئی صفدر نے عرض کی غلام کا روز مرہ یہی کام ہے اکثر گرفتار بھی ہوا مگر کبھی
گل اندام نے یہ قصد نہین کیا بادشاہ نے فرمایا فنون سپاہ گری وقت پر کام آتا ہے صفدر بادشاہ اور
سلطان کو ساتھ لیے ہوئے قلعہ مین آیا سامان دعوت مہیا کیا سلطان کی بڑی دھوم سے دعوت کی
عین گرمی صحبت مین بادشاہ بیٹھے ہین گانین گا رہی ہین کہ ایک کنیز نے آکر بادشاہ کے کان مین عرض کی
ہے شہزادی ملکہ عالم نے باغ مین روشنی کرائی ہے اگر مناسب ہو تو آپ بھی تشریف لیچلیے بادشاہ مسکرا کر
اٹھے صفدر نے عرض کی حضور کہان تشریف لیچلے بادشاہ نے فرمایا مجھے نیند آئی ہے صفدر
سے جدا ہوکر کنیز کے ساتھ چلے کنیز شہریار کو ساتھ لیے ہوئے در باغ پر آئی گل اندام کو خبر
ہوئی برائے استقبال دوڑی بادشاہ نے دیکھا نیچہ ہلالی زیب کمر سپر مدور پشت پر دریاے آہن
مین غوطہ زن موتیون کے ہار گلے مین یاقوت احمر کے زیب گلو وہ خوش رو خوش خرام یہان سے
در باغ پر کھڑی ہے بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا اے شہریار اصل کیفیت کنیز کی یہ ہے نظم

سوز الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو — خاک ہو جائے جو پروانہ پری پیدا ہو
کیونکر [illegible] کوئی اے نوحہ گری پیدا ہو — دل پہ سینے تو کچھ آنکھو مین تری پیدا ہو
سر و تن جو کبھی کھینچ کے ہون تک آمین — گر زبان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
کہا مرکہ عشق مین اے غفلت دل قاصد کا — دے خبر یار کی وہ بیخبری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش — صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو
[illegible] کے جانے کا خط شوق ارادہ تو ہے — بھیس بدلے ہوئے قاصد کا پری پیدا ہو

وادی عشق مین کرتا ہو تقاضا کوئی
ہر قدم پر سر شوریدہ سری پیدا ہو

زلف پیچان کے تصور مین جو کھینچون آہین
پیچ کھاتا ہوا دود جگری پیدا ہو

سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے
عوض داغ جنون چتر زری پیدا ہو

جلوہ دکھلائے اگر شام جوانی اپنا
لیکے پیری بھی چراغ سحری پیدا ہو

تم اگر باندہ لو جوڑے کو تو ہو خاطر جمع
کھول دو زلف تو آشفتہ سری پیدا ہو

ہم یہ سمجھین کہ کسی نے ہین قاصد بھیجا
پوچھنے کو جو خبر بیخبری پیدا ہو

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال
پھر نہ ہو حوصلہ دیکھے اثری پیدا ہو

بادشاہ نے مسکرا کر فرمایا اے ملکۂ عالم تم نے جنگ مین کار نمایان کیا اگر تم آکر شریک نہوتین تو لڑائی فتح نہوتی ملکہ نے عرض کی اے شہریار پروردگار آپکے اقبال کو ترقی دے جب کنیز نے دیکھا کہ باپ گرفتار ہوگیا اور حضور بھی جاتے ہین مین سوچی کہ اب زندگی بیکار ہے اس جوش مین یہ کام بن پڑا الغرض بادشاہ کو لاکر مسند پر بٹھایا تمام باغ مین روشنی ہے سب کنیزین لباس فاخرہ پہنے ہوے حاضر ہین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ غزل عاشقانہ گارہی ہے نظم

ایسا ویران کسی کا دل ناشاد نہو
کر جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہو

ہو جی کون کرے میری جو فریاد نہو
بات بھی کوئی نہ پوچھے جو تری یاد نہو

لیکے بلبل شیدا کو لگا کر سو باغ
بوے گل نام ہے جسکا کوئی صیاد نہو

کچھ بلائین شب غم بھیج کے کہتا ہے فلک
دیکھ تو اُٹھ کے اُنھین مین دو پریزاد نہو

بھولے بھٹکے کبھی آجاؤ ہمارے دل مین
ہم بتادین جو تمھین غیر کا گھر یاد نہو

دل دیا ہے کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہون
آکے وہ کمبخت ہی خو کردہ بیداد نہو

کھینچنا بزم بتان مین نہین بہتر اسکا
ضبط جس آہ مین تاثیر خداداد نہو

تجھسا ناشاد بھی عشاق مین ہوگا نہ جلال
دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہو

بادشاہ تو شریک صحبت ہین مگر صفدر نے ایک قزاق سے کہا جاکر دیکھو تو اگر شہریار سو نہ گئے ہون تو میری طرف سے عرض کرنا کہ اگر خلاف نہو تو تشریف لائیے وہ قزاق گیا اور پلٹ کر آیا عرض کی بادشاہ خوابگاہ مین نہین ہین صفدر نواب تک کر اُٹھا طرف باغ گل اندام کے چلا سلطان کی کلاہ

نے کہا ای صفدر کہان جاتے ہو عرض کی مجھکو گمان ہی کہ شاید بادشاہ نے میرے ناموس مین رخنہ
اندازی کی ہی مین جاکر انکو سزا دونگا سلطان نے بہ فصاحت سمجھا کر کہا ای صفدر اگر ایسا ہو تو مقام فخر
ہی کہ صاحبقران کے پوتے سے تمہارا پیوند ہوا صاحبقران کے سمدھی کہلاؤ گے اگر مقابلہ منظور ہو تو پہلے
مجھسے مقابلہ کرو تم خوب جانتے ہو کہ مین انکو زیر کر چکا ہون اور شہریار تمکو زیر کر چکے پھر تم انسے مقابلے
کا کیا حوصلہ کرتے ہو بہتر یہی ہی کہ تم جاکر سر انکے قدمون پر رکھو اور دختر کو خدمت بادشاہ مین حاضر کرو
اور شاہون مین فخر کرو کہ صاحبقران کا سمدھی ہون شاہان ایران و توران و فرنگستان وغیرہ تمہاری
تعظیم اور تکریم کرینگے اور مین نے سنا ہی کہ تم ہی کو خود حکم دے گئے تھے کہ خدمت شاہ مین حاضر ہو نا اگر
وہ حاضر ہوئی تو کیا خلاف ہوا اگر منظور ہی کہ فساد کرو تو پہلے مین موجود ہون اگر مجھپر غالب آؤ تو بادشاہ
سے ارادہ کرو ورنہ وہ تمکو زیر کرینگے اس فساد سے کیا نفع ہوگا جو تمہاری بات ہی وہ بھی جاتی رہیگی
اس طرح سلطان نے صفدر کو سمجھایا کہ صفدر کوہ نشین نے سر جھکا کر کہا اب جو بادشاہ تشریف
لاوین تو مین ترنج خوشبوئی سینے پر لگاؤنگا اور عرض کرونگا کہ کنیز خدمت مین حاضر ہی صفدر نے
یکہا چند کنیزین ملکہ کی واسطے خبر کے صحبت مین حاضر ہین گلچہرہ نامے کنیز کو صفدر نے بلایا کہا جا کر شہریار
سے عرض کرو کہ صفدر چاہتا ہی حضور بارگاہ مین تشریف لاوین تو مین اظہار خدمت گزاری کرون گلچہرہ
نے جا کر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا ای گل اندام معلوم ہوتا ہی کہ ہمارا حال صفدر پر
کھل گیا گل اندام نے کہا آپ تشریف رکھین مین ابھی انکو بلواتی ہون گلچہرہ سے کہا باواجان سے
جاکر میری جانب سے عرض کرو کہ حضور ہمارے چند ساعت یہان تشریف لاوین کنیز کو کچھ عرض کرنا ہی
گلچہرہ نے جاکر صفدر سے کہا صفدر نے سلطان سے بیان کیا سلطان نے کہا مین بھی تمہارے
ساتھ چلونگا سلطان کج کلاہ و صفدر کوہ نشین باتین کرتے ہوے چلے جب قریب در باغ
پہونچے ملکہ کو خبر ہوئی کہ باواجان تشریف لاتے ہین آگے بڑھ کر برائے استقبال آئی آکے باپ کو
سلام کیا سلطان کے قدمون کو بوسہ دیا کہا ای والد نامدار ابھی تک شیشۂ ننگ و ناموس سالم ہی
مین نے فقط بادشاہ کو صحبت مین بلایا ہی جیسا آپ ارشاد فرمائین بجا لاؤن سلطان نے کہا ای شاہزادی
جو کچھ تو نے کہا یہی مناسب تھا مین صفدر کو لاتا ہون کہ قدمون پہ بادشاہ کے گراؤن اور یہ خوشی
عرض کرین کہ یہ کنیز مین نے واسطے خدمت گزاری کے حاضر کی ہی امیدوار ہون کہ قبول ہو وہ بادشاہ

جلیل ہین یقین ہو کہ قبول فرماینگے ملکہ ساتھ لیکر سلطان وصفدر کو اندر باغ کے آئی صفدر نے
دیکھا باغ نہایت لطف سے آراستہ ہے جا بجا جھاڑ اور کنول روشون پر روشن ہین قفس طائران
نغمہ سرا کے درختون مین لٹکے ہوے ہین عروسان چمن کا نکھار جوش پر باغ کی بہار طائر زمزمہ سرائی
کر رہے ہین روشنی دیکھکر چہک اُٹھتے ہین اپنی اپنی زبان مین پیدا کرنے والے کی تعریف کر رہے ہین صفدر
وسلطان بہار باغ دیکھتے ہوے اُس مقام پہ آئے جہان بادشاہ تشریف رکھتے تھے آکر بادشاہ کو
صفدر نے سلام کیا گل اندام پیچھے کھڑی کانپ رہی ہے مگر سلطان نے صفدر کو قدمون پر گرایا
کہا اے شہریار صفدر عرض کرتا ہے کہ آپنے مجھے سرفراز کیا مین نے اپنے بخت پر ناز کیا یہ کنیز خدمت گزاری کو
حاضر ہے یہ عرض کر کے سلطان نے ترنج خوشبوئی سینے پہ بادشاہ کے لگایا عرض کی اس کنیز کو قبول کرنا
ہوگا گل اندام سے کہا بادشاہ گردان ہو گل اندام گرد پھری وہ جو خوف دل مین تھا وہ نکل گیا سلطان نے
گل اندام کا ہاتھ تھام کر پہلو مین بادشاہ کے بٹھایا بادشاہ نے حجاب سے سر جھکا لیا فرمایا اے صفدر
ہم تمہارے بہت ممنون ہوے گویا تمنے دوبارہ جان بخشی کی صفدر عذر کرنے لگا کہ اے شہریار مین
خود حکم دے گیا تھا کہ خدمت مین شہریار کی تو حاضر ہونا شکر کرتا ہون کہ یہ مقبول خاطر والا ہوئی بادشاہ
بہت محجوب ہوے ہمراہ سلطان وصفدر اُٹھکر بارگاہ مین تشریف لائے صفدر کو نذرین گذرنے لگین
کہ یہ عروسی مبارک ہو بادشاہ نے فرمایا اے صفدر انشاء اللہ بعد فتح طلسم خیال سکندری ہم عقد کرینگے
اب کل ہمارا کوچ ہے نہین معلوم ہمارے سردارون پر کیا گذری صفدر وسلطان نے عرض کی
غلام ہمراہ رہینگے ہمراہ حضور کے چلین گے بادشاہ نے لشکر تیار کیا سلطان کج کلاہ کو تخت پر
سوار کیا صفدر کوہ نشین کو سپاہ سالار قرار دیا لشکر گران ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے
کوئی پانچ کوس منزل طے کی تھی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بادشاہ نے کہ فیروزہ بن عمرو گرد مین آتا ہوا
جست وخیز کرتا ہوا آیا قدم بوس بادشاہ کے ہو کے دعا عرض کی ایرج ونور الدہر ولشکر منصور وملک
وصاحبقران زمان بالشکر گران طرف قصر سکندری کے جاتے ہین حضور بھی اسی سمت چلین
جہانگیر وقاسم ایرج کے ساتھ ہین بدیع الزمان اپنے فرزند کے ہمراہ ہین سب خبرین جو فیروزہ
نے مفصل سنائین بادشاہ کو بھی جوش جرأت ہوا کہ ہم بھی قصر سکندری پہ چلین اُسی مقام پہ دن
پہنچیگی نوبت نقارے بجتے ہوے سلطان وصفدر ہمراہ ہر روز آب تو باجے نواس طرح منزلین

اور لوح انکو حاصل ہو جسوقت لوح مل گئی پھر کیا مجال ہی کہ قصر سکندری مین قدم آپکا قائم رہے ہم لوگ
کہان جائینگے اس زمانہ مین عیش و راحت کو ترک کیجیے فکر مین مسلمانون کی مصروف ہوجیے بقراط نے کہا
اس تحریر کو عدم جانو قدرت نے جوش مین اپنے بندون کے ڈرانیکو یہی لکھدیا کہ طلسم فتح ہوجائیگا طلسم
پر کون اختیار پاسکتا ہی ایسے کیسے حکماے زبردست طلسم مین ہین عملداریان کر رہے ہین ہوسکتا ہی کہ اپنی
حکومتین چھوڑ دین اور کوشش نکرین وہ لوگ جب سر اُٹھائینگے مسلمانون کو دم بھر مین مٹائینگے میمونہ نے
کہا یا حضرت بڑے تعجب کی بات ہی کہ آپکی تحریر و تقریر کا اعتبار نہین کیون ایسا مضمون دل خراش
لکھا کہ جو باعث خرابی ہو وہ کتاب سب کے پاس ہی جو کچھ آپنے اُسمین لکھا ہی وہی ہو رہا ہی اب آپ
انکار فرماتے ہین سب بندون کے پاس وہ کتاب موجود ہی اور اُسی کے مطالعہ پر اعتبار ہی ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی آپکو عیش سے فرصت نہین اب عجب تماشا ہی کہ کون کون سردار آتا ہی اور
اہرج و نور الدہر آپ ہی مین چشمک کرتے ہین بلا اُسکی آپکے بندون کے سر پر نازل ہوتی ہی ہم مین کی
ایک شاہزادی زعفران پوش جادو نکل گئی اگر تجاہل کرتے ہو تو مین جا کر آمد شد مسلمانان دیکھون کل
مین نے سنا ہی کہ بادشاہ لشکر اسلام بیست کر و فر سے آتے ہین سلطان کج کلاہ انکے ہمراہ ہی شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان پر جا کر زعفران پوش عاشق ہوئی انہین کے ساتھ ہی جب وقت تلاش
لوح آئیگا زعفران پوش ضرور کد و کوشش کریگی اُسکی کوشش خالی نجائیگی سالہا سال قصر عشرت مین
رہی کون سا راز ایسا ہی کہ جس سے وہ آگاہ نہین ہوئی اُسکا نور الدہر پر عاشق ہونا خالی از خدشہ نہین ہی
دیکھیے انجام کار کیا ہو بقراط نے کہا تم لوگ نگھبراؤ جب ان میں ایک کرونگا [illegible] زمین ہلا دونگا میمونہ نے کہا
بقراط کے جانے کے نام سے دل گھبراتا ہی میمونہ خاموش ہو رہی مگر دیر تک بقراط سے باتین کین
ابقراط کو بھی تردد ہوا مگر جھوٹ کہتا ہی شاہزادیو گاؤ بجاؤ مگر کوئی شاہزادی جواب نہین دیتی بقراط رنجیدہ
ہوکر بارگاہ مین آیا ہرکارون سے کہا جا کر خبر لاؤ صورت جادو و ہیبت جادو دونون ہرکارے
خبر کو روانہ ہوے بقراط دن بھر بارگاہ مین رہا شام کو قصر عشرت مین آیا شاہزادیون سے عیش
کرنے لگا کہ آسمان پر بمقی چکی صورت و ہیبت آکر حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی یا خداوند ہم جو گئے
راہ مین لشکر بادشاہ لشکر اسلام ملا تاجدار بھی موجود ہی سپاہ سالار لشکر صفدر کوہ نشین ہی
جنگ دیدہ کار آزمودہ اس انتظام سے لشکر آتا ہی کہ غلام خائف ہوے اور آگے بڑھنے منظور ہوا

مراد دلکی یہی تھی کہ اتفاقاً بیدار نہو مراد لشکر ہون بادشاہ سے ذرا نہ سمجھا سکے اُسکو چھوڑ میمونہ بولی کہ یا خداوند
مین بارہ برس سے آپکے قصر مین ہون اور سب شاہزادیون کی افسر کہلاتی ہون یہ آرام مجھکو کہان
خفیہ آرزو کیونکر کھیلتا ایک نگاہ قہر لشکر پر ڈال کے چلی آؤنگی سب لشکر اکرمرینگے اپنی جان دیکر
ناچار ہوکر چپ جائینگے لقراط نے کہا اچھا جاؤ مگر بادشاہ سے کلام نہ کرنا میمونہ نے کہا کلام کیسا مین
دور سے نگاہ سحر ڈالکر چلی آؤنگی لشکر کو اُنکے تباہ کرونگی یہ عیش مجھکو کہان ممکن ہوگا قدرت ناتج گھراتے
ہین لقراط نے کہا اے میمونہ کیا کہون جو دل کی حالت ہے قلب کی کچھ عجب کیفیت ہے ہائے غضب
یہ ہوا کہ اتنا زمانہ تجھکو قصر عشرت مین رہتے گذرا مگر ایکدن صحبت تخلیہ تجھکو نصیب نہوئی خیر تم جاؤ مین
تمہارا خیال رکھونگا یہ کہکر باہر آیا ایک ساحرہ سے خفیہ کہا اے اسرار راز دار تم علیحدہ سے ساتھ جاؤ اگر
اسکی طبیعت کا کچھ لگاؤ دیکھنا فوراً میرے پاس لے آنا مین وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرے راتون کو فریاد
کرے قید مین ڈالدونگا قصر عشرت مین نہ آنے پائیگی میمونہ لقراط ثانی سے رخصت ہوئی عقب تند
لقراط نے شاہزادی اسرار راز نثار کو خوب سمجھا کر روانہ کیا کہا اے اسرار خبردار کرتی ہوشیار رہنا
مفصل خبر لانا بعد جانے میمونہ کے اسرار بھی چلی یہان بادشاہ جمجاہ صحراے رستخیز مین دو کوس
مین کئی دن سے لشکر اسی مقام پر فروکش ہے کنارے پر لشکر کے بیٹھے ہین تیر وکمان ہاتھ مین ہے جب پائی
تھنڈی سے گذرتی ہے تیر مارتے ہین فیروزہ دبا کر اُسکو ذبح کرکے اٹھا لاتا ہے سلطان کج کلاہ
وصفدر کو دیکھتے ہین خدمت مین حاضر ہین تیراندازی کی تعریفین کررہے ہین بادشاہ انکی تعریف پر بہت
خوش ہوتے ہین فیروزہ سے فرماتے ہین کوئی آہو گھیر کر لاؤ تو تیراندازی کا لطف ملے غرضکہ فیروزہ
جست کرتا ہوا صحرا کے جانا منظور یہ ہے کہ آہو کو لگاکر سامنے بادشاہ کے لاؤن اُسوقت میمونہ قرطلت
غصہ مین بھری ہوئی قصر عشرت کے خیال مین پہاڑ پر آکے اتری چاہا سحر کرون پھر خیال مین
آیا کہ ذرا دیکھ تو لون سامنے کون کون ہے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر نگاہ جو اُٹھائی تو نگاہ بادشاہ اسلام پر
پڑی دیکھا ایک تاجدار اپنے ساتھ والون کا کفیل تاج کج سر پر شمشیر زیب کمر کنٹھے یاقوت کے
زیب گلو ہوش ربا خوش رو سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری بیٹھا ہے دیکھتے ہی میمونہ کانپ گئی پسینہ آیا
کہنا لقراط ثانی کا آنکھون کے نیچے پھر رہا ہے ہرچند سنبھالتی ہے دل نہین سنبھلتا ہر مرتبہ دلکو
روکتی ہے مگر دل نالان کہتا ہے نظم

تصور نے جب تیرا کیا پیش نظر پایا
تجھے دیکھا جدھر دیکھا تجھے پایا جدھر پایا

کہاں ہم نے نہ اس دیدہ نمائی کا اثر پایا
یہاں اٹھا وہاں چمکا ادھر آیا ادھر پایا

پتا اُسنے دیا تیرا لا جو عشق مین خود گم
خبر تیری اُسی سے پائی جسکو بیخبر پایا

دل بیتاب کے پہلوے جاتے ہی گیا سب کچھ
نہ پائی سینے مین آہین نہ آہون مین اثر پایا

اُچھالا رات کو یون مضطرب دلنے سوتے مین
کہ بستر پہ کے نیچے نہ تکیہ زیر سر پایا

سمجھتا ہمکو تمکو کیون نہ یکسان عشق منصب مین
ہمین پایا تھا نازک دل تمہین نازک کمر پایا

کسی کو اپنی مین خودرفتگی کا حال لکھتا تھا
پتا خط کا نہ کچھ اب تک سراغ نامہ بر پایا

نہ ملنے کا وہ شاکی ہوا گر ہے عجب کیا ہے
کہ اُسنے آپ سے باہر بھی ہمکو بیشتر پایا

ہماری آنکھ اور اک اشک حسرت [illegible]
پھرا دیکھا کیے اکثر جسے تاکا وہ گھر پایا

گیا گم ہمنے دلکو جستجو مین داغ حسرت کی
کسی کو پاکے کھو بیٹھے کسی کو ڈھونڈھ کر پایا

نہ دبالا کیا کچھ انکو ایسا بیقراری نے
جگر کی جا پہ دل پایا جہان دل تھا جگر پایا

بہت سے اشک رنگین ذوجلال ہی آنکھ سے
کبھی بے رنگ ہی دیکھا نہ کچھ رنگ اثر پایا

ہر طرح دل کو سنبھالتی ہی دل نہین سنبھلتا کہتی ہی کیونکر ملاقات کرون ہائے اس ظالم سے کیونکر بات کرون اس فکر مین ہی کہ اسرار رازدار آکر پہونچی ایک گوشے سے کھڑی ہوکر دیکھنے لگی دیکھا جمال باکمال بادشاہ میمونہ دیکھ رہی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اسرار کے خیال مین آیا کہ میمونہ کا رنگ بگڑا بہتر یہ ہی کہ اٹھا لیچلون بڑھی تھی کہ کمر مین بیچہ دون کہ فیروزہ بن عمرو چست و چالاک عیار بیباک آہو کو لگائے ہوے [illegible] آہو ٹھہر جاتا ہی گنگنا کر اس طرح تان مارتا ہی کہ آہو سنکر مبہوت ہو جاتا ہی جدھر فیروزہ چاہتا ہی [illegible] سامنے لاکر بادشاہ کے آہو کو پہونچایا اسرار کی نگاہ جو جمال فیروزہ بن عمرو پہ پڑی اور گانے کی آواز جو کان مین پہونچی بیتاب ہو گئی اپنے اختیار مین نہ رہی کہتی ہی یہ کیا کم بخت گاتا ہی حقیقت مین دل لبھاتا ہی آہو دشتی بانور انکو لگا کر لایا مالک کے سامنے پہونچایا کہ چالاک نے زنبیل بجا کر بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ تیر و کمان لیے بیٹھے تھے تاک کے تیر مارا کہ آہو گرا میمونہ پکار اٹھی قربان اس تیراندازی کے ماشاء اللہ کیا نشانہ لگایا ہی خدا نے درد آمیز سے میمونہ نے کہا کہ بادشاہ نے سر اٹھا دیا دیکھا ایک نازنین غنچہ دہن سیم تن سرو چمن غنچۂ نوخاستہ معشوق آراستہ خوش رو

خوش خو خال ہندو چشم جادو ابرو ہلال عارض بدر آسمان کمال غزال چشم حسین و جمیل اپنے عاشقون کی کفیل بادشاہ بے اختیار پکار اُٹھے بیت زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسیٰ بجانب سبزم در کف حقیقت دامن یوسف دست زلیخا دیگر کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے ایک بن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہے۔ عجب نازنین حور مثال کو دیکھا آفتاب آسمان حیا ست گوری رنگت نظم

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوے ۔۔۔ پا بہ پنچے ہاتھ مین اُٹھائے ہوے
سرو شرمندہ اُسکی قامت سے ۔۔۔ تھی خرامان بڑی نزاکت سے
زلف ہر اُسکی یا کہ دام بلا ۔۔۔ مرغ دل جو پھنسا نہین چھوٹا
دیکھکر وہ جبین کہان تاب ۔۔۔ منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
یون نمایان تھے ابروے خمدار ۔۔۔ دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرمندہ چشم نرگس کو ۔۔۔ تھی مژہ تیر قلب مونس کو
پاس آنکھون کے بینی پہ خوش ۔۔۔ یون نمایان ہو جیسے شمع کی لو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار ۔۔۔ تھا ن گل جس پہ ہو فدا سو بار
لب پہ مستی تھی یا کہ وصل کی رات ۔۔۔ یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے ۔۔۔ چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان ۔۔۔ ماہی بحرِ حسن تھی وہ زبان
واقعی تھا وہی چاہ ذقن ۔۔۔ جس مین یوسف نے کھینچے رنج و محن
صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی ۔۔۔ طور سینا پہ شمع روشن تھی
حسن کی کیسی خوشنمائی تھی ۔۔۔ خیر [illegible] نو [illegible] ئی تھی
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ ۔۔۔ نہ کدورت نہ جس مین تھا کینہ
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب ۔۔۔ ناف تھی بحر حسن کا گرداب
اب ہم لائے ہین کمر کا حال ۔۔۔ نہ بیان کر کہ ہو یہ بات محال
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر ۔۔۔ وصف اُسکا کرے بشر کیونکر
حسن پائون کا کس طرح ہو رقم ۔۔۔ دل پہ چلتا ہے اپنے خنجر غم

پھرے کتا ہی بار بار قلم
نام گل برگ پھول سی صورت

یا نون ہون رکن عرض حسن رقم
گل سا اندام سرو سا قامت

کہ بری سے جونہی دوچار ہوا
دلکو ہاتھوں سے اپنے تھام لیا

تیر الفت جگر کے پار ہوا
لڑکھڑا کر علیؑ کا نام لیا

اُدھر میمونہ پر کوہ الم گرا اِدھر بادشاہ تمر تمر کانپے غش کھا کر گرے میمونہ نے اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی ایڑیان رگڑنے لگی اسرار رازدار نا یا تو پھر اور ارادہ تھا یا ادھر زاغ فیروزہ مین پھنسی پڑی نگاہ غور فیروزہ کو دیکھ رہی ہر میمونہ کو جو بیہوش پایا دل تو لطف عشق سے آگاہ ہو چکا تھا جھپٹ کے بیٹھ گئی سر اُٹھا کے زانو پر رکھ لیا اشک حسرت بہانے لگی میمونہ نے آنکھین کھولین اسرار کو دیکھکر گھبرا گئی یہان سلطان اور صفدر نے جو بادشاہ کو بیہوش پایا گود مین اُٹھا کر بارگاہ مین لائے مگر فیروزہ حیران ہر کہ یکایک یہ کیا معرکہ ہوا سرو پہاڑ کی طرف اُٹھایا اسرار سے آنکھ چار ہوئی برچھی مژگان کی اسکے بھی دل کے پار ہوئی عیار چست و چالاک بے باک جست و خیز کرتا ہوا اوس پہاڑ تک چلا اسرار کو جو دل لگی سوجھی ہاتھ سے اشارہ کیا فیروزہ لڑکھڑا کے گرا پہ پہاڑ پھر کے اُٹھا گئی یون کو لکارتا ہوا چلا منصل اپنے کو پہاڑ پر پہنچایا کئی مرتبہ اسرار نے دوکر کے گرایا آخر فیروزہ قریب آکر ہاتھ باندھے لگا کہتا ہی اے سرو خرامان گلزار خوبی و اے غنچہ نو دمیدہ وحدہٗ محبوبی اپنا نوبہ حال ہر کہ ربط و ضبط محال ہر نظم

باقی ہر شوق قاتل شمشیر زن ہنوز
منظور دل ہر عزت جلوہ پردگی ہیں
ہوتی نہین ہر کم مری دیدۂ وحشی
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ
تجھ بن رنج یاد رخ و زلف مین ہوئی
ہر غنچہ منعقد ہر ز رسے شوق دید مین
جلوے دکھا رہے ہین مرے داغہائے دل
ای جان اضطراب تکرار ہر ابھی

زنگار رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
کرتے ہین چاک کچھ لحد مین کفن جنون
جاتا نہین ہی سر سے خیال وطن ہنوز
کھوئے ہوئے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز
مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز
پابند آرزو ہی بہار چمن ہنوز
ای اشک چل رہی ہی ہوائے چمن ہنوز
باقی ہر کچھ محبت شمع و لگن ہنوز

ہر لخت دل مین ریزۂ الماس ہی نسیم　　　بھولا نہین ہی یار کا وہ نور تن ہنوز

اسرار نے مسکرا کر کہا کیون دیوانہ ہوا جاتا ہے اپنے آقا کی خبر سے دیکھ تو اُنپر کیا گذری ای حیا پر ملکہ میمونہ افسر قصر عشرت مین انکا حال چھپے گا نہین اور مجھکو بقراط نے واسطے خبر کے بھیجا تھا مجھے تجھپر رحم آگیا اب ہم طرف قصر عشرت کے جاتے ہین دیکھین وہان کیا معرکہ گذرے جب مین حال نہ کھولونگی تو یقین ہی کہ بقراط کو نہ معلوم ہو ہر چند کہ بقراط بڑے روزگار ہین مگر ہین لوگ خبر پہونچاتے ہین ورنہ بقراط کو خبر نہین ملتی بخیر و خوبی اگر مہلت پا دینگے تو ہم لوگ دیکھنے ضرور آوینگے مگر بادشاہ سے عرض کرنا کہ صحرا ے رستخیز سے نہ بڑھیے آپ کی تشریف آوری کی خبر بقراط ثانی کو پہونچ گئی ایسا نہو کسی اور ساحر کو روانہ کرے فیروزہ کو تجوبی سمجھا کر رخصت کیا بعد جانے فیروزہ کے میمونہ سے پوچھا کیون ملکۂ عالم اب مناسب یہی ہی کہ قصر عشرت مین چلیے دیکھین وہان کیا معرکہ گذرے میمونہ نے کہا ای اسرار تیری توجہ ہونا طرف حیا کے باعث بہتری ہی ورنہ راز کھل جاتا اسرار نے عرض کی میرا قصد ہوا تھا کہ مین آپ کو اُٹھا کر لیجاؤن اور صاف صاف بقراط سے کہون کہ ملکہ میمونہ بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہوئین مگر اسی وقت لشکر عشق نے میرے قلب کو پامال کیا یہی خیال ہوا کہ اس راز کو چھپاؤ دیکھو انجام کیا ہو اور حضور یہ دلیل قوی ہی کہ عمر طلسم تمام ہو چکی جندہ رہیگا وہ قتل بقراط دیکھے گا بقراط کی عقل پر فتور ہی کیسا کیسا ہم لوگ سمجھاتے ہین مگر وہ تحریر سابق کی تردید کرتا ہی کہتا ہی عمر طلسم تمام نہین ہوئی ہزار ہا برس اُسکی عمرین باقی ہین اور لوح طلسم کی ہین لوگ تدبیر کرینگے جسوقت نور الدہر نے لوح پائی قصر سکندری مین قیام دشوار ہوگا میمونہ و اسرار باتین کرتی ہوئین چلین مگر میمونہ دمبدم یہی کہتی ہی کہ ای اسرار دشمن کے سامنے چلنا مناسب نہین اگر اُسپر حال کھل گیا تو بڑی پرسش آئیگا وہان کون ہمکو بچائیگا اسرار کہتی ہی ملکہ کوئی آگاہ نہوگا اگر بقراط کے تیور بد پائینگے فوراً چلے آوینگے مگر سلطان و صفدر جو بادشاہ کو اُٹھا کر بارگاہ مین لائے لخلخے وغیرہ سنگھا کے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ آنکھین کھول کر حیران حیران چار جانب دیکھنے لگے سلطان نے کہا ای شہریار آپ کسکو تلاش کرتے ہین بادشاہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا ای سلطان کیا حال پوچھتے ہو دل مضطر کی عجب کیفیت ہی

نظم

پہونچے ہین تمہارے دل دوستان قریب　　　آئے ہین ای فلک بہت آہ و فغان قریب

کنج لحد کا حال کہیں ہم کسی سے کیا | ہمدرد پاس ہے نہ کوئی مہربان قریب
لب وا ہیں اشتیاق مین آنکھیں ہیں منتظر | پہونچا ہے لخت دل کا مرے کاروان قریب
ای عندلیب جان قفس جسم سے نکل | جلدی پہونچ بہشت کا ہے کاروان قریب
فریاد جانگزا سے زمانہ تنگ ہے | بدلینگے کوئی اور لباس فغان قریب
ای مرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے | آیا ہے وقت وصل بت دلستان قریب
کب تک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہے | رخصت طلب ہے یار ترا میہمان قریب
شاید یہان سے کوچۂ جانان ہے متصل | آتا چلا ہے دغدغۂ پاسبان قریب
ای دل پتہ بتا کہ سکونت وہین کرین | ہو پیر می فروش کی جس جا دکان قریب
جینا ہجوم آہ شرر بار سے محال | تن پھونک دینگے شعلۂ سوز نہان قریب
ای دل سنبھل کہ دام مصیبت ہے سامنے | دیکھو آ چکا ہے کوچۂ زلف بتان قریب
کس طرح دود آہ سے جیتا ہے تو نسیم | رکتا ہے دم وہان کہ جہان ہو دھوان قریب

اس طرح سے یہ اشعار بادشاہ نے پڑھے کہ سلطان حیران ہوگیا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ ای رفیقان ہمدم و ای مونسان محترم ایک خواب پریشان مین نے دیکھا کہ پہاڑ پہ ایک مہ جبین پر نگاہ پڑی نہین معلوم پہاڑ پہ ہے یا نہین سلطان نے کہا غلام جا کر دیکھتا ہے سلطان چلے تھے کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا فیروزہ زن عمرو گھبرایا ہوا اداس باختہ چہرہ زرد دل کو سنبھالے ہوے آکر پہونچا بادشاہ سے عرض کی ای شہریار میمونہ ز ظلمت افسر قصر عشرت آپ پر مائل ہوئی تیغ ابرو کی گھائل ہوئی اور دوسری شاہزادی اسرار رازدار اس حقیر پر مائل ہوئی ہین تو ای شہریار اُسکا جمال دیکھکر مر گیا مگر آپ کو منع کر گئی ہین کہ اسی صحرائے رستخیز مین رہیے آگے نہ بڑھیے گا اب وہ قصر عشرت مین گئی ہین ملازم نے بہت چاہا کہ ساتھ جانے دون مگر انھون نے کہا کہ ہمارا حال نہ کھلے گا بلکہ نہ جانے مین باعث خرابی ہے بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا کہ ای فیروزہ تم اپنے کو پہونچاؤ اپنی آنکھون سے دیکھو کہ اُنپر کیا گذرتی ہے بقراط ثانی ہمہ دان و ہمہ گیر ہے اگر انپر کوئی جفا ہو تو مین اپنے کو پہونچاؤن زنجیر کر انکو چھڑاؤن یا اپنی جان دون مجھکو انکی مصیبت مین شریک ہونا واجب و لازم ہے فیروزہ اسی وقت باناے عیاری یعنی قنتورہ زربفتی و بنادہ سقرلاتی سے آراستہ ہوکر طرف قصر عشرت کے چلا لیکن بقراط ثانی قصر عشرت مین داخل ہے کہ ایک طائر

اُڑتا ہوا سامنے **بقراط** کے آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا **بقراط** ہنگاہ غور دیکھ رہا ہے سرہلاتا جاتا ہے طائر
تو اُڑگیا شاہزادیون نے پوچھا یا خداوند یہ طائر کیا کہ گیا کہ آپ متغیر ہوئے **بقراط** نے زانو پہ ہاتھ مار کر
کہا جس بات کا مجھکو خیال تھا آخر اُسی کا سامنا ہوا شاہزادیاں ہر چند پوچھتی ہیں **بقراط** کچھ نہیں بتاتا
کر آسمان پر تکتا ہوا میمونہ قمر طلعت رنگ چہرے کا اُڑا ہوا **اسرار** سے باتین کرتی ہوئی آکر پہونچی
بقراط نے پوچھا کیون اے میمونہ کیا گذری میمونہ نے جواب دیا ایسا سحر کر آئی ہون کہ بادشاہ
سحر اسے رستخیز سے پلٹ جاوینگے **بقراط** نے کہا ذرا میرے قریب آؤ جیسے ہی میمونہ قریب
آئی **بقراط** نے ہاتھ تھام لیا کہا کیون او گیسو بریدہ تو بادشاہ اسلام پر جاکر عاشق ہوئی اور اسرار
کا بھی ہاتھ پکڑ لیا کنیزون سے کہا ان دونون کو قصر تاریک مین قید کرو کنیزین دو قفس آہنی لائین
میمونہ و اسرار کو اُنمین بند کیا اور لیجاکر **قصر تاریک** مین جسمین وہ اندھیرا ہے کہ تاریکی پردۂ ظلمات
کی بھی مات ہے قفس لٹکا دیے یہ شاہزادیان پرورش یافتۂ **قصر عشرت** اس مصیبت مین جو پھنسین
تڑپنے لگین یقین تھا کہ روح قالب سے نکل جائیگی بیقرار ہو کر پکارتی ہین کہ او **بقراط** ہم کو قتل کر
ہمیں یہ صدمہ نہیں اُٹھتا کون شہریار تک ہماری خبر لیجائے کہ آپ کی کنیزین قید ہوگئین کوئی صورت
رہائی کی کیسے معلوم ہوتا ہے قضا لیکر آئی ہے دیکھیے کیونکر زندگی ہو شہزادیان صداے دردناک میمونہ
کی سُن کر گھبراتی ہین سامنے **بقراط** کے کہتی ہین کہ یا خداوند میمونہ سراسر بیخطا ہے **بقراط** کہتا ہے کم بختو
سُنو تو سہی میرے رقیب کا نام لیکر رو رہی ہے بادشاہ اسلام کو پکارتی ہے یہ وہ مقام ہے کہ ہما بھی
نہین آسکتی تڑپا تڑپا کے اسکو قتل کرونگا تمکو اب قید سے رہائی دشوار ہے مینے کیا کیا سمجھا دیا تھا کہ دیکھو
اپنے کو بچانا سامنے بادشاہ کے نہ جانا اُسنے وہی کیا کہ جاتے ہی اُنپر نگاہ ڈالی اور یہی اسرار
عیار پر عاشق ہوئی ہین دونون کے سر کاٹ کر انکے معشوقون کے پاس بھیجونگا تم لوگ جاکر سمجھاؤ کہ وہ
محبت سے بادشاہ اسلام کی ہاتھ اُٹھائے ورنہ صبح کو دربار عام مین بلاؤنگا سب شاہون کے سامنے
ذلیل کرونگا اب کسی ایسے ساحر کو بھیجونگا کہ وہ جاکر بادشاہ پر سحر کرے کہ وہ دیوانے ہو کر صحرا سے
رستخیز سے نکل جائین ہر چند **بقراط ثانی** نے شہزادیون کو بھیجا مگر اس عاشق صادق نے ہر ایک
کو جواب سخت دیا کہا اُس بیہودہ سے کہو کہ جو تجھسے ہوسکے وہ کر سر دربار بادار پر کھینچ مین اپنے
ہوش مین نہین ہون اپنا تو یہ حال ہے **نظم**

کل چھری پابہ نگے جتے ہین اسیران قفس دیکھو مہمان قضا سات کو مہمان قفس
دے کہین رخصت فریاد انہین ای صیاد تنگ آئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس
پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا ای صیاد سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس
لوریان گود مین لیکر جو قضا نے دی ہین پانون پھیلائے ہوے سوتے ہین مرغان قفس
مژدۂ چاک قفس کیا ہو اسیرون کے لیے آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس
برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد جی کو بہلائین یونہین کاش اسیران قفس
خوابگاہ ستم افزا ہو گرفتارون کی یارب آباد رہے گوشۂ دامان قفس
فصل گل آئی ہو مرغان چمن ہین دلشاد کہدو صیاد سے تیار ہو سامان قفس
مخلصی پنجۂ الفت سے بہت مشکل ہو چھوڑنے کے مرے ناخن نہین دامان قفس
مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس
نیند آجائے اجل کی مرے افسانے سے تا قیامت نہ کھلے چشم نگہبان قفس
چھوڑدے توڑکے بازو کہین یا صیاد تنگ آتا ہو اٹھانا ہمین احسان قفس
چھٹ کے ہم مسکن یاد اسے بھی رنجیدہ رہے مدتون دل مین رہی حسرت ہجران قفس
اشک خونی کے ہین قطرے مرے بصورت گل دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس
ہوگئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش کیا غضب ہو نہ برآیا کوئی ارمان قفس
رنج عشرت سے نہین کم جو ہون احباب نسیم مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

بقراط ثانی جھلایا کہا یہ اپنا جوش عشق مجھکو دکھاتی ہو کل اسکو سزائے معقول دونگا چنانچہ رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدا ہوی نشان آگئے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

بقراط ثانی اٹھکر دربار مین آیا تمام سردار اور تہمتن و ساحران پرفن آکر دربار مین بیٹھے

بقراط نے پکار کر کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ بادشاہ اسلام کا سر لائے کہ سامنے میمونہ کے
پیش کرون کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ خداوند ایسے ذی اختیار ہین اگر تم مین سے کوئی نہ جائے تو خود
قدرت جائین سر سعد بن قباد لیکر آئین اس عاشق زار کو دکھائین یہ کہکے قصد کیا کہ تخت سے اٹھکر
صحرائے رستخیز مین جا کر وہ سحر کرون کہ خود بادشاہ یہان دوڑے ہوئے آئین سر دربار انکو قتل
کرون تب میمونہ کا جوش و خروش کم ہوگا اقلیم جادو کہ بلائے روزگار ہی پہلوے تخت بقراط
سے اٹھا یہ کہتا ہوا کہ قدرت تکلیف نہ فرمائین غلام ابھی جاتا ہی غیر ساحر کا گرفتار کرکے لانا کیا
مشکل ہی ایسا سحر کرون کہ وہ دوڑے ہوئے خود چلے آئین جب قدرت کے سامنے آوین جلاد کو
حکم دیجیے سر کٹوا کر سامنے میمونہ کے لیجایئے ہر چند بقراط نے کہا کہ اے اقلیم تم تکلیف نکرو قدرت
اب خود تکلیف فرمایا کرینگے ورنہ بندگان مغضوب ملاحظہ کرکے قصر سکندری پر چلے آوینگے اقلیم
نے کہا یا خداوند غلام پر بہت شاق ہی کہ آپ ایسے حقیر کام پر جائیے یہ کہکے بقراط کو خوب سمجھایا کہا
آپ رقص دربار مین منگوائیے مین بادشاہ کو لیکر آتا ہون خالی نہ پلٹونگا یہ کہکے اقلیم جادو بڑے
جوش و خروش مین اُس صحرا کو طی کرتا ہوا جاتا ہی قضا لائے کا ۔ فیروزہ بن عمرو کہ جو واسطے خبر
کے چلا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک جادوگر چھپتا ہوا آتا ہی کچھ پڑھتا ہوا کچھ اشیا جھولی سے نکالتا ہی
پھر جھولی مین رکھ دیتا ہی فیروزہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک جادوگر کی شکل بنا اور سامنے
سے دوڑا کبھی بقراط ثانی کا نام لیتا ہی پکارتا ہی یا خداوند بقراط ثانی آج کیا ہی کہ جو آپ تشریف
نہین لائے صحرا کا حاکم کرکے چلے گئے جب مقیم قریب آیا تو فیروزہ نے دوڑکر دامن پکڑا کہا اے
ساحر تو کون ہی کہان آتا ہی اور کہان جاتا ہی مقیم نے کہا تیرا کیا نام ہی تو کیون گھبرایا ہوا پھرتا
ہی فیروزہ نے کہا میرا نام صمصام جادو ہی قدرت نے مجکو اس صحرا کا حاکم کیا ہی مگر آج صبح
سے کچھ عجب رنگ ہی کچھ طائر آسمان سے آتے ہین زمزمہ سرائی کرکے چلے جاتے ہین مین بیٹھا تھا
کہ ایک دیو آیا جب میری طرف بڑھا تو مین نے پکار کر کہا کہ یا خداوند بقراط ثانی مجھے اس
ظالم کے ہاتھ سے بچایئے جیسے ہی نام خداوند لیا وہ دیو کانپنے لگا کہا تو بندہ بقراط ثانی
ہی مین تجکو خبر دینے آیا ہون کہ تو خنجر برہنہ لیے ہوئے موجود رہ مین بادشاہ لشکر اسلام کو اٹھا کر
لاتا ہون فوراً قتل کر ڈالنا مقیم نے کہا اے صمصام تو نے عجب خبر سنائی دل بسمال ہوگیا مین

بادشاہ کو لینے جاتا ہون خداوند نے میمونہ و اسرار کو قید کیا ہی جرم عشق بادشاہ پر مین اسی واسطے چلا ہوا ہون۔ بادشاہ کو پکڑ لاؤن سامنے قدرت کے لیجا کر قتل کرون مین ابھی پہونچا نہین اور ہنگامہ پڑا ہوا ہی کہ دیو تکبر مجھسے کہ گیا مین بھی تجھے آگاہ کرتا ہون کہ مین جاکر سحر کرونگا اور بادشاہ دوڑے ہوئے اسی راستے سے آئینگے تو قتل مین دیر نکر تا فیروزہ مقیم سے باتین کرتا ہوا آتا ہی خنجر برہنہ ہاتھ مین چاہتا ہی کیونکر اسے قتل کرون اگر یہ لشکر بادشاہ تک پہونچ گیا تو بڑی آفت برپا کریگا ایک مقام پر آکر رُکا کہا ای مقیم فیروزہ سامنے دیکھو گرد اُڑی ایک تاجدار آتا ہی شاید یہی بادشاہ لشکر اسلام ہون جیسے ہی مقیم اُس طرف پلٹا فیروزہ نے حلقہ اسے کمند مارے پیچھے ہٹ کر جھٹکا مارا کہ مقیم جادو گرا فوراً حباب بیہوشی منھ پر مقیم کے مارا کہ مقیم بیہوش گیا فیروزہ نے چھاتی پر چڑھ کے مقیم کا سر کاٹ لیا لاش کو ریت مین چھپا دیا۔ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر مقیم کی شکل بنا طرف قصر سکندری کے چلا راہ مین دیکھا ایک گنوار آتا ہی فیروزہ نے اُسے حباب مار کر بیہوش کیا بادشاہ اسلام کی شکل بنایا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا جست و خیز کرتا ہوا در قصر سکندری پر پہونچا نگہبان سے کہا بھائی قدرت سے عرض کرو کہ مقیم جادو بادشاہ کو لیکر آیا ہی بقراط نے جو نام بادشاہ کا سُنا خوش ہوگیا میمونہ و اسرار کہ سامنے بقراط کے حاضر ہین نام بادشاہ سنکر دونون رونے لگین مگر میمونہ دعا مانگ رہی ہی کہ یا خالق لم یزل بادشاہ کو اس آفت سے بچاے **نظم**

ای کہ شد ذات تو در دیر و حرم مسجود ما — مطلب و مقصود ما و شاہد و مشہود ما
مشکل دل ہستی بہ پہلے دل و جان منعل — عشق جان پوشیدہ اندر وجود بود ما
سوز غم داریم از چشم جہان در دل نہان — ہست اندر سینہ عشقی آتش بیدود ما
سرنگون پیش بتان سنگدل ما کی کنیم — در وجود بت نباشی تا تو خود مسجود ما
رہبری کن رہبری ای رہنماے گمرہان — مینماید دور زین جا منزل مقصود ما
در شمار و حد خود ہستند بے حد و شمار — عفو نا محدود تو عصیان نا معدود ما
سرنگون در سجدہ گردد بجز امداد تو — نفس شیطان و شریر دکافرو مردود ما
تا بحدا پشت کمر بستیم بہر بندگی — شد چو روز است این وعدہ موعود ما
حمد حق گوئیم ہندی در زبان پارسی — ہست گرچہ کشور ہندوستان مولود ما

کہ فیروزہ اندر آکے پہونچا اس گنوار کا پشتارہ سامنے بقراط کے ڈالدیا بقراط نے پوچھا ای مقیم کیونکر بادشاہ کو لایا فیروزہ نے عرض کی بادشاہ صحراے رستخیز مین شکار کھیل رہے تھے مین نے جاتے ہی سحر کیا گھوڑا انکو لیکر بھاگا ایک نخل کے نیچے گھوڑے نے انکو گرایا مین نے جاتے ہی اُٹھا لیا پشتارہ باندھکر لایا ان کے ساتھ کے سوار دوڑے تھے مین نے اُن پر سحر کیا وہ صحراے ویران مین سر ٹکراتے پھرتے ہین بقراط نے جلاد کو بلایا کہا جلاد اسکا سر کاٹ لے فیروزہ نے عرض کی مین ہی نہ انکو قتل کرون ای میمونہ دیکھو مین ان کو قتل کرتا ہون ای اسرار دیکھو مین ان کو قتل کرتا ہون یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نقلی کا سر کٹا بقراط نے کہا ای مقیم بڑا کام کیا بڑے دشمن کو جارے مارا میمونہ و اسرار دونون سر پیٹنے لگین زار زار رو رہی ہین کہ مقیم نقلی نے بڑھکر دونون کو جاب مارے دونون بیہوش ہوئین کہا باندھا دونون لیجا کر ان کو صحراے نیرنگ مین قید کرتا ہون جسوقت یہ قدرت کو سجدہ کرینگی تب انکو لاؤنگا خدمت مین اکر پہونچاؤنگا بقراط نے چاہا کہ کچھ حکم دون مگر فیروزہ نے جھٹ پٹ دونون کا پشتارہ باندھا اور قصر سے نکلا بیرون قصر ایک نخل کے سایے مین ٹھیرا دونون کو ہوشیار کیا کہا ای میمونہ و اسرار نکل چلو میمونہ رونے لگی کہا ای فیروزہ غضب ہوا کہ بادشاہ قتل ہوگئے فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ پر کون نگاہ ڈال سکتا ہی ایک گنوار تھا کہ انکو صورت بادشاہ کی بنا کر لایا تھا جب تو مین نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا دونون شاہزادیان پر پروانہ پیدا کرکے چلین فیروزہ ایک جانب بھاگا مگر بقراط ثانی خوشی خوشی قصر عشرت مین آیا دیکھا شاہزادیان گا رہی ہین مگر گانے کا عجب رنگ ہے عجب طور کے اشعار گا رہی ہین نظم

جواب دیکھیے کب لیکے نامہ بر آئے	دھڑک رہا ہی مرا دل کہ کیا خبر لائے
دیا قضا نے ہمین مژدۂ فراغ حیات	کہ آج تا بہ دہن پارۂ جگر آئے
شب فراق تھے نالان شب اجل خاموش	کہین بھی جی نہ لگا آہ ہم جدھر آئے
نشان بے ادبی ہین ہمکبے لوحون کے	کہ دونون صفحۂ رخسار پر ابھر آئے
ہوا اسے سبز چمن تھی قفس نصیب ہوا	کہان جبکہ درستی پہ بال و پر آئے
عقدۂ عقدہ کو کل کسی سے کیا سجھے	وہ پیچ کھا کے جہان حلقۂ نظر آئے

دعا قریب اثر تھی تمھارے کہنے سے … فراز عرش سے نالے مرے اثر آئے

دہان مجھے لیے جاتا ہی او دل بیتاب … کہ جس گلی سے ہزارون بریدہ سر آئے

نسیم لطف سخن آپ پر تمام ہوا … کہے وہ شعر کہ شہرت جہان مین کر آئے

بقراط نے کہا کہ بیو کس مضمون کے اشعار گا رہی ہو آج تو بڑی خوشی کا دن ہی یہ اشعار گاؤ نظم

تمھارے واسطے گردش مین خورشید درخشان ہی … ادائے دور دامن پر تصدق چرخ گردان ہی

کنشت و کعبہ دونون مین ظہور عشق یکسان ہی … کہین ناقوس نالان ہی کسی جا شمع گریان ہی

چمن زار بہاری جلوۂ رخسار جانان ہی … نگاہ و دیدۂ حیران گل مقصد بدامان ہی

لگانا دل سہل اک سے دل لگی ہی عشق آسان ہی … مگر دشوار الفت مین تو ضبط راز پنہان ہی

نہ شغل بادۂ احمر نہ ذکر بزم رندان ہی … بھلا یہ واعظ خود بین کوئی انسان نہین انسان ہی

روان آنسو شب غم مین دل بیتاب نالان ہی … قیامت سی قیامت ہی کوئی طوفان سا طوفان ہی

چلا تو ہی خیال یار تنہا چھوڑ کر غش مین … ہمارا ہمدم ہی روز جزا او رتیرا دامان ہی

چمک پر ہی بتون کے عشق مین بھی داغ دل میرا … خدا کے فضل سے روشن چراغ نور ایمان ہی

ہزارون جان سے جاتے ہین اکثر جان پاتے ہین … قیامت خیز ہی رفتار شوخی فتنہ سامان ہی

ادائے منہ پہ آنچل ڈال کے اقرار کرتے ہین … حجاب عارضی ابتک بوقت عہد و پیمان ہی

زمین مین خود گڑا جاتا ہون مین بار ندامت سے … کہ میرے خون ناحق سے بت قاتل پشیمان ہی

نہین ایسا نہو اُسپر طبیعت اپنی آجائے … عدو کا جور انداز شکست عہد و پیمان ہی

تمھارے عشق مین ساری خدائی ہوگئی کافر … اگر ایمان کی پوچھو تو زاہد کب مسلمان ہی

نہین چمکی ہی وہ شمشیر جب تک جمع ہی خلقت … نکالی اُسنے جسدم میان سے پھر صاف میدان ہی

مقام ہو اُدھر کعبہ اِدھر سنسان بت خانہ … در دلدار پہ اب مجمع گبر و مسلمان ہی

آشنا روئین ہمارے اُنکے باتین ہو ہی جاتی ہین … نگاہ شوخ گویا پردۂ چشم نگہبان ہی

کبھی روتا ہون ساری رات ہنستا ہون کبھی دن بھر … دو فرسا مس و حرمان ہی ہمدم شوق دامان ہی

خدا سا چل نہ اشعار کرسنم گورغریبان پر … یہی چالین ہین تو ملک عدم آباد ویران ہی

ہلا یا عرش اعظم کو ہلایا لامکان گھر کو … یہ نالہ ہی کہ آفت ہی یہ گریہ ہی کہ طوفان ہی

کفن پہناتے ہین ہمکو یہان یاران دلخستہ | وہان دست بت سفاک مین شمشیر عریان ہی
غم الفت نے وحشت مین کیا ہی زار اسقدر جو | مرے حال زبون پر خندہ زن چاک گریبان ہی
ہوے ہو کیون سڑی آ ؤ گئے تو کسکی باتون پہ | چلو بھی میکدے ای ضبط یہ واعظ تو نادان ہی

کیونکہ سر اسلام گو کٹ گیا بادشاہ لشکر اسلام قتل ہوے لاشہ صحرا مین پھینک دیا گیا مقیم جادو دونون
شاہزادیون کو صحراے نیرنگ مین لیگیا وہان قید کریگا ایک شاہزادی نے یہ سنکر کہا یا خداوند بادشاہ لشکر
اسلام کو کون قتل کرسکتا ہی ایک گنوار قتل ہوا دوسری بولی وہ مقیم جادو نہ تھا فیروزہ بن عمرو
عیار بادشاہ لشکر اسلام کا تھا وہ شاہزادیون کو قید سے رہا کرکے لیگیا دونون طرف بادشاہ کے جاتے
ہین یہ مضمون سنکر بقراط نے کہا سر تو گنبد سے اُتار لاؤ مین دیکھون تو کسکا سر ہی ملازم سر
اُتار کر لائے دھوپ مین جو رکھا گیا رنگ و روغن اُڑ گیا بقراط نے دیکھا ایک گنوار کا سر ہی
زانو پیٹ کر کہا بی بیو یہ تو بتاؤ کہ مقیم جادو پر کیا گذری ایک نے کہا اُسکو فیروزہ بن عمرو
نے قتل کیا اُسی کی شکل بنکر آیا شاہزادیون کو قید سے رہا کر لیگیا اب عیار قصر سکندری
مین بھی آنے لگے اب مشکل پڑیگی عیارون کا حوصلہ بڑھا بقراط نے سر پیٹ کر کہا ارے
یہ ظالم بڑا غضب کر گیا سامنے سے قدرت کے میمونہ و اسرار کو لیگیا ہین ابھی انکو بلواتا ہون
یہ کہتا ہوا دربار مین آیا سردارون نے جو خبر پائی کہ خداوند دربار مین آئے سب اپنے
اپنے مقام سے اُٹھ اُٹھ کر حاضر ہوے بقراط ثانی نے پکار کر کہا قدرت کو کرامت ظاہر
ہوا کہ عیار عیاری کر گیا میمونہ و اسرار کو لیگیا مگر دونون ابھی صحراے رستخیز مین نہین پہونچین
کوئی ایسا ہی کہ دونون کو گرفتار کرکے لائے جبروت جادو بل کرکے اُٹھا کہا یا خداوند ابھی
جاکے لاتا ہون صحراے رستخیز تک نہ پہونچنے دونگا یہ کہکے جبروت جادو چلا میمونہ
و اسرار قریب صحراے رستخیز ایک نخل کے سایے مین آ کر ٹھہری مین کہ ایک آندھی سیاہ
اُٹھی تمام نخل صحرا گرنے لگے میمونہ نے دستک دی کچھ آندھی کا زور کم ہوا دیکھا ایک ساحر
سیاہ فام بد انجام نے آتے ہی نعرہ کیا سنم جبروت جادو آ نے ہی دو جھڑ مارا کہ میمونہ
و اسرار تھرا گئین جبروت جادو نے آتے ہی سوزن زبان مین دونون کی دی منظور
ہوا کہ اُٹھا کر لیجاؤن کہ پہلو سے آواز آئی ای یار وفادار کیا خوب سحر کیا ہی ان دونون کے

سر کاٹ لے جبروت نے پلٹ کے دیکھا کہ خداوندان نے مین نعرے کرتے ہوے کہ ای جبروت
کیا کہنا ہم خداوند بقراط ثانی جبروت نے جو بقراط کو دیکھا جھک جھک کر سلام کرنے
لگا کہا یا خداوند مین نے آتے ہی ان دونونکو بیہوش کیا نہین معلوم وہ مکار کہان گیا آپنے حکم
دیا تھا کہ تینون ساتھ جاتے ہین بقراط نے کہا انکو مین نے گرفتار کیا ہے وہ دیکھ لے زرغنہ
نخلستان مین پڑا ہے پہلے اسی کا سر کاٹ لے بقراط نقلی جبروت کو ساتھ لیے ہوے طرف
زرغنہ کے چلا جب قریب زرغنہ نخلستان پہونچا کہا مار گولہ کہ اسکا سر پھٹ جائے جیسے ہی
جبروت طرف نخلستان کے پلٹا فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند مارے کہ کمند مین پھنس کر
جبروت گرا فیروزہ نے حباب بیہوشی مار کے خنجر کھینچا لپک کے خنجر مارا کہ جبروت
کی شکم چاک تقہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا میمونہ و اسرار کو ہوش آیا فیروزہ نے زبان سے
سوزن نکالی کہا ای میمونہ نکل چلو زیادہ ٹھہرنا یہان بہتر نہین ہے بقراط مکر کر رہا ہے یقین
ہو رہا ہے کی جبروت کے انکو خبر ہو وہ بلاے روزگار ہے خدا انکی بدعت سے بچائے سب
حال آنکھ سے دیکھتا ہے الغرض تینون اکٹھا ہوے چاہتے ہین کہ روانہ ہون اُسطرف بقراط ثانی
جبروت کو بھیج کر قصر عشرت مین آیا دیکھا شاہزادیان سر جھکائے بیٹھی ہین بقراط
نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان افسر کے نکل جانے سے تم بہت پریشان
ہو [illegible] گرفتار ہو گئی جبروت لیکر آتا ہوگا ایک نازنین گلنار [illegible] نہایت شوخ و شنگ
سہوسن [illegible] چمک کے بول اُٹھی یا خداوند وہ جبروت مارا گیا اب اسوقت تینون ایک
مقام پر ہین بقراط نے ہاتھ کو ران پر مارا انکو بھی معلوم ہوا کہ جبروت مارا گیا گھبرا کر [illegible]
[illegible] پکار کر کہا یار [illegible] کے مزاج مین غرور آگیا تھا انکو قدرت سے [illegible] کر ڈالا
کوئی ایسا ساحر چاہیے کہ غرور نہ کرے تینون کو گرفتار کرے شبخیز جادو اپنے مقام سے
اُٹھا یہ بارہ ہزار ساحر [illegible] کا افسر ہے اُسکے اُٹھتے ہی بارہ ہزار ساحر اُٹھے ان سبھو کے
[illegible] ایک ابر سیاہ چھایا ہوا اُس مین ساحر چمکتے ہوے [illegible] یہان فیروزہ نے میمونہ
و اسرار کو ساتھ لیکر قصد کیا ہے کہ روانہ ہون کہ ابر سیاہ پیدا ہوا میمونہ سنبھلی چاہتی ہے
[illegible] کہ ابر [illegible] پڑے کہ شبخیز ابر سیاہ سے پیدا ہوا فوج کو اشارہ کیا فوج نے

چار جانب سے بلوہ کیا فیروزہ نے ہرچند ارادہ کیا کہ کود پھاند کر نکل جاؤن مگر ساحرون نے
چار جانب سے ایسے سحر کیے کہ فیروزہ گرا زمین سے اٹھ نہین سکتا میمونہ ہرچند اٹھاتی ہو فیروزہ
کہتا ہو پاؤن مین طاقت نہین اسرار و میمونہ دونون ملکر سحر کرنے لگین کہ فیروزہ کو اٹھائین
شبخیز نے جو دیکھا کہ دونون جادوگرنیان اٹھانے مین فیروزہ کے مصروف ہین پشت
پر سے آکر دام سحر مارا کہ دونون پھنس کر گرین قریب آکر اسنے زبانون مین سوزن دی اور
ساحرون سے کہا الگ رہو دیکھو کس تکلف سے تینون گرفتار ہوے ایک تخت سحر بنا کر لاؤ
اُسپر ان تینون کو سوار کر و خدمت خداوند مین لیچلو تخت سحر تیار ہونے لگا مگر بقراط ثانی
شبخیز کو بھیج کر قصر عشرت مین آیا کہا لو شاہزادی اب تو وہ تینون گرفتار ہوے وہی گلرنگ
اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھی کہ یا خداوند مین جاتی ہون تینون کو اٹھا کر لاتی ہون ہرچند بقراط
نے منع کیا کہ اے گلرنگ تم نہ جاؤ شبخیز ساحر زیر دست ہو بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ مین
بلوہ کر کے اُسنے گرفتار کیا ہو تخت سحر تیار کر رہا ہو باحتیاط لیکر آئیگا مگر گلرنگ نے کہا یا
خداوند بے میرے جائے کچھ نہ ہوگا ہلو گونکے عیش مین فرق آگیا کہ افسر ہماری یہانسے نکل گئی
آٹھ پہر ہمکو تردد رہتا ہو اُسکو لاکر سمجھائینگے بدون افسر کے ہمارا دل نہین لگتا عیش مین فرق
آگیا یہ کہکے تڑپ کر اُٹھی طرف اُسی صحرا کے چلی مگر دل سے دعائین کرتی ہوئی کہ اے آسمان
کے خدا اے نادیدہ مین تیرا اعتقاد کرتی ہون میری مشکل کو آسان کر نظم

کند خلق تسلیم حکم قضا را	نہ ندوم نہ آنجا سکندر نہ دارا
ببخشد خدا مال و زر بینوا را	بگیرد خدا دست بیدست و پا را
بمطلب رسد طالب از بارگاہش	شود مہ حاز و میسر گدا را
خدا ہر گنہ بیند و پردہ پوشد	کند عفو از اہل خطا ہر خطا را
ورمہ عاشق بروئیش نہ بندد	کشاید ہر آن کس کہ دست دعا را
بقرب و معاشش خدا میرساند	کند بندہ گر ترک حرص وہوا را
بخلق خدا میکند زندگانی	طلبگار خالق بخلق و مدارا
خدا از رہ لطف و بندہ نوازی	پئے بندگی کردہ مامور ما را

	شود مشتہر فارسی نظم ہندی		آگہی بہ ایران و بلخ و بخارا را	

کبھی بیقرار ہوکر کہتی ہو ای پروردگار مین تیرے نام سے آگاہ نہین ہون مگر دل تجھسے دعا کر رہی ہون میری افسر پر کوئی زوال نہ آنے پائے گلرنگ چمکتی ہوئی آتی ہو سحر ہاتھون مین تیار کہ اگر پہاڑ بھی سامنے آجائے تو اسکو بھی اڑا دے یہان شبخیز نے تینون کو گرفتار کر لیا اور زبانون مین سوزن بھی دی فیروزہ کی مشکین باندھ لین تینون کو تخت پر ڈالا میمونہ و اسرار کو ہوشیار کیا کہا ای محبوب پریچہرہ قدرت تمپر کسقدر عنایت فرماتے ہین اب مین تمکو لیے چلتا ہون بہ دل قدرت کی اطاعت کرنا ای ملکہ میمونہ خیال توکرو تمھارا مرتبہ کسقدر اعلیٰ ہو بارہ ہزار شاہزادیان سب کی تم افسر ہو خود قدرت تمپر توجہ فرماتے ہین بلکہ فرماتے تھے کہ میمونہ نے ہمارے ساتھ عجب مکر کیا اپنے وصل سے ہمکو محروم رکھا عہد معشوقی اسکو دونگا میمونہ نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا او شبخیز صورت تو اس مردود کی دیکھ منہ سے بدبو سے کے بو آتی ہو گندہ دہن ہو خدا نے اس ملعون کی بدعت سے بچایا میرا تو اصل مین یہ حال ہو **نظم**

مین نکاہون مین بہار زلف جانان ہوگیا	دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہوگیا
تہا ستم پر چاہنے والون کو ارمان ہوگیا	ظلم جانان کی طرح آخر مین احسان ہوگیا
حیف ہو فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی	مین تو اپنے جیتے جی گور غریبان ہوگیا
جم نے جلاد کے چھوڑا جو مجکو نیم ذبح	خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا
جو یہان تشریف لائی پھر نہ پائی مخلصی	دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہوگیا
شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مری	قصد سے دو چار دن چلے بیابان ہوگیا
ایک سے دو داغ دو سے چار پھر تو سیکڑون	کھلتے کھلتے پھول سینہ پر گلستان ہوگیا
اشک خونین شل گل رہتے ہین ہمین ہر گھڑی	ابتو دامن بھی مرا جیب گلستان ہوگیا
خون کے دھبون نے کیا کیفیتین ہین ای نسیم	گوشہ دامن مرا رشک گلستان ہوگیا

اس شہریار پر عاشق ہوئی ہون کہ شاہان ایران و توران جسکی غلامی کا فخر کرتے ہین شبخیز نے کہا ای میمونہ اگر یہی باتین سامنے بقراط کے کروگی تو وہ فوراً قتل کا حکم دیگا معلوم ہوا کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو اب مجکو یقین کامل ہوا کہ قدرت کی تم اطاعت نہ کروگی تو بس

خطا بھی معاف ہوگی مین یہین سے تمھارا سر کاٹ کر لیجاؤن ای اسرار تم گواہ رہنا کہ مین نے بخوبی سمجھایا مگر یہ ظالم نہین مانتی تم قدرت کے سامنے گواہی دینا کہ شبخیز نے بخوبی سمجھایا مگر اس ظالم نے انکار ہی کیا کوئی لفظ ایسا نہ کہا کہ جس سے تسکین ہوتی اسرار نے کہا ای شبخیز اگر تیرا ارادہ ہو کہ میمونہ کو قتل کرے تو پہلے مجھکو قتل کر مین بخوشی اجازت دیتی ہون ایسی معشوق پریچہرہ کے بعد زندہ رہنا اسرار آفت ہو **نظم**

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا — تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا
کیا پوچھتے ہو اتنا اسیر قفس ہو نہین — دو دن کی بات ہو کہ شریک بہار تھا
کب جانتا تھا حسن پریشانیان مری — ای روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا
دونون ست شرمسار رہا اضطراب مین — پارہ کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
اس جسم پر ذلیل کیا تونے ای ہوس — دو استخوان کے واسطے شوق مزار تھا
کرتی تھی مرگ بازو قاتل پر آفرین — ہر زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا
پاستے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی — مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
ای جوش شوق تونے کیا پھر امیدوار — ورنہ مجھے تو خواب مزار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر — میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
مین نے دہان آبلہ مین اسکو لے لیا — میدان مین زبان نکالے جو خار تھا
ای حسرت بہار دورنگی تھی کیا ضرور — یہان حسرت خزان نہ امید بہار تھا
شل خیال یار رہین گردشین مجھے — آیا اسی کے دل مین جو امیدوار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت — مین روز بازپرس بھی تنگ شمار تھا
ثابت ہوا کہ تا کشش دنیا سے یہ جہان — ستم رنج چند تا نقطہ روزگار تھا
آسنے لحد مین تا اثر مسند سے ای نسیم — انجام عیش دور چرخ مزار تھا

ای شبخیز بخوشی تجھے کہتی ہون کہ پہلے تو مجھکو قتل کر [illegible] سے لاشہ [illegible] تیری ہی خوشی ہو جا [illegible] آرام [illegible] یہ باتین سنکر شبخیز نے [illegible] اور طرف اسرار [illegible] چلا میمونہ نے کہا [illegible]

حکم دیتی ہون کہ پہلے مجھے قتل کر نظم

پیش و پس ہر راست و چپ ہر زیر و بالا دیدہ ایم	نور ذات و جہہ عالم خدا یا دیدہ ایم
ہر کسے را در غم عشق تو شیدا دیدہ ایم	ہر رخت ہر دیدہ را محو تماشا دیدہ ایم
چشم ظاہر را نیاید روئے پر نورت نظر	دیدہ باطن کشادیم و بہر جا دیدہ ایم
آمدہ در نقش ہر صورت نظر ای ذات پاک	قطرہ دیدیم و گر دیدیم و بہر جا دیدہ ایم
قائل توحید تو ہر نیک و بد را یا فتیم	جملہ ہندو و مسلمان گبر و ترسا دیدہ ایم
یا قتیم از خلق ذات حضرت خلاق را	تا بہر بندہ صفات ذات مولا دیدہ ایم

ای شبخیز میرے قتل مین تامل نکر دونون معشوقون کا یک ہلک سکر رونا شبخیز خنجر کھینچے کھڑا ہی فیروزہ حیران ہی کہ افسوس ایسے مقام پر موت آئی کہ جہان کوئی کفیل نہین بادشاہ جمجاہ جب سنینگے تو انکا صدمہ ہوگا فرمائینگے کہ ہمارا یار وفادار مارا گیا افسوس ہی کہ فتح اس طلسم کی ہمنے نہ دیکھی اب کون صورت ہی بچنے کی اپنی جان سے بیزار ہو کر شبخیز کو گالیان دینے لگا کہتا ہی کہ او مردود تو ان دونون سے پہلے مجکو قتل کر اسرار نے فیروزہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پکار کر کہا او شبخیز اب خنجر مار مگر اس طرح ہاتھ لگا کہ ہم دونون کے ایک ہی مرتبہ سر کٹ کر گرین ایک کا غم ایک نہ دیکھے عدم مین بھی ساتھ جائین مگر میمونہ کا غم نہ دیکھین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم اگر خدا فضل کرے اور ہمارے بعد تمہارا خدمت شاہ مین جانا ہو تو عرض کرنا کہ فیروزہ جمال کا مشتاق گیا اگر موقع پائیے گا تو ہماری قبر پر آئیے گا آپ کے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت ہوگی میمونہ نے کہا ای عیار طرار یہ ظالم ہین بھی زندہ نہ چھوڑیگا آنکھون کے نیچے صورت شاہ کی پھر رہی ہی لیکن شبخیز نے ان باتون کا خیال نہ کیا خنجر کھینچے ہوے طرف فیروزہ و اسرار کے بڑہا دونون نے تہ دل سے دعا کی چاہتا ہی شبخیز کہ خنجر مارے کہ ایک برق چمک کر آسمان سے گری کہ شبخیز کے دو ٹکڑے ہوے ہنگامہ برپا ہوگیا میمونہ نے گھبرا کر کہا کیون ای اسرار و فیروزہ پروردگار نے فرشتون کو بھیجا دیکھا کہ گلرنگ آسمان سے اترتی ہوئی چلی آتی ہی پکارتی ہوئی کہ ای ملکۂ عالم مین دیدار کی مشتاق تھی شکر ہی کہ وقت پر پہونچی اس مردود کو مارا مین بھی آپ کے ساتھ ہون چاہتی ہون کہ بقراط پر لعنت کرون اور اطاعت اسلام اختیار کرون میمونہ

سے نے پوچھا تمہارا آنا کیونکر ہوا گلرنگ نے کہا ایسے کلمات واہیات بہ نسبت آپکے اُس ملعون نے کہے کہ دل کو تاب نہ آئی مین یہ کہکر نکلی تھی کہ میمونہ قمر طلعت کو قتل کرنے جاتی ہون بقراط نے بہت روکا مین نے یہ جواب دیا کہ میرا ہی جانا بہتر ہو اُس قصر مین اب دل نہین لگتا اور سب شاہزادیان بقراط سے بیزار ہو رہی ہین جسوقت طلسم کشا قصر سکندری پر پہونچینگے یقین ہو سب شاہزادیان اُنکے شریک ہون اور بقراط کی بُرائی چاہین میمونہ بہت خوش ہوئی گلرنگ کو بھی ساتھ لیا فیروزہ نے کہا مین آگے بڑھتا ہون بادشاہ کو خبر کردون لیکن لشکر جو شبخیز کے ساتھ آیا تھا میمونہ نے قتل ہونے ہی شبخیز کے جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی ایک دستک دی کہ کل فوج والے مطیع ہوے فیروزہ بن عمر و اول روانہ ہوا گلرنگ و اسرار نے میمونہ کو تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجتے ہوے اس جاہ و حشم سے طرف صحراے رستخیز کے چلین راہ مین جو کانٹا ملا میمونہ نے اُنکو بھی صاف کیا کہتی جاتی ہو کہ شہریار اسی راستے سے آوینگے اُنکو کوئی تکلیف نہ ہو راستہ پاک و صاف پائین یقین کامل ہو کہ ہر مقام پر ہر طرف سے غیب کی مدد ہو ہر بلا بہ آسانی رد ہوا ہو گلرنگ تمہارے آنے سے دل کو بڑی قوت ہوئی بڑے کافر کو تنے مارا اُسکو ہمارے حال پر رحم نہ تھا ہمارے قتل پر کیسا خوش ہوتا تھا مگر موت اُسکی قریب تھی تمنے آکر اُس سنگ دل کو مارا اُسکی صحراؤن مین اور جادوگریان تھین اُنھون نے چاہا کہ میمونہ کو روکین میمونہ نے ہر مرتبہ ہاتھ ہلا کر صحرا کو جلا دیا یہان بادشاہ جمجاہ متفکر ہو رہے تھے کہ فیروزہ آکر پہونچا میمونہ کے آنے کی خبر دی بادشاہ نے سلطان کج کلاہ کو واسطے استقبال کے بھیجا سلطان کج کلاہ تخت پر سوار ہوے لشکر سے نکلے تھے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سلطان نے مرکب بڑھایا تھوڑی دور چلے تھے کہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا ملکہ میمونہ تخت پر سوار ہین اور ایک طرف اسرار راز دار اور ایک طرف ایک اور شاہزادی والا تبار ہو لباس گلنار زیب جسم چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین نرگس شہلا ہونٹون سے مسیحائی نمایان صف مژگان تیر دلدوز عاشقان آنکھون مین شرم و حجاب زلفون مین پیچ و تاب ہر حلقے مین صد ہا دل اسیر ہین زلفین گرہ گیر ہین ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار ابرو و بل رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہو کہ خنجر برہنہ دل پر چل رہے ہین گلرنگ کی

بھی نگاہ پڑی دیکھا ایک تاجدار نوجوان مرد سپاہی تاج کج سر پر سپر و شمشیر زیب کمر حسین و جمیل اپنے آقا کا کفیل گلرنگ اور سلطان کی جو نگاہیں ملین برچھیان دونونکے دلونکے پار ہوئین ادھر تو سلطان لڑکھڑائے ہر چند چاہا اپنے کو سنبھالون نہ سنبھل سکے لڑکھڑا کے گرے غش آگیا ادھر گلرنگ گر کر بیہوش ہوئی ملکہ میمونہ تخت سے اتریں دل مین اپنے بہت خوش ہوئین کہ شکر ہے گلرنگ کا بھی دل الجھا سلطان کو مصاحبون نے ہوشیار کیا سلطان اٹھا مگر اوسی جانب دیکھ رہا ہے گلرنگ نے میمونہ سے پوچھا آپ کے تاجدار یہی ہین میمونہ نے کہا وہ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین یہ سلطان کج کلاہ انکا ملازم ہے گلرنگ نے کہا ای ملکہ عالم مجکو افسوس تھا کہ میرے دل نے بڑی بے ادبی کی کہ آپ کے عشوق پر مائل ہوا جس تیغ ادا کی آپ بسمل ہین اوسی تلوار کا میرا دل بھی گھائل ہوا مگر اب دل کو تسکین ہوئی سلطان سب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے سعد بن قباد نے میمونہ سے فرمایا کہو ملکہ عالم کیا گذری میمونہ نے کہا سب کیفیت فیروزہ آپ سے عرض کریگا فیروزہ بن عمرو نے سب حالات بیان کیے کہا ای شہریار ابقراط نے بڑی کد و کاوش کی غدوم نے ابقراط کو بخوبی دیکھا اوسی کی شکل بنکر بجاری کی ساحرہ کو مارا بادشاہ بہت خوش ہوے اوسی وقت خوشی مین جلسہ آراستہ کیا فیروزہ نے کان مین عرض کی ای شہریار سلطان گلرنگ پر عاشق ہوے ہین بادشاہ نے گلرنگ کو پہلو مین سلطان کے جگہ دی فیروزہ نے سامنے جھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

کیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا	اُف تک نہ کر سکا کہ جگر سے گذر گیا
ہوش سرشک دیدۂ تر مین کمی کہان	دریا یہ وہ نہین کہ چڑھا اور اُتر گیا
اللہ ری سیاہی شام شب فراق	بجھا امیدوار اجل صاف ڈر گیا
روز جزا بھی پاس رہنا اگیا مجھے	منکر ہوے وہ قتل سے مین بھی مکر گیا
جلا رہا ہون یاد دل گم شدہ تن مین	ای میرے لاڈلے مرے پیارے کدھر گیا
جاگو غنودگان لحد خواب تا کجا	تا جیب حشر چاک قبائے سحر گیا
اللہ سے کرشمۂ تیغ ادائے یار	کوئی ذبح کوئی طپان کوئی مر گیا
اب دست احتیاج اُٹھانے سے فائدہ	برسون گذر چکے کہ وہ جائے اثر گیا

سنگی نے اعتقاد وہین دل سے کھو دیا	افراط نازکی سے گمان کمر گیا
سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم	یعنی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جب وقت آخر ہوا کئی دن باقی رہا بادشاہ جمجاہ باہر آکر کرسی پر بیٹھے ایک طرف سلطان کج کلاہ قریب سلطان کی کرسی کے گلرنگ آکر بیٹھی ملکہ میمونہ پس پشت بادشاہ جمجاہ ایک جانب اسرار راز دار نگر اسرار فیروزہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی بادشاہ تیر و کمان ہاتھہ مین لیے ہوے ہین جو طائر سامنے سے گذرا تیر مار کر گرا دیا فیروزہ چست و چالاک جو طائر بادشاہ شکار کرتے ہین فیروزہ ذبح کر کے اُسکو اُٹھا لاتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھہ ستر ہزار فوج اور ایک ابر باریک آسمان پر چھایا ہوا اُس سے بوندیان پڑتی ہوئین کہ میمونہ نے کہا اے شہریار اِس پہلوان کے ساتھہ کوئی ساحرہ بھی ہی بادشاہ نے فرمایا سمجھا جائیگا وہ پہلوان آکر سامنے اُترا لشکر بھی فروکش ہوا وہ ابد مست کر داخل بارگاہ ہوا بادشاہ آمد لشکر کا تماشہ دیکھا کیے تھوڑے عرصہ مین دیکھا کہ ایک سوار نامہ لیے ہوے آیا بادشاہ نے دلگیر اُسکو بیٹھنے کو دیا اُسنے نامہ پیش کش کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا اُسمین مرقوم تھا کہ منم اجلال بن جلیل مردم درای بادشاہ لشکر اسلام آپکی بدعتون کی خبرین قدرت کو پہونچین کہ تین جادوگرنیان آپکی شریک ہوگئین پس قدرت نے فرمایا ہی کہ اُن جادوگرنیون کی ہم صورت دیکھنا نہین چاہتے اُن جادوگرنیون کو لیجاؤ مگر سرحد سے ہمارے طلسم کی لشکر کو الگ کرو اگر خلاف منظور ہی تو میرے ہاتھہ سے کوئی بچتا نہین آمادہ حرب و پیکار ہو سر میدان حال کھل جائیگا بادشاہ نے نامہ ملاحظہ فرما کر پشت پر اُسکی جواب جنگ لکھا جب اجلال کو جواب معلوم ہوا تو طبل جنگی بجوایا مگر سوار کو پھر بھیجا اُسنے آکر عرض کی کہ اجلال نے فرمایا ہی کہ اے بادشاہ لشکر اسلام تم جادوگرنیون کے بھروسے پر میدان مین آؤ گے یا زور بازو کا دعویٰ رکھتے ہو بادشاہ نے فرمایا ہم جادوگر کا ساتھہ رکھنا ناجائز جانتے ہین ہم ہمیشہ تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین تم میدان مین آؤ ہم تمہے بزور بازو مقابلہ کرینگے کوئی ساحرہ دخل نہ دیگی یہ پیغام دے کر سوار کو رخصت کیا اور فیروزہ سے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی

دونون لشکر وین تیاریان ہونے لگین بادشاہ نے میمونہ دگلرنگ واسرار سے فرمایا کہ ہم چاہتے ہین کہ کل تم لوگ بارگاہ مین رہو تماشاے جنگ بھی نکرو پہلوان نے طعنہ دیا ہی اور مراد اُسکی یہ ہی کہ جادوگرنیون کے بھروسے پر ملک تسخیر کیے ہین لہذا ہم تم لوگون کی مدد نہین چاہتے جو خدا چاہیگا وہ ہوگا انشاء اللہ لڑائی کو ہم بقوت بازو فتح کرینگے میمونہ نے عرض کی اے شہریار یہ پہلوان مکار و غدار ہی اسکی باتون پر نہ جائیے ایسا نہو کوئی مکر کرے ہم لوگ دور سے تماشہ دیکھینگے جہان سحر کا لگاؤ پاوینگے اُس مین دخل دینگے اور اگر لگاؤ سحر کا نہوگا تو فقط تماشہ دیکھا کرینگے ہر چند میمونہ نے کہا مگر بادشاہ نے نہ انا تیاری لشکر کا حکم دیدیا اجلال کہ طیفور کو ساتھ لیکر آیا ہی وہی علامت ابرتھی اسنے تخلیہ کرایا طیفور کو بلا بھیجا طیفور آکے پاس اجلال کے بیٹھی شراب پینے لگی مرادِ دل پوری ہوئی کہ اجلال نے کہا اے ملکۂ عالم ذرا لشکر مسلمانان مین جاؤ ایسی تدبیر کر آؤ کہ صبح کو مین بادشاہ کو زیر کرون طیفور نے کہا اے اجلال میمونہ ایسی ساحرہ وہان موجود ہی اگر وہ دخل دیگی تو میرا اثر نہ چلیگا افسر قصر عشرت ہی دوسری اسرار راز دار تیسری گلرنگ ایسی ساحرہ ان تینون کا علاج مین کیا کرونگی مگر مین جاتی ہون اگر بن پڑتا ہی تو بادشاہ کو گرفتار کر کے لاتی ہون جسوقت بادشاہ کو پاؤ فوراً یہان سے نکل چلو پھر نہ ٹھیر و فوراً خدمت مین خداوند کے پہونچا دو اگر یہان ٹھہر جاؤگے تو بڑی مشکل پڑیگی یہ جادوگرنیان پیچھا کرینگی جو کوئی اُنسے مقابلہ کریگا تباہ ہوگا یہ کہکے طیفور طرف لشکر اسلام کے چلی یہان بادشاہ جہجاہ سے جب دربار برخاست کرنے کا وقت آیا تو فیروزہ نے عرض کی کہ آج حضور کے طلایہ دینے کی باری ہی صفدر فوراً کھڑا ہو گیا کہا حضور غلام اس خدمت کو بجا لائیگا سلطان کج کلاہ نے عرض کی کہ غلام انتظام کریگا بادشاہ نے دونون کو جواب دیا اور فرمایا کہ ہمارے لشکر کا یہ دستور ہی کہ جسکی باری آکر پڑتی ہی وہی طلایہ دیتا ہی انتہا کہ جدعالی تبار صاحبقران نامدار خود طلایہ دیتے مین اکثر افتاد پڑی مگر جد عالی تبار نے اس انتظام کو یون ہی قائم رکھا لہذا اے فیروزہ انتظام کرو سو سوار چند پیدل ہمراہ لو اور ہم خاصہ کھا کے آتے ہین میمونہ نے عرض کی کنیز بھی ساتھ چلیگی بادشاہ نے فرمایا تمھاری کیا ضرورت ہی میمونہ کو منع کر کے دسترخوان بچھوایا خاصہ نوش فرمایا میمونہ و اسرار و گلرنگ بارگاہ مین ہین بادشاہ نکل کر

سوار ہوے آکر طلایہ کا انتظام کیا جا بجا سوار و پیدل مقرر کرکے کنارے پر لشکر کے آکر ٹہیرے
ایک نخل سایہ دار تھا اُسکے سایے مین آکر بیٹھے مگر طیفور آسمان سیر جو چلی تھی سامنے آکر پہونچی اور
ایک نخل کے سایے مین ٹہیری کہ نگاہ جو اُٹھ گئی دیکھا ایک نخل کے نیچے آفتاب درخشان معلوم
ہوتا ہے نگاہ کو ٹہیراکے جو دیکھا تو چاند سورج نہین ہے ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا اور
تنومند درشت چنگال ہے چہرہ آفتاب عالمتاب سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی زین پوش پہ بیٹھے
عیار سے باتین کر رہا ہے جمال بے مثال بادشاہ کا دیکھکر طیفور کا نہی پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار
ہوکر پکار اُٹھی نظم

چھپ چھپ کے دوپہر دے نظارا نہین ہوتا　　مدت ہوئی اے جان اشارا نہین ہوتا
کب جاتے ہین ہم دولت دشنام سے خالی　　کس روز یہ احسان تمہارا نہین ہوتا
دربان گھرکتے ہین خفا ہوتے ہین اغیار　　کس کس کا ترے در پہ اجارا نہین ہوتا
فرماتے ہین اغیار سے کیونکر نہ ملین ہم　　آتے ہین اچھا تو کنارا نہین ہوتا
اتنا تو کہو حشر مین دکھلاؤگے صورت　　مرجاتا ہے انسان جو سہارا نہین ہوتا
دکھلاتے ہین گو شمع صفت شعلۂ پنہان　　لیکن تری محفل مین گزارا نہین ہوتا
کیون کھینچ کے شمشیر لگاتے نہین اک ہاتھ　　مرجاؤن مین یہ بھی تو گوارا نہین ہوتا
برسون ترستے ہین نہین صورت آرام　　مدفن مین بھی اپنا تو اُتارا نہین ہوتا
آتے ہین نسیم آپ سے وہ گھر پہ ہمارے　　گردش مین جو طالع کا ستارا نہین ہوتا

طیفور نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک عورت
زیر نخل کھڑی ہوئی یہ اشعار پڑھ رہی ہے بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ دیکھو تو یہ کون
ہے عیار جو یہ اسے خبر چلا طیفور کو ایک خوف پیدا ہوا پر پرواز پیدا کرکے نکل گئی اجلال
دربار مین بیٹھا ہے کہ طیفور ہانپتی ہوئی سامنے اجلال کے آئی اجلال نے پوچھا کیون اے
طیفور خیر تو ہے چہرہ متغیر ہے تم متردد و متحیر ہو کیون گھبرائی ہوئی ہو طیفور نے کہا اے اجلال
بہتر یہ ہے کہ یہان سے لشکر اُٹھاؤ اور خدمت خداوند مین چلو اُنسے کہو کہ اور کسی کو یہ اسے
مقابلہ مین اے اجلال مجھسے کچھ نہو گا مین نے ارادہ کیا تھا کہ بادشاہ کو چرا لاؤن مگر دل

رعب و دبدبہ دیکھا کہ حوصلہ نہ پڑا آخر ناچار ہو کر چلی آئی ابتک جوش درست نہیں ہیں گویا
قلب پر خنجر پھر گیا۔ نظم

خدا جانے ہوا کس تفتۂ دل کی خاک سے پیدا
کہ خوشے آبلوں کے ہیں نہال تاک سے پیدا

لحد پر ابر مایوسی ہوا افلاک سے پیدا
پھلا جز خاک کیا ہوگا ہماری خاک سے پیدا

غضب کی لذتیں تیر نگہ نے تیرے بخشی ہیں
کہ رکھوں حسرتیں ہیں بستۂ فتراک سے پیدا

وہ جلوہ یک ہے دیکھے اگر چشم حقیقت سے
کہیں ہے نور سے ظاہر کہیں ہے خاک سے پیدا

تعشق میں خیال و فہم سب بیکار رہتے ہیں
محبت سے وہ ہو جو کچھ نہ ہو ادراک سے پیدا

جگر و دل ہوا خون تشنگی اشک گلگون میں
خبر ہو جابجا منزل بہ منزل ڈاک سے پیدا

حلاوت ہے کلام تلخ میں شیرین زبانی کی
مزا کیا کیا ہے دشنام بت چالاک سے پیدا

حجاب اکثر برہنہ خلقتوں کو کام آتا ہے
کہ زینت روح کی ہے جسم کی پوشاک سے پیدا

نہیں ہے قوس الفت ہے کسی طفل برہمن کی
قشقہ ای رشتۂ زنار ہوا افلاک سے پیدا

ادب آموز ہوں وحشت سے طرز بے حجابی میں
مزے کیا کیا نہیں ہیں خاطر بیباک سے پیدا

اثر تاگر شب ہم کا ایسا میری مٹی میں
ہوا دور تسلسل کاسہ گر کے چاک سے پیدا

سخن ناقص سے تکلیف تحسین نامناسب ہے
نہ ہو یہ مرتبہ بیگانۂ ادراک سے پیدا

عجب دور تسلسل ہے سمجھ میں کچھ نہیں آتا
کہ پیدا تاک دانے سے ہے دانہ تاک سے پیدا

تسلیم اپنے سخن کے خوف سے حاسد دبتے ہیں
یہ رتبہ ہے ثنائے صاحب لولاک سے پیدا

اجلال نے کہا اے طیفور تو تو ایسی بیقرار ہے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اگر شاید یہ خیال ہے تو خیال خام ہے تصور ناتمام ہے میمونہ فرصت کہاں دیگی وہ آٹھ پہر بادشاہ کے ساتھ رہتی ہے میں کس لطف سے تیرے ساتھ نباہ رہا ہوں مگر تجکو یہ اخیال بالکل نہیں ایسا ہاتھ سے میمونہ کے ذلت پائیگی کہ بہت پچتائیگی طیفور نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے بس ہم تجکو سمجھا کر کہتے ہیں کہ لشکر کو اپنے اٹھا کر لیچل میں تیرے ساتھ نہ جاؤنگی بادشاہ اسلام کا تعاقب کرونگی راہ میں قصر سکندری کی انگوٹھی لونگی جب قریب قصر سکندری کے پہونچینگے تب انکو گرفتار کرکے زور اپنا دکھاؤنگی کہ قدرت سے یہ بھی ثابت ہو کہ طیفور ساحرہ معقول ہے اور تو اگر مقابلہ

مین بادشاہ کے جائیگا بڑی ذلت اُٹھائیگا بادشاہ زور و طاقت مین کسی سے کم نہین ہین مقابلہ و مجادلہ تو اُنکا کام ہی وہ تجھسے جنگ مین کیا دینگے بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے میرا کہنا مان سے لشکر کو تیار کر اپنی جان بچا کے نکل چل اگر صبح کو مقابلہ کریگا ہاتھ سے بادشاہ کے مارا جائیگا اجلال بول اُٹھا کہ ای ملکہ طیفور کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا ہون بادشاہ کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا خدمت مین خداوند کی پہونچاؤنگا کئی پہلوان یہ ہی دعوی کر کے آئے مگر ہاتھ سے ان مسلمانون کے مارے گئے مین خالی نہ پلٹونگا طیفور نے کہا ای اجلال ہم بھی کل تماشہ دیکھینگے کہ کیا تجھے گذرتی ہی مگر مجھے امید نہ رکھنا اگر مین سحر کرونگی تو میمونہ دگلرنگ واسرار موجود ہین وہ کیونکر گوارا کریگی کہ مین سحر کرون اور وہ دیکھا کرین ضرور کد و کاوش کریگی مین الگ سے تماشہ دیکھونگی اجلال نے کہا تجھے اختیار ہی مین تیرے تماشہ کا بھی خواہان نہین طیفور خاموش ہو رہی ہر چند اجلال نے چاہا کہ طیفور کو تکیہ مین پھر لیجاؤن مگر طیفور نے قبول نہ کیا الگ خیمے مین جا کر لیٹی مگر تڑپ رہی ہی صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کبھی بیقرار ہو کر پکار اُٹھتی ہی نظم

حیا رخصت نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا ... اشارہ ہو کے رہجاتا ہی ہمپر مہربانی کا
نہین سنتا اُسے اب دل لگا کر کوئی غربت سے ... مزا محفل مین تیری مٹ گیا میری کہانی کا
خیال وعدہ ہی اے مرگ آنکھین بند کیا ہونگی ... بجا ہوگا نگاہونسے تعلق پاسبانی کا
نگاہون مین سبک ہون اُسکی پی جائے نہ کیون ظالم ... لہو لگا ہوا ایسا مزا دیتا ہی پانی کا
خیال وعدہ اُنکا گو تسلی بخش ہی ظالم ... نسیم ابتک وہی عالم ہی اشکونکی روانی کا

مگر اجلال نے فوج کو جو حکم دیا ہی لشکر مین ہنگامہ ہی تیاریان ہو رہی ہین چار پہر رات گذر کر جبکہ اجلال با جلال نیر اعظم بصد شوکت و حشم تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیا و شعاع صف باندھ کر کھڑی ہوئی تماشائے جنگ مین مصروف ہوئی کہ اجلال خواب خرگوش سے بیدار ہوا آنکھین ملتا ہوا اُٹھا مسلح و مکمل ہوا گینڈے پر سوار ہو کے لشکر کو ساتھ لیا طرف میدان کارزار کے چلا مگر طیفور ایک پہاڑ پر جا کے ٹھہری کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ مع فوج میدان مین آکر پہونچے صفین آراستہ ہونے لگین جب نقیبون نے نقابت کی

کڑکیت کڑکا کلکر بٹے اجلال نے گیند ابڑھایا طیفور بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ اجلال نے گیند اپنا نکالا سخشوری کرنے لگا چاہتا ہی کہ بادشاہ کو پکارون کہ پہلو سے گرد اڑی ایک ساحر عجیب صورت خر پرند پر سوار آکر پہونچا اجلال نے کہا کہ ای پہلوان دوران منم خرپال جادو قدرت نے مجھے تیری مدد کو بھیجا ہی قدرت کو معلوم ہو گیا کہ طیفور تجھسے باغی ہو رہی ہی تم بادشاہ کو پکارو مین ایسا سحر کرونگا کہ اُنکے ہاتھ مین طاقت نرہے اور تم گرفتار کر لو قدرت کو منظور یہ ہوا کہ پی طیفور کو بھی معلوم ہو کہ اور ساحر بھی قدرت کو مکن مین یہ کہکے خرپال ہٹا ایک نخل کے سائے مین اگر ڈھیر اماش کے دانے جھولی سے نکالے سحر کرکے طرف بادشاہ کے پھینکے اجلال نے پکار کر آواز دی خود سعد بن قباد میرے مقابل مین آوین بادشاہ نے مرکب بڑھایا مرکب کوہ سرین کوہ کفل گگے مین سونے کی ہیکل طرارے بھرتا ہوا چلا نظم

تو وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے

اگر شبدیز خامہ کا پالنگ ہے
تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار

ملا ہے عجب رنگ مشکین اُسے
جب نام رکھون تو یہ تنگ ہے

طرارا بھرکر مرکب میدان مین آیا اجلال سے نگاورن ہوئے مرکب چند قدم پیچھے ہٹا گینڈا اجلال کا زیادہ پیپا ہوا اجلال نے جھوکر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا خرپال نے جو یہ زور بادشاہ کا دیکھا چند دانے ماش کے اور پھینکے اجلال نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے بدحواس ہو کر سر آگے کر دیا مہ سرا سر شہریار کا زخمی ہوا بادشاہ پیچھے ہٹے کہ زخم سر باندھون مگر قبضے سے تلوار نکلی جاتی ہی سپر پشت سے گری پڑتی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ خون سر سے بہ رہا ہی اجلال چاہتا ہی سر کاٹ لون طیفور کی جو نگاہ پڑی دل بیقرار ہو گیا جی مین کہتی ہی کہ ایسے صاحب قوت و طاقت کو اس مردود خرپال نگوڑے نے مجبور کیا ہی بہت روئی جھولی پہ ہاتھ ڈالا ہاتھون کو درست کیا سحر کو باطل کر جیت کیا خرپال نے سحر کو اور نہ ورد یا اب بادشاہ چاہتے ہین مرکب پیچھے ہٹاؤن مرکب قدم آگے بڑھاتا ہی اُسوقت بادشاہ کی مجبوری بیقرار ہو کر طرف خالق لیل و نہار کے متوجہ ہوئے پکار اُٹھے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شہ بیکس پر نظم

ای کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما

ہی بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما

باوجود قرب ہستیم از بساط وصل دور | حیف بر مجبوری ما واے بر حرمان ما

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی طیفور نے دیکھا اجلال بادشاہ کو قتل کیا چاہتا ہی گھبرا کر دونون ہاتھ ملا دیے دس انگلیون سے دس برقین چمکین خرپال پہ گرین کہ خرپال کے دو ٹکڑے ہوے ایک برق انہین دس مین سے سر پر اجلال کے گری کہ اجلال کے بھی دو ٹکڑے ہوے خرپال کا مرنا کہ بادشاہ کے پانون مین طاقت آئی ملازمان اجلال بادشاہ پر آ پڑے بادشاہ نے زخم سر باندھا مرکب بڑھا کے نعرہ کیا نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم | منم شیر دل صف شکن نوجوان
نہال گلستان صاحبقران | اگر تیغ کین برکشم از غلاف | تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم | زگاو زمین تیغ و بن برکشم

ادھر سے سلطان کج کلاہ پہونچا صفدر نے قزاقون سے اشارہ کیا دونون لشکر ملے گئے کلکال زور آزما بھائی اجلال کا فوج کو لڑاتا ہوا چلا بادشاہ نے اول بڑھ کر علم فوج قلم کیا اُس زخمداری مین جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب کلکال کے پہونچے کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا سلطان کج کلاہ نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ زخمدار ہین اور کلکال جوان زبردست بڑے قد کا جوان نامی پہلوان ہی زین سے للکارا کہ او کلکال مین تیرے مقابلہ کا مشتاق ہون ای شہریار آپ اس سے نہ مقابلہ کیجیے یہ ذلیل و حقیر آپ کے مقابلہ کے لائق نہین ہی ملازمان شاہی کیا اس سے مُنھ پھیرینگے آپ کا نمک کھایا ہی برابر اس سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے یہ کہکے گھوڑے کو کوڑا مارا کلکال بھی اسطرف پلٹا سلطان تاجدار کو دیکھکر بہت خوش ہوا کہ اسکا مارلینا کتنی بڑی بات ہی میری جنگ کرامات ہی نظر کردہ قدرت مشہور ہون کیا مین اس سے بھی کمی کرونگا یہ سوچ کر کلکال سلطان پر چلا سلطان نے گھوڑا بڑھا کر سامنا کیا کلکال نے ہاتھ مارا سلطان نے اپنے کو سپر مین چھپا لیا جیسے ہی ہاتھ کلکال کا قریب سپر پہونچا ہتھی کا ہاتھ مار دیا کلکال کا ہاتھ کٹ کے گرا کلکال نے چاہا بھاگون کسی طرح جان بچاؤن مگر سلطان نے بڑھکر ادھجڑ سپر کی ماری کلکال عاجز مجبور تھا کہ ہاتھ ہاتھ سے جا چکا تھا ناچار ہو کر رک گیا سلطان نے ہاتھ مارا چمک کے تلوار گری اول سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سراسر سر کو کاٹا مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوے کلکال کا مرنا کہ لشکر کے پانون اُٹھنے لگے آخر افرون نے دیکھا کہ نکل جانا مشکل

ہے امان طلب کی بادشاہ نے ہاتھ روکا سب فوج رک گئی بادشاہ نے سبکو امان دی مگر طیفور جادو
خرہ بال کو مار کر ایسی خائف ہوئی کہ پر پرواز پیدا کرکے نکل گئی یہ بھی خیال ہے کہ میمونہ وہاں جنگ
نہ کی گرچہ صورت زیبائے بادشاہ آنکھوں کے نیچے پھر رہی تھی مگر منہ چھپی سانپین کھنچی ہے دل سے باتین
کرتی ہے کہ اتو مین نے خیر خواہی کی تھی یقین تھا کہ میمونہ ہی کچھ نہ کہتی بادشاہ کے بچانے کا احسان مانتی
اس فکر مین ایک پہاڑ پر جاکر ٹھیری حیران کھڑی ہوئی ہے بیقرار ہی مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

زخم آجاتا ہے دشمن کی پیشانی پر	زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر
کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک پہ خوشنو	نقطہ دینا تھا پہ تیرے خط پیشانی پر
صاف رکھ قاتل عالم شکن ابرو کو	مورچہ جم نہ رہے تیغ خراسانی پر

طیفور بیقراری مین یہ اشعار پڑھ رہی ہے مگر بقراط ثانی قصر سکندری مین بیٹھا ہے کہ چند طائر آکے
پہونچے ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی کی اور پر دونے سر پیٹنے لگا بقراط نے جو اس طائر کو دیکھا
ہوش اڑ گئے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ غضب ہوا اجلال و خرہ بال قتل ہوے یہ کہکے پکار کے
آواز دی ارے طیفور کو لینا فلان پہاڑ پر بیٹھی رو رہی ہے شمیم ابر سوار یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھی
کہ یا خداوند ابھی اس گیسو بریدہ کو لاتی ہون خدمت قدرت مین پہونچاتی ہون بادشاہ کو بھی
ذلت دیتی ہون اور انکی معشوقہ جان کو بھی کچھ دنون کو یہی میمونہ بھی یاد کرین کہ قدرت کو یہ
اختیار ہے یہ کہکے شمیم ابر سوار چلی یہان جب بادشاہ دربار مین آئے تو فرمایا اے میمونہ آج عجب
معرکہ درپیش تھا کہ جب مین نے اجلال سے مقابلہ کیا ایکایک مجکو یہ معلوم ہوا کہ ہاتھ پاؤن کی طاقت
نکل گئی اسی حال مین مین زخمی ہوا انہین معلوم کہ پھر ساحرہ کو کسنے قتل کیا اور اجلال کو کسنے مارا تب
میرے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی میمونہ نے سر جھکا کے انگلیون پر شمار کیا کہا ہے شہریار عجب اتفاق
ہوا اجلال کے ساتھ طیفور ساحرہ تھی وہ حضور کو گرفتار کرنے آئی تھی مگر جمال عاشق کش
آپکا دیکھکر عاشق ہوئی جاکر اجلال کو منع کیا کہ بادشاہ سے مقابلہ نکر اسکو فنون سپاہ گری کا گھمنڈ
تھا اسنے نہ مانا طیفور الگ ہوگئی عین وقت پر خرہ بال جادو آکر پہونچا اسیواسطے کنیز عرض کرتی
تھی کہ میدان مین مین موجود رہونگی اگر مین موجود ہوتی تو حضور کیون زخمی ہوتے خرہ بال نے آکر
بندگان عالی پر سحر کیا بس طیفور نے براہ خیر خواہی خرہ بال و اجلال کو مارا یہان تو دربار مین یہ

باتین ہو رہی ہین بادشاہ فرماتے ہین پروردگار اپنی قدرت سے سامان پیدا کرتا ہی مگر شمیم ابر سوار
قریب کوہ پہونچی فقرہ کیا کہ بی طیفور کیون اپنے آپ سے باہر ہو کہان تک بادشاہ کی یاد کروگی طیفور
نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ مثل شعلۂ جوالہ آئی ہی چاہا کہ تڑپ کر نکلون شمیم نے آتے ہی ایک
دوہتڑ مارا زمین کانپی طیفور لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی شمیم نے زبان مین سوزن دی کمر مین بقچہ
دیکر لے اُڑی راہ مین جو طیفور کی آنکھ کھلی اپنے کو بقچہ مین شمیم کے پایا زبان مین سوزن گرفتار دام
پیچ و محن مگر شمیم جو چلی کہتی ہوئی کیون طیفور تو نے اجلال و خرپال کو مارا کچھ خوف خداوند نہ آیا
قدرت تجھسے بہت آزردہ ہین مگر اُسطرف سے یکایک نکلی کہ دربار مین بادشاہ میمونہ سے باتین کر رہے ہین
کہ آسمان سے آواز آئی واہ بی میمونہ خداوند کو چھوڑ کر یہ دربار پسند آیا یہ کہکر شمیم نے مٹھا ماش کے دانون
کا جھولی سے نکالا کہ زور اُسکا تو مزا چکھو کہ گھڑی دو گھڑی تردد رہیگا ماش کے دانے جو شمیم نے پھینکے شعلے
بھڑک کے بارگاہ مین گرنے لگے میمونہ نے آواز دی ای گلرنگ اس سحر کو روکنا مین اس گیسو بریدہ
کو سزا دون بیچاری طیفور کو چھڑاون بخط کو یہ لیے جاتی ہی نہین معلوم اسپر کیا گذرے ہمارے
شہریار کی عاشق صادق ہی گلرنگ و اسرار نے دستین زیر پانی برسایا تب وہ شعلے بجھے
مگر میمونہ تڑپ کر بلند ہوئی للکارا کہ او شمیم ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا شمیم سرحد لشکر سے نکل گئی تھی آواز
جو نعرۂ میمونہ کی سُنی جی مین کہتی ہی یہ میرا کیا کریگی اسکو بھی لیتی چلون یہ سوچکر ٹھہر گئی چاہا سحر کرون
طیفور کو ہاتھ سے چھوڑا طیفور وسط ہوا پر تھرانے لگی میمونہ جست کرکے اُٹھی ہوئی قریب شمیم
کے پہونچی شمیم نے چاہا جھولی پر ہاتھ ڈالون میمونہ نے سحر کیا کہ جھولی جلکر گری اب شمیم گھبرائی
زیور اُتارنے لگی کان سے بجلی نکالی منظور ہوا اسے پھینک مارون کہ برق بنکر گرے میمونہ
کے دو ٹکڑے ہون مگر میمونہ برابر پہونچی جس ہاتھ مین بجلی تھی اُسی ہاتھ کو پکڑ لیا بجلی چھین کر
پھینک دی شمیم چاہتی ہی ہاتھ چھڑاون ہاتھ کب چھوٹتا ہی دربار سے بادشاہ ملاحظہ فرما رہے ہین
کہ میمونہ نے جاکر اُس ساحرہ کا ہاتھ تھام لیا ساحرہ جب قصد کرتی ہی کہ سحر کرکے نکلون میمونہ
اُف کر دیتی ہی منہ سے شعلہ بھڑکتا ہی گرد شمیم پھرتا ہی شمیم کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگتی ہین اپنی
جان سے بیزار ہی دل سے کہتی ہی ای شمیم یہ کس آفت مین اپنے کو پھنسایا فلک نے یہ روز سیاہ
دکھایا طیفور بھی بنگاہ حسرت دیکھ رہی ہی میمونہ نے کئی مرتبہ کہا ای طیفور تجھے ہمارے شہریار

پر احسان کیا یہ اُسکا بدلہ ہی شمیم نے دیکھا کہ ہاتھ نہیں چھوٹتا اور معلوم ہوتا ہی کہ کلائی ٹوٹ جائیگی مُنھ سے انگارے چھوڑے میمونہ نے پسینہ پیشانی کا اُن انگاروں پر ڈالدیا وہ انگارے پانی ہوکر گِرے اُسی غصے مین داہنے ہاتھ سے تو اُسکا ہاتھ تھامے ہوے تھی بائین ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ عارض شمیم کا سرخ ہوگیا شمیم کو معلوم ہوا کہ عارض پر عارضہ پیدا ہوا چاہا تڑپون ہاتھ سے میمونہ کے نکلون میمونہ نے دوسرا طمانچہ مارا کہ سر شمیم کا اُڑ گیا قریب تھا کہ طیفور زمین پر گرے کہ میمونہ نے سنبھالا زبان سے افسون نکالی مُنھ پر ہاتھ پھیرا کہ ہوش وحواس طیفور کے درست ہوے ملکہ میمونہ اپنے ساتھ لیکر طیفور کو بخدمت بادشاہ آئین طیفور نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے بیٹھنے کا حکم دیا طیفور آگر بیٹھی دربار دُربار کو دیکھکر حیران ہوگئی سلطان کج کلاہ ایسا رفیق صفدر ایسا شفیق اور یکہ دان رسالدار جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین میمونہ دلگر نگ وا سرار راز دار تمام دربار سرداران نامی سے معمور ہی فیروزہ ایسا عیار سامنے حاضر ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار حاضر ہی نام اپنا شبرنگ بن عمرو بتاتا ہی کہتا ہی نورالدہر کی عرضی لیکر آیا ہون بادشاہ نے فرمایا عیار کو بلاؤ شیر بیشہ صاحبقران کا عیار ہی مگر کیا سبب ہی کہ نورالدہر نے عیار کو بھیجا شبرنگ بن عمرو کو سامنے بلوایا پوچھا ای شبرنگ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا شبرنگ نے عرضی نورالدہر کی حاضر خدمت بادشاہ کی بادشاہ نے وہ عرضی سلطان کو دی سلطان نے باآواز بلند پڑھی مرقوم تھا کہ ای شہریار آپ بخوبی آگاہ ہین کہ مین نے ہمیشہ مدد پروردگار سے چاہی ہی اور حضور کی پرورش کا ہمیشہ سے خواہان رہا ہون مجکو خبر ملی ہی کہ جس راہ سے حضور آتے ہین اُس راہ مین ایک بیشہ ہی کہ کیوان شیر بند فیلسوار اُس بیشے مین رہتا ہی اُسنے مجکو نامہ لکھا ہی کہ مین جب آپکی جرأت کا قائل ہونگا کہ میرے بیشے سے گذر جیے آج تک کوئی پہلوان میری سرحد سے نہین گذرا الیس اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی لہذا غلام اُسی بیشہ پر جاتا ہی اگر حضور کو فرصت ہو تو حضور بھی اُسیطرف تشریف لاوین اور تماشا دیکھین غلام کا ارادہ ہی کہ اُسکو قتل کرون یا زیر کرون مگر حضور کی تشریف لانیکا مشتاق ہون آپکی مدد کو عنایت بزرگان جانتا ہون حضور خوب آگاہ ہین کہ قاسم واہیج بھی اس سرحد مین آئے ہین یقین ہی کہ وہ بھی اُس بیشے پر آوین بیشہ فیل سواران اُس بیشے کا نام ہی یہ سنتے ہی بادشاہ نے شبرنگ کو خلعت دیا اور پشت پر جواب عرضی یہ لکھا ای فرزند جرأت کو تمھاری خدا زیادہ کرے مین فوراً بیشے پر

جاتا ہون اور کیوان غیر بند فیلسوار سے مقابلہ شروع کرتا ہون شبرنگ چلا بادشاہ نے اُسیوقت
لشکر تیار کیا آپ منتظم کل لشکر اور صفدر قزاق سپاہ سالار لشکر سلطان کج کلاہ بادشاہ لشکر اسلام مگر
طیفور نے عرض کی ای شہریار اُس بیشے کے قریب مسکن ساحران زبردست ہے یقین ہے کہ ساحر اُنکی مدد کو
آوین اگر حکم ہو تو کنیز جاکر ساحرون کو روکے میمونہ نے کہا ای طیفور تمہارے ہمراہ اسرار جائیگی تم
دونون ملکر آمد ساحران کو روکنا طیفور و اسرار اول روانہ ہوگئین کہ حال انکا وقت پر تحریر کرونگا
بادشاہ لشکر ظفر اثر ہمراہ لیکر طرف بیشۂ فیلسواران کے چلے سلطان کج کلاہ سے فرماتے ہین کہ نور الدہر
وہ جری اور بہادر جوان ہے کہ کبھی کسی مقام پر رکا نہین طہماس ایسا جوان اُسکے لشکر کا سپاہ سالار ہے لیکن
نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ اُسنے جو عرضی لکھی ہے مین اپنی جان دونگا اور فیلسوار کو جاکر زیر و زبر کرونگا
کہ راستہ صاف ہو اور نور الدہر فکر ہی مین مصروف ہو مگر قضائے کار شبرنگ بن عمرو جست و خیز
کرتا ہوا اور خلعت عطیۂ سلطانی زیب جسم عنایت پر بادشاہ کی ناز کرتا ہوا جاتا ہے ادہر ایرج نوجوان نے
شاپور کو برائے خبر بھیجا ہے شاپور ایک نخل کے نیچے کھڑا تھا کہ اُسنے شبرنگ کو آتے ہوئے دیکھا خلعت
جو زیب جسم نظر آیا جی مین کہتا ہے ای شاپور یہ کہانسے مرغ زرین بنا ہوا آتا ہے ذرا اسکی خبر لو یہ سوچ کر سر راہ
آیا حلقہ ہائے کمند خس پوش سے ایک گوشہ مین چھپ کر بیٹھا جیسے ہی شبرنگ اُس مقام پر پہونچا شاپور
نے شیر کی آواز دی شبرنگ رکا حلقہ ہائے کمند مین پھنسا شاپور نے جھٹکا مارکر جھاپ مار دیا کہ شبرنگ
گرکر بیہوش ہوا شاپور نے تلاشی لی عرضی نور الدہر کی مع جواب تو ہمرے نکال لی شبرنگ کو
ایک نخل سے باندھ دیا سوچا کہ کوئی شیر وغیرہ آکر اسکو کھا جائیگا مین یہ عرضی چلکر ایرج نوجوان کو دون کہ
وہ بادشاہ و نور الدہر سے پیشتر اُس بیشہ مین پہونچین اُس پہلوان کو مارین راستہ کھلے بس نامہ لیکر شاپور
بھاگا ایرج نوجوان بر سر منزل ہین کہ شاپور آکر پہونچا وہ نامہ ایرج کو دکھایا ایرج نے نامہ دیکھتے ہی
سردارون کو حکم دیا کہ لشکر ہمارا طرف بیشۂ فیلسواران کے چلے بموجب حکم کے لشکر اُسی جانب چلا کیوان
شیر بند فیلسوار بیشے مین اپنے بیٹھا شراب پی رہا ہے مصاحبان خوشامد گو بیٹھے تعریفین کر رہے ہین کہ
ہرکارے آکر حاضر ہوئے کافرون نے کافر کو دعا دی مصاحبون نے عرض کی پیش یاد کو بھی تم کیا
خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی کنیزہ صاحبقران زمان شاہزادہ ایرج نوجوان با فوج و لشکر آپکے
بیشے کی جانب آتے ہین یقین ہے کہ کل یا پرسون آپکے مقابلہ مین پہونچ جائین یہ سنکر کیوان نے یکہ نیچ اعی

کہ سارا بیشہ جل گیا فوراً ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای سہیل جادو اپنے کو جلد پہونچاؤ بادولت برائے
مقابلہ ایرج نوجوان جاتے ہین اپنے کو ضرور وقت پر پہونچانا نامہ ہرکارے کو دیا کہا سامنے
جو جھیل ہے اُسمین جاکر یہ کاغذ ڈالدے ہرکارہ کاغذ لیکر بھاگا جیسے ہی کاغذ کو جھیل مین ڈالدیا ایک
مچھلی نے جست کرکے نامے کو دہن مین لیا غوطہ مارکر غائب ہوئی سہیل اپنے مقام پر بیٹھا تھا
کہ مچھلی نے جاکر نامہ دیا نامے کو پڑھکر سہیل نے پھاڑ ڈالا اپنے مقام سے اُٹھا یکہ و تنہا چلا یہان کیوان
نے جب خبر پائی کہ ایرج نوجوان بیشے سے پانچ کوس پر ہے اپنے ستر ہزار جوانان کو ہی ساتھ لیے سوار
ہوکر چلا یہان ایرج نوجوان قریب بیشۂ نابود پہونچے ہین لشکر اُتر رہا ہے کہ صحراے گرد و پیش بہار
گردانہ گردہ شگفتہ ہوا کیوان کو دیکھا قد و قامت مین مثل دیو سفید بڑے بڑے ہاتھ پانون گینڈے پر
سوار پشت پر جوانان کو ہی ہمراہ بڑے زور و شور سے آکر پہونچا ایرج سے کہلا بھیجا کہ اس طرف
بادولت کا بیشہ ہے ادھر سے راستہ نہ ملیگا اس بیشے سے کبھی کسی نے گذر نہین کیا ایرج نے نامہ پھاڑ
ڈالا ایلچی کو جواب سخت دیا کیوان اُتر پڑا ایلچی پلٹ کر گیا اُسنے زبردستیان ایرج کی بیان کین
کہ وہ لوگ نہین پھرتے مقابلے پر آمادہ ہین کیوان نے کہا کل سبکو شکست دونگا طبل جنگی بجے ادھر ایرج نے
خبر سنی انھون نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا یہان کیوان نے کہلا بھیجا کہ آتش جادو آپ کے ہمراہ ہے اُسکے
بھروسے پر میدان مین نہ آنا ایرج نے آتش سے کہا ای ملکۂ عالم کل تم میدان مین نہ چلو بارگاہ مین آرام کرو
ہرچند آتش نے کہا کہ پہلوان مکار ہے کینہ کا چلنا ضرور ہے ایرج نے اپنے سر کی قسم دی آتش ناچار ہوکر
بارگاہ مین رہی صبح کو ایرج نوجوان مع قاسم و جہانگیر میدان کارزار مین آکر پہونچے اُدھر کیوان رات کو
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ سہیل جادو آکر پہونچا کیوان سے کہہ گیا کہ مین وہ ہنر کرونگا کہ لشکر مسلمانان گھبرا جائے جو
تمھارے مقابلہ مین آوے مر جائے اُنکا کام نہ کر سکے ناچار ہوکر زخمی ہو یہ کہکے چلا گیا صبح کو کیوان سوار ہوا
مقابلہ ایرج مین آکر ٹھیرا صفین جمین کیوان نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی تم سبھون کا افسر
کون ہے جسکو دعوی جرأت ہو میرے مقابلہ مین آوے ایرج نے مرکب بڑھایا مگر ایرج نے دیکھا کہ وہ بن
اشقر بہت سست ہو رہا ہے نہ وہ طراری نہ باد رفتاری ایرج بمشکل میدان مین پہونچے کیوان نے کہا ای
جوان کیون مفت مین اپنی جان دیتا ہے بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا ہرچند کہ ایرج کے منھ سے کلام نہین نکلتا مگر ضبط
کرکے بمشکل جواب دیا کہ او ملعون مردان عالم کہین میدان سے پھرتے ہین ہم تیری جان کے ملک الموت ہین

کیوان نے نیزہ مارا ایرج نے بمشکل نیزہ اسکا روکا گتھم گتھا ہو کے لڑنے لگے کیوان ہر مرتبہ پکارتا ہی اور نعرے مارتا ہی ایرج نے بمشکل نیزہ کیوان کا گانٹھا کہ مارا کہ دونون نیزے ٹوٹے ایرج کو بڑا افسوس ہوا کیوان نے تلوار کھینچی اُسوقت ایرج کا یہ حال ہی کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی بمشکل تلوار کھینچی کیوان نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے سپر کو توجہ سے کی پناہ نہ کیا بجائے سپر کے سر آگے کر دیا تلوار پڑی کہ سر زخمی ہوا شاپور یہ حال ایرج کا دیکھکر بہت گھبرایا مگر کیوان برس پڑا سر بھی زخمی ہوا اور شانہ بھی ایرج کا چھولا جب تو شاپور نے بڑھکر باگ مرکب ایرج کی کھینچی اور قاسم کو پکار کر آواز دی کہ اے شہریار فرزند آپکا قتل ہوتا ہی قاسم نے مرکب ڈال دیا مقابلہ کیوان مین پہونچے سیارہ ہمراہ مرکب ہی اس جلدی مین قاسم گھوڑا لائے کہ ایرج کو الگ کیا اپنا سینہ سپر کر دیا کیوان نے ہاتھ مارا کہ سر قاسم کا بھی زخمی ہوا ہاتھ تلوار کے مارنے لگا وہی حال قاسم کا بھی ہوا کہ سر و شانہ و پشت و پہلو زخمون مین چور چور ہو گئے سیارہ بن عمرو کھڑا ہی آج ہمارے آقائے نامدار کی جنگ کا طور ہی اور ہی مگر خاموش کھڑا دیکھ رہا ہی جہانگیر نے جو دیکھا کہ قاسم کا خاتمہ ہوا جاتا ہی گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا طرارہ بھر کے آیا قاسم کو ہٹایا جہانگیر نے کیوان کا مقابلہ کیا منظور یہ ہی کہ لپٹ کے اسکو قاش زین سے اُٹھا لون زمین پر مارون کہ ہڈیان ریزہ ریزہ چور چور ہون مگر جب مقابلہ مین آئے ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین کئی مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھنچ نہین سکتی بہ نگاہ حسرت طرف چابک کے دیکھتے ہین چابک ناچاری پر جہانگیر کی رو رہا ہی کچھ بن نہین پڑتا جہانگیر نے بھی چند زخم کھائے عنتر نے آکر جہانگیر کو بچایا خود مقابلہ کیا جب سامنے کیوان کے پہونچے وہی حال عنتر کا بھی ہوا کہ بجائے سپر کے سر کو سپر کر دیا سر زخمی ہوا چار پانچ تلوارین عنتر نے بھی کھائین فوج والون نے جو افسرون کا یہ حال دیکھا للکار کر دوڑ پڑے کیوان بے خوف لشکر ایرج پر آپڑا پہلوانان باقی ماندہ کو زخمی کیا اہل اسلام جب تلوارین اُٹھاتے ہین ہاتھ کانپتا ہی کلیجہ تھراتا ہی قبضے پر ہاتھ نہین جمتا دورے تلوارین دکھاتے ہین عیار وان نے بھی بڑی کدوکاوش کی مگر کچھ نہ ہوا آخر لشکر پر شکست فاش ہوئی ایرج و قاسم و جہانگیر کو سردار لیکر طرف جنگل کے بھاگے کیوان نے دور تک تعاقب کیا مگر یہ لوگ بھاگ کر نکل گئے کیوان بل کرتا ہوا بڑھا بارگاہین خیمے لوٹ لیے خزانہ اپنے قبضے مین کیا کہا کہ آج شب کو یہان رہون صبح کو طرف اپنے بیٹے کے پلٹ جاؤن لشکر اسکا ترا جا بجا روشنی ہوئی فوج والے مال و اسباب لوٹ کر بیٹھے ہین اپنے اپنے مقامون پر بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین کیوان

خبر فتح سنکر آئین سامنے مبارکباد ہو رہی ہے اُدھر بارہ کوس پر آکے لشکر ایرج شکست خوردہ اُترا شاپور اور
سیارہ اور چابک نے انتظام کیا جوانان زخمی کی زخم دوزی کرائی شاپور وغیرہ ان کامون سے فارغ ہو کر
بارگاہ مین آئے چابک بھی اُس جلسے مین ہے آتش جادو بھی رو رہی ہے کہتی ہے کیون ای شہریار. مین نے جو
عرض کیا تھا وہی سامنا ہوا مین عرض کرتی تھی کہ یہ پہلوان مکار ہے شاپور نے کہا یہ تو مجکو یقین کامل ہوا
کہ یہ جوانان شیردل جو زخمی ہوے اپنے ہوش مین نتھے بجاے سپر کے سر کو سپر کرتے تھے اتنی تلوارین کھائین
کوئی ہاتھ انکا بھی چلتا ثابت ہوتا تھا کہ اپنی جان سے بیزار مین انتہا کے مجبور ونا چار ہین آتش نے کہا اسکے بیٹھے
کے قریب مسکن ساحران ہے کسی ساحر کو اسنے بلا بھیجا اُسنے آکے سحر کیا اس سے یہ قیامت برپا ہوئی
کوئی صورت ایسی نکلی کہ اُسپر غالب آتے شاپور نے کہا مین جاتا ہون خبر لیکر آتا ہون چابک نے کہا
چلئے مین بھی ساتھ چلون شاپور نے چابک کو بھی ساتھ لیا دونون عیار چلے یہان کیوان بارگاہ مین
اپنی مسند بیٹھا ہے سہیل جادو جو سامنے کیوان کے آیا کہا کیون کیوان تمنے دیکھا کہ کیا انتظام ہوا یہ
لوگ وہ مین کہ سواے سحر کے انپر کوئی غالب نہین ہوا خزانہ تمنے بہت کچھ پایا کچھ باقی ابھی حصہ ہے کیوان نے کہا
آپ چلئے مین آپکے واسطے کچھ . روانہ کرونگا سہیل رنجیدہ اُٹھا اور بڑا افسوس کیا کہ مین نے ایسا کام
نمایان کیا اسنے مجکو حصہ نہ دیا فقط ٹال دیا اب یہ کیا بھیجے گا سر جھکاے ہوے اُٹھا کہا ای کیوان اب مین
جاتا ہون جو تمپر کوئی افتاد پڑیگی تو مین ضرور آؤنگا یہی سحر کرونگا کہ نسلا نون کا ندر کم ہو مزاج برہم ہو
تمہارا مزاج ٹھیک رہے جو نشانی جرأت کی ہے وہ تم مین پائی جائے کیوان ہان ہان کیا کیا سوچا کہ یہ اپنی
غرض کو آپ ہی آئیگا مین نے ڈھیر کر خزانہ لوٹا ہے مین اس بیجا کو کیا دونگا فقط ذرا دو چار دانے ماش کے
مارے ہے تو اس مین اسکا کیا حق ہے مین نے تجرات سبکو زیر کیا میرے پہلوان لڑے بھڑے ایسے جوانونکو
زخمی کیا انکا حق جاتے ہے یہ باتین سوچکر سہیل کو رخصت کیا سہیل طرف اپنے دریا کے روانہ ہوا مگر بادشاہ
جمجاہ جو کوچ کرکے چلے تھے منزل درمنزل تشریف لاتے ہین فیروزہ بن عمرو آگے آگے لشکر کے
جست وخیز کرتا ہوا آتا ہے دور سے دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو اک نخل سے بندھا ہے فیروزہ بیقرار ہو گیا
شبرنگ کو کھولا منھ دھویا پوچھا ای برادر یہ کیا گذری شبرنگ نے کہا یقین کامل ہے کہ شاپور نے مجکو
پھندے مین الجھایا تھا شیر کی آواز سنی کمند وق مین پھنسا اور گرا اس جلدی مین اُسنے جاب مارا کہ مین
سنبھل نہ سکا مین عقل سے کہتا ہون کہ ضرور وہ شاپور تھا جستی و چالاکی اُسی کا کام ہے تو بڑے سے

عرضی بھی لیگیا وہ جو طریقہ اُنکے آقا کا ہے وہی کیا مجھ بھائی کا بھی پاس نہ کیا یہ خیال نہ آیا کہ جنگل میں جو
یہ بندھا رہیگا کوئی شیر آکر کھا جائیگا اگر تم نہ آتے تو کوئی شیر وغیرہ آکر کھا لیتا دونوں عیار کھڑے باتین
کر رہے تھے کہ سعد بن قباد آکر پہونچے سب حال شبرنگ سے آکر دریافت کیا شبرنگ کو تو رخصت کر دیا
آپ بر روا روی چلے مقابلہ مین آکر کیوان کے پہونچے کیوان کوچ کرکے اُترا ہے لشکر مین جشن ہو رہا ہے کہ صحرا
سے گرد اُڑی کیوان نے دیکھا کہ سلطان بجکلاہ تخت پر صفدر قزاق انتظام لشکر کرتا ہوا قلب لشکر مین
بادشاہ جمجاہ ستارون مین گویا ماہ مرکب اُڑاتے ہوئے آتے ہین سوچا کہ سہیل آئیگا پھر بھی سحر کریگا
مین ان سبکو کل مار لونگا کسیکو جینے نہ دونگا دم بھر تینے نہ دونگا بادشاہ آکر مقابلے مین کیوان کے اُترے مگر
سہیل جو کیوان سے رخصت ہوکر گیا اُسکو نہایت قلق ہے کہ مین نے فتح کرائی کیوان نے مجکو کچھ نہ دیا خالی
رخصت کر دیا کہ گانے کی آواز کان مین آئی کوئی خوش آواز بصد سوز وگداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے نظم

مژدۂ وصلت سنا دل کھل گیا آزار کا
لے گیا ساغر مزہ منہ چوم کر دلدار کا

آ گیا مجھکو یہ اب پر ضا شب بیمار کا
ایک عالم ہے دل دیوانہ کو مثل نسیم

ہے دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہے
کام بنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

سہیل نے پلٹ کر دیکھا ایک بڈھا ڈھول بجا رہا ہے ایک طفل ماہ طلعت زیر بغل لئے ہوا گا رہا ہے آواز پر
سوز وگداز سنکر بیقرار ہو گیا ٹہلتا ہوا قریب آیا پوچھا بڑے میان صاحب تمہارا کیا نام ہے ہمارے قلعہ مین چلو وہان
چلکر گاؤ سب تمہارے مشتاق ہونگے بڈھے نے کہا گستیان بلیان لون ہمارا یہی کام ہے جس ملک مین جاتے ہین
پیٹ بھر کھا لاتے ہین مگر جبسے ورنے جا بجا مسلمانونکی عملداری ہوئی جو لوگ قانے کرنے لگے مسلمان کسیکو گانے نہین دیتے
جو لوگ مارے مارے پھرتے ہین آپکے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بندۂ سامری و جمشید ہین کہانسے ہو وقت
تشریف لاتے ہین سہیل نے کہا بشیر فیلسواران پر مسلمان چڑھ آئے تھے اُنکو شکست دلاکے آیا ہون لڑکا یکلخت
پٹ گیا کہا شہنشاہ ساحران آپکی بارگاہ مین خوب چلکر گائینگے اپنا کمال دکھائینگے سہیل نے دونونکو ساتھ لیا لڑکا
راہ مین گنگناتا ہوا بڑے میان ہر مرتبہ کان پکڑ لیتے ہین فرماتے ہین ارے نا سمجھ کیسی اُلٹی سیدھی تان لیتا ہے
بیٹے میان گنگناکر تانے کے خیال سے جب تان مار دیتے ہین سہیل بیقرار ہو جاتا ہے کہتا ہے بڑے میان اس سن
مین تمہارا ہی کام ہے کیا تان لگائی ہے مین کیا آپکی تعریف کرون القصہ اپنے قلعہ مین دونونکو پہونچایا محفل مین
لاکر بٹھایا اشارہ کیا بڑے میان ڈھول بجاؤ میان لڑکے کوئی غزل گاؤ لڑکے نے گنگناکر یہ غزل عاشقانہ
شروع کی اور بڑے میان کمر باندھے ہین سر ہلاتے جاتے ہین نظم

ملنے کے نہین نشان ہمارے
آفاق مین ہے امتحان ہمارے

ہمسے بھی تو کچھ کہو عزیزو
کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے

بے مثل ہین لذت سخن مین
کیا ذکر تھے شب وہان ہمارے

پچتاؤ گے جان لیکے دیکھو
سب اُٹھ گئے ہم زبان ہمارے

بڑے میان نے کہا اے شہنشاہ ساحران یہ لڑکا بلاے روزگار ہے فتح وحشم خان دادا اسکے تھے اُنھون نے اسکو بتایا ہے یہ ساقی گری خوب کرتا ہے پاؤن سے ناچے ہاتھ سے بتائے مُنھ سے گائے سر سے شراب پلائے لڑکے نے کہا باوا جان مین تو اسوقت ساقی گری نکرونگا اسطرح کا ربط وضبط آیا ہوتا ہے کہ جان پر بنتی ہے بڑے میان نے کہا بیٹا شکر کرو کہ صحبت ساحرونکی نصیب ہوئی کوئی اینمین مسلمان نہین ہے بہت کچھ ملیگا برسات سر پر ہے گھر مین بیٹھکر کھانا اون دینے والونکو دعائین دینا جو کمال رکھتے ہو وہ دکھاؤ بہت کچھ انعام پاؤگے خود شہنشاہ ساحران بہت کچھ دینگے سہیل نے کہا بڑے میانصاحب مین نے اتنی بڑی لڑائی فتح کرائی کیوان نے خوب خزانہ لوٹا ایک ایک فقیر اُنکے لشکر کا غنی ہوگیا مین نے جو اپنا حصہ مانگا تو مجکو ٹال دیا اگر ہم کچھ لائے ہوتے تو سب کچھ تمھین کو دیدیتے لیکن تمکو اپنے پاس سے دونگا صاحبزادے تمنے اپنا کیا نام بتایا لڑکے نے خوش آہنگ اپنا نام بتایا سہیل نے کہا اے خوش آہنگ اب تماشا ساقی گری کا دکھاؤ لڑکے نے کہا حضور بڑے میانصاحب سے کہیے یہ ساقی گری کرین مین تو تھک جاتا ہون بڑے میان نے کان پکڑکے دو طمانچے مارے کہا او بدنصیب غنیمت نہین جانتا کہ سب ساحر جمع ہین بہت کچھ تجکو ملیگا حضور لائیے کنجی میخانہ کی مجکو دیجیے سہیل نے کلید میخانہ ازار بند سے کھولکر سامنے لڑکے کے پھینکی لڑکے نے کنجی نہ لی پھینکدی بڑے میان نے کہا بیٹا اب زیادہ نخرے نکرو میخانہ مین جاؤ شراب کو تقسیم کرو یا تم پیشواز پہنو گھنگھرو وغیرہ باندھو مین جاکر شراب لاتا ہون یہ کہکر بڑے میان اُٹھے میخانہ مین آئے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی یارو خوش آہنگ ساقی گری کریگا کوئی باقی نرہیگا شراب لیجاؤ لازم یہ آواز سنکر دوڑے مٹکین اُٹھا کر لیجانے لگے کوئی قرابہ لیگیا کسی نے خُم اُٹھایا کہ ہم دس آدمی ملکر بانٹ لینگے بڑے میان نے سوگلابیان چھانٹین اُنمین موار خوانی بھری گھڑے اُنکے تمامی سے باندھے کشتی مین لگاکر محفل مین لائے خوش آہنگ کو دیکھا کہ پاؤن پھیلائے بیٹھا ہے بڑے میان نے کہا بیٹا خوش آہنگ پیشواز پہنو گھنگھرو باندھو خوش آہنگ رونے لگا کہا خان میان اس محفل والے بڑے سخت معلوم ہوتے ہین کچھ دیتے نہین سہیل نے سو روپیہ منگواکر سامنے خوش آہنگ کے رکھے تب خوش آہنگ نے پیشواز پہنی گھنگھرو باندھکر یہ غزل مضمون شراب کی شروع کی

نظم

جی مین آتا ہی دکھاتین مستیان پی کر شراب — جلد لا ساقی برنگ لالہ اتمر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو — فرقت دلدار مین ساقی نہین کیو نکر شراب

آرزو کیا پوچھتا ہو رند ساغر نوش کی — یہ تمنا ہو پیین قاتل تو خنجر شراب

بن گیا ہر لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب — گر میان کرتی ہو جیسے صورت ... شراب

ہم بھی بیشک ہین غلامان علی مین ای نسیم — ساقی کوثر سے ... چکے ک ساغر شراب

اس رنگ مین یہ غزل خوش آہنگ نے گائی کہ سہیل نے خوش ہو کر کہا ہن بجا یو خوش آہنگ کو دو کہ انکا جی لگے ہر طرف سے روپیہ اشرفی برسنے لگا خوش آہنگ اٹھا اٹھا کر بڑے میان کو دیتا جاتا ہو اور کہتا جاتا ہو کہ حساب یاد رکھیے گا بڑے میان ہنسکر کہتے ہین ای فرزند کوڑی کوڑی تجکو تیہیں دونگا محفل مین ہنگامہ ہو اڑ کانا نہین لگاتا ہو اچار جام شراب سر پر رکھا سامنے سہیل جادو کے آیا عرض کی ایسے شاہ کو سر سے شراب پلانا چاہیے سہیل نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام کو بخوشی لیا بے اندیشہ انجام پی گیا جو خوش آہنگ نے دورہ باندھا جسکے پاس پہونچا اُسنے بخوشی جام لیا بے اندیشہ انجام پی گیا تھوڑے عرصہ مین ساری محفل کو شراب پلا دی یہان تو محفل مین یہ ہنگامہ ہو اور وہان لشکر مین تیاریان ہو رہی ہین کیوان مغرور بیٹھا ہو کہ جسطرح ایرج کو شکست دی اسیطرح بادشاہ کو بھی شکست دونگا سہیل اپنی غرض کو آپ دوڑا آئیگا محفل کا حال سُنیے کہ جب دو پہر رات گئی سہیل کے پہلو مین ایک پہلوان بیٹھا ہو سہیل نے اُسکی طرف متوجہ ہو کر کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمھارے سر پر سانپ کاٹنے آیا ہو لہرا رہا ہو کاٹا ہی چاہتا ہو وہ پہلوان سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے اڑھائی ٹکے کا جوتا اُٹھا کے سر پر اُس پہلوان کے مارا اُسنے جھلا کر کہا آپ سر محفل جوتیان مارتے ہین سہیل نے کہا مین نے سانپ کو مارا تمکو یہ گمان ہوا جب تو اُس پہلوان نے تلوار کھینچی کہا او جیا سر محفل ذلیل کرتا ہو سہیل نے سحر کیا ہاتھ پانون اُس پہلوان کے گرفت ہوگئے ہر چند وہ چاہتا ہو کہ اپنے مقام سے اُٹھون مگر ہل نہین سکتا اتنے عرصہ مین ساری محفل مین ہنگامہ ہوگیا آپسمین جوتی پیزار ہو رہی ہو کوئی مُنھ کے بل گرا کوئی اُٹھتے اُٹھتے بیہوش ہوا تھوڑے ہی عرصہ مین ساری محفل بیہوش فرش ہوئی خوش آہنگ جسکا نام تھا اُسنے نعرہ کیا منم چابک صبا رفتار بڑھے سے نعرہ کیا منم شاپو شیردل دونون خنجر پکڑ کے گرے ساحر اور رعیر ساحر جو سامنے پڑا اُسے قتل کیا سہیل کا جی سر کاٹ لیا لاشہ اُسکا لٹکا دیا سر اُسکا رومال مین باندھا اب دونون نے قصد کیا کہ بارگاہ سے

نطلین کر رونے کی آواز کانون آئی کہ اے ظالمو تم نے غضب کیا میری بھائی کو بے خطا مار لا بکہان
جا گے ان دونون نے چاہا کہ نکل کر بھاگین اُس ساحرہ نے نعرہ کیا منم کمیل جادو ہمشیرہ سہیل اور
زمین پر دو ہتڑ مارا کہ دونون عیار گرے کمیل نے آکر دیکھا بارگاہ مین دریائے خون جاری ہے لاشہ
بے سر سہیل کا بارگاہ مین لٹکا ہے بھائی کا لاشہ دیکھکر بہت روئی دونون کی کمر مین پنجہ دیا لیکر چلی قضا سے
ہمراہ آتش جادو کر ہمراہ ایرج نوجوان ہے جب ایرج نے شکست کھائی اور صحرا مین آکر اُترے آتش
نے کہا اے شہریار جو علامتین حضور ظاہر کرتے ہین یہ سب علامتین سحر کی ہین اگر مین میدان مین موجود ہوتی
تو کیا مجال تھی کہ وہ سحر کر سکتا اگر کوئی ساحر ہوتا مین اُسے پہچان لیتی شاپور و چابک کو تو بلاؤ ایرج و
جہانگیر نے کہا وہ دونون اسی فکر مین کل سے گئے ہوئے ہین پلٹ کر نہین آئے آتش نے زانو پر ہاتھ مار کر
کہا افسوس کا مقام ہے کہ مجکو اطلاع نہ کی اور تلاش مین گئے مین جا کر دیکھون اُنپر کیا امر گذرا یہ کہکے
آتش جادو چلی مگر کمیل جادو شاپور و چابک کو پنجے مین دبائے ہوئے ایک پہاڑ پر لیکر گئی
بھائی کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے خنجر کمر سے کھینچا کہا او ظالمو تمنے میرے بھائی کو مارا مین
تمکو اسی مقام پر قتل کرونگی دونون کے سر لیجا کے اُسی قلعہ پر لٹکاؤنگی شاپور و چابک گھبرائے ہر چند منتین
کرتے ہین مگر کمیل کا غصہ بڑھتا جاتا ہے خنجر کھینچے ہوئے مثل برق چمک رہی ہے یہ دونون مجبور و ناچار
سحر مین اسکے پھنسے ہوئے ہاتھ پاؤن بیکار مجبوری مین دعائین مانگ رہے ہین قضا را کار آتش جادو
جو آسمان پر اُڑی ہوئی آتی تھی اسنے آسمان سے دیکھا کہ شاپور و چابک سرنگون بیٹھے ہین کمیل جادو
قتل کیا چاہتی ہے بیقرار ہوگئی پکار اُٹھی او ہچیا کیا کرتی ہے خبردار خنجر نہ لگانا کار دسحر جھولی سے نکالی
اسم سحر پڑھکر پھینک ماری وہ کارد آکر سینے پر کمیل کے پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری کمیل مرکر گری
شاپور اور چابک نے رہائی پائی آتش نے آکر ان دونون سے حال پوچھا ان دونون نے سب
کیفیت بیان کی آتش نے کہا اے شاپور شہریار نے ہمارا کہنا نہ مانا ورنہ یہ نوبت نہوتی ہم پہچان جاتے
سہیل کو مارتے یہ شکست کاہے کو ہوتی ہم مجبور و ناچار ہین ہمنے آگاہ کر دیا تھا کہ یہ کسی ساحر کا کام
ہے شاپور نے کہا اے ملکہ عالم تم خوب وقت پر پہونچین اگر تم نہ پہونچتین تو یہ بے حیا ہمکو قتل کر چکی
تھی آتش و شاپور و چابک طرف لشکر ایرج کے چلے یہان کیوان جوشان و خروشان میدان
مین آیا جانتا ہے کہ سہیل نے ضرور سحر کیا ہوگا اُدھر سے بادشاہ جمجاہ با فوج قاہرہ میدان مین آئے

کیوان گینڈا اُٹھکر اکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
کل ایرج کو بھگا چکا ہون آج تم سب کو قضا کھینچ کر لائی ہی بادشاہ نے گھوڑے پہ کوڑا کیا نعرہ کیا کہ باش
ادبیا آگاہ ہو منم ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سیر نبیرہ صاحبقران زمان نعرہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
نہال گلستان صاحبقران
بہار گلستان کاؤس وجم
اگر تیغ کین برکشم از خلاف
منم شیر دل صف شکن نوجوان
تزلزل فتد در میان مصاف

ایسا نعرہ کوہ شگاف کیا کہ کیوان کانپ گیا بادشاہ گھوڑے کو اُڑا کر آپڑے کیوان کی جو نگاہ جمال
بیمثال پہ پڑی جی مین کہتا ہی یہ جوان کیا مجھ کے برابر مقابلہ آیا ہی یہ تو ایک معشوق ہی اسکو زیر کر کے
لیچلون شراب اسکے ہاتھ سے پیا کرون یہ خیال کر کے آواز دی ای بادشاہ لشکر اسلام یہ وہ تیغہ ہی کہ جسنے ایرج
اور جہانگیر کے خون کا مزا چکھا ہی وہ کہکے دو دستی ہاتھ مارا بادشاہ نے تیغۂ نیمام پر روکا اور گھوڑے کو
بڑھا یا مرکب بیمثل و بینظیر ہو فرزندتعنون سے صدا بلند ہی دونون ٹاپین اپنی مُنہ پر گینڈے کے رکھدین
کیوان نے چاہا ہٹون مگر تیغۂ قضا چمک کر گرا کیوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ نے اول ابر
سپر کے کنگرے اڑا دئے پھر سپر کو کاٹ کر جو تیغہ گرا یا تو قبۂ سپر پر جھکا تھا تا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا
فوج والون نے جو کیوان کو کشتہ دیکھا لینا لینا کہکر آپڑے ادھر سے صفدر قزاق فوج لیکر پہونچا دونون
لشکر آپس مین مل گئے دار وگیر کی صدا بلند ہوئی تمام کوہی بڑے بڑے قدر کے جوان سامنے سے غازیون
کے بھاگے جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یارو یہ کیا معرکہ ہوا کہ ہمارا افسر مارا گیا کبھی ایسے شکست
نہ کھائی تھی جو اس کے مقابلہ مین آیا شکست کھا کے بھاگا وہان شاپور وچابک و آتش جادو سامنے
ایرج کے آکر پہونچے سب حال بیان کیا آتش نے کہا ای شہریار یہ گرمی سحر سہیل کی تھی مین
عرض کرتی تھی مگر حضور نے کہنا نہ مانا ورنہ وہین میدان مین حال کھل جاتا وہ بیچا شکست کھاتا
ایرج نے جہانگیر سے کہا فوراً سوار ہو بیشے مین گھس کر اُس مکار کو مارونگا اور طعنہ دونگا
کہ ساحرون کے بھروسے پر کام کرتا ہی یہ فرما کر حکم دیا ای شاپور مرکب تیار کر وہ ایرج نوجوان کرہ
بن اشقر پہ سوار ہو کر سب کے آگے بڑھے جہانگیر والا تدبیر ساتھ ہین یہان بادشاہ نے سب کو بہونکو
بھگایا لڑتے بھڑتے بیشے مین داخل ہوے بیشہ اسلام آباد ہوا گرز دستہ نام کا بادشاہ اسلام کے جاسی ہوا
کیوان کا بھائی ایمان تیغ زن اسکو وہان کا بادشاہ کیا اور سمجھا دیا کہ ایرج و نور الدہر

جو ادھر سے آوین ایک شب لشکر کی دعوت کرنا اور راستہ قصر خیال سکندری کا بتلو نیا ہم بھی
اسی طرف جاتے ہین ایوان نے بدل و جان قبول کیا بادشاہ اُس مقام پر نہین اُترے اُسی طرح
گھوڑے پر سوار رہبر وراہ قصر سکندری ہے ایوان انتظام کر رہا ہے کہ لشکر مین غریو برپا ہوا
فریاد و فریاد کی صدا آنے لگی ایوان نے گھبرا کر کہا یارو یہ کیا آفت آئی ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج
نوجوان نبیرۂ صاحبقران لشکر پر آ کے گرے ہین ایک ایک سے فرماتے ہین کہ کیوان نامرد کہان
ہے جو ساحرون کے بھروسے پہ کام کرتا ہے اب مقابلہ مین آوے تو حال کھلے اہل فوج کہتے ہین کہ حضور
ہم مسلمان ہین سعد بن قباد نے کیوان کو مارا ابھی عملداری کر کے گئے ہین آپ فروکش ہون دعوت
ہماری قبول کرین مگر وہ فرماتے ہین کہ اس بیشے مین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا کیوان نے ہمارے
ساتھ مکر کیا اُس مکر کا بدلہ یہی ہے کہ خون کے دریا بہادونگا ایوان نے یہ حال سنکر رومال سے
ہاتھ باندھے تلوار گلے مین ڈالکر حاضر خدمت ایرج نوجوان ہوا دیکھا کہ تیور پر بل پڑے ہوے ہین
تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین بلا تکلف قتل کرتے ہین ایوان نے پکار کر آواز دی ای شہریار طناز مو پر غصے کا
کیا باعث جسقدر لوگ آپنے قتل کیے یہ سب مسلمان تھے خدا بادشاہ لشکر اسلام کو سلامت رکھے ابھی وہ
کیوان کو قتل کر کے گئے ہین ملاحظہ فرمایئے گا اور سکہ اُنھین کے نام کا جاری ہے کوئی خطا ہے تازہ ہمسے
سرزد نہین ہوئی امیدوار پرورش ہین جب ایوان نے اسطرح کہا تب ایرج نوجوان نے ہاتھ روکا
انکے ہاتھ روکتے ہی سب فوج والے رک گئے مگر ایرج نے کہا ای شاپور بڑا تمنے غضب کیا وہ ساحر
مدد کو کیوان کی آتا بادشاہ بھی مثل میرے عاجز ہوتے شکست کھا کے بھاگتے جب دلکو تسکین ہوتی منت
مین انکا نام ہو. قیصور وغیرہ نے عرض کی ای شہریار مراد تو یہی کہ راستہ کھلے جو کچھ ہوا بہتر ہوا ابھی تک
نورالدہر نہین آئے آپ نکل چلیے مقابلہ لقراط ثانی مین آ رہیے یہ سنکر ایرج نے باگ کو پھیرا
ایوان نے عرض کی دعوت تو غلامون کی قبول فرمانا چاہیے ایرج نے خنجر کمر سے نکالکر بطور انعام
ایوان کو دیا فرمایا کہ دست راست والے اس فکر مین نہین رہتے ہین کہ کہین جا کر اُترین کوئی خاطر
کرے کھانا کھلائے ہم مہمان خدا رہتے ہین یہ فرما کر باگ پھیری کل لشکر کو ہمراہ لیکر طرف قصر سکندری
کے چلے مگر شاہزادہ نورالدہر مشتاق ہین کہ شبرنگ پلٹ کر آئے تو مین طرف بیشہ بغلسوان
کے کوچ کرون جب کئی دن گذرے اور شبرنگ پلٹ کر نہین آیا تو نورالدہر کو بڑا انتشار ہوا

زعفران پوش سے فرمایا کیا سبب ہوا کہ شبرنگ پلٹ کر نہین آیا میرا دم گھبراتا ہے زعفران پوش
نے عرض کی کہ اُسطرف مسکن ساحران ہے خدانخواستہ ایسا نہو کہ کسی ساحرہ کے قبضے مین آگیا ہو اگر حکم
ہو تو مین بڑھکر دریافت کرون نورالدہر نے زعفران پوش کو حکم دیا کہ تم بڑھو ہم منزل در
منزل آتے ہین زعفران پوش تو بے پروانہ پیدا کر کے چلی کوہ و دشت دیکھتی ہوئی جاتی ہے لیکن
نورالدہر کوئی پانچ کوس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار بڑا قد و قامت
پشت پر ساٹھ ہزار فوج سامنے سے نورالدہر کے گذر گیا نورالدہر سے متعرض نہوا اُدھر ایوان
بیشۂ فیلسواران مین بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ تمرد خون آشام مع ساٹھ ہزار فوج کے
بحکم بقراط ثانی قریب آگیا آج شب کو تاں کر کے کل صبح بیشے کے قتل عام کا حکم دیگا ایوان تھرا گیا
کہ تمرد پہلوان زبردست ہے بادشاہ آگے بڑھ گئے ایرج بھی جا چکے مگر مجبور سوار ہوا فوج بیشے کی
ساتھ لیکر بیرون بیشہ آکر اُترا کہ سامنے سے گرد اڑی تمرد خون آشام با فوج قاہرہ آکر پہونچا لشکر کو
مقابل مین اُتارا تمرد نے جو دیکھا کہ کیوان کا بھائی ایوان مقابلہ مین آیا جھلا کر طبل جنگی بجوا دیا ایوان
نے بھی ناچاری سے طبل جنگی بجوایا مگر ایوان بیقرار ہے کہ اس بے حیا کو کون جواب دیگا کیا معرکہ درپیش ہو
رات بھر دعائین مانگین کہ ای خالق کارساز اس مشکل کو آسان کر دے تیرے نزدیک سب آسان ہے
صبح کو لرزان و ترسان میدان کارزار مین آیا اُدھر سے تمرد خون آشام بلبلاتا ہوا میدان مین
پہونچا گینڈے کو بڑھایا پکار کر آواز دی ای ایوان تو نے بڑا غضب کیا کہ اطاعت مسلمانان اختیار کی اب نہ ہم
تیری مدد کو آتے اب میرے مقابلے مین ایوان نے مقابلہ کیا تمرد نے نیزہ مارا ایوان نے نیزہ روکا
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر نیزہ تمرد کا ٹوٹا تمرد نیزہ پھینک کر طرف تلوار کے متوجہ ہوا تیغ بیتاب نیام
انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا سر ایوان کا زخمی ہوا تمرد نے چاہا سر کاٹ لون دوسرا پہلوان
آپڑا اور کئی ہاتھ تلوار کے مارے تمرد نے وار روک کر ہاتھ مارا وہ مرد مومن سیار گلشن جنان ہوا کئی
پہلوان طرف سے ایوان کے نکلے جو سامنے تمرد کے آیا ایک ضرب شمشیر مارا گیا دس بارہ پہلوان
دوپہر تک اُسنے قتل کیے برابر گینڈے کو مہمیز کر رہا ہے ہر مرتبہ پکارتا ہے او ایوان اسی مین خیر ہے کہ آکر
قدرت کو سجدہ کر ایوان جواب دیتا ہے کہ جو مجھسے ہوسکے قصور نکریگی کسی مسلمان نے ایسا نہین کیا
کہ مذہب باطل اختیار کرے مین سر کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے کھڑا ہون ساتھ والے بھی ایوان

کے کہرہے ہین کہ حضور اگر یہ مغلوب کریگا جان دینگے مگر مذہب اسکا نہ اختیار کرینگے جب بارہ پہلوان مارے گئے اب پرابند ہوا کوئی مقابلہ مین تمرد کے نہین آتا تمرد گینڈا اعیر کررہا ہی اور پکارتا ہی ای ایوان آج اس بیشے مین مذہب خداوندی جاری کراؤنگا مذہب خدا ے نادیدہ مٹاؤنگا کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پشت پر لشکر ظفر اثر آگے وہ شیر زاسپ پریوش اڑاتے ہوے ظاہر ہوے ہرکارے نے بڑھکر عرض کی ای شہریار اسی بیشے کو بادشاہ فتح کرکے گئے ہین تمرد خون آشام فرستادہ بقراط ثانی نے سب کو تنگ کر رکھا ہی بارہ پہلوانون کو قتل کرچکا ہی ایوان ہرچند کہ زخمدار ہی مگر ثابت قدم کوے جرأت ہی بقراط پرستی سے انکار ہی کہتا ہی جان دونگا مگر اُس مکار کو سجدہ نکرونگا نورالدہر نے وہین سے مرکب کو اُڑایا للکارکر آواز دی او مغرور تیرے مقابلہ مین مین آتا ہون کیون اسقدر بلبلاتا ہی سنم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و قہر شہسوارہ چشم شاہزادہ نورالدہر ڈپٹ کر آگئے نگاور زن ہوے تمرد کو گرد کر دیا قریب تھا گینڈے سے گرے بمشکل اپنے کو سنبھال کر نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا گاٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے تمرد کے نکل گیا اُسنے جھلاکر تیغہ کھینچا شاہزادے پر وار کیا نورالدہر نے بارڈھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تمرد نے گریبان پر ہاتھ ڈالا لپٹے ہوے دونون جوان زمین پر آلے آپس مین کشتی ہونے لگی تمرد ہر چند چاہتا ہی ریل کرے دوڑون مگر یہ ثابت قدم کوے جرأت شیر بیشۂ جلالت ہین تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ سے کا لٹھ زمین پر گرا نورالدہر کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی تمرد نے جواب سخت دیا نورالدہر بقہر و غضب اُٹھے تمرد کو سر میدان چیر کر پھینک دیا فوج پر جا پڑے چند حملون مین تمام لشکر کو تہ و بالا کر دیا آخر کفار نے مجبور و ناچار ہوکر اپنے افسر کا لاشہ اُٹھا لیا روتے پیٹتے طرف صحرا کے بھاگے نورالدہر بفتح و فیروزی چلے بیشے مین آکر اُترے ایوان کی معافی قبول کی ایوان نے بیان کیا کہ ای شہریار ایک نوجوان آئے تھے مین نے جب سامنے جاکر عذر کیا تب تلوار روکی مگر معافی غلام کی قبول نہ کی اُسی طرح چلے گئے نورالدہر نے کہا وہ بڑے شخص ہین دعوت مسلمان کی کیون قبول کرتے نورالدہر کے خلق پر ایوان

بہت خوش ہوا لشکر کو لا کر بیشے مین اُتارا کہا ای شہریار وہ طرف قصر سکندری کے گئے ہین نور الدہر نے کہا گئے ہین تو جانے دو پروردگار ہمارا بھی معین ومددگار ہی کیون ایوان لوح طلسم کا پتہ کیونکر ملے زعفران پوش اسی فکر مین گئی ہی وہ پلٹ کر آئے تو کچھ احوال معلوم ہو ایوان نے کہا ای شہریار ہمارے بیشے مین ایک قصر ہی کہ اسکو قصر طلسمی کہتے ہین اُسپر ایک طاؤس بیٹھا رہتا ہی بزرگون سے سنا ہی کہ جو طاؤس کی آواز کو سمجھے اور اُس قصر مین داخل ہو تو کیا عجب ہی لوح کا پتہ ملے کل چلکر اُسکو ملاحظہ فرمایئے نور الدہر یہ مژدہ سنکر شاد ہوگئے شب کو آرام نہین فرمایا دعائین کیا کیے کہ ای پروردگار لوح طلسمی کا پتہ ملے غنچۂ آرزو کھلے بوقت سحر ایوان حاضر ہوا کہا حضور تشریف لیچلین اُس قصر کو ملاحظہ فرمائین کسی طور سے اُسکے اندر جائیے شاید مطلب دلی حاصل ہو نور الدہر سوار ہوے بدیع الزمان وطماس وغیرہ ہمراہ ہین شیررنگ بھی اس عرصہ مین پہونچ گیا ہی رکاب سے لپٹا ہوا ہمراہ ہی نور الدہر نے سامنے سے آکر دیکھا کہ ایک قصر عالی وسط صحرا مین بنا ہوا ہی اُسپر ایک طاؤس بیٹھا ہی منقار کھول کر کچھ آواز دیتا ہی نور الدہر نے فوراً کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا جب طاؤس نے منھ کھولا تیر مارا کہ حلق مین طاؤس کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا طاؤس آواز مہیب دیکر بلند ہوا بلندی پر جا کر ایک آواز دی کہ ای طیران زرین بال وقت مدد ہی نور الدہر نے دیکھا کہ طاؤس غائب ہو گیا ایک عقاب آکر اُسی قصر پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اتنے مین پہلوے قصر سے ایک ابر تیرہ وتار پیدا ہوا یعنے ایک ساحرہ مالک قصر ہی کہ قصور جادو اُسکا نام ہی اپنے مقام پر بیٹھی تھی طائر کی آواز جو کان مین آئی کنیزون سے کہا آج یہ کیا سعر کہ ہی طائر غل مچاتے ہین کیون ہوش اُڑاتے ہین یہ کہکے اُسنے کچھ اشارہ کیا کہ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر پر سوار ہوئی بیرون قصر نکلی نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال تنومند درشت چنگال آنکھین بعینہ چشم غزال بجرات وشوکت طائر ونپر تیر مار رہا ہی مگر کوئی طائر شکار نہین ہوتا صورت زیبا دیکھکر حیران جمال محو دیدار رہوئی خیال مین گذرا اسکو اٹھا لاؤن اسی قصر مین جیکر چین کرون ہر چند دلکو سنبھالا نہ سنبھل سکا آخر ابر کو ہٹایا پکار کر آواز دی ای شہریار یہ کیا بے ادبی ہی جو آپ کر رہے ہین اس تیراندازی سے کچھ نہ ہوگا آخر تڑپ کر گری اور نور الدہر کو اُٹھا لیگئی قصر طلسم مین لاکر پہونچایا اسکے سردار

سب گریان ونالان پلٹے سب سے زیادہ بدیع الزمان بیقرار ہین مگر شبرنگ بن عمرو روتا ہوا
چلا گرد اُس مکان کے چرخ مارنے لگا طرف جنوب کے جو آیا دیکھا ایک چار دیواری باغ کی معلوم
ہوتی ہے اندر سے اُسکے گانے کی آواز آتی ہے شبرنگ تڑپ کر طرف دیوار کے آیا کمند مار کر دیوار
پر چڑھا دیکھا مسند پر ایک ساحرہ بیٹھی ہے اور نورالدہر سامنے ہاتھ پانون بیکار مجبور رونا چاہتا سرنگون
بیٹھے ہین ایک گان بنا بنا کے گا رہی ہے وہ ساحرہ دمبدم نورالدہر کے آگے ہاتھ جوڑتی ہے کہتی
ہے اے شہریار اس کنیز کو قبول فرمایئے نورالدہر جواب سخت دیتے ہین اور فرماتے ہین اے قصور
جادو تو مجکو سحر کر کے اُٹھا لائی بہت پچتائیگی مین فتاح طلسم خیال سکندری ہون مین چاہتا ہون
کہ لوح کا پتہ دے قصور جادو نے ہنسکر کہا اے شہریار طائر وہم وخیال کے پر جل جائین اگر لوح کا
نام زبان پر لائے لوح طلسم خیال سکندری نابود ہے اے شہریار اگر آپ کنیز کو قبول کرینگے
تو ہر مقام پر مدد کرونگی یہ سب حال شبرنگ نے سنا دیوار سے اُتر ایک زرغ مین چھپ کر بیٹھا
قصور جادو نورالدہر کے سامنے [illegible] کر رہی ہے نورالدہر کہتے ہین او ملعونہ اپنی صورت دیکھ مین
کیونکر قبول کرون قصور نے کہا اے شہریار یہ صورت میری اصلی نہین ہے بضرورت یہ ایسی صورت
بنائی ہے جب میری صورت اصلی آپ ملاحظہ کرینگے اپنی معشوق کو بھول جائینگے آپ مجھے مایوس
فرماتے ہین معشوق پر دکھاتے ہین ایک گلدستہ سحر بنکر دونگی مثل میرے آپ بھی بیتاب ہونگے
مانند میرے مجھپر عاشق ہو گئے ہین کسی فن مین عاجز نہین ہون نورالدہر نے کہا اے قصور سراسر
قصور ہے عقل وفراست سے دور ہے اگر تو نے بیہوش کر کے میرے ساتھ وصل کیا جب ہوش مین آؤنگا
اپنی جان دیدونگا قصور نے کہا میری زندگی مین تو ہوش مین نہ آؤگے بعد میرے خیر ہے شبرنگ
یہ سب معاملے دیکھ رہا ہے کہ نیرنگ نامے گائن اپنے مقام سے رفع حاجت کے خیال مین اُسی
نخل کے پاس آکر بیٹھی شبرنگ نے اُسکو جاب مار کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر محفل مین قصور کو
سمجھانے لگا کہ ملکہ عالم نہ سمجھے اُسکو قید رکھو ابھی طائر نوگرفتار ہے اسی وجہ سے جبر ہے مین اسکو
رضامند کر دونگی قصور شبرنگ سے باتین کر رہی ہے کہ ابر گلنار آسمان پر پیدا ہوا ایسی بیہوشی
شیرین ادا اکہ شب ماہ کی سیر کو نکلی ہے اس طرف سے گذر ہوا آواز گانے کی کان مین پہونچی
یہان شبرنگ بن عمرو جمل گائن یہ اشعار گا رہا ہے نظم

جانتے ہین ہم سے شرمائینگے آپ
مہربانی آج فرمائینگے آپ
جانتا ہون بندہ پرور عادتین
آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ

عمر بھر ای جان ترسائینگے آپ
کوئی دم تسکین دل ہو جائیگی
کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ
خیر ہی بستر اٹھایا کیون نسیم

کب بھلا ہمکو یقین آتا ہے یہ
میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ
کل کے سب اقرار پورے ہو گئے
اب بہانے کسطرف جائینگے آپ

مینوش نے جو یہ اشعار سنے اور یہ بھی دیکھا کہ ایک آفتاب تابان حسین نوجوان مسند کے سامنے مجبور بیٹھا ہے قصور جلا رہی ہے مینوش اتر آئی نورالدہر کی نگاہ مینوش پر پڑی ایک شعلہ جوالہ کو دیکھا کہ پائنچے سنبھالتی ہوئی آتی ہے نورالدہر و مینوش سے آنکھین چار ہوئین دونون آپس مین مائل و مبتلا ہوے مینوش نے آکر قصور سے کہا کیون بہن مزاج تو اچھا ہے کیون رنجیدہ بیٹھی ہو قصور نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا بوا کیا حال پوچھتی ہو بیت این است کہ خون کردہ و دل بردہ ئے را ہا بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ہا اس ظالم نے بہت پریشان کیا ہے میری شامت تھی کہ مین قصر سے نکلی ابر پر سوار ہو کر دیکھنے لگی نگاہ اس ظالم پر پڑ گئی بس چھری جگر مین گڑ گئی اٹھا لائی اب یہ انکار کر رہا ہے دیکھیے انجام کار کیا ہو گر قید مین عمر بھر رکھونگی آب و دانہ بھی بند کر دونگی قید مین تڑپ تڑپ کے رہینگے مینوش نے کہا بوا قصور عشق و محبت کہین زبردستی بھی ہوتا ہے تمکو توجہ ہے اسکو تم پر توجہ نہین اور غضب تمنے یہ کیا کہ صورت اصلی سے دکھا دی یہ زیادہ باعث انکار کا ہے یقین تھا کہ اگر صورت اچھی بنا کر آتین تو شاید پسند کر لیتا تم اسکو میرے سپرد کر دین مین اپنے قصر مین لیجاؤن تمھارے واسطے راضی کر لاؤن قصور نے کہا بھلا بوا مین کاہیکو قبول کرونگی کہ میرے معشوق کو تم اپنے قصر مین لیجاؤ یہ سمجھے کہ تم کمسن ہو ساحرہ حسین ہو تم پر مائل ہو جائے تو مین کیا کرون میرا سن ابھی کیا ہے کل تین سو برس گذرے ہین مین نے ابھی تو لطف شباب بھی نہین دیکھا مینوش نے کہا بوا کیا زبردستی دباؤ ڈالوگی قصور نے کہا بوا ایک گلدستہ بنا کر سنگھا دونگی تنہیان تمکو یاد ہین میرا سا حال اسکا بھی ہو جائیگا مینوش نے کہا بوا یہ بہتر نہین اس فریب سے کیا نفع ہوگا جب صورت ظاہری ایسی نہین کہ مرد اسے پسند کرے پھر سحر کرنے سے کیا فائدہ ہوگا جس دن کوئی سحر اتار دیگا اسدن تمکو ملال پہونچے گا آپس مین فساد ہوگا قصور نے کہا بوا چپ رہو چرب زبانی کو کام نہ فرماؤ ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمۂ سخت میرے منہ سے نکل جائے

جو دل مین ہمارے آئیگا کرینگے کسی کے ہم تابعدار نہین تم جان جاتی ہو جاؤ مینوش نے ہنسکر غصہ قصور کا ٹال دیا اور مسند پر آ کر بیٹھی جب قصور نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ بی مینوش لگاوٹین اڑا رہی ہین جھلا کر کہا یوا جاؤ اسوقت تم کیسے آئین مین تمھارے آنیکو اچھا نہین جانتی تم تو آنکھین لڑا رہی ہو کچھ اشارون مین باتین ہورہی ہین اپنا حسن دکھاتی ہو اس گو ہی صورت پر بہت بھولاتی ہو مینوش نے کہا ای قصور ایک تو زبردستی محبت کرتی ہو اور پرے ایسے گلے کہہ رہی ہو ہم جانتے ہین تم بات کو بڑھاتی ہو ایسا نہ ہو ہمکو بھی غصہ آجائے قصور نے کہا تمھارا غصہ میرا کیا کریگا ایک سحر مین دیوانہ کردونگی اور ایسا شہر کردون کہ تم کو اپنی صورت سے نفرت ہو مینوش نے کہا ای قصور اب دل کا تھمنا دشوار ہے صاف صاف تمسے کہتی ہون کہ اب دل ہمارا نہین مانتا یہ سنکر قصور اور زیادہ جھلائی یہانتک تکرار آپس مین بڑھی کہ قصور نے جھولی مین ہاتھ ڈالا ماش کے دانے نکال کر پھینک مارے شعلۂ آتش مینوش پر گرے مینوش مسکرائی مینوش کے مسکراتے ہی چند قطرات آب گرے کہ شعلہ ہاے آتش کو بجھا دیا کہی سحر قصور نے کیے مینوش نے ہنس ہنس کے دفع کیے کہتی جاتی ہے دیکھو یوا بہت پچھتاؤگی آخر کو رسے گو رسے ہاتھون سے کان کی بجلی اتاری تو قصور کو کر پھینک ماری تڑپ کر ایک برق گری کہ قصور کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام ہے قصور جادو یہ دور نور الدہر کے پانون قبضے مین آئے نور الدہر تلوار ٹیک کر اٹھے چاہا نکل جاؤن مینوش نے جو دیکھا کہ معشوق جاتا ہے نور الدہر پر ہاتھ سے اشارہ کر دیا کہ پانون زمین نے تھامے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی سپر پشت سے گری شبرنگ ہان ہان کرتا رہ گیا مینوش نے جھپٹ کر کمر مین بنچہ دیا اور نور الدہر کو لے اڑی شبرنگ بہت پریشان ہوا مجبور و ناچار اس مکان سے نکلا لشکر مین آیا بدیع الزمان وغیرہ بیقرار تھے شبرنگ نے سب حال بیان کیا کہا اس قصر کے قریب آپ کیون اترے ہین شاہزادہ اس قصر مین نہین ہے مینوش قصور کو مار کر لیگئی پھر شبرنگ نے کہا کیون ای ایوان تم کو کچھ حال مینوش کا معلوم ہے ایوان نے کہا ایک مقام ہے کہ اسکو باغ نگارستان کہتے ہین وہان مینوش رہتی ہے یہ کہکے سمت کا پتہ دیا کہ طرف شمال کے جائیے صواب نرگس ملیگا نرگس جادو وہان کا حاکم ہے اگر نرگس نے راستہ دیا یا آپنے اسے قتل کیا تو اس صحرا سے آگے باغ نگارستان ہے بدیع الزمان نے لشکر اٹھایا بارگاہ مین بدولت ہین طرف باغ نگارستان کے کوچ کیا مگر شبرنگ چلا گئی روز کے بعد دیکھا ایک طرف

روشنی معلوم ہوتی ہی کچھ طائر اُڑ رہے ہین شبرنگ نے اپنے کو ہٹایا ایک گوشے مین کھڑے ہوکر
ایک ڈھیلا زمین سے اُٹھایا وہ ڈھیلا چمن نرگس مین پھینکا طائر غل مچانے لگے درختون سے شعلہاے
آتش نکلے پہلوے چمن مین ایک بنگلہ بنا تھا نرگس جادو اس صحرا کا حاکم ہی طائرون کی جو
آواز سنی بنگلہ سے ملتا ہوا چبوترہ چمنستان سے باہر نکلا طائرون کو اشارہ کرتا ہی اسے دیکھو تو یہ
ڈھیلا کسنے پھینکا تھا کسکی قضا آئی ہی کس کو اجل کھینچ کر یہان تک لائی ہی تلاش کرتا ہوا چلا ایک
طرف سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی بیچارہ رونا چارہ بیمار تڑپ تڑپ کے کہر رہا ہی یا خداوند لقراط ثانی
یہ کیا عنایت کی کہ اس صحراے ہول خیز مین آپڑا ہون کہ آب و دانہ نا ممکن ہی مارا مارا پھرتا ہون
کسی شیر بھیڑیے کو حکم دیجیے کہ مجکو کھا جاے نرگس ٹہلتا ہوا قریب نخل کے آیا کھونٹی دار کھڑاؤن
پہنے تھا ایک ٹھوکر مار کر کہا او بیمار تو کون ہی اس صحرا مین تجھے کون لایا اُس بیمار نے ایک آہ کی
کہ زمین ہل گئی کملی جو اوڑھے پڑا تھا وہ اپنے جسم سے اُتاری نرگس نے دیکھا کہ ایک بیمار عارضۂ
جذام مین مبتلا ہی ہاتھ پاؤن پھٹے ہوے پیپ و خون بھرا ہی اور جہان پر نرگس نے ٹھوکر ماری
تھی وہ زخم بہت پھٹ گیا ہی بیمار نے وہ مقام دکھا کر کہا کہ اے بندۂ خداوند مجھ غریب کو ٹھوکر مارنے سے
کیا فائدہ ہوا ایک خنجر مار دے تو تیرا احسان ہو خداوند میری مدد کو نہین آتے میری یہ نوبت پہونچی کہ
اب لوگ ٹھوکرین مارتے ہین یہ کہکے بیمار بہت رویا نرگس کو یہ باتین سنکر رحم آیا جھولی مین ہاتھ
ڈال کر اشرفیان نکالین کہا اے بیمار دلفگار یہ اشرفیان لے میری خطا معاف کر دے مین نے ٹھوکر نادانستہ
ماری بیمار نے ہاتھ دکھاے کہ دیکھیے اُنگلیان تک گل گر گئین مگر یہ جھولی جو زیر بغل ہی اگر آپ کی
خوشی ہو تو یہ اشرفیان جھولی مین ڈال دیجیے نرگس جھکا مگر ایک بوے بد آئی کہ نرگس نے مُنھ پھیر
لیا ہاتھ بڑھا کر اشرفیان ڈالنے لگا بیمار نے پاؤن کھینچے حلقہ ہاے کمند کہ پاؤن مین آویزان تھے
اس طور سے مارے کہ گلے مین نرگس کے پڑے ہاتھ جو جھولی کے قریب لایا تھا ہاتھ بھی جھولی
مین پھنسا نعرہ ہوا کہ منم شبرنگ بن عمرو جھٹکا مارا کہ نرگس گرا شبرنگ نے حباب بیہوشی
مار کر خنجر کمر سے نکالا نرگس کا سر کاٹ ڈالا نرگس کے مرتے ہی دہ پھن جلنے لگے آواز آئی کشتی مرا
نام من نرگس جادو بود شبرنگ نرگس کو مار کر آگے بڑھا ایک مقام پر آکے ٹھہرا تھا کہ نوبت
نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ بدیع الزمان و طہماس وغیرہ لشکر نور الدہر کو ساتھ لیے ہوے

اُسی صحرا مین آکر فروکش ہوئے شبرنگ نے آکر بدیع الزمان سے ملاقات کی سب کیفیت بیان
کردی کہ مین نے نرگس جادوکو مارا۔ اب یہ راستہ کھلا دیکھیے آگے کیا مقام ملے مگر حضور اسی مقام پہ
رہین آگے نہ بڑھین ایسا نہ ہو مینوش کو خبر ہو جائے کہ لشکر نورالدہر آیا ہی کچھ سحر کر دے کہ راستہ
پھر بند ہو جائے بدیع الزمان کو خوب سمجھا کر صحرائے نرگس سے نکل کر چلا مگر مینوش نورالدہر
کو اپنے ساتھ لیکر باغ نگارستان مین آئی وسط باغ مین فرش بچھوایا مسند پہ نورالدہر کو بٹھایا
آپ پہلو مین آکر بیٹھی کہا کیون صاحب اب کیا منظور ہی کیا اس کنیز کی جان لینا چاہتے ہو میرا تو یہ
حال ہی نظم

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب
جیسے ہر کس لیے تجھے ای گلبدن حجاب

افسوس شرم باعث تشہیر ہو چکا
کب تک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی کے اٹھاتی بڑے مزے
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب

ہر بزم مت نثار ہی پروانہ شمع پر
عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب

دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب

نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی او پری
رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب

آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب

اچھا کلام شاہ ہے پردہ ہی نسیم
رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب

نورالدہر نے جواب دیا کہ ای معشوق شوخ و شنگ تو شعلہ جوالہ ہی اسی وقت سے تجھپر توجہ ہی مگر
ہم تلاش مین لوح کی نکلے ہین اگر تمکو معلوم ہو تو حال لوح تعلیم کر جسطرح زعفران پوش لشکر مین
رہتی ہین اُسیطرح تم بھی رہو بعد فتح طلسم انشاء اللہ سحر سے توبہ کرکے تمکو محل مین داخل کیا جائیگا مینوش
نے عرض کی ای شہریار یہ ایسے مقام پہ ہی کہ جان ہوا کا بھی گذر نہین ہو سکتا آپکو معلوم ہی کہ باغ لیکا ؤسیہ
کہان پہ ہی نورالدہر نے کہا مین نے تو آج نام سنا مجکو نہین معلوم کہ باغ لیکاؤسیہ کہان پہ ہی مینوش
نے کہا ای شہریار کاؤس تاجدار کہ نہایت بادشاہ زبردست ہی دو اُس اقلیم کا مالک ہی ستر جادوگر نیان کہ ایک
ایک اُنمین بلائے روزگار ہی محافظ لوح ہین وہان کیا مجال ہی کہ کوئی گذر سکے اگر کاؤس مطیع شہریار ہو
اور آپ کے ساتھ لیکر آپکو باغ مین جائے تو شاید پتہ لوح کا ملے ادھر شبرنگ تلاش کرتا ہوا قریب باغ پہونچا

کمند مار کر دیوار پر چڑھا وہان سے یہ سب باتین سن رہا ہی مینوش نے یہ بھی کہا کہ آپ قریب سرحد کیکاؤس کے
آگئے ہین کیا عجب ہی کہ کاؤس تاجدار سے مقابلہ پڑے مگر آج تک کوئی اوسپر غالب نہین ہوا جادوگر بنیان مرد
کو آتی ہین دوسرے پہلوان کا نہ وہ گھٹاتی ہین اور کاؤس خود بھی صاحب جرأت ہی نور الدہر نے کہا
ہم خود لشکر کشی کر کے اوسپر جائینگے جادوگر بنیان کیا سحر کریگی مینوش نے کہا کنیز حاضر ہیگی نور الدہر
نے کہا ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین آخر شبرنگ دیوار سے اترا دبے پانون پشت نور الدہر پہ آیا ایک
کنیز کی شکل بن کے اشارہ کیا نور الدہر حیران ہین کہ کنیز کیا اشارہ کرتی ہی اوٹھکر کنارے آئے شبرنگ نے
کہا ای شہریار جبسے آپکو تصور جادو اوٹھا کر لیگئی غلام سرگردان پھرتا ہوا نرگس جادو کو مار کر یہانتک
پہونچا آپکے والد کا عجیب حال ہی صحراے نرگس مین اترے ہین اگر ہو سکے تو اپنے کو اون تک پہونچایئے نور الدہر
نے کہا ای شبرنگ تم جاؤ مین حیلہ شکار کا کر کے آؤنگا میرا ارادہ ہی کہ مین کاؤس تاجدار پر لشکر کشی کرون
شبرنگ شاہزادے سے باتین کر کے رخصت ہوا نور الدہر نے مینوش سے کہا کہ ملکہ کوئی مرکب ہی اوسنے کہا
ای شہریار ایک جنگ سے میرا باپ ایک مرکب لایا تھا کہ مرکب خلیل اوسکا نام ہی نہایت خوبصورت مگر انسان
کی بو سے بگڑتا ہی کئی سائیس اوسنے مار ڈالے کنج باغ مین بندھا ہی کیونکر عرض کرون کہ آپ اوسپر سوار ہوجیے
نور الدہر نے کہا ہم تو اوس مرکب کو دیکھین ملکہ نے کہا چلیے دیکھیے نور الدہر نے گوشہ باغ مین آکر دیکھا کہ
ایک مرکب نہایت معقول زنجیرون سے بندھا ہی اور ٹاپین مار رہا ہی نور الدہر نے جو اوس مرکب کو دیکھا بیقرار
ہوگئے کہا ای ملکہ عالم زین وغیرہ منگواؤ ملکہ نے کہا ای شہریار اسکے قریب نہ جایئے زین و لجام کیا ہوگا نور الدہر
نے کہا ملکہ منگواؤ تو اگر بو سے انسان کی بھاگتا ہی تو ہمکو قریب نہ آنے دیگا اور جو اوسنے مان لیا تو کس کر سوار
ہونگے اسی بات مین ٹھہرائینگے ملکہ نے زین مرصع کار منگوایا نور الدہر چمکارتے ہوے قریب آئے اول مرکب
نے بنگاہ قہر دیکھا پھر سر جھکا لیا سینے پر منھ رکھکے زبان سے سینہ چاٹنے لگا نور الدہر نے پشت پر ہاتھ پھیرا
اور زین سے مرکب کو آراستہ کیا لجام اوٹھائی مرکب نے منھ کھولدیا مگر مینوش کانپ رہی ہی کہتی ہی ای شہریار
اپنے کو بچایئے نور الدہر نے دامن گردانے چست کر کے پشت پر سوار ہوے مرکب نے تیور بدلے الد
تھتھن سے فرانے کی صدا بلند ہوئی نور الدہر نے اوسکو ٹہلانا شروع کیا ذرا جوش دبایا مرکب نے
ہوا [illegible] جوار باغ [illegible] کیا ملکہ [illegible] مین در باغ پر آئین دیکھا مرکب ایک جانب جاتا ہی
[illegible] خواص [illegible] سے ذرا بڑھکر خبر تو لو ایسا نہو شہریار کو کسی نالے مین گرا دے وہ تو طرارہ

بھرتا ہے چند خواصین بیقراری ملکہ کی دیکھکر یہ اے خبر چلین ملکہ روتی ہوئی پلٹین کہتی ہوئین کہ صاحب مجھ بدنصیب نے کیون گھوڑے کا ذکر کیا کہہ دیتی کہ مرکب آپ کو منگوا دون گی صدہا مرکب عربی آ جاتے اگر کاؤس تاجدار کو لکھ بھیجتی وہ دو چار مرکب بھیجدیتا جس بادشاہ کو لکھتی وہ مرکب روانہ کرتا ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین اور نور الدہر کو گھوڑا لیے ہوے جاتا ہے کہ انشاء اللہ حال انکا وقت پر تحریر کرونگا اب دوسرا حال لکھنا منظور ہے

دو کلمہ داستان جلالت عنوان رستم پیل تن علم شاہ نوجوان و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ

ساقی لانا شراب سرجوش
پھر آ پہونچے ہین حضرت ہوش
لانا بنت العنب کو لانا
جتنی ہو شراب سبکو لانا
دریا نوشون کا ساسا ہے
دو چار خمون کی اصل کیا ہے
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دینا
دس پانچ برس اُدھر کی دینا
وہ رجو ہو بمثال سب مین
وہ کہ جو ہو حلال سب مین
جو سرخی روے یار کی دے
جو بوے عرق بہار کی دے
جسکا مارا مرے تڑپ کے
جسپر زاہد کی رال ٹپکے
وہ بادہ کہ جسکا برج ہے جام
وہ زہر کہ جسکا ہے دوا نام
تابان ہے جو آفتاب کی طرح
دیتی ہے مہک گلاب کی طرح
جسکا اک نام ہے ادا مست
جسکا دیوانہ ہے سدا مست
ہے نشہ سرور جسکا وہ مے
متوالا ہے حور جسکا وہ مے
شیشہ ہے جس پری کا مسکن
جس پھول کا میکدہ ہے گلشن
جسپر ہے مری طبیعت آئی
جو ہے مرے قلب مین سمائی
جسکا ایوان ہے شیشۂ دل
آنکھین جسکی ہین سیر منزل
رکھتی ہے جتنی خوشی جو ہم کو
کھوتی ہے جو فکر و ہم و غم کو
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
آ پہونچی جو دخت رز پری چہرہ

کیا سر نے ذرہ پروری کی　　کشتی آئی مہک پری کی
وہ آئی کیا مراد آئی　　مطلب نکلا مراد پائی
بے منت خلق و خوف انجام　　ملنے لگا لب سے لب جام
پھر تو تن کے پان تلک پی　　خالی ہوئے ظرف بھر گیا جی
جب نشہ نے اپنا رنگ لایا　　لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا

چہرہ رستم دلان میدان کارزار و سہراب شان تہور شعار اس داستان شوکت بیان
کو یون تحریر فرماتے ہین بیت

تہمتن توان رستم داستان　　چنین داد رخش سخن راعنان

جبکہ رستم پیل تن علم شاد صف شکن اُس جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوئے ایسا انقلاب ہوا
کہ سمک یلداقی بھی اُنسے جدا ہوگیا رات بھر مرکب نے رہبری کی صبح ایک بیشہ مین
آکر پہونچا رستم پشت مرکب سے گرے گھوڑا چرا مین مصروف ہوا قضائے کار سمک یلداقی
کہ تعاقب مین اپنے آقا کے چلا تھا اسوقت آکر پہونچا رستم کو جو صحرا مین پڑا ہوا دیکھا سر
خاک سے اٹھاکر زانو پر رکھا زخم سر مین ٹانکے دیے رومال سے سر کو باندھا جب
رستم کو آرام پہونچا آنکھین کھولین سمک کو اپنے قریب پایا اُٹھ بیٹھے فرمایا ای یار وفادار
عجب جوکھا معرکہ تھا سب سرداروں پر کیا گذری عرض کی ای شہریار آپ کے سرداران
نامی و پہلوانان گرامی زخمی ہوکر سامنے ایک بیشہ ہی اُسمین آکر سب جمع ہوئے منظور
تھا کہ آپ کی تلاش کرین کھپال اژدر سوار لاکھ فوج سے جاتا تھا اُسنے سبکو گرفتار
کرلیا ہرچند کہ آپکے سردار خوب لڑے مگر فوج اُسطرف زیادہ تھی گھوڑے مارے گئے
از روے بلوے کے سب کو پکڑ لیا پہلو مین دشت ہی اُس مین اُترا ہی یقین ہی کہ کل کوچ
کرے اور ہرکارے بھی اُسنے روانہ کیے ہین کہ اور سردار جہان جہان زخمی ملین اُن کا
پتہ لگا دین سب کو گرفتار کرکے لیجاؤن رستم نے فرمایا کہ ای سمک مین اسکو کب
گوارا کرونگا کہ میرے سرداروں کو گرفتار کرکے لیجائے مین ابھی چلتا ہون انشاء اللہ ابھی
اپنے سرداروں کو رہا کرونگا ایسا نہو کہ اُنپر کوئی تکلیف ایسی پہونچے کہ کوئی سردار

ہلاک ہو جائے یہ فرما کر پشت مرکب پر سوار ہوے سمک نے بہت کہا کہ حضور اکیلے ہیں وہان لاکھ سوار و پیدل ہیں فرمایا کہ مین شبخون مارونگا انشاء اللہ شل کپتان فرنگی اسکو بھی قتل کرونگا اور سرداردن کو رہا کرلونگا یا قضا لیے جاتی ہی سمک ناچار ساتھ ہوا رستم مرکب اڑاتے ہوے چلے جب اُس صحرا سے نکلے دیکھا کہ لشکر کہپال اترا ہوا ہی ایک بارگاہ کلان بیچ میں استادہ ہی گرد سوار و پیدل اترے ہین فرمایا کہ اے سمک مین اول نام قبلہ و کعبہ کا نعرہ کرتا ہون سمک نے کہا بسم اللہ مین حقہ ہاے آتشبازی مارونگا رستم نے گھوڑا بڑھایا اول چند تیر مارے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بے حیا وای نابکاران پر دغا۔ نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا البتہ شمشیر چار
کہے تیغ صمصام و قمقام نام	کہے تیغ عقرب کہے ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

سمک نے حقہ ہاے آتشبازی مارے رستم نے دو چار چوانون کو اُس مقام پر مارا سمت مشرق سے نعرۂ صاحبقران کیا تھا اب طرف مغرب کے آئے اور لندھور کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان	اگر نامم نہ میدانی منم لندھور بن سعدان

اور چند ساعت اُس مقام پر شمشیر زنی کی طرف جنوب آئے مالک کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ مالک

منم مالک اژدر خشمگین	سپہ دار در لشکر اہل دین

کسی طرف اپنے نام کا نعرہ کیا کسی طرف نعرۂ بدیع الزمان کر دیا کہین ایرج کا نام لیا کسی طرف نور الدہر کا ذکر کیا سب سرداران نامی کے نعرے کیے فوج مین تلوار چلنے لگی کفار اُس شب تیرہ و تاریک مین مشرق والے مغرب والون سے بھڑ گئے اور جنوب والے شمال والون سے شمشیر زنی کرنے لگے آپس مین تلوار چل رہی ہی بھائی کو بھائی اور باپ کو بیٹا قتل کر رہا ہی لیکن کہپال کو ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران مع سرداران نامی و فوج بے حساب شبخون آکے گرے ہین اتنا غلامون نے دیکھا کہ ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی لاشون کے انبار لگے ہین کہپال نے گینڈا طلب کیا اُس پر سوار ہو شلپی ساتھ اب جو بارگاہ

نکلا ہر مقام پر دیکھتا ہی کہ بھائی سے بھائی لڑ رہا ہی پیدل بھی اسی لشکر کے اور سوار بھی اسی طرف کے
آپس مین مصروف جنگ ہین ہر طرف سے صداے وا رو گیر بلند ہی سب کو ہٹاتا ہوا کہپال آتا ہی
کہتا ہی یارو مسلمان کہان ہین سب میرے ہی لشکر والے سردار ہین اب جو روشنی مین دیکھا تو باپ
بیٹے کی لاش پر رونے لگا اور بیٹا باپ کے واسطے سر پیٹنے لگا کہپال جھلا کے گالیان دیتا ہی کہ او
نامردو آپ ہی قتل کیا اور آپ ہی روتے ہو اندھیری رات مین خیال نہ کیا آخر مسلمان کس طرف
ہین لشکر کو جنگ سے منع کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر سامنے دیکھا ایک جوان صاحب سطوت و صولت
ایک غول مین لڑ رہا ہی تاک تاک کے افسرون کو مار رہا ہی گرد لاشے تڑپ رہے ہین دریاے
خون جاری ہی مگر وہ جوان شیرانہ نہنگانہ لڑ رہا ہی جو پہلوان سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا
کہپال نے للکارا کہ او حمزہ مین نے پہچانا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا سمک بلداقی
نے قریب خیمۂ قید خانہ پہونچکر چند حقے آتشبازی کے ایسے مارے کہ نگہبان بھاگے
سمک نے سردارون کو رہا کیا یہ بھی سب نکلتے ہی جنگ مین مصروف ہوے چالیس
سردار ہین کافرون کو مار کر گھوڑے لیے اُن گھوڑون پر سوار ہوے جنگ رستمانہ
کرتے ہوے آتے ہین یکایک دور سے آلاگرد فرنگی نے دیکھا کہ آقاے نامدار مقابل
مین کہپال کے پہونچے کہپال نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
چاہا کہ وار کو تلوار پر رد کرون مگر گھوڑا جو بیچ مین تھا ہاتھ سر پر سے ہٹا تلوار کہپال کی
پڑی کہ خود کو کاٹا زخم کاری سر پر آیا رستم نے مرکب ہٹایا سردارون نے جو اپنے
آقا کو زخمی دیکھا کہپال پر جا پڑے اپنے کو زخمی کرایا مگر رستم کو اس مجمع سے نکالا
رستم کے سر سے خون بہتا ہوا گرد سب سردار وہ بھی زخمدار مگر سینے تانے ہوے لڑتے
بھڑتے رستم کو لے کے نکلے ہر چند کہپال نے کد و کاوش کی کہ اِن سب کو مار لون مگر ممکن
تھا یہ جوانان شیر دل چالیس جوان لاکھ فوج مین لڑے ہر چند کہ قید سے نکلے تھے اور زخمی
بھی ہوے مگر حوصلہ مین کمی نہین یہ ہی چاہتے ہین کہ صفون کو درہم و برہم کرین رستم نے بھی
اس حال مین کئی مرتبہ قصد کیا کہ مقابلہ مین کہپال کے جا پڑون مگر سرداران جانباز نے روکا
کہ حضور کے پہلے زخم سر پر دوسرا زخم آیا اب آپ لائق مقابلہ نہین ہین جس طرح ہو سکے نکل چلیے

سرداروں نے کمانیں کاندھوں سے اُتارین سمک نے بڑھکر حقہ ہاے آتشبازی مارے حقوں کا جو دنانا ہوا مجمع متفرق ہوا رستم سرداروں کو لیے ہوے نکلے دور تک فوج کفار نے پیچھا کیا جب فوج قریب آگئی پلٹے اور پلٹ کر لڑے سو دو سو کو مارا پھر بڑھے ایک دشت ویران مین آکر پہونچے سرداروں نے رستم کو اُتارا مگر صحراے ویران جنگل سنسان لق و دق میدان ہو اُسی ریگستان مین اُتر پڑے ایک نے ایک کے زخم مین ٹانکے دیے زین پوش بچھا بچھا کے بیٹھے سمک نے اس دشت ویران مین کھانے کا یہ سامان کیا کہ درختوں سے کچھ پھل توڑ کر لایا آٹا پاس سے نکالا آگ روشن کرکے روٹیان پکائین رستم وغیرہ کو کھلائین مگر کہپال جب جنگ سے پلٹا لشکر مین شمار کیا پچیس ہزار آدمی مارے گئے سردار اسکے آپس مین ناز کرنے لگے کہ ہم خوب لڑے مسلمانوں کو قتل کیا مگر جب دیکھا تو بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کا خون بہایا کہپال نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ تلاش کرو کہ یہ لوگ کہاں جاکر اُترے ہین ہرکارے روانہ ہوے جہاں یہ لوگ اُترے تھے خون کے نشانوں سے اُس مقام تک آئے دیکھا وہی چالیس جوان اور ایک جوان شیر اندام اُس صحراے ویران مین بیٹھے ہین مگر رستم کا قصد ہے کہ مین اسکو زندہ نہ جانے دونگا مقام افسوس ہے کہ مین پہلے ہی وار مین زخمی ہوگیا تیغ کیپتان نہ چلا اگر وار پڑ جاتا تو مع گینڈے چار ٹکڑے ہوتے سرداروں نے عرض کی اے شہریار آپ انتہا کے زخمدار ہین علاج بھی ہم نہین پہونچا سکتے کیونکر عرض کرین کہ حضور اس حال مین چلین نہین معلوم کیا معرکہ ہو ہرچند کہ غلام زخمدار ہین مگر غلامان جان نثار ہین ایسا لڑینگے کہ کفار کو تنگ کر دینگے لیکن آج تامل فرمایئے ذرا تو زخم خشکی پر آئین سرداروں نے رستم کو سمجھایا مگر ہرکاروں نے یہ خبر دریافت کی طرف کہپال کے روانہ ہوے کہپال انتظار مین بیٹھا بلبلا رہا ہے کہتا ہے کہ یارو ایک ضرب میری سر حمزہ پر پڑی حقیقت یہ ہے کہ حمزہ نہایت خوبصورت ہے گرد چہرے کے دھاڑا گویا سورج کے گرد کرن بڑا شمشیر زن ہے اُسکے سرداروں نے آکر وہ شمشیر زنی کی کہ لڑ بھڑ کر حمزہ کو نکال لے گئے ورنہ کیا مین زندہ جانے دیتا اب سامنا ہو جاے تو یک ضرب شمشیر دو پرکالے کرون تو بھی دوسرے وار کی نہ آئے یہاں کے پہلوانون نے کی کی اُسکے ساتھی خوب لڑے

انتہا کے معرکے پڑے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر موجود ہوے پہلے کافردون نے کافرکو مردہ عادی قطعہ

اے فخر جہانبانی وفاسلطانزد	گوہر مہن داری وراساقطازد
روزان وشبان زحق تعالی خواہم	مرکب و ہدیت خداو باساقطازد

شہریار عالم کی عمر کوتاہ ہو دشمن کو ترقی دولت و مال ہو عجب معرکہ گذرا کہ غلام جاکر پہونچے یہانسے دس کوس پر وہ صحرا ہی جہان وہ لوگ اترے ہین ہمنے خود اپنے کانون سے سناکہ سردار انکا اسی وقت آنے پر آمادہ تھا مگر ساقیون نے روکا غلام دیکھکر حاضر ہوے وہ آپکا پیچھا نہ چھوڑینگے اسکے ہمراہیون نے بمشکل سردار کو روکا ہی حضور تامل فرمائین وہ خود آوینگے اور یہ بھی ہمنے خوب معلوم کرلیا کہ نہ حمزہ ہی نہ لندھور فقط ایک بیٹا صاحبقران کا رستم پلیتن علمشاہ نوجوان ہی سردار جو اسکے قید ہوے اس اکیلے نے آکر شبخون مارا لشکر مین تہلکہ ڈالدیا لڑبھڑ کر نکل گیا اپنے سردارون کو لے گیا کہپال نے کہا مین ابھی جاتا ہون سردارون نے عرض کی جب وہ خود آنے پر آمادہ ہی تو آپ کیون تکلیف فرمائے کہپال نے کہا مجھے اس جان کا زندہ رہنا ناگوار ہی کہ جسنے کچھ جان کا خوف نہ کیا اکیلا میرے لشکر پر آپڑا حقیقت مین ایسا لڑا کہ پچیس ہزار آدمی مارے گئے ایسے شخص کا غرور دماغ سے نکالون جاکر شکنیں ہاندھکر لاؤن اسی صحرا مین قتل کرون یہ کہکر اٹھا گینڈے پر سوار ہوا کہا یارو مین بھی اکیلا جاتا ہون اور گھسکر اسکو گرفتار کرکے لاتا ہون مگر فوج والے تیار ہوے کہا حضور یہ اسی جوان کا کلیجہ تھا کہ اکیلا آپڑا اور اپنے سردارون کو رہا کرکے لیگیا ہرچند کہپال نے منع کیا مگر ساتھ والون نے نہ مانا پچھتر ہزار جوان و دو ڈھائی سو پہلوان ساتھ ہولیے کہپال یلغر کرکے چلا یہان رستم بیٹھے ہین وہ صحراے ویران کہ خاک اڑرہی ہی بگولے گرد کے برائے تعظیم اٹھتے ہین جانور کا اس صحرا مین نام نہین اگر کوئی طائر آگیا تو زمین پر گرا پر پرزے جلگئے جابجا طائر پڑے تڑپتے ہین سمک یلداقی جھیلون سے پانی لاتا ہی سب کو پہونچاتا ہی کہ سامنے سے سمک دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار ہوشیار ہوجائیے کہپال مع فوج آپہونچا چارطرف سے صحرا گھرگیا ملاحظہ فرمائیے گردین اڑرہی ہین ہرطرف سے پہلوان آتے ہین رستم نے فورا قبضے پر ہاتھ رکھا

چالیسون جوان مسلح ہوے گھوڑون پر سوار ہوے علمشاہ سب کے آگے بڑھکر کھڑے ہوگئے چالیس جوان پشت پر کھڑے ہین کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کھپال مغرور گینڈا بڑھائے ہوے آتا ہی پشت پر سب جنگی جوان تلوارین کھینچے ہوے کھپال نے وہین سے نعرہ کیا ای رستم نوجوان کہانسے گریبان تمہارا پنجۂ اجل مین پھنسا کہ کشان کشان یہان لایا اب کیونکر بچوگے رستم نے مرکب بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم

ارشد اولاد ایسر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

نیست علمشاہ چو رستم لقب
کر بر تخت مرزوق افگندہ شور

تمام صحرا بھر اگیا چالیسون جوان مثل شیر غضبناک گھوڑون کو بڑھا کر جا پڑے مگر رستم طرف کھپال کے چلتے ہین جو راہ مین ملا اُس سے مقابلہ نہ کیا فرمایا سامنے سے ہٹ جا مگر سرداران رستم نے جس گروہ شمشیر زنی کی کہ خون کا دریا بہا دیا لاشون کے انبار لگا دیے جس مقام پہنچ گئے پہلوانون کو مارا افسرون کو قتل کیا تلوار کے جھنانے کی صدا بلند ہی کھپال ایک مقام پر کھڑا تھا فوج کو ترغیب دے رہا تھا کہ رستم کو دیکھا شہزادہ تلوار کھینچے ہوے سامنے پہونچے للکارا کہ او نامردان غریبون کو قتل کراتا ہی آپ تماشہ دیکھ رہا ہی میرے مقابلہ مین آتو احوال کھلے تجھکو تو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی اور ہمارا ان مین اپنا فقط خدا ہے کارساز و بندہ نواز ہی کھپال نے جو نعرۂ شیر کی آواز سنی گینڈا بڑھایا رستم آگرا اسطرح تگاور زن ہوے کہ گرد برد کر دیا قریب تھا کہ گینڈے سے زمین پر کھپال گرے مگر بمشکل اسپ کو سنبھالا خبردار رکھکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ کپتان پر رد کا الجھا دے سے ہاتھ نکالا خبردار رکھکے ایک ہاتھ مارا تیغۂ کپتان تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود کو کاٹا دو بلغہ و عرق چین کو کاٹ کر سر اسر سر کے دو پر کالے کیے کھینچتی ہوئی تلوار تا بسینہ پہونچی وہان سے اتر کر زین کو کاٹا پھر تہ زین کو کاٹا مع گینڈے کھپال کے چار ٹکڑے ہوے کافرون کے رنگ کٹ گئے کہ بلیداقی یا تو حقہ ہاے آتشبازی مادہ تھا کھپال کا جو لاشہ زمین پر گرا سر اسکے کھپال کا نوک نیزہ پر بلند کیا سب افسرون کی جو نگاہ پڑی کہ افسر کلان مارا گیا سرداران رستم نے غلغلہ کیا کہ ہمارے آقاے نامدار نے کھپال کو مارا اب کل فوج کو بھگا دینگے کافر سمجھے کیا لڑ سکینگے

صفون مین ہنگامہ ہوا قریب تھا کہ فوج کے پانون اٹھین کہ صحرا سے گرد اڑی اقوال کرگدن سوار بھائی کہپال کا پچاس ہزار فوج سے آکر پہونچا مگر بھائی کا سر دیکھکر آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کہتا تھا کہ یارو میرا بھائی ایسا نہ تھا فوج والون نے کدو کوشش نہ کی سب نے مل کر میرے بھائی کو مار لیا ہی ہرکارون نے خبر دی کہ ای پہلوان ودمان ایسا نہ فرمائیے دو مسلمان ایک سمت لڑتا ہیب جانتے ہین چالیس جوان زخدار کس گھمسان سے لڑ رہے ہین فقط اکیلے رستم کے ہاتھ سے کہپال مارا گیا یہ سنکر اقوال نے فوج کو اشارہ کیا اقوال کے آنے سے فوج کے پانون تھمے بکر ڑنے لگے قتنا سے کا۔ آلا گرد فرنگی اپنے ساتھ والون سے الگ ہو گیا تھا ایک غول مین لڑ رہا ہی اقوال نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان اکیلا مجمع عام مین لڑ رہا ہی کئی افسرون کو مار چکا ہی پیادے سوار پر ہاتھ نہین ڈالتا افسر کو ٹوک کر مارتا ہی فوجون کو بے افسر کر رہا ہی اسنے فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کر لو چار طرف سے کمندین اور زنجیرین پڑنے لگین آلا گرد بندھکر گرا کفار ٹوٹ پڑے ہر چند کہ گرتے گرتے آلا گرد نے کئی جوانون کو مارا آخر گر کر بیہوش ہو گیا کئی ہزار جوان ٹوٹ پڑے اقوال نے دیکھا کہ آلا گرد گرفتار ہو کر سے بھی آیا مگر میری فوج دلدہی نہین کرتی سب کے قدم اُٹھے جاتے ہین ہر چند اقوال غل مچاتا ہی کہ یارو کیون قدم ہٹاتے ہو مگر فوج والے نہین ٹھہرتے کئی ہزار جوان بھاگ کر جنگل مین جاکر ٹھہرے اقوال نے آلا گرد کو سلسل کیا ایک اراب پر ڈال لیا فوج کو علٰحدہ کرکے کہا ای یارو نکل چلو اب تم لوگون کا قدم نہین ٹکتا اور دیکھ رہا ہون کہ قاتل کہپال نے زمین ہلا دی لڑتا بھڑتا چلا آتا ہی آخر سب کو ساتھ لیکر اقوال بھاگا رستم پیچھا نہ چھوڑتے تھے مگر سمک نے بڑھکر باگ پر ہاتھ ڈالا کہا ای شہریار یہ آپ کا اقبال ہی کہ فوج بھاگی جاتی ہی اب آپ پیچھا نہ کیجیے رُک جائیے عملشاہ سمک کے کہنے سے رُکے کفار اتنے عرصہ مین کئی کوس نکل گئے عملشاہ کھڑے انتظار کر رہے ہین کہ سردار انکے پلٹ کر آنے لگے جب سب سردار آگئے مالا گرد سے پوچھا تمھارے بھائی صاحب کہان ہین مالا گرد نے عرض کی حضور وہ زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے اقوال نے ان کو فوراً گرفتار کر لیا غلامون نے ہر چند کد و کوشش کی مگر وہ لوگ آلا گرد کو لے کر نکل گئے فرمایا کہ ای سمک تو نے مجبور روکا ورنہ آلا گرد کو وہ

لوگ نہ لیجا سکتے اب تو جھٹ کر خبر تو لا کہ آلاگرد کو کہان لے گئے مجھکو ان کے
گرفتار رہونے کا بڑا ملال ہی اگر خدانخواستہ ان کو قتل کرڈالا تو مین لشکر مین مُنھ دکھانے
کے لایق نہ رہونگا سردار طعنہ دینگے کہ اپنے سردار عالی کو قتل کرادیا سمک
نے کہا مین ابھی جاکر خبر لاتا ہون سمک بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا پندرہ
کوس پر اقوال جاکر اترا بشقت تمام شام کو سمک قریب لشکر اقوال پہونچا دیکھا
اسنے کہ لشکر اقوال فرودکش ہی اقوال ایک بارگاہ کلان مین داخل ہی اور ایک خیمہ
سیاہ پہلوے لشکر مین ہی اس مین آلاگرد فرنگی مسلسل اور مطوق بیٹھا ہی بارہ ہزار
جوان تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے گرد اس خیمہ کے بیٹھے ہین سمک نے یہ حال
دیکھکر ایک دُکان دار سے بیٹھ کر پوچھا تو دریافت ہوا کہ اقوال حکم دے چکا ہی کہ
صبح کو آلاگرد کو دار پر کھینچونگا سمک گھبرایا کہ مین دن بھر مین یہان پہونچا اب رات
بھر مین اگر مین خدمت رستم مین پہونچا تو اُن کے آتے آتے آلاگرد قتل ہو جائیگا
اگر مین پڑے تو رات کو تدبیر کرکے آلاگرد کو رہا کر دے یہ سوچ کر سمک پھرنے لگا ہر طرف
جاتا ہی کہ کہین پہلو پاؤن تو نقب دون اپنے کو خیمے مین پہونچاؤن مگر کسی طرف محل نہین
پاتا ایک گوشے مین آکر ٹھیرا ہی کہ صبح کو بوقت قتل خنجرزنی کرونگا یا جان دونگا
یا آلاگرد کو لے نکلونگا پہر رات پچھلی باقی تھی کہ نگہبانون مین ہلڑ ہوا کہ قیدی خیمے سے
غائب ہو گیا اقوال سوار ہو کر آیا بارگاہ مین دیکھا نقب لگی ہوئی ہی اور ایک پرچہ کاغذ
کا پڑا ہی اس مین لکھا ہی کہ ای اقوال آگاہ ہو کہ منم نشان صف شکن سردار رستم
کو تو چاہتا تھا کہ قتل کرے میرا قلعہ بالاسے کوہ ہی مین نے جو خبر سُنی مجھکو بہت ناگوار ہوا
کہ ایسے شہریار کا سردار ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہو اگر تجھکو دعواے جرأت ہی
تو لشکر کشی کرکے قریب قلعہ آ وہان سمجھا جائیگا دیکھون تو کیسا بہادر ہی اگر نہ آیا تو مین
خود آکر تیری سرکوبی کرونگا بارہ ہزار قزاق جوانان صف شکن ہمراہ رکھتا ہون یہ
مضمون پڑھکر اقوال بہت جھلّایا سردارون کو حکم دیا کہ صبح کو سب تیار رہین اب
ایک قزاق کو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے گنہگار کو لے گیا فرزند حمزہ تک تو مضائقہ نتھا

ایک شریر ایسی حرکت کرے وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے سمک ہان لڑکھڑا رہا صبح کو دیکھا
کہ اقوال سوار ہوکے طرف قلعہ کوہ کے چلا سمک پلٹا کہ جاکر رستم سے اطلاع کرون اِس جوان
نے تو دوستی کی ہو اِس کے ساتھ خیر خواہی چاہیے سمک بھاگا بھاگ خدمت رستم مین پہونچا
تمام معرکہ بیان کیا رستم اُسی وقت سوار ہوے طرف قلعہ کوہ کے چلے گر نشان صف شکن
آلاگرد فرنگی کو لیکر آہنی قلعہ مین آیا قید جسم سے دور کی بارگاہ مین لاکر مقام صدر پہ جگہ دی اور
قزاقون سے کہا یارو یہ تمھارا مہمان ہو انھین کے حیلے سے رستم سے ملاقات ہوگی مگر اقوال
ضرور فساد برپا کرے گا سب نے عرض کی اقوال کی کیا حقیقت ہو آپ کے مقابلہ مین آئے
اگر آئے گا تو مزہ اُٹھائے گا ذلیل ہوکر جائے گا سب کو آمادہ کرکے نشان صف شکن
بیٹھا ہو آلاگرد کی خاطر کر رہا ہو آلاگرد شرمندہ فرمارہے ہین کہ اے نشان انشاء اللہ رستم
سے تمسے بڑے لطف سے ملاقات ہوگی کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی کہ
اقوال لاکھ فوج سے قریب قلعہ کوہ آپہونچا چاہتا ہی پہاڑ کو گھیر لون آلاگرد تلوار ٹیک کر
اُٹھے کہا اے نشان صف شکن تم تو ہمپر احسان کرچکے لیکن انشاء اللہ ہم جاکر اقوال سے
مقابلہ کرینگے اگر خدا چاہے گا تو اُس کی مشکین باندھ کر لائینگے تمھارے قدمون پر گرا دینگے نشان
نے عرض کی اے مہمان عزیز یہ کب ہوسکتا ہو کہ ہم مہمان کو لڑنے کا حکم دین اور آپ بیٹھکر آرام
کرین مین جاکر سمجھ لونگا یہ کہکے نشان نے قزاقون کو تیار کیا مگر آلاگرد بھی ساتھ ہوے
نشان چلنا آلاگرد کا قبول نہ کرتا تھا مگر آلاگرد نے نہ مانا بارہ ہزار قزاقون کو لیکر زیر قلعہ
آئے لشکر کو آراستہ کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی اقوال کر گدن سوار بجمعیت
لاکھ سوار و پیدل آکر پہونچا اول نشان کو نامہ لکھا کہ اے نشان تمنے بڑی گستاخی
کی مگر معاف کرتا ہون میرے قیدی کو حوالے کرو ورنہ کل یہان خون کا دریا بہادونگا
ایلچی جو اِس مضمون کا نامہ لیکر آیا اور نامہ ہاتھ مین نشان کے دیا آلاگرد نے نامہ لیکر
پھاڑ ڈالا ایلچی کو نکلوا دیا اقوال کو جو خبر پہونچی بہت جھلایا طبل جنگی بجوایا نشان نے جو
خبر سُنی اپنے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین مگر نشان نے رات کو آلاگرد سے
کہا اگر آپ کی صلاح ہو تو لشکر اقوال پر شبخون مارون میرے قزاق خوب تیار ہین آلاگرد نے

کہا شبخون مارنا مردان عالم کے نزدیک خلاف جرأت ہی ہماری صلاح نہین نشان نے اصرار
کیا آلاگرد نے کہا جو تمھارے نزدیک بہتر ہو وہ کرو ہم تمھارے ساتھ ہین لڑینگے مرینگے ہم پر
چشم زخم نہ آنے دینگے دو پہر رات گئے نشان نے لشکر تیار کیا آلاگرد بھی ساتھ ہین بارہ ہزار
کے چار غول کیے ایک غول آلاگرد نے لیا تین ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر سب کے آگے
آلاگرد ہے نشان محجوب ہوتا ہی کہتا ہو کہ اے مہمان عزیز آپکا تکلیف فرمانا مجھپر بہت شاق ہی
ہم چاہتے ہین کہ تم آرام کرو ہم انکو سزا دے کر چلے آوینگے اس لشکر کشی کا مزہ چکھا دینگے
الغرض جب آلاگرد سامنے لشکر اقوال کے پہونچا اقبال کوہ کن کے کہ طرف سے اقوال کے
طلایہ پر تھا گینڈا بڑھایا چاہا تیغ کو روک لون آلاگرد نے بڑھکر للکارا کہا او نامرد
ہٹ جا اقبال نے نہ مانا ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو آلاگرد نے
بڑھکر شمشیر زنی کی لڑتے بھڑتے تا بہ اقبال پہونچے اقبال نے ہاتھ تلوار کا مارا آلاگرد
نے روک کر اس کن سے ہاتھ مارا کہ اقبال کے دو ٹکڑے ہوے اقبال کو مار کر
آلاگرد بڑھے کہ نشان بھی آکر پہونچا نشان نے دور سے دیکھا کہ آلاگرد فرنگی
تیر انداز رہا ہی تیغ اقوال مین ہنگامہ پڑگیا اقوال کو خبر ہوئی کہ نشان نے شبخون مارا
مسلح ہو کر اپنے خیمے سے نکلا باہر نکلا تھا کہ ملازم لاشہ اقبال لیکر آئے بھائی کا لاشہ
دیکھکر بہت رویا پوچھا کون ایسا بہادر ہو کہ جس کے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا میری آنکھون
کے نیچے اندھیرا ہی لوگون نے بیان کیا کہ اُسی گنہگار کے ہاتھ سے یہ مارے
گئے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ وہی فوج مین لڑ رہا ہی فوج کے پیر نہین جمتے بہت لوگ
بھاگ گئے اقوال نے نکلتے ہی نعرہ کیا کہ یارو بڑے شرم کی بات ہی کہ قزاقون سے
بھاگے جاتے ہو ترغیب جنگ دیتا ہوا بڑھا جس مقام پہ پہونچا یہی معرکہ نظر آیا کہ
قزاق گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین طنابین خیمون کی کاٹ دی ہین چارطرف آگ
لگی ہوئی ہی ہنگامہ گیرودار بلند ہی اقوال نے زانو پر ہاتھ مارا اور پکار کر کہا یارو تم لاکھ
آدمی ہو اور قزاق بارہ ہزار ذرا جی داری کرو سب کو گھیر کر مار لو اقوال نے جو
یہ نعرہ کیا بھاگتے ہوے پلٹے قزاق مجمع مین گھر گئے نشان لڑتا ہوا قریب آلاگرد کے آیا

کہا ای بہادرو ہلوگ گھر گئے آلاگرو نے بڑھکر شمشیر زنی کی ڈرتے ہوئے سامنے اقوال کے پہونچ
للکارا کہ او اقوال مردان عالم سے مقابلہ کر کیا فوج کے بھروسے پر لڑ رہا ہی اقوال نے گینڈا بڑھایا
مقابلہ آلاگرو مین پہونچا آلاگرو نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون کہ ایک شخص نے پہلو پر آکے برچھہ
مارا تانے پر آلاگرو کے پڑا یہ تو اپنے کو سنبھالنے لگے ادہر سے ہاتھ اقوال نے مارا کہ
سر بھی آلاگرو کا زخمی ہوا اقوال نے چاہا سر کاٹ لون نشان نے قزاقون کو آواز دی
یارو بڑی شرم کی بات ہے مہمان قتل ہوتا ہے اپنی جانین دو وادیا اسکو بچاؤ قزاق بلوہ کر کے
ٹوٹ پڑے اقوال نے اُس بلوے مین کئی قزاقون کو قتل کیا مگر قزاقون نے دم شمشیر پر گلے
رکھ دیے اقوال کو بھی زخمی کیا کسی نے نیزہ مار دیا کسی نے دیکھا کہ یہ خطا شعار دور ہے تو تیر
مارا اقوال کے پڑا خانۂ زرہ کو توڑ کر جسم مین در آیا مگر اقوال نے تیر اکھیڑا اور پھینک دیا کبھی
تیراندازون پر جا پڑا کبھی بڑھکر تیر و کمان کو قلم کیا بڑی ہوشیاری سے جنگ کر رہا ہے پہلوان
کارآزمودہ جنگ دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ فوج بے حساب ساتھ ہے نشان نے دیکھا کہ یہ
اس مجمع سے نکل نہین سکتا یقین ہو کر موت گھیر کر لائی ہے بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز
وای رب کارساز ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم

نظم

زہے شمعے کہ روشن کرد نورش جملہ محفل را — زہے نورے کہ داد از پرتو خود روشنی دل را
زہے عقدہ کشا کز وی کشاید عقدۂ لاحل — کند آسان بوقت کارسازی کار مشکل را
زہے ہادی کہ در راہ ہدایت راہبر باشد — زہے عاقل کہ در غفلت کند آگاہ غافل را
خداوندیکہ ہرگز نیست انکار از خدائیش — چہ دانا را چہ نادان را چہ عالم را چہ جاہل را
زہے خالق زہے قادر زہے صانع کہ ہر موسم — برارد برگ و بار از چوب خشک و گل کند گل را
زہے قاصد کہ در قصد نخ محکم بود پایش — زہے سالک کہ طی در راہ عرفان کرد منزل را
ز صرف و نحو و منطق عالمان را علم وحدت بس — ز نسخ حرف ہجی یک الف کافی است فاضل را
زہے حالت خوش است اندر جدائی عاشق بیدل — غم ہجران مذاق وصل بخشد مرد واصل را
بجز جانان غم جان ہم ندارد عاشق بیجان — بغیر از دلربا با دل تعلق نیست بیدل را

بجز ذکرش نہ بود مرد ذاکر بر زبان ذکرے
شہید تیغ ہجران زندہ تا محشر نگردد
درین مقتل سلامت ماند زدست عدو جانش
خداوندی بخلاق زمین آسمان زیبد
بنور او بنور جمالش حسن روز افزون
بگنج دولت عرفان غنی گردی و مستغنی

بجز شغلش نباشد شغل دیگر مرد شاغل را
غریق لجۂ الفت نہ بیند روے ساحل را
کشد ہر کس کہ با تیغ محبت نفس قاتل را
شہنشاہی سزاوار است آن سلطان عادل را
کند بر مطلع خوبی منور بدر کامل را
کنی حاصل اگر باشدی حصول الحاصل را

آلا گرد فرنگی نے دعا مانگنے پر نشان کے اقتدا مین کہا ہی یقین ہی کہ کفار کے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے مجمع مین گھر کر مارے جائینگے خضوع اور خشوع سے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی دیکھا رستم مع چالیس سردارون کے گھوڑا اڑائے ہوے آتے ہین دور سے ملاحظہ کیا کہ ہمارا رفیق شفیق مجمع عام مین پھنسا ہوا ہی اقوال فوج کو ترغیب دے رہا ہی کہ ان قزاقون کو مارو میرے ساتھ یہ گستاخی کی کہ میرے قیدی کو رہا کر لائے علمشاہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا با شیدائی کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا مرید دانند و بر کہ ماند بداند نعرۂ رستم

ارشد او لاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زدہ

دیگر

نیست علمشاہ چو رستم لقب
کر بر تخت مرزوق افگندہ شور

چالیسون سردار مثل بلاے مبرم آکر گرے علمشاہ لڑتے ہوے جاتے ہین کہ سر اٹھا کر دیکھا ایک جوان حسین زخمون مین چور چور کا کلین کٹی ہوئین دوش پہ پڑی ہین گریہ ہی چاہتا ہی کہ اقوال سے جا بھڑون رستم نے سمک سے پوچھا کہ ای یار وفادار یہ جوان کون ہی جو اس زخم داری مین شمشیر زنی کر رہا ہی چہرے سے اسکے جرأت ہویدا ہی سمک نے عرض کی نشان صف شکن قزاق یہی ہی آلا گرد کو یہی رہا کر کے لایا اقوال طرف نشان کے چلا تھا کہ علمشاہ نے وہین سے للکارا کہ او اقوال مکار خبردار آگے نہ بڑھنا زخم دار پہ جاتا ہی جسے کچھ نہین ملتا ہی کہ احول معلوم ہوئے اس زخمی پہ حملہ اقوال پلٹ پڑا ہر چند کہ غصے مین رستم کو دیکھکر ہاتھ پانون مین رعشہ آیا مگر جی مین کہتا ہی اگر اس جوان کو زیر کیا

تو اپنے لشکر کا اسکو بادشاہ کر دونگا ملک گیری پر قدم مار ونگا یہ سوچ کر رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا نشان صف شکن جمال بے مثال رستم دیکھکر محو مطلق ہوگیا کہتا ہے کہ جیسا اس شہریار کا نام ہو ویسی ہی خدا نے صورت زیبا اسکو عطا فرمائی ہی مگر اقوال نے جو ہاتھ مارا رستم نے بانٹھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مار کے تلوار چھین کر پھینک دی دست زبردست کمر زنجیر مین ڈال کر نعرۂ تکبیر کیا اور اقوال کو فاش زمین سے اٹھا لیا نشان لڑتا ہوا اُس مجمع مین آیا گرد رستم چرخ مار کر اس طرح شمشیر زنی کی کہ کسی کو قریب نہ آنے دیا رستم نے فرمایا ای اقوال کیا کہتا ہی اقوال کی جان پر بنی ہی جانتا ہی کہ اگر پھینک مارا تو اُستخوان چور چور ہوجاینگے پکار اٹھا کہ ای شہریار تابعدار ہون دین اسلام قبول کرتا ہون رستم نے ہاتھ سے رکھدیا اقوال نے فوج کو منع کیا سب سردار آکر رستم کے قدمبوس ہوئے رستم نے سب کو امان دی نشان صف شکن خوشی سے پھولا نہین سماتا ساتھ والون سے کہرہا ہی کہ یار و سنو آج میرا اختر بخت ماہ کامل ہوا رتبۂ جلالت مجھکو حاصل ہوا فرزند صاحبقران رستم نوجوان نے میرے کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور اور روشن فرمایا عمدہ بارگاہ نکال کر استادکرو سامان روشنی مہیا ہو تمام قلعہ مین مشہور کردو کہ عمدہ طائفے حاضر ہون آج جشن نوروزی کی بنا کرونگا سب کو معلوم ہو کہ نشان صف شکن بصدق مسلمان ہوا جس ہرکارے نے مجھکو خبردی تھی کہ کل سردار رستم قتل ہوجائے گا مین یہان سے آمادہ ہوکر گیا شکر ہی کہ رہا کردیا اُسی کی وجہ سے یہ مرتبہ حاصل ہوا کہ آج دعوت رستم مین مصروف ہون قزاقون نے بارگاہ زربفتی زرکوہ استاد کی تمام لشکر مین روشنی ہی طائفے چلے آتے ہین داروغہ ارباب نشاط سب کو اُتار رہا ہی سب کے واسطے الگ خیمے استادہ ہین ایک جانب دیگین چڑھی ہوئی ہین ملازمان نشان لباس فاخرہ پہنے ہوئے بخوشی تمام انتظام کررہے ہین نشان نے بہ اعزاز و اکرام رستم کا استقبال کیا بارگاہ زربفتی مین لایا مقام صدر پر رستم کو بٹھایا رستم نے نشان کا ہاتھ تھام لیا اپنے پہلو مین بٹھایا طائفون کو ارشاد کیا نازنیان پری پیکر و حسینان حور منظر بناز و کرشمہ سامنے آکر کھڑی ہوئین گت ناچ کر یہ غزل عاشقانہ

گانے نگین نظم

آفرینش میں نہ تھا چرخ ستمگر کا جواب
کیون نہ پیدا کر سکا میرے مقدر کا جواب

نا امیدی ہی سوال وصل دلبر کا جواب
پہلے سن لے نامہ بر میرے مقدر کا جواب

دیکھ ہم کہتے ہین آئینہ سے بحث اچھی نہین
سر جھکا دیتا ہی او مغرور ہمسر کا جواب

دی جو قاتل کو دعا کوئی پکارا مرحبا
تھی یہ شہ رگ کی صدا یا اُسکے خنجر کا جواب

مین نے کیون موسیٰ سی پوچھا طور کی جلوہ کا حال
اور خود گم کر گیا ششدر کو ششدر کا جواب

کوئی جادوگر دکھا دے یہ کرشمہ ہی ہمین
سحر سے پیدا کرے چشم فسون گر کا جواب

چھیڑ کر مژگان کو کیا حاصل ہوا ای چشم تر
خون رُلوایا اثر رکھتا تھا نشتر کا جواب

حشر مین نادم کریگا پرسش بیداد کو
داد خواہون کو سکوت اوراُس ستمگر کا جواب

کچھ حواس آلین تو مجھسے قبر مین کرنا سوال
ای فرشتو ہوش کھو دیتا ہی مضطر کا جواب

حشر نے کیون دیر کی ہم تھے مشوش زیر خاک
دے چلا دل کو تسلی تیری ٹھوکر کا جواب

مانگتا ہون مین جو خط ایک غیرت بلقیس کا
سن کے ہدہد بھی پھڑکتا ہی کبوتر کا جواب

میکدون کی ابر رحمت نے اُڑا ڈالی ہی چھان
ڈھونڈھتا پھرتا ہی میرے دامن تر کا جواب

یہ غلط ہی اُسنے ملنے سے کیا انکار محض
صاف ای قاصد نہین ہوتا مکدر کا جواب

یو نہین معلوم اُنکو آ گئی کس مست کی
کہتے ہین میکش نہین مٹی کے ساغر کا جواب

کس سے طالب ہی اثر کی ای فغان بے اثر
پھر سنیگی گنبد چرخ ستمگر کا جواب

یار کی تحقیق جرم انتظار میرا ہو گیا
داور محشر کی پرسش اہل محشر کا جواب

کیا کرام کاتبین گنجان لکھتے ہین عمل
ہو گئی اک فرد عصیان ایک دفتر کا جواب

شب بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا صبح کا وقت ہی بھیرو ین کی تانین پڑ رہی ہین اور براے خمار شکنی دو دو جام اور چلے ہین ساقیان ماہ رو سامنے حاضر گلابیان سرنگون جام کا یہ انجام کہ دل بھرے ہوے خط جام تحریر تقدیر گانے مین گائیون کے تاثیر پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر و چارقب شہنشاہی در بر مگر لباس سیاہ پہنے ہوے ساتھ والے بارہ چودہ ہزار جوانان

خوشرو مگر سب کالے کپڑے پہنے ہوے نشان نے جو آمد اُس بادشاہ کی دیکھی دوڑ کر باہر نکل آیا گھوڑے پر سوار ہو کر سامنے تخت کے پہونچا پکار کر آواز دی ای بادشاہ عالیجاہ کس ارادے سے آتے ہو خبردار آگے نہ بڑھنا اگر ارادۂ حرب و پیکار ہی بسم اللہ شروع کیجیے اگر کچھ اور ارادہ ہی تو وہ ظاہر کیجیے رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین اُس بادشاہ نے پکار کر آواز دی ای نشان صف شکن مجھکو نہین پہچانتے تم ضرغام تاجدار ای حوالی کا بادشاہ ہون اپنے زور بازو سے ملک تسخیر کیے سنکر آیا ہون کہ فرزند صاحبقران زیر قلعۂ کوہ جلوہ فرما ہین مین بھی چلکر قدمبوس ہون نشان نے گھوڑے سے کود کر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا با اعزاز و اکرام لیکر چلا اور سرداران قزاق بھی آ گئے اقوال بھی یہ خبر سنکر پہونچا آلا گردمالا گرد وغیرہ بھی آئے ضرغام تاجدار کو سب سردار سامنے رستم کے لائے ضرغام تاجدار نے سلام کیا رستم اُٹھ کھڑے ہوے تاجدار کو گلے سے لگایا پہلو مین جگہ دی تخت آکر ضرغام کا بچھا رستم نے ساقی نیچے کو اشارہ کیا ساقی بیچے نے جام شراب ضرغام تاجدار کو دیا ضرغام نے رستم کو سلام کرکے جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا جب دو چار جام پیے اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا وہ بادشاہ تخت سے اُٹھا رستم کے سامنے رونے لگا کہا ای شہریار مین فریادی آیا ہون مجھکو فلک نے لوٹ لیا یہان سے قریب غلام کا قلعہ ہی سب آگاہ ہین کہ مین نے اس حوالی مین اپنے زور بازو سے علداری کی بڑے بڑے سرکشون کو زیر و زبر کیا تب خراج مقرر ہوا پروردگار نے مجھکو ایک فرزند دلبند عطا فرمایا تھا حسین و جمیل و صف شکن و تیغ زن اُسنے جوان ہو کر میرا نام روشن کیا ہنر براژدر سوار اُسکا نام تھا یہان سے پانچ کوس پر ایک درۂ کوہ ہی اُس درے مین ایک نقابدار اژدر پوش رہتا ہی میرے فرزند کا جو اُس طرف گذر ہوا وہ نقابدار بھی درے سے نکلا تھا آپس مین تکرار ہوئی اژدر پوش سے اور میرے فرزند سے مقابلہ پڑا اژدر پوش نے میرے فرزند کو زیر کیا مشکین باندھکر لیگیا فوج کو درہم و برہم کیا غلام کو خبر پہونچی بیقرار ہو کے گیا طبل جنگی بجے صبح کو مقابلہ ہوا بعد رد و بدل اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر میرا زخمی ہوا تلوار اُسنے گلے پر رکھدی کہا ای

ضرغام تاجدار تو مرد ضعیف ہی جا مین نے تیری جان بخشی کی اب اگر آئیگا تو مارا جائیگا
ای شہریار خوف جان سے چلا آیا مگر آنکھ بیرباد فرزند مین بے قرار ہون لباس سیاہ پہنتا
ہون اور یہ بارہ ہزار جوان کہ میرے ساتھ رہتے ہین یہ بھی سب سیاہ پوش ہین امیدوار
ہون کہ میرے فرزند کو مجھے ملا دیجئے اب مجھے صدمہ فراق نہین اٹھا مان اُسکی رو رو کے
روتے اندھی ہو گئی رستم نے یہ حال سنکر ضرغام تاجدار کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا
کہ ہم چلکر تمھارے فرزند کو رہا کر لائینگے یا اپنی جان دینگے یہ کہکے تاجدار کو اترنے
کا حکم دیا ضرغام تاجدار جا کر اپنی بارگاہ مین اترا جب ضرغام جا چکا تو نشان اپنے
مقام سے اٹھا کہا ای شہریار حضور نے وعدہ بھی کر لیا مگر جانے کا قصد نہ کیجئے گا
وہ نقابدار بلاے روزگار ہی میرا بھی ایک روز اس درے کیطرف گذر ہوا مین شکار
کھیل رہا تھا کہ وہ درے سے نکل آیا جو جانور مین نے شکار کیے تھے وہ زبردستی لینے
لگا مجھے بڑا غصہ آیا بعد تکرار بسیار مقابلہ ہوا اسطرح کا ہاتھ تلوار کا اُسنے مارا کہ میرا
سر زخمی ہوا تلوار گلے پر رکھدی اور کہا تیری جوانی پر مجھکو رحم آتا ہی خبردار اسطرف
اب کبھی مت آنا ورنہ بہت پچھتائیگا حضور مین زخمی ہو کر چلا آیا کئی پہلوانون سے
بھی یہی حال سُنا کو اُسکا وار رکتا نہین جو گیا وہ زخمی ہوا مگر جان بخشی کرتا ہی نہین معلوم
اسکے بیٹے سے کیا ضد تھی کہ گرفتار کرکے لیگیا حضور جانے کا قصد نکرین رستم نے
فرمایا ای بہادر اگر قضا دامن گیر ہی تو جان دینے کی یہی تدبیر ہی اور اگر حیات مستعار
باقی ہی تو انشاء اللہ اُسکو زیر کرینگے کل ہم ضرور جائینگے ای نشان صف شکن قول
مردان جان دارد دوسخن مردان اعتبار را تو وعدہ کر چکے اگر مزاج مین آوے تم بھی چلنا
چل کے تماشا دورسے دیکھنا انشاء اللہ تلوار پر اُسکی ہاتھ ڈالدین تلوار چھین کر پھینکدین
کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لین رات بھر نشان اور اقوال رستم کو سمجھایا کیے مگر رستم نے
سوائے انکار کے اقرار نکیا صبح ہوتے ہی اُٹھے نماز سے فراغ حاصل کرکے حکم کیا لشکر
تیار ہو چالیسون سردار ہمراہ ہوے اقوال و نشان بھی ہمراہ ہوے ضرغام تاجدار
بھی آیا لشکر یہان سے چلا طرف درہ کوہ کے جاتے ہین صبح کا وقت ہے ہوا جو ٹھنڈی

بجلی رستم نے بند قبا کھول دیئے کمان کیانی کاندھے سے اتاری جو طائر جھنڈی سے نکلا
اسے شکار کیا سمک سے فرمایا ای سمک کوئی آہو دریافت کرو شکار کھیلتے ہوئے
وہان تک پہونچین سمک نے چاہا کہ برائے تلاش جاؤن کہ سامنے سے ایک آہوے
وحشی کرچالین بھرتا ہوا آیا سنگوتیان شل زلف محبوب پیچ کھائے ہوئے پشت پر ایک
سپید لکیر پڑی ہوئی قصد کیا سامنے سے جست کرکے نکلون رستم نے گھوڑا بڑھایا آہو
زیادہ تیز ہوا رستم نے گھوڑے کو بھی تیز کیا آگے آگے آہو پیچھے اسکے رستم اور سب
سردار تو رہ گئے مگر سمک رکاب سے لپٹا ہوا ہمراہ ہی ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی
بھولا رستم نے تیر مارا کہ آہو گرا سمک نے بڑھکر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کر رستم نے
دیکھا کوئی سردار ہم تک نہین پہونچا ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے سمک سے کہا اس کے
کباب تیار کرو سمک نے فوراً لکڑیان سلگائین کباب لگانے لگا کہ سامنے سے گرد اڑی
دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آتا ہے سمک تو سر جھکائے بیٹھا ہی
مگر رستم طرف نقابدار مرصع پوش کے دیکھنے لگے نقابدار نے جو کمیت گھوڑا دوڑایا
گھوڑا بے لگامی کرنے لگا نقابدار نے ایک کوڑا مارا کہ گھوڑے نے طرارہ بھرا بند
نقاب چہرے سے ہٹا یہ معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا نیر اعظم نکل آیا اب جو نگاہ غور دیکھا
ایک مہ جبین نظر آئی حور مثال پری تمثال سراپا خوب معشوق دونون ابروے خمدار
کھنچے ہوئے معلوم ہوتا ہے کمان کیانی مین تیر مژگان دلدوز ہین قد سرو باغ الفت
نارپستان کی عجب کیفیت یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ مروڑ مین
کھڑے ہین یا دو حباب دریائے نور برابر آگئے ہین شکم صاف ساق بلورین جس پر بنائے
حسن قائم ہے آئینۂ حلبی کف پائے خود مطلبی یہ تعجیل اس معشوق نے بند نقاب کو چہرے
پر درست کیا کچھ خیال نہ ہوا سر اٹھا کر دیکھا کہ باز میرا طاؤس کو دباتا ہوا آتا ہے اسی کو دیکھتی
ہوئی آتی ہے شغل شکار مین مصروف ہے مگر رستم پر تلوار چل گئی کلیجہ تھام لیا طاؤس آکر سامنے
گرا باز جھپٹ کر سینے پر طاؤس کے سوار ہوا ملکہ گھوڑے سے کودی چاہا کہ اپنے باز کو
اٹھا لون رستم نے ہاتھ تھام لیا کہا ای عاشق کش وای معشوق مغرور ذرا حال عاشقان پر بھی

نگاہ چاہیے آتش جلوۂ رخسار نے کلیجہ جلا دیا عجب کیفیت ہی دل کی یہ صورت ہی نظم

کھلی ہی آنکھ جوش انتظار یار جانی ہی
لبوں پر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہی
لگا دوں آگ اُف کرنے میں وہ شعلہ زبانی ہی
کلام حضرت داغ نصیب دشمنان باشد
عذاب غفلت قاتل سے بیچ کشمکش میں ہوں
خبر کیا پوچھتا ہی ہم نفس کیونکر گزرتی ہی
ادا و ناز و ایما چشم غمزہ گو وہ کوئی ہو
پسند آئی ہی اسدرجہ اذیت دوستی ہمکو
خیال میرزا ای نسیم دہلوی کب تک

بشکل دیدۂ زنجیر خواب پاسبانی ہی
چل اُٹھ او بیوفا پہلو سے اب کیوں مہربانی ہی
بشکل شمع سارے جسم میں سوز نہانی ہی
اُنڈیلو بیوساغر کہاں پھر نوجوانی ہی
مرادا ہر رگ بے تقصیر ذوق جانفشانی ہی
جگر جلتا ہی دل بھنتا ہی اشکوں کی روانی ہی
تعلق جس سے ہو جانے بلائے ناگہانی ہی
نظر میں دھوپ بھی دشت مصیبت کی سہانی ہی
تجھکو بلا بیٹھے ہوے اب رخصت لطف جوانی ہی

علم شاہ نے یہ اشعار پڑھ کے جو اُس نازنین کا ہاتھ تھاما اب اُسنے بہ نگاہ غور رستم کو دیکھا ایک جوان ماہ طلعت صاحب سطوت و صولت ہی ہتھیار زیب جسم تیغ برق تاب سپر مہر کامل کا جواب کمان کیانی دوش پر معلوم ہوتا ہی کہ ماہ تاباں برج قوس میں آگیا ترکش میں تیرہائے دلدوز معلوم ہوتا ہی کالے ناگ سے منھ نکالے ہیں لاکھ اُس نازنین نے جھٹکا دیا کہ ہاتھ چھڑالوں اور گھوڑے پر سوار ہو کے نکل جاؤں مگر رستم نے ہاتھ نہ چھوڑا یہ عاجزی کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان دم بھر کو بیٹھ جاؤ بات کریں ہم تمھارے حال سے واقف ہوں تم ہمارے حال سے آگاہ ہو شاید طبیعت کو توجہ ہو تمھارے بھی دل کو یہی خواہش ہو کہ چند ساعت یہاں بیٹھیے وہ نازنین شرما کر بیٹھ گئی مگر بہ نگاہ غور جمال بے مثال رستم کو دیکھ رہی ہی جوں جوں جمال پر نگاہ پڑتی ہی حیران جمال محو دیدار زیادہ ہوتی جاتی ہی رستم نے پوچھا ای نازنین دلفریب تمھارے نام نامی سے آگاہ ہونا چاہتا ہوں کہ نام نامی اسم گرامی کیا ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا ای شہریار گل رخسار میرا نام ہی تھوڑی دور یہاں سے درۂ کوہ ہی اُس درے کا نام درکوہ اژدر پوشان ہی تعداد اژدر پوش جسکا اصلی نام اژدر دران فیل زور ہی وہ وہاں رہتا ہی میں اُسکی دختر ہوں شکار دوست

ہون اکثر اس صحرا مین آکر شکار کھیلتی ہون مین نے خبر سنی تھی اور خواب مین بھی دیکھا تھا کہ
رستم نوجوان فرزند صاحبقران براے مقابلۂ اژدر پوش آتے ہین آج اس خیال مین نکلی
تھی کہ اُن کو منع کرون کہ اژدر پوش نے صدہا پہلوانونکو زیر کیا جو پہلوان آیا اُسکے ہاتھ سے زخمی
ہوا ضرب اُسکی کسی سے نہین رُکتی مگر سراسر مکر ہی یہ سپر جو میری پشت پر پڑی ہی ایک
ساحرہ نے اُسکو بنا کر دی ہی اس سپر کا عکس ڈالتا ہی ہم نبرد کی آنکھ جھپک جاتی ہی وہ ہاتھ
مار دیتا ہی بڑے بڑے پہلوان مقابلہ مین آے مگر ذلیل ہو کر گئے بارہ ہزار اژدر پوش کہ
سب لباس چرم اژدر پہنے ہین اُنسے لاکھون پر حملہ کرتا ہی رستم نے کہا ای حور پیکر تو جسکی حفاظت
کو نکلی ہی وہ مین ہی ہون اب تو اُس نازنین نے وہ سپر پشت سے اُتاری رستم کو دی کہا جب
مقابلہ مین جائیے گا اول اس سپر کا عکس ڈالیے گا وہ خود بیقرار ہو جائیگا تب حرب کیجیے گا
بیشک وہ زخمی ہو گا ابتو ایسا مغرور ہی کہ سپر کی بھی پروا نہین کرتا اگر آپ اُس باغ مین آئیے گا
تو کنیز سے ملاقات ہو گی یہ کہکے سپر گلرخسار نے رستم کو دی سب کیفیت بیان کر کے کہا
اب مین رخصت ہوتی ہون کہ خواب سے اُسکے بیدار ہونے کا وقت ہی گلرخسار نے
سب پتہ نشان بتایا پشت مرکب پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلی یہان رستم کباب کھا کر
ہمراہ سمک لشکر مین آے ضرغام تاجدار کہ شاہزادے کا مشتاق بیٹھا تھا رستم جو لپٹ کر
آگے اُسنے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار آپ کہان تشریف لے گئے تھے رستم نے
فرمایا تھا بدار اژدر پوش کی فکر مین گئے تھے آخر مکاری اُسکی ثابت ہوئی اسی کر سے
اُسنے بندگان خدا کو آزار پہونچایا انشاء اللہ کل میدان مین حال کھلے گا جو مکر اُسنے قرار دیا
ہی کل جنگ مین حال ظاہر ہو جائیگا ضرغام نے پوچھا کہ ای شہریار کیونکر آپ کو ظاہر ہوا
کہ وہ کیا مکر کرتا ہی رستم نے سپر پشت سے اُتار کر دکھائی فرمایا کہ یہی اُسکا کمال ہی ایسا ایک
بندۂ خدا کہ اُسنے یہ سپر ہمکو دی سردارون نے جو یہ مژدہ سنا سب قریب آگئے خوش ہو ہو کے
حال پوچھنے لگے رستم نے کہدیا کہ بیٹی اُسکی گلرخسار حقیقت مین ایسی حسین و جمیل ہی کہ ایسی
عورتین نگاہ سے نہین گذرین اُسنے عاشق ہو کر اس راز سے ہمکو آگاہ کیا ہمارے آنے
سے ایک دن پیشتر اُسنے خواب مین ہم کو دیکھا خاص کر کے ہمارے ہی واسطے نکلی تھی

شکر ہی کہ ملاقات ہوگئی رستم یہ باتین کر رہے ہین اور ہرکارے نقابدار اژدر پوش سے
حاضر ہین یہ خبرین سنکر لشت دست کاٹ رہے ہین اور آپس مین کہتے ہین کہ یہ غضب دیکھو
کہ باپ کی بیٹی قاتل ٹھرتی ہی یہ خبرین لیکر جائے رستم خوش بیٹھے ہین ضرغام تاجدار کو
تسکین دے رہے ہین فرما رہے ہین کہ ای برادر نہ گھبرا ناکل تمھارے بیٹے کو رہا کرینگے
یہ نقابدار بھی تم سب کے ساتھ شریک ہوگا یا مارا جائیگا مگر ہرکارے جو بھاگے
آپس مین تعجب کرتے ہوے کہ یہ کیا خبر چلکر سنائین مگر خبر پہونچانا ضروری شاید کچھ انتظام
کرین آپس مین صلاح کرتے ہوے بارگاہ مین پہونچے نقابدار مقام صدر پہ بیٹھا ہی
رفقا ذکر کر رہے ہین کہ ضرغام تاجدار فرزند صاحبقران کو لیکر آیا ہی کل اُس سے مقابلہ
پڑیگا نقابدار کہتا ہی سر سید الٰہی قتل کر دونگا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کر دونگا میرے
مقابلہ سے کبھی کوئی بچا ہی پسر حمزہ کو موت کشان کشان لائی ہی کہ ہرکارے آکر پہونچے
عرض کی ای شہریار ایک خبر ضروری غلام لائے ہین سرکار کی جان کا خوف ہی جیسے ہی لشکر
فرزند صاحبقران آیا ہم لوگ بارگاہ مین جا پہونچے ستون کی آڑ مین کھڑے تھے کہ رستم شکار
سے پلٹ کے آئے ضرغام تاجدار نے پوچھا کہ آج حضور کو عرصہ کیون ہوا رستم نے
بیان کیا کہ فکر گرفتاری نقابدار مین گیا تھا پروردگار نے وہ سامان ممکن کیا پھر ایک پری
دکھائی کہ اسی سپر سے نقابدار پہلوانون پر غالب آتا ہی تو ایسا مغرور ہی کہ میںون سپر کو ہاتھ
نہین لگاتا ملکہ گلرخسار اُسکی بیٹی نے مجھکو یہ سپر دی ہی شاید رستم کو خواب مین دیکھکر عاشق
ہوئی تھین اور اُنھین کی تلاش مین نکلی تھین یہ خبر سنکر نقابدار کانپنے لگا کہا اگر خبرین تمھاری
فرق پڑا تو سبکو تیرباران کر دونگا ابھی جاکے اُس سے محل مین حال پوچھتا ہون اگر اُسنے
دیدی تو اُن کے تمکو قتل کر دونگا اور اگر سپر اُسنے نہ دی تو اُس کو قتل کر دونگا ہرکارون نے
کہا حضور سپر یہان کہان ہی سپر پسر حمزہ کے پاس ہی ہم بچشم خود دیکھ آئے حضور اگر خبر ہماری
خلاف نکلے تو مع اہل وعیال قتل کیجیے نقابدار اژدر پوش اکڑتا ہوا طرف باغ ملکہ کے چلا یہان
ملکہ شکارگاہ سے پلٹکر آئی ہین کہ کنیزون نے خبر دی حضور آپ کے والد تشریف لاتے ہین
مگر ایسے غصے مین ہین کہ ہاتھ پانون مین رعشہ ہی گلرخسار گھبرا گئی یا تو اسباب عیش و نشاط

جمع ہو رہا تھا یاسب کو ہنانا شروع کیا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ داری ہین دربار مین حاضر
تھی ہرکارون نے آکر یہ خبر سنائی کہ حضور سے اور رستم سے شکارگاہ مین ملاقات ہوئی اور
آپ سپر رستم کو دے آئین ہرکارون نے سب مفصل کہدیا اسپر سرکار کو بڑا غصہ ہی
ہرکارون سے کہکر آئے ہین کہ اگر خلاف خبر ہوگی تو تمکو آکر قتل کرونگا اور اگر سپر اُسنے
ندی تو اُسکو قتل کرونگا اس غصے مین بہت بیقرار ہین حضور پر بہت غصہ کرینگے
مناسب ہی سپر کو نکال رکھیے ورنہ فساد برپا کرینگے ملکہ یہ خبر سنکر کانپنے لگین خیال کیا کہ ای
گلرخسار سپر دے آنا بڑا غضب ہوا اُس گھبراہٹ مین نقاب چہرے پر ڈال لی گھوڑے
پر سوار ہوئی پشت باغ سے باہر نکلی طرف صحرا کے چلی کنیزین چاؤن چاؤن کر رہی ہین
کہ یہ خبر سچ ہی جب تو بی بی گھبرا گئین سوائے بھاگنے کے اور کچھ بن نہ پڑا دیکھیے اب
ہم لوگون کے ساتھ سرکار کیون کر پیش آتے ہین یہ ذکر تھا کہ نقابدار اژدر پوش باغ مین
آیا کنیزون سے پوچھا کہ گلرخسار کہان ہی کنیزون نے عرض کی حضور کے آنے کی خبر سنکر
بھاگ گئین ایسا کچھ اُنکو خوف ہوا کہ سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ پڑا نقابدار نے کہا
سلاح خانے مین دیکھو تو وہ سپر رکھی ہی یا نہین جس پر پھول زمرد کے لگے ہین کنیزون
نے سارا سلاح خانہ چھانا مگر کہین پر پتا نہ لگا سب نے آکر عرض کی کہ حضور نے جو خبر پائی
وہ ٹھیک ہی سپر دوش پر ڈال کے شکار کو گئی تھین نقابدار جھلا کر باہر نکلا ایک رسالدار
باہر کھڑا ہی کہ پانچ ہزار سوار و پیدل کا افسر ہی کہا ای افسر عالی مقدار و ای رفیق قدیم تم تکلیف
کرد اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کر لاؤ مین شہزادون غضب کیا اُسنے کہ میری زندگی دشمن کے
قبضے مین کردی اب مین اس سے مقابلہ نہین کرسکتا نہین معلوم مقابلہ مین کیا گذرے رسالدار
پانچ ہزار سوار لیکر چلا گلرخسار جو باغ سے نکلی کبھی یون آوارہ گردی کا کاہے کو اتفاق
ہوا ہی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی اور پریشان ہی کہ ای گلرخسار کدھر جاؤن
اس سوچ مین تھی کہ پشت سے گرد اُڑتی دیکھا دیلمان بلندبالا پانچ ہزار سوارون سے
آتا ہوا ہین سے للکارا کہ ملکۂ عالم آگے نہ بڑھیے گا آپ کیون اسقدر گھبرائین باپ ہین
آپ کے خطا معاف کر دیگے آپ کیون گھبرا کے نکل آئین اور بڑا جرم آپ کے ذمے

سپرد دینے کا لگایا گیا مین وعدہ کرتا ہون کہ سپر رستم کے پاس سے تجھے وا منگا دُنگا کیا رستم کے پاس سپر رہنے دونگا ایسی باتین کرتا ہوا قریب آیا ملکہ کو کچھ اسکی باتون سے تسکین ہوئی پہلے تو یہ کہا کہ سب انتظام مین کرلونگا قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا او ظالم تونے باپ کے قتل پر یہ جو کمر باندھی تجھے خوف کرنا چاہیے مین ابھی تجھکو لیچلونگا دیکھتے ہی اژدر پوش قتل کر ڈالیگا اور اگر تمکو جان کا خوف ہی تو مجھکو قبول کرو میرے ساتھ چلو ملکہ کی اسی بر جواسی مین نقاب جو چہرے سے ہٹ گئی چہرۂ زیبا دیکھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا تیر عشق کلیجے پر کاری لگا نظم

بتا سکتے نہین شوخی نے جسکی مار ڈالا ہی ۔ ہماری داد بھی محشر مین کوئی دینے والا ہی
خبر ہی کوئی اُس محفل مین رسوا ہونے والا ہی ۔ وہ دل ہی دل کی حسرت ہی وہ مین ہون میرا نالا ہی
کہین کیسا نہ ہو وہ پھوٹ کر آنکھون سے بہجائے ۔ جسے کہتے ہین دل سینہ کا اپنے ایک چھالا ہی
سیہ بختی کو ہم پسند دیکھا سبز بختی سے ۔ وہ کمل ہی فقیرونکا یہ شاہونکا دوشالا ہی
اجل سے پوچھتے ہین نزع مین حسرت بھرے تیرے ۔ کسیکا دم کے ساتھ ارمان بھی تونے نکالا ہی
تڑپ دل کی وہی ہی گو کیے سو لطف قاتل نے ۔ بہت مرہم لگے لیکن ابھی تک زخم آلا ہی
اٹھاتا ہی وہی دل ہجر کے جھٹکون پر جھٹکے ۔ تمہاری زلف نے سائے مین سینے جسکو پالا ہی
تماشا ہی طلسم زلف و رخ کا دید کے قابل ۔ اجالے مین اندھیرا ہی اندھیرے مین اجالا ہی
وہ سب فرقت مین گذرین جتنی راتین ہمیہ بھاری تھین ۔ ہمارے دنکو جلال اپنی گران جانی نے ٹالا ہی

ملکہ نے ہاتھ باندھکر کہا اے پہلوان دوران و اے سپاہ سالار خیال تو کر مین تیرے سامنے پیدا ہوئی باہر نکلتی تھی تم لوگ گودیون مین کھلاتے تھے آج تو ایسی باتین کہتا ہی مین تیرے ساتھ نکل چلون مگر عہد کرے کہ مجھکو ہاتھ نہ لگا اور نہ ابھی جان دیدونگی پہلوان سوچا کہ جب میرے پاس رہیگی راضی ہو جائیگی ورنہ دباؤ ڈالونگا ظاہر مین کہا کہ نہین ملکہ مین تجھسے خلاف عہد نکرونگا جس ملک مین جاؤنگا میری قدر ہوگی جرأت میری مشہور ہی [illegible] ہزار آدمی میرے ساتھ ہین اگر کچھ نہ بن پڑیگا تو ڈکیتی کرونگا زمیندارون کو لوٹ کر بسر کرونگا یہ کہکے ملکہ کو محافے مین سوار کیا آپ پائے پر محافے کے ہاتھ ڈالکر چلا یہ وقت ہی کہ انقا بدلہ اژدر پوش میرے تعاقب مین نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو مین اُس سے دبتا نہین مقابلہ کرونگا

بڑی بات یہ ہی کہ جس سپر کا اُسکو گھمنڈ تھا وہ تو اُسکے قبضے سے نکل گئی اور یون بھی مین
اُس سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون ایسی ایسی باتین سوچتا ہوا جاتا ہی قضاے کار پہلوے
دشت مین کوہ ہی بالاے کوہ قلعہ سربفلک کشیدہ بنا ہی اُس قلعہ کا حاکم اغلال پنجہ کش
بارہ ہزار قزاقون سے قلعہ مین رہتا ہی اسطرف کا راستہ بند ہی جو تاجر نکلا اُسکو اغلال نے
لوٹ لیا بالاے قلعہ بیٹھا ہی دوربین ہاتھ مین طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی کہ دیکھا ایک جوان
گینڈے پر سوار مسلح و مکمل پشت پر پانچ ہزار جوان سب کے ہاتھون مین نیزے محافے کے
قریب سر جھکا جھکا کے باتین کرتا ہوا اسی طرف آتا ہی اغلال نے دیکھکر ہرکارے سے
کہا بڑھکر دریافت تو کر یہ کون ہی مفصل خبر لا ہرکارہ صورت ہوا کر گیا آ کے حال دریافت
کیا لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ محافے مین دختر نقابدار اژدر پوش کو جسکا نام اژدر ران
فیلسوار ہی لیے ہوے جاتا ہی مگر باغی ہو گیا ہی ملکہ سے باتین کرتا ہوا آتا ہی یہ سنکر اغلال نے
زفیل بجائی بارہ ہزار قزاق تیار ہو کر آے اغلال نے کہا یارو سونے کی چڑیا جاتی ہی اسکو
لو اور کباب لگا کر کھاؤ اتنے بڑے پہلوان کی بیٹی لاکھ دو لاکھ کا زیور پہنے ہوگی وہ لے لین
عورت پر قبضہ کرین جب سے میری معشوقہ نے انتقال کیا مین اکیلا بہت گھبراتا ہون سب نے
کہا چلیے لوٹ لین مگر لڑائی پڑیگی اغلال نے کہا اسکا کیا خوف ہی بارہ ہزار قزاق لیکر چلا
دلیمان بلند بالا نے دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی قزاق آتے ہین گھوڑون کو دوڑاتے
ہوے نیزے چمکاتے ہوے وہین سے اغلال نے نعرہ کیا کہ او پہلوان اگر اپنی زندگی
چاہتا ہی محافہ رکھدے اپنی جان بچا کے الگ ہو جا دلیمان نے آوازدی کہ او قزاق
کیون شامت آئی ہی اس محافے کو کوئی لے سکتا ہی اسمین اُسکی بیٹی ہی جسنے سیکڑون پہلوانون
کو زیر کیا جو آیا اُسکے ہاتھ سے شکست کھا کے گیا اغلال نے کہا تو تو باغی ہی ولی نعمت کی بیٹی
کو لیے جاتا ہی سب مجھکو حال معلوم ہوا مین کیا تجھکو جانے دونگا یہ کہکے زفیل بجائی بارہ ہزار
قزاق گھوڑے دوڑا کر آ پڑے پہلے تیر مارے پھر نیزے چلے اغلال تلوار کھینچکر دلیمان
پر جا پڑا دلیمان نے ہاتھ تلوار کا مارا پیچھے سے آ کر ایک قزاق نے نیزہ مارا کہ پشت کو
توڑ کر سینے کے پار ہو گیا منھ کے بل دلیمان گرا اغلال نے سر کاٹ لیا ساتھ والون نے

جو دیکھا کہ افسر مارا گیا جان اپنی غنیمت جانکر بھاگے بعض نے گھوڑے بھی چھوڑ دیے پکارکر آوازدی کہ اپنے گھوڑے بھی تمکو دیتے ہین جان ہماری چھوڑ دو اغلال نے آکر محافے پر قبضہ کیا ملکہ مثل برگ بید کانپ رہی ہی جی مین کہتی ہی کہ ای فلک یہ کیا گردش دکھائی ہی وا اسے بربادوگرفتاری مافسوس اس شہریار سے چھوٹی قبضے مین اس قزاق کے آئی دیکھیے اب فلک کیا دکھائے حضرت عشق کے یہی نیرنگ ہین اب تو اپنی زندگی سے تنگ ہین دیکھیے یہ کسطرح پیش آئے ایک خنجر تو ملکہ نے اپنے پاس رکھ لیا کہ اگر جبر کریگا تو جان دو دنگی کہ اغلال نے قریب محافے کے آکر کہا کہ ای جان جہان داری آرام دل مشتاقان میرا جاہ وجلال تیرے باپ سے کم نہین ہی بڑے بڑے بادشاہون کی ار سالین مین نے لوٹ لین اس راہ سے کبھی کوئی سالم نہین گذرا اس قلعہ کا آپ کو اختیار ہی ہزار ہا کنیزان چینی اور رومی مین نے قلعہ مین بسائی ہین سب کو خدمت مین حاضر کرونگا وہ بدل وجان خدمت گزاری کرینگی ملکہ نے جواب دیا ای اغلال اپنے ہوش سے باہر نہو مین آوارۂ دشت مصیبت اس ظالم کے ہاتھ لگ گئی بجبر مجھکو لیے جاتا تھا اب تنے قبضہ کیا مناسب یہ ہی کہ مجھکو اپنے قلعہ مین لیچلو مگر اور کچھ ارادہ نکرنا ورنہ یہ خنجر میرے پاس موجود ہی سر اپنا کاٹ کر تمکو دیدونگی بہت پچھتاؤگے مراد نہ پاؤگے ملکہ نے جو خنجر دکھایا اغلال کانپ گیا کہا اے ملکۂ عالم تمہاری خوشی کے خلاف نکرونگا یہ کہکے محافہ لیچلا مگر ہمراہیان دیلمان جو بھاگے تھے آپس مین صلاح کی کہ اپنے مالک کے پاس چلو اس حال سے اُسے آگاہ کرو کہ نمک حرام مارا گیا مگر بیٹی ہاتھ سے جاتی ہی ایسا نہ ہو قزاق قبضہ کرلے یقین ہی کہ وہ لشکر کشی کرکے آوین قلعہ وغیرہ قزاق کا لوٹ لین قزاق خود ہی اطاعت کریگا نکریگا مارا جائیگا اُنپر غالب نہ ہوسکیگا یہان نقابدار بارگاہ مین بیٹھا ہی کہرہا ہی مین نے سیاہ سالا کو بھیجا تھا پلٹ کر نہین آیا کیون دیر ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ تلاش مین دور تک گیا وہ بچپن کا میرا رفیق ہی بدون حصول مطلب واپس نہ ہوگا افسران حاضر دربار تسکین دے رہے ہین کہتے ہین کہ ملکہ کو لیکر آتا ہوگا کہ رونے کی صدا کان مین آئی دیکھا چند کس اُفتان وخیزان زخمدار و بیقرار آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی اثر دران یہ سنکر کانپنے لگا کہا ارے اس قزاق

کو میرا حال نہین معلوم قلعہ کو کھود کر پھینکدونگا افسر نمک حرام ہو گیا تھا اسوجہ سے مارا گیا اور جو وہ راہ راست پر رہتا تو اغلال کی کیا مجال تھی کر اُسپر ہاتھ ڈالتا لاؤ گینڈا لاؤ گینڈا منگوا کر سوار ہوا طرف قلعہ کوہ کے چلا یہان رستم نے گھبرا کر سمک سے کہا کہ دریافت تو کرو نقابدار ہمارے مقابلے مین کیون نہین آیا سمک بانہاے عیاری لگا کر اُسوقت پہونچا کہ نقابدار سوار ہو رہا ہی سمک نے ایک سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلرخسار نکل گئی کسی پہاڑ پر کوئی قزاق ہی اُسکے قبضے مین ہی نقابدار جنگ کرنے جاتا ہی کہ اُس سے جا کر بیٹی کو چھینے سمک حیران حیران پلٹا آکر رستم سے اطلاع کی کہا ای شہریار معشوق اژدہان کی بدعت سے نکل گئی کسی پہاڑ کے قریب پہونچی کسی قزاق کے قبضے مین ہی نقابدار جاتا ہی کہ جا کر بیٹی کو چھین لون رستم فوراً سوار ہوے سب فوج والے تیاری کرنے لگے رستم نے منع کیا کہ میرے ساتھ کوئی نہ آئے آلا گردو مالا گرد وغیرہ چالیس سردار جو قدیم ہین اُنھون نے کہا ای شہریار ہم ضرور ساتھ چلینگے رستم ناچار ہوے مع چالیسون سردارون کے طرف کوہ کے چلے اب قزاق کا احوال عرض کرتا ہون کہ جب معشوق کو لیکر آیا جلسہ آراستہ کیا مگر گلرخسار نے خنجر ہاتھ سے نہین چھوڑا جب قزاق نے سوال وصل کیا ملکہ نے جواب دیا ای برادر مین تمکو برادر دینی جانتی ہون ایسے خیال دل سے نکال ڈالو مین فوراً اپنے کو ہلاک کر دونگی میرا دل میرے قبضے مین نہین ہی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

جان عاشق کی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا　　تجنے مارا نام بیچاری قضا کا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا　　وہان ستم ہوگا اگر خونِ تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھیرا اگر آبھی گیا وہ بیوفا　　دل ہمارا ہجر مین قاصد تمہارا ہو گیا
جان نثاری کا تماری جان ستانی کا تری　　عاشقون مین خوبرو معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا یون تھام کر دلکو مین اُنکے سامنے　　وہ بھی یہ کہتے ہوے دوڑے اسے کیا ہو گیا
آہی جاتا ہی لبون تک ضبط کتنا ہی کرین　　شکوہ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا
مر کے ہم اُس در سے اُٹھے یا قیامت اک اُٹھی　　حسرتون نے سر پہ پیٹا حشر برپا ہو گیا
ہاے وہ کہنا کسیکا تم ہو دیوانے جلال　　ہوش مین بھی تھے تو یاد آتے ہی سودا ہو گیا

اغلال متین کر رہا ہے مگر گلرخسار یاد مین رستم کی مبہوت ہو رہی ہے کہتی ہے ای اغلال اگر مجکو
ہاتھ لگایا تو زندہ نہ پاؤگے سر اپنا کاٹ کر تمہارے آگے رکھدونگی کہ چند قزاق دوڑتے
ہوئے آئے عرض کی ای پہلوان دوران وادی گرشاسپ جہان نقابدار اژدر پوش
با فوج قاہرہ آپہونچا آتے ہی بلوہ کریگا بڑا اُسکو غصہ ہے کہتا ہے کہ رسالدار نے نمک حرامی
کی تھی آخر کہان جاتا آوارہ رہتا مین کسی نہ کسی طرح اُسکو گرفتار کر لیتا کیا مجال تھی کہ
وہ پلٹ کے نہ آتا قزاق اغلال نے جو یہ خبر سنی تلوار ٹیک کر اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز
دی کہ مجکو وہ کیا سمجھا ہے ہان یارو تیار رہو سب مسلح ہوے اغلال فوج کو لیکر باڑے سے اُترا
صف باندھکر کھڑا ہوا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا نقابدار اژدر پوش بصد جوش و خروش
آکر پہونچا گھینڈا اسپ تیز کرکے میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای اغلال تو نے بڑی بے ادبی
کی بہتر یہ ہے کہ بیٹی کو میرے حوالے کر دے تو مین پلٹ جاؤن ورنہ قلعہ کوہ کو برباد کرونگا اغلال
نے جواب دیا جو تجھسے ہوسکے قصور نکر اژدر پوش نے آواز دی میرے مقابلہ مین آ اغلال نے
گھینڈا بڑھایا میدان کارزار مین بمقابلہ اژدر پوش آیا اژدر پوش نے نیزہ مارا اغلال نے
نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا اژدر پوش نے چاہا کہ ہاتھ کر پھیر مار دون
کہ نیزہ ہاتھ سے اغلال کے نکل جائے مگر اغلال نے جلدی کرکے نیزہ ہاتھ سے اژدر پوش
کے نکالا جب نیزہ ہاتھ سے اژدر پوش کے نکلا مثل ابر گرگرایا اور قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار
تو اسکی برق مثال ہے اسطرح تلوار کھینچی کہ بجلی چمک گئی آنکھون کے نیچے اغلال کے اندھیرا
آیا اژدر پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا اغلال نے گردا سپر کا چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار جو گری
سپر کو کاٹا زخم کاری سر پر آیا قزاقون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا زخمی ہوا لینا لینا کہکر آپڑے
اژدر پوش نے فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے مگر اغلال کو ساتھ والون
نے ہوادار پر ڈال لیا لیکر بھاگے خوف یہ ہے کہ ایسا نہ ہو افسر گرفتار ہو جائے بھاگ کر
بالاے کوہ پہونچے گھاٹیان درست کین جابجا تیرانداز مقرر کیے اژدر پوش نے جو یہ
انتظام دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے قزاقو ایسے ایسے گھروندے مین نے بہت سے
بگاڑے ہین مین ابھی بالاے کوہ آتا ہون وہین آکر گرفتار کرونگا بیٹی کو بھی لونگا یہ کہکر

بڑھا گینڈا جھکا تا ہوا چلا قرافون نے جب دیکھا کہ زد پر آگیا بارہ عدد تیرون کی ماری کئی ہزار خطا شعار گرے اژدر پوش نے سب کو ٹھیرایا کہا مین بالاے کوہ جاتا ہون جب مین بالاے کوہ پہونچ جاؤن تب تم بھی آجانا بالاے کوہ تلوار چلیگی یہ کہکے گرد اسپر کا اُٹھایا اپنا سر اور گینڈے کا سر چھپایا گینڈے کو اُڑاتا ہوا چلا ہر چند تیر پڑ رہے ہین لیکن اژدر پوش جس مقام پر جمجاتا ہی تیرون کو قلم کر کے انبار لگا دیتا ہی رُکتا نہین انخلال نے جو بالاے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا روتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ای معین و مددگار میرا تو یہ حال ہوا کہ زخمون سے چور چور ہو گیا وہ بیحیا آتا ہی اور مین تیری محبت مین دیوانہ ہون دل کی یہ صورت ہی نظم

تم تک ہمین لایا تھا جوش اس دل مضطر کا
دشمن کو ہنکاتے ہین اور مجھکو بلاتے ہین
خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین رسوا ہین
اک عمر کا قصہ ہی برسون ہی کا جھگڑا ہی
البتہ شگون بد ہی صرصر کی سی آمد ہی
ناحق کو جلاتے ہو کیون ہمکو بلاتے ہو
عالم سے نرالا ہی ہر ایک سے بالا ہے
مفلس ہین کہان سامان تو آکے نہ آ ایجان
اب دل مین نہ اپنے ڈر تو شوق سے سو یا کر
اُسنے جو پڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا

اب جاؤن کہان رستہ معلوم نہین گھر کا
لو اور نئی سوجھی منھ دیکھ کے خنجر کا
کیا تجھسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا
سنتے وہ اسے کیتک طومار ہی دفتر کا
گھبرائے نہ کیون بلبل منھ دیکھ گل تر کا
دشمن تو ابھی تک تیرے پہلو سے نہین سرکا
حاجت نہین کچھ رکھنا محتاج ترے در کا
ارمان بہت کچھ ہین ٹوٹا نہین یان زر کا
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا
تلوون سے ملا پیرون سر سر سے کبوتر کا

ملکہ نے جواب دیا ای انخلال اب میرا وقت موت قریب ہی یقین ہو کہ اگر باوا جان مجھکو دیکھ پاوینگے فوراً قتل کرینگے اب مین مرتی ہون ای انخلال سامنے سے ہٹ جا کہ مین اپنے خداے نادیدہ کو یاد کرون انخلال ایسا خائف ہوا کہ سامنے سے ہٹ آیا ملکہ نے بخضوع و خشوع دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار اُٹھی کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز اس کنیز نے بقراط ثانی پر لعنت کی اور تیری عظمت کو قبول کیا یہ میرا اعتقاد

دلی ہی تو رحیم و کریم و قدیر لم یزلی ہی نظم

خدا ست خالق و رزاق جملہ مخلوقات	خدا ست موجد ایجاد جملہ موجودات
بگیر گوشہ و فارغ ز رنج و راحت باش	کہ دار فانی دنیا ست مسکن آفات
تو عاقلی و نشوی بے تمیز صد افسوس	تو آدمی و کنی کار وحشیان ہیہات
مباز بازی ناحق تو در جہان ہر دم	کہ وقت مرگ بہر بازی تو آید مات
تلاش حضرت حق کن بیدار خود ہندی	مرو بخانۂ دیگر برائے تحقیقات

بے قرار ہو کر جو ملکہ نے دعائی اغلال کے بھی قلب مین قوت ہوئی کہا ای ملکۂ عالم دل سے عہد کرتا ہون کہ اگر یہ آفت ٹل جائے اور اژدر فیل سوار قتل ہو تو مین آپ کی غلامی اختیار کرونگا آپنے ایسے اشعار پڑھے کہ دلکو میرے ہدایت ہوئی مین نے بھی بقراط ثانی پر لعنت کی یہ کہکے اغلال باہر نکلا سب قزاقون سے کہا یارو بقراط ثانی پر لعنت کرو اور خدائے نادیدہ کا اعتقاد دل مین جماؤ اور پکارو کہ ای خدائے نادیدہ آسمان کے ہمکو پنجۂ ظلم سے اس ظالم کے بچالے اپنا فضل شریک کر دے ہم تیرے نئے بندے این ہم پر رحم و کرم واجب و لازم ہی کمال قدرت اپنی دکھا دے فضل اپنا شریک کر سب قزاق بیقرار ہو کر پکارنے لگے کہ ای کارساز دو ای بندہ نواز ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا بڑے بڑے تاجداران با وقار حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گئے نظم

بسا تاجداران اہل حکومت	بسا گلعذاران مقبول صورت
بسا پہلوانان اہل شجاعت	بسا زورمندان پر زور و قوت
بسا بندگان سالکان طریقت	بسا رہروان واقفان حقیقت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت	بسا اہل عظمت بسا اہل شوکت
بسا اہل عزت بسا اہل حرمت	بسا اہل عصمت بسا اہل عفت
شہان جہان والیان ولایت	امیران ذیجاہ و ارکان دولت
کہ بودند در دار دنیائے فانی	شب و روز سرگرم در عیش و عشرت
گذشتند و رفتند آخر ز دنیا	نبردند با خود بجز رنج و حسرت

نہ آن مال ماند و نہ دولت نہ سامان
نہ آن زور ماند و نہ قوت نطاقت

از ایشان بجز نام باقی نشانی
دوبارہ نماند اندرین دار حیرت

بیاید نظر اندران نا امیدی
نہ تاج حکومت نہ تخت امارت

کس از دوستداران ویاران ہمدم
بہ ایشان نکرد اندرین رہ رفاقت

ہمہ دولت ومال وملک وخزانہ
بیفتاد در دست اہل وراثت

ہمہ خویش وبیگانہ برمال مردہ
کشادند ہر چار سو دست غارت

بہر حیلہ بردند وبے باک خوردند
بعیش ونشاط وخوشی وفراغت

کنون از دست خود مال و زر صرف ہندی
وگرنہ بدل زو بماند ندامت

سب نے جو بیقرار ہوکر دعا کی اور اژدر پوش دیکو وہ پہونچا ہی گنبد سے اترا ہی
دامن گردان رہا ہی پکار رہا ہی اے شیدای قزاقان عجب سگلے کہ ہے ہو خداوند کو برا
کہتے ہو آسمان کے خدائے نادیدہ کو پکار رہے ہو دیکہین تو کون مدد کو آتا ہی کہ
صحرا سے گرد اڑی دیکہا رستم علمشاہ نوجوان مع چالیس سردارون کے وہین سے
نعرے کرتے ہوے پہونچے کہ باش او اژدر پوش اگر کمانی پر قدم رکہا تو سارے
لشکر کو مٹا دونگا اژدر پوش نے جو پلٹ کر رستم کو دیکہا دل تو کانپا مگر گنبد سے پر
سوار ہوکر پلٹا کہتا ہوا کہ بندگان خداوند کیون قتل ہون مین اس جوان سے خود سمجہونگا
اغلال نے جو بالائے کوہ سے رستم کو دیکہا دوڑا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا اے بادی در بہر
یہ جوان کون ہی ملکہ نے کہا اے اغلال میرا وارث ہی مین اسی کے واسطے گھر سے
نکلی تہی اب میان اژدر پوش کو حال جرات کہلے گا سیکڑون بندگان خدا کو
کرے شکست دی یہ شاہزادہ اسکا سر کوب ہی یہان رستم للکارتے ہوے
مقابل اژدر پوش مین پہونچے وہی گرد اسپر کا ہاتہ مین ہی آکر لگا ورماری گرد برد کردیا
گنبد سے گرنے لگے اژدر پوش سنبہلا اغلال بالائے کوہ سے دعائین مانگ
رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ پروردگار نے میرے مسلمان ہونے کا کیا سامان نکالا اژدر
نے غصے مین تلوار کہینچی چاہا ہاتہ مارون رستم نے گرد اسپر کا اٹہایا اژدر پوش کی

آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا یا رستم نے وار اُسکا رد کر کے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ کپیتان
جو تڑپ کر گرا سپر اژدر پوش کی کٹی اسنے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر تیغہ خون کفار کا پیاسا ہو رہا تھا
سے قبضۂ رستم مین ہی رستم نے اسطرح جما کر ہاتھ مارا کہ اژدر پوش کو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ
عروس مرگ دکھائی دیا اُدھر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹ کرتا جگرگاہ پہونچی وہان سے
کھنچتی ہوئی پشت کر گردن کو کاٹتی ہوئی زمین مین آکر تلوار نے بوسہ دیا خاک اُڑی اغلال
نے دیکھا کہ رستم نے اژدر پوش کو مار لیا اور فوج نے بلوہ کیا رستم گھوڑا اُٹھا کر طرف
فوج کے چلے اغلال نے قزاقون کو آواز دی ہان یارو آقا کا ساتھ دو کفار کو قتل کرو خبردار
کمی نہ کرنا مال واسباب ان بے حیاؤن کا لوٹ لو سب قزاق پہاڑ سے اُترے اور لشکر
اژدر پوشان پر جا پڑے دونون لشکر آپس مین مل گئے ملکہ بالاے کوہ سے دیکھ رہی
ہین کہ جس غول مین رستم پہونچے لاشون کے انبار لگا دیے دریاے خون بہا دیا بڑھکر
علم فوج سرنگون کیا علم فوج کا گرنا تھا کہ لشکر کفار پر شکست فاش واقع ہوئی قدم اُٹھ
رستم مارتے ہوے چلے ملکہ نے گھبرا کر اغلال سے کہلا بھیجا کہ شاہزادے سے کہو کہ
کیون پیچھا کرکے جاتے ہین مین مشتاق جمال ہون اغلال نے بڑھکر رستم کو روکا کہا اے
شہریار مین نے حلقۂ اطاعت حضور کا گوش جان مین ڈالا دل سے مطیع ہون مناسب یہ
ہے کہ حضور اب واپس ہون ملکۂ عالم اب بہت بیقرار ہین رستم نام معشوق سنکر پلٹے
مال واسباب کفار کا لوٹ لیا اغلال رستم کو لیے ہوے بالاے کوہ آیا ملکہ نے جو خبر سنی
کہ رستم آتے ہین براے استقبال آکر در بارگاہ پر کھڑی ہوئین جیسے ہی سامنے سے آفتاب
عالمتاب صاحبقران جلوہ فرما ہوا ملکہ نے بڑھکر سلام کیا رستم نے جو معشوقہ کو دیکھا
کہ چہرہ زرد ہو رہا ہے بالون پر پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی ہے گلے سے لگا لیا ملکہ شاد ہوگئین
رستم کو دیکھکر چہرے پر سرخی آئی رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور فرمایا کیون ملکۂ عالم
بڑے صدمے اُٹھائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا اے شہریار جسوقت مین آپکو سپرد کرکے چلی
اسیوقت اُسکو خبر پہونچ گئی مجھکو خوف جان وآبرو ہوا آخر کو بھاگ نکلی اول سردار
اژدر پوش نے گرفتار کیا بعد اُسکے اغلال نے اُسکو مارا یہ بھی یہی کہتا تھا کہ مجھکو قبول

سکیجیے گا مگر جب مصیبت پڑی تو خدا ے جہان آفرین کو یاد کیا خدا نے آپکو پہونچایا رستم رات بھر قلعۂ کوہ پر رہے صبح کو جب لشکر مین آئے تو ضرغام تاجدار نے عرض کی کہ یہ بے حیا تو مارا گیا لیکن غلام زادے کا پتہ نہ لا رستم نے اغلال سے کہا کہ تم آگے بڑھو جاکر بیشے مین دیکھو اور درۂ کوہ مین تلاش کرو اِنکے فرزند کا تم پتہ لگا ؤ لا کر انسے ملاؤ اغلال فوراً سوار ہوا قزاقون کو ساتھ لیکر چلا یہان اُس درۂ کوہ پر سہمناک کرگدن سوار ماموں اژدر پوش کا براے ملاقات آیا تھا جب اسنے خبر پائی کہ اژدر پوش کو رستم نے مارا کوہ پر قبضہ کیا اسنے یہ صلاح کی کہ چلکر بدلہ خون اژدر پوش کا اون درۂ کوہ سے نکل کر اُترا تھا کہ اغلال آکر پہونچا مقابلہ مین اُتر پڑا سہمناک نے جو خبر سنی کہ سردار رستم آیا ہی کہلا بھیجا کہ آکر اطاعت کر یا آمادۂ حرب و پیکار ہو اغلال نے جواب دیا کہ مین تو درے پر قبضہ کرونگا جو روکیگا وہ مارا جائیگا سہمناک نے طبل جنگی بجوایا اغلال نے ایک عرضی بخدمت رستم روانہ کی کہ ای شہریار ماموں اژدر پوش کا آمادۂ حرب و پیکار ہی درے مین جانے سے روکا ہی غلام نے طبل جنگی بجوایا ہی الغرض چار پہر رات تیاری مین جنگ کی گذری جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش نور اپنا لپیٹا لیا اے شب چادر سیاہ سے منھ چھپا کر داخل قلعۂ مغرب ہوئی شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تخت چرخ زبرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا تماشاے جنگ مین مصروف ہوا کہ دونون لشکر میدان مین آئے سہمناک میدان مین نکلا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اغلال نے مرکب اپنا بڑھایا مقابلہ سہمناک مین آیا سہمناک نے نیزہ مارا اغلال نے نیزہ روک کر وار کیا تھوڑی دیر نیزہ چلا سہمناک نے نیزہ اغلال کا نکالا اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا سہمناک نے روک کر ہاتھ مارا کہ اغلال زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون اغلال کا بھائی اجلال جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے سہمناک نے کوئی وار خالی دیا کوئی سپر پر روکا تیسرے وار مین سہمناک نے اپنا وار کیا اجلال بھی زخمی ہوا اسیطرح چار پانچ سردار زخمی ہوے اب یہ ہنگامہ ہوا سب قزاق بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ ای رب کارساز دادی رحیم بندہ نواز اس آفت سے نجات دے

بکوان کافرون پر مظفر و منصور کر نظم

امداد مشکل از شہ مشکل کشا طلب	حاجت فقط ز حضرت حاجت روا طلب
فائز کند بمنزل مقصد ترا طلب	باشد اگر براہ خدا رہنما طلب
فانی است عمر و دولت دنیا و مال و جاہ	ہرگز وفاے عہد نہ زین بیوفا طلب
ای بندہ بندگی کن و شاہنشہی بخواہ	بہر حصول شرط بود ہند یا طلب

سب بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا کہ رستم پلتین سامنے سے پیدا ہوے وہین سے نعرہ کیا اور ملاحظہ فرماچکے کہ اغلال زخمی کھڑا ہے فوراً نعرہ کرکے سہمناک پر جا پڑے سہمناک نے للکار کر آواز دی ای جوان تو نے غضب کیا اژدرپوش ایسے شخص کو مارا کہ جسکی ذات سے ادھر کا راستہ بند تھا کبھی کوئی بہادر ادھر سے نہین گذرا جو ایا اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا تو نے اس شخص کو مارا کہ ادھر کا راستہ کھل گیا یہ کہکے یہی تیغہ خون آلود بر سر رستم لگایا رستم نے تیغے کو تیغے پر روکا چاہا اُسنے کہ تلوار مار کر پہلوان رستم نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے مار کر اسکو اُسکی فوج پر جا پڑے فوج کو شکست دی اندر درسہ کے جو داخل ہوے دیکھا قصرہاے عالی بنے ہوے ہین عیش خانہ اژدرپوش ہین آکر دیکھا ایک شخص مین بیٹا ضرغام تاجدار کا بند ہے رستم نے اُسکو رہا کیا ضرغام تاجدار کو بلوایا باپ کو بیٹے سے ملوایا مقام بیشہ سبز و خرم پایا فرمایا دو چار روز ابھی ہم یہان رہینگے اغلال کو حکم دیا کہ ناموس کو بھی یہان لاؤ اغلال جاکے با اعزاز و اکرام ملکہ کو سوار کرا کے لایا رستم نے جو خبر سُنی کہ ملکہ آئین عیش خانہ مین جلسہ تھا وہانسے اُٹھکر واسطے لینے ملکہ کے چلے ملکہ نے دور سے دیکھا کہ رستم آتے ہین واسطے تسلیم کے خم ہوئین رستم نے چاہا جھپٹ کر ہاتھ تھام لون کہ زمین شق ہوئی ایک پنجہ فولادی زمین سے پیدا ہوا پنجہ کمر مین ملکہ کی دیکر اڑ گیا رستم آہ کرکے گرے فرمایا کہ ای سمک تمنے دیکھا کہ یہ کیا ہوا کہ گذرا نظم

ہاں گھڑی کرتی تھی غل محرومیِ تقدیر کا	اشک ترکسنے چرایا دیدۂ زنجیر کا
خون پلایا جب ہوا دیۓ سایل شیر کا	نوک پستان نے مزا چکھا سنان تیر کا

[illegible] سمجھاتے ہیں سننے زبانین گھس گئین مگر وہ کسی طرح نہین مانتی دینی ہی سے [illegible] باقی ہے
سمک خوش ہوا کہ خیر پتہ تو ملا باتون مین نقشہ پوچھ لیا نام پوچھا کہ لوا مین آ قدرے نامدار
کا نام بھول گئی اُسنے کہا لالہ عذار تمھارے فرزند مین ابھی تک بچپن ہی [illegible] کا نام
مشہور ہی تشنکل فیل زور [illegible] [illegible] کہ اس صحرا مین قبضہ کیا ہی اُسکی
مثل بیان کون [illegible] [illegible] رخصت کرکے سمک کنیزون کے ہمراہ اندر باغ کے
آیا دیکھا گلہاے رنگا رنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون سے درخت جھک رہے ہین نہرین
بصد جوش وخروش جاری ہین حوض مین فوارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون
کی کیفیت معلوم ہوتی ہی [illegible] یہ کیفیت دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا جو ترسے
پر فرش بچھا ہی مسند پر ایک [illegible] ساحر بد انجام بکبر وغرور بیٹھا ہی اور قفس آہنی
مین ملکہ گل رخسار کو دیکھا کہ سرنگون طپیدہ خواں مثل برگ خزان دیدہ چہرہ زرد ہو رہا ہی
آنکھون مین [illegible] پیدا کرنے والے سے دعا کر رہی ہی کہ اے خالق بے نیاز
وای رب [illegible] میری عصمت اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے یا موت میری بھیج دے نظم

خدا ست حافظ وناصر کند نگہبانی — بوقت مشکل ورنج وغم و پریشانی
بکوہ ودشت وبیابان فتادہ سوی زمین — سحاب رحمت حق کرد لو مہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز وصبدم شب وروز — شود عنایت مولا وفضل ربانی
بشرق وغرب دہد تازہ روشنی ہر روز — چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ آن — کند سکندر ودارا ہمیشہ دربانی
خدا ست مالک ومملوک عالم دنیا — خدا ست باقی وجن وبشر ہمہ فانی
جو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند — بشکل آئینہ از حسن خویش مانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت — شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خداوندی — ز مدح گوئی ووصافی وثنا خوانی

سمک نے جو اس حال مین ملکہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا ہاتھ باندھکر سامنے تشنکل کے آیا
کہا اے شہنشاہ اسوقت عجب معرکہ گذرا مین چمن مین سیر کر رہی تھی کہ ایک طائر نے

میرا نام لیکر پکارا مین حیران ہوکے دیکھنے لگی لسبو اڑی جو پہلوے باغ مین ہی دیکھا اُسکے بیچ مین قدرت کھڑے ہین اور فرمارہے ہین کہ ای لالہ عذار ہمنے تجھکو علم موسیقی کا اختیار دیا جب تو ارادہ کریگی راگنیان راگ خود حاضر ہونگے مین نے چاہا کچھ اور پوچھون کہ نظرون سے قدرت غائب ہوگئے مین امیدوار ہون کہ میرا کچھ امتحان تو لیجیے کہ حقیقت مین کمال علم موسیقی مجھکو ملا یا نہین شنگل نے کہا ای لالہ عذار کیا خوب شعر کسی شاعر نے کہا ہی بیت کیا ہمنے کیا خاک کوئی رو سکے * جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے۔ سمک نے کہا ای شہنشاہ ساحران ملکہ کو مین سمجھا لونگی اسطرح سمجھاؤن کہ آپ کا کہنا قبول کرین قدرت نے میری زبان مین بھی تاثیر دی ہی یہ کہکے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی نظم

کاش مرجائے کسی کوچے مین ہم ذلت نصیب یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب
شوق سے برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان تھا بہت مشتاق ان چالون کا اک آفت نصیب
واہ ری تقدیر اُسکی یار جسکو ربخ دے عاشقون مین بھی نکل آئینگے کچھ راحت نصیب
شکر کر ای دل کسے ملتا ہی داغ عشق دوست خوش نصیبون کو ہوا کرتی ہی یہ دولت نصیب
وای ناکامی کسی کے عاشق ناکام کی دل ملا حرمان نصیب آنکھین ملین حسرت نصیب
شر کی باتین اُس سے دل کرتا ہی یارب خیر ہو وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب
تفرقہ پردازیون کی داد دینے کو تجھے ای فلک کیا رہگئے تھے اک ہمین فرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ آکر پیش یار اور تو دیکھا کیا او دیدۂ حیرت نصیب
پوچھتے ہو نام کیا سودائی گیسو کا تم تیرہ بخت آشفتہ دل شوریدہ سر وحشت نصیب
نقش پائے یار خضر راہ کیا ہوگا جلال یہ بھی دور افتادہ تم بھی یار سے فرقت نصیب

اس رنگ مین سمک نے یہ اشعار گائے کہ شنگل بیقرار ہوگیا جب غزل تمام ہوئی تو سمک نے قفس اُٹھا لیا کہا ای شہریار الگ لیجا کر سمجھاتی ہون آپ کا مشتاق کر کے لاتی ہون یقین ہی کہ آپ کے نام پر جان دے لیکن اسکی آبرو مین فرق نہ آئے وہ مرتبہ دیجیے کہ بڑے بڑے جادوگر حیران ہون اور اپنے مقام پر کہین کہ شنگل کے

محل مین کیا چہل پہل ہی ملکہ کہتی ہی اولالہ عذار تو کیون دیوانی ہوئی ہی اسکی قید مین ہون چاہی قتل کرے چاہے بخشے لیکن اگر عصمت کو ہاتھ لگائیگا تو مجھے زندہ نہ پائیگا تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی الماس کی انگوٹھی چبا لونگی چاہتا ہی سمک کہ قفس لیکر بارہ دری مین جاے کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی بھائی صاحب ہم بھی آئین شنکل نے کہا بھائی صاحب آئیے آپ کا گھر ہی سمک یہ آواز سنکر ٹھہر گیا دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام بدخورشت روآسمان سے اُترکر آیا شنکل نے سلام کیا کہا اے برادر ہیکل کہانسے آتے ہو ہیکل جادو نے جواب دیا اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا چلے آئے مگر یہ کون گنہگار ہی جسکو قفس مین رکھا ہی تو معشوق ہی یہ چہرہ ہی عشوق پر یہ بدعت شنکل نے کہا اے بھائی ہیکل مین طرف سے کوہستان کے اُڑتا ہوا آتا تھا کہ اس ظالم بدنگاہ پڑگئی جمال بے مثال کو اسکے دیکھا دل قابو مین نرہا حقیقت مین عجب دلفریب ہی

نظم

سرو نورستہ و یگانہ ہے　　اسکا انداز جادوانہ ہے　　سادہ و شعلہ رنگ و پرکار
حور اندام نادرہ گفتار　　بذلہ سنجی سے ذوق ہی اسکو　　نکتہ چینی سے شوق ہی اسکو
بکھرے بالون کو اُسکے کیا کہیے　　دام کہیے کہ دلربا کہیے　　دیکھکر جسکو غش ہو آہوے چین
لاکھو تار نظر بنے مشکین　　شوق مین اُسکے مضطرب جان　　طرۂ تار سنبل و ریحان
عرق افشان ہی گیسوے پرخم　　پردۂ شب مین جیسے طرح شبنم　　تفرت افشان ہے وان ہوئی جب
تارے جھڑتے ہین دامن شب سے　　شانہ جب زلف سے گذرتا ہی　　حور کے دلکو چاک کرتا ہی
زلف ہی یا کہ ہی شب دیجور　　مانگ ہی یا کہ ہی سر مہ نور　　گر تراکت پہ اُسکی دل روئے
بال بال اُسکا پُرگہر ہوئے　　کھولی جب اُس پری نے زلف دوتا　　شعر شاطہ نے یہ ورد کیا
زلف کا کھولنا بہانہ تھا　　مدعا ہے منھ چھپانا تھا　　اَی برادر جمال اس محبوب

کا دیکھکر مین اپنے ہوش مین نرہا آخر عرق زمین ہوکر اُٹھا لایا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کس کس طرح اس ظالم کو سمجھایا دن بھر کنیزین سمجھاتی ہین مگر یہ اپنی کہے جاتی ہی آخرکار اس ظالم کے سامنے جان دونگا مگر قید سے اسکو نرہا کرونگا ہیکل کی جو نگاہ پڑی جمال جہان آراے نازنین دیکھکر کانپنے لگا اپنے ہوش مین نرہا پکار اُٹھا کہ ای برادر

میرا تو عجیب حال ہے اب زندگی بیکار ہے نظم

وہان سے آنہ سکا جو کہ باریاب ہوا	پیامبر مرے پیغام کا جواب ہوا
اُسیکا فیض تھا عاشق جو یون خراب ہوا	نگاہ مست کو تیری پڑا ثواب ہوا
دعاے وصل کا دیکھو مری اثر الٹا	مین نا امید ہوا غیر کامیاب ہوا
ابھی تو شب ہی کو دیکھا تھا بزم مین اپنی	تم اپنے بھول گئے کیا مین کوئی خواب ہوا
کچھ اُنسے کہنے کو تھے ہم کہ پاس بیٹھے کا	سوال کرنے سے پہلے ہی مین جواب ہوا
لکھا تھا انکو کہین مہربان مین خط مین	بیان کر نہین سکتا کہ جو عتاب ہوا
ستم ہوا کہ وہ بے پردہ ہوگئے سر بزم	نگاہ شوق کا اپنی خود اک حجاب ہوا
ٹھہر سکا نہ کوئی دل مین آکے دم بھر بھی	جگر کو رشک سے پیدا وہ اضطراب ہوا
دکھا دیا جو اثر جذب دل نے حسن اپنا	مری تلاش مین کیا کیا کوئی خراب ہوا
ہم آج چرخ کو پاتے ہین بیقرار بہت	مگر کہین کوئی ناکام کامیاب ہوا
جلال دونون ہوے بے دید و بیمروت ہین	کسیکا حسن ہوا یا مرا شباب ہوا

شنکل نے کہا اے برادر ہیکل اپنے ہوش مین رہو بیہوشی کی باتین نہ کرو دیکھتے ہو کہ مین نے جان و مال اپنا اس محبوب پر نثار کیا مین کیونکر قبول کرون کہ دوسرا اسپر قابض ہووے تو بے دھڑک کہدیا ہیکل نے کہا اے برادر مین نے اسوجہ سے کہا کہ تمکو اگر نہین پسند کیا شاید مجکو پسند کرے شنکل نے کہا مین تجھسے چھوٹا ہون تمہارا سن زیادہ ہے مین کیونکر کہون کہ تمکو قبول کریگی اسکے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رستم پر عاشق ہے اور کوئی اسکی نگاہ مین نہین سماتا آخر دونون مین تکرار ہونے لگی سمک نے بھی شنکل کو اُبھارا کہ حضور کیسا آپکا بھائی ہے کہ آپکی معشوقہ پر نگاہ بد ڈالتا ہے اسکو سزا دیجیے کہ ایسا کلمہ اور کوئی منھ سے نہ نکالے شنکل تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا کہا بھائی صاحب جو اپنی جان کو آپ عزیز رکھتے ہین تو یہانسے چلے جائیے ورنہ ایک تلوار مارونگا ہیکل نے بھی تلوار کھینچی دونون مین تلوار چلنے لگی سحر بھی ہو رہے ہین منھ سے آگ چھوڑ رہے ہین کبھی ایک آگ منھ سے چھوڑتا ہے دوسرا پانی منھ سے چھوڑ کر آگ کو بجھاتا ہے ایک مقام پر شنکل نے ہاتھ مارا

ہیکل نے روک کر کمرگاہ پر ہاتھ مارا کہ ششکل کے دو ٹکڑے ہوئے ششکل کا مرنا کہ اندھیرا
ہوگیا کنیزون سے ہیکل نے کہا اب تم سبکو کیا منظور ہی سبکو پھونک دونگا سمک دوڑ کر
لپٹ گیا کہا ای ہیکل ششکل اسی لائق تھا آپکا کہنا نہ مانا آخر یہ انجام ہوا کہ اب لاشہ بھی
کوئی نہ اُٹھائیگا ہم آپ کے ساتھ ہین مگر مین ایک بات آپ سے عرض کرتی ہون کہ یہ مشوقہ
ہی طلسم کشائی اُسکا عیار آیا ہی ایک گوشے مین بیٹھا ہی آپ چلیے مین بتادون اُسکو گرفتار کرکے
قتل کیجیے مین بہ غور دیکھ رہی ہون کہ آپ جب سے تشریف لائے ہین آپ ہی کو مشوق بہ نگاہ
غور دیکھ رہی ہی یہ کہکے سمک جھکا کہا ای ملکۂ عالم سنم سمک یلداقی تم اتنا کہدو کہ مین تجھپر
عاشق ہوئی پھر دیکھا جائیگا ملکہ نے اشارے سے کہا بھیا یہ کلمہ میرے مُنھ سے نہ نکلیگا اگر ہو سکے
رہا کر کے لے چلو ورنہ مجکو میرے حال پر چھوڑ دو جو میری تقدیر مین لکھا ہوگا وہ ہوگا آج
کئی دن گذرے کہ عجب حال مین ہون دن رات روتے گذرتا ہی کیا اس ملعون نے کوئی
دقیقہ اُٹھا رکھا تھا کہتا تھا سحر کرونگا کہ تو میری محبت کا دم بھرنے لگی بس یہی ایک سحر باقی رہگیا
تھا یہ ملعون میرا کیا کریگا یہ سنکے سمک ٹھٹھا مار کے ہنسا کہا لو میان ہیکل بڑے خوش نصیب
ہو مشوق تمپر جان دیتی ہی مگر وہ بھی کہتی ہی کہ پہلے عیار کو مار لو ورنہ وہ میرے قتل کرنے کو
آیا ہی ضرور مجکو وہ قتل کریگا سمک ہیکل کو لگا کر لیچلا کہتا ہوا کہ وہ سامنے گوشے مین عیار
بیٹھا ہی سحر کیجیے کہ زمین پانون تھام لے ہیکل نے بڑھ کے قصد کیا کہ گولا پھینکون سمک نے
پشت سے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے ہیکل نے چاہا پلٹون سمک نے جھٹکا مارا کہ ہیکل
مُنھ کے بل زمین پر گرا سمک نے جاب مارا کہ ہیکل بیہوش ہوا سمک نے ہیکل
کا سر کاٹا اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام من ہیکل جادو بود سمک
پلٹا دوڑتے دیکھا کہ قفس ٹوٹا پڑا ہی ملکہ حیران حیران چار جانب دیکھ رہی ہی قید سحر بھی
کُھل گئی ہی سمک نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم مبارک ہو کہ دشمن کو مارا لاشہ اُسکا
زمین پر پڑا ہی ملکہ نے سمک کو آتے ہوئے دیکھا باغ باغ ہوگئین پکار کر آواز دی ای
سمک بڑا کارنمایان کیا اب مجکو لے چلو ایسا نہ ہو کوئی اور ساحر آجائے سمک کہتا ہوا آگے
بڑھا کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین تمکو لیے چلتا ہون اور کنیزین تو خائف ہو کر بھاگین سمک نے

قصد کیا کہ قریب ملکہ آؤن کہ ملکہ پر آسمان سے ایک برق چمک کر گری ملکہ کو اُس برق نے اٹھالیا
ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر چھایا ہوا تھا وہ برق جاکر اُس ابر مین چھپ گئی لکۂ ابر ایک جانب
چلا سمک نے ابر کو بہ نگاہ غور دیکھ لیا اُسی ابر کے نیچے دوڑا ہوا آتا ہی دیکھتا جاتا ہو کہ
ابر کسطرف جاتا ہی ایک پہاڑ پر جاکر ابر اُترا سمک بھی ایک جادوگر کی شکل بنا ہوا طرف
کوہ کے چلا دور سے دیکھا ایک جادوگر قوی تن قوی ہن سپر و شمشیر آگے رکھے ہوے جھولی
بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی اُسی نازنین کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی سمک دیکھکر سمجھا کہ یہی ساحر اُٹھا
لایا ہی جی مین کہتا ہی کہ ای سمک کیونکر اسکو مارون یہ سوچ کر پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ
ساحران مجھے کچھ آپسے کہنا ہی ساحر نے سر اُٹھایا دیکھا ایک جادوگر بشکل مہیب چلا آتا ہی
ہاتھ مین ایک کاغذ ہی سرنامے پر مُہر بقراط ثانی کی کہتا ہوا کہ پہلے اسکو پڑھ لیجیے پھر آپکو
اختیار ہی ساحر نے ہنسکر کہا منم برقان ابر سوار مین سیر کرتا ہوا جاتا تھا لاشہ شنکل و
ہیکل دیکھکر نیچے اُترا نگاہ اس محبوبہ پر پڑی عجب حال ہوا جی چاہتا تھا کہ اِسکے گرد پھر دن
آخر اُٹھا لایا اب یہان وصل کے لیے اُترا ہون سمک نے بڑھکر نامہ ہاتھ مین دیا برقان
نامہ پڑھنے لگا سمک نے حلقۂ اے کمند مارے برقان کے مُنھ سے اُف نکل گئی کمند کے
حلقے پہلے سمک زمین پر گرا برقان تلوار کھینچ کر اُٹھا کہتا ہوا کیون او شخص تو کون ہی
تو نے میرے قتل پر کیون کمر باندھی سمک نے کہا میرا نام ہی سمک یلداقی عیار ہون
طلسم کشا کا فکر مین اس معشوقہ کی نکلا تھا ہیکل و شنکل آپس مین لڑے لڑکر مرے آپ
معشوقہ کو لے آئے مین یہان آیا آکر گرفتار ہوا اب آپکو اختیار ہی لیکن اتنا جتاتا ہون کہ اگر
مجکو قتل کر ڈالیے گا تو یہ معشوق آپکو قبول نہ کریگی یہ میرے حکم مین ہی اگر مجھے حکم دیجیے تو مین
اسکو رضامند کر دون پھر مزے اُڑائیے ملکہ نے جو سمک کو گرفتار دیکھا بے اختیار رونے
لگی آواز دی ای کس بیکسان وای مددگار غریبان اس بیچارے کی مدد کر اس گرفتار
کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاے **نظم**

بچار سوے جہان روشن است جلوۂ ذات	ز نور ذات احد شد ظہور جملہ صفات
رسد بمنزل مقصود راہرو آخر	رہ سلوک اگر طی کند بپاے ثبات

غرور و فخر و تکبر مکن اگر مردے	برین قیام دو ساعت برین دو روزہ ثبات
نہان نہ دیدۂ مردم بخاک گور شوی	اگر تو نوش کنی مثل خضر آب حیات
سر نیاز بنہ مثل بندگان خدا	بخاک عاجزی و بندگی و تسلیمات
ز شک و وہم و گمان و خیال بیرون شو	کہ حق ترا برساند بجا پہ اثبات
یقین بدان کہ بغیرت بغیر تو ندہد	ہر آنچہ بہر تو رازق نوشتہ است برات

ادھر بیقرار ہوکر ملکہ نے دعا کی اور اُدھر برقان اُٹھا کہ سمک کو قتل کرون کہتا ہی کہ مین سنتا تھا عیار بڑے روزگار ہوتے ہین آج دیکھ لیا سمک کہتا ہی کہ ای شہنشاہ ساحران میری بات تو سن لیجیے برقان مبہوت ہورہا ہی تلوار کھینچے ہوے طرف سمک کے جاتا ہی اور ملکہ اشک حسرت بہارہی ہین کہتی ہین افسوس ہی اس بیچارے نے میرے واسطے یہ مشقت کی یہ یون قتل ہوتا ہی اگر شاید زندہ بچی تو رستم کو کیا منھ دکھاؤنگی فرمائینگے میرے عیار کو قتل کرا ڈالا ہاے مین کیا کرون کیونکر اسکو بچاؤن قضاے کار زعفران پوش کر نور الدہر سے کہکر نکر روح مین نکلی تو آسمان پر آکے جکی دیکھا کہ ایک عیار طرار زیر تیغ بیٹھا ہی ایک ساحر قتل کیا چاہتا ہی کا دھر جھولی سے نکالی اسم سحر کا ل پڑھا اور چھری کو خوب تیار کرکے نعرہ کیا کہ باش او نامرد کیون اس غریب کو قتل کرتا ہی برقان نے سر اُٹھایا زعفران پوش نے کارد پھینک ماری پیشانی پر پڑی کہ توڑ کر گدی کے پار گذری ہاتھ بھی چکا یا کئی برقین بھی گرین برقان کے چار ٹکڑے ہوے مرنا برقان کا کہ اندھیرا ہوگیا زعفران پوش نے ٹھہرنا مناسب نہ جانا آنی اپکار کر آواز دیدی کہ ای عیار طرار آگاہ ہو تم زعفران پوش کنیز طلسم کشادہ بھی جیخ کرتے ہوے آتے ہین زعفران پوش تو روانہ ہوگئی سمک نے عطر بیہوشی سنگھا کر ملکہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لیچلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی ایک صحرا مین سمک کا گذر ہوا اس دشت مین ایک عیار رہتا ہی کھنگ تیز پا اسکا نام ہی چار پانچ سو شاگرد سے دشت مین پھرا کرتا ہی اسنے جو دور سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش آتا ہی کھنگ تیز پا نے شاگردون کو اشارہ کیا کہ اس شخص کو گھیر کر پشتارہ چھین لو شاگرد کھنگ کے کہ جو فنون عیاری مین طاق تھے خنجر کھینچ کر نکلے اور

سمک کو للکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا پشتارے مین کیا ہی ہمکو دکھا دے سمک نے کہا اس
پشتارے مین وہ شی ہی کہ دکھلانے کے لائق نہین ہی ایک نے بڑھکر نیمچہ مارا سمک بیٹھ گیا نیمچہ
زمین پر پڑا وہ عیار جبتک سمک نے پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پاؤن عیار کے اُڑ گئے
سمک آگے بڑھا دوسرے نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند مارے سمک نے جست کر کے
کمند کو خالی دیا اور حلقہ کمند کا عیار پر مارا عیار کے گلے مین حلقہ پڑا ایک جھٹکا مارا کہ عیار
مُنھ کے بھل گرا سمک نے نیمچہ مارا کہ سر عیار کا اُڑ گیا تیسرا عیار بڑھا اُسنے پتھر مارا سمک
نے پتھر کو پتھر پر روکا دوسرا پتھر اس خوبصورتی سے مارا کہ عیار کا سر پھٹا چیخ کھا کر
زمین پہ گرا چوتھا خائف ہوا تین لاشے جو تڑپتے ہوے دیکھے بھاگ کر پاس کہنگ کے آیا کہا استاد
تو بلاے روزگار ہی تین شاگرد اُسنے آپ کے مارے اور دیکھیے راہ طی کرتا ہوا جاتا ہی جب
تین ساتھی میرے مارے گئے مین بخوف جان بھاگ آیا اب آپ بڑھکر مقابلہ کیجیے کہنگ
حلقہ ہاے کمند لیکر چھپتا کنارے پر صحرا کے آکر للکارا کہ او پشتارہ بدوش ٹھہر جا خبردار آگے
نہ بڑھنا تو نے میرے تین قوت بازو قتل کیے مین بغیر مارے تمکو نہ چھوڑونگا سمک کو غیرت
آئی کہ نہین معلوم یہ عیار کون ہی سمجھے گا کہ میرے پکارنے سے نہ ٹھیرا پتھرے سے کھڑا ہوا کہا کہ
آئیے دیکھون آپ کیسے مین جانتا ہون کہ قضا آپکی دامن گیر ہی کہنگ نے سمک کو جو پیتھرے
سے کھڑا دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی ہی کھینچ کر پتھر کھینچ مارا سمک نے پتھر خالی دیا کئی پتھر
کہنگ نے مارے سمک نے خالی دیے جب چوتھا پتھر مارا تو سمک نے جرات دکھائی
کہ پتھر کو ہاتھ مین روک لیا اور اُسی پتھر کو کلہ گوپھن مین دیکر کہنگ پر مارا کہنگ پیچھے
ہٹا سمک نے پتھر مار کر حقہ آتشبازی کھینچ مارا حقہ آتشبازی جو قہقہہ کر کے چلا کہنگ
بھاگا کانٹون کا جنگل تھا اُسپر جا کر حقہ پھٹا جنگل جلنے لگا کہنگ نے اپنے کو بچایا سمک
نے ہرچند للکارا کہ او بھگوڑے ٹھہر جا پشتارہ تو دیکھ لے جنگل دُہڑ دُہڑ جل رہا ہی کہنگ
تہ آیا سمک یلداقی طرف لشکر کے چلا مگر کہنگ کو بڑا قلق ہی جی مین کہتا ہی کہ یہ کون تھا
عجب حرکت کر گیا بڑا کام کر گیا مگر خبر منگاؤن کہ یہ کون شخص تھا اور پشتارے مین کیا لیگیا
ایک شاگرد کو حکم دیا کہ جا کے دریافت تو کر کہ کسکا عیار ہی اور پشتارہ کہان لیگیا مین لشکر

ہیں جاکر اسکو گرفتار کرونگا شاگرد برائے دریافت خبر چلا یہان رستم ہر وقت سمک کی یاد کرتے ہیں فرمایا کرتے ہیں کہ نہیں معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری رفقا عرض کرتے ہیں انشاء اللہ سمک بخیر و خوبی آئیگا یہ ذکر تھا کہ لشکر میں بڑا شور ہوا رستم نے پوچھا یاران خیر تو ہے سب نے کہا حضور رہتر سمک یلداقی آتے ہیں رستم باہر نکل آئے جیسے ہی سمک دکھائی دیا پکار کر آواز دی ای مونس و غمگسار وای یار وفادار بیت از کجا میرسی ای ... فرخندہ قدم ہا و قربان سرت حلقہ مرغان ارم ہا سمک نے عرض کی ای آقاے نامدار ملک عالم کو تو لایا مگر بڑی جفائیں اٹھائیں شکر ہے کہ بخیر و عافیت پہونچا رستم نے کہا ای یار وفادار اگر تم دو تین دن اور نہ آتے تو مجکو زندہ نہ پاتے اپنا تو یہ حال ہوا نظم

مری داستان فراق نے شب وصل عجب مزا دیا
ترے کوچے کا کبھی راتجو صبا کو ہے بتا دیا
شب وصل جاؤگی مری تیرے التفات نے خوب کی
کہیں دیکھنے کا تو حوصلہ کرے کوئی جلوۂ یار کا
میں خیال یار میں سوگیا تو یہ خواب میں بھی اچھل پڑا
ہے دلکا چھپ کے کیا یہ خون اسی شگون کے بہانے
پس مرگ یار جلاؤگے سر قبر تم کے چراغ کیا
نہ کچھ اسمین شکوہ ہے دوست کا شے عدو کی ہے کچھ خطا
جو بقائے عشق مراد کی تو نہیں نشان جلال ہی ہے

کہیں میں نے روکے ہنسا دیا کہیں لب نے ہنسکر رلا دیا
تو او مرے ہوکے جو جھڑ گئی لب خاک ہی میں ملا دیا
کبھی زخم سینے کے بھر دیے کبھی داغ دل کو مٹا دیا
جو کلیم سے سر طور تھا وہ حجاب ہمسے اٹھا دیا
مری آنکھ لگ گئی جب ذرا دل فتنہ گر نے جگا دیا
ابھی ایک کشتہ کی لاش کو تہ خاک تم نے چھپا دیا
کئی بار زیست میں تم نے جب مرے زندہ کو ہے بہا دیا
مجھے اٹھکے درد جگر نے خود کسی انجمن سے اٹھا دیا
یہ سمجھ لو گیا آپ ہی کہ اسی کو اسنے مٹا دیا

سمک بیقراری پر رستم کی رونے لگا کہا غلام کو بھی یقین تھا کہ اگر تاخیر ہوئی تو آقا کو بہت شاق ہوگا اب مناسب ہو کہ طرف قصر سکندری کے چلیے یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی شاپور شیر دل در دولت پر حاضر ہے رستم نے شاپور کو سامنے بلوایا شاپور عجب حال سے آیا کہ بیان جھٹا ہوا چہرہ زرد آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے رستم نے پوچھا کیوں ای شاپور خیر تو ہے شاپور نے عرض کی ای شہریار عجب ماجرا گذرا کہ ایرج نوجوان وقاسم عالیشان و جہانگیر والا تبار و دیگر چند سردار ابجد عکم و نشان طرف قصر سکندری کے

جاتے تھے کہ ایک پہلوان بامان تنگردنامے مقابلہ مین آیا طبل جنگی بجوایا صبح کو مقابلہ پڑا ایرج نوجوان کسی کا میدان مین نکلتا نہین چاہتے ہین نکل کر اُس سے مقابلہ کیا تین پہر مین اُنکو زیر کر لیا اُسنے بہ مکر اطاعت کی غلام نے شاہزادے سے عرض کی کہ اے شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہے مگر آقا نے کچھ سماعت نہ کی اُس پہلوان مکار نے رات کو جلسہ آراستہ کیا مین شراب و کباب کو دیکھتا جاتا تھا جو شئے سامنے آتی تھی اُنکو دیکھ لیتا تھا اُس مکار نے جب دیکھا کہ اس عیار کی وجہ سے بیہوشی نہ دے سکونگا مجھسے کہا باہر جو سردار ہین اُنکو بھی بلا لاؤ مین شاہزادے سے کہکر اُٹھا کہ جب تک مین نہ آؤن تب تک آپ شراب نہ نوش فرمائیگا یہ سنتے جاتے ہی اُس مکار نے اپنے ہاتھ سے ایرج و قاسم و جہانگیر وغیرہ کو شراب پلا دی جب مین دربار مین آیا تو مین نے سردارون کا رنگ دگرگون پایا اب کیا کر سکتا تھا مین نے ایرج کو اشارہ کیا کہ اُٹھ چلیے تخت مین تو بیٹھے ہی تھے ٹیک کر تلوار کو اُٹھے اُٹھتے ہی گر کر بیہوش ہوے قاسم و جہانگیر بھی گر کر بیہوش ہوے مین نے پکار کر کہا کہ او مکار اس مکاری کی سزا پائیگا اُسنے اشارہ کیا کہ اس عیار کو گرفتار کر لو مین نے خنجر کھینچا آپ کے گھر کا غلام ہون کئی سو جوانون کو مار کر ڈالدیا جب وہ خود میری جانب چلا تب مین بارگاہ سے نکل کر بھاگا ایک جنگل مین آکر چھپا اور جادوگریان جو ایرج نوجوان کے ساتھ ہین اُنکو ایرج نوجوان نے براے تحقیق حال لوح پہلے ہی روانہ کر دیا تھا مین چلا تھا کہ جاکر نور الدہر سے اطلاع کرون کہ راہ مین آپکے نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر پائی منظور ہوا کہ آپ سے عرض کرون وہ اُن سب قیدیونکو لیے ہوے یہان سے پانچ کوس پر صحرا ہے اُس طرف سے جائیگا رستم نے فرمایا کہ مرکب لاؤ سمک بانہاے عیاری سے آراستہ ہونے لگا رستم نے کہا اے سمک تم لشکر مین رہو سمک نے عرض کی مین ضرور ساتھ چلونگا شاپور نے بھی کہا حضور عیار کا ساتھ رہنا ضرور ہے رستم جانتے ہین کہ شاپور وہ عیار ہے کہ جسکو خواجہ فخر دودمان عمرو کہتے ہین اور فرماتے ہین کہ ہماری وراثت یہی سنبھالیگا ہرچند کہ چالاک نے بڑے بڑے کارنمایان کیے اور دوسرا یہ مرتبہ چالاک کو ملا کہ ساتھ زوجۂ افراسیاب کے منعقد ہوا کل ہوشربا پر اسی کا قبضہ ہے سلطنت لا ... تمام چالاک ہے مگر خواجہ شاپور ہی کو پسند فرماتے ہین جب شاپور

۴۰

نے کہا کہ عیار کا ساتھ ہونا ضرور ہے رستم خوش ہوے سرداران موجودہ کو ہمراہ لیکر طرف
لشکر ہامان شبگرد کے چلے قریب شام اُس صحرائے پرہول مین پہونچے دیکھا لشکر ہامان
اُترا ہے ایک خیمہ سیاہ وسط لشکر مین ہے اُس خیمے مین سب سردار مقید مین زنجیرین ہاتھ پاؤن مین
بارہ ہزار نگہبان نیزے ہاتھون مین لیے ہوے گرد بیٹھے مین ہامان کا بھائی سوہان شبگرد
بارہ ہزار جوانون سے طلایہ پھر رہا ہے حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہے رستم نے
جو یہ معرکہ دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ یارو مین شبخون کرتا ہون خضر نام تاجدار و شہزادہ
اژدر سوار و نشان صف شکن قزاق و آلاگرد و بالاگرد و داغلداول قزاق وغیرہ
سب نے یہی عرض کی بسم اللہ رستم نے بلا تکلف گھوڑا بڑھایا اور نعرہ کیا نعرہ رستم
ارشد اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ چو رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ فیل زور
کر بر تخت مرزوق افگندہ شور + ایک طرف سے سردارون نے نعرہ کیا لڑتے ہوے چلے سوہان
کو خبر ہوئی کہ علم شاہ آپڑے گینڈے کو بڑھا کر بڑھا رستم نے جو سوہان کو آتے ہوے دیکھا
مقابلہ مین پہونچے سوہان برس پڑا رستم نے وار روک کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ
ڈالکے اُٹھالیا چرخ دیکر چاہا زمین پر مارون کہ ساتھ والے اُسکے ٹوٹ پڑے اسقدر تلوارین
اور نیزے رستم پر چلے کہ کئی زخم کھائے کمر زنجیر سوہان کی کٹی سوہان زمین پر گرا سوہان
نے چاہا اُٹھکر بھاگون رستم کو نہایت غصہ تھا گھوڑے سے کود پڑے اُس مقام پر خوب تلوار چلی
ہزارہا آدمی رہبر و راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوے پہلوان اُدھر کے چاہتے ہین کہ سوہان
کو اُٹھالین رستم کسی کو قریب نہین آنے دیتے وہ جوہر شمشیر زنی کی کہ زبان تیر و کلہ عمود سے
صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی مگر ہر طرف سے بلوہ زیادہ ہوتا جاتا ہے آخر ملازم رستم بھڑ کر
سوہان کو لے بھاگے ایرج نوجوان نے جو نعرہ رستم کی صدا سنی قاسم سے کہا کیون ای
قبلہ و کعبہ اب جو عاقی تبار آئے کے قید سے رہا کرین تب رہائی پائین یہ کہکے زنجیرین ہلانے
لگے چاہتے ہین قید توڑ ڈالین مگر قید وہ سخت ہے کہ زنجیرین نہین ٹوٹتین مگر ہامان شبگرد
پڑا ہوا سو رہا تھا خدمتگارون نے بیدار کیا کہ حضور اُٹھیے کوئی آپ کے لشکر پر شبخون آیا
ہے ہامان اپنے مقام سے آنکھین ملتا ہوا اُٹھا باہر آکر کھڑا ہوا کہ باہر کہ گینڈا لاؤ مگر ملازم ہمقدم

بدحواس ہین کہ کوئی ہامان کی نہین سنتا جھلاکر ہامان نے کہا ارے یارو کیون اسقدر گھبراتے ہو بھاگے
بھاگے پھرتے ہو کہ چند ملازم روتے پیٹتے سامنے آئے سوہان کو لاکر زخم دار سامنے ڈالدیا کہا ای
شہریار رستم فرزند صاحبقران چالیس سرداران زبردست سے آپ کے لشکر پر برائے
شبخون آئے ہین لشکر تمام پراگندہ ہو۔ ہاہی بھائی صاحب آپ کے رستم کے ہاتھ سے زخمی ہوے
قیدی بگڑے ہوے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین ہامان نے کہا گینڈا امیر الاؤ اب شکست لشکر
درست نہ ہوگی مین ان قیدیون کو بالائے ہفت کوہ لیچلون گینڈا آیا گینڈے پر مسلح ہوکر سوار
ہوا مقام قید خانہ پر آیا ارابے منگوائے ہرچند کہ یہ جوان بگڑے ہوے تھے مگر ان سب کو
ارابون پر سوار کیا اور لیکر چلا تھوڑی دور نکل گیا تھا کہ رستم کو خبر پہونچی سمک نے بھی آکر عرض
کی کہ ہامان شبگرد قیدیون کو لیے جاتا ہی رستم نے گھوڑا اُس طرف بڑھایا سرداران رستم تو
لشکر باقی ماندہ سے جنگ کرنے لگے مگر رستم نے پیچھا ہامان کا کیا ہامان جب پلٹ کے دیکھتا ہی
اکیلے رستم کو شیرانہ جنگ کرتے ہوے آتے دیکھتا ہی رستم گھوڑا بگٹٹ دوڑائے جارہے
ہین جو راہ مین مل گیا اُسے علف شمشیر آبدار کیا ہامان نے قیدیون کا لینا غنیمت جانا دو ہزار
جوان اسکے ساتھ ہین بھاگا ہوا جاتا ہی نصف فوج کو اسنے اشارہ کیا کہ تم رستم کو روکو مین بالائے
ہفت کوہ پہونچ جاؤن ہزار جوانون نے آکر رستم کو گھیرا مگر رستم نہین رکتے ہامان
بھاگا ہوا دامان ہفت کوہ مین پہونچا چاہتا ہی پہاڑ پر چڑھ جاؤن کطرف سے ہفت کوہ
کے گرد اُڑی سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ مشتقال تیغ زن ساتھ ستر ہزار جوان
پشت پر لشکر کھیلتا ہوا آتا ہی ہامان کو جو بدحواس دیکھا پوچھا کیون ای پہلوان اسقدر کیون
بدحواس ہی ہامان نے کہا ایک جوان مثل شیر گرسنہ ہمارے تعاقب مین ہی مین قیدیون کو
لیکر بھاگ نکلا مگر وہ جوان پیچھا نہین چھوڑتا مشتقال نے پلٹ کر ملازمون کو دیکھا کہا ارے
جلد جاؤ فیل مردم در کو کھولدو وہ جو فیلبان اُسپر سوار ہوتا ہی اسکو حکم دو کہ جاکر رستم
کو روکے اور ہاتھی کو اشارہ کرے وہ فیل آج تک کبھی کھولا نہین گیا اب جو رہائی پائیگا کیسی
آفت برپا کریگا ملازمون نے جاکر فیلبان کو اُٹھایا کہا فیل مردم در کو لیجاؤ مشتقال نے حکم
دیا ہی کہ جاکر رستم کو روکو جب تک ہاتھی انکو روکیگا یقین تو یہی ہی کہ ہم لوگ بہ خیر و عافیت

ہفت کوہ پر پہونچ جاوینگے ہاتھ سے اُس ظالم کے امان پاوینگے فیلبان نے آگر ہاتھی کو کھولا
اور آپ جست کر کے گردن پہ ہاتھی کی بیٹھا کجک ہاتھ مین لی بڑی دھت کہتا ہوا لیچلا یہان
رستم مصروف جنگ تھے دامن ہفت کوہ مین تلوار چل رہی ہو کہ سامنے سے دیکھا ایک پہاڑ
کا پہاڑ فیل مست آتا ہو اتنا بڑا ہاتھی ہو کہ کوہ سے مثال دینا اُسکی حقارت ہو درختون کو پامال
کرتا ہوا آتا ہو جس درخت کے قریب پہونچا بھسونڈ ڈالکر جڑ سے اُکھیڑ لیا کئی سو درخت پامال
کرتا ہوا آتا ہو دور سے فیل کی نگاہ رستم پر پڑی فیلبان نے جو اشارہ کیا فیل جھک کر چلا
رستم کو جو لوگ گھیرے ہوے تھے وہ تو سب بھاگے لیکن رستم نے دیکھا کہ ہاتھی پاس کے قریب
آیا ایک چنگھاڑ ماری کہ صحرا ہل گیا مرکب رستم بد لگامی کرنے لگا ہر چند رستم روکتے ہین مگر نہین
رکتا رانون سے نکلا جاتا ہو آخر رستم ناچار ہو کر پشت مرکب سے کود پڑے تیغہ برق مثال کھینچے
ہوے سامنے فیل کے پہونچے فیل نے بھسونڈا بڑھایا رستم نے ہاتھ بڑھا دیے اُسنے بھسونڈے
مین ہاتھون کو لپیٹا رستم نے اور ہاتھون کو ڈھیلا کیا اُسنے تو اپنے نزدیک گویا گرفتار کر لیا اور
رستم نے بھسونڈا تھاما کہ انگلیان بھسونڈے مین اُتر گئین اور دونون پانون بیرونیر فیل کے
رکھے نعرہ اللہ اکبر کر کے ایکبار امع زور سے گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ کھا کر گرا دہ حال ہوا
کہ زمین تھرا گئی شتقال ہامان وسوہان کو ساتھ لیے ہوے طرف ہفت کوہ کے چلا کوہ اول
پر آکر ساٹھ ہزار جوان چھوڑے اور کہا کہ خبردار یار واس رہ استے رستم نگذرنے پانے
بڑا صاحب طاقت ہو کہ فیل مردم در کو مار لیا دوسرے کوہ پہ آکر چالیس ہزار جوان مقرر
کیے تیسرے کوہ پر تیس ہزار الغرض ساتون پہاڑون کو مضبوط کر کے آٹھوین کوہ پر قید یونکو
لایا کہتا تھا یارو یہ وہ مقام ہو کہ مجھ ایسا پہلوان اس ہفت کوہ مین رہتا ہو بڑے بڑے شاہون
کو لوٹ لیا دو دو لاکھ کا لشکر بادشاہ لائے دامنہ ہفت کوہ مین پڑے رہے آخر ناچار ہو کر
چلے گئے یہ اکیلا کیا کریگا یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے نعرہ شیر کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن دریاے
خون مین نہائے ہوے تیغہ اصفہان کھینچے ہوے طرف سے صحرا کے نمایان ہوے خیال کر کے
دیکھا کہ پہاڑ انتہا کا بلند و مرتفع ہو اگر کوئی سر اُٹھا کر دیکھے تو کلاہ سر سے گر پڑے رستم نے کچھ
خوف نہ کیا دامن کوہ کے قریب گئے تیروں کے آنے جھڑی پڑی اور جست کی اس طرح

گھاٹیون کو طے کرتے ہوے چلے بالاے کوہ اول پہونچے ساٹھ ہزار جوان کہ جو یہان موجود تھے
اُنھون نے تلوارین کھینچ کر رستم کو گھیر لیا رستم بھی اُن سب سے لڑنے لگے جس پر ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے کیے بائین ہاتھ مین گرز اسپر کا جب اوجھڑ مار دی دس دس آدمی تلے اوپر
گرتے ہین تیغہ کپیتان بالاے کوہ چمک رہا ہے رستم چاہتے ہین غول سے ان سب کے نکلون
مگر وہ لوگ جان دیے ہوے گر رہے ہین آگے نہین بڑھنے دیتے اگر دس کو قتل کیا تو سو
اُس مقام پر آگئے اور ایرج نوجوان وغیرہ کہ آٹھوین کوہ پر مقید ہین انکو نیزے دار گھیرے
ہوے ہین جب یہ ارادہ کرتے ہین کہ قید کو توڑین نیزے دار نیزے چبھوتے ہین سہ نگوان
خاموش ہین دیکھ رہے ہین کہ رستم شیرانہ لڑ رہے ہین بالاے کوہ اول وہ ہنگامہ ہے کہ ساٹھ ہزار
سوار و پیدل کے افسر بھاگے بھاگے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ جس طور سے رستم
جنگ کر رہے ہین کبھی ایسی جنگ صاحبقران کو نہین پڑی قاسم عش عش کر رہے ہین اور دعا
مانگتے ہین کہ اے پروردگار قبلہ و کعبہ کو ان دشمنون کے ہاتھ سے بچا نا دیکھیے تقدیر کیا سامان
دکھائے تیری عنایت ہر مقام پہ شریک ہے تو وحدہٗ لاشریک ہے ہمکو اس آفت سے بچائے نظم

ز روے گل تو بنمائی بگلشن چہرۂ زیبا — کنی ظاہر ز ہر سرو سہی حسن قد رعنا
توانی قامت ہر جانب قیامت کردۂ برپا — تو افگندی ز حسن دلربا اندر جہان غوغا
بحسن یوسفی خود کردۂ بودی گرم بازاری — تو خواندی سوے خود بہ خریداری زلیخا را
مسیحا را ز روح خود دم جان بخش بخشیدی — بہ موسیٰ مرحمت کردی ز نور خود ید بیضا
چہ اسکندر چہ دارا و چہ جمشید و چہ افریدون — کند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا
تراشیدی تو از خاک کمتر صورت انسان — برآوردی تو از آب معنی لؤلوء لالا
ز ہر آئینہ در چشم زمانہ جلوہ گر گشتی — ز ہر شکل در ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندۂ ہندی — بحال بندۂ خود یا الٰہ العالمین بخشا

مگر رستم نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے اسی طرح لڑتے بھڑتے لاشون کو
روندتے ہوے جست کرتے ہوے دوسرے کوہ پر پہونچے دیکھنے والون کے ہوش
اُڑ گئے کہتے ہین کہ یارو جرات اسکا نام ہے جو ارادہ کیا اب تک وہی قصد ہے دوسرے کوہ پر

چڑھنے لگے ہر چند خطا شعار تیر مارتے ہیں نیزے چمکاتے ہیں مگر رستم ایک طرح سے لڑتے ہوے جاتے ہین راہ کے پتھرون کو طے کیا گھاٹیون کو فراکر بالاے کوہ گئے پہونچتے ہی نعرہ کیا اس درۂ کوہ پر جو چالیس ہزار جوان موجود تھے فوراً مصروف جنگ ہوے دیر تک تلوار چلی رستم نے کئی سو افسرون کو مارا کئی سو کو گردن پکڑ کے نیچے ڈالدیا کہ استخوان اُنکے ریزہ ریزہ ہوگئے **مشتقال** ساتھ والون کو ترغیب جنگ دے رہا ہے کہتا ہے یارو ہفت کوہ پر کبھی ایسی خونریزی نہین ہوئی آج تو سامان برسات ہے کہ سر خود سرون کے مثل اولون کے برس رہے ہین اور دریاے خون جاری ہے زمین و آسمان سے خون برس رہا ہے مگر رستم کی جرات مین فرق نہین ایک طور پر جنگ کر رہے ہین جس غول پر جا پڑے اُس مجمع کو متفرق کر دیا لیکن قیامت کا بلوہ ہے اگر سو جوان ایک مقام پر مارے گئے تو دو ہزار جوان آکر اُس مقام پر جمع ہوگئے دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہے اور **مشتقال** پکار رہا ہے یارو جی داری کرکے لڑو سپہ من تمہاری تر دو جواہرت بھر دونگا ایک ایک کو غنی کر دونگا پہلوان کیسے کیسے ارادے کرکے آتے ہین مگر ہاتھ سے رستم کے مارے جاتے ہین جب رستم نے دیکھا کہ یہ لوگ نہین ہٹتے دامن گردانا ایک سردار کلان جو مقابلہ مین آیا تھا اُسکی کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اور اُسکو بائین ہاتھ مین بجاے سپر کے لیا جب کوئی کافر حربہ کرتا ہے اُسی پر روکتے ہین اہل فوج حربہ کرنے سے رک گئے کہ اپنے ہاتھ سے اپنے سردار کو کیونکر زخمی کرین رستم اسی طرح لڑتے بھڑتے کافرون کو قتل کرتے ہوے بڑھے چلے جاتے ہین الغرض اسی شوکت وشان سے رستم دن بھر لڑے اب وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی اور جنازۂ فلک پر سوار ہوکے طرف دشت نجد کے چلی وہ اندھیرا رات کا وہ پہاڑون کا راستہ اب رستم چوتھے کوہ پر آکے جم گئے رات بھر اُسی مقام پر شمشیر زنی کی کفار جب فتیلے روشن کرتے ہین رستم اُسی روشنی مین لڑتے بھڑتے بڑھتے ہین جب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش کا شانۂ مشرق سے نکلا فوج ضیا وشعاع ہمراہ لیے ہوے اور شہنشاہ ماہ تلبان سفید پوش نے شکست فاش کھائی اور طرف قلعۂ مغرب کے بھاگا فوج ثوابت و سیارگان اُفتان وخیزان ہمراہ ہے قلعۂ مغرب مین آکر پناہ گزین ہوا شہنشاہ زرین پوش مہر نے نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیکر توسن فلک پر جلوہ

فرمایا تمام عالم کو منور و روشن کیا مد رستم نے خیال کر کے دیکھا کہ پانچوین درہ کوہ پر مین گھرا ہوا
ہون اور منقال پکار رہا ہے یا ۔ دا آٹھ پہر جنگ کو گذرے ایک شخص کو نہین مار سکتے ہو
حقیقت مین یہ جوان یکہ تاز میدان جلالت وصف شکن معرکہ حشمت ہے جواب دو درہ کوہ بیچ
مین باقی ہین مین بھی آتا ہون یہ کہکے ہامان وغیرہ کو ساتھ لیکر بڑھا پانچوین درہ کوہ پر آکے
نعرہ کیا کہ ہم منقال تیغ زن ساتھ والے اسکے یکجا ہو کر رستم پر گرے رستم کو لڑتے
لڑتے آٹھ پہر گذرے ہین کلائیون پر ورم آگیا ہو قبضہ تیغہ کپتان پر ہاتھ پڑا ہوا شیر انڈ رہے
ہین کہ منقال لڑتا ہوا قریب پہونچا للکارا کہ اے رستم مین تمھارے مقابلہ کا مشتاق ہون مگر
رستم پیدل وہ گینڈے پر سوار کہ اُسنے آکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے گرداسپر کا سر پر کھینچا
تلوار کو منقال کی رد کا زیر شکم گرگدن گھس کر دونون ہاتھ پیٹ مین گرگدن کے لگا کر زور
کیا نعرہ تکبیر کی صدا دی اللہ اکبر کہکے مع گینڈے منقال کو اُٹھا لیا چرخ دیتے ہوئے لے چلے
فوج نے گھیرا ہامان کی جو شامت آئی قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے مع گینڈے منقال
کو ہامان پر کھینچ مارا دونون پر اٹھا ہو کر گرے رستم نے درہ کوہ سے جست کی اور چھٹے
کوہ پر پہونچے منقال نے گرتے گرتے پکار کر آواز دی تھی کہ ہان یارو تم قیدیون کو تو
مار لو ایسا نہ ہو وہ لوگ رہائی پاوین تو اُنکو کون روکیگا اسی بیٹھے کے وہ بھی شیرین بارہ ہزار
جوان تلوارین چمکاتے ہوئے ایرج و قاسم و جہانگیر پر جا پڑے ایک شخص نے بڑھکر ایرج
پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتکڑی کٹی ایرج نے وہی ہتکڑی سر پر اُس
جوان کے ماردی کہ اُسکا سر پھٹا ایرج نے نعرہ شیرانہ کیا بیت ملک ایرج آن آفتاب
منیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ہا قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا ہر چند کہ بدن
سے سراسے خون کے بلند ہوئے مگر ایک پہلوان کو مار کر تیغ و سپر لی لڑتے ہوئے قریب
قاسم کے پہونچے دیکھا ایک جوان قاسم کو قتل کیا چاہتا ہو آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
للکارے کہ او نامرد خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا اُس جوان نے پلٹ کر ایرج پر ہاتھ تلوار
کا مارا ایرج نے تلوار چھین کر پھینک دی مع گینڈے اُس پہلوان کو اُٹھا لیا اور قاسم کو
آواز دی قبلہ و کعبہ اُٹھیے جد عالی تبار دس پہر کوشش کر کے یہان تک پہونچے ہین وہ

دیکھیے ساتوین پہاڑ پر آتے ہین یہ کیکے بڑھے قاسم کی قید کانی قاسم نعرہ کرکے اُٹھے نظم

	دیگر	
آفتاب مشرق دین پروری		شہسوار لعل پوشش خاوری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ		زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
زآب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بزیر نگین

کئی جوانون کو مار کر قریب جہانگیر پہونچے پکار کر آواز دی ای عم نامدار اُٹھیے قبلہ و کعبہ کی جرات ملاحظہ فرمائیے یہ سات پہاڑ فتح کرنا اور لڑتے ہوے آنا اُنھین کا کام تھا اس جنگ کو دیکھ رکھیے یقین ہی کہ اس داستان شوکت بیان کو ضرور قمر صاحب لکھینگے یہ تھا ہی ہفت کوہ دست رستم صاحب شوکت وحشم پر کس خوبصورتی سے ہوئی کہ پہاڑ و نپر کمل بلی پڑ گئی جہانگیر نے بھی قید کو توڑا اپنے رفیقون کو رہا کیا ہرچند کہ زخم کھائے مگر رفیقون کا بڑا خیال تھا کہ ایسا نہو کہ انپر کوئی زوال آجائے جب سب سردار چھوٹے ساتوین درہ کوہ پر خوب تلوار چلی دن قلیل باقی تھا کہ فوج مثقال کے پاؤن اُٹھے بھاگ کر داخل قلعہ ہوے ایرج وغیرہ خندق پر آکے رُکے حیران ہین کہ اب کیا تدبیر کرین کہ نعرہ رستم کی آواز آئی اور صحرائے گرد اڑی وہ چالیسون سردار جو فوج ہامان سے لڑ رہے تھے جنگ کو فتح کرکے اسوقت یہان آکر پہونچے دہین سے نعرہ کیا ای کافران بے حیا و ای نابکاران یہ دغا ستم آلا کر دو مالا گرد وغیرہ سبھون نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ رستم خندق پر جھوم رہے ہین فوج کفار قتل ہوئی جو قلعہ مین گھس گئے ہین اُنھون نے دروازہ بند کر لیا ہو جانتے ہین کہ جب سو پہلوان زور لگاتے ہین تب یہ دروازہ بند ہوتا اور کھلتا ہی کون اندر قلعے کے آسکیگا مگر رستم نے جو دیکھا کہ ایرج و قاسم و جہانگیر وغیرہ حیران کھڑے ہین تیغہ کپتان کو ٹیک کر جست کی کہ خندق کو فرا گئے قریب پھاٹک کے آکر دست حق پرست اپنا بڑھایا چول مین پھاٹک کی ڈالدیا نعرہ تکبیر کیکے ہتہ مارا کہ پھاٹک تھرایا اِدھر ایرج نے آکر پھاٹک پہ گرز مارا کہ پھاٹک گرا مگر رستم جو پھاٹک سے لپٹے ہوے تھے غش کھاکے گرے کفار نے چاہا کہ علمشاہ کو مارلین قاسم و جہانگیر تلوارین کھینچے ہوے آئے گرد رستم چرخ مارنے لگے کسکی مجال تھی کہ ان شیرون کے مقابلہ مین آتا جو بڑھا تھے قاسم کے مارا گیا ایرج نے جو داد اکو

اپنے فرش خاک پر پڑے ہوے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا سرعت پاتاب سارا لباس خون آلود قبضۂ
شمشیر ہاتھ مین جما ہوا ایرج ہاے جد عالی تبار کہکر قریب پہونچے زمین پر بیٹھ گئے اور رستم
کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا منھ پر منھ رکھکے پکارا دادا جان آنکھ کھولیے ہم سب گھبراتے ہین
رستم نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ قاسم و جہانگیر تو لڑتے ہوے اندر قلعہ کے پہونچے مگر ایرج
نوجوان سر زانو پر لیے ہوے بیٹھا ہے سمک بلدا[illegible] ہوئے سلی رہا ہے رستم اُٹھ بیٹھے ایرج
نے کہا دادا جان آپنے بڑی تکلیف اُٹھائی رستم نے کہا افسوس تمکو نظر ڈالنا نہ دیا جگر اکثر ایسی
جنگین پڑی ہین غرور ہے باختر پر جب دو دہ زنگی کو مارا ہے چار سو تک بیٹھے رہی فکر
مین تھے کہ کسی طرح رستم کو قتل کرین مگر بعنایت پروردگار اُن سب کو شکست دی اور
قلعہ پر قبضہ کیا یا بالاے چرخ اُن کو قباد و شہریار پر جب لندھور نے بلوہ کیا تھا عشق مین ملک
مہران فیل زور کے چاہتا تھا کہ اس شہریار کو قتل کرون مین عین وقت پر پہونچا اور
لندھور کو مع ہاتھی اُٹھا لیا مگر سیر اگردہ پھٹ گیا تھا قریب تھا کہ مارا اُسی وقت قبلہ و کعبہ صاحبقران
زمان طلسم شعلہ جبی فتح کرکے پہونچے اور اُنھون نے وہ نعرہ کیا کہ زمین ہل گئی اور پھر میرے
سر ہانے بیٹھ کر رو رو کے دعا کی کہ پروردگار نے مجکو صحت کامل مرحمت فرمائی ویسی ہی
یہ جنگ بھی تھی مگر اسوقت ہاتھ دستگیری نہین کرتے قدمون سے ثابت قدمی علیحدہ ہو گئی
دل قابو مین نہین ہے شکر ہے پروردگار کا کہ تم لوگون نے رہائی پائی یہی آرزو تھی کہ بے تمکو
رہا کیے نہ پلٹون وہ مراد پوری ہوئی حقیقت مین وہ بندہ نواز کارساز مرادین دل کی پوری
کرتا ہے اُسکے اوصاف حمیدہ و محامد پسندیدہ کیا کوئی بیان کرے قلیل سے قلیل یہ اُسکی صفت
ہے ہر امر مین اُسکی رحمت ہے نظم

ہرچہ نازان است انسان ضعیف	ہرچہ طاقت ہست سرکش این نحیف
نیست امید بقا و زندگی	چون بسر مرگ ست استادہ حریف
گل شود رخصت زصحن بوستان	چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را خدا سازد توان	حق ببخشد تاب و طاقت با ضعیف
کن ہمیشہ عصمت و معصوم باش	پیشۂ عفت کن اے مرد عفیف

این غزل ہندی چہ خوش کردی رقم		زانکہ بد مطبوع خاطر این ردیف

رستم نے جو حالات اپنی جرأت کے سامنے ایرج کے بیان کیے ایرج کو جوش جرأت ہوا تلوار
کھینچ کر اندر قلعہ کے پہونچے بھائی مشتال کا اجلال قلعہ شکن قاسم وجہانگیر سے لڑ رہا ہی
کہ نعرۂ ایرج کی صدا آئی قاسم نے پلٹ کے دیکھا کہ تنہا ایرج آتے ہیں گھبرا کر کہا قبلہ وکعبہ پر کیا
گذری ہرکارے نے خبر دی در قلعہ پر بیٹھے ہیں اسقدر زخمی ہیں کہ اُٹھنے کی طاقت نہیں ہی لیکن اب
بھی تلوار ہلا رہے ہیں جو قلعہ سے بھاگ کر نکلتا ہی ہاتھ سے رستم کے مارا جاتا ہی اُدھر ایرج نوجوان
لڑتے بھڑتے قریب اجلال قلعہ شکن کے پہونچے للکارا ای بہادر میں تیری جنگ کا مشتاق ہون
منم نبیرۂ رستم جنھون نے تین شبانہ روز جنگ کر کے اس ہفت کوہ کو فتح کیا اجلال ایرج
پہ جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے وار اُسکے روک کر ہاتھ تیغۂ دو دمہ سکندری کا
مارا تلوار پھٹ کر گری سر اجلال کا زخمی ہوا اجلال سامنے سے بھاگا ایرج نے پیچھا کیا اجلال
بھاگتا ہوا قریب در قلعہ پہونچا چاہا قلعہ سے نکل جاؤن جیسے ہی دروازے سے نکلا دھاڑ کے
کی شیر کے مانند آئی کہ او نامرد کہان جاتا ہی منم رستم پیلتن فرزند حمزۂ صف شکن اجلال نے
دیکھا رستم زخمون میں چور چور فرش خاک پر بیٹھے ہیں خیال میں گذرا کہ انکا سر کاٹ لون اور اجلال
ذکر رہیگا کہ جسنے اس ہفت کوہ کو فتح کیا وہ ہاتھ سے اجلال کے مارا گیا اگر یہ قتل ہو جائے تو جنگ
کا خاتمہ ہو ایسا کچھ سوچ کر گینڈا بڑھایا تلوار کے سایے میں رستم کو لیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
گینڈے کی ٹانگ پکڑ کے جھٹکا مارا کہ گینڈا منھ کے بھل گرا اجلال سامنے گر کر لوٹنے لگا رستم
نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اجلال کا اُڑ گیا اہل قلعہ نے جب دیکھا کہ اجلال ومشتال دونون
مارے گئے فریاد کی صدا بلند کی چادرین ہوا میں علمون کے پھریرون سے آواز الامان آتی
تھی گویا علمون نے مثل فریادیون کے بال اپنے کھول دیے تھے ڈھاڑ سے ڈھاڑ جو لڑتی تھی معلوم
ہوتا تھا کہ افسرون کے مرنے کا ماتم کرتے ہیں ہر طرف سے صداے فریاد والغیاث بلند تھی جو کس
ناکس دردمند تھے رستم نے تلوار روکی نیام انتقام میں کی سواک اژدر درک سپاہ سالار
لشکر ہوا اول اُسنے کلمہ پڑھا پھر کل فوج واہل شہر نے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا رستم پلٹ کے
قلعہ کی بارگاہ میں آئے ایرج نے اپنا لشکر جمع کیا لشکر رستم بھی خبر سنکے آیا داخل قلعہ ہفت کوہ

مین لشکر گران آکے اترا اسواک رستم کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوا جلسہ آراستہ کیا ایک نازنین مہ جبین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی جام مے پی رہا ہے سب سردار خوش وخرم بیٹھے ہین نظم

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا ماجراے خط
کہتا کہ اور آتا ہو اک خط قفاے خط

گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو
وہ پڑھتے پڑھتے بھول گیا ماجراے خط

افسانہاے ہجر کی طولانیان یہ تھین
برسون پڑھا کیے نہ ہوئی انتہاے خط

فرصت کہان ہے ضعف سے کچھ حال لکھ سکین
قاصد ہمارا شوق ہی بس ہے بجاے خط

خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا
کہنا کہ ہمنے جان لیا مدعاے خط

نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو
جلدی نہ کیجیو مرے قاصد براے خط

گر خط نہ پڑھ سکین تو زبانی ہی نامہ بر
کہدینا مدعاے مصیبت فزاے خط

کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہے یہان
اب اور ہی ہوا ہے نہین ہے ہواے خط

غفلت یہ ہے تصور رخسار یار سے
لکھا ہزار بار وہی مدعاے خط

تھا دھیان نامہ بر مین لگا وقت واپسین
نکلا ہزار بار یہی منھ سے ہاے خط

سمجھین نہ گر صاف کہین حال واقعی
کیونکر لکھون کہ وہ ہین مرے آشناے خط

آجاے نامہ بر جو پس مرگ ہمنشین
دینا مرے مزار پہ لاکر ہواے خط

آجاے نامہ بر نہ کسی کے فریب مین
ڈر ہے نہ مدعی پہ کھلے مدعاے خط

قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے
تعریف مدعا مین کرون یا ثناے خط

مضمون خون دل کو بھی خنجر سے لکھا
کس رنگ پر ہے شوخی رنگ حناے خط

پڑھکر وہ خط شوق مرا اٹھ کھڑے ہوے
تعظیم خواستگار ہوا ماجراے خط

پر مینگار شوق مین وہ ہمکو جانتے
مضمون پاک ڈھونڈھتے ہین بجاے خط

برسون گذر گئے ہوس انتظار مین
معلوم کچھ نہین سبب التواے خط

رخسار یار کے نظارون کا شوق ہے
قاصد دکھا دے ناصیہ خوش نماے خط

قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا ضرور ہے
دیتا ہون نقد جان مین تجھے رونماے خط

آخر نسیم نامہ و پیغام تا کجا
بہتر یہ ہے کہ آپ چلو تم بجاے خط

دو پہر سے زیادہ شب تجاوز کر چکی ہے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے گانے والی کی ادا دیکھکر ہر میخوار بیہوش ہو رہا ہے قضائے کار اسی شب کو لقراط ثانی بارگاہ سے اٹھکر قصر عشرت مین آیا آکے دیکھا کہ سناٹا پڑا ہے نہ کوئی شاہزادی ڈھول بجاتی ہے نہ کوئی گاتی ہے لقراط نے جھلا کر کہا ارے آج کیا معرکہ ہے کہ تم سب سناٹے مین پڑی ہو یہ مقام عشرت ہے واضح رہے کہ جب سے زعفران قتل ہوگئی کہ وہ بھی ایک افسر تھی اُسکے مقام پر گلگونہ گلگون پوش افسر ہوئی ہے یہ بھی نہایت حسین و جمیل ہے ناز و کرشمہ مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے لقراط ثانی بہت جھلایا گلگونہ تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند کیا ستم ہے آپ ہر وقت غرور خدائی مین رہتے ہین نہ ہماری جان کی فکر نہ حفاظت سرحد کا خیال کچھ آپ کو خبر ہے کہ کیا معرکہ گذرا رستم پیلتن فرزند صاحبقران صف شکن لڑتے بھڑتے تا بہ ہفت کوہ پہونچے ہفت کوہ پر قبضہ کیا آج وہان جلسۂ عیش و نشاط ہے یہان سب شاہزادیان گا رہی تھین مین نے دیکھا شاہزادیان گانے مین اُلجھتی ہین کسی کے گانے کا رنگ نہین جمتا سحر سے جو مین نے دریافت کیا تو مجکو معلوم ہوا کہ ہفت کوہ پر قبضہ ہوگیا سب سردارون کا رخ طرف قصر سکندری کے ہے مین مُنہ لپیٹ کے پڑ رہی سب شاہزادیان بھی لیٹ رہین یہ باعث ہے سناٹے کا اگر حکم ہو تو جاؤن جاکر لشکر رستم کو مٹاؤن اگر یہ فرزند صاحبقران مارا جائے تو یقین ہے طلسم کشا مارے خوف کے پلٹ جائے ہفت کوہ پر رستم نے وہ جرأت دکھائی کہ ہر ایک جرأت پر رستم کی وجد کرتا ہے ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اکیلا شخص لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا دس پہر مین تا بہ قلعہ پہونچا اور پھر آکر پھاٹک گرایا سب قیدیون کو چھڑایا مشقال اور اجلال قتل ہوے سوا کے اژدر پوش نے اطاعت کی اُسنے دیکھا کہ اکیلے نے تو یہ قیامت برپا کی اب سب لشکر آگیا اب کیونکر جان بچی ہوگی اس سے وہ بظاہر مسلمان ہوگیا خداوند یہ وہ زمانہ ہے کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہنا چاہیے کہ کون سردار کس طرف آیا ہزار ہا پہلوان و ساحر آپ کی خدمت مین موجود ہین جسکو چاہیے روانہ کیجیے مسلمانون کو کچھ تو صدمہ پہونچے اور ہین تو جاکر زمین کو اُلٹ پلٹ کردونگی رستم بہ عیش بیٹھے ہین ذرا نگاہ اٹھا کے تو دیکھیے سامنے قصر مین تصویر ہفت کوہ کی لگی ہے غور کرکے دیکھیے کہ ہفت کوہ کی ہر گلی کوچے مین جشن کی بنا ہے اور جا بجا ناچ ہو رہا ہے تمام قلعہ روشنی سے معمور ہے ہر ایک مصروف عیش و سرور ہے لقراط نے

جو سر اُٹھا کے تصویر دیکھی زانو پر ہاتھ مارا کہا ای گلگونہ تمھارا خاموش رہنا اس وجہسے تھا مگر تمھارا آجانا اسوقت قدرت پر شاق ہی دل عیش وطیش کا مشتاق ہی گلگونہ نے عرض کی یا خداوند اگر آج ہی اختتام لشکر سلاطین نہوا کل ہی وہ سب ملکر کوچ کرینگے قصر سکندری پر آکے وہ معرکہ پڑیگا کہ سنبھالے سے آپ کے نہ سنبھلیگا یہ کہکے گلگونہ اُٹھی لباس فاخرہ پہنا اسباب تجمل ذات پر آراستہ کیا کہا یا خداوند کنیز جاتی ہی بقراط ثانی نے اُسوقت جمال گلگونہ دیکھا اور کہا نظم

حسن ترکیب مین قیامت ہی — آب و رنگ رخ لطافت ہی
کیا لکھون کیا جبین ہی نورانی — یہ وہ ہی جسکو ہی پیش آنی
دیکھ پائے جو اُسکے ماتھے کو — عید کا چاند اُسپہ قربان ہو
اُسپہ جب بکھرے بال دیکھتے ہین — وہ دگر وہ ہلال دیکھتے ہین
عارض صندل سے رکھتی ہی وہ دور — تا نہ ہو ورد سر کسی کا دور
چھنتی افشان اگر وہ صندل کی — تو جبین اور بھی ستم ہوتی
پھیکے افشان وہ بادے نغور — سادگی پر وہ اپنی ہی مغرور
جسکو خالق نے حسن بخشا ہی — اُسکو پروا سے خال وخط کیا ہی
حسن محتاج کب ہی زیور کا — چمکے ہی آئنہ سکندر کا
کیا کرون وصف ابروِ پُرخم — ہی کبھی زہر کی یہ تیغ دودم
جنبش اُسکی ہی تیغ کا چلنا — اُس سے بہتر ہی سر جھکا چلنا
غمزہ ابسلام کو یہ کیا جانے — کشت وخون کے سوا بلا جانے
ابروان مین جو آن فاضل ہی — کیا کہون دل ہمین پہ قائل ہی
بیچ سے تھا نہ یہ ہلال جدا — معجزہ نور نے دو نیم کیا
باصفائے جبین نے زور کیا — سدِ ظلمات صاف توڑ دیا

بقراط نے بیقرار ہوکر کہا ای گلگونہ کیا حسن خداداد ہی جسنے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا سب اعضا درست کیے ناز وکرشمہ وحسن کو تم پر ختم کیا اسی وجہ سے زعفران پوش کو نکالا تھا فسر قرار دیا اسوقت تمھارا آجانا بہت ناگوار ہی جی چاہتا ہی قدرت خود ساتھ چلین

تمھارا سحر کرنا دیکھین گلگونہ نے مسکرا کر کہا یا خداوند زیادہ باتین نہ بنایئے مین وہ فکر کرتی ہون کہ ہمیشہ آپ کو چین رہے ایسا نہ ہو کہ مثل ہفت کوہ کے آپ پر بھی زوال آئے مین ابھی جا کے قیامت برپا کرتی ہون ہرچند بقراط نے روکا مگر گلگونہ نے نہ مانا ایک طاؤس پر سوار ہو کے مثل ستارۂ سحری آسمان پر جا کے چمکی طرف ہفت کوہ کے چلی ایک نخل پر آ کے اُتری نگاہ اُٹھا کے دیکھا تمام صحرا فوج رستم سے بھرا ہے جا بجا روشنی ہو رہی ہے پریزادان حور وش ہر مقام پر ناچ رہی ہین روشنی کی ترقی ہے ہر مقام پر گل فروش بسے ہوے ہین آوازین لگا رہے ہین ہار ہین بیلے کے بیلا ہے البیلا بیلا ہے پلنگ توڑ بیلا ایک طرف سے آواز آ رہی ہے مزہ انگور کا ہے رنگترون مین کوئی کہتا ہے گنڈیریان ہین پونڈے کی مزہ برفی کا ہر طرف دوکاندار صدائین لگا رہے ہین گلگونہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا جل گئی جی مین کہتی ہے کہ قدرت کی غفلت نے یہ انجام دکھایا ہفت کوہ ایسا مقام کہ جسکے نشیب و فراز سے دل کانپتا ہے ایسے پہاڑ پر وہ شخص کیونکر آیا اپنے قیدیون کو آ کر چھڑا لیا بیشک بہادر بے نظیر ہے قبضہ بھی ہفت کوہ پر ہو گیا لشکر مین تو یہ ہنگامہ ہے بارگاہ مین کیا رنگ ہو گا یہ مسلمان فوج والون کو بھی راحت پہونچاتے ہین جب تو یہ لوگ جنگ مین جان دیتے ہین اول جا کر بارگاہ کو دیکھون ان سب کا تباہ کرنا کیا بات ہے ایک سحر مین سب بیہوش ہو کے رہجایئنگے پھر خیال مین آیا ذرا تماشہ تو دکھا دون ان لوگون کے عیش مین فرق ڈالون سب بھاگے گلین یہ سوچ کر گلے سے ہار پھولون کے اُتار کے طرف آسمان کے پھینکے اہل لشکر نے دیکھا کہ پہلوے کوہ سے ایک لکۂ ابر اُٹھا اُس لکۂ ابر سے پھول برسنے لگے جس کے سامنے پھول گرے نسنے بہ اشتیاق اُٹھا لیے سونگھنے لگا جیسے پھولون کی بو دماغ مین پہونچی پھول تو ہاتھ سے پھینک دیے خود پھول گئے اپنے کو بھول گئے تلوار کمر سے کھینچی بیٹے کا نام لیکر پکارا بیٹا دوڑتا ہوا آیا کہا اے فرزند یہ پھول تو چنو دیکھو باغبان قضا و قدر کی بہار آمیزی کہ عوض پان کے پھول برس رہے ہین اس سے زیادہ کیا فیض بہار ہو گا بیٹا پھول چننے کو جھکا باپ نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مار دیا بیٹے کا سر کٹ کے گرا اب جو باپ نے بیٹے کا سر دیکھا لاش پر بیٹھ کے رونے لگا وہ لوگ جو آتے ہین وہ پوچھتے ہین کہ بیٹے کو تمھارے کس نے مارا تو کہتا ہے یارو کیا کہون مین نے خود بیٹے کا سر کاٹ لیا اب اپنی حماقت پر روتا ہون گلگونہ نے عجب رنگ کا سحر کیا ہے گانے والیان

ناچنے والیاں اپنی نائکہ سے لڑ رہی ہیں کوئی کہتی ہی میں کیسے ان کے گھر بیٹھ جاؤنگی تب اس بڑھیا نائکہ کو حقیقت کھلنے کی بیٹھی ہوئی چین کرتی ہی ڈونڈوں سے آشنائیاں کرتی ہی ہماری کمائی ڈھگوں کو کھلاتی ہی ہمکو جلاتی ہی یہ پیار کرنے کے نام سے بھاگتی ہی کل جو میں رقم لائی اس کجھنے مرزا کے بیٹے کو سب روپیہ دیدیئے ساتھ والوں کے بانٹنے کا بھی خیال نہ کیا سب کو مجھے دینا پڑا جب میں نے ہیکل اپنی رہن رکھی تب سب کو یا شاداد کیا عوض میں گانے ناچنے کے جا بجا یہ ہنگامے ہیں کہیں تلوار چل رہی ہی کہیں ہنسی قہقہے کہیں رونے پیٹنے کا شور لشکر بھر میں تہلکہ پڑا ہی مگر چند شاگردان مہتر سمک عیار یلداقی جو لشکر میں موجود تھے جب اُنھوں نے دیکھا کہ رنگ لشکر کا دگرگون ہوا یہ لشکر سے نکل گئے گلگونہ نخل سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہی جب ہنس دیتی ہی پھول اور زیادہ برستے ہیں سرکارے بدحواس ہو کر بھاگے اُسوقت دربار میں آئے کہ رات بہت قلیل باقی ہی رستم مقام صدر پہ ایرج و قاسم و جہانگیر وغیرہ گرد بیٹھے ہیں ڈنگو بہ سرداران صف شکن جوانان تیغ زن بیٹھے جھوم رہے ہیں گانے والیوں سے سبکی نگاہیں لڑ رہی ہیں کہ بیٹھے بیٹھے رستم نے کہا اسوقت دل گھبراتا ہی نہیں معلوم لشکر کا کیا حال ہی سمک سر پر کھڑا مگس رانی کر رہا ہی اسنے بھی کہا ای شہریار میرا دل گھبراتا ہی گانا انکا طبیعت کو ناگوار ہی کچھ اسمیں اسرار ہی کہ ہرکارے آکر موجود ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو ہر ایک سردار سرفراز ہو غلاموں کو ہمیشہ خدمت گزاری پہ ناز ہو قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ		گل سرخ تا بہ چو روشن چراغ	
نگین سعادت بنام تو باد		ہمہ کار عالم بہ کام تو باد	

لشکر میں سرکار کے عجب ہنگامہ ہی پھول آسمان سے برس رہے ہیں کئی ہزار جوان آپس میں لڑ کر قتل ہوے رنڈیاں لڑ رہی ہیں انکو تو منع کیجیے رستم فوراً اُٹھے تیغہ کپتان ہاتھ میں لیا پر کو پشت پہ ڈالا سرداروں نے چار جانب سے گھیر لیا رستم سب کے آگے آگے سمک یلداقی پہلو میں مگر اپنے کو چھپاتا ہوا عنت کوہ کوٹھی کر کے زیر قلعہ آئے صبح ہو چکی ہی ستارہ سحری آسمان پر چمکا ہی آثار سحر نمودار طائر آشیانوں سے نکل کر یاد باغبان قضا و قدر میں زمزمہ سرائی

کر رہے ہیں ہر ایک طائر کی زبان پر یہ اشعار ہیں نظم

برفگن ای دلربا از چہرۂ انور نقاب
نیست شایان بر عذار نیر اکبر نقاب

پرتو افگن بر فلک ہرگز نگشتے مہر و ماہ
چہرۂ پرنور تو بودے اگر اندر نقاب

پرتو روے تو از ہر پردہ ظاہر میشود
مینماید جلوۂ نور رخت از ہر نقاب

پردہ بر روے منور مانع دیدار نیست
ہست غالب پرتو نور جمالت بر نقاب

دیدۂ نادیدہ دیدار روشن میشود
گر بیندازی زچہرہ ای مہ انور نقاب

جان نمیخواہد کہ در پردہ بود آن جان جان
کی پسندد دل کہ باشد بر رخ دلبر نقاب

اہل بینش میشناسندش زہر طرز و طریق
خواہ باشد روبرو و خواہ باشد در نقاب

نور روے روشنش آخر ظہور خود کند
گرچہ باشد بر عذار نیر اکبر نقاب

میدہد از خوبی رخسار انوارش خبر
چون شود از جلوۂ رخسار جلوہ گر نقاب

ہند یا بیشک قصور اندر نظر داریم ما
ورنہ بر چہرہ ندارد یار مہ پیکر نقاب

پھولوں کا کھلنا غنچوں کا چٹکنا طائروں کا چہکنا صحرا کا مہکنا عجب لطف دیتا ہے رستم کو جو آتے ہوئے سب نے دیکھا تلواریں پھینک کر دوڑے کوئی کہتا ہے کہ اے شہریار ہمیں مجھ سے حماقت ہوئی کہ میں نے اپنے بوڑھے باپ کو مارا ماں کو بیوہ کیا ماں کو کیا جواب دونگا رستم ہنس کر فرماتے ہیں یارو میں اس بے وقوفی کا کیا جواب دوں اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کو مارا اور مجھ سے فریاد کرتے ہیں کیا اسکی داد دوں کیا فریاد کو سنوں ہر طرف سے لشکر کے غول کے غول چلے آتے ہیں گلگونہ نے جو سنا کہ افسر لشکر آتے ہیں تخت سے اتر آئی سایے میں نخل کے کھڑی ہو کر تماشہ دیکھنے لگی اور ہاتھ سے اشارہ کر رہی ہے جب اشارہ کرتی ہے غول کے غول جمع ہو کر سامنے رستم کے آتے ہیں اب سب کا قصد ہوا کہ آقا کو قتل کریں گلگونہ نے اور سحر کو زور دیا [illegible] سحر میں سبکے قلب الٹ گئے یہی کہتے ہوئے آتے ہیں کہ اب چاہا آقا کو قتل کریں گے جب سامنے پہونچتے ہیں تو عب وہ ہیبت دیکھا حوصلہ نہیں پڑتا اس انتظار میں ہیں کہ کوئی اور سب اول کرے تو ہم بھی جا پڑیں بڑھکر لڑتے نہیں رستم سب کے آگے آگئے ہیں تیغ کپتان کو تولتے ہوئے داہنا ہاتھ تلوار کے قبضے ہوئے بائیں ہاتھ میں سپر فولادی جسپر کئی لاکھ روپے کے پھول جڑے ہوئے ہیں سہک چپکے سے

ہمیں حضرت سلامت کے صلواتیں سناتے ہیں — غضب کی شوخیاں ہیں انکی دشنام مودب میں
مرے آنسو کے قطرے ہیں جسے شبنم سمجھتے ہو — ٹپکتا ہے زلال اشک چھن کر دامن شب میں
کدورت زندگی کی یاد ابرو پاک کرتی ہے — تو اب مرگ ملتا ہے عذاب نیش عقرب میں
سیے انکار ساقی نے ہزاروں خون گردن پر — نگاہیں ڈوب کر رہ گئیں جام لبالب میں
بلندی پر ہے اقبال محبت خاکساروں کا — شرار آہ خوابیدہ ہوے پہلوے کوکب میں
لب و رخسار و کاکل چشم و ابرو سبکے ہیں دو دو — کہ ہوتے ہیں بہت سے لطف یون مرکب میں
بہا ہے نور کا دریا ترے چاہ زنخدان سے — بلندی حسن نے پائی نشیب سطح غبغب میں

چہار جانب وہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو گیا گلگونہ نے بہت ارادہ کیا کہ شاہزادے سے ملاقات کروں مگر حجاب نے دامن نہ چھوڑا اسانے رستم کے نہ آئی سحر البتہ اُتار دیا جو لوگ مارے گئے تھے انکو بھی زندہ کیا رستم حیران ہیں سرداروں سے اپنے کہرہے ہیں کہ ہمارے ذہن میں نہ آیا کہ یکایک سب بدحواس ہو گئے اور پھر سب درست ہوے نہیں معلوم یہ کیا سحر کیا تھا سمک نے عرض کی کہ آپ لوگوں کی اقبالمندی تو ظاہر ہے کہ دشمن دوست ہوتے ہیں کوئی ساحر آیا اُسنے اگر سحر کیا کہ لوگوں کا یہ حال تھا کہ آمادۂ شر و فساد تھے اب راہ پر آئے آپ کے اقبال نے یاری کی بخت نے مددگاری کی اسکا حال آخر میں معلوم ہوگا مگر گلگونہ گلگون پوش سحر اُتار کر رنجیدہ کبیدہ طرف قصر سکندری کے چلے چونکہ ملول و حزین ہو رہی تھی ایک پہاڑ پر جا کر ٹھیری یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

عدو کو رنج نہ تم سے نہ آسمان سے ملا — تمہیں کہو یہ مقدر کسے کہاں سے ملا
وہ پاس غیب ہے پھر بھی ہیں دور سے ہم — نہ دل میں آ تو ذرا آنکھ ہی وہاں سے ملا
دیا پتہ تو دل گم شدہ نے کچھ اسکا — ملا نشان تو کچھ آپ بے نشان سے ملا
ہمیشہ دل سے رہیں سرو مہربان اُسکی — جو داغ بھی کوئی خوبان مہربان سے ملا
یہ دیکھو عشق کی نیرنگی کو ہے یکجائی — لہو نہ دل کا مگر چشم خون فشان سے ملا
پکارتا ہوں میں تنگ آکے نالۂ دل کو — سر اب اُٹھا کے بہت جھک کے آسمان سے ملا
یہی بہانہ ہو ہم بستری کا عاشق سے — کبھی تو موسے کمر جسم ناتوان سے ملا

جو آئے کوئی مجھسے تو جذب سے پوچھین	بتا یہ پہلے کہ تجکو اثر کہان سے ملا
ادھر نفاق ہوا دلمین اور مجھ مین جلال	اُدھر بگڑ کے مرا بخت آسمان سے ملا

اُسوقت گلگونہ کا عجیب حال ہوا چار جانب نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہی ہی کہ صورت زیبا دکھائی دے مگر ناممکن کبھی طائران صحرا کو دیکھتی ہی کبھی ہوا سے کہتی ہی کہ اے باد صبا میرا پیغام رستم تک پہونچا کہ گلگونہ کی جان جاتی ہی جمال بے مثال دکھا دیجیے میرے تک اپنے کو پہونچا دیجیے اب صبر نہین ہوسکتا ہاے مین نے کیا کیا اُس دل نازک پر صدمہ پہونچایا پھر بعد اُسکے اُس صدمے کو دور کیا لیکن یقین ہی کہ مراد دل پوری ہو کہ پھر جمال بے مثال دیکھون دیکھیے وہ کونسا وقت ہوتا ہی کہ خدمت مین پہونچون اور راز و نیاز کی باتین ہون دیکھیے زندگی مین یہ امر ممکن ہو یا نہو گلگونہ کی طبیعت کو اُلجھن ہی کبھی بیقرار ہوتی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی قضاے کار زعفران پوش جادو بھیجی ہوئی نور الدہر کی فکر لوح مین لگی ہی اُڑتی ہوئی جاتی تھی کہ نگاہ اِسکی پڑی دیکھا گلگونہ گلگون پوش ایک نخل کے سایہ مین دیوانہ وار بیٹھی ہی کبھی اشعار پڑھتی ہی کبھی اپنے پر نفرین کرتی ہی کہ کیون اے گلگونہ معشوق کا لحاظ کرنا کیا تھا کیون نہ ملاقات کی جو حال دل بیان اظہار کر رہی ہی یہی حال پر ملال سامنے اُس شہریار کے بیان کرتی شاید عاشق زار پر رحم آ جاتا یقین ہی وہ شیر دلیر خلیق بھی ہو اور مجھپر رحم کرکے تسکین قلب بھی کرے زعفران پوش نے گلگونہ کو پہچانا ہوا سے اُتر آئی ہرچند کہ سامنے آئی مگر گلگونہ نے توجہ نہ کی یہ تصور سے باتین کر رہی ہی وجد مین ہی گویا مجنون فراق لیلی مین دشت نجد مین ہی زعفران نے ہاتھ تھام لیا کہا کیون حضور مین کس حال مین آپ کو پاتی ہون بہت آپ کو دیکھکر گھبراتی ہون مین نے تو یہ خبر پائی تھی کہ میرے بعد آپ افسر ہوئین شاہزادیان سب آپکے قبضے مین ہین کس حال مین آپکو دیکھا ہی کہ ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے مثر مجھے حال بیان کیجیے مین نے تو قصر کو چھوڑا راز لشکر سلمان سے بخوبی آگاہ ہون اب فکر لوح مین لگی ہون کئی دن گذرے کہ ماری ماری پھر رہی ہون لیکن آپ کی دستگیری کرونگی گلگونہ نے ایک آہ کی اور کہا اے یار ہمدرد کیا تجھسے اپنا حال بیان کرون قصر عشرت سے یہ کہکر نکلی تھی کہ رستم نے ہفت کوہ پر قبضہ کر لیا ہی جا کر لشکر تباہ کرون بقراط نہ مانتا تھا مگر میرے دل نے نہ مانا

وہان جو پہونچی آتش رخسار رستم نے میرے قلب کو جلا دیا خاک مین ملا دیا سحر اُتار کر چلی آئی اب شرمندہ ہون کہ ملاقات کیون نہ کی شاید معشوق کو رحم آتا اے زعفران ہوسکتا ہو کہ رستم تک بہ لطف رسائی ہو زعفران نے کہا مین جا کر طلسم کشا پر عاشق ہوئی انکا لشکر نہایت شوکت پر ہو ہر چند کہ ایرج نوجوان اس فکر مین ہین کہ لوح حاصل کرون اور مین طلسم فتح کرون مگر سب کتابون مین مین نے یہی دیکھا کہ نور الدہر فتاح طلسم ہین انھین کو لوح ملیگی صاحبقران نے بھی رہائی پائی ایک ساحرہ چست و چالاک نہایت بے باک انکی بھی شریک ہوئی وہ بھی اسی فکر مین ہین کہ لوح طلسم حاصل کرون اگر مناسب ہو تو میرے ساتھ چلو قصر لوحداران پر چلکر ملاقات کرین حکر لوح مین مصروف ہون معرفت نور الدہر رستم سے ملاقات ہوجائیگی وہ اُنکے فرزند اُنکے بھائی کے بیٹے ہین نہایت لحاظ کرتے ہین فوراً دوڑے ہوا آئینگے یہ سنکر گلگونہ نے کہا مین لوحداران سے عزیزداری رکھتی ہون مین تیرے ساتھ چلنے کو موجود ہون مگر رستم کے ہمراہ ایرج نوجوان بھی ہین ایسا نہ ہو وہ رشک کرین کہ انکے واسطے فکر لوح کی نہ کی ایسا ہو کہ رستم کے خلاف گذرے زعفران نے کہا ان لوگون مین دستور ہو کہ آپس مین چشمک رکھتے ہین مگر وقت مصیبت ایک دوسرے کا شریک ہوجاتا ہو آپس مین چشمک ہو لیکن ایک کا ایک دشمن نہین ہو ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نور الدہر کسی بلا مین مبتلا ہون مین جا کر مدد کرون یہی نور الدہر کا بھی قصد ہو غرض آپس مین صلاحین کرکے گلگونہ و زعفران پوش اس امر پر آمادہ ہوئین کہ چلکر لوحداران سے ملاقات کرین دونون کی دونون پر پرواز پیدا کرکے طرف قصر لوحداران کے چلین لوحداران جادو اپنے قصر مین ہو خبرین اسکو معرفت بقراط کے ملتی ہین کہ عزیزداران طلسم کشا نے ہفت کوہ پر بھی قبضہ کر لیا لوحداران کہتی ہو صاحبو عجب طرح سے بلوہ ہوا ہو ہمنے خداوند کو منع کیا تھا کہ مقدمۂ مسلمانان مین دخل نہ کیجے قدرت نے نہ مانا اور ساحر بھیجے اُنکے افسر اعلی صاحبقران کو قید کیا ایک ایک سردار انمین طلسم شکن ساحر کش دیو بند ہو جدھر خروج کیا اُس اقلیم کو ویران کر دیا ایسے سرداران صف شکن سے کون لڑسکتا ہو حسین ایسے کہ جس شاہزادی نے دیکھا عاشق ہوگئی ابھی تھوڑا زمانہ گذرا ہو قدرت نے مجکو نہ کہا تھا کہ زعفران پوش نور الدہر پر عاشق ہوکے نکل گئین اب یہ گلگونہ افسر

ہوئی ہین یہ باتین ہو رہی ہین چند شاہزادیان جو اسکی خراج گزار ہین وہ بھی حاضر ہین کہ لکا ابر نلنا ر آسمان پہ پیدا ہوا بڑے زور و شور سے ابر آتا ہے زیر ابر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کہ ابر سامنے سے آکر چھٹا دیکھا بی گلگونہ و زعفران پوش ایک تخت پر سوار چند کنیزین پشت پر مگس رانی کرتی ہوئین آتی ہین لوحداران کھڑی ہو گئی پکارکر آواز دی کہ شاہزادیو آؤ مین تو تمھاری بہت مشتاق تھی دونون تخت سے اُتر ین لوحداران نے دونون کا ہاتھ تھام کر مقام صدر پر لاکر بٹھایا گھبرا کر پوچھا اسوقت کیونکر تشریف لانے کا اتفاق ہوا گلگونہ نے کہا اے مادر مہربان جب سے ہماری والدہ نے انتقال کیا ہے تمکو بجاے ماں کے سمجھا اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال دل مین آیا کہ چلکر مادر مہربان سے ملاقات کرین طلسم کی حفاظت ہو قدرت تو اُٹھ پہر عیش مین مصروف رہتے ہین ہفت کوہ تک مسلمانون نے قبضہ کر لیا لوحداران نے کہا بی بی جو ہونا ہے وہ ہو گا قدرت تو صاف صاف لکھ چکے ہین اب اُن احکام کو منسوخ کرتے ہین وہ کتابین منسوخ نہین ہو سکتین حکماے سابق نے بھی اُس علم مین دخل دیا ہے طلسم کشا کی صورت کی تصویر کھینچدی ہے کہ یہ شخص فتاح ہے حسب و نسب بھی لکھدیا وہی سب ہو رہا ہے جو اُس مین لکھا ہے یہ کہکے لوحداران نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ جلسہ آراستہ کرو مہمانون کی خاطر مین مصروف ہو فوراً ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز محفل مین حاضر ہوئین لوحداران اُسطرف دوسرے قصر کے چلی زعفران کا حال تو اسپر ظاہر ہے مگر حیران ہے کہ بی گلگونہ کس فکر مین آئی ہین معلوم ہوتا ہے کہ اسپر بھی کوئی افتاد پڑی اسکی بھی نگاہ کسی سے لڑی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے گلگونہ نے پوچھا کہ مادر مہربان تم کہان جاتی ہو کہا مین دوسرے قصر مین ہو کے آتی ہون گائن سے اشارہ کر دیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

آمد نے دیر کی ہے جو خط کے جواب کی — بیٹھی ہوئی ہے ڈاک یہان اضطراب کی
کیفیتین دکھاتی ہے بارش سحاب کی — بادل سے بھی ٹپکتی ہین بوندین شراب کی
تخفیف بعد مرگ تو ہو کچھ عذاب کی — تربت اُنگ بنے دل بے اضطراب کی
تیری تڑپ نے یار کی شوخی نے بزم مین — تصویر کھینچ دی ہے سوال و جواب کی
انجام دل سے عشق کی غفلت کا پوچھیے — یوسف سے لینی چاہیے تعبیر خواب کی

جاتے ہوئے وہ بار نے کی بہر و تی
ہر چند جوش گریہ ہو آنکھوں کو کیا خطر
اندھیر کر دیا ستم چرخ پیر سے
زیر مزار وحشت دل نے نکلنے دی
ملتی ہو متصل خبر ہجر یار میں
دل کی تڑپ کچھ اور شب وصل بڑھ گئی
بھتا ہی ترک عشق جوانی میں کب جلال

آنکھوں کے نیچے پھر گئی رخصت شباب کی
طوفان میں ڈوبتی نہیں کشتی حباب کی
حاجت ہوئی شباب میں ہمکو خضاب کی
حسرت فشار کی نہ تمنا عذاب کی
دل نے بجھادی ڈاک یہاں اضطراب کی
بجلی گری جو تیری نگاہ عتاب کی
بے اعتبار ہوتی ہو توبہ شباب کی

گلگونہ و زعفران مقام صدر پر بیٹھی ہیں مگر گلگونہ نے طرف زعفران کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ لوحداران کو ہمارے آنے سے کھٹکا ہو قصر آئینہ میں گئی ہو اگر اُسنے آئینۂ سکندری دیکھا تو سب حال آئینہ ہو جائیگا زعفران نے کہا اگر اُسکو تمسے کھٹکا ہوتا تو اس طرح وہ تکریم سے پیش نہ آتی مگر لوحداران قصر آئینہ میں آئی آئینۂ سکندری اُٹھایا گرد پوش ہٹایا دیکھا کہ آئینہ پر غبار چھایا ہوا ہو بہت مکدر ہوئی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی کہ ای آئینۂ سکندری یہ آئینہ پر غبار کیسا غبار دفع ہو حال گلگونہ و زعفران مجھپر آئینہ ہو کہ اسوقت یہ کیون آئی ہیں جب دیر تک لوحداران نے پوچھ کیا اور تین تین بہر مرتبہ یہی قول تھا کہ مین تو ثابت قدم ہون آج تک مذہب سے مُنھ نہیں پھیرا مجھسے کدورت کیسی یکایک گرد دفع ہوئی آئینہ سے ایک پنجہ پیدا ہوا اُسنے لکھا کہ ای لوحداران آگاہ ہو کہ گلگونہ و زعفران فکر لوح مین آئی ہین یہ گلگونہ علم شاہ پر عاشق ہو مین یہی فکر ہو کہ مسلمانون پر احسان کرون ای لوحداران ہوشیار رہنا اُنسے کوئی راز کی بات نہ کہنا لیکن عمر طلسم تمام ہو چکی ہو یقین ہی کہ طلسم کشا یہان تک آوے اور لوح حاصل کر لیجائے گر احتیاط توضرور ہو لوحداران نے یہ احکام دیکھکر ایک کنیز کو پکار اوہ کنیز جو آئی اشارہ کیا کہ گلگونہ و زعفران کو بیہوشی ملا کر شراب پلا دو کسی طرح مطلب نکلے ورنہ دونون زبردست مین لڑ بھڑ کے نکل جائینگی اُس کنیز نے جاکر شراب مین بیہوشی ملائی پہلے جام گلگونہ کو دیا گلگونہ پی گئی دوسرا جام زعفران کو دیا وہ بھی پی گئی تب لوحداران قصر سے نکلی دیکھا دونون کی آنکھیں سرخ ہو رہی ہین چہرے تمتماے ہوے

ہین لوحداران نے پکار کر آواز دی کیون بی گلگونہ و زعفران کچھ مطلب تو بیان کرو اب
یہ طلسم کیونکر بچیگا تم ایسی شاہزادیان سحر مین بےنظیر رازدار طلسم پیروی کررہی ہو کہ لوح مسلمانون
کے قبضہ مین جائے مگر آج تھا تمھاری لیکر آئی ہو یہان لاکر پہنچایا گلگونہ بولی ای مادر مہربان حقیقت
مین لوح کو کہان رکھا ہو یہان کے قصر عجائب وہ ہین کہ اگر خود خداوند آئین تو لوح کو نہ پائین
اور کسی کی کیا حقیقت ہو کہ خلاف تمھارے حکم کے یہان پیروی کرسے لہذا تم ظاہر کرو کہ لوح
کس قصر مین رہتی ہو لوحداران نے کہا او مکارہ مین حال لوح ظاہر کرون یہ کوئی عقل
کی بات ہو میری عقل پر کیا پتھر پڑے ہین جو تجھسے حال لوح بیان کرون اری کنیزو ان
دونون کو گرفتار کرلو دونون تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھین کہ سحر کرین قصر ہلا دین شاید لوح
ملے ورنہ جان بچاکر نکل جائین مگر بیہوشی تاثیر کرچکی تھی جیسے ہی اپنے مقام سے اٹھین لڑکھڑا کے
گرین لوحداران نے اگر دونون کی زبان مین سوزن دی ماران سیاہ بدن مین لپٹائے
دو قفس آہنی منگائے اُس مین دونون کو بند کیا صفیر گوشہ نشین کو کہ یہ مصاحب لوحداران
ہو پکارا جب صفیر حاضر ہوئی لوحداران نے دونون قفس صفیر کے سپرد کیے کہا انکو لیجا کر
قصر مخلوقات مین قید کرو مین قدرت کو لکھونگی جو حکم وہان سے آئیگا انکو بجا لاؤنگی صفیر نے
لاکر قفس قصر مین لٹکائے آپ بعدہ نگہبانی بیٹھی لوحداران نے اسی وقت عرضی بقراط ثانی
کو لکھی سامان شعلہ عذار نامے ایک کنیز ہو اسکو نامہ دیا مضمون عرضی یہ تھا کہ زعفران
زعفران پوش عاشق نورالدہر و گلگونہ گلگون پوش عاشق علم شاہ ان دونون کو
کنیز نے قید کیا ہو جو حکم ہو وہ بجا لاؤن کنیز نامہ لیکر چلی یہان قید خانہ مین جب گلگونہ و زعفران
کو ہوش آیا اپنے کو گرفتار قفس پایا حیران ہوگئین گلگونہ نے زعفران سے اشارہ کیا کیون
بوا تمنے دیکھا کہ کیا معرکہ درپیش ہوا زعفران نے کہا بوا نہ گھبراؤ پروردگار مدد کریگا
انشاءاللہ لوح کو لیکر پاس نورالدہر کے پہنچینگے اور اگر اجل گریبان گیر ہو تو ہمارے
قتل کی یہی تدبیر ہو زعفران پوش نے صفیر کو اندر بلایا کہا کیون صفیر ہم نے کیا کیا کہ
جو لوحداران نے قید کرلیا صفیر نے کہا واری مجکو نہین معلوم مجکو تو حکم نگہبانی ہو گلگونہ نے
کہا ای صفیر ہم قید نہ رہینگے پروردگار ہماری رہائی کا سامان پیدا کریگا وہ خالق ارض و سما دستگیر

بیکسان حاجت روا ے غریبان ضرور ہماری مدد کریگا تم فقط اتنا کرو کہ لوحداران سے
دریافت کرلو کہ ہماری کیا خطا ہی ای صفیر جو ہمارے ساتھ احسان کریگا وہ احسان بالا بالا
نہ جائیگا اور جو اسوقت ہمارے ساتھ ظلم و بدعت کریگا ضرور مارا جائیگا ہم چاہتے ہین کہ ایک خط
ہمارا تا بہ شاہزادہ نور الدہر پہونچادو بس ہماری رہائی کی تدبیر کرینگے ای صفیر اسکو خوب
دل سے یقین کرو کہ اس طلسم مین وہ مقدر ہوگا کہ تم لوگون کو بیٹھنے کا مقام نہ ملیگا ایک ایک ساحر
ش طلسم ہفت پیکر مسلمان ہونے کی آرزو کریگا بہت زمانہ قریب ہو اب اس طرف کا حال
سُنیے کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بالمع قاہرہ منزل در منزل آتے ہین ایک
روز ایک صحرا مین گذر ہوا صحراے سبزہ زار تھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت
باغبان قضا و قدر کا بھر رہے ہین پھولون کا زرا اشمار انار بلبلین بار فراق گل سے سبکدوش
ہوے پھولون کی مدہوش نور الدہر نے جو صحرا کا تماشہ دیکھا زعفران کی یاد آئی فرمایا ای
شبرنگ ہم کو کئی دن کا زمانہ گذرا کہ جا بجا ٹھہرتے ہوے آتے ہین لیکن زعفران پلٹ کے
نہ آئی مقام افسوس ہو ذرا دریافت تو کرو کہ زعفران کہان پہونچی اور اُسپر کیا گذری شبرنگ
بن عمر و للا کوس بھر پا کے ٹھیرا ایک نخل کے نیچے بیٹھا سوچ رہا ہو کہ کہان جاؤن حال زعفران
دریافت کرنا کیا ہنسی ہو نہین معلوم کہان پہونچی کس سے دریافت کرون اس سوچ مین بیٹھا ہو
کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ طاؤس پر سوار طاؤس کو اُڑاتی ہوئی آتی ہو
بہت تیز رو ہو مگر سر جھکا جھکا کے دیکھتی آتی ہو کہ اگر کسی مقام پر پانی ملے تو اُتر کر پانی پیون
ناگاہ جھیل پر نگاہ پڑی طاؤس کو اُسی طرف پھیرا طاؤس کو اُتارا طاؤس پر سے اُتر پڑی
طاؤس ٹہلتا ہوا اطرف جنگل کے گیا وہ ساحرہ جھیل پر پانی پینے لگی شبرنگ نے ایک ساحر کی
شکل بن کے آواز دی خبردار پانی نہ پینا ورنہ پانی ہوکر بہجائیگی ساحرہ نے پلٹ کر دیکھا
کہ ایک جادوگر کلمات سخت کہتا ہوا آتا ہو گھبرا کر رُک گئی پانی چلو مین لیا تھا پھینک دیا کہا
کیون میان ساحر صاحب پانی کی کیون ممانعت ہی ساحر نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم ممانعت
کی وجہ یہ ہو کہ اژدہے اگر یہان کا پانی پیتے ہین اسوجہ سے قدرت نے ہمکو مقرر کیا ہو کہ جو کوئی
پانی پینے کا ارادہ کرے اسکو روکو اور کہدو کہ جو کوئی بندہ ہمارا اسکا پانی پیے گا تو پانی ہوکر بہجائیگا

دل مین حوصلہ رہجائیگا مین دن بھر اسی مقام پر رہتا ہون جو میرے سامنے آیا اُسے منع کرتا ہون اور جو میرے ہونے کے وقت آیا تو مین ناچار ہون شبرنگ نے اس طرح کی باتین کین کہ سامان شعلہ عذار دعائین دینے لگی کہا بھیا تمنے بڑا احسان کیا قدرت کو اپنے بندون کا بڑا خیال ہی سامان نے بہت شکر یہ ادا کیا شبرنگ نے کہا آپ میرے مقام پر چلیے پانی نوش فرمایئے جو کچھ حضر آش اس ذرہ بے مقدار کو میسر ہی تناول فرمایئے یہ کہکے ساحرہ کو ساتھ لیا قریب درۂ کوہ آکر کہا آپ یہان ٹھہریے مین پانی لاتا ہون سامان شعلہ عذار ٹھہر گئی تھوڑی دیر مین دیکھا کہ جام آب چھلکتا ہوا ساحر لیکر آیا کہا لو ملکۂ عالم یہ پانی نوش فرماؤ کہ فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہو ساحرہ نے فوراً جام لیا ساحر کو دعائین دیکر پی گئی ساحر نے ہنسکر کہا ای ملکۂ عالم اب مطلب ہوگیا اب رد براہ جاؤ ساحرہ چلی چند قدم پر جاکر گری شبرنگ نے جھولی اُسکی کھولی ایک نامہ نکلا اُسکو جو پڑھا تو بڑے مطلب کا مضمون پایا خیال مین آیا کہ چلکر شاہزادے سے سب حال بیان کرون ساحرہ کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ گھبرایا ہوا خدمت نور الدہر مین آیا نامہ لوحداران کا دکھایا کہا حضور ایک کنیز خدمت بقراط مین جاتی تھی مین نے راہ مین اُسے گرفتار کیا تو یہ نامہ نکلا نور الدہر نے نامہ پڑھکر فرمایا کہ ای شبرنگ بڑا غضب ہوا زعفران پوش قید ہوگئی گلگونہ گلگون پوش اُسکے ہمراہ ہی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ہمارے غم نادار پر عاشق ہی یہان تو یہ باتین ہورہی ہین مگر قیدخانہ مین گلگونہ نے صفیر کو بہت سمجھایا زعفران پوش نے بھی تصدیق کی کہ ای صفیر اگر خط ہمارا پاس نور الدہر کے پہونچ جائیگا اور صورت ہماری رہائی کی نکل آئیگی تو ہم تمکو بہت سرفراز کرینگے صفیر نے قلمدوات و پرچہ کاغذ کا لاکر زعفران کو دیا زعفران نے نور الدہر کو نامہ لکھا کہ ای صاحب حسن و جمال و ای شہنشاہ اقلیم جاہ و جلال زاد اللہ حشمکم عالم آرزوے محبت و جان جہان تمناے صحبت کے بعد عرض ہی یہ کنیز آپ کے لشکر سے نکلی اور منظور ہوا کہ لوح کی تدبیر کرون مقام لوحداران پہ آکر کنیز گرفتار ہوئی امیدوار ہون کہ کوئی تدبیر رہائی فرمایئے اور جیسا مناسب وقت ہو دیسا کیجیے نامۂ عاشق زار زعفران پوش صفیر کو لکھکر نامہ دیا کہ جس طرح ممکن ہو نامہ کو تابہ نور الدہر پہونچادو صفیر نے اپنی ایک کنیز سے کہ اُسکا مطیع جادو

نام ہے کہا یہ نامہ لشکر نور الدہر مین پہونچا کے چلی آ ہر ایک کی نگاہ سے اپنے کو بچاتا جھٹ پٹ چلی آتا
مطیر نامہ لیکر چلی لشکر نور الدہر تک پہونچی جسوقت نور الدہر یہ نامہ پڑھ رہے تھے اور شبرنگ
سے صلاح ہو رہی تھی اُسی وقت مطیر نامہ لیکر ہو نچی ایسی خائف تھی کہ نامہ پھینک کر بھاگی ہر چند
شبرنگ نے ٹھیرایا نہ ٹھیری کہا مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مجکو بیہوش کر کے نہ ڈالدے شبرنگ
نے کہا یہ باتین دشمنوں کے واسطے ہین تم تو ہماری دوست ہو جب شبرنگ نے اسطرح کہا تب
مطیر ٹھیری نور الدہر نے نامہ پڑھا ایک حرف گویا خنجر تھا فرمایا کہ ای شبرنگ جو ہو سکے تو
اُنکی رہائی کی تدبیر کرو ورنہ مین لشکر کشی کر کے چلتا ہون شبرنگ نے کہا بہت مناسب ہے حضور کا
لشکر منزل در منزل آئے غلام آگے بڑھتا ہے شبرنگ مطیر کے ساتھ لشکر سے باہر نکلا نور الدہر
نے بھی اُسی وقت لشکر تیار کیا نقارے پہ کوچ کے چوب پڑی تمام صحرا ہل گیا لشکر نور الدہر
چلا شبرنگ نے راہ مین مطیر سے باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کر اُسکو تو بیہوش کیا ایک درۂ کوہ
مین ڈالدیا آپ اُسیکی شکل بنکر چل بھاگا بھاگ آتا ہے لوحداران اپنے مقام پر بیٹھی ہے کہ خفیہ نویس نے
یہ پرچہ لکھا کہ لشکر نور الدہر اس طرف آتا ہے لوحداران خاموش ہو رہی شب کو جو جلسے مین بیٹھی
ایک کنیز سے کہا کہ کئی دن سے ہماری صاحبزادی نہین آئی ہین باغ مین اُنکے جاؤ کہنا ماں نے بلایا ہے
کنیز روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ ہماے مرصع پوش دختر لوحداران مجمع کنیزان ماہ رو مین
بیٹھی ہے ناچ گانا ہو رہا ہے مگر ہماے مرصع پوش سرنگون بیٹھی ہے کنیز نے آکر عرض کی کہ آپ کی
والدہ نے آپ کو بلایا ہے ہماے مرصع پوش اُٹھی اُس کنیز کے ساتھ چلی چند کنیزین ہمراہ صحبت
لوحداران مین پہونچی پہلے برائے تسلیم خم ہوئی لوحداران نے ہاتھ پھیلا دیے کہ بیٹی آؤ کئی دن
سے نہین آئین مزاج کیسا تھا چہرہ اُترا ہوا ہے تمکو رنج و غم کس بات کا ہے ہماے مرصع پوش نے
عرض کی ای والدہ ماجدہ مین نے خبر سُنی ہے کہ آپنے گلگونہ و زعفران کو گرفتار کیا ہے لشکر نور الدہر
اسطرف آتا ہے یہ لوگ بڑے سرکش ہین اسی خیال مین مجکو بخار آگیا اسوقت ایک کنیز نے آپ کے بلانے
کی خبر دی مین فوراً حاضر ہوئی مگر آپ سے پوچھتی ہون کہ طلسم کشا کے روکنے کی کیا تدبیر ہوگی تب
لوحداران نے کہا ای نور نظر تم اسکا بالکل خیال نکرو تمھاری ایک کنیز جائیگی وہ طلسم کشا کو پکڑ
لائیگی فوراً قتل کرڈالونگی ساری طلسم کشائی بھول جائینگے اور جو ساحر کہ گرفتار ہوے اور

مارے گئے اُنھون نے خیال نہین کیا مجھے ہر وقت یہ خیال ہو کہ دونون میرے یہان قید مین ضرور ہر
طلسم کشا مجھپر لشکر کشی کرینگے مین کوئی پہلوان نہین ہون ایک سحر مین لشکر پراگندہ کر دونگی اگر دس
بیس لاکھ ہونگے تو ایک کو ایک کی خبر نہو گی یہ ذکر تھا کہ شبرنگ بن عمرو صورت پر اُس کنیز کی آکر
پہونچا محفل مین آکر بیٹھا یہان تو مان بیٹی سے یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر رستم پیلتن جو بارے ہفت کوہ
ہین شاپور شیر دل ایک صبح کو براے بالادوی نکلا ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھ کر چار طرف
دیکھ رہا ہو دیکھا ایک جادوگرنی درہ کوہ مین بیہوش پڑی ہو شاپور نے ایک ساحر کی شکل بنکر اُس
ساحرہ کو ہوشیار کیا کہ تو کون ہو آسمان رونے لگی کہا یہان ساحر میرا حال نہ پوچھو لوحداران نے
مجکو بخدمت خداوند روانہ کیا تھا یہان صحرا مین آکر ایک ساحر ملا اُسنے مجکو پانی پلایا مین سو گئی تم
کون ہو شاپور نے کہا مجکو خداوند نے بھیجا ہو کہ لوحداران کی کنیز فلان درے مین بیہوش پڑی ہو
جاکر اُسے ہوشیار کر و سب حال اُس سے پوچھ لین آسمان نے سب حال بیان کیا کہ زعفران وگلگونہ
کو قید کیا ہو لوحداران حکم خداوند کی منتظر ہو کہ اُنکو قتل کرے یا خدمت خداوند مین بھیجے شاپور
نے کہا خداوند حکم بھیجدینگے مگر تمہارا چہرہ اُترا ہوا ہو شاید کچھ تمنے کھایا نہین یہ کہکے پاس سے مٹھائی نکالی
کہا یہ کھاکے پاس لوحداران کے چلی جاؤ ہم جاکر قتل نامہ روانہ کر دینگے آسمان نے مٹھائی
کھائی شاپور نے پانی بھی لاکر پلایا پھر آسمان بیہوش ہوئی یہ مین کہتا ہون شاپور یہ احسان
نورالدہر پر ہو گا رنگ و روغن عیاری کا لگایا آسمان کی شکل بنکر چلا جا بجا پوچھتا ہوا قصر
لوحداران پر آیا اُسوقت پہونچا کہ مان بیٹیان باتین کر رہی ہین سب اہل دربار خاموش
بیٹھے ہین ہماے مرصع پوش نے کہا ای مادر مہربان یہ کیا ضرور ہو کہ جب آپ کی سرحد مین آوین
تب قتل کیجیے مین جاکر انکو پھیر دون لوحداران یہ سنکر تھرا گئی کہا بی بی بڑا خوف ہو ابھی تمھین
بیٹھا برس شروع ہوا ہو مین تمہارا نکلنا بہتر نہین جانتی ہما نے کہا مین وقت شب مین پوشیدہ ہو سکا
جاؤنگی اُنکے حالات نہ دیکھونگی ایک سحر کر دونگی کہ سارا لشکر نورالدہر پر بلوہ کرے کس کسکا
دار روکینگے کیونکر بیچینگے سُنتی ہون کہ دو لاکھ فوج ہمراہ ہو بڑا اُنکا سپاہ سالار اعلیٰ طہماس بن
عنقویل دیو پر ور ہو کہ سترہ سو من کا ساطور باندھتا ہو اُسیکے حربے مین اُنکا خاتمہ ہو جائیگا
لوحداران نے کہا بی بی یہ لوگ بڑے بہادر ہین جتنے سردار ساتھ ہین سب کو اُسنے زیر کیا

ہر حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا ہی لاکھ دو لاکھ سے اکیلے لڑتے ہین بچپن سے اُنکا یہی کام ہی اسی جرأت سے اُنکا نام ہی مجکو خیال یہ ہی کہ کسی دشمن کی نظر پڑ جائے میری بچی کو نظر لگ جائے میری تو عمر بھر کی تم کمائی ہو اور مقام لوحداران شہور ہی خبردار کسی کے سامنے لوح کا ذکر نہ کرنا ہر چند کہ میرا لوحداران لقب ہی مگر لوح کو چھو نہین سکتی کہ لوح قصر ہفت قفل مین ہی جو کوئی لوح کو چھوئے جلکر خاک ہو جائے مین نے آج تک کبھی لوح کو ہاتھ نہین لگایا کتاب مین سب حال لکھا ہی مگر مین نے کبھی اُس حال کو بھی نہین پڑھا سنتی ہون کہ حکماے سابق تحریر کر چکے ہین کہ جب وقت زوال طلسم آئیگا تو لوح طلسم کشا کو مل جائیگی مگر لوح اور مقام پر ہو گی اس قصر ہفت قفل مین کسی کا گذر نہین ہو سکتا بہت کچھ اس مقام پر حکیمون نے لکھا ہی ساکنان طلسم کو حفاظت لوح کی بڑی تاکید ہی چھپکے چھپکے بیٹی سے یہ باتین لوحداران کرہی ہی شاپور اور شبرنگ حید سے بام کے قریب تخت آتے ہین کہ باتین لوح کی سنین مگر لوحداران خاموش ہو کر کہتی ہی بی آسان و مطیر اُسی طرف پھیرو دور دور بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین ڈنکو نسے شعلے نکل رہے ہین کوئی بشکل اژدر کوئی بشکل ببر اور کوئی بشکل فیل وہ صورت اپنی دکھاتے ہین کہ شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم مین جو خدمت خداوند مین گئی تھی راہ مین عیار نے مجھے بیہوش کر کے ڈالدیا نہین معلوم کیا خیال آیا کہ قتل نہین کیا قدرت نے ایک ساحر کو بھیجا اُس ساحر نے آکر پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا یہ دست قدرت ہی تجکو کمال علم موسیقی دیا امیدوار ہون کہ اُسکا امتحان تو کیجیے اب حکم خداوند آئیگا لوحداران نے کہا ای آسان مین نے ان دونون کو قید تو کر لیا مگر قلب پر صدمہ ہی لشکر نور الدہر آتا ہی یقین ہی جو عیار تجکو بیہوش کر کے ڈال گیا تھا اُسی نے خبر پہونچائی جب تو نور الدہر نے اِدھر کا رُخ کیا راہ مین صحراے سفاک ہی سفاک جادو وہان کا جو حاکم ہی اُسکو نامہ لکھتی ہون کہ لشکر نبیرۂ حمزہ نہ آنے پاوے وہ اُسی مقام پر روک لیگا آگے نہ بڑھنے دیگا اچھا گانا تو سناؤ شاپور نے فوراً سازندون کو اشارہ کیا ساز درست ہوے شاپور سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

غم نہین گو ای فلک رتبہ ہی مجکو خار کا	آفتاب ایک ذرد پتہ ہی مرے گلزار کا
زلف کے حلقے مین اُلجھا سبزہ گوش یار کا	ہوگیا سنگ زمرد خال چشم یار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اُڑتا ہون لب / یاد آتا ہی کفِ پا مین کھٹکنا خار کا
جوشِ گریہ نے کیا ہی ناتوان اتنا مجھے / ٹوٹنا ممکن نہین ہی آنسوون کے تار کا
کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ و سرگین / رزقِ قسمت نے کیا زنگی آدمخوار کا
ہاتھ قاتل کے گریبان تک پہونچ سکتا نہین / اور فرطِ شوق ہی یہان زخم دامن دار کا
پھول جو ہی اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہی / ہر شجر اس باغ کا پھل بن گیا تلوار کا
پیشِ طاقِ ابروِ خمدار یہ گیسو نہین / کعبہ پر نرغہ ہوا ہی لشکرِ کفار کا
ای صنم تیری کر بچی آنکھ سے ثابت ہوا / رنگ اُڑ جاتا ہی روے مردمِ بیمار کا
اُس پری رو کے جو کوچے مین گذرتا ہی خیال / تن کے جن سایہ لپٹتا ہی مجھے دیوار کا
اُنکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر / ایک قیامت ہی صنم عالم تری رفتار کا
غم ندامت سے کیا محراب مین کعبہ کی سر / گردنِ زاہد سے بوجھ اُٹھا نہ جب زنار کا
زندگی مین بے ادب ہونے نہ دے گو رعب حسن / خاک ہی میری پس از مرگ اور دامن یار کا
روے گل آتش کہین ہوتی ہی محسوس نظر / آخرا ہی روز محشر یار کے دیدار کا

لوحداران نے کہا ای آسمان حقیقت مین قدرت نے تمکو کمال دیا ہی بی ہماے مرصع پوش کو سمجھاؤ کہ لشکر نور الدہر پر جانیکا ارادہ نہ کرین سفاک جادو ایک دن مین سب کا خاتمہ کر دیگا یہ کہکے اُسی وقت نامہ لکھا کہ ای سفاک جادو اگر لشکر نور الدہر تمھاری سرحد مین آئے تو سب کو تباہ اور آوارہ کر دو اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ مین تمکو طرہ پیغمبری دلواؤنگی سب طلسم والے تمھارے ممنون احسان ہونگے یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہ جاکر سفاک کو دینا مگر شبرنگ نے جب گانا شاپور کا سنا تو دل سے باتین کررہا ہی کہ ای شبرنگ یہ عیار تو تاجر زادے کا معلوم ہوتا ہی مگر ذلیل و خوار عیاری کی کہ جسکو ہم بیہوش کرکے آئے تھے اُسی کی شکل بن کے آکے سامنے ایرج اور نور الدہر کے یہ ذکر ضرور ہوگا الغرض ہماے مرصع پوش خاموش ہو رہی شبرنگ و شاپور بصورت مذکورۂ بالا حاضر دربار لوحداران ہین کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا مگر ہماے مرصع پوش مان کے دربار سے اُٹھی پریشانی دل کی کم نہ ہوئی باغ مین آئی کنیزون نے چاہا شگفتہ کرین

نگر رہا خاموش بیٹھی ہو اُدھر سفاک جادو اپنے قلعہ مین بیٹھا تھا کہ کنیز لو حداران سے آکر نامہ دیا سفاک نے پشت پر جواب لکھا کہ غلام کو خبر ہو کل وہ میری سرحد مین پہونچینگے دیکھیے کیا انقلاب کرتا ہون آپ کو خبر معلوم ہو جائیگی کنیز کو جواب دیکر روانہ کیا آپ بالاے قلعہ آکر بیٹھا ساحر گرد جمع ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی آگے سب کے نور الدہر پہلو مین طہماس و دیگر سرداران نامی پشت پر دو لاکھ کا لشکر صحرا مین آکر اُترے بارگاہ گوہر نگار استادہ ہوئی لشکر جا بجا اُترا سفاک نے کہا اندھیری رات مین کیا سحر کرون صبح کو اُنکو پراگندہ کر دونگا نور الدہر بارگاہ مین آ لئے رات بھر جلسہ رہا صبح کو اُٹھکر نماز پڑھی بیرون بارگاہ آکر بیٹھے سفاک بالاے قلعہ سے سحر کر رہا ہو کہ طہماس واسطے سلام کے آیا باتین کرتے کرتے بگڑ گیا کہا ای شہریار آپنے ہمکو تباہ و برباد کیا سلطنت چھوٹی آج مجھ سے مقابلہ کیجیے یہ کہکے ساطور کھینچکر اُٹھا نور الدہر ہنس رہے ہین فرماتے ہین ای طہماس اپنے ہوش مین ہو تمھارا تو چہرہ سرخ ہو رہا ہی کہا آج مین امتحان ضرور کرونگا اگر آپنے مجھکو زیر کیا تو تابعدار ہون اور اگر میرا حربہ چل گیا تو نام بدیع الزمان کا مٹا دونگا یہ کہکے طہماس نے ساطور کھینچا اور ہاتھ ساطور کا مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ ساطور چھین لون لیکن طہماس کو کوئی صدمہ نہ پہونچے کہ یکایک اسکا مزاج بگڑ گیا ہو کوئی باعث ضرور ہی طہماس چاہتا ہو کہ ہاتھ چھوٹے دوسرا حربہ کرون مگر نور الدہر کا ہاتھ کلائی پر پڑ گیا اب کب چھوٹتا ہو کشاکش ہو رہی ہو کہ یکایک لشکر مین غل ہوا جا بجا تلوار چلنے لگی بھائی نے بھائی کو باپ نے بیٹے کو مارا علاوہ طہماس کے سرداران دیگر بلوہ کرکے چلے کہ نور الدہر کو آج قتل کرینگے یہان طہماس ایسے جوان سے کشاکش ہو رہی تھی کہ دیکھا اور سردار آتے ہین غلغلہ کرتے ہوے کہ ای طہماس ماشاء اللہ آج نور الدہر سے بدلہ لو نور الدہر نے جھٹکا مارا کہ ساطور ہاتھ سے طہماس کے نکل گیا نور الدہر نے وہی ساطور اُٹھاکر کہا کہ ای طہماس ایک ہاتھ مار دون کہ دو ٹکڑے ہون طہماس نے کہا مین امیدوار ہون کہ ایک ہاتھ لگائیے مین بھی لپٹ بیٹھ رہونگا زور مین آپ میرا لیا کیجیے گا مگر چالیس سردار جو سامنے سے آئے تھے نور الدہر کو دیکھکر رُکے اور پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار ہم نے مدتون سے آپ کی اطاعت کی اب ہم سے جبر نہین اُٹھتا آج یا اپنی جان دینگے یا آپ کو قتل کرینگے

پڑ گئے سب نور الدہر پر آپڑے نور الدہر مرے اُن کے روک رہے ہیں کسی پر خود حربہ نہیں کرتے جانتے ہیں کہ یہ سب اپنے ہوش میں نہیں ہیں بچا بچا کے لڑ رہے ہیں چالیس سرداروں کے حربے ایک اکیلے کا روکنا ہر ایک کو للکارنا اور پھر خود وار نہ کرنا انھیں کا کام تھا مگر کل لشکر میں تلوار چلنے لگی سوار و پیادے سب لڑ رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ آج اس لشکر کا نام مٹا دو نور الدہر کو زندہ نہ چھوڑو نور الدہر سب کی آوازیں سن رہے ہیں اور دل سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے پروردگار یکایک میرے سرداروں کو کیا ہو گیا کہ سب میرے دشمن ہو گئے نظم

ترا اوانند بہر جا مرد دانا
کنندہ خلق در آفاق غوغا
تو بیشک واحدی و لاشریکی
تو ہستی کارساز کار دنیا
گہے مجنون گہے فرہاد گشتے
فدا جان کرد در عشقش زلیخا
بچمن باغ غنچہ میدمد
چو نمائی بگل رخسار زیبا
قلم ہر دم بتعریف تو جاری
کند بلبل ببستان شور برپا

ترا بیند بہر سو چشم بینا
بجنت دیدہ ام محو تماشا
تو لاثانی و بے مثل و یکتا
زمین و آسمان و عرش و کرسی
گہے شیرین شدی و گاہ لیلا
گہے پنہان شدی در صورت ہیر
ز رنگ گل شود رنگ آشکارا
غلامی رتبہ دارد شہنشاہ
زبان ہر لحظہ در وصف تو گویا
تو والی و کریمی و رحیمی

ز عشقت در زمانہ شور برپا
زبانہا ذاکر و مشغول دلہا
تو در دین رہنمائے بندگانی
شد از حکم تو اے خلاق پیدا
چو در یوسف جمال خود نمودی
گہے ظاہر شدے در شکل رانجھا
شود اندر عرق چون ابر تر غرق
بدرگاہت چہ اسکندر چہ دارا
کند کو کو بصحن باغ قمری
بلطف خویش بہ بندی بہ بخشا

یہاں تو لشکر میں قیامت برپا ہے ہر کس و ناکس کو جوش جنگ ہے مگر ہمائے مرصع پوش جہاں کے پاس سے پلٹ کے آئی دل کو پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی ہے رات بھر تڑپ تڑپ کر بسر کی صبح کو منہ بھی ہوئی تصور کر رہی ہے کہ اے ہمائے مرصع پوش ہمنے کیا چاہا مادر مہربان نے کیا تجویز کیا سفاک جادو نے نہیں معلوم کیا سحر کیا ہوگا کنیزیں پوچھتی ہیں کہ حضور رات کو بھی پریشان رہیں اور اسوقت بھی خاموش بیٹھی ہیں کچھ تردد سرکار کو معلوم دیتا ہے کنیزوں کو آگاہ کیجیے ہم لوگ اسی واسطے ہیں کہ آپ کے تردد کا انتقام کریں آپ کی مادر مہربان کی خبر لادیں

گلگونہ و زعفران کے قید ہونیکا اگر تردد ہے تو قیدیون کو دیکھ آئین انکے قتل کا وقت پوچھ آئین
نہین معلوم خداوند نے کیا حکم دیا ہمارے مرصع پوش کے دل مین اور ہی فکر ہے کچھ جواب
نہین دیتی کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی مطیر آئی ہے کہتی ہے مین حضور کی زیارت کرونگی ملکہ
نے کہا مطیر کو بلالو مطیر سامنے آئی آکے قدمون سے لپٹ گئی بلائین لین ترقی حسن و جمال
کی دعائین دین عرض کی واری آپ کو مبارک ہو آج تو بڑی خوشی کا دن ہے کہ دشمن پامال
ہو رہے ہین ابھی صبح کو نامہ سفاک کا آیا تھا لکھا تھا کہ مین نے ایسا سحر کیا ہے کہ آپس مین سب
اہل لشکر لڑ رہے ہین اور قتل نور الدہر کے درپے ہین ای لوحد اران جادو آپ ہماری
افسر ہین آکے ملاحظہ کیجیے اب پہر دو پہر مین کل کا خاتمہ ہوتا ہے عجب ہنگامہ برپا ہے چالیس سردار
تو نور الدہر پہ جھکے ہین اور فوج والے آپس مین جدا لڑ رہے ہین کئی کوس کے گرد مین برق
شمشیر چمک رہی ہے اور مین نے ابھی سحر کو زور نہین دیا آپ آکے ملاحظہ کرین تو سحر کامل کو تو
آپ کو بھی ظاہر ہو کہ ایسے ایسے آپ کے ملازم ہین دو لاکھ کے لشکر کی حقیقت ہی کیا ہے تھوڑی
دیر مین پراگندہ ہو جائیگا آپ کی والدہ نے جواب لکھدیا کہ ہمین فرصت نہین ہے سحر کامل صرف کرو
طلسم کشا زندہ نہ بچے اور باقی کا زندہ مردہ رہنا بیکار ہے آخر اپنے اپنے ملکون مین بسین گے بھاگکر
کہان جائینگے خداوند نے بہت خوش ہونگے ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمکو طرۂ پیغمبری ملیگا اس اقلیم کا
خراج تمھارے پاس آیا کریگا افسر اعلی کہلاؤگے مرتبۂ عظیم پاؤگے یہ جواب لکھکے آپ کی والدہ
ماجدہ نے ہم سب کو سمجھایا اور کہا باغ کو آراستہ کرو آج جشن ہوگا کہ طلسم کشا مارا گیا نور الدہر
کا سر لیکر آپ ہی سامنے قدرت کے پیش کرین ہم بھی اپنی آنکھون سے دیکھین کہ دشمن خداوند
مارا گیا جب اس طرح مطیر نے سامنے ہمارے مرصع پوش کے بیان کیا تو ہمانے بگڑ کر کہا ای
مطیر خاموش رہو اور تمق بڑھتا ہے مین ابھی جاتی ہون جا کر سحر سفاک کو مٹاتی ہون یہ کیسی
بدعت ہے کہ ایک ایک پر چالیس شخص مبہوت ہو کر گرے ہین اور جوان بھی وہ جوان کہ جس
مقام پہ آیا لڑائی کو فتح کیا نبیرۂ صاحبقران فرزند بدیع الزمان مطیر نقلی نے تماشہ مار لیا یا
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہا واری تماشہ دیکھنے کے لائق ہے حضور تشریف لیچلین بڑا ثواب ہوگا
پھر آکر جشن مین شریک ہون آج لوحداران جادو نے کئی سرداروں کو نامے لکھے ہین بلچین

جشن کامل ہوگا ہمائے مرصع پوش بدظن ہوکر اُٹھی طاؤس پر سوار ہوئی تخت تیار کریا کہا
ای مطیر تم تخت پر سوار ہو چلکر تماشہ دیکھو کوئی بندۂ خدا قتل ہو تم خوش ہو نا جشن مین ہنگامہ کرنا ای
مطیر ہم کو تو غم ہے وفور رنج والم ہے ایسا شخص قتل ہوتا ہے جو سارے طلسم مین مشہور ہے حسن و
جمال مین بے نظیر رعب و جلالت مین رستم و اسفندیار۔ اُنکے بزرگون پر کیا گذریگی کہ ہائے ایسا شخص
مارا گیا اور کچھ علاج نہو سکا مطیر نے کہا جلدی چلیے نامہ بہت سویرے آیا تھا اب وقت ختم
ہوگا ناظرین پر ظاہر ہوگا کہ شبرنگ بن عمرو بہ شکل مطیر بنا ہوا رات سے بیقرار تھا کہ ہائے
لشکر آقا پر کیا گذریگی جس وقت سے نامہ سفاک کا آیا بیقرار ہو رہا تھا آخر یہ سوچا کہ ہما کو چلکر
آگاہ کرون شاہزادی حسین و جمیل ہے کیا عجب ہے کہ کچھ مطلب نکلے ہمائے مرصع پوش کو
ساتھ لیکر چلا تخت اُڑتا ہوا طاؤس زرین بال پر ہمائے مرصع پوش سوار کہ دور سے
کان مین آواز آئی کوئی دعا مانگ رہا ہے کوئی بیقرار ہو کر چلاتا ہے کوئی پکار رہا ہے ای کریم کارساز
مدد کر یہ کیا آفت ہے کسی کی آواز آتی ہے کہ ہائے مین نے اپنے جوان بیٹے کو مار ڈالا کوئی پکارتا
ہے ہائے بھائی تم چل بسے لطف دنیا کچھ نہ دیکھا ہمائے مرصع پوش نے کہا دیکھو لشکر مین
قیامت برپا ہے مطیر نے کہا طاؤس بڑھائیے تخت سحر کو زور دیجیے ہم بھی اپنی آنکھون سے
دیکھین کہ مسلمان قتل ہو رہے ہین ہمائے مرصع پوش نے کہا ای مطیر کیا غضب ہے تمہاری
زبان نہین رُکتی شبرنگ نے کہا واری آپ خوش ہین ہم بھی خوش ہین ہمائے مرصع پوش
نے کہا مجکو تو قلق ہے پیچ و تاب اُٹھ رہا ہے کوئی رہ رہ کے دلکو ملتا ہے یہ کہکے طاؤس بڑھایا
مطیر کے تخت کو بھی دوڑ دیا شبرنگ دامن بناتا چلا آتا ہے ہمائے مرصع پوش منع کرتی ہے
کہ ای مطیر خاموش رہو ہم منع کرتے ہین تم نہین مانتی ہو اپنی کہے جاتی ہو مطیر نقلی نے عرض
کی ہم آپ کی خوشی مین خوشی کرینگے اور آپ کے رنج مین رنج کرینگے آج سے زیادہ کون
خوشی کا دن ہے کہ اُس مقام پر آکے طاؤس پہونچا اب ہمائے مرصع پوش کی نگاہ پڑی
کہ نور الدہر بیچ مین چالیس سردار حملے کر رہے ہین مگر نور الدہر اپنے کو بچاتے ہین
بدیع الزمان نے جو خبر سُنی کہ نور الدہر کو چالیس سردارون نے گھیرا ہے تلوار کھینچ کر
دوڑے دور سے دیکھا کہ نور الدہر گھرے ہوے ہین چالیس سردار ایک ایک صف شکن

تیغ زن گھیرے ہوئے ہیں سب کے حملے روک رہے ہیں اور بڑی جلالت یہ ہے کہ اپنا وار نہیں کرتے سرداروں کو بچا رہے ہیں گرد اسپر کا ہاتھ میں ہے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کھینچا ہوا ہے مگر کبھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں کبھی آگے بڑھتے ہیں کبھی زیر گھاے سپر غنچہ بنکر چھپتے ہیں خود حملہ نہیں کرتے دوسرے کسی کا تیرہ جو پڑ گیا ہے شانے سے خون بہہ رہا ہے خون کی چھینٹیں تمام لباس پہ پڑی ہوئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہولی کا رنگ کھیل کر نکلے ہیں تلوار چمکاتے ہیں اپنے کو بچاتے ہیں دشمن کا بھی خیال ہے چہرہ اداس عالم یاس مگر جلالت کی ترقی ہے بدیع الزمان تلوار کھینچ کر آپڑے چند سرداروں کو زخمی کیا اور فرماتے ہیں یارو تمکو کیا ہو گیا نور الدہر نے کیا خطا کی مگر کوئی سنتا نہیں کئی کوس تک لشکر جو اترا ہے سب جگہ تلوار چل رہی ہے خیمے سرنگوں ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں ہماے مربع پوش نے بھی یہ معرکہ دیکھا کہ باپ بیٹوں پر جلوہ ہے چالیس سرداروں سے لڑ رہے ہیں دریچہ اٹھا کے دیکھا کہ سفاک جادو بالاے قلعہ بیٹھا ہے رفیقوں کے ساتھ ہنس رہا ہے کہتا ہے [illegible] ملکہ عالم نے آئین جو یہ تماشہ ملاحظہ کرتین کیا خوبصورت سحر ہے کہ سب مبہوت ہو رہے ہیں اب جو ملکہ کی نگاہ جمال جہان آراے نور الدہر پر پڑی بے قرار ہو گئی زبان سے آہ نکل گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوے

نظم

اسدر جو تھا قلق مجھے رد سوال کا — دریا بہا گئی عرق انفعال کا
اللہ ری تردد خاطر کی کشمکش — تودہ بنا دیا مجھے گرد ملال کا
ایسی سہی کہ اوسکی سہنا محال ہے — افسانہ لکھنا چاہتے ہیں میرے حال کا
ممکن نہیں کہ چشم تصور سے دیکھیے — کیا وصف ہو زبان سے رخ بیمثال کا
کیوں مجھ شکستہ حال کی مٹی لائی تھی — ثابت رہا نہ ایک بھی کونہ سفال کا
بوسہ رقیب کو ملا صد ہزار شکر — دھوکا ہوا کیا انھیں میرے سوال کا
بے پیرہن نہیں [illegible] زرگ میری روح — دامن سپہر کا ہے گریبان ہلال کا
کیا کیا ٹوٹتا ہے جگر دل ادھر ادھر — استاد ہے خدنگ نظر دیکھ بھال کا
چکر کیا کیا [illegible] دل سے [illegible] — لوہا ہوا گداز جو تیر [illegible] کی چال کا
کیا اس حرام خور کو جو مرد ہے غیب — آیا نہ منھ میں گوشت لقمہ حلال کا

شعلے نہین آفتاب مین انجم مین ماہ مین　　جلوہ کہان کہان ہے تمھارے جمال کا
تکرار ایک بوسے مین تمکو نہ چاہیے　　دل توڑتے ہو عاشق آشفتہ حال کا
روئے وہ میری لاش کو لیکر کنار مین　　مرنے کے بعد لطف ملا ہے وصال کا
حیرت نہ کر مجھے تصویر کو ہو مرے　　آئینہ سامنے ہے کسی کے جمال کا
سہنی پڑی ہین مجکو بڑی آفتین نسیم　　عاشق ہوا ہون ایک بت خوردسال کا

مطیر نقلی نے پوچھا کیون ملکۂ عالم آج تو دلکو آپکے خوشی ہوئی ہمارے مرصع پوش نے منہ پھیر لیا مطیر نقلی یعنی شبرنگ نے جب دیکھا کہ ہمارے مرصع پوش نورالدہر پر عاشق ہوئی گھبرا کر کہا حضور یہی وقت ہے دیکھئے شاہزادہ کس آفت مین پھنسا ہے حضور بھی تحریر کرین ہمارے مرصع پوش نے ہاتھ ہلادیا اتنے ہی جوش وخروش سردارون کا کم ہوا بدیع الزمان نے جو پکار کہا کہ اے نورالدہر نے تمھاری کیا خطا کی اے طہماس تجھ ایسا عاشق صادق اور قتل نورالدہر کا خواہان ہے تو مجکو قتل کر کہ تیرا دل خوش ہو نورالدہر تو سراسر بیخطا ہے طہماس نے ہاتھ روک کر عرض کی غلام آپکا تابعدار ہے ہمکو نورالدہر نے مسلمان کیون کیا ہم اسکا بدلہ لینگے زندہ نہ چھوڑینگے بدیع الزمان نے ہاتھ بڑھکر طہماس کا پکڑ لیا اور فرمایا کہ ایک ضرب مجھپر لگاؤ دیکھو کیا لطف ملتا ہے نورالدہر کو معاف رکھو طہماس کے رکتے ہی سب سردار رک گئے شبرنگ نے انکھانے کی راہ سے کہا واری یہ آپنے کیا کیا بدیع الزمان کے کہنے پر سب سردار رک گئے معلوم ہوتا ہے کہ اب قتل نکرینگے دیکھیے بدیع الزمان سے سب سردار عذر کرتے ہین ہمارے مرصع پوش نے کہا کیون مطیر تو خاموش نہین رہتی تجکو کیا معلوم کہ ہمارے دل پر کیا گذر رہی ہے نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا　　نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا
بے نشان رنگ ہے وہ کا نشان پیدا ہوا　　یہ وہ طائر ہے کہ جو بے آشیان پیدا ہوا
ہے وہ بیہوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی　　ہر دہان زخم عاشق بیزبان پیدا ہوا
خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند　　آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا
دوست کی آمد مین دشمن وہ بھی رشتہ وہ صاف تھا　　جب بہار آئی ہمین خود خزان پیدا ہوا
دیکھنا اسکا بھی مشکل یار نا ممکن ہے ہا　　شوق اپنے دلکا آنکھون سے نہان پیدا ہوا

دولت قسمت اہل دنیا ہوتے ہیں مردہ پسند — اٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا
انتہائے اوج کو پستی بھی ہوتی ہے ضرور — دیکھ لو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف — آنکھ جب اٹھی نگاہوں میں دھوان پیدا ہوا
روز اک آفت ہے سر پر اُسکے شاید اے نسیم — خاک کا پتلہ برائے امتحان پیدا ہوا

یہ اشعار سنکر مطیر لقلی نے کہا واری یہ آپنے کیا کر دیا یا تو تمام سردار قتل نور الدہر پر آمادہ تھے اب تو سب خاموش کھڑے ہیں کیا بدیع الزمان کے پاس کوئی چیز دستحر کی ہے ہمارے مرصع پوش نے کہا تو کیا جانے یہ مقدمہ سحر و ساحری ہے سفاک کے سحر نے کی کی سرداروں کے ہوش درست ہوتے جاتے ہیں ایسا اقاست نامدار کسکو ممکن ہوتا ہے کہ خود زخم کھائے مگر کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا سردارونکو بچاتے رہے حسین جمیل صف شکن تیشہ زن کیا اسوقت جرأت دکھائی ہے کر اپنے کو بھی بچایا اور سردارونکو بھی محفوظ رکھا ہر چند کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں وہ ابھی کشتہ سحر ہیں دیکھے گی کہ زندہ ہو جائیں مطیر لقلی نے عرض کی واری یہ تماشا تو ضرور دیکھونگی میں نے مُردوں کو زندہ ہوتے نہیں دیکھا مگر سفاک نے جو بالائے قلعہ سے دیکھا نور الدہر سرداروں سے کھڑے ہوئے باتیں کر رہے ہیں بدیع الزمان سب کو سمجھا رہے ہیں لشکر میں بھی تلوار چلنا کم ہوئی جا بجا کچھ کھٹ پٹ ہو رہی ہے قاآں جھلایا ساتھ والوں سے کہا بار دکسی نے میرے سحر کو اُتارا اب وہ سحر کروں کہ سامری و جمشید بھی نہ اُتار سکیں یہ کہتے اپنے مقام سے اُٹھا کارد سحر جھولی سے نکالی اپنی زبان کاٹ کر خون اُسپر ڈالا پکار کر آواز دی اے خونریز دریائے خون بہا دے نور الدہر کو قتل کرا دے یہ جو پکار کر کہا اور کارد پھینکی مطیر نے دیکھا کہ پھر لشکر میں ہنگامہ ہوا سردار بدیع الزمان سے بگڑنے لگے کہتے ہیں آپ ہٹ جائیے ہم نور الدہر کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑینگے نور الدہر نے کہا قبلہ و کعبہ آپ ہٹ جائیے دیکھوں تو مجھکو کیونکر قتل کرتے ہیں ابتک تو میں بچاتا رہا اب میں بھی حملہ کرونگا دم بھر میں دریائے خون جاری ہوگا میں انتہا کا ضبط کر چکا سفاک دستکیں دے رہا ہے اور پکارتا ہے کہ اے خونریز کیوں دیر لگائی ہے چالیسوں سرداروں نے نور الدہر پر حملہ کیا بدیع الزمان نے الفت فرزند میں سینہ سپر کر دیا زخم کھائے سر و شانے سے خون بہنے لگا شہزادہ نور الدہر نے لپک کر ایک ہاتھ طہماس کو مارا طہماس کا سر زخمی ہوا طہماس پیچھے ہٹا

ساطور تول کر چلا مطیر نے سر پیٹ لیا کہا واری دیکھیے خاتمہ ہوتا ہے یہ حربہ طہماس کا نہ رکیگا
ہماے مرصع پوش نے طاؤس کو بلند کیا سر پر آکے سفاک سے چپی پیر کگے دونون ہاتھ
ہلا دیے دس برقین دسون انگلون سے چکین سفاک پر گرین کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوسے
مرنا سفاک کا اندھیرا ہو گیا طہماس نے ساطور پھینک دیا دوڑ کر قدمون سے نور الدہر کے
لپٹ گیا کہتا تھا آقاے نامدار میرے سر پر کوئی بھوت سوار تھا دل میرا میرے قابو مین نہ تھا
سب سردار نور الدہر کے آگے ہاتھ باندھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام من سفاک جادو بود جتنے لوگ لشکر نور الدہر مین مرگئے تھے سب کلمہ پڑھکر اُٹھ بیٹھے
نور الدہر نے پلٹ کر قلعہ پر جو نگاہ اُٹھائی دیکھا کہ ایک لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے وزرا امرا دنگ ہے
مین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ہمارے افسر کو کس نے مارا نور الدہر نے طرف طہماس کے دیکھا
فرمایا کہ اس قلعہ پر بلوہ کر دو اہل قلعہ نے ہمپر سحر کیا تھا یہی باعث تھا کہ ہمارے ملازمون کو
تکلیف پہونچی طہماس یہ سنکر ساطور اُٹھا کر بڑھا اہل قلعہ نے سحر کرنا شروع کیا ہماے مرصع پوش
دستگیر تھی رہی ہے سحر اہل قلعہ کا پلٹ کر قلعہ پر آتا ہے سحر کرنے والا نشانہ ہوتا ہے طہماس جنگ
کرتا ہوا برابر پھاٹک کے پہونچا ایک ضرب ساطور پھاٹک پر لگائی پھاٹک ٹھرا کر گرا طہماس
اکیلا اندر قلعہ کے گھس گیا سفاک کا بھائی بیباک دار الامارہ سے نکلا دیکھا ایک جوان قتل کرتا
آتا ہے جب ساطور ہلا دیا دس دس کے سر اُڑ گئے طہماس کو بڑا غصہ ہے نور الدہر نے خبر
پائی کہ طہماس اکیلا قلعہ مین لڑ رہا ہے تلوار کھینچ کر پہونچے ہماے مرصع پوش برابر سحر کر رہی
ہے اہل قلعہ کے سحر کا رنگ نہین جمنے دیتی نور الدہر کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے کہ رستا نہ لڑتے
ہوے پہونچے قلعہ مین گھس گئے نور الدہر نے قلعہ مین پہونچتے ہی ہنگامہ ڈال دیا خون کا دریا
بہا دیا اور جو کوئی سحر کرتا ہے وہ سحر اُلٹا پلٹ کر اُسی کے سینے پر پڑتا ہے ہزار ہا ساحر مر کے گر رہا
ہے صدا اے گیر و دار بلند ہے بیباک نے جو یہ معرکہ دیکھا سحر کرتا ہوا طرف نور الدہر کے
بڑھا مگر سحر تاثیر نہین کرتا بیباک لڑتا ہوا قریب نور الدہر کے پہونچا حیران ہے کہ کیا سبب ہے
یہ تو بڑا غضب ہوا کہ سحر جواب دیتا ہے بالکل تاثیر نہین کرتا جب قریب نور الدہر کے پہونچا ہاتھ
تیغ سحر کا مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکے

اٹھا لیا بیباک نے امان مانگی نور الدہر سے سوال اسلام کیا بیباک بصدق دل مسلمان ہوا سب فوج کو منع کیا سب افسر آ کے قدمون پر گرے نور الدہر سبکو ساتھ لیکر طرف دار الامارہ شاہی کے چلے ہما سے مرصع پوش نے مطیر سے کہا اب ٹھہرنا بہتر نہین ہے ایسا نہ ہو مادر مہربان کو خبر ہو جا مطیر نے کہا داری آپ نے کیا کیا کہ جو ملکہ لوحداران خفا ہونگی آپنے تماشہ دیکھ کہا اے مطیر مجھکو سحر مین دخل نہین ہے سفاک کو مین نے قتل کیا ورنہ یہ سردار کیا تعاقب نور الدہر کا چھوڑتے مین نے خیال کیا کہ ایسا شخص مارا جاتا ہے اسکو بچاؤ پس مین نے بلند ہو کر سحر کیا کہ سفاک مارا گیا یہ تو تو نے آنکھون سے دیکھا کہ یا تو سب نور الدہر کے دشمن تھے یا سب دوست ہو گئے منت و خوشامد کرنے لگے ساتھ انکے بارگاہ مین گئے ہین مطیر نے ماتھا کو ٹکر کہا خیر داری جو کیا وہ خوب کیا مگر پلٹ چلیے اگر یہ معرکہ ہے تو ٹھہرنا آپ کا مناسب نہین ایسا نہ ہو کوئی آفت آ جائے ہما سے مرصع پوش نے کہا اے مطیر خبردار اس بات کا ذکر سامنے ملکہ لوحداران کے مگر نا مرنے کی سفاک کے خبر انکو پہنچیگی سمجھ جائینگی کہ نور الدہر کے ساتھ کوئی ساحر ہوگا اُسنے قتل کیا میرا نام کوئی نہ جان سکیگا مگر مادر مہ ہان اگر آئینۂ سکندری مین دیکھینگی تو سب حال معلوم ہو جائیگا اُسوقت قیامت برپا ہوگی مگر مین اس راز کو چھپاؤنگی حتی المقدور بات بناؤنگی مجھپر تو فلک ٹوٹ پڑا نظم

روز میلاد سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا — لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوے ہم پیدا
ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ کی — ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا
مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین — شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا
چاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوے — خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا
زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے — شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا
آسمان شوق سے تلوارون کا قبضہ بنا ہے — ہو نہ تونے ترے ابرو کا کیا خم پیدا
کام اپنا نہوا جب کبھی ابرو سے — گیسوے یار ہوے درہم و برہم پیدا
شبہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچہ پر — کہین موتی نہ کرین غنچۂ شبنم پیدا
چپ رہو دور کرو منہ نہ مرا کھلواؤ — غافلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا
قلزم فکر مین ہر چند لگائے غوطے — دُر مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست بھی دشمن جان ہوگیا اپنا آتش — نوشدارو نے کیا یان اثر سم پیدا

شبرنگ بن عمرو سمجھ گیا تھا کہ یہ نورالدہر پر مائل ہو چلی ہے خیال کیا کہ اب یہان سے پلٹو اسی کے ساتھ رہو یہ سوچ کر کہا ملکۂ عالم چلیے یہان نورالدہر بہ فرحت قلعہ مین داخل ہین گلی کوچون مین سجدین بن رہی ہین قلعہ مین چل پہل ہے لیکن ملکہ ہما مرصع پوش شبرنگ کو چاہتی ہے مطیر میری کنیز خاص ہے راہ مین سمجھاتی ہوئی چلی کہ ای مطیر یہ راز نہ کھلے مطیر کہتی ہے حضور کیا مجال کہ یہ راز زبان سے نکلے آپکا حال لونڈی کہیگی مین اب حضور کی ملاقات نورالدہر سے کراؤنگی اور سب احسان آپکے بیان کرونگی ہما مرصع پوش نے کہا مین اپنا احسان ظاہر کرنا اُنپر نہین چاہتی وہ بخیر و عافیت رہین ملاقات کی بھی کوئی صورت نکل آئیگی مین چاہتی ہون کہ اتنا صبر کرون کہ لوح طلسم مجکو ملے مین جاکر لوح پیش کرون اُنکو بھی معلوم ہو کہ یہ مطلب جلیل حاصل ہوا آیندہ جو منظور خدا اس طرح کی باتین کرتی ہوئی اپنے باغ مین آئی کنیزون نے بیان کیا کہ بی لوحہ اران کے باغ مین آج جشن کی تیاری ہے مشہور ہے کہ طلسم کشا کو مار لیا ملکہ نے بے اختیاری کے عالم مین کہا خاک اُنکے مُنھ مین جو ایسا کہتے ہین وہ قلعہ سفاک مین چین کر رہے ہین مطیر نے پہلو مین آکر چٹکی لی اشارے سے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے ہما مرصع پوش نے کہا مجھے کسی کی بُرائی نہین سُنی جاتی یہ کہکے اپنی محفل آراستہ کی پریشان تھی ہر صورت زیبا سے نورالدہر آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے کہ مطیر نے عرض کی واری مین ایک غزل گاؤن ملکہ نے اشارہ کیا خوشی تیری مطیر نقلی نے بابان چھیڑا اسید عاسید عا ٹھیک بجا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

دیکھ لے تیرچھی نگاہون سے ادھر اچھی طرح	سامنے تیرے تڑپ لین دل جگر اچھی طرح
قصد کرنا آہ کرنیکا نہ ای دل عشق مین	آہ مین جبتک نہ پیدا ہو اثر اچھی طرح
عاشقون کے حال بد پہ آپ ہنسیے شوق سے	یہ بھی رو لینگے کبھی دل کھولکر اچھی طرح
اسکے یون جلوہ دکھاؤ حشر تک آئے نہ ہوش	بیخبر کی اپنے لو آکر خبر اچھی طرح
قصد اُٹھنے کا اگر پھر خرام ناز ہے	زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح
جواب خط دیا اُسنے یہ کس سے پوچھیے	بات بھی کرتا نہ ہو جب نامہ بر اچھی طرح

یا الٰہی اپنے کشتے کو نہ پہچانے کوئی — ل نہ دے ہاتھوں کو بیتک سلانچ کا اچھی طرح
دل نہ جانا ڈھونڈھنے والے کو اپنے جلد تم — چند دن پہلے پھرا لو در بدر اچھی طرح
شمع ناؤن پر کسی کے ای فلک گذرین کبھی — دن کے ہون یا رات کے دو ہی پہر اچھی طرح
بعد مدت کے جو آنکلا ہو سینہ کی طرف — پوچھتا ہو دل کو ای درد جگر اچھی طرح
وصل کی شب ہو شب فرقت نہین پہچان سے — آج تو میری دعا کو ای اثر اچھی طرح
خاک سے پہ بھی کبھی گہ خاک پہ سر تھا جلال — کوے جانان مین ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

انجمن فلک مین قندیل ماہ تابان روشن ہو شمعین کواکب کی جھلملا رہی ہین ملکہ بدل گانا سن رہی ہین کہ عرض ہوئی آپکی والدۂ ماجدہ نے آپکو بلایا ہو کنیز دروازے پر حاضر ہو یہ سنکر ملکہ اُٹھی مطیر نقلی کا ہاتھ تھام لیا کہا بوا چلو اُنکے باغ کی بھی تیاری دیکھین آج جشن کی بڑی تیاری ہو مطیر کو ساتھ لیے ہوے ملکہ ہماے مرصع پوش باغ مین لوحداران کے آئین دیکھا جا بجا فرش بچھا ہو ہر مقام پر رنگ ہو رہا ہو چاندنی ماہ تابان کی بچھی ہوئی ہو درختون مین قفس طائران زمزمہ سرا لٹکے ہوے ہین جانتے ہین صبح ہوگئی تو چہک اُٹھتے ہین وسط باغ مین شامیانہ باسلاک ہاے مروارید استادہ ہو اُسکے نیچے فرش پر مسند عمدہ بچھی ہو اُسپر لوحداران جادو بیٹھی ہو گرد شاہزادیان سرحدوار ملکہ نیرنگ جادو خضران سبزپوش دستخوار مینوش ایک جانب بڑے بڑے ساحران غدار اخلاق جادو و محاق جادو و فواق جادو و چالاک سینہ سپر خناک نامہ بر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین چند نازنینان مہ جبین زہرہ جبینان مہرتگین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفاے آب ذقن کا — دہن کو جو سبزہ گُلا سبا کا زبا کو عقدہ کھلا دہن کا
ہر ایک گلبن ہو نخل ماتم ہر ایک جوہی پر آب دیدہ — جو زخم گل سے بلبل کا تو داغ تیا مرے چمن کا
نظر جو آجائے بید مجنون تو روؤن مجنون کی بیخ و بن — جو کیون نہ ہر ... روت خیال بندھ جائے کوہکن کا
برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو — نہ بوے کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا
چھوا جو گیسوے عنبرین کو تو سانپ کیلا فسون سے گویا — لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا
نگاہ اول مین چشم میگون پہ رنگ محفل کرے دگرگون — وہ حال ہوئے جو وقت آخر شراب خوارو کی انجمن کا

جو حال پروانہ عشق ہین ہوئی محبت مین تالم دل / وہ شمع فانوس کا ہی کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا
جو پختہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ اُسپر / عبیر غربت جیب کا ہو غبار خاطر نہو وطن کا
نہ یہ نزاکت ہمسی ہین ہوگی نہ حور ہین یہ نزاکت آتش / جو ہار پھولونکا اُسنے پہنا تو بوجھ اُٹھایا ہزار من کا

اُسوقت محفل لوحداران مین ایک سمان بندھا ہوا ہی ہمائے مرصع پوش کو دیکھکر سب
شاہزادیان اُٹھین ہمائے مرصع پوش آکر ان کے پہلو مین بیٹھی لوحداران نے پوچھا کیون
بیٹا مزاج کیسا ہی ہمائے مرصع پوش نے عرض کی آج صبح سے سر مین خلل تھا دیکھ لیجیے
بندا اچھیکا ہی مین نے جو خبر سنی کہ آپنے جشن کیا ہی مین نے بھی جلسہ آراستہ کیا تھا آپ نے طلب
کیا مین چلی آئی مگر وہان کا احوال کچھ معلوم ہوا لوحداران نے کہا سفاک نے خاتمہ کر دیا
ہوگا حقیقت مین اُسنے عجب لطف کا سحر کیا کہ جملہ سردار طلسم کشا کے دشمن ہوگئے کل لشکر مین
تلوار چلنے لگی دن بھر مین کیا کوئی بچا ہوگا اسوجہ سے آج رات کو جلسہ کیا قدرت کو اب نامہ
لکھونگی چند ہرکارے واسطے خبر کے گئے ہین یقین ہی خبر قتل طلسم کشا لیکر آوین لفظ قتل سنکر
ہما کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہی مگر مسطیر نقلی پہلو مین بیٹھی ہی ہر مرتبہ زانو دبا دیتی ہی ہمائے مرصع پوش
خاموش ہو جاتی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دو طائر کلان آکر پہونچے زمین پر گرے غلطک مارکر
بشکل انسان ہوے لوحداران نے پوچھا ارے کہو کیا گذری کوئی نوشتہ سفاک کا بھی
لائے ہرکارے رونے لگے کہا اے ملکہ عالم ہمنے قلعہ مین جاکر یہ دیکھا کہ لشکر طلسم کشا بعیش و راحت
اُترا ہی نوبت نقارے بج رہے ہین ہر مقام پر ناچ و راگ و رنگ ہو رہے ہین دریافت کیا کہ سحر سفاک
سے یہ لوگ کیونکر بچے وہ کاندار رونے لگے اور کہا یارو کیا پوچھتے ہو سفاک بالاے قلعہ سے
سحر کر رہا تھا قریب تھا کہ طلسم کشا قتل ہو جائے کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری کہ سفاک
کے دو ٹکڑے ہوے طلسم کشا قلعہ مین گھس آیا یہ تو ہم لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ طلسم کشا
کے ساتھ کوئی ساحرہ نہ تھا اِدھر کے ساحر جو سحر کرتے تھے اُنھین کا کام تمام ہوتا تھا سفاک کا
بھائی عیاک ایسا ساحر اُسنے طلسم کشا پر کیسے کیسے سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی آخر
طلسم کشا نے اُسے زیر کرکے مسلمان کر لیا تمام خزانہ وغیرہ لٹ گیا ہم لوگون نے بھی مجبور
و ناچار اطاعت کی اگر اطاعت نہ کرتے تو کیا کرتے گلی کوچے مین دریاے خون بہ رہا تھا ہم یہ خبر

لیکر بھاگے لوحداران طرف شاہزادیون کے متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمھاری کچھ عقل مین آتا ہے
نہ یہ کیا معرکہ ہوا شاہزادیون نے عرض کی کوئی ساحر نامی اُڑا ہوا جاتا ہوگا اُسکو حالی پر نور الدہر
کے رحم آیا اُسنے سفاک کو غفلت مین مارا مگر نور الدہر سے اُسکو کوئی واسطہ نہ تھی یہ طلسم کشا
سے ملاقات کرتا لڑ بھڑ کر چلا گیا سب ساحرون کو قتل کرایا مگر وہ ساحر یہ سمجھا ہوگا کہ یہ شخص طلسم کشا
ہے اور کیا عرض کرین عقل مین کچھ نہین آتا لوحداران نے آواز دی کہ مین ابھی اسکا بدلا لیتی ہون
ایسے ساحر کو بھیجون کہ جو جاکر قلعہ اُلٹ دے سب اُسی مین دبکر مرجائین کوئی وہان سے نکل نہ سکے اے
اخلاق جادو تم پر مجکو بڑا بھروسہ ہے تم فوراً جاؤ صبح ہوتے ہوتے قلعہ جاکر اُلٹ دو میرا جشن تو
یون ہی تمام ہوا ورنہ قدرت اپنے مقام پر فرماینگی کہ لوحداران نے یہ خبر سنکر تامل کیا مین
ایسے حقیر معرکہ پر کیا جاؤن مجکو شرم آتی ہے لوگ کہینگے لوحداران نے اپنے ہاتھ سے طلسم کشا
کو قتل کیا طلسم کشا مت جائے تم سبکو بھی آرام ہو میرا بھی نام ہو کہ قصر لوحداران تک
پہونچنا سہل ہے چہ جائیکہ یہان آنا بہت دشوار ہے جس قصر مین لوح ہے راہ مین باغ عجائب و غرائب
پڑتا ہے کہ غرائب سرکش وہان کا حاکم و ناظم ہے اگر قدرت خود ارادہ کرین تو اُنکو بھی روک
سکتے نہ آگے بڑھنے دے کئی ہزار ساحر برائے خبرداری اُس باغ مین موجود ہین جو کوئی غیر اُس
باغ مین قدم رکھے تو سب طائر غل مچائینگے مجکو بھی خبر ہو جائیگی اور قدرت بھی آگاہ ہونگے
فوراً تو علاج کرینگے یہ سب باتین ہمارے مرصع پوش سن رہی ہے کلیجہ کانپ رہا ہے دم بدم
چاہتی ہے کہ یہان سے گر پڑ جاؤن مگر مطیع نقلی روک رہی ہے کہ اخلاق جادو اپنے مقام سے بل
کر کے اُٹھا کہا حضور جیسا آپ فرماتے ہین وہی کام کرونگا کہ جاکر قلعہ کو اُلٹ دونگا اتنا بڑا قلعہ
جو گریگا تو کیا مجال کہ پھر کوئی زندہ بچے بلکہ دونون پاؤن زمین مین مارے سے غرق زمین ہوکر
چلا ہمارے مرصع پوش یہ معرکہ دیکھکر گھبرائی مطیع نے بھی اشارہ کیا کہ واری جلد چلے
ایسا نہ ہو جو کچھ کیا ہے وہی جاکر گذرے ہمارے مرصع پوش فوراً اُٹھی لوحداران نے
کہا بیٹا کہان چلین کہا والدہ ماجدہ میرے سر مین اسوقت بہت درد ہو رہا ہے مجھسے بیٹھا نہین
جاتا لوحداران خاموش ہو رہی مگر نور الدہر بن بدیع الزمان قلعہ سفاک مین
داخل ہین شبرنگ کا ہر وقت خیال ہے سردارون سے فرماتے ہین کہ نہین معلوم چارسے

یار وفادار پر کیا گذری عرصے سے گیا ہوا ہے پلٹ کے نہیں آیا سردار عرض کرتے ہیں کہ شبرنگ بیکار نہ ہوگا سبب ہوا خواہان حضور جستجوے لوح میں مصروف ہیں جملہ سردار دربار میں حاضر ہیں بعضے رنڈی کو پکار رہے ہیں کہ بیوی آؤ مجرا شروع کر دیکی و باتیں بدل گئیں اب تمھارا نمبر ہی آ کے گانا شروع کرو جملہ سردار قصد کرتے ہیں کہ اب دربار سے اُٹھیں اپنے اپنے مقام کو جائیں کہ ایک شخص پاخانے سے نکلا سامنے کھڑے ہو کر نور الدہر سے کہنے لگا کہ ای شہریار اسوقت نیا معرکہ ہوا ہیں جو پاخانے گیا تو دیوار و در ہلتے تھے میں نے اپنے کو بہت بچایا ور نہ یقین تھا کہ گرتا کہ بارگاہ میں ہنگامہ ہوا سب نے کہا ای شہریار دیواریں ہل رہی ہیں کہ ایک طرف سے دھماکے کی آواز آئی چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار باہیں پر جو برج تھا وہ گرا کئی ہزار آدمی نیچے اُسکے دبے راہ آمد و رفت مسدود ہوئی رسالہ زیر برج اُترا ہوا تھا صرف رسالدار بچے اور باقی مرکب ور اکب سب دب گئے سردار واں نے عرض کی کہ آپ جلد بارگاہ سے اُٹھیے دیکھیے ساری بارگاہ ہل رہی ہے ایسا نہ ہو کہ بندگان عالی پر گرے سارے قلعہ میں ہنگامہ ہے خُرد و بزرگ شکایت کر رہے ہیں کہ قلعے کے مکان ہل رہے ہیں سارا قلعہ جنبش میں ہے نور الدہر باہر نکل آئے دیکھا ہر طرف تہلکہ پڑا ہے دوکاندار کہتے ہیں دوکانیں گرا چاہتی ہیں مکاندار مکانوں کی شکایت میں ہیں مکانوں سے نکل کر دوڑے ہوے آتے ہیں سامنے نور الدہر کے آکر فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار پروردگار سے دعا کیجیے نور الدہر نے ہاتھ درگاہ بے نیاز میں اُٹھا دیے پکار اُٹھے کہ ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم یہ کیا بلا نازل ہوئی بندے تیرے کیونکر بچیں گے کُل قلعہ میں زلزلہ آیا ہے دمبدم جنبش بڑھتی جاتی ہے رحمت اپنی شریک کر کسکی مجال ہے کہ تیرے حکم سے سر پھیرے بہشت و دوزخ کا تو حاکم ہے انتظام دنیا کا ناظم ہے نظم

ایکہ از حسن پر انوارت منور آفتاب	جلوہ گر نور جلالت در مہ و در آفتاب
حلقہ در گوشت مہ گردون گردان چاکرت	روز و شب در سجدۂ طاعت نگون سر آفتاب
تاب کی دارد مہ تابان کہ آید رو برو	در مقام جلوہ گر گردد برابر آفتاب
خاک ناکارہ ز الطاف تو گردد کیمیا	ذرہ را حاصل شود عز و شرف بر آفتاب
ہست از فرمان تو ای ہادی گم گشتگان	ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب

جلوہ ات از جلوۂ شام و سحر یا بد ظہور
پرتو افگن گاہ میگردد مہ نو بر فلک
یافت از قدرت زمین و آسمان قدر بلند
پردہ از روے منور بر کشا ادر جہان
ماہ از حسن تو دارد داغ حسرت بر جگر
سرزمین از شرق و غرب آمد پیدا ایش
طبع رنگین در بیان حق چو فرمودش عطا

مطلع انوار تو مہتاب و مظہر آفتاب
گاہ گردد جلوہ گر از سمت خاور آفتاب
عرش عزت پایہ کرسی رتبہ بر تر آفتاب
چہرہ بنما تا دگر تا روز محشر آفتاب
سینہ دارد گرم مثل شمع انور آفتاب
چون تو کردی ای کرم گستر نظر بر آفتاب
گشت بر اوج سخن بندی سخنور آفتاب

بعضے عاشق تن زوجہ کا ہاتھ تھامے ہوے لڑکون کو گود مین لیے ہوے پکارتے ہین کہ ای شہریار بچائیے اب یہ آفت نہین رکتی سارا مکان جنبش کر رہا ہے رعایا کا عجیب حال ہے سارے مکان لہرا رہے ہین غریبون کا آپ کے بُرا حال ہے تھوڑے عرصے مین پامال ہو جاینگے ایسا زلزلہ کبھی نہ آیا تھا آج تو کل قلعہ لہرا رہا ہے غلام کہان جائین کیونکر جان بچائین نظم

خیال دزد ہی دل رات دن قرین رہا
اُتھو... رخ پر نور چشم تر مین رہا
نہ تندرست کبھی جسم ... مین رہا
پیام ... کو سنکر ہوا مین شادی مرگ
شب فراق مین تڑپا کیا دل مضطر
یہ خشک ہو گئے آنسو کہ بنکے موتی

ہمیشہ ڈر مجھے رہزن کا رہگذر مین رہا
کہین رہا وہ پہ یہ وہ مری نظر مین رہا
جو دل سے درد کوئی دم ہٹا جگر مین رہا
مین جان سے گیا خط دست نامہ بر مین رہا
قرار سے نہ گھڑی بھر کبھی رات بھر مین رہا
کوئی سرشک کا قطرہ نہ چشم تر مین رہا

سارے قلعہ مین ہنگامہ بڑا ہے کہ رہا چاہتا ہے ہر ایک مکان جنبش مین ہے ہر شخص قلعہ سے جانے کی کوشش مین ہے مگر ملکہ ہماے مرصع پوش اول باغ مین آئین لباس تن جسم پر آراستہ کیا ایک دستک دی گوشۂ باغ سے ایک طاؤس آیا سامنے آکر ٹہلنے لگا اشارہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کہتا تھا مجھ پر سوار ہو جیسے ملکہ جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئین طرف تمہ سفاک کے چلین مطیرہ نے پکار کر عرض کی واری یہ کنیز رہی جاتی ہے بڑے تعجب کا مقام ہے کہ یہ تماشہ مین نہ دیکھون کنیز کو ضرور ساتھ لے لیجیے ملکہ نے طاؤس کو اشارہ کیا طاؤس نے منقار مین

مسطیر کو بھی اُٹھا لیا مسطیر غل مچانے لگی کہ واری کنیز گر کر پامال ہو جائیگی ہمانے اشارہ کیا کہ تو نہ گھبرا ہاتھ تھام کر پشت پر طاؤس کے بٹھا لیا طاؤس اُڑتا ہوا چلا یہاں وہ وقت ہو کہ نور الدہر جنبش قلعہ سے نکل آئے ہیں باہر کھڑے ہیں سب سردار گھیرے ہوئے ہیں رعایا دوکاندار اپنے اپنے مکان چھوڑ کر نکل آئے ہیں عرض کرتے ہیں ای شہریار طرف صحرا کے نکل چلیے کہ لوگون نے پلٹ کے دیکھا ایک مرد سیاہ فام بدانجام گرد مین اٹا ہوا دیوار قلعہ کو اُبھار رہا ہی لوگ جو منع کرنے کو گئے اُس ساحر نے اشارہ کر دیا کہ وہ لوگ اُسی مقام پر گر پڑے اُٹھ نہین سکتے ہیں تو سب مین غلغلہ ہوا کہ ایک ساحر آیا ہی چاہتا ہی قلعہ کو گرا دے اسقدر اُس مین طاقت ہی کہ دیوار در جنبش مین ہین ہر چند پکارتے ہین جواب نہین دیتا نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ ساحر کا جوش دمبدم بڑھتا جاتا ہی کبھی دیوارون کو جنبش دیتا ہی کبھی برجون کو ہلاتا ہی جو لوگ اُسکے قریب گئے وہ مُنھ کے بھل گرے اُٹھ نہین سکتے اور گرایا ایسی ترکیب سے ہی کہ ایک گوشے مین جو ذرہ ہی جو گرا وہ سائے مین دیوار کے رہا ترکیب سے معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ جو گرے یہ لوگ جو گرے ہین سب برابر دب جائین مہلت نہ پائین لوگ کہتے ہین کہ ہم پیشتر سے بھاگ کر نکل جائین جان بچا کر ٹل جائین کہ کسی طرح جان تو بچے سب لوگ دعائین مانگ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی آج جان بچانا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی مگر وہ ساحر گرد قلعہ کے اب چشمک مار رہا ہی اور خاک اُڑاتا ہی کہ گرد قلعہ کے غبار چھا رہا ہی وہی غبار پلٹ کر دیوارون پر بیٹھتا ہی ہر ایک فریاد و زاری کر رہا ہی کوئی اُس انتشار مین پکار رہا ہی کہ ای خالق زمین و زمان و ای رب دو جہان آج ہم سب پیوند خاک ہو جائینگے تیرے اوصاف کون بیان کر سکتا ہی نظم

ناتوانان را تو مے بخشی توان
سر نگون و سجدہ ہات گردون کشان
مہر و مہ حلقہ بگوشش بندگی
کے رقم گردد ز کلک دو زبان
حامیم ہستی بوقت بیکسی
ہر زمان اندر علاج در زمان

تحفہ جانان را دہی آرام جان
گاہ از نطفہ بشر پیدا کنی
تابع فرمان ہمہ دور زمان
مشکلم آسان کن ای پروردگار
وقت تنہائی محافظ پاسبان
ای شفیق و مشفق در رفق و رفیق

خاکبوس در گہت شاہنشہان
گاہ از قطرہ کنی دریا روان
حالت سوز دل این خستہ حال
چون توئی عقدہ کشائے بندگان
در زمانہ واقف عالم توئی
محرم و دلدار و یار مہربان

ہست این ناچیز عاجز خاکسار | بر کمال فضل تو امیدوار | ناگاہ دیکھا آسمان پر برق

چمکی ایک نازنین مہ جبین سرو قد خورشید خد گلرخسار گل باغ حسن وجمال دونون ابروے
خمدار کھینچی ہوئی تلوار ایک کنیز پشت پر طاؤس کے آکر آسمان پر ٹھہرائی وہ جو نازنین پشت پر
ہے اُسنے کہا اے ملکۂ عالم غضب ہے قلعہ جنبش کر رہا ہے اخلاق جادو قلعہ کو ہلا رہا ہے سارا لشکر
تلاطم مین ہے وہ دیکھو شاہزادہ کھڑا ہے اُس نازنین نے بہ نگاہ محبت طرف نورالدہر کے دیکھا
ہاتھ ہلا دیا قلعہ جنبش سے ٹھیرا اخلاق جادو نے جو دیکھا کہ قلعہ جنبش سے رک گیا پیچھے ہٹ کر ایک
ٹکر ماری کہ پھر قلعہ ہلنے لگا کچھ اینٹین کھڑکھڑا کے گرین دو چار جوانون کے سر پھٹے بس فوراً اُس
نازنین نے طاؤس کو بلند کیا اخلاق جادو نے بھی سر اُٹھا کے دیکھی کہ ملکہ ہماے مرصع پوش
طاؤس پر سوار دہ سحر کر رہی ہے جھلا کر کہا او گیسو بریدہ مین نے تجھکو دیکھا ہے تمنون کو بچائی ہے
سامنے لوحداران کے روبکاری ہوگی صاف صاف بیان کرونگا وہان کیا جواب دوگی
مثل زعفران وگلگونہ گرفتار ہو جاؤگی ہماے مرصع پوش نے آواز دی اپنی جان کی
تو خیر منا تو کہان اور ملکہ لوحداران کہان اب تو لوحداران کو نہ دیکھیگا تجھے قضا لیکر آئی
ہے یہ کہکے ہاتھ ہلایا برق چمک کر چلی اخلاق نے قلعہ کو چھوڑ دیا چمک سے بلند ہوا دونون
ہاتھ ہلانے کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر پیدا ہوا اُس لکۂ ابر نے ہما پر دباؤ ڈالا ظلمت مین بہ گری
سلیر جادو تو گرتے ہی بجا گئی ایک غار مین گری ہما و اخلاق سے سحر چلنے لگا تلوارین برس
رہی ہین خنجر [illegible] رہے ہین کبھی پانی برستا ہے اُسکے ساتھ برن کی بلید گرتی ہے کبھی دھوپ کڑکڑا کر
نکلتی ہے بوندے گرد کے براے تعظیم اُٹھتے ہین پھر دھوپ موقوف ہوتی ہے ابر آسمان پر آجاتا ہے
برف برسنے لگتی ہے اُس برف سے اکثر بندگان خدا کا آزار ہو پہنچتا ہے ہماے مرصع پوش
نے بھی دھوپ کو موقوف کیا اور ابر پر زور دیا اس سے مینہ برف کی برسنے لگین اخلاق
نے جو یہ معرکہ دیکھا اور سمجھا کہ یہ بلاے روزگار ہے اس پر غالب ہونا مشکل ہوگا لوحداران
نے سب کچھ بتایا ہے ہاے مین نے کیا جانتا تھا ورنہ لوحداران سے دفع سحر ہماے مرصع پوش
لے لیتا ایک سحر مین خاتمہ ہوتا دیکھو کیسا سحر کر رہی ہے سینہ سپر ہو جان کا اپنی سب خطرہ ہے شاہزادہ
نورالدہر کو کس نگاہ سے دیکھ رہی ہے اُسپر جان دیتی ہے آخر اخلاق جادو نے زبان کو

کاٹا خون چلوؤن لیکر جہاے مرصع پوش پر پھینک مارا اور آواز دی کہ او زمین گیر بن فتنہ انگیز کو بیٹا یا خداوند لقمان اطاثانی مدد کیجیے یہ وقت مدد ہے آپکے جو خون پھینکا ایک قطرہ اُس خون کا ہما پر پڑا ہما چکر کھا کر گری بیہوش ہو گئی اخلاق جادو تلوار کھینچ کر چلا کہ اسکا سر ابھی کاٹ لون ہر چند کہ دل مین خوف ہے کہ دختر لوحداران ہے بہ نہو لوحداران دامن پکڑے کہ میری بیٹی کو کیون قتل کیا کیا جواب دونگا لیکن یہ خطا بیان کر دونگا کہ اسنے قلعہ گرانے نہ دیا مجھسے برابر لڑی سر کاٹ بھی لو جواب دے لینگے یقین ہے کہ عاشق ہے نورالدہر پر آئینۂ سکندری انکو خبر دیگا یہی تدارک ہے کہ اسکا سر لیچلو مگر نورالدہر نے جو دیکھا کہ وہ مہجبین جو لڑ رہی تھی اور قلعہ نہ گرانے دیتی تھی وہ تو گر کر بیہوش ہوئی وہ جلاد تھا بے پیر تلوار کھینچے ہوے براے قتل اُس نازنین کے جاتا ہے تاب نہ باقی رہی وہین سے نعرہ کیا کہ او بیحیا خبردار مین لشکر پر ہاتھ ڈالنا کہ یہ مددگار لشکر اسلام ہے نہین معلوم اس پریزاد کا کیا نام ہے تجھسے مغلوب ہوئی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر

جہاے اوج رفعت فنا ہیا زعرصۂ مردی پناہِ لشکرِ اسلام نورالدہر کز ہیبش ز طفلی بجرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند عدو در رزمگاہش سہ ہزاران الامان خوانند نقارا بیک دست بر داشتم سلیمان ثانی لقب یافتم

نورالدہر جو بڑھے تمام لشکر نے بلوہ کیا اخلاق نے پکار کر آواز دی تم لوگ کیا مجھسے بڑھتے ہو اگر ارادہ کرون تو سب کے سر اُڑ جائین لیکن تم سب کا مارنا نہین منظور ہے یہ کہکے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ سب رُک گئے اب قدم نہین اُٹھتا ان سب کو روک کر تلوار کھینچے ہوے اخلاق بڑھا اُسوقت نورالدہر کی بیقراری پکار رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز داے رب کارساز اس نیک بخت کو بچالے کہ اسنے سب کی جان بچائی حقیقت مین دنیا عجب مقام ہے کبھی ہنسی کبھی رنج ابھی خوشی ہو رہی تھی یہ مہجبین کس زور و شور سے لڑ رہی تھی مانون بیہوش پڑی ہے آنکھین کھلی ہین سب سمت کہ دیکھ رہی ہے مگر اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتی حیران و پریشان نگران ہے مثل آئینہ حیران ہے نظم

در بہار چند روزہ ہست گل خندان چرا　　دل دہد بر حسن فانی بلبل نالان چرا

باوجود عقل انسان میشود حیوان چرا　　میکند با این لیاقت کار نادانان چرا

چون خزان آید ببستان جہان بعد از بہار　　شور مرغان چمن در صحن چمنستان چرا

چون برائے رفتن اندر ملک دنیا آمدیم　　وقت رحلت درد و رنج و حسرت و ارمان چرا

بندہ در دنیا چرا پابند زنجیر بلاست　　ہست در قید تعلق اندرین زندان چرا

دارد آخر مسکن خود زیر خاک این خاکزاد　　می برد تا اوج گردون گنبد ایوان چرا

بر سر استادہ است چون پیک اجل ہر بندہ را　　ہست در فکر قیام خویش این نادان چرا

اصل انسان نیست چون جز آب یک قطرہ بیش　　میکند برپا ز جوش طبع خود طوفان چرا

حضرت جانان بنقد جان ز تو راضی شود　　بہر جان دارد دریغ این عاشق بیجان چرا

نحن اقرب چون خداوند جہان فرمودہ است　　میکنی ہندی بدل اندیشۂ حرمان چرا

سب اہل لشکر و نور الدہر دعائیں مانگ رہے ہیں اور اخلاق تلوار کھینچے ہوئے جاتا ہے جوش ہے کہ جا کر اسکو قتل کر دوں ایسا نہو دفع سحر کر دے اب سے اگر اٹھی تو غضب ہو جائیگا کہ پہلو سے آواز آئی اے پیغمبر نامرسل تیرا مرتبہ اعلیٰ ہوا قدرت نے طرۂ پیغمبری دیا اور اس چھوکری کی قبض روح کو ملک الموت اپنے مقام سے چلا ہے حکم ہے کہ اس سختی سے اسکی روح کو قبض کرو کہ استخوان تک اسکے چور چور ہوں جہنم میں روح قبض کر کے لیجائیگا بدن کو اسکے ڈالدیگا فرشتے گرز آتشین مارینگے جلا جلا کے اسکو خاک کرینگے فرشتگان عذاب کہینگے کہ شرکت مسلمانان کا مزہ ملا اب یہان کوئی مددگار نہیں آتا اس عذاب شدید سے کوئی نہیں بچاتا اخلاق نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین مرصع پوش دریائے جواہر میں غوطہ زن رشک چمن سیم تن غنچہ دہن قد سرو باغ مراد حقیقت میں غیرت شمشاد خرامان ایک گلدستہ ہاتھ میں لیے آتی ہے اخلاق سے جو چار آنکھیں ہوئیں مسکرا کر کہا لو اے اخلاق اب تم پیغمبر ہوئے سب طرح کا تعین کر اختیار ہے کوئی تمہارے مقدمہ میں دخل نہ دیگا کتاب بھی تمہارے واسطے لائی ہون اور یہ گلدستہ نشان سرفرازی نذر ہے اب جو جب محفل میں جاؤ گے پیغمبر کہلاؤ گے قدرت کے پاس جایا کروگے اس ناز سے جو اس نازنین نے کہا فرح دہن کا کھانا تھا کہ دانتوں سے

ایک برق چمکی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا خلاق تو ذبح ہو گیا کانپتا ہوا دوڑا کہتا ہوا
کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین مدت سے باز آیا تو مجکو بھول جائے تو سمجھون کہ
دولت کونین ملی کلی آرزو کی کھلی یہ کہتا ہوا قریب پہونچا اُس نازنین نے کہا او بے مروت
گوشے مین آکر کلام کر درخت کی آڑ مین آ تو مین تجھسے بات کرون یہ جو نازنین نے کہا اخلاق
پھول گیا کہتا ہے کہ جان و مال تم پر فدا کرونگا سچ کہو صاحب تم مجکو بھول سکتی ہو اُس نازنین نے
کہا اب اسوقت تو مین تیرے قبضے مین ہون آئندہ قدرت کو اختیار ہے کدو کاوش بیکار ہے مین بھی
تجکو دیکھکر بیقرار ہوئی کیا صورت تیری زیبا ہے کیا قد ہے کہ لائق مرقد ہے کالی کالی صورت پالکی
کی سورت دانت ہین کہ پہاڑ کے ٹکڑے سینہ پر کینہ یا پتھر کا نگینہ ایسی صورت کبھی نگاہ سے
نہین گذری اخلاق منہ پھونپرتا ڈپھیرتا ہوا درخت کی آڑ مین آیا اُس نازنین نے قریب آکر
اول ہار پہنایا اور کان پکڑ کر دو طمانچے مارے فرمایا کیون نگوڑے مجھے کس نگاہ سے تو گھورتا
ہے میرا نانا جان معلوم ہوتا ہے مین تیری نواسی ہون مگر تیرے خون کی پیاسی ہون یہ گلدستہ
بڑھایا کہا دیکھ کیا خوشبو آتی ہے اخلاق نے گلدستہ سونگھا اُسے لگے جھومنے لگا لہرا کر گرا اُس نازنین نے
خنجر کمر سے نکالا لپک کے ہاتھ مارا کہ سر اخلاق کا اُڑ گیا مرنا اخلاق کا کہ اندھیرا ہو گیا گیرودار کی
صدا آنے لگی زمین تھرانے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اخلاق جادو
بود ملکہ کو ہوش آیا ہاتھ پانوٗن مین طاقت آئی ملکہ نے پلٹ کے دیکھا کہ مسطیرہ جادو کھڑی ہے خنجر
کمر مین رکھ رہی ہے ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا اے مسطیرہ یہ عورت کون تھی کہا حضور سب حال
آپ سے عرض کرونگی اسوقت پوچھنے کا موقع نہین ہے نورالدہر سے ملاقات کر لیجیے
ہما نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا اے مسطیرہ تیرے مقدمہ مین مجکو حیرت ہے کہان غائب رہی
کیونکر ظاہر ہوئی خلاق کیونکر مارا گیا آخر اس مین کیا بھید ہے مسطیرہ نے کہا سب بھید آپ پر
کھل جائیگا جلدی نہ کیجیے سب کیفیت عرض کرونگی کہ نورالدہر نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا
اے جان جہان تمھارا نام نامی کیا ہے حقیقت یہ ہے

نظم

عدم سے جانب ہستی حسین تجھسا نہین آیا غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو	جو آیا بھی تو آئینہ مین عکس مہجبین آیا شرف ہے اُس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہیں سکتے — وہ ناداں ہے جسے خوف کرام کاتبین آیا
اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے — فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا
بجا ہے عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوباں کا — دل اپنا نذر لیکر سیکڑوں کرسی نشین آیا
دکھائے جوہر اپنے آئنے کے فکر رنگین نے — سقر منکر ہوئے باطل گمانوں کو یقین آیا
نہوگا حسن کا مجسا بھی عاشق کوئی دنیا میں — نیا نہ اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنین آیا
صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر میں اُسکو — زبان پر میری صدقے ہونے یاسمین آیا
نہ دیکھیں گی کبھی جسکو پھر آنکھیں وہ تماشا ہے — غنیمت جان جو پیش نگاہ واپسین آیا
کیا ادبار کو پیوند خاک اقبال سندی نے — خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

نور الدہر نے جب یہ اشعار پڑھے تو ہمارے مرصع پوش رونے لگی کہا اے شہریار میری ماں کا نام لوحداران جادو ہے بڑی ساحرہ زبردست ہے میں چاہتی یہ ہوں کہ لوح کو حاصل کر کے آپکی خدمت میں پیش کروں آپ فتاحی طلسم میں مصروف ہوں تب بڑی خیرخواہی ظاہر ہو تم پھر اسی فکر میں رہتی ہوں مگر اب دیکھوں کہ اس اغلاق کے قتل ہونے پر کیا رنگ ہوتا ہے تو پھر میں آپ کو بتلاؤں مطیر نقلی نے دست بستہ عرض کی اے شہریار ایک بڑی بات یہ ہے کہ شاپور شیر دل بشکل آسان جادو دربار میں لوحداران کے موجود ہے یقین ہے وہ اپنا رنگ جمائیگا ایرج نوجوان کو بھی لائیگا یہی تدبیر کریگا کہ ایرج کو لوح دے مگر لوح طلسم کشا کو ملیگی دوسرا کوئی لوح پا نہیں سکتا ہمارے کہا اے مطیر میں اس مطلب کو نہ سمجھی آسان جادو تو کنیز ملکہ لوحداران کا نام ہے تمہیں اُس سے کیا واسطہ ہے نور الدہر نے کہا اے ملکۂ عالم یہ مطیر جادو نہیں ہے یہ عیار ہے شبرنگ بن عمرو اسی نے اغلاق کو مارا ہے فرزندان خواجہ عمرو سے ہیں کئی دن گذرے کہ تمہارے ساتھ میں اور تم آگاہ نہیں ہوئیں ہمارے مرصع پوش کے ہوش اُڑ گئے کہا اے مطیر تو نے اپنا حال کیوں چھپایا ہے نہ ظاہر کیا شبرنگ نے عرض کی کل حال آپ سے پردہ ہے یہ دو عرض کرتا تھا خیر شکر خدا کہ دو جادوگر قتل ہو گئے ورنہ بڑی آفت برپا ہوتی آپ کو ترغیب بھی کی تسکین بھی دیتا رہا ہمارے مرصع پوش نے ہنسکر کہا تم ایسے جلسازوں سے ڈرنا چاہیے نور الدہر نے کہا یہ جو آپ کے ساتھ رہیگا بڑے مطلب ہونگے

ہماے مرصع پوش نے کہا مین رخصت ہوتی ہون میرا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ایسا نہو کہ مرنا اخلاق کا لوحداران پر ظاہر ہو اور وہ آئینۂ سکندری مین معائنہ کرے صاف اُسپر آئینہ ہوجائیگا آج شب کو مین بمحبت مادر مہربان سے سب حال پوچھونگی اور آپکو بلواؤنگی باغ غرائب کا طے کرنا بہت دشوار ہے نورالدہر نے کہا ای ملکۂ عالم اتنا خیال رہے کہ اب اگر ملاقات نہوگی تو ہم بہت بیقرار ہونگے بقول شاعر نظم

کھنچ رہے دل مین کچھ آزردہ اگر تو ہوکر ۔ چین پیشانی اشارت کرے ابرو ہوکر
مجھسے جھگڑا جو ہے رہجائیگا گیسو ہوکر ۔ بول اُٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہوکر
کیسے فتنے ہو کہ اُٹھنے نہین گھر سے اپنے ۔ کیا ستم ہے کہین چلتے نہین جادو ہوکر
اللہ اللہ شب وصل ادھر آنے مین ۔ پاؤن پھیلاتی ہے کیا یار کا گیسو ہوکر
اُس سر انگشت حنائی کا تصور ای آنکھ ۔ دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہوکر
نہ فقط تم گل عارض ہوے بوسونسے جو سرخ ۔ چھپتے دیکھا ہے اسی رنگ کو تو بو ہوکر
ٹیڑھی سیدھی ہین عجب حسن بتان کی چالین ۔ مانگ بنکر کہین نکلا کہین ابرو ہوکر
ہم ضعیفون کے شب وصل مین کچھ کام آتا ۔ تو ہی ای دست ہوس قوت بازو ہوکر
دامن آیا تھا کوئی دیکھیے بڑھنا دل کا ۔ گر بغل سے جگہ دی کبھی پہلو ہوکر
ناوک یار سے کلیجے مین ہے یا دل مین مرے ۔ ڈھونڈھ لیتا ہے پیکان کو دلجو ہوکر
چوکڑی بھرکے ہو گم ناقۂ لیلی نہ کہین ۔ وحشت قیس کی تاثیر سے آہو ہوکر
دہ بلا دوست ہون آتی ہے بلا جو سر پر ۔ جلوہ گر ہوتی ہے معشوق پری رو ہوکر
آبلہ دل کا بھی ایک روز الٰہی پھوٹے ۔ ہجر مین آرزوے خون شدہ کی بو ہوکر
دامن یار ہی کو دے یہ خدایا توفیق ۔ پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہوکر
کیون فلک سینۂ عاشق مین جو تھے چند ارمان ۔ نکلے کچھ درد جگر بنکے کچھ آنسو ہوکر
یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی بھی تو کیا ۔ لین بلائین کبھی چہرے کی نہ گیسو ہوکر
پیار کی باتین تھین یار ڈھہ گیا کوئی کمال ۔ کچھ تو خفگی ہے کہ ہم آپ ہوے تو ہوکر

دونون عاشق ومعشوق مین عجب راز و نیاز کی باتین ہورہی ہین ہماے مرصع پوش

کہتی ہے ای شہریار جہان تک ہو سکے اس راز کو چھپایئے گا اگر یہ راز کھل گیا تو اس کنیز پر بڑی
آفت ہوگی نہین معلوم کیا قیامت ہوگی نور الدہر فرماتے ہین کہ تم ایسی معشوقۂ وفادار کا راز
ظاہر کرونگا دل کو تقویت ہوتی ہے کیا تعجب ہے کہ تمھاری وجہ سے لوح مل جائے ہما نے عرض کی
ای شہریار مین کیا کوئی پیروی اُٹھا رکھونگی لفظاً لفظاً حال پوچھونگی شہرنگ نے عرض کی
ای ملکۂ عالم آج آپ جیسے جسطرح مین کہونگا وہ تدبیر کیجئے مقدمہ لوح مین بڑا راز و نیاز ہے ابھی تو
سلسلہ آغاز ہے اگر لوح ملگئی تو پھر طلسم کو توڑنا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی ہین کیا
کوئی بات اُٹھا رکھینگے بڑی مشقتین اُٹھا کر یہان تک پہونچے ہین ہمارے مرصع پوش
بہت روئی کہ ہچکیان لگ گئین نور الدہر نے دامن سے اشک پاک کیے گلے لگا کر کہا اے
جان جہان وای باعث تسکین دل عاشقان نہین معلوم کیا کیا صدمے اُٹھانے ہونگے اگر زندہ بچینگے
کر ہم طلسم کے فتح مین جو زندہ رہیگا وہ یہ بادی بقراط ثانی دیکھیگا طلسم ہفت پیکر کیسا
سخت تھا مگر عمرو نامدار نے کس حسن سے اسکو فتح کیا بڑی سختیان اُٹھائین وہی سختیان ہمارے
واسطے ہین ہمارے مرصع پوش اُسی طرح طاؤس پر سوار ہوئی شہرنگ کو بھی
ساتھ لیا روتی ہوئی نور الدہر سے رخصت ہوئی راہ مین کہا ای شہرنگ اب
تمھاری رائے ہے کہ مادر مہربان کے پاس چلون اُنسے حال لون پوچھون شہرنگ نے کہا
بسم اللہ چلیے ہمارے مرصع پوش نے طاؤس اُسی طرف پھیرا یہان لوحداران اکیلی
باغ مین ٹہل رہی ہے چند کنیزین پشت پر اُنسے کہہ رہی ہے کہ ہمارا اخلاق جادو گیا ہے
وہ بیشک قلعہ گرا دیگا عمارت کے ڈھانے مین قلعہ گرانے مین اسکو بڑا دخل ہے یہ ذکر تھا کہ مانند
برق چمکی لوحداران نے دیکھا کہ ہمارے مرصع پوش آتی ہے شگفتہ ہو گئی بیٹی کہہ کر ہاتھ
پھیلا دیے پکار کر کہا بی بی سویرے سویرے کہان پھرتی ہو ہمارے مرصع پوش نے کہا
ای والدۂ ماجدہ نہ دن کو چین ہے اور نہ رات کو آرام ہے آٹھ پہر رونے سے کام ہے جب سے
یہ خبر سنی کہ طلسم کشا نے ادھر کا رخ کیا اور قلعۂ سفاک پر مقام ہوا کچھ دلکا عجب عالم ہے کچھ خبر
آپنے سنی کہ اخلاق جادو پر کیا گذری لوحداران نے کہا یقین تو یہی ہے کہ اُسنے خاتمہ کیا ہو
نہایت پُرغصہ ساحر ہے اس علم سے بخوبی ماہر ہے بڑے بڑے قصر اُسنے گرائے اکثر مکان بگاڑے

وہ خالی نہ جاتے تھے یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ملکہ عالم غضب ہوا ہمنے
اپنی آنکھون سے جاکر دیکھا جنگل مین لاشہ اخلاق پڑا ہے کون خیال کرے کوئی ایسا نہین کہ
اُسکی لاش تک جاتا تھا ہمارے لوخداران نے مخبر بنکے یا کمار ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسنے مارا ظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ قدرت خود بربادی طلسم چاہتے ہین جو ساحر بہادر تھا اُسی کو قتل کرادیتے
ہین جب قدرت کو یہ منظور ہے تو کیا ہم کر سکینگے لوح بھی ایک دن نکل جائیگی قصر سکندری
فتح ہو جائیگا اصل طلسم پر معرکے پڑینگے یہی سردار جاکر وہان لڑینگے کیون صاحبو مین
کیا کرون موت و زیست تو میرے قبضے مین نہین یہ باتین سنکر ہماے مرصع پوش کا جی
پست گئی اسقدر روئی کہ ہچکیان لگ گئین کہا ای والدۂ ماجدہ مجھے تو احوال مفصل ظاہر کیجیے
کہ لوح طلسمی کس جگہ ہے کس مقام پر ہے جسنے والا کیونکر جائیگا کیونکر لوح پائیگا لوحداران نے
اُس مہوشی سے کہدیا کہ اے نور نظر و ای پارۂ جگر اصل یہ ہے کہ حکمائے طلسم نے ایک لوح طلسمی
بنائی دوسری ہے جو محفوظ قرار دی وہ لوح محفوظ اسی خزانے مین ہے لیکن لوح کا ملنا مشکل ہے
اول مشکل یہ ہے کہ طلسم کشا کو لوح محفوظ ملے وہ لوح گلے مین ہو تب طلسم کشا باغ غراب مین
جائے جسقدر دیو و غول پیدا ہوئے ان زمزمہ سرا مین وہ سب ساحر ہین قتل ہو جائینگے خداوند لقراط
تک خبر پہونچے گی اگر اُنکو منظور ہو تو وہ آسکتے ہین لیکن طلسم کشا لوح محفوظ کو گلے مین ڈالے ہو
کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا کوئی ساحر زبردست ساتھ ہو کہ بلوے سے ساحرون کے بچائے جب
باغ غراب کو طے کرکے سامنے قصر مربع حصار کے پہونچے تو اُس قصر مین جائے ایک
تختۂ سنگ رکھا ہے اُسپر چالیس گلدستے بہ صورت ہائے مختلف رکھے ہین کچھ شگفتہ کچھ ناشگفتہ جب
طلسم کشا پہونچے گا تو وہ ناشگفتہ بھی شگفتہ ہو جائینگے زرد تھے تو پھر رونق آجائیگی طلسم کشا بسم اللہ
کہکر ہاتھ مارے جس گلدستے مین لوح ہے اُسی پر ہاتھ پڑیگا لوح مثل جرم قمر ظاہر ہوگی
اُسپر قبضہ کرے اُسی طرح لڑتا بھڑتا چلے کسی مقام پہ کمی نہ کرے باغ غراب سے نکل جائے
پھر ایک صحرا مین پہونچے گا اُس صحرا مین چشمۂ آب ہے ہزارہا طائران خوش رنگ اُس چشمے
پہ پانی پی رہے ہونگے اُن طائرون کو وہ لوح دکھا کر اُسی پانی مین غوطہ دے تب حروف
ظاہر ہونگے اُسی مقام پر ہمراہیان طلسم کشا بھی آجائینگے مناسب ہے کہ فتح کی تدبیر کرے

یہ سب باتین کرکے لوحداران رونے لگی کہا ای نور نظر سات سو برس سے لوح تمھارے بزرگون کے قبضے مین ہی مگر یہ حال کسی سے کسی نے نہین کہا اسوقت بدحواسی مین میرے مُنھ سے نکل گیا واسطہ خداوند بقراط ثانی کا یہ لفظین کسی کے سامنے نہ نکالنا اگر کوئی سُن پائے اور تا بہ طلسم کشا خبر پہونچ جائے تو طلسم کشا کو فکر ہوگی کہ میرے خزانہ پر قبضہ کرے جہا نے دست بستہ عرض کی ای والدۂ ماجدہ اب دلکو تسکین ہوئی کسی کی یہ مجال نہین کہ آپکے خزانے سے لوح محفوظ لے اور تا بہ قصر مربع حصار جاسکے دو دن گذرے ہین کہ مین نے آب ودانہ نہین کھایا اب جاکر کھانا کھاؤنگی لوحداران خاموش ہو رہی مطیر جادو بیٹے شبرنگ بن عمرو کنارے کھڑا ہو دیکھا اسنے شاپور شیردل کہ زمرۂ خدمتگاران مین محسوب ہی ٹہلتا ہوا آتا ہی شبرنگ نے بڑھکر ملاقات کی ہاتھ تھام کر کہا ای معتبر والاگہر اگر بن پڑے تو آج شبکو لوحداران کو بیہوش کرو قصر مربع حصار مین گھس کر لوح لو گرہ مین باؤنگا تو اپنے آقاے نامدار کو دونگا اگر تمھین دستیاب ہو تو ایرج نوجوان کو جاکر دو طلسم فتح کرین شاپور نے اشارہ کیا کہ آج رات کو مین ضرور لوحداران کو بیہوش کرونگا جو بن پڑے آج ہی ہو جائے ہمارے آقاے نامدار سوائے قدردان طلسم کے فتاح ہین اس منازل عجایب وغرایب کے سیلاح ہین اس زور وشور سے قصر سکندری پر پہونچین کہ بقراط کو گھر کر مارین شبرنگ نے شاپور کو خوب افروختہ کیا اور بخوبی جانتا ہی کہ خواجہ نادون نے بنام شاہزادہ نور الدہر حکم لگایا ہی یہی لوح پاوینگے گر لوحداران کا بیہوش ہونا بھی بہتر ہی بلا کی لڑائی پڑیگی بخوبی شاپور کو سمجھا کر ملکہ جہا کے قریب آیا سکر اکر سب حال شاپور کا بیان کیا اور کہا داری اب تو سب حال آپ سے آپ کی مادر مہربان نے کہدیا تسکین ہوئی چلکے خاصہ نوش کیجیے اب تردد نہ فرمایئے یہ سختیان کون جھیل سکتا ہی کون اپنی جان پر کھیل سکتا ہی بخوبی جہا کو سمجھا کر اشارہ کیا کہ چلیے گر لوحداران نے جوش مین یہ سب حال کہ تو دیا اب بہت شرمندہ ہی کہ مین نے یہ کیون کہا بیٹی سے دمبدم کہتی ہی کہ ای نور نظر خبردار اس راز کو تنہائی مین بھی مُنھ سے نہ نکالنا جہا نے پلٹ کر عرض کی یہ کنیز کبھی اس بات کا ذکر نہ کریگی اب تو مین جاکے کھانا کھاتی ہون طاؤس پر سوار ہوکر طرف اپنے باغ کے چلی گر لوحداران بارہ دری مین آکر بیٹھی کنیزون نے

کھڑی ہی آج بیٹی نے مجھسے سب حال پوچھ لیا مین نے وہ حال کہا کہ سات سو سال سے کبھی بیان نہ ہوا تھا مقدمۂ دختر ہی کچھ کہ نہین سکتی کہ ایسا نہ ہو بیٹی کے خلاف گذرے تو بڑی مشکل ہو کنیزون نے عرض کی حضور نہ گھبرائین بیٹی سے حال کہا کسی غیر سے تو نہین کہا لو حداران سوچ مین بیٹھی ہی کسی سے کلام نہین کرتی مگر ہمارے مرصع پوش جو اپنے باغ مین آئی کہا ای شبرنگ کیا کہون کہ جو کچھ دل کا حال ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا قلب پر چھری چل رہی ہی نظم

گلِ شاداب باغِ حسن ہی وہ — آفتابِ ایاغِ حسن ہی وہ
بدر سیما ہی ماہ پیکر ہی — گلشنِ حسن کا گلِ تر ہی
گورا گورا ہی جسم پُر تنویر — سر سے پا تک ہی نور کی تصویر
زلف پُر پیچ کا یہ ہی عالم — ڈھا دیا قہر جب ہوئی برہم
پُر شکن ہی وہ گیسوے مشکین — ابروؤن کی طرح ہی چین جبین
غیرتِ مہر ہی وہ پیشانی — آئینے کو ہی جس سے حیرانی
جام صہباے نور ہین آنکھین — غیرتِ چشم حور ہین آنکھین
نہین ایسی سُنین کہین آنکھین — سحر افزا ہین سرمگین آنکھین
تیر دلدوز ہی نظر چتون — صید کر لیتی ہین غزالِ ختن
اُس جبین پر وہ ابروے پُر خم — جس طرح دو ہلال ہون باہم
تیر مژگان کی یاد مین ای حور — شیشۂ دل ہی میرا چکنا چور
دشمن جان ہی عشق پیشانی — دیکھیے کیا ہی اس مین پیش آنی
تیرے ابرو کی یاد مین قاتل — لوٹتا ہون مین صورت بسمل
وہ زنخدان جو یاد آتا ہی — جوش الفت کنوین جھکاتا ہی
بوسۂ چشم کی تمنا مین — خون دل روتی ہین مدام آنکھین
قد موزون کی رات دن ہی یاد — دم بخود ہون بصورت شمشاد
یاد آتے ہین دیدۂ فتان — ابر باران کی طرح ہون گریان
عشق گیسو مین ہی پریشانی — عشق رخسار مین ہی حیرانی

لخت دل اس الم مین کھاتا ہون	لب کی لذت مین لب چباتا ہون

ای شبرنگ کیا کہون کہ کیا دل کی کیفیت ہی کچھ عجب صورت ہو اب حیران ہون یہ اپنے کو خزانے مین کیونکر پہونچاؤن لوح محفوظ کیونکر نکالکر لاؤن یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی بازوی مین ٹہلنے لگے کہا ای شبرنگ مین جاتی ہون اول لوح محفوظ لاتی ہون یہ کہکے دونون پانوٗن زمین مین مارے غرق زمین ہوکر نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی کہ اپنے کو خزانے میں پہونچاؤن اسی قصر مین جاکے نکلون جی مین کہتی ہے ای ہماے مرصع پوش اگر آجکی شب کو کچھ نہوا پھر مشکل ہوگی ایسا نہو کہ لوحداران لوح محفوظ کو وہان سے ہٹادے اور کسی مقام پہ مخفی کردے ای پروردگار رات کو بڑھادے کہ میرا مطلب نکل آئے ای مالک دم مین آج فرورند کر تیرے نزدیک سب آسان ہی تو بڑا رحیم ہی نظم

ہر طلبگار خدا اشتاق ذات	ذات را بیند ز انوار صفات
اہل بینش را وجود پاک ذات	می نماید از وجود کائنات
از طریق حق نلغزد قدم	گر بود بر جاے خود پاے ثبات
نسبت کامل بذات خالق است	جسم و جان را در حیات و ممات
گاہ خالق زندہ را مردہ کند	گاہ بخشد مردہ را نور حیات
سید نام خداوند کریم	برزبانہا لذت قند و نبات
خامہ در تسطیر وصفش سرنگون	خشک در تحریر تعریفش دوات
خم بدرگاہ جناب ذوالجلال	گردن گردون بپاس گوشہ است
بہر ہر بندہ بفرمان خدا	ہست کار بندگی اندر حیات
ہند یا پیشش خدا کن التجا	در زمانہ بہر حل مشکلات

دعائین مانگتی ہوئی نقب سحر کاٹتی ہوئی جاتی ہو مگر دل کانپ رہا ہی کہ ہماے مرصع پوش کہین والد ماجد نے خیانت نہ بتادیا ہو اور لوح محفوظ نہ دستیاب ہو تو زمانہ بھر کے سامنے کیسی حقارت ہوگی وہ فرزند صاحبقران فرمائینگے کہ اس عورت سے خوب ونہ کہا دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اس سوچ مین خزانہ مین جاکر سر نکالا دیکھا ایک تو خانہ

تیرہ و تار ایک تہ خانہ مین بڑے بڑے صندوق رکھے ہین جس صندوق کو کھولا اُس مین روپیہ بھرا ہوا پایا کسی مین جواہر دیکھا اب بیقراری بڑھی گمان غالب ہوا کہ مان نے خلاف کہا لوح محفوظ کا اور مقام ہو چاہا کہ اُلٹے پھرون کہ گوشے مین دیکھا ایک مار سیاہ لہرا رہا ہی اور کفچہ اُٹھا کر قصد کرتا ہی کہ ہمارے جا پڑون کسی باعث سے رُک جاتا ہی وہ سبب ثابت نہین ہوتا ہمارے مرصع پوش نے قریب آکر جھولی سے کاغذ سیاہ نکالا ایک طاؤس کا نام اور آواز دی کہ ای طاؤس حاضری اس مار سیاہ کو کھائے تڑپ کے جو طاؤس گرا مار سیاہ کو نگل گیا اب دیکھا کہ وہان کی زمین سیاہ ہوگئی دھوان نکلنے لگا آواز آئی کہ ای خواہان لوح محفوظ تو نے بڑی مشقت کی اور نگہبان کو ہٹایا اسی زمین سیاہ کو کھود ہما چار طرف دیکھنے لگی کوئی آواز دینے والا نہ پایا سمجھی کہ ای ہمایہ مدد غیبی ہو عنایت الٰہی ہو زمین کھود کے دیکھو شاید گوہر مراد دستیاب ہو یہ سوچ کر اُس زمین سیاہ کو کھودا کوئی ہاتھ بھر زمین کھودی تھی کہ ایک صندوقچہ ظاہر ہوا اُس صندوقچہ کو نکالا کنجی قفل مین لگی ہو کنجی سے قفل کھولا بسم اللہ کہکر پٹرا ہٹایا ایک بجلی چمکی کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا نگاہ جما کے جو دیکھا ایک تختی مدور یاقوت احمر کی ہی اُسپر حروف بخط جلی مرقوم ہین اور پیشانی پر لکھا ہی کہ لوح محفوظ ساختہ حکیمان خدا پرست ہمارے مرصع پوش خوش ہوگئی خوشی سے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا سجدہ شکریہ پروردگار مین جھکی اُس زمین کے مقام کو بند کیا جس راہ نقب سے آئی تھی اُسی راہ سے چلی دہانہ نقب پر شبرنگ بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا کہ دیکھا زمین سے ہمارے مرصع پوش نے سر نکالا مگر گھبرائی ہوئی پسینے پسینے ہاتھ مین کوئی شی مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی شبرنگ نے پوچھا ای ملکہ خیر باد ملکہ نے گھبرا کر کہا ای شبرنگ بانیان طلسم بڑے ہوشیار تھے سوائے میرے اور کوئی جاتا تو لوح محفوظ دستیاب نہ ہوتی مگر تم جاؤ جا کر شاہزادے کو لاؤ رات کم ہی اور سامان زیادہ مجھکو یقین ہی کہ شاپور نے اپنا کام کیا ہو شبرنگ نے کہا وہ بلائے روزگار ہی مین انکو خوب آمادہ کر آیا تھا یہ کہکے شبرنگ چلا کر شاپور کا حال دریافت کرون بیان پھر کہ گذری شام کو لوحہ اران نے خبر ہائی کہ اخلاق بھی مار کی سوچی کہ مین کل خود جا ڈگی وسط باغ مین چبوترہ ہی اُسپر آکے بیٹھی شاپور نے دست بستہ عرض کی آج میرا ارادہ ہی کہ حضور کے سامنے کچھ گاؤن لوحہ اران نے اشارے سے پوچھا

کہا ای آسمان آج کیا ہی عرض کی کہ حضور کو تردد مین پاتی ہون چاہتی ہون کہ آپکا دل بہلاؤن ملاحظہ فرمایئے یہ کہکے فورا گانے لگی نظم

پرگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤن مین	گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤن مین
جنس گران بہا کا خریدار کون ہے	بکتا نہین اگر جو جواہر بھی لاؤن مین
لالہ رخون کے حسن کا بھوکا ہون اسقدر	دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤن مین
دیکھو کسطرح سوتے ہین کیسے مرے نصیب	ٹھوکر سے پاسبان کی انکو جگاؤن مین
بوسہ ملے کمان کا جو ابروے یار کی	محراب بیت کعبہ مین جا چڑھاؤن مین
جی چاہتا ہے شوق شہادت مین قبل مرگ	بنوا کے قبر لالہ کو اُسپر لگاؤن مین
گھر مین جو تیرہ قبر کے وہ شادمان آگئے	مژگان کے بوریے جو کفن سے ہین بچھاؤن مین
کاشانہ دل کے بیچ نے ہر چند کر دیا	وہ گلبدن ملے تو نہ پھولا سماؤن مین
تم تو غریب خانہ مین آئے نہ ایک روز	فرمائیے تو شب کو کسی روز آؤن مین
اسباب مین ہون شاعر نازک خیال مین	مضمون جہان کہین کا ملے باندھ لاؤن مین
آتش غلام ساقی کوثر ہون چاہیے	فردوس کا کھلا ہو دروازہ پاؤن مین

اس رنگ مین شاپور نے یہ غزل گائی کہ لوحداران تعریف کرنے لگی پوچھا کہ ای آسمان یہ کمال تمکو کیونکر حاصل ہوا عرض کی داری کی کل مین پڑی ہوئی سو رہی تھی کہ یکایک کسی نے جگایا آنکھ کھولکر دیکھا کہ خداوند کھڑے ہین فرماتے ہین ای آسمان ہم تمھین دیکھنے کو آئے ہین اسوقت دل مین یہی آیا کہ اپنی بندی خاص کو جاکر دیکھین قدرت بلاتکلف چلے آئے کیا مانگتی ہی جو مانگے وہ دین میرے منھ سے نکلا کہ میری مالک کو گانے کا بڑا شوق ہے مین خوش آواز ہونا چاہتی ہون بس قدرت نے گلے پہ ہاتھ رکھدیا اور فرمایا کہ کمال ساقی گری بھی تجکو دیا مین نے پوچھا کہ کمال ساقی گری کیا چیز ہے فرمایا کہ پاؤن سے ناچنا ہاتھ سے بتانا سر سے شراب پلانا زبان سے گانا تو حضور ایک کمال کا تو امتحان ہوگیا اب امیدوار ہون کہ کنجی میخانہ کی مرحمت ہو تو مین ساقی گری کا بھی امتحان کر لون لوحداران نے کنجی عطا کر دی شاپور جھپٹ کر میخانہ مین آیا شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا جمعدار

جسکا جی چاہے شراب لیجائے باغ مین جو یہ ہزار ہو کنیزین باغبان بچیان سب دوڑین کوئی گلابی کوئی بوتل کوئی پیالہ اُٹھا کرلے گئی جابجا بیٹھکر چنے لگین شاپور نے سوگلابیان جام عرغوانی سے معمور کین ٹکڑے اُنکے تمامی سے باندھے بہ تکلف تمام کشتی مین لگا کر محفل مین لایا شاپور کو جلدی ہو کر لوحداران کو بیہوش کرون اور اپنے آقا یہ ج نوجوان کو لاؤن لوح محفوظ کے حال سے تو آگاہ نہین ہو بلبل باغ غرائب کا راستہ سن لیا ہو دل سے کہہ رہا ہو وہ صف شکن تیغزن ہین فورا اگر لوح حاصل کرینگے یہ سوچ کر محفل مین آیا جب کشتیان شراب کی رکھین تب لوحداران نے کہا ای آسان کس سلیقہ سے شراب لائی ہو کہ اگر جی بھی نہ چاہتا ہو تو بھی شراب پیے آسان نے عرض کی ایسی شاہزادیون کو اسی طرح شراب پلانا چاہیے یہ کہکے گھنگرو باندھے پیشواز بجاری پہن کر پہلے گت شروع کی اور یہ غزل عاشقانہ گائی نظم

گرا بر و کشیدہ ہین شمشیر کا جواب	مژگان تیز بین ہو ترے تیر کا جواب
فریاد بیکسی پہ کسی کو نظر کہان	دیتا ہو کون عاشق دلگیر کا جواب
اچھا ہوا کہ آئنے کا منھ ہوا سیاہ	لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب
آمادہ ہو مژہ بھی خدنگ نظر کے بعد	آتا ہو اور تیر غضب تیر کا جواب
کیا دخل بیش و کم کو ہمارے خیال مین	لکھنا محال ہو خط تقدیر کا جواب
لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر	دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب
اچھی زمین سمجھ کے کہے شعر ای نسیم	لکھا ہو مینے آتش دلگیر کا جواب

اس رنگ مین یہ اشعار شاپور نے گائے کہ لوحداران خوش ہوگئی کہا ای آسان حقیقت مین تم مقبول بارگاہ خداوندی ہوئین قدرت تمپر دل سے مہربان ہوئے مگر جو کبھی خواب مین آئین اور کچھ اور ارادہ کرین تو انکار نہ کرنا بلکہ اپنی طرف سے لگاؤ کرنا کہ یا خداوند مجھے سرفراز فرمائیے ایسا خوش آواز ہونا اور جام شراب سر پر رکھکے توڑے لینا اور قطرے کا نہ گرنا سوائے عنایت خداوند کے ممکن نہین کہ انسان یہ کام کر سکے آسان نے عرض کی آپ کی خدمت جو کنیز نے مدتون کی قدرت کو خیال آیا کہ یہ کنیز راسخ الاعتقاد ہو یہ کمال عنایت فرمائے یہ کہکر شاپور نے سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو

سرے شراب پلانا چاہیے لوحداران نے دونون ہاتھ پھیلا دیے جام لیکر بے اندیشۂ انجام
پی گئی ب شاپور نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی اشعار عاشقانہ
گاتا جاتا ہو کس کس خوبصورتی سے بتاتا ہو کہ اگر وصل کا ذکر آیا تو ہاتھ پھیلا کر گلے مین ڈالے بوسہ بازی
کا طرز اور معشوق کا انکار عاشق کا اصرار اشارون سے بتا رہا ہو اگر صحرا کا ذکر آیا تو خاک چھان کر
دکھائی دوپٹہ پھاڑ کر کفنی بنائی گلے مین ڈال لی تنکے دانتون سے کاٹ کاٹ کر پھینکنا شروع کیے
کہ پہلو مین لوحداران کے وزیرزادی بیٹھی ہو اُسکے سر پہ جمار کا عکس پڑا لوحداران نے
کہا ہوا گلعذار تمھین سانپ کاٹنے آیا ہو گلعذار نے کہا حضور اس کمبخت موذی کو مار لیجیے
لوحداران نے اڑھائی تلے کا جوتا اُٹھایا اور بہ قوت سر پہ گلعذار کے لگایا گلعذار نے
ملکہ کے بال پکڑے شہزادی اور وزیرزادی سے جوتی پیزار ہونے لگی اور کنیزین ہان ہان کہکے
اُٹھین جو اُٹھی لڑکھڑا کے گری بے ہوش ہو گئی لوحداران لڑتے لڑتے گری وزیرزادی
کے کپڑے نوچ ڈالے ایک طرف گلعذار گر کر بے ہوش ہوئی اور ایک طرف لوحداران
بے ہوش ہوئی شاپور بارگاہ سے نکلا دیکھا سارے باغ بھر مین کنیزون اور ماماؤن کا فرش
ہو یہ تماشا دیکھتا ہوا باغ سے نکلا واسطے بلانے ایرج نوجوان کے چلا مگر شبرنگ بن عمرو کہ
قبل مین چلا تھا خوشی خوشی جاتا ہو کہ آج آقاے نامدار کو لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی
یہان نورالدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھے فرما رہے ہین نہین معلوم اُس حریق
آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذری دیکھین کیونکر حال معلوم ہو جب نورالدہر زیادہ
پریشان ہوتے ہین تو گائین غزلہاے عاشقانہ گا کر اپنی طرف متوجہ کرتی ہین شاہزادہ فرماتا ہی
صاحبو کیا پوچھتی ہو

نظم

میرا وہ دل نہین ہو کرے جسکو تو پسند　　آگے تری نگاہ کے او خوبرو پسند
اُس دل کے یہ خطاب ہین جسکو ہو تو پسند　　حسرت پسند یاس پسند آرزو پسند
اے عشق کہدے خاک مین کسکو ملائیگا　　آنسو مرے پسند ہین یا آبرو پسند
میری سنیگا داور محشر نہ حشر مین　　اُس بت کی آگئی جو کہین گفتگو پسند
سو بار دلکو کھوئیے سو بار ڈھونڈیے　　گم گشتگی ہو اُسکو جسے جستجو پسند

اپنا داغ خود نہین ملتا کبھی اُنھین — جنکو ہی یار تیری محبت کی بو پسند
اللہ سے وہ بخت جو لے جائے عشق مین — تقدیر بھی پسند ہی تو جنگ جو پسند
کیا رنج دل کو ہی کہ وہ ہی خشک ہو گیا — پیکان تیر یار کو جو تھا لہو پسند
اپنا جسے یہ شیخ و برہمن نہ کر سکے — آیا ہی ہمکو وہ بت بیگانہ خو پسند
دل مین بٹھاؤن مین کہ کعبے مین یار کو — دونون نے کی ہی وصل مین یکرنگ دلپسند
توڑے سبو سے مے کو اُلٹی نہ محتسب — زاہد ہی کرلے اس سے تو بہر وضو پسند
بوسے دکھا کے لطف بھی اپنا ستم بھی وہ — دیکھین تو انھین سے کیسے کرتا ہی تو پسند
بت ہنستے بولتے ہوے دل کو بنا دیا — پچتائے ہم تو کرکے تری گفتگو پسند
دور رنج ہی بلا کے کوئی تم جلال کو — یہ بھی نہ کیا خوشی سے کر لیا عدو پسند

نور الدہر کو ہرچند اہل محفل سمجھاتے ہین مگر شاہزادہ ملول و حزین بیٹھا ہی فرما رہا ہی کہ اس شب کا شبرنگ نے وعدہ کیا تھا اور ابھی تک کچھ خبر نہین ملی خدا اُسکو بخیر و عافیت لائے دشمنون مین ملا ہوا ہی ایک فقط دوست ہی اگر اُسکا ہاتھ چل گیا تو کیا عجب ہی کہ ہمکو بلانے آتا ہو سردار کہرے ہین یہ فرزند خواجہ عمرو ہی کسی بات مین کمی نہ کریگا یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا شبرنگ بھاگا ہوا آتا ہی مگر پسینے پسینے سامنے آکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس ملکہ نے آج بڑا کار نمایان کیا کہ خزانہ لوحداران سے جاکر لوح محفوظ لائی ہین آمادہ ہین کہ آج ہی شبکو لوح حاصل ہو جائے جلد تشریف لیچلیے ملکہ مشتاق بیٹھی ہین نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو حمائل کیا سپر پشت پر لگائی جس پر جال موتیون کا پڑا ہوا ہی خنجر کمر سے لگایا جسکے قبضے پر گوہر بے بہا نصب ہین لباس فاخرہ پہن کر آراستہ ہوے شبرنگ کے ساتھ جب چلے تو طہماس قدمون سے لپٹ گیا عرض کی غلام کو ضرور ساتھ لیجیے آج معرکہ عظیم ہی نور الدہر نے فرمایا کہ ای طہماس تنہا ہی جانا مناسب ہی مقدمہ لوح ہی علاوہ اسکے لوح محفوظ ملتی ہی سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا انشاء اللہ لڑ بھڑ کر تا بہ لوح پہونچین اور لوحداران کو خبر نہ ہو مگر تم گوش بر آواز رہنا جب ہمارے نعرے کی آواز سُننا لشکر کو لیکر آجانا سب کو یونہی سمجھا کر

ساتھ شبرنگ کے چلے قدم اُٹھائے پیدل آتے ہین شبرنگ بھی جلدی کر رہا ہے کہ جلد اپنے کو تا ہر ملکہ ہماے مرصع پوش پہونچا دے دیکھیے کیا انجام ہو نور الدہر روار وی کرتے ہوے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا ہماے مرصع پوش ذرا جو آنے مین شاہزادے کے دیر ہوئی تو در دازے پر آکے تیری انتظار شاہزادے کا کر رہی ہے سامنے سے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا باغ سے نکل آئی لوح محفوظ گلے مین نور الدہر کے ڈال دی کہا اے شہریار چلے مین نے موت کا مزہ چکھا ہے سر کو ہتیلی پر رکھا ہے فلک انجام بخیر کرے شبرنگ جو پشت پر نور الدہر کے کھڑا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ شبرنگ قصر سے لوحداران کے نکلا گھبرایا ہوا طرف لشکر ایرج کے جاتا ہے شبرنگ نے کہا اے ملکہ عالم دیکھیے شاپور کچھ کام کرکے آیا ہے گھبرایا ہوا ہے ایرج کو لینے جاتا ہے نور الدہر نے کہا اے ہماے مرصع پوش اب جلدی کر و ایسا نہ ہو کہ شاپور قبل مین پہونچے اور وہ تاجر زادہ آجائے لوح کے ملنے مین فتور پڑے یہ تو مین جانتا ہون کہ خواجہ زادون نے میرے نام فتح مقرر کی ہے انکا حکم کبھی خلاف نہین ہوتا مگر وہ تاجر زادہ اگر فساد برپا کریگا لوح کا ملنا رہجائیگا یہ کہکے قبضے پر تیغہ خارا شگاف سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نور الدہر طرف باغ غرائب کے چلے اور ہماے مرصع پوش پشت پر ایک طرف شبرنگ بن عمرو تھوڑا راستہ طے کرکے اول قریب باغ لوحداران کے پہونچے ہماے مرصع پوش نے بلند ہو کر دیکھا کہ لوحداران بے ہوش پڑی ہے سب کنیزین باغ مین جابجا بے ہوش ہین باغ مین سناٹا پڑا ہے ہماے نے نور الدہر کو خبر دی کہ اے شہریار حقیقت مین فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین یہ شگال مطیر جادو شبرنگ نے بیر اساتھ دیا اور شاپور نے چھل سامان وہان جاکر سبکو بے ہوش کر دیا اب ایرج کو بلانے گیا ہے وہان سے آگے بڑھے دروازے پر جو باغ غرائب کے پہونچے دیکھا چند زنگیان آدمخوار در باغ پر شل رہے ہین تیغہاے برہنہ چمکا رہے ہین ہر مرتبہ آواز دیتے ہین کہ آیندہ روندہ اس راہ سے نہ آنا یہ راہ باغ غرائب ہے جسنے یہان آنیکا قصہ کیا وہ جلکر خاک ہوا نور الدہر نے بڑھکر للکارا اے زنگیان سیاہ رو ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ اندر باغ کے جانیکا راستہ دو اگر سرکشی کا ارادہ کیا تو قتل ہو گے

جان سے اپنی ہاتھ دھو گے وہ زنگی تلوارین کھینچ کر نور الدہر پر آپڑے نور الدہر
اُنسے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چارون زنگیون کو قتل کیا ہمائے مرصع پوش
نے آواز دی ای شہریار ماشاء اللہ جلد اندر باغ کے جائیے نور الدہر نے قدم بڑھایا دیکھا
اندر سے باغ کے چنگھاڑنے کی آواز آئی کہ زمین تھرا گئی دیکھا ایک فیل مست جھومتا ہوا
اندر سے پیدا ہوا ایک چیخ ماری کہ دیوارین باغ کی ہل گئین ہمانے پکار کر آواز دی ای شہریار
خوف نہ کیجیے گا نور الدہر نے جواب دیا ہم سوائے اپنے خدا کے اور کسی سے نہین ڈرتے
ہاتھی بڑھکر مقابلہ مین نور الدہر کے آیا بھسونڈا بڑھایا نور الدہر نے دونون ہاتھ بڑھائے
ہاتھی نے ہاتھون کو بھسونڈے سے تھاما نور الدہر نے بقوت تمام بھسونڈے پہ ہاتھ
ڈالا لوح محفوظ جو چکی ہاتھی نے ایک چیخ ماری چاہا چھڑا کر بھاگون مگر اب پنجے مین شیر کے
آگیا بھاگنا دشوار ہی نور الدہر نے دونون پاؤن اپنے پاؤن پر فیل کے رکھے اور
بھسونڈا تھام کر ایک جھٹکا مارا مع خرطوم ہاتھی کی گردن کھینچ لی ہاتھی کو مار کر جست کی کہ
اندر دروازہ عجائب کے داخل ہو ویسے ہی نور الدہر نے اندر باغ کے قدم رکھا
دو پہلوون سے دو شیر ببر دُم اُٹھائے ہوئے آئے آتے ہی نور الدہر پر حملہ کیا شاہزادہ
نور الدہر نے دونون کو ٹکرا کے مارا جیسے ہی وہ شیر مر کر گرے ہزارہا طائر جو درختون پر
بیٹھے تھے اپنے اپنے آشیانون سے نکلے اور بلند ہو کر غل مچانے لگے ہر ایک طائر کی یہی
آواز تھی کہ ای ملکہ لوحداران جادو ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا باغ مین آگیا دوڑو
ہمائے مرصع پوش ہرچند سحر کرتی ہی چاہتی ہی کہ طائر غل نہ مچائین جب ہاتھ چمکایا برق
تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے مگر زمین پہ گرتے گرتے پھر سر جسم سے مل جاتے ہین
اور بلند ہو کر آواز دے رہے ہین چند ساعت رات باقی ہی باغ کا سناٹا حدانان چمن
خاموش عروسان گلشن کو حجاب کا جوش ہوا چل رہی ہی پتون کا کف افسوس ملنا اور
شاخون کا سر پٹینا پیچ تحمل سے رونے کی آواز آتی ہی ہر طرف سے یہی صدا ہی کہ یا خداوند
دوڑیے ای ملکہ لوحداران خبر لو قضائے کار ایک کنیز اپنی صحنچی مین بڑی سو رہی تھی
مگر اُسنے شراب نہ پی تھی یہ آوازین اُسکے کان مین آئین گھبرا کر اُٹھی صحنچی سے باہر نکل کر دیکھا

کنیزین جا بجا بے ہوش پڑی ہین ہر ایک کو ہوشیار کرتی ہوئی قریب لوحداران پہونچی
دیکھا بی بی لوحداران بھی بے ہوش پڑی ہین کنیز نے حوض سے پانی لیکر لوحداران کا منھ دھلایا
لوحداران کو ہوش آیا دیکھا ہزارہا طائر آسمان پر غل مچا رہے ہین کہ اے لوحداران جلد
آؤ رواہ باغ غرائب کو طلسم کشا طی کر رہا ہے فیلان اور ببران مارے گئے ہمارا کچھ زور طلسم کشا
پر نہین چلتا لوح محفوظ اُسکے گلے مین ہے یہ صدا سنکر لوحداران گھبرا گئی اول دوڑکر خزانے مین
گئی مار سیاہ کو نہ پایا زمین کھدی ہوئی دیکھی ہاتھ ملا صندوقچے ندارد منھ پیٹ لیا کہا ارے
دشمنون نے اپنا کام کر لیا اب کیا ستم ہوگا باران سحر برسا کر سب کنیزون کو ہوشیار کیا بارہ ہزار
کنیزین اور جادوگر جمع ہوئے سبکو ساتھ لیکر چلی اول دو باغ غرائب پر پہونچی دیکھا نگہبانون کے
لاشے پڑے ہین ایک طرف لاشہ فیلان اور ایک جانب لاشہ ببران پڑا ہے لوحداران اپنا منھ
پیٹنے لگی باغ مین گھسی دیکھا نور الدہر پر طائر ہزارہا گر رہے ہین چاہتے ہین کہ زندہ کو منقار
سے نوچ کر پھینکدین مگر جب عکس لوح کا پڑتا ہے تو طائر جلکر گرتے ہین کچھ تلوار سے شاہزادہ
نور الدہر کی قتل ہوتے ہین ہمارے مرصع پوش نے جب سحر کیا سر طائر کا کٹکر گرا اور
پھر سر جسم سے مل گیا طائر اُٹھا نور الدہر پر پھر گرنے لگا مگر لوح محفوظ باین ہاتھ پرش سپر کے
تیغہ خارا شگاف سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ مثل شیر غضبناک لڑ رہے ہین مگر ہمارے مرصع پوش
کبھی بلند ہوتی ہاتھ چمکاتے برق گرائی طائرون کے سر کاٹے کبھی قریب نور الدہر آکر سینہ سپر
ہوئی مگر لوحداران نے یہ سب معرکہ جو اپنی آنکھون سے دیکھا للکار کر آواز دی او گیسو بریدہ
تونے پردہ در پردہ اپنا سب کام کیا مجھے سامنے خداوند کے بدنام کیا اگر قدرت تجکو پا جائینگے
تو منھ مین چکوا دینگے نہین معلوم کس طرح پیش آوینگے اب بھی اپنی جان بچا ہٹ جا مین طلسم کشا
کو روک لونگی آگے نہ بڑھنے دونگی کیا مین کسی بات مین عاجز ہون مگر تیری محبت نے مجبور کیا ہے
اسوقت تک یہی چاہتی ہون کہ تیری جان بچے تجھپر کوئی آفت نہ آئے مگر افسوس ہے کہ تو اپنی جان
دینے پر آمادہ ہے میرے ہاتھ سے قتل ہوگی ہمارے مرصع پوش نے پکار کر آواز دی
اے مادر مہربان طلسم کشا کا ساتھ دو کتاب جو قدرت نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہے اُسکو دیکھو
اپنے بزرگون کی تحریر سے انکار نکرو اور مین تو اپنے ہوش مین نہین ہون نظم

غیر ممکن ہی کہ ہو ہجر مین ای یار سحر
دیکھیے کرتا ہی کیونکر ترا بیمار سحر

ناخن فکر سے بھی کھل نہین سکتی ہرگز
ہوگئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

نظر آتی نہین کسوقت سے ہم دیکھتے ہین
ہوگئی اب تو بشکل کمر یار سحر

پوچھیے کس سے گذرتی ہی شب غم کیونکر
رو کے کرتے ہین ترے عاشق بیمار سحر

کیا کہون ہوتی ہی کچھ اور ہی انکی صورت
دیکھتے ہین جو ترے طالب دیدار سحر

آگئین وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ
اب نہ دیکھینگے ترے تازہ گرفتار سحر

مین تو ہون نزع مین انکو ہی اذیت ہردم
کس طرح کرتے ہین دیکھون ترے غمخوار سحر

منھ دکھاتی نہین افسوس شب فرقت مین
رکھتی ہی عاشق جانباز سے کیا عار سحر

کچھ حیات نفس چند ہی باقی ای دل
ہم پڑے ہونگے کسی کے پس دیوار سحر

ہر نفس مین دم آخر کے مزے لیتے ہین
یہ یقین کب ہی کہ دیکھین ترے بیمار سحر

وہ تو پہلو مین نہین درد کی شدت دیکھین
آج کسطور سے ہوگی دل بیمار سحر

روز دو چار نئے گل نظر آتین نسیم
جاتے ہین ہم جو کبھی جانب گلزار سحر

یہ جوش و خروش ہماے مرصع پوش کا لوحداران دیکھکر حیران ہوگئی کہا او فتنہ انگیز تو تو اپنے ہوش مین نہین ہی بڑا جوش و خروش ہی دیکھ تیرے سامنے نورالدہر کو قتل کرتی ہون یہ کہکے بارہ ہزار ساحرون کو لیکر بڑھی اور اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لو بارہ ہزار ساحر گوسے تیر تبر اور نارنج لیکر بڑھے نورالدہر پہ سحر کرنے لگے نورالدہر نے جو لوح محفوظ کو چمکایا سب کے اشیاے سحر پلٹے جسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا کئی ہزار ساحر مر کر گرے لوحداران نے پکار کر آواز دی اے سحر نگرو تلوار سے مار لو تم بارہ ہزار ہو وہ یکہ و تنہا اسکا مار لینا کیا مشکل ہی تمام ساحران باقی ماندہ بلوہ کرکے نورالدہر پر آپڑے نیزہ و تلوار مارنے لگے بعض نے تیر بھر کمان مین پیوست کیے تیر مارے ہماے مرصع پوش نے کاغذی سپرین بنائین انپر پھونکے اڑایا وہ سپرین گرد نورالدہر اڑانے لگین تلوارون کو روکتی ہین تیر بھی انھین سپرون پر پڑ رہے ہین نورالدہر تک تیر نہین پہونچتے تیرون کی خطا کاری تلوارون کی بیکاری کہ سپرین سینہ سپر ہین لوحداران گھبرائی چلا کر آواز دی او گیسو بریدہ تو نہین مانتی کیا مین

تجھسے عاجز ہون یہ کہکے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شعلہ ہاے آتش نے ہما کو گھیرا بدن مین آبلے
پڑنے لگے ہماے مرصع پوش نے جھولی سے کچھ روئی کے گالے نکالے اُنکو طرف آسمان کے
پھینکا آواز دی کہ ای باران جادو جلد آ ان شعلہ ہاے آتش کو بجھا شعلہ ہاے آتش بھڑک
رہے ہین کہ ابر سیاہ گھر کر آسمان پر آیا موسلا دھار پانی پڑنے لگا وہ قطرے جو جسم پہ پڑے
آبلے جسم کے مٹے گرد جو شعلہ ہاے آتش تھے وہ سب بجھ گئے لوحداران نے جو دیکھا کہ میرے
سحر کو ہما نے دفع کیا جھلا کر دوڑی قریب آکر ایک طمانچہ مارا ہماے مرصع پوش نے
ہاتھ پر ہاتھ مار دیا لوحداران نے جو دیکھا کہ اس سحر سے بھی بچی زمین پر ایک ٹھوکر ماری کہ زمین
کانپی لہرا کر ہما گری گرتے ہی بے ہوش ہو گئی کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس کو اُٹھا لو کنیزین
جب اُٹھانے کو آئین تو ہماے مرصع پوش نے ہوشیار ہو کر آواز دی ای شہریار
یہ کنیز گرفتار ہوتی ہے نظم

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے — خاک اُڑتی ہی رہے ویرانہ ایسا چاہیے
دل مین تو ہو رونق کاشانہ ایسا چاہیے — یار ایسے گھر کو صاحب خانہ ایسا چاہیے
زندہ ہو جائے تغافل کا تری مارا ہوا — یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے
قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے — بت جسے سجدہ کرین بتخانہ ایسا چاہیے
آپ چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے — لب بلب خود جھک کے ہو پیمانہ ایسا چاہیے
یار کی زلفون کو ای مشاطہ سلجھاتا تو کیا — کھو دے میرے دل کی اُلجھن شانہ ایسا چاہیے
رات فرقت کی بڑی ہوتی ہے ای افسانہ گو — اسکو کم کر دے کوئی افسانہ ایسا چاہیے
ہان کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری — خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
دست ساقی مین اشارے کر رہا ہے جس کہا — مے پرستو بندۂ مستانہ ایسا چاہیے
دم میرے عاشق کے بچکر طور پر بجلی گری — کیون تجھے ای جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے
جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا — شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
کافر و مومن جسے دونون نہ اپنا کر سکین — برہمن مجکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری ای فلک — دیکھکر ہنس دے چراغ خانہ ایسا چاہیے

گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پہ ای تڑپ	کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے
ہائے کیون اُس دوست کے دشمن کو دل دیتا جلال	کاش کوئی دوست ہی کہتا نہ ایسا چاہیے

نور الدہر کے کان مین جو آواز ہماے **مرصع پوش** کی پہونچی پلٹ پڑے لوح محفوظ
کو چمکاتے ہوے قریب آئے جن کنیزون نے ارادہ کیا تھا کہ ہما کو اٹھالین اُنپر جو عکس لوح
پڑا کئی سَو کنیزین جلکر خاک ہوئین نور الدہر اُس مقام پہ کھڑے ہو کر لڑنے لگے ہما پر
لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی لوح کا عکس پڑا ہماے **مرصع پوش** اُٹھ بیٹھی کھڑی ہو کر سحر
کرنے لگی کئی ہزار کنیزون کو مار ڈالا سب کے لوٹنے لگے یہ ہنگامہ جو لوحداران نے دیکھا
بدحواس ہوگئی لڑتی ہوئی بڑھی چاہتی ہے سحر کر دن **نور الدہر** کے پاس سے ہما کو ہٹا لون مگر
نور الدہر فرماتے ہین ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی میرے پاس سے نہ ہٹنا جب
لوحداران قریب آئے تو مین اسکو مارون **لوحداران** نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا ایک
اژدہا فلا پہ آتشین چھوڑتا ہوا سامنے نور الدہر کے آیا چاہتا ہے دہن مین نور الدہر کو لیلون
مگر **نور الدہر** نے بڑھکر دونون ٹکڑے اژدر کے تھامے نعرۂ شیرانہ کرکے چیر ڈالا بس دیکھنا جو
نور الدہر نے **لوحداران** تڑپ کر گری کمر مین پنجہ ہماے **مرصع پوش** کے دیا لیکر بلند
ہوئی ہما نے پکار کر آواز دی ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے گاہے گاہے مزار غریبان پر
آئیے گا فاتحہ خیر ضرور پڑھیے گا **بیت** چو آئی بے مروت بعد مردن بر مزار ما باستقبال
تو از قبر برخیزد غبار ما نہ کیا عجب ہے کہ قبر سے آواز آئے **بیت** ای شہسوار گور غریبان پہ آنکلنا
اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ہاں ای شہریار یہ کنیز بہ حسرت تمام دنیا سے جاتی
ہے ضرور خواب مین آؤنگی جمال جہان آرا دیکھ جاؤنگی **نور الدہر** نے جو یہ صداے دردناک
سنی دل ٹکڑے ہو گیا جی مین کہتے ہین ای نور الدہر **لوحداران** جو اسکو گرفتار کرکے لیجائیگی
بقراط ثانی فوراً اسکو قتل دیگا اس چمن کا بچنا دشوار ہے اسی وجہ سے دل بہت بیقرار ہے یہ سوچ کر
کمان کیانی شانہ سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا لوح محفوظ کا بھی عکس
ڈالا جیسے ہی **لوحداران** نے چاہا کہ کڑک کر بلند ہون **نور الدہر** نے تاک کر تیر مارا کہ تیر نے
خطا نہ کی جاکر سینۂ پُر کینہ لوحداران پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا **لوحداران** کے پنجہ سے

ہما چھوٹی تڑپ کر ساحروں پر گری کئی ہزار کے سر اُڑا دیے کبھی برق بنکر چمکی کرن کا ٹکڑ
نکل گئی مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہے جو ساحر کہ باغ کے نگہبان تھے انکو بھی مارا اور کنیزین
جو ہمراہ لوحداران آئی تھین وہ بھی قتل ہوئین مرنے پر لوحداران کے اندھیرا ہو گیا
تھا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من لوحداران جادو بود بس ادھر تو ملکہ
لوحداران مری اُدھر زعفران پوش و گلگونہ گلگون پوش جو قفسہاے آہنی
مین قید تھین یکایک قفس ٹوٹنے زمین پر گرین ایک نے ایک کی زبان سے سوزن نکالی
دونون تڑپ کر چلین جو یہان نگہبان تھے انکو قتل کیا کسی کنیز کی زبان سے نکل گیا کہ آج
روز قیامت ہے ساحرون پر آفت ہے طلسم کشا باغ غرائب کو طے کر رہے ہین دہین بی لوحداران
گئی ہین ان قیدیون کی خبر نہ لی مقام افسوس ہے یہ دونون رہا ہو گئین اور اشیاے سحر لوحداران
کے مٹ رہے ہین ہر طرف اندھیرا ہے فوج غم والم نے گھیرا ہے یہ خبر جو ان دونون شاہزادیون
نے سُنی گلگونہ نے کہا وہ شہریار مؤید من اللہ ہے تا بہ لوح پہونچے ارے صاحبو یہ بھی کچھ معلوم
ہوا ہے کہ تا بہ باغ غرائب کیونکر پہونچے معین و مددگار کون ہے کنیزون نے کہا بی ہماے مرصع پوش
عاشق ہوئین لوح محفوظ مجھ اکر انکو دی طلسم کشا کے ساتھ لڑ رہی ہین ملکہ گلگونہ نے کہا
بوا زعفران تم تو جاؤ مین خدمت طلسم کشا مین جاتی ہون دیکھون لوحداران نے کیا قیامت
برپا کی ہے لوحداران بلاے روزگار ہے قیامتین برپا کر گئی زعفران نے کہا مین کہان جاؤن
مین تو پروانۂ شمع جمال شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان ہون پروردگار تمہاری
بھی آرزو پوری کرے کہ تا بہ رستم پہونچو غرض یہ دونون کی دونون طرف باغ غرائب
کے چلین یہان وہ وقت ہے کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے تا بہ در قصر مربع حصار پہونچے
مین اندر سے قصر کے کئی لاکھ ساحر نکلے ہماے مرصع پوش نے پکار کر آواز دی اے شہریار
یہ نمود بے بود طلسم ہین انپر لوح کا عکس ڈالیے یہ سب غائب ہو جائینگے لوح محفوظ
سے پناہ نہ پائینگے نور الدہر نے اسی وقت لوح کو گردش دی کہ آسمان پر برق چمکی
اور نعرہ ہوا کہ منم گلگونہ گلگون پوش و منم زعفران پوش نور الدہر نے جو
زعفران کو دیکھا خوش ہو گئے پکار کر پوچھا اے ملکۂ عالم کہان تھین عرض کی اے شہریار

سب حال عرض کرونگی حضور اندر قصر کے جائین لوح طلسمی کو حاصل کرین سب مطلب نکل
آئینگے گلگونہ نے بھی اشارہ کیا ای فرزند اب تامل کا وقت نہین ہی مطلب اصلی حاصل کرو شاہزادہ
نورالدہر حیران ہوے کہ اس شاہزادی نے فرزند کیون کہا چلنے عرض کی ای شہریار یہ
عاشق جمال رستم پیل تن ہین مگر آج تک اس فکر مین رہین کہ آپ کو لوح دلواؤن یہ ذکر تھا
کہ نقارے پر چوب پڑی دیکھا نقد روح و روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان ایک طرف
قاسم اور ایک طرف رستم پشت پر فوج ظفر موج آتے ہی ایرج نے نعرہ کیا وہ ساحر جو
اندر سے قصر کے نکلے تھے نورالدہر انکو نابود کر رہے تھے انھون نے جو اس فوج کو دیکھا آہ
کرتے ہوے آپڑے اور ایرج لڑتے ہوے طرف نورالدہر کے چلے مگر ہر مرتبہ مرکب رک
جاتا ہے رہبردی سے باز رہتا ہے لیکن آتش جادو کے سر پر ایرج نوجوان کے لہرا رہی ہی ہر
مرتبہ دفع سحر کرتی ہی کہ ایرج نوجوان کا گھوڑا بڑھتا ہی ایک مقام پر سحر ہوا کہ گھوڑا ایرج
کا رکا آتش نے چاہا دفع سحر کرون ایرج غشتے مین گھوڑے سے پھاند پڑے مگر نورالدہر
بن بدیع الزمان نے جب دیکھا کہ دروازہ صاف ہی قصر مربع حصار پر سناٹا پڑا ہی لوح کو
چمکاتے ہوے اندر گھسے دیکھا ایک تختۂ سنگ پر چالیس گلدستے بصورت غیر مختلف رکھے
ہین نورالدہر نے بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالا دیکھا ایک گلدستۂ خشک تھا وہ شگفتہ ہوا نورالدہر نے
چاہا ہاتھ مارون مگر پشت پر سے ساحر گولے ترنج نارنج مار رہے ہین نورالدہر انکو پلٹ کر
جواب دیتے ہین ہمارے مرصع پوش نے پکار کر آواز دی کہ حضور اپنے کام مین مصروف
ہون انکا سحر آپ پر کچھ نہین کر سکتا انکا سحر انکے واسطے ہی کہ جو طلسم کشا نہین ہین اور گھس
آئے انکے لیے انکا سحر کافی ہی آپ طلسم کشا ہین آپکا یہ کیا کر سکتے ہین کہ ایرج بھی گرتے پڑتے
پیدل در قصر مربع حصار پر آچکے ہین رستم جو برابر ہونے کے پہونچے تو گلگونہ بھی چمک
چمک کر سحر برابر کرنے لگی مطلب یہ ہی کہ رستم دیکھین کہ ہم مدد مین آپ کے فرزندون کی مصروف
ہین یہی چاہتے ہین کہ ایرج کو لوح ملے مگر ملنا لوح کا ذات پر طلسم کشا کی موقوف ہی دیکھیے
اقبالمندی کھلا چاہتی ہی نورالدہر نے ہاتھ بڑھایا ویسے ہی عکس نورالدہر کا پڑا وہ گلدستہ
کہ جب ہی خشک تھا شگفتہ ہوا ایک قمر مثل ستارۂ صبح کی آواز آئی تو طلسم کشا یہی

لوح طلسمی ہی نور الدہر نے چاہا بڑھکر ہاتھ ماروں کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش اے مکار
لوح پہ ہاتھ نہ ڈالنا اری گلگونہ ذرا ٹھہر جا سحر نہ کرنا ورنہ پھونک دونگا ای زعفران تجھے کچھ
ہمارا ڈر نہیں سب نے دیکھا کہ بقراط ثانی آسمان سے پیدا ہوا جس پر ہاتھ ہلایا اُسی مقام پر
رُکا بقراط تڑپ کر گرا اُسی گلدستے پہ ہاتھ مارا کہ لوح طلسمی نکال لے نور الدہر پہ سحر کیا کہ لوح
محفوظ گلے سے اُتر کر زمین پر گر پڑی جامے مرصع پوش اُسی مقام پر گر پڑی لوح محفوظ کی
حفاظت کر رہی ہو کسی کو قریب نہیں آنے دیتی مگر بقراط نے لوح طلسمی کو اُٹھایا نور الدہر
دور سے دیکھ رہے ہیں کہ لوح طلسمی گلدستے سے نکلی بقراط ثانی نے اُس لوح کو اٹھا کے
جھولی میں ڈالا اتفاق یہ ہوا کہ بقراط ثانی قصر عشرت میں بیٹھا تھا شاہزادیاں گا رہی ہیں کہ
زمین کانپی اور آسمان سے آواز آئی کہ یا خداوند دوڑو لوح طلسمی جاتی ہی بقراط گھبرا کر اُٹھا
شاہزادیوں نے دامن پکڑا کہا یا خداوند ایسا نہو اس آواز سے آپ کو صدمہ پہونچے بقراط نے کہا
تم لوگ دخل نہ دو میں ابھی جا کر لوح طلسمی لاتا ہوں شاہزادیاں ناچار ہوئیں بقراط کو چھوڑا
بقراط قصر عشرت سے نکلا قصر زمردین میں آیا قصر زمردین وہ مقام ہو کہ طائران
زمرد پوش کھونٹیوں پر بیٹھے ہیں ایک طائر کو اُٹھایا قصد کیا کہ اُس سے پوچھوں کہ قصر مرصع سار
پر کیا گذری کہ ایک اندھیرا ہوا طائران جواہر سر ٹکرانے لگے اور آواز آئی کہ شتی مرا نام من
لوحداران جادو ہو دیہ آواز سنکر بقراط زیادہ گھبرایا طائر کو ہاتھ سے پھینکا ایک صندوق تھا
اُسے کھولا لباس فاخرہ نکال کر پہنا اُڑتا ہوا چلا یہاں جو پہونچا تو وقت اخیر تھا کہ لوح چمک
چکی نور الدہر کے اُٹھانے کی دیر تھی کہ بقراط نے آتے ہی سحر کیا لوح محفوظ گلے سے اُتر کر
الگ گری اور نور الدہر گھبرائے ہر چند قصد کیا کہ ہاتھ ماروں ممکن نہوا مگر جامے مرصع پوش
کہ لوح محفوظ کی حفاظت کر رہی تھی چند کنیزیں جو بقراط کے ساتھ آئی ہیں اُنکا قصد ہوا کہ ہم اس
لوح محفوظ کو اُٹھا لیں جامے مرصع پوش نے ہاتھ ہلایا کسی کا سر اُڑ گیا کوئی گر کر تڑپنے لگی
ٹی ٹی کنیزوں کو مارا بقراط نے آواز دی او ظالم لوحداران کو قتل کر دیا طلسم کشا کو
یہاں تک پہونچایا اب کیا چاہتی ہو کہ طلسم برباد ہو جائے ابھی یہ طلسم نہ مٹنے گا ای زاغ جادو
جامے مرصع پوش کو لیجا کہ ایک زاغ سیاہ پیدا ہوا اُسنے منقار میں جامے مرصع پوش کو

اُٹھایا پلٹ کے ایرج درستم کو لیا قاسم کو اُٹھایا زعفران زعفران پوش ہمپر کا سلیا ڈالدیا زعفران اُس کے پر مین لٹک گئی معنف عرض کرتا ہی کہ مع گلگونہ تینون معشوقین و ایرج و قاسم و علمشاہ کو زاغ سیاہ نے اُٹھایا بقراط نے کہا ان کو طلسم مین لیجا شکاک جادو اور تم نگہبان رہو یقین ہم قدرت بھی آوینگے زاغ سیاہ بلند ہوا عیارون نے اپنے کو غارون مین گرا دیا مخفی ہوے اپنے کو چھپایا زاغ سیاہ ان جوانون کو اور معشوقون کو لیکر چلا گیا نورالدہر نے جو ذرا حس و حرکت ہاتھ پانون مین پائی پلٹ کے لوح محفوظ اُٹھالی بقراط نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے لوح محفوظ پر قبضہ کر لیا جھپٹ کر قریب آیا چاہا لوح محفوظ چھین لون نورالدہر نے ہاتھ تیغہ خار اشگاف سلیمانی کا مارا کہ سر بقراط کا زخمی ہوا بقراط آہ کا نعرہ کر کے پیچھے ہٹا پکار کر آواز دی کہ قصر مربع حصار سے آواسکی تیر سے لیے کافی ہی ایسا آوارہ ہو کہ تا یہ دشت گرد آباد پہونچے اتنی مین ٹکرا ٹکرا کے مر یہ لیکے ہاتھ ہلایا شعلے گرے چالیسون گلدستے جل گئے قصر مین سناٹا ہوا وہ سارے جو لشکر ایرج سے لڑ رہے تھے سب غرق زمین ہو گئے لشکر ایرج اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا قصر سے نکل گیا طہماس بھی لشکر کے ساتھ ہی سب ہمراہی طہماس کے غل مچاتے تھے نظم

جو ترے عشق مین ہلاک نہین
زیست کا لطف اسکو خاک نہین

نہرین کیون ہین بہشت مین جاری
زاہد اگر شراب پاک نہین

ہر شب ہجر جون مین وحشی مست
اسلیے جیب صبح چاک نہین

خاک سے کیون ہی اجتناب ایسا
ایک دن غیر خاک خاک نہین

دل پہ ظاہر ہی حال ہر دل کا
اس نگر مین کسی کی ڈاک نہین

کیون جنون ہو نہ مجکو پیری مین
کب گریبان صبح چاک نہین

آگے اُس گل کے دعوی خوشبو
باغبان گل کے مُنہ پہ ناک نہین

اے ناسخ فراق جانان مین
کونسی رات ہولناک نہین

اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوے گریبان چاک چہرون پر خاک آگے سب کے طہماس و دیگر سرداران نامی پشت پر سارا لشکر سر ٹکراتے ہوے طرف صحرا کے جاتے ہین کہ ان

سب کا ذکر وقت پر تحریر کرونگا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان کے لوح محفوظ تو قبضے میں رہی اب جو سر اُٹھا کے دیکھا قصر مربع حصار میں گلدستے جلے پڑے ہیں خاک کا ڈھیر ہے ہمراہیان ایرج نوجوان قصر سے روتے ہوئے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے نکل گئے ہر طرف سناٹا ہے معشوقان پریچہرہ کو زاغ سیاہ لے گیا تلوار کو حایل کیا زخمی بھی انتہا کے ہیں مکانات دیکھے کوئی مکان جل گیا کوئی گرا اینٹوں کا جابجا انبار ہے خاک کا ڈھیر ہے ناچار ایک آہ کی کہ اے فلک تو نے یہ کیا سامان دکھایا اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی رحم اپنا شریک کر کہ مقام مقصد پر پہونچوں لوح طلسمی دستیاب ہو مشکل آسان ہو **نظم**

سوے تو باز است چشم انتظارم روز و شب
دیدہ را شایق بدیدار تو دارم روز و شب

داغ عشقت بر جگر چون لالہ دارم روز و شب
تازہ میباشد درین گلشن بہارم روز و شب

در غم ہجران تو جان مے سپارم روز و شب
ہر دم خود آخرین دم میشمارم روز و شب

مثل برق از سوز عشقت بیقرارم روز و شب
شکل ابر از جوش باطن اشکبارم روز و شب

قبلہ و کعبہ ترا من می شمارم روز و شب
روے از ہر سو فقط سوی تو دارم روز و شب

بیقرارم بیقرارم بیقرارم روز و شب
مثل گردون عمر در گردش گذارم روز و شب

گرچہ از جرم و خطا من شرمسارم روز و شب
لیک از الطاف تو امیدوارم روز و شب

غم بجز ہنگام غم ای غمگسارم روز و شب
دوست شو در بیکسی ای دوستدارم روز و شب

ہند یا ذکر خدا چون ہست کارم روز و شب
میرسد بہر مدد پروردگارم روز و شب

نور الدہر حیران و پریشان نہ کوئی دوست نہ مونس نہ غمخوار فقط ایک یار سالم ہے سینے پر دردگار خاک اُڑاتے ہوئے قصر سے باہر نکلے تو پلٹ کے دیکھا کہ قصر مربع حصار بھی نظروں سے غائب ہو گیا سامنے نگاہ اُٹھائی اپنے لشکر کا نشان نہ پایا ایک طرف دشت ہولناک نظر آیا یقین ہوا کہ اے نور الدہر لشکر پر ہمارے بھی کوئی آفت آئی قبلہ و کعبہ لشکر نہ بتاتے مگر کسی ساحر نے آکر سحر کیا کہ سارا لشکر آوارہ ہو گیا نہیں معلوم قبلہ و کعبہ پر کیا گذری ایرج نوجوان نے مفت میں اپنے کو بلا میں پھنسایا ہمارے سامنے زاغ سیاہ اُنکو اُچک کر لیگیا اگر منع کرتے تو وہ ہمارا کہنا کاہے کو مانتے افسوس نہیں معلوم اُنپر کیا گذری

چھوٹے قبلہ و کعبہ بھی انھین کے ساتھ ہین زعفران پوش جو ہوا خواہ لشکر تھی وہ بھی اور جسکا نام گلگونہ تھا نہین معلوم یہ شاہزادی کہان سے آئی تھی ہم لوگون کے ساتھ آفت مین پھنسی ہمارے مرصع پوش آنکھون کے سامنے گرفتار ہوئی دیکھیے اب ان لوگونکو ہم پاتے ہین یا ان کے دیدار سے محروم رہجاتے ہین رستم کیسے گھبراتے ہونگے نہین معلوم ایرج نوجوان کا اور رستم کا کوئی ساتھ ہوا کیسے پریشان ہوتے ہونگے جری بہادر صف شکن اُنپر یکایک یہ آفت آئی دل سے یہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ صحراے ویران مین دور سے ایک قریہ معلوم ہوا چند مکان پختہ و خام گرد قریہ جابجا زراعت چند گنوار دھوتیان باندھے ہوے آبکشی کر رہے ہین حراست زراعت مین مصروف ہین اُن لوگون نے جون ہی جمال بے مثال نور الدہر کو دیکھا چند گنوار دوڑے سعید نامے جو اس گانؤن کا زمیندار ہے اسکو جاکر خبر کی کہ ایک جوان رعنا حسین و جمیل بہادر ونکا کفیل اس ویرانے مین مارا مارا پھر رہا ہے سعید یہ خبر سنکر اُٹھا ہتھیار جسم پر لگائے تیر نخچہ ہاتھ مین لیا تلاش مین نور الدہر کی چلا زمیندار جو بیوقت اپنے مکان سے نکلا جس نے خبر سنی کہ زمیندار صاحب کسی کار ضروری کو جاتے ہین اپنے اپنے مکانسے نکل کر ساتھ ہو لیا تھوڑے عرصے مین کئی سو مرد ہمراہ ہو لیے زمیندار قریہ سے نکلا ایک بلندی پر کھڑے ہو کے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال صحراے ویران مین پھر رہا ہے بلندی سے اُتر اسب کو اُسی مقام پر چھوڑ آگے بڑھا اور پکار کر آواز دی کہ اے آوارہ دشت غربت والے ساکن صحراے حسرت اس طرف تشریف لایئے مین آپ کے حال سے آگاہ ہون کس وجہ سے اس صحراے ویران مین آنا ہوا ہم لوگ مہمان دوست ہین زہے نصیب ہمارے کہ تجھ ایسا مہمان ہم کو سرفراز کرے نور الدہر یہ صداے محبت آمیز سنکر ٹھہر گئے کہ سعید قریب آیا جمال جہان آرا دیکھکر قدمون کو بوسے دیے کہا اے جوان مفصل بتا کہ سرگردان ہونے کا کیا باعث ہے تیری آوارگی دیکھکر دل کڑھے جو تا ہے نور الدہر نے فرمایا اے مہمان نواز مین ایک مرد تاجر ہون یہان سے کئی منزل پر شب کو اُترا تھا کہ رات کو قزاق آئے تلوار چلی کچھ قزاق مارے گئے مگر ہمارے کاروان کے لوگ خوف جان سے بھاگ گئے رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو اپنے کو تنہا پایا ناچار چل نکلا مالی دنیا سے کچھ پاس نہ

باقی نہ رہا لقمہ جان کو غنیمت جانا یہ باعث آوارگی ہے زمیندار نے عرض کی یہ حقیر امیدوار ہے کہ
جب تک آپکے کاروان کا پتہ لگے تب تک مجھے سرفراز فرمائیے جو کچھ ماحضر اس ذرہ
بے مقدار کو میسر ہے بلا تکلف نوش فرمائیے جب آپکا قافلہ آپکو مل جائے اُسوقت آپکو اختیار
ہے نور الدہر کے خیال میں آیا کہ یکہ و تنہا آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار ہیں کوئی
دوست و مونس ہمراہ نہیں مقام بیٹھنے کا ملتا ہے اسکو غنیمت جانو کہ یہ زخم تو صحت پا جاویں حاکم
آسمان و زمین رب العالمین جو ہمارے حق میں بہتر جانے گا اُسکا سامنا ہوگا یقین ہے کہ پروردگار
پھر فوج و لشکر ممکن کر دے زمیندار کا ہاتھ تمام لیا کہا اے زمیندار ہم بدل و جان تمہاری مہمانی
قبول کرتے ہیں سعید زمیندار یہ مژدہ سنکر خوش ہو گیا ساتھ والے جو دور کھڑے تھے
اُن سب کو بلایا کہا لو یارو تمہارے گاؤن میں برکت آئی ایسا جوان ماہ رخسار تمہارا مہمان
ہوتا ہے تم سب ملکر انکو یہ اعزاز لیچلو اور ہمارا مکان جو عیش گاہ ہے اُس میں اُتارو سب نے خوشی
خوشی نور الدہر کو گھیر لیا محبت باتیں کرتے ہوئے لیچلے کوئی گرد و غبار چہرے کا جھاڑتا ہے کوئی
قدمون کو بوسہ دیتا ہے کوئی پکار کر کہتا ہے یارو بعد کئی سو برس کے یہ مہمان ہم لوگون کو نصیب ہوا ہے
بدل و جان اسکی خدمت کرینگے سعید نے نور الدہر کے ہاتھون کو بوسہ دیا نور الدہر نے
پوچھا اے سعید رشید تمکو مہمان نہیں ممکن ہوتا سعید نے کہا حضور ہمارے یہان جو کتاب
سوانحات بزرگان کی رکھی ہے اُس میں لکھا ہے کہ ہمارے پردادا اسی صحرا میں سیر کررہے تھے
کہ ایک مسافر دستیاب ہوا اُسکو بہ اعزاز لیگئے چالیس دن مہمانی کی بعد چالیس دن کے
اُس مہمان نے کہا اے میزبان ہم اب رخصت ہوتے ہیں بعد سو برس کے ایک اور مہمان آویگا
کہ اُس سے سعادت دارین تمکو حاصل ہوگی یقین ہے کہ وہ آپ ہی ہون سو برس کے بعد جب
ہمنے مہمان پایا جان و دل سے خدمت گزاری پر آمادہ ہوے کیسی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے
گھر میں آپ ایسا مہمان آیا آسمان کا جو خدا ہے نادیدہ ہے وہ ایسی ہی قدرتین دکھاتا ہے یقین ہے
کہ آپکے مہمان ہونے سے ہمارے قریہ میں آبادی ہو زراعت کو ترقی ہو کئی سال سے
اس قریہ میں مینھ نہیں برسا آج جو زراعت کو خیال کرتا ہون سب سبز و شاداب ہے باغ کے
درختون میں کبھی ایسا پھل نہیں آیا تھا میں کئی دن سے کہتا تھا کہ کوئی مہمان عزیز آنے کو ہے

اسی کے قدموں کی یہ برکت ہے تمام رعایا خوشیاں کر رہی ہیں صاحبان باغ باغ ہیں مگر آپ آزردہ نہ ہوں تو میں عرض کروں نور الدہر نے کہا اے سعید تمہاری بات کوئی خلاف نہیں سب باتیں معقول ہیں مہمان کے آنے کی یہ خوشی اہل اسلام کا یہی دستور ہے کہ مہمان کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں خدمت گزاری بدل وجان کرتے ہیں ہمکو بھی یہی دل سے منظور ہے کر چندے تمہارے ساتھ بسر کریں جب ہمارے ملازم ہمکو مل جاوینگے تب تم سے رخصت ہونگے مگر ہمیشہ تمہارا خیال رہے گا جو کہتا ہو وہ کو زمیندار نے کہا حال آپنے اپنا مفصل نہیں بیان کیا آپ تاجر نہیں معلوم ہوتے نور الدہر نے کہا اے سعید تمہاری صفائی کلام ہمکو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے جو اصل حال ہمارا تھا وہ ہمنے تمسے بیان کر دیا خواہ اسکو اصل حال خواہ نقل تصور کرو ہم ہر نوع تمہارے مہمان ہیں زمیندار نے ہنسکر کہا اے شہریار یہ بھی تو دستور ہے کہ اہل اسلام جھوٹ نہیں بولتے آپکے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یزدان پرست ہیں دیکھیے سامنے وہ مکان بنا ہے اُسمیں تصویر بقراط ثانی کی تھی جب سے میری عملداری ہوئی تصویر کو نکال کر پھینکدیا دیکھیے ڈیر ویران پڑا ہے ہمارے گانوں میں سب لوگ یزدان پرست ہیں مفصل فرمائیے کہ آپکے مسلمان ہونے میں تو کوئی فرق نہیں ہے نور الدہر نے کہا کہ اے سعید ہم ہمیشہ عربستان کے رہنے والے ہیں ہمارے بزرگ خانۂ کعبہ کے خادم ہیں اب فلک ہمارے ساتھ درپئے آزار ہے کہ ہم آوارہ ہوکر اس طرف نکل آئے اس طرح کی باتیں کرتا ہوا زمیندار نور الدہر کو اپنے مکان پر لایا فرش معقول بچھایا ایک نوکر سے اشارہ کیا کہ جراح کو بلا لاؤ جراح جو آیا کہا آپکا علاج کرو زخموں میں ٹانکیں دو یہ کہکے اندر گیا ایک کاغذ لیکر آیا وہ جراح کو دیا جراح نے جو اُسکو پڑھا اُس میں لکھا تھا کہ اے جراح آگاہ ہو مجاور خانۂ کعبہ کے پوتے آج ہمارے یہاں مہمان ہوے تو اُنکا علاج کر جو کچھ مانگیگا وہ دیا جائیگا مگر علاج انکا بدل وجان کرنا کوئی دقیقہ رہ نجائے جراح نے بہ احتیاط زخموں کو دھو یا ٹانکے لگائے اور کہا زمیندار صاحب میں بدل علاج کرونگا میری تقدیر کی خوبی تھی کہ مجاور خانۂ کعبہ کا فرزند اور اُسکا میں علاج کروں میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگا مقام شکر ہے کہ کوئی رگ پٹھہ نہیں کٹنے پایا اسی ہفتے کے اندر صحت حاصل ہوگی زخموں کو دھوکر اپنے

ہاتھ سے بسہولیت ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین یخنی تیار کی نورالدہر کو پلائی اب
نورالدہر نے دیکھا کہ ہر خرد و کلان ادنی و اعلیٰ از پیر تا جوان جو آتا ہی قدمون کو بوسہ دیتا ہی
اور گرد پھرتا ہی اور چاہتا ہی کہ کچھ خدمت کرون کہ سعادت حاصل ہو نورالدہر ان لوگون کے
مجمع مین بخوشی بسر کر رہے ہین تیسرا دن ہی کہ وقت سحر جراح آیا اُسنے آکر پٹیان بدلین پھاہے
زخمون پر لگا رہا ہی زخمون کو سعید کے تئین دکھلاتا جاتا ہی کہ حضور دیکھیے زخمون کی سفیدی
رفع ہو گئی اب تو سب زخم سرخ ہین بھرتے آتے ہین دو ہی چار دن مین فراغت حاصل
ہو گی کہ سامنے سے گرد اُڑی سعید زمیندار گھبرا گیا کہا ای شہریار سفاک مردم ورنامے
پہلوان اس طرف سے جاتا تھا اُسنے جو اس گاؤن کو آباد دیکھا پلٹ پڑا ہی کہتا ہی آج شبکو
یہین رہینگے ایک شب کا غلہ ہمکو دو حضور بارہ ہزار آدمی اُسکے ساتھ ہین اور اب فصل آخر
ہی اگر ہمکو غلہ دیدین تو ہم کیونکر بسر کرین نورالدہر نے کہا آپ بیٹھے اُسکو کہنے دیجیے جواب
صاف کہلا بھیجیے کہ غلہ ہمسے نہین ہو سکتا یہ ذکر تھا کہ سفاک گینڈا اُڑاتا ہوا سامنے آیا پکار کر
آواز دی ای سعید زمیندار بہتر اسی مین ہی کہ غلہ بھیجو ورنہ ہم کل گاؤن کو قتل کرینگے نورالدہر
نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا زمیندار سے اشارہ کیا کوئی مرکب ہی زمیندار نے کہا حضور ایک مادیان
ہمارے خاندان مین پلی آتی ہی مگر ایک آنکھ سے کانی ہی اور لنگ کرتی ہی نورالدہر نے
کہا جو کچھ ہو لاؤ ہم اُسکو ابھی جواب دینگے ایسا نہ ہو قتل کا حکم دیدے تو ہمارے میزبانون
کو صدمہ پہونچے زمیندار مادیان کو کس کر لایا نورالدہر نے دیکھا کہ قدم بمشکل اُٹھاتی ہی لنگڑاتی
آتی ہی نورالدہر جست کرکے اُسی پہ سوار ہوے اب جو راتون مین مسلا طرارے بھرنے لگی
مقابلہ مین اُس پہلوان کے پہونچے تمام اہل قریہ آکر جمع ہو گئے آپس مین کہرہے ہین کیا ذات
کی بات ہی کہ ہمارا مہمان لڑنے جاتا ہی اگر کوئی چشم زخم پہونچا تو ہم سب چلکر بلوہ کرینگے جان اپنی
دیدینگے مگر مہمان کو بچائینگے اُسکا جانا ہی ہمپر ناگوار ہی مگر نورالدہر گھوڑی کو اُڑا کر مقابلہ
مین سفاک کے پہونچے اور للکار کر آواز دی کہ کیا نامرد ہی کہ اہل قریہ پر لشکر کشی ان
غریبون سے یہ سرکشی لاحول کہکر اُسنے جو جمال نورالدہر دیکھا کہنے لگا ای جوان مفت نکن
کیا تجھ کے میرے مقابلہ مین آیا ہی اپنے آپکو کیا سمجھتا ہی میرا سفاک مردم ورنام ہی آج

اتفاق سے اس طرف نکل آیا ایک ساعت کا عذر چاہتا ہون تو کیون مقابلہ مین آیا اپنی جان
بچا پلٹ جا میرا اور قہر خداوند بقراط ثانی ہو نور الدہر نے کہا اب تیری تنبیہ واجب
ولازم ہوئی کہ تو بقراط پرست ہو کیا سمجھ کے اس مذہب کو اختیار کیا ایک حکیم قارورے کا
دیکھنے والا وہ دعوی یکتائی کرے تم لوگ اسکو بخدائی مانو پیدا کرنے والے کو نہ پہچانو
سفاک نے نیزہ مارا نور الدہر کے پاس نیزہ نہین ہو پہلے سے تلوار کے سنان نیزہ کو
اڑا دیا ڈانڈ کو کاٹا سفاک نے نیزہ پھینک دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا
شاہزادہ نور الدہر نے اپنے کو تو بچایا مگر تلوار اسکی گھوڑی پر پڑ گئی گھوڑی کا سر کٹا
گھوڑی کا مارے جانا کہ نور الدہر گھوڑی سے کود سفاک نے دوسرا ہاتھ مارا
نور الدہر نے سر جھکا کے اپنے کو زیر شکم کر گدن پہونچا پیٹ کے نیچے ہاتھ دیے اور بار
اسکا سر پر لیا سفاک کو مع گینڈے اٹھا لیا ہاتھون پر تول کے فرمایا کہ ہر شرط کہ مارون
کہ استخوان چور چور ہون او مغرور عقل و فراست سے دور اسی جرأت پر دعوی تھا
بڑے تکبر کی باتین کہتا تھا سفاک کے ہوش اڑ گئے سمجھا کہ یہ شخص طلسم کشا ہو اسکے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہو جو اسکی اطاعت کریگا آبرو پائیگا جو اسکے برخلاف ہوگا وہ مارا
جائیگا قدرت اپنے ہاتھ سے لکھ چکے ہین اب چاہتے ہین کہ اس تحریر مین فرق ہو پکار کر
آواز دی کہ ای شہریار الامان نور الدہر نے جواب دیا امان بہ شرط ایمان سفاک نے
جواب دیا کہ مین آپکی تابعداری مین بدل و جان راضی ہون نور الدہر نے چھوڑ دیا سفاک
مع بارہ ہزار جوانون کے مسلمان ہوا سعید زمیندار حیران تھا کہ سفاک ایسا بہادر کہ
اس اکناف کے جملہ پہلوان اسکے نام سے ڈرتے تھے اسنے بدل اطاعت کی یہ شخص اپنے کو
چھپاتا تھا اب احوال کھلے گا ہاتھ باندھکر سامنے آ قدمونکو نور الدہر کے بوسہ دیا عرض کی
ای شہریار امیدوار ہون کہ نام نامی مفصل ارشاد ہو کہ آپ گل کس گلستان کے اور ماہ کس
آسمان کے ہین ہم بھی اس سعادت سے فیضیاب ہون سفاک سے کیا کہا کہ وہ بصدق
مسلمان ہو گیا اس سے کبھی کوئی لڑ نہ سکتا تھا جس طرف کا اسنے قصد کیا اسکو تسخیر کر لیا اوم
کے کوہ پہلوانون سے بھرے ہوے تھے سب اسی کے ہاتھ سے خالی ہوے پہلوان

بعض مارے گئے بعض زیر ہو کر شریک ہوے دیکھیے کیسے کیسے پہلوان اسکے شریک ہین
نور الدہر نے کہا اے سعید رشید تمنے ذکر سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
امیر عالی شان اُنکے فرزند بدیع الزمان اُنکا فرزند مین ہون نور الدہر بن بدیع الزمان
میرا نام ہے اس طلسم کا فتاح ہون دیکھو گلے مین لوح محفوظ موجود ہے باغ غرائب پر مقابلہ پڑا
لوح طلسمی تک پہونچا عین وقت پر لقراط آگیا اُسنے ایسا سحر کیا کہ لوح محفوظ گلے سے نکل گئی
سب ساتھ والون کو گرفتار کرکے لیگیا دو جادوگرنیان ساتھ تھین کہ جنکا نظیر نہ تھا اُنھین کی کوشش
سے تا بہ لوح پہونچا مگر حقیقت مین لقراط بے مثل و بے نظیر ہے سحر مین اُسکا کوئی ہمسر نہین ایک
چشم زدن مین سب کو گرفتار کرکے لیگیا مین آوارہ ہو کر تمھارے قریہ مین پہونچا یہ میری
کیفیت ہے اب تمھین اطاعت اور غیر اطاعت کا اختیار ہے سعید گر و پھر اکلمۂ طیبہ پڑھکر از سر نو
با صدق مسلمان ہوا کہنے لگا حضور میرے بزرگ پیشین گوئی کر گئے ہین کہ تو سرداران طلسم کشا
سے ہوگا وہ سعادت آج مجکو حاصل ہوئی سفاک نے لشکر اپنا اُتارا بارگاہ زرنگاری استادہ
کرائی اُس مین لاکر نور الدہر کو بٹھایا ایک طرف سفاک آکر بیٹھا ایک طرف سعید زمیندار
کہ جسکو نور الدہر جان بخش کہتے ہین اب ہمراہیوں ہونے لگین نور الدہر نے کہا بھائیو تم
سب صاحبون کو اختیار ہے خواہ میرا ساتھ دو خواہ چھوڑ دو مین طرف قصر سکندری کے جاتا ہون
ضرور وہان تک جاؤنگا سعید و سفاک نے عرض کی کہ غلام حضور کے ساتھ ہین جہان حضور
جاوینگے وہان ہم بھی ساتھ چلینگے مگر سفاک نے عرض کی کہ کل سے تو سفر درپیش ہوگا
آج غلام امیدوار ہے کہ دعوت قبول فرمایئے نور الدہر نے کہا اے سفاک تمھین تو غلہ کی
یہ مشکل تھی کہ غلہ کے واسطے جنگ کرنے آئے تھے سامان دعوت کیونکر ہوگا سفاک نے
کہا اے شہریار یہ عجب ایک مضمون ہے ایک نجومی میرے یہان آیا اُسنے بیان کیا کہ اے سفاک اب
زمانِ انقلاب ہے تم سفر کرو تو تمھارے واسطے بڑی بہبودی ہوگی جہان موقع ہو وہان جنگ
کرنا ہر طرح بہبودی ہوگی اسی وجہ سے مین نے آکر زمیندار سے سوال کیا کہ غلہ ہمین دو کہ شاید
اسی وجہ سے جنگ ہو اس جنگ کا یہ انجام ہوا کہ حضور کی رفاقت مین پہونچا شکر ہے کہ مدعائے
دلی حاصل ہوا نور الدہر نے کہا اے سفاک تم تو مسلم ہو تمھاری دعوت بجان و دل قبول ہے

سفاک نے اُسی وقت ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع کیے دربار کو آراستہ کیا نازنینان مہ جبین و مہجبینان مہر تمکین مع بسازو غیرہ حاضر ہوئین یہ غزل عاشقانہ بصد نازو ادا گانا شروع کی

نظم

کس کو ملی گلگون ہے بے یار کے مطلب تھا
خون جگر و دل ہے پیمانہ لبالب تھا

کیا کہیے کٹی کیونکر ادبت شب تنہائی
امتد غنی گا ہے گہ نعرۂ یارب تھا

غمازے سے خلطہ ہے اُس بت کو تو یا غم ہے
درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی
ہر صبح مسافر تھا مہمان نہیں ہر شب تھا

کیا تلخ کیا اُسنے اس عمر دو روزہ کو
زہر اپنے لیے عشق معشوق شکر لب تھا

خون شہداء سے تھی اُسپر جو شفق پھولی
گردش کبود چرخ اُس ترک کا مرکب تھا

موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے
ادنی تھا مرے حق مین بس بار یہی انسب تھا

پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو
تھا داغ سفید اپنی آنکھون مین جو کوکب تھا

الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اُسے مارا
مین اور رقیب آتش یک جان دو قالب تھا

جب غزل ختم ہوئی رات قلیل باقی تھی نور الدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر تیار ہوا سفاک و سعید زیندار دونون ساتھ ہین بارہ ہزار کا لشکر ہے ان سبکو ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلا ایک صحراے ہولناک مین پہونچے لشکر نور الدہر اُترر ہا تھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی نور الدہر دیکھنے لگے دیکھا شبرنگ بن عمرو حیران و پریشان آقا کو اپنے ڈھونڈھتا ہوا آکر پہونچا نور الدہر کو بہ شوکت دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار و اے مولاے قدرشناس آپکی جدائی سے بڑے صدمے اُٹھا ئے جس وقت بقراط آکر ان شہزادیون کو لیگیا ایرج و قاسم و جہانگیر گرفتار ہوے غلام نے دیکھا تو آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرّا گیا پھر جو لنگاہ تھائی حضور بھی نہ دکھائی دیے مگر لشکر ایرج نوجوان کو دیکھا کہ غرق زمین ہو کر غائب ہوا آپ کے مردمان لشکر بسرداری طہماس ایک جانب روتے پیٹتے روانہ ہو گئے جب تو غلام ناچار ہوا شکر کرتا ہون کہ آپ کو بہ خیر و عافیت پایا آپ تک خدا نے پہونچایا اب حضور کا کیا مقصد ہے

نور الدہر نے فرمایا کہ اب قصد یہ ہے کہ اپنے کو تا بہ قصر سکندری پہونچاؤن ہر چند کہ لوح طلسم سامنے آکر غائب ہوگئی مگر شکر ہے کہ لوح محفوظ مل گئی کہ جس پہ سحر تاثیر نہین کرتا شبرنگ نے عرض کی اب عیار بھی مل گیا اب چلنا حضور کا بہت مناسب ہوگا جب حضور پر کسی کا سحر تاثیر نکرے گا کوئی آپ سے نہ اڑ سکیگا غرض صلاحین بخوبی کر کے شاہزادہ نور الدہر بہ شوکت تمام وبہ کیفیت مالا کلام طرف قصر سکندری کے روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پہ تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان امیر عالی شان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان پہونچنا انکا صحراے سکندری مین وعیاری خواجہ عمرو باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا و ساقی نامہ

ساقی اب وہ شراب دے تو
جس سے آئے گلاب کی بو
طائر مانند اشک بلبل
خوش رنگ بسان چہرۂ گل
رخشندۂ آفتاب صورت
پاکیزۂ مثل آب رحمت
اُس بادہ کی بو نہین کدھر ہین
بیٹھا ہون وضو کیے ہوے مین
پھر ساقی حوض کوثر
لا جلد وہی شراب اطہر
لینے کو ہون منہ سے پاک اک نام
دینا تو غرطبہ دیکے اک جام
لانا بنت العنب کو لانا
جتنی ہو شراب سب کو لانا
دریا نوشون کا سامنا ہے
دو چار خمون کی اصل کیا ہے
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دینا
دس پانچ برس اُدھر کی دینا
وہ مے جو ہو بے مثال سب مین
وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین
جو سرخی روے یار کی دے
جو بو عرق بہار کی دے
جسکا مارا مرے تڑپ کے
جس پہ تہ اہر کی رال ٹپکے

وہ مہر کہ جسکا برج ہی نام	وہ زہرہ کہ جسکا ہی دوانام
تابان جو ہی آفتاب کی طرح	دیتی ہی مہک گلاب کی طرح
جسکا اک نام ہی ادا مست	جسکا دیوانہ ہی سدا مست
ہی نشہ سرور جسکا وہ مے	متوالہ ہو سور جسکا وہ مے
شیشہ مین ہی جس پری کا مسکن	جس پھول کا میکدہ ہی گلشن
جس پر ہی مری طبیعت آئی	جو ہی مرے قلب مین سمائی
جسکا ایوان ہی شیشۂ دل	آنکھین جسکی ہین سیر منزل
رکھتی ہی ہنسی خوشی جو ہمکو	کھوتی ہی جو فکر و وہم و غم کو
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم	آپہونچی جو دختر رز پری چہ
کیا مہر نے ذرہ پروری کی	کشتی آئی مہک پری کی
وہ آئی کیا مراد آئی	مطلب نکلا مراد پائی
بے منت خلق و خوف انجام	ملنے لگا لب سے لب جام
بھر تو تن تن کے یان تلک پی	خالی ہوے ظرف بھر گیا جی
جب نشہ وہ اپنا رنگ لایا	لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا

چہرہ سیاحان منازل جانبازی وطی کنندگان مراحل سرفرازی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم

مغنی فغان کہ آمد بجان	درین زیر نہ پردۂ آسمان
درین پردہ آواز نالم چونی	بہ احوال جم یا بہ احوال کی

صاحبقران نے جب جنگ عظیم سے مہلت پائی سرداران مسلمان شدہ کو ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے قضاے کار آتے آتے ایک صحرا مین پہونچے کہ نہایت مقام خوفناک تھا درخت جلے ہوے زرد پتون کے جابجا انبار بونڈلے گرد کے اٹھ رہے ہین خواجہ نے عرض کی ای شہریار ہرچند کہ شام ہو چکی ہی مگر اس صحرا سے نکل چلیے امیر نے فرمایا ای خواجہ یہ صحراے خوفناک ہی ایسا نہو کہ آگے

بڑھوں وہاں شب میں کوئی لشکر پر آفت آجائے ہر چند عمرو نے منع کیا مگر امیر نے فرمایا
لشکر اسی مقام پر اُترے جملہ لشکر فروکش ہوا ہوا سے گرم چل رہی تھی جب شب ہوئی تو یہ
معرکہ دیکھا کہ ماہ تابان آسمان پہ نکلا گرمی سے معلوم ہوتا تھا کہ رال کا گولہ ہے ستارے نہ تھے
بلکہ چھرے اور گولیاں ہوا سے گرم چل رہی ہے امیر نے تڑپ تڑپ کے وہ رات کاٹی جب
گریبان سحر چاک ہوا یکایک لشکر میں غل ہوا کہ ابلاغ مردم در لشکر سے غائب ہوا ملازم
ابلاغ کے روتے ہوے آئے عرض کی ای شہریار ہم لوگوں کی نگہبانی میں فرق نہیں آیا
مگر نہیں معلوم کسوقت دشمن آیا اور ابلاغ کو لیگیا نہ کسی کا پیترہ معلوم ہوتا ہے نہ سراغ چالاک ہے
نہ آثار سحر ہین اور نہ رنگ عیاری معلوم ہوتا ہے غلام حیران ہین کہ سردار پر سرکار کے کیا
گذری امیر بھی تاسف کر رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی امیر نے دیکھا کہ ابلاغ
مردم در اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے سے آتا ہے یہ اشعار ورد زبان ہین

نظم

آباد غم و درد سے ویرانہ ہے اُسکا — ٹوٹا ہوا جو دل ہے وہ کاشانہ ہے اُسکا
جس دل میں کہ ہے شوق نہ وہ خانہ ہے اُسکا — جس آنکھ میں ہے کیف وہ میخانہ ہے اُسکا
جب دیکھیے کہتا ہے وہی ذکر سناؤ — معلوم ہوا شوق بھی دیوانہ ہے اُسکا
بے ہوش اگر میں ہوں تو یا ہوش کہاں ہے — جو خلق ہے اس دہر میں دیوانہ ہے اُسکا
وہ ذات ہے جو مسکن انوار تصور — سینہ جسے کہتے ہین پہ یگانہ ہے اُسکا
ای دل ہوس وصل سے عشق میں نہ گزر — جان اول دیدار میں بیعانہ ہے اُسکا
جو سینہ روشن ہے وہ ہے منزل الفت — جو دل صفت شمع ہے پروانہ ہے اُسکا
کہتے ہین جسے حسن وہ ہے شمع جہانتاب — کہتے ہین جسے عشق وہ پروانہ ہے اُسکا
جب فصل گل آتی ہے صدا دیتی ہے وحشت — زنجیر کا غل نالۂ مستانہ ہے اُسکا
دیکھا تو سفر روح کا ہوتا ہے اسی سے — کہتے ہین جسے موت وہ پروانہ ہے اُسکا
گوہر سے فزون دیدۂ عاشق کے ہین آنسو — دامن میں ہے معشوق کے جو دانہ ہے اُسکا
منہ عاشق صادق کے نہ چڑھ واعظ کا — ہر حال میں جو حال ہو رندانہ ہے اُسکا
آگاہ نہیں قصۂ منصور سے ای دل — دشمن ہوں زن و مرد وہ یارانہ ہے اُسکا

کیا پوچھتے ہو حال نسیم جگر افگار	دیکھا جسے خوش وضع وہ دیوانہ ہمارا

صاحبقران زمان حیران ہوگئے تھوڑی دیر ابلاغ سامنے ٹھیرا دیوانہ پن کرتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا صاحبقران ہر کاروں سے فرماتے ہیں کہ خبر تو لاؤ کہ ابلاغ کہان غائب ہوا تھا اور کیا ہنگامہ دیکھا کہ دیوانہ ہوکر آیا اور دوستون مین نہ ٹھیرا طرف صحرا کے روتا پیٹتا چلا گیا شاگردان عمرو برائے خبر نکلے مگر صاحبقران دن بھر پریشان رہے رات بھر اسی انتشار مین پریشان رہے جب پلنگ پر جا کے لیٹے اور خواجہ عمرو تخلیہ مین آئے تو امیر نے فرمایا تُنے کچھ اس بارے مین جستجو نہ کی خواجہ نے کہا غلام ابھی جاتا ہی مگر آپ میرے افلاس سے بخوبی آگاہ ہین مہاجنون کا قرضدار ہون وہ میری فکر مین رہتے ہین اگر مجھکو دیکھین گے پکڑ لیجینگے اگر مناسب ہو کچھ زر سود مرحمت ہو کہ مین انکو دیکر راضی کرون صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کبھی ایسا نہین ہوا کہ جہان تمسے کسی کام کو کہا ہو اور تمنے پانوٗن نہ پھیلائے ہون عمرو نے کہا خزانے بھرے پڑے ہین ہمکو نہین دیا جاتا کہ کام نکلے امیر نے کہا خزانہ دار کو بلاؤ خزانہ دار جب آیا تو امیر نے فرمایا کہ پانچ توڑے خواجہ کو لاکے دو عمرو نے کہا آقا پانچ توڑون سے کچھ مطلب نہ نکلے گا زبان بلائے افسوس ہوتا ہی پچاس توڑون کا حکم دیجئے امیر نے فرمایا کہ خواجہ بس عمرو نے جب زیادہ پانوٗن پھیلائے تب امیر نے حکم دیا کہ اچھا خزانہ دار دس توڑے خواجہ کو دلواؤ خزانہ دار نے دس توڑے لاکر عمرو کو دیے عمرو نے زنبیل مین رکھ لیے کمر چست باندھکر برائے جستجو نکلا عمرو پھرتا ہوا قریب خیمۂ دارا سے دُر در گوش آیا دیکھا عمرو نے کہ دارا سے دُر در گوش خیمے سے نکلا آگے آگے دارا چلا اور خواجہ اُسکے پیچھے چلے مگر دارا سے دُر در گوش خیمون کی آڑ پکڑتا ہوا اپنے کو چھپاتا ہوا میر طلایہ سے بچتا ہوا لشکر سے نکلا عمرو نے دیکھا کہ اس جوش وخروش مین جاتا ہی کہ جیسے کسی کی جستجو مین کوئی نکلتا ہی عمرو دیکھ رہا ہی کہ خارستان کو دارا سے دُر در گوش نے طی کیا اب بیشۂ فرحناک مین پہونچا جست کرتا ہوا قریب ایک درۂ کوہ کے آیا اُس درے مین گھس گیا عمرو حیران ہی کہ یہ کہان گیا تھوڑی دیر مین دارا سے دُر در گوش درۂ کوہ سے نکلا مگر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا

یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے

نظم

صاف آئینہ سے رخسار ہے اُس دلبر کا
یہ خدا کا ہے بنایا تو وہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہے اجل
غفلت انجام ہے جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹ اُس رخ رنگین کے نظارہ سے لگی
پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا

عاشقونسے طلب بوسہ کہان جاتی ہے
مورت ہو نسکے ترک کبھی شکر کا

آفت جان ہی فرد ماپہ کو طاقت ہونا
چوب کو تیر کی ملنا ہے قیامت پر کا

چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق
سقف کو توڑتا ہے دود مرے مجمر کا

نالۂ عشق دلسوختہ ہے آفت جان
بھڑکے خوب آگ جہان ڈھیر ہے خاکستر کا

دشمن ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مژہ
زخم شمشیر سے ہے زخم غضب خنجر کا

عہد طفلی ہی سے ہے عشق تواضع لازم
حلقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوب تر کا

خال رخ سے تیرے ثابت ہوا پیدا ہونا
موج سرچشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا

کیا اثر دوری آہ ہوسکتے دلمین
صدمہ کھینچے نہ رگ سنگ کبھی نشتر کا

جانے دے آتش اگر [illegible] جہان تجھے پھر
مرد پہچانا کرین بھاگے ہوے لشکر کا

عمرو حیران تھا کہ یہ کسکو دیکھ آیا کہ دیوانہ وار وہان سے نکل بھاگا صبح کو صاحبقران کرسی پر جلوہ فرما ہین گرد گمیدان رسالدار حاضر ہین مدزمان دارا خبر دے رہے ہین کہ حضور دارا رات سے غائب ہوگیا نہین معلوم کس مقام پر گیا امیر متردد ہین کہ دارا کی آواز آئی دیکھا دارا اسے دُردر گوش مثل ابلاغ دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا لشکر مین آیا اپنی بارگاہ مین نہ گیا پھر پلٹ کے طرف صحرا کے روانہ ہوکر غائب ہوگیا عمرو پیچھے پیچھے دارا کے تماشا دیکھتا تھا کہ سنون آقا سے نامدار کیا کہتے ہین امیر نے جو دارا کو دیکھا بہ قہر و غضب فرمایا کہ یہ ساربان زادہ کہان گیا رات کو مجھ سے دس ہزار روپئے لیکر غائب ہوگیا اب جو آوے تو مین اُس سے سمجھونگا روپیہ دیا ہوا پھیر لونگا عمرو نے جو یہ باتین صاحبقران کی سُنین گھبرا کر پٹا دل سے کہتا ہوا کہ یہ عرب طوطا چشم جب بگڑتا ہے تو کسی کی نہین مانتا ایسا نہ ہو کہ روپیہ واپس مانگے اور روپیہ مہاجن کے گھر پہونچا

اب رو پیہ کہان مفت مین تکرار ہوگی یہ سوچکر خواجہ لٹے پلٹے پھرتے ہوے قریب اُسی
درۂ کوہ کے آئے گلیم اوڑھ لی اور درے مین داخل ہوے دیے کو طی کرکے باہر نکلے
ٹھنڈی ہوا آئی کہ سرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی سر اُٹھاکر دیکھا ایک درِ روزہ
باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہے چند کنیزین جوان جوان دروازے پر کھڑی ٹہل رہی مین
اور آپس مین باتین کر رہی ہین کہ ملکۂ عالم کو کئی دن سے چھٹی نہین عمرو یہ باتین سنتا ہوا اور گلیم
اوڑھے ہوے باغ مین داخل ہوا دیکھا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین
سلسبیل آسا فوارے چھوٹ رہے ہین عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک
چبوترہ بہت عمدہ بنا ہوا ہے اُسپر فرش مشجر بچھا ہے ایک جادوگرنی نوجوان بھاری جوڑا پہنے
ہوے بہ تکلف تمام بیٹھی ہے کنیزون سے کہہ رہی ہے ارے اُن قیدیون کو جو قید کیا ہے ایسی
تکلیف پہونچا ناکہ تڑپ تڑپ کر مرین کنیزین عرض کرتی ہین وارہی اس طرح قید کیا ہے
کہ دونون جوان سرنگون اپنے حال پر رو رہے ہین دمبدم اپنے آقا کو پکارتے ہین وہان
آقا کہان آسکتے ہین اپنی وحشت پر سر پٹکتے ہین عمرو نے یہ باتین کھڑے ہو کر سنین ایک
کنیز کا پیچھا کیا جب وہ قریب ایک نخل کے پہونچی گلیم اُتار کر خواجہ نے اپنی اصلی صورت
زیبا اُسکو دکھائی بس وہ کنیز آہ کرکے گری اور دانت اُسکے بیٹھ گئے عمرو نے اُسکو اُٹھاکر
نذر زنبیل کیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُسی کنیز کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے پکارا
یا گلشن عمرو نے جواب نہ دیا تب اُس کنیز نے آکر ہاتھ تھاما کہا بوا ہم پکارتے ہین تم جواب
نہین دتیین خواجہ سمجھے کہ مین جسکی صورت بنا ہون اُسکا نام گلشن تھا کنیزون سے
باتین کرتے ہوے سامنے اُس جادوگرنی کے آئے کہ اُسکا چمن پیراے شعبدہ بانہ
نام ہے عمرو نے آکر سلام کیا کہا بی بی آج مین نے خداوند بقراط ثانی کو خواب مین دیکھا
اور سب پوتے دونو بھائی اُنکے ساتھ تھے کنیز تو سمجھ گئی کہ ہمارے خداوند سب کے
بڑے بھائی ہین وہ سب ہاتھ باندھے ساتھ تھے بس خداوند نے مجھسے کہا ہے گلشن
تجکو گانے کا شوق نہین ہم تجکو علم موسیقی والون کا بادشاہ کرتے ہین یہ کہکے میرے گلے پر
ہاتھ رکھدیا اُسوقت سے مین دیکھ رہی ہون کہ راگنیان چلی آتی ہین راگ اُنکے شوہر بھی

ساتھ مین نے ... ہون کہ میرا امتحان تو لیجیے چمن پیرا اے شعبدہ باز نے کہا
اے گلشن تیرے ... بڑی ہے تجکو بھی گانے پر توجہ بھی نہین ہوئی کہا حضور ...
... ہون شعبدہ باز نے کہا اچھا گلشن سناؤ خوشی تمھاری قدرت
... طرح اختیار ہے گلشن لقلی نے بانان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر فوراً یہ غزل
عاشقانہ شروع کی

نظم

ردے مژہ ان آنکھون نے دل کو دکھا دیا
صیاد نے شکار چھری سے لڑا دیا

کافر سے بھی نہ ہو جو کیا ناز حسن نے
عاشق کے دلکو توڑ کے کعبہ کو ڈھا دیا

قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم
بجلی گرا دیگا جو کبھی مسکرا دیا

ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا
سنکر اُسے گلال سا تنے اُڑا دیا

پیدا غ ہونے سے رخ پہ نور یار کے
داغ جبین کا ماہ کو دھبا لگا دیا

احسان مانو حسن خداداد کا بتو
پتھر تھے تمکو شیشے سے نازک بنا دیا

خلاصے رہا نہ حسن رخ یار کا فروغ
بجھنے سے اس چراغ کے دلکو بجھا دیا

مغرور ہو نہ حسن جوانی پہ آدمی
پیری نے آسمان کی کمر کو جھکا دیا

خلخال پاے یار سے ہے یہ صدا بلند
غافل جو سوتے تھے انھین ہمنے جگا دیا

اللہ رے شوق دل کو زنخدان یار کا
غش آگیا جو سیب کسی نے دکھا دیا

آتش خرام یار بھی ہے دولت کثیر
اکسیر تھا وہ خاک مین جسکو ملا دیا

اس رنگ مین عمرو نے یہ غزل گائی کہ چمن پیرا اے شعبدہ باز بے اختیار رونے لگی
اور ایک آہ کی کہ منھ سے شعلہ نکلا وہ شعلہ آسمان پر چمکا عمرو حیران دیکھ رہا ہے کہ یہ
کیا سحر کہ ہے قصد ہے کہ ذکر ساحری گری کا کرون کہ یا تو وہ شعلہ آسمان پر چمکا تھا یا اس شعلے سے
ایک طائر پیدا ہوا غل پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا چمن پیرا اے شعبدہ باز
طرف طائر کے متوجہ ہوئی طائر نے چہکر آواز دی ای شعبدہ باز تیرے سامنے یہ
شعبدہ ہے اور بنگاہ غور دیکھ ... نہین جانتی کہ یہ کون شخص ہے خبردار ہوشیار رہنا
ایسا نہ ہو کہ یہ شخص اپنا رنگ جمائے یہ کہکے ایک آہ کی کہ شعلہ منھ سے نکلا جیکا جل کر خاک ہو

ایک شعلہ چمک کر مُنھ پر عمرو کے گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی نکل آئی شعبدہ باز نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے میرے سامنے یہ مکاری عمرو نے چاہا جست کر کے بھاگوں دیکھا پاؤں میں طاقت نہیں ناچار ہو کر بیٹھ گیا شعبدہ باز نے آواز دی ارے کیا دیکھ رہی ہو کنیزوں نے آکر عمرو کو گرفتار کیا عمرو بہ مجبوری پکڑا گیا کنیزیں کشاں کشاں عمرو کو لیچلیں باغ سے نکل کر دیکھا سامنے ایک قصر سیاہ ہے اُس قصر سے زنجیروں کی آواز آتی ہے وہ کنیزیں عمرو کو لیے ہوے اُس قصر میں آئیں عمرو نے اُس قصر میں آکر دیکھا کہ اَبلاغ و داراب مسلسل و مطوق بیٹھے ہیں مگر بیقرار دیکھیں دمبدم پکارتے ہیں ای خالق بے نیاز وای رب کارساز مشکل کو آسان کر تیرے نزدیک سب آسان ہے تیری صفت میں یہ چند اشعار کانی ہیں نظم

شد چو آن خلاق اکبر خود خریدار وجود	هم چو یوسف صد غلام آمد به بازار وجود
بندہ گردید و بہ بند بندگی پابند شد	شد چو روح حضرت انسان گرفتار وجود
باز بر عرش بریں مثل ملک یابد عروج	چون سبکدوشی کند حاصل ازین بار وجود
جان شود آوارہ وانِ زندگی گردد خراب	چون شود مسمار وقت مرگ دیوار وجود
ہر کہ قبل از مرگ مرد و جان بہ جانان سپرد	دور کرد از بوستان روح خود خار وجود
خدمت روح است اخلاص و یقین و صدق و صفا	خاکساری و نیاز و بندگی کار وجود
ہند یا این وعدہ موعود کی گردد خطا	روز اول گشت چون بر مرگ اقرار وجود

عمرو نے جوان دونوں سرداروں کو دیکھا اور دارا اور ابلاغ کی نظر خواجہ عمرو پر پڑی حیران ہو گئے گھبرا کر پوچھا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ کیا معرکہ ہوا تم کیونکر گرفتار ہوے عمرو نے کہا تمھاری رہائی کے واسطے آئے تھے وہ تو بلا کی ساحرہ ہے اُسنے پہچان کر گرفتار کر لیا مجبور و ناچار ہوے تم لوگوں پہ کیا گذرتی ہے دارا اور ابلاغ رونے لگے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری دو دن ہوے اس قصر تاریک میں گذرے آب و دانہ بالکل بند ہے یقین ہے کہ تڑپ تڑپ کر مریں کوئی صورت زندگی کی نہیں عمرو نے کہا انشاء اللہ بہت جلد اسکی تدبیر ہوگی اس ملعونہ نے آب و دانہ بند کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ

موت اسکی بہت قریب ہے انشاءاللہ تدبیر ہو جائیگی اُن کنیزون نے عمرو کو اُسی قصر سیاہ
مین پاس دونون سردارون کے قید کیا قصر مین قفل لگا کے چلی گئین یہان صاحبقران
زمان نے دن بھر عمرو کا راستہ دیکھا شام کو فرمایا ہمارے یار وفادار پر کوئی اُفتاد پڑی
حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر دریافت ہو یہ کلمات حسرت و یاس کہکر اُٹھے اب
دسترخوان بچھا کھانا نوش کرنے لگے تو نوالہ حلق مین اٹکتا ہے امیر حیران ہو گئے فرمایا کہ
اسقدر خواجہ نے کارہاے نمایان کیے مگر ایسا اتفاق کبھی نہین ہوا کہ پلٹ کر نہین آئے کھانا
صاحبقران نے اُٹھوا دیا آپ آکر ایک مکان مین بیٹھے عمرو کو یاد کر رہے ہین آخر ناچار
ہو کر پلنگ پر لیٹے کسی قدر غنودگی ہوئی تھی کہ کسی کے پانون کی آہٹ سُنی آنکھین کھولکر
دیکھا ایک ساحرہ بقوت تمام اپنے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے ہے اور کچھ اسماے
سحر بھی پڑھتی ہوئی آتی ہے قریب پلنگ کے پہونچی امیر نے نعرۂ خواب کو اور زیادہ بلند کیا
ساحرہ نے چاہا کہ سحر کرون امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر اُسکا دفع ہوا کئی مرتبہ اُس نے
ہاش کے واسطے چھینٹے امیر پر تاثیر نہ ہوئی ساحرہ سمجھی کہ امیر بیہوش ہو گئے چاہا کہ
دوشالہ مُنھ سے ہٹاؤن امیر نے بایان ہاتھ تھام کر چاہا کہ ایک طمانچہ مارون کہ اسکا سر
اُڑ جائے ساحرہ نے جھٹکا مار کر اپنا ہاتھ چھڑایا پرواز پیدا کر کے چلی امیر نعرہ کر کے
اُٹھے نگہبان جو بارگاہ پر تھے صداے نعرۂ امیر سُنکے سب اندر بارگاہ کے آئے امیر نے
کمان کیانی اُٹھائی تیر بحر کمان مین پیوست کر کے تاک کر ساحرہ کو مارا اُسنے سحر کیا کہ تیر
جلکر گرا کئی تیر امیر نے مارے مگر اُسنے سحر کر کے جلا دیے تڑپ کے نکل گئی سردارون
نے امیر سے پوچھا امیر نے فرمایا کہ ایک ساحرہ میرے گرفتار کرنے کو آئی تھی مین
جاگتا تھا بھاگ کر نکل گئی معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے سحر مین دارا ے ذُردر گوش و
ابلاغ پھنسے ہین نہین معلوم کہ خواجہ عمرو پر کیا گذری یہ فرماکر صاحبقران پھر پلنگ پر
لیٹے کہ پھر پانون کی آواز آئی صاحبقران نے پھر آنکھین کھولکر دیکھا کہ وہی ساحرہ آتی ہے
صاحبقران نے نعرۂ خواب کو پھر بلند کیا کھڑے ہو کر ساحرہ نے سحر کیا جب اطمینان ہوا
کہ اب مبتلاے سحر ہو گئے ہونگے تب ہاتھ بڑھایا کہ دوشالہ چہرے سے ہٹاؤن ادھر

صاحبقران نے پھر ہاتھ بڑھایا وہ ساحرہ تڑپ کر بھاگی پر پرواز پیدا کرکے نکل گئی
ساتھ کو تین مرتبہ آئی صاحبقران پر پنجہ قابض نہ ہوا صاحبقران کا بھی ہاتھ اُسپر نہ پڑا
کہ مؤذن حاضر ہوے تھا صاحبقران برائے نماز اُٹھے نماز ادا کی نماز پڑھکے سر جو جھکایا
ایک غنودگی حاصل ہوئی زمین پر سر تھا نہ ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے ایک مرد مقدس
کو دیکھا کہ فرماتے ہیں یا صاحبقران تم عمرو کو یاد کرتے ہو عمرو گرفتار ہوگیا ہے سبب
اسکے تم خود تلاش میں عمرو کی نکلو جب تک خود نہ جاؤگے یہ مشکل آسان نہوگی صاحبقران
جاگ اُٹھے کہ کچھ نور پاتے ہیں یکایک آنکھ کھل گئی دیکھا جائے نماز پر بیٹھا ہوں امیر نے
آواز دی بندہ آگے حاضر ہوے امیر نے سرداروں کو بلایا فرمایا کہ لشکر سے ہوشیار و
خبردار رہنا میں تلاش میں ساحرہ کی جاتا ہوں شب کو تین مرتبہ وہ میری گرفتاری کو
آئی مگر خدا نے مجھکو بچایا عمرو گرفتار ہوگیا ہے اُسکی رہائی کی تدبیر میں جاتا ہوں غرضکہ
صاحبقران سرداروں کو سمجھا کر چلے پشت اشقر پر سوار ہوے سائیس تک ہمراہ نہیں
ایک صحرا سے خارستان کو طے کیا تھا کہ دوسرا صحرا سبزہ زار ملا امیر نے دیکھا کہ ایک
آہو نہایت خوشرو جست و خیز کرتا ہوا سامنے سے گذرا امیر نے گھوڑا بڑھایا آہو بھی تیز
ہوا امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تھوڑی دور جاکر آہو چوکڑی کو بھولا
امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جھپٹ کر بہ قربانی ذبح کیا کھینچکر اُسکو زیر درخت
لائے چاہتے ہیں کباب لگاؤں لکڑیاں جمع کیں آگ چقماق پتھری سے لگائی چاہتے
ہیں گوشت کو درست کروں کباب لگاؤں مگر یہ ان میں کر نہیں درست کروں کبھی اکیلے
اتفاق نہیں ہوا کہ ایک طرف سے ہو حق کی آواز آئی دیکھا کہ ایک فقیر گدڑی پہنے ہوے
تسبیح ہاتھ میں ذکر خدا کرتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا امیر کو دیکھکر سلام کیا کہا یا صاحبقران
میں کباب درست کردوں امیر سمجھے کہ صاحب کمال ہے امیر نے کہا دانا تمنے مجھکو کیونکر
پہچانا درویش نے کہا بابا تیرا جاہ و جلال حسن و جمال مشہور عالم ہے تجھکو دیکھے اور نہ پہچانے
صاحبقران کو اور زیادہ اُسکے کمال کا اعتقاد ہوا درویش نے بیٹھکر کباب درست
کیے نمک مرچ ڈالی آگ پر ڈالی کباب بنا بنا کر صاحبقران کو دینے لگا امیر نے بے خوف

کباب نوش فرمائے درویش جھیل سے پانی لایا امیر نے پانی بھی پیا بس جب پانی بھی صاحبقران پی چکے تو ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون درویش ان کبابون مین کیا تھا کہ میرے ہاتھ پانون مین رعشہ ہی کلیجے مین آگ لگی ہی درویش نے جو دیکھا کہ صاحبقران کی آنکھین اُبل آئین اور چہرہ گلنار ہو گیا تو پکار کر آواز دی کہ او حمزہ تو نے مجکو نہین پہچانا منم چمن پیرائے شعبدہ باز نہین معلوم کیا سبب ہی کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا مین نے یہ شعبدہ کیا کہ اول آہو روانہ کی جاتی تھی کہ تو شکار کو آیا ہی آہو کا ضرور پیچھا کریگا اور مین فقیر بنکے آئی کہ کباب اگانے کے فقرے مین تو آدینگے یہ کہکے مُنھ پہ اپنے ہاتھ پھیرا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ فام بدانجام سامنے کھڑی ہی صاحبقران تلوار ٹیک کر اُٹھے بے ہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرے ساحرہ نے صاحبقران کا پشتارہ باندھا خیال مین گذرا کہ اُسی قصر مین پہونچاؤن اور بے آب ودانہ ہلاک کرون پھر سوچی کہ اول اپنے باغ مین چلون کنیزمن بھی آگاہ ہو جائین پھر اُس قصر مین پہونچا دونگی یہ سوچکر طرف اپنے باغ کے چلی دیہ باغ پر چند کنیزین مشتاق کھڑی تھین اُنھون نے جو اپنی مالک کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم یہ پشتارہ کسکا ہی شعبدہ باز نے پکار کر آواز دی کہ مین جاتی اور خالی پلٹتی جو بات سوچی تھی وہی ٹھیک پڑی شکار کے حیلہ مین مین نے حمزہ کو گرفتار کیا مگر کیا صاحب جرأت ولیاقت ہی کہ صورت اسکی دیکھکر دل کانپتا ہی مین نے دل پہ پتھر رکھ لیا جو کوئی اسکو دیکھے عاشق ہو جائے مگر مین نے تباہی قدرت کو یاد کیا اسکی صورت کو نگاہ بھر کے نہین دیکھا گرفتار کر لائی مسند بچھاؤ کنیزون سے باتین کرتی باغ مین آئی بارہ دری مین آکے بیٹھی صاحبقران کا پشتارہ سامنے پڑا ہی شراب پی رہی ہی کنیزین تعریف کرتی ہین کہ ملکۂ عالم اب قدرت آپکو اپنا پیغمبر نامرسل کریگی طرۂ پیغمبری لیگا غنچۂ آرزو کھلے گا چمن پیرا کی نگاہ پڑی کہ صاحبقران ایک ہیکل پہنے ہین اُسپر لکھا ہی کہ این حرز ہیکل دافع سحرست قہقہہ مار کر ہنسی کہا لو صاحبو اب ثابت ہوا کہ اس ہیکل کی وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا تھا ہیکل گلے سے صاحبقران کے اُتار لی اپنی جھولی مین رکھی کہا لو صاحبو

جس بھروسے پر صاحبقران تھے اُسپر میرا قبضہ ہوا بس اب یہ بیکار ہے ہتکڑیان بیڑیان
لاؤ کنیزین دوڑ کر ہتکڑیان بیڑیان لائین صاحبقران کو اُسی عالم بیہوشی مین مسلسل و مطوق
کیا منظور ہوا کہ اب اسکو ہوشیار کرون کنیزین کہرہی ہین کہ آپ بڑی صاحب اقبال ہین
کہ اُس شخص کو آپنے گرفتار کیا کہ جسکی نیب شمشیر نے پردہ قاف مین کھلبلی ڈال دی
تھی نوشیروان نامہ جو کتاب ہے اُسمین سب حال انکی جرأت کا لکھا ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
لکہ ابر صندلی نمایان ہوا وہ ابر سامنے آکر پھٹا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل طاؤس
زرین بال پر سوار آئی چمن پیرا نے پکار کر آواز دی بوا صندلان سرفرازہ کرو
ذرا یہان آؤ مین نے اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جس نے سمندون وغیرہ کو مارا اور
دمامہ جادو داد ساحرہ مشمش اسی شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اب بزرگون کے
خون کا بدلہ لونگی آب و دانہ بند کرونگی ذرا تم بھی دیکھ لو ہرچند کہ طلسم کشا اور شخص ہے
مگر یہ سب کا افسر ہے صندلان طاؤس اُتار کر آئی صاحبقران کی آنکھین بند بے اختیار
پڑے ہوے ہین یہ حال دیکھکر کانپ گئی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا ای چمن پیرا تو نے اس
شخص کو کیونکر گرفتار کیا چمن پیرا نے کہا بوا پہلے مین نے اُس شخص کو گرفتار کیا کہ
جو سربندۂ جادوگران و پیش تراشندۂ کافران کہلاتا ہے مشمش و دمامہ خاص اُسی کی عیاری
سے مارے گئے مگر افسر لشکر یہ ہے اور وہ ظالم دشمن ساحران تھا پہلے اُسے گرفتار کیا اور
پہلوان اسی طلسم کے اُنکو دیوانہ بنا کر قید کیا آج اُنکو بھی لے لیا جو جو چمن پیرا باتین کرتی
ہے صندلان کی رنگت متغیر ہوتی جاتی ہے چاہتی ہے ضبط کرون مگر نہین ہو سکتا دمبدم
ٹھنڈی سانسین کھینچتی ہے کہتی ہے ای چمن پیرا تو نے غضب کیا میرے نزدیک تو یہ بہتر
ہے کہ انکو رہا کر دے تیرے حوالی سے نکل جائین انکا راستہ نہ روک ورنہ سب فرزند انکے
تجھپر بلوہ کر کے آئینگے یہ تو انکا طلسم کشا ہے لوح محفوظ تک پا چکا ہے لوحداران قتل ہوئی
خود خداوند آکر لوح لیگئے نہین معلوم لوح لیجا کر کہان رکھینگے جسوقت یہ خبر مشہور ہوگی کہ
چمن پیرا نے طلسم کشا کے دادا کو مارا سب اسی سرحد مین ہونگے چمن پیرا نے کہا
بوا صندلان تم مجھکو ڈراتی ہو مین خائف و ترسان نہین ہونگی مین نے لگاہ بھر کے

اسکی صورت نہین دیکھی کہ ایسا نہ ہو مائل ہو جاؤن اور میری سرحدین دوسرا آ نہین سکتا یہان
صندلان اور چمن پیرا سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکے ہوائے گرم کے چلنے لگے
ایک ابر سیاہ سامنے آکر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ مگر شعلہ جوالہ باغ مین آئی کہا کیون بوا چمن پیرا
آج تو سنتے ہین کہ تنے بڑا کام کیا کہ عمرو اور حمزہ کو گرفتار کر لیا صندلان نے کہا بوا
صمصام مین انکو سمجھاتی ہون کہ اس شخص کو چھوڑ دو سب سردار اسکے تمھاری فکر مین
آوینگے اور فرزندان عمرو کہ ایک ایک انمین بلائے روزگار ہے تمھاری فکر کرینگے
صمصام نے بھی یہی کہا کہ ای چمن پیرا اس شخص کا گرفتار رکھنا بہتر نہین ان لوگونکو
جسنے گرفتار کیا یا مارا گیا یا مسلمان ہوا بوا اپنی جان ہے تو جہان ہے اور جب جان ہی نہین
تو کون حکومت کریگا چمن پیرا نے جھلا کر کہا تم لوگون کو کیا خوف ہے مین سمجھونگی مین نے
آپ لوگون کو کچھ بلایا نہین مین اپنے کیے کو آپ بھرونگی جیسا کچھ ہوگا سمجھونگی دونون نے
کہا بوا تمھین کس بات پر گھمنڈ ہے ہم مدت سے اسی فکر مین پھرتے ہین جب اس تک پہونچے
اس مرد سپاہی کو ہوشیار دیکھا کبھی اسپر پنجہ قابض نہین ہوا مگر اسوقت اقبال خداداد کی
قدرت نے بھی تقدیر مضبوط کی اور ہمکو یہ کہکر روانہ کیا کہ ای چمن پیرا جا کر حمزہ کو
گرفتار کر لو تو یہ گرفتار ہوا مگر ہوشیار رہنا چمن پیرا نے کہا بوا مین نے رات
بھر مین تین پھیرے کیے جب گئی اسکو ہوشیار پایا وہ سحر کیے کہ میرا ہی دل خوب
جانتا ہے اگر اور کسی پر وہ سحر کرتی تو جلکر خاک ہو جاتا مگر اس شخص کے پاس ایک ہیکل
ہی جس کی تاثیر سے سحر باطل ہوسا اب مین نے وہ بھی اُتار لی اب کیا کر سکتے ہین صندلان
نے کہا بوا ہوشیار کر وصمصام نے کہا بوا ہوشیار نہ کرنا یہ قید توڑ کر چلا جائیگا مگر رہا کردو
صمصام وصندلان جوش محبت صاحبقران مین یہی کہہ رہی ہین چمن پیرا نے
جھلا کر جواب دیا کہ ای صمصام وصندلان میری قید سے کوئی نہ چھڑا سکیگا جب
ایسا کوئی ساحر زبردست ہو کہ پہلوے باغ مین جو ایک قصر مختصر ہے اور بنایا ہوا بزرگان
دین کا ہے قدرت نے بھی اُسپر اپنا کمال صرف کیا ہے قصر تاریک اُسکا نام ہے اول
اُس قصر مین جائے قصر مین کئی سو قفس جانورون کے لٹکے ہین ایک قفس کلان ہے

کہ اُس مین مینا بیٹھی ہو جب اُس سے کلام کرو تو وہ جواب دیتی ہو وہ تین طرح کے کمال رکھتی ہو اُس ساحرہ کو تسخیر کرے مینا کو چیر کر پھینکے اُسکے شکم سے لوح نکلے گی پھر کہا ہو وہ لوح سب طرح کی باتین تعلیم کریگی اُس لوح کے زور سے مرحلے توڑین جب اِسطرح تا مجھ تک پہونچے پس اگر سامری و جمشید بھی چاہین تو مجھکو قتل کر سکین کسکی لیاقت ہو کہ قصر تاریک مین پہونچے اور مینا کو مار کر لوح لے مرحلہ جات پر ستیان مین انسان گذر نہین سکتا جہان جائیگا ساحر فکر کرینگے صندلان نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا واہ ہو مگر یہ لوگ صاحب اقبال مین کوئی تو ایسا ہوگا کہ انکو قصر تاریک مین پہونچائیگا رستہ انکو بتائیگا صدہا طلسم ان لوگون نے فتح کیے میرا تو خوف سے عجب حال ہو

نظم

تازہ ہو داغ اپنا تمنا ہو تو یہ ہو	اُس زلف کی بو سو گھیے سودا ہو تو یہ ہو
کچھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست	شمشاد و صنوبر سے جو بالا ہو تو یہ ہو
ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے	غیرت کا اب اپنی بھی تقاضا ہو تو یہ ہو
ای نور نظر معجزۂ حسن سے تیرے	اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہو تو یہ ہو
مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے	لاحل جو متون مین معما ہو تو یہ ہو
گہ یاد صنم دل مین ہو گہ یاد الٰہی	کعبہ ہو تو یہ ہو جو کلیسا ہو تو یہ ہو
دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے	سرکار جنون کا جو سراپا ہو تو یہ ہو
دل کے لیے ہو عشق تو دل عشق کی خاطر	مے ہو تو یہ ہو اور جو صہبا ہو تو یہ ہو
ثابت دہن یار دلیلو نسے کر آتش	حجت کی جو شاعر کے لیے جا ہو تو یہ ہو

چمن پیرا نے یہ اشعار سنکر کہا یوا تمھاری باتون سے معلوم ہوتا ہو کہ اس شخص پر عاشق ہوئین صندلان نے کہا بوا یہ وہ شخص ہو کہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان نے اسکی محبت مین جان دی ہین کیا اس پہ عاشق ہونگی بوا چمن پیرا انکو اختیار ہو ہمین جو سمجھانا تھا وہ سمجھا چکے صمصام رنجیدہ و کبیدہ ہو کر پاس سے چمن پیرا کے اُٹھی اور صندلان نے کہا بوا تمکو اختیار ہو جو مزاج مین آوے وہ کرو یہ کہکر صندلان ایک طرف و صمصام ایک طرف روانہ ہوگئی مگر صندلان کے دل مین درد چہرہ زرد

لب پر آہ سرد جی چاہتا ہی یہانسے نہ اُٹھون جمال جہان آرائے صاحبقران دیکھا کرون سامنے پہاڑ تھا اُسپر جا کر بیٹھی سر جھکا کر رونے لگی دعائین مانگتی ہی کہ ای بے نیاز کیا کرون کیونکر صاحبقران کو قید سے چھڑاؤن اگر عمرو چھوٹا ہوا ہوتا تو اُسکو لاتی صاحبقران کو رہا کراتی وہ پہلے ہی سے قید ہی اب کہان جاؤن اُسی بارہ دری کی جانب دیکھ رہی ہی کہ دیکھا چمن سپیر اپنشارہ لیے ہوے نکلی اُس مکان کو آ کر کھولا جہان وارلے درد گوش و خواجہ عمرو و ابلاغ قید ہین اُسی قصر کے اندر لا کر صاحبقران کو بھی چھوڑا کوہ سے صندلان نے دیکھا کہ چمن سپیرا قصر سے نکلی کنیزون کو دروازے پر چھوڑ کر ایک طرف روانہ ہو گئی صندلان کے دل کو کب آرام تھا بیقرار ہو رہی ہی کبھی رو رو کے پکارتی ہی یا صاحبقران زمان آپ کے قید ہونے کا مجکو بڑا رنج ہی یہ میرا حال ابتر ہی کہ زندگی وبال ہی

نظم

صدمہ نہین ہی دوش پہ گردن کے بوجھ سا — خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے

ہوش و خرد ہی باعث تکلیف آدمی — دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے

راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان — آگاہ کیا سوار ہی توسن کے بوجھ سے

ساز سفر کبھی نہ ہوا بار دوش یان — سمجھا مین مال و جنس کو رہزن کے بوجھ سے

رندون کو قید سبحہ و زنار کی نہین — واقف نہین مین شیخ و برہمن کے بوجھ سے

غماز اپنا ذکر نہ لائے حضور دوست — گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے

آتش ہسارے رنج ہین اس زندگی کے ساتھ — مُردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہی ہی آخر سوچی کہ در قید خانہ پر چلون صاحبقران کو قید سے رہا کردن یہ سوچکر کوہ سے اُتری یہان صاحبقران جب قید خانہ مین آئے عمرو نے امیر کو بے ہوش دیکھا ہوشیار کیا صاحبقران کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا خانہ زنجیر مین غل ہوا صاحبقران اُٹھے عمرو نے پوچھا ای آقائے نامدار حرز ہیکل کیا ہوئی امیر نے فرمایا دشمن نے لے لی ہو گی مگر اسم اعظم تو یاد ہی عمرو نے کہا اسم اعظم پڑھیے امیر نے جو اسم اعظم پڑھا زنجیرین ٹوٹ کر گرین صاحبقران قید سے

رہا ہوئے زنجیرین ابلاغ ودارا کی توڑین دروازے پر کنیزین جو بعہدۂ نگہبانی تھین زنجیرین ٹوٹنے کی آوازین اُنھون نے سنین دروازہ کھول کر اندر گھس آئین دیکھا صاحبقران عمرو وغیرہ کو رہا کر رہے ہین کنیزین گھبرا گئین مل کر سحر کرنے لگین امیر نے باواز بلند اسم اعظم پڑھا جس کنیز نے جو سحر کیا تھا وہ سحر اُلٹا پلٹا اُسی کے سینے پر پڑا توڑ کر سینے کے پار گذر گیا صاحبقران کنیزون سے لڑنے لگے کسی کا ہاتھ تھام کے طمانچہ مار دیا کسی کو چیر کر پھینکا صاحبقران جنگ مین مصروف ہین کنیزون کا بلوہ موقوف نہین ہوتا کنیزین چاہتی ہین کہ ان چارون کو گرفتار کر لین چند کنیزین یہ کہکر بھاگین کہ جاکر ملکہ سے اطلاع کرین جیسے ہی باہر نکلین صندلان آپہونچی صندلان نے سحر کرکے کنیزون کو مارا آگ برسادی سب کو جلا کر خاک کر دیا سامنے صاحبقران کے آئی جُھک کر سلام کیا امیر نے فرمایا ای نازنین مین نے تجکو نہین پہچانا صندلان نے سر جُھکا کر عرض کی گلچین گلشن جمال حضور ہون قصر مین چمن پیرا کے دیکھا حال نزار پر حضور کے رحم آیا کنیز بلاے رہی حاضر ہوئی شکر ہے کہ آپکو رہا پایا امیر نے فرمایا جس ساحرہ نے مجکو گرفتار کیا اُسنے حرز ہیکل اُتار لی مگر اُسکو اسم اعظم سے آگاہی نہین ہوئی مین نے اسم اعظم پڑھکر رہائی پائی کنیزون کو تُمنے قتل کیا صندلان نے عرض کی اب حضور طرف قصر تاریک کے چلین وہان پر لوح طلسمی حاصل ہوگی مین نے سب حال چمن پیرا سے پوچھ لیا ہے صاحبقران صندلان کے ساتھ چلے اُس قصر سے نکل کر تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک قصر سیاہ معلوم ہوا چند زنگیون نے جو دروازے پر بیٹھے تھے صاحبقران کو دیکھکر آواز دی اس طرف کون آتا ہو امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا البتہ شمشیر چار
سکے تیغ صمصام دنمقام !ام	سکے تیغ عقرب سکے ذوالحجام
بُن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

باتیدای زنگیان آدمخوار ایک زنگی نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بارڈ

بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا۔ تلوار چھین کر اُسی تلوار سے اُس زنگی کو قتل کیا اور زنگیوں
نے آواز دی یارو دوڑو طلسم کشا آگیا جو مضمون ملکۂ عالم بیان کرتی تھیں اُسی کا سامنا
ہوا ہے ورنہ ہم لوگوں کو تعلیم کرتی تھیں کہتی تھیں کہ ہوشیار رہنا یارو یہ وقت دستگیری ہے
یہ جو زنگیوں نے پکار کر کہا اندر سے کئی ہزار زنگیان آدم خوار غلغلہ کرتے ہوئے نکل کر
صاحبقران پر حملہ کرنے لگے امیر شیرانہ ننگا نہ لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے کئی سو کو قتل کیا تھا کہ اندر سے غریو کی آواز آئی دیکھا ایک زنگی طویل القامت
کریہ صورت تیغہ کھینچے ہوئے نعرہ کرتا ہوا قریب امیر کے آیا سبکو آواز دیتا ہے کہ سامنے
سے ہٹ جاؤ مین اسکو قتل کرونگا میرا ہم نبرد خداوند بقراط ثانی نے کوئی پیدا ہی
نہین کیا جس جنگ پر گیا اسکو فتح کیا میری تلوار کی دھاک ہے دم بھر مین قصہ پاک ہے
کرتا ہوا سامنے امیر کے آیا للکار کر آواز دی او حمزہ کیا مجکو دیوان قاف سے سمجھا ہے
مین نے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا اور بی صندلان کی قضا قریب ہے کہ تمکو ساتھ لیکر
آئی ہین جسوقت چمن پیرا کو خبر ہوئی ایک سحر مین تمہارا خاتمہ کریگی وہ بادشاہ طلسم ہے
بہتر یہ ہے کہ سامنے سے ہٹ جاؤ اپنے رہا ہو جانے کو غنیمت جانو جان بچا کر نکل جاؤ امیر
نے فرمایا او مردود کیا بیجا لاف وگزاف کرتا ہے زبان تیغ سے کلام کرین اپنا حال کیا
تجھسے کہوں کیا تو میرے ہاتھ سے زندہ بچے گا عفریت اپنے نیو کو مین نے مارا
سمندون ہزار دست کو للکارا وہ بڑے بڑے دیو مجھسے شکست کھاتے تھے آخر
ڈر کر بھاگ جاتے تھے جس روز مین نے ارچنگ آہن شاخ کو مارا ہے سرکشان قاف
کانپتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اب اس آدم زاد سے نجات نہ پائینگے اٹھارہ برس
پردۂ قاف مین رہا مگر کسی سے آنچ نہین جھیلی ہر مقام پر سنگ طور سے مقابلہ پڑا ہے
سنکر وہ زنگی جوان یک رنگی تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ اٹھایا
امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا۔ ڈپٹ کر نعرہ کوہ شگاف کیا کہ باش او مغرور عقل [illegible]
سے دور ایک ضرب مردان عالم کی تو قبول کر یہ کہکے ہاتھ تلوار کا [illegible] زنگی نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ برق تاب دست زبردست صاحبقران سے جب چمک کے

تلوار جوگری اول سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر خود کو دو نیم کیا وہان سے کھنچتی ہوئی تا بہ جگر پہونچی گینڈے کے بھی دو ٹکڑے ہوئے لاشہ جوزنگی کا گرا اندھیرا ہو گیا سنگ باری اور برف باری ہونے لگی بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من نگہبان طلسم بود صندلان نے بڑھکر صاحبقران کو مبارکباد دی عرض کی ای شہریار آپکی جرأت کے قربان وثنار کس زور وشور سے نگہبان کو مارا اسکا دعوی جلسے تھا جب کوئی شخص دعوی طلسم کشائی کر کے آیا چمن پیرا نے اسکو بھیجا یہ گیا اسکو گرفتار کرلایا یا قتل کیا آج اسکی قضا تھی کہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا امیر نے دیکھا اور سب زنگی غائب ہو گئے فقط نگہبان کا لاشہ پڑا ہی صندلان نے کہا آگے بڑھیے امیر اندر قصر کے آئے دیکھا انتہا کا اندھیرا ہی کچھ نیک و بد نہین سوجھتا امیر نے فرمایا ای صندلان یہان انتہا کا اندھیرا ہی فوج غم والم نے گھیرا ہی صندلان نے کہا اسم اعظم الہی پڑھیے اُسی کی برکت سے روشنی ہو گی امیر نے اسم اعظم پڑھا تاریکی رفع ہوئی دیکھا سامنے ایک صندوق کلان رکھا ہی بڑا سا قفل اُسپر لگا ہی امیر نے بڑھکر چاہا قفل توڑون کہ صندلان نے قریب آکر کہا حضور خوف ہلاکت ہی قفل نہین مارسیاہ ہی خدا حضور کو بچائے رنج والم نہ دکھائے امیر نے دیکھا ایک مارسیاہ کلان کپھنے کو بلند کرتا ہی فرّاٹے بھر رہا ہی دونون زبانین مُنھ سے نکالتا ہی امیر پر قصد ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم پڑھا مار نے کپھنہ زمین پر ڈالدیا مثل مردہ صد سالہ ہو گیا امیر نے بسم اللہ کہکر صندوق کھولا ایک دود غلیظ نکلا کہ تمام مکان مین پھر اندھیرا ہو گیا صاحبقران گھبرائے مگر صندلان نے عرض کی کہ حضور اس اندھیرے سے نہ گھبرائین یہی مقام لوح ہی امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا اور صندلان نے بڑھکر ہاتھ بڑھایا دیکھا روشنی ہوئی امیر نے اب جو ملاحظہ کیا خانۂ صندوق مین ستارہ چمک رہا ہی دیکھا کہ تختی زبرجد کی ہی اُسپر حروف یاقوت احمر کے ہین پیشانی پر مرقوم ہی کہ این لوح طلسم چین زارست صاحبقران نے لوح کو اٹھالیا کئی مرتبہ آواز آئی کہ ای طلسم کشا اس لوح سے تیرا مطلب نہ نکلیگا مگر صندلان کہے جاتی ہی کہ حضور یہی لوح طلسم ہی حضور کا اسی سے مطلب ہی شیاطین طلسم سے کوئی مردود یہان ہی

کہ ایسی آوازین آپ کو دیتا ہے امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای نشان طلسم واہی
سیارہ این عجائبات یہ اسم جو حاشیہ لوح پر لکھا ہے اُسے پڑھکر دم کر پھر قدرت پروردگار
کا تماشہ دیکھ امیر نے اسم اعظم پڑھا عفریت جادو کہ زیر صندوق رہتا ہے جیسے ہی مار سیاہ
غرق زمین ہوا یہ کہتا ہوا چلا کہ یارو طلسم کشا آگیا جسوقت عفریت جادو نے مار سیاہ
کی آواز سنی پیچ وتاب کھاکر اپنے مقام سے اُٹھا صندوق ہٹاکر گرادیا آواز دی اے تو
کون ہے کہ مار سیاہ تیرے سامنے سے بھاگا شاید نگہبان طلسم مار آیا مگر اب میرے ہاتھ
سے کیونکر بچے گا منم عفریت طلسم چمن زار چوب آہن کو جنبش دیتا ہوا صاحبقران پر
جا پڑا چوبدست کو چرخ دیکر حملہ کیا اور امیر پر ضرب ماری امیر نے پہلوتہی کرکے
ضرب خالی دی چوبدست زمین پر پڑی اس زور سے چوبدست لگائی تھی کہ زمین
کانپی اور پانی نکل آیا عفریت نے پکارکر آواز دی کہ زوم وپست کردم میری ضرب
دست سے کون بچ سکتا ہے بڑے بڑے سرکشوں کو مین نے مارا خاک مین ملادیا یکچوبدست
میری تمام صفر وکافی ہے صاحبقران نے پہلو سے نعرہ کیا او بیحیا ہم لقا تیرا مین موجود
ہون عفریت سے چوبدست گر دیا اور صاحبقران کو صحیح وسالم پایا پشت دست کاٹنے
لگا چوبدست کو پھینکدیا دوڑکر لپٹ گیا امیر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک مکہ مارا کہ سرکو
زمین سے ملادیا عفریت نے ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ او آدم زاد مجھے چھوڑ دے
ورنہ جیسے بھاگکر کہا جاؤنگا امیر نے دوسرا مکہ مارا اور ریل کرلے دوڑے ہرچند
وہ چاہتا ہو کہ اپنے کو چھڑاؤن مگر پنجہ شیر سے کب رہائی ہوتی ہے جب امیر ریل کرلے
دوڑتے ہین چیخین مارتا ہے کہ او آدم زاد چھوڑ دے امیر رپٹے ہوے لیے جاتے ہین
بیچشں قدم ریل کرلائے عفریت نے کہا او حمزہ ذرا مجھے چھوڑ دے مین اپنے کو درست
کرلون پھر تجھے سنبھالکر لڑون جب اُسنے شرط جنگ کی صاحبقران نے چھوڑ دیا
عفریت درست کرکے بھاگا چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن صندلان نے پکارکر
آواز دی اے شہریار یہ حضور نے کیا کیا ایسے خائن کو چھوڑ دیا اگر یہ نکل گیا تو آفت
برپا کریگا اپنے بھائی بندون کو لائیگا امیر نے کمان تمانی دوش سے اُتاری اور کلان

تیس پھال کا کمان مین جوڑ اتاک کر مارا سینۂ پر کینۂ عفریت پر پڑا بجاے خون شعلۂ آتش نکلا جلتا ہوا آسمان سے زمین پر گرا جیسے ہی لاش اُس بدمعاش کی زمین پہ آئی اپنی آگ مین آپ جلنے لگا جل جلکر خاک ہوا ایک ابر سپید آسمان پر آیا خاک پر عفریت کی برسا خاک سے انڈا پیدا ہوا بیضے پر جو قطرہ پڑا بیضہ شق ہوا ایک طائر پیدا ہوا جو ہوا کھاتا ہے نشو و نما پاتا ہے چند ساعت مین ایک طائر کلان کی شکل بنکر تیار ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

جوانی آگئی خط بھی ہوا رخسار پر پیدا — مگر ابتک نہین ہوتا ترا موے کمر پیدا
نیا مضمون ہوتا ہے طبیعت سے اگر پیدا — یہ ہوتی ہے خوشی مجکو ہوا گویا پسر پیدا
نہین تیرے لب و دندان خدا نے اپنی قدرت سے — کیے ہے کوہ و دریا واہ کیا لعل و گہر پیدا
تہ باطل خشک نا ہے ہین نہ عاطل رند تر دامن — خدا نے اپنی حکمت سے کیا ہے خشک و تر پیدا
زمرد کی انگوٹھی کب ہے انگشت حنائی مین — ہوا ہے اک ہری روشاخ مرجان سے ثمر پیدا
نہ مارے ہول کے اب قبر مین بھی چین آئیگا — سنا ہے خلق ہوگی حشر مین بار دگر پیدا
فلک پر مہر و مہ کی طرح رہتا ہے دماغ انکا — کیا جن غافلون نے گردشون سے سیم و زر پیدا
تپ فرقت نے آگ ایسی لگائی میرے اعضا مین — عرق کے بدلے ہوتے ہین مسامون سے شرر پیدا
خدا سے ان بتون کو بھی یہی نسبت ہے او زاہد — ضیا شمس سے ہو جس طرح نور قمر پیدا
طلسم خندۂ دندان تمہارے یار تو دیکھو — ہوئی ہے حقۂ یاقوت سے سلک گہر پیدا
رب صندل مبارک تیری پیشانی کو او کافر — یہان تجھ ہوے بہر علاج درد سر پیدا
تمام آباے علوی تک سبھی ہین اہل دین ناسخ — علی روح القدس سے بھی ہوے ہین بیشتر پیدا

اس طرح کے اشعار پڑھ کے وہ طائر اڑ گیا صندلان نے عرض کی حضور اس قصر سے نکلین یہ طائر چمن پیرا کو خبر کرنے گیا ہے کنیز اپنے کو مخفی کرتی ہے برائے خدا جو مقدمہ پیش آئے بدون ملاحظۂ لوح دست اندازی نہ فرمائیے گا ایسا نہ ہو کہ لوح قبضے سے نکل جائے امیر نے فرمایا کہ تم اپنے کو بچاؤ مین اپنی تدبیر کر لونگا صندلان نے دونون ہاتھ ہلائے ایک غبار بلند ہوا اُسی غبار مین چھپ گئی امیر لوح کو لیے ہوے قصر سے نکلے

ایک چشمے پر آکر وضو کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم بعد قتل عفریت بہت ہوشیار رہنا چمن پیرا آتی ہو اب اسکو خبر ہو جائیگی یہان چمن پیرا اُسی باغ مین بیٹھی ہو کنیزون سے کہہ رہی ہو کہ ذرا جا کر صندلان کی خبر لاؤ دیکھو وہ کیا کر رہی ہو مجکو ذات سے صندلان کی خوف ہو گر تم جاتے ہی کہنا کہ تمھاری دوست چمن پیرا نے بلایا ہو اگر میرے بلانے سے صندلان چلی آئے تو سب تدبیرین بن پڑین اور اگر صندلان نے مخالفت کی تو مقام مشکل ہو کنیزین گئین اور پلٹ کے آئین کہا حضور عالم باغ ملکہ صندلان کا ویران پڑا ہی بی صندلان کا پتہ نہین نہین معلوم کہان تشریف لیگئین چمن پیرا خاموش ہو گئی مگر رنگ رو متغیر و متحیر کنیزین چاہتی ہین کلام کرین چمن پیرا اشارہ کرتی ہو کہ مجھے بات نہ کرو مین عجب کشاکش مین ہون خیال کرکے دیکھتی ہون تو صاف ثابت ہوتا ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی مین ناکام ہوئی صندلان کو ڈھونڈھ کر لاؤ کہ میرا اور دسرے کوئی تدبیر نکل آئے کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین اور خالی واپس ہوکر آتی ہین دمبدم عرض کرتی ہین حضور صندلان کا نشان نہین ملتا یہ ذکر تھا کہ فراٹے کی آواز آئی چمن پیرا نے دیکھا کہ ایک طائر منقار رکھولے ہوے پر دونسے سر پیٹتا ہوا آیا مثل انسانون کے پکار کر آواز دی ای چمن پیرا ہوشیار ہو جا غضب ہوا کہ طلسم کشا آگیا دونون رفیق بھی اُسکے ساتھ ہین نظم

رشک کے مارے زمردخاک مین ملجائیگا
سبزہ پر اُس گوش کے فیروزہ بیرا کھائیگا

چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹکھیلی کی چال
پانو مین موچ آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا

حُسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین
چشم موسیٰ سے جو دیکھیگا اُسے غش آئیگا

آسیا کی گردش اور اسکی سکونت ایک ہو
سیکڑون دل کوہ تمکین سے ترے پس جائیگا

ایک عالم سے رسا سنتا ہون مین مجنون اُسے
میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا

چار دیوار عناصر کی ہو وسعت کس قدر
شش جہت کو تنگ کردیگا جو دل گھبرائیگا

عرش ہو اُس بادشاہ حسن کا تخت روان
وہ صنم کو تل کیوہ چرخ کو دوڑائیگا

یہ صدا آتی ہو مجھ دیوانے کی زنجیر سے
امن چاہے تو دیار جنجو دی مین پائیگا

چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا	آستان یار سے اُٹھنے کا قصہ آتش نکر

اس طرح سے یہ اشعار طائر نے پڑھے کہ چمن پیرا سر پیٹنے لگی کہا لو صاحبو غضب ہو گیا
طلسم کشا نے لوح پائی عفریت ایسا ساحر ہولناک مارا گیا اگر وہ نہ مرتا تو یہ طائر کیون
ہوش اڑاتا کیونکر ہم تک آتا بطور عجائب وغرائب. بس طائر نے اسکے اسی عرصہ مین خلل
پایا تھا وہ مارا گیا یہ طائر یہان تک آیا اب جلدی چلو شاید پنجہ قابض ہو اور مین طلسم کشا کو
قتل کرون اب تو مجھ سب طرح مشکل ہو گئی بی صندلان کو محبت طلسم کشا کا ورنہ مری
وہ ضرور رہ روکینگی ہر مقام پر تو پہنچیگی مگر مین بھی آج زمین ہلا دونگی یہ کہکر ایک دستک دی
کہ چار طرف سے ساحر سمٹ کر آگئے ایک طاؤس زرین بال ٹہلتا ہوا سامنے آیا چمن پیرا
اُسپر سوار ہوئی ساٹھ ہزار ساحر ساتھ لیے براے مقابلہ طلسم کشا چلی یہان صاحبقران
جب تھوڑے سے نیچے پلٹ کے دیکھا کہ ایک مقام پر ایک برج و تاب نکھار ہے صاحبقران
کو ایک قصر معلوم ہوا لوح نے حکم دیا کہ اس قصر مین اسکو پہونچائیے مگر جیسے ہی قریب
قصر کے پہونچنا لوح کو غصہ سے مس کرنا پھر قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھنا آئندہ جب
ضرورت ہو لوح کو ملاحظہ کرنا صاحبقران تیغ خون آلود ہاتھ مین قریب قصر آئے لوح
کو جو دیوار سے مس کیا ایک دندناتا ہوا ایک زنگی قوی ہیکل تنومند مسلح و مکمل نعرے کرتا ہوا
نکلا تلوار چمکاتا ہوا قریب امیر کے آیا نعرہ کیا کہ منم احول جادو ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
بجاے سپر لوح کو آگے کر دیا احول نے ایک چیخ ماری ہاتھ کو روکا جیسے ہی اسکا ہاتھ
رکا امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ احول زمین پہ گرا گر کر ایک چیخ ماری کئی سو جوان
احول کے ہم شبیہ پیدا ہوے امیر پہ حربے کرنے لگے کہ غبار سے آواز آئی کہ اے شہ زور
لوح پھینک دیجیے اور یہ فرمائیے کہ جو زبردست ہو لوح لیلے مین نے لوح سے ہاتھ اٹھایا
امیر نے یہی فعل کیا جیسے ہی لوح زمین پہ گری آپس مین سب ایسے لگے ایک نے ایک کو
مارا تھوڑے عرصے مین لڑ کر سب تمام ہوے ایک زنگی قوی ہیکل رہگیا وہ بمقابلہ امیر آیا
حربہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکے ہاتھ مارا کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے مرنے کی اسکے
علامت برپا ہوئی سنگ باری ہو رہی ہی ہائی ہو ورنے سے زمین رہا [illegible] آواز مین عجب ادبی

ہین کہ نقارے پر چوب پڑی نعرہ ہوا کہ او طلسم کشا غضب کیا کہ احول کو بھی مارا لیکن اب کہان جائیگا منم چمن پیرا اے شعبدہ باز اس حال سے تجھکو قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ترس نہ آئے ہان ساحرو اس شخص کو مار لو کہ آرام سے بیٹھو ہزار ہا جادوگر امیر پر سحر کرنے لگے امیر لوح کو چمکاتے ہین کبھی اسم اعظم ورد زبان کرتے ہین ساحر قتل ہو رہے ہین امیر پر کسی ساحر کا سحر بے اثر کرتا ساحر قتل ہو رہے ہین کوے اُلٹے پٹ رہے ہین ماش کے دانے اُنھین ساحرون پر گرتے ہین غبار سے برق چمک کر گرتی ہے کہ دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین کبھی غبار بلند ہوتا ہے ساحرون کی آنکھون مین جو غبار لگتا ہے نابینا ہوکر سر ٹکراتے ہین کبھی غل مچاتے ہین کہ فریاد ہے یا خداوند بقراط ثانی آئیے مدد کیجیے اس بلا کو رد کیجیے مگر چمن پیرا نے خیال کرکے دیکھا کہ غبار سے وہ سحر نکل رہا ہے کہ ہزار ہا ساحر ہلاک ہو رہے ہین چمن پیرا نے بڑھکر ایک دستک دی کہ زمین کانپی غبار شق ہوا چمن پیرا نے دیکھا کہ صندلان کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے کبھی ہاتھ ہلاتی ہے برق سحر چمکاتی ہے کبھی آگ برساتی ہے چمن پیرا نے للکارا او گیسو بریدہ تو نے بہت ساحر مارے خوب تو چھپ کے کھڑی ہوئی مین حیران تھی کہ یہ آگ کون برساتا ہے اب معلوم ہوا کہ محبت مین دغا دیکے طلسم چمن زار کو برباد کرایا آفت برپا کروگی زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے چمن پیرا نے گولہ مارا وہ گولہ قریب صندلان آکر پھٹا شعلہ ہائے آتش پیدا ہوے قریب تھا کہ صندلان پر گرین کہ صندلان نے بالون کو کھولا ابر سیاہ پیدا ہوا کڑک کڑک کے اسقدر برسا کہ شعلے سب نابود ہوے اور پانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ قریب تھا چمن پیرا ڈوب جائے چمن پیرا نے ایک لات زمین پر ماری ایک غار پیدا ہوا کہ تمام پانی اُس غار مین داخل ہوا چمن پیرا محفوظ رہی آپس مین ایسے چند سحر ردو بدل ہوے صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ صندلان متغیر ہو رہی ہے نعرہ کرکے جھپٹے چمن پیرا نے گولہ مارا صاحبقران نے لوح طلسمی کو آگے کر دیا گولہ پھٹ کر گرا دوبارہ دستک دی آگ صاحبقران پر برسنے لگی مگر صاحبقران

صاحب لوح واسم اعظم ہین سحر کب اثر تاثیر کرتا ہی سحر دفع کرتے ہوے قریب پہونچے چمن پیرا نے تیغ ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران نے لوح کو آگے کیا تلوار نے تاثیر نہ کی الجھا دوسرے ہاتھ کو نکالا ہاتھ تلوار کا مارا چمن پیرا نے سپر سحر کو سامنے کیا مگر وہ تیغہ سپر سحر سے کب رکتا ہی تڑپ کر جوگرا سپر سحر کو کاٹا سپر کو کاٹکر جو گرا سر چمن پیرا کا زخمی ہوا چمن پیرا نے اپنے کو زمین پر گرادیا اگر گرا نہ دیتی تو دو ٹکڑے ہوجاتی تڑپ کر بلند ہوئی صندلان نے پکار کر آواز دی ای شہریار اسکا زندہ نکل کر جانا اچھا نہین ہی مرحلون پر ترغیب کریگی ساحرون کو راہ بتائیگی سرکار پر سختی پڑیگی امیر نے چاہا کہ تیر و کمان لگالون مگر چمن پیرا نکل گئی ساحر جو ساتھ آئے تھے وہ سب بدحواس ہوے ایک ایک کا یہ قول تھا کہ مالک نکل گیا اب ہم کسکے بھروسے پر لڑین اور مقابلہ طلسم کشا سے صاحب لوح مالک اسم اعظم محترم و محتشم ایسے کا ہم کیا کرسکتے ہین یہ کہتے ہوے بلا کچھ پرواہ پیدا کرکے نکل گئے کچھ صحرا مین جاکر چھپے جھیلون مین ڈوبے بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے دیکھا کہ روشنی ہوئی کسی ساحر کو قریب اپنے نہ پایا مگر صندلان قریب کھڑی ہی عرض کرتی ہی کہ ای شہریار بادشاہ طلسم آپ سے آکر لڑی مگر زندہ بچکر نکل گئی لوح کو ملاخطہ فرمائیے براے فتاحی مرحلہ جات جائیے مگر بہت ہوشیار رہیے گا چمن پیرا نے ساحرون کو آگاہ کیا ہوگا ساحرون نے مکر بنائے ہونگے امیر نے فرمایا خدا مالک ہی وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی بچائیگا جب تک مین غافل نہ ہونگا کوئی زوال نہ آئیگا یہ ذکر تھا کہ برابر سے پاؤن کے صندلان کے زمین شق ہوئی اور دھوان نکلنے لگا صندلان حیران ہی کہ یہ دھوان کیسا چاہتی ہی کہ دفع سحر کرون کہ دھوئین سے چمن پیرا پیدا ہوئی پنجہ کرین صندلان کے دیکر لے اڑی ہر چند صندلان تڑپی پھڑکی مگر کچھ نہ ہوا پکار کر آواز دی ای شہریار یہ لونڈی رخصت ہوتی ہی یہ ملعونہ مجھے زندہ نہ چھوڑیگی امیدوار ہون کہ قبر پر کنیز کی آئیے گا فاتحہ خیر پڑھکر روح کو شاد فرمائیے گا بموجب قول شاعر بیت چو آیے بے مروت بعد مردن بر مزار ما بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما اور کیا تعجب ہی کہ قبر سے آواز آئے بیت

اے شہسوار گور غریبان پہ آنکل ✤ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ✤ مگر یہ کنیز عاشق جمال ہے نہین معلوم قبر مین کیا گذرے یقین ہے کہ یہ خیال رہے نظم

لپٹ کر سوئے اُس آتشین روے زمستان مین
عجب کیا ما مُہرہ ہو جو گوش یار کا موتی
نقاب یار سے کمرے کوئی اندھیرے باز آ
کرم کا جوش جو آتا ہے وان ابر بہاری مین
نزاکت برگ گل کی رکھتے ہین لب اس کی سخی
کھنچے کیونکر نہ یار اپنی طرف جذب محبت سے
ہمارے اشک کے قطرے ہین حاضر آب گوہر سے
کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اُس رخسار رنگین سے
ہر اک عضو بدن سبا مثل ہے اُس حور پیکر کا
تباہی مین ہے لازم یاد حق اہل توکل کو
تماشا ہے جو چشم بلبل وہ دانہ سے دیکھے
ٹھہرے آب دار آتش ہو منھ سے بات جو نکلے

اگر سنبلہ سے آفتاب آیا ہے میزان مین
الجھ جاتا ہے اکثر حلقۂ گیسوے پیچان مین
چھپائے رکھے گا کب تک چراغ ہو دامان مین
وہ بو دیتا ہے طاؤس چمن دریاے باران مین
صفا موتی کی ہیرے کی چمک ہے تیرے دندان مین
پری کو یہ عمل کر دیتا ہے قابوے انسان مین
بھرا چاہے جو پانی وہ صنم چاہ زنخدان مین
کہان تک غنچہ رکھے گا بہار گل گریبان مین
جواب اپنا نہین رکھتا ہے جو سورہ قرآن مین
خدا پہ چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفان مین
عجب شمعین ہین محفل مین حباب گل گلستان مین
کلام شرط ہے آویزۂ گوش سخندان مین

اس طرح کی صدا دیتی رہی صاحبقران نے ہر چند کدکی کہ تیر سے اسکو مارون مگر وہ خطا شعار اسقدر بلند ہوئی کہ تیر نگاہ بھی نہ پہونچا صندلان چلاتی رہگئی چمن پیرا غائب ہوگئی صاحبقران نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ طلسم کشا کا تنہا رہنا شرط ہے ہر حطر جات پر جائے صندلان سے پھر ملاقات ہوگی امیر نے دوبارہ لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ دست راست پر جو صحرا ہے اُس طرف جاؤ صاحبقران اُسی جانب چلے چند قدم طے کیے تھے کہ رونے کی آواز آئی دیکھا ایک زنگی صندلان کو گرفتار کیے ہوے کشان کشان لاتا ہے صندلان غل مچا رہی ہے کہ اے شہریار کنیز کو بچائیے ہم اب رخصت ہوتے ہین افسوس ہے کہ فتح طلسم نہ دیکھا کہ ہم بھی خوش ہوتے ہمکو چمن پیرا نے اس ظالم کے سپرد کیا یہ ہمکو قتل کرنے لایا ہے یہ نہ جانتے تھے کہ بوقت انتقال جمال

جهان آرا حضور کا سامنے آنکھون کے ہوگا صاحبقران دوڑے مگر اُس زنگی نے
سامنے ایک نخل تھا اُس مین ایک رسن لٹکائی گلے مین صندلان کے پھانسی ڈال کر کھینچ لی
صندلان کا تڑپنا صدمے سے آنکھین نکل آئین چہرے پر مُردنی چھائی اور آپ ایک
جانب بھاگا امیر نے چاہا کہ بدلہ خون کا لون اس بے حیا کو قتل کرون مگر قریب ایک ہیچ
نخل کے جا کر وہ زنگی غائب ہوا جیسے ہی غائب ہوگیا صاحبقران مایوس قریب لاشۂ
صندلان تشریف لائے لاش سے لپٹ گئے کلمات حسرت کہنے لگے فرمانے لگے ای
صندلان افسوس ہی کہ تم حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئین راحت نہ دیکھی ہم کو ہمیشہ غم والم
رہیگا امیر جو لاش سے لپٹے عکس لوح جو لاش پر پڑا دھوان نکل صورت بدل گئی امیر
نے حیران ہوکر جو دیکھا تو ایک بوڑھی زنگن کی لاش ہی اب امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
نوشتہ نکلا کہ یہ عجائب وغرائب طلسمات کے ہین صندلان زندہ ہی امیر آگے
بڑھے کہ عمرو کی آواز کان مین آئی دیکھا امیر نے وہی زنگی خواجہ کو گرفتار کیے لاتا ہی
عمرو چلا رہا ہی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس یہ غلام رخصت ہوتا ہی اس
بے حیا نے مجھے گرفتار کیا کہتا تھا کہ سامنے تیرے آقا کے تجھے قتل کرونگا امیر بے تاب
ہوکر دوڑے لیکن اُس زنگی نے بہ تعجیل تمام عمرو کو بھی درخت مین لٹکا دیا ایک خنجر مارا
کہ سر کٹکر عمرو کا گرا امیر دوڑکر لاش سے لپٹ گئے فرماتے تھے ای یار وفادار اور ای
مونس وغمگسار غربت مین تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا لو اے
شوکت صاحبقران کہلاتے تھے ہم یہ نہ جانتے تھے کہ ہمکو یون چھوڑو گے یکایک محبت
سے منھ موڑو گے اب مین بھی اپنی جان دونگا تمہاری تلاش آکر ملک عدم مین کرونگا
امیر بیقرار و بیتاب رو رہے تھے کہ لاش سے دھوان نکلا صورت عمرو کی بدلی
دیکھا ایک گنوار کی لاش ہی امیر چھوڑکر الگ ہوے جیسے ہی امیر لاش سے الگ ہوے
پہلو سے آواز آئی او طلسم کشا یہ غم والم تجھپر کم ہوا امیر نے دیکھا ایک زنگی دارا داراب غ
کو گرفتار کیے ہوے لاتا ہی چاہتا ہی نخل مین لٹکاؤن امیر جھپٹ کر قریب زنگی پہونچے
زنگی نے امیر کو گرز مارا امیر نے گرز کو تلوار سے کاٹا گرز کاٹ کر چاہا ہاتھون کہ زنگی

لپٹ پڑا امیر نے عکس لوح کا ڈالا زنگی نے ایک چیخ ماری کہ او طلسم کشا مجھے چھوڑ دے
مگر امیر کب چھوڑتے ہیں ریل کر کے دوسرے اکھیڑ کر مارا کہ پارہ ہو [illegible] شور [illegible]
امیر کود کر چھاتی پر سوار ہوئے عکس لوح ڈالا زنگی جلنے لگا تو [illegible] دیر میں جل کر خاک
ہوا آواز آئی کشتی مرا نام [illegible] نعمان جادو [illegible] مرنا اس زنگی کا کہ [illegible]
تمام طرف امیر کے بڑھتے ہیں امیر نے لوح کو چہرے کی پناہ کیا [illegible] عکس لوح کا [illegible]
جب عکس لوح کا پڑا تب آگ بجھی [illegible] ایک طرف سے گرد [illegible] ہوا [illegible]
سوار ساٹھ ہزار فوج پشت پر جیسے ہی سامنے آیا پکار کر آواز دی ارے طلسم کشا
کو مار لو ساٹھ ہزار جوان چار جانب سے ٹوٹ پڑے ہر ایک کا قول تھا کہ طلسم کشا
کو مار لو یہ قاتل ساحران ہے تمام خاندان ساحران اسی شخص کی وجہ سے برباد ہوا امیر
نے عکس لوح کو جو بلند کیا اور لوح کو گردش دی جس پر عکس پڑا وہ جلنے لگا گویا
تیر [illegible] سحر کرنے والوں کے سینوں پر پڑے تو تیر پشت کو پار کر کے نکل گئے ہزاروں جل
جل کر خاک ہوئے صاحبقران لڑتے ہوئے قریب افسر فوج کے پہونچے اس نے تیغہ [illegible]
بڑھایا تب صاحبقران آیا خبردار کہکر ہاتھ تلوار کو مارا امیر نے تلوار کا وار
پر روکا روک کر ہاتھ تلوار کا مارا [illegible] کے تلوار جو گری اس افسر کے دو ٹکڑے ہوئے
جیسے ہی وہ افسر مارا گیا جسم سے اس کے شعلہ ہائے آتش نکلے سو سو پیدل پر گرے
مثل [illegible] سب جلنے لگے تھوڑے عرصے میں کل فوج والے جل جل کر خاک
ہو گئے [illegible] غرضے میں آواز آئی کشتی مرا نام [illegible] جادو وزیر [illegible] ہوا
مرنا وزیر کا [illegible] صاحبقران نے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار ظاہر ہوا گل خود رو جنگل [illegible]
گلشن ہوا طائران زمزمہ سرا نغمہ زن ہر ایک جانب گل سمن و نسترن جوانان [illegible] خوش
مخلوط صدہا [illegible] سے محفوظ [illegible] سحری کا اٹکھیلیاں کر [illegible] بہ سہولت چلنا [illegible]
[illegible] کے جلوں گرد اڑ کر آ دستے [illegible] پر پڑے باعث رنج بلبل ہو جھیلیں پانی کی
موج مار رہی ہیں جانوران ہوائی شناوری کر رہے ہیں اڑ اڑ کر ہوا سے [illegible]
شناوری اپنی دکھاتے ہیں آب صاف و شفاف میں غوطے لگاتے ہیں اور سامنے

ایک پہاڑ نہایت سرسبز و شاداب ہی حقیقت مین کوہ لاجواب ہی نخل جھوم رہے ہین سبزے
نے پتھرون کو چھپا لیا ہی گویا سبزۂ خوابیدہ ہی ہر طرف جوش بہار ہی امیر نے لوح کو
دیکھا نوشتہ پایا کہ برسر کوہ جاؤ امیر طرف پہاڑ کے چلے چند گھاٹیان طی کی ہین کہ کان مین
آواز آئی کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی نظم

کرینگے جمع معنی فہم اجزاے پریشان کو ❊ شکنجے مین جہت کھینچین گے صحاف پنے دیوان کو
فقیری سلطنت ہی خاکسار کوے جانان کو ❊ مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو
مذاق اُسکو ہی جو چوسے لب شیرین جانان کو ❊ دماغ اُسکا ہی جو سونگھے کسی سیب زنخدانکو
خم ابروے قاتل پھر گیا ہی اپنی آنکھون مین ❊ لیا ہی بوسہ دیکھا ہی جو ہمنے تیغ عریان کو
تمھارے چہرۂ پرنور کے بیداغ ہوتے ہی ❊ نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو
ہوا ہی یار جو سیر چمن مین ساتھ ساقی نے ❊ کبھی گل کی طرف دیکھا ہی گاہے روے خندانکو
انھین سے جوہری فریاد کرتے آنکھ لگتے ہین ❊ پسے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب وہ دندانکو
محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا ❊ تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو
کبھی دل کھول کر رو دیا جو ہون شوق شہادت مین ❊ کیا ہی حلق بسمل خون دل سے چشم گریان کو
جنون کے جوش مین ایسا گلے کو اپنے گھونٹا ہی ❊ حکومت ہو تو دلوا دیجیے پھانسی گریبان کو
شب وصلت مین بوسے لیکے اُس روے کتابی کے ❊ جبین سے تا زنخدان ختم کر دیتا ہون قرآن کو
خیال آتا ہی صحرا کا جو شبکو جوش وحشت مین ❊ بتاتا ہون فتیلہ پھاڑ کر جیب و گریبان کو
رہے اقبال سیم و زر رہے عز و شرف آتش ❊ تمام آرائشون مین سے جنا اُس رخ نے افشانکو

یہ اشعار سنکر صاحبقران کے کان کھڑے ہوے صدا کی طرف چلے پہاڑ پر آئے دیکھا
ایک حجرے مین ایک نازنین بیٹھی ہوئی چنگ مرصع بجا رہی ہی اور اشعار مذکور گا رہی
ہی صاحبقران کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی جھک جھک کے سلام کرنے لگی کہتی تھی ای
کشندۂ ساحران عالم ای محترم و ای محتشم تشریف لائیے بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ
تست ❊ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ❊ تشریف لائیے مشتاقون کو سرفراز فرمائیے
ہم تو آپ کے بہت مشتاق تھے انتظار کر رہے تھے شکر خداوند بقراط ثانی کہ آپنے

سرفراز فرمایا ہم نہال ہوئے مشتاق جاہ و جلال ہوئے آپ کے بڑے مرتبے ہیں
ہر چند کہ بی چمن پیرا فرماگئی ہیں کہ طلسم کشا کو گرفتار کرنا مگر میں حضور سے عرض کرتی
ہوں کہ یہ مقام سخت صعب ہے چمن پیرا نے دام سحر پھیلایا ہے چاہتی ہے کہ آپ کو پھنسائے
مگر سب آپ کے خیر خواہ ہیں آپ کو کوئی نہ پھنسائیگا جس طرح کنیز مائل جمال شہریار ہوئی
اُسی طرح سب ساحر آپ کے تابعدار ہونگے یہاں حضور تشریف رکھیں میں سب حاکموں کو
طلب کرتی ہوں آپ کے قدموں پر گرا دوں قتل چمن پیرا کی ترکیب بتا دوں یقین ہے
کہ حضور تا بہ چمن پیرا نہ پہنچیں مگر چمن پیرا سے جنگ سخت پڑیگی تین لاکھ ساحر اُسنے
جمع کیے ہیں گرفتاری حضور کی ترکیب میں ہے جس مرحلے سے آپ گذرے وہاں کے
ساحر بھاگ کر آئے اُن سب نے جمع کیا ارادہ ہے کہ بلوہ کرکے صاحبقران کو گرفتار
کریں مگر خیر خواہ دولت آپکو ہوشیار کرینگے ذی نواز نے ایسی ایسی میٹھی میٹھی باتیں کیں
کہ صاحبقران سمجھے یہ مجھپر عاشق ہے مشتاق اپنا جانکر اُسی مقام پر بیٹھ گئے فرمایا کہ اے
ذی نواز تمہاری ذی نوازی ہمکو بہت پسند ہے اگر مزاج میں آئے تو کوئی غزل عاشقانہ
شروع کرو ذی نواز نے عرض کی پہلے کنیز نامے روانہ کر دے حاکمان دربند آجائیں تب
تسکین ہو یہ کہکے دستک دی اے غنچہ دہن وائے نسرین و نسترن وائے سیم تن
جلد حاضر ہو کہ طبیعت ہماری درہم و برہم ہے طلسم کشا تشریف لائے ہیں نامے لیکر جاؤ
چند کنیزیں گوشہ ہائے حجرے سے پیدا ہوئیں سامنے ذی نواز کے آئیں ذی نواز نے صاحبقران
سے کہا بسم اللہ قلم اُٹھائیے اپنے نزول اجلال و ورود اقبال کے نامے تحریر فرمائیے
امیر نے قلم اُٹھایا کاغذ ہاتھ میں لیا مضمون ہر نامہ کا اسطرح لکھا شاہان دربند پر واضح ہو
کہ منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان قصر ذی نواز میں آیا ہوں
ذی نواز بمحبت پیش آئی میں اُسکا مہمان ہوں تم سب صاحب آکر حاضر ہو جو اطاعت نہ کریگا
سزا پائیگا یہ نامے لکھکر ذی نواز کو دیے ذی نواز نے کنیزوں کو دیے کہا اے غنچہ دہن
تو یہ نامہ ارجل و مرجل کو دینا دوسری کو نامہ دیکر کہا تو شنگل و ہنگل کو دینا پھر ایک
ایک کو دیکر سب کے نام بتائے کنیزیں روانہ ہوئیں قضائے کار غنچہ دہن جو نامہ لیا

چکی ارجل و مرجل پہنچے ہین فوج جمع کر رہے ہین چمن پیرا نے ان سب کو لکھا ہے کہ لشکر
لیکر جلد میرے پاس آؤ مین سب کو ساتھ لیکر چڑھ چلون اور طلسم کشا کو گرفتار کرون
یہی قصد دل مین ہے گرفتار کر لائی ہون اسکو سامنے لیجا کر طلسم کشا کے قتل کرون ارجل
و مرجل نامہ پڑھ رہے تھے کہ غنچہ دہن نے آکر نامہ دیا ارجل نے نامہ پڑھا کہا کیون
بھائی مرجل کیا قصد ہے خدمت صاحبقران قبول کرین یا نہین مرجل نے کہا اور ساحرون
کو یہان بلا کر بھیج دیا گئے ہین کہ آسمان پر ابر اٹھا تشنگل دہشکل آکر پہونچا ارجل
و مرجل نے اُنسے صلاح کی کہ بھائی کیون تمھارا کیا قصد ہے صاحبقران بلاتے ہین پناہ
دیتے ہین اگر اسوقت چلکر شریک ہو عزت و آبرو ملیگی تشنگل دہشکل نے کہا ہم بھی
یہی چاہتے ہین کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بڑے صدمے پہونچین گے صاحب لوح طلسمی
عالم اسم اعظم جہتر ہے و ہتھیار ہم سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا اُنپر کیونکر غالب آوینگے اُسکے علاوہ
صدمے تکین و تیغ زن ہین اُنپر کون غالب آویگا دیوزادون سے پردہ قاف مین لڑتے بڑے
بڑے طلسم ہلا ڈالے سے معرکے پڑے کسی سے کبھی نہین دبے اٹھارہ برس برابر پردہ
قاف مین لڑے سرکشان قاف کو مارا ہر مقام پر فتحیاب ہوئے ہم تو جا کر اُنکے شریک
ہوتے ہین اگر زندہ ہو کر مسلمان ہوئے تو کیا حقیقت رہی شاید معاف کرین قتل کرکے
تقصیر معاف کرین ارجل و مرجل نے کہا ہم تم کو جانے دینگے اسی مقام پر دو گھڑی
دیکھین تو کیونکر بات ہو کہ دوسرا ابر اٹھا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل ساحرون کی
کھیل طاؤس زرین بال پر سوار جوڑا بھاری زیب جسم دریائے جواہر مین غوطہ زن
حسن مین رشک ... ہوئے ... حیرت نسرین و نسترن برائے سیر جاتی تھی ان ساحرون کو
جو بیٹھے دیکھا ہوا سے اُتر آئی پوچھا کیا صلاح کر رہے ہو ارجل و مرجل نے
نامہ صاحبقران دکھایا کہا کہ ... نواز مطیع ہو چکی اپنے قصر مین جلوہ ... کنیزین
نامہ لیکر آئی ہین کیون بی شہلا اے نرگسی چشم تمھارا کیا ارادہ ہے شہلا نے کہا مین تو
برائے ملاقات ... نواز جاتی ہون بلکہ میرا یہ ارادہ ہے کہ پاس چمن پیرا کے جاؤن
کسی فقرے سے عندلان پر قبضہ کرون اور پھر اُسکے وسیلے سے برائے ملاقات

صاحبقران جادُون شہلا کی یہ باتین سنکر چارون ساحر گھبرائے کہا بی شہلا جو تمنے سوچا ہی اسمین چمن پیرا پر کیا گذریگی تمہاری شرکت سنکر سر پیٹ لیگی اپنے مقام پر کچھ گی بات حقیقی بہن نے ہمارے ساتھ کیا کیا شہلا نے کہا صاحبو مین بہن کا پابن کر دن کر اپنے دل کا حال دیکھون میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

تا چند کرون سینے مین مین آہ و فغان بند
اس قلزم ہستی مین مین وہ گوشہ نشین ہم
[illegible] ہون یار کا کچھ کہہ نہین سکتا
گردش ہی جو قسمت کی سو موجود ہی وان بھی
پھرتا ہی یہ کوئی تو ترے کوچے مین شب کو
تنگ آ کے شب وصل مین ہو جائے برہنہ
سر سبز گلستان ہو چلے باد بہاری
[illegible] کوچۂ قاتل سے ہی آتی
[illegible] نے تری زلف مسلسل کے کئین
[illegible] مجھے یار کا کوچہ
قسمت نے مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی

کب تک رہے اس گھر مین الٰہی یہ جوان بند
ذرات رہا شل حباب اپنا مکان بند
آنکھین تو کھلی ہین مری لیکن ہی زبان بند
گو شیشۂ ساعت مین ہی یہ ریگ روان بند
تا صبح نہین ہوتی ہی آواز سگان بند
اندام کو اُس گل کے قبا کے ہون گران بند
کھولے اُسے ساقی جو ہی مدت سے دکان بند
ہوتا ہی جدا بند سے انسان کا یہان بند
زندان محبت مین ہزارون ہی جوان بند
مومن ہون رہیگا نہ در باغ جنان بند
آتش خفقان کو یہ قیامت ہی مکان بند

شہلا نے یہ اشعار جو سب کے سامنے پڑھے ارجل دمرجل بنگاہ حیرت دیکھنے لگے سنگدل و ہنگل نے پوچھا کہ لکو عالم آخر کیا معرکہ گذرا کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو چند لال کو چمن پیرا گرفتار کر کے لائی مجھسے کہا کہ اسکو اپنی حفاظت مین رکھو مین نے شب کو اسکو اپنی صحبت مین بلایا اور بہ محبت سمجھایا اُسنے رو رو کر میرے سامنے سراپا صاحبقران کا بیان کیا اور یہ کہا میری زبان مین طاقت کہان کہ اُنکی خوبیون کا ذکر کرسکون سات اتنی مین مطول ہین جنمین اُنکی خوبیون و جرأت کا حال لکھا ہی مصنف اُن کتب کے سر مہر تاتراں [illegible] گھر متخاص بہ قمر ہر مقام پر یہی لکھتے ہین کہ صاحبقران پر کوئی غالب نہین ہو سکتا اس ذکر نے میرا یہ حال کیا کہ شب بھر اشتیاق مین رہی عجب

جفا سی دل چاہتا ہی جاکر اُنسے ملاقات کرون لیکن ایسے طور سے ملون کہ احسان مانین تم
چارون سردار اگر ساتھ دو تو مین چلکر چمن پیرا سے کہون کہ بی صندلان کو ہمارے
حوالے کیجیے کہ لیجاکر اسے جنگل مین قتل کرین کہ قلب پر صاحبقران کے صدمہ پہونچے
یہ کہکر چمن پیرا سے صندلان کو حاصل کرون خدمت مین صاحبقران کے چلون
اور تم لوگون کے واسطے بھی بہتری ہی کہ عمر طلسم حقیقت مین تمام ہوئی اب چمن پیرا
دیےگی طلسم ضرور فتح ہوگا اس پہلو سے تم سب کی جان بچےگی اسوجہ سے مین تم سب
صاحبون کو سمجھاتی ہون کہ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا کی پہونچاؤ اگر ہم لوگ
نہ شریک ہونگے تو بھی طلسم فتح ہوگا اور اگر شرکت کرینگے تو بھی طلسم فتح ہوگا اب طلسم
نہین بچتا کئی مرحلے شکست ہوے لوح طلسمی مل گئی اب فتح ہونے مین کیا باقی ہی جب
شہلا سے نرگسی چشم نے اسطرح جو کہا سب کے دلون کو فرحت حاصل ہوئی ہر ایک نے
خوش ہوکر کہا ای شہلا حقیقت مین تمہاری رائے سے ہماری جان بچیگی اگر حقیر ہوکر ہم
مارے گئے تو کیا نفع ہوگا بسم اللہ چلو ہم تمہارے ساتھ ہین شہلا ان چارون سردارون کو
مع ستر اسّی ہزار ساحر ہمراہ لیکر طرف چمن پیرا کے چلی قضاے کار دز دچادو ایک
شہلا کی کنیز ہی ہمیشہ سے شہلا سے رشک رکھتی ہی وہ بھی ساتھ ہی دل مین اپنے صلاح
کر رہی ہی کہ مین چمن پیرا سے سب حال بیان کر دونگی آج ہی شہلا کو ایسا ذلیل
کراؤن کہ ہمیشہ کو یاد کرین اور کوئی مطلب حاصل نہ ہو چمن پیرا ان سب کو گرفتار
کرے ساتھ ساتھ شہلا کے چلی آتی ہی مگر دل سے اپنے یہ باتین کر رہی ہی قضاے کار
چمن پیرا جو زخمی ہوکر آئی اپنے باغ مین بیٹھی ہی حاکمان دربند چلے آتے ہین چاہتی ہی
کہ سب جمع ہولین تو چلکر طلسم کشا کو گھیرون دمبدم کہتی ہی آج ہی شہلا کہان ہین ہم تو
مبتلاے غم و الم ہین وہ صبح سے ہمارے پاس نہین آئین کہ چند حاکم آئے آتش مست سرشار
ومیخوار و ہوشیار و سنگ بار وغیرہ کے یہ چند سردار موجود ہین اور قفس سامنے
صندلان کا لٹک رہا ہی دمبدم طعن کرتی ہی کہ کیون بی صندلان تمکو نیادر دسر پیدا
ہوا کہ طلسم کشا سے جاملین لیکن مین تمکو کس زور و شور سے لائی صاجو سنا تمنے

جب مین انکو لیکر چلی ہون تو عاشق سے کیا کیا راز و نیاز کی باتین کین کہ میری قبر پر آنا فاتحہ خیر پڑھنا اشعار شاعرون کے اسی مضمون کے خوب خوب پڑھے بڑے بڑے نخرے کیے اُنھون نے بھی بڑی کہ و کاوش کی تیر مجکو مارے لیکن وہ تیر مجھ تک نہ پہونچے مین نے دیکھا کہ وہ تڑپ کر رہگئے مین انکو لے آئی عین لشکر کشی مین میرا ارادہ ہی کہ اسکی شکل بنکر طلسم کشا کو دھوکا دون لوح پر قبضہ کرون جب لوح میرے قبضے مین آئی پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی سب ساحر کہ رہے ہین ای بادشاہ طلسم تنے خوب تدبیر سوچی ہی یہ تدبیر خالی نہ جائیگی یہ باتین تھین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی چمن پیرا نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ لالہ ہاے سرخ و زرد آسمان پر پیدا ہوے وہ ایک لنگر بر سر باغ لہرائے لالہ ہاے ابر پھٹے دیکھا آگے سب کے شہلاے نرگسی چشم پشت پہار جل و مرجل و شنکل و ھنکل ستر ہزار ساحران زرہ دست پشت پر علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے چمن پیرا نے کہا لو صاحبو میری قوت بازو آگئی مین حیران تھی کہ کہان گئی مگر چار ساحرون کو لیکر آئی ہی اب لشکر کشی معقول ہو گی یک طرف سے مین تہ کر دونگی اور ایک جانب شہلا ہو گی مین شنکل صندلان اُس ہنگامے مین جاکر لوح مانگ لونگی گھبراہٹ مین لوح دیدینگے کہ شہلا آکر اُتری جھک کر سلام کیا چمن پیرا نے گلے سے لگا لیا کہا ای شہلا تم آج صبح سے کہان تھین اب صندلان کو قتل کرتے ہین قصد ہی کہ لشکر کشی کرین طلسم کشا کو چلکر گھیرین شہلا نے کہا ای شہنشاہ ساحران میری مرضی یہ ہی کہ صندلان کو پہلے قتل کرین اسی نے امیر کو لوح دلوائی عفریت کو قتل کروایا تم لشکر کشی کرکے چلو مین صحراے ویران مین لیجا کر صندلان کو قتل کرون چمن پیرا خوش ہو گئی اپنے مقام سے اُٹھی کر قفس صندلان اُتارون کہ دزد جادو اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر کہا ای بادشاہ طلسم مجھے کچھ عرض کرنا ہی پہلے میری سُن لیجیے پھر قفس اُتاریے گا یہ کہکر قریب آئی کان مین کہا حضور یہ بی بی ہماری بی شہلا صاحب نادیدہ طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین چاہتی ہین صندلان کو رہا کرکے لیجاوین ان چارون سرداروں کو سمجھا کر اپنی جانب کر لیا ہی یہ سب لشکر بھی اُنھین کا

تابعدار ہیں سب آپ کے دشمن ہین قفس ہمہ کے دیجیے گا اگر مناسب ہو تو ان سب کو گرفتار کیجیے
یہ خبر وحشت اثر سنکر چمن پیرا کی یا تو قفس اُتارنے چلی تھی یا رک گئی شہلا نے کہا ای
شاہ طلسم خیر تو ہے آپ کیون رنگین ہین لشکر لیکر جاؤن بشکل صندلان طلسم کشا کو
دھوکھا دون آپ اسی مقام پر رہیے مین طلسم کشا کو گرفتار کر لون اور لوح طلسمی
چھینون مجبور کر کے طلسم کشا کو قتل کر دن کامیابان و دریا و مرغان ہوا انکے حال پر
روئین بلکہ لا کر اسی باغ مین قتل کر دن چمن پیرا سے ضبط نہ ہو سکا پکار کر آواز دی
کہ ان بی شہلا تمنے ہمارے قتل پر کمر باندھی ہے کیون ارجل و مرجل و شکل منکل
تم سب نہانی پر شہلا کی مغرور ہوے اب مین تم سب کو جانے دونگی ایک سحر
مین سب کو مٹا دونگی شہلا نے کہا ای بادشاہ طلسم یہ تمسے کسنے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو مین
تمھاری خیرخواہ ہون کیا مجکو صندلان بنایا دزد جادو پیشہ کی مکارہ ہے اسنے کچھ اگر
دراندازی کی اسقدر شفتل کو جوتیان مارونگی کہ سر اسکا گنجا ہو جائیگا ایسے فتنہ ریشہ کیا کرتی ہے
یہ کہکے ہاتھ بڑھایا دزد کی چوٹی پکڑی اپنی جانب کھینچا دزد نے پکار کر آواز دی ای
ملکہ چمن پیرا مجکو اس ظالمہ کے ہاتھ سے بچائیے مگر شہلا نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر دزد
کا اڑ گیا چمن پیرا نے کہا بی شہلا یہ کیا کیا کہا حضور میرے آپکے فساد کراتی ہے جو مین نے
کہا ہے اُسی حضور سے کیجیے ورنہ مین جاتی ہون جا کر طلسم کشا سے لڑونگی میرا تو عجب حال
ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے لائیے قفس صندلان مجھے دیجیے ایسے صحرا مین قتل کرون
کہ جان پانی بھی نہو لاش کو دفن و کفن بھی نہ ملے چمن پیرا کے منھ سے نکلا کہ ہان ای سردارو
بی شہلا کو مار لو سب سرداران مذکور خونخوار و سنگبار وغیرہ اپنے مقام سے اُٹھے
چاہا کہ شہلا پر سحر کرین یا گرفتار کرلین شہلا نے ایک دستک دی اور ہاتھون کو جھکایا
وہ سب زمین پر تڑپ کر گرین کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا اور کسی کا پانون کٹا چند کنیزان
شہلا بدحواس ہوکر بھاگین یہان صاحبقران اپنے مقام پر بیٹھے ہین لوح کو جو ملاحظہ
کیا لوح مین عجب نوشتہ نکلا کہ اپنے دوست کی خبر لو صاحبقران حیران کہ میرا دوست
کون ہے جب لوح دیکھتے ہین یہی مضمون نکلتا ہے کہ دوست کی خبر لو صاحبقران

حیران و پریشان ہین کہ شاید خواجہ عمرو کسی بلا مین پھنسے ای خالق کارساز وای رب بےنیاز اس مشکل کو آسان کر ورنہ یقین ہے کہ قتل ہو جائین نہین معلوم اُس یار جادو دانی و محبوب جانی پہ کیا گذری کہ وہ ظالم گرفتار کرکے لیگئی ہے نہین معلوم کس طرح پیش آئے اُسی کی لوح خبر دیتی ہے کہ چند کنیزین شہلا کی آکر یہونچین عرض کی ای شہریار ملکہ شہلا سے نرگسی چشم کہ دختر وزیر طلسم ہے صندلان سے حال آپکا سنکر بائل ہوئین رات تڑپ تڑپ کے کاٹی جب آنکھ کھلتی تھی بیقرار ہو کر فرماتی تھین نظم

لطیف جان سے ہر اک عضو تن نظر آیا — گذر کے دل سے مرے وہ دہن نظر آیا
ہزار بوسے ہر اک لب کے گن کے لونگا مین — جو غنچہ سا کوئی گل کا بدن نظر آیا
خضر سے راہ وطن کیا مجھ سے پوچھو ہین — مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا
ہوا جو ذکر چمن مین تری نزاکت کا — سفید رنگ سرخ یاسمن نظر آیا
دکھائی آنکھون نے سیر جہان لگا کہ تک — قفس کے چاکون سے مجکو چمن نظر آیا
گذر گئی ... جمال اسکی بن آنکھون کو — وہ خلوتی اگر ای انجمن نظر آیا
یقین ہوا کہ ہے ظلمت مین چشمہ حیوان — شب وصال ہمین وہ دہن نظر آیا
پیاسے پانی کے دکھلائینگے کاسہ چشم — رلائیگا جو وہ چاہ ذقن نظر آیا
کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے آتش نا — کمال ہمکو تو مشکل یہ فن نظر آیا

جب صبح ہوئی تو سوار ہو کر نکلین ایسے مقام پہ پہونچین کہ جہان ارجل و مرجل و فنکل و منکل چارون دیو بیٹھے ہوئے صلاحین کر رہے تھے کہ بادشاہ طلسم کی مدد کو جائین ہماری بی بی جو وہان پہونچین آپ کی جہالت و جرات کا ذکر کرکے انکو تسخیر کیا صلاح ہوئی کہ چلکے صندلان کو رہا کرلائین لیکن دزد جادو کنیزنے سب حال چمن پیرا سے کہا کہ اب باغ مین لڑائی ہو رہی ہے چمن پیرا کے ساتھ شاہان ہر بندہ ہین اور ملکہ ہماری بجرأت لڑ رہی ہین اسکی طرف تین لاکھ ساحر دس بار دافسر ہین لیکن ہماری ملکہ کسی سے آنکھ نہین چھپاتین برابر لڑ رہی ہین عین گرمی جنگ مین ہمارے خیال مین آیا کہ چلکر حضور کو خبر کرین آپکو تخت پہ سوار کرکے لیچلین آپ کے پہونچنے سے شہلا کو

بڑی جرأت ہوگی اور چمن پیرا گھبرا جائیگی صاحبقران تلوار ٹیک کر اُٹھے کنیزون
نے عرض کی ہم تخت سحر تیار کرین اُسپر سوار ہو کے چلیے بہت جلد پہونچا دینگے امیر نے
لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ یہ اسم پڑھکر طرف آسمان کے دم کرو قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھو
امیر نے اسم مذکور بہ تعداد مرقوم پڑھکر طرف آسمان کے دم کیا جیسے ہی امیر نے اسم
دم کیا آسمان پہ سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر سفید رنگ منقار کلان آنکھین یاقوت احمر کی پر
سات رنگ کے اُڑتا ہوا آتا ہے زمین پر آکے اُترا منقار بڑھائی کہ صاحبقران کی کمر مین
منقار دیکر لے اُڑے دون امیر نے طائر کی گردن پکڑی اور جست کر کے پشت پر سوار ہوے
چنبہ پر دونون ہاتھ ڈالا وہ طائر اُڑتا ہوا صاحبقران کو لیچلا پشت پر دو کنیزین جنھون نے
صاحبقران کو خبر دی تھی وہ بھی اُڑتی ہوئی چلی آتی ہین یہان گرمی جنگ ہے شہلا کو ساحرون
نے گھیرا ہے گرار جل دمر جل وشنکل وہنکل مثل پروانے کے گرد شمع جمال شہلا
پھر رہے ہین جو ساحر قریب آیا اُسے مار کر گرا دیا ستر ہزار ساحر جابجا گھر رہے ہوے
ہین مگر شیرانہ لڑ رہے ہین چمن پیرا ہر مرتبہ کڑک کر شہلا پر آتی ہے مگر شہلا جب
دیکھ دیتی ہے تو چمن پیرا ہٹ جاتی ہے وا آتشی ہو کہ قفس مین صندلان یہ حال دیکھکر
بے قرار ہو رہی ہے اور شہلا سے اشارے کرتی ہے کہ بوا کسی طرح مجبور ہا کرو تو پھر مزہ
دیکھو کسی طور سے صاحبقران کو خبر کر دو شہلا جواب دیتی ہے کہ اے ہمشیرہ کیونکر یارون
تک پہونچ نہین سکتی ہزار طرح کی کدوکاوش کر رہی ہون مگر ممکن نہین ہوتا میرا خود
عجیب حال ہے قلب پہ ہجوم غم و ملال ہے بقول شاعر

نظم

[illegible] دشمن کی [illegible] کے خواب کا
برہمن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا

[illegible] اس قدر اُس قاتل احباب کا
بند آخر کو نکلنا ہو گیا ہے تاب کا

[illegible] مژگان ہے بجا اُس طاق ابرو کی طرف
چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا

[illegible] آب دم شمشیر قاتل مین مدام
پانی بھی مین نے نہ پایا خانۂ قصاب کا

[illegible] اک دم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی
پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا

عاشقون سے اپنے وہ جتنی بھوین ٹیڑھی ہوئین
اہل قبلہ سے پھرا منھ کعبہ کی محراب کا

سیر کرکے دو گھڑی دل اسمین بہلاتے ہین
دل ہمارا ہو مرقع صحبت احباب کا
مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین
فرش ہو گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا
بے تکلف آستان یار پر مارا قدم
دور کو سون رہگیا مجسے محل آداب کا
چشم تر سے کانپتی ہو قالب خاکی کی سوح
کس طرح کشتی نشین کو ڈر نہو گرداب کا
سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہو پریشان خواب کا

ملا صندلان قفس مین بیتاب و بیقرار ہو شہلا ہر مرتبہ چاہتی ہو کہ قفس کو چھیٹ کے مین آتا رلون مگر ساحر ٹوٹے پڑتے ہین ہر چند شہلا قصد کرتی ہو مگر پہونچ نہین سکتی فوج چمن پیرا نے گرد قفس کے پرے باندھے ہین صندلان دعائین کر رہی ہو کہ ای خالق بے نیاز وای رب کارساز مجکو رہا کر نظم

عفو کن عفو ای شہ عالی جناب
زانکہ دارم جرم بے حد و حساب
گر ان را ... ہتائی میکنی
بر طریق نیک و بد را ہصواب
ہست ہر ذرہ زلطفت مستفیذ
ہست ہر قطرہ ز فیضت بہرہ یاب
دیدہ گریان شایقان راشل شمع
سینہ بریان عاشقان راچون کباب
ماندہ راج جناب کبریا
ہندی نادان بہ پیری و شباب

صندلان نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا اقلیت خداے لم یزل عزوجل نے ہدل آمدن سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ با شیدای کافران بے حیا دای نابکاران پر دونا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم کردگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
نتیغ ... و قمقام نام
کیے تیغ تقرب یکے ذوالحجام
... از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

... صاحبقران ایک طائر کی پشت پر سوار آسمان سے ظاہر ہوے ... پر زمین پر آیا امیر پشت طائر سے کودے قضاے کار طائر نے قریب قفس امیر کو اتارا طائر نے بھی پرون کو جنبش دی چنگاریان آگ کی نکلین جیسے

چنگاری پڑی مثل ہیزم خشک جلنے لگا کئی ہزار ساحر جل کر خاک ہوے امیر نے جو قفس سے صندلان کو دیکھا لوح کا عکس جو ڈالا قفس ٹوٹا ایک کنیز نے زبان سے صندلان کی سوزن نکالی صندلان تڑپ کر بلند ہوئی کئی سو ساحرون کو کاٹکر قریب شہلا کے آئی شہلا رونے لگے سے لگایا صندلان نے پوچھا ہوا تمھارا کیونکر آنا ہو شہلا نے کہا اے ہمشیرہ میرا مقدمہ طولانی ہو خدا اس مقدمہ سے بخیر و عافیت مہلت دے تو بیان کرونگی مگر بیان آنیکا یہ باعث ہوا منظور تھا کہ تکو رہا کرین مگر فلک نے نہ چاہا شکر ہو کہ طلسم کشا پہونچ گئے میری کنیزین جو خیر خواہ دولت ہین اُنھون نے جا کر صاحبقران کو خبر دی اسوجہ مین امیر کا آنا ہوا مگر اے صندلان تمھاری رہائی کی سبکو خوشی تمھی شکر ہو کہ تمنے رہائی پائی مگر اب مصروف جنگ ہو ساحرون کا بلوہ ہو یہ سردار جو جنگ کر رہے ہین انکو قتل کرو یہ فوجون کو ترغیب دے رہے ہین یہ سنکر صندلان بھی ایک طرف شہلا نے قصد کیا دونون کڑک کڑک کر گرین شہلا نے گجرہ پھولون کا مارا ہوا ٹھنڈھی چلی پھول سب ہنسے غنچے مسکرائے طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے آگ لگائی اشعار آتش کے پڑھے نظم

آشنا گوش سے اُس گل کے سخن ہو کسکا	کچھ زبان سے کے کوئی یہ دہن ہو کسکا
ہر نشتر سے ہوتی ہو قیامت برپا	جو چلن چلتے ہین خوش قد یہ چلن ہو کسکا
شادی مرگ سے پھولا مین سمانے کا نہین	گور سے کہتے ہین کیسے نام کفن ہو کسکا
دہن تنگ ہو موہوم یقین ہو کسکو	کمریار ہو معدوم یہ ظن ہو کسکا
ایک عالم کو ترے عشق مین ستہ ہوگا	صاف آئینے سے شفاف بدن ہو کسکا
حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو	پھر یہ عناب لب و سیب ذقن ہو کسکا
گلشن حسن سے بہتر کوئی گلزار نہین	سنبل اس طرح کا پیچ و شکن ہو کسکا
باغ عالم کا ہر اک گل ہو خدا کی قدرت	باغبان کون ہو اسکا یہ چمن ہو کسکا
خاک مین اسکو ملاؤن اُسے برباد کرون	جان کسکی ہو مری جان یہ تن ہو کسکا
یار کو تمسے محبت نہین تو اے آتش	خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہو کسکا

کئی ہزار ساحر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف جنگل کے نکل گیا کئی ہزار مبہوت ہو کر
جنگ مین مصروف ہوئے ہمراہیان چمن پیرا کو قتل کرنے لگے جب چمن پیرا نے دیکھا
کہ میرے ہمراہی ایسے مبہوت ہوے کہ بھائی کو بھائی اور بیٹے کو باپ قتل کرتا ہے تو چمن پیرا
نے ایک دستک دی کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین جس پر قطرہ پڑا وہ ہوش مین
تو آیا مگر جسنے جوان بیٹے کو قتل کیا تھا وہ اُسکا لاشہ دیکھ چیخین مار کر رونے لگا کوئی بھائی کی
لاش پر روتا ہے کوئی باپ کی لاش پر چیخین مارتا ہے بعض کو آکر چمن پیرا نے اُٹھایا کہا صاحبو
اب کیون روتے ہو ایسا عشق صندلان تین درد سر پیدا کیا کہ بیٹے کو ہاتھ سے ملد ڈالا
اب رونے سے کیا فائدہ جسطرح بن پڑے دشمن کو مٹاؤ بیٹے کے خون کا بدلہ لو طلسم کشا
عین وقت پر آئے مین خوب جانتی ہون کہ بی شہلا نے طلسم کشا کو بلوایا ایسا نہ ہو کہ اب
طلسم کشا سے مجھسے مقابلہ پڑ جائے مجھے افسوس یہ ہے کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا
کہ ہوشنگ مردار خوار یک ساحر قوی تن قوی من عفریت مثال دیو خصال جلوہ نما
ہوا سامنے چمن پیرا کے آیا کہا ای شہنشاہ طلسم چمن زار مین طلسم کشا کو گرفتار کرکے
لاتا ہون زور و قوت مین اُنسے دہ چند ہون مرد و مرکر مار ڈالونگا یہ کہکے چلا سامنے طلسم کشا
کے آکر سحر کیا آگ برسی تلوارین گرین لیکن امیر پر تاثیر نہ ہوئی کئی طرح کے سحر اس ساحر نے
کیے قضا سے کار ملکہ شہلا لڑتی ہوئی سامنے ہوشنگ مردم خوار کے آگئی ہوشنگ
للکار کر جا پڑا شہلا نے بجلی کان سے اُتاری اور طرف ہوشنگ کے کھینچ ماری برق چمک کر
گری ہوشنگ نے تو اپنے کو بچایا مگر اور کئی سو ساحرون کے سر اُڑ گئے دور جا کر برق چمکی
لاشے ساحرون کے لوٹنے لگے چمن پیرا نے للکارا کہ کیون شہلا اب ہمارا کچھ پاس
نہین ملازمون کو ہمارے تو قتل کرتی ہے تجکو خوف نہین آتا جسوقت خداوند بقراط ثانی
کا سامنا ہوگا اور قدرت سے پوچھین گے کہ میرے بندون کو کیون مارا تو کیا جواب دیگی
قدرت اُن سب کو حیات تازہ عطا کرینگے تجکو جہنم مین پھنکوا دینگے کون تجکو بچائیگا
شہلا نے جواب دیا ای چمن پیرا یہ تیرا ہی اعتقاد ہے بقراط ثانی بالکل بے اختیار اور
جعلساز ہے یہ سنکر چمن پیرا جھلائی جھولی سے گولہ نکال کر مارا شہلا کے سر پر برق

گری کہ سر اسکا زخمی ہوا امیر نے جو دور سے دیکھا کہ سر شہلا کا زخمی ہوا اور چمن پیرا
قتل کرنے کے لیے چلی ہر نعرہ کرکے جا پڑے شہلا پیچھے ہٹی ہوشنگ غریو کرتا ہوا قریب
صاحبقران آیا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینک دی ہوشنگ پٹ پڑا امیر نے گردن پر ہاتھ رکھکے ایک مارا اکر سر زمین سے
ملا دیا ہوشنگ نے چاہا بل کرے دوڑون امیر نے پیر جمائے ہوشنگ سے کشتی
ہونے لگی ہوشنگ کو اپنے زور پر بڑا ناز ہوا امیر نے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرۂ اللہ اکبر
کیا زور جو کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا داہنا پیر آگے بایان پیر پیچھے رکھکر ہوشنگ کو چرخ دیا چرخ دیکر زمین پر مارا
ہوشنگ نے چاہا ہو نٹھے کی کھا کر سنبھلون امیر نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون
شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کندۂ زانو سے دبا کر فرمایا در شناخت پروردگار
چہ می گوئی اُسنے جواب سخت دیا امیر نے سینے سے اُٹھکر ہوشنگ کو شل کر باس کنہ چیر کر
پھینک دیا چمن پیرا نے جو لاشہ ہوشنگ کا دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ساتھ والون سے
کہا کہ بڑا دیو مارا گیا کن کن لڑائیون کو اسنے فتح کیا دیو بربار جب اگر درہ کوہ مین ساکن ہو
ساکنان طلسم کو آزار پہونچاتا تھا جو راہ گیر نکلتا تھا اُسکو چیر پھاڑ کر کھا جاتا تھا ہوشنگ
اُسکے مقابلہ مین گیا اور درۂ کوہ پر جاکر للکار اللکار کر اُس سے مقابلہ کیا اُسکو ٹوک کر مارا
آج اُسکو حمزہ نے کس زور وشور سے قتل کیا لاشہ اُسکا پھڑک رہا ہے کہ ایک طرف سے
غریو کی آواز آئی زمین تھرائی پالہنگ کرگدن سوار نعرہ کرکے آگرا کہتا تھا میرے
بھائی کو کسنے مارا چمن پیرا نے بڑھکر کہا ای پالہنگ تیرے بھائی کو حمزہ نے مارا
پالہنگ نعرہ کرکے صاحبقران کی طرف چلا راہ مین جو ملا اُسے چیر کر پھینک دیا
منھ سے شعلۂ آتش چھوڑتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا پالہنگ کی جو نگاہ جمال
جہان آرا پر پڑی مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان ہوکر کہا یا صاحبقران آپنے
غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا مین یہ آرزو کرکے آیا تھا کہ طلسم کشائی کا شریک
ہونگا اب مجکو از حد غصہ ہے کر بھائی کا لاشہ دیکھا اب چاہتا ہون کہ تجکو قتل کرون چیر پھاڑ کر

تھا جاؤن ہڈیان تک چبالون صاحبقران نے آواز دی او مردک کیا بکتا ہی جو ہو سکے
قصور نکر زبان تیغ سے کلام کر پالنگ نے دیکھکر آواز دی مجھے آپ کے جمال پر افسوس
آتا ہی کہ تمھارے فرزند یتیم ہو جاوینگے بس بہتر یہی ہی کہ میری اطاعت کرو قدمون کو بوسہ دو
امیر نے فرمایا اگر تجکو دعوی جرات ہی تو یہی گو ہی یہی میدان ہی پالنگ نے گرز گران سنگ
آسمان سنگ ہشت پہلو دو دستی اٹھایا خبردار خبردار کہکے صاحبقران پر لگایا
امیر نے گھاٹ پر تلوار کے روکا گرز سنکے گرا جھلا کر پالنگ نے ڈنڈا امیر پر کھینچ مارا
امیر نے اسکو بھی خالی دیا تب پالنگ جھلایا کہا حمزہ تو فنون سپاہ گری مین طاق ہی اس
فن مین بھی شہرۂ آفاق ہی مین تیری جرات سن چکا ہون راستہ طلسم خیال سکندری کا
بند تھا کوئی جا نہ سکتا تھا اب راستہ کھلتا ہی چمن پیرا نے ایسا انتظام کیا تھا کہ اس طرف
کوئی آنہ سکتا تھا دشمنون نے تمھارا ساتھ دیا لوح دلوائی یہان تک پہونچایا ورنہ یہ وہ
مقام ہی کہ ہوا کا بھی گذر نہ ہو سکتا تھا ہوا بھی تھراتی ہوئی آتی تھی ایسے مقام پر تلوار چلی
تیغ نے کشتی مین امتحان چاہتا ہون امیر آستین چڑھا کر موجود ہوے صندلان و شہلا
لڑ رہی ہین ہنگامہ سحر گرم ہی گولے تیغ چل رہے ہین جو سحر چمن پیرا کرتی ہی صندلان و
شہلا اسکو دفع کرتی ہین چمن پیرا حیران ہی کہ کیا کرون ان دونون کو کیونکر میدان سے
نکالون تحفہ جات طلسمی جھولی سے نکالے ایک کاغذ سفید نکالکر طرف آسمان کے پھینکا آگ
برسنے لگی ان شعلہ ہاے آتش کی گرمی سے رنگ صندلان متغیر ہوا شہلا بھی متردد و
متحیر حیران دیکھ رہی ہین کہ اس آگ کو کیونکر دفع کرین شعلہ آتش بھڑک کر طرف
صاحبقران کے آئے ادھر پالنگ آمادہ ہی کہ امیر سے کشتی لیوے گرمی آگ کی
جسم کو جو پہونچی امیر نے لوح کو چمکایا شعلہ آتش بھڑک کر طرف چمن پیرا کے چلے نہ
شعلے پالنگ پر گرے پالنگ غل مچانے لگا کہ ای بادشاہ طلسم یہ کیا کرتی ہی مین جلا
جاتا ہون بہتر یہ ہی کہ ان شعلون کو دفع کرو ورنہ ہڈیان جلنے لگین گی چمن پیرا شرمندہ
ہوکر شعلہ آتش دفع کیے پالنگ خم مار کر امیر سے پٹ پڑا ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ گردن طلائی
گلے سے اتار لون مگر امیر لوح کو بچاتے ہین ہر مرتبہ بازو پر ہاتھ مار دیتے ہین اور ڈپٹتے

ہین ای پالہنگ جرأت کو کام کر مکروحیلہ سے ہاتھ اُٹھا تو چاہتا ہو کہ لوح مجھسے لے جبتک
سر میرے جسم پر باقی ہو کیا مجال جو کوئی لوح لے سکے بڑی کوشش سے لوح لی ہو یہ لوح طلسم چمن زار
فتح کرائیگی کشتی بزور و شور ہو رہی ہو صاحبقران ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ ریل کر پالہنگ کو لے
دوڑین مگر پالہنگ جما ہوا ہی قدم نہین ہٹاتا آخر امیر نے بہ قوت تمام دونون مونڈھے تھامے
ریل کرکے دوڑے ہر چند پالہنگ چاہتا ہو کہ اپنے کو روکے مگر تھم نہین سکتا پیچھے ہٹتا جاتا ہو
دس قدم امیر ریل کر پالہنگ کو لائے وہان پر لاکر کہا دونون گھٹنے پالہنگ کے آشنا زمین
ہوئے امیر نے کمر بند میں ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر کرکے زور کیا ہرچند پالہنگ نے تیغے مارے تڑپا مگر
صاحبقران نے جو زور کیا پالہنگ کو سر سے بلند کیا پالہنگ کو چرخ دینے لگے سپر کہین خنجر کہین تلوار
کہین ہاتھ کے دستانے کہین پاؤن کے موزے کہین مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا فوج نے جو
دیکھا کہ ہمارے افسر کو طلسم کشا نے اُٹھا لیا چار طرف سے بلوہ کرکے ٹوٹ پڑی امیر نے بجاے سپر
بائین ہاتھ پر پالہنگ کو لیا جسنے ہاتھ تلوار کا مارا ہولتی ہوئی سپر کو آگے کر دیا پالہنگ غل مچاتا ہو
یارو میری جان لوگے مگر لڑنے والے کون سنتا ہو چوٹ پر چوٹ تلوارین پڑ رہی ہین جب تلوار پڑتی ہی
آہ کرتا ہو شبرنگ نیزہ باز نے کہ پہلوان زبردست ہو بادہ کبر و نخوت سے مست ہو دور سے جو
یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہتا ہو طلسم کشا نے پہاڑ کو اُٹھا لیا کسکی مجال تھی کہ ایسے
خونخوار کو اُٹھا لیتا اور جم کر لڑتا بجاے سپر ہاتھو نپر بلند ہی اور تیور پر بل ہین خونگانہ ارسے ہین ہرچند
پہلوان چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کے چھین لین مگر امیر کسی کو قریب نہین آنے دیتے آخر شبرنگ
نعرہ کرکے آپڑا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا طعنین نیزون کی چلنے لگین بائین
ہاتھ پر پالہنگ علم ہی عجب ہجوم غم و الم ہو کہ اتنے بڑے پہلوان کو ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے نیزہ بازی
کر رہے ہین تمام لشکر دیکھ رہا ہو کہ امیر سے اور شبرنگ سے نیزہ بازی ہو رہی ہو جب صاحبقران
بار پالہنگ سے عاجز ہوے تو داہنے ہاتھ پر تول کر شبرنگ پہ پالہنگ کو پھینک دیا دونون بے اُٹھا
ہو کر گرے عطیان صاحبقران ٹوٹ پڑے دونون کی مشکین باندھلین ملکہ شہلاے نرگسی چشم
لڑتی ہوئی پہنچین گرد صاحبقران پھرنے لگین مار کر سب کو ہٹایا اسلحہ کا سحر کیا کہ ساحر جیتے ہوے
بھاگے بعض جھومنے لگے آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا یہ اشعار عبرت پڑھتے ہوے دیوانہ وار

وحشی مثال طرف صحرا کے بھاگے نظم

نازک حباب سے ہے مرا دل مرا مزاج	ہم جائے پانی ہو کے جو بدلے ہوا مزاج
اک دم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم	پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا نہ کا مزاج
دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم	بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج
صحت نہین نوشتۂ بیمار عشق مین	چھٹ جاتی ہے غذا نہین باقی دوا مزاج
دیوانہ دیکھتا ہون مین دنیا پہ خلق کو	آتش پری کا رکھتی ہے یہ بیسوا مزاج

پہاڑون نے سر ٹکراتے ہوئے جھیلون مین گر کر اپنی جان دی آبرو کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی ملکہ چمن پیرا نے جو دیکھا کہ اب لشکر معرض زوال مین ہے سب سردار بیاسے گئے فوج والون کو شہلا وصندلان نے دیوانہ کر دیا وحشی بنایا کچھ طرف صحرا کے بھاگے کچھ کنوون مین گرے بعض اہمین صلاح کر رہے ہین کہ طلسم کشا کی شرکت کرو طلسم کشا رحیم مزاج ہے عزیز دار صاحب معراج ہے یقین ہے کہ خطا معاف کرے ہماری خطا کا خیال نکرے کنیزون نے چمن پیرا کو خبر دی کہ اہل فوج آپکے بیدل ہو رہے ہین یقین ہے کہ صاحبقران کی شرکت کرین چمن پیرا یہ سنکر گھبرا گئی کنیزون سے کہا صاحبو مین کیا کرون کدھر نکل جاؤن کیونکر جان بچاؤن طلسم کشا کے آنے سے لڑائی بگڑی ورنہ میرے ہمراہ تین لاکھ فوج تھی ہمراہیان ارجل ومرجل وشنکل ودہنکل ستر ہزار جوان تھے کیا میری فوج سے لڑ سکتے مگر شہلا وصندلان نے آگ برسا دی حقیقت تو یہ ہے کہ سب کے پاؤن اُٹھا چاہتے ہین کنیزون نے کہا واری نکل چلیے پاس خداوند کے اپنے کو پہونچائیے دیکھیے قدرت کیا صلاح دیتے ہین یقین تو یہ ہے کہ حضرت آپکو عمدہ معقول دین بلکہ کیا تعجب ہے کہ آپکو طرۂ پیغمبری ملے کلی آرزو کی نکلے کہ آپنے بڑی مشقت و محنت اُٹھائی ہے یہ بات چمن پیرا کو پسند آئی طاؤس پر سوار ہوئی طرف آسمان کے چلی اور پکار کر آواز دی کہ جسکو قصر سکندری پر چلنا ہو وہ آئے ہر چند کہ بہت سے مارے گئے کچھ دیوانہ وار طرف صحرا کے نکل گئے مگر ساٹھ ہزار جو صحیح و سالم تھے بھاؤ کرکے گرد چمن پیرا آئے چمن پیرا اسکو ساتھ لیکر بلند ہوئی لگ ابر سیاہ مین سب چھپے وہ ابر اڑتا ہوا روانہ ہوا امیر نے جو دیکھا کہ لشکر دشمن نکل گیا چند تیر بھی مارے صندلان وشہلا نے ابر پر بجلیان گرائین مگر ابر نہ رکا صاحبقران بہ فتح وفیروزی مع ارجل ومرجل وشنکل ودہنکل وصندلان وشہلا

وباقی سرداران وغیرہ کے باغ چمن پیرا مین تشریف لائے بارگاہ آسمان جاہ استادہ ہوئی سب
سردار آکر بیٹھے صاحبقران فرماتے ہین کہ یارو فلک نے کیا انقلاب دکھلایا کہ چمن پیرا زندہ
نکل گئی شہلا نے عرض کی کہ حضور چمن پیرا کہین نہ جائیگی پھر آپسے آکر لڑیگی اُسکو طلسم چمن زار کا
بڑا خیال ہے یہ باغ وسیع ودلکشا بڑی مشقت سے بنوایا ہے ہر سال ایک قصر یا دو قصر بنواتی ہے گانے
بجانے کا بڑا ذوق وشوق ہے نیرنگ زعفران پوش وزیرزادی چمن پیرا کی بجبت شہلا
شریک ہوئی ہے اُسنے دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو یہ کنیز جائے جہان چمن پیرا اُترے رات کو
گرفتار کرکے لاؤن شہلا نے کہا ای نیرنگ یہ بات کبھی صاحبقران نہ قبول کرینگے کہ تم یکہ وتنہا جاؤ
نیرنگ نے کہا مین طریقے سے چمن پیرا کے آگاہ ہون اس رنگ سے اپنے کو پہونچاؤن کہ دست دشمن
کو خبر نہ ہو یہ کہکے قدمون پر صاحبقران کے گر پڑی کہا حضور کے اقبال سے جو کہتی ہون وہی کرونگی
کنیز کو اجازت ملے صاحبقران نے مجبور ہوکر فرمایا ای نیرنگ تمہارا جانا مجکو بہت ناگوار ہے لیکن
تم اس طور سے کہتی ہو کہ سوائے اجازت دینے کے کوئی چارہ نہین مگر اپنے کو بچانا کسی بلا مین نہ پھنسنا
نیرنگ زعفران پوش ایک طاؤس پر سوار ہوئی اسباب سحر سے آراستہ ہوکر چل نکلی مگر چمن پیرا
جو شکست خوردہ بھاگی اُفتان وخیزان حیران وپریشان بارہ کوس پر ایک صحرا ہے کہ اُسکو صحرائے
زعفران پوشان کہتے ہین وہان پہونچی زعفران جادو وہان کی حاکم ہے جسوقت زعفران نے خبر سُنی
کہ چمن پیرا شکست خوردہ آتی ہے کنیزون کو ساتھ لیکر برائے استقبال اپنے باغ سے نکلی راہ مین
آکر سلام کیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا اپنی بارگاہ مین لائی کہا ای چمن پیرا کیا کہون کہ جو دلپر صدمہ ہے جی
چاہتا ہے کہ بی شہلا کا سر لاؤن صندلان کو تیرباران کرون ان دونون نے یہ فتنہ برپا کیا ہے
چمن پیرا نے کہا ای زعفران کیا مین اُنکے واسطے کوئی بات اُٹھا رکھونگی وہ کدوکاوش کرون کہ
سرمیدان اُنکو دار پر کھینچون تم سب صاحبون نے دیکھا کہ اگر یہ راستہ نہ جو ہتین تو قصر تاریک مین طلسم کشا
کبھی نہ پہونچتے باغ زعفران مین بارگاہ استادہ ہے پردے اُٹھے ہوئے کیدان رسالدار جمع ہین چمن پیرا
فکر کر رہی ہے کہ دیکھا آسمان پر سنہرا ابر پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی چمک ہے بڑے
زور وشور سے ابر آتا ہے چمن پیرا نے کہا مین تو پہچانون کہ یہ کن صاحب کا ابر ہے تارے ہزارہا چمک
رہے ہین جیسے قندیلین قصر مین روشن ہوتی ہین ہر طرف شعلے چمک رہے ہین زعفران نے دیکھا

مین جاکر خبر لاتی ہون یہ کہکے زعفران چلی کہ جاکر دریافت کرون قریب ابر جاکر ایک دستک
دی کہ دروازہ ابر وا ہوا زعفران ہنستی ہوئی اندر ابر کے داخل ہوئی دیکھا تخت پر ایک ساحرہ
ہے دو دو من زلفین عنبرین عارض پر لہرا رہی ہین پیشانی چشمۂ خورشید شاعر آٹھ پہر اس خیال مین
رہتے ہین کہ رخسارۂ خوب کو کس سے مثال دین آخر عاجز ہو کر کہتے ہین کہ عارض لاجواب ہے بلکہ
رشک آفتاب و ماہتاب دہن غنچۂ گل زلفون کا تسلسل گلا صراحی دار گلزار حسن کی بہار سینہ پر ابھار
سو سو کر ہمیشہ سے مشہور ہے شعرا عدم کہتے ہین ہم عرض کرتے ہین کہ شعاع نیر اعظم ہے ساق بلورین
جنپر بنائے حسن قائم ہے شاخ شجر بلور ہین یا سراپا نور ہین پائے نازک حنا مالیدہ دوپٹہ کندھون پر
پڑا ہوا بہ تکلف تمام تخت پر جلوہ فرما ہے پشت پر کئی سو کنیزین مگس رانی کر رہی ہین بعض کے ہاتھون مین
عطردانے ہین زعفران نے جو اُس شہزادی کو دیکھا بہ ادائے تسلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ ای
محبوب مسند نشین اسوقت آپ کہانسے تشریف لاتی ہین اور کہان جانیکا ارادہ ہے محبوب نے
مسکرا کر جواب دیا کہ اے زعفران اسوقت باغ مین بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا منظور ہوا کہ صحرا کی سیر
کرین تمہاری سرحد مین اسوقت گذر ہوا لشکر بہت سا گرد باغ اُترا ہوا ہے مگر سنا تھا ہے کہ یہ لشکر
کشتی ہے زعفران نے دست بستہ عرض کی حضور کو کچھ حال معلوم ہے کہ بادشاہ طلسم چمن زار پہ
کیا گذری دشمنون نے اُنکا طلسم برباد کر ڈالا چند ایران ... ملا یا علان طلسم کشا کی شہ کب
ہوئین ہوش کے مقام پہ لگئین لوح دلوائی خاص ... سرداران دربند کو ورغلانا چاہا سردار خیمہ یک
طلسم کشا ہوئے آخر چمن پیرا نے شکست کھائی اول تو صاحب لوح پر سحر تاثیر نہین کرتا دوسرے
طلسم کشا ہمیشہ جرأت کرتا ہے میدان جلالت ہوا کمر مین اکیلا لڑے کیونکر شکست نہوتی شکست کھائی
ہوئی جاتی ہین مین سنے لاکے اپنی سرحد مین اُتارا ہے اگر مناسب ہو تو آپ بھی ملاقات کیجئے چمن پیرا پر
وقت تنگ ہے محبوب نے ہنس کر جواب دیا کہ اے زعفران اسوقت ملاقات سے یہ مراد ہے کہ انکی مدد کرین
جن لوگون نے انکو صدمہ پہونچایا اُنکی گرفتاری کی تدبیر ہو انکو چہ بادشاہ طلسم کی جانے اے زعفران تو نے
ایسا طلسم کشا کا حال بیان کیا کہ جس ... نہایت دشوار ہے لوح کا پاس ہونا علامت طلسم کشائی
ہے ذاتی جرأت بھی وہ ایسی رکھتے ہین کہ اکیلے ... لڑتے ہین مگر ابتک کسی ساحر نے کوشش نہین کی
ورنہ غیر ساحر کی کیا مجال ہے کہ سحر کو دفع کرسکے مین بیشک ملاقات کرتی ہون ایک تو مین بھی چھوڑ وادونگی طلب

تمھارا یہی ہو کہ چلکے بی چمن پیرا سے ملون اُنکی مشکل آسان کرون یہی بڑا احسان کرون اگر یہ نہوا تو ملاقات بیکار ہو آج مین بھی کتاب دیکھ رہی تھی صاف صاف کتاب مین لکھا ہو کہ طلسم چمن زار فتح ہو جائیگا کوئی ساحر اس طلسم کا امان نہ پائیگا قدرت ایسا لکھ چکے ہین تو پھر نجات کی کونسی صورت ہو اور ہم ہمیشہ سے مددگار طلسم چمن زار کہلاتے ہین ہمکو ضرور ہو کہ انکی مدد کرین اس کشاکش سے اُنکو بچائین طلسم کشا کو نیا رنگ دکھائین کہ معلوم ہو اس طلسم مین ایسے ایسے ساحر بھی ہین قدرت کی تحریر کو رد کرین اسوقت مین چمن پیرا کی مدد کرین زعفران نے محبوب کو ایسا آمادہ کیا کہ تخت کو اُتار لائی چمن پیرا اُٹھکر ملی محبوب کو لا کر مسند پر بٹھایا محبوب نے سب حال پوچھا چمن پیرا نے روروکر سب کیفیت بیان کی اور کہا ایسا دباؤ پڑا کہ مقام بزرگان مجھسے چھوٹا آخر شکست کھا کے یہان آئی محبوب نے تسکین دی آنسو پونچھے کہا ای چمن پیرا تم اسقدر نہ گھبراؤ مین تدبیر کرونگی اور طلسم کشا کو گرفتار کرونگی مگر سنتی ہون کہ طلسم کشا نہایت جری و بہادر ہین اکیلے چمن پیرا پہ آپڑے اور ایسا لڑے کہ آخر شکست ہوئی مین جاتی ہون اب مین جا کر انتظام کرونگی یہ شب گذرنے دو اول مین جا کر دیکھون کہ طلسم کشا کون شخص ہو ایسا جری و بہادر ہو کہ جس سے کوئی نہین لڑ سکتا چمن پیرا نے کہا بوادہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین اول پردۂ قاف مین جا کر اٹھارہ برس لڑے دیوزادون کو مارا کوئی افسر پردۂ قاف مین باقی نہ رہا پردۂ دنیا مین جو آئے نوشیروان کو شکست دی گنجاب سے مقابلہ پڑا ملک سنجان کو لے لیا باختر پہ گئے لقا ایسے بادشاہ کو شکست دی اب لڑتے بھڑتے طلسم خیال سکندری پر توجہ کی ہو حقیقت مین سب در بند فتح ہو رہے ہین بیٹے اُنکے جس دربند پہ گئے اُسپر قبضہ کیا صاحبقران لڑتے ہوئے اسطرف آ گئے اب یہ خبر اُنکو ملی کہ بیچ مین طلسم چمن زار ہو اُسکو آکے فتح کیا مرے مٹے شکست ہوئے یہ نوبت پہونچی کہ مین شکست خوردہ سرحد زعفران مین آئی محبوب نے یہ سب حال سنکر کہا ای چمن پیرا مین وہ کدوکاوش کرونگی کہ طلسم کشا کو مٹاؤن لوح چھین لون آجکی شب تو آپ تامل فرمائیے کل صبح کو جاؤنگی تدبیر کرونگی چمن پیرا کو محبوب نے خوب مطمئن کیا اب یہ سب جلسے مین بیٹھے لیکن محبوب خاموش بیٹھی ہو حالات صاحبقران سنکر عجب تردد ہو دل مین اشتیاق پیدا ہوا کہ ایسے شخص کو تو دیکھنا چاہیے کہ کس جرات کے ہین محبوب تو اس فکر مین بیٹھی ہو چمن پیرا نے جو دیکھا کہ محبوب

خاموش بیٹھی ہی چہرے سے انتشار ظاہر ہی یہی سوچ رہی ہی کیونکر صاحبقران کو دیکھون آتی لڑائیان لڑے ہین انکو شکست نہین ہوئی اگر شکست ہوئی بھی تو چندے مین انتظام ہوگیا القا ایسے شخص کو بھنسا یا چاہون پیر اسنے کہا اے محبوب تمھارے چہرے سے تردد پایا جاتا ہی ساقی بچون کو حکم دون کہ اگر خضر زمان کا ان سامنے پیش کرکے تردد رفع ہو تمکو شگفتہ کرنا چاہتی ہون یہ کہکے ساقی بچے بلائے جلسہ عیش و عشرت آراستہ ہوا گانیوالون نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا	تماشا انجمن کو دیکھنے خلوت نشین آیا
گیا بلقیس تک مکتوب شوق سلیمان کا	قران مشتری و ماہ کا دوران قرین آیا
ہنسین تیرے کرم سے جام مثل برق اے ساقی	مبارک ہووے ہمکو ابر باران آفرین آیا
پری شیشے مین اتری کیسے یا قالب مین روح آئی	عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا
ہوئے نقش محبت کا مشتری کے رونگٹے ہوان	ستارہ نیک تھا میرا تو وہ زہرہ جبین آیا
نہ دیکھی تو نے چشم تیرے دست نازک تھے	تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا
مبارک کشتیان کرتی ہین منہ کو جو دین	جہاز وان مین فرنگستان سے آب آتشین آیا
رجوع اپنے دل دشمن سے کر آتش جو مضطر	گیا محرم جب اس در بدر مین اندوہگین آیا

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی محبوب کا ناسن رہی ہی قضا سے کا ریا شعار عاشقانہ جو سنے آنکھون سے آنسو جاری ہوے لیکن نیرنگ زعفران پوش وزیر زادی چمن پیرا کی صاحبقران سے وعدہ کرکے چلی تھی اسوقت آکے آسمان پر تماشائی محفل کو دیکھا سحر کرکے گوشے مین اتری تمام محفل کا حال دیکھا یہی یقین ہوا کہ کل صبح کو محبوب جاکر صاحبقران پر سحر کریگی خیال مین گذرا کہ اے نیرنگ اگر بن پڑے تو بی محبوب کو گرفتار کرکے لیجاون اگر یہ باقی رہی تو بیشک فساد برپا کریگی یہ سوچکر ایک گوشے مین چھپی اس فکر مین تھی کہ محبوب اپنے مقام سے اُٹھی براے رفع ضرورت طرف خیمہ بیت الخلا کے چلی نیرنگ نے پیچھا کیا جب محبوب بیت الخلا مین بیٹھی پشت سے نیرنگ نے آکر سحر کیا محبوب پر غنودگی ہوئی یہانتک کہ بیہوش ہوگری نیرنگ نے ہاتھ پر سفینہ السیطرہ پشتارہ اُٹھا کر نکلی باہر آکر پشتارہ دوش پر لادا طرف صاحبقران کے چلی یہان تو صاحبقران زمان شب بھر نیرنگ کے انتظار مین رہے بیٹھے صبح کو دربار مین آکر بیٹھے سب سردار حاضر ہین آسمان پر برق

چلی نیرنگ زعفران پوش پشتارہ بدوش سامنے اکر پہونچی صاحبقران نے پوچھا ای نیرنگ اسکو لائین نیرنگ نے عرض کی محبوب مسند نشین اس طلسم مین ایک ساحرہ ہی براسے مدد چمن پیرا آئی تھی مین اسکو گرفتار کر لائی اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی چمن پیرا سے وعدہ کر رہی تھی کہ مین جاکر لشکر صاحبقران کو تباہ کرونگی نیرنگ نے دیکھا کہ اسکی ذات سے فساد برپا ہونگے اسکو گرفتار کرلائی صاحبقران نے فرمایا کہ اسکو ہوشیار کرو دربار سمجھا جائے نیرنگ نے زبان مین سے وزن نہین دی بھول گئی فوراً سحر اتارا محبوب کی آنکھ کھلی نگاہ پڑی کہ دنگل شوکت پر صاحبقران زمان جلوہ فرما ہین گرد سرداران نامی صاف ظاہر ہے کہ جیسے مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان سپر پشت پر تیغ برق تاب زیب کمر گرد چہرے کے داڑھی عاشق عنبر تر کے یا گرد آفتاب کرن ہے معشوقہ بے روپی جو بس محبوب کا یہ حال ہوا کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس — سایہ بن جاتے ہین لوٹ کے دیوار کے پاس
طرۂ زلف ہی زیبا نہین رخسار کے پاس — خوشنما کتنے ہین کوچے کمر یار کے پاس
کوچۂ یار مین سایے کی طرح رہتا ہون — در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین — کسکی قسمت کا ہے پانی تری تلوار کے پاس
مجکو دربانی کی خدمت ہو تو ای خانۂ یار — سایہ کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس
فکر مرغان چمن کی جو بہار آئی ہے — گھونسلا اڑا ہے صیاد نے گلزار کے پاس
کب جواب آئے خط شوق کا دانستہ دکھون — روز جو آتا ہون ہرکارۂ اخبار کے پاس
کار زنجیر جوان گیسوئے پیچان سے ہوا — رو رہینگے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس
باغ عالم مین جو رکھا ہے قدم ای آتش — خندہ زن گل کی طرح بیٹھ کے ہو خار کے پاس

یہ اشعار پڑھکر محبوب تھرتھر کانپنے لگی لاکھ چاہا کہ ضبط کرون نہ ہوسکا غش کھا کے گری بیہوش ہوگئی صاحبقران نے کنیزون کو اشارہ کیا اسپر گلاب کیوڑہ چھڑکو کنیزون نے محبوب کو ہوشیار کیا جیسے ہی محبوب ہوشیار ہوئی شاہزادیون کو جو محفل مین دیکھا شرم آئی خیال کرکے دیکھا کہ زبان مین سو سخن نہین ہے مین اپنے اختیار مین ہون فوراً سحر کرکے بلند ہوئی ہر چند دل نہین چاہتا تھا کہ اس محفل سے جاؤن لیکن یہی مناسب جانا کہ اسوقت نکل جاؤن پھر جیسا مناسب

ہوگا کیا جائیگا نیرنگ بلند ہونے سے مجذوب کے گھبرا گئی کہا یا صاحبقران مین نے بڑا دھوکا
کھایا کہ زبان مین سوزن زری آخر نکل گئی یہ بڑی ساحرہ ہے اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے یقین ہے کہ جاکر
آفت برپا کرے صاحبقران نے فرمایا اب اس سے کوئی ملال نہوگا عاشق ہو کر گئی ہے تیور اُسکے تم
لوگون نے نہین دیکھے کس طرح کے اشعار پڑھے آخر گھبرا کے نکل گئی یہان تو سب افسوس کرتے ہین
مگر مجذوب جو نکل گئی بلند ہو کے آسمان پر آئی ایک پہاڑ پر آکے ٹھیری لشکر صاحبقران کو دیکھتی ہے
دل سے باتین کرتی ہے کہ ای مجذوب کیا تدبیر کرون کیونکر دلکو سنبھالون سوچتے سوچتے آخر یہ عقل مین
آیا کہ صحبت چمن پیرا مین چلو وہان چلکے سمجھا جائیگا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے یہان چمن پیرا گھبرا رہی
ہے ہر ایک سے کہتی ہے صاحبو مجذوب کو کون لیگیا برائے رفع ضرورت گئی تھی پھر پلٹ کے نہ آئی کوئی
دشمن لگا ہوا تھا کہ وہ اسکو اُٹھا لیگیا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ مجذوب آکے پہونچی مگر رنگ
زرد متغیر چہرہ اُداس عالم یاس چمن پیرا نے پوچھا کیون بوا تمھین کون لیگیا تھا مجذوب نے ضبط کر کے
بیان کیا کہ مجھکو بی نیرنگ زعفران پوش اُڑا لے گئی تھین دربار صاحبقران کا دیکھا در حقیقت
صاحب جرأت و شوکت ہین بی شعلہ و صندلان دربار مین بیٹھی تھین انتظام کر رہی تھین لیکن مین
اس زور و شور سے آئی کہ کسی نے مجھکو نہ روکا اگر کوئی صاحب دیکھتین تو جلا کر خاک کر دیتی لیکن
چمن پیرا دیکھ رہی ہے کہ ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے چمن پیرا نے پوچھا کیون بی بی کیسا مزاج
ہے مجذوب نے کہا کیا پوچھتی ہو کیا حال بیان کرون حقیقت مین جمال صاحبقران نمونۂ سحر
سامری ہے تسخیر انسان اُنکی آنکھون مین بھری ہے مین کیا کہون کہ کیا کیفیت گذر رہی ہے عجب حال ہے نظم

کام ہے شیشہ سے ہم کو اور نہ ساغر سے غرض	مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض
عشق صورت سے خیال آیا ہے معنی کی طرف	جب صدف سے مدعا تھا اب ہے گوہر سے غرض
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی	زر کی خواہش ان حسینون کو ہے زیور سے غرض
اپنے فعلونسے وہ تھوڑا ہے نہووے جو فساد	زن سے مطلب ہے زمین سے مدعا زر سے غرض
بوسہ لب مانگنے پر گالیان دیتا ہے یار	زہر ملتا ہے اُسے جسکو ہو شکر سے غرض
سامنے آنکھون کے قد یار کی تصویر ہے	عاشق صادق نہین رکھتے صنوبر سے غرض
فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین	آتش درویش کو ہے اپنے بستر سے غرض

اسی چمن پیرا مین نے ضبط کیا مگر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بہت سنگ عشق سے ٹوٹا ایسا ہی جبر کیا کہ نکل آئی دل چاہتا تھا کہ اُسی مقام پر رہجاؤن۔ دچمن پیرا اگر مناسب ہو تو صاحبقران کی اطاعت کر دین وعدہ کرتی ہون کہ سلطنت طلسم تمھین کو دینگے صرف اُنکو راستہ کھولنا منظور ہی کیا یہان بیٹھکر عملداری کرینگے شاہان در ہند کے ساتھ یہی معاملہ ہوے جس ملک کو تسخیر کیا اُسی کے بادشاہ کو وہانکا حاکم کیا اسیطرح تمکو بھی طلسم کا حاکم کرینگے چمن پیرا نے کہا بو تو بیکرد مین خداوند لقراط ثانی کو چھوڑ دون اور مسلمان کی اطاعت کرون یہ مجھسے کبھی نہوگا صاحبقران کا یہی طریقہ ہی کہ رواج دین اسلام کی جستجو کرتے ہین بادشاہ یہان کے سب مسلمان ہون یہی اُنکو آرزو ہی مین خداوند لقراط ثانی کو نہ چھوڑونگی ہاتی جوت کا خداوند اُس سے کیونکر پھرون محبوب نے کہا بوا بڑی خرابی ہوگی آخر مین یہی ہوگا کہ حکم اُنکا قبول کرنا پڑیگا مقام اپنے رہنے کا تمسے چھوٹا وزیر زادی تمھاری اُنکی شریک ہوگئی شہلا وصندلان موجود ہین وہ یہان بھی صاحبقران کو لائینگی پھر بتلاؤ کیا ہوگا چمن پیرا نے کہا مین اپنی جان دونگی مگر اطاعت صاحبقران نکرونگی باتون مین تکرار بڑھی چمن پیرا نے کہا بوا طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ مثل صندلان وشہلا تم بھی آمادۂ فساد ہو مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتی ہون ہین فقط طلسم کشاسے ڈرتی ہون اور کسی سے مجھے خوف نہین خواہ جان رہے خواہ جائے اسکی پروا نہین محبوب نے کہا بوا تمھین اختیار ہی مین تو اب رخصت ہوتی ہون یہ ذلت بھی میری تقدیر مین تھی کہ نیرنگ مجکو گرفتار کر لیجائے دربار صاحبقران دیکھا کیا کہون کہ کیسی زیبائی تھی دلکو رغبت ہوتی ہی کہ اُنکے دربار مین بیٹھیے لیکن یہی مناسب تھا کہ تمسے ملاقات کرون تمکو سمجھاؤن جب میرا کہنا تمھارے خیال مین نہین آتا تو میرا تمھارے پاس بیٹھنا فضول ہی یہ کہکے محبوب اُٹھی اپنے تخت پر سوار ہوئی کنیزون نے چار طرف سے گھیر لیا اُڑتی ہوئی چلی بعد جانے محبوب کے چمن پیرا نے کہا یہ کیا میری شرکت کریگی اب یہ بھی خدمت مین صاحبقران کے جائیگی رنگ چہرے کا اُڑا ہوا پریشان ہو رہی ہی اب یہ دربار مین صاحبقران کے جائیگی مجھے اسکی کیا پروا ہی اگر یہ جاکر شریک ہوگی تو کیا مین اُنسے سحر مین پایہ کمی کا رکھتی ہون جسوقت تحفہ جات صرف کرونگی اُسوقت احوال کھلے گا میرا قتل کیا آسان ہی یہان تو یہ صلاحین ہو رہی ہین صاحبقران زمان نے نیرنگ سے پوچھا ہی نیرنگ

تمنے بڑا کام کیا تھا حقیقت مین بڑی ساحرہ کو لائی تھین مگر دھوکہ ہوا لیکن مقام چمن پیرا
تو دیکھا آئین اب لشکر کشی کرو ہم فوراً جاینگے وہین جا کر مقابلہ پڑیگا سرداروں کو حکم ہوا کہ لشکر تیار کرو
اُسیوقت تیاری لشکر کشی ہونے لگی شبکو آرام فرمایا بوقت سحر لشکر تیار ہوا صاحبقران زمان
سوار ہوے لشکر کشی کر کے طرف چمن پیرا کے چلے چمن پیرا اُڑ رہی ہولی ہر کہ آمد لشکر طلسم کشا
ہوئی ارجل و مرحل و منزل بمنزل اتالیق بارگاہ بیگم پہونچے چمن پیرا نے جوان یار دون
سرداروں کو دیکھا پکار کر آواز دی او نمک حرامو تمنے بدل و جان حمزہ کی اطاعت کی دیکھو تو
کسطرح پیش آتی ہون مین تو سمجھ چکی کہ طلسم برباد ہوا میری قضا قریب ہر جو مجھسے ہو سکیگا کیا مین
اُٹھا رکھونگی بعد تھوڑی دیر کے نقارے پر چوب پڑی صاحبقران زمان مرکب پر سوار صندلان
و تیمل ہمراہ نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا صاحبقران نے ایک نامہ چمن پیرا کو لکھا مضمون یہ
کہ ای چمن پیرا عنایت پروردگار و مددیات ہمنے فتح کیے لوح طلسمی ہماری پاس موجود ہر بہتر
یہ ہر کہ اگر اطاعت کرو ورنہ آمادہ مرگ و میاسے تغار ہو طبل جنگی بجا کر میدان مین آؤ جب نامہ تیار ہوا
تو پکار کر آواز دی ایک سردار تم مین سے چاہتا ہون کہ نامہ میرا لیکر پاس چمن پیرا کے جائے سوال
و جواب مردانہ وار کرے جواب باصواب لائے یہ سنکر ملکہ شہلا اپنے مقام سے اُٹھین کہا ای شہریار کنیز
نامہ حضور کا لیکر جائیگی اور جواب باصواب لائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ ای شہلا ایسا نہو کہ تمہارے
ساتھ فساد کرے شہلا نے کہا ای شہریار کنیز کیا کسی بات کو اُٹھا رکھیگی اگر میری قضا ہر تو مجبور و ناچار
ہون ورنہ نامہ وری بوجہ احسن کرونگی مین قاعدے سے حضور کے آگاہ ہون شہلا نے نامہ لیکر سر سے
لگایا چالیس کنیزین ہمراہ لین طرف چمن پیرا کے چلی جب لشکر مین چمن پیرا کے داخل ہوئی جھنڈے
بیانارون کے قلم کرائے بر کیفیت تمام دربارگاہ پر پہونچی سرنام جادو بعہدہ درگہ سالاری بیٹھا تھا
شہلا نے آکر کہا ای سرنام چمن پیرا سے جا ری اطلاع کرو ہم نامہ طلسم کشا لیکر آئے ہین سرنام
کو حکم پہونچ چکا تھا کہ گھڑی دو گھڑی نامہ دار کو ٹھیراتا سرنام نے کہا ای ملکہ شہلا کوئی آدمی اندر سے
آئے تو مین کہلا بھیجون شہلا ٹہلنے لگی کئی چوبدار اندر گئے اور باہر آئے شہلا نے قریب آکر کہا
ای سرنام یہ چوبدار گئے اور آئے اتنے تمنے نہ کہلا بھیجا سرنام نے کہا کوئی شخص معقول آئے تو
مین کہلا بھیجون شہلا نے کہا یہ جو آئے اور گئے یہ نامعقول تھے اب ہم خود جاتے ہین سرنام ہکا

کیا مجال کہ بغیر چاہے حکم کے قدم بڑھاؤ یہ سنکر شہلا کو غصہ آیا آگے بڑھی سرنام نے ہاتھ تلوار کا مارا
شہلا نے سحر کیا کہ ہاتھ سرنام کا خشک ہوگیا مجبور رہا شہلا نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر
سرنام کا اُڑ گیا اور سر دھڑ علاحدہ ہوا سامنے چمن پیرا کے پہونچا چمن پیرا نے کہا اسے سرنام کو
کسنے مارا چوبداروں نے عرض کی کہ بی شہلا صاحب بہ عہدۂ ایلچی گری آئی ہیں یہ اُنکے ہاتھ کی صفائی ہے
چمن پیرا خاموش ہوگئی مگر اپنے سرداروں کو اشارہ کیا کہ جب میں شہلا سے کلام کروں تب
تم لوگ چار جانب سے ٹوٹ پڑنا بکر اُسکو گرفتار کر لینا میں فوراً اُسے قتل کرونگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
برق چمکی سب نے دیکھا محبوبہ مسند نشین پھر آکر پہونچی چمن پیرا کو سلام کیا ایک طرف تخت تھا
بیٹھ گئی چمن پیرا نے کہا ای محبوب ان شاہزادیوں پہ بھوت عشق کا سوار ہے بی شہلا برسم
ایلچی گری آئی ہیں سرنام کو مار ڈالا یہ ذکر تھا کہ شہلا اندر آئی پکار کر آواز دی کہ سلام ہے اُسپر
ہو جیو کہ جو خدا کو برحق جانتا ہو ساحروں نے چاہا بگڑیں چمن پیرا نے اشارہ کیا کہ اسکو بیٹھنے دو
لیکن شہلا صاحب سلامت کرکے ایک فلک خالی پڑا تھا اُسپر بیٹھ گئی چمن پیرا نے کہا کیوں بی
شہلا کس ارادے پر آنا ہوا شہلا نے کہا میں نامہ صاحبقران کا لائی ہوں اول اسپر زر نثار
کرو بعد اُسکے دونوں ہاتھ پھیلاؤ نامے کو بہ اعزاز ہاتھ میں لو لیکن یہ سمجھ لینا کہ اگر نامے پر کوئی حرف
آیا تو میرا سر اس نامے کے ساتھ ہی پڑھوا کر سنو اور جواب باصواب دو صاحبقران تم پر رحم
فرماتے ہیں اگر مناسب ہو اطاعت کرو یا اگر یارائے جنگ ہو تو طبل جنگی بجوا کر میدان میں آؤ بس
چمن پیرا نے کنیزوں کو اشارہ کیا چند کشتیاں جواہرات کی آئیں سامنے شہلا کے رکھ دیں
کہا کہ یہ کشتیاں تم لو شہلا نے کہا میں کیا تمہارے جواہر کی محتاج ہوں نامے پر زر نثار کرو
چمن پیرا نے اشارہ کیا کنیزوں نے نامے پر نثار کرکے کشتیاں اُٹھالیں اب کنیزیں آمادہ ہوئیں
کہ جواہر لوٹیں خواجہ عمرو کہ ایلچی کے ساتھ آئے ہیں بہ شکل خدمتگار کھڑے ہیں منہ میں پانی بھر آیا
کہ مشقت ہم کریں مفت کی لوٹنے والیاں کشتیاں لیا چاہتی ہیں پھر آکر جال مارا کہ کشتیاں مع
جواہرات اور دوپٹے کنیزوں کے سب جال میں آگئے یہ تو سب کھینچ کر نذر زنبیل کیا چند دانے
مٹر کے کچھ کوڑیاں اور ٹھیکریاں بارگاہ میں پھینک دیں اس خیال سے کہ لوٹنے والے
محروم نہ رہیں کنیزیں جو گریں کسی نے ٹھیکریاں اُٹھائیں کسی نے مٹر کا دانہ پایا اب جو شہلا

بند کر کے اُنھین ایک نے پوچھا بوا تمنے کیا پایا اُسنے کہا میرے ہاتھ مین کچھ گول گول چیز ہو معلوم
ہوتا ہو کوئی موتی پایا مٹھی جو کھولی ہاتھ مین مٹر کا دانہ تھا پٹک کر کہا ہماری تقدیر پھوٹ گئی پہ مٹر کا دانہ
ہمارے ہاتھ مین آنا بدا تھا دوسری نے کہا میرے ہاتھ مین کچھ چوڑا چوڑا ہو یقین ہو کہ ہیرا یا الماس کا
نگینہ ہو اب جو مٹھی کھولی کوڑی ٹھیکری ہاتھ مین تھی پٹک کر کہا آتا جواہرات تھا ہماری تقدیر مین
کنکر پتھر تھے ایک نے دوسری سے کہا بوا ہیرا دوپٹہ تمنے لے لیا آپسین تکرار ہونے لگی چمن پیرا نے
جو یہ ہر سنا کہا ان سبکو ہٹاؤ بارگاہ شاہی کو کیا بازار سمجھا ہو کوڑے والون نے کنیزون کو ہٹایا
چمن پیرا نے کہا اب تو نامہ دو شہلا نے کہا ہاتھ پھیلاؤ اسپر تو چمن پیرا اگڑی کہا مین کیا
فقیر ہون مین ہاتھ نہ پھیلاؤنگی شہلا نے کہا مین نامہ نہ دونگی اسپر تکرار ہوئی وہ سردار جنکو کہ
چمن پیرا نے گھیر رکھا تھا دس بارہ جادوگر اپنے مقام سے اُٹھے قصد کیا کہ شہلا کو پکڑ لین
محبوب نے جو دیکھا کہ شہلا گرفتار ہوا چاہتی ہو دس بارہ سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
ہین یقین ہو گرفتار کرلین چپکے چپکے سحر کیا کہ سب ساحر گرے چمن پیرا نے غور کیا کہ یہ کسکا
سحر تھا کہ ساحر اپنے مقام سے نہ اُٹھ سکے دیکھا کہ محبوب منہ پھیرے ہوئے بیٹھی ہو اور شہلا سے
اشارے کر رہی ہو کہ اے شہلا خوف نہ کرنا مین موجود ہون جان اپنی لگاؤنگی مگر تمکو بچاؤنگی بڑی
جرأت کر رہی ہو چمن پیرا نے جو یہ اشارے محبوب کے دیکھے جل گئی ساتھ والیون سے کہا اول
بی محبوب کا انتظام کرو جب بی محبوب گرفتار ہو گی تب شہلا پر ہاتھ پہونچے گا چند کنیزین طرف
محبوب کے چلین چمن پیرا نے پکار کر کہا بی محبوب اور شہلا کو گرفتار کرلو شہلا جھپک کر
اُٹھی جیسے ہی کنیزون نے چاہا کہ اسپر ہاتھ ڈالین سحر کیا کہ پانچ سات کے سر اُڑ گئے جو کنیزین
محبوب پر چلی تھین اُنکو محبوب نے مارا اب تو بارگاہ مین بلوہ ہو گیا یہ دونون شانے سے شانہ
ملا کر سحر کرنے لگین جس کنیز نے قصد کیا کہ انپر ہاتھ ڈالے ہاتھ ہلا دیا کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ
کٹا لاشے بارگاہ مین پھڑکنے لگے چمن پیرا نے جب دیکھا کہ کنیزون کے روکے سے یہ نہ رکینگی
خود اپنے مقام سے اُٹھی زبان کو کاٹ کر خون اُسکا محبوب پر پھینکا کہ محبوب لڑکھڑا کر گر گئی
شہلا نے جو دیکھا کہ محبوب زمین پر گری گرد محبوب پھرنے لگی ہر چند چمن پیرا چاہتی ہو
کہ محبوب کو گرفتار کرے مگر شہلا نے کئی سو جادوگرون کو مارا چمن پیرا نے خنجر کمر سے نکال کر پھینکا

اُس خنجر نے شہلا کو زخمی کیا شہلا نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے مگر محبوب کے پاس سے نہ ہٹی ہر چند محبوب کو اشارہ کرتی ہو کہ یہ جا سنبھل کر بیٹھو ساحرون کا چار طرف سے بلوہ ہو محبوب جب اُٹھنے کا قصد کرتی ہو لڑکھڑا کر گرتی ہو اُس خون کے سحر نے یہ تاثیر کی ہو کہ محبوب کی قوت بالکل سلب ہو گئی اور چار طرف سے حربے پڑ رہے ہین شہلا بیقراری مین دعائین مانگ رہی ہو کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر تیرے نزدیک سب آسان ہو نظم

گر خدا خواہد ز جسم خاک پیدا زر کند	پایۂ دریوزہ گر از بادشہ برتر کند
باغبان لم یزل رنگ گلستان جہان	گہ کند اصفر گہے اخضر گہے احمر کند
مرغ دل را گر ز فرط شوق پر بخشد خدا	از زمین تا آسمان پرواز این بے پر کند
دور از آئینۂ باطن شود گرد و غبار	چہرۂ دل گر صفا انسان بچشم تر کند
شاعران گویند تعریف عذار و خط و خال	ہندی مداح وصف خالق اکبر کند

خواجہ عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ شہلا و محبوب انتہا کی زخمی ہین یقین ہو کہ اب از روے بلوہ گرفتار ہو جائین جال الیاسی زنبیل سے نکالا ہٹو ہٹو کہتے ہوے آگے بڑھے ملازمان چمن پیرا سمجھے کہ ہماری مالک کا ملازم کوئی جادوگر ہو گرفتار کرنے دونون کو جاتا ہو سب نے راستہ دیا۔ خواجہ عمرو شہلا و محبوب کے قریب پہونچے قریب آکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہو جہان	تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو	رونده جہانگرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

سطور سے آکر جال مارا کہ دونون جال مین پھنسین کھینچ کر دونون کو نذر زنبیل کیا جست و خیز کرتے ہوے بھاگے لوگون نے دیکھا کہ ایک دُبلا پتلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہو کسی کا دوپٹہ کھینچ لیا کسی پہ خنجر مار دیا کئی سَو ساحرون کو مار کر بجرأت نکل گیا کوئی قریب نہ آسکا اور کہ گیا کہ اے چمن پیرا تو ابھی کے ساتھ بکمہ پیش آئی یا یسا اگر ذلیل کرونگا کہ خوب یاد کریگی حکم آقاے نامدار نہین ہو ورنہ ابھی تیرا سر کاٹ لیجاتا یہ کہتا ہوا عمرو نکل گیا چالیس کنیزین جو شہلا کے ساتھ آئی ہین وہ بھی اِدھر اُدھر نکلین زخمی تو ہوئین مگر کوئی گرفتار نہین ہوئی

ابد نکل جانے عمرو کے چمن پیرا نے کہا صاحبو یہ کیا بلا نازل ہوئی تھی بڑا کوئی جادوگر تھا کہ آنکھون کے سامنے سے دونون کو لیگیا تم سب دیکھا کیے یہ نہو سکا کہ گرفتار کرلین بڑا صدمہ ہے گیا جو جادوگر کہ حال سے عمرو کے آگاہ تھے انھون نے بیان کیا کہ اے ملکۂ عالم یہ عیار صاحبقران تھا اسی نے زمامہ وششش کو مارا اعظم آباد ایسے ملک کو فتح کیا جا بجا اس شخص کے ذکر ہوتے ہین یہ شخص بلاے روزگار ہے اسپر کون شخص ہاتھ ڈال سکتا ہے یہان تو یہ ذکر ہے چمن پیرا حیران ہے کہ اب کیا کرون لیکن خواجہ عمرو ان دونون کو لیے ہوے خدمت صاحبقران مین پہونچے صاحبقران نے پوچھا کیون خواجہ کیا ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ شعلا نے بڑی جرات سے ایلچی گری ختم کی مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ چمن پیرا مسلمان نہوگی ہر چند کہ نامہ نہین پڑھا گیا لیکن بی چمن پیرا کے طریقے ایسے ہین جس سے ثابت ہوا کہ مقابلہ کریگی سرمیدان لڑیگی اور راے شہریار درحقیقت محبوب مسند نشین نے شعلا کی بڑی مدد کی مگر چمن پیرا نے ایسا سحر کیا کہ بیکار ہوکے گری دونون کو عمرو نے زنبیل سے نکالا صاحبقران نے نصندلان کے سپرد کیا کہ انکا علاج کرو دن تو گذرا سرشام صاحبقران نے فرمایا کہ اب طبل جنگی بجے نقارہ دزمی پہ چوب پڑی ہرکارے جو لشکر چمن پیرا کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے چمن پیرا کے آئے کافرون نے اُس کافرہ کو ہاتھ اُٹھاکے اول یہ بددعا دی **قطعہ**

	دست سبز تا خزان بچرند		نکہت طبل تا سگان بدرند	
	گر نہ آتش ہزار رنگارنگ		بہ سر تو موکلان بزنند	

ملکۂ عالم کی عمر کوتاہ ہو دل کو پیچ وتاب ہو دشمن فتحیاب ہو صاحبقران نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُنکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہون یہ سنکر چمن پیرا خاموش ہوگئی طرف سرداروں کے دیکھا سردارون نے کہا حضور طبل جنگی بجوائیے میدان مین وہ جانبازی کرینگے کہ مسلمانون کو دنگ کردین چمن پیرا نے کہا صاحبو تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو لیکن اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا جب لوہا چمکتی ہے ساحرون کے ہوش اُڑجاتے ہین آنکھین جھپکاتے ہین مگر مین آج شب کو خود لشکر حمزہ مین جاؤنگی اگر بنے گا تو حمزہ کو گرفتار کرلاؤنگی یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے تمام شب سے فراغت حاصل کرکے خود اُنھی دریاے سحر مین غوطہ زن ہوکر طرف لشکر صاحبقران کے چلی

ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہوئی سامنے بارگاہ کے آکر ٹھہری سرداروں کی آمدورفت دیکھی جب
دربار برخاست ہوا سب سردار اپنی اپنی بارگاہون مین گئے صاحبقران اکیلے بارگاہ مین رہگئے
تو چمن پیرا نے دیکھا کہ خواجہ عمرو آئے اور بارگاہ صاحبقران مین گئے باہر نکل کر آواز دی
یارو ہوشیار رہنا یہ کہکے ایک طرف چلے گئے چمن پیرا نے دیکھا کہ نگہبان آکر پہرے پر بیٹھے اور
جاگو ہوشیار باش کی صدا بلند ہوئی چمن پیرا نے گوشے مین آکر سحر کیا کہ نگہبان ساکت ہوئے
دو پہرے تو مین جاکر سو گئے چمن پیرا بارگاہ صاحبقران مین آئی دیکھا کہ صاحبقران سوتے
ہین لوح طلسمی گلے مین پڑی ہے شمعدان موم کا فوری روشن ہین چمن پیرا نے شمعون کو گل
کیا قریب صاحبقران کے آکر لوح لی گلے سے اتاری جھولی مین رکھ لی پھر کھڑے ہو کر سحر کیا کہ
صاحبقران سوتے سے غافل ہوگئے اب چمن پیرا نے صاحبقران کو اٹھایا پشتارہ دوش پر
لادا لیکر چلی مگر سحر کرتی ہوئی جاتی ہے جو راہ مین ملا اُسے غافل کردیا کسی پر ہاتھ چمکایا کہ سر اسکا اڑ گیا
اسطرح سحر کرتی ہوئی لشکر صاحبقران سے نکلی بہت خوش ہے کہ چلکر طلسم کشا کو قتل کرونگی لوح
میرے قبضے مین آگئی سحر اکو جی کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین پہونچی سرداروں نے دیکھکر آواز دی کہا جو
مین طلسم کشا کو لائی لوح بھی میرے قبضے مین آگئی یہان حسب دستور ایک خدمتگار جگانے کو جو
بمانے نماز آیا پلنگ امیر کا خالی پایا اُسنے ایک چیخ ماری کہ یارو دوڑو صاحبقران پلنگ
پر سے غائب ہوے سب سردار یہ آواز سنکر دوڑے ملکہ شہلا و صندلان و محبوب باسند نشین
یہ خبر وحشت اثر سنکر دوڑی ہوئی آئین دیکھا خدمتگار رو رہے ہین ملول ہوا کہ خواجہ عمرو کو بلاؤ خواجہ
پڑے سو رہے تھے خدمتگارون نے جاکر جگایا جب خواجہ نے آنکھین کھولین جھلا کر پوچھا کیون یارو
کیا ہے سونے نہین دیتے خدمتگار نے عرض کی صاحبقران کو کوئی پکڑ لیگیا عمرو نے کہا پھر مین کیا
کرون اپنی آپ انھون نے حفاظت نہ کی مین کہہ آیا تھا اُسکا یہ انجام ہوا بمشکل خدمتگار خواجہ کو لیکر اندر
بارگاہ کے آئے دیکھی محبوب و شہلا و صندلان رو رہی ہین کہا خواجہ غضب ہوا کہ امیر کو کوئی
لیگیا مقام افسوس ہے ہم لوگ اگر یہ جانتے تو خود بہ عہدہ نگہبانی بیٹھتے عمرو نے کہا وہ خود اپنے زمانے کے
صاحبقران ہین مقام افسوس ہے کہ جاگتے نہ رہے دشمن سے مقابلہ تھا چمن پیرا لیگئی ہوگی محبوب نے
کہا مین جاکر آفت برپا کرونگی شہلا نے کہا مین جاکر آگ لگا دونگی جسطرح بنیگا صاحبقران کو رہا کرینگے

اگر خدا نخواستہ وہ اُسکے قبضے مین گئے تو بڑی مشکل ہوگی وہ دشمنون کو قتل کریگی عمرو نے کہا آپ
لوگ تامل فرمائین مین جاتا ہون لیکن خوف یہ ہو کہ کوئی قرض خواہ اگر مل گیا تو مجھکو گرفتار کریگا تینون
شاہزادیون نے زیور اپنے اُتار کر رکھدیے کہا خواجہ یہ تو موجود ہو مگر تشریف لیجائیے صورت رہائی
صاحبقران کی کیجیے عمرو نے زیور تینون کا لیکر نذر زنبیل کیا کہا اب مین جاتا ہون یہ کہکر اپنی صورت
بدل کر داخل لشکر چمن پیرا ہوے بارگاہ مین پہونچے ایک کنیز کی شکل بنکر سر پر چمن پیرا کے
آئے مگس رانی کرنے لگے چمن پیرا نے حکم کیا کہ طلسم کشا کو ہوشیار کرو کنیزون نے امیر کو ہوشیار
کیا جیسے ہی امیر کی آنکھ کھلی امیر گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگے پھر حیران حیران طرف چمن پیرا کے
دیکھنے لگے چمن پیرا نے پکار کر آواز دی او حمزہ تجھکو کچھ خوف نہ آیا طلسم چمن زار کو ویران کیا
یہ نہ خیال تھا کہ بادشاہ طلسم کدہ کوشش کریگی آخر تو نے دیکھا کہ مین نے کس طرح گرفتار کیا شب کو مین خود
پہونچی آخر تجھکو گرفتار کرلائی جھونپی پر ہاتھ ڈال کے لوح طلسمی نکالی پکار کر کہا کیون حمزہ تجھکو اسپر
بڑا گھمنڈ تھا اب وہ شاہزادیان کہان ہین بھاگ کر جائینگی کیونکر مجھسے جان بچائینگی ایک سحر مین اُن سب کو
گرفتار کرونگی انکی بھی یہ مجال ہو کہ مجھسے مقابلہ کرین صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا غین غین کرنے لگے
ہرکارے جو لشکر اسلام کے حاضر تھے آپسمین کہرہے ہین کیون یارو آج صاحبقران کو کیا ہو گیا
کہ کلام کا جواب نہین دیتے کبھی ایسا صاحبقران کو پریشان نہین دیکھا ایک ہرکارے نے کہا لو
صاحبقران کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کچھ کلام نہین کرتے حیران حیران دیکھ رہے ہین چمن پیرا
کیا کیا باتین کر رہی ہو کہتی ہو مین قتل کرونگی امیر کے سردارونکو بُرا بھلا کہرہی ہو اور یہ چپکے
سُن رہے ہین جب صاحبقران نے جواب نہ دیا چمن پیرا نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو تو
سزا دے کسی کا خوف نکر اُس کنیز نے بڑھکر ایک ٹھوکر صاحبقران کو ماری جب صاحبقران کو
ٹھوکر ماری تو اُس کنیز کے آگے ہاتھ جوڑنے لگے ہرکارے دنگ ہین نہایت تنگ ہین آپسمین کہرہے
ہین کہ یارو غضب ہوا صاحبقران کو ٹھوکر ماری اور صاحبقران کچھ جواب نہین دیتے چمن پیرا
نے اشارہ کیا کہ حمزہ کا سر کاٹ لے کنیز نے تیغ کھینچا سر پر صاحبقران کے آئی چاہا کہ تیغ مارے امیر
اُس کنیز کے آگے ہاتھ جوڑنے لگے چمن پیرا نے اشارہ کیا کہ کیون دیر کرتی ہو کنیز نے تیغ مارا امیر کا
سر کٹکے گرا آواز آئی کشتی مرا نام من بھوت جادو بود چمن پیرا نے کہا ارے میرے مصاحب کا

یہ تو نام ہی خدمتگار جو پشت پر کھڑا تھا بولا کہ عالم مطلب مجھے سنیے یہ سردار آپکا گونگا بہرا تھا عمرو
اسکو پکڑ کر لیگیا حمزہ کو زنبیل مین چھپا لیا مبہوت کو بہ شکل حمزہ پلنگ پر سلایا اسکو تم گرفتار کر لائین
چمن پیرا نے کہا او خدمتگار تجھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا کہا سامنے دیکھیے وہ عمرو کھڑا ہی چمن پیرا
جیسے ہی پلٹی عمرو نے ایک ہاتھ سے تاج لیا اور پشت پر چمن پیرا کے ایک دولتی ماری کہا وہ منہ کے
تخت سے زمین پر گری خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

او ڈھونڈھا دے صاحبقران کو ورنہ دولتی کی جگہ پر ایک خنجر
مار دیتا کہ سر اڑ جاتا آقا سے نامدار کو کون گرفتار کرسکتا ہی چمن پیرا تو منھ کے بل گری خواجہ نے
جست کرکے سراچہ فرمایا چمن پیرا نے آواز دی لینا ارے غضب کر گیا میرے سردار کو میرے
ہاتھ سے قتل کرایا تب ہرکارون نے آپس مین کہا استاد کی طراری ظاہر ہوئی ہم حیران تھے کہ یہ
کیا سبب ہی مگر اب وہ مطلب نکلا اگر صاحبقران ہوتے تو اٹھتے ہی صاحب سلامت کرتے یہ جادوگر
تھا اسکے ہوش اڑ گئے دوسرے گونگا بہرا نہ سنتا تھا نہ بول سکتا تھا آخر یہ انجام ہوا باتین کرتے ہوے
ہرکارے چلے چمن پیرا نے کہا یہ بھی عنایت بقراط ثانی تھی اسیواسطے مین میدان داری موقوف
رہی اب کل مقابلہ کرونگی یہاں خواجہ دربار مین آئے تینون شاہزادیون نے پوچھا کیون خواجہ حمزہ
پر کیا گذری کہا چمن پیرا نے قید کیا تھا مین نے جاکر امیر کو... مین قرضخواہ ہون... نے چھین لیا
اب کچھ رقم دی جائے تو صاحبقران رہائی پائین شاہزادیوں نے اور دس دس ہزار روپیہ دیے
تب عمرو نے امیر کو زنبیل سے نکالا صاحبقران بیہوش تھے شاہزادیون نے ہوشیار کیا امیر نکل کر
بیٹھے سب حال سنا عمرو نے کہا ای شہریار مین لوٹ گیا جب وہان سے بھاگا وہ صندوقچے میری کمر مین
تھے انمین زیور تمہارا مین گر پڑے اب مہاجن میرا کیا حال کرینگے امیر نے فرمایا ایسے خرچے تمکو
بہت آتے ہین میرے خزانے مین کمی نہین ہی عمرو نے کہا کبھی تمہاری خزانے مین ایک پیسہ بھی ہوتا ہی
ہمارے نام کو دیتا ہی آپ فرماتے ہین غرضکہ اوراد کے امیر سے بھی دس ہزار روپیہ عمرو نے لیا امیر نے

فرمایا یہ روپیہ بیت المال کا گویا مین نے پھینک دیا۔ شاہزادیوں نے صحبت جشن آراستہ کی اور ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوئے ایک گائن نہایت شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

گشتہ ہی گرم جوشیِ ہرجائی یار کا	مارا ہوا ہی دل مرا فصلِ بہار کا
بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا	عہد شباب تجھکو مبارک ہو یار کا
رنگ طلائی رکھتا ہی اندام یار کا	موے کمر کو رتبہ ہی سونے کے تار کا
پہونچا دیا عدم شبِ تارِ فراق نے	دکھلا دیا سواد ہمارے دیار کا
کرتا ہی مجھسے ابلق ایام شوخیان	پہچانتا نہین مگر آسمان سوار کا
خاموشی مین بھی باقی ہی گویائی کا نشان	طوطی کا پر ہی سبزہ ہمارے مزار کا
آتش پہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم	وہ دلربا ہی دشمن جان دوستدار کا

یہان تو دربار صاحبقران مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر چمن پیرا نے غصے مین طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران کو خبر پہونچی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا کہ محبوب نے عرض کی آج کی خدمت طلایہ کنیز کو مرحمت ہو صاحبقران نے فرمایا کیا ضرور ہی محبوب نے عرض کی چمن پیرا نے بڑی ذلت اٹھائی ہی آج یقین ہی کہ پھر آئے کنیز ہوشیاری کریگی امیر نے کہا اچھا تم ہی طلایہ پر جاؤ مگر اے محبوب ہوشیار رہنا محبوب چند کنیزون کو ساتھ لیکر لشکر مین آئی بازارون مین جابجا کنیزون کو مقرر کیا قریب خیمۂ صاحبقران آکر بیٹھی دمبدم اٹھکر جاتی ہی بازارون کی خبر لاتی ہی کنیزون کو ہوشیار کر آتی ہی مگر چمن پیرا کو بڑا قلق ہی کہ ہاے مبہوت کو مین نے خود قتل کیا دو پہر رات گئے سے دارو دنیے یہ کہکر چلی کہ برائے گرفتاری طلسم کشا ہم جاتی ہون آج پہچان کر ہاتھ ڈالونگی ایسا دھوکہ کھایا کہ مجھکو بڑا قلق ہی سارہ بان زادہ سردر بد گستاخی کر گیا میری پشت مین بڑی چوٹ آئی تم لوگ آمادہ رہنا مین خالی نہ پھرونگی یہ کہکے سحر سے صورت تبدیل کی ایک ضعیفہ کی صورت بنی ہوئی لشکر صاحبقران مین آئی مگر چمن پیرا نے محبوب کو طلایہ پر دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ صاحبقران کے خیمے مین کوئی نہین جا سکتا ہی بس چمن پیرا نے یہ دیکھکر ایک دستک دی کچھ اسم سحر پڑھا کہ ہوا سے سرد چلی محبوب جھونکے لگی کنیزون سے کہا تم ہوشیار رہنا مین ذرا لیٹونگی یہ کہکے لیٹی اور سو گئی

چمن پیرا نے جو دیکھا کہ محبوب سوئی نگہبانون پر بھی سحر کیا سب غافل ہوے محبوب کو پڑھکر
چمن پیرا نے اُٹھایا پشتارہ ہو وش پہ لادا زبان مین سوزن دی طرف اپنے لشکر کے چلی بعد چند لمحہ
کے کنیزون کی آنکھ کھلی اپنی مالک کو نہ پایا کنیزین روتی ہوئین خدمت مین خواجہ کی آئین کہا اے شہنشاہ
اوج عیاری معلوم ہوتا ہے کہ چمن پیرا خود آئی تھی محبوب کو لیگئی عمرو اُسیوقت قنتور ہاے زنبقی
لگاکر دوڑے بہ صورت مبدل لشکر چمن پیرا مین آئے جابجا ذکر سُنا کہ آج چمن پیرا محبوب کو
لائی ہین دیکھیے کیا ہو محبوب سے چمن پیرا کو بڑا رشک ہے چلو چلکر تماشہ دیکھین سردار خیل خیل
چلے جاتے ہین عمرو اُن سب کے ساتھ خدمتگار بنے ہوے بارگاہ چمن پیرا مین آئے دیکھا کہ
چمن پیرا تخت پر بیٹھی ہے محبوب کا پشتارہ رکھا ہے کہ چمن پیرا نے کنیزون کو حکم دیا اس فتنہ پرداز
کو مسلسل و مطوق کرو آج طلسم کشا کو صدمہ پہونچیگا کنیزون نے لاکر ہتکڑیان اور بیڑیان محبوب
کو پنہائین چمن پیرا نے سحر اُتارا محبوب ہوشیار ہوئی ہاتھ جو اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھی کہ
ہم گرفتار ہوگئے فلک نے انقلاب دکھایا اوپر جو نظر اُٹھائی سامنے تخت پر چمن پیرا کو پایا تمام
کافران خریں طینت میمون خصلت خوک بادیۂ ضلالت جمع ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ محبوب کو
زندہ نہ چھوڑیے اسکو فوراً قتل کیجیے جب محبوب ہوشیار ہوئی دل کو یقین ہوا کہ سامنے چمن پیرا
کے گرفتار ہوکے آئی ہون چمن پیرا نے پکار کر آواز دی کیون بی محبوب اپنے کو تم کس
حال مین پاتی ہو اب وہ عاشق تمھارے کہان ہین اب تمھارے قتل کا وقت قریب ہے اب اپنے
خدا سے نادیدہ کو بلاؤ محبوب نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اور سمجھا کیا لکھی ہے اپنی یہ کیفیت ہے نظم

ایسی وحشت نہین دل کی کہ سنبھل جاؤنگا	صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہین ہون کہ رُکھائی سے جو ٹل جاؤنگا	آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی صبح	منھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکل جاؤنگا
کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو	تاف معشوق نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے	کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا
کوچۂ یار کا سودا ہے مرے سر کے ساتھ	پاؤن تھک تھک کے ہون پر چند کشش جاؤنگا
شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج اے آتش	مرکے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

چمن پیرا نے کہا کیون بی محبوب عشق کا بڑا جوش و خروش ہی دیکھو اسکا مزا چکہی تی ہون یہ کہکے
حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد سامنے آیا اشارہ کیا گردن پر کوٹلے کا خط دے جلاد نے گردن پر کوٹلے کا خط دیا
شانگین لگانے لگا آواز دیتا تھا ای ملکہ عالم بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست و مرغ را دانہ بلا شد
طعنہ بر صیاد چیست جسکا سر رشتہ عمر منقطع ہوا اسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی
ہی تیغ بارہ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون عمرو نے جو یہ معرکہ
دیکھا گھبرایا کہ اگر محبوب قتل ہوگئی تو غضب ہوگیا عمرو تکل کر بہاگا اگر صاحبقران کو خبر کی کہ ای
شہریار غضب ہوا محبوب قتل ہوا چاہتی ہی صندلان و شہلا سب سے زیادہ گھبرائین اسباب
سحر و ات پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے چلین صاحبقران نے ہر چند آواز دی کہ ای
صندلان و شہلا ٹھہر جاؤ دونون نے پلٹ کے جواب دیا ای شہریار غضب ہوگیا اگر خدانخواستہ
محبوب قتل ہوگئی تو ہم لوگ اپنی جان دینگے اسکی محبت یاد آتی ہی کس لطف سے اسنے بسر کی
دربار مین چمن پیرا کے کس زور و شور سے لڑی آخر زخمی ہوئی اب خدا اسکو بچائے روز
سیاہ نہ دکھائے اسکا حال سنکر کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا یہ کہکے روانہ ہوئین صاحبقران
سوار ہو کے چلے لشکر والے تیار ہو کر ساتھ ہوے نقارہ زرنی پر چوب پڑی مگر صاحبقران
گھوڑا دوڑائے ہوے جاتے ہین خواجہ عمرو نیمچہ کھینچے ہوے رکاب پر ہاتھ رکھے عرض کرتے ہین
کہ ای شہریار اپنے کو جلد پہونچائیے جلاد آچکا تھا صاحبقران نے مرکب مہمیز کیا صندلان
و شہلا اڑی ہوئی جاتی ہین لیکن ملکہ محبوب مسند نشین نے جب دیکھا کہ جلاد سر پر خنجر برہنہ
ہاتھ مین غلغلہ کر رہا ہی چمن پیرا کہتی ہی ارے جلاد کیون دیر کرتا ہی سر کاٹ لے اب اسکو مہلت
نہ دے جیسی خطا کی ہی اسکی سزا پائے پھر کوئی ایسی خطا نہ کرے جلاد تیغ کھینچ کر چلا کہ ہاتھ مارون
محبوب کا سر کاٹ لون اسوقت محبوب کی بیقراری اشکباری پکار رہی ہی ای خالق
لیل و نہار وای پروردگار رحم اپنا شریک کرا ہمدوار ہون کہ اس بلا سے نجات پاؤن
پھر زندہ صاحبقران کو دیکھون **نظم**

ہست سرکار الہ العالمین سرکار فیض	ہست دربار خداوند جان دربار فیض
حق بدار عافیت آباد دارد دار فیض	حکم از سد سکندر حق کند دیوار فیض

سعی کن تا فائدہ یابد ز تو خلق خدا ۔۔۔ کوششے فرما کہ از دستت برآید کار فیض
حمد باری کن رقم ہندی درین نظم عجیب ۔۔۔ تا کہ یابد فیض ہر شایق ازین اشعار فیض

بیقرار ہوکر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے برق تڑپ کر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز آئی کہ منم ملکہ صندلان جادو دوسری برق چمکی اُسنے کئی سو جادوگرون کے سر اُڑا دیے اور نعرہ ہوا کہ منم شہلا ۔ نرگسی چشم چمن پیرا کو ان شاہزادیون کا بہت ناگوار ہوا آواز دی کہ صاحبو انکی عشق مین طلسم کشا کے غیرت بالکل جاتی رہی ہمارے سامنے یہ گستاخیان صندلان اگر دمحبوبہ پھرنے لگی کئی سو ساحرون کو مارا چاہتی ہے کہ کسی طور سے بلوہ کم ہو تو محبوب کو رہا کرون مگر ساحر پر ساحر گرنے لگا مجمع بہت ہے کہ چمن پیرا نے آواز دی ہان صاحبو انکو مار لو کنیزین سحر کرتی ہوئین آگے بڑھین افسران فوج بجے جوب لڑ رہے ہین ان دونون پر چار جانب سے بلوہ ہے صندلان و شہلا تنگ ہو رہی ہین قدم اُٹھانے کی مہلت نہین ملتی مگر برق چمکا رہی ہین آگ برسا رہی ہین سامنے چمن پیرا کے جو کئی ہزار ساحرون کے سر کٹ کے گرے بڑا غصہ آیا ہشو ہشو کہتی ہوئی بڑھی بڑھکر شہلا کا سامنا کیا اور للکارا کہ او دستانی دھگڑے کا بڑا پاس ہے یہ کہکے بغلی پر ہاتھ ڈالا ایک بیضہ سفید نکالا اُسکو طرف آسمان کے پھینکا ہاتھ سے اشارہ کیا وہ بیضہ دو ٹکڑے ہوا ایک طائر اُس مین سے نکلا سامنے شہلا و صندلان کے آیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

ہاتھ سے تیرے لکھی ہے جو مری قاتل قضا ۔۔۔ زندگی سے تنگ ہین ہم بھی رضینا بالقضا
زندگی مین کر دیا ہی مجھکو مردہ عشق نے ۔۔۔ میری قبض روح کو آتی ہے لاحاصل قضا
دل نمود لگا پیشتر سے دے چکا ہون یار کو ۔۔۔ جان حاضر ہے جو مجھسے ہوتی ہے سائل قضا
بیگنہ جلاد سے پھر دائی گردن پر چھری ۔۔۔ کر چکی تیرے شہیدون مین ہین داخل قضا
بزم دنیا سے اُٹھاتی ہے تو غم اسکا نہین ۔۔۔ عالم ارواح کی دکھلائیگی محفل قضا
عشق کا صدمہ نہین اُٹھ سکنے کا معشوق سے ۔۔۔ پہلے مجنون سے کریگی لیلی محمل قضا
بہر قبض روح آتش جو بنکر آئیگی ۔۔۔ عشق بازی مین اگر سمجھی نہین کامل قضا

دونون شاہزادیون سے آنکھین ملا کر جو طائر نے یہ اشعار پڑھے دونون شاہزادیان سحر بھولنے لگین کنیزون نے انتہا کا زخمی کیا صندلان حیران ہے کہ ہمارا تو وقت اخیر ہے مگر صاحبقران کو کہان دیکھیگی یقین ہے ما

جب تشریف لائینگے کنیزون کی آگ روش دیکھینگے مگر ای بے نیاز رب کارساز جمال جہان آرائے صاحبقران دکھادے دنیا مقام افسوس ہی خالی ہاتھ آئے خالی ہاتھ جانا ہوگا **نظم**

اغنیا باخود چہ زین دنیا برند
کہ برائے سیم و زر محنت کشند
چون کند حملہ بر ایشان شیر مرگ
ہست دربیش نہ باندانان پسند

جز غم و افسوس و حسرت چون ہند
در سرانجام ہمام این جہان
دم بخود باشند شکل گوسفند

طالبان حق درین دنیائے دون
کی تلف عمر عزیز خود کنند
فارسی نظم تو ای ہندی ۔م

بیقرار ہوکر جو دونون شاہزادیون نے دعا کی ادہر چمن پیرا بڑھی کہ دونون شاہزادیون کے سر کاٹ لون اُدہر کنیزین چمن پیرا کی ہمرے تلوارین برساری ہین کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نعرہ صاحبقران کی آواز آئی **نعرۂ امیر**

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
ہمہ کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے عمرو نے عرض کی ای شہریار دونون شاہزادیان انتہا کی زخمی ہین ذرا انکو بچالیے چمن پیرا انکی حرف جاتی ہو جب انکے زرہ ہوتے ہین یا تو وہ طائر ہر مرتبہ سامنے دونون شاہزادیون کے زمزمہ سرائی کرتا تھا صاحبقران کو دیکھکر بلند ہوا چاہتا ہی آسمان مین جاکر چھپ جاوُن امیر نے تنے ہی اول لوح چمکائی جنگ رستانہ کرتے ہوے سامنے دونون شاہزادیون کے پہونچے جیسے ہی لوح کا عکس اُنپر پڑا سحر بھولا ہوا یاد آگیا ہرچند کہ زخمی ہین مگر تڑپ تڑپ کے لڑنے لگین تب چمن پیرا نے چند شکلین دیتی ہوگی طائر قریب نہین آتا اسلان بیقرار ہو شہلا نے آواز دی ای شہریار یہ طائر کا سحر تحفہ جات طلسمی سے ہی لوح کو ملاحظہ کرکے اسکو قتل کیجے امیر نے لوح کو ملاحظہ کرکے نوشتہ پایا کہ اس طائر کو تیر سے مارو امیر نے کمان کاندھے سے اُتاری اسم حاشیۂ لوح پڑھا طائر تھراتا ہوا قریب آیا خود نشانہ بنگیا امیر نے تاک کر تیر مارا طائر نے خود سینہ سپر کردیا تیر سینے پر پڑا تو ز کرشت کو پار گذرا طائر کا مرنا کہ آندھی سیاہ اُٹھی زمین کانپنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام ہی طائران جادو بود چمن پیرا نے سر پیٹ لیا کنیزون نے دیکھکر آواز دی بڑا غضب ہوا کہ وہ طائر مارا گیا اب بچنا محال ہی بانیان طلسم نے سی طائر کے سند مین لکھا ہی کہ جب بادشاہ طلسم عاجز ہوکر طائران کو طلب کرے اور طائران وقت طلسم کشا کے

قتل ہو تو فتح طلسم کی یہی صورت ہے لوصاحبو اب طلسم نہ بچےگا اب ہمکو یقین کامل ہوا کہ کوشش بیکار ہے حقیقت مین عمر طلسم تمام ہوئی بحر کنیزون کو اشارہ کیا کہ جانتک ہوسکے لڑو اگر ہوسکے صندلان و شہلا کو قتل کرو مگر اب انکے مددگار آگئے اب انکا قتل ہونا دشوار ہے کہ صاحبقران لڑتے ہوے قریب انکے پہونچ گئے اور قریب محجوب پہونچ کر قید کو توڑا زبان سے سوزن نکالی جب محجوب رہا ہوئی محجوب بسنے رہا ہوتے ہی وہ آگ برسائی کہ صدہا کنیزین جلکر خاک ہوئین ہرطرف لاشون کے انبار تھے دریاے خون کی طغیانی تھی الامان الامان کی صدا آنے لگی کنیزون نے بڑھکر چمن پیرا کو صلاح دی کہ طبل امان بجوائیے صاحبقران رک جائینگے لڑائی موقوف ہوگی ورنہ آج کوئی صورت بچنے کی نہین ہے چمن پیرا نے فوراً اشارہ کیا طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران تینون شاہزادیون کو ساتھ لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے چمن پیرا خستہ و شکستہ کنیزین زخمی ساتھ سردارون کے لاشے اٹھوائے کئی سردار نامی مارے گئے بارگاہ مین آکر بیٹھی کہا صاحبو اب کیا صلاح ہے کیا صورت فلاح ہے طبل جنگی بجوا کر اگر میدان مین جاؤن تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کرے کنیزین کہہ رہی ہین کہ داری بھاگ چلیے کسی صحرا مین چلکر چھپیے چمن پیرا کہتی ہے کہ یہ بات غیرت کی ہے لڑ بھڑ کر جان دونگی مگر سامنے سے نہ بھاگونگی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر نوجوان تخت پر سوار ایک کتاب کھلی ہوئی آگے رکھی ہوئی مضمون اسکا پڑھکر ہنستا ہے کبھی روتا ہے کبھی کہتا ہے واے غفلت کہ آنکھین بند رہین دشمنون نے اپنا کام کر لیا بالکل وقت آخرین آے چمن پیرا نے جو اس ساحر کو دیکھا پکار کر آواز دی ای کتابدار ای اختر شناس جادو تمنے اب جا کے خبر لی یہان کا پتہ تمہین کیونکر لا اختر شناس تخت اتار کر زمین پر آیا کہا ای ملکۂ عالم آپ میرے حال سے بخوبی آگاہ ہین کہ مین قصر کوکب مین رہتا ہون آٹھوین دن بروز منگل پوجا پاٹ کرتا ہون آج جو پوجا کر نے بیٹھا تصویر خداوند کے آنسو جاری ہوے مین نے گھبرا کر پوچھا تصویر نے جواب دیا کہ او غافل کتاب دیکھ تجکو کچھ معلوم ہے کہ چمن پیرا پر کیا گذری مین نے فوراً کتاب دیکھی کیا کہون کہ کیا کیا مضامین نکلے جنسے حسرت ٹپکتی تھی آخر مین یہ مضمون تھا کہ سرحد زعفران جادو مین چمن پیرا فروکش ہے جاکر اسکی خبر لو مین حاضر ہوا موافق تحریر کے آپکو اسی سرحد مین پایا تب چمن پیرا نے کہا ای اختر شناس ہر لڑائی مین شکست حاصل ہوئی اب مقابلہ طلسم کشا سے کوئی مقابلہ

کرنے والا نہین ہے بی بی محبوب برائے مدد آئی تھین وہ بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئین آج بڑی
جنگ ہوئی کنیزون نے صلاح معقول بتائی کہ طبل امان بجوا کے بیٹھے اے اختر شناس اب حیران
ہون کہ کیا کرون طلسم کشا پہلوان یگانہ ہے ہر طرف سے مدد پیدا ہوتی ہے کوئی آتا نہین کہ میدان کارزار
مین جائے اور طلسم کشا کو جواب دے مین کد و کاوش کر رہی ہون اختر شناس نے کہا مین تحت
اڑائے ہوئے آتا تھا کہ گذر میرا صحرائے ہفت رنگ مین ہوا مقتول زرین کمر کہ وہانکا حاکم ہے
دیکھا مین نے کہ کثرت کر رہا ہے کئی ہزار شاگرد جمع ہین وہ دو نال اکھاڑے پر رکھے ہین کہ ہر ایک نال پہاڑ کا
ٹکڑا ہے مگر مقتول انکو مثل تنکے کے اٹھاتا ہے شاگردون کو تعلیم کر رہا ہے ایک نامہ اسکو لکھیے وہ بیشک
آکر طلسم کشا سے مقابلہ کریگا کیا عجب ہے کہ حمزہ پر غالب آئے کتاب مین بھی یہ مضمون دیکھا کہ مقتول
کے ہاتھ سے حمزہ کو صدمات پہونچین گے کیا عجب ہے کہ باعث ہلاکت ہو حمن پیرا خوش ہوگئی اسیوقت
نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان تمہاری جرأت کے چار جانب
ہنگامے ہین ایک حریف زبردست تمہارے مقابلہ کا چاہیے مناسب ہو تو فوراً کوچ کرکے آؤ حریف
مذکور سے مقابلہ کرو طلسم حمن نثار کرو اسنے لوٹ لیا اکثر نمک حرامون نے اسکا ساتھ دیا ہے
یہان آؤ گے سب حال کھل جائیگا نامہ لکھکر اختر شناس کو دکھایا اختر شناس نے نامہ پڑھکر ایک
ملازم کو دیا وہ ملازم نامہ لیکر چلا مگر مقتول زرین کمر صحرائے ہفت رنگ مین اکھاڑے پر بیٹھا
مجمع رہا ہے کہتا ہے رستم و اسفندیار ہوتے تو انکے بھی کان مین حلقۂ اطاعت ڈالتا افسوس ہے کہ
ماہ دولت کے زمانے مین نہوئے اب کوئی دنیا مین میرا ہمنبرد نہین ہے درختون کو اکھیڑ کر پھینک
دیتا ہون پہاڑ مین ہاتھ ڈالکر زور کرتا ہون تو گھاٹیون کو جنبش ہوتی ہے یہ میرے نال و مگدر ہین
کئی سو پہلوانون کو زیر کیا جس اکھاڑے پر پہونچا اپنی استادی کا دم مارا گئی ہے اکھاڑون پر
میرا نام لیا جاتا ہے شاگرد لوگ پکارتے ہین کہ استاد مقتول زرین کمر کی جے رہے اب کوئی
مجھسے مقابلہ کا نام نہین لیتا شاگرد اسکے بجا و درست کہتے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ آپکا کوئی
ہمنبرد نہین ایک واقف کار بول اٹھا کہ اے رستم زمان فی الحال مسلمانون نے سر اٹھایا ہے دربندونکو
فتح کرتے ہوئے آتے ہین مقتول نے کہا جسدن جاؤنگا سبکی مشکین باندھ لاؤنگا اچھی طرح جاؤ
ہو لینے دو مدت سے میرا ارادہ تھا کہ سنجان اور باختر مین جا کر اس فرقے کو لوٹون مگر موقع نہ آیا

یہ ذکر تھا کہ نامہ وار چمن پیرا کا پہونچا اُسنے نامہ ہاتھ مین دیا مقتول زرین کمر نے نامہ پڑھا
کہا لو صاحبو جو میرا ارادہ تھا الحمد کا سامنا ہوا جو سب مسلمانون کے افسر ہین اُنہین سے مقابلہ پڑیگا تیار
ہو کر چلو گینڈا تیار ہو کر آیا ایک آواز دی کہ جوانان کو بھی تیار ہو کر آتے ہین پھر فوج سے کہا صاحبو
اگر کل فوج جمع کرون تو پھیلا کھ فوج ہے لیکن اب سب کون بلوائے ہین اکیلا لاکھون پر کافی ہون لشکر
تو برائے ہیبت ساتھ ہوتا ہے مجھے کچھ لشکر کی احتیاج نہین ایسے غرور کرتا ہوا طرف چمن پیرا کے چلا
صاحبقران زمان درِ بارگاہ پر بیٹھے ہین ارجل تیغزن دمرجل دندان شکن دشنکل اژدر سوار
دہنکل کوہ بازو ایک جانب ملکہ محبوب مسند نشین ایک جانب ملکہ صندلان دشہلا سے
نرگسی چشم وغیرہ حاضر خدمت صاحبقران ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی مقتول زرین کمر مثل فیل
جھومتا ہوا گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل چمن پیرا اسنے بڑھکر
استقبال کیا خوشامد سے رکاب پر ہاتھ رکھ دیا مقتول گینڈے سے کود پڑا کہا اے بادشاہ جسم چمن زار
کیا ملال پہونچا ہے زمین کے جیتے ہلا دونگا مین ہمیشہ سے مشتاق تھا کہ مسلمانون سے مقابلہ پڑے
عنایت خداوند لقراط ثانی کہ سرکردہ مسلمانان حمزہ صاحبقران فاتح سنجان ہو با خترسے مقابلہ ہے
دیکھیے سر میدان کیا کرتا ہون چیر پھاڑ کر پھینک دونگا ملکہ نے کہا اے مقتول دیکھو ارجل دمرجل
دہنکل دشنکل کیسے خدمت مین صاحبقران کے خوش بیٹھے ہین تمہاری آمد دیکھکر پریشان ہوئے
انکو اختر شناس نے صلاح دی کہ ایسا پہلوان قریب موجود ہے برائے مدد اسکو بلائیے تب مین نے تمکو
نامہ لکھا فوراً تم تشریف لائے مجھکو بڑا ممنون کیا مقتول نے عرض کی مین آپکا تابعدار ہون چلکے
طبل جنگی بجوائیے کل صبح کو دیکھیے میدان مین کیا شکار کھیلتا ہون ان سبکو مٹا دونگا چمن پیرا مقتول
کو استقبال کرکے لائی لاکے دنگل زرین پر بٹھایا کہا طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی
ہرکارون نے جاکر صاحبقران کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکر مین
طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صاحبقران اٹھکر بارگاہ مین آئے محبوب نے دست بستہ
عرض کی کہ اے شہریار یہ مقتول جو آیا ہے بڑا مغرور عقل و فراست سے دور ہے اسکو اپنی جرأت کا بڑا
دعوی ہے مکر و حیلہ بھی اسکا کام ہے حضور سمجھکر اس سے مقابلہ کرین صاحبقران نے فرمایا خدائے ما
بزرگ است کیا مکر و حیلہ کریگا سر میدان فنون سپاہ گری کا امتحان ہو جائیگا رات بھر تیاریان

رہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین کمر آفتاب نے سپر زرین ضیا کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ نور کو حمایل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اور ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان شکست خوردہ قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے مقتول سب کے آگے بڑھا ہوا فوجون کو درست کرتا ہوا میدان مین آکر پہونچا صاحبقران چالیس قدم برتبۂ صاحبقرانی کھڑے ہوے علم زرنگار کا سر پر سایا چلچل و مرچل و شنکل و جھنکل دست راست و دست چپ پر حضرتین محبوب ہر مرتبہ عرض کرتی ہین ای شہریار اگر حکم ہو تو فوج مین تھکہ ڈالدون صاحبقران منع فرماتے ہین کہ سحر کا کام نہین جب فوجین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کمربٹے مقتول نے گینڈا بڑھایا سامنے چمن پیرا کے آیا عرض کی ای بادشاہ چمن زار اجازت میدان کارزار مرحمت ہو چمن پیرا نے کہا جاؤ تمکو خداوند بقراط ثانی کے سپرد کیا کہا ای مقتول سوائے صاحبقران کے اور کسی سے مقابلہ نکرنا اگر انکو چھیڑ کر پھینک دیا تو سبکو ایک سحر مین پامال کر دونگی بی محبوب مسند نشین کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی ایک تحفہ صرف کر دونگی تو زبان بند ہو جائیگی بی شہلا کو گرفتار کر لونگی بی صندلان کو مہلت سحر کی نہ دونگی اور سبکی کیا حقیقت ہو کہ مجھسے مقابلہ کرین مقتول گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا سلحشوری دکھلا کے پکارا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ مقابلہ کو نکلے مین افسر لشکر کا خواہان ہون صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ میدان ترقی کرو عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران نکلین گے بیدل ہو کر سب سردارون نے گھیر لیا کہ میدان رسالدار عرض کرنے تھے غلامان جانباز مقابلہ مین جائین صاحبقران نے فرمایا اسنے میرا نام لیکر پکارا ہی مین ہی اسکے مقابلہ مین جاؤنگا یہ کہکر مرکب کو صبر کیا گھوڑا اڑا رہ بجر کے چلا نظم

قرو صف توسن رقم کیا کرون
ہاسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی

کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار

ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
جبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی

تین جھکوٹین مرکب صاحبقران مقابلہ مین مقتول کے پہونچا مقتول لگا ور زن ہوا پانچ قدم گینڈا مقتول کا ہٹا تین قدم مرکب صاحبقران کا گھوڑا اڑ کر جو صاحبقران سامنے مقتول کے آئے مقتول جمال مہر مثال دیکھکر دنگ ہو گیا کبھی سراپاے صاحبقران دیکھتا ہی کبھی

رعنائی پر سلاح کی نگاہ ڈالتا ہی جب جمال بے مثال خوب دیکھ چکا کہا کیون حمزہ تو نے بادولت کا
خوف نہ کیا مقابلہ مین میرے چلا آیا اب بھی مین رحم کرتا ہون کہ میری اطاعت کر تین لاکھ فوج ساتھ ہی
باقی تین لاکھ جابجا نظامت پر ہی گر انکو بھی طلب کرون تو گاوزمین بار نہ اٹھا سکے کل فوج کا بادشاہ
کرونگا صاحبقران نے فرمایا اے مقتول زیادہ گھمنڈ مت کر مغرور ہمیشہ ذلیل رہتا ہی اگر تو میری
اطاعت کرے تو فی الحال سپاہ سالار لشکر کرون کہ سرداران قدیم تیرے مرتبے پر رشک کرین تب
مقتول نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی کہا اے سخن ساز میری بات کا ایسا جواب دیا کہ دل ہل گیا
مگر یہ میدان کارزار ہی ناچار نیزہ اٹھاتا ہون فنون سپاہ گری دکھاتا ہون یہ کہکے نیزہ اٹھایا دہنی بغل
و بائین بغل سے پیچ و تاب کرتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک کر سینۂ صاحبقران پر نیزہ
مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان آگ کی نکلنے لگین آپسمین نیزہ بازی شروع
ہوئی دونون لشکر نگران ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا امیر نے ایک مقام پر نیزہ مقتول کا گانٹھا
گانٹھ کر جھپیٹا مار کر نیزہ ہاتھ سے مقتول کے نکل گیا مثل خط شعاع بلند ہوا مانند تیر شہاب کے زمین پر
گرا دونون لشکرون مین غریو بلند ہوا کہ صاحبقران نے نیزہ مقتول کا نکالا فنون سپاہ گری مین
طاق ہین حقیقت مین شہرۂ آفاق ہین مقتول نے شرمندہ ہوکر تیغہ کمر سے کھینچا سوا دو سو من کا تیغہ جوہردار
لنگردار نیام انتقام سے یون نکلا صاف ثابت ہوتا تھا کہ اژدر غار سے قالب آتشین چھوڑتا ہوا نکلا
ہرچند کہ تیغ اسکا مثل برق چمکا مگر صاحبقران کی پلک نہ جھپکی نگاہ لڑی ہوئی ہی جیسے اسنے ہاتھ
مارا صاحبقران نے بامہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مقتول نے گریبان مین ہاتھ ڈالا جھٹکے
چلنے لگے مقتول کا گینڈا امیر کا مرکب زمین پر بیٹھ گیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپسمین
کشتی ہونے لگی جوان ہک کر گھڑی دو گھڑی لڑتے ہین پسینے کے پتلے بن جاتے ہین مقتول ہر مرتبہ
ریل کرکے دوڑتا ہی صاحبقران دو چار قدم ہٹ آتے ہین جس مقام پر جی چاہتا ہی پلٹ پڑتے ہین
اور جب مقتول کو پکڑ لاتے ہین جہان مقتول زیر پا آتا ہی صاحبقران دو چار گھٹے ایسے
مارتے ہین کہ زرہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہی ماتھے سے خون جاری ہوتا ہی بمشکل نکلتا ہی جان کو
بچا رہا ہی مگر گھبرا رہا ہی تین پہر ایک طور پر کشتی ہوئی مگر مقتول اپنی جان سے تنگ ہو رہا ہی
چاہتا ہی بلا سے چت ہو جاؤن جان تو بچے بلا کا حریف ہی کسی فن مین کمی نہین کرتا ایک مقام پر

مقتول نے دونون مونڈھے پکڑ کے ریل کر صاحبقران کو لیچلا ساتوین قدم پر امیر جا کڑ کے
مقتول سے کہا کیون حمزہ مجکو بانکپن دکھاتا ہی امیر نے فرمایا ای مقتول اب نہ ہٹین گے خواہ
زمین ہٹے مگر جہان قدم گاڑ دیے پھر نہین پیچھے ہٹے مقتول نے کہا مین نہ رُکنے دونگا یہ کہکے
بہ قوت پہلوانی زور کیا چاہا ریل کرکے دوڑون مگر صاحبقران نے قدم نہ ہٹایا مقتول نے
قدم آگے بڑھایا وہان پر موشگافہ تھا دونون پانون مقتول کے موشگافے مین جاتے رہے امیر
نے جو کہ مارا کولہ مقتول کا اُتر گیا تھر تھر مثل بید کے کانپا سر کاندھے پر امیر کے رکھدیا بیہوش
ہوگیا امیر نے مقتول کو ہاتھون پر سنبھالا پکار کر آواز دی کہ ای پہلوانان مقتول اس صدمہ بونگو
سامنے سے لیجاؤ کولہ اسکا اُتر گیا جب صحت پائیگا پھر برائے امتحان آئیگا ملازمان مقتول دوڑ پڑے
مقتول کو لیکر ہوادار پر سوار کیا طبل بازگشت بجوا کر پلٹے لا کے مقتول کا علاج کیا صاحبقران
پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے داخل بارگاہ ہوے مقتول کو جب ہوش آیا اور حال معلوم ہوا کہ میرا
کولہ اُترا مقابلے صاحبقران کے خستہ ہوکر پلٹا اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چمن پیرا سے ملاقات
کی بڑی شرمندگی ہوئی بارگاہ مین تنہا آکر بیٹھا حکم دیا اسوقت کوئی ہماری ملاقات کو نہ آئے مگر
عیار اسکا نہروان دشت نورد جو قریب بارگاہ آیا اور یہ خبر سنی کہ آقا تنہا بیٹھے ہین کسی کے
جانے کا حکم نہین نہروان نے کہلا بھیجا کہ غلام حاضر ہو مقتول نے حکم دیا کہ عیار کو آنے دو
نہروان سامنے پہونچا دیکھا کہ مقتول رو رہا ہے رونے سے آنکھین سرخ ہین یکہ و تنہا بیٹھا ہی عیار
نے آکر سلام کیا کہا ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس آپکو بہت پریشان پاتا ہون سبب
تو ارشاد فرمائیے مقتول نے کہا ای نہروان و ای یار وفادار کیا سبب پوچھتا ہی ایسے حریف سے
مقابلہ پڑا جس سے یقین کامل ہوگیا کہ اب جو مقابلہ پڑیگا وہ مجکو زیر کر لیگا کل فنون سپاہ گری
مین حمزہ بے نظیر ہی اب مجھپر حال کھلا کہ مجھسے بھی زبردست ہی یہی خوف ہی کہ اب کیا کرون
صحراے ہفت رنگ سے کوچ کرکے آیا اور خالی پھرون اسے کیا تدبیر کرون عیار نے عرض کی
حضور نہ گھبرائین مین حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا چاہے قتل کیجیے خواہ بخشیے سرکار کو سب طرح اختیار
ہی مقتول یہ مژدہ سنکر خوش ہوگیا کہا ای عیار طرار اگر تو نے یہ کام کیا تو وہ مرتبہ تیرا کرونگا
کہ سب سردار رشک کرین کہ نہروان کا یہ مرتبہ ہی نہروان خوش ہوگیا اسباب عیاری ذات پر

آراستہ کر کے چلا صورت تبدیل کر کے لشکر اسلام مین پہونچا سامنے بارگاہ کے کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ
سردار آتے ہین مجرا کر کے چلے جاتے ہین صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ خواجہ عمرو تشریف لائے
امیر نے فرمایا خواجہ جا کر لشکر کفار سے خبر لاؤ مقتول کا کو لہ اترا اب اسکا کیا ارادہ ہے مقابلہ کریگا
یا پلٹ جائیگا خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلے صورت بدل کے طرف لشکر کفر کے چلے نہروان بڑھیا
بنا کھڑا تھا دعائین دیتا ہوا سامنے عمرو کے آیا کہا باوا مرتبہ تیرا زیادہ ہو کچھ بڑھیا کی خبر لے خواجہ
نے جواب دیا ای ضعیفہ تو اسی مقام پر موجود رہنا مین لشکر کفار مین خبر لینے جاتا ہون وہانسے
پلٹ کر جو آؤنگا کچھ تجھکو دونگا عیار کو معلوم ہوا کہ خواجہ ہمارے لشکر مین جاتے ہین جب خواجہ
سامنے سے چلے گئے تو نہروان نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت خواجہ
کی بنکر تیار ہوا مثل خواجہ کے جست و خیز کرتا ہوا چلا راہ مین شاگردوں سے انکے سلام لیتا ہوا
بارگاہ صاحبقران مین آیا صاحبقران نے پوچھا خواجہ کیا خبر لائے مقتول کس فکر مین ہے
عرض کی ای شہریار دو چار روز مین کولہ اسکا اچھا ہوگا پھر لڑنے مقابل میدان مین آئیگا لیکن
ابھی دعوی باقی ہے ذرا حضور کنارے چلین تو کچھ عرض کرون صاحبقران نہروان کے
ساتھ گوشے مین آئے نہروان نے صاحبقران کو پان کھلا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا سراچہ
چاک کر کے نکلا جست و خیز کرتا ہوا گوشون مین چھپتا ہوا چلا وہان خواجہ جب دربار چمن پیرا مین گئے
مقتول کو بارگاہ مین نہ پایا خادمون سے دریافت کیا کہ آج مقتول بارگاہ مین کیون نہین آیا
زبانی خدمتگارون کی معلوم ہوا کہ مقتول اپنی بارگاہ مین ہین آج بلانے ملاقات چمن پیرا
نہین تشریف لائے یہ دریافت کر کے خواجہ پلٹے وسط صحرا مین پہونچے ہین کہ زنگ کی آواز
کان مین آئی ایک گوشے مین چھپکر دیکھا کہ نہروان عیار صاحبقران کو لیے ہوئے آتا ہے عمرو
کے ہوش اڑ گئے ایک گوشے مین آکر بیٹھے کمند کو خس پوش کیا جب نہروان اس مقام پر
پہونچا اور حلقہ ہاے کمند مین آیا عمرو نے شیر کی آواز دی نہروان رکا عمرو نے جھٹکا مارا نہروان
گرا کود کر عمرو چھاتی پر سوار ہوا جاب مار کر بیہوش کیا پشتارہ امیر کا لیکر زنبیل کیا اب
نہروان کو نخل سے باندھا کوڑا پکڑ کے کھڑے ہوئے فیتلہ دفع بیہوشی دیا جب نہروان کی
آنکھ کھلی دیکھا عمرو کوڑا پکڑے کھڑا ہے ہوش اڑ گئے عمرو نے پکار کر آواز دی ای نہروان پشتارہ

صاحبقران کا کیا ہوا مفصل بتاؤ نہروان رونے لگا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین چند
ساعت کو بیہوش ہوگیا تھا مجھکو احوال نہین معلوم کہ صاحبقران پر کیا گذری عمرو نے کہا اے نہروان
بقراط ثانی پر لعنت کر دین اسلام و ملت بیضا اختیار کر ورنہ ابھی قتل کرونگا اسی جنگل مین ڈالدونگا
نہروان ڈرا کہ اگر عمرو یہان مار ڈالیگا تو کون خبر لیگا دست بستہ عرض کی مین شاگرد ہوتا ہون
عمرو نے کہا صدق دل سے بیان کر پیشانی تمھاری سیاہ معلوم ہوتی ہے نور اسلام پیشانی پر نہین چمکا
اب نہروان کو اعتقاد کامل ہوا سوچا کہ عمرو بڑا بشرہ شناس ہے اسکے سامنے مکر نہ چلیگا صدق دل سے
مسلمان ہوا عمرو نے نہروان کو ساتھ لیا کہا تم تو لشکر مین چلو مین تمھارے آقا سے ملاقات کر کے
آتا ہون مگر خبردار تم نہ آنا میرا تعاقب نہ کرنا نہین معلوم مجھے کیا منظور ہے نہروان طرف لشکر صاحبقران
کے چلا خواجہ بصورت نہروان لشکر مقتول مین آئے راہ مین ایک گنوار جاتا تھا اسکو بیہوش
کر کے بشکل صاحبقران بنایا مقتول انتظار کر رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ استاد پشتارہ بدوش
آتے ہین مقتول خوش ہوگیا کہ نہروان نقلی سامنے آیا مقتول کو سلام کیا کہا اے آقائے نامدار مین
صاحبقران کو لایا بڑی کوشش پڑی لیکن اوبھر کر صاحبقران کو لایا اور ایک معرکہ گذرا جب
راہ مین عمرو نے مجھکو گھیرا تو یقین تھا کہ مین گرفتار ہوجاؤن یا عمرو مجھکو قتل کرے ایک صداے غیب
آئی عمرو تو آواز سنکر بھاگا مین کھڑا رہا دیکھا مین نے کہ خداوند بقراط ثانی سامنے تشریف لائے
فرمایا اے نہروان تو نے بڑا کام کیا کہ عمرو ایسے شخص کو گرفتار کرایا لیکن اور مرتبہ تجھکو ملیگا اب
فی الحال تجھکو علم موسیقی کا حاکم کرتے ہین تو آسمان پر ہمارے پاس آیا کر فرشتون سے تیری ملاقات
کرائینگے مرتبہ تیرا بڑھائینگے تو آپ امتحان تو کیجیے کہ مجھکو گانا آیا کہ نہین آیا پھر اسیر کو ہوشیار
کیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے مقتول نے کہا بہتر اپنا امتحان کرو سب سرداران مقتول
آکر جمع ہوگئے عمرو نے بایان چھیڑا یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

حسن کس روز ہم سے صاف ہوا	گنہ عشق کب معاف ہوا	لے لیا شکر کے ساقی سے
درد امین ہوا کہ صاف ہوا	تیغ قاتل پر اپنا خون جمکر	گل سرخ کا غلاف ہوا
خاکساری کی ہو چکی معراج	سینہ اپنا زمین صاف ہوا	گردش کوچہ کے پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا	اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ مقتول خوش ہوگیا	

کہا ای نہروان حقیقت مین تو نظر کردہ خداوند ہوا نہروان نے کہا اب دلکو قوت ہوئی کہ جو جو
کمال قدرت نے مناسب جانے وہ عطا کر دیے ایک کمال اور بھی مرحمت فرمایا ہو اُسکا بھی امتحان
ہو جائے وہ کمال یہ ہو کہ ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے کلید میخانہ مجکو مرحمت فرمائیے مقتول
نے خوش ہو کر کلید میخانہ دی خواجہ جست کر کے میخانے مین آئے کل شراب کو خراب کیا بے ہوشی
ملائی پکار کر آواز دی کہ ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے خادمون نے جو یہ آواز سنی دوڑتے
ہوئے آئے کوئی گر بی بیگیا کسی نے چترا اُٹھایا بیٹھکر اپنے جلسے مین پینے لگے خواجہ نے چند عمدہ
گلابیان مے ارغوانی سے معمور کین لیکر محفل مین آئے مقتول خوش بیٹھا ہو ساتھ والونسے کہہ رہا ہو
کہ میرا عیار نظر کردہ خداوند ہوا کہ خواجہ نے گلابیان لاکر سامنے رکھین گھنگرو پانوٗن مین باندھے
گت شروع کی جام لبریز کر کے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوئے سامنے مقتول کے آئے سر جھکا کر
کہا ایسے بادشاہون کو سرے شراب پلانا چاہیے مقتول نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر
پی گیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی بعد چند عرصے کے
دست درازیان ہونے لگین ایک نے ایک کے تھپڑ مارا ایک کو ایک پیٹ گیا تھوڑے عرصے مین
ساری محفل مین دھینگا مشتی ہونے لگی مقتول یہ کہکر اُٹھا کہ کیا میری صحبت کو بازار بنایا ہو اُٹھکر
چلا کہ سردارون کو مارون چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا مصاحب لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا
تھوڑے عرصے مین سب برلب فرش ہوئے عمرو نعرہ کر کے اُٹھے مقتول کی ریش تراشی
محفل کو لوٹ لیا ایک پرچہ لکھکر موچھ مین مقتول کی باندھ دیا مضمون یہ تھا کہ ای مقتول زرین کمر
آگاہ ہو کہ تیری دغابازی نے سر محفل تجکو بے ہوش کیا مین چاہتا تو سر کاٹ لیتا مگر آقائے نامدار
کو دعا دے کہ حکم نہین ہو مگر اب مناسب ہو کہ اگر صاحبقران کی بدل اطاعت کر ورنہ جب چاہونگا
تیرا آکر سر کاٹ لیجاؤنگا بڑا اپنے زور پر گھمنڈ رکھتا تھا آقائے نامدار سے مقابلہ کر کے مزا اُٹھایا جو تونے
مکر کیا وہ تیرے گلے پڑا نہروان مسلمان ہوا وہ ہمارے لشکر مین ہی منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک
خنجر گزاری یہ پرچہ باندھکر خواجہ نکل گئے یہان چمن پیرا کو خبر ہوئی کہ صاحبقران گرفتار ہو کر
آئے ہین لیکن محفل مقتول مین گانا ہو رہا ہی چمن پیرا چلی کہ جا کر مین بھی رنگ دیکھون حمزہ
کو قتل کرون اُسوقت آکر پہونچی کہ دروازے پر چوبدار و خدمتگار آپس مین لڑ رہے ہین ایک

کہتا ہی تو کل مو ہا ہی دوسرا کہتا ہی تیرا خود منھ کولا ہی ایک کہتا ہی میرا عصا کیا ہوا دوسرا کہتا ہی خاصدان
کہان گیا سب کل مو ہے لڑ رہے ہین چمن پیرا نے کہا ان سبکو نکالو ان سبکو ہٹا کر اندر آئی دیکھا
مصاحبان مقتول لڑ رہے ہین وہی ہنگامہ ہی لات کی جوتی بیزار ہو رہی ہی مقتول ایک
عورت کو لیے پڑا ہی وہ عورت غل مچاتی ہی کہ او بے حیا تو کون ہی مین ہون وزیر مقتول
تو یہ کیا حرکت کرتا ہی مقتول کہتا ہی ای جان جہان اپنی ناک سے پوچھنا عمرو پہونچ گیا ہوگا
چمن پیرا نے آتے ہی کہا ای مقتول یہ کیا ذلت ہی اپنے کو سنبھالو دیکھو یہ پرچہ کاغذ کیسا
مونچھ مین بندھا ہی اور یہ داڑھی کیسی ترشی ہوئی ہی مقتول کا منھ دھلایا بیدار کیا چمن پیرا
نے آئینہ دکھایا آئینہ دیکھکر مقتول بہت شرمندہ ہوا پرچہ کاغذ کو پڑھا مضمون پر جھکر تھرا گیا کہا
ای چمن پیرا غضب ہوا نہروان کی صورت بنکر عمرو آیا تھا نہروان ایسا عیار طرار کس
بلا مین پھنسا کہ شریک مسلمانان ہوا چمن پیرا نے کہا جو تقدیر مین قدرت نے لکھا تھا وہ
پیش آیا اب جیسا کچھ قدرت کو منظور ہوگا وہ ہوگا چمن پیرا نے ساری محفل کو درست کرایا
مقتول نے مارے شرم کے نقاب چہرے پر ڈال لی کہا جب داڑھی نکلے گی تب نقاب اتارونگا
چمن پیرا بارگاہ مقتول درست کرکے اپنی بارگاہ مین آئی مصاحبو نسے کہا لو صاحبو آج
عمرو نے بارگاہ مقتول مین قیامت برپا کی لوٹ مار کر چلدیا داڑھی مونچھین میان مقتول
کی منڈ گئین اب نقاب چہرے پر ڈالے ہین ایک کنیز کو حکم دیا کہ مقتول کو بلا کر لاؤ کہ اس سے
پوچھین کہ اب پھر مقابلہ کروگے یا نہ کروگے ظاہر مین تو معلوم ہوتا ہی کہ اسکا جی چھوٹ گیا اب وہ
کیا مقابلہ کریگا مین ہی کچھ تدبیر کرون کنیز نے جاکر مقتول سے عرض کی کہ ملکہ عالم یاد فرماتی
ہین مقتول بارگاہ چمن پیرا مین آیا چمن پیرا نے پوچھا ای مقتول اب کیا منظور ہی جو جو
خرابیان ہونا تھین وہ ہو چکین عیار تمہارا جاکر مسلمان ہوا تم اب اپنے صحرا کی طرف چلے جاؤ
ابھی جو صاحبقران سے مقابلہ پڑیگا تو وہ تمھین زیر کر لیجائینگے اور جو مسلمان ہوتا ہی وہ پھر طرف
لقراط کے نہین پلٹتا ان شاہزادیون پر کیا کیا مصیبتین پڑین کبھی کسی نے دین اسلام سے
انحراف نہین کیا زبان سے اتنا بھی نہ کہا کہ خداوند لقراط ثانی سے خطا معاف کرائینگے نہین
معلوم کیا وجہ ہی کہ قدرت کو مسلمانون کے حال پر بڑی توجہ ہی حسن و جمال ادا و صورت

زیبا طلعت جہان آرا سب ان لوگون کو عطا کی جس ملک مین گئے اُن لوگون نے بدل خدمتگزاری کی جہان رہے سرفراز ہو کر رہے اگر قدرت نہ دیتے تو یہ اسباب انکو کیونکر ملتے مقتول نے کہا کہ ای ملکۂ عالم عنایت خداوند ان باتون پر موقوف نہین ہی زور و زر و اقبال و اولاد عنایت خداوند سے نہین ملتی دنیا کا یہی طور ہی مگر مین عرض کرتا ہون کہ مین حمزہ کو مٹا کے جاؤنگا آج طبل جنگی بجوا کے کل مقابلہ کرونگا ایکی مقابلہ مین خاتمہ ہی خالی نہ پلٹونگا یا زیر ہو جاؤنگا یا زیر کرلاؤنگا آپ آج کے دن اور تامل فرمائیے کل دم بھر مین آفتین برپا کرونگا چاہیے کہ میرے زور سے حمزہ بچ جائے تو یہ ناممکن اگر میرا کوڑا اتر گیا تو اس سے کچھ میرے لیے حرج نہین ہوا مین حمزہ سے دب نہین گیا مگر آج کے روز تامل فرمائیے کل ضرور قیامت برپا کرونگا ایسے ایسے مہلات بیٹھا بیان کیا کیا چمن پیرا خاموش ہو رہی شام کو جب چمن پیرا سے عرض ہوئی کہ طلایہ لشکر کا مقرر کر دیجیے تو اپنے مقام سے مقتول اُٹھا کہا ای ملکۂ عالم آج خدمت طلایہ پر مین جاؤنگا چمن پیرا نے کہا کیا مضائقہ مقتول دس ہزار سوارون کو ساتھ لیکر برائے انتظام طلایہ آیا جا بجا سوار مقرر کیے اپنا مقام بازار کلان مین قرار دیا ساتھ والون سے کہدیا کہ جب ہم طلب کرین تو فوراً آجانا سب نے عرض کی بہت خوب لشکر صاحبقران مین یہ حال گذرا کہ شام کو دارا سے دُر دُر گوش نے عرض کی آج خدمت طلایہ سرکار کے نام پر ہی صاحبقران نے فرمایا انتظام کراؤ ہم جائینگے ہم خود طلایہ دینگے یہ فرما کر خاصہ سوہرے سے نوش فرمایا خواجہ عمرو کو ساتھ لیا دو سو سوار جبرا دارا کے لیے آگر بازارون مین سوار مقرر کیے آپ کنارے پر لشکر کے اگر ایک نخل کے سایے مین بیٹھے خواجہ سے کہدیا تھا کہ دو ایک گلابیان مار اللحم کی ہمراہ رہین خواجہ نے قربوس اسپ مین لگا دی تھین وہ نکالکر خواجہ لائے صاحبقران نوش فرما رہے ہین خواجہ ہر مرتبہ جام دیتے ہین صاحبقران نوش فرماتے ہین منظور یہ ہی کہ خدمت طلایہ مین فرق نہ پڑے نیند نہ آوے نہروان دشت نورد جو اپنے مقام سے اُٹھا خبر سنی کہ خود صاحبقران طلایے پر ہین ٹہلتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا تھوڑی دیر ٹہیرا پھر کہا مین لشکر کفار کو دریافت کرون کہ اُس طرف طلایے پر کون ہی عمرو نے کہا ضرور جاؤ نہروان پھرتا ہوا قریب مقتول کے آیا دیکھا کہ مقتول زرین کمر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی سوچ کہ کچھ

امیر کے ساتھ خیرخواہی کرون کسی طور سے مقتول کو گرفتار کرادون یہ جانتا ہوکر صاحبقران تنہا لڑینگے اور مقتول کو زیر کر لینگے غرضکہ نہروان نے آکے مقتول کو سلام کیا مقتول نے پوچھا ای یار وفادار اسوقت مین تنے بار اساتھ چھوڑا نہروان رونے لگا کہا ای شہریار مین مجبوری گرفتار ہوا کہ مجکو کچھ نہ بن پڑا اگرچہ کہ عمرو کے شریک ہون مگر دل سے آپکا خیرخواہ ہون سامنے زیر نخل صاحبقران شراب پی رہے ہین بالکل اکیلے بیٹھے ہین اگر مناسب ہو بلوہ کرکے گرفتار کر لیجیے جب تک صاحبقران کے ملازم آوینگے آپ گرفتار کر لیجئے گا یہ سنکر مقتول نے اپنے ساتھ والون کو آواز دی دس ہزار سوار و پیدل آکر جمع ہو گئے اُن سبکو لیکر مقتول چلا امیر نے جو مقتول کو آتے دیکھا تیغ ٹیک کر کھڑے ہو گئے للکار کر آواز دی ای مقتول کیا ارادہ ہے مقتول نے ساتھ والون کو اشارہ کیا وہ سب بلوہ کرکے صاحبقران پر چلے امیر اُنپر نعرہ کرکے آپڑے تلوار چلنے لگی لیکن مقتول کمینگاہ مین کھڑا ہی تھا صاحبقران جو اُسطرف سے نکلے اُسنے پشت سے حلقہ ہاے کمند مارے پہلوان زبردست کے ہاتھ کے چلتے صاحبقران اُسمین پھنس کر گرے ہاتھ تلوار کا بھی اُسنے مارا امیر زخمی بھی ہوے سب کافر ٹوٹ پڑے اور روے بلوے کے امیر کو گرفتار کر لیا مقتول نے امیر کو ارابے پر ڈالا آہنگرون کو بلاکر مسلسل و مطوق کیا ساتھ والون سے کہا اب طرف صحراے ہفت رنگ کے نکل چلو وہان چلکر قتل کرونگا یہ کہکر طرف صحراے ہفت رنگ کے چلا خواجہ عمرو نے جب دیکھا تھا کہ امیر پر بلوہ ہوا طرف لشکر کے دوڑے کہ سردارون کو لاؤن مغلوب مین شریک ہون دا ہ اے دُر دُر گوش کو تیار کرکے لائے اُسوقت پہونچے کہ صاحبقران کو لیکر مقتول روانہ ہو گیا تھا دار انے چاہا کہ پیچھا کرون عمرو نے منع کیا کہ تم تامل کرو مین جاتا ہون عمرو پیچھے راہ مین آکر دیکھا کہ صاحبقران ارابے پر بیٹھے ہین ہمراہیان مقتول سب آگے پیچھے امیر کو گھیرے ہوے لیے جلتے ہین عمرو نے ہرچند تدبیر کی کہ راہ مین کوئی فکر کرون نہ بن پڑا آخر مقتول صحراے ہفت رنگ مین پہونچ گیا آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا حکم کیا کہ حمزہ کو بارگاہ مین لاؤ اگر مان جائے اور اطاعت کرے تو اُسکو ابھی رہا کرون ورنہ قید خانہ مین رہیون ملازمان مقتول صاحبقران کو لیکے چلے اب واضح ہو کہ مقتول کے محل مین ایک دختر ہے اُسکی کریمہ تن نیزہ باز اُسکا نام ہر فنون سپاہ گری مین

طاق حسن مین شہرۂ آفاق یکایک نہروان گھبرایا ہوا آیا کہا ای ملکۂ عالم ہرچند کہ مین امیر کا شریک ہوا تھا مگر موقع پاکر امیر کو گرفتار کرایا باپ آپکے لیکر آئے ہین کوٹھے پر سے چلکر تماشا دیکھیے کہ صاحبقران اور مقتول سے کیا گذرتی ہے سیم تن نام صاحبقران سنکر شگفتہ ہوگئی چند کنیزونکو ساتھ لیکر بالاے بام آئی جھروکے مین بیٹھکر دیکھنے لگی یکایک خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا صاحبقران دُہری زنجیرین پہنے ہوے سر برہنہ دربار مین مقتول کے آگے آتے ہی مثل اہل اسلام کے سلام کیا سیم تن نے کنیزون سے کہا دیکھو صاحبو کیا جرأت ہے گرفتار ہوکر آئے ہین مگر کس دبدبے سے صاحب سلامت کی اور جمال دیکھکر پسینہ آگیا قلب تھرّا گیا جی مین کہتی ہے کہ کیا جوان صاحب جرأت ہے کچھ مقتول کا خوف نہ کیا مقتول نے پکار کر کہا یا صاحبقران اب آپ میرے قبضے مین ہین ابھی قتل کرونگا ورنہ میری اطاعت کیجیے صاحبقران نے فرمایا تو بقراط پرست ہے مین تجھپر لعنت کرتا ہون مقتول نے جھلّا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرے اُسوقت نہروان سامنے آیا کہا ای شہریار جو تدبیر مین نے کی تھی وہ موافق پڑی مگر فوراً اسکا قتل کرنا بہتر نہین ہے ایسا نہو کہ اسکے لشکر والے بلوہ کرکے آجائین تو مشکل پڑیگی آپ اسکو قید کیجیے تب مقتول نے حکم دیا کہ اس جوان کو قید خانہ مین لیجاؤ صاحبقران کو قید خانہ مین لیگئے مقتول نے حکم دیا کہ آب و دانہ بھی بند رہے کہ حمزہ تڑپ تڑپ کے مرے مگر سیم تن یہ معرکہ دیکھکر رنجیدہ اپنے مقام سے اُٹھی اپنے باغ مین سوار ہوکے آئی مسند پر آکر بیٹھی کنیزونسے کہہ رہی ہے صاحبو میرا تو عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے بہ قول شاعر

نظم

وحشت دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا	سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا
سحر وصل کریگی شب ہجران پیدا	صلب کافر سے بھی ہوتا ہے مسلمان پیدا
خار دامن سے اُلجھتے ہین بہار آئی ہے	چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا
نسبت اُس دست نگارین سے نہین کچھ اُسکو	یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
باغ سنسان نکر انکو پکڑ کر صیاد	بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا
رو کے آنکھو نسے نکالون مین بخار دلکو	کرچکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا
سوجدا ایسکی ہے سینہ روزی جاری آتش	ہم نہوتے تو نہوتی شب ہجران پیدا

کنیزون نے کہا ای ملکہ عالم اب تو صاحبقران قید خانے مین ہین رہائی کی کون صورت ہی جو
ہمکو حکم ہو بجا لائین مگر خواجہ عمرو پھرتے پھراتے پشت پر اُس باغ کی آئے کمند مارکر دیوار پر چڑھے
ایک نخل کی مدد سے باغ مین اُترے ایک کنیز برائے رفع حاجت آئی اسکو بیہوش کرکے ایک گوشے
مین ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر پاس سیم تن کے آئے سمجھانے مین مصروف ہوئے سیم تن نے کہا صاحب
میرے دلکو کیونکر آرام آئے مین نے سنا ہی کہ قید خانہ مین اُنپر آب و دانہ بند کیا ہی کاش کہ یہ جفا واسطے
میرے ہوتی پھول سے عارض مرجھائے ہوئے تھے کس قدر چہرے پر پریشانی تھی اب قید خانے
مین کیا گذرتی ہوگی ایک کنیز سے کہا ذرا نہروان کو ڈھونڈھ کر لاؤ اُسی نے بادشاہ کو صلاح دیکر قید
کرایا ورنہ مقتول تو آمادہ تھا کہ قتل کردن یہ ذکر تھا کہ نہروان خود آیا ملکہ نے کہا کیون بھیا اب
کوئی رہائی صاحبقران کی صورت بھی ہو سکتی ہی نہروان نے کہا ای ملکہ عالم مین خود شرمندہ
ہون کہ خواجہ عمرو مجھسے فرمائینگے کہ تونے صاحبقران کے ساتھ کوئی نیکی نہ کی مگر آپ کھانا آغشتہ
بدارو سے بیہوشی ہکو دیئے مین وہ طعام لیکر جاؤن نگہبانون کو بیہوش کرون صاحبقران کو
رہا کرکے لاؤن ملکہ نے اُسی وقت کھانا تیار کرایا کنیزون کے سر پر خوان رکھے نہروان مشعل
ہاتھ مین لیکر طرف قید خانہ کے چلا جہان نگہبان دروازے پر بیٹھے ہین صاحبقران قید خانے
مین بیتاب و بیقرار دوسرا دن ہی کہ آب و دانہ نہین پہونچا خاموش سرنگون بیٹھے ہین نگہبانون نے
جو روشنی مشعل کی دیکھی پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہی نہروان نے بڑھکر اپنی صورت دکھائی
کہا دختر شاہ بیمار ہوگئی تھی یہ کھانا نذر لات و منات کا ہی حکم ہوا ہی کہ قیدی کو کھلاؤ نگہبانون نے
کہا اس قیدی کا آب و دانہ بند ہی نہروان نے کہا تم سب لوگ ملکر کھانا کھالو مین جاکر کہدونگا
کہ قیدی کو دے آیا یہ سنکر نگہبان خوش ہو گئے اپنے اپنے حصے لینے لگے نہروان نے کہا کہ اس
کھانے کو رکھنا نہین کھڑے کھڑے کھالو ایسا نہو خداؤن کے خلاف گذرے نگہبان کھانا کھانے
لگے تھوڑے عرصے مین کھانا کھاکر سب بیہوش ہوئے نہروان نے قید خانہ مین جا صاحبقران
کو سلام کیا عرض کی حضور تشریف لیچلین آپکو دختر مقتول نے بلایا ہی صاحبقران جھلا کر اُٹھے
چاہا کہ قید توڑ ڈالیں نہروان وشت نوردو نے کہا حضور کیون تکلیف فرماتے ہین غلام
ابھی کیلین کاٹ کر حضور کو لیئے چلتا ہی یہ کہکے کیلین کاٹین صاحبقران کو ساتھ لیکر طرف باغ

ملکہ کے چلے قضائے کار سکان شبگرد کوتوال طلایہ پھرتا ہوا جو اسطرف آیا دیکھا سب نگہبان مرے پڑے ہیں قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا ہے سکان یہ معاملہ دیکھکر گھبرایا دور سے دیکھا کہ دو شخص سیاہ پوش جاتے ہیں صاحبقران کو پہچانا پیچھے پیچھے ہو لیا اس خیال سے کہ انکی خبر لگاؤں کہ یہ کہاں جاتے ہیں آگے آگے صاحبقران عقب میں نہروان دور دور سکان چلا آتا ہے مگر ملکہ بعد جانے نہروان کے بیقراری کر رہی ہے ساتھ والیوں سے کہتی ہے خدا نہروان کا مطلب دلی پورا کرے ای کارساز بے نیاز تیرے نزدیک سب آسان ہے تو صاحبقران کو یہانتک پہونچا نظم

رونما بہ آفتاب و ماہتاب	پیش شعاع رخ خوبت چہ تاب	روز و شب شام و سحر از حکم تو
میشود پیدا بہ عالم نقل بہ	باد و آتش جلوۂ ذات تو اند	مظہر انوار تو آب و تراب
تو ز ہر خاطر کنی اندوہ دور	می بری از دل تو رنج و اضطراب	حامی و ہمدم بخیر و شر توئی
حافظ و ناصر بہ بیداری و خواب	نیکی حاصل از تو نیکوکار را	بہر بدکاران غم و رنج و عذاب
کیست کو گردن کشد از حکم تو	یا بہ تندی دم زند وقت خطاب	

کنیزیں کہتی ہیں حضور نہ گھبرائیے نہروان بڑا عیار عقلمند ہے یقین ہے صاحبقران کو لیکر آئے کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئیں آئیں عرض کی ای ملکۂ عالم مبارک ہو کہ ایک جوان آگے آگے ہے نہروان انکے پیچھے شاید صاحبقران کو نہروان لیکر آتا ہے ملکہ بیقرار ہو کر کھڑی ہو گئی دروازے پر آکے ٹھیری کہ نہروان آگے بڑھکر آیا کہا ای ملکۂ عالم مبارک ہو کہ میں صاحبقران کو لایا کہا ای نہروان مجھے انکے آنے سے کیا مطلب ہے فقط انکا حال سنکر یہ چاہتی تھی کہ قید سے رہا ہو جائیں اب کہ انھوں نے رہائی پائی انکے لشکر میں انکو پہونچا دو نہروان نے کہا اب تو باغ میں لا کے بٹھائیے پھر جیسا مناسب ہوگا دیکھا جائیگا ملکہ نے سر جھکا لیا کہا ای نہروان خوشی تمھاری کہ صاحبقران بھی آگے پہونچے ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا سکان شبگرد نے دور سے یہ سب معاملہ دیکھا یہ سب صورتیں دیکھکر پلٹا کہ جاکر مقتول کو خبر کروں یہاں ملکہ نے صاحبقران کو مقام صدر پر جگہ دی ساقی بیچ حاضر ہوئے جام گردش میں آیا خواجہ نے سامنے جھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا	جان مشتاق کے پیدا ہوئے خواہان کیا کیا
آفتیں ڈھاتی ہے وہ نرگس فتان کیا کیا	داغ دیتی ہے مجھے گردش دوران کیا کیا

پھر سکی میرے گلے پر نہ چھری ای ظالم / ورنہ گردون سے ہوسے کار نمایان کیا کیا
روے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعوی / سامنے ہو کے ہوا آئنہ حیران کیا کیا
کوئی مردود خلائق نہین مجھسا آتش / کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیا کیا

صاحبقران نے گائن کا گانا جو سنا آواز دی اری گائن ذرا قریب آ جب عمرو قریب آیا امیر
نے ہاتھ پکڑ لیا عمرو نے کہ بشکل کنیز تھا غل مچائی کہ ملکۂ عالم مجھے بچائیے میرے گانے مین صاحبقران
اشارے کر رہے تھے اب زبردستی کرتے ہین آپ ایسی معشوقہ پہلو مین موجود ہے اور پھر مجھپر
توجہ کرتے ہین ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحب کیون اسکو حیران کرتے ہو تمھین اختیار ہے
گوشے مین لیجا تو تنہائی مین اختیار ہے مگر اب آپکو یہ گائن مبارک ہو مجھسے اب بات نہ کیجیے گا حمزہ
نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ یہ تمھاری کنیز نہین ہے یہ میرا عیار طرار ہے عمرو نامدار
کا نام جو سنا ہوگا وہ یہی ہے ملکہ کو تسلی دیکر صاحبقران عمرو سے مخاطب ہوے کہا خواجہ کیونکر
پہونچے عمرو نے کہا آپ ہی کے تعاقب مین آیا امیر نے کہا صورت اصلی ملکہ کو دکھاؤ کہ ملکہ کو یقین
آئے عمرو نے کہا کچھ رونمائی چاہیے ملکہ نے کچھ جواہرات سامنے رکھے عمرو نے جست کی اور آواز
دی ای اوادا آدم زر دلیش از کل عالم پیش میری صورت اصلی دکھا دے اب جو عمرو زمین پر
آیا ملکہ نے دیکھا ایک شخص دبلا پتلا تتیا ہے کنیزین پھبتیان کہنے لگین کوئی کہتی ہے بن مانس ہے
کوئی کہتی ہے جلمانس ہے عمرو نے کہا صاحبو تمکو کیا ہوگیا مین تو خاصہ بھلا مانس ہون اب تو
باغ مین بڑی چہل پہل ہوئی نہروان بھی حاضر ہے عمرو نے نہروان کی بڑی تعریف کی کہا
تم نے بڑا کار نمایان کیا مگر میرا دل دھڑک رہا ہے کسی نے تمکو آتے ہوے تو نہین دیکھا تب
نہروان نے کہا مین شاہراہ سے صاحبقران کو نہین لایا آپ کہیے تو وہان کی خبر لاؤن عمرو
نے کہا تم جیو مگر نہروان کچھ مکر نہ کرنا تمسے مجھکو خوف آتا ہے نہروان نے کہا استاد اب مین
دل و جان سے تابعدار ہون یہ تکلیف صاحبقران کو یہی تھی کہ گرفتار ہوکر آئے اب مناسب ہے
تو لشکر مین جاکر اپنے خبر کیجیے وہ لوگ اُدھر سے لشکر کشی کرکے آوین اِدھر سے صاحبقران نکلین
مقتول کی تدبیر ہو جائے عمرو نے قصد کیا کہ بارگاہ مقتول مین جاؤن وہان کی خبر لاؤن مگر
وہان صبح کو مقتول اگر بارگاہ مین بیٹھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور قیدخانہ ٹوٹا قیدی

چھوٹا مقتول غصہ کرنے لگا کہ کیا نگہبان مر گئے تھے ہرکارون نے عرض کی کہ نگہبان سب مردہ
پڑے ہین پہچانے والا قتل کر کے لیگیا یہ ذکر تھا کہ سکان شبگرد آیا دیکھا تو بادشاہ ہرکارونپر غصہ
کر رہا ہے سکان نے اگر سب کیفیت بیان کی کہا ای شہریار عجب معرکہ گذرا کہ نہروان عیار حمزہ
کو رہا کر کے لیگیا اور باغ مین ملکہ سیمتن کے پہونچا ملکہ استقبال کر کے باغ مین لیگئین یہ معرکہ غلام
نے اپنی آنکھونسے دیکھا اب صاحبقران باغ سیمتن مین ہین لشکر لیکر چلیے فوراً انکو گرفتار کریجیے
مقتول اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا اس گیسو بریدہ سیمتن کو کیا ہوا کہ اپنے باغ مین دشمن کو
جگہ دی سب نے کہا حضور ہم گرفتار کر لینگے پچیس ہزار سوار و پیدل لیکر چلا یہان خواجہ عمرو
واسطے خبر کے نکلے ہین باغ کے باہر آئے تھے کہ طرف سے قصر مقتول کے گرد اڑی دیکھا مقتول
گینڈے پر سوار پچیس ہزار فوج لیے ہوے آتا ہے عمرو نے پلٹ کر صاحبقران کو خبر دی کہ ای شہریار
معلوم ہوتا ہے مقتول کو خبر پہونچ گئی فوج لیکر مقتول آپہونچا صاحبقران تلوار ٹیک کر اٹھے ملکہ
رونے لگی کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین ایسا نہو گھیر جائیے صاحبقران نے فرمایا پروردگار ہمارا
ساتھ ہے وہ مدد کریگا خواجہ عمرو بھی پیچھے ایک جانب نہروان صاحبقران دروازہ باغ سے نکلکر
کھڑے ہوے مقتول نے دور سے دیکھا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ بیرون باغ کھڑا ہے چہار
جانب سے گھیر لو پچیس ہزار فوج بلوہ کر کے پہونچی امیر نعرہ کر کے جا پڑے فوج مین لڑنے لگے
ہنگامہ گیرودار بلند ہے افسرون کو امیر نے ٹوک ٹوک کر مارا عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی یا سے
فوج مین تہلکہ پڑا کئی سو کے منہ جلے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے امیر لڑتے ہوے تا بہ مقتول
پہونچے افسران فوج ٹوٹے پڑتے ہین صاحبقران قریب مقتول نہین جا سکتے عمرو نے جو یہ
ہنگامہ دیکھا لشکر سے نکل کر طرف صحرا کے بھاگا حیران ہے کہ کسکو براے مدد لاوں ملکہ نے جو باغ
سے یہ دیکھا کہ صاحبقران اکیلے فوج مین لڑ رہے ہین دعائین مانگنے لگی کہ ای رحیم و کریم فضل و
کرم اپنا شریک کر تیری عنایت سے سب آسان ہے بندون پر تیرا احسان ہے نظم

ای علیم است مر ترا معلوم
حال موجود و حالت معدوم
تو نسیمی و قاسم و رزاق

میرسد از تو جا بجا مقسوم
تو رحیمی و راحم و رحمان
رحمت میرسد بہر مرحوم

تو قدیری و قادر قدرت
تو مقیمی و قایم و قیوم
جا بجا ابر رحمت بارد

نخل امید بار و بر آور ہوا۔ خواجہ نے دور سے دیکھا کہ نقابدار زرین پوش صحرا مین
شکار کھیل رہا ہی عمرو نے بڑھکر دعا سے ترقی اقبال دی کہا اے نقابدار بہادر تیرا جملہ سردارون
پر احسان ہی تو نے ہر مقام پر ہر سردار کی مدد کی ہی خود صاحبقران زمان سامنے باغ کے گھر
گئے ہین اکیلے پچیس ہزار جوان سے لڑ رہے ہین اگر مناسب ہو تو جنگ مین شرکت کیجیے مگر یہ
بڑی مشکل ہی کہ آپکو صاحبقران ہی سے دعوی ہی ہمیشہ آپ بانہانے صاحبقرانی کے طالب
رہتے ہین نقابدار نے خواجہ کو گلے سے لگایا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین جان و دل سے
خدمتگذاری صاحبقران کو حاضر ہون مین نے اپنا مقدمہ کلیہ کہدیا کہ بزرگان دین سے
دریافت کرین مین یہ چاہتا ہون کہ صاحبقران سے اور مجھسے جنگ نہو بخشی بانے مجکو
دو دین نقاد غیرہ سے سمجھ لونگا آپکو ابھی خبر نہین ایک طرف سے لاہوتک غول آتا ہی ایک طرف سے
خان اعظم نے خروج کیا ہی پرویز بن ہرمز کو دعوی ملک ایران ہی کہ اپنے جد کی سلطنت
لون ان صاحبون سے مقابلہ ہائے سخت پڑینگے اول تو آپکو ملال پہونچیگا کہ زمرد شاہ باختری
بڑے بادشاہ جلیل کے پاس پہونچا ہی جسکا عیار مہتر بلاشور ہی آپکے کئی فرزندون کی جان اُسکے
ہاتھ سے جائیگی اُسکا قاتل میرا عیار ہی ہرچند کہ آپکے فرزند مہتر شاپور شیر دل وچالاک بن عمرو
ہارے رونگا ہین مگر مہتر بلاشور ان لوگون کو ہرگز نہ مانیگا میرے ہی عیار سے دبیگا بس خواجہ
صلاح کے بانہاے صاحبقرانی مجکو دلوا دیجیے اور زنبیل وغیرہ میرے عیار کو دیجیے مین
کل مقدمات کو سمجھ لونگا ان کافرونکا استیصال میرے ہاتھ پر موقوف ہی بزرگان دین یہ سب
خبرین مجکو دے چکے ہین مین ان لوگون سے روگردانی نہ کرونگا یقین ہی خان اعظم ایران مین
پہونچ گیا ہو مدت ہوئی اُسنے لشکرکشی کی تھی ترکستان پر گیا وہان تو اُسنے قبضہ نہ پایا اب فکر ایران
مین گیا ہی ہرمز بن ملامل کب چشمی بھی اُسکے ساتھ ہی یہ سب کافر آپسمین ہمعہد ہوے ہین کہ ان
مسلمانونکو مٹا دین پھر آپسمین ملک تقسیم کرینگے پوتے کو نوشیروان کے اپنے اوپر بادشاہ کیا ہی یہ
سب ملکر فکر ایران مین گئے ہین جستجو کر رہے ہین مگر خیر اب مین چلتا ہون یہ کہکے ساتھ والون کو
آواز دی بارہ ہزار جوان جو شکار کھیل رہے تھے گھوڑے اُڑا کر سب قریب آئے نقابدار خواجہ کے
ساتھ چلا اُسوقت آگے پہونچا کہ صاحبقران مجمع مین گھرے ہوے ہین مگر رستمانہ جنگ کر رہے ہین کسیکو

اپنے قریب نہین آنے دیتے نقابدار نے جو دورسے جنگ صاحبقران دیکھی تعریفین کرنے لگا
کہتا تھا ای شہنشاہ اوج عیاری اس پیرانہ سالی مین صاحبقران کس لطف سے جنگ کر رہے ہین
کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتے پشت و پہلو سے کیسے خبردار ہین یہ کہکر مرکب بڑھایا اور نعرہ
کیا کہ منم نقابدار زرین پوش صاحبقران زمان سرکوب کافران صاحبقران نے پلٹ کر
جو نقابدار کو آتے ہوے دیکھا پشت مرکب پر بیٹھے جنگ کرتے ہوے بڑھے فرماتے ہوے
کہ ای نقابدار کلمات خلاف زبان پر نہ لا صاحبقرانی کے اسباب تو پہلے پیدا کر حقیقت مین مرکب
رخشی تیرے پاس ہی جرأت مین بھی بیشک تو بے مثل و بے نظیر ہی مگر عجب دار اب اپنے کو صاحبقران
نہ کہنا مجکو یہ لفظ خلاف گذرے ہین جب ساٹھ برس شمشیرزنی کی جابجا قید ہوے پردۂ قاف مین جاکر
لڑے تو یہ نام پایا ہی جب قبر رستم پر پہونچا ہون تو رستم کو اپنے زور پر بڑا ناز تھا عالم خواب مین میرے
پاس آیا کہنے لگا ای شہریار مین مردہ ہون کیا تحفہ آپکو دون دنیا سے حسرت و یاس لیکر اٹھا دنیا جاے
آرام نہین ہی آپنے سنا ہوگا کہ کمان کہان لڑا میری کمان قبر پر رکھی ہی جسمین سو من کا تیر جوڑتا تھا وہ
کمان آپسے اگر اٹھ سکے اور اسکو کام مین لا سکیے تو بسم اللہ لیجایے دیوکشی مین کام آویگی یہ سب باتین
رستم نے اسطور سے کہین کہ ہر لفظ سے غرور ٹپکتا تھا میری جو خواب سے آنکھ کھلی مین نے کمان کو اٹھا کر
کھینچا توڑ کر اس کمان کو قبر رستم پر چڑھا دیا غصے مین یہ کہا کہ اسی گھنی ہوئی کمان پر ناز تھا زور رستم
مردان عالم کا دیکھا رستم پھر میرے خواب مین آیا شرمندہ ہو کر ہاتھ جوڑنے لگا کہا ای شہریار آپ اپنے
زمانے کے صاحبقران ہین مجکو خیال تھا کہ کمان میری آپسے نہ اٹھ سکیگی مگر آپنے اسے توڑ ڈالا دیو سفید
کو مین نے مارا تھا اسکے پانؤن مین سونے کی خلخال تھی کئی سو من اسمین سنا ہی فلان درہ کوہ مین پڑی
ہی اسکو لیجایے غازیون کو دیجیے گا میری خطا معاف فرمایے صاحبقران کی یہ باتین سنکر نقابدار نے
کہا آپکی جرأت مین کیا فرق ہی لیکن ہر ایک بات کا وقت ہی اب آپکی صاحبقرانی ختم ہو رہی ہی اگر
بانے مجکو نہ دیجیے گا تو تمام مشقت آپکی ضایع ہوگی جو ملک کہ آپنے اسلام آباد کیے ہین وہ پھر کفار آباد
ہو جاینگے تب صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار بس بانا سے صاحبقرانی کا نام نہ لو مجھسے مقابلہ کرو نقابدار
خاموش ہو گیا جنگ مین مصروف ہوا صاحبقران نے جو ذرا مہلت پائی لڑتے ہوے قریب مقتول
پہونچے للکار کر آواز دی کہ او نامرد اتنو مقابلہ مین آکر تجھپر احوال جرأت کھلے ہمکو بھی جنگ کا مزا ملے

یہ سنکر مقتول نے فوج کو آواز دی ہان یارو حمزہ کو گھیر کر قتل کرو اسوقت فوج نے
صاحبقران پر بلوہ کیا مگر صاحبقران اُس بلوے مین شیر نر جنگ کر رہے ہین نقابدار
جنگ صاحبقران دیکھکر ساتھ والون سے کہ رہا ہی دیکھو یارو مقام انصاف یہ ہی کہ
ہار نہ دینا کیونکر قبول کرین کیا طرز جنگ ہی فوج کافرون کی طرز جنگ سے تنگ ہی فوج
کو درہم و برہم کر رہے ہین افسرونکو چُن چُنکے مار رہا ہی مقتول کو بھی للکارا ہی مین نے
ہر چند چاہا کہ اپنے کو قریب مقتول پہونچاؤن مگر فوج کا اسقدر بلوہ ہی کہ قریب
مقتول پہونچ نہ سکا مگر صاحبقران افسرونکو مار کر قریب مقتول پہونچ گئے ہین
اُس سے مقابلہ پڑا ہی نقابدار ساتھ والون سے یہ باتین کر رہا ہی لیکن نگاہ طرف
صاحبقران کے ہی ہر ضرب کو دیکھکر تحسین و آفرین کرتا ہی کہتا ہی کہ حقیقت مین اِنکا
زیر کرنا بہت دشوار ہوگا بزرگان دین کے کہنے کو بھی نہین قبول کرتے جب مین نے
سوال کیا کہ بزرگان دین سے پوچھکر ہار نے دیجیے تو جواب دیا کہ بزرگان دین کو
میرے مقدمۂ سپاہ گری مین کیا دخل ہی مین اُنکے حکم کو قبول نہین کرتا آخر کس طرح
سمجھاؤن انکو یہی منظور ہی کہ سر میدان مقابلہ ہو دیکھون فلک کیا دکھائے ہر چند
کہ بحکم بزرگان دین آیا ہون مگر کلیجہ کانپتا ہی قلب تھراتا ہی صاحبقران نے مقتول
کو جو للکارا مقتول تیغ کھینچے ہوے قریب آیا للکار کر آواز دی او حمزہ کیا یہی کہ
فن مین کم ہون آؤ اسکا بھی امتحان ہو جائے یہ غرور دماغ سے نکلجائے یہ کہکے
صاحبقران پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران نے خالی دیئے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون مقتول نے تلوار نہ چھوڑی صاحبقران
نے ایک بار اک گینڈا مقتول کا بیٹھ گیا مقتول نے لنگر مار اک گینڈے کی اُٹھک کمر
ٹوٹ گئی کود کر گینڈے سے قصد کیا کہ ہاتھ تلوار کا جھٹکر مارے لیکن صاحبقران کا
گھوڑا بھی قتل ہو صاحبقران بھی مرکب سے کود ے مقتول لپٹ پڑا کشتی ہونے
لگی نقابدار بھی گھوڑا اُڑا کر قریب آیا گرد صاحبقران پھرنے لگا پکار کر کہتا ہی
یا صاحبقران بیدل نہ ہوجیے گا غلام بڑا سے کمک موجود ہی کیا مجال ہی کہ کوئی گزند

قریب آسکے قیامت برپا کرونگا آپ پر چشم زخم نہ آسنے دونگا یہ کہتا ہوا ور گرد پھرتا ہی جو افسر قریب آیا اُسکو قتل کیا کئی افسروں کو جو نقابدار سنے مارا اب کوئی افسر قریب نہین آتا گروہ مرکب نقابدار کے لاشے سرداروں کے پھڑک رہے ہین امیر نے مقتول کی کمر مین ہاتھ ڈالا کمر زنجیر تھام کر جو زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا واہنا پیر آگے بایان پیر پیچھے مقتول کو چرخ دیا کر مثل طاؤس آتشبازی کے ہاتھ پر چرخ کھانے لگا امیر نے آواز دی ای مقتول شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی مقتول نے خائف ہوکر جواب دیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم جبتک رشتہ حیات باقی ہی غلامی سے گردن تابی نکرونگا ہمیشہ مثل چاکران کمترین حاضر خدمت رہونگا امیر نے مقتول کو چھوڑ دیا مقتول قدموں سے لپٹ گیا کہتا ہی ای شہریار مین دل و جان سے تابعدار رہون امیر نے کلمہ پڑھایا مقتول بصدق دل مسلمان ہوا اب مقتول نے اپنی فوج کو منع کیا سب نے تلوار روکی جنگ موقوف ہوئی امیر باتوقیر کو مقتول ساتھ لیکر اپنے مقام قیام پر آیا مگر نقابدار جنگ موقوف ہوتے ہی لڑتا بھڑتا چلا گیا جب صاحبقران بارگاہ مقتول مین پہونچے مقتول خبر سن چکا تھا ترنج خوشبو سینے پر لگایا کہا مین نے اپنی بیٹی کو شہریار کے ساتھ منسوب کیا صدا سے مبارک سلامت بلند ہوئی یہ خبر سیمتن کو پہونچی کہ باپ نے میرے مجھکو ساتھ صاحبقران کے منسوب کیا باغ مین خوشیاں ہونے لگین سب کھلکھلا کر شگفتہ خاطر ہوے سیمتن غنچے مین بیٹھی ہنس رہی ہی ادھر امیر نے مقتول سے کہا ہم کل صبح کو طرف اپنے لشکر کے جائین گے مقتول نے کہا غلام نے اسیواسطے تابعداری اختیار کی ہی کہ ہمراہ رکاب رہون مین بھی ہمراہ سرکار چلونگا صاحبقران نے فرمایا یہ بھی تو خوف ہی کہ اکثر پہلوان نامی بیشہ ہاے ہفت صحرا مین رہتے ہین ایسا نہو خبر سنکر چڑھ آئین مقتول نے کہا جو آئیگا وہ سزا پائیگا مقتول نے شب کو سامان دعوت کیا رات بھر ہنگامہ

عیش و نشاط گرم رہا صبح کو صاحبقران نے مقتول سے کہا بیٹے نسبت بدل قبول کی مگر انشاء اللہ بعد فتح طلسم خیال سکندری عقد شرعی کرینگے ہمکو بھی اسکا خیال ہی کل فوج کو تیار کرکے مقتول ساتھ ہوا پچیس ہزار فوج ساتھ تھا ایک افسر اعلیٰ کو برائے حفاظت دختر چھوڑا جب صاحبقران رخصت ہونے کو آئے تو ملکہ نے باغ کی کھڑکی کے چہرو کون سے دیکھا بیتاب ہو کر بیکار آشتی کرا ای شہریار یہ کنیز کیونکر زندہ رہیگی کنیز کا تو یہ حال ہی کہ عرض کرنا محال ہی یہ کیفیت ہی نظم

لالۂ بیداغ جیسا کوئی گلشن میں نہیں
ایک بت اس حسن کا دیر برہمن میں نہیں

یاسمین میں عالم اُس رُخ کی صباحت کا کہاں
جو ملاحت خال مشکین میں ہے سوسن میں نہیں

باغ ہے بے یار اپنی آنکھ میں ماتم سرا
اشک ہیں شبنم کے قطرے گلکے دامن میں نہیں

فصل گل میں سامنا چاک گریبانسے نہو
ہے نگہ میں کار رشتہ چشم سوزن میں نہیں

شہر سے جاتا ہوں میں دیوانہ صحرا کیطرف
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن میں نہیں

تیرے دیوانوں کی نفرت ظاہر آرائی سے ہی
پاؤں میں بیڑی نہیں ہے طوق گردن میں نہیں

قبریاں کھدوا کے پھنکوا دی ہیں اُس سفاک نے
عاشقوں کے مُردے اپنے اپنے مدفن میں نہیں

جلوۂ خورشید کر جاویگا اُسپر کار برق
قطرۂ شبنم ہی وہ اسکے اپنے خرمن میں نہیں

تنگ کی پھانسی کے ولا حلقے میں زلف یار کے
ابروؤں کی کج ادائی تیغ رہزن میں نہیں

چشم بد بین کا نہیں اندیشہ حسن یار کو
کونسا ہی حرز جو بازو کے جوشن میں نہیں

گھر میں اُس خورشید رو کے رہتی ہی جا ضیا
ذرہ کو پروا اگی آنکی روزن میں نہیں

بے چھری کرتے ہیں کافر عاشقوں کو اپنے ذبح
جوہر قصاب کس طفل برہمن میں نہیں

آب کے بدلے شراب سرخ نہرو میں بہا
باغباں جو پھول ہی وہ تیرے گلشن میں نہیں

شکر کے سجدے کا میرے سر کو سودا ہی
محو یاد دوست میں ہوں فکر دشمن میں نہیں

اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھ
جان کو دل ڈھونڈتا کس روز گردن میں نہیں

صاحبقران نے سنکر فرمایا ای ملکۂ عالم صبر کرو اور پروردگار سے دعا کرتی رہو کہ طلسم خیال سکندری فتح ہو تو ہم واپس ہو کر آویں نہیں معلوم جسکے نام فتح

طلسم ہوا اُسپر کیا گذری شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فکر لوح مین مصروف ہی خدا وہ دن کرے کہ اُسکو لوح طلسمی حاصل ہو کفار پر غالب آئے قصر سکندری بقراط سے چھوٹے اصل طلسم مین جانا ہو ابھی تو سرحد طلسم فتح ہو رہی ہی سب فرزند اِسی فکر مین ہین کہ سرحد سے فراغت پائین لوح کے ہونے سے طلسم کشا کو قوت ہوگی انشاءاللہ ہمکو تمہارا خیال رہیگا بمشکل تسکین کو امیر نے سمجھایا باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوے مقتول زرین کمر پچیس ہزار فوج سے ساتھ ہی یہان چمن پیرا نے یہ خبر سُنی کہ مقتول صاحبقران کو گرفتار کر کے لیگیا سردار ان صاحبقران پریشان تھے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ افسر اعلیٰ کا نہ ہونا باعث خرابی ہی کہ چمن پیرا نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر سردار ان نامی کو دی سب کے ہوش اُڑ گئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ نہین معلوم چمن پیرا کیا آفت برپا کریگی شہلا و محبوب و صندلان نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ جسطرح وہ لڑیگی مقابلہ کرینگے لشکر کو تباہ نہ ہونے دینگے ہر چند کہ اُسکے سحر کے ہمسر نہین ہین مگر جسطرح بن پڑیگا جان دیکر اُسکو روکین گے آیندہ پروردگار کو اختیار ہی اسلیے کہ وہ بادشاہ طلسم ہی کون اُس سے مقابلہ کرے محبوب نے کہا مین اُس سے مقابلہ کرونگی مگر جب تحفہ جات طلسمی بروے کار لائیگی اُسوقت مشکل ہوگی پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین محبوب و صندلان و شہلا ہوا خانے مین آکر بیٹھین اپنے اپنے سحر تیار کر رہی ہین بیرون سے سوال و جواب ہو رہے ہین مگر ہر ایک کے پیر کا یہی قول ہی کہ چمن پیرا کو گرفتار کرینگے مہلت نہ دینگے چمن پیرا نے بھی رات کو سحر تیار کیے ہین یہ دعویٰ ہی کہ کل آفت برپا کرونگی مقتول ضرور صاحبقران روانہ کریگا وہ بھی تو امیر سے عاجز ہو رہا ہی یقین ہو کہ لیجا کر قتل کرے انکو زندہ نہ چھوڑے آجتک کبھی مقتول کو ایسا پریشان نہین دیکھا جیسا حمزہ سے مقابلہ کر کے پراگندہ ہوا یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی

لشکر دن مین تیار ہان ہین ملازمان چمن پیرا آپس مین کہ رہے ہین کہ کل لشکر حمزہ کو ضرور
لوٹ لینگے مسلمانون نے بڑا مال جمع کیا ہی وہ سب ہمارے حصے کا ہی ملازمان
صاحبقران پریشان ہو رہے ہین کہتے ہین کہ ایک افسر کا نہ ہونا باعث خرابی ہی کیا
دیر کرین دیکھین کل کیا گذرے اسی ہنگامے مین ساحر زرین پوش فلک پوجا پاٹ
کر کے ہو مخانۂ مشرق سے نکلا میدان چرخ زبرجدی مین آکر ٹھیرا اور ساحر ماہ تابان
مع فوج ثوابت وسیارگان بھاگ کر شکست خوردہ قلعۂ مغرب مین آکر محصور ہوا اب
ہر دو لشکر میدان مین آئے چمن پیرا بہت بڑے زور و شور سے تخت پر سوار نارنیل
اچھالتی ہوئی میدان مین آکر پہونچی ادھر سے محجوب وصندلان وشہلا افسر لشکر
میدان مین آئین ارجل و مرجل و بنکل و شنکل یون کہتے ہوئے آتے ہین کہ آج ہم
چمن پیرا سے ملاقات کرینگے کیا اس سے منھ پھیرینگے جان دینے پر آمادہ ہین خدا
جمال باکمال صاحبقران دکھائے محجوب کہتی ہی اگر خدا نخواستہ کچھ باعث خرابی
ہوتا تو خواجہ ضرور پلٹ کر آتے مگر معلوم یہ ہوتا ہی کہ وہان جا کر صاحبقران نے
ہاں پائی ہرکارے بھی پلٹ کر نہین آئے یہی باعث تردد و انتشار ہی صندلان
زمانی مین صاحبو پروردگار پر نگاہ رکھو وہ احکم الحاکمین رب العالمین ہی اس کے
نزدیک سب آسان ہی

نظم

بندۂ نکو ہمہ می بیند از طاعت عبث — ہست در بند ہوا و حرص ہر ساعت عبث

میکند این خلق با اندک مہ و سیم خود در چمن — ناز بر حسن و جمال و خوبی و صورت عبث

از دم و دانا عبث دیوانگی یابد ظہور — بر خلاف آدمیت جوش زین حشمت عبث

معنی انسان چہ در ہستی برائے بندگی ست — در دماغ بندہ ہست اظہار این نخوت عبث

مبتلا آخر چو در دست اجل تنہا شود — جمع خدام و فوج و لشکر و حشمت عبث

گشت چون ذلت آل عزت دنیائے دون — میکند حاصل مذلت بہر این عزت عبث

پیش بندہ ہست خواہش میکند ناحق دنا — بر در انسان کلی خم گردن منت عبث

دولت و اولاد ہندی بہر و جانی دشمن اند — میکنی اندر جہان با دشمنان الفت عبث

اسطرف سردار دعائین مانگ رہے ہین کہ چمن پیرا تخت سے کودی میدان مین آئی پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آوے لشکر مین کھل بلی پڑ گئی محبوب قصد کرتی ہو کہ مین نکلون صندلان کا یہ ارادہ ہو کہ مین جاکر اسکے مقابل ہون شہلا تڑپ رہی ہو کہ مین جاکر جان دون ارجل و مرجل نہنکل و شنکل گھوڑے چمکاتے ہین کہ ہم مقابلہ کرینگے جاکر لڑینگے مرینگے ای محبوب ہمکو نہ روکو اُسوقت محبوب کی غفاری شہلا کی اشکباری کوئی پکار رہا ہو کہ ای پروردگار مدد کر اس بلا سے دور کر اور چمن پیرا پکار رہی ہو کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان نہ ای خیرہ سران میدان مین آؤ مجھسے آکے مقابلہ کرو تم لوگون نے مجھکو بڑے صدمے پہونچائے ہین انھون سے بدلا لیا آج میرا قابو ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی تم لوگون کے قتل سے منھہ نہ موڑونگی محبوب نے جو دیکھا کہ چمن پیرا پکار رہی ہی اور مجھے للکارتی ہو کہ واہ بی محبوب خوب عشق کرکے بیٹھین اب آج اُسکا نتیجہ ملیگا اسطور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اسطور سے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے تم لوگون کی طرف سے میرے دل مین داغ ہی مگر مجھے آج غم و الم سے فراغ ہو کہ دامن اپنا محبوب نے ہاتھہ سے سردارون کے چھڑایا کہا صاحبو کیون ذلیل کرتے ہو اس ملعونہ کی زبان سے یہ الفاظ ناشایستہ سنواتے ہو برائے خدا مجھکو نہ روکو مقابلے مین اس غرور کے جانے دو مرنا جینا خدا کے اختیار ہی اسکی سخنوری بیکار ہی یہ کہکے قصد کیا کہ طاؤس اپنا بڑھاؤن سب سردار تڑپ کر دعائین مانگنے لگے سب نے ہاتھہ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھے کہ ای خالق عالم و ای رب اکرم اب وقت مدد ہی تیرے حکم سے سب بلا رد ہی

نظم

ای کہ از حسن پر انوارت منور آفتاب	جلوہ گر نور جلالت در مہ و در آفتاب
حلقہ در گوشت مہ و گردون گردان چاکرت	روز و شب در سجدۂ طاعت نگون سر آفتاب
تاب کی دارد مہ تابان کہ آید روبرو	در مقام جلوہ کی گردد برابر آفتاب

خاک ناکارہ ز الطاف تو گردد کیمیا ... ذرہ را حاصل شود عز و شرف بر آفتاب
جست از فرمان تو ای ہادی گم گشتگان ... ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب
جلوہ ات از جلوہ شام و سحر یابد ظہور ... مطلع انوار تو مہتاب و مظہر آفتاب
پرتو افگن گاہ میگردد مہ تو بر فلک ... گاہ گردد جلوہ گر از سمت خاور آفتاب
پردہ از روے منور بر کشا تا در جہان ... چہرہ ننماید دگر تا روز محشر آفتاب
ماہ از حسن تو دارد داغ حسرت بر جگر ... سینہ دارد گرم مثل شمع انور آفتاب
سر زمین از شرق و غرب آمد بزیر سایہ اش ... چون تو کردی ای کرم گستر نظر بر آفتاب
نور اندر ماہتاب از جلوہ رخسار تست ... مینماید صورت شام و سحر در آفتاب
طبع روشن در مضامین حق چو فرمودش عطا ... گشت بر اوج سخن ہندی سخنور آفتاب

سب سرداران نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردہ بیابان گردے برخاست تمام صحرا میں غبار اڑا سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے سب کے زلزال قاف ثانی بیلیان گھوڑے کو جھکاتے آتے ہیں دور سے جو دیکھا کہ چمن پیرا میدان میں مبارزطلبی کر رہی ہی صاحبقران نے وہیں سے مرکب کو اڑایا سرداران صاحبقران مثل گل شگفتہ ہو گئے ہر ایک طرف سے صدا بلند ہوئی کہ پروردگار نے اپنا فضل کیا ہمارے آقاے نامدار آگئے چمن پیرا نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا فورا رنگ رو متغیر ہو گیا ہاتھ پانؤن میں رعشہ آگیا لیکن میدان سے پلٹنا مناسب نہ جانا صاحبقران پر آگ برسانے لگی امیر نے لوح کو جھکایا سحر دفع ہوا چمن پیرا نے کئی سحر کیے تلوارین برسائیں خنجر گرائے مگر صاحبقران اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوئے آتے ہیں جو سحر قریب آیا دفع ہوا تین شیکون میں مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے قریب چمن پیرا کے پہونچا چمن پیرا نے جب صاحبقران کو قریب دیکھا تلوار کھینچ کر جا پڑی فوج کو بھی اشارہ کیا اہل فوج صاحبقران پہ آپڑے ادہر محبوب مسند نشین غصے میں کھڑی کانپ رہی تھی گو ر لیکر جا پڑی اہل فوج کو

جو آتے ہوے دیکھا دہن کشا نامے جادوگر بھائی چمن پیرا کا آگے بڑھا ہوا آتا تھا محبوب نے گجرہ پھولون کا مارا ہوا ے سرو چلی گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون طائران زمزمہ سرا بزبان حال یہ اشعار پر بہار عاشقانہ بہ آواز پڑھنے لگے

نظم

جلا مین شمع کے مانند عمر بھر خاموش
تمام عمر کٹی قصہ مختصر خاموش

جبین کے نور سے اسلام یان ہویدا ہی
رہینگے مجھکو نکیرین دیکھکر خاموش

نہین قرار زمانے کو ایک حالت پر
جو دو پہر ہون مین نالان تو دو پہر خاموش

جنون مین بھی ہوئی زائل نہ مجھسے دانائی
رہا مین عالم وحشت مین بیشتر خاموش

چمن مین کونسا غنچہ نہین شگفتہ ہوا
ہمارا غنچہ دہن کیون ہی اسقدر خاموش

بتو کے دل کو دکھاؤن مین اپنے دل کیطرح
خدا کے قہر سا ہوتا ہی جسکو ڈر خاموش

ہوئی ہی قاتل عالم صباحت رخ یار
چراغ زیست کو بھی مرنی ہی سحر خاموش

روانہ ہوتا ہی پہلوے یار پچھلے پہر
چراغ صبح سے کیا ہون مین بیشتر خاموش

کمند زلف کا ٹوٹے نہ تار ای شانہ
رہا بہت مین گلا گھونٹ کر خاموش

نہ پھیر تعقہ مو سے میان یار آتش
کسی نے دیکھی ہی معشوق کی کمر خاموش

طائرون نے جو یہ اشعار بہ زمزمہ سرائی پڑھے دہن کشا متحیر ہوکر رہگیا دو ہزار جوان جو اسکی پشت پر تھے انسے آواز دی ہان یارو حکم معشوق بجالاؤ یہ جو کہا سب جادوگر مبہوت ہوچکے تھے تلوارین کھینچکر جنگ مین مصروف ہوے مگر یہی قصد ہی کہ لشکر چمن پیرا کا خاتمہ کرین گو سے بھی مارے تیغہا برہنہ سے لڑنے لگے چمن پیرا نے جو دور سے دیکھا کہ دہن کشا متحیر ہوے ہوے میری جانب آتا ہی للکار کر آواز دی ای برادر مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی کہ آپ کو اسقدر غصہ ہی دہن کشا نے جواب دیا کہ ہمشیرہ میرا یہ دل چاہتا ہی کہ حکم معشوق سر سے بجا لاؤن تم کیا سمجھکے میدان مین آئین اب طلسم کشا سے مقابلہ ہی اور میری جان محبوب پر جاتی ہی محبوب نے وعدہ کیا ہی کہ اگر تمہارا

مرلے تو مطلب دلی حاصل ہوا اور مین بھی اقرار کر چکا کہ چمن پیرا کا سر لاتا ہون اب
بہتر اسی مین ہی کہ سر جھکا کر بیٹھو مین تمھین قتل کرون اور سر سامنے معشوق کے لیجا ڈالون
یہی چاہتا ہون کہ محبوب رضامند ہو تم میدان مین آئین یہ سوچے کہ لشکر جیفہ سردار
کو تباہ کرنا کیسی نامردی ہی اُنکے خداے نادیدہ نے مدد کی کہ عین وقت پر امیر آ گئے
چمن پیرا نے اشارہ کیا کہ ان سب کو مار لو آپس مین تلوار چلنے لگی ایک طرف سے
شہلا نرگسی چشم نے بڑھکر جو آنکھون سے اشارہ کیا برق گرنے لگی رعد گرجا ابر نے
[illegible] پانی برسایا کہ تمام [illegible] ہو گئے جنگل بہتے چلے جاتے ہین پتھر پڑ رہے ہین [illegible] سب
مثل سنگان بازاری غل مچاتے پھرتے ہین لنڈھکتے ہوئے چلے جاتے [illegible]
نے اگر سحر محبوب [illegible] تو سحر شہلا کا دبا [illegible] اگر شہلا کا وار [illegible] تو صندل لال [illegible]
سحر کا زور ہوا کہ چند [illegible] نے بڑھکر چمن پیرا سے کہا ای ملکہ اب فتح [illegible] تو
ناامیدی ہی بھاگ کر نکل چلیے جان بچائیے ذرا ملاحظہ تو کیجیے طلسم کشا کا [illegible] زور
شور [illegible]
مین [illegible] قتل ہوا کوئی صاحبقران کے ہاتھ سے نہین بچتا عیار [illegible]
آتشبازی [illegible] کہ تمام میدان آتش بہار ہو رہا ہی محبوب و شہلا و صندل لال
و ارجیل و مرجیل و شغل و بنکل وغیرہ نے قیامتین برپا کی ہین کس کس [illegible]
آپ کے لشکر کو اکیلا طلسم کشا کافی ہی محبوب و صندل لال و شہلا کے سحر سے ہزارون
قالب الٹ دیے آپس مین لڑنے پر آمادہ ہین چمن پیرا [illegible] اپنے رفیقون سے
صلاح کر رہی تھی [illegible] ہوا اختر شناس جادوگر جب آگیا تو چمن پیرا نے
بیقرار ہو کر کہا ای اختر شناس اب تمھاری کیا راے ہی اختر شناس نے کہا [illegible] تو
کتاب مین دیکھ چکا کہ آج شکست فاش ہوگی کوئی صورت فتح کی نہین [illegible]
مگر [illegible] مین بڑھکر صاحبقران کو ٹوکتا ہون چمن پیرا نے کہا ای اختر شناس
مین بھی رنگ کو خوب سمجھتی ہون مگر اب کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون اتنا بڑا
پہلوان مقتول زرین کمر مطیع صاحبقران ہوا دیکھو ساتھ آیا ہی مثل چاکران کمترین

ہمراہ ہی ایک کنیز نے خبر دی کہ بیٹی اسکی سینتن صاحبقران پر عاشق ہوئی اُسی نے بیسب
آفتین برپا کین کہتی تھی کہ مجھکو اپنے ساتھ لیتے چلیے امیر نے قبول نہ کیا یہ باتین کرکے
اختر شناس بظاہر صاحبقران کو للکارا باطن مین صاحبقران سے اشارہ
کیا کہا ای شہریار چمن پیرا کا ارادہ ہی کہ بھاگ کر نکلجاؤن اگر اس لڑائی سے نکلجائیگی
تو آفت برپا کریگی بڑے بڑے فساد ڈالیگی غلام اسکو لگا کر لاتا ہی جسطرح سے بنے
اسکو قتل کیجیے مجھے اپنا تابعدار جانیے صاحبقران نے ہاتھ اُٹھا کر اشارے سے
جواب دیا کہ ای اختر شناس جو تم نے کہا مین سمجھا تم اُسکو لاؤ انشاءاللہ مین ضرور
قتل کرونگا مجھے تو خود جلدی ہی مین بہت جلد اُسکو قتل کرنا چاہتا ہون اختر شناس
نے کہا مین جاتا ہون چمن پیرا کو لگا کر لاتا ہون قید مین اُس ملعونہ کی بہت سے
بندگان خدا ہین صاحبقران لڑتے ہوے ایک جانب چلے اختر شناس قریب
چمن پیرا کے آیا کہا ای ملکۂ عالم ایک تدبیر مین نے سوچی ہی کہ آپ سامنے سے
سحر کیجیے امیر دفع کرنے مین سحر کے مصروف ہونگے مین پشت سے جا کے زخمی
کرونگا ایک مرتبہ زخمی کرون دوبارہ گرفتار بھی کرلونگا جب قبضے مین آئین فوراً
قتل کرڈالیے تامل نہ کیجیے طلسم کشا کے مددگار زمین سے پیدا ہوتے ہین اگر
قید کیا تو رہا کرنے والے پیدا ہوجائینگے چمن پیرا نے کہا وہ آگ برساؤن
کہ بی محبوب کو شعلۂ آتش مین پھنساؤن شہلا کو دیوانہ کرون بی صندلان کو در
سر ہوا رجل و مرجل کو جلادون ہشکل و شنکل کو مٹادون بی محبوب نے اپنے
نزدیک یہ بڑا سحر کیا کہ دہن کشا منھ کھولکر نکلگیا پہاڑون مین سر ٹکرا رہا ہی اب
اُسکی جان نہ بچیگی مین نے بہت زور کیا کہ اسکو روکون مگر وہ نہ رکا دیکھو سامنے
درۂ کوہ مین گھستا پھرتا ہی محبوب کا نام لیکر پکار رہا ہی مین ایسا سحر کرون کہ شنکل
و ہشکل آپس مین لڑکر مرین اختر شناس چمن پیرا کو لگا کر سامنے صاحبقران کے
لایا چمن پیرا نے سحر کیا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی مگر صاحبقران لوح سے بہت
ہوشیار ہین ہر مرتبہ لوح کو چمکاتے ہین کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین رنگ سحر جب چمن پیرا

نہین جتا صاحبقران نے جب دیکھا کہ چمن پیرا قریب پہونچی کمان کیانی دوش سے
اُتاری نہین بہال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ تاک کر تیر مارا چمن پیرا
نے چاہا تیر کو سحر سے جلا دون امیر نے تو تیر کو لوح سے مس کر کے مارا تھا بھلا وہ
تیر کب خطا کرتا آکر سینے پر چمن پیرا کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گزرا چمن پیرا چرخ
کھا کر گری اُدھر سے محبوب لڑتی ہوئی آتی تھی اُسنے جو دیکھا کہ چمن پیرا تیر کھا کر
گری فوراً جھپٹ پڑی کہ اسکا سر کاٹ لون اختر شناس نے بڑھکر چمن پیرا کا سر
کاٹ لیا چمن پیرا کا مارے جانا اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب آنے لگین کچھ زن و زن
اسکی خاک سے پیدا ہوے پرون سے سر پیٹتے تھے آخر آواز آئی کشتی مرا نام من
چمن پیرا سے جادو شہنشاہ طلسم چمن زار بود مگر اختر شناس نے بڑھکر افسرونکو
سمجھایا کہ یارو طلسم کشا کی اطاعت کرو ورنہ سب مارے جاؤ گے افسران فوج
رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوے قدمونکو امیر کے بوسہ دیا امیر نے ایک ایک کو
گلے سے لگایا اختر شناس کو کل کا افسر کیا اختر شناس نے عرض کی اب قلعہ طلسمی
مین تشریف لیچلیے ہزارہا بندگان خدا وہان قید ہین بیٹھا اس ملعونہ نے بندگان
خدا کو آزار پہونچایا سد ہا قافلے لوٹ لیے تاجران جلیل کو گرفتار کیا وہ لوگ ابتک
قید ہین صاحبقران ساتھ اختر شناس کے قلعے مین تشریف لائے رعایا سے قلعہ
نے آکر اطاعت کی ایک مربیہ گوتیا کنجیون کا لیکر آیا عرض کی کوٹھرون کو کھولیے
خزانۂ طلسمی ملاحظہ فرمایے وہ سب آپ ہی کا حق ہے امیر نے کنجیان لیکر کوٹھے کھولے
کئی سو صندوق جواہر کے نکلے خواجہ عمرو نے عرض کی غلام اسکی حفاظت کرے
امیر نے فرمایا یہ حق ومال غازیون کا ہے عمرو نے کہا سب غازی تھان پر ہنسا رہے
ہین وقت پر یہین کام آتے ہین امیر نے شنکل وہنکل کو بلا کر نگہبان کیا اب طرف
اُس قصر کے چلے جسمین قیدی ہین اُس قصر کو آکر کھولا دیکھا کئی ہزار بندگان خدا
مسلسل و مطوق بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین خانۂ زنجیر مین غل ہے ایک طرف
ایک گوشے مین ایک تاجدار نوجوان تاج شکستہ سر پہ لباس کہنہ در بر سرنگون

بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

قدر کیا رکھتی ہی پیش چہرۂ پر نور شمع — ہم کو چربی کا پتلا گو ہوئی مشہور شمع

صاف آتا ہی نظر پوشاک سے نور بدن — جیسے ہین فانوس ہر جسم بت مغرور شمع

عیش زن کو اپنی دولت سی نہین ممکن فروغ — کب ہوئی روشن میان خانۂ زنبور شمع

شب کی شب اس شمع رو سے گرم صحبت ہو سکیا — صبح کو پیدا کر گئی سردی کا فور شمع

اے فلک اتنا تو محفل مین فروغ اپنا ہی ہو — یار کے نزدیک بیٹھین ہم گھڑی بھر دور شمع

بام پر تو نے جو چھوڑا پلنگ اے شعلہ رو — رات بھر روشن رہی بالاے کوہ طور شمع

جستجو سے یار مین نکلوں اندھیرے مین گر — راہ بتلاوے مری مجکو دکھاوے ہو شمع

دیدۂ بیدار روشن نظر آتا نہین — اڑ گئی بزم جہان سے صورت کافور شمع

صورت پروانہ جلتے ہین رقیب رو سیاہ — سوز غم سے ہوگیا ہی آتش رنجور شمع

صاحبقران نے قیدیون کو رہا کیا قریب اس تاجدار کے پہونچے مگر وہ اپنے رنگ مین ایسا مبہوت ہی کہ سر بھی اٹھاکر نہین دیکھتا کہ قیدی کب رہا ہوئے اور کون اس قید خانے مین آیا صاحبقران نے قریب آکر ہاتھ تھام کر آواز دی کہ اے گرفتار رنج و مصیبت وای مبہوت دام محبت کسکی یاد مین مبہوت ہی مجھے تو حال زار اپنا بیان کر طلسم چین زار فتح ہوا چین پیرا قتل ہوگئی جو قیدیان طلسم تھے وہ چھوٹے تم اپنا حال تو کہو کسکے واسطے رو رہے ہو جواب اس تاجدار نے سر اٹھایا جمال صاحبقران دیکھکر شگفتہ ہوا کہا اے شہریار و اے شیر بیشۂ جرأت و اے سعین غزا و اے ہلال مشکل مشکل کشا مین عجب حال زار مین ہون ہرچند کہ آپکے سامنے بیان کرنے سے مشکل آسان ہوگی مگر وہ مشکل ہی کہ جسکے آسان ہونے کی امید نہین صاحبقران نے فرمایا اے برادر بیان تو کرو وہ کیا مشکل ہی یہ کہکر قید جسم سے تاجدار کے دور کی لباس فاخرہ زیب جسم کرایا ہرچند کہ وہ تاجدار لباس کدہ بیٹھنے کو قبول نہ کرتا تھا مگر صاحبقران نے بمنت لباس فاخرہ پہنایا بارگاہ مین لیکر آئے سب سردار آکر جمع ہوئے امیر نے اپنے پہلو مین اس تاجدار کو

جنبہ دی فرمایا کہ او بیر اور تمھارے حال کا مشتاق ہون اُس تاجدار نے ایک آہ کی
آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے کہا اے شہریار ریمان سے بارہ کوس پر غلام کا
قلعہ بزرگ اُس قلعے کو رنگین حصار کہتے ہین رنگین تاجدار اِس گنہگار کا نام ہے مین
اپنے چچا کی دختر پر عاشق ہوا برسون دیوانہ رہا مثل دیوانون کے جنگلون مین پھرتا
تھا بعد مدت مشیرون وزیرون نے چچا صاحب کو سمجھایا تب اُنھون نے اِس گنہگار
کو قبول کیا موافق رسم مذہب شادی ہوئی شمع جمال کا اُس معشوقہ کے پروانہ تھا
حقیقت مین ایسے حسن وجمال کسی نے نہ پالے ہونگے جب وہ معشوق قبضے مین آئی
تو آٹھ پہر خدمت مین حاضر رہتا تھا تیسرا جو تھا مہینہ گذرا ہوگا کہ برائے شکار صحرا
مین آیا مکانہ زرین مین وہ معشوقہ بھی ساتھ تھی اُسوقت چمن پیرا کا اُدھر گذر ہوا
اُسنے مجھکو گرفتار کیا ملکہ نے اپنے کو مکانے سے گرا دیا اور پکار کر آواز دی کہ او
قید کرنے والے جہان میرے ہم پہلو کو لیے جاتا ہے مجھکو بھی ساتھ لے ورنہ
تڑپ تڑپ کے جان دونگی زندہ نہ بچونگی چمن پیرا نے جو پلٹ کے دیکھا کہ ایک
آفتاب مکانے سے نکل آیا اُسنے ملکہ کو بھی ساتھ لیا لیجا کر اپنے باغ مین قید کیا
شب کو جلسہ آراستہ ہوا مجھکو اپنی محفل مین بلایا کہا مجھکو قبول کر مین نے کہا او
بیہودہ کیا بکتی ہے چاہے میرا سر کاٹ لے مگر وصل تیرا نہ قبول کرونگا اُسنے نگہبانون
کو حکم کیا کہ انکو قیدخانے مین لیجاؤ مین مسلسل و مطوق وہ قفس آہنی مین بند دونون
دردمند شب کو اُس معشوق باوفا نے مجھکو سمجھایا کہ صاحب سوائے اسکے قبول کرنے
کے کوئی چارہ نہین کیون نہین قبول کرتے شاید اِس حیلے سے رہائی ہو جائے
مین نے جواب دیا کہ مجھے اُسکی صورت سے نفرت ہے جسوقت سے اُسنے نام وصل
کا لیا قلب کانپ رہا ہے جی چاہتا ہے کہ اب اگر کہے تو جان دیدون صاحب مین اِس
امر خاص مین مجبور ہون شاید قضا لیکر آئی ہے مگر ایسا ہے تو مجبور و ناچار ہون خدا
اُسکی بدذات سے بچائے کئی دن چمن پیرا کا یہی طریقہ رہا صحبت آراستہ کرکے مجھکو
بلاتی تھی اور سوال وصل کرتی تھی اور مین صاف انکار کرتا تھا ایک دن جھلا کر کہا

کہ اونا سنعت مین بادشاہ طلسم حسن زار ہون دہ مرتبہ تیرا بڑھاؤن کہ لوگ رشک کرین مگر تو نہین مانتا باعث یہ ہی کہ تیری معشوقہ کا نفس تیرے پاس رہتا ہی اُس سے باتون مین مصروف رہتا ہی آج اُسکو تجھسے جدا کرونگی کہ تو سر ٹکرائے معشوقہ کا نام لیکر چلائے اور صورت اُسکی دیکھنا ممکن نہ ہو معلوم ہوتا ہی کہ اُس نے تمہارا مزا پایا ہی اسکا مزہ ذرا اُسکو بھی چکھاؤن کہ دیکھ انکار کا یہ مآل ہی اور میرا تیری نسبت جو

عجب حال ہی کیا کہون

نظم

بزم غم کو دیکھکر دل خوش ہوا جلاد کا — شور ماتم کیا ترانہ تھا مبارکباد کا
قید مین آنا بہت دشوار ہی آزاد کا — غیر ممکن جمع ہونا نکہت برباد کا
خود فراموشی اثر ہی اُس پری کی یاد کا — دل دُکھانا خاص شیوہ ہی تری فریاد کا
ہاتھ آنا غیر ممکن طائر آزاد کا — دیکھتا ہی دور سے قابو نہین صیاد کا
قہر پہ آیا ہی دینے کو مبارکباد مرگ — یہ نیا ایجاد ہی میرے ستم ایجاد کا
داہ کیا رعب جنون ہی اپنے صدقے جائیے — ہاتھ کیسا کانپتا ہی جسم بھی فصاد کا
پانؤن جنت مین نہ رکھا تھا کہ نکلی تن سے روح — بیکسی نے رو دیا منھ دیکھکر شداد کا
ایک کیا دو چار بوسے تو خوش کر لین مجھے — سہل ہے تجھے شاد کرنا وہ دل ناشاد کا
یاد آئین بیشربان اور وہ گرانی طوق کی — کم ہوا شور امرا منھ دیکھکر صیاد کا
وصل کی کیفیتین فرقت مین دکھلا دیجیے — وہ دہن چوسے مرا مین بوسہ لون فریاد کا
اُسکے کانون تک گئی منون احسان ہم ہوے — آج اپنے جی مین ہی منھ چومیے فریاد کا
جب چھٹا تیر نظر آیا مرے دل کی طرف — قہر ہوتا ہی نشان بھی خانۂ آباد کا
کٹتے کٹتے رہ گئے ہنگام استفسار حشر — کچھ محبت آ گئی منھ دیکھکر جلاد کا
روز جور تازہ سہنے کی ہمین طاقت کہان — دیکھیے ایجاد کبتک اُس ستم ایجاد کا
مجھکو بھی تجدید عادت مین رہا کرتی ہی فکر — جسطرح پہلو بدلتا ہی تری بیداد کا
باوفا ہون بیوفائی کا نہین آتا خیال — رحم کا طالب نہین ہون آشنا بیداد کا
دیکھ لیتا ہون جو اُسنے آنکھ سے دیکھا نہین — شوق تیرا نور دل ہی کور مادرزاد کا

کیون نہ خنجر ٹوٹ جائین اے تیرے ہاتھ مین | حسن کی گرمی سے کشتہ ہو گیا فولاد کا
حبّ دنیا الفت زر دل سے دم بھر کم نہین | اسپہ بھی زاہد ارادہ ہی خدا کی یاد کا
بعد آزادی بھی مدت تک نہ چھوڑا اپنے گھر | آگئی شرم وفا مجھکو دیکھکر صیاد کا
حق خدمت چاہتا ہی جیکے رہیے ای نسیم | مدتون سے آہ ویران ہی قفس صیاد کا

او ظالم تجھکو میرے حال پر رحم نہین آتا دیکھ تیرے ساتھ کیا محبت کرتی ہون مین جانتا تھا مجھکو ڈراتی ہی وہ بکا کی مگر مین نے کچھ جواب نہ دیا آخر اسی شب کو اُسنے قفس ہلاکر اتارا مین بہت چیخا چلایا مگر اُسے جیبہ ادگرنے نہ سُنی اور قفس لیکر اُتار کر لیگئی سُنتا ہون کہ کئی دن تو اُسپر محبت کی پھر نشان نہین معلوم ہوا کہ معشوق باوفا پہ کیا گذری امیر نے اخترشناس سے پوچھا کہ تمکو کچھ احوال اسکے معشوق کا معلوم ہی کہ چمن پیرا اُسنے کیا کیا شاید کوئی قید خانہ اور ہی کہ اسکو لیجاکر وہان قید کیا ہی اخترشناس بولا اتنا مجھکو معلوم ہی کہ وہ اسکی زوجہ کو سپرد ولیلوانی اعدا محبت کے ایمد کتی کراپنے دعگڑے کو سمجھاتی نہین مجھکو کیون نہین قبول ہوتا تیرے ان قفس لیے جیتی تھی کہ معمور جادو وقت پر آیا پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کیا سبب کہ ہی یہ عورت کون ہی اسکو کیون قید کیا ہی کیون اسپر محبت ہی چمن پیرا اسنے سب حال بیان کیا معمور نے کہا اس معشوق کو مجھے دیجیے مین اس سے مطلب حاصل کرونگا چمن پیرا نے انکار کیا اُس وقت تو معمور چلا گیا رات کو چھپ کر آیا قفس کو چرا کر لیگیا اسقدر معمر کے چرچے کہ طلسم فتح ہوا کئی نامے چمن پیرا اسنے ۔۔ ور لکھے مگر وہ اُسکی مدد کو بھی نہ آیا امیر نے فرمایا ای اخترشناس تمکو مقام معمور کا معلوم ہی مین اُسپر لشکرکشی کرونگا کہا ای شہریار اول اُسکا مقام باغ دلستان تھا مین نے خود جاکے دیکھا کہ وہ باغ ویران پڑا ہی نہین معلوم معشوق کو کہان لیگیا امیر نے خواجہ سے فرمایا کہ تم تلاش کرو عمرو نے کہا آپ آگاہ ہین میرے افلاس سے مجھکو قرض خواہ گھیر لین گے اُس تاجدار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اگر یہ شوق کو ڈھونڈھکر لائیے تو مین خدمتگزاری کرونگا عمرو نے کہا ای رنگین تاجدار مین تمنا

مجبور ہون نقل نہین سکتا جو کچھ دینا ہو وہ منگا دو کہ مین مہاجنون کو دون رنگیچ نے اپنے قلعۂ رنگین حصار سے دس توڑے بمشکل منگائے آگے خواجہ کے رکھے خواجہ نے کہا یہ تو سو دبھی اس مہینے کا نہین ہے وہ لوگ نہ مانینگے مین اُسنے تکرار نہین کرسکتا دس توڑے صاحبقران نے منگوا کر دیئے خواجہ نے نذر نہیں کیے رنگین تاجدار سے سراپاے معشوق پوچھا تقریر سنکے تصویر اُتار لی قلعے سے نکلے تلاش مین معشوق رنگین تاجدار کی چلے جستجو وخیز کرتے ہوے جاتے ہین دو دن خواجہ کو جستجو مین گذرے تیسرے دن حیران ہو کر ایک نخل کے سامنے مین بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

سنبرے سے خط یار کے ہوتا ہی غم غلط
کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط

ایسے فریب اُسنے حریفون کے کھائے ہین
حق حق کہون مین تو بھی کہے وہ صنم غلط

معشوق سے امید وفا ہی خیال خام
وعدہ دروغ یار کا قول قسم غلط

مایوس ہو نہ مرغ دل اِکدن شکار ہی
تیر نگہ نشانے کو کرتا ہے کم غلط

ہوتی ہی دشمن مین نشے کی دونی ہوا اے دل
کیا ہجر مین شراب پیے سے ہو غم غلط

اے شوق یار راہ مین لے تو چلا ہی تو
جادہ سے پڑ نہ لے پاے نقش قدم غلط

کعبہ سنا ہی نام جو کوچے کو یار کے
کرتے ہین برہمن روبیت الصنم غلط

شاعر نہین ہی بیدا ان ہی کہے جو ہیچ
ہستی کو اس کمر کی ہی کہتا عدم غلط

پھل پائیگا نہ عشق سے ابروے یار کے
اے دل ہے ابر تیغ سے چشم کرم غلط

تحریر یار کے لیے کرتا ہون خط شوق
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

ادہر خواجہ عالم وجد مین بجا رہے ہین اور اشعار مذکور گا رہے ہین قضائے کار جمہور جادو بھائی سمور جادو کا واسطے شکار کے جاتا تھا کہ خواجہ کے گانے کی آواز کان مین آئی تخت کو پھیرا آسمان سے آکر ایک طرف اُترا اگر خواجہ پر نگاہ ہو خواجہ گوشۂ چشم سے دیکھ رہے ہین اور جمہور گانے پہ خواجہ کے بیقرار ہو جاتا ہی اسکو اُٹھا کر اپنے باغ مین لیجاؤن ناظرین پر واضح رہے کہ جمہور جادو

معمور کا بھائی ہر برائے شکار جاتا تھا گاتا اُسکو اُترا آیا خواجہ نے عطر بیہوشی زنبیل سے
نکالا کپڑون مین مل لیا اور پنبہ اپنے دماغ مین دے لیا جمہور نے قریب آکے سحر کیا
کرہا تھ خواجہ کا کاٹنا چپیٹ کر کمر مین پنجہ دیا لیکر اُڑا جب دس گز زمین سے بلند ہوا
بوئے خوش دماغ مین آئی مثل بید کے کانپا خواجہ پنجے سے چھوٹ کر ایک جانب
گرے ایک طرف جمہور بھی گرا خواجہ نے کمند آصفا زنبیل سے نکالی جمہور پر پھینکی
گردن اُسکی پھنسی کھینچکر اُسکو اپنے قریب کیا خنجر نکالکر مارا کہ جمہور کے دو ٹکڑے ہوے
خواجہ نے کپڑے اُتارے قضائے کار معمور جادو اُسوقت اپنے باغ مین بیٹھا ہی
اور گلدستہ جمہور کے ہاتھ کا بنایا ہوا سامنے رکھا تھا مرتے ہی جمہور کے گلدستہ
بکھنے لگا معمور کی نگاہ جو گلدستے پر پڑی گھبرا کر اُٹھا قریب گلدستے کے آکر رونے لگا
دل سے کہتا ہی کہ کون ایسا زبردست تھا جسنے میرے بھائی کو مار لیا ورق نکالکر دیکھا
معلوم ہوا کہ فلان صحرا مین لاشہ اُسکا پڑا ہی ایک شخص کپڑے اُتار رہا ہی فورًا اپنے
مقام پر آکر پرپرواز پیدا کیے اُڑکر چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ خواجہ جامہ اُتار چکے
ہین زیرجامہ اُتارا چاہتے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او دزد او ٹھگ تو کون ہی
کہ میرے بھائی کو مارا اور لباس اُتار رہا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا خواجہ نے جو نعرے
کی آواز سنی خود گم گلیم اوڑھلی معمور یہ کرشمہ دیکھکر حیران ہوا دل مین خیال کرنے لگا
اور پکارنے لگا کہ یا سامری و جمشید یہ شخص کیا ہوا بڑا ساحر زبردست تھا کہ اپنے کو
میری نگاہون سے مخفی کیا آجتک خداوندی کی خدائی مین ایسا شعبدہ نظر نہ پڑا تھا
غرض زمین پر اُتر آیا خواجہ گوشے سے دیکھ رہے ہین کہ معمور چہار جانب بیتاب و
بیقرار ہوکر ڈھونڈھتا پھرتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ او ساحر زبردست مین تیرے
دیکھنے کا مشتاق ہون مجھے صورت زیبا اپنی دکھا دے خواجہ نے کنارے آکر
رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک صورت مہیب بنائی ملک الموت کی قطع بنکر
منھ مین کودہ بایا آدھا سلگا ہوا نفت بے سلگا ڈال منھ مین بھر کر چھوڑنے لگے
شعلۂ آتش منھ سے مثل اژدہے کے نکلنے لگے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی

اسے کیسے ڈھونڈھتا ہی میرے سامنے آکر منھ کھول کر مین تیری روح قبض کرون
اب جو معمور نے صورت دیکھی اور یہ کلمہ سُنا کہ میری روح قبض کرنے آیا ہی کانپنے
لگا ہاتھ باندھکر ڈرتا ہوا سامنے آیا لیکن منھ نہین کھولتا منھ کو بھیچے ہوے ہی خواجہ
نے کہا اگر تو منھ نہ کھولیگا تو مین تیری روح جانب اسفل سے قبض کرونگا معمور یہ
سنکر گھبرایا دوسرا ہاتھ اپنا مقام پوشیدہ پر رکھ لیا اور رونے لگا کہتا ہی اے ملک الموت
قدرت کوئی صورت میرے بچنے کی ہی فرمایا کہ ہان اگر روپیہ صرف کرو تو البتہ برس
دو برس کو بچ جاؤگے مین اس عہدے پر اکیلا نہین ہون مین تو مان بھی لونگا مگر
ساتھ والے بڑے ظالم ہین ہزار روپیہ سال مین لیتے ہین جان بخشی کر دیتے ہین کیا
خداوند دیکھا کرتے ہین اور کیسی روح قبض کرکے مردہ خداوند کے روبرو پہونچا
دیتے ہین قدرت کو مردے سے مطلب ہی بعد ملاحظہ حکم دیتے ہین کہ اسے جہنم یا
بہشت مین داخل کرو ہم لوگ اُنکے حکم کی پابندی کرتے ہین یہ سب کام ہم ہی لوگون
کے حوالے ہین جسکو چاہا جہنم مین داخل کر دیا جس سے پایا اُسکو بعد مرنے کے بہشت
بہشت مین پہونچایا اب تم بیان کرو کہ تمھارے لیے کیا ہو سکتا ہی معمور نے کہا
میرے ہاتھ مین سونے کے کڑے ہین اور کمر مین زنجیر ہی یہ حاضر ہی اگر میرے مکان
چلیے تو بہت کچھ دونگا سو پچاس سال کی رقم دیسکتا ہون خواجہ نے کہا تم جادوگر
ہو تمھارے قول و فعل سے خوف آتا ہی ایسا نہ ہو وہان جاکر بدل جاؤ سر کشی کرو
اُسوقت تو ہم لوگ تامل کر جائینگے مگر دوسرے وقت آکر آفت برپا کردینگے
تمھارے گھر بھر مین ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے اکیلے مارے مارے پھروگے اگر
پنجہ قابض ہوا تو تمھاری روح قبض کرینگے اُس جہنم مین تمکو پہونچائینگے جہان کہ ہمیشہ
جلتے رہو معمور نے ہاتھ باندھکر کہا کہ مین عہد کرتا ہون کہ آپ سے خلاف نہ کرونگا
میری سو برس عمر بڑھا دیجیے عمرو نے کہا چلو اگر لاکھ روپیہ دوگے تو سو برس زندہ
رہوگے جب یہ زمانہ ختم ہونے لگے پھر دینا پھر بڑھا دینگے ہمسے میل رکھوگے تو
کبھی نہ مروگے ہمیشہ زندہ رہوگے معمور خواجہ کو ساتھ لیکر چلا راہ مین یہ باتین

گرتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے پوچھا تمھارا نام اصل کیا ہی معمور نے کہا میرا
معمور جادو نام ہی ای ملک الموت بڑے تردد مین ہون ایک معشوقہ کو چین
لایا وہ نہایت حسین وجمیل ہی لاکھ لاکھ طرح پر سمجھاتا ہون ڈراتا ہون دھمکاتا
ہون مگر وہ ظالم مجھکو قبول نہین کرتی ای ملک الموت اگر اُسکو سمجھا دو اور وہ
مجھسے راضی ہوجائے تو کئی لاکھ روپیہ حاضر کرون میرے پاس جواہرات جمع ہی وہ
بھی سب دیدونگا خواجہ نے کہا اُس معشوقہ کو مجھے دکھا مین خوف دلا کر راضی
کرا دونگا یہ مژدہ سُنکر معمور بہت خوش ہوا خواجہ کو اُسی شکل پر اپنے باغ مین
لایا خواجہ آکر مسند پر بیٹھے دوڑکر قفس معشوقہ کا اُٹھا لایا کہا ای ملک الموت
بیت این است کہ خون کردہ دل پردہ یسے را ۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست
کسے را ۔ خواجہ نے دیکھکر سمجھا کہ رنگین تاجدار نے جو پتے دیے تھے وہ سب
نشان ٹھیک ہین قریب آکر کہا کہ کیون او نازنین تو اِسے نہین قبول کرتی ہی
ہمنے اِسکی سو برس عمر بڑھا دی ہی ابھی تیری روح قبض کرلونگا وہ نازنین مہ جبین
کانپنے لگی ہاتھ باندھکر کہا ای ملک الموت آپ روح میری قبض کر لیجیے جو چاہیے
سزا دیجیے لیکن میری عصمت بچائیے خواجہ نے کہا کچھ روپیہ صرف کرو اُس مہ جبین
نے زیور اپنا اُتار کر سامنے رکھدیا کہا اسقدر تو حاضر ہی جب اپنے مکان پر مین
پہونچونگی تو اور کچھ بھی دونگی خواجہ نے جیب سے ایک سیب نکالا کہا کہ اے
معمور اِسے نوش کرو سو برس عمر بڑھ جائیگی اور پردے آنکھون سے اُٹھ جائینگے
دربار قدرت دیکھوگے عجب لطف تمکو حاصل ہونگے خدمت خداوند مین جایا
کروگے فرشتون سے محبت رہیگی حوران جنان تمھاری مشتاق ہونگی بہشت بلائیگی
بڑے بڑے فخر حاصل ہونگے معمور سیب کو دیکھکر خوش ہوگیا جلدی سے اُسکو
کاٹا مع چھلکون کھانے لگا خواجہ نے کہا ای معمور یہ کیا کیا اب تو عمر گھٹ گئی ہمنے
تمسے کہا تھا کہ اِسکو چھیلکر کھاتے عمر بڑھاتے معمور نے کہا مین یہ سمجھا کہ یہ میوہ
بہشت ہی اِسکا چھلکا پھینکنا جائز نہ ہوگا کہا اچھا کھاؤ ہم دوسری ترکیب کردینگے

جسطرح بن پڑے اِسکو کھا جاؤ معمور نے جو سیب کو کھایا آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا گھبرا کر کہا ای ملک الموت خداوند آئے ہین مجھے بلاتے ہین خواجہ نے کہا ارے خداوند نہین ہین تو نے جو سیب کھایا آسیب نے آکر تجھکو دبایا اب جلد جاؤ اہل جہنم تمھارے مشتاق ہین معمور یہ سُنکر اپنے مقام سے گھبرا کر اُٹھا اور لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہوگا قدم
نہ پائے مری گرد باد پیش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاتی ہے ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش
جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کر کے عمرو نے خنجر مارا کہ سر معمور کا کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا لاش ایک ذرا پھڑ کنے لگا سر اُس خود سر کا بار بار اُچھلتا ہی عمرو حیران ہو کہتا ہی یہ آج نیا سانحہ پیش نظر گذرا مین نے ہزار ہا ساحر قتل کیے مگر یہ کبھی نہین دیکھا کہ سر ساحر کا سہ مرتبہ اُچھلا چوتھی مرتبہ جو اُچھلکر گرا سر شق ہوا اندر سے اُسکے ایک طائر پیدا ہوا پر پرواز پیدا کر کے چلا عمرو کو دیکھکر سکتہ ہوا ول ... کہتا ہی کہ اِس طائر نے تو ہوش اُڑا دیے مگر قضاے کار معمور جادو کی ایک بہن ہی کہ سفاکۂ جہانگرد اُسکا نام ہی اپنے صحراے وحشت مین بیٹھی ہی مار و عقرب گرفتار کر کے مار مار کر کھا رہی ہی کہ وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ اے سفاکۂ جہانگرد معمور نے اپنی جان دی عمرو نے ملک الموت بنکر اُسے مارا اُسی باغ مین ابھی موجود ہی سفاکہ اپنے مقام سے اُٹھی پر پرواز پیدا کر کے اُڑتی ہوئی طرف باغ کے چلی یہان خواجہ نے معمور کو مار کر نقش اُس مہ جبین کا اُٹھایا اور زنبیل مین نقش کو رکھا ہی کہ زمین تھرائی آواز آئی منم سفاکۂ جہانگرد او ظالم اب کہان جائیگا خواجہ نے چاہا جست کر کے بھاگون کہ اُس ساحرہ نے سحر کیا خواجہ لڑکھڑا کر گرے پانوٗن زمین نے تھام لیے سفاکہ سامنے آئی عمرو کی گردن پنجہ دبا لیکر طرف اپنے باغ کے چلی خواجہ کی بیقراری و اشکباری کبھی دعائین

خواجہ نے زنبیل سے نکالی نے طور سے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

گیسوئے مشکیں رخ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین کالی سانپ لہرانے لگے

چال لیلی کی کنا ہو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرانے لگے

لیکے دل کو چار بوسون پر دیا آپ یار نے
بنئے پہ سمجھا روپئے جو تھوڑا [illegible] نے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظالم مردون پر کیا مشق خرام یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو جبھی تو ای شعلہ رو اک شب الٹ منھ سو لیا
گرد شمع [illegible] بہت رنجیدہ پروانے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ
دیکھ کر [illegible] طاؤس بھی آ کر [illegible] نے لگے

نام جسنے عشق کا دو سے کتابی کے لیا
اسکو زانون کے شکنجے مین وہ کھچوانے لگے

آنکھ دکھلائی تو نے جس سے دم فنا اسکا ہوا
مردے کے آثار زندہ ہونے [illegible] لگے

مشک کی بو سونگھکر کچھ بد دماغی سی ہوئی
یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
عاشق جانباز حیرت [illegible] لگے

مرکے بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر تے وہ گل
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

زمرد نے کہا میان تان توڑ خان کیا کرنا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم اور ایک کمال مین مجھکو دخل ہے کہ پانون سے ناچون منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے نے بجاؤن تب آپ کو میرا کمال ظاہر ہو آپ نے میری قدر کی مین آپ کو خوب راضی کرونگا زمرد نے کہا میان تان توڑ خان حقیقت مین وہ ساحرہ بڑی ناقدری تھی کہ تم ایسے کامل کو سوا اسکے جو دیتی تھی مین تمکو خدمت مین شاہ کی بھیجونگی عمرو نے کہا مین پہلے آپ کو تو راضی کراؤن پھر دیکھا جائیگا یہان کے بادشاہ کا نام کیا ہی زمرد نے کہا یاقوت سرخ پوش نام ہی مین اسکی وزیر زادی ہون کل انتظام سلطنت میرے ہی قبضے مین ہی یہ سنکر خواجہ نے کنجی میخانے کی طلب کی زمرد نے کنجی اپنے ازاربند سے کھولکر سامنے خواجہ کے پھینکدی خواجہ نے کنجی اٹھالی قفل میخانہ کھولکر اندر آئے تمام شراب کو خراب کیا پکارکر آواز دی کہ یارو شراب پیو جو

لوگ نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑے مثل مشہور ہی کہ مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہی
ہی ٹی گلابی لگ گیا کسی نے قرابہ اُٹھا لیا کسی نے کنٹہ جو زیادہ پینے والے تھے اُنھون نے
خم لیا خواجہ نبلا نے جاتے ہین کہ اسمین دس آدمی شریک ہون اسمین پانچ سو
گلابیان و کنٹہ الماس نگار خواجہ نے چھانٹ کر معمور کیے جنھنے خبر سنی کہ آج کوئی گویا
کمال آیا ہو وہ ساقی گری کریگا وزیر اعظم کے مکان مین جلسہ ہی مصاحب وغیرہ آنے
لگے تھوڑے ہی عرصے مین خوب جماؤ ہوا زمرد جاؤ و مسند پہ بیٹھی ہی جو آیا اُسکو اپنے
پہلو مین جگہ دی لوگون سے پوچھ رہی ہی کہ میان تان توڑ خان کیا کر رہے ہین کہ
کنیزون نے خبر دی اب گلابیان آراستہ کرکے لاتے ہین زمرد بہت مشتاق ہو رہی تھی
کنیزون نے گلابیان آراستہ کیے ہوئے لیکر محفل مین آئے زمرد نے لوگون سے
کہا دیکھو کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ جو نہ پیتا ہو اُسکا بھی دل چاہے کہ پیئے عمرو
نے گلابیان رکھکر گھنگرو پانوٗن مین باندھے اول گت شروع کی سب اہل محفل
تعریف کر رہے ہین مضمون شراب کے اشعار گا رہے ہین بقول مصنف نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا — مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادہ انگور سے بنا — کشتی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
ہونے دیا نہ دور تجھ بادہ خوار کو — ساقی اخیر کر دیا دورہ شراب کا
اُس لطف سے گذرتی ہی مستونکی اجل — پہلو مین یار ہاتھ مین شیشہ شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار — پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
محفل سے تا بہ مرگ رہا دور جام ہی — عاشق کا جسم بنگیا شیشہ شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر — دکھلا کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا شیشہ شراب کا

ان اشعار نے خوب رنگ دیا عمرو نے سامنے زمرد کے سر جھکایا کہا صاحب ایسی
میر وار و تکو سر سے شراب پلانا چاہیے زمرد نے دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا
اور موتیون کا مالا اپنے گلے سے اُتار کر عمرو کے گلے مین پہنایا اور جام بے تکلف
انجام پی گئی اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین عمرو نے سب کو

شراب پلائی اتنے میں محفل میں دست و درازبان ہوئے نگین ایک نے بیٹھے بیٹھے کہا
کہ رسالدار صاحب آپ کی مونچھوں پر کوا بیٹھا ہی رسالدار نے جواب دیا کیا اس
حرامزادے نے اڈا مقرر کیا ہی تم کیسے دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو کہا چپکے بیٹھے
رہو ہاتھ نہ ہلانا میں پکڑے لیتا ہوں چپکے چپکے ہاتھ بڑھا کر مونچھیں انکی پکڑ کے
ایک جھٹکا مارا انھوں نے کہا یہ کیا حرکت کرتے ہو کہا بھائی کوا اڑ گیا یونہی تھا
میں رنگینی اس طریقے سے سب جا بجا بیہوش رہنے لگے کسیوں نے دوپٹے
اتار کر پھینکدیے ننگی دوڑی دوڑی پھرتی ہیں نائکہ پھولی بیٹھی ہیں کہ رہی ہیں کہ
اری گنتا یہ تجھکو کیا ہوگیا وہ جواب دیتی ہی کہ اتی جان آپ سب کپڑے اتار کے
پھینکدیجیے کہ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا لگے کمیدان اشارے کر رہے ہیں زمرد نے جو
یہ حالات دیکھے جھلا کر اٹھی کہا یارو میری محفل میں یہ کیا ہے یہ وحرکتیں ہو رہی ہیں اتنے
اٹھتے لڑکھڑا کر گری خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا [illegible] خواجہ [illegible]

رنگ از رخ [illegible]	عمر کہ کلاہ از سر قیصر بہرم
تیغ [illegible]	در مجلس خسروان چو گردد ساقی

اول بڑھکر زمرد کو برہنہ کیا زیور و لباس اتارا پھر خنجر مارا کہ سر زمرد کا جدا ہوا
گردن سے ایک لعل بے بہا زمین پر گرا عمرو نے [illegible] اٹھا لوں کہ
مفلسی میں کام آوے گا خواجہ جیسے ہی جھکا کسی نے [illegible] دیا کہ منھ کے
بھل زمین پر گرے وہ لعل طائر بنکر اڑ گیا اور [illegible] اور
آواز دی کہ او ساربان زادے لالچی [illegible] تو نے کھایا اگر
مجھکو تو پکڑ لیتا تو زندہ نہ چھوڑتا اب تو ہوشیار رہنا [illegible] ہوا میں معلق
ہوکر غائب ہوگیا خواجہ دیکھکر حیران ہوئے دل میں خیال کیا کہ یہ سحر زمرد کا تھا
دیکھیے کیا آفت برپا کرتا ہی اتنے میں خواجہ کو غصہ آیا مزیلہ قصاب [illegible] کو بنایا [illegible]
لاش پیٹ کے لگا کسیکا ہاتھ کاٹا کسیکا سر اڑا دیا بے خوف قتل کر رہے ہیں ادھر
یاقوت سرخ پوش اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا ذکر کر رہا ہی کہ آج کوئی محفل زمرد

میں آیا جو مصاحب لوگ بھی گئے ہیں مگر اسوقت تک کوئی پلٹ کر نہیں آیا کہ حال
معلوم ہوتا یکایک آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سرخ رنگ نمایاں ہوا اور آواز آئی کہ او
غافل عمرو نے سب کا خاتمہ کیا تجھکو ابھی تک خبر نہیں اور ایک طائر ابر سے باہر آیا
سامنے آکر پہونچا چیکار مار کر کاندھے پر یاقوت کے بیٹھ گیا پھر سرگوشی کی یاقوت
نے اُس طائر کو جواب دیا کہ میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ زمرد نے دھوکا کھایا اب تو
خبر لیکر آیا جب زمرد قتل ہوگئی اب میں خود جاتا ہوں جاکر اُس ظالم کو پکڑ لاؤں کباب
اُسکے اُڑاؤں خواجہ عمرو تو یہاں بے خوف بارگاہ کو لوٹ رہے ہیں کہ یاقوت
اپنے مقام سے اُٹھا پرواز پیدا کر کے چلا باہر نکلکر دیکھا کہ تھر زمرد سے آوازیں
مہیب آرہی ہیں یہ غل مچاتے پھرتے ہیں ہر ایک طرف سے یہی آواز آتی ہے کہ
ارے ہماری افسر کو مارا یاقوت سمجھتے ہیں یہ بارگاہ پر آیا اور نعرہ کیا کہ باش
اوسار بان زادے تو نے میرے سب مصاحبوں کو قتل کیا اب تو کہاں جائیگا
تیری قضا لیکر آئی ہے عمرو نے دل میں اپنے خیال کیا کہ یہ اُسی طائر نے جاکر آفت
برپا کی فوراً اپنے کو گرا دیا مُردوں میں چھپا دیا یاقوت جو اندر آیا دیکھا اپنے
بارگاہ میں دریاے خون بہ رہا ہے قتل کرنے والے کا پتہ نہیں سنک دی ایک
آواز آئی کہ ابھی بارگاہ میں عمرو ہے یاقوت ڈھونڈھتے چہار جانب ڈھونڈھتا
پھرتا ہے مگر کہیں پتہ نہیں ملتا پکار کر آواز دی او ظالم منم بادشاہ قلعہ سنپوستان
کہاں جائیگا یہ کہکر ایک دو ٹھوکر زمین پر مارا سب مُردے اُچھلنے لگے عمرو جس مُردے
کے پہلو میں چھپا ہوا تھا اُس مُردے نے آواز دی اے شہنشاہ عمرو میرے
پاس موجود ہے یاقوت نے جھپٹ کر عمرو کو پکڑ لیا کہا کیوں او ظالم تو یہاں کیونکر
پہونچا میں ہمیشہ سے حال مسلمانان سنتا تھا تیرے ہی مارے چمن پیرا کا نکرے
نہوا عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کی اے شہنشاہ چمن پیرا زندہ ہے میری زنبیل میں
موجود ہے آپ اُسکو لیجیے میری جان بخشی کیجیے مجھ غریب کے قتل سے کیا فائدہ ہوگا
میں نے اِن سب کو نہیں قتل کیا میں بھی تحیر میں پھنسا ہوا تھا یاقوت نے کہا

چمن پیرا کو تو مجھکو دیجیے مین نے خبر مفصل سنی ہی کہ چمن پیرا طلسم کشا کے ہاتھ سے
قتل ہوئی عمرو نے کہا میرے ہاتھ چھوڑ دیجیے مین چمن پیرا کو دکھا دون یاقوت نے
ہاتھون کو عمرو کے چھوڑا جب ہاتھ عمرو کے قابو مین ہوئے تو عمرو نے چوراسی
گنڈیان زنبیل کی کھولین آواز دی او شہنشاہ ساحران اس مین جھانک کر ملاحظہ
فرمائیے اب جو یاقوت نے سر ڈالکر دیکھا ساحرون کو اس ذلت مین پایا کہ عرقچیان
باندھے ہوئے ٹوکریان مٹی کی سرون پر ہاتھ مین گز کی ڈالی انکو پیچھے مین جو ادھر بھری
ہوئی گز پر مکھیان بھنک رہی ہین مٹی کی ٹوکریان پھینکتے پھرتے ہین میٹ مرا سے
انتظام ساتھ ہی کہ ذرا جھکے اور سونٹا پڑا ایک طرف ہزارہا صندوقچے جواہرات
نگار کھا ہوا ہی روپے کے جابجا انبار لگے ہوئے ہین ایک جانب ہزارہا عمارت
دروازے باغون کے کھلے ہوئے مالنین حسین وجمیل گلگام سے لنگے پہنے ہوئے
سرخ چندریان اوڑھے ہوئے زرد کرتیان انگیین تحت و ترہم بیل دبے ہوئے
بیٹھے ہاتھ مین شرے لگے پھل زرد پتے کیاریون سے نکالتی پھرتی ہین کچھ مالی
عورتون سے رمز و کنایہ کرتے کبھی شیرین کلام ہوتے کبھی ترش رو ہو کر کیاریان
سینچنے لگے ہین زرد پتے نکالتے جاتے ہین چمن صاف حوض پانی سے معمور فوارے
ہزارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی بر سرو شاخ
گل بلبلون کا غل زمزمہ سرائی کر رہی ہین لب جو قمریان کو کو کر رہی ہین چہار جانب
باغون مین جوش بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار عروسان چمن کا نکھار نخل ہاے
پُر اثمار زیر شجر میوونکا انبار بلبلین منقار مین پھول دبائے ہوئے شاخون پر
زمزمہ سرائی کر رہی ہین ایک طرف دریاے زخار لطمہ سنج موجین اٹھ رہی ہین
کشتیان وجہاز و بجرے آ آکر ٹھہرتے ہین نازنینان مہ جبین و مہجبینان مہر تمکین سب
نواڑہ کھیل کر آئی ہین ناز و کرشمہ کر رہی ہین یاقوت اس تماشے مین مصروف
ہی ایک جانب قلعہ جات لڑ رہے ہین پہلوان صف شکن جوانان تیغ زن لشکر
کشی کیے ہوئے بر سر قلعہ جاتے ہین اہل قلعہ فریاد کر رہے ہین کہ ہمارے قلعے

ایک نے آکر کہا ارے جلدی کپڑے اُتار و دیکھ لباس مین شکن نہ آنے پائے ورنہ
حساب ہم لوگون کو سمجھانا پڑیگا کسی نے دو طمانچے مارے کسی نے کہا ارے اِسے
خدمتگارون مین داخل کرو دوسرے نے کہا یہ خدمتگار ہونیکے لایق نہین ہی اِسے
مزدورون مین داخل کرو کپڑے اُتروا لیے غرقی بندھوائی ٹوکری سر پر رکھی مٹی
ڈھونے لگا ذرا اڑکا میٹ نے سونٹا مارا اہر چند چاہتا ہی سحر کرون تڑپ کے
نکلجاؤن کوئی سحر یاد نہین آتا آخر ناچار ہو کر مٹی ڈھونے لگا یہان خواجہ نے
رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت اپنی بہ صورت یاقوت تاجدار بنائی
بارگاہ مین یاقوت کی آئے مصاحبون نے پوچھا اے شہنشاہ کہان تشریف لیگئے
تھے کہا یارو بارگاہ زمرد جادو مین خون کے دریا بہ گئے صدہا مصاحب ہمارے
قتل ہوئے مین نے جا کر عمرو کو مار ڈالا آج مجھکو بڑی خوشی ہی اُس شخص کو مارا
کہ جسنے ومامہ و مشتمش کو قتل کیا بزرگان دین ہمارے کیا صدمے اُٹھا کر پردہ
دنیا سے اُٹھے آج اُنکے خون کا بدلہ ہوا کیسا دشمن سخت مارا گیا جواہر خانہ کھولو
سب صندوقچے اُٹھا کر لاؤ خزانہ دار دوڑ آگیا کئی سو صندوقچے اُٹھا کے لایا
عمرو نے کہا مین تم سب صاحبون سے اطلاع کرتا ہون کہ اِس مقام پر جو مال
رکھا جائیگا وہ دونا ہو جائیگا خداوند لقراط ثانی جسوقت آوینگے نگاہ اپنی مال پر
ڈالینگے مال دونا ہو جائیگا اب تو سب لوگ دوڑے جورون سے کہا زیور
سب اُتار دینگے گھر مین مال گڑا ہوا تھا اُسکو کھود کر لائے رومالون مین باندھ
باندھکر ڈالنا شروع کیا مہاجن لوگون نے روپیون کے انبار لگا دیے تھوڑے
عرصے مین کرورہا روپیہ جمع ہو گیا چاندی سونا پیتل تانبا جو جسکو ملسکا اُٹھے لاکر
جمع کیا کہ سارا کمرہ بھر گیا خواجہ نے کہا اب مین شب کو پوجہ پاٹ کرونگا رات کو
جا کر اپنے گھر مین آرام کرو سویرے آنا مال دونا اُٹھا کر لیجانا سب اپنے اپنے
گھرون پر گئے خواجہ بصورت یاقوت کمرے مین داخل ہوئے جال الیاسی
نکالکر مارا آواز دی او جال جنجال ہو کر گرد یوٹی بھی بالشت بھر اُٹھا لیجیو

نیاریون کے ہاتھ بک جائیگی لوگ اپنے اپنے گھر چو گئے جاکر حساب کرنے لگے کہ
پانچ تولے سونا جو دس تولے ہوجائیگا دس تولے چاندی ایک من تانبا یہ سب
دونا چوگنا ہوجائیگا عورتین آپس مین سب کہتی ہین کہ بوا ہین سے لو کپڑے تک اُتار کر
دیدینے یہ سب دونے ہوکر ملینگے فیض خداوندی سے کوئی محروم نہ رہیگا سارے
شہر مین یہی خوشیان ہو رہی ہین ایک کہتی ہے کہ بوا ہین نے پکانے کو دیگچی بھی نہین
رکھی خواجہ رات کو لوٹ مار کر نکل گئے صبح کو سب لوگ جمع ہوکر آئے آکر دیکھا
کہ دکھلا پڑا ہے ایک غار عظیم الشان ہے روپے پیسے کا ٹھکانا نہین ایک طرف دیکھا
ایک پرچہ کاغذ کا چسپان ہوا ہے اُسپہ بخط جلی لکھا ہے کہ منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک
خنجر گزاری دیکھو یارو کیا مہربانی کی کہ تم سبھون کی جان چھوڑ دی روپیہ پیسہ ہاتھ
کا میل ہے بادشاہ تمھارے یاقوت تاجدار نوکری ڈھونڈھ رہے ہین اُنکو مہلت
نملیگی سب سر پیٹنے لگے کہ یارو یہ کیا غضب ہوا اگر خواجہ جست وخیز کرتے ہوئے
خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے رنگین تاجدار کو اُسکی معشوقہ سے ملایا
وہ بھی بصدق مسلمان ہوا اب جمعیت کثیر صاحبقران کے ساتھ ہے حقیر عرض
کرتا ہے کہ کل لشکر صاحبقران کا اس مقام پر آگیا امیر نے محبوب مسند نشین
وصندلان وشہلا ـــــ نرگسی چشم ان سب کو لشکر ساحران کا افسر قرار دیا اور
رنگین تاجدار کو بادشاہ لشکر کیا اس زور شور سے طرف قصر سکندری کے
روانہ ہوئے پہلوان بھی ساتھ ہین ساحران معقول بھی لوگ راہبر ہین اب دیکھیے
کب صاحبقران اس لشکر کو لیکر قریب قصر سکندری پہونچین مصنف عرض کریگا
ناظرین ذوالاحترام پر واضح ہوگا کہ کسوقت صاحبقران زمان پہونچتے ہین

دو کلمہ داستان نور الدہر بن بدیع الزمان لوح محفوظ پاکر طرف
قصر سکندری کے چلے ہین ذکر اُنکا اب منظور ہے باقی جملہ حالات متعلقہ
داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی ہو کدھر شراب لائے
لانا اک پھول کی گلابی
مر مر کے خزان کے دن گذارے
کر لال پری مرے حوالے
قطرون ہی مین دیکھکر جو پیجاؤن
بھرجاے خوشی سے شیشۂ دل
قابو مین جو وہ پری کرون مین
جسکی مداح ہی خدائی
سارہ کی ہی اسکی شان ساری
مہ پیکر و ماہ چہرہ و خصائل
قد فتنۂ حشر قہر کی چال
غنچے بھولے سے ہون زخندان
شرمائی بڑی رسیلی آنکھین
شوخی کو گھٹاتے ہی کرین صید
ساقی یہ سنکے مسکرایا
پھر ذہن کھلا ترنگ آئی

دن فصل بہار کے پھر آئے
سودا ہی یہ ہنسی خوشی کا
پھولا نخل مراد بارے
دل سیر ہی ڈانوان ڈول کب سے
مرنے سے ملے نجات جی جاؤن
آنکھون مین پڑین جولانیان تو
ساقی کی برابری کرون مین
رستم دل و آسیہ طبیعت
بلقیس کی آن بان ساری
معدوم دہن کمر کی صورت
لٹکے ہوے ایڑیون تلک بال
پہونچے جو شمیم زلف شبگون
پیاری پیاری نشیلی آنکھین
دن رات نثار چاند سورج
اٹھکر شیشہ پری کا لایا
آغاز ہوا بیان رنگین

اور روز الست سے شرابی
دے جام اپنی سلامتی کا
از بہر دعا کے لینے والے
ملوا دے دختر عنب سے
اترے جسد مردہ رشک محفل
ناچین شیشے مین کالے گورے
اسنے بھی تو اک پری ہو پائی
مریم صفت و قبول صورت
خورشید لقا پری شمائل
چہرہ روشن نور کی صورت
رخسارے مین جو دیکھلین وہ دندان
نافے مین ہو مشک کا جگر خون
جب بند ہون تو حیا پہ ہو قید
ہین دونون عذار چاند سورج
شعر مانگی جب مراد پائی
جنبش نئی داستان رنگین

چہرہ فتاحان طلسم حیرت و طے کنندگان جادۂ منازل جلالت اِس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر گہر سنجان دریاے معانی + ورق خوانان وحی آسمانی + چو تاریخ جہان کردند آغاز + چنین دادند از آدم خبر باز + شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع سفاک مردم در وسعید والا گہر طرف قصر سکندری کے روانہ ہوے تھے مگر اپنے سامنے سرداران تہمتن کا گرفتار ہو کر غائب ہونا جو دیکھا تھا بڑا قلق ہو تیسری منزل ہر ایک صحراے ہولناک مین پہونچے لشکر اسی مقام پر اترا جب شاہزادہ بارگاہ مین آکر بیٹھا فرمایا کہ ای شبرنگ مقام تاسف ہی کہ ہمارے

سامنے فرزندان صاحبقران قید ہوگئے اور ہمارا کچھ زور نہ چلا تم فرزند خواجہ عمرو نامدار ہو جاکر سب کو تلاش کرو ہم اگر سُن پائیں گے وہ لوگ دریاے آتش میں قید ہیں تو اپنے کو گرادیں اور اُن شیرون کو چھڑا ئیں مگر افسوس ہی کہ تم غافل بیٹھے ہو شبرنگ نے عرض کی اب حضور اسی منزل پر رہیں میں پتہ لگا کر آتا ہوں یہ کہکے شبرنگ اُٹھا با سامان عیاری سے آراستہ ہو کر چلا کوس دو کوس راستہ طی کیا تھا دیکھا ایک ساحر مہیب شاپور کی مشکیں باندھے ہوے کہ رہا ہی میرا مال بتا دے ورنہ تجھے زندہ نہ چھوڑونگا شاپور دم دلاسے میں اپنی جان بچا رہا ہی کبھی کہتا ہی اُس درخت کے پاس کبھی کہتا ہی وہ جو سامنے غار ہی اُس میں مال رکھا ہی شبرنگ نے جھٹ پٹ ایک گوشے میں بیٹھکر خواجہ کو یاد کیا پکار کر آواز دی اے والد نامدار کوئی تدبیر آکر بتا دیجیے کہ اِس ساحر کو قتل کرون اور کو رہا کرون دونوں اُن ملکر تلاش میں معروف ہوان یہ کہ رہا تھا کہ غنودگی طاری ہوئی دیکھا سامنے خواجہ کھڑے ہیں فرماتے ہیں کہ اے فرزند ضعیفہ بنکر جاؤ باتون میں رنگ جماؤ اِس عیاری میں باتون کا بڑا کام ہی شبرنگ نے آنکھیں کھولیں رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہوا محمودی کا دوپٹہ سفید اطلس کا پائجامہ جالی کی کرتی سفید بالون کا جوڑا چھوٹا سا بندھا ہوا جیسے لسن کی پوتھی ایک بٹوا کمر میں کھسا ہوا لٹھیہ ٹیکتا ہوا چلا پکار کر آواز دی اے فرزند آج صبح سے غائب ہوے کھانا بھی نہیں کھانے آئے ایسے گلی ڈنڈے میں مشغول ہوے تمہارے ہاتھ کس موے موئڈی کاٹے جو نامرگ جلا وے باندھتے ہیں یہ کہکے روتا ہوا قریب ساحر کے آیا کہا بتا کہ اِسنے تیری کیا خطا کی ہی کیوں اِسکا ہاتھ باندھا ہی جنے تو اِس نازونعم سے پالا کہ نو مہینے پیٹ میں رکھا دو برس دودھ پلایا ارے اِسی دن کے واسطے کہ تو میرے بچے کی مشکیں باندھے مفصل بتا میں کوئی محتاج نہیں ہوں اگر اِسنے ہزار دو ہزار کا نقصان کیا ہو تو میں ابھی ادا کرون جسدن سے اِسکا باپ مرا لاکھوں روپیہ اِسنے مٹانے میں نے دم نہیں مارا تیری کیا خطا کی

یہ کہکے بڑھیا نے شبیہ اُٹھائی کہا او موچھ منڈے ایسی لاٹھی مارونگی کہ تیرا سر پھٹ
جائیگا تیری داڑھی میں آگ لگادونگی ساحر نے کہا او شفقت بیبہ انکا لڑکا تو نے
تو اِسے بڑے نخروں سے پالا لیکن چوری کا لپکا ڈالا اِسنے آکر میرا گھر گھالا گل
مال میرا اُجاڑ الا یا میں نے اِسکو گرفتار کیا پھر بھی اِسی جنگل میں دوڑاتا پھرتا ہی
مقام اصلی نہیں بتاتا ہی کہ مال کہاں لیجاکر رکھا ہی اب تو پوچھ کہ مال کہاں ہی ورنہ
تیری بھی جان لونگا بڑھیا نے کہا نگوڑے میرا ایک سو پچاس برس کا سن آیا مگر
کسی نے جان نہیں لی سارے بال سر کے مثل روئی کے گالے کے سفید ہوگئے نہیں
معلوم کہ تجھ کو میں نے خود عدم کا راستہ بتایا ہی یہ کہکر بڑھیا قریب شاپور کے
آئی کہا کہ او فرزند ایسوں کا مال نہ چرایا کرو کہ جو مال کے بدلے جان لینے کا ارادہ
رکھتے ہیں بیٹا میں صدقے قربان جاؤں مال بتا دو شاپور حیران ہی کہ یہ بڑھیا
کون ہی آنکھ جو ملائی معلوم ہوا کہ میرا بھائی شبرنگ بن عمرو ہی خوش ہوگیا
سوچا کہ اب مطلب نکل آئیگا کہا ای مادر مہربان سامنے جو غار ہی اُسمیں مال رکھا
ہی میں صبح کو جو کھیلتا تھا تمسے ہر دو روپے لیگیا تھا ایک روپیہ ہار گیا ایک روپیہ
بچا رکھا تھا وہ شب کو رنڈی کے یہاں جاکر گلی ڈنڈے میں سوخت ہوگیا مگر
اِنکا مال میں نے بچایا میرا دل نہیں چاہتا کہ مال دوں تیسرے پہر کا پھر جو اِنہوں
سے وعدہ ہی خانصاحب کے مکان پر جلسہ جمے گا اول میرے کھیلنے کی فکر کرو
تب اِنکا مال اِنکو دو آجتک تمنے میری دلشکنی نہیں کی مٹھیاں بھر بھر روپے دیے
دو تین روپے روز چوک میں صرف کرتا تھا یہ سنکر بڑھیا نے تھیلے سے بٹوا نکالا
کھولکر کچھ روپے نکالے شاپور کو دیئے کہا ای فرزند اب اِسکا مال بتا دو چوری
نہ کیا کرو ایسے جلادوں سے جنہیں رحم کا نام نہیں ڈرا کرو شاپور نے روپے پاکر
کہا اب ضرور بتا دونگا تامل نہ کرونگا مجھکو بھی خوف ہی کہ مال کے بدلے جان
نہ لے لیں چلو اب بتادوں اتنا کہ مادر مہربان نے دل بھر دیا یہ کہکے اشارہ
کیا کہ وہ سامنے درۂ کوہ کے پاس جو غار ہی اُسمیں سے چل کے نکال لو بڑھیا

کہتی ہوئی بڑھی میان جادوگر صاحب آئیے اب آپ میرے فرزند کو چھوڑ دیجیے
ساحر نے کہا بڑی بی مین مال پاؤن تو اسکو چھوڑون بڑھیا نے منھ کھولا کہا او نگوڑے
تیری بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ساحر نے دیکھا کہ بڑھیا کے منھ مین دانت بھی نہین
ہنسنے لگا کہا بڑی بی صاحب زیادہ غصہ نہ کرو جو کرو گی تو گر پڑو گی بڑھیا نے کہا
کمبخت میرے بیٹے کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرا مال دو چار روپے سے زیادہ
نہین ہوا اسپر یہ بدعت نگوڑا ایسا بادی ہے جو ذرا سے انگریزے کا
مال پر اتنا ہوا اسکا دم اٹھاتا ہے بڑھیا دور کر تب غار کے آئی جھانک کر دیکھا
کہا لو میان جادوگر صاحب آپکی پاندان اور کٹورے اور لوٹے یہ سب
موجود ہین جو مال آپ کا ہو وہ لے لیجیے باقی رہنے دیجیے اول اپنے مال کی پہچ
نشاندہی کیجیے میرا اچھا بڑا منقش سے لاتا ہوا سپید رنگ کا تھا پھینکا دیوار پھاندتا
اس نگوڑے کا کام ہے ساحر ترتیب غار کے آیا بڑھیا نے کہا دیکھو وہ گوشے مین
مال و اسباب رکھا ہے جو اوپر پاندان نہ لینا وہ پاندان میرا ہے یہ موذی رات
کو سنبھالا کر لے آیا تھا مین نے رات سے پان نہین کھایا ہے دیکھے اٹھا دے
تو مین پان لگاؤن دیکھ تو کیسا چونا لگاتی ہون ساحر نے جھک کر دیکھا کہا بڑی بی
بڑا چھوٹا پاندان کہان ہے بڑھیا نے کہا موے اندھے آنکھون کے آگے ناک
سوجھے کیا خاک لا تیری ناک کاٹ کر دکھا دون یہ کہہ کر خود دیکھو ساحر جھکتے ہین
دیکھنے لگا بڑھیا نے پیچھے آکر حلقہ کمند و حباب مارا ساحر غار مین گرا شہرنگ بھی
ساتھ ہی پھاند پڑا کمر سے خنجر نکالکر مارا کہ ساحر کا شکم چاک تھا بیک شاپور چھوٹا
شاپور نے شہرنگ کو گلے سے لگایا کہا بھائی آج تو بڑی تیزی سے عیاری
کی شہرنگ نے کہا والد نامدار آکر تعلیم کر گئے تھے اتنا فرمایا تھا کہ بڑھیا بنکے
جا مین سمجھ گیا کہ قبلہ و کعبہ کی یہ مرضی ہے تب مین پہونچا تھا وہ پاکر ایاب جادو جو سرہا
کر قید ہوے ہین انکی فکر واجب و لازم ہے شاپور نے کہا مین اسی فکر مین پھرتا
تھا کہ اس ساحر نے گرفتار کر لیا مال مانگتا تھا مین دم دیتا پھرتا تھا مگر شکر ہے کہ

تم چپ ہو بچگئے ورنہ کچھ دم دیکر چھپ لیتا دونون آپس مین صلاح کرکے ایک جانب بیٹھے
تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے باغ دکھائی دیا قریب جس باغ کے پہونچکے دیکھا
چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین مگر کسیکا انتظار کر رہی ہین شاپور روشنپر نگ نے
دو کنیزون کو علحدہ بلایا ایک گوشے مین پشت باغ پر جاکر دونون کو بیہوش کیا
آپ انکی صورتین بنکر کنیزون مین آکر ملے سب سے پوچھا کسکا انتظار ہے سب نے
کہا ملکہ ہماری غنچہ دہن آیا چاہتی ہین انھین کے انتظار مین ہین کہ آسمان پر تارے
چمکے ماہ تابان زیادہ روشن ہوا چاند سے ایک ستارہ گرا شاپور روشنپر نگ نے
دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت حسین ایرج کو پنجے مین دبائے ہوئے آئی آکر
مسند پر بیٹھی کنیزون سے کہا اسکو چھپا رکھو دوسرا ستارہ گرا ایک اور نازنین قاسم
کو لیے ہوئے آئی تیسرا ستارہ گرا ایک نازنین جہانگیر کو لیکر آئی آخر مین چاند
تڑپ کر گرا دیکھا ایک جادوگرنی مہیب صورت کالی کی مورت تین نفس ہاتھ
مین لیے زمین پر آئی ہما نے کہا کیون بوا شیرین ادا تینون پر کیا گذری کہا
بوا رات بھر بیچین رہتی ہون یہ تینون رات بھر اشعار عاشقانہ پڑھتی ہین کبھی
دعا مین مانگتی ہین نیند حرام ہو گئی ہی جب آنکھ کھلی انکو تڑپتے ہی دیکھا آخر ناچار
ہو کر خفا ہوتی ہون اور ڈانٹتی ہون تب یہ خاموش ہو جاتی ہین تھوڑی دیر
کو آنکھ لگجاتی ہی شیدا نے کہا کیون بوا اشعار سے معشوق کا کیا حال ہی ابتک
انکو قبول نہین کیا شیدا نے جواب دیا کہ اس جوان کا قاسم نام ہی معشوق
شہبانہ کا باپ ہی جسکا ایرج نوجوان لقب ہی اسقدر آتش خو شعلہ مزاج ہی کہ وہ
باتون مین لڑتا ہی دونون باپ بیٹے انکار کرتے ہین شاپور نے بڑھکر کہا اے
شاہزادیو یہ شمیر ساحرکش ہین انکو گمان یہ ہی کہ ان جادوگرنیونکے سن زیادہ ہین
اکثر وہ جادوگرنیان زیادہ سن کی تھین جنکے لاشے ان لوگون نے دیکھے ہین اب
انکو یقین ہی کہ ان جادوگرنیون نے بھی سحر سے صورت بنائی ہی ہم انکو سمجھا دینگے
کہ ان جادوگرنیون نے سحر سے صورت نہین بنائی ہی یقین ہی کہ جب انکو معلوم ہوگی

کہ یہ صورتیں مثل میں بہشت ہی کہ قبول کریں بادہ کرنیوں نے کہا ای نسیم و شمیم
سمجھا شب رنگ و شاپور دونو جوان کے پاس آئے ایرج سے شاپور نے کہا
غلام تو حضور نے پہچانا ہی نہیں ہوں شاپور آپ کا غلام سنا ہے یہ کہ کشتی موقوف
کیجیے ہم ابھی انکے بار سے لیتے ہیں ایرج نے کہا ای شاپور ہماری زبان سے نہیں
نکلتا جو کہا وہ کہا شب رنگ نے قاسم کو سمجھایا قاسم نے بھی یہی جواب دیا جب انگیر
کو بھی سمجھایا وہ سب سے زیادہ تلخ شعلہ مزاج ہیں یہی جواب دیا کہ جو کہا سو کہا اب
عیاروں نے باتوں ہی میں اپنا رنگ جمایا کہا ای مالک عالم یہ لوگ خود آپ پر عاشق
ہیں لیکن شرم اُنکے مزاج میں بہت ہی جلسہ آراستہ کیجیے پھر گانا بجانا ہو یہ کہکے
شاپور نے باجا بغل سے کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیک بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد — شرط الفت کی ملی تجکو جزا میرے بعد
ہو گیا سلسلۂ رسم و محبت برہم — نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد
پاس ویران و غم و درد یہ جز دو جانگے — بیکسی کا نہیں ملنے کا پتا میرے بعد
زندگی تک ہیں قیامت کے یہ سارے جھگڑے — اٹھا کیا غم ہی اگر حشر ہوا میرے بعد
دوستداری کا گنہگار ہوں وہ دشمن جان — مغفرت کی مری مانگے گا دعا میرے بعد
میں ہوں نوشاہ وہ ہجاںیگی آغوش میں — گور سے آئیگی تمنا کی صدا میرے بعد
خون ناحق کا مرے کھینچیگا خمیازہ — ہاتھ ملیگا بہت ملکے حنا میرے بعد
قفس تن سے چھٹا میں تو چمن سے لاکر — بوئے گل کسکو سنگھاویگی صبا میرے بعد
ہڈیاں کھا کے جو مجھ کشتہ کی لذت پائے — ہمدم ہو گا مرے قاتل پہ ہما میرے بعد
میں نہ ہونگا تو نہ ہوگا یہ قمار اُلفت — کوئی بدنے کا نہیں شرط وفا میرے بعد
گور تک ساتھ رہے پڑھکے جنازے کی نماز — قرض جو تھا سو کیا سب نے ادا میرے بعد
آئینہ رکھکے بنانے کے نہیں شانے سے — مختصر ہوئےگی یہ زلف رسا میرے بعد
قبر پر فاتحہ کو آئے وہ شوخ ای آتش — نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

اِس رنگ سے یہ غزل گائی کہ سب شاہزادیاں تعریفیں کرنے لگیں دوسری نے

کہا حضور اُنکا تو کمال سُنا میرا تو کمال سماعت فرمایئے شاہزادیون نے کہا ان دونون
بہنون مین آپس مین کد رہتی ہے جو کمال ایک حاصل کریگی دوسری بھی ضرور حاصل کریگی
اچھا بی نسیم شمیم تو اپنا کمال ظاہر کر چکین تم بھی کچھ کماؤ شبرنگ نے کہا حضور مین نے
دوسرا کمال حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ ساقی گری کرون اور سر سے شراب پلاؤن مین
امیدوار ہون کہ کنجی بیجانے کی مجھکو مرحمت فرمایئے تو مین کمال اپنا ظاہر کرون کنجی
بیجانے کی جو سب سے پیشتر شاہزادی آئی تھی اُسکے پاس تھی اُسنے کنجی دی نسیم نے
کہا بوا شمیم تم بھی شتاب ہو دونون نے جاکر شراب کو خراب کیا ہیوشی ملا کے
آواز دی اے صاحبو آج ہم ساقی ہوے ہین کوئی باقی نہ رہیگا کہتے ہین دور کر شراب
لیجانے لگیں چند گلابیان آراستہ کرکے نسیم وشمیم نقل محفل مین لائین قصد ہی تھین
اپنا جاری کرین کہ آسمان سے برق چمکی ایک ابر پیدا ہوا شاہزادیون نے کہا اے
نسیم وشمیم ذرا ٹھہرو جادوگر ابادہ کش آتی ہین کہ ابر آکر شق ہوا شبرنگ وشاپور
نے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ تخت پر سوار ایک طرف تخت پر رستم بیلتن کچھ
گھبراتی ہوئی نازنین تخت پر جھلا کر جواب دیتے ہین کہ اور ایکا تا کیا بیہودہ بکتی ہے لیکن
بادہ کش نے آتے ہی نسیم وشمیم کو بنگاہ قہر دیکھا اہل صحبت سے کہا صاحبو یہ دونون
کون ہین کہا بی شمیم اجی گانیوالیان ہین نسیم نے اُسکا جواب یہ کیا کہ کہا ہین ساقی گری
کرونگی دیکھو کس سلیقے سے شراب لائی ہین بادہ کش نے کہا ای نسیم وشمیم مجھے بھی
پہچانتی ہو نسیم وشمیم نے دست بستہ عرض کی حضور ہم خوب آپ کو پہچانتے ہین کہا
بس آگے نہ بڑھنا ایسا مکار وحشت کہ محفل مین خوب رنگ جمایا اگر مین نہ آتی تو نشئہ تو
ساری محفل کو بیہوش کیا ہوتا یہ کہکے اشارہ کیا کہ دونون کے پانون زمین نے
تھام لیے رنگ دو وخن عیاری چہرے سے اُڑ گیا سارے اہل محفل حیران تھے
کہ یہ کیا معرکہ ہے بادہ کش نے حکم دیا کہ انکو لیجا کر قید کرو شبرنگ وشاپور کو
چند کنیزون نے گرفتار کیا مسلسل ومطوق کرکے لیچلین شاپور ملک ملک کے
روتا تھا کنیز گیسو کشا سب کی افسر ہے اُسنے پوچھا کہ کیون میان شاپور کیون

روتے ہو جو حرکت کی اُس کا یہ انجام ہو شاپور نے کہا ملکۂ عالم مین یہ عرض کرتا ہون کہ کوئی صورت ہماری رہائی کی ہو گیسو کشا نے جواب دیا کہ ملکہ بادہ کش نے تمکو قید کیا ہو کوئی صورت رہائی کی ممکن نہین شاپور نے کہا مین اسیواسطے پوچھتا تھا کہ ہم لوگون مین رسم ہو بعد انتقال تیجہ چالیسوان ہوتا ہو اُسمین جو نذر دیا جاتا ہو اگر نہ ملا گیا تو روح بھٹکتی پھرتی ہو میرے پاس کچھ روپیہ ہو وہ آپ لے لیجیے میری نذر و نیاز آپ دلا دیجیے گا گیسو کشا نے پوچھا کتنا روپیہ ہو شاپور نے کہا کنارے چلیے تو مین روپیہ حاضر کرون نصف روپیہ آپ لے لیجیے اور نصف نذر و نیاز مین لگا دیجیے گا اور یہ اپنا تیجہ کیجیے گا ورنہ آپ کا بُرا نتیجہ ہوگا گیسو کشا یہ سُنکر خوش ہوگئی جی مین کہا کہ جو روپیہ دے وہ لو قیدی کی بات کی کون سماعت کرتا ہو کل یہ سب قتل ہو جائینگے کون پوچھیگا شاپور کو گیسو کشا کنارے لائی شاپور نے کمر سے پوٹلی روپے کی نکالکر دی اور پائجامہ اپنا کھولکر گرا دیا گیسو کشا نے مُنھ پھیر لیا کہا ارے یہ کیا کیا شاپور نے کہا روپے بند تھے مین سب مال تمکو دونگا یہ کہکے دوسری پوٹلی نکالی کہا لو اسکو کھولو گیسو کشا نے جیسے ہی گرہ اُسکی کھولی پوٹلی سے دھوان نکلا گیسو کشا کے دماغ مین پہونچا بیہوش ہو کے گری شاپور نے اپنی صورت بنا کر گیسو کشا کو اُسی قیدخانے مین ڈالدیا آپ بہ شکل گیسو کشا باہر نکلا پکارتا ہوا کہ ملکہ بادہ کش عجب معاملہ گذرا ابھی خداوند بقا ر دانائی تشریف لائے تھے کئی باتین عیار کو بتائیں کہ عیار بیہوش ہوگیا فرماتے تھے اِسے جہنم مین پھینکونگا آپ چلکر ملاحظ فرمائیے بادہ کش اُٹھی شاپور نے راہ مین ہاتھ تھام لیا کہا کیون ملکۂ عالم مزاج کیسا ہو بادہ کش نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے گیسو کشا محبت مین رُستم کی بہت بیقرار ہون ابتو یہ کیفیت ہو

نظم

رُخ و زلف پر جان کھو یا کیا	اندھیرے اُجالے مین رویا کیا
ہمیشہ لکھے وصف دندان یار	قلم اپنا موتی پرویا کیا
کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر	مین جاگا کیا بخت سویا کیا

رہی سیر بے فکر گشت سخن	نہ جوتا گیا اور نہ بویا گیا
نہ ہمن کو باتون کی حسرت رہی	خدا نے بتون کو نہ گویا کیا
نہ غم کے کھانے کا جسکو پڑا	وہ اشکو نسے ہاتھ اپنے دھویا کیا
نہ نخدان سے آتش محبت رہی	کنوئین مین تجھے دل ڈبویا کیا

شاپور نے عرض کی ای ملکۂ عالم آپ رستم کے پاس مجکو بھیجیے کہ مین اُسکو آپ کے واسطے راضی کرون بادہ کش نے شاپور کو اشارہ کیا کہ بارہ دری مین جاؤ وہین قفس رستم کا رکھا ہی شاپور جھپٹ کر قریب رستم کے آیا عرض کی ای شہریار غلام آپ کا شاپور ہون چاہتا ہون سب صاحبون کو رہا کرون مین نے اول اپنا رنگ جمایا تھا مگر بادہ کش نے آکر قید کر لیا مین گیسو کشا کو زندان مین بیہوش کر کے یہان آیا ہون آپ اتنا کیجیے کہ مجھے خود تجھسے محبت ہی مگر تو نے جو ابتدا سے ظلم کیا اسوجہ سے مین نے انکار کیا پھر مین ہمجولی ہونگا جہانگیر و قاسم و ایرج سب نوجوان ابھی مقام پر قید ہین اگر آپ اتنا زبان سے کہدین تو پھر میرا رنگ جمے ابھی ان سب کو مارون شاپور نے بمنت رستم کو راضی کیا دوڑا ہوا شاپور بشکل گیسو کشا پاس بادہ کش کے آیا کہا ای ملکۂ عالم وہ خود کہتا ہی کہ مین تو آپپر عاشق ہون مجھپر ابتدا سے ظلم کیا اس خیال سے انکار میرے منھ سے نکل گیا اب جو بادہ کش نے دریافت کیا تو مین نے حال مفصل کہا بادہ کش یہ سنکر خوش ہوئی کہا ای گیسو کشا تیرا بڑا احسان ہوا اگر رستم سے وصل ہوا تو اولاد حسین و جمیل پیدا ہوگی گیسو کشا نقلی نے عرض کی وہ اری سب صاحبون کو جمع کیجیے مین قفس رستم بھی لاتی ہون بادہ کش نے محفل مین بیٹھی سب شہزادیونکو بلایا کہ اپنے اپنے معشوق کو لیکر آئین شاپور قفس رستم لایا رستم کو قفس سے نکالا بادہ کش نے پہلو مین جگہ دی بلائین رستم کی لیتی ہوکہتی ہی اوفرزند صاحبقران مین جو کنیزونمین ملکہ ہونگی انکھون سے خدمتگزاری کرونگی وہ سحر تیار کرون کہ کوئی پہلوان تمپر غالب نہ آئے ایک ہیکل بناؤنگی اور تمکو پہناؤنگی اُس ہیکل کی یہ تاثیر ہوگی کہ جس سے مقابلہ

کرو اُسے زیر کرو گیسو کشا و نقلی نے کہا اے ملکۂ عالم معشوق کو وہ تحفہ دیجیے کہ جو زمانہ
مین نایاب ہو بادہ کش نے انگوٹھی انگلی سے اُتاری کہا لو رُستم اسے پہن لو یہ انگشتر
سامری ہی کیسا سحر اسپر تاثیر نہ کریگا بڑے بڑے ساحران زبردست اس انگشتر کے
خواہان رہے مگر کسیکو بھی نہ ملی الّا مین قبر سامری سے جا کر لائی چالیس دن تک
کیا جب کنیزون سے اتفاق ہوا تب اُنھون نے اس انگشتر کا پتہ دیا مین فوراً
اس انگشتر کو لیکر بھاگی اُسیوقت قدرت نے یاد کیا آکے تم لوگون کو گرفتار
کرلیا رُستم پیلتن نے یہ سنکر اُس انگشتر کو پہن لیا بادہ کش نے کہا اے گیسو کشا کچھ
گانا آتا ہو تو گاؤ کچھ اشعار سُناؤ گیسو کشا و نقلی نے سامنے بادہ کش وغیرہ کے
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

پوشیدہ ہی چھالون سے ہر اک زخم تن اپنا | پامال خزان اب کیا ہی چمن اپنا
معروف تبسم مین یہ شادی سے اجل کی | رکھتے مین کھلا زخم جگر تک دہن اپنا
مین وہم فراموش پتہ کچھ نہین ملتا | مسکن ہر کسی جا نہ کہین ہو وطن اپنا
اللہ ری بیتابی دل بعد فنا بھی | سو جائے مشبک ہی مزار کفن اپنا
ہم گریہ کنان تاک سے یاد گل تر مین | صیاد بنا لینگے قفس مین چمن اپنا
اک دل تھا سو وہ بھی نذر یاس مد نظر | پایا نہ کسیکو بھی شریک محن اپنا
اے غم ہمین اس درجہ گھلا دے ترے صدقے | ہو بار احبا نہ خیال کفن اپنا
ساقی وہ پلا کر وہ عالم ہون فراموش | ہو جائے خدائی سے ترا لاچلن اپنا
وہ اشک تھے جو آنکھ سے ڈھلتے ہی ہوئے خشک | دم بھر نہ ہوا گوشۂ دامن وطن اپنا
خاموش اشتہ اب نہ کہو چپ رہو بس بس | بیہودہ سناؤ نہ کسی کو سخن اپنا

اس رنگ سے اس غزل کو گایا کہ سب شاہزادیان خوش ہوگئین ہر ایک یہی
تعریف کرتی ہی کہ گیسو کشا کیا خوش آواز ہی آواز مین تاثیر ہو صدا اسکی دل کو
بیچین کرتی ہی ڈرتے ڈرتے شاپور نے کہا اب شراب کا بھی دور بند ہے ملکہ
بادہ کش نے کہا اے گیسو کشا تمکو اختیار ہو صحبت کا رنگ و ڈھنگ دیکھکر جو

مناسب وقت ہو وہ سامان کر رکھتا شاپور نے تکا بیان کھینچین گھاٹی سے پٹیان
بیہوشی کی ملائین جام لبریز کر کے پہلے بادہ کش کو دیا بادہ کش چاہتی تھی کہ پی جائے
کہ نخل سے ایک طائر نے آواز دی ای بادہ کش ہوشیار رہنا شراب مین بیہوشی
ہی بادہ کش نے ہاتھ کھینچا اور شاپور کو دیکھکر کہا کہ کیون گیسو کشا یہ طائر کیون
منع کرتا ہی یہ اول دفعہ کہتا ہی ہرچند کہ شاپور کے ہوش درست نہین رہے تھے مگر ضبط
کر کے کہا اب دیکھیے تمہارا اس نخل مین آپچھے ہین سرکار کو دھوکہ ہوا ہے
طائر منع کرتے ہین انکو گمان ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار آگیا ہو مین تو آپکی کنیز ہون
شراب مین بیہوشی کہان سے آئی بادہ کش طرف طائر کے متوجہ ہوئی کہا ای
نگہبان باغ بجا نسب ہے تو میری کنیز ہے بیہوشی کیونکر ملائی طائر نے پھر منقار کھولی
کہ دوسرا طائر اڑکر قریب آیا بیٹھے چہچہہ زن ہوکر یہ آواز دی ؎ نظم

ہر رفیق ہمکو ہی منزل رہگیا　　گر پڑا آنسو کہین یا اور کہین دل رہگیا
صید لاغر کر دیا تاخیر قاتل نے مجھے　　ذبح کے لایق نہین رہنے کے قابل رہگیا
ای اجل فرصت نہ دی افسوس ہی افسوس ہی　　آرزو مند جفا احسان قاتل رہگیا
وائے قسمت نخل قاتل سے نہ بر آئی مراد　　تشنہ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
جوش حیرت نے نہ دی فرصت کہ بنتیں کرسکے　　آئنہ میری طرح انکے مقابل رہگیا
سخت جانی نے قریب کیا کیا نکھاٹ وقت ذبح　　مرگیا خنجر کبھی بازو سے قاتل رہگیا
زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے　　آتے آتے کان تک شور عنادل رہگیا
سایۂ انگلی کا کل پیچان تھا رخ صاف پر　　ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے　　دل مین پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا
سر جدا تن سے کیا آنکھون پہ پٹی باندھکر　　ای نسیم افسوس دیدار قاتل رہگیا

اتنے بادہ کش نے کہا کہ کیون گیسو کشا سنتی ہی کہ طائر کیا کہہ رہا ہی یہ طائر ہماری
جان کے محافظ ہین گیسو کشا نے دست بستہ عرض کی اگر کنیز سے شبہہ ہی تو قتل
کیجیے اگر مین بیگناہ ہون تو مجھے کیا عذر ہی نگہبانان باغ کہتے ہین انکا کہنا ضرور ہی

بادہ کش نے کہا ای گیسو کشا یہ اول تو تیری طرف سے صاف ہی لیکن طائر نے
پردہ بہ پردہ کہا اسوجہ سے مجھکو بھی شک ہوتا ہی کہ طائران باغ کسی وقت نگہبانی
سے باز نہین آتے اکثر ہماری کنیزین ہین جو ہمارے ساتھ بغاوت کرتی ہین تو طائر آگاہ
کر دیتے ہین گیسو کشا و بادہ کش سے تکرار ہو رہی ہی شاپور شیر دل سینہ سپر بیٹھے
ہوے کلام کر رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ ملکۂ عالم جام نوش کیجیے وقت وصل جاتا ہی بڑی
بہ مشکل معشوق کو راضی کیا ہی ایسا نہ ہو معشوق کا مزاج بدل جائے تو پھر مشکل ہی
کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر کلان آسمان پر پیدا ہوا اور شاپور کے سر پر آکر
پر ہلائے برق چمک کر گرمی رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے شاپور کے
اڑ گیا نگاہ جو بادہ کش کی پڑی پکار کر آواز دی ای گیسو کشا اب صورت تو اپنی دیکھ
کیا صورت ہو گئی شاپور قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم معلوم ہوتا ہی مین نے کوئی
خداوند کی خطا کی کہ جو میری صورت تبدیل ہوئی عیار کی صورت مجھکو مرحمت ہو گئی
بادہ کش نے حکم دیا اسکو گرفتار کرو ای فسر طائران حقیقت مین مفصل بتا دے کیا
سحر کہ ہوا طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہ ای ملکۂ عالم آپ نے گیسو کشا کو نگہبان کیا
تھا اس ظالم نے اُسکو بیہوش کر کے قید خانے مین ڈالدیا اُسکی شکل بنکر آیا اب تو
کنیزون نے شاپور کی مشکین باندھین کشان کشان طرف قید خانے کے لے چلین
بادہ کش نے کہا ای رستم مین نے تمکو انگشتر سامری دی اب تو ساغر وصل سے سیراب
کرو رستم نے کہا مین موجود ہون جسطرح تیرے مزاج مین آئے بادہ کش نے بہت سی
شراب پیکر رستم کا ہاتھ تھام لیا طرف تخلیے کے چلی آکر پلنگ پر گر پڑی کہتی جاتی
ہی ای رستم مجھے ہاتھ نہ لگانا تمھارے تیور دیکھکر دل کانپتا ہی تو جلاد معلوم ہوتا ہی
رستم قاعدے سے جا بیٹھے بادہ کش نے منھ اپنا بند کر لیا اور خاموش ہو کر لیٹ
رہی مگر دل اندر سے شگفتہ ہو رہا ہی کہ ای بادہ کش فرزند صاحبقران سے وصل ہوتا
ہی اس معشوق کے ساتھ بڑے لطف سے عمر بسر کرونگی مگر رستم نے گردن پر
ہاتھ رکھکے جو زور کیا مثل طائر بسمل پھڑکنے لگی اشارے کرتی ہی کہ او ظالم مجھے چھوڑ دے

مگر پنجہ سے شیر کے کب نکل سکتی ہو رستم نے گردن وہاں کے بادہ کش کو مارا بادہ کش کا مرنا کہ باغ میں ہنگامہ پڑ گیا طائر پروں سے سر پیٹنے لگے غل مچاتے تھے کہ یارو دوڑو تمام جادوگر بیان یہ آوازیں سنکر دوڑیں آکر دیکھا کہ رستم دست بہ قبضہ کھڑے ہیں بادہ کش پھڑک رہا آوازدی کہ اس جوان کو مار لو سب نے سحر کرنا شروع کیا مگر جب رستم انگوٹھی چمکاتے ہیں سب کے سحر باطل ہو جاتے ہیں شاہباز جادو عاشق جہانگیر تڑپ کے رستم پر گری کہ پنجہ کمر میں ڈیکر اٹھا لیجاؤں شاپور نے آوازدی او شہریار ہوشیار رہیے گا انگشتر کو چمکایئے رستم نے انگشتر کو چمکایا شاہباز جادو کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا جو آثار سحر اپنے اوپر کیے تھے سب عکس انگشتر سے رفع ہوے ٹکرا کر گری زمین پر تڑپنے لگی رستم نے اسکی بھی گردن کھینچ لی شاہباز کے مرنے کی آواز آئی انجم روشن رائے کہ جو ایرج پر عاشق ہو تڑپ کر سحر کرنے لگی ہر مرتبہ چاہتی ہو کہ رستم کو جلا دوں جو شعلے آگ کے آتے ہیں اور رستم انگشتر کو ہلا دیتے ہیں وہ شعلے پلٹ کر کنیزوں پر گرتے ہیں کنیزیں جل جاتی ہیں ایرج وفاتم دیکھ رہے ہیں جب شاہباز ماری گئی تو جہانگیر نے قفس سے رہائی پائی لڑائی میں مصروف ہو کر چاہتے ہیں کہ رستم کی مدد کروں مگر ساحرہ سحر کرتی ہو جہانگیر گر پڑتے ہیں رستم دوڑ کر اٹھاتے ہیں جہانگیر پھر لڑائی میں مصروف ہوتے ہیں انجم نے رستم پر ستارے گرائے ان تاروں نے رستم پر تاثیر نہ کی انجم روشن رائے نے چاہا کہ نکل جاؤں تڑپ کر بلند ہوئی شاپور نے آوازدی او شہریار یہ انجم جاتی ہو اور شاپور کو بھی یقین کامل ہوا کہ رستم کو جب تحفہ حاصل ہوا رستم نے کمان کھینچی کا نشانہ آتا ہی تین بھال کا تیر اسمیں پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینہ پر انجم کے پڑا توڑ کر [illegible] پار گذرا انجم کا لاشہ بھی گرا شیرین اور ایسی ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئی جتنوں جادوگرنیوں نے بھی رہائی پائی رستم نے اس لڑائی کو فتح کیا تقاضے کا لشکر ان سرداروں کا بہ افسری طہماس صحراؤں میں مارا مارا پھرتا تھا اور اشعار عاشقانہ سب پڑھتے پھرتے تھے

نظم

چھیڑانے سے نہ چھوڑیگا ارے غافل نہین اسکا
شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر
زوال حسن ہی عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین
عجب محبوب باشوکت ہوائی بادِ بہاری تو
جو چاہے سینہ روشن تو سوز عشق پیدا کر
زلیخا کو دکھاتا آسمان تصویر یوسف کی
بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہی
روادار کو کلفت ایام مین بھی قدر نیکو کی
خزان کے جور سے ایمن بہار حسن رنگین ہی
گل و بلبل کی حالت پر بجا ہی گریۂ شبنم
بہار عالم نہ یکرنگ رکھتا ہی مزاج اپنا
دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو
ترے فیل فلک رفعت سے تھا دو پیکر کا استر
لیے رہتا ہی زر مٹھی مین میرے مول لیلے کو
ہماری قبر سے شاید کہ بوے شیر آتی ہے
سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے طور پر ساقی

وفاداروں کے خونکا داغ کیا دھبا ہی کیچڑ کا
شفق اپنی مجھے دکھلا رہی ہے نور کا تڑکا
بہار باغ ہوتی ہی خزان موسم ہی پتجھڑ کا
صدا سے خندۂ گل ہی سواری کا تری کڑکا
شعاع مہر ہر اک تار ہی مشعل کے گوڑ کا
یہ دل دیوانہ ہی جسکا پری پیکر ہی وہ لڑکا
قلم ہی شاعروں کا یا کوئی مہرہ ہی بھیڑ کا
پچھے پیرون مین بھی انکو بھرے اس گوڑ کا
چمن کا اپنے مرمر سے کبھی پتہ نہین کھڑکا
اسے گلچین کا اندیشہ اُسے صیاد کا دھڑکا
جو تو نہین جوان بڈھو نہین بڈھا تو نہین لڑکا
قفس کی تیلیان ٹوٹین گی یہ طائر اگر پھڑکا
کمیت خامۂ مضمون سواری سے بہت بھڑکا
وہ بلبل ہون کہ طفل غنچہ کا جھیڑا ہی ہمپر کا
وگر نہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہین بھڑکا
اثر رکھتی ہی آتش کی غزل مجذوب کی بڑکا

دیوانہ پن کی باتین کرتے تھے کہ ایک سناٹا ہوا زمین ہل گئی غل شور اونے لگے سب کے سب بیہوش ہو گئے بعد تھوڑے عرصے کے طہماس کی آنکھ کھلی آنکھ کھلتے ہی نور الدہر یاور آئے سب اُٹھتے ہی اپنے آقا کا نام لیکر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای افسوس ہمارے آقاے نامدار کہان چھوٹے طہماس نے کہا یارو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ہم تم سب مبتلاے سحر تھے جسکے سحر مین تھے اُسکو کسی نے مارا ہم تم اب ہوش مین آئے جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے اُس مقام پر طہماس نے تجدید وضو کرکے دوگانہ پروردگار ادا کیا کہ ای معبود آقاے نامدار سے

ملا دے پاس آقا کے ہمکو پہونچا سب نے عرض کی ای طہماس جان و دل سے تمہارے
ساتھ ہین سب فوج کو جا کر طہماس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان مع سفاک مردم در و سعید نامور جو چلے گئے تھے سامنے سے نمایان
ہوئے طہماس نے جو نور الدہر کو دیکھا آئینہ دے سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا
عرض کی ای آقاے نامدار خدا نے آپ سے ملایا زندگی مین جمال جہان آرا دکھایا
غلام آوارۂ دشت ادبار رہے نور الدہر نے اپنا حال بیان کیا اب نور الدہر
نے افسر لشکر طہماس کو کیا بہ شوکت تمام طرف قصر سکندری کے چلے یہان رُستم
نے بعد فتح جنگ لشکر کا اپنے حال پوچھا سامنے سے بوندلگر و کا اژدر مہتر سمک
آکر ملا رُستم نے سمک کو ساتھ لیا لشکر ایرج نوجوان جو سب غرق زمین ہوگئے
تھے جب اُن سب کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک قصر تاریک مین پایا زنجیرون مین
سلسل خانۂ زنجیر مین غل ہی گل کی قید کا تسلسل ہی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای
کریم کارساز و ای بندہ نواز اس قید سے ہمکو نجات دے ہمارے آقا کا جمال ہمکو
دکھاوے اب وقت رحم ہی

نظم

چشم ما روشن اگرچہ ہ نمائی بے حجاب	خاطر ما خوش گر از پردہ برآئی بے حجاب
میر و دانہ دل کدورت گر نو آئی بے حجاب	مثل آئینہ رخ روشن نمائی بے حجاب
گاہ از کثرت بخلوت خانۂ وحدت توئی	گاہ از وحدت بہ بزم کثرت آئی بے حجاب
شایق دیدار تو از دوری بیند ترا	مثل ماہ نو بہ اوج کبریائی بے حجاب
در ظہور خلق نورت سیکند ظاہر ظہور	مینمائی ای خدا اندر خدائی بے حجاب
میدہی دیدار بے پردہ تو اہل دید را	چہرہ روشن بہر دم مینمائی بے حجاب
گاہ رو پوشی تو اندر پردۂ شرم و حیا	گاہ آئی در مقام دلربائی بے حجاب
بے نقاب آید بہ بازار محبت دلربا	باز میگرد و دکھوے آشنائی بے حجاب
پردہ افگن ہندی از روی سخن وقت سخن	کن کلام اندر مقام بیریائی بے حجاب

سب بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین کہ ایک دہناتا ہوا زمین کانپ گئی

سب کے سب گر کر بیہوش ہوے اب جو آنکھ کھل اپنے کو سب نے ایک صحرا ے ویران مین پایا مگر صحرا ویران کف دست میدان درخت بے برگ و بار زاغ و زغن کی ہر سمت پکار رہو نڈ ے گرد کے اُٹھ رہے ہین چشمے خشک پڑے ہین سب حیران ہو کر ایک جانب چلے اُس صحرا سے نکلکر دیکھا کہ ایرج و جہانگیر و قاسم سامنے سے آتے ہین اہل فوج نے بڑھکر سب سے ملاقات کی ایرج نے سردارون کو گلے سے لگایا حال پوچھا سب نے ذکر مصیبت قیدخانہ بیان کیا ایرج نے اپنی کیفیت کہی فوج کو اپنے ساتھ لیکر طرف قصر سکندری کے چلے رستم ان سب کے آگے آگے ہین جس مقام پر اُترتے ہین وہ مقام آباد ہو جاتا ہی مگر حال بقراط ثانی تحریر کرتا ہون کہ اب یہ آٹھ پہر قصر عشرت مین داخل رہتا ہی بارہ ہزار شاہزادیان حسین و جمیل کمسن سامنے بیٹھی گا رہی ہین سب کا ملکر گانا بجانا وکا بتانا غمزے دکھاتی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ بصد ناز و نیاز گا رہی ہین

نظم

اُسکے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا — بے اجل وان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا
کوے جانان مین بھی اب اُسکا پتا ملتا نہین — دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا
جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن — بار اپنا میرے سر سے مار کر جاتا رہا
کشش معشوق مین پاتا ہون نہ عاشق مین جذب — کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا
وا ہوے اندھیر پھر روشن خمسہ مصر — دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
نشے مین تو پائی میکشون کو سوت دست — کیا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا
اک نہ اک مونس کی فرقت کا نمک سے غم رہا — درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا
حسن کو جو گر آشنا ہمسے ہوا وہ نونہال — پہونچے تب نہ پھر ہم جب ثمر جاتا رہا
رنج دنیا سے فراغ ایذا و بند ونکو نہین — کب تپ شیر اُتری کسمدن درد سر جاتا رہا
فاتحہ پڑھنے کو آیا قبر آتش پر جو یار — دو ہی دن مین پاس اُلفت اسقدر جاتا رہا

بقراط ثانی نظارۂ جمال نازنینان مہ جبین سے مست ہو رہا ہی کبھی کسیکو گلے سے لگاتا ہی کبھی کسی کے شانہ پر سر رکھدیتا ہی اُن مہ جبینون کے ناز و کرشمے دیکھکر خوش

ہو رہا ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر سامنے آ کے پھٹا
ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بھاری لہنگا پہنے ہوئے سیاہ چادر سر پر بال اپنے نوچتی ہوئی
خراش ناخن سے چہرہ بجا بجا چھیلتی ہوئی زار زار رو رہی ہی کہتی ہی ہاے یہ جلسہ یون برباد ہوا
خداوند کو تقدیر پر گرتے ہوئے افسوس نہ آیا باغ بہزان کو مٹا دیا ایسی شاہزادیان
حسین و جمیل مدت سے خداوند کی کفیل عیارون کے ہاتھو سے انکو قتل کرایا کبھی
کہتی ہی ہاے بادہ کش نے بڑا دھوکہ کھایا کہ انگشتر سامری رستم کو دیدی اول تو وہ
شیر بیشہ صاحبقران انکو انگشتر سامری کا دستیاب ہونا ان تقدیرات سے قدرت
کو کچھ خیال نہ ہوا ایسی شاہزادیون کے مٹنے کا کچھ ملال نہ ہوا لقراط نے اول ہاتھ
اٹھا کر شاہزادیون کو گانے سے روکا پوچھا کیون ای خطور جادو خیر تو ہی خطور
نے سامنے سر و سے مارا کہا یا خداوند کیا عرض کرون کہ کیا سانحہ گذرا چار بہنین کنیز
کی ایک ایک انکی آفتاب جہانتاب بلکہ شاید قدرت کو یاد ہو کہ شاہباز پرتو
قدرت کی نگاہ پڑتی تھی کئی مرتبہ فرمایا تھا کہ اسکو قصر عشرت مین داخل کر دینگا وہ تو
اسکی دوستگیر تھی انکے قتل کی یہی تدبیر تھی کہ اسنے انکار کیا کہ مین قصر عشرت مین نہ جاؤنگی
چارون بہنین باغ بہزان مین قتل ہو گئین یہ مین جانتی ہون کہ باغ بہشت مین
آپ نے انکو بھیجا ہوگا مگر لونڈی تباہ ہو گئی آج تیسرا دن ہی کہ باغ مذکور مین جو گئی
ان مہ جبینون کے لاشے دیکھے کاش کہ مجھکو نابینا پیدا کیا ہوتا کہ مین ان ستارون کو
خاک و خون مین غلطان نہ دیکھتی یہ قدرت فرمائین کہ مربع حصار مین جو آپ تشریف
لے گئے اور لوح طلسمی وہان سے لائے تو اس لوح کو کیا کیا کہان رکھا لقراط نے
کہا ای خطور یہ معاملہ طول و طویل ہی مگر ملکہ شعلہ جوالہ جو آب کل کی افسر ہی اس راز سے
بخوبی آگاہ ہی اسیکے ہاتھون لوح طلسمی مین نے بھجوا دی ایسے مقام پر ہی کہ ہوا کا
بھی گذر نہین ہو سکتا ایک طلسم کشا تو کیا ہی اگر ہزار ایسے ہون تو بھی وہان
نہین جا سکتے کیا مجال ہی کہ کوئی ارادہ کرے اور پتا لے لوح پہونچے ای خطور جادو
جسدن سے لوح لیکر آیا اس تردد مین رہا کہ اسکا بالکل خیال ہی نہین کیا اس تقدیر

کہا لو ہوا جاتے ہین بقراط نے کہا جاتے وقت ایک غزل تو سنا دو شعلۂ جوالہ بیٹھ گئی اور مشغول اپنے ہاتھ سے بجانے لگی اور بآواز درد ناک یہ غزل گانے لگی نظم

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا
بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا

حسن کیطرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق
زلفین وان سنور گئین یان حال پریشان نہ گیا

ہم ہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی
ساتھ یوسف کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا

صبح کی شام نظارہ مین رخ روشن کے
رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا

اڑکے پہونچا مد جوش جنون سے وانتک
پانون سے اپنے مین دیوانۂ بیابان نہ گیا

روز و شب زلف و رخ یار کا افسانہ رہا
ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا

مرغ بسمل کیطرح رقص کرینگے طاؤس
چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا

صادق القول نہین دوسرا مجسا کیش
شیشے سے عہد تو پیمانے سے پیمان نہ گیا

خاک پا تونے نہ اس عیسی نفس کی جبر کی
باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا

مجسا غمدوست نہ ہوویگا کوئی دنیا مین
کون سی مجلس ماتم تھی جہان مین مہمان نہ گیا

پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین
تجسے شرمندہ مین ای خار مغیلان نہ گیا

عاشق اس غیرت بلقیس کا ہون ای آتش
بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

بقراط ثانی ان اشعار کو سنکر قصد کرنے لگا کہ شعلۂ جوالہ کو گلے سے لگا لون کہ شعلۂ جوالہ نے کہا یا خداوند اس خدمت سے لونڈی کو معاف رکھیے آپ نے ایک دن فرمایا تھا کہ شعلۂ جوالہ دختر قدرت ہی لہذا کنیز کو معاف فرمایئے مین حقیقت مین دختر قدرت ہون مین گلنوش کو اپنے مقام پر افسر کرتی ہون ایسے مقدمات کا قدرت کو اختیار ہی بقراط ثانی بہت شرمندہ ہوا کہا ای رونق قصر عشرت بہت جلد واپس آنا ہر چند کہ قدرت کو تیرا ہر وقت خیال ہی تیرے جانے کا بھی ملال ہی لیکن لشکر طلسم کشا پر چھ کے جانا الگ سے سحر کرنا ایسا نہ ہو طلسم کشا سے سامنا ہو جائے اُس ظالم کے پاس لوح محفوظ ہی کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا دوسرا فقرہ یہ ہوا کہ رستم کو انگشتر سامری ملی اُن دونون جوانون پر سحر کرنا بالکل ہی بیکار ہی

حقیقت مین جب یہ دونون اُن تحفہ جات کو لیکر آوینگے تو ساحرون کو جان بچانا دشوار
ہوگی دیر تک بقراط باتین کرتا رہا چاہتا تھا کہ شعلۂ جوالہ کو جانے نہ دون شعلۂ جوالہ
نے نہ مانا خطور جادو نے عرض کی کہ ای افسرۂ قصر عشرت اگر حکم ہو تو مین بھی ساتھ
چلون مین مسلمانون سے جلی ہون تم لشکر نور الدہر پر جانا مین لشکر ایرج پر جاؤن
اُسکو مٹاؤن کیونکہ اُسی کے عشق مین کڑیل جوان ایک بہن میری قتل ہوئی آنکھوین
اِن جوانون کے مُنہ ہر مین نے یہ آنکھون سے دیکھا کہ راتون کو تڑپتی تھی اور
پچھاڑین کھاتی تھی سر دیدے مارتی تھی راتون کو حال تباہ آسمان پر نگاہ صدا سے آہ وآہ مین
جو پوچھتی تھی کہ کیون بہن کیا حال ہی کیون اپنے کو اسقدر رنجیدہ کرتی ہو تو ٹھنڈی
سانس کھینچکر جواب دیتی تھی کہ بوا آرام کہان جسدن سے عاشق ہوئی آرام و
چین کو بالکل بھول گئی اُس بے رحم پر طبیعت آئی کہ اُسکو ترس نہین آتا مین لاکھ
چاہتی ہون کہ کسی طرح سو رہون مگر نیند نہین آتی اسی رنج و غم مین آخر اپنی جان
دی ہاے وہ بھولی بھولی صورت گہر ریزی زبان کی آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو
غیرت ہلال کس قدر کی اُسکی تعریف کرون مگر اُس بے رحم نے کبھی اُسکو بہ نگاہ محبت
نہ دیکھا جب اُسنے بلاکر سوال وصل کیا سخت لفظین کہین مگر اُسنے کبھی یہ نہ کہا کہ کیا
بکتا ہی اُس عاشق صادق کو یہ الفاظ بھی پسند تھے چھیڑ چھیڑ کر باتین سنتی تھین اکثر
راتون کو سر دھنتی تھین بقراط نے کہا ای خطور اسی وجہ سے میرا دل نہین چاہتا
کہ ملکہ شعلۂ جوالہ وہانتک جائین ایسا نہ ہو کہ کسیکے دام مین پھنس جائین دو شاہزادیان
جاکر مسلمانون سے ملین سحر کرتی پھرتی ہین ہر ایک کو یہی فکر ہی کہ طلسم کشا کو لوح
دلا مین قصر سکندری تک آنے کی خواہش ہو یہی ہر ایک کو کاہش ہی خطور نے
کئی مرتبہ شعلۂ جوالہ سے کہا کہ ملکۂ عالم مجھکو ضرور ساتھ لیجیے شعلۂ جوالہ نے کہا مجھے
احتیاج نہین مین اکیلی جاکر جو کچھ کرونگی وہ خبر مشہور ہو جائیگی بقراط ہر مرتبہ
چاہتا ہی کہ آجتک یہ میرے دام مکر سے بچی رہی ذرا آگے تو لگاؤن شعلۂ جوالہ جواب
دیتی ہی کہ یا خداوند آپ دختر فرما چکے ہین دختر کی طرح گلے لگا لیجے زیادہ پانون نہ

بھیلا ہے اگر کچھ اور درکار ہو تو یہ بارہ ہزار شاہزادیان موجود ہین جو رنگ چاہیئے انکا ساتھ کیجیے یہ خاص اسی واسطے ہین کہ آپ کی خدمتگذاری کرین بقراط بہت حیران ہو جی مین کہتا ہی کہ ہائے کیا غضب ہی کہ میرے دام سے نکلی جاتی ہی اب مین کیا تدبیر کرون یقین ہی کہ یہ جاتے ہی مائل ہو خیر اب اسی کو اختیار ہی کہ وہ کاوش میری بیکار ہی ایسے کلام ہو کر شعلۂ جوالہ رخصت ہوئی مگر چلتے وقت گلنوش سے کہہ شہزادی انتہا کی حسین ہی کہا اے گلنوش مین تمکو اپنے مقام پر افسر کرتی ہون شاہزادیون کا انتظام بخوبی رکھنا پیچھے ہٹ کر بقراط کو سلام کیا ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے چلی طاؤس اڑتا ہوا جاتا ہی جدھر چاہا اودھر چل گئی مگر ہفت درہ کوہ پر آکر ہرائی پہاڑ پر اتری ایک نخل کے نیچے بیٹھی نگاہ اٹھا کر دیکھنے لگی کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا آگے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑے کو اڑاتے ہوے آکر پیچھے لشکر اتر نے لگا طلسماتی بارگاہ کا لیکر پہونچا ایک جانب ایک ابر کلمار ہی وہ بھی آکر بیٹھا وہ انہین بارہ ہزار کنیز مین آئی بارگاہ ایک طرف استادہ ہوئی جادوگرنیان اس بارگاہ مین داخل ہوئین چہل پہل ہونے لگی لیکن شعلۂ جوالہ نے بہ نگاہ غور شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا کہ یوسف بازار مصر محبت قیصر اقلیم جرأت مین صف شکن و صفدر ہتھیار جسم پہ آراستہ کمان کیانی دوش پر دو سے شانے پر سپر دور جس پر جال دیو کا پڑا ہوا تیغہ ہلالی کمر مین لگا ہوا بڑی بڑی انگھڑیان خوبصورتی کی تیاری سینہ چوڑا نہال قامت نے عجب رنگ دکھایا ہی کچھ بن نہین پڑتا ہی ہرچند چاہتی ہی کہ اس جوان کو بہ نگاہ محبت نہ دیکھون مگر آنکھ نہین پھرتی پسینے پسینے ہو کر اسی پہاڑ پر گری گر کر ایڑیان رگڑنے لگی جب آنکھ کھلی تو پکارنے لگی کہ اے گل گلزار خوبی و اے سرو باغ محبوبی یہ کنیز بہت بیقرار ہی نظم

ہی جیسے دست یار مین ساغر شراب کا	کوثر کی کا ہو گیا ہی کٹورا گلاب کا
دریاے خون کیا ہی تری تیغ نے رواں	حاصل ہوا ہی رتبہ سرون کو حباب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
کنج قفس مین حوض بھرا ہو گلاب کا

جو سطر ہی وہ گیسو حور بہشت ہی
خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا

ای موج بے لحاظ سمجھکر مٹائیو
دریا بھی ہی اسیر طلسم حباب کا

بچھوا ئیے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ
منحوس ہی قران مہ و آفتاب کا

اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہی
زنجیر مین ہماری ہو لوہا رکاب کا

حسن و جمال سے ہی زمانے مین روشنی
شب ماہتاب کی ہی تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا
موج شراب جادہ تھی راہ ثواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے
دم بند ہووے طوطی حاضر جواب کا

الفت جو زلف سے ہی دل داغدار کو
طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا

مسرور جو ہوا عرق رخ سے وہ ذقن
مضمون ملگیا مجھے چاہ گلاب کا

پاتا ہون بات کا کمر یار مین مقام
چشمہ مگر عدم مین ہی گوہر کی آب کا

آتش شب فراق مین پوچھو نکالا ہے
یہ داغ ہی دیا ہوا کس آفتاب کا

ہر مرتبہ سر اٹھاتی ہی اور پھر سر ڈالدیتی ہی عرصے تک یہی حال رہا آخر بہ مشکل اٹھی ارادہ ہوا کہ قصر عشرت مین چلون پھر خیال مین آیا کہ قصر عشرت میرے واسطے قصر مصیبت ہی آرام نہ آئیگا اور زیادہ دل گھبرائیگا یہ سوچکر پھر خیال کرتی ہی کہ اب کیا کرون ای شعلہ جوالہ قریب اس ظالم کے جاکر قدمون پہ گر پڑون شاید میرے حال پر کچھ رحم آجائے اسی نخل کے نیچے بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہی کہ کیا تدبیر کرون کیونکر اس شخص سے ملون گہر ریزی زبان کی کیا لطف دیگی یقین ہی کہ کلام مین نرمی باتون مین گرمی ہو لیکن ای شعلہ جوالہ جو کچھ ہو اس شخص سے ضرور ملو یہ سوچ انتظار مین ہی کہ اب گھوڑے سے اترین بارگاہ مین جاکر بیٹھین تو صورت بات چیت کی ہو قضائے کار جب لشکر اتر چکا جادوگرنیان بارگاہ مین گئین ملکہ ہمای صبح پوش بارگاہ مین جاکر نکل آئین نورالدہر سے عرض کی اگر حکم ہو تو سارے صحرا کو چھانون

شاید کوئی دشمن آیا ہو نور الدہر نے کہا ای ہمائے مرصع پوش اب سامنا جنگ کا ہی
جا بجا جنگ پڑیگی یقین ہی بقراط ثانی ساحر دن کو بھیجے کہ جاکر ۔۔ روکو کوئی اس
خیال سے آئے تو عجب نہین ما یہ ہمائے مرصع پوش بلند ہوئین آسمان پر اُڑ کے دیکھا
کہ ایک نازنین سمن عذار کبک رفتار شیرین اطوار باغ حسن پہ عجب طرح کی بہار بیٹھی
ہوئی دیکھ رہی ہی جمال نور الدہر پر نگاہ کبھی اُٹھتی ہی کبھی پھر بیٹھ جاتی ہی ہما کو یقین
ہوا کہ یہ ساحرہ برائے بربادی لشکر آئی ہی سوچ رہی ہی کہ مین قبل سے اپنے سحر کرون
لیکن مزاج سے نور الدہر کے ڈرتی ہی کہ ایسا نہ ہو اُنکے خلاف گذرنے کہ تنے
پھیے پوچھکر سحر کیا ہوتا ہمائے مرصع پوش آسمان سے اُتری قریب نور الدہر کے
آئی دست بستہ عرض کی ای شہریار جو کنیز کو گمان ہوا تھا اُسی کا سامنا ہی ایک ساحرہ
نہایت حسین وجمیل پہاڑ پر بیٹھی ہی سحر کیا چاہتی ہی اگر حکم ہو تو اُسکو مارون ہرگز
سحر کرنے دون نور الدہر نے کہا ای خیر خواہ دولت حقیقت مین تنے نو خوب
تجویز کیا لیکن تقدم اُسطرف سے ہوئے تب تم جواب دو ایسا نہ ہو اُسکا کچھ اور
ارادہ ہو کہا ای شہریار یہ تو مین خوب سمجھ گئی کہ وہ سحر کیا چاہتی ہی اور یہ بھی ظاہر
ہی کہ ساحرہ زبردست ہی اگر اُسکا سحر ہو گیا تو پھر سحر آثار نار شود ر ہو گا لشکر معرض
زوال مین آئیگا سو دو سو کی جان جائیگی اور ابھی خیر ہی مین فوراً گرفتار کرونگی
نور الدہر نے کہا ای ہمائے مرصع پوش تم سامنے جاؤ مگر جب وہ سحر کرے تب
تم سحر کرو تقدم تمھاری جانب سے نہ ہو ہما نے کہا کنیز جب زخم کھائیگی تب علاج
کریگی مجھے آپ کے قوانین کا بڑا خیال ہی مگر ای شہریار یہ جادوگرون سے مقابلہ ہی
جو جسطرح بلجائے اُسکو قتل کیجیے اگر ساحر کہین آپ کو پا جائین تو کیا زندہ چھوڑ دین
حضور ناحق ایسا فرماتے ہین لیکن مین پابندی حکم ضرور کرونگی مگر صاف یہ ہی
کہ ایسی ساحرہ صاحب حسن وجمال نگاہ سے نہین گذری نور الدہر کو بھی اشتیاق
ہوا کہ مین اُسکو کیونکر دیکھون ہمانے عرض کی دوسرا پہاڑ سامنے ہی اُسپر چڑھکر آپ
ملاحظہ فرمائیے جمال دیکھ لیجیے گا دوسرے پہاڑ پر نور الدہر آئے وہان سے بخوبی

نگاہ اُٹھا کے دیکھا حقیقت مین حُسن اُس ساحرہ کا عابد کش و زاہد فریب ہی بحسرت بیٹھی ہوئی طرف لشکر نور الدہر کے دیکھ رہی ہی اور ارادہ کرتی ہی کہ سحر کرون مگر دل منع کرتا ہی کہ اُس شہریار کو صدمہ پہونچیگا نور الدہر نے کہا ای ہماے مرصع پوش حقیقت مین اسکے تیر مژگان نے دل کو مشبک کیا لیکن حسرت مین بیٹھی ہی اور کچھ سوچ رہی ہی ہما ۔ نے کہا مین سامنے جاتی ہون ہماے مرصع پوش پہاڑ سے اُتری جس کوہ پر شعلہ جوالہ بیٹھی ہی سامنے جاکر سلام کیا کہا ای مہ جبین کس فکر مین بیٹھی ہو شعلہ جوالہ نے کہا ای ہماے مرصع پوش تینے مجھکو نہین پہچانا مین براے تباہی لشکر آئی تھی یہان آکر ۔ ام عشق مین پھنسی اُسی حسرت مین بیٹھی ہون ہمانے کہا جمال بد کرل طلسم کشا جسنے دیکھا ۔ و مہ ۔ وبت ہوا میرے ساتھ چلو مین ملاقات کرادون دیکھو شاہزادہ کیسا خلیق ہی شعلہ جوالہ نے کہا ای ہما مجھے خوف ہی کہ جان پہچان بھی نہین ہی کیا سمجھین گے کس طور سے جاؤن کیونکر ملاقات کرون بے غیرتی ہی کہ بات کرون ہمانے بہ محبت کہا کہ بوا نہ گھبراؤ ہم سب تمھاری جلالت بیان کردینگے جامہ خلق اُنکے زیب جسم ہی یقین ہی کہ خوش ہو جاؤگی یہ سُنکر شعلہ جوالہ کا قصد ہوا کہ ساتھ ہماے کے جاؤن دل مین سوچ رہی ہی کہ شاہزادے سے جاکر ملاقات کرون اور بخوشی ملون لیکن بقراط ثانی تخت عشرت پر بیٹھا ہوا ہی گلنوش گا رہی ہی اور بصد ناز و انداز تبارہی ہی بقراط ثانی کو لبھا رہی ہی بقراط بھی بہت خوش ہو رہا ہی کبھی گلنوش کے گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہی کبھی بوس و کنار کرتا ہی کہ ایک نازنین نے کہا یا خداوند حال شعلہ جوالہ پر تو نگاہ کیجیے وہ جاکر ہماے مرصع پوش سے ملی اب ملاقات کو نور الدہر کی جایا چاہتی ہی گفتگو ہو رہی ہی یقین ہی کہ وہ حاضر خدمت نہ ہو دوسری نے کہا ہان بوا مین نے بھی دیکھا پہاڑ پر حسرت مین کھڑی تھین ہماے مرصع پوش سمجھا رہی ہی اب سمجھا کے لیجائیگی کون اُنکے کلام کا جواب دے بقراط نے کہا ای گلنوش شعلہ جوالہ کو لبھا جانتے ہی تڑپ کر گرنا میرا نام لے کے منھ پر ہاتھ پھیر دینا سحر فراموش ہوگا مگر مین پنجہ دیکر اُٹھا لاناگر ہوشیار رہی

تو بڑے غضب کی ساحرہ ہو بے بادولت کے جا لے وہ گرفتار نہ ہوگی اور نکل جائیگی
کیکے ہاتھ نہ آئیگی گلنوش نے کہا یا خداوند جو آپ نے کہا ہی مین وہی کرونگی اگر تیرے
نہ پہونچی تو مجبور ہون آپ اپنے کو بچا لیجئے گا بقراط نے کہا بادولت فرور آجئیے
گلنوش چلی لیکن بقراط پرچہ کاغذ کا دیکھ رہا ہی یہان ہماد شعلۂ جوالہ باتین کرتی
ہوئی جاتی ہین کہ آسمان پر برق چمکی نفرو ہوا سنم گلنوش او شعلۂ جوالہ کہان جاتی
ہو قدرت سے برگشت ہوائی اب ارادہ ہی کہ پہاڑ سے اُتر جائے جاکر طلسم کشا
سے ملے او شعلۂ جوالہ تونے اپنی خرابی کی شعلۂ جوالہ نے دیکھا کہ گلنوش آئی ہی
ابتو یہی پتھر سے کھڑی ہوئی جیسے ہی گلنوش زمین پر آئی ہاتھ بڑھایا کہ تمہ
پر ہاتھ پھیرون شعلۂ جوالہ نے ایک طمانچہ مارا کہ سر گلنوش کا گھومنے لگا لہراکر
گری بیہوش ہوگئی شعلۂ جوالہ نے ہماسے کہا لو بی بی حال کھلگیا بقراط ثانی کو
معلوم ہوگیا وقت پر سمجھا جائیگا ہما شعلۂ جوالہ کو چھوڑ کر الگ ہوئی شعلۂ جوالہ
کا ارادہ ہی کہ پہاڑ سے پھاند پڑون کہ پہاڑ تھر تھر کانپا زمین کوہ شق ہوئی بقراط
نے سر نکالا پکار کر آواز دی ای شعلۂ جوالہ یہ تجھے کیا ہوا شعلۂ جوالہ نے ایک گولہ
بقراط پر مارا بقراط نے اُس گولے پر ہاتھ مارا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اور
آواز دی کہ کیون دیوانی ہوئی ہی دیکھ تو سامنے کیا ہی اب جو شعلۂ جوالہ نے
سر اُٹھا کر دیکھا ایک دریا ہے تیار موا ج لطمہ بخ آفت زا موج مار رہا ہی اور
ہزارہا مچھلیاں اُس دریا سے اُبھرتی ہین آواز دیتی ہین ای شعلۂ جوالہ کیون تونے
خداوند سے بغاوت کی اب اِس دریا سے رہائی دشوار ہی نہنگان خون آشام بھی
پکارتے ہین اور کہتے ہین بی شعلۂ جوالہ دریا مین پھاند پڑو اپنی آبرو بچاؤ ورنہ
تمکو پناہ پانی مشکل ہوگی قتل بیڑا نہ لگے گا بڑی حیرانی و پریشانی ہوئی شعلۂ جوالہ
نے جو یہ آوازین سنین کانپنے لگی مچھلیون کو آواز دی ارے ماجرا تم سبھی سے
معاملے مین دخل نہ دو اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

طرۂ مشکبار ہم جلوۂ ابرِ در شب		نسبتِ زلفِ یار ہم باعثِ افتخار شب

شفق مین خطِ سعات جھوٹ ہی آپ کا گگن
آگمیں جلد بے وفا دل نہین مانتا مرا
حال نہ پوچھ ہمنشین ہی غم سے دلِ حزین
وعدہ ہی وصل یار کا دورے بخت نارسا
ہی کوئی آسمان جناب جسنے کیا یہ انتخاب
نالۂ آتشین سے ڈر جل کے نہ خاک ہو جگر
سنتے کبھی نہ ایک دم فرقت یار کے ستم
دیکھتے ہین نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم

چشم غنودہ مین ہین ہمارے حسرت انتظار شب
چہرہ کہ روز ہے چھپکا گیسوئے تابدار شب
شعلۂ آہ آتشین ہوتا ہی ہمکنار شب
اول شام سے ہوا پہلے ہی اختصار شب
حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب
ہوتی ہی شام صبر کر اے دل خواستگار شب
صبح نہ ہونے دیتے ہم ہوتا گر اختیار شب
ہجر مین طول روز غم وصل مین اختصار شب

یہ اشعار سنکر شعلہ جوالہ گھبرائی چہار طرف دیکھکر دریا مین پھاند پڑی ایک نہنگ نے
شعلہ جوالہ کو نگل لیا بقراط ثانی بھی غرق زمین ہوا قصر عشرت مین ہانپتا ہوا آیا اور
گلنوش کو ایک کنیز جاکر اُٹھا لائی بقراط نے آواز دی اے آبدار جادو شعلہ جوالہ
کو لاؤ ایک جادوگر آسمان سے اُترتا ہوا آیا بالون سے پانی ٹپکتا ہوا ناک سے بھی
قطرات آب ٹپک رہے ہین شعلہ جوالہ کو بغل مین دبائے ہوئے سامنے بقراط
کے لایا بقراط نے کہا کیون شعلہ جوالہ یہ کیا حرکت کی جو تجھے کہا تھا وہ نہ کیا تجھے
کہا تھا کہ جمال جہان آرا سے طلسم کشا سے کہنا تونے اُسکے خلاف کیا برائے ملاقات
جاتی تھین مین وقت پر یہہ کہا تمکو گرفتار کر لایا کیون شعلہ جوالہ دیکھا تو نے
کہ ہم بحر مین دریا تیار ہوگیا آبدار نے تمکو گرفتار کر لیا اب کیا ارادہ ہی شعلہ نے
جواب دیا یا خداوند آپ کو اختیار ہے لیکن دل دام زلف میں مین گرفتار ہی
اب دشوار ہے کہ یہ کنیز اپنے ہوش مین آئے خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے بقراط نے
حکم دیا کہ اے گلنوش اسکو لیجا کر قید کر دو گلنوش نے شعلہ جوالہ کو قفس آہنی مین بند
کیا ایک کمرے مین لیجا کر لٹکا دیا یہان ہمارے مرصع پوش جو پہاڑ سے اُترکر آئی
نور الدہر سے سب حال بیان کیا کہا کہ اے شہریار شعلہ جوالہ افسر قصر عشرت
آپ کے لشکر کی تباہی کو آئی تھی مگر جمال حضور دیکھکر مائل ہوئی بقراط ثانی آکر اُسکو

لگیا نہیں معلوم کیا دیکھا کہ پہاڑ سے کود پڑی نور الدہر نے کہا اے شبرنگ قدر
رہائی شعلہ جوالہ ہین جاؤ شبرنگ اسی وقت بانہا ے عیاری لگاکر فکر شعلہ جوالہ
مین چلا قریب قصر سکندری پہونچا کنیز بنکر کنیزون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ گلنوش کی قید مین ہو اب شبرنگ حیران ہو کہ تا بہ گلنوش کیونکر پہونچون [illegible]
کار دریافت ہوا کہ سامنے ایک باغ ہو اسمین گلنوش رہتی ہو شبرنگ پھرتا
پھرتا پشت پر باغ کی آیا سُنا کہ کوئی گا رہا ہو دیوار پر چڑھ کے دیکھا کہ ایک کنیز
نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو نظم

یہ چرچا اپنی رسوائی کا پھیلا ہو دیارون مین ۔ کہ مرقوم نام لکھتے ہین سہرے پر اشتہارون مین
ہوا ہو لحظہ لحظہ کیون عالم مین موسیٰ و تجلی کا ۔ وہی تیر نظر آتے ہین ابتک کوہسارون مین
ہین وہ غم دوست ہون جب کوئی تازہ غم ہوا پیدا ۔ نہ نکلا ایک بھی جبر سے سوا امیدوارون مین
کہ شب ہجر گلگون یہ غرور اتنا بھی اے خسرو ۔ پیادے رہ گئے کل آج ہو تو شہسوارون مین
جو آتا ہو تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہو ۔ جگہ جب شہر کہانکی رہی گلعذارون مین
بہانہ ور وسہ کا آپ کو کیا ہے کرنا تھا ۔ تپ غم نے ہماری جان کھو دی دوچارون مین
سراسان ہوتے ہین کب مرو تہ تازگشت ہے ۔ کوئی دو چار ہی جانباز ہوتے ہین ہزارون مین
بدن مین جان تازہ آئی ہو سونگھے سے جو اے گل ۔ عجب خوشبو ہو اُس گل پیرہن کے پاس ہارون مین

شبرنگ نے جب یہ اشعار سُنے تو دیوار سے اُتر کر درخت نخلستان مین چھپا گانا گاتے
گاتے بولا کہ اُٹھی برائے رفع حاجت قریب اُس نخلستان کے آئی شبرنگ نے
اُسکو حباب مار کر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر سامنے گلنوش
کے آیا گلنوش نے دیکھا جلترنگ بہت ہنستی ہو پوچھا کیون جلترنگ بے وجہ
ہنسنے کا کیا باعث ہو عرض کی واری عجب معرکہ گذرا کنیز برائے رفع حاجت گئی تھی
دیکھا کہ قدرت بیٹھے ہین میری جانب ہاتھ بڑھایا مین نے اپنے کو کھینچا قدرت نے
ہاتھ گلے پر رکھکر فرمایا کہ تجھکو علم موسیقی کا دیا چند کمالات کی بھی عالم رہیگی گلنوش
مقبول بارگاہ ابد دولت ہو کہ اُسنے اُس دشمن کو قید کیا جسنے محبت مین طلسم کشائی

قدرت کو فراموش کیا اب وہ قید سے رہا نہ ہوگی ہر چند کہ عیار بتیجو مین ہی لیکن تابِ
گلنوش کو لی نہ آسکیگا حضور میرا گانا تو سنین امتحان تو کر یون کہ یہ کمال حاصل بھی ہوا
پھر دوسرے کمال کا ذکر کرونگی گلنوش نے اشارہ کیا جلترنگ نقلی نے بایان کھینچا
گھنگرے باندھنے لگی گلنوش نے کہا او جلترنگ یقین ہی کہ قدرت میرے پاس بھی
آتے مگر تمکو دیکھکر رک گئے اتنے جلترنگ نقلی نے سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ غزل
عاشقانہ بصد ناز و انداز گانا شروع کی نظم

بھاتی ہو جیسے دلبر عیار کی طرح — بیہوش ہون مین مردم بیمار کی طرح
کہتے ہین مجھکو دیکھ کے خاموش خیرہ ہی — کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کی طرح
اور روز دن دیکھا جانان قصور کب — کیون گھورتا ہی چشم ستمگار کی طرح
اللہ ری درازی گیسوے دلربا — گھٹتی نہین کبھی شب بیمار کی طرح
کچھ اپنا حال کہہ تو ہوا کیا تجھے نسیم — کرتا ہی آہین کسلیے بیمار کی طرح

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ اشعار گانے کہ گلنوش بیچین ہو گئی جھوٹ نکل
گیا او جلترنگ اس تھوڑے ہی عرصے مین تیرا رنگ بدل گیا آواز مین کیا سوز
گداز ہی جلترنگ نے دست بستہ عرض کی قدرت کی تشریف آوری کرامت سے
ظاہر ہی اب یہ تو معلوم ہوا کہ جو جو کچھ فرما گئے ہین اُن سب چیزون پر حاکم ہوئی
فرمایا تھا کہ تو ساقی گری خوب کریگی گلنوش نے کہا ساقی گری تو کوئی کمال نہین ہی
جلترنگ نے عرض کی دواری پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن
سر سے شراب پلاؤن تب حضور پہ میرا کمال ظاہر ہوگا امیدوار ہون کہ کلید
میخانہ مجھکو مرحمت ہو کنیز جو ساقی ہو تو کوئی باقی نہ رہے گلنوش نے ازار بند
سے کنجی کھولکر جلترنگ نقلی کو دی شبرنگ جھپٹ کر میخانے مین آیا شراب مین
بیہوشی ملائی چند گلابیان آراستہ کرکے کشتی اپنے سر پر رکھی باقی وہان کی شراب
کنیزین اُٹھاکر لیگئین آپس مین بیٹھکر پینے لگین جلترنگ نقلی گلابیان اٹھاکر
محفل مین لائی گلنوش نے خوش ہوکر کہا دیکھو صاحبو جلترنگ کس سلیقے سے

شراب لائی ہو کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے جسکا نہ دل چاہتا ہو وہ بھی پی لے
جلترنگ نقلی نے جام لبریز کر کے گلنوش کو دیا گلنوش نے جیسے ہی جام ہاتھ مین
لیا ہوا سے سرو چلی پھولون نے آنکھین کھولین غنچے چٹکے چند طائر آشیانون سے
نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلنوش اِس سامان کو دیکھنے لگی اور ہنس ہنسکر
کہتی ہی کیون ای گلعذار کیون ای غنچہ دہن کیون ای طیران پرفن کیون ہوش
اُڑاتی ہو میرا دل گھبراتا ہی ای طیران صاف صاف کہو کہ ایک طائر تڑپ کر گرا اُسنے
جام پر پر مارا کہ جام کا یہ انجام ہوا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا شراب جو زمین پر گری
اُتنا فرش جل گیا گلنوش حیران ہوئی کہا ای جلترنگ یہ شراب کیسی تھی اب مجھکو
تردد ہوتا ہی طیران نے تو خیر خواہی کی کہ جام کو توڑ ڈالا اب مین کیا کرون
ای جلترنگ قریب تو آ شبرنگ چاہتا ہی کہ نکل جاؤن اگر قریب جاؤنگا تو حال
کھلیگا وہان جلترنگ کو زیر تخل ہوش آیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو دیکھا بالکل
برہنہ پایا اُسی حال سے پیٹتی ہوئی دوڑی پکارتی ہوئی کہ ای ملکۂ عالم مجھے کسنے
برہنہ کر کے ڈالدیا گلنوش نے کہا صاحبو ان مین جلترنگ اصلی کون ہی لیکن
شبرنگ دیرانہ کہے جاتا ہی کہ حضور مین جلترنگ اصلی ہون یہ کون ہی کہ جو
میری شکل بنکر آیا ہی گلنوش نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ یہ جو گا رہی تھی اسکا
ہاتھ پکڑ کر کھینچ لا جیسے ہی کنیز نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم
بیباک قصہ پاک مرنے سے کنیز کے اندھیرا ہوا شبرنگ اُس اندھیرے مین
نکل بھاگا گلنوش نے سحر کر کے روشنی کی اب جلترنگ کو محفل مین نہ پایا اسنے
پکار کر آواز دی ای غنچہ دہن حال تو کہو کہ کیا رنگ تھا کہ ایک غنچہ چٹکا آواز
آئی کہ او بے وقوف کھلی ہوئی عیاری تھی شبرنگ بن عمرو تھا جلترنگ کو بیہوش
کر کے محفل مین آیا رہائی شعلۂ جوالہ کی تدبیر مین ہی جا کر قید خانے مین خبر لے مگر
شبرنگ جو بھاگا باہر آ کر جلترنگ کی صورت تو بنا ہوا تھا ایک گلابی ہاتھ مین
لی پکارتا ہوا چلا کہ صاحبو شعلۂ جوالہ کا قید خانہ کہان ہی آج اُسکے حال پر ملک کو

رحم آیا خداوند نے ابھی حکم بھیجا تھا اُسکو شراب دینے کا حکم ہوا ہی شاید شراب
پی کر سر در مین قدرت کو جادو کرے ہوش و حواس درست ہو جائین کنیزون
نے بتلایا کہ سامنے جو کمرہ ہی اُسمین قفس لٹک رہا ہی وہان جاکر ملاقات کرو شراب
بھی پلاؤ شبرنگ جھپٹ کر قریب آیا قفس اُتار نے اُتار نے کہا ای ملکۂ عالم
ہم شبرنگ بن عمرو عیار طلسم کشا تمھاری رہائی کو آیا ہون کیا تدبیر کرون کہ
تم رہا ہو شعلۂ جوالہ نے اشارہ کیا کہ قفس اُتارو مجھے نکالکر جھولی مین ایک
پتلی سنہری ہی اُس سے کہو کہ میری زبان کی سوزن نکالے جب سوزن نکلیگی مین
تڑپ کر نکلجاؤن گی ملکہ کہو تو تمکو بھی نکال لیچلون شبرنگ نے قفس اُتارا جھولی
سے شعلۂ جوالہ کی پتلی نکالی ہی کہ آواز آئی او مکار خبردار قیدی کو ہاتھ نہ لگانا
کیا مجال کہ تو رہا کر سکے مین نے تیرا مکر دریافت کر لیا شبرنگ قفس کو چھوڑ کر
بھاگا مگر پتلی اسکے پاس رہی ہرچند کہ گلنوش دوڑی مگر شبرنگ کو کب پاتی ہی
شبرنگ بھاگ کر ایک صحرا مین آیا پتلی کو اپنے ہاتھ مین پایا جیسے ہی اُسکو ہاتھ
مین لیا پوچھا کہ ای کنیز سامری اب مین کیا کرون رہائی ملکہ کی موقوف ہوئی
اور آقا سے نامدار برا ے معشوقۂ وفا شعار بہت بیقرار ہین اگر پلٹ کر خالی
جاؤنگا تو آقا نہایت پریشان ہونگے اب کیا کرنا چاہیے پتلی نے کہا کہ ای
شبرنگ ملکہ نے بہت آسان تدبیر بتائی ہی اگر سوزن اُنکی زبان سے نکلجاتی
تو بیشک رہا ہو تین مجھکو رانون کے نیچے رکھ لو مین اُڑ کر اُس قصر پر پہونچاؤن
اگر سوزن تمنے زبان سے ملکہ شعلۂ جوالہ کے نکالی تو رہائی ضرور ہو جائیگی مگر
شبرنگ بن عمرو یہ کلام پتلی کا سنکر گھبرایا حیران ہی کہ ای شبرنگ پتلی پر سوار
ہو کے چلون اگر ملکہ کو رہا کر لیا تو بڑی بات ہی اگر اسمین کوئی فتور پڑا تو پھر جانا
ناممکن ہوگا لیکن پتلی نے کہا ای عیار کیون خوف کرتا ہی مین تجھے پاس قفس کے
پہونچادونگی اگر بن پڑا تو مین ہی سوزن نکالونگی ناچار ہو کر شبرنگ پشت پر
پتلی کی سوار ہوا اور پتلی اُڑ کر لے چلی قضا ے کار ملکہ گلنوش کے سامنے سے

جب شبرنگ بھاگ گیا تو گلنوش گھبرائی کہ اس عیار نے تو میرا پیچھا لیا ہی ہر مقام پر حاضر ہوتا ہی اگر شعلہ جوالہ رہا ہو گئی تو بڑا غضب ہوگا خداوند کو ایسا میرا اعتبار تھا کہ میرے سپرد کیا اگر میری قید سے رہا ہو گئی تو باعث بدنامی ہوگا باغ مین آئی اور پکار کر آواز دی ای طیران اب عیار کہان گیا ایسا نہ ہو کہ شعلہ جوالہ کو رہا کرے شبرنگ بھاگ کر صحرا مین پہونچا تھا طیران نے صاف صاف بتا دیا کہ اسوقت عیار صحرا مین گیا ہی تصویر کنیز سامری نے اسکو ہدایت کی ہی کہ میری پشت پر سوار ہو کر چلو وہ اسکی پشت پر سوار ہو کے آتا ہی ای ملکہ جلد اپنے کو پہونچاؤ ورنہ وہ قریب قیدخانہ پہونچ چکا ہی جاتے ہی رہا کریگا مگر آپ بھی اسوقت نہ جائیے گا کیونکہ ساعت خلاف ہی ایسا نہ ہو کہ آپ پر بھی کچھ زوال آجائے کنیز سامری بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ آپ پر غالب آئے تو جان بچانا دشوار ہوگی یہ سنکر گلنوش نے کہا مین کنیز سامری کو گرفتار کر لونگی یہ کہکے چلی یہان شبرنگ قریب قیدخانے کے چلا پتلی الگ ہوئی دروازہ کھولا پتلی نے آواز دی کہ ای عیار قفل اُتار لے شبرنگ نے بڑھکر قفل اُتارا پتلی دروازے پر بھونگا بن کے کھڑی ہی قفل اُتار کر شبرنگ نے رکھا پکار کر آواز دی ای تصویر سامری لو مین نے قفل اُتارا اب جو مناسب ہو وہ کر وتصویر نے جواب دیا ای شبرنگ سوزن نکال لو پتلی مثل بجلی کے ہی کہ آسمان پر برق چمکی گلپوش آپہونچی پتلی نے کہا ای شبرنگ اپنے کو مخفی کر دو گلنوش آپہونچی شبرنگ تو کود کر الگ ہوا ایک غار مین جاکر چھپا مگر گلنوش نے للکارا کہ او کنیز سامری تو بھی برگشتہ ہوئی جلال تھا اوندی کو فراموش کیا دم بھر مین تجھکو جلا دینگے مین کیا تجھے پایہ کمی کا رکھتی ہون تصویر نے آواز دی اے گلنوش مجھ تک نہ آنا ملکہ شعلہ جوالہ نے میری ایسی خدمتکی ہی مین اُس سے بہت راضی ہوان مین کیونکر اُسکا پاس نہ کرون میری خوراک پہونچاتی ہی پوجا پاٹ مین مصروف رہتی ہی ہرچند گلنوش نے سمجھایا مگر کنیز نے سنی کہ خبردار میرے پاس نہ آنا گلنوش نے نہ قبول کیا لپک کے گودا ما

کنیز نے گولے پر تھپکی ماری گولہ چھٹ کر زمین پر گرا کنیز نے پھر آواز دی کہ اے گلنوش
مین ابتک تمہارا سحر دفع کر رہی ہون اگر مین سحر کرونگی تو گھبراوگی پھر پناہ نہ پاوگی یہ
سنکر گلنوش نے جواب دیا کہ مین تیرا پیچھا نہ چھوڑونگی دروازے پر سے ہٹجا کنیز نے
کہا اچھا تو سحر کرو گلنوش نے پھر گولہ مارا کنیز نے اسی گولے کو تھام لیا یا ساحری
کہکر پھینک مارا وہ گولہ آسمان پر جاکر پھٹا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی نخل تھرانے لگے
غنچون نے دہن کھولے طائرون نے بہ زمزمہ سرائی یہ اشعار شروع کیے نظم

قد شمشاد اگر آفریدہ ہوتا تھا — نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہوتا تھا
ہوا ہو زلف سے گستاخ کسقدر شانہ — ہمارے پاس بھی دست بریدہ ہوتا تھا
زکھینچتا تھا زلیخا کو دامن یوسف — اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہوتا تھا
دیا نہ تھا یہ جو صبر و قرار سے نہ دیا — روانہ ملک عدم کو جریدہ ہوتا تھا
ستارے سے کہین ٹوٹتا ہو اجلوں کے حق — کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہوتا تھا
نہ جانتا تھا غضب ہو نگاہ کا تیر اے دل — تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا
زلاتا اے ... سطح زمانے پست — بلند سر سے مرے اب دیدہ ہوتا تھا
گریز یار نے برباد کر دیا ہمکو — غبار راہ غزال رمیدہ ہوتا تھا
نہ آئی دامن دایہ مین نیند اے آتش — درون دامن خاک آرمیدہ ہوتا تھا

اسطرح یہ اشعار طائرون نے پڑھے کہ گلنوش کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل
آئین آندھی زور سے چل رہی ہے زمین سے دھوان نکل رہا ہے گلنوش زمین پر الٹی
مگر حیران ہے اور چہار جانب دیکھ رہی ہے کبھی اف اف کرتی ہے جس سے صاف
یہی ثابت ہوتا ہے کہ گرمی کی ترقی ہے زمین پر آکر کنیز کو سلام کیا کہا اے کنیز ساحری
میرے ہوش و حواس درست نہین ہین میرے حال پر رحم کر ایسا نہ ہو کہ مین
اپنا گلا کاٹ لون کنیز نے کہا اے گلنوش تمکو یہ مناسب ہے کہ سامنے ایک پہاڑ
جسکا نام کوہ فلک شکوہ ہے اسپر جاکر بیٹھو کسی مقدس ہین رحل نہ دو اور قدرت
کی ملاقات کو نہ جانا ورنہ قدرت اور کچھ سمجھا نیگے تمکو دیوانہ بنا نینگے گلنوش

یہ سُنکر طرف پہاڑ کے چلی گھاٹیون کو طی کرکے پہاڑ پر چڑھ گئی یہ سب معاملہ شبرنگ
دیکھ رہا ہی سوچ رہا ہی کہ گلنوش پہاڑ پر جا چکے تو مین جاکر شعلۂ جوالہ کو رہا کرون
جب گلنوش پہاڑ پر جاکر زیر نخل بیٹھکر جھومنے لگی یکایک ایک برق آسمان پر چمکی
معرکہ یہ گذرا کہ بقراط تمثال قصر عشرت مین بیٹھا ہی گانا ہو رہا ہی کہ ایک کنیز نے کہا
یا خداوند غضب ہوا کنیز سامری کے سحر مین گلنوش گرفتار ہوئی یہ سختی اُٹھائی
کہ پہاڑ پر جاکر بیٹھی ہی جلد کوئی فکر کیجیے بقراط نے پکار کر آواز دی ای باغبان پہنچ
کو جلد پہونچا ایسا نہ ہو کہ گلنوش اپنا گلا کاٹ ڈالے کنیز سامری اپنا مطلب نکالے
باغبان جہان نما ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اُڑتا ہوا
چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ گلنوش پہاڑ پر جھوم رہی ہی کنیز نے شبرنگ کو آواز
دی ہی کہ ای شبرنگ آؤ ملکہ کو رہا کرو شبرنگ غار سے نکلا آسمان پر نعرہ ہوا کہ
او کنیز سامری کیون بدحواس ہوئی ہی ہم باغبان جہان نما کنیز نے اشارہ کیا
شبرنگ پھر غار مین جاکر چھپ گیا باغبان جہان نما نے اول آتے ہی یہ عمل
کیا کہ ہاتھ مین گلدستہ تھا طرف گلنوش کے پھینک مارا ہوا سے سرو چلی ایک
نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ زن حسن مین نہایت پُرفن ہاتھ مین کچھ پھول
لیے ہوے سامنے گلنوش کے آئی آکر وہ پھول سُنگھانے کہ گلنوش پھولون کو
سونگھکر پھول گئی اپنے مقام سے اُٹھی طرف قصر قید خانے کے چلی کنیز نے ہاتھ
ہلایا ایک برق چمکی اُس نازنین پر چمک کر گری کہ جتنے پھول سنگھاے تھے ٹکڑے
ٹکڑے ہوے اُسکا مرنا گلنوش کا پلٹنا پھر اُسی پہاڑ پر جاکر بیٹھی جھومنے لگی
باغبان جہان نما نے جو یہ معرکہ دیکھا طرف کنیز کے چلا اور للکار کر آواز دی
اری بڑی مغرور ہو گئی ہی پشت پر تو دیکھ کنیز نے پلٹ کر دیکھا دروازہ ایک
باغ کا کھلا ہوا ہی ہوا سے سرو آرہی ہی پھول آنکھین کھولے ہوے غنچے چٹک
رہے ہین طائر چہک رہے ہین پھول کل باغ کے مہک رہے ہین طائران
زمزمہ سرا یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

کہتے ہین خط جسکو یہ مرہم گلاب کا
اے ترک ڈر دہ ہے تری جھوٹی شراب کا

خط دیجو پہنچے یار کے ہاتھون مین نامہ بر
پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا

دیکھا جو تو نے سامنے رکھکر جو اُس مین شہر
آئینہ برج بن گیا ہے آفتاب کا

کیا کیا طرارے توسن جلاد نے کیے
بوسہ لیا جو مین نے تڑپکر رکاب کا

مشق خرام مین عرق افشان ہو روے یار
چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا

ساقی کے دور کھینچنے سے رکتا ہو دم مرا
انگور سے خوش آتا ہے کھنچنا شراب کا

حرص و ہوا کو جینے مین غافل جگہ نہ دے
مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا

خانہ خرابی پر کمر موج بستہ ہو چکی
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا

زینت پسند وہ نہین ہو جو مین شکستہ دل
محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا

کرتے ہین سجدہ اُسکی طرف کیا سمجھکے لوگ
کعبہ ہے نام ایک کنشت خراب کا

رویا کا حال یار کے آگے کہونگا مین
یوسف کے منہ سے لطف ہے تعبیر خواب کا

دریا مین ڈالدو مرے مردے کو دوستو
آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا

کھلنے کا عقدہ اسکو بھیجو نہ اے بتو +
ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا

اُڑتے دکھائی دینگے پرونکی طرح سے یار
کھینچے گا صدمہ دام مرے اضطراب کا

آتش کی آرزو ہی اے شہسوار ہے
اُسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

غرض یہ اشعار گا رہے ہین چلی کے جو کان مین یہ آواز آئی کنیز کی آنکھین ابل آئین دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ کنیز ساحری جوڑا گلنار پہنے ہوے خرامان خرامان براے سیر باغ چلی جیسے ہی دروازے پر پہونچی کہ اندر سے دیکھا چند خدمتگار باہر آئے کئی کرسیان بچھا دین اور گلنوش نے متوجہ ہو کر کہا ملکۂ عالم تشریف رکھیے کنیز ساحری بیٹھ گئی کہ اندر سے معلوم ہوتا ہے نیر اعظم بصد شوکت و حشم کاشانۂ مشرق سے برآمد ہو کر چرخ زبرجدی پہ آتا ہے گلنوش روشنی دیکھکر کھڑی ہو گئی دیکھا ایک جوان ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار پیرہن عمدہ پہنے ہوے خرامان خرامان آتا ہے چند مصاحب گھیرے ہوے عرض کر رہے ہین کہ اے شہریار

ملکۂ عالم آپ کی مشتاق ہین وہ جوان بد مزاج ہوکر بولا کہ مشتاق ہی تو ہوسنے دو
ہمین فرصت نہین یہ کہکر خاموش ہو رہا کنیز سامری کھڑی ہوکر ٹہلنے لگی کہ اندر سے
وہ جوان آفتاب جمال نکلا کنیز کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکر پکار اُٹھی کہ ای جوان ذیشان
ماہ رخسار یک نظر سے خوش گذرنے ذرا مشتاقون کی جانب بھی دیکھ لوبگا ہوسکے
تیر چل رہے ہین اُس جوان نے مسکرا کر منھ پھیر لیا اسطرح ہنساکر برق دندان
جو چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا جب وہ جوان آگے بڑھا اور چاہا کہ جمال
دکھا کر نکلجاؤن کنیز سامری نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا بہ محبت کہا ای جان جہان
واو آرام دل مشتاقان چند ساعت یہان بیٹھ جاؤ تھوڑی دیر باتین کرلو کچھ
حسن مین کمی نہ ہوگی مزاج مین برہمی نہ ہوگی وہ جوان ناچار ہوا آکے کرسی پر بیٹھا
کنیز سامری ہنس ہنسکے باتین کرنے لگی وہ جوان مغرور ہر مرتبہ منھ پھیر لیتا ہی بات کا
جواب نہین دیتا ہی آخر کنیز سامری ہاتھ جوڑنے لگی جوان نے پوچھا آخر کیا
خواہش ہی کیون کاہش ہی کنیز نے کہا دل و چاہتا ہی کہ تیرے عارض انور کا
بوسہ لون گردن تیرے پھرون بدل و جان تصدق ہون جوان ہنس دیتا ہی مگر
بہ محبت جواب نہین دیتا قفس سے کار تفس سے شعلۂ جوالہ نے یہ سب معرکہ
دیکھا بڑا ہی قلق ہوا جی مین کہتی ہی ای شعلۂ جوالہ ہمارے مرکی یہ خرابی ہوئی
باغبان جہان نما ہوا پر مقرر ارہا ہی جب نگاہ پتلی پر ڈالتا ہی تو جوش و خروش
اُسکا بڑھ جاتا ہی مگر شعلۂ جوالہ نے دوسری پتلی جھولی سے نکالی قفس سے نکالکر
پھینک دی ہر چند کہ زبان مین سوزن ہی آنکھون سے اشارہ کیا کہ دیکھ تیری
بہن پہ کیا گذر رہی ہی ایسا نہ ہو کہ وہ جلاکر خاک کرے خیال کرکے دیکھ باغ کی
رعنائی بڑھتی جاتی ہی یہ سنکر اور اشارہ سمجھکر یہ دوسری پتلی چلی سامنے آکے
للکارا کہ ای باغبان اب زیادہ گلچینی بہتر نہین ایسا نہ ہو کہ عندلیبان خوشنوا
کو صدمہ پہونچے باعث خرابی ہو باغبان نے جو دوسری پتلی کو دیکھا پکار کر
آواز دی ذرا پہلو پر تو دیکھ پتلی جو لپٹی دیکھا ایک بوستان بےخزان ہی ہر ایک سمت

بہار کا سامان چمنستان پھولے پھلے نخل گلدار جنبر عدہ بہار طائرون کی پکار ہر ایک طائر زمزمہ سرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد متان مین معروف ہی انکی زمزمہ سرائی چہکنے پہ موقوف ہی منقارین کھولکر چہکار رہے ہین باغبان قصدا و قدرا کو پکار رہے ہین بہ قول شاعر نظم ہر گیاہی کہ بر زمین روید + وحدہ لا شریک لہ گوید + برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقی دفتر معرفت کردگار + ایک طائر نے منقار کو اپنی کھولا طرف پتلی کے متوجہ ہوا پکار کر آواز دی کہ او غافل چمن دنیا بے ثبات ہی آج آمد بہار کل آمد خزان بربادی گلستان کا سامان وہ بھی دیکھنا پڑے گا۔ نہ رہی تو تی ہوئی پڑی ہین آج تو یہ رنگ ہی نظم

پھر غلغلہ ہی آمد فصل بہار کا — بگڑا مزاج میرے دل بیقرار کا
آرام کی ہوس دل بیتاب آمین کیون — کیا پہلوے مزار بھی پہلو ہی یار کا
بوسے فریب سے جو لب یار کے لیے — برہم معاملہ ہی مرے اعتبار کا
رحم آ چکا تھا شرم نے بچوا یا مجھے اور — بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
آ کر جاتے جبکہ نگہی پر جسے حشر کی — احسان نہ لیتے راحت خواب مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو — کھٹکا نہ جائیگا مژہ آبدار کا
اے چرخ بس تتمہ تکلیف اب نہ کر — احسان اٹھا چکے ہین بہت روزگار کا
مہلت کی راحتون نے شب غم نہ بھولنا — اے دل رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر — میرا سا اپنا حال ہوا روزگار کا
جب دیکھیے کجی کے سوا راستی نہین — بل لے لیا مزاج نے کچھ زلف یار کا
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین — شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا
تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر — بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا
ہان تو اگر بلائے تو آؤن میں بے طرح — ہی تجھکو اختیار مرے اختیار کا
آتے نہین وہ ہائے یہان حال غیر ہی — اقبال اوج پر ہی شب انتظار کا
پابوس آسمان سے تر [illegible] نہین نصیب — پھر حوصلہ بلند ہی اپنے غبار کا

ہو جائے جیسے پرسش اعمال ابھی تو خوب	وعدہ بہت دراز ہو روز شمار کا
وحشت میں بھی نہ ترک محبت ہو اے نسیم	منھ آبلوں نے چوم لیا نوک خار کا

یہ اشعار سنکر تیلی کا رنگ رو متغیر ہونے لگا تھا کہ تیلی نے آواز دی الہ دیا سارہی
اَبتک رنگ بہار رہیگا یہ جو تیلی نے پکار کر کہا ہوائے گرم چلی پھول درختوں سے
گرے غنچوں نے منھ کھولدیئے شاخیں غنچہ برہنہ بن گئیں پتے زرد ہو کر گرنے لگے
ہر نخل کے پاس برگ ہائے زرد کا انبار ہو طائروں میں بھی پکار ہو کہ یارو آشیانے
بچاؤ صیاد و دام لیکر آنے لگے جا بجا ٹٹیاں لگائیں اکثر طائر پھنسے بعض پھکارے مارکر
اُڑ گئے بعض نے آواز دی کہ اے عروسان چمن تمکو باغبان حقیقی کے سپرد کیا پر وقت
آمد بہار آوینگے اس فصل خزان میں نہ بجتان چمن کو کیا منھ دکھاوینگے یہ جھونکے
ہوائے گرم سنکے پتے نہیں ہے۔ جاتے بال و پر چلے جاتے ہیں کسیطرف سے آواز
آتی ہی عروسان چمن کا نکھار گیا آمد خزان نے عجب سامان دکھایا باغبان جہانکا
نے جو یہ معرکہ باغ کا دیکھا پھر دستکیں دینے لگا مگر ہوائے خزان اس زور و شور
سے چلی تھی کہ گلنوش کے بھی ہوش و حواس درست ہوئے قصد ہوا کہ پہاڑ سے
اُتر جاؤں اپنی بے برگ و باری عروسان چمن کو دکھاؤں مگر باغبان دمبدم روکتا
ہی اور پکار کر آواز دیتا ہی کہ ای گلنوش خاص تمھارے واسطے یہ ہنگامے برپا ہے
اور تم ہوش میں نہ آئیں عروسان چمن سے کیوں شرماتی ہو وہ جوان جو پہلے
آیا تھا اور اُس تیلی کے پاس بیٹھا تھا اور تیلی ہر مرتبہ ہاتھ باندھتی تھی وہ جھونکا
ہوائے گرم کا چلا کہ وہ جوان اُف اُف کر کے اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے
دیکھا کہ دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھرآتا ہی یہ حالت جو باغبان نے دیکھی جھپٹا کہ گلنوش
کو اُٹھالوں اِس ہوائے گرم سے بچالوں مگر اُس جوان نے جو منھ سے ہاتھ اُٹھایا
سب نے دیکھا ایک جوان سیاہ رو بدصورت کھڑا ہوا ہی کنیز سامری نے منھ پھیرا
آواز دی دور ہو سامنے سے او مکار جلساز شعبدہ باز تو نے مجھکو دام کر میں لیا تھا
بہن کو سامری و جمشید سلامت رکھیں کہ انھوں نے آکر تیرا رنگ روپ مٹایا اس

حیثیت کو پہونچایا کہ جو دیکھے اُسے نفرت ہو یہ کیسے کہ یہ کایا کہان سے آیا کیا رنگ
دکھایا شرما کر وہ جوان بھاگا چاہا کہ بھاگ کر باغ مین جاؤن تیلی نے آواز دی ارے
بھگوڑے کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا یہ کہکے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری کہ اُس
جوان کے دو ٹکڑے ہوے مرنا اُس جوان کا کہ دونون باغ جلنے لگے بیچ باے
نخل سے شعلے نکلنے لگے ایک نخل نے ایک کو جلایا تھوڑے عرصے مین دونون باغ
جلکر خاک ہوے یا تو وہ رعنائی وزیبائی تھی یا وہ سناٹا ہے اک بونڈے بگردے اُڑنے
لگے زاغ و زغن کا جا ہوا نہرین خشک پڑی ہین خیمہ ہاے حباب اُکھڑ کر گرگئے طائران
گلشن کے آشیانے بگڑ گئے دونون تیلیون نے آواز دی ای باغبان جہان نما
اب کہو کیا ارادہ ہی گلنوش کو لیجاؤ ورنہ اسکی قضا قریب ہی یہ کہکے ہاتھ ہلائے
برقون نے گلنوش کو گھیر لیا ہر طرف سے برقین گرنے لگین گلنوش ہاتھ ہلا ہلا کے
بچائی ہو چاہتی ہی کہ نکلجاؤن مگر اُن برقون سے نکلنا ناممکن باغبان جہان نما نے
جو گلنوش کا یہ حال دیکھا آسمان سے اُتر آیا کہ گلنوش کو اُٹھا لیجاؤن انہین
برقون نے اُسکو بھی گھیر لیا باغبان چاہتا ہی کہ اپنے کو بچائے مگر اب بچنا ناممکن
معلوم ہوتا ہی کہ پہلوے کوہ سے آواز آئی ای باغبان جہان نما تم ایسا ساحر
بیٹھا ہوا خداوند کا سامنے کنیزان سامری کے ایسا بدحواس ہو رہا ہی ذرا تم
ہوشیار رہو یہ جو مین لائی ہون اس سحر کو پورا کرو باغبان نے سر اُٹھا کر جو دیکھا
ایک نازنین گلدستہ ہاتھ مین لیے ہوے ایک کاغذ دوسرے ہاتھ مین سر پاے پر
مہر اقرا ثانی کیا کر آواز دیتی ہی اسے لے اول کاغذ کو پڑھ قدرت نے سب
جمال نیر دیکھا تھا عشرت سے جھکو بھیجا ہی یہ کہکے جھپٹ کر قریب آئی اول کاغذ
ہاتھ مین دیا پھر بیٹھ گئی لیکن باغبان جمال بیمثال اُس نازنین کا دیکھکر مثل آئینہ
حیران و بشکل زلف پریشان سراپا اُسکا بغور دیکھکر شگفتہ ہو رہا ہی کہ یہ نازنین بہین
حسین و جمیل ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ساحران عالم کی کفیل ہو خرامان آئی ہی
جال سے دل پامال ہوا باغبان ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا بیقرار ہو کر پکارتا ہی

کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان **نظم**

سوز فرقت سے یہ گرمی پہ مرا شیون ہی — جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہی
بلبل روح دم قتل جہک کر نکلی — چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہی
مر گئے ہم مگر اسکی نگئی خاموشی — وہین زخم بھی گویا دہن مدفن ہی
کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن سے — جانب اشک پڑی آنکھ تو بے روزن ہی
بچ رہا تھا جو تند چادر گل سے بختا — قطرہ شبنم کا مجھے آبلۂ مدفن ہی
محتسب کیون نہ رہے میر اظرف بدظن — آبلہ کا ہیکو ہی شیشۂ بے گردن ہی
کیون جنازے پہ لپیٹ کرو جہت روئے نسیم — کفن لاش بھی کیا پیرہن دشمن ہی

اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا ای باغبان اپنے ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ کاغذ پڑھو اسمین کیا لکھا ہی باغبان نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری تو تجھپر جان جاتی ہی چاہتا ہون کہ اپنی غلامی مین قبول کرو نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ پہلے اپنی زندگی کی تدبیر کرو بعد اُسکے عشق عاشق کا نام لو اِس گلدستے کو ذرا سونگھیے قدرت نے بھی فرمایا ہی اسکے سونگھنے کے بعد پردے تمھاری آنکھون سے اُٹھ جائینگے باغبان نے وہ گلدستہ سونگھا جون ہی بو پھولون کی دماغ مین پہونچی جھومنے لگا کہتا تھا حقیقت مین کیا خوشبو ہی دل کو فرحت روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوتی ہی تین مرتبہ چھونا کہ سے لگایا پیشانی پر پسینہ آیا تھر تھر کانپا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا اُس نازنین نے کمر سے خنجر نکالا گلنوش نے چاہا کہ ہاتھ تھام لون وہ جو برقین گر رہی تھین ایک برق کلان تڑپ کر گری اور گلنوش کے دو ٹکڑے ہوے اُسی اندھیرے مین اُس نازنین نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اِن دونون کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا آوازین آنے لگین کہ گشتی مرا نام من گلنوش جادو باغبان جہان نما بود چیلیون نے پکار کر آواز دی ای شبرنگ کیا اب جھٹ ملکہ کو رہا کرو کوئی کا نشان باقی نہین رہا باغبان نے جو پڑھ

سو کیے مگر خدا نے ہمکو بچایا اُنھین دونون کو روز سیاہ دکھایا آخر مارے گئے
دونون پتلیان شبرنگ کو ساتھ لیکر قریب قفس آئین شبرنگ نے قفس اُتارا
پتلیون نے قفل توڑا چاہتی ہین کہ شعلۂ جوالہ کو نکالین کہ ایک صداے مہیب آئی
ای کنیزان سامری بے ادبی نکرنا یہ مقام خدائی خداوند بقراط ثانی کا ہی اگر اُنکو
خبر ہوگی تو تمکو نکالدینگے یا ایسے مقام پر قید کرینگے کہ تا قید حیات رہائی نہ پاؤ یہ سُنکر
شبرنگ تو پہاڑ سے کود کر ایک طرف بھاگا پتلیون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تو ڈٹ کر
دروازے پر کھڑی ہوئین اور آواز دی کہ کون آتا ہی اپنے کو ظاہر کرے ہم بہرطور
آمادۂ حرب و پیکار ہین ہم بخوبی آگاہ ہو چکے کہ جو صاحب ہین وہ بقراط ثانی کے
مصاحب ہین ہم کسی سے جنگ مین باہر نہین ملکہ شعلۂ جوالہ نے بارہ برس سے ہمیں
دوریامن کیا کہ جان دیتے ہین ہمکو کوئی عذر نہین شبرنگ جو بھاگ گیا تھا پتلیون نے
بلا لیا اور آپ دروازۂ قیدخانے پر ٹہل رہی ہین کہ دیکھا پہلو سے کوہ سے ایک
زنگن سیاہ رو تیرہ درون غل مچاتی ہوئی آتی ہی کنیزون نے للکارا کہ او وحشت زدہ
کیون اسقدر گھبرائی ہی جسے مقابلہ کرے شعلۂ جوالہ تک نہ جانے دینگے اپنی جان
اُسپر نثار کرینگے مگر زنگن نے سامنے آکر گولہ مارا پتلی نے گولہ تھام لیا وہی گولہ
ہاتھ مین لیکر کچھ اسماے سحر پڑھے طرف زنگن کے مارا اور آواز دی کہ ذرا پشت
پر تو دیکھ زنگن جو پلٹی دیکھا ایک جوان خوشرو خوشخو پسینے پسینے جنگل مین دوڑتا
پھرتا ہی اسقدر پسینہ آیا ہی کہ تمام لباس پسینے مین تر حال ابتر گرد چہرے پر پڑی
ہوئی مگر زنگن سے اشارے کرتا ہی ای جان من ذرا ادھر تو آؤ اگرچہ یہ زنگن کسیپر
کبھی مائل نہوئی تھی مگر بلا سے پر اُس جوان کے بیقرار ہو گئی حاضر حاضر کہکر دوڑی
وہ جوان ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہو گیا آواز دی کہ ای جان جہان آغوش
مین آؤ ذرا گلے لگجاؤ ایک بوسۂ عارض انور دلواؤ کہ دل کو تسکین ہو روح کو
راحت قلب کو قوت حاصل ہو زنگن یہ باتین سُنکر بہت ہنسی کہا لو صاحب کیا
ہین تجھسے کسی امر مین باہر ہون تمھارے ارادے سے بخوبی ماہر ہون زنگن جو

قریب پہونچی اُس جوان نے ہاتھ زنگن کا تھام لیا طرف درّہ کوہ کے لیچلا پتلیان ہنس
رہی ہین کہتی ہین او شبرنگ یہ معاملہ دیکھا یہ ایک ادنیٰ شعبدہ تھا پھر پتلیون نے کہا ای
شبرنگ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ بقراط سب معاملے دیکھ رہا ہی جس بات کا
تم ارادہ کرتے ہو بقراط ثانی اُس بات سے آگاہ ہوجاتا ہی ساحرہ کو بھیجتا ہی یہ ساحرہ
بڑے زور سے آئی تھی مگر غارت ہوئی یہ ہمارے سحر کا ہیر تھا جو اُسکو لگاکر لے گیا
کسی نالے مین یا چاہ مین گرادیگا اور کیا تعجب ہی کہ دونون شیطان آپس مین ملکر
ایک ہوجائین لیکن ہمنے اُسکو دفع کردیا شبرنگ ہان ہان کہتا ہوا قریب قفس کے
پہونچا قفل توڑا شعلۂ جوالہ نے سر بڑھایا شبرنگ نے سوزن نکالی ملکہ نے دونون
ہاتھ ہلادیے قفس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ نے شبرنگ کو گلے سے لگالیا کہا ای
شبرنگ کس زور وشور سے گلنوش و باغبان جہان تھا کو مارا ہی مگر آج تو
بقراط کو ہمارے نکلجانے کا بڑا ملال ہوا ہوگا اور دونون پتلیان گردن پکڑ کے
جھولی مین ڈال لین کہا اب آرام سے بیٹھو آج تمکو بڑی مشقت پڑی شبرنگ کا
ہاتھ تھام کر کہا ای شبرنگ تمکو بڑی تکلیف ہوئی اب ہم جاتے ہین شبرنگ نے
کہا ای ملکۂ عالم شاہزادہ آپ کا دل سے مشتاق ہی مین آپ کو جانے نہ دونگا سامنے
شاہزادے کے لیچلونگا شعلۂ جوالہ نے کہا ای شبرنگ مین شب کو آؤنگی مجھے خود
ملاقات کا اشتیاق ہی مین تحفہ جات بھی اپنے لے آؤن تو حاضر خدمت ہون مگر
یقین ہی کہ ہمارے مرصع پوش کو ہمسے ملال ہو کہ وہ مدت سے عاشق جمال ہین اسپر
شبرنگ نے کہا اسکا خیال نہ فرمائیے کیا مجال ہی کہ کوئی رشک وحسد کا نام لے اپنے
اپنے عہدے پر سب قایم ہین شعلۂ جوالہ نے کہا ای شبرنگ لوح کے مقام تک ہم ہی
شاہزادے کو لیجائین گے کیا مجال ہی کہ پری ہما وغیرہ دخل دے سکین وہ راستہ ایسا
سخت وصعب ہی کہ انسان کی تو کیا مجال اگر جن یا پری ارادہ کرے تو جلکر خاک ہوجائے
ہماری طرف سے دعاے ترقی اقبال وحسن وجمال دینا مگر ای شبرنگ خیال رکھنا
کہ شب کو ہم آوینگے شبرنگ سے یہ سب وعدے کرکے شعلۂ جوالہ ایک جانب چلی

شبرنگ جست وخیز کرتا ہوا لشکر مین آیا نور الدہر سے ملاقات کی نور الدہر نے پوچھا اے یار وفادار کیا گذری شبرنگ نے سب حال بیان کیا کہ اے شہریار بڑی سختی مین قید تھی حقیقت مین شعلۂ جوالہ عجب ساحرہ ہی مگر خدا کی عنایت سے اور آپ کے اقبال سے اُسکو رہا کیا بڑے معرکے پڑے کیفیت سحر شعلۂ جوالہ بیٹے کر خود قید مین تھی مگر پتلیان لڑین آخر مین ایک ساحر باغیان جہان تھا آیا اُس سے خوب سحر ہوئے پھر مین نے اُسکو مارا اور پتلیون نے گلنوش جادو کو مارا اور شعلۂ جوالہ رہا ہوکر گئی ہین تحفہ جات لیکر شب کو آوینگی نور الدہر نے شام کو بارگاہ مین داخل ہوکر محفل عیش ونشاط آراستہ کی ہماے مرصع پوش آکر بائین پہ بیٹھین ملکہ زعفران زعفران پوش قریب ہماے مرصع پوش آکر بیٹھین ساقیان سیمین ساق اور مطربان خوش آواز جمع ہین ایک نازنین خوش آواز بصد سوز وگداز یہ غزل عاشقانہ بآواز بلند گا رہی ہے

نظم

لب لعلین نے بدخشان کو یمن دکھلایا
مشک کو زلف نے تاتار وختن دکھلایا

راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے
نہ کمر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا

آسمان ظلم کیے زیر زمین بھی تو نے
جامہ زیبون کو رخ گور وکفن دکھلایا

پائمالون شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھاتے کھاتے
ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یاد وہ نوائی چمن نے وہ تری گفت وشنید
گوش گل نے مجھے غنچے نے دہن دکھلایا

تا دم مرگ نہ چارہ ہوا پھر وہ مریض
اک نظر تو نے جسے سبب ذقن دکھلایا

کوچۂ یار بھی ہمکو وہی دکھلائیگا
جسنے بلبل کو تماشاے چمن دکھلایا

ناصحین نے شب وصل اُسے عریان رکھا
آسمان کو بھی نہ جس مہ نے بدن دکھلایا

دل کو اُس آنکھ نے دیوانہ سمجھ صحرا نے
سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی جا ہیگا تو اُس سے یہ چھٹنے کی آتش
حکم اللہ نے جو روح کو تن دکھلایا

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہے اکثر شبرنگ بھی محفل مین آتا ہے چنگ مرصع بجاتا ہے اُس وقت محفل مین عجب کیفیت ہے لیکن ہماے مرصع پوش گلچین گلشن جمال نور الدہر کر رہی ہے

نور الدہر بھی خاموش بیٹھے ہین لوح محفوظ گلے مین ہی کہ آسمان پر ابر گلنار اشتہار تین چمک چمک کر بارگاہ مین گرنے لگین ملکہ ہما مرصع پوش نے کہا ای شہریار کوئی حریف آتا ہی رنگ محفل دیکھکر اُسکو ناگوار ہوا آنے والا چاہتا ہی کہ رنگ محفل کو مٹا دے اگر حکم ہو تو آنے والے کو روکون نور الدہر نے کہا آنے دو جب سامنے آئیگا تب دیکھا جائیگا وہ ابر سر بارگاہ پر آ کے پھٹا دیکھا تخت مرصع نگار پر ملکہ شعلہ جوالہ چار پتلیان سنہری چارون کونون پر تخت کے بیٹھی ہوئی مگس رانی کر رہی ہین اس زور و شور سے ملکہ شعلہ جوالہ آکر پہونچین پہلو مین نور الدہر کے ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھین نور الدہر نے پوچھا او ملکہ شعلہ جوالہ لوح کا کیونکر پتہ ملے شعلہ جوالہ نے جواب دیا ای شہریار ابھی تو جنگ قصر سکندری پر پڑے گی بقراط سامان لشکر کشی کر رہا ہی آپ کے کل سردار اول قصر سکندری پر آئین لشکر کشی کو بقراط کی سنبھالین لوح کے مقام پر مین آپ کو لیچلونگی میری چارون پتلیان آپ کے ساتھ ہونگی بیچ مین کئی مرحلے پڑتے ہین پھر باغ عجائب و غرائب مین حضور کا داخلہ ہوگا وہان جنگ عظیم پڑے گی تب لوح دستیاب ہوگی شعلہ جوالہ نے پھر عرض کی کہ مین باعث تخریب جلسۂ عیش و نشاط ہوئی بیان شبرنگ گا رہے تھے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم تھا ہر ایک مے پرست بادۂ عشرت سے بدمست تھا میرے آتے ہی ہنگامہ موقوف ہوا اگر حکم ہو تو مین رخصت ہون یہ سُنکر نور الدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا شبرنگ بیچ مین آکر بیٹھا اور یہ اشعار گانے لگا نظم

گل کو قبا پہن کے تو اے گل کلاہ کاٹ	مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ
شوخی حسن کا ہی اشارہ یہی اُسے	صورت دکھا کے رنگ رُخ مہر و ماہ کاٹ
موزون کر دیا تجھے او مار زلف یار	سوتے مین سو تکمہ جاگتے مین جگو خواہ کاٹ
اُس ترک ساہی کو نشا خونریز دوسرا	کسکی کمر کی تیغ کا ہی بے پناہ کاٹ
کہتا ہی بحر مین بھی اُس شمع رو کا دھیان	تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ

ای ترک تیرے قبضے مین ابرو کی تیغ ہی	چُن چُنکے شوق سے تو سرِ بیگناہ کاٹ
موئے مژہ ہر ایک چھُری ہی بکیست کی	ہر بین طلائیں آنکھ تو تیرِ نگاہ کاٹ
بیوجہ عاشقون سے نہ منھ او صنم چھپا	بیجرم و بے قصور نہ حق سیاہ کاٹ
قاضی کو عاشقون کی عدالت مین حکم ہو	سچ سچ گواہی دے تو زبان گواہ کاٹ
آتش خموش دل نہ پسیجے گا یار کا	بے معنی ہی یہ مصرع موزون آہ کاٹ

شب بعد ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو نور الدہر نکلکر باہر بیٹھے بیرون بارگاہ کرسیاں بچھین نور الدہر بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ہاتھی ہزار فوج ایک طرف سے ابر سیاہ اُٹھا وہ ابر کڑکتا ہوا سامنے آکر ٹھہرا اُس ابر کو دیکھکر ملکہ شعلۂ جوالہ نے کہا اے شہریار بقراط نے فوج بھیجی ہی یہ جو پہلوان آگے آیا ہی شب باش کرگدن سوار اسکا نام ہی اور ابر مین گلفام جادو وافسہ بازیبان مہ جبین قرار دیکر اُسکو بقراط نے بھیجا ہی یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر نے کہا خدا ے بازرگ است جو آئیگا اُس سے مقابلہ پڑے گا دیکھیے کیا ہو شب باش مقابلے مین آکر اُترا ایک بارگاہ پہلو پر آراستہ ہوئی اور بیٹھا ایک ساحرہ اُس بارگاہ مین اُتری شب باش کرگدن سوار نے اول پاس نور الدہر کے پیغام بھیجا کہ اے طلسم کشا بہتر یہ ہی کہ اس راہ سے پلٹ جاؤ قدرت کا لقت فرماتے ہین ورنہ کل سب کو قتل کرونگا نور الدہر نے جواب دیا کہ جاکر اُس مغرور سے کہو کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم تابہ قصر سکندری ضرور جاوینگے اور انشاء اللہ بقراط ثانی کو شکست دینگے ایلچی پلٹ کر گیا جاکر شب باش سے کہا شب باش نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے نور الدہر کو خبر دی کہ اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکر مین طبل جنگی بجے شعلۂ جوالہ نے کہا اے شہریار اگر حکم ہو تو بی گلفام کو پکڑ لاؤن اس پہلوان کی مدد کو آئی ہین یقین ہی کہ وقت پر عرکرین اگر ارشاد فرمائیے تو اُنکا جاہ و جلال مٹادون مگر نور الدہر نے حکم نہ دیا اور فرمایا کہ ہم دشمن سے مکر کرنا

نہین چاہتے میدان مین تنہا بلا پڑے تب دیکھا جائیگا حوصلہ تو اُسکا نکلجاے یہ سنکر ملکہ شعلہ جوالہ خاموش ہو رہین چار پہر رات تیاری مین گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نظم

علم آفتاب نکلا جب	شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار	

فوج انجم ہوئی گریزان سب	رونق تخت لاجورد ہوا
مہ انجم سپاہ رو بہ فرار	

شہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش آکر میدان چرخ زبرجدی مین شہزادون لشکر میدان مین آئے آکر شہرے صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی زرگین کرکا کہکر ہٹے کہ شب باش کرگدن سوار نے گینڈا اپنا صف سے بڑھایا میدان کارزار مین آیا سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو روک کر پکارا ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے آکر مجھسے مقابلہ کرے بلکہ مین اول اُن نمکحرامون کو چاہتا ہون کہ جنھون نے قدرت کو رنج دیا لڑنے کو آئے اور پسر حمزہ کے شریک ہوگئے وہ لوگ نکلین تو انکو سزا دون یہ جو اسنے پکار کر کہا سفاک مردم در گھوڑا اڑاکر سامنے نورالدہر کے آیا کہا ای شہریار یہ مغرور ہمارا خواہان ہو ہم خوب جانتے ہین کہ یہ بڑا زبردست ہو جو گذرے گی وہ غلام جھیلیگا جان پر اپنی کھیلیگا نورالدہر نے کہا ای سفاک مین جنگ کا طول ہونا نہین چاہتا ہون بلکہ جلد ان لوگون سے فیصلا ہوا چاہے کوتا بہ قصر سکندری پہونچون اُسنے کہا ای شہریار جو وقت قضا وقدر سے مقرر ہو اُسوقت پہونچیگا غلام کو اجازت میدان دیجیے اُس مغرور نے بڑا طعنہ دیا ہو غلامان جانباز سے یہ فقرے نہین سُنے جاتے اگر موت اسکے ہاتھ سے ہو تو جان اپنی دینگے یا اِسکو باندھکر لائینگے نورالدہر نے سفاک کو بمشکل اجازت دی سفاک گھوڑا بڑھاکر چلا مقابلے مین شب باش کے پہونچا بعد تکاورزنی آپس مین نیزہ چلنے لگا مگر نورالدہر نے دیکھا کہ سفاک اُسکو اُلجھ کے لڑ رہا ہو آخر سفاک کا نیزہ ٹوٹا سفاک نے

قبضے پر ہاتھ ڈالا نیام انتقام سے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا شب باش نے تلوار کو تلوار پر روکا دو دو وار آپس مین چلے تھے شب باش نے جلدی کر کے کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ سر سفاک کا زخمی ہوا سفاک نے زخم کھا کر ہاتھ مارا شب باش نے گیندا ہٹا لیا ہاتھ جو خالی گیا سفاک کا سر برہنہ زمین کو جا لگا اب تو شب باش نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون سعید زبیدار نے جو دیکھ رہا تھا گھوڑے کو کوڑا کیا اور مقابلہ شب باش مین پہونچا بعد تکاور تلوارین کھینچین شب باش نے کئی وار کیے سعید نے روکے تھوڑے عرصے تک دونون رد و بدل رہی ایک مقام پر سعید کا ہاتھ الجھا شب باش نے کمر بتا کر سر پہ ہاتھ مار دیا کہ سر سعید کا بھی زخمی ہوا لیکن سعید زخم خوردہ عرصے تک لڑا کیا شب باش کو بھی دانتون پسینہ آگیا رستے گھبرا گیا یکایک غصہ کر کے سعید کی جانب جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا سعید نے تلوار کو تلوار پر روکا شب باش نے جھٹکا دیکر تلوار کو قبضے سے سعید کے نکال دیا اور چاہا سر کاٹ لون کہ شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نے نعرہ کیا کہ صید زبون پر خبردار ہاتھ نہ ڈالنا اگر ایک موے سر سعید یا سفاک کا کم ہوا تو تمام لشکر کو تباہ کرونگا شب باش رک گیا نور الدہر نے قصد کیا کہ مقابلے مین شب باش کے جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوے آتے ہین ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا دو سردار زخمدار اور نور الدہر کا قصد ہے کہ میدان مین نکلون ایرج نے وہین سے مرکب اڑا دیا آگے تکاور زن ہوے شب باش کو گرد و برد کر دیا شب باش نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے گھوڑے کو کاوا دیا چاہا زیر بغل جا کر لپٹ پڑون وہان پر موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گر وا سپر کا سر سے گرا تلوار شب باش کی آکر پڑی تا دوا بر وپہونچی ایرج نے چاہا زخم باندھون او ...یت کو زندہ نہ چھوڑون کہ آتش اپنا تیغ اٹھایا ایرج ... نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا کئی مرتبہ للکارا کہ خبردار او ... بیٹھ جرأت پر ہاتھ نہ مارنا ورنہ قیامت برپا کرونگا بیچیا

کب سُنتا ہی بہ قوت تمام ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو بمشکل تلوار پر لگا تھا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا ایرج نے ہاتھ مارا اُس نے گینڈا اٹھا لیا ایرج کا وار خالی گیا سپر نے زمین کو جا لگا اب تو بہ اطمینان تمام شب باش بڑھا کہ ایرج نوجوان کا سر کاٹ لے اُس وقت نور الدہر کی بیقراری دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار اگر خدانخواستہ ایرج مارا گیا تو میں کیا روے سیاہ دکھاؤنگا نظم

آفتاب از چہ کہ رنگین چو آن گل پیرہن گیرد ‌ بسوزد خرمن گلزار و آتش در چمن گیرد
و ہم ارزان اگر جنبش دہد آن دلربا خود ہم ‌ کنم قربان اگر آن جان عالم جان من گیرد
چو در دل نار سوزان محبت مشتعل گردد ‌ گہے شعلہ بجان آید گہے آتش بہ تن گیرد
درین فانی سرا ہر کسکہ آید میرود آخر ‌ وطن ہر کسکہ گیرد لاجرم ترک وطن گیرد
بہ آب و تاب گلشن دل ہند اے بلبل شیدا ‌ کہ رنگ تازہ در ہر موسم این رنگ چمن گیرد
خدائی میکند در کشور جان آن بت سنگین ‌ رباید از مسلمان دین و دل از برہمن گیرد
مسافر چون ازین فانی سرا رخت سفر بندد ‌ بغیر از رنج و غم با خود چہ زین دار المحن گیرد
عجب بہ مصرع عشق رتبہ کرد این غزل ہندی ‌ شہید عشق کی آرام در گور و کفن گیرد
اتفاق گرچہ از ہر ملک تا ہندوستان وارد ‌ مگر در ہر زبان ہندی مذاق از ہر سخن گیرد

چاہتا تھا شب باش کہ ہاتھ مارے کہ صحراے گرد اُڑی نور الدہر نے دیکھا کہ رستم بیابتن علمشاہ نوجوان مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہیں دور سے جو ایرج کو زخمی دیکھا اور ایک پہلوان چاہتا ہی کہ شاہزادے کا سر کاٹ لون وہین سے نعرہ کیا باش او کافر زخمی پہ ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تمام لشکر تیرا تباہ کر دونگا نعرہ کہ رستم ارشد اول وا میر عرب ✽ کیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زورم کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ✽ مرکب کو کوڑا مارا گھوڑا طرارہ بھر کے بیچ میں آیا ایرج کو علٰحدہ کیا شاپور ایرج کو زخمداری مین لشکر مین لایا ایرج کی جو آنکھ کھلی شاپور نے عرض کی جد عالی تبار آپ کے دشمن سے مصروف حرب و پیکار ہین وہان شب باش نے جو جمال جہان آراے رستم کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا

بمشکل ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ضرب تیغہ
کیپتان کی لگائی تیغہ کیپتان دست زبردست رستم ناظرین کو یاد ہوگا کہ اُنگلی مین انگشتری
سامری ہی چمک کے جو تلوار گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری خود و بلغہ عرق چین
زرہ ثوب کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی گلفام جادو کہ ایک تخت پر بصورت حاضر بیٹھی تھی
جب لاشہ شب باش کا گرا دیکھکر حیران ہوگئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا مین نے ہرچند سحر کیا
مگر سحر نے کچھ تاثیر نہ کی اہل فوج شب باش مرکب اُٹھاکر رستم پر آ پڑے رستم لڑنے
لگے نورالدہر نے فوج کو اشارہ کیا سب سے پیشتر ہزبر بیشہ کلکان صاحب ساطور
گران صف شکن صفدر طہماس بن تخقوبیل دیو پرور ساطور کھینچکر جا پڑا اُسکے اہل
فوج بھی جا پڑے رستم نے تھوڑے ہی عرصے مین فوج کو تار تار کر دیا آخر سب بھاگے
فرار بر قرار کیا رستم اُسی طرح لڑتے ہوئے ایک جانب نکل گئے ایرج نے جو
دیکھا کہ رستم لڑتے ہوئے نکل گئے آپ بھی کوچ کا حکم دیا کُل لشکر کو ساتھ لیکر روانہ
ہوگئے نورالدہر بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر گلفام رنجیدہ کبیدہ ہوکر بارگاہ مین آئی
کنیزون سے کہا عجب معرکہ گذرا کہ شب باش ایسا پہلوان مارا گیا ہرچند مین نے
سحر کیا مگر سحر نے تاثیر نہ کی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ پاس اُس جوان کے کوئی تحفہ ہی کہ
جسکی وجہ سے سحر نے تاثیر نہ کی اور وہ جوان سحر سے محفوظ رہا اب دل یہ چاہتا ہی کہ
صحرا مین جاکر اُسے گھیرون سب نے عرض کی بحکم خداوند چلیے حقیقت مین جو آپ قصد
کرینگی وہی ہوگا گرفتار کر لینا اُس جوان کا کتنی بڑی بات ہی اُسی وقت گلفام جادو
بارہ سو کنیزین اپنے ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئی رستم دس بارہ کوس پر
جاکر ایک صحرا مین اُترے تھے گلگونہ گلگون پوش نے عرض کی اگر حکم ہو تو یہ
کنیز برائے حفاظت سرکار قبۂ بارگاہ پر رہے کیا مجال کہ کوئی آسکے رستم نے کہا
کیا مضائقہ ہی گلگونہ ایک طاؤس بنکر قبۂ بارگاہ پر آ بیٹھی منقار سے ایک روزن
کر لیا روزن سے چہار جانب دیکھ رہی ہی رستم کو بھی دیکھتی جاتی ہی مگر گلفام ایک
پہاڑ پر آکر ٹھہری دو پہر رات گئے پر پرواز پیدا کی سامنے بارگاہ رستم کے

آئی جادوؤں کا خیال نہ کیا خنارہ بلکہ ٹوٹی سر بارگاہ پر آکر ٹھہرائی اور ارادہ کیا کہ اترون
گلگونہ نے دیکھا کہ ایک ساحرہ آتی ہے بنگاہ غور پوشیدہ روزن سے دیکھا
جب گلفام قریب آ پہونچی اور چاہا سحر کرکے بارگاہ میں جاؤں کہ گلگونہ نے سحر
کیا گلفام رکی اب خیال کرکے جو دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت حسین و جمیل سر
بارگاہ پر بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے برقیں چمکا رہی ہے گلفام نے رد سحر شروع کیا گل
گلگونہ اس غضب کا سحر کر رہی ہے کہ جسکا دفع ہونا دشوار ہے ایک برق کڑک کر گری
کہ سر گلفام کا زخمی ہوا زخم کھا کر چلو میں خون لیا گلگونہ پر پھینک مارا اسکی سے خنجر
تلواریں سنان نیزہ طرف گلگونہ کے چلیں گلگونہ نے جھولی میں ہاتھ ڈالا ایک
پرچہ کاغذ سیاہ کا نکالا اسکی چار سپریں کاٹیں چار جانب ایک ایک سپر کو اڑایا
مشرق و مغرب و جنوب و شمال سپریں قایم ہوئیں جو حربہ پڑا سپروں نے سینہ
سپر کیا گلگونہ پر تلوار نہیں آتی جو تلوار سپر پر پڑتی ہے ٹوٹ جاتی ہے گلفام جادو
یہ زیر و پریشان دیکھ رہی ہے جب کئی تلواریں ٹوٹیں ناچار ہوئی آخر میں کمر سے
نیمچہ کھینچا اسپر قطرات خون ڈالے خبردار خبردار کہکر کھینچ مارا اس نیمچے نے سپروں کو
کاٹا تیں ہے کہ گاؤ دگاہ بہ گلگونہ کے پڑے گلگونہ نے نشتر نکالا ران پر اپنی مارا
خون نیام میں لیکر سامنے تلوار کے کیا وہ تلوار خون پر گری بالکل سرخ ہو گئی
گلگونہ نے وہی نیمچہ کھینچ مارا قریب گلفام نیمچہ پہونچا اسنے قصد کیا کہ قبضہ پکڑ لوں ہاتھ
زخمی ہوا خون بہنے لگا جب بہت خون نکل گیا تب ناچار ہو کر چھری کمر سے نکالی
گلگونہ پر کھینچ ماری گلگونہ نے چھری کو بھی خون دیا اپنے کو بچایا وہ چھری لیکر کھینچ
ماری اور آواز دی اے خونخوار بدون خون جسم سے واپس نہ ہوگا اس وقت
سناٹے میں رستم کی جو آنکھ کھلی یہ معرکہ جو دیکھا پریشان ہو گئے یہ بھی دیکھا کہ ران
سے گلگونہ کی خون بہ رہا ہے یہ معرکہ دیکھکر دونوں ہاتھ بالا سے آسمان بلند کیے
اور منہ پر رکھ کر دعا کرنے لگے کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار رحم اپنا تو کیجیے

نظم

تیرے نزدیک سب آسان ہے

نباشد غیر حق ذات دگر کس در جہان وارث — کہ بعد از قتل ہر اہل مکان گردد جہان وارث
بہر ملک و بہر کشور بہر شہر و بہر قریہ — خدا ہے دانش و جان مالک خداوند جہان وارث
گہے مالک بہ ہستی و گہے در نیستی حاکم — ہے اندر زمین فرمانروا و در زمان وارث
خدائی بادشاہی ذوالجلالی حی و قیوم — بدل حاضر بجان ناظر نہان مالک عیان وارث
بدست خویش کن صرف ای غنی گنجینہ زر را — کند برباد ورنہ بعد تو در یک زمان وارث
نہ شہ ماند باقلیم شہنشاہی نہ شہزادہ — نہ این مالک بود بر مسند دولت نہ آن وارث
بدار آخرت بفرست گنج مال و دولت را — کہ بعد از تو بگنجینہ نیابد کس نشان وارث
جو از ملک جہان سعدی و جامی رخت بربستند — باقلیم سخن شد سندی اہل زبان وارث

آخر مین گنگلوفہ نے وہ چھری مقام گلفام پر پھینک ماری گلفام نے ہر چند اپنے کو بچایا چاہا کہ اپنے قریب چھری کو نہ آنے دون مگر چھری مثل شعلہ جوالہ آتی تھی آخر بھاگی چھری بھی پیچھے چلی جس مقام پر پہونچتی ہے چھری کو اپنے قریب پاتی ہے حیران ہے کہ کہان جاؤن آخر چھری پشت پر آکے پڑی سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذری جب لاشہ گلفام کا زمین پر گرا اور آواز آئی اشتی مرا نام تھا گلفام جادو بود رستم نے پوچھا ای گنگلوفہ یہ کون ہے عرض کی ای شہریار وہ پہلوان جو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اسکی معین و مددگار تھی اُسیکی محبت مین پہونچا کیا کنیز موجود تھی کنیز نے نہ آنے دیا اسی کے سحر سے اسکو مارا یہ چھری اور تلوار وہ پھینکی تھی کہ کیسا ہی سحر ہوتا نہ بچتی پروردگار کا شکر ہے کہ اسی کے سحر نے اُسکو مارا رستم آکر بارگاہ مین بیٹھے گنگلوفہ بھی دریا سے خون مین نہائی ہوئی آکر بیٹھی رستم نے پوچھا ملکہ یہ خون کیسا ہے کہا ای شہریار اپنی ران کو مین نے آپ کا نام خون تلوار و چھری کو دیا تب سحر ملیا ورنہ یہ سحر لپٹنے کے نہ تھے رستم نے بھاری خلعت منگا کر گنگلوفہ کو دیا اور فرمایا کہ ای گنگلوفہ تم جان بخش ہو گنگلوفہ نے دست بستہ عرض کی مین کنیز سرکاری ہون خیر خواہان دولت کا یہی کام ہے کہ مالک کو بچاتے ہین اور اپنی جان لڑاتے ہین خدا نے بڑا فضل کیا خوب ہے بندہ کہ سرکار کو بچا لیں اسی فکر مین آئی تھی رستم نے کہا پروردگار مالک ہے اب تصر

سکندری پر جلوہ گر گلگونہ نے کہا اول مناسب یہ ہے کہ طلسم کشا جائیں رستم نے کہا وہ
بھائی کا فرزند ہے ہم قبل میں پہونچیں جنگ آغاز کریں پھر طلسم کشا بھی آجائینگے گلگونہ
نے عرض کی بسم اللہ تشریف لے چلیے رستم چاہتے ہیں سوار ہون کہ صحرا سے گرد
اڑی اختباس نامے پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا لشکر
مقابلۂ رستم میں آثار ارادات کو طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کا حکم
دیا رات بھر تیاریاں ہوئیں جب کہ شہنشاہ زریں پوش بصد رعنائی و زیبائی چرخ
زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان شکست
خوردہ قلعۂ مغرب میں جاکر چھپا تمام زمانہ منور و روشن ہوا طائران زمزمہ سرا
آشیانوں سے نکلکر شاخ نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے ہر طرف صحرا مین ہوا
رعنائی عروسان چمن سبز پوش ہر نخل پر طائران زمزمہ سرا کا خروش دونوں لشکر
میدان کارزار میں آئے رستم پشت مرکب پر سوار سرداران تہمتن ہمراہ میدان
میں آکر ٹھہرے کہ دوسری طرف سے گرد اڑی اختباس گینڈے پہ سوار تین
لاکھ فوج ہمراہ رکاب آپ آگے بڑھا ہوا صفیں جمنے لگیں میمنہ میسرہ درست
ہوئے نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہہ کر ہٹے اختباس نے گینڈا اپنا بڑھایا
پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور میرے
مقابلے میں آئے رستم نے مرکب اپنا بڑھایا مقابلۂ اختباس میں پہونچے بعد
تکاور اختباس نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا بعد چند
طعنوں کے رستم نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اختباس کے نکل گیا تیغ
کا نکلنا کہ اختباس نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا تیغۂ برق تاب نیام انتقام سے
کھینچا ہاتھ بہ قوت تمام مارا رستم نے تیغۂ کیتان پر روکا جھنانے کی صدا بلند ہوئی
مگر تیغہ پھسل کر شانے پر گرا کہ شانہ رستم کا نشانہ ہوا مگر رستم نے زخم کھا کر اپنے کو
سنبھالا للکار کر آواز دی اور تیغہ مارا تیغۂ کیتان سات سو من کا تیغہ جو تڑپ کر
گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جگر اخود کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا

اختناس نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکلا چادر خون کی چہرے پر آئی لیکن باحواس رہا اختناس نے پھر ہاتھ مارا ایک مرتبہ رستم کا بھی سر زخمی ہوا مگر زخم کھا کر دوسرا ہاتھ سر کو بچا کر کمر پر مارا شپ سے تلوار گذر گئی لاشہ زمین پر اختناس کا گرا ہمراہی اسکے دوڑ پڑے رستم زخم باندھکر فوج پر جا پڑے ادھر سے بھی سب لشکر والے آگرے دونوں لشکر آپس میں لگئے صدائے گیر و دار بلند ہوئی رستم نے بڑھ بڑھکر حملے کیے مگر زخم جو باندھا تھا وہ کھل گیا غش آنے لگا رستم نے تلوار کو نیام انتقام میں رکھا دونوں ہاتھ مرکب کی گردن میں ڈالدیے فرمایا کہ ای مرکب اصیل جلد لے نکل مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا دولتیاں اچھالنے لگا میدان پاکر ایک جانب لے نکلا جسنے راہ میں روکا کسیکو کاٹ کھایا کسیکو پٹک ماردی رستم کو لیکر تکلگیا ہوے رایران کی صدا بھری ہوئی اڑا ہوا جاتا ہی وہ مہر پرور بری کی قریب ایک باغ کے پہونچکر چرا مین معروف ہوا اتکان جو پہونچی رستم پشت مرکب سے زمین پر گرے باغبانوں کا افسر فولاد نات کسی کام کو باہر نکلا دور سے دیکھا کہ زمین پر ایک ستارہ پڑا چمک رہا ہی قریب آکر دیکھا کہ ایک جوان حور مثال گلعذار زخمدار بیہوش زمین پر پڑا ہی صورت زیبا دیکھکر رحم آیا دل بیقرار ہوگیا باغبانونکو پکارا کہا دیکھو یارو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس جوان کو چند قزاقوں نے گھیرا مگر بڑا جری و بہادر ہی کہ انکے بیچ سے لڑبھڑکر نکلا ایک باغبان نے کہا دیکھیے سامنے گھوڑا بھی چر رہا ہی فولاد قریب گھوڑے کے پہونچا جاکر دیکھا مرکب بھی بے لطف ہو باگیں کٹی ہوئیں زین ڈھلکا ہوا چرا مین معروف ہی فولاد نے باغبانوں سے اشارہ کیا کہ مرکب کو گھیرو اس جوان کو اٹھا کر لیچلو ہم علاج کرینگے اپنے بادشاہ سے عرض کرکے ان قزاقوں کو سزا دلوائینگے بہت گستاخی کی کہ اکیلے کو دس نے ملکر گھیرا اور زخمی کیا مگر گرفتار نہ کر سکے یہ جوان ایسا ہی بہادر تھا کہ لڑبھڑکر ان سب سے نکلا گھوڑے نے لاکر میاں گرایا باغبان چارپائی لائے گھوڑے کو چمکار کر ساتھ لیا اپنے بنگلے میں لاکر پہونچایا جراح کو بلوایا جراح نے آکر زخم دھویا ٹانکے لگانے

پٹیان مرہم کی چڑھائین فولاد سے کہا آپ نہ گھبرایئے کوئی رگ پٹھا ایسا نہین کٹا
کہ جس سے کوئی خوف ہو بہت جلد صحت ہوگی فولاد بہ وقت رو ہان ہاتھ مین سے
مگس رانی کیا کرتا ہی بعد دو پہر کے رستم کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ادھیڑ آدمی رومال
ہاتھ مین لیے بیٹھا ہو نکمیان جبیں رہا ہی رستم اٹھ بیٹھے فولاد نے پوچھا ای شہزادے
آپ کو قزاقون نے کہان گھیرا تھا رستم کو نام قزاق سنکر بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ
قزاق ہمکو کیا گھیرتے اختباس نامے پہلوان اُس سے مقابلہ پڑا تھا وہ ہمارے
ہاتھ سے مارا گیا مین زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا فولاد نے گھبراکر پوچھا
آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی علمشاہ نے جوابدیا رستم پیلتن علمشاہ صف شکن
فرزند صاحبقران تیغ زن بقراط ثانی یہ لشکر کشی ہی یہ سنکر فولاد نے سر جھکا لیا مگر
خاموش حیران ہی کہ میرے بادشاہ نے قیلاس روئین تن کو ان سب کے روکنے کے
لیے روانہ کیا ہی اور یہ جوان میرے گھر مین ہی اگر بادشاہ سنےگا تو کیا کہیگا بہت
بڑی بدنامی ہوگی اور دل مین سوچکر کہ سوہان تاجدار کے پاس نامے خداوند
بقراط کے آنے مین فورًا اُٹھکر باہر آیا باغبانون سے صلاح کی سب نے یہی کہا
کہ آپ بادشاہ سے اطلاع کر دیجیے جیسا مناسب جانین گے ویسا کرینگے ایسا نہو
کہ بادشاہ کے خلاف ہو فولاد اُسیوقت بھاگا ہوا قلعے مین آیا دیکھا بادشاہ تخت پر
بیٹھا ہوا لشکرونکو جمع کر رہا ہی قیلاس روئین تن کو روانہ کرچکا ہی کہ فولاد نے
آکر سلام کیا کہا حضور مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون رستم پیلتن فرزند صاحبقران
زخمی ہوکر میرے باغ مین آیا ہی مین نے ٹانکے دلوائے اب جب اُسکو ہوش آیا
تو اُسنے اپنا نام بیان کیا غلام نے سرکار سے اطلاع کی بادشاہ نے کہا او میاں تو
دشمن خداوند کو کیون اُٹھا کر لایا اِسکو لیجاکر قید کر وکل صبح کو دار پر کھینچا جائیگا
ہر چند فولاد نے عذر کیا بادشاہ نے کچھ سماعت نکی ملازمان شاہی نے فولاد کو
مسلسل و مطوق کیا قید خانے مین لیگئے اب سارے قلعے مین خبر ہی کہ فولاد سے
یہ خطا سرزد ہوئی بادشاہ نے قید کیا ہی صبح کو دار پر کھینچا جائیگا چند باغبان ہمراہیان

فولاد جو قلعے مین آئے یہ خبر سنکر روتے ہوئے بھاگے وقت صبح ہو رستم اٹھکر بیٹھے
تھے مین جراح پٹیان چڑھا رہا ہی کہ چند باغبان روتے ہوئے سامنے رستم کے آئے اور
عرض کی کہ ای شہریار بڑا غضب ہوا افسر ہمارا قید ہو گیا بادشاہ کو آپ کا آنا بہت
ناگوار ہوا فرمایا کہ دشمن خداوند کو کیون باغ مین جگہ دی کہ چند باغبان اور آئے
اُنھون نے عرض کی کہ ای شہریار اب تو وہان میدان خون کی تیاری ہو گئی ہی اور
قید خانے سے فولاد کو طلب کیا ہی یہ سنکر رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا یارو تم
لوگ کیون روتے ہو کیا مجال ہی کہ ہمارے واسطے فولاد قتل ہو جاے ہم ابھی
جا کر رہا کرتے ہین باغبانون نے عرض کی حضور کئی لاکھ فوج وہان جمع ہی خراجگزار
چلے آتے ہین تاجدار اُترے ہوے ہین حضور اکیلے کیا کرینگے رستم نے کہا جو کچھ
ہوگا دیکھہ لینا مرکب ہمارا تیار کر کے لاؤ مرکب تیار ہو کر آیا رستم مسلح ہو کر سوار
ہوے ہر چند باغبانون نے منت کی مگر رستم نے نہ مانا طرف قلعے کے روانہ ہوے
یہان وہ وقت ہی کہ سوہان تاجدار تخت پر سوار ہو کر بیرون بارگاہ آیا دارین
استادہ ہین جلاد سنگین لگا رہے ہین ہر غول مین یہی ذکر ہی کہ فولاد نے بڑی نمک حرامی
کی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین رکھا اور اُسکا علاج کیا بعد اِسکے قتل کے قتل رستم
کا بھی حکم ہوگا بعض کہتے ہین وہ جوان صف شکن تیغ زن ہی دیکھیے کیا ہو کہ ملازمان
شاہی گئے فولاد کو ارابے پر سوار کر کے لائے بادشاہ نے حکم دیا اِسکو زیر دار
لیجاؤ دار پر کھینچو جلاد کشان کشان فولاد کو زیر دار لائے زنجیر پانؤن مین فولاد
کے باندھی دار پر کھینچا یا بادشاہ نے حکم دیا تیر اندازو نکو لاؤ خود بھی تیر و کمان ہاتھ
مین لیا فولاد بیقراری مین دعائین مانگ رہا ہی یہی قول ہی کہ ای خالق بے نیاز
و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر مین بدل و جان اطاعت مذہب رستم اختیار
کرتا ہون میری مدد کر نظم

دیدہ در جوش محبت ہست گریان الغیاث
ز آتش پر سوز ہجرت سینہ بریان الغیاث
چشم آوارہ میسازد بہر شہر و دیار
میکشد دیوانگی سوے بیابان الغیاث

رہزنان در راہ عرفان ہر زمان استادہ اند — شہوت و حرص و ہوا و نفس و شیطان الغیاث
دشمن جان است ہر کس اندرین دنیاے دون — نیست غیر از ذات تو دیگر نگہبان الغیاث
بہر دنیا ہست لاحق این دل طماع را — اضطراب و حیرت و افسوس و ارمان الغیاث
میرود کج نفس کجرو ہر زمان از راہ راست — الغیاث ای رہنماے راہ عرفان الغیاث
از رہ لطف و کرم ہندی خدا اوش دہد — میکند ہر کس کہ بر دربار یزدان الغیاث

فولاد نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صفین فوج کی درہم و برہم ہونے لگین عدد ہا سرنگر
گرے آواز آئی بیت علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور +
باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہمارے باغ مین رکھنے سے فولاد ایسا
برہم ہو گیا کہ اُسکو دار پہ کھینچا ہی باغبان جو پیچھے رُستم کے آئے تھے اُنھون نے بھی
رُستم کو شیرانہ لڑتے دیکھا کہ تین لاکھ مین یکہ و تنہا سینہ سپر کیے ہوے جاتے ہین
کہ ایکطرف سے گذر ہوا افسر نے بڑھکر روکا رُستم نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ
ڈالکر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا اُس پہلوان نے گھبرا کر کہا کہ مین تابعدار ہون کلمہ
پڑھکر بصدق مسلمان ہوا علمشاہ نے کلمہ پڑھا کر چھوڑ دیا وہ بھی ہمراہ رُستم کے
لڑنے لگا ساتھ والون نے اُسکے اپنے افسر کو جو دیکھا آپس مین کہنے لگے کہ افسر
کا سامنا کرین یا نہ کرین اسکو کیا ہو گیا اگر سامنا کیا اور فتح نہ پائی تو کیسا ملال ہوگا
کہ اُس پہلوان نے پکار کر آواز دی یارو مین راہ راست پر آیا مین نے مذہب
رُستم اختیار کیا جسکو مذہب حق اختیار کرنا ہو وہ میرا ساتھ دے تین ہزار جوانونکا
یہ افسر تھا اُنکے دلونپر تاثیر ہوئی سب نے آواز دی کہ لاکھ جان ہماری جان پر
رُستم کی نثار ہو ایک شب جسکے مہمان رہے اُسکے واسطے جان دینے پر آمادہ ہو
ایسے قدردان کسکو ملتے ہین تین ہزار جوان قریب اپنے افسر کے آ گئے تلوارین
کھینچکر لڑنے لگے رُستم نے جو تین ہزار جوان پائے شگفتہ ہو کر لڑنے لگے اب تو
جس غول پر پہونچے درہم و برہم کر دیا جسکا افسر مارا گیا اُس فوج نے فرار پر قرار
کیا سپہان تاجدار غل مچاتا ہے کہ یارو تم تین لاکھ ہو اگر تین ہزار نے اُنکا ساتھ دیا +

تو انکی کیا حقیقت ہے نقیبون سے اشارہ کیا نقیبون نے بڑھکر آواز لگائی کہ یارو
دنیا ناپائیدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے خیال تو کرو بقول شاعر نظم

تخت جمشید وخط جام ہوا وقف فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا بر باد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین — اے سفیہان عدم حال کہو کیا گذرا

نقیبون نے جو یہ آوازین لگائین اہل فوج چک کے لڑنے لگے رستم بھی لڑتے بھڑتے قریب سوہان تاجدار کے پہونچے کئی پہلوانون نے گھوڑے وکینڈے بڑھانے کہ اپنے مالک کی طرف نہ جانے دین مگر رستم کا ہاتھ بند نہ ہوتا ہے ان پہلوانون کو مار کر سامنے تخت کے پہونچے سوہان تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا فرمایا ہے شرط کہ مارون زمین پر کہ استخوان چور چور ہو جائین سوہان نے آواز دی کہ اے شہریار الامان رستم نے فرمایا کہ امان بہ شرط ایمان ہے سوہان نے جواب دیا تا زندہ ایم بندہ ایم رستم نے کلمہ تعلیم فرمایا کلمہ پڑھکر بہ صدق مسلمان ہوا رستم نے تخت پر بٹھا دیا سوہان نے فوج کو پکارا کہ خبردار اب تلوار نیام مین کرو مین نے اس شہریار کی اطاعت کی سب افسران فوج رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوے رستم نے آکر فولاد کو رہا کیا اپنے ساتھ لیا سوہان تاجدار رستم کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا رستم کو مقام صدر پر جگہ دی عرض کی اے شہریار غلام سے یہ خطا سرزد ہوئی کہ قبل اس روئین تن کو آپ کی فوج پر روانہ کر دیا دہان اتنے

مچا کر قیامتین برپا کین ہونگی اگر حکم ہو تو اُسکو نامہ لکھون کہ وہ واپس جائے رستم
نے کہا جلد کوچ کی تیاری کرو سوہان تاجدار نے عرض کی کیا اب مین دامن دولت
چھوڑونگا ہمرکاب کے ہمراہ رہونگا رستم نے تیاری کی تین لاکھ فوج ساتھ لیکر بتعجیل
کوچ کیا بارہ کوس پر آکر اترے شب کو جلسہ آراستہ ہوا خبر ہوئی کہ در دولت پر
ایک عیار حاضر ہے نام اپنا سمک بلید اقی بتلاتا ہے رستم نے بلوایا اپنے یار وفادار
کو دیکھا رستم نے کہا اے سمک تمہارا کیونکر آنا ہوا لشکر کا کیا حال ہے عرض کی غلام
کے سامنے قیلاس نے طبل جنگی بجوایا صبح کو لشکر آپ کا مقابل ہوا چار سردار جان
سے مارے گئے دس بارہ سردار زخمی ہوے تین روز قیلاس نے میدان داری
کی جب میدان مین نکلا دو چار کو قتل کیا دس پانچ زخمی ہوے تب غلام حضور کی
تلاش مین نکلا شکر ہے کہ تا بحضور پہونچا رستم نے کہا اے سوہان تاجدار کل لشکر مین
حکم ہو پہر رات رہے تیار رہو اور دو منزلہ کرتے ہوے چلین یہ حکم لشکر مین پکار دیا
گیا سب افسرون نے لشکر تیار کیا رستم کا قصد ہے کہ کوچ کرین ستارۂ سحری آسمان
پر چمک چکا ہے روشنی ہوتی جاتی ہے طائر آشیانون سے نکلکر شاخہاے نخل پر بیٹھے
تعریف باغبان قضا و قدر کر رہے ہین سہرتن جا بجا پھری ہوئین جانوران ہوائی
گر رہے ہین مچھلیونکا چمکنا نہنگان خون آشام شناوری کر رہے ہین جانوران دریا
کنارے نکلکر بیٹھے ہوے ہوا کھا رہے ہین گلہاے خودروے جنگل نمونہ گلشن ہے
کسی جانب کوڑیالہ کھلا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ فرش زمردین پہ جال مروارید کا پڑا
ہے رستم بہار صحرا دیکھ رہے ہین سوہان تاجدار نکلکر تخت پر سوار ہوا ہے لشکر سب
تیار کھڑا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے پیدا ہوا
رستم نے بڑھکر تیر مارا کہ وہ آہو گرا سمک نے جھپٹ کر بہ قربانی پہونچایا رستم نے
تیر نکالا معلوم ہوتا ہے کہ نام اسپر کسی کا کندہ ہے رومال سے خون پونچھ رہے ہین
کہ گرد اٹھی کہ سم مرکب کی آواز آئی دیکھا ایک نقاب دار بادل پوش پیدا ہوا اپنا
تسمہ کا پڑا ہوا جو دیکھا قریب رستم کے آیا کہا او بے ادب تو نے یہ کیا غضب کیا کہ

ہمارے شکار کو شکار کیا رستم نے کہا صحرا مین کسیکا اجارہ ہی نقابدار نے کہا بہتر اسی مین ہی کہ شکار کو اٹھا لو اور ہمارے مقام پر پہونچاؤ ورنہ تمکو شکار کرونگا رستم نے کہا ، نقابدار کچھ دیوانہ ہوا ہی نقابدار نے خنجر کمر سے کھینچا ہاتھ مارا رستم نے بڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ذرا جو فشار دو کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار نکل گئی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر بکمال دلیری جو اٹھایا بند نقاب ٹوٹا ثابت ہوا کہ ٹکڑا ابر ہٹ گیا چاند ابر سے نکل آیا ایک نازنین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار عارض رشک ماہ تابان زلفین رشک مشک اذفر حسن و جمال کی رعنائی لب لعلین مین مسیحائی سینے پر ابھار ثابت ہوتا ہی کہ دو ماہ تابان دریچے سے سر نکالے بیٹھے ہین شکم صفات و شفاف تختہ نور آ گے مقام حجاب ہی دلکو پیچ و تاب ہی ساق بلورین جنپر بنائے حسن قایم ہی بقول شاعر نظم

ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور
یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور

پاینچے مین یون ہی جلوہ فگن
شمع فانوس جیسے ہو روشن

لال سندری سے دونون تھے امن پا
ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا

قد کی تعریف مین ہی حیران
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی

سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

رستم کا ہاتھ کانپا وہ نازنین چھوٹی رستم تڑپکر گرے بیہوش ہو گئے مگر اس نازنین نے اسیطرح بند نقاب چہرے پر آراستہ کیے مرکب پہ سوار ہو کر جس جانب سے آئی تھی اسی جانب روانہ ہو گئی سمک نے رستم کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی رستم نے فرمایا کہ اے سمک وہ قاتل کہاں ہی وہ معشوق آنکھون سے نہان ہی سمک نے عرض کی وہ نازنین مادیان پہ سوار ہو کر چلی گئی ایسا آپکے حسن کا رعب و جلال تھا کہ عدو رک نہ سکا مین آپ کے گرنے سے سہم گیا تھا مگر کوئی چارہ نہ ہوا رستم نے گریبان پھاڑ ڈالا خاک اٹھا کر منہ پر مل فرمانے لگے اے سمک اس قاتل کو تلاش کرو ورنہ ہم تڑپ تڑپ کے جان دینگے سمک نے کہا آقا سے نامدار تو بے سو قوف رہا

بارگاہ مین تشریف لے چلیے سمک تلاش کرنے جائیگا یہ فرزند عمرو بے پتہ لگا
نہ آئیگا سردار رُستم کو بہلا کر بارگاہ مین لائے مگر رُستم خاموش محبت معشوق
کا جوش سرنگون غم سے کلیجہ خون گریبان چاک چہرے پر خاک کسی سے کلام
نہین کرتے ہرچند سردار چاہتے ہین شگفتہ کرین مگر ممکن اُسیطرح خاموش
بیٹھے ہین مگر سمک ییلداقی رُستم سے رخصت ہوکر تلاش مین معشوق کی چلا رُستم نے
تقریر مین تصویر کھینچ دی ہی وہ صورت نگاہ مین ہے سمک اپنے آقا کے واسطے بیقرار و مضطر
جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی دن بھر پہاڑ و بن مین پھرا لیکن کہین نشان اُس آہو
وحشی کا نہ پایا رات کو ایک درخت کے نیچے پڑ رہا صبح کو حیران بیٹھا ہی دل سے
باتین کر رہا ہی کہ ای سمک اگر خالی پلٹ گیا اور جاکر حال کہا کہ پتہ نہین ملتا تو
رُستم کو بڑا قلق ہوگا ہاے کیا کرون آٹھ پہر مجھکو پھرتے ہوے گذرے اور
نشان تک نہ پایا اِس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی سمک نے
دیکھا کہ ایک بہلی اُڑتی ہوئی آتی ہی ایک نازنین نہایت حسین اُسپر بیٹھی ہوئی
ایک ضعیفہ ہمراہ ہی اور ایک شخص گاڑی ہنکانے والا سمک نے اپنے کو مخفی کیا
جب وہ گاڑی اُس مقام پر پہونچی سمک نے قاعدے سے دریافت کیا کہ یہ
ڈومنیان معلوم ہوتی ہین جوڑی طبلے کی بھی رکھی ہی اور ایک سارنگی پہلو مین ہی
اُس نازنین نے ضعیفہ سے کہا ای جان ذرا ٹھہر جاؤ مین رفع حاجت کرلون تو
چلون وہ نازنین گاڑی سے لُٹیا لیکر اُتری گوشۂ صحرا مین آکر بیٹھی سمک ییلداقی
نے پشت پر سے آکر حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اُسکے کپڑے
اُتارے رنگ و روغن عیاری کا نکالا اُسکی شکل بنکر تیار ہوا خال مین خط مین
فرق نہ ہوا کھڑا سوچ رہا ہی کہ اُس ضعیفہ نے آواز دی ارے چنچل کیون دیر کرتی
ہی وہان انتظار ہوگا آج کئی دن کے بعد طلب فرمایا ہی ایسا نہ ہو آزردہ ہون
سمک نے کچھ جواب نہ دیا کہ وہ ضعیفہ سامنے سے آئی سمک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا
او جوانی پیٹی جنگل مین کیا دیکھ رہی ہی سمک نے جواب دیا ای جان رختو نکو بین

دیکھ رہی ہوں کیسے بڑے بڑے درخت لہرا رہے ہیں کیوں ای جان ان درختوں کو
پانی کون پہونچاتا ہے ضعیفہ نے کہا اری ان خیالات سے درگذر باغبان قضا و قدر
کو سب طرح کا اختیار ہے جس مقام پر چاہتا ہے نمونۂ قدرت دکھلاتا ہے یہ کہکے ہاتھ
پکڑ کر کھینچا کہا چلکے سوار ہو اری دیوانی یہ جوانی چند دن کی مہمان ہے ابھی چار پانچ ہی
برس گذرے ہیں کہ مشتاق دروازے پر کھڑے رہتے تھے اب کوئی نہیں آتا اس
زمانے میں پیدا کر لو وقت پر کام آئیگا سمک نے کہا ای جان جس نگوڑے کو
غرض ہوگی وہ آپ ہی آئیگا مجھے کیا غرض پڑی ہے کہ میں کسیکو تلاش کروں بڑھیا نے کہا بیٹا
جب یہ جوانی ڈھلیگی تب حال کھلیگا سمک باتیں کرتا ہوا ساتھ اُس ضعیفہ کے آیا
باتوں میں معلوم ہوا کہ شیرین شہزادی بیٹی بادشاہ قیصر آئینہ نگار کے یہاں چلتے ہیں
سمک خاموش چلا باتوں میں کمو وکھوا کے سب حال پوچھ لیا مگر یہ معلوم ہو گیا
کہ آج بعد کئی دن کے ملکہ نے طلب فرمایا ہے انھیں کے حجرے کو جاتی ہے سمک نے
باتوں میں نشان صورت کا پوچھا سب دریافت کر لیا کہ سامنے باغ کے آکر محل
پہونچی دیکھا دروازے پر چند کنیزیں اور ایک محلدار کھڑی ہیں محلدار نے پکار کر
آواز دی ای گلاب تو بڑی بے مروت ہے مجھے بھلا دیا کیا آج کئی دن کے بعد آئی ہے
ہم تجھے یاد کرتے تھے کیوں چنچل تیرا مزاج کیسا ہے کچھ پھولی بیٹھی ہے چنچل نقلی نے کچھ
جواب نہ دیا لیکن گلاب نے کہا سنو بی بی ہم لوگ کام کاج میں رہتے ہیں فرصت
نہ ہوئی نہ آئے مگر تمہاری محبت کا دل پر نقش رہتا ہے لیکن چنچل کی طرف ہاتھ بڑھایا
کہا او بیٹا اترو سمک کے منھ سے نکلگیا کہ حاضر ہوتا ہوں محلدار نے کہا لو بوا گلاب
اور غضب دیکھو چنچل مردانی باتیں کرتی ہے اب سمک سوچکر خاموش ہوا کسی سے
بات نہیں کرتا کنیزوں نے چہار جانب سے گھیر لیا یہی کہے جاتی ہیں کہ بوا چنچل بولو
اب سمک کبھی کہتا ہے چلتی ہوں کبھی کہتا ہے چلتا ہوں کنیزیں ٹھٹھے مار کر ہنستی ہیں
کہتی ہیں لو اور مزہ دیکھو لونڈیا کیسی باتیں کرتی ہے کبھی مردانے کلام کبھی زنانی باتیں
دروازے پر چرچا ہوا ایک کنیز نے جاکر شہزادی سے کہا کہ ای ملکۂ عالم چنچل

تو آج عجب طرح کی باتین کرتی ہو ملکہ نے کہا اب تم لوگ اُسکو نہ چیڑ ن کرو میرے پاس اُسکو آنے دو گلاب سے کہو کہ ہمارے پاس لاؤ زیادہ اُسکو نہ ستاؤ تم تھکائیگی دل سے کہتی ہو کہ وہ بھی کسی پر عاشق ہوئی شرم سے نہین کہتی ہو مین قبول کرا لونگی مجھسے نہین اعتراض کر سکتی کنیزون نے جاکر گلاب سے کہا ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین چنچل کو پریشان نہ کرو گلاب نے ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا چلو مالک بلاتی ہین سمک چلا مگر کنیزین جو گھیرے ہین اُنسے وہی اُلٹی سیدھی باتین کرتا ہوا جاتا ہو اب جو کنیزین سمک کو باغ مین لائین سمک سر جھکائے ہوے سامنے شیرین نژاد کے آیا جھک کر سلام کیا ملکہ نے سر اُٹھا کر چہرہ دیکھا دلکو یقین کامل ہوا کہ یہ بھی کسی شخص پر عاشق ہوئی لونڈیون کو ڈھکیل دیتی ہو ملکہ نے کہا کیون چنچل مزاج کیسا ہو کہا دولت دوری دعاے ترقی واقبال مین مصروف رہتا ہون ملکہ نے کہا تو کون ہو صاف صاف بتا ورنہ ایک ہاتھ مارونگی کہ سر دھڑ سے اُڑ جائیگا پھر کیا ہاتھ آئیگا سمک نے جو صورت زیبا دیکھی کہ رنگ روز زرد بال پریشان خراش ناخن غم جا بجا سر جھکائے ہوے بیٹھی ہو سمجھ گیا کہ یہ وہی محبوب ہو ملکہ نے ہاتھ سمک کا پکڑ کھینچتی ہوئی طرف کو تھے کے لے چلی راہ مین کہا چنچل صاف صاف کہہ کیا کسی پر عاشق ہوئی ہو چنچل نے نام عشق کا سُنکر ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا دوری کیا عرض کرون **نظم**

سبد دل بے سبب کب ہو اجتبار رنگ رو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل انگاری کی سیکھینگا
مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا
نہین ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مر جانے والونکو
امید مجھسے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین
ہوا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے
جسے مجھے تھے اپنا لو اُسیکو مدعی پایا
اُنھین رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن

کسیکی جستجو مین ہو دل کچھ آرزو میرا
خبر کچھ اور رہتا ہی یہ لطف گفتگو میرا
جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہو دل ہو سبو میرا
لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہو لہو میرا
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
یقین ہو دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
کسیکو کیا کہون دشمن مرا دل ہو عدو میرا
غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا

محبت کا تعلق عاشقوں سے چھٹ نہیں سکتا | جدا ہونے میں ملجاتا ہے خجستہ کا دو میرا
تو دیکھیں آنکھ اٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو | ابھی کیا رہے پروا اگر جامی ہو تو میرا
اجازت مجھکو دیتا ہوں خوشی سے قتل کرنیکی | مناسب ہو جب قاتل خیال آئے دو میرا
کبھی جو بات دل خوش کر دیا یار پری رو کا | انھیں یاد آئیگا برسوں یہ حسن گفتگو میرا
نہ چھوٹیگا چھڑائے سے ہزاروں حور ترتیب بدل | تمہارا دامن جانا دیکھیگا لہو میرا
تشفی کے لیے احباب کہدینے میں خاطر سے | نہ لیگا نام بھولے سے بھی یار تو برو میرا
نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے | بست ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

سمک نے جو رو کر یہ اشعار پڑھے ملکہ نے ہنسکر کہا ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ چنچل کسی پر عاشق ہوئی چنچل نبلا تو وہ مرد آخر کون ہے کیا تو اس تک پہونچ نہیں سکتی ذ سمک نے صورت رستم کا پتہ دیا کہ ایسا شیر دلیر صف شکن تیغ زن صاحب تہور جلال صورت میں ماہ آسمان کمال آنکھیں نرگس شہلا ملکہ نے برہم ہوکر کہا کیوں چنچل یہ تصویر خیالی جو تو نے بنائی اسکو کہاں دیکھا ہے کہا حضور میں مجرے گئی تھی یکایک پردہ اٹھا کر وہ سامنے آئے جس وقت سے دیکھا ہے دل قابو میں نہیں ہے ہائے کیا کروں کیونکر اس تک اپنے کو پہونچاؤں جی چاہتا ہے کہ گریبان پھاڑ کر نکلجاؤں اور اپنی جان دوں ملکہ نے کہا اے چنچل تجھکو جانا آسان ہے مجرے کے حیلے سے چلی جا مگر میں کمبخت حال اپنا کیا کہوں بڑا تعجب کرتی ہوں کہ تو اس شہریار پر عاشق ہوئی ہے کہ جہاں تیرا گذر نہیں ہو سکتا مجھ کمبخت نے کنارے پر لشکر کے انکو دیکھا میرے آہو کو شکار کر لیا تھا مجھکو غصہ آیا ہر چند کہ میں نے تیر رنگ لگانا سیکھا ہے لیکن اس پھرتی سے ہاتھ کو کلائی پر ڈالدیا اور مجھکو اٹھا لیا کہ بند نقاب چہرے سے ٹوٹا مجھ بدنصیب کا چہرہ دیکھکر مثل بید کانپنے لگے اور غش کھا کر گرے بیہوش ہو گئے اسوقت مجھکو اپنے حسن و جمال کا خیال آیا فوراً نقاب درست کی مادیان پر سوار ہو کر چلی آئی نہیں معلوم اس شہریار پر کیا گذری اے چنچل میں کیا بیان کروں کہ جو حال اس شہریار کا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب دشمن زندہ نہ رہینگے جب چلی آئی تو مجھکو خیال ہوا کہ کیا غضب

کیا کہ جا سکا اپنے علاج نہ کیا اب حیران ہون کہ کیونکر وہانتک پہونچون اے چنچل پر جینیا
کہ یہ مقدمہ بہت سخت ہی اور نہایت نازک ہی لیکن اگر تو کسیطرح وہانتک پہونچے
اور تیری معرفت ملاقات ہو تو مین شہریار سے عرض کرون کہ اسکا بھی محل کیجیے تو نے
ایسے اشعار پڑھے کہ دل پر نقش ہو گئے تجھکو اپنے ساتھ رکھون اور جو تیری جانب
سے پہونچے اسکو ساتھ خوشی کے قبول کرون سماک قدمون پر گر پڑا کہ اے ملکۂ عالم
مین آپ کا غلام خاص ہون یہ نام سماک بلد اقی اور فرزند خواجہ عمرو ہون مین بھی
اُس شہریار کے ساتھ پرورش پائی انھین کے ساتھ [illegible] حاصل یہ ہی کہ آپکے تشریف
لانے کے بعد انکا یہ حال ہوا کہ آب و دانہ ترک ہو گیا آخر مین تلاش مین نکلا دو
دن مجھکو گذرے تلاش مین آج راہ مین یہ گانا سننے آئی تھین مین نے چنچل کو بیہوش
کیا اُسکی شکل بنکر حاضر ہوا اور سماک نے رنگ و روغن جو چہرے کا دھویا صورت
اصلی دکھائی ملکہ نے کہا اے سماک تمنے بڑی گستاخی کی مگر حال اُس شہریار کا سنکر
دل کو بڑا ملال ہوا پہلے تم جاکر چنچل کو لاؤ ورنہ اُسکی ماں جو سن پائیگی تو اپنی جان
دیدیگی سماک جاکر چنچل کو جنگل سے لایا اور کہا کہ خادم رخصت ہوتا ہی ملکہ نے کہا کل
شب کو مستم کو لاؤ مین تیاری کر رکھونگی سماک نے کہا اگر وہ تشریف لاوینگے تو پھر
آپ کے باپ سے بھی ملنا پڑیگا انکو بھی مسلمان کرینگے کیا یہ امر یونہین تھوڑے
ملتوی رہیگا ملکہ نے کل شب کا وعدہ کیا سماک باغ سے ملکہ کے نکلا صبح سے ملکہ
کو انتظار ہی ملکہ نے باغ کو صاف کرایا فرش درست ہوئے ہزارے فوارے
بنکا دینے گئے روشنی کو حکم ہوا مسند بچھوا کر آپ بیٹھین کل کنیزین حاضر ہوئین چنچل
سامنے آکر بیٹھی نہایت کمال خوش آوازی سے اشعار عاشقانہ بے تکلف گانے لگی نظم

پاسبان حسن ہی خال اُس رخ پر نور پر — رکھتے ہین قفل حفاظت کے لیے کافور پر
باغ عالم مین ہی پھل جسنے پایا تھا سو اب — دانت اُسکی تیغ کا ہی زخم کے انگور پر
سوڈیون کے خانمان برباد کرتا ہی فلک — جب نہ تب آتی ہی آفت خانۂ زنبور پر
کی خدا نے کافرون پر ای صنم جنت حرام — ورنہ کسکی آنکھ پڑتی تیرے ہوتے حور پر

داغ ہی دل زلف رُخ پر چاہیے دونو کا آب
رشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم کافور پر

دیکھکر تجھکو گلون سے یہ جدا بلبل کا دل
بعد مردن بھی چمن سے بھاگتے ہین دور پر

ہو جو وعدہ سے جدائی کر حجاب اغیار سے
ای صنم کتنے ہی پردے ہین خدا کے نور پر

رنج اُٹھاے مین حسینون سے جہانین اِسقدر
بعد مردن بھی نہ آنکھ اپنی پڑے گی حور پر

جذبۂ عاشق کمند جلوۂ معشوق ہے
قبل موسیٰ کے تجلی کب ہوئی تھی طور پر

ما نہان چشمۂ خورشید افق مین منتظر
تجلیان بالے کی ہین یا عارض پر نور پر

خاک کا پتلا رہو وحش روح سے اترے کہین
یا الٰہی ہو وبال اب بوجھ اس مزدور پر

پاک ہی جو حسن وہ محتاج پردے کا نہین
حاجت فانوس تھی ناسخ نہ شمع طور پر

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملکہ کے دیدۂ انتظار طرف باغ کے ہین جہان کو کوئی کھٹکا ہوا گھبرا کر کہا کیا سماک اُترا ہی قضا سے کنار پہلو سے باغ مین ایک کوہ ہی کہ وہان کا حاکم افتخار برف بار ہی شب کو جو چاندنی دیکھی تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا ناگاہ وہ تخت باغ کے گذر ہوا اوکا نے کی جو آواز کان مین آئی تخت کو روکا دیکھا عجب باغ پر بہار ہو ہر طرف طائرون کی پکار ہی ایک جانب صحبت عیش و نشاط گرم ہی تمام باغ جمال بیمثال ملکہ سے روشن و منور ہی افتخار کی نگاہ جمال بیمثال ملکہ شیرین نژاد پر جو پڑی بیقرار ہو پسینے پسینے ہو گیا پہلو مین وزیر اعظم نیک رائے بیٹھا تھا اُس سے کہا ای نیک رائے دریافت تو کرو کہ یہ نازنین کس خاندان سے ہی اور اسکا کیا نام ہی وزیر گیا دریافت کرکے آیا افتخار سے آکر اطلاع کی کہ قیصر آئینہ نگار کی صاحبزادی ہی شیرین نژاد نام ہی افتخار نے کہا ای نیک رائے اول پاس قیصر کے جاؤ اور کہو کہ بادشاہ کوہ آئینہ تمھاری بیٹی پر عاشق ہوا ہی بہتر یہ ہی کہ بخوشی بادشاہ کے ساتھ کر دو وہ ورنہ تمھارا کیا بنیگا کوئی تمسے مقابلہ نہ کر سکیگا عملداری بھی جان کھوؤگے وہان گیا نیک رائے بحکم افتخار اول دربار قیصر مین آیا دیکھا قیصر تخت پر بیٹھا ہی وزرا امرا گرد بیٹھے ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی نیک رائے نے آکر سلام کیا قیصر نے کرسی دی کرسی پر بیٹھا گو سب اہل محفل حیران ہو رہے ہین کہ یہ شخص آسمان سے

کیونکر آیا بعض نے کہا ساحر معلوم ہوتا ہی نیک راے نے قیصر سے عرض کی ای بادشاہ
عالی جاہ ہمارا بادشاہ پہلو سے کوہ آئینہ مین رہتا ہی اسوقت سیر کو نکلا تھا آپ کی
صاحبزادی ملکہ شیرین نزاد باغ مین تشریف رکھتی تھین اُنکا جمال دیکھکر ہمارا بادشاہ
عاشق ہوا آپ کے پاس کہلا بھیجا ہی کہ بہ خوشی دختر کو اپنی ہمارے ساتھ کر دیجیے ہم
لیجا مین بعد ہفتے کے سامان شادی ہوگا بادشاہ کو یہ کلمات بہت ناگوار ہوے جواب دیا
کہ اپنے بادشاہ سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ نسبت کا یہ طریقہ نہین ہی ہرچند کہ آپ
بادشاہ جلیل ہین نام آپ کا سب جانتے ہین اپنے ملک سے جا کر نامہ بھیجیے بہ طور
اسم نویسی کے ہم سامنے اپنے وزرا امرا کے پیش کرینگے اگر سب نے وہ اسم نویسی
پسند کی تو لکھ بھیجین گے کہ قبول کیا اگر خلاف ہوگا تو جواب صاف ہوگا کہ ہمین یہ
منظور نہین یہ طریقہ نہین ہی کہ آپ فرماتے ہین ابھی ہمارے ساتھ کر دیجیے یہ غیر
ممکن ہی وزیر نے کہا ای بادشاہ آپ جواب نامناسب دیتے ہین ہمارے شاہ کے
بہت خلاف ہوگا جسوقت سے اُنھون نے جمال بیمثال اُس شہنشاہ اقلیم خوبی کا
دیکھا ہی بیقرار ہو رہے ہین اور آپ ایسا جواب دیتے ہین کہ جس سے طول کلام ہوکر
پایا جاتا ہی قیصر نے سر جھکا کر کہا ای وزیر النظم دستور معظم آپ بلا تکلف جائیے اور یہی
جواب دیدیجیے نیک راے یہ کہکر اُٹھا کہ ای بادشاہ تمنے اچھا نہ کیا جواب صاف
دینا مناسب نہ تھا آپنے جو مزاج مین آیا وہ کہدیا اب بھی یہی بہتر ہی کہ ملکہ کو ساتھ کر دیجیے
قیصر نے کہا یہ تو ناممکن ہی مین بادشاہون مین بدنام ہو جاؤنگا اکثر شاہون نے
آے طلب مین لکھے اُس مغرور حسن و جمال کی پسند پر نسبت موقوف رہی اگر آپکے
بادشاہ نامہ بھیجین تو اُسکے ساتھ تصویر بھی اپنی روانہ کرین کہ وہ تصویر سامنے اُس
شہنشاہ اقلیم خوبی کے پیش ہوگی وزیر برہم ہوکر اُٹھا پاس افتخار کے آیا اور تمام
کیفیت بیان کی کہا ای شہریار ملکہ کی پسند پر معاملہ شادی کا موقوف ہی یہی قیصر نے
جواب دیا افتخار نے کہا مین ابھی اُسکو لیجاؤنگا یہ کہکے ایک دستک دی چند طائران
خوش الحان پیدا ہوے وہ طائر گرد سر چرخ مارنے لگے تخت اُڑتا ہوا چلا ملکہ

انتظار رستم میں بیٹھی ہیں کہ آسمان سے تخت افتخار کا پیدا ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام تاج یاقوت احمر سر پہ اسپر ایک شملہ چمک رہا ہے چار طائر گرد سر پھیر رہے ہیں سب حیران ہو گئے کہ یہ آسمان سے کون آتا ہے قریب ملکہ کے آکر بیٹھ گیا ملکہ حیران ہیں کہ یہ کون شخص ہے جو بلا تکلف پاس آکر بیٹھ گیا رنگت متغیر ہو گئی سب کنیزیں نہایت درجہ حیران ہو ہو کر دیکھ رہی ہیں آپس میں کہتی ہیں کہ یہ شخص بہت بڑا گستاخ معلوم ہوتا ہے۔ پاس آکر بیٹھ گیا گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھر رہا ہے کہ طرف ملکہ کے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ خوبی وا سرو باغ محبوبی میں آپ کا عرصہ سے عاشق زار ہوں عجیب حال ہے یہ کیفیت ہے

نظم

درس عشقت را بیان دیگر است　　این مدرس را زبان دیگر است
اختری اختر شناسان تو را　　ہر فلک ہر دم قران دیگر است
تا کجی سرگرم کار این جہان　　این جہان را ہم جہان دیگر است
از شراب عشق او سوز جگر　　نقل این گو از مکان دیگر است
در میان خلق کی جوید دنیست　　طالب حق را مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم　　ہمرہی با کاروان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را　　بانمت را زبان دیگر است
در نیابد فیہ چشم حق شناس　　در رمیدان را نشان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق　　این معلم را بیان دیگر است
کس نبیند اندر منزل در کجاست　　ہر کسے از کاروان دیگر است
بہ تو اقبال صاحب ہمتان　　تحفیا از آسمان دیگر است

جسوقت سے آپ کا جمال جہاں آرا دیکھا ہے ہوش میں نہیں ہوں ہاتھ پانوں میں رعشہ ہے زبان میں لکنت دل کی عجب کیفیت ہے امیدوار ہوں کہ سرفراز فرمائیے میرے ساتھ چلیے اسی ہفتے میں سامان شادی مہیا کرونگا یقین ہے کہ آپ شہر کے رئیس سامان شادی دیکھکر کہیں گے کہ ایسی شادی ہمنے کبھی نہیں دیکھی

طلسم گلچین میرے ہی قبضے مین ہی کل سامان رہا نکالا وُنگا وہ عجائب وغرائب دکھاؤن
کہ کبھی نہ دیکھے ہون ملکہ کے تیور پر بل پڑ گئے کہا ای شخص تو بڑا گستاخ ہی کہ روبرو
ہمارے ایسے کلام کرتا ہی چند ساعت بیٹھیے اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر چلے جائیے
اور اس خیال خام کو اپنے دل مین دخل نہ دیجیے قیصر تاجدار بادشاہ قلعہ آئینہ نگار
ہو آئے پیغام کیجیے جو مناسب جانین گے وہ جواب دینگے ہمین ان مقدمات مین کیا
دخل ہی یہ کہکے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اب انکو رخصت کرو ایسا نہ ہو جیسے وعدہ ہی
وہ آتے ہون وہ ضرور برہم ہونگے اپنے دل مین کہینگے کہ یہ عورت بڑی گستاخ ہی
کہ غیر مردون کو اپنی صحبت مین جگہ دیتی ہی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ ساحران
اب آپ رخصت ہوجیے نامہ وغیرہ انکے والد کے پاس بھیجیے گا وہ جواب باصواب
یا ناصواب جو مناسب جانین گے دینگے افتخار تو برہم ہو رہا تھا اسطرحکا جواب
جو سنا بہت ناگوار ہوا اور مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی چارون
طائرون کو اشارہ کیا جا [illegible] طائر تڑپ کر گرے ایک ایک طائر ایک ایک
پائے مین تخت کے لپٹ گیا تخت کو مانند ہوا کے لیکر اڑے کنیزین ہان ہان کرتی
ہین ملکہ غل مچاتی ہین کہ ارے [illegible] کمبخت ہی زبردستی ہمکو لیے جاتا ہی ہم تجھسے راضی
نہین ہین تیرے ساتھ نہ جائینگے [illegible] ملکہ روتی ہین لیکن افتخار نے کچھ جواب
نہ دیا جیسے ہی طائر تخت کو لیکر سرحد باغ سے نکلے ملکہ نے ایک چیخ ماری اور پکار کر
آواز دی ای کنیزان باوفا ہمکو تو یہ ملک الموت لیے جاتا ہی اگر شاید وہ شہریار
تشریف لاوین تو ہماری زبانی کہنا کہ کنیز رخصت ہوئی مزار غریبان پر ضرور آئیے گا
فاتحہ قبر پر پڑھ دیجیے گا بیت چو آید بے مروت بعد مردن بر مزار ما + بہ استقبال
او ہستانہ برخیزد غبار ما + ملکہ کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آئے فرد ای شہسوار گور
غریبان ہو آنکل + ای بس مشت خاک ہو تیری رکاب مین + ملکہ کہتی رنگیلین کنیزین
روتی رنگیلین تخت نظرون سے کنیزون کی ناپدید ہوا چند کنیزین دوڑین کہ جا کر قیصر
کو خبر کرین ستارہ سحری آسمان پر چمکا ہی آثار سحر نمودار ہین قیصر تاجدار چاہتا ہی کہ مین

محل مین جاؤن کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین جن کی او شہریار غضب ہوا کہ
افتخار تاجدار صحبت ملکہ مین آیا گستاخیان کرنے لگا ہم لوگون نے منع کیا اُسکے
ساتھ چار طائر اُڑ رہے تھے اُنکو کچھ اشارہ کیا طائرون نے تخت ملکہ کا اُٹھا لیا ہم
لوگ دیکھتے رہگئے کسیکا زور نہ چلا تخت نظرون سے غائب ہوگیا قیصر بہت مین اپنی
دختر کی بیقرار ہوگیا تاج سر سے اُتار کر زمین پر دے مارا روتا ہوا طرف باغ کے
چلا وزرا اُمرا ساتھ ساتھ تھے ہرچند سنبھالتے تھے دل نہین سنبھلتا روتا پیٹتا باغ
مین آیا اُس مقام کو دیکھا اور روتا ہوا باہر آیا قضا سے کار رستم جو ساتھ سماک کے
چلے تھے شب بھر صحرا مین بھٹکتے رہے لیکن صبح ہوتے ہی سامنے باغ کے ہو پہنچے
سماک نے جو شور گریہ و زاری سُنا کہا حضور رستم جائین اول مین جا کر کیفیت
دریافت تو کر لون کہ کیا معرکہ ہے جو صدائے گریہ و زاری بلند ہے ہر شخص درد مند ہے
سماک نے جا کر دیکھا کہ بادشاہ رو رہا ہے کنیزین بچھاڑین کھا رہی ہین ہائے ملکۂ عالم
کا شور ہے سماک نے دریافت کیا کہ یہ کیا معرکہ گذرا ایک کنیز نے کل احوال سماک سے
بیان کیا کہ بعد تمھارے جانے کے ملکۂ عالم نے جلسہ آراستہ کیا تھا چنچل بیٹی گا رہی
تھی صحبت عیش و نشاط گرم تھی کہ یکایک ایک شخص اجنبی آیا اور صحبت ملکہ مین بلاتکلف
بیٹھ گیا چار طائر بھی اُسکے ہمراہ تھے اُسنے ملکہ سے شادی کا پیغام دیا ملکہ نے صاف
جواب دیا کہ مین نہین قبول کر سکتی قیصر آئینہ نگار میرے والد کا نام ہے آپ اُنسے جا کر
کہو جیسا وہ کہین ویسا منظور کرو ملکہ نے جو یہ جواب دیا اُس شخص کو غصہ آیا مگر ملکہ نے
پھر اُس سے دریافت کیا کہ تمھارا نام نامی کیا ہے تو اُسنے اپنا نام افتخار تاجدار بادشاہ
طلسم گلستان بیان کیا ملکہ نے ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ اِنسے کہو ہمارے باغ سے
چلے جائین ورنہ پچھتائینگے ایک کنیز نے جا کر افتخار سے کہا کہ آپ یہان سے چلے جائیے
افتخار تو غصے مین بیٹھا ہوا تھا اُسنے چارون طائرون کو اشارہ کیا ایک ایک
طائر ایک ایک پایۂ تخت مین کاندھا دیکر تخت کو لے اُڑا ہرچند ملکہ نے غل مچایا
لیکن افتخار کب سنتا ہے فوراً ملکہ کو اُٹھا لیگیا ہم لوگ بھی اپنے سر و منہ پیٹتے رہگئے

لیکن چلتے وقت ملکہ نے اُس آہ وزاری مین اتنا کہا کہ اگر وہ شہنشاہ خوبی رسر دباغ
محبوبی آوین تو کہہ دینا کہ تمھاری کنیز تیر سے تصدق ہوگئی اگر تمھارے مزاج مین آوے
تو مزار پر بیابان ہی آکر قبر پر فاتحہ پڑھ دیجیے گا یہ احوال سنکر سمک کو بڑا قلق ہوا فوراً
آکر رستم سے کل حالات بیان کیے رستم نے جو سُنا پسینے پسینے ہوگئے پاس قیصر کے
آئے دیکھا قیصر تاجدار پچھاڑین کھا رہا ہی کنیزین تمام ملکہ لیکر رو رہی ہین لیکن جمال
رستم دیکھکر قیصر آئینہ نگار رونق ہوگیا آنسو پونچھکر پوچھا آپ کا نام نامی واسم گرامی
کیا ہی رستم نے کہا نام ہمارا آپ کو معلوم ہو جائیگا مگر ملکہ کی رہائی کی کچھ تدبیر نہین ہوتی
قیصر نے کہا مین بہ خوشی عرض کرتا ہون کہ اگر آپ ملکہ کو رہا کر کے لا دیجیے تو مین شادی
ملکہ کی آپ کے ساتھ کرون اور چہارم مال سلطنت کا بھی دون رستم نے کہا مال کی
مجھکو خواہش نہین از روے رواج دین اسلام ہی مجھکو اُسکا مقام بتا دو وزرا نے
عرض کی او شہریار سامنے جو کوہ ہی کبھی اُسکے پار کوئی نہین گیا نہ کسی نے اُس ملک کو
دیکھا نہین معلوم اُس طرف کیا ہی رستم نے کہا ہم ضرور جائینگے اور خدا نے چاہا تو اُس
ملعون کو اس گستاخی کی سزا دیکر ملکہ کو لا دینگے مگر مقام افسوس ہی کہ نہین معلوم قیلاس
نے ہمارے لشکر کے ساتھ کیا کیا ہم اُسکی فکر مین چلے تھے یہان یہ معاملہ درپیش ہوا او
سمک اُن سب کو خدا کے سپرد کیا اب اسی طرف چلو قیصر رستم کے ساتھ ہوا کوئی
دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ کوہ آئینہ دکھائی دیا تمام صحرا مثل برق کے چمک رہا ہی اور
نیر اعظم جو آسمان پر ہی اُسکا عکس جو اُسکا کوہ آئینہ پر پڑا معلوم ہوتا ہی کہ صدہا آفتاب
چمک رہے ہین رستم نے کہا کہ ایک گنہگار کو کہ پہاڑ کو چھو کر چلا آئے ایک گنہگار کہ جو
لایق گردن زدن تھا بادشاہ نے اسکو حکم دیا کہ اگر تو پہاڑ کو چھو کر چلا آیا تو تجھکو رہا
کر دینگے وہ گنہگار جست و خیز کرتا ہوا چلا جب قریب دامن کوہ کے پہونچا ایک شعلہ
چمک کر گرا کہ وہ گنہگار مثل ہیزم خشک جلنے لگا دم بھر مین جلکر خاک ہوا خاک کو
ہوا نے اُڑا دیا کئی آدمی گئے مگر ہر ایک پر یہی معرکہ گذرا رستم نے کہا او سمک اب
ہم جاتے ہین سمک نے عرض کی او شہریار شب کو اسی مقام پر اُتریے رجوع بہ غیب

کیجیے دیکھیے کیا حکم ہوتا ہی آپ سے بزرگ اسیطرح ہر طلسم پر گئے ہین رستم نے قیصر سے
کہا کہ آج شب کو اِسی مقام پر رہو ایک خیمہ علیحدہ استادہ کرا دو اُسمین سجادہ بچھوا کے
بخورات روشن کرا دو ہم عبادت پروردگار کرینگے دیکھین غیب سے کیا حکم ہوتا ہی
قیصر نے ایک خیمہ استادہ کرا دیا بخورات وغیرہ رکھوا دی بوقت مغرب رستم داخل
خیمہ ہوے نماز واجب پڑھکر ہاتھ بدرگاہ بے نیاز بلند کیے پکار رہے ہین کہ اے
بے نیاز رحم اپنا شریک کر حال مفصل معلوم ہو کیونکر داخلہ طلسم مین کرون تیرے
نزدیک سب آسان ہی

نظم

از خدا جوید دوائے درد دل بیمار روح
شافی مطلق کند چارہ پے آزار روح

جلوہ گر باشد بچشمش نور ذات کردگار
جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح

ذائقہ حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال
از صدائے نغمہ پر سوز موسیقار روح

دیدہ ای بند و ز حسن صورت صاحب جمال
میشود حاصل جمال باطن ہر کرا دیدار روح

پاک کرد جسم خاکی ز اختلاط آب و گل
شوید از رویش سیاہی چشمہ گوہر بار روح

در گذر از رنگ و بوئے جسم خاکی در گذر
سیر ای بلبل بکن در گلشن بیمار روح

لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم از آن
دور دار از بندہ ہی آسیب تن و آزار روح

بلک بلک کے رستم دعائین کر رہے ہین سمک گوشے مین بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ رستم
روتے روتے بہر رات رہے بیہوش ہوکے گرے رستم کے جب دیدۂ ظاہری
بند ہوے اور دیدۂ باطنی وا ہوے دیکھا ایک مرد بزرگ سامنے کھڑے پوچھ رہے
ہین کہ اے فرزند کیون اسقدر بیقرار ہو رستم نے کہا تلاش لوح طلسم گلچین ہی چاہتا ہون
کہ اسمین داخل ہون اُن بزرگ نے فرمایا کہ جب صبح کو ہوشیار ہو تو منھ ہاتھ دھو کر
لباس فاخرہ پہنکر سامنے کوہ کے نہ جانا نہ داہنی جانب کو بلکہ بائین طرف کوہ کے جانا
اگر کوئی پکارے تو آواز نہ دینا جب صحرا مین پہونچو گے تو زیر نخل ایک چشمہ ہی اُسپر
ایک آہو پانی پیتا ہوگا اُسکو تیر مارنا وہ تیر کھا کر بھاگے گا تم اپنے کو چشمے مین گرا دینا
جہان پہونچو گے رنگ قدرت پروردگار ملاحظہ کرنا جو رنگ پیش آئے سمجھ کے کام

کرتا صبح ہوتے رُستم کی آنکھ کھلی تجدید وضو کر کے نماز ادا کی سمک نے پوچھا رُستم نے
بیان کیا باہر نکلکر قیصر سے سب کیفیت بیان کی کہا ای قیصر ہم تجسے رخصت ہوتے ہین
چالیس دن ہمارا انتظار کرنا بعد اُسکے جاننا کہ انتقال کیا قیصر بہت رویا کہا ای شہریار
مجھکو آپ کی جدائی بہت ناگوار ہی نام وغیرہ دریافت کیا کہا مین فقیر ہو کر بیٹھتا ہون
اگر آپ بخیر و خوبی تشریف لائے تو تاجدار ہون ورنہ فقیری مین عمر بسر کرونگا یہ کہکے
قیصر نے شجرفی لباس پہنا دو چار مالے گلے مین ڈالے بھبوت منھ پر ملا اپنی دختر کے
غم مین اور خیال رُستم مین سامنے دروازہ کوہ کے فقیر ہوکے بیٹھا رُستم طرف صحرا کے
روانہ ہوے جا کر چشمہ دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک آہو چشمے پر آیا پانی پینے لگا
رُستم نے تیر مارا آہو تیر کھا کر بھاگا رُستم قریب چشمے کے آئے سمک نے دور سے
دیکھا کہ رُستم بسم اللہ کہکر چشمے مین کود پڑے سمک حیران پریشان صحرا مین پھرنے لگا
کبھی فقیر بنکے بیٹھتا ہی کبھی مسافر راہ ہو کر صحرا مین پھرتا ہی مگر رُستم کی جو آنکھ کھلی دیکھا
ایک صحرا سے سبزہ زار مین باغ ہے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی
رُستم بسم اللہ کہکر اندر باغ کے آئے جب باغ مین پہونچے دیکھا گلہاے رنگا رنگ
شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا طائران زمزمہ سرا درختون پر تعریف
باغبان قضا و قدر کر رہے ہین رُستم کھڑے ہوے طائرون کا تماشہ دیکھ رہے ہین
کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ آسمان سے پیدا ہوا قریب رُستم
کے آ کر رُستم جھپٹ کر اُسکی پشت پر سوار ہوے طائر لیکر اُڑا اور ابر کہکشان فلک کے
پہونچا اب وہ طائر وہان سے پلٹا طرف زمین کے چلا رُستم نے دور سے دیکھا ایک
چہار دیواری کھنچی ہوئی ہی ہزارہا نخل گلدار ہی ایک گوشے مین ایک نخل بلند و مرتفع
سر پر اُس نخل کے ایک پھول گلاب کا مثل ستارہ سحری چمک رہا ہی لیکن اسقدر
خوشبو ہی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوتا ہی اُس طائر نے منھ اپنا پھیرا اور مثل انسان
کے گویا ہوا کہ ای طلسم کشا یہ نخل جو سامنے ہی اور یہ پھول جو مثل ستارے کے چمک رہا
ہی یہی لوح طلسم گلچین ہی کسطرح بنے اسکو حاصل کیجیے مین آپ کو اسی مقام تک ابھی

پہونچا تا ہون رستم نے کہا بسم اللہ طائر نے عرض کی مہال جنی میرا نام ہے مین کئی برس سے اس طلسم مین قید ہون امیدوار ہون کہ حضور وعدہ کرین کہ جب لوح حاصل ہو اور وہ حلجات تو مین تو ف ہم کو بھی رہائی دیجیے رستم نے کہا انشاء اللہ اومہال ہم احسان فراموش نہین ہین ضرور تمھاری فکر کرینگے اور تمکو حکومت طلسم دینگے مہال نے قدمون کو بوسہ دیا وہ نخل جسمین پھول مثل ستارۂ سحری چمک رہا تھا اسکی رنج کے برابر لاکر رستم کو اتارا ادہر رستم کے پانون زمین سے آشنا ہوے کہ تمام پھول بھی کھلکھلا کر ہنسنے چیخنے چلنے لگے طائرون نے غل کیا کہ اونگہبانان باغ لوح طلسم کشا آگیا لوح کو بچاؤ یہان رستم نے ہاتھ بڑھا کر پھول لون کہ گوشہ ہاے باغ سے ہزارہا ساحر پیدا ہوے غلغلہ کرتے ہوے دوڑے کہ طلسم کشا کو مارو کسی نے گرز پھینکا کسی نے ترنج وناچ ایک ساحر کلان کہ سنگ پر سوار تھا اسے آتے ہی سنگ پر ایک گرز مار اکر سنگ بیقرار ہو گیا ایک چیخ ماری کہ جو دو رین باغ کی بلگنین جسقدر پھول تھے وہ درختون سے گرے تھوڑے ہوا سے سرد کے چلے طائرپرون سے اپنے اپنے سر پیٹنے لگے آوازدیتے تھے کہ اونگہبانان باغ ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم کشا آگیا اور اسکی صورت دیکھکر قلب تھرآگیا کئی لاکھ جادوگر گوشہ ہاے باغ سے پیدا ہوے حرب کرنے لگے رستم چاہتے ہین کہ کسیطرح پھول لیلون مگر ساحرون نے چینے سپر کر دیے چاہتے ہین لپٹ جائین اور غل مچاتے ہین کہ یاخداوند بقراط ثانی برائے خدا اپنے لوح طلسی کو بچا لیے طائرون نے جو زیادہ غل کیا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے پیدا ہوا اڑتا ہوا آیا اور آواز دی کہ اوطلسم کشا ذرا گوش حق نیوش اسطرف کیجیے ہماری بھی سن لیجیے رستم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک طائر ہفت رنگ برابر آواز دے رہا ہے ستار کہو لگ جیسا رتا ہے

نظم

اودب تاچند اودست ہوس قاتل کے دامن کا | سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا
غضب ہے جان کو پہلو نہین ہوتا دل سے دشمن کا | گلی ہوت ہے ہمسایہ تفتاب دو ہمن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر | ہمارے انکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا

یہ خوش اسلوب جسم اُس نوجوان کا ہی جو نہین تو … برابر نکلے ڈورا اُس کمر کا اور گردن کا
ہے گلرنگ سی جھلک جو سرخی پان کی اُس مین … گلوے یار پر عالم ہوا شیشے کی گردن کا
بہار ایک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو … وہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
چنی افشان جو پیشانی پر اُسنے چاندنی چھٹکی … کِلی مستی لو آئینے مین پھولا تختہ سوسن کا
اندھیرے مین جو ذرہ کے جیسے وہ خورشید رو لپٹا … شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
گدا اپنی آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا … گت داؤ مین یکسان ہی عالم موم و آہن کا
ڈراتا ہی کسے اوی شیخ تو نار جہنم سے … سمندر موج مارے گر نچوڑون پاٹ دامن کا
در فردوس پر رضوان نے رخصت کو ان لپٹایا … سمجھتا ہون مین کھیل اک پھاندنا دیوار گلشن کا
ہوئی ہی مردم دنیا کی صورت سے یہ بیزاری … گمان ہوتا ہی اپنے سایے پر بھی ہمکو دشمن کا
تسخ روز سیہ ہر صبح آنکھون کو نظر آیا … ہمارا کوکب طالع مگر چہرہ تھا دشمن کا
یقین منزل محبوب اسیر مجھکو ہوتا ہی … دل صد چاک مین میرے ہی صاف انداز چلمن کا
نہین ہمسا گنہگار اوی فلک کوئی زمانے مین … ہمارے مردے کو درکار ہی غسل آب آہن کا
بچے بھی گر کسی نے محکمے مین حشر کے پوچھا … تو ہنس لپٹا کہ یہ دہگیا قاتل کے دامن کا
کیا ایک آن مین تیغ قضا نے ہمکو دو ٹکڑے … گمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنے دامن کا

طائر نے جو آنکھ ملا کر رستم سے بخوش الحانی یہ اشعار پڑھے رستم کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا کہ زمین شق ہوئی کنہال جنی نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ اوی شہریار اس نخل کو تیغ کیپتان سے قلم کیجیے ورنہ بے اختیاری بڑھتی جائیگی رستم نے تیغ کیپتان نیام انتقام سے کھینچا اور نہال جنی گرد پھر رہا ہی جو حربہ اسے جو روکتا ہی جسم پہ رستم کے کوئی حربہ آنے نہین دیتا رستم نے بمشکل بڑھکر نخل کو قلم کیا نخل جو کٹکر گرا ایک آواز نہایت ہیبت ناک آئی کہ زمین تھرائی دوسری آواز آئی کہ شمر غراب جادو ایک ساحر قوی تن قوی من چوبدست آہنی ہاتھ مین نہال کو للکارتا ہوا کہ اوی شریر تو ہمارے باغ مین طلسم کشا کو لایا تو نہین جانتا تھا کہ یہ اصلی طلسم کشا ہی مین تجھکو زندہ نچھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نموڑونگا جھپٹ کر چوبدست نہال جنی پہ لگائی نہال جنی

جست کر کے پشت رستم پر پہونچا کہا ای شہریار اس حربے کو تیغۂ کیپتان سے قلم کیجیے
رستم نے تلوار سے اس چوبدست کو قلم کیا غرائب جادو نے ایک چیخ ماری کہ نہال
تھرتھرایا قریب تھا کہ غش کھاکر گرے کہ رستم نے بڑھکر عکس انگشتہ ساحری نہال جنی
پر ڈالا نہال رکا غرائب نے بڑھکر وار تلوار کا رستم پر کیا رستم نے تیغۂ کیپتان چمکایا
تلوار کو تلوار پر روکا الجھاو سے ہاتھ نکالکر غرائب پر حملہ کیا غرائب نے آدھی
سر آگے کر دیا تیغ نے سر امر غرائب کے دو ٹکڑے کیے مرنا غرائب کا کہ جسقدر
ساحر آئے تھے سب کے جسموں سے بجائے خون کے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے تھوڑے
عرصہ میں سب ساحر جلکر خاک ہوے ایک آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری
ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من غرائب جادو بود وہ پھول جوش ستارہ سحری
ایک رہا تھا رستم کے سامنے آیا ایک بکھری پر نوشتہ پایا یہی لوح طلسم گلچین ہی
اسکو اٹھا لو رستم نے وہ پھول اٹھایا اب جو اسکو سونگھا قوت طاقت ہاتھ پانون
مین زیادہ ہوئی ایک بکھری پر نوشتہ پایا کہ نہال جنی کی پشت پر سوار ہوکر باغ
کیکاؤس مین جاؤ کیکاؤس جادو بڑا مکار ہی اپنے کو اسکے مکر سے بچانا رستم نے
نہال سے کہا اے نہال باغ کیکاؤس مین لیچلو نہال مثل مرکب سامنے آیا جب
اسکی پشت پر سوار ہوے تو ایک مرکب باد رفتار تھا ایک طرف جست کرتا ہوا چلا
باغ سے نکلا مشرق کی جانب راستہ لیا کوہ و دشت و بیابان طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی تھوڑے
عرصے مین بارہ کوس راستہ طی کیا تھا کہ بوے خوش دماغ مین آئی مرکب ہنہنانے
لگا منہ پھیر کر رستم سے کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہی باغ کیکاؤس قریب ہی رستم پشت
نہال سے کود پڑے مرکب صحرا مین جاکر غائب ہوا مگر چلتے وقت کہہ گیا کہ ای شہریار
اگر مین بھی سامنے آؤن تو لوح کو دیکھکر کام کیجیے گا بلا تکلف لوح نہ دیجیے گا ایسا
نہ ہو کہ لوح قبضے سے نکل جائے تو پھر لوح نہ دستیاب ہوگی یہ کہکے غائب ہوا رستم
چند قدم چلے تھے کہ دروازہ باغ کا نظر آیا اندر سے باغ کے آواز آئی کہ غلام خیرخواہ
حاضر ہوتا ہی دیکھا کہ نہال جنی اندر سے باغ کے دوڑا ہوا آتا ہی کہتا ہوا کہ لوح مجکو

دیدیجیے تو مین کیکاؤس کو جاکر مارون ورنہ بڑا فتور ہوگا رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای نباح طلسم و ای سیار این عجائبات یہ مہال جنی نہین ہی جب یہ قریب آئے تو عکس لوح اسپر ڈالیے گا صورت متغیر ہو جائیگی رستم نے لوح گلے سے اُتاری اور ہاتھ بڑھایا کہ ای مہال جنی لوح تو کیا لوح تجھے عزیز ہی جو مناسب جانو وہ کرو یہ سنکر کیکاؤس نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح لون رستم نے عکس لوح کا ڈالا ایک پنکھری پر ایک اسم لکھا تھا اُسکو بھی دم کیا کیکاؤس جادو زمین پر گرا صورت تبدیل ہوئی رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام زمین پر لوٹ رہا ہی دونون پانوٗن زمین پہ مار سے کر زمین شق ہوئی اندر اُتر گیا رستم اندر باغ کے آئے حکم لوح پڑھ لیا ہی تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا سمک بلداقی آتا ہی قریب آکر عرض کی ای شہریار مین نے سُنا ہی کہ لوح طلسمی گلاب کا پھول ہی ذرا مین تو دیکھون شکریہ پروردگار کرون کہ حضور نے لوح طلسمی پائی مگر بڑی لڑائی پڑی حصول لوح مین بڑی کوشش ہوئی رستم سمک سے تو ہان ہان کر رہے ہین مگر نگاہ لوح سے لڑی ہوئی ہی اب جو لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ سمک بلداقی نہین ہو ہی کیکاؤس جادو ہی اِس صورت پہ دھوکا دینے آیا ہی رستم نے کمر سے تیغہ کھینچا کیکاؤس سامنے سے بھاگا رستم پیچھے اُسکے چلے وسط باغ مین آکر کیکاؤس نے ایک چیخ ماری کہ یارو طلسم کشا کو لینا کئی ہزار جادوگر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیکر رستم کی جانب متوجہ ہوے چاہتے ہین اپنے مالک کو بچا لیجائین مگر رستم کو حربہ ہاے سحر کا خوف نہین کسیکا حربہ اِنتک نہین آتا لڑتے بھڑتے قریب کیکاؤس کے پہونچے کیکاؤس نے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پہ روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کیکاؤس نے سر کو آگے کر دیا کیکاؤس کے دو ٹکڑے ہوے مرنا کیکاؤس کا کہ اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی رستم نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحرا مین کھڑا ہون کہ یکایک پشت سے ایک طائر پیدا ہوا بالاے آسمان جاکر چیکار ماری اور آواز دی کہ ای رستم تجھے میرے مالک کو لوح کے ذریعہ سے مارا ورنہ اگر لوح طلسمی

تمھارے قبضے مین نہ ہوتی تو تمکو حال معلوم ہوتا یا اُسکا بھائی مایوس جادو جو ہرا کے
شکار گیا ہی اگر وہ موجود ہوتا تو تم بھی زندہ نہ بچتے اب مین جا کر اُسکے بھائی سے اطلاع
کرتا ہون یہ کہکر طائر اُڑتا ہوا چلا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا مایوس جادو صحرا مین پرندونکا
شکار کھیلتا پھرتا ہی جو طائر شکار ہوے ہین ہمراہیان مایوس اُنکے کباب لگا رہے ہین
کہ یہ طائر وہان جا کر ایک نخل پر بیٹھا مایوس نے جو دیکھا طائر کی جانب نشانہ تاکا طائر
چیکار مار کر بلند ہوے ۔ مایوس کے آ بیٹھا اور کہا کہ اے مایوس مین خبر لیکر آیا ہون تیرے
بھائی کیکاؤس کو رستم نے باغ مین آکر ایک پھول کے ذریعہ سے مار ڈالا تمام باغ
ویران ہو گیا اگر وہ پھول رستم کے ہاتھ مین نہ ہوتا تو کیکاؤس غالب آتا اب معاوضہ
لینے کا تمکو اختیار ہی یہ کہکر طائر زمین پر لوٹ مار کر غائب ہو گیا مایوس ہوکے
روتا ہوا دوڑا چند ساحر جو ہمراہ تھے وہ بھی رو اروی کرتے ہوے چلے یہان تو
رستم یہ خیال کر رہے ہین کہ یہ ساحر بڑا زبردست تھا واقعی اگر مین لوح طلسمی کو نہ پاتا
تو یہ ساحر بیشک غالب آتا خدا کا شکر ہی کہ مین نے اُسکا کوئی دھوکا نہ کھایا ورنہ لوح میرے
قبضے سے نکلجاتی ۔۔ اور تمین تمھارا کیا زندہ چھوڑتا اور یہ اُسکا سحر تھا جو طائر بنکر سامنے
آیا اور غائب ہو گیا اب دیکھئے اُسکا بھائی آکر کیا آفت برپا کرتا ہی رستم نے یہ خیال کرکے
دونون ہاتھ بارگاہ آسمان بلند کیے اور دعا کی کہ پروردگارا ہر حال مین تیری مدد لاحق
ہی ورطۂ کیکاؤس تو تیری مدد سے فتح ہو گیا ہی مایوس بھائی کیکاؤس کا زندہ ہی اُس سے
بھی مقابلہ پڑیگا دیکھئے وہ آکر کیا کرتا ہی تو ہی مالک و مختار ہی اپنا عم شریک کر نظم

نہان دیدہ و پیدا است بہرہ بجمود ۔ شد از اینجا و پیدا شکل موجود
بحکمت پیل گردد عاجز از سعد ۔ نگیرد پشہ جان از تبسم نرود
بود ذنب بہ ذات جسد مین ۔ تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
کند گرید نگر ۔ ۔ ۔ ۔ نیازی تو ابواب رزق مسدود
تو رحمانی تو ستاری تو دیان ۔ تو خلاقی تو رزاقی تو معبود
رحیمی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمہ شد بہ ۔ ۔ ۔ و مشہود

فقط کردی تو روشن نام ہندی | مہر و دیوان بہ نظم گوہر آمود

رستم یہ دعا کر رہے تھے کہ پہلو سے آواز آئی خدا تمکو مظفر و منصور کرے مگر ای رستم لوح کو ضرور ملاحظہ کرتے رہو کہ ایک طرف سے صحرا کے گرد اڑی رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام نیزہ ہاتھ مین دوڑتا ہوا چلا آتا ہو چند ساحر اُسکے پیچھے رہ داروگیر کرتے ہوے چلے آتے ہین رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا فورًا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ او رستم ہوشیار ہو جاؤ مایوس جادو بھائی کیکاؤس کا آپہونچا آتے ہی حملہ کریگا مایوس جیسے ہی سامنے رستم کے پہونچا کہ وہی طائر زمین سے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او مایوس برادر کیکاؤس یہی شخص رستم ہرابی نے تیرے بھائی کو مارا یہ کہکر طائر قلقلک مارکر غائب ہوگیا مایوس نے جھپٹ کر رستم پہ نیزہ مارا رستم نے نیزے کو تیرے کی سنان پر لیا جھٹکی کا ہاتھ مارکر نیزہ مایوس کا ہوائی کیا مایوس نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا رستم نے تیغ کیبتان کمر سے کھینچا مایوس نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تیغے پر روکا پلٹ کر ایک ہاتھ مارا مایوس نے روک کے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دوسرے ہاتھ سے آزاد تیغ گردن پہ مایوس کی مارا کہ سر کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا گردن سے شعلہ آتشین نکلنے لگے اور آواز آئی کشتی مرا نام من مایوس جادو بود جو ساحر ہمراہیان مایوس کھڑے رستم پر سحر کر رہے تھے کسی کے ہونے تاثیر نکی وہ بھی جلنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین لاشہ مایوس کا مع ساحران جلکر خاک سیاہ ہوا رستم نے سر بالا سے آسمان بلند کیا اور شکر پروردگار ادا کیا اب جو اپنے کو دیکھا دریاے خون مین نہاے ہوے مگر حیران پریشان ہین کہ باغ کیا ہوا اور وہ ساحر جو سب لڑ رہے تھے وہ کیا ہوے کہ سامنے سے نہال جنی آیا کہا او شہریار فتح مرحلہ کیکاؤس مبارک ہو اب تھوڑے عرصے مین افتخار جادو آتا ہو بہت سمجھ کے حضور اُس سے مقابلہ کرین کیونکہ وہ با فوج گران آئیگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد فوج ساحران ظاہر ہوئی دیکھا رستم نے کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام تاج کلان سرپر رکھے ہوے گرد فوج ساحران

علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے چلے اتنے مین
افتخار نے آتے ہی حکم دیا کہ رُستم کو گھیر لو ساحرون نے چہار جانب سے رُستم کو گھیرا
نیزہ و تلوار تیر و تفنگ سے لڑنے لگے مہال جنی تو دونون پانوون مارکر زمین مین غائب
ہوا رُستم لڑ رہے ہین جب دو ہزار حربہ چلا کچھ دفع کیے کچھ قلم کیے مگر ایک دو تیر سے
پڑ ہی جاتے ہین جسم رُستم سے خون جاری ہو مگر شیرانہ لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے
دیکھا مہال جنی پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ اے شہریار بادشاہ کی جانب توجہ کیجیے تب تک
یہ بلوہ کم نہ ہوگا جبتک کہ بادشاہ نہ مارا جائیگا رُستم لڑتے بھڑتے طرف تخت کے چلے
کہ سامنے دیوار باغ تھی وہ گری دیکھا قیصر تاجدار سامنے قیصر بیٹھا ہے خیمہ بارگاہ مین
استادہ مین قیصر نے جو رُستم کو لڑتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اٹھا فوج کو لیکر اپنا
لڑائی مین مصروف ہوا مگر ساحرون سے لڑائی اکثر ہمراہیان قیصر قتل ہو رہے ہین
قیصر نے پکار کر آواز دی اے شہریار ساحرون سے زور نہین چلتا کنیز سرکاری کا بھی
پتہ ملا رُستم نے اُس مغلوبہ مین آواز دی اے بادشاہ عالیجاہ جابجا مقابلے پڑے اور
کئی مقام پر لڑے مگر مقام افسوس ہے کہ کسی مقام پہ اُس محبوب جانی یار جادو نی کا
پتہ نہین پایا مگر انشاءاللہ پتہ ملیگا قیصر نے بڑھکر شمشیر زنی کی ساتھ والون کو بھی اشارہ
کیا کہ ہان یارو اپنے آقاے نامدار کو بچاؤ اِس بادشاہ مکار کو گھیر و فوج والے بھی
بگڑ کر لڑنے لگے رُستم نے لوح کو چپکایا پھول کو جو جنبش دی وہ جو پہلے سب ساحر آئے
تھے بیہوش ہو کر گرنے لگے کئی ہزار ساحر بیہوش ہو کر گرے اور سب بھاگے جب
افتخار جادو اکیلا رہگیا رُستم جا پڑے افتخار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے رُستم نے
روک کر ہاتھ مارا پھول کو بھی جنبش دی افتخار نے قصد کیا کہ بھاگ جاؤن پشت
سے قیصر آیا رفیقان قیصر نے بھی اُس مقام پر بلوہ کیا چہار طرف سے افتخار گھر گیا
رُستم نے ہاتھ تلوار کا مارا افتخار نے ناچار ہو کر سینہ سپر کر دیا تلوار سر پہ پڑی تلوار
نے سر اسر کاٹا جگر گاہ پر جا کر تلوار رُکی ایک رفیق نے کمرگاہ پہ ہاتھ مارا دو ٹکڑے
ہو کر لاشہ افتخار گرا وہ اندھیرا ہوا کہ تمام باغ پہ وہ ظلمات تھا اُس اندھیرے

اندھیرا قبر کا بھی مات تھا شہال جنی کو رستم نے اپنے قریب پایا غرض کی تھوڑی دور روح کو گردش دیجیے کہ روشنی ہو رستم نے دیکھا سامنے ایک قصر عالی ہے اُسپہ قفل لگا ہوا ہے اندر سے قصر کے رونے کی آواز آتی ہے کوئی ہجران کشیدہ و دور رسیدہ و بلک بلک کے رو رہا ہے اور یہ اشعار زبان پر ہیں

نظم

دل میں ساکن ہے خیال اک بت بے پروا کا / آشیانہ مرے ویرانے میں ہے عنقا کا

جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا / نور ہے دست مسیحا میں کف موسےٰ کا

اسکے گیسو کے تصور میں ہے طوفان سرشک / حلقۂ زلف ہے گرداب مرے دریا کا

شجر طور ہے قد اور ہے رخ شعلۂ طور / دست دلدار میں عالم ہے ید بیضا کا

کیوں ملیں عالم بالا سے نہ مضمون بلند / ہے دم فکر خیال اسکے قد بالا کا

ہو گیا سیلی اُستاد سے تغیر جو رنگ / چہرۂ یار میں عالم ہے گل رعنا کا

تو وہ خورشید ہے اُٹھے جو گلستاں میں نقاب / چہرۂ گل میں تلون ہو وہیں حربا کا

کیا جنوں کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا / جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا اسکا

باغباں اپنے گل و میوہ سے رکھ خاطر جمع / میں تو مشتاق چمن میں ہوں چمن آرا کا

بعد مردن بھی جو ہے نرگس میگوں کا خیال / گنبد قبر میں ہے جوش خم صہبا کا

یاد مژگاں میں جو یوں جوش پہ ہے سیل سرشک / تشنہ لب کیا کوئی کانٹا ہے کسی صحرا کا

دیکھتے ہی ترے ہاتھوں کو ہوا دیوانہ / ید بیضا سے ہوا ہے یہ خلل سودا کا

جاتے ہیں عالم بالا کو جو نالے سیدھے / ہے خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا

دین و دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو ناسخ / وہ ہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا

یہ صداے دردناک سنکر رستم بیقرار ہوگئے شہال جنی سے پوچھا کہ اس قفل کی کلید کہاں ہے شہال جنی نے پکار کر آواز دی اے اشرف خزانہ دار کلید اس قصر کی لاؤ کہ آقاے نامدار دیکھیں کہ ایک پہلو سے ایک مرد بزرگ کو دیکھا حاضر حاضر کہکر سامنے آیا کنجیوں کا ہاتھ میں لیے ہوئے رستم کو پوچھا دیا رستم نے قفل کھولا اندر تشریف لاے دیکھا پہلو میں ایک حجرہ ہے اسمیں قفس آہنی لٹک رہا ہے اور اسکا

شیرین نزاد اُس قفس مین کپڑے میلے بدن مین پہنے ہوئی رو رہی ہین رُستم جو سامنے
آئے شگفتہ ہوگئین رُستم نے قفس اُتار کر توڑا شیرین نزاد کو نکالا چند کنیزین جو ساتھ
آئی تھین اُنسے اشارہ کیا اُنھون نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا بیرون قفہ لیکر آئین قیصر
نے جو بیٹی کو دیکھا بیقرار ہوگیا دوڑ کر گلے سے لگایا پوچھا اے نور نظر کیونکر عصمت بچی
شیرین نزاد نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ رُستم پیلتن نے وہ کار نمایان کیا کہ
انسان کا کام نہ تھا مگر شکر ہے کہ وہ ہمیا ہلاک ہوا اے والد ناماد رجب مجکو اُٹھا کے
لیگیا اپنے باغ مین لیجا کر تخت کو زمین پر رکھا ہاتھ باندھکر کہنے لگا اے ملکہ عالم مجھے
قبول کر و مین نے جواب دیا کہ مین تو عاشق جمال رُستم ہون ہرگز تجھے قبول نکرونگی
وہ عصمت کا خواہان تھا اور مین کہتی تھی کہ یہ جسم خاکی اِس لائق ہے کہ اِسکو مٹا دے
لیکن عصمت کا مجسے سوال نہ کر جب عاجز ہوا تو قفس مین بند کر کے اِس مکان مین
قفس لٹکا دیا ہر شب مجکو بلواتا تھا مگر مین نے جو انکار کیا تو وہی سکے گئی جو روز
اول کہا تھا کل رات کو بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ اب اِس نازنین کو دار پر کھینچونگا کہ
چند کنیزین دوستے تیاری میدان خونی کے پہونچین دار بن استادہ ہو مین جلادونکو
حکم ہوگیا مین منتظر تھی کہ افسوس جمال جہان آرا ے رُستم نہ دیکھا او رحسرت لیکر
پردہ دنیا سے چلی کہ دروازہ کھلا رُستم نوجوان بعد شوکت و شان پہونچے تن
بیجان مین جان آئی دل پژمردہ نے تازگی پائی لیکن حیرت ہوگئی کہ یہ کیونکر یہان
پہونچے معلوم ہوا کہ دشمن خدا مارا گیا قیصر نے بیٹی کو نالکی مین سوار کیا کنیزین
ساتھ کر کے طرف قصر آئینہ کے روانہ کر دیا رُستم نے مال نکلوایا کئی ہزار خفتان
مرصع نگار کئی سو سرداروںکا سامان مع راکب و مرکب برآمد ہوا اور کئی سو صندوقچے
جواہرات کا روپیہ بہت سا نقد نکلا اراہون پر مال بار کرایا اہل طلسم کو ساتھ لیکر
قلعۂ قیصر مین آئے قیصر نے ملکہ شیرین نزاد کو ساتھ رُستم کے منسوب کیا رُستم نے
عرضی پر قیصر کی جواب لکھدیا کہ انشاءاللہ بعد فتح طلسم شیرین نزاد سے عقد کرینگے
پھر قیصر سے کہا جلد لشکر تیار کر و نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا معرکہ گذرا قیلاس دیو تھی

نے کہ اسپر تلوار تاثیر نہین کرتی نہین معلوم کیا بدعت کی ہوگی قیصر نے لشکر تیار کیا ہر چند کہ
رستم نے چاہا قیصر کو یہین چھوڑین مگر قیصر نے عرض کی غلام امن و دولت نہ چھوڑیگا
سرکار کے ساتھ رہیگا قیصر کو تخت پر سوار کیا پہلوان اپنے اپنے لشکر کو لیکر ہمراہ رستم
ہوے رستم چلے مگر جمال لشکر رستم عرض کرتا ہی کہ قیلاس روئین تن نے جو میدان داریا
کین ہر میدان داری مین دس بیس زخمی ہوتے تھے اور دو چار ہلاک ہوتے تھے
دسوین دن جو طبل جنگی بجوایا ادہر رستم آمادہ مرگ و مہیاے قضا تھے طبل جنگی
بجوا کر تیاری مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سب فوج
رستم پہونچی میمنہ میسرہ درست ہوا قیلاس روئین تن میدان مین آیا پکار کر آواز
دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آوے ایک رسالدار زمہ سوم پر
جوش جنگ آزمائے مین صف پر کھڑا تھا قیلاس کے پکارتے ہی جا پڑا باہم
نیزہ بازی ہونے لگی قیلاس ہر چند چاہتا ہی کہ نیزہ لگاؤن مگر لگن نہین ہوتا دیر تک
نیزہ چلا آخر قیلاس نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا رسالدار نے تلوار کھینچی کمر بتا کر سر پر ہاتھ مارا
سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا اور اپنے کو بتایا بائین پر مارا چار پانچ تلوارین لگائین مگر
تلوار نے نہ کاٹا قیلاس نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کہ سردار کا سر زخمی ہوا
فوج والے ہٹا کر لیگئے اب قیلاس ہر چند آواز دیتا ہی لشکر رستم سے کوئی نہین نکلتا
قیلاس پکار کر کہتا ہی یارو تم نہین آتے تو مین خود آتا ہون وہین آکر پامال کرونگا مگر
اسوقت اہل لشکر بیتاب و بیقرار دعائین مانگ رہے ہین اور پکارتے ہین کہ اے
خالق لیل و نہار و پروردگار مدد کر ہماری

گاہ در دل خیال وحدت تست — گاہ در دیدہ نور نزہت تست
بر رہ حق قدم شد ثابت — ہر کہ او پیرو طریقت تست
گاہ از حق زبان نمی بندد — ہر کہ او واقف شریعت تست
با دگر کس نمی کند الفت — ہر کہ وابستہ محبت تست
کو تعلق بما سوا دارد — ہر کہ معروف در عبادت تست

جلوہ گر چار سو بدید او خلق	ہمچو خورشید نور قدرت تست
طالب دید باز ہر صورت	پیش دیدہ ظہور صورت تست
ہر زمین و زمان بدار د کار	ہر کہ گنجینہ دار دولت تست
عاشق از خود خبر نمید ارد	نیم جان خوف سر نمید ارد

بیقرار ہو گئے سب نے تہِ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا قیلاس کا قصد
ہی گنبد اسپہر کے لشکر رستم پر جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے علمہا
زرنگاری کے پھر پھرے چکے جنپر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی و قوم ہی سامنے
آ کر دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا رستم پیلتن پشت رکب بادرفتار پہ سوار پشت پہ
لشکر نامدار کئی تاجدار تخت ہا ے زرین پر سوار اور کئی پہلوانان تہمتن اور جوانان
صف شکن شش پا کمترین ہمراہ تمک رکاب پہ ہاتھ ڈالے ہوئے اہل لشکر مین
جان آ گئی اپنے آقائے نامدار کو جو آتے ہوئے دیکھا نوبت نقارے بجانے لگے
رستم نے بھی دیکھا کہ سب سردار زخمدار پٹیان مرہم کی سرون پہ چڑھی ہوئی ہین ایک
پہلوان عفریت مثال دیو خصال سید ان مین مہبوم رہا ہی چاہتا ہی لشکر پہ جا پڑے دن کو
رستم نے وہین سے رکب بڑھایا اور نعرہ کیا کہ باش او کافر خانہ برست خود را نگہ دار
کہ اینک رسیدیم یہ کہکر گھوڑا بڑھایا قریب قیلاس کے پہونچے قیلاس نے جو جوان
[illegible] دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا دیکھکر آواز دی ای جوان رعنا اگر تو میری اطاعت
کرے تو اپنے لشکر کا تجھکو بادشاہ کرون رستم نے دیکھکر آواز دی کہ ای قیلاس ردین حق
صف لشکر پر دیکھ کہ ایک بادشاہ تخت پہ ہی تاج قہر یاری بسر چار قب شہنشاہی دربر
موتیون کے مالے گلے مین اس بادشاہ کو پہچان کہ یہ کون ہی تب مجھے اپنے لشکر کا تو
بادشاہ کرنا قیلاس نے جو سر اٹھا کر دیکھا اپنے بادشاہ کو تخت پہ پایا پکار کر آواز دی
ای شہریار مین آپ کو جو دیکھتا ہون تو مجھے دھوکا ہوتا ہی قیلاس نے جو دیکھا اپنے
بادشاہ کو پہچانا کہا ای شہنشاہ گیتی ستان آپ اس مسلمان کے ساتھ کیون ہین یہ لشکر
سو ہان تاجدار نے جواب دیا کہ مین نے رستم کی اطاعت کی تجھکو بھی مناسب ہی کہ تو بھی کمر

شہریار کے بوسہ دے یہی فتاح طلسم ہفت پیکر ہین ہفت پیکر ایسے شخص کو مارا ہی
فی الحال طلسم گلچین کو فتح کرکے آئے ہین یہ سنکر قیلاس نے دیکھکر کہا ای بادشاہ اگر
آپنے ہزار طلسم فتح کیے اور شاید ہی کہ دیو زادون کو بھی مارا ہو تو میرا کیا کر سکیگا تلوار
مجہپر تاثیر نہین کرتی ہی مین نظر کردہ خداوند بقراط ثانی ہون جرأت مین لاثانی ہون
آپ کی بھی قضا دامنگیر ہی یہ کہکر تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا رستم نے تلوار کو
تیغے پر روک کر ایک ہاتھ مارا کہ شانے پر قیلاس کے تیغہ پڑا زرہ کٹ گئی مگر جسم پر
اسکے زخم کوئی نہ آیا رستم نے کئی ہاتھ مارے اور تلوار نے تاثیر نہ کی قیلاس نے جو
ہاتھ مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گھوڑے سے کود کر ایک ہجکا
مارا کہ قیلاس زمین پر آیا سینے مین سر اڑا دیا ریلکر لے دوڑے دس بارہ قدم پر لاکر
جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے گھتہ مارکر قیلاس کو چت کیا چھاتی
پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی قیلاس نے جواب سخت
دیا رستم نے ایک ہاتھ اپنا سر کے نیچے اور دوسرا ٹھڈی پر رکھکر جھٹکا دیا کہ دیکر
مع زرہ کے گردن گھسیٹ لی سر طرف لشکر کے پھینکا اہل لشکر رستم پر آپڑے سوبان
وقیصر نے فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر آپس مین ملگئے رستم قلب فوج مین لڑتے ہوے
جاتے ہین علم فوج کو قلم کیا افسران فوج نے دیکھا کہ کوئی دم مین شکست فاش ہوگی
سب افسران فوج اپنے بادشاہ کے قریب آئے بصدق اطاعت کی رستم کل فوج کو
لیکر اس قلعے پر اترے ایک افسر کو بطور نگہبان چھوڑا وہان سے بہ فر فریدونی وبہ
حشمت جمشیدی طرف قصر سکندری کے کوچ کیا مگر بقراط ثانی تو عشرت مین بیٹھا
تھا کہ نازنینان مہ جبین گاتے گاتے رکین بقراط نے پوچھا کیون ای معشوقان قدرت
تامل کا کیا باعث ہی کہا یا خداوند غضب ہوا طلسم گلچین فتح ہوگیا طلسم کشا عزم طلسم کشا
بہ صد کرو فر آتے ہین بقراط وہان سے اٹھکر بارگاہ مین آیا کئی سو تاجدار و افسر بیٹھے
ہین بقراط نے پکار کر آواز دی تم مین سے ایک جوان چاہتا ہون کہ طلسم کشا راہ
ہفت کو دے آتا ہی کوئی جاکے آگے روکے شاہان دیو کش بہ کرکے اپنے

مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند اگر کوئی گرد و سوار ست آتا ہوگا تو اُسکو بھی شکست دونگا اور
طلسم کشا کو تو اس حال خراب سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُسکے حال پر
روئین اور مجھے رحم نہ آئے تین لاکھ فوج لیکر شاوان چلا نور الدہر بدیع الزمان
ہفت کوہ سے گزر کر صحرا ے بیخس و خاشاک مین پہونچے ہین لشکر کو اُتارے ہے ہین
آپ کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ سیاہ آکر بچھین نور الدہر آکر دنگل پہ بیٹھے ہین
گرد سرد ار شکن ہوئے ذکر ہو رہا ہے کہ تا بہ قصر سکندری پہونچین دو تین کام کر رہے ہین
کہ آج کے چوتھے روز پہونچیے گا کہ صحرا سے گرد اُڑی شاوان دیو کش گینڈے پر سوار
پشت پر فوج جرار طلسما ے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے صداے لات و مناۃ
بلند اس کرّ و فر سے شاوان آکر پہونچا بارگاہ استادہ کرا کے اُترا کل لشکر فرو کش ہوا
شاوان اُٹھکر بارگاہ مین آیا پہلوانون سے صلاح کی کہ کیون یارو تمھاری کیا صلاح ہے
طلسم کشا کو سر میدان مارون یا اُسکی بارگاہ مین گھس جاؤن جاکر کہون کہ لشکر یہان سے
اُٹھا لیجاؤ اگر مان لے تو بہتر نہ مانے تو اسطرح پیش آؤن کہ تھوڑی دیر مین کل لشکر کو
شکست دون سب نے عرض کی حضور طبل جنگی بجوائین شاوان نے اُسیوقت حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے شاگردان شبرنگ جو بطور جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر بھاگے
سامنے نور الدہر کے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شاوان نے طبل جنگی بجوایا ہے آگا
ارادہ ہے کہ صبح کو معرکہ آرا ہو ے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے نور الدہر
نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑ گڑایا شاوان کو
خبر ہوئی بہت جھلایا اپنے مقام پر کہتا ہے کہ ان مسلمانون کو بڑے گھمنڈ ہین کہ طرف قصر
سکندری کے چلے ہین جسوقت قریب قصر سکندری پہونچین گے اور خداوند سہ وارہ کو
حکم دیگے ساتھ ہی سہ وارہ بارہ ہو سا حران غدار جب جلوہ گر ہو کے آویںگے تب مسلمانون کو
معلوم ہوگا جدھر جاوینگے مارے جاوینگے ابھی تو بڑا زور و شور ہے جب وہان پہونچین گے
تب حال کھلیگا سب سہ وارہ درست کر رہے ہین ہر ایک کو یہی خیال ہے کہ ہمارے
افسر سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا جو مقابلہ کریگا وہ زیر ہوگا حیران کہ گردن سوار سے

کہا ای برادر تم طلاے پر جاؤ لیکن خیال رہے کہ اگر طلسم کشا خود طلاے پر آجاوے
تو چپکے مقابلہ کرنا حیران کرگدن سوار نے کہا ای برادر مجھکو بڑی آرزو ہی کہ طلسم کشا
سے مقابلہ کرون اور سر کھینچ لون حیران بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکر بر سر طلایہ آیا اگر
بازارون کا انتظام کرنے لگا ہر بازار مین چند چند سوار چھوڑے تین ہزار سوارون
سے سارے لشکر کا انتظام کیا نو ہزار سوار براے طلایہ ساتھ لیے کنارۂ لشکر پر
آیا صداے حاضر و ناظر باش کی بلندی یہان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان
و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن
بدیع الزمان بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ شبرنگ بن عمرو فرد طلایہ لیکر آیا شبرنگ
نے جو وہ فرد لاکر ہاتھ مین شاہزادے کے دی شاہزادے نے جو فرد کو دیکھا معلوم
ہوا کہ آج طلایہ گشت ہمارے نام ہی فرمایا ای شبرنگ تدبیر کرو ہم طلاے پر جاینگے
شبرنگ نے تیاری کی سب کو معلوم ہوا کہ خود آقاے نامدار طلاے پر جاوینگے
کل سردارونکا قصد ہی کہ ہم بھی ساتھ شاہزادے کے جائین اُدھر کے طلاے پر
وہ شخص ہی کہ جو آمادۂ فساد ہی مگر نور الدہر نے کسیکو ساتھ نہ لیا چار سو سوار ہمراہ
لیے شبرنگ کو ساتھ لیکر طلاے پر آئے جابجا سوار مقرر کر کے دو پہر رات
گئے کنارے پر لشکر کے آکے ٹھہرے ہین کہ دیکھا حیران کرگدن سوار نو ہزار سوار
ساتھ لیکر آتا ہوا سامنے سے آیا نور الدہر کو جو دیکھا وہین سے للکارا کہ او بے
حمزہ تو نہ جانتا تھا کہ آج ابدولت طلاے پر ہین ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ
ان سب کو مار لو نو ہزار سوارون سے آپڑا ہمراہ نور الدہر کے تین سو جوان تھے
دل فوج مین آکر لڑنے لگے تین سو مسلمانون نے تین ہزار جوان مار کر ڈالدیے
حیران کرگدن سوار بہت خفیف ہوا اچھلا کر نور الدہر پہ جا پڑا للکارا کہ او طفل گستاخ
تجھکو بڑا دعوی جرأت ہی اسی مین خیریت ہی کہ بھائی صاحب کی خدمت مین چلکے
حاضر ہو ابدولت اقرار کرتے ہین کہ تیری خطا معاف کرا دینگے اور عہدۂ جلیل
دینگے نور الدہر نے جواب دیا کہ او مغرور کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے تقصیر نکر

خداے بازرگست جیران گینڈا اڑا کر قریب آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نورالدہر
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جیسے ہی اُسنے ہاتھ مارا تلوار اُٹھا کر جھٹکی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ
اُسکا مع تلوار کٹکر گرا پرنالہ جو خون کا جاری ہوا گھبرا گیا چیخین مارتا ہوا بھاگا یہ سنکر
شاوان اُٹھکر بیرون بارگاہ آیا ہی ہرکارون سے کہ رہا ہی کہ خبر لاؤ یہ کیسا ہنگامہ برپا ہی
ہرکارے دوڑے ہوے گئے خبر لیکر حاضر آئے عرض کی اے پہلوان دوران وای
گرشاسپ جہان بھائی صاحب کا آپ کے ہاتھ کٹا سامنے سے نورالدہر کے بھاگے
یہ سنکر شاوان جل گیا کہا جیران عجب نامرد ہی مجھکو بدنام کیا کہ سامنے سے پسر حمزہ
کے بھاگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی دیکھا کہ جیران کرگدن سوار دریاے
خون مین نہایا ہوا پرنالہ خون کا جاری روتا ہوا سامنے شاوان کے آیا کہا اے برادر
غضب ہوا کہ میرا ہاتھ ہاتھ سے گیا اب مین کیا کرون شاوان کو یہ دیکھکر بڑا غصہ
آیا گینڈے پر سوار ہوکر چلا اُسوقت پہونچا کہ نورالدہر چھ ہزار جوانون مین گھرے
ہوے لڑ رہے ہین مگر شیرانہ مصروف جنگ ہین پشت وپہلو سے بخوبی آگاہ ہین جو
جسطرف سے آیا اُسکو بخوبی جواب دیا دور سے تیر مار رہے ہین جو قریب آیا وہ واصل
جہنم ہوا شاوان گھبرایا اب اعتقاد جنگ ہوا سمجھا کہ دعوی اس شخص کا بیجا نہین ہی
حقیقت مین شیر بیشۂ جرأت ہی یکتاے میدان جلالت ہی کترا کر پشت پر آیا اور ایک
سوار کو اشارہ کیا اُسنے پہلو پر آکر وار نیزہ کا کیا نورالدہر نے سنان نیزے کو پہلے
سے اُڑا دیا جھپٹ کر اُسکو ہاتھ مارا کہ سوار کے دو ٹکڑے ہوے مگر شاوان نے
پہلو پاکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر اُس افسر کا زخمی ہوا نورالدہر نے پلٹ کر
ہاتھ مارا شاوان توکل پر گینڈے کے پہونچا گینڈے کا منھ کٹا گینڈا شاوان
کو لیکر بھاگا نورالدہر اُسی زخمداری مین لڑا کیے یہ برداشت رہے غش آنے [illegible]
دونون ہاتھ حائل گردن مرکب کیے فرمایا اے مرکب اسمعیل بنکو ... [illegible]
جنگ کی نہین ہی ایسا نہو کہ پشت مرکب سے گر پڑون مرکب [illegible]
سست پایا کنوتیان بدلین پشتکین اُچھالتا ہوا دولتیان مارتا ہوا [illegible]

نور الدہر یہ خبر سنکر آئے باقی ماندہ کو قتل کیا بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر حیران ہین کہ آقاے نامدار پر کیا گذری سب جمع ہوے شبرنگ کو بلایا شبرنگ نے کہا طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا اُنکو کسی جانب نکال لیگیا اگر دشمن گرفتار ہوتے تو کفار کے طریقے سے معلوم ہوتا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون آپ لوگ لشکر سے ہوشیار رہیے گا جہانتک ہوسکے کوئی خرابی نہ آنے پائے سرداروں نے کہا اگر بہرام فلک بھی آئیگا تو اُس سے بھی لڑینگے شبرنگ سبکو بخوبی سمجھا کر قتنو رہاے زربفتی لگا تلاش مین اپنے آقا کی روانہ ہوا جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا درختون پر جانور بہت سے بیٹھے ہین جسطرف سے شبرنگ نکلا وہ طائر بیتحاشا شور شبرنگ کو دیکھتے ہین اور غل مچاتے ہین شبرنگ حیران کہ یہ معرکہ کیا ہی مگر خیال مین گذرا کہ اے شبرنگ یہ مقام خالی از علت نہین ہی کہ دمبدم مجھی کو دیکھتے ہین اور پر پرواز سے اُڑتے ہوے میرے پیچھے چلے آتے ہین مین بہ تعجیل یہان سے نکلا یون کہ ایک طائر نے سامنے آکر ایک چیخ ماری اپنی آواز مین پھر آواز دی جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی پہلوے صحرا سے ایک ساحرہ آہو پر سوار ریکین شراب کے نشے مین آدھا جسم آہو پر اور آدھا زمین مین لٹکتا ہوا آہو بھاگتا ہوا آتی ہی وہ ساحرہ پکارتی ہوئی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شبرنگ نے جو ساحرہ کو اس حال سے دیکھا ایک جانب بھاگا مگر وہ ساحرہ آہو کو مارتی ہوئی چلی آتی ہی کبھی کہتی ہی کہ اے آہوے صحرائی تیری کرچیال تو مشہور ہی بڑے عجاب کی بات ہی کہ آدمی تجھسے نکلجاے یہ جو ساحرہ نے کہا آہو نے جست کی تین ٹھیکون مین برابر شبرنگ کے پہونچ گیا قریب پہونچکر ساحرہ نے آواز دی ارے جانے والے ٹھہر جا یہ جو پکارکر ساحرہ نے کہا شبرنگ کا پاؤن لڑکھڑایا منھ کے بھل زمین پر گرا ساحرہ نے جھپٹ کر شبرنگ کو پکڑ لیا شبرنگ نے کہا اے ساحرہ مین نے کیا خطا کی کہ جو مجھکو گرفتار کیا ساحرہ نے کہا نہین معلوم تو کون ہی کہ مین بیٹھی شراب پی رہی تھی کہ شراب حلق مین اٹکنے لگی مین بہت حیران ہوئی کہ یہ کیا

سرور ہو کر شراب حلق مین انگتی ہو تھوڑی دیر اس فکر مین تھی کہ ایک طائر صحرا سے پہونچا
کہا ای ملکۂ عالم ایک عیار آج صحرا مین آیا ہو مین جلدی مین دوڑی مین نے جو دیکھا تو
معلوم ہوا کہ یہ عیار کسیکی جستجو مین جاتا ہو میرے پیرون نے خوب پہچانا اس صحرا سے
کوئی گذر نہین سکتا یہ صحرائے سرہنگ مشہور ہو سرہنگ جادو میرا نام ہو مین
تیرا نام دریافت کرتی ہون یہ کہکے طائرون کو پکارا طائر سب اُڑکر اسی مقام پہ
آئے ایک نخل پر آکر بیٹھے سرہنگ نے پکار کر آواز دی کیون طائرو اس عیار کا
کیا نام ہو ایک طائر اُنہین سے اُڑکر ایک شاخ پر بیٹھا اور مثل انسان کے پکار کر
آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ اشعار مین پڑھتا ہون مطلب سمجھ لیجیے گا یہ کہکر یہ اشعار باواز
بلند دل دردمند پڑھنے لگا نظم

کرتے ہین عجب یار سراغ پر طاؤس — زخمی کو نہین اُسکے دماغ پر طاؤس
صیاد بھی زخمی ہی اسے باندھین گے دونون — جو دم ہی غنیمت ہو فراغ پر طاؤس
محتاج نہین روشنی صاریتی کا — داغ اپنا ہی ہر شمع و چراغ پر طاؤس
او ابر ترے عشق نے یہ رنگ دکھایا — ہر داغ ہو اک لالۂ باغ پر طاؤس
دھویا کرے باران بہاری اسے آتش — چھٹنے کا پہ رن سے نہین داغ پر طاؤس

اُس طائر نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ ساحرہ نے انگلیون پر کچھ شمار کیا قہقہہ مارکر
ہنسی کہا ای شخص مین نے تجھکو پہچانا تو طلسم کشا کا عیار ہو تیرے ہاتھ سے اکثر ساحر
مارے گئے قدرت بہت خوش ہوگے یہ کہکر جھپٹ کر مین دیکر اُڑی اُس صحرا سے تھوڑی
دور پر ایک قصر بنا ہوا تھا اُسمین آکر اُتری آپ مسند پہ بیٹھی شہرنگ کو سامنے
بٹھا دیا مگر ہاتھ پانون بیکار کر دیے ہین کہا او ظالم اب مین تجھکو بہ خدمت خداوند
بقراط ثانی روانہ کرونگی وہ تجھکو قتل کرینگے نامہ آیا تھا کہ ای سرہنگ بہت جلد
آنہ طلسم کشا کی آمد ہو تیرے قتل سے طلسم کشا کا زور کم ہوگا شہرنگ منتین کر رہا ہی
کہ ای ملکۂ عالم مجھکو چھوڑ دیجیے اب مین کبھی اسطرف نہ آؤنگا سرہنگ کہتی ہو او
ظالم تجھے کبھی ہمیشہ نہ چھوڑونگی تو اُس شخص کا فرزند ہو جسکا ہم لوگ کبھی نام نہین لیتے

خدمت خداوند مین روانہ کرونگی کمیل نے کہا ای سرہنگ یہی شخص طلسم کشا ہی گر مین اسکی خطا کو معاف کرتی ہون مگر یہ ظالم جان کا خوف نہین کرتا سرہنگ نے کہا ای کمیل یہ قدرت خداوند لقراط ثانی کی ہو کہ یہ دونون دستیاب ہوے تم اِسکو مجھے حوالے کردو مین صبح دونون کو خدمت خداوند لقراط ثانی مین روانہ کرون بڑا امیرانام ہوگا تم اسکی جان بخشی کرو صاف صاف کتاب مین لکھا ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی ساحر اس اقلیم سے نابود ہو جائینگے خداوند لقراط ثانی چولا تبدیل کرینگے اہل دنیا کو منہ نہ دکھائینگے اگر یہ جوان قتل ہو جاے تو عمر طلسم کی ہزار برس کی ہو ساحر بہ لطف عملداری کرین قدرت کی خدائی گوارا مسلے کمیل نے کہا ای سرہنگ انصاف تو کر کہ مین اپنا معشوق کیونکر حوالے کر دون میرا دل نہین مانتا جب طلسم ٹوٹے گا سمجھا جائیگا سرہنگ نے کہا ای کمیل مین نہ جانے دونگی طلسم کشا ایسا شخص اِسکا زندہ رہنا بہتر نہین قدرت شکایت کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ اِس جوان کے ہاتھ سے عاجز ہو کر چولا تبدیل کرونگا کمیل نے کہا میری اِسپر جان جاتی ہو مجھے منظور نہین کہ یہ کیسے پاس جائے اور نہ کہ قدرت کے پاس پہونچے اور وہ اِسے قتل کرین مین کیونکر گوارا کرون سرہنگ نے کہا ای کمیل ہاتھ اُٹھا اِسکی محبت مین جان نہ دے یہ فرزندان حمزہ مین جو زبان سے کہا وہ کہا یہ کبھی تجھکو قبول نہ کرینگے مفت مین پریشان رہیگی کمیل نے کہا مجھے سب کچھ گوارا ہی شبرنگ نے سرہنگ کو اشارہ کیا کہ قفس چھین لیجیے آپ نے کس لطف سے سمجھایا مگر اِسنے نہ مانا آخر کو سرہنگ اُٹھی کہا ای کمیل قفس چھوڑ دو اور جا کمیل نے کہا کیا بکتی ہو تیرے کہنے سے کیا مین اپنی جان کو چھوڑ دون اور تجھکو دون کہ تیجھکو لیجا کے قتل کرے سرہنگ نے گولہ مارا کمیل نے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ گولہ پھٹ کر گر اکئی سحر سرہنگ نے کیے کمیل نے ہنس ہنس کے دفع کر دیے اور کہتی جاتی ہو کہ ای سرہنگ کیون قضا آئی ہو مگر سرہنگ نہین مانتی سحر کیے جاتی ہو آخر کمیل نے بجلی کمان سے اُتاری اسم سحر پڑھکر کھینچ ماری برق جہندہ ہنکر وہ بجلی سر سرہنگ پر گری سرہنگ کے دو ٹکڑے ہو ے جب سرہنگ مری شبرنگ نے سحر سے رہائی پائی

کود کر الگ ہوا کمیل نے قفس اُٹھا لیا چاہا کہ روانہ ہو جاؤن مگر حیران ہی کہ وہ عیار
کہان گیا ہر مرتبہ نام لیکر پکارتی ہی کہ ای عیار طرار مین تیری جویا ہون مین تیرے ساتھ
بُرائی نکرونگی شبرنگ کھڑا سن رہا ہی ایک نخل کی آڑ مین چھپا ہوا ہی مگر جواب نہین دیتا
خیال ہی کہ ساحران غدار ہین ایسا نہ ہو کچھ فتور کرین کہ اس عرصے مین ملکہ شعلہ جوالہ جو
تلاش مین شبرنگ کی چلی تھین آسمان پر اُڑتی ہوئی آتی تھین کہ کان مین آواز یہ پہونچی
کُشتی مرا نام من سرہنگ جادو بود مرنے کی سرہنگ کے جو آواز کان مین آئی
بلند ہو کر دیکھا کہ ایک قفس مین نور الدہر بن بدیع الزمان بند ہین اور ایک ساحرہ
اُس قفس کو گود مین لیے بیٹھی ہی حیران ہو گئی کہ یہ ساحرہ کون ہی کہ شاہزادے کو لیے
بیٹھی ہی حیران ہو کر باغ مین آئی ایک طائر کی شکل بنکر نخل پہ بیٹھی باتین سُننے لگی دیکھا
کہ کمیل کہہ رہی ہی ای شہریار مجھے قبول کیجیے نور الدہر فرماتے ہین ای کمیل آہین سرد را
کو فتنی فائدہ ندارد بجنے جو کہا وہ کہا جسقدر کد و کاوش کریگی ملال پیدا ہوگا کوئی
نفع حاصل نہ ہوگا شعلہ جوالہ سمجھی کہ یہ شاہزادے پہ عاشق ہی اور شاہزادہ انکار کرتا
ہی وہ عاشق زار ہی کیونکر اسکو مارڈالے یہ قفس رکھے تو نگاہ بچا کے لے بھاگون پھر
سوچتی ہی کہ اگر دیکھ لیا تو چھپا کر کسی جانے نہ دیگی ای شعلہ جوالہ یون ہی کرکے گرزو
ڈرا کے دو ٹکڑے ہون آخر دل مین سوچتے سوچتے کارد سحر جدول سے نکالی اُسپر
اسم سحر پڑھا چھری پر دم کرکے کھینچ ماری جب کارد رہا ہوئی تب آواز دی کہ ای
کمیل ہوشیار رہو کہ موت تیری قریب ہی وصل سے شاہزادے کے بے نصیب ہی
جیسے ہی کمیل پلٹی کارد آکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری کمیل کا مرنا کہ قفس
ٹوٹا نور الدہر نے قفس سے نکلتے ہی کمیل کی جدول پر ہاتھ ڈالا لوح محفوظ نکالی ہین
شبرنگ نے اپنے کو ظاہر کیا مگر نور الدہر شعلہ جوالہ پر بہت خفا ہوے کہ دھوکے
مین کسیکو قتل نہ کرنا اگر ایسی حرکت پھر کروگی تو ہم تجھسے ملنا چھوڑ دینگے بات نہ کرینگے
شعلہ جوالہ ہاتھ باندھنے لگی کہا ای شہریار تخت سحر تیار کرون نور الدہر نے کہا کہ تم
یہ پرواز پیدا کرکے چلو ہم شبرنگ کے ساتھ آتے ہین شعلہ جوالہ پر پرواز پیدا

کر کے چلی نور الدہر و شبرنگ باغ سے باہر نکلے دو کوس راستہ طی کیا نور الدہر نے
کہا اے شبرنگ مجسے پیدل نہین چلا جاتا کہین سے مرکب لاؤ شبرنگ نے کہا کہ اے
شہریار اس صحراے ہول خیز مین مرکب کہان جسقدر آپ نے راستہ طی کیا ہے اُسیقدر
اور باقی ہے نور الدہر نے کہا مجسے نہ چلا جائیگا شبرنگ تو انکار کر رہا ہے کہ مرکب ممکن
نہین اور نور الدہر فرماتے ہین کہ لشکر مین جاؤ مین اسی مقام پر ٹھہرا ہون جب تم
مرکب لیکر آؤ گے تب چلونگا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ مرکب پر
سوار پشت پر بارہ ہزار سواران جرار گھوڑا اُٹھاے ہوے اسی طرف آتا ہے اُسکی جا
کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال زیر نخل کھڑا باتین کر رہا ہے
شاطر سے کہا کہ جاکر دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہے اس صحرا مین آنے کا کیا باعث
ہوا عیار جست کرتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا رعب و جلال دیکھکر دنگ ہو گیا
جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی اے شہریار ہمارا بادشاہ نعیم تاجدار اس
اقلیم کا مالک ہے آپ کا نام نامی دریافت کرتا ہے نور الدہر نور رنجیدہ ہوکر شرے سے
فرمایا کہ جاکر کہدو کہ نور الدہر بن بدیع الزمان سرکوب لقراط ثانی ایک ساحرہ
اُٹھا لائی تھی اُسکو مار کر اب اپنے لشکر کو جاتے ہین عیار نے جاکر نعیم تاجدار سے
کہا نعیم تاجدار نے سنکر افسران فوج سے کہا عجب نعمت ملی کہ قدرت اس سے
بہت تنگ ہو رہے ہین ہمارے پاس بھی حکم آیا تھا کہ اگر ہو سکے تو گرفتار کر کے
لانا اب یہ اکیلا یہان مل گیا ہے چہار طرف سے گھیر کر گرفتار کر لو بارہ ہزار سواران
جرار گھوڑے اُٹھا کر چلے نور الدہر تلوار کھینچکر بڑھے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ نور الدہر
ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ✣ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش ✣ عدو در رزم گاہش صد ہزار الامان خواندہ
دیگر ز طفلی بجرأت ہنر داشتم ✣ لقا را بیک دست بر داشتم ✣ ظفر بر یلان عرب یافتم ✣
شہ نوجوانان لقب یافتم ✣ شبرنگ نے بڑھکر حقۂ آتشبازی مارا گھوڑے بدلگامیان
کرنے لگے ایک سوار کو تاک کر نور الدہر نے مارا اُسکے گھوڑے پر سوار ہوے

حرت تاجدار کے چلے شہرنگ پشتی بانی کرتا ہوا حقرا آتشبازی مار مار ہر لشکر میں بھی ہنگامہ برپا ہے جس کسی نے بڑھکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر لگا نتھا اور معاوضہ میں ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے چالیس پچاس جوان مارکر ڈالدیے لڑتے بھڑتے سامنے نعیم تاجدار کے پہونچے نعیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے پنجہ بڑھا کر کلائی تھام لی تلوار چھینکر پھینک دی کمرزنجیر میں ہاتھ ڈالا نعرہ کرکے اُٹھا لیا فرمایا ہر شرط کہ ماروں زمین پہ اُستخوان تیرے چور چور ہو جائیں نعیم تاجدار نے عرض کی ای شہریار الامان نورالدہر نے فرمایا امان بہ شرط ایمان عرض کی کہ ای شہریار تا زندہ ابد بندہ ہیم جبتک کہ زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نکرونگا یہ سنکر نورالدہر نے چھوڑ دیا نعیم تاجدار نے اہل فوج سے پکار کر آواز دی کہ یارو تلوار نیام انتقام میں کرو ہیں شہزادہ شہریاری اطاعت کی کل افسر رومال سے ہاتھونکو باندھکر حاضر ہوے نورالدہر نے سب کو کلمہ پڑھا کر گلے سے لگایا سب بہ صدق مسلمان ہوے نعیم تاجدار نورالدہر کو لیکر قلعہ نعمانیہ میں آیا ایک شب اور ایک دن بڑے ایطف سے شاہزادہ سے کی دعوت کی نورالدہر نے کہا کہ ای شہرنگ آج شب کو میں نے ایک خواب پریشان دیکھا ہو خدا لشکر کی خیر کرے حکم دیا کہ لشکر تیار رہے ہم کل کوچ کرینگے نعیم تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام دامن دولت نچھوڑیگا ہمراہ رکاب رہیگا نورالدہر نے حکم دیا لشکر تیار رہے ہم صبح کو کوچ کرینگے صبح کو نعیم تاجدار نے لشکر تیار کیا تخت باہر نکلا محل میں رخصت ہونے کو گیا زوجہ سے کہا صاحب ہم رخصت ہوتے ہیں شاہزادہ نورالدہر کے ساتھ جاتے ہیں انشاءاللہ افراطانی کو قتل کرکے آوینگے ابھی تو قصر سکندری پہ لشکر کشی ہی بعد اسکے طلسم باطن میں جانا ہوگا قضاے کار نعیم تاجدار کا شانہ عفت میں ایک گوہر بے بہار کھتا ہی نسرین شیریں کلام اُسکا نام ہی اُسنے جو کہ سے میں سنا کہ والد نامدار کہیں سفر میں جاتے ہیں دوڑکر جو آئی پیشانی پر پسینہ آگیا نازک اندام ابرو رشک ہلال آنکھیں نخوردیدہ غزال ماہ رخسار کبک رفتار شیریں گفتار آکر باپ کو

سلام کیا کہا او والد نامدار کیا تصدیع نعیم نے کہا او نور نظر وای پارۂ جگر مین نے جس شیر
کی اطاعت کی وہ جرأت و ہمت و سخاوت و صورت مین بے مثل و بے نظیر ہی چہرہ
رشک ماہ منیر ہی اب وہ قصر سکندری پر لشکر کشی کرکے جاتے ہین مین اپنی سعادت
جانتا ہون کہ ہمراہ رکاب جاؤن خدمتگزاری کرون ایسا فخر کسکو ملتا ہی جو مجکو حاصل
ہوا لشکر انکا یہان سے دو منزل پر ہی شادان دیو کش کوئی پہلوان ہی وہ مقابلے
مین انکے لشکر کے اترا ہی شاہزادے نے شب کو خواب پریشان دیکھا ہی اسوجہ
سے زیادہ جلدی ہی اس رنگ سے سامنے بیٹی کے نعیم نے بیان کیا کہ نسرین بھی
مشتاق ہوئی کہ کیونکر جمال باکمال دیکھون نعیم تاجدار توسب سے رخصت ہوکر
باہر آیا مگر نسرین شیرین کلام ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی محل مین اپنی کنیزون کے
آئی کنیزون نے پوچھا کہ کیون واری کیسا مزاج ہی حضور کو عجب رنگ مین پاتے
ہین نسرین نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا بیان کرون دل کی
یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی نظم

کیجیے برق تجلی کو اشارہ اپنا ۔ لا چکا حسن جہان سوز شرارہ اپنا
یاد خاطر رہے جنبش تری مژگان کو صنم ۔ کنگ کو ہو نہ فراموش اشارہ اپنا
کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ ۔ حق تو یہ ہی نہین تقدیر سے چارہ اپنا
تیغ ابرو بھی چلے تیغ کے ساتھ اے قاتل ۔ ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دوپارہ اپنا
آئنہ صاف ہوا دور سکندر آیا ۔ خود پسندون کو مبارک ہو نظارہ اپنا
راہ دے صورت موسیٰ ہمین بحر ہستی ۔ کشتی و پل سے نہ ہوویگا گذارہ اپنا
زیر دیوار ہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ ۔ ہم زمین پر ہین فلک پر ہی ستارہ اپنا
بحر ہستی مین یہ طوفان عدم اٹھنے سے ۔ غوطے کھلوانا ہی ساحل سے کنارہ اپنا
صبح محشر بھی نہ ہون خواب لحد سے بیدار ۔ منہ نہ دکھلائے ہمین عمر دوبارہ اپنا
سالہا سال سے تحصیل سخن ہی آتش ۔ اس قلمرو مین ہی مدت سے اجارہ اپنا

کنیزین گھبرا گئین کہا واری یہ کیا جملہ فرمایا کہا صاحبو کیا حال پوچھتی ہو عجب معرکہ

گذرا اسوقت و الدنا مدار نے طلسم کشا کا ذکر کیا دل مشتاق ہر کہ کیونکر جمال بے مثال کو دیکھون حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کنیزون نے عرض کی واری ایک نامہ لکھیے جسکو حکم دیجیے وہ لیجائے نامہ آنکے ہاتھ تک پہونچانے یقین ہر کہ وہ بھی مشتاق ہون اور آپ تک آئین اسطور سے ملاقات ہو آپ کا جمال بے مثال عابد کش زاہد فریب از بسکہ یقین ہر کہ ضرور مائل ہون آخر یہ صلاح ٹھہری کہ رقعہ اشتیاق آمیز لکھیے اسمین تصویر اپنی رکھدیجیے یہ رائے بہت پسند ہوئی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے رقعہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای پرورد و ستم کج ادائی وای غزال صحرائے بے اعتنائی زاد حسنہ بعد آرزوئے محبت و تمنائے الفت کے عرض ہر آپ کا ذکر حسن و جمال وجرأت زبانی و الدنا مدار کی سُنا اشتیاق ہوا کہ جمال بے مثال دیکھون اور قدمبوس ہون دل کی جو کیفیت ہو اُسکو کیا بیان کرون نظم

ہاتھ پانؤن مین درد رہتا ہر	رنگ چہرے کا زرد رہتا ہر
صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑ دیا	ہاے فرقت نے دل کو توڑ دیا
ناتوانی چڑھی ہر زور رون پر	رنگ لاتا ہر روز خون جگر

ہاے اور کیا حال مصیبت مآل اپنا لکھون قلم دو زبان کا سینہ چاک اشک سیاہ ٹپکتے ہین اسی کاغذ مین اس مشتاق کی تصویر رکھی ہر ایک کنیز شگوفہ نامے اُسکو یہ نامہ دیا اس نامے پر اپنی مُہر کر دی شگوفہ مردانے کپڑے پہنکر چلی نور الدہر بن بدیع الزمان نے دن جو چڑھ گیا فرمایا کہ انشاء اللہ کل کوچ کرینگے آج گویا یا نزاب کیا کل منزدر پہر رات رہے سے لشکر تیار رہو گا یہ حکم دیکر بارگاہ مین آئے سرداران تہمتن معشوقان پرفن گرد بیٹھے ہین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی گا رہی ہر آنکھین ملاکر تا رہی ہر نور الدہر مست بیٹھے ہین کہ شگوفہ دریافت کرتی ہوئی دربارگاہ پر آئی درگہ سالار بیٹھا ہر شگوفہ نے درگہ سالار کو آکر سلام کیا اور کہا یا تو اپنے شہریار کو یہ نامہ پہونچا دیجیے یا ہمکو حکم دے کہ ہم خود جا کر پیش کرین درگہ سالار نے حکم دیا کہ جاؤ شگوفہ مردانہ بھیس کیے ہوئے اندر جو بارگاہ کے آئی عجب دربار دیکھا کہ ایک

وزنگل شوکت پر نور الدہر گردسے دوران نامی ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی کہ شگوفہ
نے آکر مودب سلام کیا دونون ہاتھون پر نامہ رکھکر پیش کیا نور الدہر نے نامہ لیا
سرنامے پہ مہر دیکھکر طبیعت کو رغبت ہوئی لفافہ کھولا نامہ پڑھا وہ لفظین اشتیاق آمیز
پائین کہ دل کو فرحت اور روح کو راحت ہوئی نامہ پڑھکر تصویر پر جو نگاہ ڈالی مثل تصویر تصو
حیران جمال و محو دیدار ہو گئے بیت نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد * نوبت بزلف
او چو رسد آہ میکشد * نور الدہر کے منھ سے بے ساختہ نکلگیا کہ فرو مرا کشتی و تکبیرے
نگفتی * عجب سنگین دے اللہ اکبر * یقین تھا کہ شاہزادہ غش کھا کر گر پڑے اپنے کو
سنبھالا پہلو مین تخت بچھا ہی اُسپر نعیم تاجدار بیٹھا ہی اُسنے یکایک دیکھا کہ رنگ
روے شاہزادہ متغیر ہوا چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین نامہ ہاتھ مین ہی دمبدم
نامہ دیکھتے ہین کبھی نامے کے بوسے لیتے ہین نعیم نے دست بستہ عرض کی او شہریار
اس نامے مین کیا لکھا ہی کہ حضور کا رنگ رو متغیر ہو گیا مین دیکھتا ہون دمبدم تغیر
بڑھتا جاتا ہی نور الدہر نے وہ نامہ ہاتھ مین نعیم کے دیا نعیم نے جو نامہ پڑھا خوش
ہو گیا کہا او شہریار زہے فخر و سعادت غلام کی کہ حضور کے پہلو مین وہ کنیز جچے اُسی
وقت وزرا کو حکم دیا کہ ترنج خوشبوئی لاؤ وزرا ترنج خوشبوئی لائے طرف شاہزادہ
کے اشارہ کیا وزرا نے وہ ترنج سینے پر شاہزادے کے لگایا اُسیوقت نذرین
گذرنے لگین مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی نعیم نے کہا امیدوار ہون کہ ایک
ہفتہ حضور قیام فرمائین کہ نکاح مین حضور کے کنیز کو لاؤن نور الدہر نے کہا آج ہی
تقریب ہو جائے کل کوچ مین فرق نہ ہو نعیم نے کہا یہ بھی ممکن ہی کارگزاران شاہی کو
حکم ہوا تیاری ہونے لگی نعیم نے کہا حضور تشریف لاوین مین اُسے جاکر عروس بناؤن
عالم کو حضور ساتھ لیتے آوین عقد ہو جاوے نعیم نے جاکر محل مین آگہ کیا انسرجان کو
دلہن بنایا جوڑا بھاری پہنایا مشاطہ نے زیور و لباس سے عروس کو آراستہ کیا
یہان نور الدہر سرداروں کو ساتھ لیکر سوار ہوے طرف قصر نعیم کے چلے جاکر
مسند پر بیٹھے عالم کو بلاکر عقد پڑھایا بعد ازان عالم کو کشتی وغیرہ دیکر رخصت کیا دلہن کو

خانے مین سوار کر کے لیچلے چند قدم چلے ہین کہ پشت سے آیا ہوا نظر بیکانے بھاگنے
لگے کہاریان الگ گرین نور الدہر نے گھبرا کر پوچھا کیون یارو خیر تو ہی ناظرین پر
واضح ہو کہ پہلو مین اس قلعے کے ایک پہلوان رہتا ہی کہ اُسکو سکان مر دم در
کہتے ہین جب حسن و جمال ملکہ نسرین شیرین کلام کا شہرہ ہوا تو سکان نے نعیم کو
پیغام دیا تھا کہ مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمائیے ورنہ بہت بڑی بے ادبی ہوگی
کہ لشکر کشی کرونگا قلعے کی تباہی پر آمادہ ہونگا سرکار کو تکلیف پہونچیگی نعیم نے
بخوف خونریزی قبول کر لیا تھا مگر یہ کہا تھا کہ بعد دو برس کے شادی کرونگا سکان
نے قبول کیا تھا اب اُسکو خبر پہونچی کہ فرزند حمزہ کے ساتھ تیری منسوبہ کا عقد ہو گیا
اور برات بیٹھے ہوے جاتے ہین سکان کو اپنے زور پر بڑا ناز تھا بارہ ہزار سوار
سے آپڑا نور الدہر نے جو یہ خبر سُنی گھوڑا بڑھا کر جا پڑے مگر دیکھا کہ سکان لڑتا
ہوا قریب محافے کے پہونچا چاہتا ہی پلٹ کے دیکھا کہ ایک کمیدان موسوم بہ
غراب شیر شکن لڑتا ہوا ساتھ ہی نور الدہر نے کہا ای غراب تیرے ساتھ کتنے
لوگ ہین کہا حضور دو ہزار جوانون کا افسر ہون نور الدہر نے کہا ای غراب
مین محافے پر قبضہ کر کے تیرے ساتھ کرتا ہون تو اپنے ہمراہ لیکر چل مین سکان
کو شکست دیکر آتا ہون غراب خود مدت سے ملکہ پر عاشق تھا کہا ای شہریار
غلام ساتھ جانبازی کے اپنے ہمراہ محافہ لیجائیگا نور الدہر نے بڑھکر شمشیر زنی
کی بلا زمان سکان کو قریب سے محافے کے ہٹایا محافے پر قبضہ کیا غراب سے
کہا تمھارے دو ہزار جوان جو ہین اُنکو ساتھ لو طرف صحرا کے نکلجاؤ کسی مقام پر
جا کر ٹھہرنا ہم فوراً آتے ہین غراب کو گویا نعمت ملی محافے پر قبضہ کیا لیکر طرف
صحرا کے چلا جی مین کہتا ہی یہان سے نکل چلو کسی اور ملک مین جا کر بسینگے ہم
جہان جائینگے وہان ہماری قدر ہوگی دو ہزار جوان سب ساتھ ہین محافہ لیے ہوے
جاتا ہی چاہتا ہی دور نکل جاؤن کہارون پر تاکید ہی کہ جلدی چلو کہار بھی بھاگے ہوے
جاتے ہین قضائے کار ایک پہاڑ ہی کہ کوہ املاک اُسکا نام ہی املاک قزاق اُسپر

رہتا ہی وہ بر سر کوہ بیٹھا تھا بارہ ہزار جوان گرد بیٹھے ہین کہ دور سے اسنے دیکھا
ایک عماری کو دو ہزار جوان گھیرے ہوے آتے ہین ایک جوان آگے آگے سب کے
رواروی کرتا ہوا جاتا ہی املاک بارہ ہزار جوانون کو لیکر اُترا للکارا کہ خبردار
آگے نہ بڑھنا غراب گھبرا کر ٹھہر گیا املاک گینڈا بڑھا کر قریب آیا پوچھا اسمین کون
سوار ہی غراب نے کہا جو ہماری جان و مال کی مالک ہی جسکے عشق مین مدت سے
بیتاب و بیقرار تھا آج اُسکو لیے جاتا ہون شراب وصل پیونگا املاک نے کہا بہتر
اِسی مین ہی کہ عماری کو یہین چھوڑ دے تو چلا جا ورنہ پچھتائیگا عنقریب موت کا
مزا چکھایا جائیگا یہ سُنکر غراب نے گینڈا بڑھایا ہاتھ تلوار کا مارا املاک نے کہ قزاق
زبردست جنگ دیدہ و کارآزمودہ ہی تلوار کو تلوار پہ لگا تھا سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ
مارا دیا غراب کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون کو بھی مار لیا عماری پر قبضہ کیا
عماری کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گیا ایک مکان مین ملکہ کو اُتروایا کنیزون کو حکم دیا خبردار
بے تکلف خدمتگزاری کرنا کوئی تکلیف نہ پہونچے کنیزان چینی و رومی فرستادۂ املاک
برائے خدمت حاضر ہوئین مگر نسرین شیرین کلام نہایت حیران ہی کہ یہ کیا معاملہ
ہوا مگر کس سے بیان کرے غیر کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین ایک گوشے مین
جا کر ملکہ بیٹھین یہان نور الدہر مصروف جنگ ہین لڑتے بھڑتے قریب سکان
کے پہونچے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پہ روکا
جیسے ہی اُسنے چاہا کہ دوسرا ہاتھ ماروں خبردار خبردار کہکر نور الدہر نے کمر کو
بچا کر سر پہ ہاتھ مارا سکان نے گرد اسپر کا اُٹھا دیا مگر تیغۂ برق تاب جو تڑپ کر گرا
سپر کو کاٹ کے پھر جو گرا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ہلڑ ہوا کہ سکان مارا
گیا ساتھ والے اِسکے بھاگے کچھ خدمت مین نور الدہر کی حاضر ہوے کلمہ
پڑھکر بصدق مسلمان ہوے نعیم تاجدار نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای
شہریار بڑے مغرور کو مارا کوئی اس سے مقابلہ نہین کر سکتا تھا کسکی مجال تھی کہ اس
سے مقابلہ کرے مگر آپ کا اقبال یاور ہی طالع مددگار نور الدہر نے پوچھا کہ ای

نعیم غراب کمان ہر ہر کارہ دن سے خبر دی کہ وہ محافہ لیکر بیرون قلعہ گیا نور الدہر نے کہا بڑی تاقت کی معلوم یہ ہوتا ہی کہ اُسکے دل مین کچھ فتور ہی یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا ہمراہیان غراب روتے پیٹتے آتے ہین نور الدہر نے پوچھا کہا خیر تو ہی کہا ای شہریار غضب ہوا کہ افسر ہمارا غراب ابھی ہاتھ سے املاک قزاق کے مارا گیا املاک نے انکو مار کر اور ہمکو بھگا کر محافہ کو ساتھ لیا اور اپنے پہاڑ پر چڑھ گیا نور الدہر نے کہا ای نعیم ہم تو تلاش مین ملکہ کی جاتے ہین نعیم نے کانپکر عرض کی ای شہریار یہ آپ ہی کا کام ہی کہ سکان ایسے پہلوان کو مارا اگر یہ املاک قزاق بلاے روزگار ہی نور الدہر نے کہا ای بادشاہ اِسکا خیال نہ فرمایئے خداے بزرگ کی غیرت مقام تعجب ہی کہ ہمارے ناموس پر قبضہ کرے اور ہم سنین اور نہ جائین یہ تو بڑی بے غیرتی کی بات ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا طرف اُس کوہ کے چلے یہان املاک اپنی فوج کو لیے بیٹھا ہی کنیزون سے کہا بھیجا ہی کہ ملکہ کو رضامند کرو جب بادولت اندر آئین تو انکار نہ کرین کنیزین دوڑ دوڑ کر جا رہی ہین جس کنیز نے جا کر ملکہ سے کہا ملکہ نے جواب سخت دیا اُس کنیز نے پلٹ کر املاک سے کہا کہ وہ عاشق جمال نور الدہر ہی اور دلہن بنی ہوئی ہی سکان نامے پہلوان نے برات مین فساد کیا نور الدہر نے غراب کے ساتھ محافہ روانہ کر دیا تھا کہ تو محافہ لیکر چلا جا مین سکان سے مقابلہ کر کے آؤنگا وہ سکان سے لڑنے لگے غراب یہان آکر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا مگر نہین معلوم غراب کے دل مین کیا فتور تھا کہ اسطرف نکل آیا املاک یہ حال سنکر پریشان ہو رہا ہی کہتا ہی یارو میری کیونکر زندگی ہوگی جب سے ذکر اُسکے حسن و جمال کا سنا ہی برا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

ماتم بہت رہا مجھے اشک چکیدہ کا — آخر کو پاس آہی گیا نور دیدہ کا
نام فراق پھر نہ لیا مین نے عمر بھر — تھا ذائقہ زبان پہ عذاب شدیدہ کا
اب وہ مزہ نہین لب شیرین کے قند مین — چوسا ہوا ہی یہ کسی خدمت رسیدہ کا
او چرخ پیر زور جوانی سے درگذر — اب پاس چاہیے تجھے پشت خمیدہ کا

ابرو مین خم جبین مین شکن انکھ مین غضب
دولت غرض نہ تھی جو دعا سے ہوئی حصول
ای ساکنان چرخ مقرنس بچو بچو +
رونا توانیان ہین کہ جسم ضعیف پر
بے دیدہ و دیدہ ہین نہین آتے کسی طرح
او گل خیال ہی عرق جسم کا ترے
باو نگاہ مست سے ہی دل اسکو انتشار
قاتل خدا سے ڈر ہوس ذبح تا کجا
جلوے دکھا رہا ہی یہ فرش زمردین
چڑھتی ہی روز چادر گل جلتے ہین چراغ
بالون کو ای نسیم رنگوگے خضاب سے

کیا مدعا ہی قاتل خنجر کشیدہ کا
تھا اور مدعا مرے دست کشیدہ کا
طوفان ہوا بلند مرے آب دیدہ کا
جامہ ہی عنکبوت کے دام تنیدہ کا
گم آشیان ہی طائر رنگ پریدہ کا
شیشہ ہی دل ہمارا گلاب چکیدہ کا
پیمانہ ہی خراب شراب چکیدہ کا
نالہ نہ سن کسیکے گلوے بریدہ کا
سبزہ مزار پر ہی گیاہ دمیدہ کا
یہ ڈھیر ہی ضرور کسی برگزیدہ کا
کسکو عصا بناؤگے پشت خمیدہ کا

سردار سمجھا رہے ہین کہ ای افسر اعلی آپ کی بڑے لطف سے بسر ہوتی ہی اپنے کو اس کشاکش مین نہ ڈالیے جب دو چار دن یہ نازنین رہیگی آپ کی محبت دل مین آویگی آپ خود دیکھیے حسین و جمیل ہین جلدی نہ کیجیے املاک نے کہا یارو مین دل کو سمجھاتا ہون مگر دل نہین مانتا مین جبر سے اسپر قبضہ کرونگا مسلح تو بیٹھا ہوا تھا کہ ٹیک کر تلوار کو اٹھا دروازے پر قصر کے آیا پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرا حال بہت ابتر ہی دل بیقرار و مضطرب ہی آتا ہون کہ ایک نگاہ آپکے جمال بیمثال دیکھ لون تو شاید دلکو میرے صبر آئے کیا حسن مین کمی ہوگی جو ذرا صورت دکھا دو اپنے عاشق کا معشوق پاس کرتے ہین نسرین دروازے پر آئی کہا املاک خبردار اندر نہ آنا ورنہ تمکو زندہ نہ پاؤگے مین تمھاری ساری املاک تہ و بالا کر دونگی اپنی زبردستی سے بہت پچتاؤگے اگر مین یہ جانتی کہ تم غراب کو مار کر مجھپر قبضہ کروگے تو مین مانے سے ہرگز نہ اترتی املاک نے آواز دی ای ملکۂ عالم اب دل نہین مانتا مین آتا ہون ملکہ نے خنجر نکالکر دکھایا کہ

اگر اندر آئیگا تو مجھے زندہ نہ پائیگا املاک چاہتا ہی کہ اندر جاؤن اور ملکہ تڑپ رہی ہی کہ
ہر کارے نے بڑھکر آواز دی اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان باہر آؤ دیکھو وہ
سامنے گرد اُڑی طالب اس سہ جبین کا آتا ہی نہایت جری و بہادر ہی یقین ہی پہاڑ پر
چڑھ آئے املاک نے کہا مین وہ بہادر ہون کہ میرے صحرا کے گرد مین کوئی پہلوان
نہین رہا جس پہلوان نے سر اُٹھایا اُسکو جاکر زیر کیا اب اس جوان کا سر کاٹ کر
معشوق کے سامنے لاکر رکھدون کہ اُسکے دل سے غرور نکلجاے پہلوانون نے
کہا وہ خود صف شکن تیغ زن ہی املاک نے کہا مجھے مقابلہ نہ کرسکیگا میرے ہاتھ سے
زیر ہوگا یہ کہکے پلٹا کنیزون نے ملکہ سے خبر کی کہ شاہزادہ آگیا املاک برا سے
مقابلہ گیا ہی ملکہ گھبرا کر کوٹھے پر چڑھ گئی دور سے دیکھنے لگی دیکھا کہ نورالدہر گھوڑا
اڑاے ہوے آتے ہین نورالدہر جب قریب پہاڑ کے پہونچے گھوڑے سے
اُترے دامن گردانے آستینین چڑھا مین جست وخیز کرتے ہوے پہاڑ پر چلے ہر چند
گھاٹیون پر قزاقون نے روکا مگر یہ شیر بیشہ جرأت کب رُکتا ہی گھاٹیون کو خالی کرتے
ہوے جاتے ہین ہر مقام پر غلغلہ ارچلی نورالدہر نے گھاٹیان خالی کرائین مگر شبرنگ
نے جو دیکھا کہ شاہزادے پر غلبہ ہی صورت بدلکر ایک کنیز کی شکل بنا پتھرون مین چھپتا
ہوا در قصر پر پہونچا اندر گیا قریب ملکہ کے پہونچا ملکہ کھڑی ہوئی بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین
کہ شاہزادہ مع عام تین تر ہا ہی ملکہ دعا مین مانگ رہی ہین کہ اے خالق بے نیاز واے
رب کارساز شاہزادے کو اِن دشمنون کے ہاتھ سے بچالے اس مع کو دیکھکر میرا تو
کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھرّاتا ہی نظم

تاکی از ہجر نیم جان باشم	زار و کمزور و ناتوان باشم
در غمت خون دل کنم تا کے	دم بخود گنگ و بے زبان باشم
تاکی اندر زمانہ سرگردان	روز و شب مثل آسمان باشم
کن کرم تا کہ زآفت دوران	ہر شب و روز در امان باشم
رہنما شو براہ صدق و یقین	تا کہ خالی ز ہر گمان باشم

دو فراغت کہ درمیان جہان — فارغ از فکر این وآن باشم
بندہ حکم باشم و شب و روز — سر نہادہ بر آستان باشم
باشم اندر عبادتت مشغول — تاکہ من زندہ در جہان باشم
بندیم گرچہ کن کرم یارب — کہ ثنا خوان بہر زبان باشم
ہر زمان بر زبان بود ذکرت — روز تا شب بدل نہان فکرت

شاہزادہ تا بحر تا سرکوہ پہونچا املاک نے للکارا او پسر حمزہ کہاں سے گریبان تیرا پنجۂ اجل میں پھنسا ہو کھینچکر یہاں لایا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو بہتر یہ ہو کہ پلٹ جاؤ نورالدہر نے کہا او مغرور زبان تیغ سے کام لے اب سوال و جواب کا وقت نہیں ہو املاک نے تلوار کھینچی للکار کر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا آپس مین تلوار چلنے لگی دو چار وار رد و بدل ہوے تھے کہ نورالدہر نے جلدی کر کے کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا برق شمشیر چمک کر گری اول گردہ سپر کٹا سپر کو کاٹ کے کلہ و جبڑہ کاٹتی ہوئی تا بہ جگرگاہ پہونچی نورالدہر نے نعرۂ تکبیر کیا پلٹ کے دیکھا سمک کو اپنے قریب نہ پایا سمک کا قریب نہ ہونا بہت شاق ہوا جب قزاق دس بیس مارے گئے افسران فوج نے دیکھا کہ اس جوان پر کوئی غالب نہ آئیگا اتنے بڑے بڑے مین کئی ہو سردار مارے گئے آخر انجام بخیر ہوا کہ مع زر و مال سے ہاتھ باندھکر سامنے نورالدہر کے آئے عرض کی ہم لوگ حضور مسلمان ہوتے ہین نورالدہر نے سبکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا سب بصدق مسلمان ہوے نورالدہر ٹہلتے ہوے طرف اُس قصر کے چلے چاہا اندر جاؤن گر شبرنگ نے کہ شکل کنیز پہلوے ملکہ پر حاضر ہو دست بستہ عرض کی کہ او ملکۂ عالم غلام کو آپ نے پہچانا کہا ارے تو کون ہو شبرنگ نے جواب دیا مین ہون آپ کا نمک خوار شبرنگ بن عمرو ادی ہر جین پہونچ گیا ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا او شبرنگ تو جا کر شاہزادے کو لا مین بھی آتی ہون شبرنگ بڑھا ملکہ اپنے کو سنبھالتی ہوئی طرف سیڑھیوں کے چلی شبرنگ دیکھ رہا ہو کہ نورالدہر اندرون قصر آیا چاہتے ہین ملکہ نے اور جلدی چاہا کہ کوٹھے سے اُتر آؤن کہ آسمان سے چمک کے

ایک بجلی گری شبرنگ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ملکہ کی کمر مین ایک پنجہ پڑا وہ لیکر بلند ہوا شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا قصر سے باہر آیا نور الدہر نے جو دیکھا کہ شبرنگ قصر سے باہر آیا مگر کچھ چہرہ اُداس ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پوچھا کیون ای یار وفادار خیر ہی شبرنگ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور ملکہ کو کوئی اُٹھا لیگیا نور الدہر نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا ای بر ادر کیا ارادہ ہی شبرنگ نے کہا مین تلاش مین جاتا ہون طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسکی نگاہ جمال بے مثال ملکہ پر پڑی اُٹھا کرلے گیا نور الدہر نے کہا مین اس مقام کو تسخیر کرکے لشکر مین چلتا ہون تم وہین آنا شبرنگ بہت اچھا کہکر روانہ ہوا جس جانب پنجہ ملکہ کو لے گیا تھا اسی جانب یہ بھی چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا پنجہ ملکہ کو لیے ہوے جاتا ہی یہ بھی پیچھے پیچھے رواروی کرتا ہوا چلا جاتا ہی کئی صحرا کوطی کرکے ایک مقام پہ دیکھا کہ وہ پنجہ ایک باغ مین اُترا شبرنگ پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پہ پہونچا دیکھا ایک ساحر سیاہ رو مسند پر بیٹھا ہی اور ملکہ کو سامنے بٹھا لیا ہی چند ملازم کھڑے ہین اُسنے حکم دیا ہی کہ اِسے سمجھاؤ کہ بادولت کو یہ شوہری قبول کرے ملازمون نے جو ملکہ سے کہا ملکہ نے سخت جواب دیا کہ اس سے کہو مجھے کہا سنے مگر عصمت کا نام نہ لے ورنہ وہ بہت پچھتائیگا مین خود اپنے غم والم مین ہون خدا کسیکو یہ صدمہ نہ دکھائے نظم

ہاتھون مین آج کی شب مہندی لگائیے گا ‏ تجھے یہ رنگ ہم بھی کچھ رنگ لائیے گا
پھر مین بھی کچھ کہونگا دیکھو زبان روکو ‏ پھر منھ چھپا کے مجھے آنسو بہائیے گا
ذات شریف ہو تم مین خوب جانتا ہون ‏ طوفان اور کوئی بھید اُٹھائیے گا
ہان شمع کا مین گل ہون ناصح کی گفتگو ہون ‏ بڑھ جاؤنگا جہانتک مجھکو گھٹائیے گا
امیدوار باقی کچھ اور رہ گئے ہین + ‏ پھر بھی نقاب گیسو منھ سے ہٹائیے گا
ہو جو یہ نہین ہی انداز گفتگو کا + ‏ پھر کل کیطرح ایجان باتین سنائیے گا
مین ہون مزاج قاتل لازم ہی خون مجھے ‏ جھوٹی قسم نہین ہون ہر دم جو کھائیے گا
یہ کیون ہی ناامیدی ورتکا ہ کب یلمصہ ‏ جو کچھ کہ آرزو ہی ویسا ہی پائیے گا

مشتاق نے تو چاندنی گلگون لباس کیون ہو — یہ رنگ نو عروسی کسکو دکھائیے گا

دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے — کیا منھ اب آپ کا ہی جو منھ چھپائیے گا

ہم خوب جانتے ہین اُستادیان تمھاری — محفل مین بیٹھے بیٹھے آنکھین لڑائیے گا

آخر کچھ انتہا بھی ہیر جیبون کی صاحب — کہیے تو عاشقون کو کبتک ستائیے گا

کچھ لحظ اور شہزور تا روح تن سے نکلے — آئیگی اور آفت گر آپ جائیے گا

بیٹھے ہوے ہین جو کچھ دل مین بھری ہوا ہی — کا ہیکو آئیے گا کا ہیکو آئیے گا

آؤ تو جلد آؤ دم بھر کے بعد ایجان — مجکو نہ پائیے گا مجکو نہ پائیے گا

سن لیجیے گا جو کچھ مدت سے آرزو ہی — فرصت ہو گر میسر دم بھر کو آئیے گا

کچھ دور مین نہین ہون لازم ہی یاد کرنی — مانند دل مجھے بھی پہلو مین پائیے گا

ٹھنڈی کبھی نہ ہوگی کیا گرمیان تمھاری — آخر نسیم کا دل کبتک جلائیے گا

شبرنگ دیوار سے دیکھ رہا ہی کہ ملکہ نے تو رو رو کر یہ اشعار پڑھے اور وہ ساحر سیاہ رو کر جسکا شنگال جادو نام ہی قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای معشوق خوبرو یہ اشعار تو مجھے پڑھنا زیبا تھے شبرنگ نے قصد کیا کہ مین سامنے جاؤن مگر دل نے گواہی نہ دی اُترکر باہر آیا حیران کھڑا ہی کہ کیا تدبیر کرون کیونکر اِس ساحر کے سامنے جاؤن اِس فکر مین کھڑا تھا کہ ہوا سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر اِسی طرف آتا ہی شبرنگ نے جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا اور چار حقے رکھلیے ایک طرف آگ روشن کردی کچھ کوڑیان پیسے ڈالدیے جب وہ ساحر سامنے گذرا پکارکر آواز دی میان جانے والے ذرا فقیرون سے ملاقات کرتے جاؤ ایک گھونٹ حقہ پی لو وہ ساحر پلٹ کر آیا کہا شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہی اگر ذرا دیر ہو تو خفگی الگ ہو اور نوکری بھی جاتی رہے شاہ صاحب نے فوراً حقہ بھرا حقہ بھرنے مین پوچھا کسکے نوکر ہو اور کہان سے آتے ہو اور کہان کو جاؤگے اور تمھارا نام کیا ہی ساحر نے کہا میرا نام کھیچ جادو ہی اور مین ملازم خدمت بقراط ثانی کا ہون سامنے باغ مین شنگال جادو رہتا ہی فرمان خداوندی لیکر

آیا ہون کہ اُسکو آگاہ کرون کہ طلسم کشا کی آمد شروع ہوئی ہان یار و بڑھکر روکو اور
کسی جگہ نامے پہونچانے ساری رات اِسی دوڑ دھوپ مین گذری بس اب اور کسی کو
نامہ دینا نہین ہو فقیر نقلی نے تھوڑا کو مین بیہوشی ملائی سلفہ بھر کر کنڈے کی آگ رکھی
حقہ لاکر سامنے ساحر کے رکھا کہ ایک دم مار کے چلے جاؤ کین جادو نے جیسے ہی
حقے پر دم مارا اُلٹ گیا لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہوا فقیر نقلی نے نامہ اُسکی
جیب سے نکالا لقراط کی سر نامے پر یہ تھی اُس نامے کو اپنے پاس رکھا کپڑے اُسکے
اُتار لیے آپ پہنے خال و خط بنایا کین جادو کی شکل بنکر تیار ہوا نامہ ہاتھ مین لیا اور
جست و خیز کرتا ہوا چلا باغ مین شنکال کے آیا شنکال چپ بیٹھا ہو ملکہ کے تصور
مین خاموش دریاے محبت کا جوش ساحر نقلی نے نامہ پیش کیا شنکال جادو نے
نامے کو پڑھا لکھا قدرت کو میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا
کہ یا قدرت غلام غافل نہین ذرا خدمت مین فکر ہو صبح و شام مین طلسم کشا کو گرفتار
کرکے لاؤنگا اور خدمت مین ضرور پہونچاؤنگا مگر ایک بات اور قدرت سے کہنا کہ
مین ایک عورت کو لایا ہون وہ مجھے قبول نہین کرتی قدرت ایسی تقدیر کرین کہ وہ
مجھے بدل قبول کرے شہرنگ نے کہا او شہنشاہ ساحران اُس عورت کے پاس بلکہ
آپ بھیجین مین ایسا رضامند کر دون کہ جو آپ کا حال ہو وہی حال اُسکا ہو جاے
بدل آپ کو قبول کرے اگر دم بھر آپ کو نہ دیکھے تو شل آپ کے بیقرار رہے یہ کہ
کہ ہمیشہ میری آنکھون کے سامنے رہو تمکو اختیار ہو جو ناز و نیاز کرو گے وہ قبول کریگی
شنکال نے جو یہ باتین کین جادو نقلی سے سنکر نہال ہو گیا کہتا تھا بھائی عمر بھر
تمھاری خدمت کرونگا اور مرتے دم سے بڑے بڑے قافلے سوداگرون کے نکلتے ہین مین
ایک پورا قافلہ لوٹ کر تمھارے حوالے کرونگا سامنے جو بارہ دری ہو اُس مین
قفس لٹکا ہو جا کر کلام کرو شہرنگ تو اُسطرف چلا شنکال خوش بیٹھا ہو ہا زمون
سے کہ رہا ہو کہ یہ ساحر مدتون سے خدمت مین خداوندی رہتا ہو اگر دو چار تقریرین
کرنا آیا ہو تو کیا عجب ہو بیشک یہ راضی ہی کرکے آئیگا دل کو معشوق سے اُلٹ دیگا

یہ باتین کر رہا ہی اور یہ تصویر ملکہ ہاتھ مین تصویر دیکھ دیکھ کے جھوم رہا ہو کہ آسمان پر برق
چمکی ایک ساحر شنگال کا ہم صورت آیا شنگال نے ہاتھ پھیلا کر کہا آؤ بھائی کلکال
کہان سے آتے ہو آج بعد کئی دن کے تمکو دیکھا کس فکر مین رہے کلکال نے کہا ای
برادر آج کئی دن سے حکم خداوندی آیا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے
پاس بھیجو مین کئی دن سے برابر فکر طلسم کشا مین جاتا ہون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا
شنگال نے کہا بھائی بیٹھو مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا کلکال نے پوچھا بھائی
ہاتھ مین کیا ہو شنگال نے کہا یہ تصویر معشوق ہو کلکال نے کہا ذرا مین دیکھون
شنگال نے تصویر ہاتھ مین کلکال کے دی کلکال نے جو تصویر کو دیکھا پیشانی پر
پسینہ آگیا قلب تھرا گیا تصویر کے بوسے لینے لگا شنگال نے کہا او بے ادب تصویر
کے بوسے کیون لیتا ہو یہ تیری بڑی بھاوج ہو کلکال نے کہا ای برادر قاعدے
سے رشتہ مجھکو پہونچتا ہو مین کیا کرون دل نہین مانتا آپس مین تکرار ہونے لگی
شنگال نے کہا او دیوانے ایسی بزرگ کے بوسے لیتا ہو ہو شرطہ کر ایک تھپڑ مارون
کلکال نے جواب دیا ای برادر مین کیا تجسے عذر کرونگا جس طرح پیش آؤگے مین
ویسا ہی جواب دونگا کیا مین تجسے کسی بات مین کم ہون اگر ہم شریک ہوکر اس نازنین
سے محبت کرین تو کیا برائی ہو شنگال نے کہا او بے حیا یہ خیال خام تصور ناتمام
دل سے دور رکھ معلوم ہوتا ہو تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکے تلوار کھینچ چلایا
کہ ہاتھ تلوار کا مارون کلکال نے منھ سے دھوان چھوڑا کہ ہاتھ شنگال کا خشک
ہوگیا وہی تلوار ہاتھ سے شنگال کے کلکال نے لی ایک ہاتھ مار دیا کہ شنگال
کے دو ٹکڑے ہوگئے شبرنگ نے جو بارہ دری سے یہ معاملہ دیکھا کہا کہ اب غضب ہوا
اِسنے اپنے بھائی کو مار ڈالا اب ہم پر توجہ کریگا معشوق کا خواہان ہوگا اِسنے قفس
کھولا اور ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکے بھاگا بعد دیر کے
آواز آئی کہ شنگال جادو بود کلکال نے غلامون سے کہا کہ وہ نازنین
معشوقہ پیکر وکہان ہو غلامون نے کہا بارہ دری مین جائیے اب جو کلکال جادو

بارہ دری مین آیا دیکھا قفس ٹوٹا ہوا پڑا ہی ملکہ ندارد دیوانہ ہوگیا اور یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر پڑھنے لگا

نظم

سانپ کا زہر وہ گیسو مین اُگلنے والے ۔۔۔ آہوے چشم چھپا وے کہین چھلنے والے
آتش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا ۔۔۔ پھر کترے ہوتے ہین منھ پھیر کے جلنے والے
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہر ۔۔۔ شب کو باہر نہین رہ گھر سے نکلنے والے
آئنہ رکھکے کیا ہو جو کبھی تو نے بناؤ ۔۔۔ دیکھکر خاک مین مل گئے جلنے والے
پانون تک تیرے جو پہونچے نہین ای پایہ [illegible] ۔۔۔ کف افسوس وہی ہاتھ مین ملنے والے
یہی سوزش ہی گرمی ہو اگر نالون کی ۔۔۔ صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہر صبح ۔۔۔ رہین سرسبز جو ہین پھولنے پھلنے والے
نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا ۔۔۔ مرگئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے
اشک باقی جو نہ آنکھون مین رہے تو نہ تھا ۔۔۔ جگر و دل مین لہو ہوکے نکلنے والے
بس قلم صفحۂ ہستی سے اٹھا ای آتش ۔۔۔ ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

یہ تو کہتے ہوئے سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرون غلامون سے پوچھتا ہی کہ معشوق کو کون لیگیا غلامون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران ایک نامہ وار آیا تھا وہ خدمت خداوند بکار رہنے والا تھا اُسکو ششکال نے حکم دیا تھا کہ تم جاکر بھگا دو وہ بھگانے آیا تھا آپ دونون صاحب لڑنے لگے وہ معشوقہ تو سحر نگاہ ہی جسکی نگاہ پڑی وہ دیوانہ وار وحشی مثال اُسکے جمال باکمال کا ہوا اب معلوم ہوتا ہی کہ ملازم خداوند لے بھاگا کلکال غصے مین آستینین چڑھاتا ہوا تلاش مین نامہ وار کی چلا شبرنگ بھاگا ہوا جاتا ہی دل کانپ رہا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آجائے ذرا پیچھے کو دیکھتا اور شبرنگ بھاگا کلکال نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی [illegible] جو گوشہ ردا بت گیا ہی ثابت ہوتا ہی کہ پشتارے مین ماہ تابان یا مہ درخشان ہی للکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا آگے ڈگ بڑھنا ورنہ مزا پائیگا شبرنگ نے پلٹ کے دیکھا کہ وہی قاتل ششکال آتا ہی دل مین یہ سوچا کہ صحرا سے [illegible] ہی گرفتار [illegible]

اگر گل کو چہ ہوتا تو اُس مین اپنے کو مخفی کرتا درختون کی اگر آڑ پکڑونگا تو یہ ضرور دیکھ
لیگا ناچار شہر گیا کہا ای شہنشاہ ساحران کیا ارشاد کرتے ہو کلکال دو شیکون مین
قریب آیا کہا بتلاؤ کہ اس پشتارے مین کیا ہو اور کہان جاتا ہو شبرنگ نے کہا یہ وہی مشتی
شتکال ہو جب آپ نے شتکال کو مارا تو میرے خیال مین آیا کہ لیجا کر کہین چھپا رون
ایسا نہ ہو کہ غلام قبضہ کر لین یہ معشوقہ تو آپ کے لایق ہو آپ ایسا جوان میری
نگاہ سے نہین گذرا خوشامد کر کے جو شبرنگ نے تعریفین کین کلکال پھول گیا
ہنسکر کہنے لگا کہ اوبرادر کیا مین خوبصورت ہون خداوند تعالیٰ نے جو صورت
مرحمت فرمائی ہے شکر قبول کی اُنکی تقدیر سے کسیکو عذر نہین شبرنگ نے کہا آپ اپنی
معشوقہ کو لیجیے مطلب دلی حاصل کیجیے مین بارہ دری مین پاس قفس کے کہ زاغ اس
مہ جبین کو برائے شتکال سمجھا ہاتھا مگر یہ انکار کر رہی تھی کہ ایک آواز میرے
کان مین آئی ای کین جادو معشوق کو لیجا کر بھاگ جا ہم تقدیر کر چکے کہ یہ معشوقہ
برائے کلکال جادو ہو اب کسی مقام پر بیٹھ جایئے تو مین شراب لاؤن آپ نشے
مین شراب کے مطلب دلی حاصل کیجیے معشوقہ بھی راضی ہو جائیگی قدرت تقدیر
کر چکے اب کیا عذر ہو کلکال نے کہا ای کین جادو تم اسی مقام پر ٹھہرو مین بھٹی سے
جا کر شراب لاؤن تم بھی پینا کین نقلی نے کہا مین نہ پیونگا تو مطلب کیسے حاصل
ہوگا کلکال جادو ایک جانب دوڑا بھٹی پر جا کر شراب پی دوڑا ہوا آیا شبرنگ
نے اتنے عرصے مین ملکہ کو ہوشیار کیا کہا ای ملکہ عالم کلکال نے شتکال کو مارا اتنا
کہدینا کہ مین تجھسے راضی ہون ملکہ نے کہا ای شبرنگ میرے منہ سے یہ کلمہ ہرگز
نہ نکلیگا شبرنگ نے ملکہ کو ایک گوشے مین بٹھایا آپ ٹہل رہا ہو کہ کلکال جادو
آیا شراب لا کر رکھی شبرنگ نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

فراق مین ہو دم تیغ موج آب مجھے	ہو گرد لشکر غم جوش ماہتاب مجھے
سبو فروش نے زر لیکے دی شراب مجھے	عوض مین ذرے کے بخشتا ہو آفتاب مجھے
دم انتظار مین نکلا نہ آیا ہاے جواب	جواب نامہ ہوا نامے کا جواب مجھے

جوان دل ہی تو پیری نہیں ہی مانع عیش
تڑپ تڑپ کے موا پیاس سے لب دریا
خوشی جہان کو ہی میری اشک باری سے
نکلیگی جان مری روز ہجر مین کیونکر
جنون سے ملتے ہین کتنے دہانۂ زنجیر
درود پڑھنے لگا ہون جو یک بیک ناصح

سفیدی بالون کی ہی جوش ماہتاب مجھے
نظر جو آگئی چین جبین کی آب سے مجھے
کیا ہی بخت نے ہم طالع سحاب سے مجھے
دکھا رہا ہی فلک تیغ آفتاب سے مجھے
کیا ہی عشق نے جو خانمان خراب سے مجھے
کسی پسینے کا یاد آگیا گلاب سے مجھے

اسطرح یہ اشعار گائے کہ کلکال طرف ملکہ کے متوجہ ہوا شبرنگ نے بہ تعجیل جام بھر کر کہا ای کلکال ایک دور تو پیلو یہ کہکے جام دیا آنکھین ملا کر کہا ای کلکال دیکھو کس اشتیاق سے معشوقہ تمکو دیکھ رہی ہی اسکو بھی اشتیاق ہی کلکال جام پی گیا اب تو شبرنگ نے مسخرہ پن کرنا شروع کیا کبھی چٹکی لیتا ہی کبھی معشوقہ سے اشارہ کرتا ہی کہ پٹے پکڑ کے ایک دو طمانچے مار دو ملکہ خود کانپ رہی ہی رنگ رو اڑا ہوا اور دوسرا جام بیہوشی ملا کر کلکال کو شبرنگ نے اپنے ہاتھ سے دیا اشارہ کیا کہ ای کلکال اب کیون دیر کرتے ہو تم شراب پی چکے اب ملکہ کی شراب وصل سے سیراب ہو تمکو کل اختیار ہی کلکال اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی دو قدم چلا کہ لڑکھڑا کے گرا شبرنگ نے نعرہ کیا ملکہ کانپنے لگی کہتی ہی ای شبرنگ میرا دل کانپ رہا ہی شبرنگ نے کہا اب مین اسکی خدمت کرونگا پڑا اسکو خیال تھا کہ مین معشوقہ پر قبضہ کرون یہ کہکے خنجر مارا کلکال کا شکم چاک قصہ پاک شبرنگ نے عطر بیہوشی کی روئی نکالی ملکہ کو سنگھا کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا طرف لشکر نور الدہر کے چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا نور الدہر مع لشکر آتے ہین نور الدہر نے شبرنگ کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئے پکار کر آواز دی کہ ای یار وفادار کیا لائے شبرنگ نے تمام کیفیت بیان کی کہ حضور کا اقبال یاور ہوا طالع نے مددگاری کی ورنہ بڑے فساد مین ملکہ پھنس گئی تھین کئی ساحرونکو مارا ملکہ کو لایا نور الدہر نے اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی ملکہ کو بارگاہ مین داخل کیا لشکر اترنے لگا جا بجا کرب

بند ہو گئے تمام صحرا آباد ہو گیا نور الدہر شکو اُسی صحرا مین اُترے سرداران نامی حاضر
خدمت ہین حکم دیا کہ تڑکے لشکر تیار ہو ہنوز نہین معلوم شاداں ہمارے لشکر کے ساتھ
کیونکر پیش آیا یہان شاداں کو جب معلوم ہوا کہ نور الدہر زخمی ہو کر نکل گئے
اپنے لشکر پر دوبا کو ڈالا اول تو سوال کیا کہ تم سب آکر میری اطاعت کرو سب نے
جواب دیا جو تجھسے ہو سکے تقصور نہ کر شاداں نے طبل جنگی بجوایا ملازمان نور الدہر
مقابلے کو نکلے ہاتھ سے شاداں کے زخمی ہوئے تین دن برابر میدان داری کی
بارہ چودہ سردار زخمی ہو گئے پھر پکار کر آواز دی جسکو دعوی جرأت ہو وہ میرے
مقابلے مین آوے ہر پر پیشہ کانگان نے کہ یاد مین اپنے آقا کی خاموش کھڑے تھے جوش
جرأت مین گینڈا بڑھایا سامنے شاداں کے آئے قبضۂ ساطور پر جو ہاتھ رکھا
سترہ سو من کا ساطور جوان قدر دار شاداں کانپنے لگا حیران تھا کہ اس جوان سے
کیونکر جان بچیگی آخر ایک مکر یاد آیا کہا ای طہماس دوسرا کون شخص تمہاری پشت
پر کھڑا ہی مجھکو تیر مارا چاہتا ہی اسکو تو منع کرو تم ایسا جوان اور ایسا مکر کرے
طہماس غصّے مین پلٹا شاداں نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر طہماس کا زخمی ہوا
زخم کھا کر طہماس نے ساطور مارا سپر کٹی شاداں پیچھے ہٹا لیکن ساطور جو گرا تو
گینڈے کی گردن اُڑا دی شاداں گھبرایا کود کر الگ ہوا طہماس نے گینڈا بڑھایا
اور آواز دی کہ ایک ضرب تو اور قبول کر او مکار تو نے بڑا فتور کر کے مجھکو زخمی
کیا ہی لیکن طہماس زخمی ہو چکے ہین سر سے قطرات خون ٹپک رہے ہین آنکھو نپر
قطرے خون کے چلے آتے ہین رومال سے پونچھتے جاتے ہین شاداں نے
جھکر پالٹ کا ہاتھ مارا دونون پانوُن گینڈے کے اُڑ گئے طہماس گینڈے
سے کود کے گینڈا تو ایک جانب گرا طہماس جو زمین پر قایم ہوے شاداں نے
اوپر سے ہاتھ مارا کہ زخم سر طہماس کا چوپارہ ہو گیا سردار دوڑ پڑے ہاتھ سے
شاداں کے طہماس کو بچایا کئی زخم ہاے کاری طہماس نے کھاے مغلوب مین
اور بھی زیادہ زخم کھاے سرداران نامی طبل امان بجوا کر طہماس کو لیکر چلے

اگر داخل بارگاہ ہوے شادان جو پلٹ کے گیا سرداروں سے کہنے لگا آج کا رن
بہت سخت تھا عجب سردار سے مقابلہ پڑا اگر میں نے کس خوبصورتی سے اسکو زخمی کیا
سردار بچا کرینگے سرداروں نے عرض کی حقیقت میں اس تین دن میں آپ نے بڑی
جرأت دکھائی پسر حمزہ زخمی ہوکر نکلگیا ورنہ وہ بھی آپ کے ہاتھ سے مارا جاتا پھر شکر
شادان کہنے لگا اب میں کل لشکر کو جواب دونگا آج جب ن قدرت نے تقدیر متعلق
کی کہ طہماس کے ہاتھ سے بچا اور وہ زخمی ہوکر پلٹ گیا اب کوئی سردار ایسا نہیں ہو
مابدولت سے مقابلہ کرے یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکاروں نے خبر اہل اسلام
کو پہونچائی ہرچند کہ طہماس کا عجیب حال ہے کہ سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمی مگر
حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگی بجے ہاے اے فلک تو نے مجھکو ایسا زخمدار کر دیا
یہ حرکت نیست نہیں دیکھی جاتی یارو کل تم ایک کام کرنا کہ کمند میری کمر میں باندھکر شکر
اگر ان سے لپیٹ دینا میں مقابلے میں اس مکار کے جاؤنگا وہ جو کچھ اسنے مکر کیا
اسکا بدلہ کر دن یا جان کو اپنی نام پر آقاے نامدار کے نثار کروں نہیں معلوم کہ
اس شب جو شب جرأت پہ کیا گذری دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجا کیے تیاریاں ہوتی
رہیں جب شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ماہ تابان سے جنگ کو نکلا
شہنشاہ ماہ تابان نے مع فوج ثوابت و سیارگان شکست فاش کھائی آخر جاکر قلعہ
مغرب میں چھپا شہنشاہ زرین پوش تخت زبرجدی پر آکر جلوہ افروز ہوا صبح کو طائر
چمن کا چہکنا پھولوں کا مہکنا ایک جانب پپیہے کی پی پی دوسری جانب کوئل کی کو کو
اور کو خراش کرتی ہے قمری بر سرو و لب جو مصروف کو کو فاختہ قلندر مشرب لباس خاکستر
زیب جسم مصروف حق سرہ قطرات شبنم جام گل میں مادہ میں اسی پانی سے سنگ کچ
دعویٰ با طفلان غنچہ غوں غاں کر رہے ہیں نسیم سحری مستانہ چال چلتی ہے لیکن اسقدر
پاس ہے کہ کوئی عبد ہشکانہ چلے جو خاک اڑ کر روے گل پہ پڑے اگر فرط نہروں کے
جاتی ہے حباب لب جو کو دیکھکر شرم آتی ہے کہ زور سے نہ چلوں کہ سر حباب شکستہ ہو
انتظام کا بندوبست ہے کہ شادان مسلح ہوکر سوار ہوا میدان کارزار میں آیا اور

پکار کر آہ ازدی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے طہماس نے قصد
کیا اُس حال مین کہ پٹیان مرہم کی چڑھی ہین چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد
پہ گرد چلا ہاگینڈے کو بڑھا کر مقابلے مین جاؤن سب سردار دوڑ کر لپٹ گئے کہ ای
آقاے نامدار ہم آپ کو نہ جانے دینگے آپ کا عجیب حال ہے ذرا گینڈے نے جنبش کی
قطرات خون شانے سے ٹپکنے لگے شادان نے جو دیکھا کہ طہماس نے قصد کیا تھا
اور سردارون نے روکا سب سردار عاجز ہو رہے ہین پکار کر آواز دی کہ کیون یارو
اگر تم مین سے کوئی نہین آتا تو مین خود وہان آؤن اب وہین اکر سب کو بتاؤن تم
لوگون نے قدرت کے سامنے بڑی بیباکی کی یہ کہکے قصد کیا کہ گینڈا بڑھاؤن کہ
سردارون نے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اور پکار اُٹھے کہ ای رحیم و کریم اس
ظالم کے ظلم سے بچالے وای خالق کارساز وای بندہ نواز وقت مدد ہو تیرے ہی
حکم سے سب بلا رد ہو تو مالک ہے نظم

تو بودی بیشک و لا ریب موجود	نبُد وقتیکہ بود و بود و نابود
زجود تو ظہور جسم و جان است	وجود ہر وجود از تست موجود
تو مطلوبی براے اہل مطلب	تو مقصودی براے اہل مقصود
تو بایک لفظ کن کردی اشارہ	زمین و آسمان موجود شد زود
تو کردی گرم بازار محبت	ازان سود و رسانیدی خلق را سود
بزبان تو بد کرد و نکو کار	شود مقبول از حکم تو مردود

سب بیقراریاں کر رہے ہین اور طہماس کا قول ہے کہ آج مین جان دونگا یا
اُس بیر کو مارونگا تمام اہل لشکر پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ
اگر آج یہ نامرد بادہ کرے تو ایسا جگرا ہو کہ کافرون کے دانت کھٹے ہو جائین ان
چیپاؤن کو بھاگنے کا رستہ نہ ملے یا اپنی جان دین یا کافرون کو بھگا دین طہماس کو
چند سردار لپٹ گئے ناچار ہو کر رونے لگا مگر شادان اہل اسلام کو دیکھکر خوش
ہوا سردارون کو اپنے دیکھکر کہ رہا ہے کہ چار جانب سے اہل اسلام کو گھیر لو جیب مین

طہماس کے مقابلے میں جاؤں تو تم سب آکر وار کرنا اگر طہماس کو مار لیا تو بڑا نام
ہوگا ہر چند کہ زخمی ہو مگر مثل شیر ہوشیار رہا ہو اسکے قتل سے اہل اسلام بھی ناچار ہو جائینگے
بچا بتا ہو کر جلوہ گر ہوں اہل اسلام نے تہ دل سے دعائیں کر صمد سے گروہ آڑی شادان
حیران ہو ان دیکھنے لگا طلسما سے مرجع نگار کے پھر ہوئے جو چکے پریشان پریشان
دیکھ رہا ہو کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب کے آگے گل گلزار خلیل الرحمن نور
دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرہ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب اڑاتے ہوئے آئے پشت پر کئی
تاجدار تخت ہائے زرین ہر طہماس نے جو نور الدہر کو دیکھا بیتاب ہو گیا تھا ہی
کیونکر جا کر قدمبوس ہوں مگر شادان کی جو نگاہ جمال بے مثال پر پڑی مثل بید
کانپنے لگا کہتا تھا کہ یارو یہ جوان کہاں گیا تھا اکیلا زخمی ہو کر گیا اب اسقدر فوج
سے آیا کئی تاجدار تخت ہائے زرین بہمراہ ہیں نور الدہر نے جو شادان کو میدان
میں پایا وہیں سے مرکب اڑایا اور نعرہ کیا کہ باش اے مردیا میں آپہونچا لشکر بے سردار
پر بدولت نامردی کا یہی طریقہ ہو شادان نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے جوان یہ لشکر
و فوج کہاں سے پایا نور الدہر نے مختصر کرکے فرمایا کہ ان سب کو زیر کیا یہ سب
ہمارے رفیق ہیں یہ کہکے شادان سے نبرد آزما ہوئے شادان نے نیزہ مارا
نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونوں لشکر باہم نگران ہیں کس
زور و شور سے تلوار چل رہی ہی مگر شادان الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ میں خوف
ہوتا ہو کہ یہ جوان بلائے روزگار ہو اسپر غالب آنا ہمت دشوار ہو اس تھوڑے
زمانے میں اتنا بڑا لشکر لیکر آیا ہو کیا رفیق پائے ہیں کیا کیا جوانان صف شکن
ہیں حقیقت میں سب تیغ زن ہیں کئی تاجداران جلیل مثل چاکران کمترین ہمراہ
ہیں انتظار میں کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ آقا حکم دیں تو ہم جا پڑیں آخر نور الدہر نے
ایک مقام پر نیزہ دگا تھا تھپیڑا مار دیا کہ نیزہ ہاتھ سے شادان کے نکل گیا غصے میں
تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور تیغ

خارہ شگاف کو جنبش دی تلوار جو بجلی آئینۂ شمشیر میں شادان کو جلوۂ عروس مرگ
دکھائی دیا مگر کب سامنے سے ہٹ سکتا ہی گرد اسپر کا چہرے کی پناہ کیا مگر برق شمشیر
تڑپ کر جو گری اول ابر شمشیر کے ٹکڑے اُڑا دئے جیسے ہی سپر کٹی شادان سامنے سے
نورالدہر کے بھاگا قریب لشکر کے آکر آواز دی یارو دیکھ رہے ہو کہ یہ جوان مجھے
قتل کیا چاہتا ہی سب ملکر اِسے گھیر لو مہلت نہ لینے دو چار سو جوان تلواریں کھینچکر
چلے طہماس یہ رنگ دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا یارو کیا تم ان ہو چار سو جوان اکیلے
پر آتے ہیں ہرچند کہ آقا ان سب کو جواب دینگے مگر یہی وقت ہی کہ برا سے مدد
پہونچاو دشمن کو جا کر جواب دو سب سردار کہنے سے طہماس کے دوڑ پڑے سب
چار سو جوانوں میں نورالدہر لڑ رہے تھے کہ پہلو پر آکر طہماس نے نعرہ کیا
کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بیر دغا منم ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور
گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور آکے جو ساطور کو جنبش
دی دس دس کے سر اُڑنے لگے مگر نورالدہر لڑتے بھڑتے طرف شادان
کے جاتے ہیں اور ہر مرتبہ آواز دیتے ہیں کہ ای پہلوان زمانہ یا تو وہ زور و شور
تھے کہ آواز دے رہے تھے کہ میں آتا ہوں وہیں آکر سب کو پامال کرونگا اب
جو مقابلے کا وقت آیا تو پیچھے پھرتے ہو سامنے آؤ تلوار کھینچو کچھ فنون سپاہ گری
دکھاؤ حریف کو آزماؤ شادان اور پہلوانوں کو اشارے کر رہا ہی کہ ہان یارو
اس جوان کو مجھ تک نہ آنے دو تمھیں سب ملکر مار لو وہ پہلوان جلکر جواب
دیتے ہیں کہ آپ تو لڑتے لڑتے بھاگ آئے ہمکو اُس شیر دلیر کے مقابلے میں
بھیجتے ہیں وہ وہ جوان ہی کہ سب کو جواب دے رہا ہی گرد مرکب لاشے ہاے
پہلوانان کا انبار لگا ہی پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہی دیکھو جو منھ پر آیا
اُسکو بھی مارا پشت سے ایک جوان نے نیزہ مارا دیا نیزے کو خالی دیکر اُسکو
بھی قتل کیا حریف بچکے نہیں جانے پاتا ایسے سے کیا مقابلہ کریں آپ سب کے
افسر ہیں آپ بڑھکر لڑیے شاید آپ کی ضرب کھا جاے شادان پہلوانوں نے

یہ ثابت ہی کہ بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر
آکے سامنے لشکر نور الدہر کے ٹھہرا برشق ہوا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کمان
ابرو دام گیسو نرگس چشم آہو غنچہ دہن گلرو گرد کئی ہزار کنیزین تخت زمین پر آیا ملکہ
باغ دلکشا اس نازنین کا نام ہی جب تخت سے اُتری اور سامنے مجمع دیکھا کنیزون سے
پوچھا ان لوگون مین طلسم کشا کون ہی ایک کنیز نے نور الدہر پر اشارہ کیا کہ بیچ
مین سب کے طلسم کشا بیٹھے ہین باغ دلکشا کی نگاہ جمال جہان آرا سے نور الدہر پر
پڑی دیکھا خود زرین بر سر قباے زردوزی در بر سپر فولادی پشت پر ایک تیغ ہلالی
زیب کمر ملکہ مثل تصویر حیران و خاموش دریاے محبت کا جوش حیران حیران جمال
جہان آرا دیکھ رہی ہی کہ دوسرا ابر سفید پیدا ہوا وہ ابر بھی آکر پھٹا ایک نازنین
زہرہ جمال خورشید مثال تخت پر سوار گرد کنیزین گھیرے ہوے مروارید سفید پوش
اس نازنین کا نام ہی تخت زمین پر آیا مروارید خرامان خرامان قریب باغ دلکشا
کے آئی ہاتھ پکڑ کر کہا کیون بوا کیا دیکھ رہی ہو باغ دلکشا نے جواب دیا اے مروارید
دیکھو وہ سامنے طلسم کشا بیٹھے ہین شیر بیشہ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی دیکھ کس چھب
دو بدو سے بیٹھا ہی فرد این است کہ خون کردہ دو دل بردہ بسے را ؛ بسم اللہ اگر تاب
نظر ہست کسے . ؛ مروارید نے صورت زیبا دیکھکر ہرچند کہ جمال بے مثال نے
دل مین جگہ کی مگر ہنسکر کہا کہ بوا کیا ایسے شخص کو دیکھ رہی ہو جو دشمن خداوند ہی اور
ہم لوگون کا قاتل ہی ایسے کے جمال سے خوف چاہیے باغ دلکشا نے ہنسکر کہا کہ او بوا
ذرا بنگاہ غور دیکھو نظم

تھی نہ تیری یاد مین ہی ہم پر بہشت	زہر غم فراق مزے مین ہی وہ بہشت
غلمان حوریان ہین تصور مین بیشمار	ہی روبروے وسعت دل تو وہ بہشت
جاتے ہو راہ راست کو تم چھوڑ کر کدھر	اے گمرہو ادھر ہی سقر اور ادھر بہشت
جلکر سموم نالۂ دل سے ابھی ہون خشک	رکھتا ہی خوب غنچے گلہاے تر بہشت
فرقت مین مجھکو دوزخ غربت قبول ہی	کیا کام اگر وطن مین ہی ہر رہگذر بہشت

بنت العنب ہی حور تو غلمان ہین مغبچے
آنا ترا محال ہی کیسا جواب خط ++
دنیا مین لاکہون سے پایا نہ ایک باغ
تیری گلی کی راہ چلا ہون کوئی قدم
پہر بہشت منت رضوان اُٹہاؤن کیون
اغیار کی سعی سے جو بالفرض جاؤن مین
مجکو نوائے بلبل شیراز یاد ہو
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابراست
تانخ کو جیتے جی تو گذرنا محال ہے

زاہد مجہے ہین بادہ فروشون کے گہر بہشت
کوچہ ترا میری حور کا ای آمہ پریہشت
ملنا نہ سہل جان تو ای تجہ بہشت
مشتاق کیون نہ میرے قدم کا ہو در بہشت
بیشک وکہا ئینگے مجہے خیر البشر بہشت
واللہ ہونگا وہین مثل سقر بہشت
کیا لکہنو کی سیر نہ کرون ہو اگر بہشت
رفتن بپاے مردی ہمسایہ در بہشت
اور رشک حور تیری گلی ہو مگر بہشت

مرواریدنے ہنسکر کہا بوا یہ اشعار کیسے پڑہے کیا اپنے ہوش مین نہین ہو یہ سنکر
باغ دلکشا نے ضبط کرکے جواب دیا کہ بوا مین نہین معلوم کس سوچ مین ہون
تم مجہے کلام نہ کرو بارگاہ مین چلکر بیٹہو مین بہی تہوڑی دیر مین آتی ہون مرواریدنے
کہا واہ بوا قدرت نے چلتے وقت سمجہا دیا تہا آخر انہی کا سامنا ہوا کہ آتے ہی دام
زلف عنبرین مین پہنسین ہین بارگاہ مین جاکر کیا کرون جہان تم ہو وہان مین بہی ہون
مگر حقیقت مین طلسم کشا جوان بے نظیر ہی چہرہ رشک ماہ منیر ہی جرات وہ دکہائی کہ
راہ کے مقامات کیسے سخت تہے سب فتح کرکے یہانتک پہونچے اب کیا مشکل ہی
یہان سے کوچ کرکے چوتہے دن زیر قصر سکندری پہنچ جاوینگے مگر قدرت
نے بڑے انتظام کیے ہین اور طلسم کشا کے ساتہ بہی بڑی فوج ہی لیکن خداوند
نے کل خراج گزارون کو نامے لکہے ہین جسوقت وہ سب آوینگے تو لگاؤ زمین
بار نہ سنبہال سکیگی باغ دلکشا نے کہا کہ بوا تمہین مفصل حال نہین معلوم یہ لشکر
صرف طلسم کشا کا ہی اور سرداران صاحبقران آتے ہین خود صاحبقران زمان
با فوج گران سفر مین ہین حقیقت مین جب دونون لشکر مقابلے مین آترینگے تو گویا
دو سمندر موج مارینگے جو سردار نکلا ملکون کو فتح کرتا ہوا آیا کئی ہی ملکون سے خراج

آتا ہی عمر نامدار رینگے شاہزادہ گو رستم پیلتن علمشاہ نامور فاتح طلسم ہفت پیکر اِس
زور و شور سے آوینگے کہ قدرت گھبرا جاویگی مجال ہی کہ ان لوگون سے کوئی مقابلہ
کرسکے ملکہ مروارید نے جواب دیا تمکو طلسم کشا کا خوف ہی تم کیون آمین انکی طرف سے
ساحر بھی اڑینگے جادوگرنیان بھی اڑینگی دیکھو گر سیون پر بیٹھی ہین گلچینی گلشن جدال کی
کر رہی ہین بوا خیال کرکے دیکھو بی زعفران دیکھا سے مرصع پوش و شعلۂ جوالہ
کن نگاہون سے طلسم کشا کو دیکھ رہی ہین یہ شاہزادیان کیسی صاحب مرتبہ سحر مین
زبردست انکی شرکت سے کیسے ہوئی ہی پھر تو اپنے لیے بہتر سمجھا جو شرکت کی زہرہ جبین
ہنسکر کہا بوا تم انہین جاکر شریک ہوجاؤ اپنی جان بچاؤ باغ دلکشا نے کہا اے مروارید
تم طعن و تشنیع ناحق کرتی ہو گو کہ برائے بربادی لشکر طلسم کشا ہم لوگ آئے ہین مگر
مین تو ہرگز سحر نہ کرونگی بلکہ جب تم سحر کرنے لگوگی مین ضرور منع کرونگی اگر میرا کہنا مانا
تو بہتر ورنہ جو مجھکو معلوم ہی وہ سکا صرف کرونگی خواہ امین تمکو ملال ہو خواہ خوشی
ہو اسطرف کی صرف ایک شعلۂ جوالہ ایسی ہی کہ تمکو پست کردیگی تمھارے سحر کا رنگ
نہ جمنے دیگی مروارید نے جھلا کر جواب دیا تمھاری باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ
دل و جان سے طلسم کشا کی شریک ہوگئین یہان بارگاہ کیون استادہ کرائی وہین
جاکر اترو یہ دونون شاہزادیان باتین کررہی ہین آپس مین تکرار ہو رہی ہی کہ صحرا
سے گرد اڑی دیکھا سب نے ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج
سب کے ہاتھ مین نیزے چوڑے تیغے کمر مین لگے ہوئے سپرین چوڑی پشت پر
دور کا ابہ مرکب زیر ران عیار نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار یہ پہلوان مغرور
اغلاق کوہ ور ہی دعوی کرکے آیا ہی غرور کررہا ہی کہتا ہی جسطرح ہمکو طلسم کشا کو مین
پکڑ لاؤن فوج والے اسکے اسقدر مغرور ہین کہتے ہین کہ چند حملون مین لشکر طلسم کشا
کو پراگندہ کردینگے نور الدہر نے جواب دیا ہر شخص اپنے کو ایسا ہی جانتا ہی جیسے کیسے
پہلوان آئے کہ جنکے دماغ مین وہ غرور بھرے تھے کہ اگر کوہ روبرو ہوتا تو اُسکو ٹکرے
ٹکرے کر دیتے مگر جب مقابلہ پڑا احوال کھل گیا مگر اغلاق نے لشکر صحرا مین آتارا

بارگاہ استادہ ہونے کو حکم دیا آپ ٹہلتا ہوا وہان پر آیا جہان دونون شاہزادیان کھڑی
ہین دونون شاہزادیونکے جمال کو دیکھکر بیقرار ہوگیا پیشانی پر پسینہ آیا بڑھکر باغ دلکشا
سے کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی یہان کیون کھڑی ہو چلکر بارگاہ مین بیٹھو
اگر تمھاری بارگاہ استادہ ہونے مین دیر ہے تو میری بارگاہ استادہ ہو چکی ہے وہان چلکر
تشریف رکھیے ایک دو جام نوش فرمایئے ساقی بچے حاضر ہین باغ دلکشا نظارہ
جمال نور الدہر کر رہی ہے اغلاق نے جو اسطرح کہا باغ دلکشا نے بہ غصہ جواب دیا
کہ اے اغلاق کچھ دیوانہ ہوا ہے مین تیری بارگاہ مین کیون جاؤن میرے ساتھ کیا اور
بارگاہ نہین ہے مین اپنی بارگاہ استادہ کراؤنگی جا کے بیٹھونگی مروارید نے کہا بوا تم
بات کرنے سے ایسی خفا ہوتی ہو تم تو لڑائی پر آمادہ ہو ہمارے خداوند کا ملازم ہے
اگر اسنے کہا تو کیا برائی کی مروارید نے جو اسطرح کہا باغ دلکشا کو بہت ناگوار ہوا
کہا اے اغلاق انکو اپنی بارگاہ مین لیجاؤ یہ تمھارے ساتھ شراب پئین گی اغلاق نے
کہا اے ملکہ مروارید اگر مناسب ہو تو تم ہماری بارگاہ مین چلو مروارید نے اغلاق کا
ہاتھ تھامے ایام مروارید کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا مروارید کو لاکر اندر بارگاہ
کے مقام صدر پر جگہ دی آپ مسند پر بیٹھا کہا کیون بی مروارید باغ دلکشا کیون
برہم ہو رہی ہین مروارید نے کہا وہ طلسم کشا پر مائل ہوئی ہین صاف صاف مجھسے رو
کہہ چکین کہ ہم تمکو سحر نہ کرنے دینگے دیکھیے انجام کیا ہو اغلاق نے کہا اگر آپ کا حکم ہو تو
ابھی باغ دلکشا کو پکڑ لون خدمت خداوند مین انکو روانہ کیجیے مروارید نے کہا کہ یون
باغ دلکشا نہ گرفتار ہوگی کیونکہ ساحرہ زبردست ہے بڑے فساد برپا کریگی مگر مین
بہ محبت بلاتی ہون شراب مین بیہوشی ملاکر پلا دو کرکے انکو گرفتار کرو اغلاق نے
کہا پھر آپ جایئے یہان بلا کے انکو لایئے بعد جانے مروارید کے باغ دلکشا نے
بارگاہ استادہ کرائی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی ہے کنیزون سے کہہ رہی ہے کہ بوا مروارید
مجھسے آزردہ ہو کر گئی ہین یہ ذکر تھا کہ مروارید سامنے سے آئی قریب باغ دلکشا
کے آکر بیٹھ گئی کہا بوا ابرا سے چند ساعت بارگاہ اغلاق مین چلو دو طبل جنگی بجوا کے

مقابلہ کریگا ہم تم تماشہ دیکھین کہ جرأت مین طلسم کشا کیسا ہی صرف طبل جنگ بجوا کر چلی آنا باغ و گلکشا یہ کہکر اُٹھی کہ اغلاق کی کیا حقیقت ہو کیا طلسم کشا سے مقابلہ کریگا زور و طاقت مین اُس سے زیادہ پہلوان آئے تھے مگر سب ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے باغ و گلکشا سامنے مرواریدہ کے کھڑی ہوگئی مرواریدہ باتین کرتی باغ و گلکشا سے بارگاہ اغلاق مین آئی اغلاق برائے تعظیم اُٹھا لا کر مسند پہ بٹھایا مرواریدہ باتین کرنے لگی کہا اے اغلاق شراب و کباب کا چرچہ ہوگا اغلاق نے آواز دی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر حاضر ہوے ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلوۂ رنگ یہ اشعار گانے لگی نظم

قالب ہوا خراب ترے غائبانہ کیا
او مرغ روح بھول گیا آشیانہ کیا

مجنون کی سرگزشت نہایت ہوئی پسند
ای دوست بے اثر تھا ہمارا افسانہ کیا

شب کیا ہوئی جہان مین اندھیر ہوگیا
بدلا ہی ایک رنگ مین رنگ زمانہ کیا

یاران تنگسار بہت جلد اُٹھ گئے
کیا ہوگئے وہ لوگ ہوا وہ زمانہ کیا

مانع ہوئی صداے قدم کی خرام کی
دیکھین تو آج یار کریگا بہانہ کیا

دورن کے شور مین ترے حسن ملیح کے
ایدوست یہ رہیگا ہمیشہ زمانہ کیا

آغاز گفتگو ہی سے ہین بدگمانیان
سمجھائے کوئی دوست اُنھین دوستانہ کیا

ثابت ہوا کہ عالم ہستی ہی بے ثبات
کھینچے گا پھر عدم کی طرف اب روانہ کیا

زلفون کی بھی ہوس ہو بہت ہی خال کی
لائیگا اپنے دام مین ہمکو یہ دانہ کیا

منظور جبہہ سائی عاشق نہین مجھے
خالی پڑا رہیگا یون ہی آستانہ کیا

مقتل مین ہر اجازت جاروب قتل گہ
قاتل کمر پڑے گا نمازو دوگانہ کیا

عاشق کا دل نہ دیکھو کہ جاتے رہین حواس
نظارہ سوے سینۂ صدچاک شانہ کیا

رویا یہ آسمان کو ہی تر دامن زمین
مطرب نے میرے حال کا گایا ترانہ کیا

دیکھا ادھر کو تو نے پڑا تیر نازو دم
آستادہ رخ بدل کے اُڑا یا نشانہ کیا

خط نا تمام سا کہی رخصت ہی مرغ روح
قاصد سے پہلے ہوگا یہی خود روانہ کیا

کیا تاب مری جو زبان تک ہلا سکے　　لکھی نسیم نے یہ غزل عاشقانہ کیا

جب ہنگامۂ عیش و نشاط خوب گرم ہوا اغلاق نے گائن کو اشارہ کر دیا گائن نے دامن
باغ و دلکشا کا تھام لیا اور مچلنے لگی باغ و دلکشا چونکہ چوٹ کھائے ہوئے ہی دل سے متوجہ
ہو گئی اس حال میں مروارید نے جام آغشتہ بدارو ے بیہوشی دیا باغ و دلکشا دو جام
بلا اندیشۂ انجام پی گئی دو جام مروارید نے باغ و دلکشا کو دیئے جام پیتے ہی دماغ
الٹ گیا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں ابل آئیں گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی تصور میں نور الدہر
کے یہ کہتی ہوئی اٹھی کہ صاحب آئے ہو تو کیوں نہیں آتے فرد بیا بیا کہ ترا تنگ
در کنار کشم + بہ تنگ آمدہ ام تنگ در کنار کشم + دو قدم اٹھکر چلی تھی کہ بیہوشی
نے طمانچہ مارا کہ دھڑام سے گری مروارید نے کنیز کو اشارہ کیا کہ زبان میں سوزن
دو ایک کنیز نے زبان میں سوزن دیکر مسلسل و مطوق کیا بعد عرصۂ دراز کے ہوشیار
کیا باغ و دلکشا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا اغلاق و مروارید پہلو بہ پہلو بیٹھے
ہوئے ٹھٹھے مار رہے ہیں کہ مروارید نے آواز دی کہ کیوں اے باغ و دلکشا دیکھا
قدرت تھے آزردہ ہوئے کیونکر گرفتار ہو گئیں جس سحر پہ تمکو بڑا ناز تھا اب کچھ
اس سحر کا زور نہ چلا یہ حکم خداوند کا باعث ہے کیا تقدیر برجستہ کی اب کہو تمکو روانہ
کریں بہ خدمت خداوند جادو دل لگانے کا مزہ اٹھاؤ یا اسی مقام پہ سزا دیں یہ سنکر
باغ و دلکشا کو اسقدر رقت آیا کہ اشارے سے جواب دیا او ظالمو جو تھے ہو سکے اٹھو نہ
کر رہو میں کیا خداوند کی لونڈی ہوں قدرت میرا کیا کرینگے اسطرح مردانہ وار مالکہ
باغ و دلکشا نے گفتگو کی کہ اغلاق اور مروارید جل گئے آخر اغلاق نے مروارید سے کہا
بہتر یہ ہے کہ اسکو قتل کرو قدرت کو بھی کلمات سخت کہتی ہے ہم قدرت کو جواب دیلینگے
مروارید نے فوراً حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کرو جلادین استادہ ہوئے نگین جلاد
آکر موجود ہوئے آوازیں لگانے لگے کہ اے اغلاق والی پہلوان و وزران جو حکم ہو
وہ بجا لائیں مروارید اشارے کر رہی ہے کہ اے اغلاق ذرا اسکو ذرا ذو جلاد تلوارین
کھینچ کھینچکر قریب آتے ہیں خنجر دکھا کر الگ ہو جاتے ہیں مروارید کہتی ہے کہ اے باغ و دلکشا

تو بہ کرو تجھے کہا تھا کہ میں تمھارے سحر کو روکونگی کہو کیا انجام ہوا زبان ہی قبضے میں نہین بالکل بے اختیار ہو گئین اسپر بھی قائل نہین ہو قدرت نے اپنی قدرت نمائی کی بس توبہ کرو ہمارے ساتھ ملکر سحر کرنے کا اقرار کرو تو ہم ابھی تمکو رہا کر دین لیکن باغ و لکشا کی آنکھ سے آنسو جاری تھے جی مین کہتی ہے افسوس ہے کہ اُس شہریار تک نہ پہونچی ان مکارون نے مکر سے قید کر لیا مین نے مروارید کے مکر کو نہ سمجھا نقرہ دیکر مبلا لائی یہان یہ آفت درپیش ہوئی مین کیا جانتی تھی کہ یہان یہ انقلاب ہوگا تمغاق نے ایک جلاد کو اشارہ کیا وہ جلاد قریب باغ و لکشا کے آیا کوسے کا خط گردن پر کھینچا اسوقت باغ و لکشا کی پریشانی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے دل سے کہ رہی ہے ای باغ و لکشا اگر اس مصیبت سے رہائی پاؤن تو لقراط ثانی پر لعنت کرون اور مذہب حق اختیار کرون ای کریم کارساز وای خندہ نواز مدد کر نظم

زیر و بالا جلوۂ وحدت ببین | نور ذات واحد از کثرت ببین
دیدۂ بینا ترا گر دادہ اند | جلوۂ صانع تو از صنعت ببین
عاشق ذات مصور گر توئی | جلوہ اش بر چہرۂ صورت ببین
راست و چپ زیر و بالا پیش و پس | پرتو انگن تیر قدرت ببین
ذات حق را کن بہر مذہب خیال | نور آن سوے ہمہ ملت ببین
کل نمی باشد جدا از جزو خویش | صورت خلاق از خلقت ببین
بر کم و بیش زمانہ کن نظر | گاہ کثرت مین گہے قلت ببین
غور کن در ظاہر و باطن مدام | گاہ صورت مین گہے سیرت ببین
گر ولی گردد ترا دور از نظر | نور حق گردد ز ہر سو جلوہ گر

قضائے کار ہرکارے جو لشکر اسلام سے کے حاضر تھے خبر لیکر بھاگے یہان وہ وقت ہے کہ نور الدہر دربار مین بیٹھے ہین سردارونکا دورہ بندھا ہے شعلۂ جوالہ بہ رہی مین ابو شہریار خدا اودن دکھائے کہ لقراط ثانی شکست کھائے طلسم باطن مین جائے اور حضور کا بھی داخلہ ہو اور روح کا پتہ لگے کنیز کو بڑی پیروی کرنا پڑیگی کیونکہ

دربندون سے گذرنا مقام خاص پر پہونچنا وہان مقابلہ عظیم پڑیگا اُس جگہ تیرے
سحر کو ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا کیفیت ہوتی ہی نور الدہر جواب دیتے ہین کہ اے ملکۂ عالم
غیب سے مدد ہوگی تب لوح ملیگی پھر مرحلہ جات پہ جانا شعلۂ جوالہ کہتی ہی حضور
مرحلہ جات بہت سخت وصعب ہین نور الدہر فرماتے ہین خدائے ما بزرگ است
سرداربیان شعلۂ جوالہ سُنکر حیران ہو رہے ہین کہ ہر کارے سامنے آئے لیکن
گھبرائے ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعائے
جان درازی قطعہ ایہ بکاری ۔ نیقت قل ہو اللہ احد ٭ دو نگہبان تن وجان تو
اللہ الصمد ٭ لم یلد یار سے ولم یولد ہمہ جا دستگیر ٭ لم یکن یاری دو ومونس لہ کفوا
احد ٭ شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو آج نئی طرح کا معرکہ
درپیش ہوا غلام مفصل نہین عرض کر سکتے ظاہرا یہ دیکھا کہ اول ملکہ باغ دلکشا
دمرواریدسفید پوش آکر پہونچین مگر باغ دلکشا نے جو جمال حضور دیکھا طریقے
سے معلوم ہوتا ہی کہ مائل ہوئی مروارید سے تکرار ہونے لگی باغ دلکشا نے کھلکر
کہا کہ اے مروارید اگر تم سحر برائے بربادی لشکر طلسم کشا کروگی تو مین سحر تمھارا
رد کرونگی میری شرکت کی امید نہ رکھو آپس مین تکرار ہو رہی تھی کہ اغلاق کوہ پیکر
آکر پہونچا دونون شاہزادیون کو دیکھکر مائل ہوا باغ دلکشا سے کچھ سوال کیا
باغ دلکشا نے جواب سخت دیا مروارید کو لگا کر اپنی بارگاہ مین لیگیا باغ دلکشا
اپنی بارگاہ مین تھی وہان اغلاق و مروارید مین کچھ صلاح ہوئی کرکے باغ دلکشا
کو بلوایا شراب مین بیہوشی پلا کر گرفتار کر لیا مگر غلامون نے اپنے کانون سے
سُنا کہ حضور کا نام لیکر رو رہی ہی جیسا مناسب وقت ہو ویسا کیا جائے یہ سُنکر
نور الدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے شعلۂ جوالہ نے کہا کنیز جائیگی نور الدہر نے کہا
میرا ہی جانا مناسب ہی انشاء اللہ اسکو چھڑا کر لاؤنگا اگر تم گئین تو دشمن بدنام
کرینگے کہ ساحرہ کے بھروسے پر کام کرتے ہین اسوجہ سے مین خود جاؤنگا اور
جا کر اُسکو چھڑاؤنگا ہرچند سرداروں نے سمجھایا اور قصد کیا کہ ہمراہ چلین نور الدہر نے

کسی کو ساتھ نہ لیا مرکب تیار ہوکر آیا نور الدہر سوار ہوے شبرنگ نے رکاب پر
ہاتھ رکھا گھوڑا اڑا کر چلے یہان وہ وقت ہی کہ اغلاق تو چاہتا ہی کہ حقیقت مین قتل
کرے لیکن مروارید منع کر رہی ہی کہ اسکو ڈراو اور قتل نہ کرو شاید اعتقاد خداوند
کا اقرار کرے اور اغلاق اگر اسکو قتل کیا تو خوف یہ ہی کہ شاید خداوند اعتراض کرین
اور فرمائین کہ باغ دلکشا کو کیون قتل کیا اگر جرم عشق بیان کیا تو خداوند کہین گے
کہ ہم اسکا دل پھیر دیتے ایسی ساحرہ کو کوئی قتل کرتا ہی اس بدنامی کا خیال ہی مگر جلاد
خنجر کھینچے شلنگین لگا رہا ہی اور ہر مرتبہ قریب آتا ہی چاہتا ہی خنجر مارون مروارید ہر مرتبہ
اشارے سے منع کرتی ہی مگر باغ دلکشا نور الدہر کا نام لیتی ہی اور دعائین کر رہی
ہی کہ ای پروردگار مدد کر اس بلا کو رد کر مین کیا جانتی تھی کہ یہان آکر اس بلا مین مبتلا
ہونگی ورنہ اگر ظاہر مین مروارید سرکشی کرتی تو لشکر مین اسکے آگ لگا دیتی یہان
اغلاق کو بھاگتے راستہ نہ ملتا دربارگاہ پر ہزارہا ملازمان اغلاق جمع ہین کہ سامنے
سے گرد اڑتی دیکھا ایک شیر دلیر تلوار کھینچے ہوے آتا ہی راہ مین جسنے روکا اسکو
ہاتھ مار دیا صدہا لاشے تڑپ رہے ہین افسران فوج گینڈے بڑھا بڑھا کر قریب
آتے ہین بعض سحر کر رہے ہین مگر سحر ساحرون کا قریب نور الدہر نہین پہونچتا ہی
اگر عکس لوح محفوظ پڑ گیا تو سحر الٹا پلٹ گیا اور سحر کرنے والے کے سینے پر پڑا اور
تو ڑ کر پشت کو پار گذرا ساحرون مین ہنگامہ ہی کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ سحر ہمارا ہم کو
دبتا ہی تا بہ طلسم کشا نہین پہونچتا نور الدہر لڑتے بھڑتے دربارگاہ تک پہونچے
کئی ہزار نے دروازے پر روکا مگر شبرنگ نے کئی حقہاے آتشبازی مارے
شعلے جو بھڑکے گھوڑون مین پشتک و دولتی چلنے لگی سوار حیران پیدل پشیمان
ہرکارون نے بڑھکر اغلاق کو خبر دی کہ طلسم کشا لڑتے بھڑتے آ گئے دربارگاہ پر
تلوار چل رہی ہی کئی ہزار جوان کام آ چکے ساحرون کا سحر تاثیر نہین کرتا کس زور و
شور سے آپ کے ملازم لڑ رہے ہین مگر کئی سو افسران نامی مارے گئے طلسم کشا کے
چہرے پر گرد تیور پر بل پڑے ہوے منگانہ لڑ رہا ہی اغلاق یہ خبر سنکر تلوار ٹیک کر

اُٹھنے لگا مروارید نے کہا ای اغلاق کیون جاتے ہو ظاہر اً معلوم ہوتا ہی جادوگرنیان
عاشق ہین اُنھون نے کوئی اچھر بتا دیا ہوگا طریقے سے طریقۂ سحر سکھا دیا ہوگا مین
ایک سحر مین پھونک دونگی یہ بی شعلۂ جوالہ کی چالاکی ہی کہ سحر سے بچین تو لشکر والون
کے سحر سے بچین گے کہ ہمارے سحر سے بچین گے وہان نور الدہر جلو خانے مین پہونچ
ستون بارگاہ تمام کر ایک ہاتھ مارا کہ بارگاہ لہرائی ملازمون نے آواز دی کہ
حضور بھاگیے بارگاہ گرا چاہتی ہی اغلاق نے کہا یہ وہ بارگاہ نہین ہی کہ گرے دو چار
لنگر استاد کر دیے ہین ملازم خاموش ہو رہے نور الدہر نے دوسرا ہاتھ مارا اب
بارگاہ لہرا کر گری کئی ہزار آدمی دبے مروارید تڑپ کر بلند ہوئی اغلاق کود کر
بھاگا باہر نکلکر آوازین دینے لگا کہ یارو طلسم کشا کو مار و چہار طرف سے کافرون
نے بلوہ کیا کہ پہلو سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک دیو گینڈا بڑھا ہوا
آتا ہی ساطور گران سنگ آسمان رنگ کاندھے پر ہی جب اُسکو جنبش دیتا ہی
دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین کافر گھبراتے ہین ساحرون مین ہنگامہ ہی کہ یارو
کیا غضب ہی کہ سحر تاثیر نہین کرتا طلسم کشا محفوظ ہی کس رنگ سے لڑ رہا ہی کہ کسیکو
اپنے قریب نہین آنے دیتا برق شمشیر چمک رہی ہی سپر مین جو ملکر اُٹھی مین گھنگھور
گھٹا چھائی ہی باجون کی آواز بلند صاف معلوم ہوتا ہی کہ علمون نے بال کھولے
ہین پھریرون نے دامن پھیلائے ہین اہل فوج بھاگے جاتے ہین اغلاق نے جو
یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا کہتا ہی یارو یہ کیسا غضب ہی کہ دو جوانون سے بھاگے جاتے
ہو سب ملکر گرفتار کر و چہار جانب سے کافر بلوہ کر کے چلے نور الدہر بلوے کو
ہٹا کر دور بارگاہ گرا کر اُس مقام پر پہونچے کہ جس مقام پر وہ حریق آتش اشتیاق
و غریق لجۂ فراق ماہ لقا باغ دلکشا سرنگون بیٹھی ہی زبان مین سوزن قلب پر ہجوم
غم و محن کہ نور الدہر نے قریب آکر زبان سے سوزن نکالی اور فرمایا کہ ای ملکۂ عالم
اُٹھو باغ دلکشا کی جو زبان سے سوزن نکلی تڑپ کر اُٹھی اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ
تمام لشکر مین مروارید کے آگ لگ گئی شعلے زمین سے نکلنے لگے ساحران غدار

سے آگ جلنے لگے کئی ہزار ساحر جلکر گرے مرواریدنے للکارا کہ ای باغ ولکشا بدگمان خداوند کو یون جلاتے ویتی ہو اگر قدرت پوچھینگے تو کیا جواب دوگی کیسی پریشان ہوگی مجھسے مقابلہ کرو تمکو اپنے سحر پہ بڑا ناز ہی باغ ولکشا نے کہا ای مروارید مین تیری مشتاق تھی کہ تجھسے مقابلہ پڑے تو حال سحر و ساحری کھلے دیکھا تو نے کہ کس شیر نے آکر ہمکو رہا کیا میان اتفاق دور ست کہو جب لینا لینا کہہ رہے ہین مقابلے مین نہین جانتے کہ حال جرأت کھلے مروارید نے بڑھکر گولہ مارا باغ ولکشا نے گلے سے اپنے کچھ پھول توڑکر پھینکے گولہ پلٹ کر گرا کئی کنیزان مروارید کو جلا دیا مروارید نے جلاکر کار دسحر پھینکی باغ ولکشا نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور گجرہ ہاتھ سے کھولا دونون کو پھینک مارا کہ ای مین زار مروارید کو لیتا جا کر پھول جو قریب مروارید کے گرے اور پھولون کی بو دماغ مین پہونچی چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین آخر مروارید بیقرار ہو کر پکار اُٹھی

نظم

ای صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہی
اسی اللہ نے مجھکو بھی محبت دی ہی

تیغ بے آب ہی نے بازوے قاتل کو زور
مجھ گران جانی ہی مجھ موت نے وحشت دی ہی

اسقدر کیلیے ہو جنگ وجدل اے گروون
نہ نشان مجھکو دیا ہو نہ تو نوبت دی ہی

سانپ کے کاٹے کی لہرین ہی شب درد مجھے
کاکل یار کے سودے نے اذیت دی ہی

کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتے ایسی
خاکساری نہین دی ہی مجھے اُلفت دی ہی

فرقت یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
زندگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہی

یاد محبوب فراموش نہ ہووے ای دل
حسن نیت نے مجھے عشق سے اُلفت دی ہی

گوش پیدا کیے سننے کو ترا حسن وجمال
دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہی

لطف دل بستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ
دوجہان سے اِس اسیری نے فراغت دی ہی

کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش
زلف خوبان سے رسا تمکو طبیعت دی ہی

مروارید کا عجب حال ہی دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے کف منھ سے جاری سامنے آکر باغ ولکشا کے کھڑی ہوئی ہاتھ باندھکر عرض کی

کہ ای ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو بجالاؤن باغ دلکشا نے کہا اغلاق تمہارا بہت
خواہان ہی اور دل سے تم پر عاشق ہی اُسکا سر لاؤ یہ سنتے ہی مروارید جوش مین بھری
لشکر اغلاق پر ایک گولہ مارا کہ آگ برسنے لگی کئی ہزار کے سر اڑ گئے اغلاق نے جو
آفت دیکھی گھبرا گیا چاہا کہ نکل بھاگون گینڈا بڑھا کر ایک جانب چلا کہ اُدھر سے
دیکھا نورالدہر لڑتے ہوے آتے ہین نورالدہر نے للکارا کہ ای اغلاق کہان
جاتا ہی مجھسے مقابلہ کریگا اغلاق پلٹا نورالدہر سے تلوار زن ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالا
تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر
ہاتھ مارا تیغ خارہ شگاف سلیمانی جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹکر اغلاق کے دو ٹکڑے
کیے لیکن مروارید دیوانہ وار لشکر اغلاق کو قتل کر رہی ہی نورالدہر لڑتے ہوے
قریب باغ دلکشا کے آئے کہا ای باغ دلکشا اگر مناسب ہو تو مروارید کو اِس
آفت سے بچاؤ ایسا نہ ہو کہ سر ٹکرا کر اپنی جان دے باغ دلکشا نے کہا اُسکا گرفتار
ہونا کیا مشکل ہی یہ کنیز کہ مین اُسکے پھنس گئی تھی ورنہ اُسکی کیا مجال تھی کہ مجھکو گرفتار
کر سکتی پھر کنیزون سے اشارہ کیا کہ مروارید کو گرفتار کر لو کنیزون نے جاکر
سامنے کہا ای مروارید ملکہ باغ دلکشا تمکو یاد فرماتی ہین مروارید پھٹی کنیزونکے
ساتھ سامنے آئی باغ دلکشا نے کہا اپنی زبان مین سوزن دو کہا واری مجھے
کیا عذر ہی زبان مین اپنی آپ ہی سوزن دی ملکہ نے ایک قفس منگوایا کہا کہ ای
مروارید قفس مین جاؤ بخوشی مروارید داخل قفس ہوئی نورالدہر بن بدیع الزمان
لشکر اغلاق کو تباہ کر کے پلٹے باغ دلکشا ہمراہ ہوئی نورالدہر اپنے لشکر مین آئے
ایک طرف بارگاہ عالی باغ دلکشا کی استادہ ہوئی گرد ہزارہا کنیزین دربان آگاہ پہرہ
مسلح بیٹھی ہی نورالدہر بارگاہ مین آئے شعلہ جوالہ نے پوچھا کیون شہریار کیا
گذری فرمایا باغ دلکشا راہ مین مروارید کو گرفتار کر لیا شعلہ جوالہ کو بہت
ناگوار ہوا فرمایا ای شہریار باغ دلکشا کو آپ کیا سمجھے ہین اُسکو سحر مین کیا دخل ہی غیر
چندے خدمت خداوند مین رہی کچھ سحر بھی سیکھا اور مروارید کو اگر مناسب ہو تو رہا

کرا دیجیے ورنہ آفت برپا ہوگی نور الدہر نے کہا سمجھا جائیگا شعلۂ جوالہ خاموش ہورہی
مگر خیال ہو کہ مروارید کی قید سے لقراط ثانی ضرور فساد برپا کریگا یہان باغ ولکشا
نے اپنی بارگاہ مین حکم دیا کہ قفس مروارید لاؤ جب مروارید قفس مین قید ہوئی تب
اُسکو ہوش آیا تڑپنے لگی سر ٹکرانی تھی کہ ہاے مجھپر یہ کیا ستم گذرا کنیزین قفس لیکے
سامنے باغ ولکشا کے آئین باغ ولکشا نے کہا ای مروارید مناسب یہ ہو کہ ملکۂ کشا
کی اطاعت کرو ہم تو بدل شریک ہوچکے اب اُنکے ساتھ ہین جہان وہ جائینگے
وہان ہم بھی جائینگے تلاش لوح واجب و لازم ہو مروارید نے جھلا کر جواب دیا اگر
بند بند میرا جدا کروگی تو مین خداوند سے دشمنی نہ کرونگی اُنکے دشمن سے نہ ملونگی
باغ ولکشا نے جھلا کر حکم دیا کہ جاؤ طلسم کشا سے عرض کرو کہ مروارید اطاعت
نہین کرتی اگر حکم ہو تو اِسکو قتل کرین کنیزون نے آکر نور الدہر سے کہا نور الدہر
نے کہا ملکہ کو اختیار ہو باغ ولکشا نے یہ سُنکر حکم دیا کہ میدان خون کی تیاری ہو
دارین اِستادہ ہوئین جلاد حاضر ہوے ملکہ قفس کو تخت پر رکھکر بیرون بارگاہ آئین
اِدھر نور الدہر و شعلۂ جوالہ بھی براے تماشہ آکر کھڑے ہوے مگر شعلۂ جوالہ ایک
طاؤس پر سوار کنارے آکر شہری کنیزون سے کہ رہی ہو کہ مروارید قتل نہ ہوگی
کچھ فتور پڑیگا یہان باغ ولکشا نے مروارید کو قفس سے نکلوا دیا اور پھنکوا دیا
تیر و کمان طلب کیا کنیزین تیر و کمان لیکر حاضر ہوئین پشت پر باغ ولکشا کی ٹھہرین
باغ ولکشا نے کمان اُٹھائی کنیزون نے تیر بھر کمان مین پیوست کیے باغ ولکشا
نے جیسے ہی تیر کمان سے چھوڑا کنیزون نے بھی تیر چھوڑے اُسوقت مروارید کا
تڑپتا دل سے پکار رہی ہو کہ یا خداوند لقراط ثانی مدد کیجیے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی
اِس زور سے ہوا چلی کہ نخل صحرا گرنے لگے اِسقدر غبار بلند ہوا کہ اندھیرا ہوگیا بعد
تھوڑی دیر کے غبار دفع ہوا آندھی بھی موقوف ہوئی دیکھا قفس تو خالی ہو اور
دار پر مروارید نہین ہو زنجیرین کٹی پڑی ہین شعلۂ جوالہ نے قریب نور الدہر کے
آکر کہا دیکھیے اِو شہریار جو مین نے کہا تھا وہی ہوا لقراط ثانی خود آکر مروارید کو

لیگیا باغ دلکشا بہت شرمندہ ہوئی کہتی ہوئی بیٹھی کہ میں اسکی فکر کرونگی شعلہ جوالا
نے کہا کہ باغ دلکشا اب اپنے کو بچا میں خود بقراطا اگر مروارید کو لیگیا اب مروارید
نگر میں ملکہ باغ دلکشا کی نکلے گی انکو چاہیے ہر کہ اپنی حفاظت کریں مگر مروارید کی
جو آنکھ کھلی دیکھا بہت قدر عشرت میں بیٹھی ہوں بارہ سو شاہزادیاں گرد بقراطا کی
بیٹھی ہیں اور یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہیں

نظم

وہی چیتون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی نشوونما ہے سبزہ کو ہر گو غریبان پر
تعلق ہر وہی تا حال اُن زلفوں کے سودے سے
وہی سر کا پٹکنا ہر وہی رونا ہر دن بھر کا
وہی پا کا جلانا ہر پچانا ہر وہی دل کا
نیاز خادمانہ ہر وہی بفضل الٰہی سے
فراق یار میں جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہوں
وہی سودا ہے کاکل کا وہی عالم جو کہ سابق تھا
جنوں کی گرم جوشی ہر وہی دیوانوں سے اپنے
وہی بازار گرمی ہر محبت کی ہنوز آتش

تری آنکھوں کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
ہوا سے چرخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی راتوں کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہ اسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
بتوں کی نازبرداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
یہ شب بیمار پہ بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی داغوں کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

مروارید نے گھبرا کر عرض کی یا خداوند یہ کنیز کیونکر آج رہا ہوئی بقراطا نے کہا اے مروارید
جب قدرت کو معلوم ہوا کہ باغ دلکشا مروارید کو قتل کیا چاہتی ہر تو قدرت خود
گئے اور تمکو اٹھا لائے باغ دلکشا کو ملال دینا منظور تھا کیسی گھبراتی ہوگی کہ ہاے
مروارید صحیح و سالم نکلگئی مروارید نے کہا یا خداوند مجھکو رخصت دیجیے کہ میں جا کر ملکہ
باغ دلکشا کو لاؤں بقراطا نے کہا اے مروارید باغ دلکشا ایسی نہیں ہر کہ جسکو تم
گرفتار کر لاؤ عرض کی یا خداوند میری جان پر صدمہ ہر وہ رنج اٹھایا کہ ہوش و حواس
درست نہیں رہے اور اُس ظالم نے ایسا زیر کیا کہ میں خود قفس میں گرفتار ہوئی
مگر قدرت کو سامری و جمشید سلامت رکھیں کہ قدرت نے بڑی عنایت فرمائی ہے

بقراط نے کہا سامری و جمشید کیا مسخرے تھے میرے سامنے اُنکا نام لیتی ہو وہ مر گئے
مگر مروارید نے کسی طرح کہنا بقراط کا نہ مانا اور شکر مین باغ و دلکشا کی چلی اسباب سحر
جسم پر آراستہ کر لیا دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے شام کو لشکر باغ و دلکشا مین
آئی بڑھیا بنکر پھیرنے لگی مگر شبرنگ بن عمرو پھرتا ہوا اُسطرف آیا ایک بڑھیا کو دیکھا
کہ پھر رہی ہے پکار کر آواز دی بڑی بی صاحب مروارید نے جو دیکھا کہ عیار مجھے بُلاتا ہی
سحر کیا کہ غائب ہو گئی شبرنگ گھبرایا ہوا پاس باغ و دلکشا کے آیا بیان کیا کہ اِسطرح
ایک ضعیفہ آپ کے لشکر مین پھر رہی تھی لیکن اُسپہ گمان ہوا مین نے اُسے آواز دی
وہ غائب ہو گئی باغ و دلکشا نے کہا ای شبرنگ مروارید سفید پوش میری فکر مین
آئی ہو مگر جبتک مین جیتا ہی تو مجھ تک نہ آسکیگی بہت پریشان ہو گی مگر مروارید قریب دوپہر
رات گئے ایک طائر بنکر محل پر آ کے بیٹھی اور وہ محل روبرو بارگاہ باغ و دلکشا کے تھا
مروارید نے دیکھا کہ دروازہ بارگاہ باغ و دلکشا پر نگہبان بیٹھے ہین مروارید نے
سحر کیا کہ ہوا سے سرد چلی سب نگہبان سو گئے مروارید محل سے اُتری پردہ اُٹھا کے
اندر آئی دیکھا کہ سامنے پلنگ ملکہ باغ و دلکشا کا بچھا ہی اُسپر سو رہی ہی مروارید
آگے بڑھی کہ پہلو سے آواز آئی پلٹ کے دیکھا کہ ایک شیر آتا ہی شیر پر سحر کیا کہ شیر وہین
رُک گیا دوسری طرف سے اژدہے کی آواز آئی کہ اژدر منھ کھولے ہوے قلابہ آتشین
چھوڑ رہا ہی یہ دیکھتے ہی مروارید خائف ہوئی جسطرف جاتی ہی یا شیر یا اژدہے کو پاتی
ہی بیقرار ہو کر تصویر بقراط ثانی جیب سے نکالی تصویر سے کہا ای تصویر خداوند اب
کیا تدبیر کرون کہ قریب اِس ظالم کے پہونچون تصویر نے ہنسکر جواب دیا کہ اپنا
خون نکالکر اِن دونون پہ پھینکو معدوم ہو جائینگے مروارید نے نیچے ہنسکر نشتر
جھولی سے نکالا اور ران کا خون لیکر شیر پہ پھینک مارا شیر غائب ہوا دوسرا چلو
اژدر پر پھینکا اژدہ بھی غائب ہوا دونون کو غائب کر کے قریب پلنگ پہونچی
سوتے مین سحر کیا سوتو رہی تھی اور بھی بیہوش ہوئی مروارید کو نہایت ہی غصہ ہی
باغ و دلکشا کی زبان مین سوزن دی کمر مین پنجہ دیکرے اُڑی وقت سحر ہو نور الدہر

بارگاہ مین ابھی بیٹھے ہین کہ کنیزان باغ و لکشا روتی ہوئی آئین کہا ای شہریار عجب
سر گذرا باغ و لکشا پلنگ پر سو رہی تھین سوتے سوتے غائب ہوگئین نگہبان
بیہوش ہوگئے تھے شعلۂ جوالہ نے ہنسکر کہا مین نے عرض کرتی تھی کہ باغ و لکشا پر کوئی
آفتاد پڑیگی اگر حکم ہو تو مین جاؤن نور الدہر نے کہا ای شبرنگ تم جاؤ باغ و لکشا
کا پتہ لگاؤ مگر زعفران زعفران پوش کو کہ باغ و لکشا سے بہت محبت ہی بڑا ملال ہوا
شبرنگ بن عمرو باتہا سے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا بعد جانے شبرنگ کے ملکہ
زعفران زعفران پوش بھی چلی مگر جب مرواريد باغ و لکشا کو لیکر لشکر سے نکلی
تو خیال مین گذرا کہ اول اپنے باغ مین لیجاؤن وہان جاکر طعن و تشنیع کرون قدرت
اسکو زندہ نہ چھوڑینگے فوراً قتل کرینگے اپنے باغ مین لیکر آئی کنیزون نے جونہی
مرواريد کو دیکھا دوڑی ہوئی آئین مرواريد نے کہا ایک قفس آہنی تو لاؤ کنیزین
قفس لائین مرواريد نے باغ و لکشا کو قفس مین بند کیا سحر اُتار کر ہوشیار کیا جیسے ہی
باغ و لکشا کی آنکھ کھلی مرواريد نے پکار کر آواز دی کیون ای باغ و لکشا اب وہ
تمہارا عاشق و معشوق کہان ہی اب قدرت کا سامنا ہوگا کیا جواب دوگی اپنے
مقدمے مین پشیمان ہوگی باغ و لکشا نے اشارہ کیا کہ مین کیا اُس حکیم کی لونڈی
ہون مین نے نوکری کی تھی چھوڑ دی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر مگر مین چاہیے کہ اپنے
قول سے پھرون یہ غیر ممکن ہی میری جان قدمون پہ طاہر گلشا کے جائیگی مرواريد
نے کہا ای باغ و لکشا ہاے مین نے اغلاق کا کہنا نہ مانا وہ کہتا تھا اسکو جلد قتل کرو
مین نے اشارہ کرکے روکا اُسکا ثمرہ پایا اب نہ چھوڑونگی قدرت کے پاس لیجاؤنگی
قدرت تمکو قتل کرینگے کہ چند کنیزین براے سیر باغ سے نکلین جنگل مین ٹہلنے لگین کہ
اُدھر سے شبرنگ آتا تھا شبرنگ نے آکر ایک کنیز کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکے
سب کنیزون مین ٹہلنے لگا پوچھا کیون صاحبو ملکہ عالم کیا کر رہی ہین کنیزون نے
کہا باغ و لکشا کو لائی ہین سمجھا رہی ہین مگر وہ محبت نور الدہر مین مدہوش ہی ایک ہی
کلمہ کہے جاتی ہی شبرنگ یہ سنکر طرف باغ کے چلا اُس مقام پر آیا کہ جہان مرواريد

بیٹھی ہی قفس سامنے باغ دلکشا کا رکھا ہی طعن و تشنیع کے کلمات کہہ رہی ہی شبرنگ
کو منظور ہوا کہ کچھ عیاری کرون کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر تاجدار تخت پہ
سوار تخت اُڑائے ہوئے جاتا ہی مروارید نے جو تاجدار کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ
او شبدیز تاجدار ہمارے مکان کے سامنے سے جاتے ہو اور ہماری ملاقات نکروگے
شبدیز جادو نے تخت اُتارا زمین پر آیا قفس باغ دلکشا کو دیکھکر بیقرار ہوگیا پوچھا
او مروارید اِسنے کیا خطا کی ہی کہ جو یون گرفتار ہی مروارید نے سب حال بیان کیا کہ
دشمن خداوند ہی شبدیز نے کہا او مروارید اِسکو میرے حوالے کرو مین لیجا کر ضرور
سمجھا لونگا مروارید نے کہا یہ دشمن خداوند ہی مین اِسے نہ دونگی پھر شبدیز نے کہا او
مروارید میرا تو عجیب حال ہی

نظم

سنگ تربت لال ہی میرے تن محرور کا / پھول کمھلاتا نہین گر کر چراغ گور کا
حشر کے گنتی ہی دن منہ تک رہی ہی صور کا / حاملہ ہی قبر لاشہ لیکے مجہ رنجور کا
گھل گیا تھا جسم اِسدرجہ ترے رنجور کا / ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ دہان مور کا
اہل جنت کو رہا کرتی ہی اکثر آرزو / میرا افسانہ بھی ہی شاید سراپا حور کا
دیجیے کچھ دن ہوا اُنہین اِسکو آہ سرد کی / جوش خون گرم سے منہ آگیا ناسور کا
دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسیٰ کو تھی / دل مین روشن ہی مرے شعلہ چراغ طور کا
ایک لقمہ عمر بھر کو بس ہی قانع کے لیے / بند ہوکر منھ نہین کھلتا دوبارہ گور کا
جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آئے خاک / آبلہ رکھتا ہی دیدہ جو ہر سا طور کا
کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمان سے یار کو / پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا
کم حقیقت کے لیے پرسش کبھی ہوتی نہین / کون استفسار کرتا ہی تردد مور کا
ہائے کیا دیکھا کہ مجھکو دیکھنے آتے ہین لوگ / قہر لایا یاد آیات مست مستور کا
حال دل چھیڑا تو بولے اور کچھ فرمایئے / ذکر خوش آتا ہی کسکو قصہ مشہور کا
کون سن سکتا ہی کسکو اتنی طاقت ہی نسیم / اپنا ہر نالہ ہی ہمدرد و کنار صور کا

مروارید نے کہا او شبدیز اپنے کو سنبھالو دشمن خداوند پر نگاہ نہ ڈالو شبدیز نے

کہا مین تو اِسکو لیجاؤنگا مرواریدنے ہرچند اِنکار کیا مگر شبدیز ایسا مبہوت تھا کہ بل کرکے اپنے مقام سے اُٹھا بجبر قفس کو اُٹھالیا مرواریدنے قصد کیا کہ اپنے مقام سے مین اُٹھون ہاتھ شبدیز کا تھام لون مگر شبدیز قفس کو لیکر اپنے تخت پر آیا طرف آسمان کے روانہ ہوگیا مرواریدحیران دیکھتی رہی حوصلہ نہ پڑا کہ اِسکے تعاقب مین جاوُن شبرنگ کہ بشکل کنیز بیٹھا تھا اُسنے مرواریدسے کہا کہ ملکہ شبدیز کا تعاقب کرو مرواریدنے کہا یہ ساحر زبردست ہی اِسکا پیچھا کرنا اچھا نہ ہوگا مین جاکر ابھی خداوند سے کہونگی کہ میرے سامنے سے شبدیز باغ دلکشا کو لیگیا قدرت پیغام بھیجین گے فوراً گرفتار ہوکے آئیگا شبرنگ نے ہرچند اُبھارا مگر مرواریدنے پیچھا نہ کیا شبدیز نکلگیا مرواریدنے کہا اے گلپوش تمھارے مزاج مین آوے تو تم بھی چلو مین جاکر خبر کرون شبرنگ نے کہا حضور یہان باغ کی حفاظت کون کریگا باتین بناکر شبرنگ تو یہین رہگیا مگر مروارید روانہ ہوئی اُسوقت خدمت بقراط مین پہونچی کہ بقراط مصروف عیش و نشاط ہی کہہ رہا ہی کہ طلسم کشا قریب ہی ایسا نہ ہو کہ یہان آجائے نہنکال فیلسوار پہلوان زبردست یہ کہکر اُٹھا کہ خداوند غلام ابھی جاتا ہی اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاتا ہی شاہزادیون نے خوب ڈھول بجایا اور یہ اشعار بطور مبارکباد گائے

نظم

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا	قُل نالۂ زنجیر مین ہی صلِّ علےٰ کا
بیہوش کیا ہی کسی باہوش نے مجھکو	جھگڑا نہ رہا یار عدو اب دوسرا کا
صدقے ترے او شافع روح و تن عاشق	دو فیض مین اب وقت ہی وعدہ کی وفا کا
تو پیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش	اب ہاتھ نہ احسان اُٹھائین سگ دعا کا
مرنے پہ بھی لائی نہ تری نکہت گیسو	احسان نہ ہوا روح پہ بھی بادِ صبا کا
جز بیخودی شوق نہ گریہ ہی نہ فریاد	بے دوست چھٹا مجھسے تعلق رفقا کا
خاموش زبان شرم سے آنکھین ہوزانو	مین صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا
شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ	ہر زخم جگر لفظ بنا صلِّ علیٰ کا

قربان اُٹھا عارض پر نور سے پردہ — مرجاؤن نہ عاشق پہ ہو احسان قضا کا
مطلب ہو مرا عارض پر نور کا جلوہ — عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا
اعمال نسیم اپنے برے ہین کہ بھلے ہین — لیکن ہی بھروسہ ہمین محبوب خدا کا

اُسی وقت پرم وارید جا کر پہونچی سامنے لقراطا ثانی کے سر و سے مار اکہا یا خداوند عجب تقدیر آپ نے کی ہو کہ دوست دشمن ہو جاتے ہین فراج گزار سرکشی دکھاتے ہین مین کس مشقت سے باغ دلکشا کو گرفتار کر کے لائی اپنے باغ مین اِس خیال سے ٹھہری کہ اُسکو مطیع خداوند کر کے پہلوون مین بھارتی بھیجی لیکن ملکہ باغ دلکشا کا یہی قول تھا کہ ہمکو قتل کرو ہم محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ نہ اُٹھا ئینگے کہ شدیز جادو آکر پہونچا زبردستی قفس اُٹھا کر باغ دلکشا کا لیگیا مین نے ہرچند سمجھایا کہ یہ دشمن خداوند ہو مگر اُسنے ایک نہ مانی یہ سُنکر لقراطا ثانی غصّے سے سرخ ہو گیا کہا ارے یہ سب بندگان خاص میرے ساتھ دشمنی کرتے ہین کوئی جا کر جلد اُسکو لاؤ ورنہ بہت بڑی بدعت کرونگا سرنام جادو اُنھین شاہزادیون مین ہو یہ کہکر اُٹھی کہ یا خداوند مین ابھی جا کر لاتی ہون لقراطا ثانی نے کہا باغ دلکشا کا قفس بھی لانا مگر [illegible] سمجھ لو کہ وہ ساحرہ زبردست ہو سوزن اُسکی زبان مین ضرور ہے سرنام بہت خوب کہکر بلند ہوئی منگال تین لاکھ فوج ساتھ لیکر برائے مقابلہ شاہزادہ نور الدہر چلا نہایت لاف وگزاف کرتا ہوا کہ جاتے ہی لشکر پر گرونگا [illegible] مین گھسکر گرفتار کرونگا آجتک بڑے بڑے پہلوان گئے اور وہ ہاتھ سے طلسم کشا کے زیر ہوے بعض مارے گئے اور بعض نے زیر ہو کر اطاعت کی مگر مین ضرور طلسم کشا کو گرفتار کرونگا لیکن شدیز تاجدار جو قفس ملکہ باغ دلکشا کا لیکر بلند ہوا مبہوت ہو رہا ہو صورت زیبا دیکھ دیکھکر وجد کر رہا ہو سامنے ایک پہاڑ دیکھا اُسپر نخل سایہ دار بہت سے تھے خیال مین آیا کہ اِسی پہ اُتر دون امتحان تو کر دون کہ مجھسے رضامند ہوتی ہو یا نہین یہ سوچکر اُسی پہاڑ پر اُترا قفس ملکہ سامنے رکھا اور کہا کہ ای باغ دلکشا میری جان جاتی ہو مین وہ ہون تمھارے [illegible] ایا اور کچھ خیال

دکھایا کہ قدرت آزردہ ہونگے پس تم مجکو بہ شوہری قبول کرو لیکن شبرنگ بعد جانے
ماہ مروارید کے باغ سے نکلا جست وخیز کرتا ہوا آتا ہے مگر خیال لگا ہوا ہے کہ دیکھیے وہان
شدیز باغ ودلکشا کے ساتھ کیا کرے کہ دور سے دیکھا شدیز ایک پہاڑ پر بیٹھا
ہوا باغ ودلکشا کو بہلا رہا ہے شبرنگ نے رنگ وروغن عیاری کا لگایا ایک ساحر
کی شکل بنکر پہاڑ پر چڑھا شدیز کو آکر سلام کیا شدیز نے پوچھا تو کون ہے شبرنگ نے
جیب سے نامہ نکالا ہاتھ مین شدیز کے دیا شدیز نے دیکھا کہ سرنامے پر مہر خداوندی
مہر دیکھکر کانپنے لگا سمجھا کہ خداوند کا مجھپر کچھ عتاب آیا لیکن نامے کو جو کھولا اس مین
مرقوم تھا کہ اے شدیز تونے کیا کار نمایان کیا کہ ماہ باغ ودلکشا کو لے بھاگے ورنہ
عیار طلسم کشا پاس مروارید کے پہونچ گیا تھا عیاری کرکے مروارید کی آبرو لیتا
یا مار ڈالتا تم جو باغ ودلکشا کو لیگئے وہ مایوس ہوکر پلٹ گیا شدیز بہت خوش ہوا
کہا اے ساحر یہ نامہ تجکو خداوند نے کب دیا ساحر نے کہا جب مروارید نے جا کر فریاد
کی تو قدرت نے نامہ لکھکر مجکو دیا کہ شدیز فلان پہاڑ پر بیٹھا ہے نامہ اسکو جا کر دینا
یہ کہکے شبرنگ نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک طرہ پھولونکا نکالا کہا اے شدیز یہ طرہ
پیغمبری کا تمکو خداوند نے دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم تقدیر کرچکے باغ ودلکشا تمکو
بصدق دل قبول کریگی ہمیشہ تمھاری خدمت مین رہیگی یہ باتین سنکر شدیز مثل
گل کے شگفتہ ہوگیا شبرنگ نے کہا یہ طرہ کان مین لگاؤ کہ اسکی بو دماغ مین پہونچے
اور ہی مزاج ہوجائے اور طرف باغ ودلکشا کے دیکھکر آواز دی کہ اے عورت تجکو
کچھ خیال بھی ہے قدرت نے اسکا مرتبہ بڑھایا پیغمبر بنایا طرہ پیغمبری کان مین لگایا تو
اسکو بدل وجان قبول کر اگر انکار کریگی تو بجلی گریگی کہ تو جلکر خاک ہوجائیگی اور
مجھے قدرت نے اسیواسطے بھیجا ہے کہ باغ ودلکشا کو رضامند کرکے پہلو مین تمہارے
بندۂ خاص کے بٹھا دو باغ ودلکشا نے ارادہ کیا کہ انکار کرون پھر سوچی دیکھون تو
نامہ کس مضمون کا آیا ساحر زبانی کیا کہہ رہا ہے مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ تو کیا ہے
اور تیرے خداوند کیا ہین مین لقرادا پر لعنت کرچکی ہون اطاعت دین اسلام

بہ دل وجان قبول کی شبرنگ اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای باغ ولکشا ذرا مجھکو کلام کرو ورنہ مارے کوڑون کے کھال گر ادونگا جی مین کہتی ہو کہ ای باغ ولکشا یہ ساحر بڑا ظالم معلوم ہوتا ہو دیکھیے کیا کرے ہر مرتبہ شبرنگ اُٹھتا ہو کوڑا رکھا رُک جاتا ہو اور اشارے کرتا ہو کہ مین ہون شبرنگ بن عمرو ای باغ ولکشا تو میرا کہنا مان لے باغ ولکشا حیران ہو کہ یہ ساحر کیا اشارے کر رہا ہو کچھ ذہن مین نہین آتا کہ قضاے کار سرنام جادو جو تلاش مین شبدیز کی چلی تھی بالاے آسمان آکر جھکی دیکھا شبدیز پہاڑ پر بیٹھا ہو قفس باغ ولکشا کا سامنے رکھا ہوا ہی ایک ساحر وھتکار رہا ہو وہین سے نعرہ کیا کہ باش او شبدیز قدرت نے تجھکو بلایا ہو یہ کہکر تڑپ کر گرنی چاہا کہ شبدیز کو اُٹھا لیجاؤن شبرنگ تو ایک غار مین چھپا مگر سرنام جادو نے منھ سے ایک دھوان چھوڑا کہ شبدیز بیہوش ہو گیا اتنے سرنام زمین پر آئی قصد ہو کہ اسکولے بھاگون ایک ہاتھ قفس کی جانب بڑھایا اور ایک ہاتھ سے چاہا شبدیز کو اُٹھاؤن کہ پہلوے کوہ سے آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر پڑھ رہا ہو **نظم**

دل مرا مرگ شب فرقت مین ایسا شاد ہی … شیون یاران مجھے شور مبارکباد ہی

شکوۂ فصل بہار روے جانان ہو عبث … مثل دل سینہ مرا صد چاک مادر زاد ہی

زنگ ہو جاتا ہو منزل مین پہونچتے ہی غم شا … گو رہین بھی میرے دل کو نالہ و فریاد ہی

قدردانی جور سے خالی نہین ہو دہر مین … دست گلچین سے گلون پر باغمین بیداد ہی

جی نہین بچتا نظر آتا شب فرقت مین آج … کہکشان تلوار ہو اور آسمان جلاد ہی

قصر تن کی بے ثباتی کا جو آیا ہو خیال … ہر حباب اپنی نظر مین قلعۂ فولاد ہی

شوق گلزار فنا مین میرے مرغ روح کو … چار دیوار عناصر حلقۂ صیاد ہی

یہ بہار اول ہو یا پروانہ ہو یا فاختہ … ہو وہ قد یا شمع کا فوری ہو یا شمشاد ہی

سر جھکائے ہون تواضع سے گنہگار و کہیع … ہر کوئی اسیر بھی میری جان کو جلاد ہی

کیا سمجھکر کوسے مہرویان مین پھر جاتا ہو تو … آفت عشق گذشتہ تجھکو ناسخ یاد ہی

سرنام حیران ہوگئی کہ یہ آواز دلفریب کسکی ہی کہ دلکو بیتاب کیے دیتی ہی پلٹ کے جو دیکھا تو ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین خرامان خرامان آتی ہی سرنام ششدر کھڑی رہ گئی وہ نازنین قریب آئی سرنام سے کہا صاحب تم کون ہو کہ بلا تکلف اِس پہاڑ پر کھڑی ہو سرنام نے حال بیان کیا کہ مین فرستادۂ خداوند لقا اول ثانی ہوں برائے گرفتاری شدید بزاز یہان آئے ارادہ سرکشی کا کیا تھا مین نے اسے سحر کر کے بیہوش کر دیا اُس نازنین نے کہا ای سرنام باغ دلکشا کی ۔ ہان کا حکم ہی مین حور بہشت بریں قدرت ہوں ہم سب حور و غلمان باغ مین سیر کر رہے تھے کہ قدرت آئے کہا کہ ای حور قدرت اپنے کو جلد فلان کوہ پر پہونچاؤ سرنام کو پیغام دینا کہ باغ دلکشا کو رہا کر دے وہ ہمارے پاس حاضر ہوگی سرنام کے منھ سے نکلا کہ قدرت نے مجھے کچھ کہا اور مجھکو یہ پیغام دیا کہ وقت کے دیکھا جائیگا مین اسکو خدمت خداوند مین پہونچاؤنگی جو قدرت زبان سے فرمائینگے وہ کرونگی نازنین نے کہا دیکھ وہ سامنے قدرت خود آتے ہین سرنام نے جیون ہی پلٹ کے دیکھا شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک تا بناف چاہا شدید بز کو بھی قتل کرون باغ دلکشا سے کہا ای ملکۂ عالم مین اشارے کرتا تھا مگر آپ سمجھ نہین سکین اشارہ یہ تھا کہ مین مرواریدکے باغ مین بھی مین پہونچا تھا مگر آپ کو شدید بز سے بچانا تھا باغ دلکشا نے کہا پہلے مجھے رہا کرو پھر اسکو قتل کرنا شبرنگ نے زبان سے باغ دلکشا کی سوزن نکال جیسے ہی زبان سے باغ دلکشا کی سوزن نکلی تڑپ کر تڑپ مارا کہ قفس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا باغ دلکشا قفس سے نکلی اب شبرنگ طرف شدید بز کے چلا خنجر برہنہ چمکاتا ہوا چاہتا ہی ہاتھ مارون کہ آسمان سے آواز آئی او ناعیار خبردار کیا کرتا ہی شدید بز کو قتل کرنا منم مروارید سفید پوش تڑپ کر چلی کہ شبرنگ کو اُٹھا لون باغ دلکشا نے آواز دی کہ او مروارید تو بڑی بے غیرت ہی ایک سحر کرونگی ابھی دیوانی ہوجائیگی مگر مروارید کب مانتی ہی بال سر کے نوچکر باغ دلکشا پر پھینکے اور زمین پر دو تھپڑ مار کر دستک دی چند ماران سیاہ لہرا کر چلے منھ کھولے ہوئے کیچے چھوٹے لیکن باغ دلکشا نے جو دستک دی ایک طاؤس پیدا ہوا اُسنے آکر ماران سیاہ کو کھا لیا باغ دلکشا

پھر للکارا کہ ای مروارید جاؤ جب مروارید نے زمانا تو باغ و لکشا نے گلے سے ہار
پھول کا اُتار امروارید پر پھینک مارا اور آواز دی کہ ای چمن زار تو کہان ہو کیون
نظرون سے نہان ہو کر ایک پہلو سے چھاکے کی آواز آئی دیکھا ایک نازنین مہ جبین
پکارتی ہوئی آتی ہو کہ ای مروارید ذرا ادھر متوجہ ہو مروارید نے جو پلٹ کر دیکھا
نازنین نے قریب آکر مروارید کے منھ پر ہاتھ پھیرا اور پشت پر ہاتھ رکھا کہا کہ
دیکھو ملکہ باغ و لکشا کیا ارشاد فرماتی ہین مروارید خاموش کھڑی رہگئی وہ نازنین
پشت پر ہاتھ رکھکر غائب ہوئی مروارید کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین پکار کر
آواز دی کہ ای ملکۂ عالم

نظم

دل بہت تنگ رہا کرتا ہو — رنگ بے رنگ رہا کرتا ہو
حُسن مین تیرے کوئی عیب نہین — صبح کو ننگ رہا کرتا ہو
صلح کی دل سے ہین یہان مصلحتین — وان سر جنگ رہا کرتا ہو
دل مرا اپنی محبت کی شراب — نشے مین بھنگ رہا کرتا ہو
عار سے عار ہو مجھ مجنون کو — ننگ سے ننگ رہا کرتا ہو
جوہر تیغ دکھاتا ہو حسن — عشق جو رنگ رہا کرتا ہو
گفتنی حال نہین ہو اپنا — کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہو
عالم وجد ترے مستون کو — بے دف و چنگ رہا کرتا ہو
فندقی دست صنم سے نادم — گل اورنگ رہا کرتا ہو
تیرے گوش شنوا کا مشتاق — ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہو
بندش چست سے تیری آتش — قافیہ تنگ رہا کرتا ہو

یہ اشعار پڑھکر عرض کی ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن باغ و لکشا نے اشارہ کیا
کہ شبدیز کا سر کاٹ لو مروارید نے بلا تکلف جھپٹ کر ہاتھ مارا کہ شبدیز جادو کے
دو ٹکڑے ہوے شبدیز کو مار کر مروارید تلوار اپنے گلے پر رکھنے لگی باغ و لکشا
نے منع کیا کہ کیون مروارید یہ کیا کرتی ہو تو جا کر بقراط کا سر لا مروارید نے کہا

کنیز گئی اور لائی مرواریدِ جوش میں ہوئی چلی باغ و دلکشا وشبرنگ پہاڑ سے اُترے طرف اپنے لشکر کے چلے لقراط ثانی قصرِ عشرت میں بیٹھا ہی افسرون نے کہلا بھیجا ہی کہ یا خداوند باہر تشریف لائیے لقراط نے جواب دیا کہ اسوقت قدرت نشے میں ہین نہ تشریف لاوینگے سرداروں نے دیکھا لشکر مین ہڑبڑ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا آنے لگی سردار بیرون بارگاہ بیٹھے تھے سر اُٹھا کر دیکھا کہ مروارید چھے کھینچا ہوا ہاتھ مین دوپٹہ منہ سے ڈھلکا ہوا پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے فوج پر گولے مار رہی ہی کبھی کڑک کے گرتی ہی جس سردار کو پاتی ہی اُٹھا لیجاتی ہی بالاے آسمان جاکر چیر کے پھینکدیتی ہی افسرون نے در قصرِ عشرت پر آکے فریاد کی کہ یا خداوند نیا معاملہ ہی کہ مروارید سفید پوش لشکرِ قدرت کو تباہ کر رہی ہی لقراط گھبرا کے باہر نکل آیا سر اُٹھا کے دیکھا کہ مروارید بیچ لشکر مین لڑ رہی ہی پکار کر آواز دی کہ ای مروارید کیوں اپنی آبرو دیتی ہی لشکر والوں نے کیا کیا مروارید نے جو لقراط کو کھڑے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او سکار جلسا زشعبدہ باز ملکہ باغ و دلکشا نے تیرا سر مانگا ہی بہتر اسی مین ہی کہ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لوں اور خدمت مین ملکہ باغ و دلکشا کی لیجاؤں ورنہ بڑی مشکل پڑیگی بڑی ذلت اُٹھائیگا لقراط نے منہ پھیر لیا سرداروں نے عرض کی یا خداوند کیا الفاظ بہ نسبت خداوند کہتی ہی اور قدرت سنکر خاموش ہو رہے لقراط نے کہا وہ اپنے ہوش مین نہین ہی ورنہ کیا مجال تھی کہ وہ ایسے فقرات کہتی یہ کہکے پکار کے آواز دی کہ ای طیران مروارید کے سر مین ہی کہاں اِسنے یہ صدمہ اُٹھایا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا کہ جسکے تین سر دستِ راست پر اور تین سر دستِ چپ پر اور ایک سر کلاں بیچ مین تھا بیچ والے سر سے بولا آواز دی کہ یا خداوندی باغ و دلکشا نے اِسکو دیوانہ کیا یہ سنکر لقراط نے طائر کو اشارہ کیا کہ ای طیران ہفت سر اِسکو ہمارے قریب لاؤ طائر نے بڑھکر سر پر مروارید کے چرخ مارا چرخ مار کر بلند ہو کر غائب ہوا کہ مروارید یا تو کلمات سخت کہہ رہی تھی یا چپ ہو کر سر جھکا لیا لگو اور کا خون پونچھنے لگی

اب سحر مبین کرتی سر جھکائے ہوئے قریب لقراط کے آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی کہا یا خداوند فریاد ہی کہ باغ دلکشا نے میرا یہ حال کیا کہ میرے ہاتھ سے بندگان خداوند مارے گئے امید وار ہون کہ معاف فرمائیے لقراط نے ہاتھ تھام کر پشت پہ ہاتھ رکھا مروارید نے ایک چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہو گئی سب سردار دیکھ رہے ہین کہ بعد تھوڑے عرصے کے مروارید کو ہوش آیا قدمون سے لقراط کے لپٹ گئی کہ یا خداوند معاف فرمائیے مجھے بڑی خطا سرزد ہوئی لقراط نے ہاتھ پکڑا منھ پر ہاتھ پھیرا مروارید کا جینے لگی کہا ای مروارید جاؤ اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچاؤ باغ دلکشا و طلسم کشا کا سر لاؤ مروارید بہت خوب کہکر پلٹی طرف لشکر طلسم کشا کے چلی یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین سرداران نامی گرد کہ ہرکارون نے خبر دی شبرنگ و باغ دلکشا آتے ہین نور الدہر نے چند سردار برائے استقبال بھیجے باغ دلکشا شبرنگ دونون سامنے آئے شاہزادہ نور الدہر نے حال پوچھا سب کیفیت ملکہ باغ دلکشا نے بیان کی اور کہا کہ آپ کا اقبال ہر مقام پہ بلند تھا لیکن جیسے آپ جری ہین ویسا ہی آپ کا عیار ہی ہر مقام پہ پہونچا نور الدہر نے شبرنگ و باغ دلکشا کو خلعت دیا کہ صحرا سے گرد اڑی نہنگال فیلسوار فیل کو بڑھائے ہوئے گرز گران سنگ کاندھے پر تین لاکھ فوج کاندھے پر رواروی کرتا ہوا آتا ہی دور سے جو لشکر طلسم کشا کو دیکھا اسی طرف بڑھا نور الدہر سمجھے کہ مقابلے کو آیا ہی یہین اتریگا طبل جنگی بجوائیگا مگر نہنگال بڑھا ہوا چلا ہی آتا ہی جب قریب لشکر طلسم کشا آیا فوج کو اشارہ کیا کہ سب کو قتل کرو ملازمان نور الدہر نے جو دیکھا کہ یہ لوگ بھیڑ آپڑے تلوارین لیکر لڑنے لگے نور الدہر نہنگال کی زبردستی دیکھکر باہر نکلے سوار ہوکر آگے ایک طرف سے طہماس پہونچا اب دونون لشکر ملکئے تلوار چلنے لگی خون کی ندی بہنے لگی باغ دلکشا و شعلۂ جوالہ دربارگاہ پر کھڑی تماشہ جنگ کا دیکھ رہی ہین اگر باغ دلکشا نے سحر کرنے کا قصد کیا تو شعلۂ جوالہ

منع کرتی ہین کہ شہریار کے مزاج کے یہ خلاف ہی ورنہ ایک اشارے مین پامال ہوجائے
نہنگال کے ہاتھ مین گرز کلان ہی جب اُسکو گردش دیتا ہی دس دس پانچ پانچ کے
سر پھوٹ جاتے ہین اگر ہاتھ پر پڑا تو ہاتھ ٹوٹ گیا اگر سر پر پڑا تو وہ جوان پیوند زمین
ہوا نور الدہر نے جو زبردستی نہنگال کی دیکھی للکارے او پہلوان اِن غربا نے تیرا
کیا کیا ہی اِنکو کیون قتل کرتا ہی نہنگال ہنو ہنو کرتا ہوا طرف نور الدہر کے چلا یکایک
آسمان سے تلوارین برسنے لگین کئی ہزار سر اُڑ گئے شعلۂ جوالہ نے جو تلوارون کی
بارش دیکھی کہا اے باغ دلکشا کوئی ساحر بھی اِس بیبا کے ساتھ ہی تلوارین برسا رہا ہی
یہ کہکے شعلۂ جوالہ آگے بڑھی جھولی مین ہاتھ ڈالا سیاہ کاغذ نکالا اُسکی سپرین کاٹ کر
پھینکین وہ سپرین سرون پر سردارون کے لڑائین جو تلوار آسمان سے گری سپرون
نے سینہ سپر کیا اپنے اوپر تلوارین لیتی ہین تلوارین ٹوٹ جاتی ہین ابر سیاہ جو چھایا
ہوا تھا وہ بھی لخت لخت ہوا جب ابر پھٹا تو سب نے دیکھا کہ مروارید سفید پوش سحر
کر رہی ہی نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھتی ہی کہ طلسم کشا کس طرف ہی باغ دلکشا نے جو ملکہ
مروارید کو دیکھا چاہا کہ آواز دی کہ بی شعلۂ جوالہ آپ ہٹ جایئے مین اِس سے سمجھ
لونگی مروارید کڑک کر گری دس پانچ جوانون کے سر اُڑ گئے زمین پر قایم ہوکے
ڈرتی ہوئی چلی باغ دلکشا نے آواز دی ذرا پشت پر تو دیکھ مروارید نے پلٹ کر
دیکھا ایک باغ دلکشا ہی بے در کا جس مین جوش بہار ہی طایران زمزمہ سرائی پکار ہی
کہ اے سیارگان باغ دلکشا اِسکو آکر دیکھو بہار سے اِسکی فیضیاب ہو دماغ ترو تازہ
ہو مروارید اُس باغ کو دیکھکر بہت شگفتہ ہوئی جیسے ہی اُس باغ مین قدم رکھا کہ
طایرون نے غلغلہ کیا انکی آوازون سے برابر بخوش الحانی یہ صدا آتی تھی قطعہ

سوا سے کر زمانے مین ہمدو راہ نہین — وہ کون جا ہی جہان آب زیر کاہ نہین
مین گو کہ حسن سے ظاہر مین مثل ماہ نہین — ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین
ہوئی ہی مجھکو جو بس سے یہ بات اب ثابت — شگفتہ دل جو ہوا اُسکے لب پہ آہ نہین
جگر کے داغ مین بے لطف گر نہوتا سو — جہان مین کون ہی وہ باغ جسمین چاہ نہین

ہمیشہ کام میں غیروں کے ہیں سعادتمند | ہما کو اپنے لیے فکر عزوجاہ نہیں
محبت ہی یار کو بجز دل جلے کے قتل میں سوچ | چراغ کشتہ کا کوئی بھی دادخواہ نہیں
سفیدی کفن مردہ سے ہی وہ مہتاب | شب لحد بھی مرے روز سے سیاہ نہیں
بجا ہی بزم صنم میں رقیب سبز قدم | میں کیونکر اُسکو اُکھاڑوں وہ کچھ گیاہ نہیں
گرا تھا جس میں عزیز دل وہ مہ کنعان | ہنوز چشمۂ خورشید ہی وہ چاہ نہیں
ہجوم فوج عدو سے جہان میں ای ناسخ | سوائے قلعۂ ایمان کہیں پناہ نہیں

جب طائروں نے یہ اشعار ساتھ مروارید کے پڑھے اور مروارید نے سنے زیادہ
مبہوت ہوئی دوڑ دوڑ کر درختوں سے لپٹنے لگی اور باغ دلکشا نے ایک دستک
دی پہلوے باغ سے ایک جوان پیدا ہوا لباس فاخرہ پہنے ہوے مروارید نے
جو اُس جوان کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای جوان خوشرو ذرا مجھ تک آ اُس جوان نے
قریب آکر ہاتھ مروارید کا تھام لیا ایک نہر کے قریب آکر کہا کہ ہم تو اِس دریا
مین رہتے ہین مروارید نے کہا ہم تمھارے ساتھ ہین وہ جوان جھیل مین پھاند پڑا
مروارید بھی ساتھ اُس جوان کے جھیل مین پھاند پڑی باغ دلکشا نے کہا ای شہریار
اگر آپ کے خلاف نہ ہو تو نہنگال فیلسوار کا بس یہی حال ہو نورالدہر نے کہا
خبردار ایسا ارادہ نکرنا ساحرہ کو تُنے جواب دیا بہت مناسب ہوا غیر ساحر پر
سحر کرنا مناسب نہین اب لشکر کو تو سحر سے مہلت ہوئی لشکر نہنگال سے تلوار
چل رہی ہی تیر انداز خطا کار دور سے تیر مارتے ہین نورالدہر دو چار تیر کھا کر
طرف نہنگال کے چلے اور للکار کر آواز دی کہ او پہلوان دوران لشکر کو کیون
تباہ کرتے ہو ہمارے تمھارے مقابلہ ہو دو مین سے ایک رہجاے اگر تم غالب
ہو ہم تمھاری اطاعت کرین شاید اگر ہم غالب ہوے تو تمکو اختیار ہی تمھارے
مزاج مین آوے تو ہماری اطاعت کرنا یا نہ کرنا نہنگال نے جو آواز نورالدہر کی
سنی صورت زیبا دیکھکر حقیر سمجھا اور ہنسو ہنسو کرتا ہوا فوج والون سے کہتا ہوا چلا کر
یارو مین مقابلۂ طلسم کشا مین جاتا ہون ابھی اِس جوان کو مٹاتا ہون قدرت نے

تجنک اُس جوان پر رحم کیا اُنکی سرکشی بڑھتی جاتی ہو آج سزا پاوینگے میرے ہاتھ سے
بچکر کہاں جاوینگے مہنگال بجوش وخروش قریب نورالدہر کے آیا مگر طہماس نے جو
دور سے دیکھا کہ یہ دیو خصال مقابلہ طلسم کشا مین جاتا ہو بیقرار ہوگیا گینڈا بڑھاکر
آواز دی کہ ای مہنگال مین ایک ادنی اُس شہریار کا رفیق ہون مشہور رہی کہ غلام
کے ساتھ آقا کو تکلیف نہ ہو مہنگال نے کچھ جواب نہ دیا اور قریب نورالدہر
کے پہونچا آکر نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ اُسکا قلم کیا اُسنے قبضے پر تیغے کے ہاتھ
ڈالا جوہر آتش مثل برق کے چمکتا ہوا نیام انتقام سے نکلا مہنگال نے بڑھکر
ہاتھ لگایا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر گاتھا روک کر وار کیا جھک کر تلوار جو
گری بھسونڈا ہاتھی کا اُڑ گیا جیسے ہی بھسونڈا ہاتھی کا کٹا مہنگال فورا ہاتھی سے
کودا نورالدہر نے چاہا دوسرا ہاتھ ماروں کہ کچھ فوج والے گرد آگئے مہنگال
نے ایک گینڈا طلب کیا اُسپر سوار ہوا اور مقابلہ نورالدہر مین آیا آتے ہی
وار تلوار کا کیا نورالدہر نے اُسیطرح وار تلوار کا تلوار پر روکا اُچھاوے
سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا مہنگال نے گرز اُسیکا اُٹھا دیا تلوار جو تڑپ کر گری
تیغہ خارہ شگاف سلیمانی دست زبردست نورالدہر سپر کو کاٹ کر سر پر آیا
سر کاٹکر سراسر نکلے وجبڑے کو کاٹا اور مع گینڈے مہنگال کے چار ٹکڑے ہوے
مہنگال کو مار کر فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کئی افسر تاک تاک کر مارے
علہ فوج کو قتل کیا آخر جب چند سردار مارے گئے فوج کو بھی شکست فاش ہوئی
تھوڑی دور تک نورالدہر نے فوج کا تعاقب کیا آخر بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر
در خیمہ [illegible] آتے ہی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو تھہ سکندری پر پہونچین دوسرے
روز لشکر تیار ہوا سویرے سے کوچ کیا ہرکارون نے یہ سب خبرین بقراط کو
پہونچائین کہ طلسم کشا آپہونچے کل آپ کے مقابلے مین پہونچ جاوینگے بقراط
گھبرا گیا پہلوانون کو جو حکم دیا کہ جاکر طلسم کشا کو روکو سب نے عرض کی یا خداوند
کیا نامدار جو جاتا ہو مارا جاتا ہو یا زیر ہوکر اطاعت کرتا ہو آپ کے سامنے سب

لڑ مرینگے طلسم کشا کو نہ جینے دینگے ہر چند بقراط ثانی نے کہا مگر کسی پہلوان نے
قصد نہ کیا تب بقراط ثانی ناچار ہو کر قصر عشرت سے نکلا بیرون قصر سکندری
آکر بارگاہ استاد کرائی آپ اُسمین بیٹھا مگر لشکر کو جو خیال کرتا ہی تو بائیس لاکھ فوج
ہی سوچتا ہی کہ یہ لشکر جب غل مچائیگا تو مسلمانون کا کلیجہ پھٹ جائیگا افسر بھی بہت
ہین جادوگر بھی بہت سے بیٹھے ہین مگر دیکھتا ہی کہ سب کے رنگ رو متغیر ہین آمد
طلسم کشا کا آپس مین ذکر ہو رہا ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یارو مسلمان کیا صاحب
حوصلہ ہین جو جو حوصلہ کیا وہ سب آگے گذرے ملکون کو فتح کیا اور بند اپنے قبضے مین
کیے اب یہان آتے ہین دیکھین کیا گذرے بعض کہتے ہین کہ لشکر یہان بہت ہی
دوسرے نے جواب دیا کہ اہل اسلام اکیلے لاکھون مین لڑتے ہین کیا معلوم نہین
ہوئیین اکثر جابجا مقابلے پڑے کہ فرزندان صاحبقران اکیلے ہوے اور زمین
تین چار چار لاکھ مین گھرے مگر کسی مقام پر کمی نہین کی صبح کا وقت ہی بقراط کے
گرد سردار بیٹھے ہین بڑے بڑے پہلوان اور بڑے بڑے ساحران جمشید عہد
سامری زمان بائیس لاکھ کا لشکر اُترا ہوا ہی ساحر اپنے اپنے کمال ساحری کرتے
ہین کوئی کہتا ہی ایسی آگ برساؤن کہ لشکر کو بھاگتے راستہ نہ ملے کوئی کہتا ہی
تلوارین برساؤن گا کوئی کہتا ہی دیوانہ کر دونگا کہ پہاڑون سے سر ٹکراتے پھرینگے
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے شاہزادہ نور الدہر والا شان ہین پشت
اسپ پریوش پر سوار مسلح و مکمل چالیس سردار گرد گھیرے ہوے چار لاکھ کا لشکر ایک
طرف سے ابر تیرہ و تار اُٹھا شعلۂ جوالہ باغ دلکشا زعفران زعفران پوش
دیہما مرصع پوش وغیرہ ستر اسی ہزار کنیزان طاؤسان زرین بال پر سوار اس
دھوم سے لشکر نور الدہر آیا مگر سامنے لشکر بقراط کے بہت کم ہی بائیس لاکھ کا
لشکر دریا ہی کہ موج مار رہا ہی ساحران نامی و بندگان بقراط ثانی بارگاہ سے نکل
آئے تماشہ لشکر نور الدہر کا دیکھنے لگے کہ لشکر ظفر اثر آکر مقابلے مین بقراط ثانی
کے اُترا بقراط ثانی لشکر نور الدہر دیکھکر ہنسنے لگا کہا یارو دیکھو میرے لشکر کے

اگر غل مچائینگے تو اہل لشکر طلسم کشا کے کلیجے پھٹ جاوینگے کہ دوسری گرد اُٹھی نوبت نقارے کی صدا آئی شاہزادیوں نے جو سُنا کہ آمد لشکر مسلمانان ہے یہ بھی سب آکر بارگاہ بقراط ثانی مین ٹھہرین دوسری گرد جو اُٹھی تھی اُسنے تمام صحرا مین اندھیرا کر دیا سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب نے رستم پیلتن علمشاہ صف شکن چار لاکھ فوج سے آکر پہونچے چند جادوگرنیان ہمراہ ابر پر لخ مارتے ہوئے اُن ابرون سے اُترین بارگاہون مین داخل ہونے لگین آمد لشکر رستم دیکھکر بقراط ثانی گھبرایا علمشاہ ایک طرف آکر اُترے اِنکے لشکر کے آتے آتے شام ہو گئی جو جہان پہ تھا وہین اُتر پڑا علمشاہ بارگاہ نور الدہر مین آئے بدیع الزمان نے استقبال کیا لاکر مقام صدر پہ جگہ دی فرمایا صحبت عیش آراستہ ہو ساقی بچے آکر موجود ہوئے جام ارغوانی گردش مین آیا مہتر سمک بلداقی و شیر جنگ بن عمرو ایک نے ساز اُٹھایا دوسرے نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

آواز یہ ہوتی نہیں زنہار گلے مین ❊ پھونکو نہ رنگین ساز کے ہر تار گلے مین
ہر بات سے ہے دوسری بات اُسکی مخالف ❊ اقرار زبان پر ہے تو انکار گلے مین
سودا ہے مجھے شیشے پہ اے بادہ فروشو ❊ کیون ہاتھ نہ ڈالو مے بازار گلے مین
کیا آج کیا ہے شب فرقت نے اندھیرا ❊ گھٹتا ہے دم اے دیدۂ بیدار گلے مین
تعویذ کی حاجت ہے نہ درکار ہے گنڈا ❊ باندھون خط محبوب مین بیمار گلے مین
کیا بادہ کشو مجلس کو ہو گئی برہم ❊ قطرے ابھی اُترے نہین دو چار گلے مین
کیا جوشش سودا سے ہے خشکی مجھے ساقی ❊ موج مے گلرنگ ہوئی خار گلے مین
ہے دست دراز اپنا جنون دور رہو ناصح ❊ آجائیگی مرے ابھی دستار گلے مین
مومن تو ہون پر ہے کسی کافر سے مجھے عشق ❊ تسبیح تو ہے ہاتھ مین زنار گلے مین
رنگینی سے خالی نہین قاتل کی بھی مستی ❊ رومال ہے تلوار کا اک ہار گلے مین
یہ زہر سے تنفر ہے کہ ہوتا ہون جو بیمار ❊ جاتا ہے اٹک شربت دینار گلے مین
کہتے ہین مغنی تری آواز کو سنکر ❊ ہے نائے گلو یا کوئی مزمار گلے مین

اک چونچ لگا دیگا اگر کلک نوا سنج	دھنس جائیگی بلبل تری منقار گلے بیچ
طاقت نہین اب اتنی کہ ناخن مین کرون بند	دو چار گریبان کے جو بین تار گلے بین

تمام لشکر میں روشنی تھی ہر مقام پہ ناچ ہو رہا تھا بقراط ثانی کے یہ ہنگامہ عیش و نشاط دیکھتا صبح کو بقراط ثانی بیرون بارگاہ آکر بیٹھا گریبان سحر بخوبی چاک ہوا تھا بڑے بڑے تارے آسمان پر جھلملا رہے تھے نسیم عنبر شمیم چل رہی تھی کہ ہوا سے گرد اڑی بقراط ثانی کھڑا ہو گیا نوبت نقارے کی آواز آئی غبار اسقدر بلند ہوا کہ تمام صحرا میں اندھیرا ہو گیا بعد عرصہ دراز کے دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایرج نوجوان ایکطرف قاسم عالیشان ایک جانب شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر دو سو سرداران نامی و پہلوانان گرامی و چند تاجدار چار لاکھ کا لشکر بہتر چابک و شاپور شیر دل تاگرد پشت پہ دونوں آگے آگے جست و خیز کرتے ہوئے اکتارہ بجتا ہوا اس دھوم سے آکر ایرج نوجوان اترے شاپور شیر دل نے دست بستہ عرض کی کہ رستم عالیشان شب سے بارگاہ نور الدہر مین ہین آپ تشریف لے چلیے ایرج نوجوان نے کہا دادا جان کشتی گیر زادے کی آبرو بڑھاتے ہین ہمین کیا ضرورت ہی قاسم عالیشان نے بھی یہی جواب دیا کہا کہ اے فرزند الگ بارگاہ استادہ کراؤ ہوا مین لشکر اتارو ایرج نوجوان نے ایک طرف بارگاہ استادہ کرائی لشکر کو اتارا کہ دوسری گرد اڑی بقراط ثانی نے جو دیکھا گھبرا گیا دل مین کہتا ہی کہ دیکھیے اب کون آتا ہی کہ ایسی گرد اڑی حیران دیکھ رہا ہی اور کہتا ہی کہ یارو دیکھو مسلمانون نے بہت بڑے انتظام کیے ہین کہ یکایک اب جو دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ مالک بڑے زور و شور سے آکے پہونچے لشکر ایرج نوجوان مین آکے اترے دو پہر ڈھلتے پھر گرد اڑی سب نگاہ اٹھا اٹھا کے دیکھنے لگے آپس مین کہنے لگے کہ ابکی مرتبہ کوئی بڑے زور و شور سے آتا ہی کہ دیکھا وارا اسے ہند لند هور بن سعدان فیل نمود

پر سوار فوج ظفر موج پشت پر دو رسے مالک کو دیکھا کہ لشکر ایرج نوجوان کا انتظام
کر رہے ہین الندھور سیدستے لشکر نور الدہر مین آئے لشکر کے اُترنے کا حکم دیا سات
دن مین لشکر فرزندان صاحبقران آیا بقراط حیران ہو گیا بارہ چودہ منزل کے گرد کا
صحرا نخل تمام کٹ گئے جابجا لشکر اُترے ہوئے ہین آٹھوین دن گرد عظیم بلند ہوئی
طبل سکندری پر چوب پڑی کہ تمام صحرا ہل گیا شیران صحرا کچھار ون سے بھاگنے لگے سب
حیران ہین کہ یہ کون آتا ہے بقراط حیران حیران دیکھ رہا ہے مگر کل فرزندان امیر
صدائے طبل سکندری سنکر اپنی اپنی بارگاہون سے نکلے گھوڑون پر سوار ہو کر براے
استقبال چلے کہ سامنے آکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا سب کے آگے دیکھا صاحبقران
اشقر دیوزاد پر سوار سامنے سے نمایان ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے ایک
سمت خواجہ عمرو صندوق عیاری پر سوار کئی ہزار پیک بچے جست و خیز کرتے ہوے
اس طور سے آمد لشکر صاحبقران ہوئی قریب چار لاکھ کے فوج پشت پر گرد سب
افسر مالک و لندھور نے آکر قدمون کو بوسہ دیا صاحبقران بہ فر فریدونی
و بہ شوکت جمشیدی ایک طرف آکر فرو کش ہوے سب فرزند سلام کر کے رخصت ہوے
اپنی اپنی بارگاہون مین آئے صاحبقران کی بارگاہ سلیمانی ایکطرف استادہ ہوئی
لشکر اپنے مقام پر اترا جب صاحبقران زمان داخل ہو چکے تو پھر گرد بلند ہوئی
سب سردار واسطے استقبال کے نکلے صاحبقران زمان بھی گھوڑے پر سوار
ہو کر چلے سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ظل اسد مالک اورنگ سلطانی
سلیمان سریر گردون مسیر شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد تخت سلیمانی پر
بصورت نورانی چند جادوگر بھی ہمراہ ہین اول صاحبقران نے گھوڑا اپنا
بڑھا کر ہاتھ تھام کر بادشاہ کو تخت پر سے اُتارا اتنے مین بارگاہ استادہ ہوئی بادشاہ
داخل بارگاہ ہوے اب جو بقراط ثانی نے دیکھا تو نصف میدان سے زیادہ
لشکر اہل اسلام سے مملو ہو گیا بقراط ثانی تو سر نگون پلٹا بارگاہ مین آکر بیٹھ
مشیران سلطنت و وزیران ا... بہ ... رہی کہ بڑا اطمینان مجکو اس امر پر تھا

کہ لشکر بیرادہ چند ہی لیکن اب مسلمانون نے بڑی جمعیت حاصل کی ہی اب کون صورت
مقابلے کی ہوگی ہاے کیا تدبیر کرون کیا پیغام صلح طلسم کشا کو بھیجون وہ لوگ کاہے کو
قبول کرین گے مشیران سلطنت سے صلاح کر رہا ہی کہ تا بہ قصر سکندری یہ سب لوگ
آگئے اب کیا تدبیر کرون مشیر عرض کر رہے ہین کہ طبل جنگی بجوائیے میدان کارزار
مین جائیے ہم لوگ کیا کمی کرین گے جانین لڑا دین گے بقراط ثانی اس سوچ مین
بیٹھا ہی یہان نورالدہر نے نامہ تیار کیا چوکی پر رکھکر آواز دی کہ ای سرداران
نامی وای ساحران گرامی تم مین سے ایک شخص کو چاہتا ہون کہ نامہ لے کر پاس
بقراط ثانی کے جائے اور اُس سے جواب باصواب لائے ملکہ شعلۂ جوالہ
کرسی سے اُٹھین اُٹھکر جام نوش کیا نامہ لے کر دوپلٹے سے باندھا شبرنگ بن عمرو
نے قریب آکر شرائط نامہ داری بیان کیے کہ ای ملکۂ عالم بقراط ثانی بڑا مکار و
جعلساز ہی نامہ داری کے یہ طریقے ہین کہ نامہ اُسی کے ہاتھ مین جائے نذر نامہ ہو
استقبال لیا جائے تب جا کر نامہ دیا جائے اگر اسکے خلاف ہوا تو نورالدہر کے
خلاف گذریگا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ بہ اقبال طلسم کشا یہ سب شرطین بجالاؤنگی
جب شعلۂ جوالہ چلین تو باغ دلکشا اپنی کرسی سے اُٹھی کہا کہ ای ملکۂ عالم ہرچند
کہ میری کیا لیاقت ہی نہ سحر مین آپ کی ہمسر ہون نہ جاہ و جلال مین مگر کنیزون مین لگ
مین بھی ساتھ چلونگی شعلۂ جوالہ نے جو یہ کلام محبت سُنے گلے مین باغ دلکشا کے
ہاتھ ڈال دیے کہا کہ بُوا تمھارے مرتبے سے سب آگاہ ہین دربار خداوندی
مین تمھارا کیا مرتبہ رہا یہان بھی شاہزادہ ساتھ محبت کے پیش آتا ہی افسرۂ لشکر
طلسم کشا کہلاتی ہو مین اپنے ہمراہ تمکو نہ لیجاؤنگی باغ دلکشا نے کہا کہ مین ہرگز
نہ مانونگی کنیزون مین مل کر مین بھی ساتھ رہونگی شعلۂ جوالہ نے مجبور و ناچار ہوکر
چالیس کنیزین ہمراہ لین اور طاؤس پر سوار ہوئین باغ دلکشا ایک عقاب پر
سوار ہوکر ہمراہ ہوئین نورالدہر نے شبرنگ کو مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچاتا
اگر بقراط ثانی بہ بدی پیش آئے تو مین برابر اپنے کو پہونچاؤن شبرنگ کو تو دین

روانہ کیا پھر آکے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری و ای ہنر بر دشت طراری آپ کا دستور ہی کہ ہمیشہ آپ ایلچی کے ساتھ جاتے ہین اگر خلاف نہ ہو تو ہمراہ شعلۂ جوالہ جائیے آپ کا ہونا ضرور ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای فرزند مین آجکل بہت قرضدار ہون ابکے مہینے مین سود بھی نہین پہونچا مہاجن مجھے رو کینگے نور الدہر نے دو توڑے روپئے کے منگا کر پیش کیے کہا یہ تو حاضر ہی اگر آپ نے کوئی کام کیا تو انشاء اللہ اور بھی خدمتگزاری کرونگا خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوے کہا کہ ای فور نظر تمھارے حکم سے مین بخوبی راضی ہون یہ کہکر نور الدہر تو داخل بارگاہ ہوے اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ شعلۂ جوالہ ہوے شعلۂ جوالہ کنیزون کو ساتھ لیے ہوے طاؤس زرین بال کو اُڑاتے ہوے لشکر بقراط ثانی مین پہونچین ہر طرف ایک ہنگامہ ہوا کہ ملکہ شعلۂ جوالہ برسم سفارت آئی ہین دیکھیے خداوند سے کیا گذرے سردار سب جاکر بارگاہ بقراط ثانی مین جمع ہوگئے ہر ایک کو شعلۂ جوالہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہو مگر شعلۂ جوالہ نے لشکر مین آکر بدعت کرنا شروع کی جو جھنڈا بازار کا ملا اُسکو قلم کر ڈالا یہ کہکر کہ کافر کے جھنڈے کے نیچے سے ہم نہ جائینگے ہرکارون نے یہ خبر بقراط کو پہونچائی کہ حضور جھنڈے بازارون کے قلم ہو رہے ہین بقراط نے طرف وزیرون کے دیکھا کہا کہ کسی کو بھیجو ون وہ نامہ اُنسے لے آدے بطور مناسب جواب لکھ دینگے وزرا کیا جانین کہ وہ قاعدے کی پابند ہین ہاتھ مین بقراط کے نامہ دینگی وزرا نے بے ساختہ کہدیا کہ ہان کسی کو بھیجئیے کہ وہ جاکے نامہ مانگ لاوے اُنھین شاہزادیون مین سے جو کہ قصر عشرت مین رہتی ہین ایک شاہزادی ہی کہ ملکہ رفیق روشن رائے اُسکا نام ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ای رفیق تم جاؤ وسط لشکر مین شعلۂ جوالہ کو ٹھہراؤ اور نامہ اُنسے لے کر ہمارے پاس آؤ ہم جواب بھیجدینگے رفیق روشن رائے یہ کہکر اُٹھی کہ مین ابھی جاکر نامہ لاتی ہون پانچ سو کنیزین ساتھ لے کر چلی ملکہ شعلۂ جوالہ وسط لشکر مین پہونچی تھین کہ سامنے سے رفیق نمایان ہوئی پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ شعلۂ جوالہ آپ کا

مزاج تو اچھا ہی خوب معشوق پیدا کیا شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ بُوا تمھین اس بات سے کیا کام ہی جو مزاج مین آیا وہ کیا تمھاری تشریف آوری کا کیا باعث ہی رفیقؔ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم لشکر مین خداوند کے بدعت کر رہی ہو یہ سب خبرین قدرت کو پہونچ رہی ہین تمھارا برسم ایلچی گری آنا اُنپر شاق ہوا مین اس مقام پر بارگاہ استاد کراتی ہون تم بآرام بیٹھو نامہ مجکو دو مین لے کر جاؤن اور جواب لادون شعلۂ جوالہ نے کہا کہ یہ نامہ نبیرۂ صاحبقران کا ہی ہاتھ مین بقراط کے جائیگا رفیقؔ نے کہا کہ بُوا اس سرکشی سے کیا فائدہ شعلۂ جوالہ نے کہا کہ بُوا جو قاعدہ مقرر ہی وہ ہوگا رفیقؔ نے کہا کہ مین تو خود اُس سے وعدہ کرکے آئی ہون کہ نامہ لے کر آتی ہون مین تو آگے نہ بڑھنے دونگی شعلۂ جوالہ نے کہا کہ جس طرح منظور ہو اُس طرح روکو مین جاتی ہون یہ کہکر طاؤس بڑھایا رفیقؔ نے گولہ مارا باغ دلکشا پہلو مین تھی گولے کو روک لیا رفیقؔ نے پلٹ کر دیکھا کہا کہ واہ بی باغ دلکشا تمنے بھی طلسم کشا کا ساتھ دیا دیکھو تمکو بڑا ملال ہوگا بی شعلۂ جوالہ کو سمجھاؤ یہ کہکر کنیزون کو اشارہ کیا کہ ارے تم کیا منھ دیکھ رہی ہو صرف چالیس کنیزین ساتھ ہین انکو تو مار لو بی شعلۂ جوالہ سے مین سمجھ لونگی گلرو نامے کنیز سب کنیزون کی افسر ہو وہ سب کو لے کر بڑھی پانچ سو کنیزون نے سحر کیا آگ برسائی کہ دس کنیزین جل کر گرین شعلۂ جوالہ نے پیچھے ہٹ کر ایک ترنج مارا کہ لو بی گلرو رنگ تو دکھاؤ بدحواس ہو جاؤ ترنج جو پھٹا اُس مین سے دھوان نکلا وہ جو گلرو کے منھ پر لگا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین یکایک پکار اُٹھی کہ ای ملکۂ عالم مین تو آپکی کنیز ہون دلکی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

جب سے گلدم اُسنے دیکھا ہی مرے صیاد کا	ہوش بلبل مین ہی عالم نکہت برباد کا
ہی وہ دل ویران نہین جسمین فروزان داغِ عشق	روشنی ہونا نشان ہی خانۂ آباد کا
عہد طفلی سے اسیر عشق مین مجنون ہوا	خانۂ زنجیر تھا مکتب مرے اُستاد کا
رنج وہ کرتا تو ہی یہ چاہیے ای مرغ دل	دم بھر رک جائے تڑپنا دیکھ کر صیاد کا

جلوۂ شمشاد جو دیکھا قدِ دلدار میں ✦ غش میں گر گر میں وہیں سایہ بنا شمشاد کا
فصل گل آنے نہیں پائی کہ تو یاد آ گیا ✦ ای جنون دیوانہ ہون میں اپنے دلکی یاد کا
گر خرام ایسا کہ ہون پامال ناز اہل نظر ✦ جیسے دل آواز پا اعماے مادر زاد کا

شعلۂ جوالہ نے اشارہ کیا کہ رفیق کو مار لو اب رفیق نے دیکھا کہ ایک طرف سے ملکہ شعلۂ جوالہ اور ایک طرف سے باغ دلکشا مع تیس کنیزون کے اور پانچ سی کنیزین یہ سب مل کر مجمبر آتی ہین بال نوچ کر پھینکے کہ آسمان سے مار سیاہ برسنے لگے شعلۂ جوالہ نے ایک دستک دی کہ کئی طاؤس پیدا ہوے ماران سیاہ کو نگل گئے رفیق نے آگ برسائی منظور یہ ہی کہ گلرو کو مار لون مگر گلرو ب کے آگے مثل شیر ببر ڈکارتی ہوئی آتی ہی کہ اور رفیق کیون تیری شامتین آئی ہین رفیق نے قصد کیا کہ پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن خاک اُٹھا کر بازوون پر ملی پر پیدا ہوے جیسے ہی اُڑ کر چلی شعلۂ جوالہ نے آواز دی کہ ای گلرو رفیق نہ جانے پائے تم خود رفاقت کرو اسکو پکڑ لو سب کنیزون نے جست کر کے رفیق کو پکڑ لا کہ جیخی مگر جونٹیون کی طرح لپٹ گئین دس نے ایک ایک ہاتھ مین دو سرے ہاتھ مین پندرہ دس نے منھ پکڑا کہ زبان نہ ہلے سحر نہ کرنے پائے رفیق کی زبان بند ہوئی دس بیس نے مل کر زبان منھ سے کھینچ لی دس نے سر توڑ دیا چہار طرف سے گھونسے مارے کہ پسلیان چور چور ہو گئین لاشہ وہین زمین پر پڑا رہنے دیا رفیق کو مار کر سب کنیزین ہاتھ باندھے ہوے سامنے شعلۂ جوالہ کے آئین کہا کہ واری اب کیا حکم ہوتا ہی شعلۂ جوالہ نے حکم دیا کہ آگے بڑھو دروازے پر بارگاہ کے چل کر انتظام کرو تیس کنیزین اپنی اُسمین سے الگ کر لین اُنکو اپنے ساتھ رکھا گلرو مع کنیزون کے تنتی ہوئی چلی راہ مین جو ساحر ملا اُسنے پوچھا کہ کہان جاتی ہو گلرو نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ہم دربارگاہ پر انتظام کرنے جاتے ہین ہماری مالک ملکہ شعلۂ جوالہ آتی ہین اُس ساحر نے کہا کہ تم تو رفیق کی ملازم تھین شعلۂ جوالہ تو دشمن خداوند ہی تم شعلۂ جوالہ کا نام کیون لیتی ہو گلرو نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ صاحبو یہ ہماری مالک کا دشمن ہی اسکو بھی مار لو کنیزین مثل جونٹیون کے لپٹ گئین

اُس ساحر کو گھیر کر مارا جب ملکہ شعلۂ جوالہ پہونچین تو معلوم ہوا کہ یہانتک کنیزین پہونچین اس ساحر کو مار کر کنیزین آگے بڑھی ہین باغ دلکشا نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ تمنے انتظام تو بہت خوب کیا یہ جا کر انتظام کریگی اگر کوئی بغاوت کرے تو ان کے ساتھ کرے بعد اُسکے تم پہونچو گی کہو تو مین بھی ان سب کے ساتھ جاؤن اور جا کے دربارگاہ پر انتظام کرون شعلۂ جوالہ نے کہا کہ بہتر ہی گارد سب کنیزون کو لیے ہے جاتی ہی جہان بازارون مین جھنڈے ملے اُنکو قلم کیا کئی سو ساحرون کو مارا جسنے ذرا بھی بات کی گارد نے اشارہ کر دیا کنیزین ٹوٹ پڑین اُس ساحر کو بے بس کر کے مارا دربارگاہ پر پہونچکر چوب دچاق ہاتھ مین لی کہا کہ ہاتھی گھوڑون کو ہٹاؤ جسنے ذرا بھی سرکشی کی اُسکو مار لیا دربارگاہ پر ہنگامہ کر رہی ہین باغ دلکشا بھی آکر پہونچی پکار کر کہا کہ ای گارد سواری ملکہ کی قریب ہی یہان سے سب کو ہٹا دیہ کہکر سحر کیا ہاتھی گھوڑے بھاگنے لگے دربارگاہ پر انتظام کر کے باغ دلکشا جلوخانے مین ٹھہرین کیا مجال ہی کہ کوئی اُس مقام پر ٹھہرنے پائے ایکطرف کرسی پر باغ دلکشا بیٹھی ہین گارد صف باندھے کھڑی ہی جو کوئی آیا اُسکو جلوخانے سے نکال دیا کہ الگ جا کر ٹھہرو دربارگاہ پر ہنگامہ ہو رہا ہی یہ سب خبرین بقراط کو پہونچ رہی ہین کہ رفیق روشن رائے قتل ہوئی باغ دلکشا نے جلوخانے مین آکر انتظام کیا ہی شعلۂ جوالہ کے آنے کی دھوم ہی بقراط پہلو جھانک رہا ہی چاہتا ہی کہ بارگاہ سے اُٹھ جاؤن مگر چونکہ کل سردار بیٹھے ہین اُنکی غیرت مین خود بھی سرنگون بیٹھا ہی وزرا نے کہا کہ یا خداوند آج بارگاہ مین بڑی خونریزی ہوگی شعلۂ جوالہ کو ہم سب لوگ مل کر مار لین گے بقراط ثانی نے کہا کہ اسکی تدبیر یہ ہی کہ شعلۂ جوالہ جو کچھ کہے وہ ہی کرو نامہ پڑھکر اُسکو جواب دیدو ایہا الحاضرین خبردار کلام سے شعلۂ جوالہ کے کوئی گردن تابی نہ کرے جس طرح آتی ہی آنے دو ہرکارون کی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ طلسم کشا کس رنگ مین ہی ہرکارون نے عرض کی کہ وہ مسلح بیٹھے ہین اپنے یہانکے ہرکارون کو حکم دیدیا ہی کہ اگر شعلۂ جوالہ کا ایک موے جسم کم ہوگا اور

مجکو خبر نہ ملیگی تو تم سب کو سزا دونگا شبرنگ خاص اسی انتظام پر مقرر ہی دمبدم کی خبر
پہونچا رہا ہی جب رفیق روشن راے گئی ہی اور پانچ سو کنیزوں سے جاکر راستہ روکا
ہی طلسم کشا کا ارادہ ہوا تھا کہ مین جا پڑون شبرنگ نے خبر دی کہ رفیق کو مار لیا اور
اُسکی کنیزونکو منتظم کرکے در بارگاہ پر مقرر کیا ہی گلرو جو سب کی افسر ہی انتظام کر رہی ہی
یہ خبر سنکر طلسم کشا خاموش ہو رہے ورنہ یقین تھا کہ آکر شریک جنگ ہوتے یہ حال
سنکر ٹھہر گئے حال طلسم کشا سنکر بقراط کانپ گیا کہا یارو اگر شعلۂ جوالہ کو یہان مار لیا
تو بڑی خونریزی ہوگی اور طلسم کشا کسی کے روکے نہ رُکیگا وہ جان دینے پر آمادہ ہی
بھائی بند سب اُسکے اُترے ہین اپنی اپنی جا مین لڑا دینگے بارگاہ بقراط مین تو یہ باتین
ہو رہی ہین باغ دلکشا انتظام کرکے بیٹھی ہی دیکھا کہ شعلۂ جوالہ سامنے سے آتی ہین
باغ دلکشا نے بڑھکر استقبال کیا اور اپنے انتظام مین مصروف ہوئین شعلۂ جوالہ
آکر پہونچین انتظام پر باغ دلکشا کے بہت خوش ہوئین کہا کہ ای باغ دلکشا جلو خانے
مین خوب انتظام کیا یہ کہکر ملکہ شعلۂ جوالہ آگے بڑھین سامنے درگہ سالار کے آکر
کہا کہ ہماری اطلاع کر دو کہ ایلچی طلسم کشا حاضر ہی درگہ سالار نے جاکر عرض کی بقراط
نے کہا کہ بلا لو درگہ سالار نے آکر باادب کہا کہ تشریف لیجائیے ملکہ شعلۂ جوالہ اندر
بارگاہ کے آئین دیکھا کہ بقراط کے سب سردار بیٹھے ہین شعلۂ جوالہ نے بطریق اہل اسلام
پکار کر سلام کیا جادوگر غل کرنے لگے بقراط نے سب کو منع کیا ملکہ سلام کرکے طرف
بقراط کے چلین دیکھا کہ ایک سردار بنہایت شوکت سے پایۂ چہارم تخت پر بیٹھا ہوا
غل کر رہا ہی شعلۂ جوالہ نے قریب اُسکے آکر کہا کہ ای مشیر مختل خداوندی تھوڑی دیر کے
واسطے ذنگل خالی کر دو اُسنے جواب دیا کہ مین اپنے ذنگل سے نہ اُٹھونگا اور کسی مقام
پر جاکر بیٹھو کیا سب مین مجکو ذلیل جانا ہی شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ ہمنے تمکو سب مین
جلیل سمجھا ہی مناسب یہ ہی کہ دم بھر کو ہٹ جاؤ ورنہ ہم تمکو زبردستی اُٹھائین گے مشیر جادو
نے کہا کہ مین تو نہ اُٹھونگا ملکہ نے ہاتھ بڑھایا کہ اسکا ہاتھ تھام کر کھینچ لون مشیر نے
خنجر مارا ملکہ باغ دلکشا پشت پر تھین انھون نے مشیر کا ہاتھ تھام لیا شعلۂ جوالہ نے

جو دیکھا کہ باغ دلکشا شیر کا ہاتھ تھامے ہوے ہین شعلۂ جوالہ نے گردن شیر کی پکڑ کر
اُٹھا دیا اور آپ آکر دنگل پر بیٹھین پکار کر آواز دی منم نامہ دار آقاے نامدار بقراط
نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم کسکا نامہ لائی ہو ملکہ نے کہا کہ او مغرور مین نامہ لیکر طلسم کشا کا
آئی ہون بقراط نے کہا کہ نامہ لاؤ ملکہ نے کہا کہ ای بقراط اول نامہ پر زر نثار کرو
بقراط نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کشتیان جواہرات کی لاؤ ملازم چالیس کشتیان
جواہرات کی لے آئے بقراط نے کہا کہ لو ملکہ یہ کشتیان حاضر ہین شعلۂ جوالہ نے کہا
کہ اس روپے کو لٹا دو یعنی نامے پر زر نثار ہو بقراط نے اشارہ کیا ظہیر جادو نے
کہ یہی افسر کنیزان ہے کشتیان اُٹھوائین لٹانے کو چلی خواجہ کہ پشت پر شعلۂ جوالہ کے
کھڑے ہین سوچے کہ مال مفت جاتا ہی جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور کشتیون کی
طرف پھینکا پکار کر آواز دی کہ ای جال بجال ہو کر یو آخر سب مال اور کشتیان مع
تورے پوش اور چوبدارون کی پگڑیان تک لیکر زنبیل مین رکھ لین کچھ کنکر پتھر اُٹھا کر
پھینک دیے لوٹنے والے جو گھسے کسی نے ٹھیکری پائی کسی نے کنکر پایا سر پر دیکھا کہ
پگڑی ندارد ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہماری پگڑی تمنے لے لی اُسنے کہا کہ اے
برادر مین تو ملازم خداوند ہون بھلا ایسی حرکت کرونگا بقراط نے جو دیکھا کہ ہڑ
ہو رہا ہے حکم دیا کہ ان سب کو نکالدو سب لوگ نکالدیے گئے اب بقراط نے کہا کہ ای
شعلۂ جوالہ نامہ ہین دو شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ تخت سے اُٹھیے سات قدم
ملکے کا اور چودہ قدم میرا استقبال کیجیے بقراط سر جھکا کر اُٹھا چودہ قدم ملکہ کا اور
سات قدم نامے کا استقبال کیا پھر دونون ہاتھ پھیلائے شعلۂ جوالہ نے نامہ دیا
اور عرض کی کہ یا خداوند یہ نامۂ افسر ہے اسکے ساتھ میرا سر ہے نامے پر کوئی غصہ
نہ کیجیے گا بقراط نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ مجھے فساد نہین منظور ہی ورنہ ابھی فساد
ہوتا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اگر فساد کا ڈر ہوتا تو آپ کی بارگاہ مین کیون آتے جو
منظور ہو وہ کیجیے کوئی حوصلہ باقی نہ رہے بقراط نے کہا کہ مین شر نہین چاہتا جو کچھ
ہو گا وہ میدان کارزار مین ہو جائیگا نامہ لیکر ایک ساحر کو دیا اور حکم کیا کہ اسکو پڑھو

جاکر پڑھو اُس ساحر نے نامہ پڑھا پہلے تعریف الٰہی پھر نعت رسالت پناہی اُسکے بعد مرقوم
تھا کہ ای بقراط حال تو تمھاری جرأت کا کُھل گیا تھا مقامات فتح کیے اور لڑتے بھڑتے
تا بہ قصر سکندری پہونچے فوج کی جمعیت پر ناز نہ کرنا اب بھی اگر اطاعت کرو ورنہ دم
سزا ملیگی کیا یاد کروگے اور یہ سب دعوی باطل ہوگا سب کے سامنے ذلیل ہوگے آگاہ ہو نظم

دو شعلہ چو یک تیغ دارم بہ پیکار | یکے نور صلح و دوم نار جنگ
مرا ہرچہ بایست کردم پیام | حکایت برین ختم شد والسلام

جیسے ہی نامہ تمام ہوا بقراط نے اشارہ کیا اُس دیو کو جسنے نامہ ہاتھ مین بقراط
کے دیا اب شعلۂ جوالہ دباغ دلکشا کرسیون پر بیٹھین بقراط نے پوچھا کہ مین اسیر
کیا لکھون شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ صلح وجنگ کا تمکو اختیار ہے بقراط نے رد کے
نامے پر مطالعہ نمودہ شد لکھا اور پشت پر جواب نامہ جنگ ایک ساحر کہ برابر بقراط
کے بیٹھا تھا اُسنے قصد کیا کہ نامہ لے لون اور چاک کرون خواجہ کہ بشکل کنیز کھڑے تھے
انھون نے اُسکے ہاتھ پر تھپکی ماری اور نامہ لیکر شعلۂ جوالہ کو دیا شعلۂ جوالہ نے
نامہ کمر سے لگایا اور اپنے مقام سے اُٹھی جست کرکے بیچ بارگاہ مین آئی اور پکار کر
آواز دی کہ ای ساحران غدار تمھارے خداوند کو ذلیل کرکے جاتی ہون اگر
کچھ دعوی ہو تو مین موجود ہون ورنہ تمھین اختیار ہے یہ نہ کوئی کہے کہ اگر شعلۂ جوالہ
ٹھہرتی تو ہم بدلہ لیتے ساحرون نے کچھ جواب نہ دیا بقراط نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
جاؤ میدان کارزار مین دیکھا جائیگا شعلۂ جوالہ بصد زور وشور پلٹ کر باہر بارگاہ
کے آئی دیکھا کہ وہی پانچ سو کنیزین جمی ہوئی کھڑی ہین ملکہ نے ان سب پرسے سحر اُتارا
سب اپنے ہوش مین آئین باغ دلکشا نے کہا کہ صاحبو ابتک تم ہمارے سحر مین تھین
اب تم اپنے ہوش مین ہو اطاعت وغیر اطاعت کا تمکو اختیار ہے سب کنیزون نے
عرض کی کہ حضور ہم آپکے ساتھ ہین ملکہ اُن سب کو ساتھ لے کر طرف لشکر کے چلین
شب رنگ نے نور الدہر کو خبر دی کہ ملکہ سفارت گری کرکے آتی ہین سردار واسطے استقبال
کے آئے شعلۂ جوالہ نے آکر نامہ واپس کیا اور سب کیفیت بیان کی نور الدہر نے جو

جواب نامہ جنگ دیکھا سر دربار فرمایا کہ انشاء اللہ سر میدان سمجھا جائیگا ابھی غرور بقراط
کم نہین ہوا لیکن بقراط سرنگون بیٹھا ہو بعد جانے ایلچی کے ذکر ہو رہا ہو سردار کہتے ہین
کہ طبل جنگی بجوائیے میدان مین اپنے اپنے عجائب وغرائب دکھائین گے بقراط کہتا ہو
کہ یار و مجھے بڑا ناز یہ تھا کہ فوج میری بیحساب ہو مسلمان پامال ہو جائین گے اب تو اُنکے
یہان بھی جمعیت کامل ہو ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ یا خداوند صحرا ے جنوب
کی جانب سے ایک گرد عظیم اُٹھی ہو کہ اندھیرا ہو گیا ہو نہین معلوم کون آتا ہو ہرکارونکو
حکم دیا کہ بڑھکر خبر لو نور الدہر کو بھی خبر پہونچی پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے غرضکہ
سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک پہلوان نہایت بلند بالا گینڈے پر
سوار برچھا ہاتھ مین پشت پر فوج بے شمار ہو ہرکارون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ مسمار کوہکن نو لاکھ فوج سے براے مدد بقراط آیا ہو ہرکارون نے جاکر بقراط
کو بھی یہ خبر پہونچائی بقراط نے کلاہ کج کرکے کہا کہ ای بندگانِ من قدرت مرا دیدید
اس پہلوان کو بیشۂ قدرت مین پرورش کیا تھا آج کے دن کے لیے رکھا تھا سرداران
بقراط گئے مسمار کوہکن کو استقبال کرکے لائے مسمار نے آتے ہی عرض کی کہ یا خداوند
غلام کو جو یہ معلوم ہوا کہ مسلمانون نے قدرت پر بلوہ کیا ہو شکار کھیل رہا تھا اُسیطرح
چل نکلا ابھی کوئی مقابلہ تو نہین ہوا بقراط نے کہا کہ قدرت تمھارا انتظار کر رہے تھے پہلے
تمھین سے مقابلہ پڑے تو بہتر ہو مسمار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
یہ خبر نور الدہر کو پہونچی نور الدہر نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی
طبل جنگی بجا جانبین مین تیاریان ہونے لگین مگر مسمار کوہکن کو اپنے زور پر بڑا ناز ہو
کہہ رہا ہو کہ یا خداوند کل طلسم کشا کو سر میدان تو کو نگا سب ساحرون نے کہا کہ ہم
آپ کے ساتھ ہین آپ بجرأت لڑیے گا ہم لوگ سحر کرینگے مسمار نے کہا کہ میری لڑائی مین
کوئی سحر کرے مجکو معیوب معلوم ہوتا ہو میری جرأت کیا کم ہو چار پہر رات اسی ہنگامے
مین بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش مشرق کے اکھاڑے سے نکلا شاگردان ضیاد شعاع کو
[illegible] میدان چرخ زبرجدی مین آیا تماشا دیکھنے لگا اول میدان مین بقراط بڑھے

زور و شور سے آیا تین تیس لاکھ کا لشکر چار سو ساٹھ چار سو سردار ساحر و غیر ساحر ادھر سے
بھی گرد اڑی سب کے آگے نور الدہر تخت پر بادشاہ اسلام صاحبقران بھی آگے
بڑھے ہوے مگر ایرج نوجوان کہ انکے ساتھ قاسم و جہانگیر مین مقابل نور الدہر مین
آکر ٹھہرے مسمار کو بکھن پایۂ تخت بقراط پر ہاتھ رکھے ہوے زنجیرون سے کمر باندھے ہوے
نیزہ بڑا ہاتھ مین گویا ناڑ کا درخت ہی اُس نیزے کو ہلاتا ہوا قلب لشکر مین آکر ٹھہرا صفین
آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے مسمار سے گینڈا بڑھا یا بقراط
سے اجازت لی بقراط نے کہا کہ تجکو یہ قدرت کے سپرد کیا مسمار میدان مین آیا ایک
دیو ہی کہ کھڑا جھوم رہا ہی تھوڑی دیر مین آواز دی کہ ای فرقۂ خدا ... جس کا تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے ایرج نے قصد کیا تھا کہ جا پڑون اس بدخصال کو مار دون کہ مسمار نے کہا
کہ مین سوائے نور الدہر کے کسی کو نہین چاہتا ایرج کا گھوڑا ارانون مین تڑپ رہا ہی
نور الدہر مرکب اڑا کر سامنے تخت شاہی کے آئے عرض کی کہ اجازت میدان بادشاہ نے
بشفقت فرمایا کہ ای شیر بیشۂ بدیع الزمان اور سب سردار منتظر کھڑے ہین نور الدہر نے
کہا کہ وہ میرا ہی خواہان ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ خدا کے سپرد کیا نور الدہر جو
گھوڑا اڑا کر چلے ایرج سامنے کھڑے تھے گرد جو اڑی وہ جسم ایرج پر پڑی ایرج
نے کہا کہ بھئی واہ کیا گھوڑا بے تمیز ہی نور الدہر نے کہا کہ بے تمیزون کو بے تمیز ہی
معلوم ہوتا ہی ایسا گھوڑا کسی کو میسر ہوا ہی یا دادا جان کے پاس مرکب اشقر ہی
یا میرے پاس یہ گھوڑا ہی اسکو دیکھ کر رشک کرتے ہو ایرج نے یہ سنتے ہی نیزہ مارا
نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا ایرج چاہتے ہین کہ نیزہ نکال دون مگر کسی
مقام پر شست کو شست نہین پاتے بدیع الزمان کے منھ سے نکلا کہ واہ کیا لیاقت ہی
وہ تو مقابلۂ حریف مین جاتا تھا راہ مین اُسے روک لیا لیکن کیا کر سکیگے قاسم سنتے ہی
جھپٹ کر بدیع الزمان پر جا پڑے کہا کہ کیون کشتی بیر بیٹے کی طرفداری کرتے ہو ... کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا جمہور نے دیکھ کر آواز دی کہ قاسم
افسوس ہی صاحبقران سامنے کھڑے ہین اور یہ لوگ ... ہے جین کچھ خیال نہین فرمایا

دیکھ کر کہا کہ او طرطوسی تجھے کیا دخل ہی شاہزادے ہین جو مناسب جانا وہ کیا جمہور نے
تیر مارا افرامرز نے تیغے پر روکا مالک نے دیکھ کر آواز دی کہ ای لندھور شاہزادون
کو منع کرو صاحبقران برہم ہونگے لندھور نے کہا کہ او بچہ سوہن مار ریگ بیابان شمار
طعن و تشنیع کرتا ہی سامنے آ تو حال معلوم ہو مالک نے بڑھ کر نیزہ مارا لندھور نے
تلوار سے سنان نیزے کو اُڑا دیا تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ سب دست راستی و
دست چپی بگڑ گئے اور آپس مین تلوار چلنے لگی بقراط نے ہنس کر کہا کہ ای بندگان
من قدرت مرا دیدید آپس مین سب کو لڑوا دیا صاحبقران نے جو دیکھا کہ سب
سردارون مین تلوار چلنے لگی مالک و لندھور بھی لڑنے لگے ہر مقام پر تلوار
چل رہی ہی صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای نوجوانان خوب آپس مین
خود رو ہو رہے ہو ہمارا بالکل پاس نہین قریب نور الدہر کے آکر فرمایا کہ کیون
بھئی یہ کیا حرکت ہی نور الدہر سر جھکا کر پیچھے ہٹے صاحبقران نے پھر ایرج کی طرف
بھی دیکھ کر یہی فرمایا کہ کیون بھئی یہ کیا حرکت ہو آپس مین جنگ کیسی حریف موجود ہی
اُس سے جا کر لڑو ایرج نے کہا کہ ای جد عالی تبار یہی تو مجکو قلق تھا کہ مین میدان
مین جاؤن اس پہلوان دیو خصال کو مارون امیر نے فرمایا بسم اللہ ایرج نوجوان نے
بجوشی گھوڑا اُڑایا صاحبقران نے قریب لندھور آکے کہا کہ ای داراے ہندیہ
مناسب ہی کہ آپس مین جنگ کرو دشمن کا زور بڑھے لندھور بہت خوب کہہ کے
الگ ہوے مالک کو بھی جھڑکا مالک نے کہا کہ حضور نے ملاحظہ نہین فرمایا خطا اس
ہندی بہتی خور کی تھی ہر مرتبہ منھ پر چڑھتے ہین مین بچا کے لڑتا تھا ورنہ نیزہ مار دیتا کہ
سینے کو توڑ کر پار گذرتا لندھور نے کہا کہ ای آقاے نامدار جبدن میرا گرز چل جائیگا
اُس دن یہ پرانا ہو جائین گے صاحبقران نے دونون کو گھر کا سب کو علیحدہ کیا
لیکن ایرج نوجوان گردہ بن اشقر کو اُڑا کے مقابلہ مسمار کو کہن مین پہونچے تگاور زن
ہوے چار قدم گھینڈا اُسکا ہٹا کوئی دو تین قدم گردہ بن اشقر بھی ہٹا مسمار نے دیکھکر
آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ تو کیون میرے مقابلے مین آیا ایرج نے جواب دیا کہ

کشتی گیرزادے کے ہم مددگار ہین اس وجہ سے ہمنے تجھسے لڑنے کا قصد کیا ایسا نہو کہ اُسکو
کوئی چشم زخم پہونچے اسی وجہ سے ہم اُس سے لڑے آخر تیرے مقابلے مین آئے مجکو خود
واد ہجان نے حکم دیا تو مین تیرے مقابلے مین آیا اب حال کھلے گا یہ سُنکر مسمار کو ہکن نے
نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا یہان تو آپس مین نیزہ چلنے لگا
جب صاحبقران سب کو الگ کر چکے تو دیکھا نورالدہر رو رہے ہین امیر نے گلے سے
لگا لیا نورالدہر نے دست بستہ عرض کی کہ حضور نے بلا تکلف حکم دے دیا وہ
تاجرزادہ مقابلہ کرنے لگا یہی تو اُسکی مراد تھی صاحبقران نے فرمایا مین نے اِسکا
خیال نہین کیا اُسنے فوراً مجھسے کہا مین نے اجازت دیدی مگر بیٹا تم کیون روتے ہو
نورالدہر نے کہا کہ قانون کے خلاف ہوا وہ میرا نام لے کر پکارتا تھا اور مین
نہ گیا صاحبقران نے نورالدہر کو بہلا کر شگفتہ کیا مگر سب لوگ کھڑے ہوے بہ نگاہ
غور دیکھ رہے ہین مگر ایرج نے بعد دو گھڑی کے نیزہ اُسکا ٹالا مسمار نے جھلا کے
تیغ کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ غار سے اژدہا نکلا دو دستی تیغ مارا ایرج نے گرد اسپر کا
بہبے کی پناہ کیا مگر تیغہ تڑپکر جو گرا سپر کو کاٹ کر تیغہ تا دوابرو پہونچا ایرج کے
گھوڑے نے سکندری بھی کھائی تھی اس وجہ سے ایرج زخمی ہوے نورالدہر نے
قصد کیا کہ مین جا پڑون مگر جمہور نے گھوڑا صف سے بڑھا دیا اجازت بھی بادشاہ
سے نہ لی نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا صاحبقران سے عرض کی کہ دیکھیے دستجی
اسبے بد تمیز ہین کہ اجازت بھی نہ لی اور مقابلے مین جا پڑے صاحبقران یہ سُن کر
خاموش ہو رہے جمہور جلدی سے پہونچا ایرج کو ہٹایا آپ سینہ سپر کرکے مقابل ہوا
مسمار نے وہی تیغ خون آلود اُٹھایا کہا کہ اے جوان میرے صید کو ہٹا دیا جمہور نے
کہا کہ اتفاق کی بات ہے جو یہ شیر زخمی ہوا خبردار خبردار کہکر مسمار نے ہاتھ تلوار کا
مارا جمہور نے سپر اُٹھا دی تلوار جو پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر تلوار
جو گری تا دوابرو پہونچی جمہور نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکل گیا اُس زخمداری مین بھی
جمہور نے جی داری کرکے ترزین کا ہاتھ مارا مسمار نے گینڈا اپنا ہٹا لیا وار جو

خالی گیا سر جمہور کا ہر نیزہ زین سے لگا مسمار نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون اُس وقت اور دستہ چپی آ پڑے نور الدہر چاہتے ہین کہ یہ لوگ رُکین مگر دستہ چپی نہین رُکتے شام تک دس بارہ جوان مسمار نے زخمی کیے کئی جوان جان سے مارے گئے مسمار نے گینڈا ممیز کیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان مقام افسوس ہو کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین نہ آئے ورنہ اس سے بدتر حال کرتا مسمار کو بہن کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا پلٹا کہا کہ اب کل کیونکر جان بچاؤ گے بقراط ثانی نے حکم دیا کہ مسمار پر سے زر نثار کرو اُسی وقت زر نثار ہوا بقراط خوش خوش اُسکو لیکر پلٹا مسمار کہتا ہو کہ یا خداوند آج جو میرے مقابلے مین آیا وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور چند جان سے مارے گئے اگر آج طلسم کشا آتے تو اس سے بدتر حال کرتا بقراط کہتا ہو کہ ای مسمار تو نے آج عجب لطف سے میدانداری کی تجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہو مسمار اور زیادہ بلبلایا اور جرأت کا ذکر کرنے لگا کہ مین نے فلان مقام پر جاکر شیران صحرا کو مارا اور فیلان صحرا بھی میرے ہاتھ سے بہت مارے گئے ہین مجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہو یہ سنکر بقراط نے کہا کہ ای مسمار تمھاری بات کا کیا جواب دین طلسم کشا سے وہ وہ پہلوان جاکر لڑے کہ جنکا مثل نہ تھا اور تمسے جرأت و زور مین بھی زیادہ تھے آج مین نے بہت تقدیر منضبط کی تھی کہ تم بچ کر چلے آئے ورنہ یقین کامل تھا کہ اگر نور الدہر سے اور تمسے مقابلہ ہوتا تو تم زندہ نہ پلٹتے بڑی خرابی ہوتی مجکو ہر وقت یہی خیال ہو اب تم کل میدان کارزار مین نہ جانا اگر جاؤ گے تو اسکا اقرار کرو کہ مین طلسم کشا سے مقابلہ نکرونگا طلسم کشا کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہین ایک رفیق اُسکا طہماس بن عنقویل دلاور در ایسا ہو کہ دو بیٹے صاحبقران کے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مین نے کتاب مین دیکھا ہو کہ طلسم کشا نے طہماس ایسے پہلوان کو گیند دھڑکا کر دیا تھا اور بھی بڑے بڑے پہلوان زیر کیے جو کہ رفیقون مین اُنکے اب بھی موجود ہین آج میری تقدیر نے تجکو بچایا بلکہ مناسب یہ ہو کہ طلسم کشا کو چڑا منگواؤ اُسطرح بقراط نے بیان کیا کہ دل پر مسمار کے تاثیر ہوئی عیار اسکا سرطان تیز دو ہو اُسکو تخلیے مین بلایا کہا کہ ای سرطان تیز دو

مین سب سے تو لڑلونگا مگر طلسم کشا سے نہ لڑونگا قدرت فرماتے ہین کہ طلسم کشا پر غالب نہ ہوگے
اگر تجھسے ہوسکے تو طلسم کشا کو پکڑ لاؤ مین قید کرکے اُسکو قتل کرون یا قید مین آب و دانہ بند کرون
سرطان نے عرض کی کہ سرکار کے اشارے کی دیر ہی حضور جانتے ہین پیشے مین مشہور ہی
کہ جیسا سردار دیسا عیار کہان کہان غلام نے عیاریان کین میرا نام کوہستان مین
روشن ہی یہ کہکر سرطان نے اُسی وقت باہناے عیاری جسم پر آراستہ کیے مسمار سے
رخصت ہوکر چلا یہان نورالدہر بن بدیع الزمان بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ
مین آئے خاصہ طلب فرمایا خاصہ آیا نوش کرکے آرام کرنے کو خلوت مین آئے پلنگ پر
لیٹے چار خدمتگار خاص بطور رہتی پیر دبانے لگے سرطان ایک گوشے سے یہ سب معاملہ
دیکھ رہا ہی کہ اِسنے دیکھا نورالدہر نے آرام کیا جھپٹ کے قریب پلنگ کے آیا دوشالہ
کاٹنے سے ہٹایا جمال جہان آرا کو بہ نگاہ غور دیکھا دیکھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان
سو رہے ہین بیہوشی دماغ سے لگائی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا لے کر اپنے لشکر کی
جانب چلا خواجہ عمرو کا دستور ہی کہ اپنی بارگاہ مین نہین آرام کرتے دوکانین جو لشکر
کی مین جب دوکاندار اُٹھ جاتے ہین تو کسی شہدے کی شکل بنکر کسی دوکان پر پڑ رہتے ہین
عالم خواب مین دیکھا کہ ایک سگ سیاہ نورالدہر پر حملہ کر رہا ہی عمرو گھبرا کے اُٹھا
سوچا کہ نورالدہر پر کوئی افتاد پڑی گھبرا کر عمرو دوڑا قریب بارگاہ نورالدہر آکر
آواز دی کہ یارو جاگتے ہو نگہبانون نے جواب دیا کہ غلام جاگ رہے ہین عمرو بارگاہ
مین آیا دیکھا کہ نقب لگی ہی پلنگ پر نورالدہر نہ ادر رات بہت قلیل باقی تھی عمرو
نشان نقش پا دیکھتا ہوا چلا مگر سرطان بارگاہ مسمار مین پہنچ گیا مسمار نے پوچھا کہ
ارے شیر کیا دبا ہ عرض کی کہ اقبال شہنشاہی ہمراہ ہی طلسم کشا کو لایا آہنگر کو بلوائیے
کہ اسکو مسلسل کیا جائے آہنگر حاضر ہوا نورالدہر کو مسلسل کیا خواجہ تو ایک گوشے
مین آکر ٹھہرے جب نورالدہر کو مسلسل کرچکے تو ہوشیار کیا نورالدہر کی جو آنکھ کھلی
تماشہ زنجیر مین غل ہوا حیران ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہوا شبرنگ کو لوگون نے خبر دی کہ آقا
کو تیرے کوئی چرا لے گیا خواجہ عمرو گئے ہین شبرنگ بھی دوڑا صورت بدلکر بارگاہ مین آیا

دیکھا کہ نور الدہر سے مناظرہ ہو رہا ہی نور الدہر کہ رہے ہین کہ کیون او مغرور تو نے
مکاری پر کمر باندھی ہی مردان عالم کے ساتھ یہ غرور مسمار نے کہا کہ ای طلسم کشا قدرت
کو اختیار ہی اُنھون نے یہی تقدیر کی ہرچند کہ تمھاری موت میرے ہاتھ سے مقرر تھی مگر اُنھین
یہ قید لگا دی کہ عیار گرفتار کر کے لائے اور اُسے قتل کر داب بہتر یہ ہی کہ قدرت کو سجدہ کرو
قدرت تو تقدیر کر چکے فقط اشارے کی دیر ہی نور الدہر نے کہا کہ اُس جلساز و مکار کو
ہم سجدہ کرین گے تم ایسے گدھون کو اُسنے بہکا رکھا ہی خداوند بن کے بیٹھا ہی جو تجسے ہو سکے
قصور نہ کر اگر قضا ہماری تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے ہی تو کیا چارہ مسمار نے چلا کر
آواز دی کہ جلاد کو بلاؤ شبرنگ نے چاہا کہ جلاد بنکر جاؤن مگر پہلو سے جلاد سپید اھوا
خواجہ بھی دیکھ کر رہگئے شبرنگ تو گھبرایا ہوا پھر رہا ہی مگر خواجہ پشت پر مسمار کی
خدمتگار بنے کھڑے ہین جلاد نے آکر کوے کا خط گردن پر دیا اور پکار کر آواز دی قہر و
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭
تیغہ بازہ دار رکھتا ہون بازوے قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون مسمار
نے اشارہ کیا کہ ہزار حکمون کا ایک حکم دیا جلد قتل کر جلاد تیغہ کھینچے ہوے سر پر آیا چاہا
کہ ہاتھ مارون خواجہ نے گوپھن سے گھولا سوا پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ دخراشیدہ
کلہ گوپھن مین دے کر مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا مسمار نے کہا کہ ارے جلاد دیوانہ تھا
خنجر پھرا کر اپنے سر پر مار لیا سرطان نے کہا کہ یہ تو کسی نے پتھر مارا دوسرا جلاد بلائیے
مسمار نے آواز دی دوسرا جلاد بلاؤ دوسرا جلاد آیا وہ بھی آواز دے کر قریب
نور الدہر کے پہونچا خنجر مارا خواجہ نے دوسرا پتھر مارا جلاد کا ہاتھ ٹوٹا سرطان
نے کہا کہ ای شہنشاہ پہلوانان یہ جو خدمتگار پشت پر کھڑا ہی اسنے پتھر مارا ہی مسمار
پلٹا خواجہ نے کہا کہ حضور مین بتا دون جسنے پتھر مارا دیکھیے وہ سامنے کھڑا ہی جیسے ہی
مسمار پلٹا خواجہ نے خود سر سے لیا سرطان کو ایک دولتی ماری اور اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری

	عمرو ہون مین عیار صاحبقران		مرے مکر سے کانپتا ہی جہان	

تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — زمانے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

ادھمسمار خبردار اگر ایک موے جسم نورالدہر کم ہوا تو تیرے قبیلے بھر کو زندہ نہ چھوڑونگا
ایک ایک کو قتل کر ڈالونگا اس وقت بھی چاہتا تو قتل کرتا گر آقا کا حکم نہین ہی ورنہ خنجر
مار دیتا کہ سر اُڑ جاتا یہ کہکر عمرو نے جست کی سراسپچے کو فوراً اس پار پہونچا شاگرد رشید
سرطان کا گیہان نیزہ دیہا باہر کھڑا تھا اسنے چاہا کہ عمرو کو خنجر مارون پہلو سے نعرہ ہوا
کہ خبردار خنجر نہ مارنا دیکھ مسمار نے کیا حکم دیا ہی یہ آواز سنکر گیہان پلٹا شبرنگ نے
لپک کر خنجر مارا کہ گیہان کا شکم چاک قصہ پاک ہوا سرطان نے دور سے دیکھا کہ
خلیفہ مارا گیا خواجہ کا پیچھا کیا چند عیار شبرنگ بن عمرو کے پیچھے دوڑے شبرنگ
تو جست و خیز کرکے نکل گیا مگر سرطان خواجہ عمرو کا پیچھا نہین چھوڑتا جب جنگل مین
خواجہ عمرو پہونچے تو دیکھا سرطان چلا ہی آتا ہی پلٹ پڑے فرمایا کہ ای سرطان کیا
مجکو حلوا سمجھا ہی سرطان نے آکر پنجہ مارا خواجہ نے سپر کاغذی کو آگے کر دیا جیسے ہی
سپر کٹی اُسمین سے دھوان نکلا سرطان بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے سرطان کو تو ایک
نخل سے باندھ دیا اور آپ سرطان کی شکل بنکر طرف بارگاہ مسمار کے چلے راہ مین
ایک گنوار کا سر کاٹ لیا اُسکو اپنے سر کی صورت بنایا مسمار کہ رہا ہی کہ میرا عیار
ایسا نہین ہی کہ خالی پلٹے یقین ہی کہ سر لیکر آتا ہوگا یکایک عیارون مین ہلڑ ہوا کہ اُستاد
آتے ہین مسمار نے پوچھا کہ کس حال سے ہی شاگردون نے کہا کہ خون مین نہائے ہوے
ایک سر لیے ہوے آتے ہین مسمار نے کہا کہ بلالو خواجہ عمرو سامنے آئے سر آگے ڈالدیا
کہا کہ ای پہلوان دوران راہ مین مقابلہ پڑا مین نے ایک ہاتھ مار دیا سر اس کا
اُڑ گیا مین سر لے کر چلا آیا لاشہ جنگل مین جانورون نے کھا لیا نورالدہر نے سر خواجہ
کا جو دیکھا آنکھون مین آنسو بھر آئے جی مین کہتے ہین کہ بڑا غضب ہوا آج لوائے شوکت

صاحبقرانی آگیا یقین ہی کہ دادا جان اپنے کو ہلاک کرین میری گرفتاری دیکھکر خواجہ بدحواس ہوگئے ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ اُنپر ہاتھ مارتا خواجہ نے کہا کہ ای پہلوان دوران آج وہ شخص مارا گیا کہ ... بےعدیل و نظیر نہ تھا بڑے بڑے ساحر اسنے مارے غلام کا جی چاہتا ہی کہ آج بڑی خوشی کرے آپ کو شراب پلائے مسمار نے کہا کہ اختیار ہے سرطان نقلی نے باجا اپنے ہاتھ مین لیا سامنے مسمار کے یہ اشعار شروع کیے نظم

وحشت دل مین ہون دیوانہ تری تاخیر کا — چشم آہو بنگیا حلقہ ہر اک زنجیر کا
دو دستونکے سر کیے جن جن کے نقل مین قلم — چشم بینا ہی ہر اک جوہر تری شمشیر کا
میری قسمت مین ہی بربادی عجب کیا ہی اگر — کاغذ بادی بنے کاغذ مری تصویر کا +
گلشن کوے بتان کا ہی جو زندان مین خیال — نغمۂ بلبل ہی ہر نالہ مری زنجیر کا +
کچھ نہین پروا مجھے دشمن اگر ہی عیب جو — خوف کیا شیر نیستان کو ہی آہوگیر کا
نیک یا بد کوئی دنیا مین ہوا مجسے نہ کام — سادہ کاغذ ہی مگر نامہ مری تقدیر کا
پہونچے ہم آتش زبانونکو ضرر دشمن سے کیا — شمع کو کرتا ہی روشن ترستم گلگیر کا
لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سے اُڑ گیا — میرے پیکر مین ہی عالم کاغذ تصویر کا
اہل جنت کی بدولت ہوتی ہی منعم کی قدر — مرتبہ بےمس ملے ہی خاک اور اکسیر کا
برسون گذرے ہین صدا باہر نکل سکتی نہین — ہی ہمارا ضعف دربان خانۂ زنجیر کا +
ناتوانی سے پناہ ای ظالمو مانگا کرو — دیکھ لو اک بال ہی بازو شکن شمشیر کا
شکل اُنکی ایسی ہی ہی گر کہین پڑجائے عکس — جا بجا قیامت آئنے مین شبہہ ہو تصویر کا
ای مصور سوز غم کی بھی رعایت چاہیے — خاک گلشن سے بنا گردہ مری تصویر کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ اشعار گانے کہ مسمار تعریفین کرنے لگا کہا کہ ای سرطان آج تو خوب کمال دکھایا سرطان نقلی نے عرض کی کہ اب وہ کمال دکھاتا ہون کہ جس سے عمرو ہزارون کو بیہوش کرتا ہی ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون سر سے شراب پلاؤن تب حضور کو کمال ظاہر ہو کنجی میخانے کی مجھکو دیجیے مسمار نے کلید میخانہ ازار بند سے کھول کر دی خواجہ نے آکر شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا

لازم یہ آواز سنکر دوڑے شراب اٹھا کرنے گئے خواجہ نے کئی سو گلابیان مے ارغوانی سے
معمور کین کشتی مین لگا کر محفل مین لائے مسمار نے کہا کہ دیکھو سرطان کس سلیقے سے شراب
لایا ہی کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپکے خواجہ نے چراسی گھنگرو پانون مین باندھے
دیر تک گت ناچے جام سر پر رکھا توڑے لیتے ہوے طرف مسمار کے چلے تعریفین برابر
ہو رہی ہین مگر سرطان کہ جنگل مین بندھا تھا گھسیارے جو ادھر آئے سرطان نے پکار اکہ
یارو مجھے یہان عمرو باندھ کے چلا گیا ہی ذرا آ کر کھولدو گھسیارون نے سرطان کو آکر کھولا
سرطان جست وخیز کرتا ہوا لشکر مین آیا شاگردون سے باہر سنا کہ آپ تو آج ساقی گری
کر رہے ہین سرطان نے کہا کہ وہ ساربان زادہ ہی میری صورت پر کام کر رہا ہی اسوقت
اندر پہونچا کہ خواجہ سامنے مسمار کے پہونچے ہین اور سر جھکا کر کہا ہی کہ ایسے شاہونکو سر سے
شراب پلانا چاہیے سرطان نے پکار کر آواز دی کہ ای پہلوان دوران شراب نہ پیجئے گا
یہ وہی ساربان زادہ ہی سرطان اصلی آپ کا حاضر ہوا جیسے ہی عمرو نے سرطان کو
آتے ہوے دیکھا جام شراب مسمار پر پھینک مارا نعرہ کرکے بھاگے سرطان نے پیچھا نہ کیا
کہ ایسا نہو پھر جاکے گرفتار ہو جاؤن یہ ساربان زادہ بلاے روزگار ہی مسمار کو بھی
خوف پیدا ہوا حکم دیا کہ طلسم کشا کو قید کرو نورالدہر تو قیدخانے مین پہونچے شبرنگ نے
جاکر صاحبقران کو خبر دی کہ نورالدہر قید ہوے قبلہ وکعبہ تدبیر مین ہین کہ نورالدہر
کو رہا کرین یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آ کر پہونچے صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کہو کیا ہوا
خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا کہ مین نے نورالدہر کو رہا کر لیا ہوتا مگر وقت پر
سرطان آگیا انشاء اللہ اب کوئی تدبیر رہائی کی کرونگا سرداران نورالدہر نے
خواجہ عمرو کو لالچ دی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری ہم لوگ کچھ خدمتگزاری بھی کرین گے
مگر کوئی شکل رہائی ہمارے آقا کی کیجیے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین جانتا ہون آپ سب صاحبون
کو میرے اخلاص کا خیال ہی مین نے تو نورالدہر کو رہا کر لیا ہوتا مگر کیا جانتا تھا کہ وہ
ملعون وقت پر رہا ہو کر آجائیگا ورنہ اُسکو زنبیل کی سیر کراتا چند ساعت جاکر نوکری
ڈھونڈھتا سارا غرور عیاری کا نکل جاتا مگر ایہا الحاضرین جو کچھ دینا ہو وہ منگا دیجیے کہ مین

نہا جنون کو بھجوا دون ایسا نہ ہو کہ مین عیاری کو نکلون اور وہ لوگ گرفتار کر لین تو
بڑی خرابی ہو طہماس نے بارہ توڑے منگوا کر پیش کیے سرداران نور الدہر نے فرداً
فرداً کرکے کئی ہزار روپے خواجہ کو دیے خواجہ نے وہ توڑے نذر نیل کیے مگر
شبرنگ اس خیال سے پہلے ہی نکل گیا کہ قبلہ و کعبہ نہ پہونچنے پائین مین پہونچون سامنے
قیدخانے کے پہونچا طلایہ پھر رہا ہی ہر طرف حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہو رہی
قیدخانہ پر دو سو سوار تین سو پیدل بیٹھے ہین سب کا افسر بہرام گرگدن سوار ایک کرسی
پر بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ آج کیا سبب ہوا ہمارے واسطے پہلوان صاحب نے شراب نہین
بھیجی رات زیادہ آگئی شبرنگ طرف بارگاہ مسمار کے بھاگا قریب بارگاہ ٹہل رہا تھا
کہ ایک چوبدار نے آواز دی کوئی مزدور ہی یہ پتلہ شراب کا قیدخانے پر لے چلے اسکو
مزدوری اچھی ملیگی شبرنگ ایک شہدے کی شکل بنکر بکتا ہوا چلا کہ آج تو پریون نے ہمارے
ساتھ وہ برائی کی کہ جان تک ہار جاتے ہم تو بھی رنگ باز ہین جسدن ہمارے حساب کی
چار داؤن کھیل جائینگی سلطنت جیت لین گے وہ رنگ ہرے ہین کہ دن کی رات ہو گئی
اگر پاس ہوتا تو جان تک بد دیتے چوبدار نے کہا کہ میان شہدے صاحب اب رنگ برنگ
کا ذکر موقوف کیجیے یہ پتلہ اٹھا لیجیے بہرام گرگدن سوار کہ قیدخانے کا نگہبان ہی بہت
کچھ دیگا شہدے نے کہا کہ حضور چار گنڈے لین گے مگر پیسے پہلے مل جائین نیفے مین رکھ لین
تو لے چلین چوبدار نے پیسے نکال کر دیے شبرنگ نے پتلہ اٹھایا فتیلہ ہاتھ مین چوبدار کے
تھا شہدے نے کہا کہ حضور فتیلہ مجھے دیجیے بڑی بے ادبی ہوتی ہی چوبدار نے فتیلہ ہاتھ مین
دیا اب شہدا آگے بڑھا ہر چند کہ مرد اُپکارتا ہی میان شہدے صاحب ذرا ٹھہر کے چلو شہدا
جواب دیتا ہی حضور اب پریون مین دل لگا ہی چار گنڈے نیفے مین ہین چلتے ہی ایک
داؤن بدین گے تھوڑی دیر مین کئی روپے نیفے مین ہو جائین گے یہان بہرام بیٹھا ہی
انتظار کر رہا ہی کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی پکار کر پوچھا کہ کون آتا ہی شہدے نے
جواب دیا اور ٹھوکر کھائی منہ کے بھل گرا فتیلہ پھونک دیا چوبدار قریب آیا دیکھا کہ میان
شہدے آہ آہ کر رہے ہین اور کہتے جاتے ہین کہ اتنی دیر مین دس بیس روپے جیت لیے ہوتے

مردے نے کہا کہ میاں شہدے صاحب اب اٹھو شہدے نے فتیلہ دیا چوبدار فتیلہ جلانے گیا شبرنگ نے جھٹ پٹ منہ پتلے کا کھولا بیہوشی ملائی منہ پھر باندھ دیا پتلے کو اٹھا کر کاندھے پر رکھا چوبدار فتیلہ لیکر آیا شبرنگ اور چوبدار سامنے بہرام کے پہونچے شبرنگ نے پتلے کو ڈال دیا اور کہا کہ حضور حقہ بھر دون بہرام نے سب کو شراب بانٹی سب پینے لگے شہدا سب کو حقے بھر بھر کے پلا رہا ہی کوئی پکار کر کہتا ہی کہ میاں شہدے صاحب ایک پیسے کی دال موٹ لے آؤ شہدا پیسہ لیکر دوڑا ہوا جاتا ہی سب کہ رہے ہین کہ شہدا بڑے کام کا آدمی ہی دیکھو بھئی کیا دوڑ دوڑ کے کام کر رہا ہی تھوڑے عرصے مین سب شراب پی چکے آپسمین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی پگڑی اتاری کسی نے کسی کے گریبان مین ہاتھ ڈالا اجابجا لوگ بیہوش ہونے لگے جب شبرنگ نے دیکھا کہ سب بیہوش ہوئے مگر بہرام بیٹھا جھوم رہا ہی قریب آکر کہا کہ افسر صاحب دیکھیے مین نے ایک غزل یاد کی ہی اسکو سماعت فرمائیے بھیانک آواز مین یہ اشعار شروع کیے نظم

بھوجو تیر ادوے رنگین پر تو افگن آب مین　　جانے ماہی بلبلون کا ہو نشیمن آب مین

تولب دریا اگر جائے اندھیری رات کو　　ٹمٹمے سارے حبابونکے ہون روشن آب مین

ہی جو افتادہ اسے کیا ضرب دشمن سے گزند　　تیر لگنے مین نہین پڑتا ہی روزن آب مین

رات دن روتا ہون اک خورشید رو کے عشق مین　　کیون نہ مثل نیلوفر ہون تا بگردن آب مین

لعل خندان کا تصور دیدہ گریان مین ہی　　دیکھنا لعل بدخشان کا ہی معدن آب مین

جمع ہوتے مین نہانے کو ہزارون گلبدن　　روز آتے ہین نظر ہیولے کے خرمن آب مین

جو ہوا با آبرو دنیا مین وہ ہی دلفگار　　جیسے پڑتا ہی گھسنے سے روزن آب مین

وہ اُدھر رخصت ہوا ادھر امڈا طوفان اشک　　تیر جیسا تھا اسے قاتل کا توسن آب مین

دیتی ہی اکثر زبان چرب آفت سے نجات　　جسطرح ہوتا نہین ہی غرق روغن آب مین

کیون سرا پا آبلہ پایان پر خار آتی مین نظر　　کیا تری پلکین ہوئی مین ناوک افگن آب مین

تسنفد انتقال سے خفت اٹھائی بعد مرگ　　کیا غضب تر ناچہرے زرفشان ...

میکشی سے یہ دل سوزان ہی نالان ہجر مین　　آگ کا معمول ہی کرتی ہی شیون آب مین

کیا تعجب غرق ہو جائے جو لندن آب مین	گریہ ہی ترسا ہونکے غم مین ناسخ جوش رشک

بہرام نے خوش ہو کر کہا کہ میان شہدے صاحب خوب گاتے ہو شہدے نے کہا کہ حضور
ذرا اُٹھکر ٹہلیے تو آپ کو اور تماشا معلوم ہو بہرام کرسی پر سے اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی
لڑکھڑا کر گرا یہ بھی بیہوش ہوا شبرنگ نے دو چار کے سر کاٹے سوچا کہ لوگ بہت ہین انکے
قتل کرنے مین عرصہ ہو گا سب کو بیزار رہنے دون آقا نور الدہر کو دون یہ سوچ کر اندر قید خانے
کے آیا دیکھا کہ نور الدہر سر بزنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین خیال ہی کہ ای نور الدہر دیکھیے کیونکر
رہائی ہو کہ شبرنگ نے آکر سلام کیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار اُٹھیے اور سوہن نکالکر
بیڑیان کاٹین ہتھکڑیان بھی جدا کین نور الدہر کو قید آہن سے رہا کر کے عرض کی کہ چلیے
نور الدہر اُٹھے جب باہر قید خانے کے آئے تو دیکھا دو چار کے سر کٹے پڑے ہین
اور باقی سب جوان بیہوش پڑے ہین نور الدہر بن بدیع الزمان نے کچھ توجہ نہ کی
شبرنگ سے کہا کہ ای شبرنگ ایک مرکب لاؤ تو اُسپر سوار ہو کر چلین شبرنگ نے کہا
کہ حضور تھوڑی دور چلیے پھر مرکب مل جائیگا نور الدہر ناچار ہوے آگے آگے شبرنگ
اور پیچھے پیچھے آپ چلے قضاے کار نعمان سبکرو کوتوال طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا ہرکارے
نے خبر دی کہ دو کس خیمون کے بیچ مین چھپتے ہوے جاتے ہین نعمان نے اپنے ساتھ والون
کو اشارہ کیا کہ یارو تم ان دونونکو آلو جانے نہ پائین اگر دزد نہ ہوتے تو خیمون کی آڑ
کیون پکڑتے ہوے جاتے شبرنگ نے جو کوتوال اور پیادون کو آتے ہوے دیکھا کہا
ای شہریار دشمن آگئے اور تلوار اپنے پاس سے نکال کر شاہزادہ نور الدہر کو دی
نور الدہر تیغ کھنچا ہوا ہاتھ مین لیکر آڑ سے خیمے کی نکلے پیادون نے شاہزادہ نور الدہر
کو گھیرا نور الدہر نے بڑھکر دو چار پیادون کو مارا اب کوئی بخوف جان پاس نہین آتا
نعمان شبگرد نے گھوڑے پر سے دیکھا کہ دس پانچ پیادون کو اس اکیلے نے مار کے
ڈال دیا معلوم ہوا کہ یہ کوئی بہادر ہے اسکے سامنے جانا بہتر نہین دور ہی سے آواز دی
کہ ای جوان تو کون ہے اتنی رات گئے کہان سے آتا ہے ہتھیار ڈالدے مین وعدہ کرتا ہون
کہ ایک مرکب عمدہ دے کر تجکو رخصت کر دونگا نور الدہر نے جواب دیا کہ حسب و نسب سے

ہمارے تیرے لشکر کے سنگریزے تک آگاہ ہین ذکر سُنا ہوگا طلسم کشاے قیصر سکندری سرکوب
بقراط ثانی نعمان شبگرد کو جو معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہی کانپنے لگا نور الدہر نے چاہا
کہ جھپٹ کر جانب لون اور ٹانگ پکڑ کر کھینچ لون مرکب پر اسے سواری لون کہ نعمان خود
کود پڑا اور بھاگا پیادون کو ترغیب دیتا ہوا جاتا ہی کہ یارو اسکو گھیر لو مین فوج لیکر آتا ہون
جاکر مسمار کو خبر کرونگا فوج خداوندی مین بھی آواز دونگا کہ طلسم کشا رہا ہو کر جاتا ہی پیادے
ایسے گھبرائے ہوے ہین کہ دور سے لینا لینا کر رہے ہین کبھی پکارتے ہین کہ ہتھیار اسیغ
جھینک دے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی بھلا کب کسی کی سُنتے ہین ہر غول پر جھپٹ جھپٹ کر
جاتے ہین دو چار کو مارا اور آگے بڑھے مگر نعمان شبگرد بھاگا ہوا جاتا تھا طرف سے
قید خانے کے جو گذر ہوا دیکھا کہ بہرام مع ساتھ والون کے بیہوش پڑا ہی اپنے بہرام
کو ہوشیار کیا بہرام گھبرا کر اُٹھا ساتھ والون کو جگایا سر پیٹ کر کہا کہ یارو ہم سب کو
یہ کیا ہوا کہ ایسے غافل ہوے کہ قیدی نکل گیا مگر نعمان شبگرد بدحواس بھاگا ہوا پاس
مسمار کے پہونچا بازو ہلا کے جگایا کہا کہ ای پہلوان دوران اُٹھیے طلسم کشا نے
رہائی پائی فقط میرے پیادے لڑ رہے ہین یقین ہی کہ بہرام پہونچا ہو مسمار یہ سُن کر
سوار ہوا یہان نور الدہر نے مرکب نعمان کا لیا ہی ہر چند کہ شبرنگ کہتا ہی نکل چلیے
مگر نور الدہر بن بدیع الزمان جمے ہوے کھڑے ہین اول بہرام آکر پہونچا شاہزادہ
نور الدہر بہراہیان بہرام سے مصروف جنگ ہوے کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا
نوبت و نقارے کی آواز آئی مسمار کل فوج سے اپنی آکر پہونچا دور سے دیکھا کہ یہ
تنہا نور الدہر اُس مجمع مین شیرانہ لڑ رہے ہین ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ ان یارو
چار طرف سے اس جوان کو گھیر لو کل فوج بلوہ کر کے چلی مگر نور الدہر نے کچھ خوف کیا
اُن سب پر جا پڑے مگر شبرنگ نے جو دیکھا کہ نور الدہر پر کل فوج کا بلوہ ہوا ایک طرف
سے نکل کر بھاگا لشکر نور الدہر مین پہونچا دیکھا کہ طہماس خلایہ دے۔ ہائی پکار کے
آواز دی کہ ای ہزبر بیشہ کلنگان آقا تمھارے فوج اعدا مین گھر گئے ہین نہ جسم مین زرہ ہی
نہ سر پر خود ہی گرد و شیر دلیر رہتا نہ لڑ رہا ہی طہماس نے یہ سُنکر گیندا اپنا بڑھایا اُسوقت

آگے پہونچا کہ دیکھا مسمار فوج کو ترغیب دے رہا ہی پکارتا ہی کہ یارو اکیلے جوان کا گھیر لینا کچھ
بات نہین ہی کمندین رسیان مار کر پکڑ لو کہ ایک طرف سے باڑھ ہوا اہل فوج مسمار غل مچانے لگے
کہ دیو آگیا اسکے ہاتھ سے کیونکر بچین گے نور الدہر نے دیکھا کہ طہماس لڑتا ہوا آتا ہی
آواز دی کہ ای برادر مسمار کی فکر کرو طہماس گینڈا پھیر کر ساطور ہلاتا ہوا چلا چاہا کہ مسمار
پر جا پڑون مگر مسمار نے جو طہماس کو غصے مین دیکھا خوف جان سے ہٹا اُدھر سے نور الدہر
نے للکارا کہ ای مسمار ٹھہر جا میرے تیرے تو مقابلہ ہو مسمار نے جو نور الدہر کو آتے ہوے
دیکھا سرطان سے کہا کہ جا کر قدرت کو خبر کردو کہ آکر تقدیر کرین کہ مسلمان نکل نہ سکین یہ انھین
مین طاقت ہی سرطان دوڑا بارگاہ بقراط ثانی مین آیا نازنینان مہ جبین جمع تھین اُسنے
پوچھا کہ قدرت کہان ہین اُنھون نے جواب دیا کہ دوسری بارگاہ مین آرام کر رہے ہین
سرطان نے کہا کہ جا کر جگا دو کنیزون نے بلا تکلف بقراط ثانی کو جگا دیا بقراط ثانی
آنکھین ملتا ہوا اٹھا سرطان نے دست بستہ عرض کی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی جنگ
ہو رہی ہی تشریف لے چلیے یہ سُنکر بقراط ثانی نے کہا کہ تخت کو تل لے جاؤ مین فوج کو
حکم دیتا ہون جب اسقدر فوج جائیگی اگر ہر شخص ایک ایک چٹکی خاک ڈالیگا تو طلسم کشا
دب جائیگا سرطان حیران ہوا تخت تو قدرت کا اُٹھوا لیا لیکر باہر نکلا بقراط ثانی نے
پکار کر آواز دی کہ کُل فوج تیار ہو کر چلے طلسم کشا کو مار لو یا گرفتار کر کے لاؤ بائیس لاکھ
سوار و پیدل اپنے مقام سے چلے مگر شبرنگ بن عمرو طہماس کو بھیجکر آواز لگاتا ہوا جاتا
ہی جس سردار نے سُنا وہ چلا قریب بارگاہ رستم آکر پہونچا قضاے کار سامنے بارگاہ شعلۂ جوالہ کی
تھی اُس بیقراری مین آواز دی کہ ای ملکۂ عالم جلد خیمے سے نکلیے شعلۂ جوالہ بوجہ نیند کے
آنکھین ملتی ہوئی باہر آئین پوچھا کہ ای شبرنگ کیا ہی شبرنگ بن عمرو نے سب حال
بیان کیا شعلۂ جوالہ نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا کہ جہالت نے شاہزادے کی بہت پریشانی
کیا ہی جلدی جلدی لباس جسم کا درست کیا شانون پر کچھ اشارہ کیا کہ پر پیدا ہوے اڑ کر
آسمان مین ڈُبکی ہوا کو کاٹتی ہوئی اُس وقت پہونچی کہ بائیس لاکھ ساحر اسباب سحر ہاتھ مین
لیے ہوے چلے آتے ہین شعلۂ جوالہ نے دور سے دیکھا آسمان سے آگ برسائی کئی ہزار ساحر

جلدگرے مسروق جادو کہ وزیر بقراط ثانی ہوا سنے دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی لکۂ ابر اسنے اُڑایا اُس ابر سے پانی برسا شعلۂ جوالہ نے جو دیکھا کہ مسروق جادو ہمارے سحر کو دفع کر رہا ہی بہت ناگوار ہوا للکار کر آواز دی کہ ای مسروق سامنے تو آؤ مسروق نے جو سر اُٹھایا شعلۂ جوالہ کے جمال بیمثال پر نگاہ پڑی مسروق جادو ہاتھ باندھنے لگا شعلۂ جوالہ نے چند دانے موتی کے پھینکے وہ موتی سامنے مسروق کے آکے پھٹے موتیون سے دھوان نکلا اُس دھوین نے گرد مسروق کے چرخ مارا مسروق کا چہرہ سُرخ ہوا ہرچند چاہا ضبط کرون نہو سکا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای ملکۂ عالم مین تو آپکا تابعدار و فرمان بردار ہون میرا تو یہ حال ہی نظم

زلف سے بچو شانے کو نہ زنہار جدا	کاٹ کھاتا ہی جو ہوتا ہی سر مار جدا
آنکھ بے لطف ہی پلکین ہون جو ای یار جدا	کس طرح آبلۂ پا سے کرون خار جدا
دل کو مجھسے کرین گے ابروے خمدار جدا	عضو کو عضو سے کر دیتی ہی تلوار جدا
لون جو بوسہ نہ لب [illegible] ہون لب یار جدا	ہی وہ بلبل ہی جو غنچون سے ہو منقار جدا
سرِ عشاق یہان بکتے ہین معشوق وہان	کوچے قاتل ہی جدا مصر کا بازار جدا
آدمی آدمی ہی اور ہی حیوان حیوان	تیری رفتار جدا کبک کی رفتار جدا
لاکھون نے کاٹ کے سر رکھدیے قاتل کے حضور	انگلیان ہو گئین یوسف پہ جو دو چار جدا
تیغ ابرو ہی جو بے قبضہ کرے خونریزی	ورنہ مشکل ہی جو قبضے سے ہو تلوار جدا
کیا ہی دلچسپ ہی واللہ بدن اُس بت کا	مثل رگ ہوتے نہین رشتۂ زنار جدا
ہم بغل ہوتے ہی مین جزو بدن ہو جاؤن	نہ تن یار سے ہو میرا تن زار جدا
نام رکھت ہی کہین لغزش مستانہ کہین	نہین شغل حرم و خانۂ خمار جدا

مسروق سر ٹکراتا ہوا طرف جنگل کے بھاگا گھاٹیون کو طی کرکے بر سر کوہ پہونچا پہ نگاہ غور شعلۂ جوالہ کو دیکھ رہا ہی شعلۂ جوالہ نے آواز دی کہ او مسروق جادو پہاڑ پر سے کود پڑ مسروق جادو بلا تکلف پہاڑ پر سے پھاند پڑا سر پھٹ گیا ہاتھ پاؤن ریزہ ریزہ ہوے جب مسروق مرا اور کان مین آواز بقراط ثانی کے پہونچی گھبرا کر کہا کہ اسے یہ کیا

غضب ہوا اسمردق کو کسنے مارا ہرکاروں نے خبر دی کہ شعلہ جوالہ پر عاشق ہوکر اپنی خود
جان دی بقراط ثانی کو بہت ناگوار ہوا تخت پر سوار ہوکے چلا میدان مین آکر دیکھا
کہ دو جوان اتنی بڑی فوج سے لڑ رہے ہین پکار اُٹھا کہ ای نامردو کیا مردی سے مُنہ موڑا
ہی دو کس کو قتل نہین کرسکتے صاف تو یہ ہی کہ بڑے بڑے شاہان جہان حسرت و یاس لے کر
دنیا سے گئے قدرت بھی ایک دن چولہ تبدیل کرین گے ذرا سوچو تو نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش ... جسکو دیکھو وہ ہی پریشان و تنگ
اس چمن کی ہواے بہمن و دی ... آستین زن چراغ عقل یہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا ... تب ہوا سرو خوش نما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ ... تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل ... تب نظر آئے گیسوے سنبل
جب مٹے میکشان محفل درد ... جعفری نے دکھایا تب رخ زرد

بقراط ثانی ہر چند کہ فوج کو بھگاتا ہی فوج جب بلوہ کرتی ہی یہ دونون شیر بڑھتے ہین
افسر بدحواس ہوکر بھاگتے ہین قضاے کار رستم پیلتن علمشاہ نوجوان سو کر اُٹھے ہین مُنہ ہاتھ
بھی نہین دھونے پائے کہ سمک بلداقی روتا ہوا سامنے آیا رستم نے پوچھا کہ ای سمک
خیر تو ہی سمک نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آج نشان بدیع الزمان منتاہی رات سے
نورالدہر ہمراہیان مسمار اور کل فوج بقراط ثانی حملہ آور ہی مگر وہ شیر نہنگان وپلنگان
اُس فوج بے شمار مین گھرا ہوا لڑ رہا ہی علمشاہ نے تیغہ کیتان کے قبضے پر ہاتھ رکھا
کہا کہ مرکب ہمارا لاؤ سرداران نورالدہر بیقرار ہو رہے تھے چار سو سردار آزمودہ کار
وہماے مرصع پوش وغیرہ عقب مین رستم کے چلے رستم جدھر گذرے جو جہان ملا وہ ہمراہ
رستم ہوا قاسم وجہانگیر وایرج نوجوان یہ بھی ساتھ ہوے رستم نے ایرج نوجوان کو
دیکھ کر کہا کہ مقام افسوس ہی پنجتنی کا دعوی کرو اور مدد کو نہ جاؤ ہمکو تمسے بڑا ملال ہی
ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ ای دادا جان مین اپنی جان کو مٹاتا کچھ بات نہین جانتا مگر
کشتی گیرزادہ بچے رستم نے کہا کہ خبردار ایسا لفظ کبھی نہ کہنا وہ شیر بیشہ جرأت ہی کیا کیا

کارہاے نمایان اُسکے ہاتھ سے ہوے کہ اُن کامون کا حال کتب مین مذکور ہی مُلّا فیضی نے
خوب خوب لکھا ہی اس طلسم پر کیا کیا کام کر رہا ہی کئی جگہہ تمھاری مدد کی اور تم کشتی گیرزادے
کہتے ہو ایرج نوجوان نے سر جھکا لیا چپکے سے مالک سے کہا کہ دادا جان کو اُس
کشتی گیرزادے کا بڑا پاس ہی شاید اُسکے برابر کوئی بہادر نہین ہی مالک نے کہا کہ خاموش
ہو رہیے بزرگ ہین آپ کی جرأت کے سکّے پڑے ہوے ہین اٹھارہ سو ملک باختر
کو طی کرکے آپ تا بہ قلعۂ ذوالامان پہونچے کیا کیا کارہاے نمایان کیے دوسرا اُس
مقام پر ہوتا تو جی چھوٹ جاتے آپ ہی کا کام تھا اور آپ جو رُکے تو اسد غازی نے
مکاری کرکے روکا کوئی جرأت سے آپ کے سامنے نہین آیا ایرج یہ سُنکر ہنسنے لگے کہا
کہ اے مالک تمھاری محبت ہی مین کس لائق ہون رستم اُس وقت پہونچے کہ شاہزادۂ
نورالدہر پر کافرون کا بلوہ ہی چہار جانب سے حربے ہو رہے ہین مگر نورالدہر
جسپر جا پڑے اُسے داخل جہنم کیا طہماس گرد نورالدہر پھر رہا ہی جیسے شمع کے گرد پروانہ
پھرتا ہی کہ رستم نے وہین سے نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بے حیا دا اے نابکاران بد دغا
منم رستم پیلتن علمشاہ صف شکن چارسو سردار سات آٹھ لاکھ فوج پشت پر آ کے
گرے فوج بقراط ثانی کو تہ و بالا کر دیا لڑتے بڑھتے قریب نورالدہر پہونچے دیکھا
کہ نورالدہر دریاے خون مین غوطہ زن ہو رہے ہین مگر مصروف جنگ ہین رستم نے
اگر خون جسم کا پاک کیا خود سر پر نورالدہر کے رکھا زرہ پہنائی ایرج و قاسم سے بتاکید
کہا کہ خبردار اِنکے ساتھ رہنا اگر کوئی چشم زخم پہونچا تو مجکو بڑا ملال ہوگا قاسم و ایرج
داہنی بائین جانب نورالدہر کے ہوے اب بشوکت و شان نورالدہر لڑنے لگے عمرو نے
یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران بھی بیقرار ہو کر عین گرمی جنگ مین پہونچے
نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا تمکو کب زندہ چھوڑتا ہون یہ
کہکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر + امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چارہ
بکے تیغ صمصام و قمقام نام + بیکے تیغ عقرب بیکے ذوالحجام + بن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد + ایک طرف سے نعرہ بادشاہ جمجاہ کا ہوا نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + چو تیغ بلی برکشم از غلاف +
تزلزل فتند درمیان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن برکنم +
منم نیر برج اسلامیان + منم نور چشمین صاحبقران + سات سو تاجدار ہمراہ بادشاہ
آکر گرے سات لاکھ آدمی کفار کے واصل جہنم ہوے تین ہزار جوان اہل اسلام کے ہاتھ
سے کفار کے قتل ہوے بقراط ثانی نے دیکھا کہ صاحبقران میری جانب آتے ہین وزرا
سے کہا کہ کیا صلاح ہو سب نے کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے بقراط ثانی نے گھبرا کر حکم
نوازش طبل بازگشت دیا فوراً طبل امان پر چوب پڑی لشکر جانبین کے الگ ہوے نورالدہر
نے بھی ہاتھ روکا ایرج نوجوان نے بھی جنگ موقوف کی بقراط ثانی طبل بازگشت
بجا کر داخل قصر عشرت ہوا سب شاہزادیان آکر بیٹھین چاہتی ہین کہ بقراط ثانی
کو شگفتہ کرین مگر بقراط ثانی شگفتہ نہین ہوتا شاہزادیون سے کہتا ہو کہ اب کوئی
صلاح معقول بتاؤ لشکر حمزہ کے سب جوان جنگ دیدہ و کارآزمودہ ہین آج پرچۂ
اخبار مین دیکھا سات لاکھ اہل فوج و چار سو ساڑھے چار سو افسر مارے گئے علمدار
کیسا بہادر و صف شکن تھا اُسکو نورالدہر نے قلب فوج مین جاکر مارا ایک طرف سے
ایرج پہونچے ایک طرف سے قاسم کا نعرہ ہوا علمدار گھبرا گیا نورالدہر سامنے سے
پہونچے اُسکو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو تینون جوان مل کر حملہ کرین اُسنے ہاتھی کو پھیر دیا
چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن نورالدہر نے پیچھا کیا بیچ فوج مین جاکر مارا سب شاہزادیون
نے عرض کی کہ یا خداوند اگر ارشاد فرمائیے تو اگر مرتبہ جو مغلوبہ ہو تو ہم سب شریک ہوکر
لڑین جتنی شاہزادیان شریک مسلمانان ہین سب کو گرفتار کرین سب سے زیادہ تربی
شعلۂ جوالہ کو دعوی ہو اُنکو دم نہ لینے دین ایسا سحر کرین کہ دیوانہ وار وحشی مثال
آپ کے سامنے آوین بقراط ثانی نے کہا کہ تم لوگ ۔ جتنے والے قصر عشرت کے ہو
تمھین سر میدان جنگ کرنا مناسب نہین شاہزادیون نے کہا کہ یا خداوند اہل اسلام جب
پہلو پائین گے تو قصر عشرت مین گھس آئین گے کیا اُسوقت بھی ہم خاموش بیٹھے رہین گے
خواہ نخواہ زبان ہلانی ہوگی یہ باتین ہو رہی ہین اور بقراط ثانی فکر مین ہو کہ کس تدبیر سے

جنگ کرون کہ اہل اسلام پر غالب آؤن کہ یکایک آسمان پر ایک آندھی سیاہ اُٹھی سورج
کو گہن لگ گیا خل اُٹھی اُٹھ اُٹھ کر گرنے لگے قصر عشرت کو جنبش ہوئی سب شاہزادیون نے گھبرا کر
کہا کہ یا خداوند یہ کیسی تقدیر تو آپ نے کی ہو بقراط ثانی نے کہا کہ تم لوگ نہ گھبراؤ اب
سب مسلمان غارت ہونگے معلوم ہوتا ہو کہ میخوار آسمان سیر کی آمد ہو شاید اُسے مغلوبہ
کی خبر پائی ہو وہ ابر او۔ قریب آیا بقراط ثانی اُس ابر کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہا ہو لیکن
شاہزادیان گھبرا رہی ہین وہ ابر قصر عشرت پر آکے پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک شاہزادی
نہایت حسین وجمیل تخت زبرجدی پر بیٹھی ہو اور فوج بے شمار پشت پر نوبت و نقارے
بجتے ہوے علم ہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے اُس شاہزادی نے جو بقراط ثانی کو
بیٹھے ہوے دیکھا خود اُتر کر قصر عشرت مین آئی سات سو کنیزین کہ جو قریب تخت مین وہ تو
ساتھ آئین باقی فوج کو اشارہ کیا کہ باہر چل کر اُترو جہان اور فوجین اُتری ہین وہان
تم بھی فرودکش ہو فوج تو اُس طرف گئی میخوار آسمان سیر خدمت بقراط ثانی مین آئی
آتے ہی سجدہ کیا کرسے کتاب نکالی کہا کہ یا خداوند یہ کیا آشوب ڈالا ہو پہلے آپ ہی لکھا
کتاب سب کے پاس بھیجی اب وہی ظہور ہو رہا ہو آپ سمجھے ہونگے کہ مجھے اپنا کمال ظاہر کیا
یہ نہ سمجھے کہ بعض بعض اہالی طلسم اس کتاب کو دیکھ کر مجھسے باغی ہو جائینگے سب کو یہ ظاہر
ہوا کہ قدرت کوئی چیز نہین ہین ہان کاہن زبردست ہین آپ نے خود یہ احکام لکھ کر طلسم مین
تفرقہ ڈال دیا اب وہی ہو رہا ہو یہ کہکر کتاب کھولی کہا کہ یا خداوند شعلۂ جوالہ کون
شاہزادی ہو بقراط ثانی نے نام شعلۂ جوالہ سُنکر ایک آہ کی کہا کہ شعلۂ جوالہ نے
ایسا ایسا جلایا ہو کہ ہڈیان تک چونا ہو گئین اور جو کچھ کہ اُسنے میرے ساتھ کیا یہ اُس کو
زیبا نہ تھا بر وقت روانگی مین نے بہت تاکید کر دی تھی کہ اپنے تئین عشق و عاشقی سے بچانا
اُسنے وہی کیا کہ طلسم کشا پر مائل ہوئی اور اُنکے ساتھ رہنا اختیار کیا میخوار آسمان سیر نے
عرض کی کہ مین نے جس وقت سے کتاب مین حال شعلۂ جوالہ کا دیکھا طبیعت کو بڑا انتشار
ہو کہ شاہزادیون مین کون ایسی بمروت شاہزادی ہو گی کہ خدمت قدرت مین رہے اور
پھر یون ساتھ چھوڑ کر چلی جائے یہ کہکر عرض کی کہ یا خداوند مین تماشا لشکر مسلمانان کا دیکھونگی

مین نے کتاب مین دیکھا کہ قدرت نے ہاتھ سے مسلمانون کے بڑے صدمے اُٹھائے ہین
بقراط ثانی نے کہا کہ کل اہل اسلام کا دیکھنا تو آمد لشکر پر موقوف ہے یا مغلوبہ ہو تو سب
اہل اسلام معلوم ہون میدان کارزار مین سب سردار آتے ہین میخوار آسمان سیر نے
کہا کہ اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین کوہ ملال پر سے جاکر تماشا مسلمانونکا دیکھ
چلی آؤن بقراط ثانی نے کہا کہ ای میخوار مجھے خوف آتا ہی فرزندان حمزہ ایسے جمیل
و حسین و شجاع و بہادر ہین کہ جو جو شاہزادیان جنپر عاشق ہوئین وہ اُنکے ہمراہ ہین
صاحبقران نے سب کو مرتبہ دیا ہی اپنے اپنے عہدون پر رہتی ہین مگر ای میخوار تم اپنے کو
بچانا میخوار آسمان سیر نے کہا کہ یا خداوند مجھپر مسلمانون کا جمال تاثیر نہ کرے گا کسی
واقفکار کو میرے ساتھ کر دیجیے وہ سب کے نام بتاتا جائے سب کو پہچنوا دے وہی بوقت
سحر کام آدیگا یہ کہکر میخوار اُٹھی ایک کنیز کو بقراط ثانی نے ساتھ کر دیا اس کنیز کا نام
نرگس خوش نگاہ ہی یہان وہ وقت ہی کہ ابر آسمان پر چھایا ہی کچھ بوندیان جو پڑین
بادشاہ اسلام نے سلطان کج کلاہ کو حکم دیا کہ بارگاہ جل کر کنارے پر صحرا کے
استادہ کراؤ اور بہلبون کو حکم دو کہ وہ آکر حاضر ہون شکار کو گھیر کر لائین ہم شکار کھیلینگے
فیروزہ بن عمرو نے اُسی وقت بارگاہ زربفتی کنارے پر صحرا کے پہونچائی بہلیے میر شکار
آکر حاضر ہوے صحرا مین شکار تلاش کرنے لگے بادشاہ آکر بیٹھے تیر و کمان ہاتھ مین لیا
بہلیون نے جنگل سے شکار تلاش کیے گھیر کر سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے تیراندازی
شروع کی فیروزہ بن عمرو کو اشارہ کیا فیروزہ بن عمرو چنگ مرصعی بجانے لگا
اور گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

جنون پسند مجھے چھاؤن ہی ببولون کی
عجب بہار ہی ان زرد زرد پھولون کی

اگرچہ آئی ہی برسات پھول پھولے ہین
ہوئی شگفتہ طبیعت نہ ہم ملولون کی

امید وصل مین ہم جھولتے ہین برسون سے
وہان رقیبون مین تیاریان ہین جھولون کی

کہان امید ترقی ہی جیتے جی ہمکو +
یہ مشت خاک ہی بس منتظر بگولون کی

جو چشم اہل وطن مین نہ ٹھہرے کیا پروا
ہماری خاک سے روشن ہین آنکھین غولون کی

جو آئے وہ تو نہ پھولا سماؤن قبر مین مین
خبر کرے کوئی اُس گل کو میرے پھولون کی

نجات ناسخ عاصی بھی کیجیو مولا
کہین تو اُمتین بخشو گے سب رسولون کی

سب سردار سرنگون بیٹھے ہین گانے پر فیروزہ کے تعریفین کر رہے ہین اس اثنا مین میخوار آسمان سیر آ پہونچی پہاڑ پر اُتر کر نرگس خوش نگاہ پہلو مین ہی سر اُٹھا کر جو دیکھا دیکھا کہ ایک بارگاہ زربفتی استادہ ہی ایک تاجدار سرو قد خورشید خدمت پر جلوہ فرما ہی گرد تاجداران جلیل اور ایک عیار طرار سامنے بیٹھا ہوا چنگ بجا رہا ہی اور جی توڑ توڑ کر گا رہا ہی میخوار کی نگاہ جو بادشاہ فیجاہ کے جمال جہان آرا پر پڑی محو ہو گئی اور نرگس نے جو فیروزہ کو دیکھا بدحواس ہوئی بہ نگاہ غور دیکھنے لگی میخوار نے پوچھا کہ ای نرگس کیا دیکھتی ہو نرگس نے کہا کہ واری حقیقت مین یہ عیار طرار کس لطف سے گا رہا ہی میخوار نے کہا کہ ای نرگس تو نے بہ نگاہ غور نہین دیکھا بادشاہ فیجاہ جو سب کے افسر ہین حسن و جمال مین بہت بہتر ہین کیا بیان کرون میری تو عجب کیفیت ہی نظم

سر گردون آستانِ بتِ نازنین سے مین
سرمے ہی مین داغ سجدہ مٹاؤن جبین سے مین

کافی ہی سر پہ داغِ جنون دل مین نام یار
بیزار ہون فلک ترے تاج و نگین سے مین

تصویر یار کی جو مجھے کھینچ دے کوئی
کھینچون مرغ دل کو گل کاغذین سے مین

کھنتا ہی چین گیسوئے مشکین سے دل مرا
کچھ در رہے ہین کم نہین خاقان چین سے مین

آیا نہ کہکشان مین یہ عالم نظر کبھی
کیا جلوہ دیکھتا ہون تری آستین سے مین

ہی اُس چین گیسوئے مشکین سے جو قدا
رکھتا ہون نفرت آہوی چین جبین سے مین

ناسخ نہ ہو جیو نمک خوان اغنیا
اغنیا ہون یہ نمک لب نان جوین سے مین

نرگس نے کہا واری آپ نے بہ نگاہ غور غیار مرار کو نہین دیکھا دیکھیے کیا کیا کام کر رہا ہی گاتے گاتے شکار کو دوڑ جاتا ہی جہان بادشاہ نے کسی کو تیر مارا اور طائر گرا جھپٹ کے اُسے ذبح کرتا ہی کباب لگاتا ہی پھر اُسی انتظام سے گاتا ہی میخوار نے کہا کہ ای نرگس یہ تمام لشکر کے بادشاہ ہین آسمان خوبی کے ماہ ہین انکے اوصاف کوئی کیا بیان کر سکتا ہی نرگس نے کہا کہ بہت بجا ارشاد ہوتا ہی مگر عیار کی تیزی و طراری کو دیکھیے کئی مرتبہ گا نا

تجھوڑا اور رہو کے بجا اسی دھن پر قایم ہو گیا مہجوار نے کہا کہ ای نرگس کیا تدبیر کرون کیونکر اس شہریار سے ملون اور کس طرح ملاقات ہو نرگس نے کہا کہ مین تو جا کر صحرا مین عیار سے ملاقات کرتی ہون مہجوار آسمان سیر نے کہا کہ ای نرگس صلاح کرکے ہم تم ساتھ چلین گے کسی حیلے سے ملین گے تنہا ملاقات نہ کرو نرگس نے کہا کہ جو آپ کی صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا شب کو جلسہ آراستہ ہوتا ہی بارگاہ مین جملہ تاجدار و سردار ہوتے ہین شرم دامنگیر ہوگی مہجوار نے کہا کہ کچھ مقام غور نہین ہم کہدین گے کہ تمہاری بارگاہ کی دیدنی منظور تھا اسوجہ سے چلے آئے نرگس نے کہا کہ بہت بجا ارشاد ہوا اگر آج ہی شب کو تشریف لے چلیے اب اس مقدمے مین دیر نہ ہو مہجوار نے کہا کہ قدرت سے بند دشت ہوگی نرگس نے کہا کہ کئی شاہزادیان نکل گئین تو قدرت نے کیا کیا آخر خاموش ہو رہے اسی طرح ہمارے آپکے نکل جانے پر بھی خفا افسوس کرلین گے اور کنیز کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی تصور تو فرمائیے نظم

رات بھر جو سامنے آنکھون کے وہ مہ پارہ تھا / غیرت مہتاب اپنا دامن نظارہ تھا
بنگیا گرداب سیل اشک جائے گرد باد / ابر تر کی طرح مین جس دشت مین آوارہ تھا
ہو گئے اُمید بھر بین یاس کام آخر ہو گیا / طائر جان پاسے بند رشتۂ نظارہ تھا
مجکو دم لینے کی بھی فرصت نہ دنیا مین ملی / روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ تھا
ترمی ہو لی ہی بیدرد دن کو سیر باغ مین / بنے جس گل پر نظر کی اک دل صد پارہ تھا
خواب مین بھی یار تک ممکن نہ تھا دخل رقیب / جن دنون اپنا خیال اخبار کا ہرکارہ تھا
شب نظر کی مین نے فرقت مین جو سوے آسمان / اژدہا تھی کہکشان عقرب ہر اک سیارہ تھا
ای اجل دی آدمی کا جسم سے آکر نجات / کب سے میری پیٹھ پر یہ خاک کا پشتارہ تھا
خوف سب جاتا رہا دل سے عذاب ہجر کا / نقد جان دینا گناہ عشق کا کفارہ تھا
کٹتے ہین بار اگیا جسم تیغ ناز سے / تو جُہ قاتل مین ناسخ نام جو بیچارہ تھا

دونون آپس مین صلاح کر رہی ہوتین بارگاہ ابقراط ثانی مین آئین ابقراط ثانی کو دیکھا کہ شاہزادیون کے ساتھ بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہی کسی کا منھ چھوا کسی کے گال مین چٹکی لے لی

کسی کا دوپٹہ سر سے کھینچ لیا شاہزادیان گالیان دیتی ہین کہ او نگوڑے کیون ہمین ستاتا ہی
بقراط کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہر چند کہ غم و الم کی حد نہین جو
کچھ صدمات مابدولت کو ہین وہ ظاہر ہین مگر تم سبھون کے پاس جو آتا ہون تو اپنے دل کو
بہلانے کو آتا ہون جب تم لوگون مین آجاتا ہون دل بحال ہوتا ہی شاہزادیان کہتی ہین
کہ نگوڑے جب تو آتا ہی تیری صورت نحس دیکھ کر دل گھبراتا ہی مُنھ سے اسقدر بو آتی ہی
کہ دماغ پریشان ہوتا ہی سر مین کنگھی کرنا کبھی نصیب نہین ہوتی عجب بلا ہی بقراط ثانی نے
میخوار کی جانب دیکھکر کہا کہ ای میخوار کیون چہرہ اُترا ہوا ہی لشکر اسلام کو دیکھ آئین
میخوار آسمان سیر نے کہا کہ یا خداوند لشکر مسلمانون کا بہت ہی مین آج شام کو فکر
مین جاؤنگی اگر بنجہ قابض ہوا تو طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤنگی مگر نرگس میرے ساتھ رہے
دو چار جوانون کو تاک آئی ہون اور بی شعلۂ جوالہ کو تو جلا دونگی اُنکو تو محبت طلسم کشا
پر بڑا ناز ہی اُس ناز کو اُنکے دور کرون میخوار آسمان سیر نے جو یہ بقراط ثانی سے
کہا بقراط ثانی خوش ہو گیا سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی کیا عجب ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار
کر لائے شام کو بقراط ثانی آکر بارگاہ مین بیٹھا کہا کہ کیون میخوار طبل جنگی بجواؤن میخوار
نے کہا کہ ضرور بجوائیے بقراط ثانی نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی ہی کارون نے یہ خبر
صاحبقران کو بھی پہونچائی صاحبقران نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا سرداران
بقراط ثانی حیران ہین کہ کل کون میدان مین نکلے گا طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ
موجود ہی جو مقابلے مین جائیگا ذلت پائیگا بقراط ثانی بھی خاموش بیٹھا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یا خداوند کاؤس فیل در جمعیت نو لاکھ فوج سے
آپہونچا اُسکا قصد تھا کہ لشکر اسلام پر گر پڑون مگر آپ کے سرداروں نے جاکر روکا
کہ طبل جنگی بج چکا ہی صبح کو مقابلہ کرنا وہ لشکر نہ اُتارتا تھا اور نہ کمر کھولتا تھا کہتا تھا کہ بدون
قتل طلسم کشا کمر نہ کھولونگا گرزرا و امرا پہونچے اُنھون نے سمجھا بجھا کر لشکر اُتروایا اور
کمر کھلوائی اب برائے قدمبوسی قدرت آتا ہی یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا کاؤس
جھومتا ہوا سامنے بقراط ثانی کے آیا قدمون کو بوسہ دیا سجدے کو سر جھکایا بقراط نے

پشت پر ہاتھ رکھا کاؤس زنگل پر آکے بیٹھا غصے مین کف منھ سے جاری ہی ہر مرتبہ قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالتا ہی کہتا ہی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو بارگاہ لورالدہر مین درانہ
گھس جاؤن ایک کو زندہ نہ چھوڑون طلسم کشا کا کان پکڑ کے لاؤن بقراط ثانی
کہتا ہی کہ اے کاؤس قدرت نے بڑے معدے اُٹھائے مین حوصلہ نہین پڑتا کہ بارگاہ
طلسم کشا کا پتہ دون اگر اُس بارگاہ مین جائیگا تو نہایت رنج و ملال اُٹھائیگا کاؤس
کہتا ہی کہ یا خداوند مین نے فنون سپہ گری کو ایسا حاصل کیا ہی کہ بڑے بڑے [illegible]
آئے مگر کسی کا پنجہ قابض نہین ہوا غلام کی جرأت ملاحظہ فرمائیے میخوار [illegible] کر
کہا کہ اے کاؤس اسقدر غرور نہ کرو صبح کو میدان کارزار مین جانا ہم سحر کرینگے
کہ بھائی کو بھائی قتل کرے اور بیٹے کو باپ اور باپ کو بیٹا کیا مجال ہی جو ہمارے سحر کو
کوئی دفع کر سکے یہ سنکر کاؤس اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند مین ابھی جاتا ہون
وزرا و امرا سمجھاتے ہین کہ اے کاؤس وقت شب ہی نہین معلوم کیا [illegible] نے
کہا کہ جب مین صحرا مین [illegible] شکار جاتا ہون کچھار شیرون سے [illegible]
خالی ہو جاتا ہی میخوار نے کہا کہ اختیار ہی جاؤ مگر اے کاؤس [illegible] اُٹھاؤ گے
شرمندہ ہو کر لشکر اسلام سے آؤ گے شرم سے پھر منھ نہ دکھاؤ گے [illegible]
زیادہ جھلایا باہر نکل کر گینڈے پر سوار ہوا تیغ کو تولتا ہوا گھوڑے کو دوڑاتا ہوا
جاتا ہی قضائے کار مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری لشکر سے نکلے تھے یہ بھی
خبر سنی ہی کہ ایک ساحرہ کامل داخل آئی ہی اور ایک پہلوان بڑا زبردست کہ ہر ایک
کو اپنے سامنے حقیر جانتا ہی تو خواجہ عمرو چلے تھے کہ چل کر اُن کو دربار مین بقراط کے
دیکھ آؤن جنگل مین زیر نخل کھڑے سوچ رہے ہین کہ کس صورت پر جاؤن کہ دور سے
دیکھا ایک جوان دیو خصال گینڈے کو اُڑائے ہوے آتا ہی خواجہ عمرو راہ گیر بنکر
راستہ چلے کاؤس نے جو راہ گیر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او راہ گیر بارگاہ طلسم کشا
کون سی ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین سب کا حال جانتا ہون کاؤس کا سراپا خواجہ
دیکھ رہے ہین بارگاہ لندھور کی جانب اشارہ کیا کہا کہ وہ جو بارگاہ استادہ ہی وہی

بارگاہ طلسم کشا ہی کاؤس اُسی طرف چلا یہان وہ وقت ہی کہ لندھور اپنی بارگاہ مین
بیٹھا ہی اور ارشیون پریزاد دربارگاہ پر ٹہل رہا ہی بعدہٗ دیگر سالار بھی کھڑا ہوا ہی
کہ سامنے سے کاؤس آکر پہونچا گینڈے سے کود ارشیون سے کہا کہ طلسم کشا کیا کرتے
ہین ارشیون نے کہا کہ یہ وقت تخلیہ ہی اپنے سردارون سے باتین کر رہے ہین اسوقت
جاؤ اور وقت آنا یہ سنکر کاؤس نے کہا کہ اے جوان ہم براے ملاقات طلسم کشا آئے ہین
تم کہتے ہو کہ یہ وقت تخلیہ ہی ہم اس وقت ضرور جائینگے یہ کہکر کاؤس چلا ارشیون نے
تیغہ آڑا کیا کاؤس نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ارشیون کا سر زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی
ارشیون لہرا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا کاؤس پردہ اُٹھا کر اندر چلا مگر داراب نے
لندھور کو خبر دی کہ کاؤس فیل در نامے پہلوان آپ کی بارگاہ کو بارگاہ طلسم کشا
سمجھا ہی بکبر و نخوت آتا ہی ارشیون کو بھی زخمی کیا لندھور کو بہت ناگوار ہوا کہ سامنے
سے کاؤس آیا لندھور کو جو مقام صدر پر دیکھا کہا کہ اے طلسم کشا بہتر اسی مین ہی کہ
میرے ساتھ چل قدرت نے تجکو بلایا ہی لندھور نے کہا کہ وہ قدرت تمہارے کون ہین
اُسکو ہمارے بُلانے سے کیا مطلب کاؤس نے کہا کہ مین زبردستی لے چلونگا لندھور کو
ناگوار ہوئی رہا تھا کاؤس نے چاہا کہ ہاتھ پکڑ کر کھینچ لون لندھور نے بائین ہاتھ سے
اوسکا ہاتھ پکڑا اور داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ کاؤس چرخ کھا کر گرا زمین پر
ایڑیان رگڑنے لگا لندھور سرہانے کھڑے ہین کاؤس نے جو آنکھ کھلی لندھور کو اپنے
سرہانے پایا جلدی سے آنکھ بند کر لی لندھور نے جو کاؤس کو اس طرح دیکھا پکار کر
آواز دی کہ اے کاؤس اُٹھ اپنے مکان کو جا اب کیون خوف کرتا ہی کاؤس جھاڑ پونچھ کے
اُٹھا طرف دروازے کے بھاگا گینڈے پر سوار ہوکے لشکر اسلام سے باہر نکلا کھڑا ہوا
سوچ رہا ہی کہ اے کاؤس اگر دربار خداوندی مین جاؤنگا یہ خبر ضرور پہونچیگی اب لشکر
مین نہ چلو جنگل مین چل کر بسر کرو یہ سوچ کر صحرا مین آیا گینڈے کو چرنے چھوڑ دیا آپ زیر
نخل زین پوش بچھا کر بیٹھا تیر و کمان پاس تھا ایک آہو کا شکار کیا اُسکے کباب لگا کے
کھانے لگا اِدھر بقراط ثانی سے ہرکارون نے جا کر کل حال بیان کیا بقراط سنکر خاموش ہو رہا

وزر دانے کہا کہ یا خداوند کاؤس کو تو اپنے زور پر بڑا ناز تھا ایک ہی طمانچے مین یہ حال ہوا گئے مجھے طلسم کشا کی تلاش مین لندھور تک کیونکر پہونچے عیار اسکا باہر بیٹھا ہوا ہی کہ جسکا سالوس مکار نام ہی کچھ ذکر سنکر گھبرا کر اُٹھا سوچتا ہی کہ آقاے نامدار کیون نہین آئے لشکر سے نکلا پہلے لشکر اسلام مین پہونچا بارگاہون مین ڈھونڈھتا پھرتا ہی جس بارگاہ مین گیا اپنے آقا کو تلاش کیا کہین نہ پایا آخر مجبور ہوکر لشکر سے نکلا نشان سم پر گینڈے کے چلا آگے دیکھا کہ ایک نخل کے نیچے کاؤس بیٹھا ہی سالوس نے آکر ملاقات کی اور کہا کہ ای آقاے نامدار دشت نوردی کا کیا باعث ہی کاؤس نے کہا کہ ای عیار طرار کیا حال پوچھتا ہی سالوس نے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو مین اُسکو گرفتار کرلاؤن اُسکو سامنے خداوند کے لے چلیے سرکار کا نام ہوگا کاؤس نے کہا کہ ای عیار طرار اگر ایسا کام کرے تو بڑا احسان ہو یہ سُنکر سالوس بانہاے عیاری لگاکر چلا لشکر لندھور مین آیا لندھور کو اس کا خیال بھی نہین پشت بارگاہ لندھور پر آیا نقب لگانا شروع کی نقب لگاکر بارگاہ لندھور مین پہونچا قریب پلنگ کے آکر نتھنون سے کچھ بیہوشی کا لگادیا لندھور بیہوش ہوے عیار لندھور کا پشتارہ باندھکر اُسی نقب سے لے نکلا صحرا مین پاس کاؤس کے لایا کہا کہ ای پہلوان دوران یہ دشمن آپ کا حاضر ہی کاؤس نے کہا کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ ورنہ یہ فساد برپا کریگا سالوس جاکے ہتھکڑیان بیڑیان لایا لندھور کو مسلسل و مطوق کرکے ہوشیار کیا لندھور نے دیکھا کہ ایک صحرا مین کاؤس بیٹھا ہی مجھے مسلسل و مطوق کیا ہی زنجیرین ہلانے لگے کاؤس نے کہا کہ ای لندھور خوف نکرو مین تمکو صحیح و سالم گھر پہونچا دونگا تمھاری جان پر ضرر نہ آنے دونگا سامنے خداوند کے اتنا کہدیا کہ کاؤس مجکو بارگاہ سے پکڑ کے لایا ہی لندھور نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی کاؤس لندھور کو لے کر چلا لشکر مین جو اپنے پہونچا سردارون نے پوچھا کہ ای پہلوان دوران یہ کیا معرکہ گذرا کاؤس ہنسنے لگا بڑے غرور سے کہا کہ صاحبو مین اسکی بارگاہ مین گیا مین نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ چلو تمھین خداوند بلاتے ہین انھون نے چاہا کہ ہاتھ چھڑالون مین نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کھینچتا ہوا صحرا مین لایا وہان لاکر مسلسل و مطوق کیا

سبب مجھے اس جوان کی صورت پر رحم آتا ہی ابکی مرتبہ ربا کروںنگا پھر گرفتار کر لاؤنگا لندھور خاموش ہین کاؤس نے اپنے ملازمون سے کہا کہ تم قیدی کو لیکر آؤ مین خدمت مین خداوند کی چلتا ہون ملازمون نے سر زنجیر کو تھام لیا سالوس دربار بقراط ثانی مین پہونچا بقراط ثانی کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ ای پہلوان دوران کیا معرکہ گذرا کاؤس نے کہا کہ جو مین کہ گیا تھا وہی بات ہوئی ایک مسافر نے مجکو بہکا دیا جانشین صاحبقران کو گرفتار کر لایا تھا فرزند ان حمزہ اسکو عم نامدار کہتے ہین پوتے صاحبقران کے چھوٹے دادا جان کہتے ہین اسکا مثل نہین ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ہمنے تو اور خبر سنی تھی اُسکا بیان کرنا مناسب نہین کاؤس نے کہا کہ اُس خبر کا ذکر کیجیے مین سامنے قیدی کو بلواتا ہون اُس سے پوچھ لیجیے بقراط ثانی نے کہا کہ قیدی کو لاؤ ملازمان کاؤس قیدی کو لے کر دربار مین آئے لندھور نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا بقراط ثانی نے کہا کہ ای دارائے ہند دیکھو یہ کیا کہتا ہی لندھور نے کہا کہ یہ کیا کہتا ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ای دارائے ہند کاؤس کہتا ہی کہ مین بارگاہ سے ہاتھ پکڑ کے کھینچ لایا کاؤس نے کہا ای لندھور کہدو لندھور نے منھ پھیر لیا کہا کہ ای بقراط اس نامرد کی بات کا مین کیا جواب دون عیار اسکا مجکو پکڑ لایا صحرا مین حالت بیہوشی مین مسلسل کیا راہ بھر سمجھاتا ہوا آیا ہی کہ سامنے خداوند کے کہ دینا کہ سر دربار مجکو گرفتار کیا اب بھی اشارے کر رہا ہی کہ کہدو کاؤس نے جھلا کر کہا کہ ای لندھور مین ابھی تمکو قتل کر دونگا صاف صاف کہو لندھور نے کہا کہ او نامرد مین نے صاف کہدیا راہ مین تو منتین کرتا تھا کہ میری بات بن جائیگی سامنے قدرت کے کہدینا کہ مجکو کاؤس سر دربار پکڑ لایا کاؤس نے جھلا کر کہا کہ تو نے میرا کہنا کہان کیا قدرت کے سامنے خلاف کہتا ہی ارے زنجیر دار اسکو کھینچ کر لیجا اور لیجا کر قید کر جب دو چار دن رہیگا تب اسکا غرور ٹوٹیگا زنجیر دار نے چاہا کہ لندھور کو کھینچون لندھور نے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگا قضا کا روادار اب عیار نے جا کر صاحبقران سے اطلاع کی اور ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لندھور سے سر دربار گفتگو ہورہی ہی صاحبقران تیغ عقرب ٹیک کر اٹھے فرمایا کہ ایسا نہ ہو میرے جانشین کو کاؤس

قتل کرڈالے برق فرنگی سامنے حاضر تھا اُسنے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ تکلیف
نہ کرین غلام لندھور کو رہا کرکے لاتا ہی ہر چند سب نے منع کیا لیکن برق سنے نہ مانا بانا بانے
عیاری لگا کر چلا جست و خیز کرتا ہوا دربار مین بقراط ثانی کے آیا ایک خدمتگار کی شکل
بنا ہوا دربار مین آکر کھڑا ہوا سالوس ایک مقام پر کھڑا تھا اُسکے قریب آکر کہا کہ مہترصاحب
ذرا باہر چلیے مین آپ سے کچھ عرض کرونگا برق سالوس کو باہر نکال لایا باہر آکر کہا
کہ دیکھیے قدرت آپکو پکارتے ہین جیسے ہی سالوس پلٹا برق نے پگڑی سالوس کی
اُچھال دی اور ایک دھول ماری سامنے سے بھاگا نعرہ کرتا ہوا کہ منم مہتر برق فرنگی
سالوس دوڑا جنگل مین آکر برق پلٹا کہا کہ میان سالوس کیا مجھے جلو اسمجھا ہی منم
شاگرد رشید مہتر مہتران نیچہ آبس مین چلنے لگا جب برق سنے دیکھا کہ سالوس مصروف
جنگ ہی کہا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے سالوس سمجھا کہ کوئی پشت پر آگیا پلٹا برق نے
حلقہ ہاے کمند مارے سالوس گرا برق نے حباب مار کر بیہوش کیا برق نے سالوس
کو درخت سے باندھ دیا آپ سالوس کی شکل بنکر چلا دربار مین بقراط کے آیا بقراط
نے پوچھا کہ ای سالوس یہ کون تھا کہا کہ حضور شاگرد عمرو کا برق فرنگی کہ بڑا تیز و طرار
ہی لگا کر مجکو لے گیا تھا جنگل مین جا کر لڑنے لگا مین نے ایک تیچہ مار دیا کہ پانون اُسکا کٹا
لنگڑاتا ہوا بھاگ گیا اب کیونکر عیاری کریگا اور کاؤس کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ای
آقاے نامدار اگر حکم ہو تو لندھور کو قتل کردون یہ کہنا نہ مانے گا کاؤس نے اشارہ کیا
برق تڑپ کر قریب لندھور کے آیا سر زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا مارا کہا کہ او گنہگار ٹھیرجا قتل
کا تیرے حکم ہو گیا اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ منم برق فرنگی لندھور سنبھل کر بیٹھے
برق نے ہاتھ مارا کہ ہتھکڑی لندھور کی کٹی لندھور نے قید کو توڑا طرف کاؤس کے
چلے آواز دیتے ہوے کہ او نامرد اب مین موجود ہون ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیجا صاف صاف
جو کہا تجکو بہت ناگوار ہوا قتل کا حکم دیا کاؤس اُٹھ کر بھاگا لندھور نے جست کر پایۂ
تخت بقراط پہ ہاتھ ڈالا بقراط نے سحر کیا کہ لندھور گرے برق تو کود کر بھاگا راہ مین
پہونچا تھا کہ کاہ وزدشون نے سالوس کو رہا کیا برق کو دیکھکر للکارا برق بھی جا پڑا

دو چار ہاتھ لڑ کے کمر بتا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر سالوس کا اڑ گیا اب منظور ہوا کہ جاکر
صاحبقران کو خبر کرون برق کنارے پر لشکر کے پہونچا تھا کہ نور الدہر بیرون بارگاہ
کھڑے تھے پوچھا کہ ای برق خیر تو ہے برق نے سب حال بیان کیا کہ بقراط ثانی نے
لندھور کو سحر سے پکڑ لیا نور الدہر اُسی وقت اسپ بادیوش پر سوار ہو کے چلے
طہماس کو جو معلوم ہوا گینڈے پر سوار ہو کے پیچھے چلا یہان بقراط ثانی نے جب
سحر سے لندھور کو گرفتار کیا کاؤس سے کہا کہ اسکو قید خانے لیجاؤ کاؤس نے ملازمون
کو حکم دیا لندھور کو کشان کشان لے چلا کاؤس سب کے آگے بل کرتا ہوا جاتا ہی فوج والے
اسکے تیار ہو رہے ہین کہ یکایک نعرہ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرہ نور الدہر

بہ اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیش
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
لقب پہلوان عرب یافتم

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده
لقا را بیک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

فوج کاؤس مین تہلکہ پڑ گیا کہ طہماس بھی آکر پہونچا نور الدہر نے کاؤس کو للکارا
کہ کاؤس مقابلے مین نور الدہر کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُچھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری ایک چار انگل کا زخم سر مین آیا کاؤس پیچھے ہٹا طہماس نے
بڑھ کر نگہبانون کو مارا لندھور کو رہا کیا لندھور نے رہا ہوتے ہی ایک درخت
اُکھیڑ لیا اُسے زمین پر مارا کہ سب شاخین ٹوٹ گئین ڈنڈو کا کاندھے پر رکھ کر لڑاتے ہوئے
چلے جس غول مین پہونچے لوگ بھاگتے ہین غلغلہ ہوتا ہی کہ دیو آیا مگر لندھور لڑتے بھڑتے
سامنے سالوس کے پہونچے للکارے کہ ٹھہر جا سالوس نے ہاتھ تلوار کا مارا لندھور
نے اُسی درخت پر روکا روک کر جو وار کیا سالوس نے سپر کو اُٹھایا تا سپر پر درخت پڑا
سپر ہاتھ سے چھوٹی خود پر پڑی خود کاٹ سر مین سر گردن مین گردن شکم مین اُتر گئی اہالی
فوج کاؤس بھاگنے لگے نور الدہر و لندھور و طہماس قتل کر رہے ہین بقراط ثانی کو

خبر پہونچی کہ کاؤس مارا گیا تینون جوانون نے قیامت برپا کی ہی دھانا ہوا قصر عشرت
مین آیا شاہزادیون کے سامنے آکر کہا کہ اب قدرت سوار ہوتے ہین تینون جوانون نے
قیامت برپا کی ہی شاہزادیون نے کہا کہ یا خداوند آج ہم بھی میدان مین آ دبین گے
بقراط ثانی یہ کہکر باہر نکلا کہ تمکو اختیار ہی قضائے کار ملکہ میخوار و نرگس رہ وقت
آپس مین صلاح کیا کرتی ہین نرگس نے میخوار سے [illegible] کی کہ کیون بی بی یہ بارہ
ہزار شاہزادیان نکلین گی اور سحر کی بوچھار کرین گی صاحبقران و نورالدہر و علمشاہ
تو محفوظ رہین گے اور جملہ سردار تباہ ہونگے کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ شاہزادیان
نہ جائین میخوار نے باہر نکل کر چارون دروازون پر چار شیر ماش کے آٹے کے بنا کے
بٹھا دیے اور اُسنے کہدیا کہ خبردار کسی کو باہر نہ آنے دینا جو شاہزادی جسطرف
سے نکلتی ہی شیر حملہ کرتا ہی وہ پھر پلٹ جاتی ہی وہان بقراط جو باہر نکلا کل فوج تیار ہوگئی
سحر جو ہونے لگے لندھور و طہماس کے ہاتھ پاؤن کانپنے حربے ہاتھون سے چھوٹے
نورالدہر ہیبت کر اُنکے قریب آئے لوح محفوظ کا عکس ڈالا دونون چونک گئے اب
نورالدہر کو مشکل پڑی کہ اگر اُنکے قریب رہتا ہون تو جنگ مین فتور ہوگا اگر ان کے
پاس سے ہٹتا ہون تو یہ لوگ گرفتار ہو جائین گے نورالدہر ایک ہی مقام پر کھڑے
لڑ رہے ہین کہ رستم کے نعرے کی آواز کان مین آئی طنبور گڑگڑایا رستم آگرے شاہزادیان
قصر عشرت مین تڑپ رہی ہین جب باہر نکلتی ہین چارون دروازون پر شیر بیٹھے ہین
گل پیرہن نے کہا کہ تُو اقدرت رک گئے ہین یہ قدرت کا سحر ہی اُنکو منظور ہی کہ ہم
لوگ نہ نکلین نکل کر نہ لڑین پھر قصر عشرت ہی مین بیٹھو بارہ ہزار شاہزادیان قصر عشرت
مین آکر بیٹھین ڈھول بجنے لگا اور یہ اشعار شروع کیے نظم

خوب سا نظارۂ قاتل تہ خنجر کیا — سر دیا لیکن مہم عاشقی کو سر کیا
تو نہین ملتا تو ہم تجھسے بھی اب ملتے نہین — سنگدل ہمنے بھی اپنے دل کو اب پتھر کیا
جیتے جی کیا ہو کمند بیقراری سے نجات — برق کو گردون نے میرے بخت کا اختر کیا
روے آتشناک کے نظارے کی آئی نہ تاب — اشک سے گوسالہا آنکھون کو مین نے تر کیا

جان شیرین کب گئی ہے کوہکن کی رائگان
کب مین دینداری سے گذرا اُس صنم کے عشق مین
کون ہے جسکو نہین اُس صاحبِ عصمت کی یاد
ہو گیا ضبطِ فغان کے ساتھ سینہ چاک چاک
جوشش مضمون سے طوفان زا ہوئی ناسخ یہ بحر

کہتے ہین شیرین نے آخر آپ کو جوہر کیا
جب کمر دیکھی خیال موے پیغمبر کیا
گھر مین بیٹھے بیٹھے اک عالم کے دل مین گھر کیا
لاکھ در وا ہو گئے گو ہمنے بند اک در کیا
کشتیٔ طبع روان کو ہمنے اب لنگر کیا

رستم پہونچے تھے کہ صاحبقران بھی آ کر پہونچے اب تو بقراط ثانی گھبرایا اور پرچۂ اخبار گذرا کہ سب فرزندان حمزہ آگئے حمزہ و رستم و نور الدہر پر سحر تاثیر نہین کرتا تو لاکھ آدمی اب لشکر کے ساحر و غیر ساحر مارے گئے بقراط پلٹ کے دیکھتا ہے کہ شاہزادیان نہین آئین اگر وہ آجاتین تو قیامت برپا ہوتی ہرکارون سے کہا کہ جاکر شاہزادیون کو خبر کرو ہرکارون نے آکر عرض کی کہ شاہزادیان گا رہی ہین ہماری بات کا جواب نہین دیتین بقراط بہت حیران ہوا کہ کیا باعث ہے شاہزادیون نے خود وعدہ کیا تھا اور نہ آئین سامنے سے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے ہوے اسی طرف آتے ہین گھبرا گیا دیکھا کہ چہار طرف سے نور الدہر پر سحر کی بوچھار ہے مگر سحر تاثیر نہین کرتا طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کہ یارو کیا صلاح ہے سب نے کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے بقراط ثانی نے گھبرا کر حکم دیا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر علحدہ ہوے بقراط جھلایا ہوا قصر عشرت مین آیا اب دروازون پر وہ شیر نہ تھے اندر آکر کہا کہ کیون شاہزادیو کیا باعث ہوا کہ تم شریک جنگ نہ ہوئین سب نے عرض کی کہ قدرت ہی تو ہمکو روک گئے تھے چارون دروازون پر شیر بٹھا گئے تھے بقراط ثانی نے کہا کہ دروازے تو خالی پڑے ہین نہ شیر ہین نہ بھیڑیے تم لوگون کو اپنی جان کا خوف ہوا قدرت کا کچھ خیال نہ کیا میخوار سامنے بیٹھی تھی کہا کہ یا خداوندان سب کے نام پر طبل جنگی بجوائیے یہ ضرور نکل کر لڑین گی مسلمانون کو بھاگتے رستہ نہ ملیگا بقراط نے اس صلاح کو پسند کیا کہا کہ صاحبو تم سب کے نام پر طبل جنگی بجواتا ہون فردا فردا سحر کرنا مسلمان عاجز ہو جائین گے یقین ہے کہ جنگ سے منھ چھپائین گے یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا گل پیرہن کہ سب کی افسر ہے اسنے کہا کہ شاہزادیو مین آج لشکر اسلام کو

دیکھو آؤن حمزہ و نورالدہر و علمشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مین تاک آؤن کہ کون کون لوگ آکر اڑین گے اُن پر تحرزون کہ طرف صحرا کے بھاگین پہاڑون سے سر ٹکرائین ان مین کس کی جب فکر ہوجائیگی تو اور سب کا ما۔نا کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر گل پیرہن قصر عشرت سے نکلی مردانے کپڑے پہنے ہوئے، لشکر اسلام مین آئی کہ گانے کی آواز کان مین آئی لوگون سے پوچھا کہ یہ کون گارہا ہے خدمتگارون نے خبر دی کہ سامنے بارگاہ جہانگیر ہے عیار اُنکا چابک صبا رفتار کل فنون مین کامل و اکمل ہے وہ گارہا ہے گل پیرہن خوش آوازی کا گانا سنکر خدمتگارون کے غول مین مل ہے دلی اندر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ جہانگیر مقام صدر پر بیٹھے ہین چہرہ آفتاب عالمتاب بڑی بڑی انگھڑیان جنچی بھوین تیغہ ہلالی زیب کمر سپر فولادی فراخ دامن پشت پر گل پیرہن جمال جہانگیر دیکھکر دنگ ہوگئی اور دیکھا کہ عیار لباس فاخرہ پہنے یہ اشعار گارہا ہے نظم

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر مجکو دل زار نے سونے نہ دیا

خواب ہی مین نظر آتا وہ شب ہجر کہین
سو مجھے حسرت دیدار نے سونے نہ دیا

خفتگی بخت کی کیا کہیے کہ جز خواب عدم
عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا

مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ کراہا شب کو
کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

یاد اُس زلف کی رہ رہ کے مجھے دلوائی
ہجر مین مجکو شب تار نے سونے نہ دیا

یہی صیاد گلہ کرتا ہے سیرا ہر صبح
نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا

سبجھے تھے بعد فنا پائین گے راحت ناسخ
حشر تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

اس لطف سے گا رہا ہے کہ کل اہل محفل محو ہو رہے ہین گل پیرہن بنگاہ غور دیکھا کی جب عیار نے گانا موقوف کیا تو یہ بھی اُداس ہوکر باہر نکلی منھ سے کلام نہین کرتی دل چاہتا ہے کہ وہی گانا ہوا ور مین بیٹھکر سنون کانون کو اس آواز کی ہوس ہے انتہا کا پیش و پس ہے حیران حیران نہایت پریشان دل سے کہتی ہے کہ افسوس جو مین یہ جانتی تو کبھی نہ آتی کیونکر دل سے ہوسکے کہ ایسے لوگون پر سحر کرون جمال دیکھکر بیتاب ہون نظم

تم تک مجھے لایا تھا جوشش اس دل مضطر کا
اب جاؤن کہان رستا معلوم نہین گھر کا

دشمن کو ہٹاتے ہین اور مجکو بلاتے ہین
خود رفتہ و شیدا ہین بیتاب ہین رسوا ہین
البتہ شگون بد ہی صرصر کی سی آمد ہی
مشتاق رہے برسون وعدے بھی ہوے لاکھون
ناحق کو جلاتے ہو کیون ہمکو بلاتے ہو
عالم سے نرالا ہی ہر ایک سے بالا ہی
مفلس ہین کہان سامان تو آکے نہ آئی جان
اب دل مین نہ اپنے ڈر تو شوق سے سو جا کر
اُسنے جو پڑھا نامہ بگڑا وہ نسیم ایسا

لو اور نئی سوجھی مُنھ دیکھ کے خنجر کا +
کیا تجھسے کہین پیارے جو حکم مقدر کا
گھبرائے نہ کیون بلبل مُنھ دیکھ گُلِ تر کا
لیکن نہ ملا ای جان اک بوسہ لبِ تر کا
دشمن تو ابھی تک بھی پہلو سے نہین سرکا
حاجت نہین رکھتا ہی محتاج ترے در کا
ارمان بہت کچھ ہین تو ڈر انہین ہی زر کا
حافظ ہی مرا نالہ ہر رات ترے در کا
تلوون سے ملا پھرون سر میرے کبوتر کا

کبھی اشعار پڑھتی ہی کبھی پلٹ پڑتی ہی نہایت حیران ہی دل سے کہتی ہی کہ ای گل پیرہن کیا کرون کیونکر اس طرارے ملاقات کرون آخر ناچار ہوکر اٹھی جب قصر عشرت مین پہونچی تو میخوار و نرگس بھی حیران بیٹھی تہین گل پیرہن انھین کے پاس آکر بیٹھی میخوار نے پوچھا کہ کیون بُوا گُل پیرہن مزاج کیسا ہی گل پیرہن نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا کہ واری آپ سے کیا بیان کرون عجب دام مین پھنسی شاہزادیون کے نام پر طبل جنگی بجا ہی آپ سب صاحب سحر کرنے جاوینگی مین نے کہا کہ تین آدمیون پر سحر تاثیر نہین کرتا جا کر اُنکی کچھ فکر کرون اور فرزندان صاحبقران کو بھی دیکھ آؤن سرے پر لشکر کے بارگاہ شاہزادہ جہانگیر برپا ہی حقیقت تو یہ ہی کہ فرزندان صاحبقران عیش کرتے ہین عیار اُنکا چابک صبا رفتار نام ہی اس لطف سے گا۔ باتقاکہ دل کے ٹکڑے کر دیے ہر چند چاہتی ہون کہ ضبط کرون غیر ممکن ہی اب تھوڑی دیر مین شاہزادیان سوکر اُٹھین گی سب سحر کرنے جاوین گی مین بہت حیران ہون کہ کیا کرون مین نے تمکو اپنا عنایت فرما جانکر یہ راز کہا اب سب شاہزادیان جا کر سحر کرین گی کیون حضور رہین کیا کرون حیران ہون مین کس تو سحر سے محفوظ رہین گے اور باقی نہین محفوظ رہین گے اگر کوئی سردار ضایع ہوا تو بڑا غضب ہوگا جب کبھی سامنا ہوگا تو حجاب ہوگا کیا جواب دو نگی میخوار یہ سُنکر ہنس پڑی کہا کہ ای گُل پیرہن ہر دو

آدمی اس فکر مین تھے کہ بارہ ہزار شاہزادیان جب بوڑھی لشکر اسلام کی فکر کرینگی
تو ہم دونون آدمی سحر کو دفع کرین گے تیسری تم بھی ملین آج دیکھین تو یہ شاہزادیان
کیا کرتی ہین کیونکہ یہ سب قصر عشرت کی رہنے والی ہین بڑے بڑے سحر کرینگی ہم سے
دفعیہ ہویا نہ ہو تمکو بھی شریک کرلین گے ڈیڑھ پہر سے شب تجاوز کرچکی ہے جب زلف لیلائے
شب کمر سے گذری شاہزادیان سوکر اُٹھین ایک نے ایک کو جگایا سب نے ہاتھ
منہ دھوے آمادہ ہوئین کہ چل کر سحر کرین اپنی جھولیان اُٹھائین بلند ہو کے
آسمان پر آئین کسی نے ابر سیاہ بنایا کسی نے برج بنایا کسی نے ابر مین چھریان بھرین
کسی نے لکہٗ ابر مین کٹاریان قایم کین بارہ ہزار لکّے ابر کے سبز و سُرخ و سیاہ و کبود
و زعفرانی آسمان پر لہرا رہے ہین جب یہ شاہزادیان سحر بنا کے آگئی ہین تو قید لگا دی
ہے کہ جب لشکر اسلام میدان کارزار مین آئے اُس وقت یہ ابر برسین اپنی جلالت
دکھائین جب یہ شاہزادیان پلٹ کر آئین میخوار و گل پیرہن و نرگس کو بیٹھے دیکھا اپنا اپنا
سب نے حال بیان کیا ایک نے کہا کہ میرے ابر سے آگ برسے گی ہزارون کو جلائیگی
ایک نے کہا کہ میرے ابر سے تلوارین برسین گی اپنے اپنے کمال سب نے ظاہر کیے
میخوار نے سب کا حال سُنکر کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی میخوار نے نرگس سے اشارہ کیا
کہ بُوا اب چلو کوئی دم مین میدان کارزار مین قیامت برپا ہوگی لطف جب ہے کہ جنھون نے
مشقت سے سحر بنائے ہین اُنکی مشقت خالی نہ جائے یہ سوچ کر تینون چلین گل پیرہن
تھر تھر کانپتی ہوئی ہمراہ ہوئی میخوار نے کہا کہ بُوا کیون پریشان ہو جس راہ مین قدم رکھا
جو سختی ہوگی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے مین تمکو بہت پریشان پاتی ہون اسقدر
پریشان نہ ہو یہ کہتی ہوئین تینون قریب ابرون کے پہونچین نرگس و گل پیرہن الگ
سے سحر کرنے لگین مگر میخوار بلائے روزگار ہے ابرون مین گھس گئی اندر جا کے سحر کیا اپنا
سحر قایم کیا اُنکا سحر مٹایا سحر مٹا کر ابر سے نکلین نرگس و گل پیرہن سے کہا کہ بُوا تم ابرون
مین نہین گھسین گل پیرہن نے جواب دیا کہ بُوا پرایا سحر ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ رنگ دکھائے
تو باعث خرابی ہو میخوار نے کہا کہ تمھین اختیار ہے مگر ہمارا سحر تو مزہ دکھائیگا مین نے اکثر

ابردن پر اپنا خون گوشت کا ٹکڑا ڈال دیا ہی کہ سحر کبھی کمی نہ کریگا قدرت تو خوش ہو رہے ہین
کہ آج شاہزادیان قصر عشرت کی لڑین گی اگر خداے نادیدہ نے چاہا تو مزہ ملے گا
ایک پہر رات اسی چرچے مین گذری تینون جادوگرنیان بھی باتین کرتی رہین اب وہ وقت
آیا کہ ساحر زرین پوش ہو خانۂ مشرق سے نکلا جھولی شعاع کی گلے مین ڈالے ہوے ساحران
ضیا ہمراہ چرخ زبرجدی پر آکر قایم ہوا ابقراط ثانی خوشی خوشی سوار ہوا ساتھ والون
سے کہتا ہی کہ آج تباہی لشکر اسلام کی ہوگی فوج والے تو نہ زندہ بچین گے تین افسر
کلان زندہ رہجائینگے اُنکی بھی تدبیر ہوجائیگی چو بیس لاکھ فوج ساتھ لیکر میدان کارزار
مین پہونچا ملکہ میخوار و نرگس و گل پیرہن بھی طاؤسان زرین بال پر سوار ہین ادھر سے
صاحبقران لشکر لیکر آئے بادشاہ حجاجاہ تخت پر میخوار نے جو جمال جہان آرا دیکھا
کہ تاج شہریاری بر سر چارقب شہنشاہی در بر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی تخت سلیمانی
پر بصورت نورانی سات سو تاجدار گرد گھیرے ہوے صاحبقران پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے نور الدہر سب کے آگے بڑھے ہوے پہلو مین طہماس ساطور ہفت صد منی
کاندھے پر رکھے بشوکت تمام سترہ سو سردار مثل صدر ان ماہ منظر و دراج دُر در گوش
و ضرغام خان و بیجن خان وغیرہ آگے بڑھے ہوے ایکطرف بدیع الزمان
بائین پر بادشاہ کے ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و جہانگیر والا تدبیر چابک
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے گل پیرہن نے کہا کہ ای میخوار دیکھتی ہو میخوار نے کہا مین تو
پروانۂ شمع جمال بادشاہ ہون نرگس نے کہا کہ عیار بادشاہ حجاجاہ کو تو دیکھو کس شوکت
سے آیا ہی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے باتہاے عیاری سے آراستہ جیسے ہی دونون لشکر
میدان کارزار مین پہونچے اسقدر گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ابقراط نے
پلٹ کر دیکھا دروازہ قصر عشرت کا کھلا بارہ ہزار شاہزادیان آپس مین خوشیان
کرتی ہوئین باناز و کرشمہ نمایان ہوئین ابقراط نے اشارہ کیا اُن شاہزادیون نے
طرف ابردن کے دیکھا وہ کل ابر لہرا رہے تھے یکایک کانپے اور تھراے لشکر کفار پر
آکر برسنے لگے ابقراط نے دیکھا کہ کسی ابر سے آگ برسی کسی ابر سے تلوارین کسی ابر سے

خنجر جسپر پڑا ۔ ۔ ۔ ۔ اُڑ گیا تھوڑے ہی عرصے مین دس گیارہ لاکھ آدمی مرکر گرے بقراط ثانی نے گھبرا کر طرف شاہزادیون کے دیکھا سب نے اشارہ کیا کہ ہم مجبور ہین بجنے دو پہر رات گئے سحر تیار کیا تھا کسی نے اُلٹا کر دیا بقراط نے حکم دیا کہ طبل امان بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی بقراط رنجیدہ پلٹا کہتا ہوا کہ شاید بی شعلۂ جوالہ نے یہ فتور کیا ہین اُنکو گرفتار کرونگا گرفتار کر کے سزاے کامل دونگا گیارہ لاکھ ساحر جو مارا گیا کئی سو افسر قتل ہوے تمام لشکر مین شور گریہ و زاری بلند ہی کوئی کہتا ہی کہ نوجوان بھائی مارا گیا کسی کا قول ہی کہ نوجوان بیٹا میرا بے لڑے بھڑے قتل ہو گیا مین دیکھتا تھا کہ خنجر اُسپر گرا ہرچند وہ بھاگا مگر نہ بچا ایسا خنجر پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے بقراط ثانی سب کو تسکین دیتا ہوا پلٹا کہتا تھا کہ قدرت سب کو زندہ کر دین گے اب چل کر دریافت تو کرون کہ یہ فتور کسکی ذات سے ہوا کہ میرا لشکر بے لڑے بھڑے تباہ ہو گیا یہ کہتا ہوا قصر عشرت مین آیا دیکھا کہ شاہزادیان عیش پسند ڈھول بجا بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

سرو عاشق ہو گیا اُس غیرت شمشاد کا — غل مچایا قمریون نے بھی مبارک باد کا
دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار — خنجر قاتل مجھے آئینہ ہی فولاد کا
الفت ابرو مین کھینچا ہی یہ ماتھے پر الف — ڈھیر بھی ہو سرو کے سائے مین مجھ آزاد کا
دیکھکر موج ہوا کو کہتے ہین غربت مین ہم — بوریا اُڑتا ہی اپنے خانۂ برباد کا
عشق دل مین ہی نہ دل سینے مین داغون کے سوا — ان چراغون سے نشان ہی خانۂ آباد کا
کوئی غنچہ ہی کوئی گل ہی کوئی پژمردہ ہی — دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پری زاد آپکو — جیسے آشوب جہان ہی حسن آدم زاد کا
خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہی محال — شاد ہوتا ہی یونہین اپنے دل ناشاد کا
عاشق و معشوق ہین دام محبت مین اسیر — مثل بلبل صید ہی ہر گل بھی اُس صیاد کا
رہگذر ہی راہ گیرون کی گرفتاری کو دام — حلقہ ہی ہر نقش پا گویا مرے صیاد کا
عاشق جانباز کا ضایع نہین جاتا ہی خون — خسرو و شیرین سے پوچھو ماجرا فرہاد کا

جو ملے بیخود مجھے مجنون ترا عاشق اُسے ۔ خود فراموشی نشان ہی یاد تیری یاد کا
باغ سے وحشت ہوئی یادِ قدِ دلدار مین ۔ دیو کا سایہ ہوا سایہ مجھے شمشاد کا
رنگ عشرت باغ عالم مین نظر آتا نہین ۔ گُل کو گلچین کا خطر بلبل کو غم صیاد کا
تونے جو پانی پیا ہی اے بتِ شیرین دہن ۔ آبخورے مین ہی عالم کوزۂ فرہاد کا
کون سا طرزِ سخن ہی جو اسے آتا نہین ۔ کیون نہ ہو شاگرد ہی ناسخ بڑے اُستاد کا

بقراط ثانی جیسے ہی اندر آیا شاہزادیان چپ ہو گئین بقراط نے کہا کہ کیون بی بیو ہمارے لشکر کو شکست ہوئی ہی کئی سو افسر قتل ہوے اور کئی سو تاجدار مارے گئے تم خوشیان کرتی ہو اب دریافت کرو کہ یہ فتور کسنے کیا کہ سحر تمھارے اُلٹے ہوے ایک نے ہنس کر کہا کہ مین کیا جانون دوسری نے کہا کہ مین جانتی ہون کہ نہین سکتی تیسری نے کہا کہ کیون چھپاؤن چوتھی نے کہا کہ بوا مین نام بتاتی ہون پانچوین نے ہنس کر کہا کہ یا خداوندی میخوار صاحب کا یہ فتور ہی بی نرگس و بی گل پیرہن بھی شریک ہین ان تینون صاحبون نے سحر کو ہمارے اُلٹ دیا ہی اب قدرت کو اختیار ہی بقراط نے پلٹکر کہا کہ کیون میخوار یہ کیا حرکت تھی میخوار نے کہا کہ یہ سراسر تہمت ہی بقراط نے چاہا کہ ہاتھ میخوار کا پکڑ لون میخوار نے اُف جو کہا ایک شعلہ بھڑک کر گرا ہاتھ بقراط کا جل گیا جھلا کر آواز دی اے شاہزادیو تم دیکھتی ہو کہ تم سب کو جھوٹا بتاتی ہی اور میرے ساتھ یہ سرکشی کی کہ ہاتھ مین آبلہ ڈالدیا میخوار اپنے مقام سے اُٹھی بارہ ہزار شاہزادیون نے میخوار پر بلوہ کیا تینون نے جو مل کر سحر کیا کئی سو کے سر اُڑ گئے بقراط نے سر پیٹ لیا کہا اس گیسو بریدہ نے غضب کیا کہ اندرون قصرِ عشرت خونریزی کی ارے صاحبو ان تینون شاہزادیون کو پکڑ لو مگر تینون شاہزادیان مثل برق تڑپ رہی ہین جسپر گرین اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو شاہزادیان اور قتل ہوئین جب تو بقراط نے للکارا کہ او میخوار سامنے قدرت کے یہ بے ادبی میخوار نے کہا کہ او بیحیا قدرت بنکے بیٹھا ہی یہ کہہ کے کڑکی گرج کر گری بقراط پر پنجہ مارا کہ سر بقراط کا زخمی ہوا جیسے ہی خون سر سے نکلا بقراط نے دونون چلوون مین خون اپنا لیکر میخوار پر پھینک مارا میخوار چرخ کھا کر گری نرگس کو بھی گرفتار کر لیا گُل پیرہن نے چاہا

کرتڑپ کر نکل جاؤن گی ایک کو کاٹ کر چکی مٹھا ماش کے دالون کا چھینکا گئی سو شاہزادیان
جل کر خاک ہوئین بقراط ثانی نے وہی قطرات خون گل پیرہن پر بھی چھینک مارے
گل پیرہن بھی گر کر بیہوش ہوئی جب یہ تینون گرفتار ہوئین بقراط ثانی نے تین قفس آہنی
منگائے تینون کو اُن پنجرون مین بند کیا شاہزادیون کے حوالے کیا کہا انکو قصر مین لٹکاؤ
شاہزادیون نے قفس لٹکا دیے بقراط دربار مین آیا تاجدارون سے ذکر کیا کہ یارو
مار آستین گرگ بغل پیدا ہوے ہین پی میخوار و نرگس و گل پیرہن کو مین نے قید کیا سامنے
لشکر اسلام کے تیرباران کرونگا مگر ابھی سبب نہین کھلا کہ ان شاہزادیون کو محبت
اسلام سے کیا واسطہ ہے یہ کہکر بقراط نے ایک دستک دی اور سر اُٹھا کر طرف آسمان کے
دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای اختران انجم سیاہ جلد آؤ دیکھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک
جادوگر قوی تن و قوی من تخت پر سوار آکر پہونچا ایک کتاب بغل مین دبائے ہوے عرض کی
کہ یا خداوند خیر تو ہے کیون غلام کو طلب فرمایا ہے بقراط ثانی نے کہا کہ تمکو ملاحظہ کتاب
کی عادت ہے ہر چند کہ قدرت بتا سکتے ہین مگر تم بتاؤ کہ سب پر ظاہر ہو میخوار و گل پیرہن
و نرگس کو دوستی اہل اسلام کا کیا باعث اختران نے وہ کتاب کھولی مضمون دیکھ کر
دیر تک سر ہلایا کیا بقراط نے کہا کہ ای اختران صاف صاف بتاؤ اختران نے کہا
کہ یا خداوند آپ ہی کی یہ کتاب تصنیف کردہ ہے حقیقت تو یہ ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی لوح
بھی طلسم کشا کو مل جائیگی اور میخوار بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہوئی اور نرگس اُنکے
عیار پر اور گل پیرہن عیار شاہزادۂ جہانگیر پر یہ شاہزادیان جان و مال سے مدد مسلمانان
مین حاضر ہین انکا قلب صاف ہونا دشوار ہے بقراط نے کہا کہ آج شب کو صلاح کر کے
باقی شاہزادیون کو لشکر اسلام پر بھیجونگا سحر کر کے چلی آدین گی اختران نے کہا کہ اگر
حکم ہو تو غلام بھی شرکت کرے بقراط نے کہا کہ تمکو اختیار ہے مگر جاسوسان لشکر اسلام
کہ حاضر دربار بقراط تھے یہ خبرین لیکر بھاگے کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ دیکھا خواجہ
و برق فرنگی آتے ہین برق نے پکار کر پوچھا کہ بھائیو کہان سے آتے ہو کیون اسقدر
گھبرائے ہوے ہو خواجہ عمرو کو دیکھکر پکارے ٹھہر گئے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری عجب

معرکہ آج دیکھا کہ ملکہ منجوار آسمان سیر و نرگس و گل پیرہن و زمستی اہل اسلام مین گرفتار
ہو گئین بقراط نے اُن سب کو قید کیا ہی اور قفس اُنکے قصر عشرت مین لٹکائے ہین یہ سُن کر
برق نے کہا کہ ای اُستاد ولانژاد اگر حکم ہو تو جاؤن تدبیر رہائی کرون خواجہ عمرو نے
کہا کہ اب ٹھہر جا صلاح کرکے چلتے ہین تجھے بھی لے چلین گے ہرکارے تو برائے اطلاع امیر
گئے خواجہ و برق صلاح کرنے لگے خواجہ نے کہا کہ ای برق تم اُس صورت پر چلو کہ
مین تمکو فروخت کرون برق کنارے گیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک نازنین
کی شکل بنکر آیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال ٹپک پڑے خواجہ نے رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک عرب کی شکل بنے برقع مین برق کو چھپا کر لے چلے لاتے لاتے سامنے
دربار بقراط کے پہونچے قضائے کار شالنگ شاگرد کوتوال بیرون بارگاہ بیٹھا تھا اُسنے
دیکھا کہ ایک عرب وضع ایک عورت کا ہاتھ پکڑے ہوے آتا ہی نوکرون سے کہا کہ اس
عرب کو بُلا لو نوکرون نے آواز دی کہ بڑے میان صاحب یہان تشریف لائیے
آپ کو کوتوال شہر بلاتے ہین خواجہ عمرو سامنے آئے کوتوال کو سلام کیا کوتوال نے
کہا کہ آغا صاحب یہ کون ہی خواجہ نے جواب دیا کہ زمانۂ افلاس ہی اپنی دختر کو
بیچتا ہون کوتوال نے کہا کہ ذرا اسکی صورت تو دیکھین اگر پسند آئیگی تو قیمت بھی طی
کر لین گے خواجہ عمرو نے گوشۂ چادر چہرے سے ہٹایا جمال بے مثال پر جو کوتوال کی
نگاہ پڑی دیکھا کہ بڑی بڑی انکھڑیان چتی بھوین صف مژگان تیر دلدوز آنکھون سے
اشارۂ طلب جان عاشق لبون مین مسیحائی رعنائی و زیبائی سینے پر اُبھار گلشن حسن
پر بہار کوتوال بیتاب ہو گیا کہتا ہی کہ بڑے میان صاحب تمنے بہوت مارا اب
اسکی قیمت ظاہر کیجیے بڑے میان نے کہا کہ بابا قیمت اسکی بہت دور ہی زمانۂ افلاس
ہی جو دیدو گے وہ لے لین گے کوتوال نے دو توڑے منگوا کر دیے بڑے میان نے
بخوشی لے لیے دختر کو سمجھایا کہ ای نور نظر اب غیر ملک مین تمکو بسر کرنا ہی جب ہم سفر
سے پھر کے آیا کرین گے تو تمکو بھی دیکھ جایا کرین گے شوہر کی بدل خدمت کرنا کسی بات
مین عذر نہ ہو کوتوال نے بڑے میان کو رخصت کیا آپ وہان سے اُٹھکر پہلو سے

قصر عشرت مین ایک کمرہ ہو اُسمین آکر بیٹھا نازنین سے کہا کہ یہ تمھارا امکان ہے
بلا تکلف بیٹھو اُسنے جو چادرہ چہرے سے ہٹایا ایک بجلی چمک گئی کو توال نے کلیجہ پکڑ لیا
کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میرے قریب آکر بیٹھوا تو یہ کیفیت ہو نظم

عاشق و معشوق سب مرتے ہین میرے یار پر
جب غزل کرتے ہین موزون قامتِ دلدار پر
خوف آتا ہو کسی مغرور کی مژگان نہ ہو
ہو یہ میرے ضعف کا روز جدائی مین اثر
طاق کعبے پر لگایا ہو کسی نے آئنہ
شب جو اُلٹی اُسنے روے حیرت افزاے نقاب
سر برہنہ ہو گیا جوشِ جنون سے آفتاب
باغبانکا کیون نہ ہو رضوان سے عالی تر دماغ
مجھسے روپوشی کا شکوہ سُنکے بُولا وہ صنم
دیدۂ گریان سے ہجیشی جو کی تو مثل برق

ذرے کیا خورشید عش ہو روزن دیوار پر
تو الف کھنچتے ہین جاے صاد ہم اشعار پر
دشت مین پڑنے نہین دیتا قدم تین خار پر
شام ہو اور دھوپ چڑھ سکتی نہین دیوار پر
یا جبین صاف ہو اُس ابروِ خمدار پر
چاندنی مثلِ سفیدی ہو گئی دیوار پر
دیکھ کر مقیش کا طرہ تری دستار پر
آج پھولون کا ہو طرہ یار کی دستار پر
گرتی ہو بجلی خدا کے طالبِ دیدار پر
کیا ہنسی آتی ہو مجکو ابر دریا بار پر

وہ نازنین آکر گود مین بیٹھ گئی داڑھی پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا کہ مین تو تیرے قبضے مین ہون
تو یہ اُلٹے پلٹے اشعار کیون پڑھتا ہو کو توال نے گلے سے لگا لیا چاہا کہ بوسہ لون نازنین نے
ایک طمانچہ مارا کہا کہ ارے بیحیا تیرے یہان کچھ شراب و کباب کا چرچا نہین ہوتا کو توال
سوچا کہ جام پی کر یہ بد لحاظ ہو جائیگی میز پر سے گلابی اُناری جام لبریز کیا کہا کہ اے نازنین
اسے پی نازنین نے منھ لگایا گھائی سے پڑا بیہوشی کی دی نہین معلوم کوئی قطرہ حلق سے
اُترا یا نہین اُترا اُٹھ تھوکر کے جام رکھدیا کہا کہ پیلے تم پیو کو توال خوشی خوشی جام پی گیا
پیتے ہی جام کے گھبرایا کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کوئی مجکو آسمان پر
لیے جاتا ہو گرمی انتہا کی معلوم ہوتی ہو نازنین نے کہا کہ شاید شراب نوکشیدہ ہو اُٹھ کر
ٹہلیے کو توال اُٹھا اُٹھتے ہی گر اگرتے ہی بیہوش ہوا برق نے کو توال کو صندوق مین بند کیا
اور رنگ دروغن عیاری کا لگا کر کو توال کی شکل بنا دروازے پر قصر عشرت کے آیا سُنا

کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی پکار کر آواز دی کہ ایک شاہزادی کو قدرت بلاتے ہین یہ سنکر
ایک شاہزادی نسیم چمن پیرا نامے دروازے پر آئی برق نے دمے حباب مار کر بیہوش کیا
نسیم کو بھی کمرے مین بند کیا اور آپ نسیم کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا کہ شاہزادیان گا بجا رہی ہین
بعض سحر تیار کر رہی ہین یہ بھی تو گمان ہی کہ اب صبح کو لشکر اسلام پر جائینگی برق نے
آتے ہی کہا کہ صاحبو آج کیا شراب کا چرچہ نہ ہوگا یہ کہکر کنٹر شراب کا اُٹھا کر لایا جام
لبریز کرکے سب کو پلانے لگا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی گانے مین شاہزادیان
بہکنے لگین بعض سحر کرتے کرتے اُٹھین یہ کہتی ہوئین کہ توا کیسے ہاتھ چمکاتی ہو مجھکو نرسے دکھائی ہو
یہ کہکے اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی دوسری یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ آج تو خداوند سامری و جمشید
آئے ہین مین اُنکی ٹانگ لیتی ہون یہ کہکر اُٹھی وہ بھی بیہوش ہوئی اسی طرح ہر حیلے سے
ہر ایک اُٹھی اور گر گر کر سب بیہوش ہوئین برق چلا کہ جاکر منجوار کو رہا کردن یہان بقراط
دربار مین بیٹھا تھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہوشیار ہو جیسے
برق فرنگی قصر عشرت مین پہونچ گیا بقراط گھبرا کر اُٹھا دوڑا ہوا آیا دیکھا کہ سب
شاہزادیان بیہوش پڑی ہین برق فرنگی قفس منجوار اُتارا چاہتا ہی للکارا کہ او نابکار
خبردار کیا کرتا ہی کیون دیوانہ ہوا ہی خبردار قفس نہ اُتارنا یہ کہکر ایک دوہتڑ مارا کہ
برق فرنگی گرا زمین نے پانون تھام لیے بقراط نے آکر برق کو گرفتار کیا قفس مین
بند کرکے وہین لٹکا دیا سب شاہزادیون کو ہوشیار کیا کہا کہ صاحبو ہوشیار رہو یہ کہکر
بقراط ثانی پھر دربار مین آکر بیٹھا سرداروں سے کہا کہ برق عیار اندر قصر کے پہونچا
تھا منجوار کو رہا کیا چاہتا تھا مین نے اُسکو گرفتار کر لیا ہرکارون نے یہ خبر سُنی جاکر
خواجہ عمرو کو خبر دی کہ برق گرفتار ہو گیا خواجہ حال برق سنکر بیقرار ہو گئے کنارے
پر لشکر کے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت ہیبتناک بنائی ایک تاج جواہر کا
نکال کر سر پر پہنا موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین ڈالے اور تختہ زبرجدی
زنبیل سے نکالا اُس پر سوار ہوئے طرف بارگاہ بقراط کے چلے بقراط بارگاہ مین بیٹھا ہی
سرداردن سے باتین کر رہا ہی کہ کل لشکر اسلام کا خاتمہ کر دونگا برق نے قیامت برپا کی تھی

مگر قدرت نے جاکر اُسے پکڑ لیا شاہزادیان تیاریان جنگ کی کر رہی ہین مین سب کو ہوشیار کر آیا ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان سے وناٹے کی آواز آئی شعلہ ہاے آتش گرنے لگے بقراط نے پھر اُٹھایا دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت تاج کلان سر پر قباے قلمکار زیب جسم الور تخت کو اُترائے ہوے آتا ہی تخت کو آکر بارگاہ پر ٹھہرایا پکار کر آواز دی کہ منم جمشید برادر سامری بقراط کھڑا ہو گیا کہا کہ ای برادر آئیے آج کیونکر گذر ہوا جمشید نے تخت اُتارا ایک طرف بارگاہ مین تخت قایم ہوا دیکھ کر آواز دی کہ ای بقراط تو نے غضب کیا کہ دعوے خدائی کر بیٹھا ہمارے بندے بیٹھا مارے جاتے ہین ہمنے اُنکے واسطے تجویز کی ہو کہ اُنکی عمر ین بڑھائین تجکو بھی ہاتھ سے ملک الموت کے بچائین آسمان پر آج ہوئے دوسی بھائی جمع تھے یہی سب نے تقدیر کی کہ بقراط کا خاتمہ ہو مجھے پھر خیال آگیا کہ اگرچہ غیر ہی مگر ہمارا بھائی ہی اُسنے دین حق کو رونق دی بڑے زور باندھے ہین مگر موت زیست کا حال کیا جانے دیکھیے کیا گذرے شراب منگاؤ جو ایک جام پی لیگا اُسکی سو برس عمر بڑھیگی مین القاب اپنا اُس پر بڑھ دونگا ملک الموت دور بھاگیگا بقراط نے حکم دیا کہ مٹکے شراب کے لاکر رکھے گئے خواجہ نے اُٹھ کر نقش اُن پر جمایا ہاتھ رکھ کر اپنا القاب پڑھا کہا کہ اب سب لوگ پئین ای بقراط پہلے ساحرون کو پلاؤ اُسکے بعد تم پیو کوئی تدبیر ہو جائیگی ایک جام کلان اُٹھا کر دیا بقراط نے لبریز کیا جس ساحر کو دیا خواجہ نے پکار کر کہا کہ ایک ہی سانس مین پیو وہ ایک ہی سانس مین پی گیا خواجہ نے کہا کہ ای بقراط قصر عشرت کا تجکو بڑا پاس ہی شاہزادیون کی عمر نہ بڑھائے گا ایک مٹکا وہان بھی بھیجدے بقراط نے کہا کہ وہ شاہزادیان باعث زندگی ہین ایک مٹکا وہان بھی لیجاؤ ساحرون نے ایک مٹکا قصر عشرت مین بھی پہونچایا یہ جو خبر شاہزادیون کو ملی کہ خداوند جمشید تشریف لائے ہین اُنھون نے عمر بڑھانے کی تدبیر کی ہی شراب آپس مین تقسیم ہونے لگی یہان خواجہ نے کل درباروالون کو شراب پلائی بقراط نے دو جام آپ بھی پئے جام پیتے ہی اُٹھ کر ناچنے لگا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا اہل دربار اُٹھنے لگے جو اُٹھا وہ گر کر بیہوش ہوا تھوڑے عرصے مین کُل اہل دربار بھی بیہوش ہو سے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا منظور رہا کہ بقراط ثانی کو اُٹھا لون داخل زنبیل کرون

مگر پھر خیال مین آیا کہ اسکو پڑا رہنے دو ایسا نہ ہو کہ اسکی ذات سے فتور برپا ہو خواجہ نے بقراط کی ریش تراشی کی اور تاج سر سے اُتار لیا داخل زنبیل کیا یہان قصر عشرت مین بھی سب شاہزادیان شراب پی کر بیہوش ہوئین خواجہ قصر عشرت مین جو آئے دیکھا کہ برق فرنگی قفس مین بیٹھا ہی قفس میخوار بھی لٹکا ہی مگر میخوار سرنگون بیٹھی ہی خواجہ نے جو میخوار کو نہایت پریشان دیکھا سناٹا آگیا طرف قفس کے چلے مگر میخوار خوف کر رہی ہی کہ یہ کون بلا ہی جو اس طرف آتا ہی مجکو کھا جائیگا کیونکر جان بچیگی خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ای میخوار زمرد خداوند جمشید آج بقراط کو پچھاڑا برق تو سمجھ گیا اُستاد ہین مگر میخوار کانپنے لگی عمرو نے کہا کہ سجدہ کر میخوار نے کہا کہ مین تو مطیع اسلام ہو چکی اب تجکو سجدہ نہ کرونگی جو تیرے مزاج مین آوے وہ کر چاہے مجھے قتل کر ڈال مگر مین نے خداے نادیدہ کی اطاعت کی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خواجہ قریب قفس کے آئے دیکھا کہ قفس مین قفل مار سیاہ لگا ہی خواجہ نے پہلے برق کو نکالا چاہا کہ قفس میخوار کھولون مار سیاہ نے کنچہ بڑھایا خواجہ نے ہاتھ ہٹا لیا میخوار نے جھولی سے ایک تیلی نکال کر دی کہا کہ اسکو مس کیجے تب مار سیاہ غائب ہوگا خواجہ نے اُس تیلی کو مس کیا مار سیاہ نابود ہوا خواجہ نے قفس میخوار کھولا میخوار کو نکالا زبان سے سوزن نکالی کیونکہ میخوار اشارے سے یہ سب باتین خواجہ سے کر رہی تھی سوزن کے نکلتے ہی ہاتھ چمکائے دس بر تین گرین شاہزادیان قتل ہونے لگین اب میخوار نے دونون قفس توڑے نرگس و گل پیرہن کو نکالا تھوڑے عرصے مین تینون شاہزادیون نے اُن بارہ ہزار کو مارا ان سب کو مار کر خواجہ عمرو نے لباس سب کا لیا کہا کہ ملکہ اب نکل چلو میخوار جلکی آسمان پر پہونچی آسمان پر جا کے طرف لشکر اسلام کے چلی دونون شاہزادیان بھی ساتھ ہین خواجہ عمرو نے جب بقراط ثانی کی ریش تراشی کی تھی تو مونچھ مین ایک بال رہنے دیا ایک پرچہ لکھ کر اُسمین باندھ دیا اور آپ بھی اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوے خدمت نور الدہر مین پہونچے کہا کہ ای فرزند بقراط تیرا اپنے سردارون کے بیہوش پڑا ہی جلوہ کر کے قصر عشرت کا خاتمہ کرو نور الدہر

فوراً تیار ہوے بادشاہ تہجاہ مع اپنے سرداروں کے بارگاہ سے نکلے تھے کہ خواجہ نے آکر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار آپ کی ایک عاشق صادق قید ہو گئی تھی اُسے جاکر رہا کیا اور میاں فیروزہ سے کہا کہ او طفل بے ادب تمہاری بھی ایک عاشق آتی ہین ملکہ نرگس خوش نگاہ اُنکا لقب ہے بادشاہ جاکر تخت پر بیٹھے کہ ملکہ میخوار آکے پہونچین قدم شاہی کو بوسہ دیا اعتقاد اپنا ظاہر کیا کہ یہ کنیز مطیع اسلام ہے حضور جلدی کرین قصر عشرت تمام ہوا فیروزہ نے یہ بھی خبر دی کہ نورالدہر جا پڑے لیکن بقراط ثانی کہ دربار مین اپنے بیہوش پڑا ہے جب اہل فوج قتل ہونے لگے اور صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی تو کچھ لوگ دوڑ کر آئے کہ قدرت کو خبر کرین مگر دروازہ قصر کا بند پایا مجبور ہو کر پلٹ گئے بادشاہ نے جو فیروزہ سے خبر سُنی فوراً سوار ہوے نقارہ جو بجا صاحبقران نے اپنے مقام پر فرمایا کہ کیا امر ہے بادشاہ کیون سوار ہوے کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے عرض کی کہ ای شہریار مبارک ہو کہ نورالدہر لشکر بقراط ثانی پر جا پڑے اہل فوج بھاگ رہے ہین بادشاہ بھی برائے جنگ جاتے ہین صاحبقران بھی سوار ہوے جادوگرنیان جو سرداران نامی کے ہمراہ ہین مثل شعلہ جوالہ و ہمائے مرصع پوش و زعفران پوش یہ بھی سب طاؤسان زرین بال پر سوار ہو کر جاکے شریک جنگ ہوئین اہل فوج بھاگ رہے ہین جادوگرنیون نے آکر سحر کیا ساحرون پر آگ برسی خنجر برس رہے ہین دریائے آتش جوش مار رہا ہے جو ساحر بھاگا غرق دریائے لعنت ہوا لاکھون ڈوبے تھل بڑا نہین لگا جوش و خروش آب سلامتی نایاب پریشانی و حیرانی جوش پر بانی آبرو کی تلاش ہزار بد معاش چاہتے ہین کہ نکل جائین مگر جانبری نہین ہوتی ایک طرف خنجر برس رہے ہین مگر میخوار نے جو آکر سحر کیا چند ساحر و غیر ساحر بیقرار ہو کر پکار اُٹھے نظم

او فراغت ہو گئی کیسا سبک جان ہو گیا	چاک دامن ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا
عشق مین زلف و رُخ دلدار بے تمثال کے	کوئی ہندو ہو گیا کوئی مسلمان ہو گیا
گھٹتے گھٹتے ناتوانی سے وہ ہون کاہیدہ تن	ذرۂ افتادۂ ریگ بیابان ہو گیا

آنکھیں دکھلاتے ہین مثلِ پاسبان منکر نکیر
کی گہرریزی ہمارے آبلون نے ٹوٹ کر
حسن جانان نے کیا گر ماہ کامل کو خجل
آتش جانسوز نالہ شعلہ ہاے آہ دل
ناتوانی نے یہان تک آج یہ تاثیر کی
کچھ نہین لطفِ چمن کی ہمکو خواہش ای نسیم

گنج مدفون بھی مجھے قسمت سے زندان ہوگیا
تھا متاع عمر جو وقعت بیابان ہوگیا
داغ میرے داغ سے مہر درخشان ہوگیا
ایک مشتِ استخوان پر سب کا احسان ہوگیا
نالۂ زنجیر کا بھی شور پنہان ہوگیا
شکل گُل ہر زخم دل سینے مین خندان ہوگیا

ہرطرف سے میدان کارزار مین ہنگامہ ہی ایک جانب نورالدہر ایک جانب رستم ایک جانب صاحبقران زمان مصروف قتل کفار ہین جادوگرنیون نے سحر کی بوچھار کردی صاحبقران لڑتے بھڑتے دربار بقراط ثانی پر پہونچے بقراط ثانی بیہوش پڑا ہوا ہی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی سُنہری پیدا ہوئی اُسنے بقراط ثانی کو ہوشیار کیا بقراط ثانی جو اُٹھا مونھ مین پرچہ بندھا ہوا ہی اُسکو جو کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری او بقراط حمزہ کو دعا دے ورنہ تیرا سرکاٹ لیجا اگر انشاءاللہ اگر دین اسلام نہ قبول کریگا تو مثل ہفت پیکر و اصل جہنم ہوگا یا تو تو اُسکی مدد کرتا تھا یا خود مدد کا خواہان ہوگا یا تو آج تیری قضا ہی کہ ہاتھ سے غازیون کے قتل ہوگا یا طلسم مین بھاگ کر جائیگا بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام قبول کر کہ خطا تیری معاف ہو یہ نوشتہ دیکھ کر بقراط ثانی نے پتلی سے کہا کہ ای رازدار میری وای مونس دنگسار میری تو نے آکر ہوشیار کیا ورنہ یونہین پڑا رہتا حمزہ کے نعرے کی آواز دروازے پر آرہی ہی قصر عشرت مین جاکر شاہزادیون کو خبر کر کہ حمزہ کو روکین پتلی نے کہا کہ یا خداوند قصر عشرت ماتم سرا ہوا سب شاہزادیان قتل ہوئین سارہ بان زادے نے مزبلہ تھا باغ بنا دیا اب آپ اپنی فکر کیجیے بقراط ثانی نے جو دیکھا کہ سردار و تاجدار سب بیہوش پڑے ہین مگر برہنہ جسکو بقراط ثانی نے جگایا وہ ننگا اُٹھا اُٹھ کر وہ ننگ خاندان ایک جانب بھاگا ہرچند کہ بقراط پکارتا ہی کہ ارے باہر جاؤ سرداران حمزہ کو روکو وہ نہین سُنتا جان بچاگر باہر نکلا

ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا بقراط ثانی حیران و پریشان چہار جانب پھر رہا ہی
سردارون کو جگاتا پھرتا ہی جو اُٹھا وہ بھاگا لجو باہر گیا وہ جہنم مین پہونچا بقراط
چاہتا ہی کہ تخت آئے مین سوار ہو کر باہر نکلون جنگ آغاز ہو آج زمین ہلا دون سب
کمال اپنا صرف کرون لیکن سردار بھاگے بھاگے پھرتے ہین قصر عشرت ماتم سرا ہوا
کون مدد کو آئے اہل فوج باہر قتل ہو رہے ہین سرداران نامی و پہلوانان گرامی
غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار جنگ رستانہ کر رہے ہین جو آیا علف شمشیر
آبدار ہوا ہر طرف تلوار چل رہی ہی زمین سے آگ نکل رہی ہی آسمان پر ابر تیرہ و
تار گھرے ہین اُن سے خنجر اور تلوارین برس رہی ہین بقراط ثانی نے حیران ہو کر
نقاب چہرے پر ڈالی جو لباس ملا وہ پہن لیا گھبرا کے باہر نکلا دیکھا کہ فوج مین بلوہ
ہی بڑے بڑے ساحران نامی پہاڑون سے سر ٹکرا رہے ہین ملکہ میخوار نے آگے
آگ برسائی ہی اور صورت تسخیر دکھائی ہی بڑے بڑے افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر
حاضر خدمت صاحبقران نامور ہوے صاحبقران نے خطا معاف کی وہ ساحر
ہمراہ صاحبقران ہوے مگر چہرہ سُرخ آنکھین اُبلی ہوئین میخوار کو بہ نگاہ غور
دیکھ رہے ہین میخوار نے قریب آکر منھ پر ہاتھ پھیرا اور زبان سے کہا کہ ہوش مین آؤ
وہ ہوش مین آکر سحر کرنے لگے اس عرصے مین ملکہ میخوار سحر کرتی ہوئی آگے بڑھ گئین سحر
تو ان پر سے اُتر ہی چکا ہی یہ پھر منحرف ہو گئے کہ ہم اطاعت اسلام نہ کرین گے اِنھون
نے پھر چند سرداران صاحبقران کو اپنے سحر مین پھنسایا اُدھر سے پھر میخوار کا گذر ہوا
پکار کر آواز دی کہ او دروغ گو پر اطاعت اسلام کر کے پھر باغی ہوے یہ کہہ کر ہاتھ چمکا دیا
برق گری اُن ساحرون کے دو دو ٹکڑے ہوے اسی طرح صدہا افسر مارے گئے افسرون
سے میدان خالی ہو گئے بقراط نے جو افسرون کے لاشے دیکھے ہوش اُڑ گئے کہتا ہی
کہ یارو یہ انقلاب نہ سمجھا تھا مگر اب طلسم مین جا کر قصر عیش پسند مین جلوس کرونگا دیکھون
تو وہان مسلمان کیونکر آتے ہین اور طلسم کشا صاحب لوح کیونکر پاتے ہین ہر چند کہ لوح محفوظ
ہاتھ لگ گئی جسکی وجہ سے اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا اسپر وہ فخر کرتے ہین اس سے کیا ہو سکتا ہے

اس حوالی مین آنے سے یہ مرتبہ ملا جب طلسم مین جائین گے تو حال معلوم ہوگا لیکن جو ساحر سامنے اسکے فریاد کرتے ہوے آتے ہین اور ذکر کرتے ہین کہ یا خداوند فلان ساحر نامی مارا گیا وہ سامنے دیکھیے وارث اُسکے سر مگڑا رہے ہین بقراط ثانی جواب دیتا ہی کہ جو مر گیا اُسکا افسوس نہ کرو طلسم مین چل کر سب کو زندہ کر دونگا طلسم باطن مقام خوف نہین ہی وہان اس مجمع کے ساتھ طلسم کشا نہ آسکیگا قدرت اب طلسم مین جاتے ہین جسکو آنا ہو قدرت کے ہمراہ آئے یہ جو بقراط ثانی نے پکار کر کہا جنگ کو اور زیادہ جوش ہوا ساحرون نے چاہا کہ جھک کر لڑین میخوار نے بڑھ کر جھولی سے ایک گلدستہ نکالا پکار کر آواز دی کہ او نامردو ذرا اس طرف دیکھو اُن لوگون نے نگاہ اُٹھائی میخوار نے گلدستہ مارا گلدستہ جا کر آسمان پر پہنچا سمنور جادو کہ دس ہزار کا افسر ہی دس ہزار ساحرون کو لیے ہوے جنگ کر رہا ہی جب گلدستہ آسمان پر جا کر پھٹا تو ہوا سرد چلی پھولون سے کہین گھولین غنچے چٹک رہے ہین پھول مہک رہے ہین ملائر چہک رہے ہین سمنور نے دیکھا کہ ایک گوشے سے ایک نازنین مہ جبین ایک گجرہ پھولون کا ہاتھ مین لیے ہوے یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہی نظم

نوجوانی مین ہوا عشق اُس بُت گلفام کا	عالم اپنے داغ مین ہی اب چراغ شام کا
خاک ہونے پر گئی اپنی نہ عالی ظرفی	گور مین بھی دھیان ہی ہمکو کسی کے بام کا
سبزۂ بیگانہ باغ حسن سے کرتا ہی دور	نام رکھا باغبان ہجنے ترے حجام کا
کھینچ لائی وادی ہستی مین بیتابی مجھے	رہگیا پیچھے عدم مین قافلہ آرام کا
آربی ہی تن پرستی حق پرستی کے عوض	رہگیا ہی گا دشواری اب نشان اسلام کا
اشتیاق چشم جانان مین گئے ہین جی سے ہم	ہو چراغ اپنی لحد کا روغن بادام کا
اے فلک دیکھون تو کب تک روز وصل آتا نہین	منتظر بیٹھا ہون مین اب گردش ایام کا
جوشش مستی مین ناسخ مطلع ثانی پڑھون	ساقی کوثر سے ہی مجکو سوال اک جام کا
لوح محفوظ اک نگینہ ہی علی کے نام کا	عرش کہتے ہین جسے زینہ ہی اُسکے بام کا
رجعت خورشید اور شق قمر سے ہی عیان	ہی نبی مالک لیالی کا علی ایام کا

منمور جادو مع دس ہزار جادوگرون کے یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا مگر سب تلوار کھینچے ہوے آنکھیں اُبلی ہوئیں چہرے سُرخ گریبان پھٹے ہوے منھ پر سب کے خاک پڑی ہوئی بلوہ کیے ہوے جاتے ہیں اُس طرف سے شاہزادہ نورالدہر اوڑتے ہوے آتے تھے منمور کو جو آتے ہوے دیکھا وہیں سے للکارا کہ اونامرد کہاں جاتا ہی منمور نے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا شاہزادے پر مارا کچھ شعلۂ آتش بھی گرے کئی خنجر برسے نورالدہر لوح محفوظ پہنے ہوے ہیں ان چیزون نے تاثیر نہ کی شاہزادۂ نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا دار اسکا روک کر ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا تیغہ جوڑ پکر گرا خرمن ہستی کو اُسکی جلادیا برابر سے دو ٹکڑے ہوے اب نورالدہر تلوار پکڑ کر اُس فوج پر گرے دو چار نے سحر کیا وہ سحر اُلٹا پلٹا سحر کرنے والون کا کام تمام کیا جب دس پانچ مر کر گرے تو ساحرون نے آپس میں اشارے کیے کہ ان مسلمانون پر سحر تاثیر نہیں کرتا تلوار و نیزے سے جنگ کرو سب نے تلوارین کھینچین یہ غازی جنگ دیدہ و کارآزمودہ طہماس آگرا مگر ملکہ میخواران سب ساحرون کو دیوانہ کیے ہوے تھیں کہ دیکھا ایک طرف سے فرتوت جادو لڑتا ہوا آتا ہی اور خوب جم کر سحر کرتا ہی بارہ ہزار جوان اسکی پشت پر ہین میخوار نے اسکے سامنے آکر اول اپنا چہرۂ زیبا دکھایا فرتوت کی جو نگاہ پڑی کہ ایک نازنین خوشخو و خوشرو خنجرابرو دام گیسو فرد ہتی کہ دیدن آہ ماہ رخسارہ + بہ بند دزاہد صد سالہ زنارہ + جیسے ہی صورت زیبا دیکھی آگے بڑھا میخوار نے ہار گلے سے پھولون کا اُتار کر پھینکا وہ جا کے ٹوٹا پھول برسے ہوا سے سرد چلی روشین جابجا بن گئیں آوازین آنے لگیں نظم

پھر شجر سرسبز ہیں کہتے ہین آتی ہی بہار	رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار
مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون	دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار
دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہی	صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہی بہار
رہ چکی ہین فصل خزان کی مدتون تک گرمیان	چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار
کوئی گل ہی سُرخ کوئی زرد کوئی نیلگون	دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار

چھپ کے خود پردین کر دیتی ہی ظاہر صورتین
حال ہو جاتا ہی ابتر رنگ عاشق دیکھ کر
بے ثباتی کا جو اپنی دھیان آتا ہی اُسے
آدمی کو دیکھنا لازم ہی بچشم غور سے
آمدِ فصل خزان ہی لطف رخصت ہی نسیم

آپ پنہان ہی مگر جلوے دکھاتی ہی بہار
سُنتے ہی نامِ خزان کچھ سہم جاتی ہی بہار
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھین چُراتی ہی بہار
کب بھلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہی بہار
چلیے اب سُوے چمن سُنتے ہین جاتی ہی بہار

ہر طرف ہنگامہ ہی بقراط ثانی نے جو فوج کے یہ رنگ دیکھے گھبرا گیا فرتوت جادو بہ حواس ایک جانب بھاگتا ہی اُدھر سے رستم لڑتے ہوے آتے تھے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست پشت پر بارہ ہزار جادوگر تلوار کھینچے جاتا ہی رستم جاکر ان سب پر گرے فرتوت کو قتل کیا فوج کو بھگایا فرتوت کے مرتے ہی ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر آکے سر پر بقراط ثانی کے لہرایا چند ساحر اُس ابر سے باہر آئے آواز دی کہ یا خداوند چلیے ساکنان طلسم آپ کے مشتاق ہین اور آپ کو یاد کر رہے ہین صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ بقراط تخت پر کھڑا ہوا ساحرون کو ترغیب جنگ دے رہا ہی نعرہ کرکے جا پڑے ملازمان بقراط روکنے لگے ایک طرف سے شاہزادۂ نورالدہر آئے ایک طرف سے نعرۂ رستم ہوا بادشاہ جمجاہ جو آکر گرے اب تو کل سرداران نامی و پہلوانان گرامی شریک جنگ ہوے وہ سُنہری تیلی جسنے بقراط ثانی کو جگایا تھا وہ چُپکی کھڑی ہی نعرے کی جو سردارون کے آواز آئی لاشے ساحرون کے گرنے لگے بقراط ثانی گھبرا گیا وہ سُنہری تیلی پشت پر کھڑی ہی پلٹ کر بقراط ثانی نے طرف تیلی کے دیکھا کہا کہ اے رازدار اب تیری کیا صلاح ہی تیلی نے کہا کہ یا خداوند اب چلیے سب اہل طلسم نے قدرت کو بلایا ہی اور پیغام دیا ہی کہ اگر قدرت یہان تشریف لادین تو ہم لوگ اقرار کرتے ہین کہ جان و مال سے برائے خدمتگزاری حاضر ہون یہ مقام طلسم خیال سکندری ہی جو کوئی یہان آئیگا گرفتار ہوگا اور یہ جو سانحہ گذرا قدرت نے رنج اُٹھایا یہ سرحد طلسم تھی وہ ساحر جو ابر سے نکلے تھے اُنھون نے بھی یہی تاکید کی کہ اب قدرت کا ٹھہرنا مناسب نہین ہی

ایسا نہ ہو کہ قدرت کسی بلا مین پھنس جائین دیکھتے ہین آپ کہ کل سردار اڑتے ہوے
چلے آتے ہین بقراط ثانی نے طرف ابر کے اشارہ کیا ابر پھر پھٹا چار ساحر پیدا ہوے
اُن چارون نے تخت کو کاندھا دیا پتلی نے سر پر بقراط ثانی کے سایہ کیا تخت
اُڑتا ہوا چلا اور سب تو ٹھہر گئے مگر نور الدہر گھوڑا بڑھائے ہوے چلے جادوگرنیان
بھی ساتھ ہین ہماے مرصع پوش نے عرض کی کہ حضور کس واسطے ساتھ جاتے ہین
جو حکم ہو ہم بجالائین مقام اُسکے ٹھہرنے کا دیکھ آئین نور الدہر یہ سُن کر ٹھہر گئے ایک
صحرا مین فروکش ہوے بقراط ثانی جاکر طلسم مین داخل ہوا جس وقت داخل ہونے لگا
ہماے مرصع پوش آسمان پر پہونچی ایک نخل پر عقاب بن کے جیٹھی دیکھا کہ ایک قلعہ
سر بہ فلک کشیدہ ہی اور ایک طاؤس زرین بال برج قلعہ پر بیٹھا ہوا آواز ہیہات
وافسوس دے رہا ہی اور خندق مین آگ جوش مار رہی ہو شعلے بھڑک کر آسمان پر
پہونچتے ہین ہرچند کہ آگ ایک ہی جانب روشن ہی مگر شعلہ ہاے آتش چہار طرف
سے قلعے کو گھیرے ہوے ہین پتلی نے قلعے کے سامنے آکر آواز دی کہ اے طاؤس طلسمی
خداوند بقراط ثانی تشریف لائے ہین ادب کا مقام ہی یہ صدائین موقوف کرو
طاؤس نے زبان روکی شعلہ ہاے آتش مین کمی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے پھاٹک
کھلا لاکھ جادوگر بجر نگ بجرنگ کرتے ہوے قلعے سے نکلے ایک تخت کو کئی ہزار
جادوگر کاندھے پر اُٹھائے ہوے نمایان ہوے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند
تشریف لائیے ہم سب آپ کے مشتاق ہین اہل طلسم نے آپ کو بُلایا ہی بقراط ثانی
اُچک کر اُس تخت پر آیا کئی ہزار جوانون نے تخت اُٹھالیا آگ مین بھی دروازہ پیدا ہوا
جو کئی سو ساحر بھاگ کر آئے تھے وہ بھی بقراط کے ساتھ داخل قلعہ ہوے ہماے مرصع پوش
عقاب بنی بیٹھی ہی جب بقراط داخل قلعہ ہوچکا پھر دروازہ بند ہوا شعلون نے قلعے کو
گھیر لیا ہماے مرصع پوش نے قصد کیا کہ چلون طاؤس نے مثل انسان کے آواز دی
کہ اے ہماے مرصع پوش تو کیون خداوند کی دشمن ہوئی اب جاکر اُن سب کو خبر کر کہ یہ
آگ جسم انسان کی مشتاق ہو کہ جسم مسلمان کو جلائے ہماے مرصع پوش یہ آواز سُن کے

اُڑکر آسمان پر آئی دیکھا کہ قلعے مین ہلڑ ہو رہا ہی ہر گھر سے یہی آواز آتی ہی کہ قدرت
تشریف لائے ہین اب مسلمان بھی آوین گے اسی خندق مین جلین گے بڑی بڑی سرشیان
کرچکے اب جو یہان آوین گے تو بخوبی سزا پاوین گے ہر گلی کوچے مین ہزارون جادو
اور غیر جادوگر خوشیان کرتے ہوے چلے آتے ہین ہمارے مرصع پوش یہ معاملہ دیکھکر
لرزان و ترسان ہلٹی یہان شاہزادہ نورالدہر صحرا مین فرد کش ہین شعلہ جو لہ
کہ رہی ہی کہ آج بقراط ثانی جان بچاکر نکل گیا اب اُسکا ملنا دشوار ہی کہ صاحبقران
وغیرہ بھی آکر پہونچے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے صاحبقران
و نگل آصفی پر بیٹھے رستم دست چپ پر ایک جانب ایرج نوجوان ایک جانب دست
راست پر نورالدہر آکر بیٹھے سب سردارون کا دورہ بندھا ہی خواجہ عمرو بھی
حاضر ہین جادوگرنیان جو جملہ سردارون کے ساتھ ہین وہ خواجہ پر طعنین کر رہی ہین
کہ حقیقت مین آپ نے بہت بڑی عیاری کی مگر آپ نے بقراط ثانی کو کیون چھوڑ دیا
خواجہ عمرو کہتے ہین کہ کیا مین جانتا تھا کہ آج یہ بھاگ کر طلسم مین چلا جائیگا [illegible]
کہ ہمارے مرصع پوش آکر پہونچی سلام کیا کرسی پر آکر ہا بیٹھی صاحبقران نے
پوچھا کہ کیون ہمارے مرصع پوش کہان تھین مجھے خیال تھا کہ تمکو کوئی ساحر گرفتار
کرکے لے گیا اگر گرفتار کرکے جاتا تو باعث خرابی ہوتا شکر ہی کہ تم ساتھ خیریت کے
آئین ہمارے مرصع پوش نے عرض کی کہ اے شہریار حقیقت مین بقراط ثانی ایسے
مقام پر گیا کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہین ہو سکتا ایک قلعہ ہی فولادی بنا ہوا [illegible]
برج اُسمین ہین ہر برج عجائب و غرائب سے معمور ہی بڑے بڑے اژدہے [illegible]
قلعہ پر بیٹھے ہین بقراط ثانی کو آکر لاکھون جادوگر استقبال کرکے لے گئے [illegible]
خوشیان کر رہے ہین کہ اب سب مسلمان آوین گے اسی آگ مین جلین گے یہ آگ [illegible]
جسم مسلمانان ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیون بھئی نورالدہر سُنتے ہو میرا تو [illegible]
کہ مین غرد یہ باختر پر جاؤن وہان لقا بے خوف و خطر بیٹھا ہوگا بھگیلے سنجان
باختر کے جمع ہو گئے ہونگے دیکھیے کب تک جو نورالدہر نے عرض کی کہ بہت بہتر ہی

کہ حضور مقابلۂ لقا مین چلین یہ غلام آپ کا سر بقراط لے کر آ دیگا اگر آگ مین جل کے مرنا مقرر ہی تو جو مرضی پروردگار کی مین تعاقب بقراط نہ چھوڑ دونگا صاحبقران نے خواجہ عمرو کو حکم دیا کہ پروردگار نے یہ فتح دکھائی اسکا جشن ہو جلسہ آراستہ کرو خواجہ عمرو نے روشنی کو حکم دیا تمام لشکر مین خواجہ عمرو نے روشنی کرائی دربار مین سب سردار آکر بیٹھے جب جلسہ جم چکا تو صاحبقران نے خواجہ عمرو سے اشارہ کیا خواجہ عمرو بیچ دربار مین آکر بیٹھے چنگ مرصعی نکالا فرمایا کہ آج قرضہ ادا ہو جائیگا جب سب متوجہ ہوے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تجھ تیرہ دل کی پہونچے جو آہ آسمان پر
سیارے ہون تمام سیاہ آسمان پر

دیکھا ہی ہمنے خوب نشیب و فراز دہر
آنسو زمین پر ہین تو آہ آسمان پر

خالی نہین ہی جلوۂ جانان سے میری جا
وہ گل زمین پر ہی تو ماہ آسمان پر

رکھتے مین کس ادا سے زمین پر قدم حسین
حالت فرشتون کی ہی تباہ آسمان پر

میری زمین شعر کا دیکھے جو مرتبہ
تحقیر سے کرے وہ نگاہ آسمان پر

دیکھین جو تجھسے آکے مقابل زمین پر ہو
ہی آفتاب صاحب جاہ آسمان پر

ایسا اُچھالتا ہی مجھے اضطراب دل
ہوتا ہون گہ زمین پہ گاہ آسمان پر

رفتار یار دیکھ کے ایسا ہوا ہی گم
ملتی نہین ہی ماہ کو راہ آسمان پر

بے شبہہ نسر طائر اُسی دم شکار ہو
پھینکے اگر وہ تیر نگاہ آسمان پر

ناسخ بھلا دیا ہو وطن کو جو اسقدر
شاید مسیح کو ہی رفاہ آسمان پر

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کے وقت صاحبقران عالی وقار نے دیکھا کہ نورالدہر مسلح ہو کر آئے عرض کی کہ غلام رخصت ہوتا ہی فکر بقراط ثانی واجب و لازم ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند دل نہین مانتا کہ تم اکیلے جاؤ رستم پیلتن فوراً دنگل سے اُٹھے فرمایا کہ مین اپنے فرزند کے ساتھ جاؤنگا قاسم نے کہا کہ بھلا یہ کب ہو سکتا ہی کہ قبلہ و کعبہ جائین اور مین نہ جاؤن مین نے نورالدہر کو پرورش کیا ہی مین ضرور جاؤنگا بدیع الزمان آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھے ہین

صاحبقران نے فرمایا کہ ای نور نظر تم کیون خاموش ہو عرض کی کہ مین تو حضور کے ساتھ ہون اگر حضور بدولت بیہ بآختر پر چلین گے تو مین بھی ساتھ چلونگا صاحبقران نے فرمایا کہ میرے کلیجے کے ٹکڑے جاتے ہین مین کیونکر نہ جاؤن سب سردار آمادہ ہو کر کھڑے ہوگئے کہا کہ ای شہریار کب ممکن ہی کہ اس وقت نورالدہر کو تنہا چھوڑین صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند آج تامل کرو کل انشاءاللہ سارا لشکر کوچ کریگا نورالدہر یہ سُن کر بیٹھ گئے کل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ کل سارے لشکر کا کوچ ہوگا اب کوچ کرنا لشکر ظفر اثر کا تحریر کرون گا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان لشکر کشی صاحبقران زمان بر سر طلسم خیال سکندری و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا-

ساقی نامۂ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہباے جم
قسم تجکو مینوش کے ہوش کی
اب آئی ہی کس رنگ پر داستان
ہین بقراط کی فکر مین دمبدم
ہر اک سمت نامے روانہ ہوے
کہ حاضر ہین ہمراہ والا جناب
ہر اک کو یہی فکر در پیش ہی
خبر ہو کہ ساحر بھی جمکر لڑے
کرین گے مسلمان جنگ گریز
دیا ساتھ اسلام کا بے خطر
لکھون داستانِ مرصع رقم
تجھے اپنے جاہ و حشم کی قسم
پلا جام صہباے لطف و کرم
کہ تیار ہین جنگ پر پہلوان
گیا اب طلسمات مین بے ہنر
کہ دل تیر غم کے نشانہ ہوے
لڑائی کے سامان بہم ہو گئے
کہ ناحق کا یارو دبیش ہی
نہ بھاگے اگر فوج صاحبقران
دکھائین ہم اُن سبکو رنگ گریز
اُنھین ہم گرفتار کرائین گے
کہ مشتاق ہین ناظرین دمبدم
قسم تجکو میناے سر جوش کی
کہ آمادۂ جنگ ہین آج ہم
امیر جہانگیر والا حشم
کہ ہین جمع ساحر بعبد کروفر
لکھا سب نے بقراط کو یہ جواب
کہ آپس مین سب ہم قسم ہو گئے
حوالی مین وہ لوگ سرسبز تھے
تبنگ آئین بہر سے پہلوان
جنھون نے خداوند کو چھوڑ کر
جدائی کی آخر سزا پائین گے
چہرہ کشایان مرحلہ جات

طلسمات حیرت خیز و رہروان منازل پرہول و عبرت خیز اس داستان شوکت بیان کو یون

تحریر فرماتے ہین شعر مرصع نگار جواہر رقم + چنین می نگارد بہ طرز حشم + تحریر کر چکا ہون
کہ جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی ہمراہ شاہزادۂ نورالدہر آمادۂ لشکر کشی ہین
مگر سب کے آگے نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و شان سوار ہوے ملکہ
شعلۂ جوالہ کہ رازدار طلسم ہے ہمراہ رکاب سعادت انتساب کہتی ہے کہ اے شہریار
جو خبر ہمارے مرصع پوش نے دی امورات سابق سے سراسر خلاف ہے کنیز کو نہین
معلوم کہ یہ قلعۂ طلسمی کب بنکر تیار ہوا اگر کنیز اسکی فکر کرے گی معلوم ہوتا ہے نمود بے بود
طلسمی دکھائی ہے کہ طلسم کشا کو خوف پیدا ہو آپ کے اقبال سے ایک سحر مین آگ
بجھادونگی شاہزادۂ نورالدہر نے کہا کہ پہلے چل کر علامت دیکھو مین عبادت مین
دریافت کرون کہ بزرگان دین کیا حکم دیتے ہین اُسکے بعد دریافت کیا جاویگا کہ
یہ قلعہ کیسا ہے ہمارے مرصع پوش نے عرض کی کہ لاکھون ساحرون نے آکے
بقراط ثانی کو گھیر لیا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ساحر اُسکو بہ اعزاز و اکرام
ایک قصر یاقوت نگار مین لے گئے بقراط ثانی بڑے آرام سے ہے جیسا شکست خوردہ
یہانسے گیا تھا ویسا ہی وہان جاکر آرام پایا شاہزادۂ نورالدہر برابر روادار ہی
کرتے ہوے جاتے ہین شب کو منزل پر اُترتے ہین صبح کو روانہ ہوتے ہین لیکن
ایرج نوجوان بھی برابر چلے آتے ہین قصد ہے کہ جہان نورالدہر جائین وہان
مین بھی جاؤن شاپور شیر دل نے عرض کی کہ اے شہریار اُنکے نام طلسم کشائی
ہے اگر آپ ایسا قصد کرینگے تو گرفتار ہو جائینگے لوح محفوظ اُنکے پاس موجود ہے مقام
افسوس یہ ہے کہ تحفہ جات بھی آپ کو ممکن نہ ہوے ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ
اے شاپور ہمارا تحفہ سپر و شمشیر ہے جب تلوار کھینچی جملہ بھوت و پلید نہیب شمشیر
سے بھاگتے ہین بہ عنایت پروردگار تیغۂ دودمۂ سکندری پر قبضہ ہے جب کھینچا تو کوئی سامنے
نہین ٹھہر سکتا جہان نورالدہر جائین گے وہان مین بھی ضرور جاؤنگا شاپور شیر دل
عرض کرتا ہے کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے قدرشناس وہ طلسم کشا ہین ہر
مقام پر جاسکتے ہین لوح محفوظ اُنکے پاس ہے اُس پر سحر تاثیر نہین کرتا کہ ایک صحرا مین آگ

لشکر اُترا سب سردار آکر دہین فروکش ہوے پہر رات گئے لشکر مین ہنگامہ ہوا نورالدہر گھبرا کر اُٹھے شبرنگ سے کہا کہ دریافت تو کرد کہ کیون اہل لشکر بیقرار ہو رہے ہین بڑہ کر شبرنگ نے دیکھا کہ چند شیران صحرائی جنگل سے آئے ہین اور بڑے زور وشور اور ہیبت سے اہل لشکر کو پامال کر رہے ہین اہل لشکر فریاد و الغیاث کر رہے ہین بعض جری و بہادر تلوار کھینچ کر شیرون پر جا پڑے جب ہاتھ تلوار کا مارا شیر نے سر آگے کر دیا تلوار اُچٹ گئی شیر نے پکڑ کر چیر پھاڑ ڈالا کئی ہزار آدمی مارے جا چکے ہین شبرنگ نے آکر نورالدہر کو خبر دی نورالدہر تیغ خارہ شگاف سلیمانی کھینچ کر نکلے جس مقام پر شیر آرہے تھے سر راہ جاکر ٹھہرے جو شیر صحرا سے نکلے تھے وہ پلٹ گئے جو آپڑے تھے وہ لڑ رہے ہین نورالدہر اُنپر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اُدہر لشکر رستم مین تلاطم تھا رستم بھی اُنپر تلوار کھینچ کر جا پڑے جس شیر پر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لشکر صاحبقران مین بھی یہی ہنگامہ تھا صاحبقران زمان نے نعل کر اسم اعظم پڑھا شیر سب غائب ہوے نورالدہر جو سامنے صاحبقران عالی وقار کے آئے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند کوئی ساحر اس صحرا مین آیا ہو یہ اُسی کا شعبدہ ہی خواجہ عمرو کو بُلا کر حکم دو کہ جاکے تلاش کرین ورنہ جب ہم بارگاہ مین جا دین گے یہی شیر پھر آدین گے مین نے جب آکر اسم اعظم پڑھا تو سب غائب ہو گئے اس سے ثابت ہوا کہ سحر ہی کہ سامنے سے خواجہ عمرو آئے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمنے یہ معرکہ دیکھا خواجہ عمرو نے عرض کی کہ مین نے تو کچھ نہین دیکھا مین بہت قرضدار ہون قرضدارون کی فکر مین تھا چند قرض خواہ آئے تھے اُنکو سود دے کر ٹالا مین اپنی مصیبت مین ہون کسی کے معاملے کو کیا دیکھون آپ حیران و پریشان ہون ایرج نوجوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا پکڑ لیا اپنی بارگاہ مین لائے کہا کہ ای شہنشاہ ادج عیاری دس ہزار روپیہ تو موجود ہین شاپور شیر دل اُچک کر سامنے آیا کہا کہ ای آقاے نامدار انکو ایک پیسہ نہ دیجیے زنبیل مین جمع کرتے جاتے ہین کسی کے قرضدار نہین ہین غلام جانتا ہی اگر بن پڑتا ہی تو اُسکا سر لاتا ہون ایرج نے وہ توڑے اُٹھوا دیے

خواجہ نے بلبلا کر کہا کہ اے جوانا مرگ اس مہینے کا سود تو ادا ہو جاتا خدا کرے تو جا کے
گرفتار ہو شاپور نے کہا کہ آپ کی بلا سے آپ میری مدد کو نہ آئیے گا شاپور باتہنائے
عیاری سے آراستہ ہو کر طرف صحرا کے چلا صحرا مین آکر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا
دور سے دیکھا کہ بہت سے شیر پھر رہے ہین ایک طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا
کہ ایک ساحر سیہ فام و بد انجام شیر پر سوار شیرون سے پوچھ رہا ہی کہ تم سب
کیون پلٹ آئے شیر جواب دیتے ہین کہ ای شہریار سارے لشکر کو پامال کر سکتے ہین
مگر تین آدمیون کو دیکھ کر دل کانپتا ہی سوا ے بھاگنے کے کچھ بن نہین پڑتا اور ہم سب
غائب ہوتے ہین اُس شیر سوار نے کہا کہ مین سمجھا اُن تینون جوانون کے پاس کچھ
تحفہ جات ہین اُسی کا یہ باعث ہی کہ تمھارے دل کانپتے ہین اور غائب ہوتے ہو مین
اور تدبیر کرونگا اب چل کر ملکہ حسین سے صلاح کرون دیکھون وہ کیا فرماتی ہین کہ
ان تینون جوانون کے پاس کیا تحفہ جات ہین جس سے ہمارا سحر باطل ہوتا ہی وہ شیر
سمٹ کر ایک گوشۂ صحرا مین جا کر بیٹھے مگر وہ شیر سوار مع چند خادم و خدمتگار کے
شیر کو اُڑاتا ہوا جاتا ہی شاپور شیر دل کنارے کنارے چلا تھوڑی دور کے بعد
ایک باغ دکھائی دیا کہ دروازہ اُسکا کھلا ہو چند ساحر دروازے پر کھڑے ہوے تھے
اُنھون نے شیر سوار کو سلام کیا اور ہاتھ تھام کر پشت شیر سے اُتارا اور کہا کہ ای
حارث جادو خاتمہ کر آئے مسلمانون کا لشکر پراگندہ ہوا حارث جادو نے کہا
کہ میرے بھیجے ہوے شیر پلٹ آئے اب دریافت کرونگا وہ ساحر حارث کو لے کر
اندر باغ کے گئے شاپور پشت باغ پر پہونچا کمند مار کر دیوار پر آیا دیوار پر سے
دیکھا کہ آسمان پر برق چمکی حارث جادو کھڑا ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم
آئیے ہم آپ کے دل و جان سے مشتاق تھے وہ ساحرہ تخت کو اُتار کر لائی تخت اپنا
بلندی پر ٹھہرایا کہا کہ کیون ای حارث کیا ہوا حارث نے کہا کہ لشکر اسلام مین
تین جوانون پر سحر تاثیر نہین کرتا حسین نے کہا کہ اُنکے نام تو دریافت کرو کہ وہ کون لوگ
ہین ہمارے سحر کے مٹانے سے اُنکو کیا نفع حارث نے کہا کہ مین ابھی اُن تینون آدمیونکا

نام دریافت کیے دیتا ہون ایک خدمتگار سے کہا کہ دروازے پر باغ کے ایک نخل لگا ہو اُس نخل کی شاخ پر ایک طائر بیٹھا ہوگا اُس سے ہمارا سلام کہنا اور یہ پیغام ہمارا اُسکو دینا کہ حارث نے کہا ہو اُن تینون جوانون کے نام معلوم ہونا چاہیین جنپر کہ سحر تاثیر نہین کرتا وہ خدمتگار بہت خوب کہکر روانہ ہوا اور در باغ سے نکلا نزدیک درخت کے آیا دیکھا کہ ایک طائر شاخ نخل پر بیٹھا ہو پکار کر آواز دی کہ ای طیران راز دار حارث جادو دریافت فرماتے ہین کہ اُن تینون جوانون کے نام کیا ہین طائر نے پر کھولے اُڑ کر بلند ہوا شاپور شیر دل ایک پہلو سے دیکھ رہا ہو کہ طائر آکر پھر شاخ پر بیٹھا پکار کر آواز دی کہ جاکر عرض کرو کہ اُنمین ایک تو صاحبقران زمان ہین مالک اسم اعظم الٰہی دوسرے رستم پیلتن علمشاہ امیر کے صاحبزادے اُنکے پاس انگشتر سامری ہو ساری عمدگی اُسمین بھری ہو تیسرے نورالدہر بن بدیع الزمان کہ وہ طلسم کشا ہی ہین اُنکے پاس لوح محفوظ موجود ہو اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اس وجہ سے پیر پلٹ آئے اُنپر کبھی کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا وہ خدمتگار یہ سنکر پلٹ کر چلا شاپور شیر دل نے قریب آکر باتین کرتے کرتے اُسے حباب مارا حباب مار کر اُسے بیہوش کیا آپ اُسی کی شکل بنکر اندر باغ کے چلا وہ طائر زمزمہ سرائی کرتا رہ گیا شاپور اندر پہونچا باغ کو دیکھا کہ نہایت آراستہ ہو روشین درست بانہا نان چالاک وچست نہرین آب صاف وشفاف سے مملو مچھلیان مثل برق تڑپ رہی ہین جدھر سے شاپور نکلتا ہو آواز آتی ہو کہ میان جانے والے ذرا سمجھ بوجھ کے جانا شاپور شیر دل حیران حیران چارجانب دیکھتا ہو کہ یہ کون کہتا ہو کہ ہوشیار ہو کے جانا یہ سوچتا ہوا سامنے حارث کے پہونچا حارث شیر سوار نے پوچھا کہ ارے طائر نے کیا خبر دی شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران عجب معرکہ گذرا کہ مین نے جو جاکر طائر سے پوچھا اُسنے بیان کیا کہ صاحبقران زمان مالک اسم اعظم الٰہی ہین اور رستم پیلتن کے پاس انگشتر سامری ہو نورالدہر کو لوح محفوظ ملگئی ان تینون پر کبھی سحر تاثیر نہ کریگا مین طائر سے یہ سنکر آگے بڑھا گوشہ باغ مین

روشنی پائی دیکھا کہ قدرت ٹہل رہے ہین مین نے جا کر قدمون کو بوسہ دیا میرے گلے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہم تجکو کمال علم موسیقی تعلیم کرتے ہین حارث شیر سوار کے سامنے جا کر گا اُسکا دل بہلا یہ کہکر سامنے بیٹھ گیا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

مہر تابان جانتا ہی ہر بشر آئینے کو
دیکھتا ہی جب کہ تو وقت سحر آئینے کو

یون خجل کرتا ہی وہ رشک قمر آئینے کو
زشت رو جیسے ہو نادم دیکھ کر آئینے کو

عاشقون کا دھیان جو ہی جانتا ہی وہ صنم
شانہ کو تو سینہ چاک اور چشم تر آئینے کو

عکس افگن اب کبھی بھولے سے بھی ہوتا نہین
وہ صنم حیران ہوا ہی دیکھ کر آئینے کو

دلمین رکھتے ہین کدورت جو کہ ہین ظاہر مین صاف
زنگ مین آلودہ پایا بیشتر آئینے کو

پہنے رہتے ہین زرہ جوہر کی اپنے جسم مین
ہی ترے تیر نگہ سے خوف ہر آئینے کو

گر صفاے دل تجھے منظور ہی کر حبس دم
دم سے ہوتا ہی ارے غافل ضرر آئینے کو

پڑ گیا گر عکس اُسکے شعلۂ رخسار کا
جاے جوہر ہاتھ آتا ہی شرر آئینے کو

دیکھتا ہون مین فقط آئینۂ رخسار یار
ڈھونڈھتا ہی وہ صنم ماہ صفر آئینے کو

پڑ گیا ہی اُسکو اب دیدار جانان کا مزہ
خانۂ زندان نہ کیون ہو جائے گھر آئینے کو

توڑ کر زنجیر جوہر لی طلب سے راہ ہند
جبکہ تیرے حسن کی پہونچی خبر آئینے کو

چشم جوہر سے تری فرقت مین رویا اسقدر
ہو گیا اندھا نہین آتا نظر آئینے کو

ہو گیا مجکو یقین اک بال اسمین پڑ گیا
اُسنے دکھلائی جو ہی ابرو کمر آئینے کو

زار ہون ایسا کہ عکس آتا نہین اکثر نظر
دیکھتا ہون خوب ناسخ مین اگر آئینے کو

حارث نے کہا کہ اے شبدیز مبینک تجکو خداوند کمال دیگئے تو اسوقت ایسا گایا کہ دل بیقرار کر دیا یہ کہکر حسین جادو سے اشارہ کیا کہ دیکھو شبدیز کیا باتین کرتا ہی حسین جادو نے شاپور کو اپنے قریب بلایا مُنہ پر شاپور کے ہاتھ پھیر دیا ایک شعلہ چمکا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا شاپور نے چاہا کہ بھاگون زمین نے پاؤن تھام لیے حارث نے قریب آکر کہا کہ ارے تو کون ہی میرے خدمتگار شبدیز کو کیا کیا حسین جادو نے کہا کہ ارے کیون گھبراتا ہی وہ جنگل مین بیہوش پڑا ہی یہ ظالم دیرسے

فکر مین تھا خدمتگار کو بیہوش کر کے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر آیا حارث نے کہا کہ اس عیار کو خدمت مین خداوند کی روانہ کرو ہمسے اور تمسے یہی حکم ہوا تھا کہ لشکر مسلمانون کا جاکر تباہ کرو بڑے زور و شور سے لشکر لیے ہوے آتے ہین نو دس لاکھ فوج ساتھ ہو جادوگرنیان کیسی کیسی کامل و اکمل عاشق ہو کر ہمراہ ہو گئین اُنکی بھی تدبیر کرنا اب یہ عیار گرفتار ہوا ہی یقین ہی کہ اسکی تلاش مین لوگ آوینگے دو چار کو اور گرفتار کرلون تو پھر روانہ کرون قدرت کو یہ تو ثابت ہو کہ طلسم مین آنے سے یہ نفع ہوا کہ مسلمان گرفتار ہو کر آنے لگے ہم زن و شوہر کافی ہین کسی اور کو تکلیف نہ ہو ہم ہی اُنکا انتظام کرینگے شاپور دست بستہ عرض کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مجھے نوکر رکھ لیجیے مین سب کو گرفتار کرونگا حسین جادو کہتی ہی کہ او مکار کیون باتین بناتا ہی تو کبھی ہماری خیرخواہی نہ کریگا جب پہلو پادیگا قتل کر کے نکل جائیگا یہ ذکر تھا کہ باغ مین غل ہوا ایک شیر سوار آتا ہی کہتا ہی کہ نامہ خداوند کا لایا ہون حارث نے کہا کہ اُسکو بلا لو سب نے کہا وہ کسی کے روکے نہین رُکتا وہ خود آپ کے سامنے آئیگا حارث و حسین نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگر سیہ فام ایک گرز ہاتھ مین شیر کو اُڑائے ہوے آتا ہی قریب آکر شیر پر سے کودا نامہ جیب سے نکالا کہا کہ ای حارث یہ نامہ پڑھو دیکھو کہ قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہی جب شیر سوار پشت سے شیر کی کودا شیر تو جان بچا کر طرف جنگل کے بھاگا حارث نے جو نامے کو دیکھا سر نامے پر خداوند کی مُہر اور یہ عبارت پائی کہا کہ لو ملکۂ عالم قدرت تحریر فرماتے ہین کہ شاپور کو جو گرفتار کیا ہی اُسکو چھوڑ دو ورنہ باعث خرابی ہی حسین جادو نے کہا کہ نامہ کھول کر اچھی طرح پڑھو جیسے ہی حارث نے نامہ کھولا اُسمین سے دھوان نکلا دونون میان بی بی ارے کر کے گرے ساحر نے نعرہ کیا نعرۂ قران۔ سریع السیر چون بادِ بہاری • جہان سرہنگ در خنجر گزاری • بہ میدان اژدر آتش فشانم • منم مہتر قران شیر ژیانم • بعدہ مارا دونون کے سر کٹے شاپور شیر دل کود کر ایک جانب بھاگا قران ان دونون کو مار کر نکلے ایک صحرا مین آکر دیکھا کہ ہزارہا شیر

ہرے پڑے ہین شاپور جو یہان سے بھاگا سیدھا اپنے لشکر مین آیا ایرج نوجوان نے پوچھا کہ ای شاپور شیر یار و باہ شاپور نے عرض کی آپ کے اقبال سے ہمیشہ شیر ہی رہتے ہین حسین جادو و حارث شیر سوار کو مارا اب کوچ کیجیے ایرج نوجوان نے افسران فوج کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو نورالدہر نے جو سُنا فورًا حکم دیا کہ ہمارا بھی لشکر تیار ہو جب لشکر تیار ہو چکے تو کوچ کیا ساتوین دن سامنے قلعۂ طلسمی کے سب سردار آکر پہنچے نورالدہر نے قلعے کو ملاحظہ کیا سردارون سے کہا کہ دیکھا تمنے اس قلعے کو کئی سو بُرج ہین کسی بُرج مین غول کسی بُرج مین زنگیان آدم خوار تیغہ ہاے برہنہ در دست بادۂ کبر و نخوت سے مست ایک کو ایک گھور رہا ہی ایک بُرج مین نقارہ رکھا ہی ایک زنگی سیاہ رو بدخو چوب آہنی ہاتھ مین لیے کھڑا ہی ایک برج مین ایک جوان قرنا منھ سے لگائے کھڑا ہی معلوم ہوتا ہی کہ پھونکا چاہتا ہی خندق مین آگ روشن ہی شعلہ ہاے آتش سر کھینچ رہے ہین مگر قلعہ پر سناٹا ہی کسی تماشا دیکھنے والے کا نشان نہین ایرج نوجوان تیور شاہزادۂ نورالدہر کے دیکھ رہے ہین نورالدہر نے چاہا کہ گھوڑا اُٹھاؤن شبرنگ نے باگ پر ہاتھ ڈال دیا کہا کہ ای شہریار علامت تو ملاحظہ فرمائیے نورالدہر نے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ قلعے کا پھاٹک چھوکر جلد آ وہ گنہگار بڑھا قرنا نواز نے قرنا پھونکی نقارہ نواز نے نقارہ بجایا جو زنگی تلوارین لیے کھڑے تھے اُنھون نے تلوارین چمکا کر کہا کہ او اجل گرفتہ اِدھر کہان آتا ہی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ جان سے جائیگا یہان آنے سے کیا ہاتھ آئیگا مگر وہ گنہگار نہ رُکا جب نصف راہ طی کر چکا تو وہ شور و ہنگامہ موقوف ہوا پھاٹک کھلا خندق پر پل تختہ گرا دو نازنینان مہجبین جوان مگر لرزان و ترسان آئین دو کرسیان لاکر خندق پر بچھائین اور پکار کر آواز دی کہ او عاشق مزاج جلد آ ملکہ حسین نازک اندام آتی ہین تجکو شاد کرین گی وہ جوان دوڑا جا کر کرسی پر بیٹھا وہ کنیزین اندر گئین ایک روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک نازنین سمنبر عارض رشک قمر قد رشک صنوبر دو پلے ہاتھ سے سنبھالے آتی ہی یہ گنہگار صورت زیبا دیکھ کر بے اختیار اُٹھا فریاد کیا کہ ترا تنگ در کنار کشم

بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم + اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ اے عاشق صادق و اے یار موافق تیرے انتظار مین بیقرار تھی خداوند بقراط ثانی نے تیری صورت دکھائی آٹھ پہر تیری یاد مین تڑپتی تھی کیا کہون کہ کیا کیفیت تھی یہ صورت تھی نظم

بیٹھ یون ہاتھ دو مڑاتا ہون زلف یار پر
دوڑتا تھا جس طرح ثعبان موسیٰ مار پر

سست بنیادی ہی ختم اپنے مکان تار پر
منہدم ہوجاتی ندی آجانے گر دیوار پر

کٹتے ہین سب دیکھ کر ابرو کو چشم یار پر
کھینچی ہی تلوار کس بیرحم نے بیمار پر

ہی مژہ برگشتہ مائل ابروِ خمدار پر
میل اس خنجر کو جنسیت سے ہی تلوار پر

تیر مژگان بھی غضب ہی پر کیا ابرو نے قہر
کٹ گئے لاکھون جو نوبت آگئی تلوار پر

کیا پیون دورِ فلک مین ساقیا جام شراب
قطرۂ شبنم نہین ٹکتا زبانِ خار پر

دن کو زاہد جھولے ہین اپنی سیہ بختی سے رات
شمع مینا چاہیے میخانے کی دیوار پر

روے خندان زخم ہین تیرے تصور مین مجھے
سبزۂ خط کا ہی عالم مرہم زنگار پر

بے ارادہ طی ہوئی باقی ہی یان راہ عدم
طائر روح روان کو کچھ نہین درکار پر

میری گردن ضعف سے اتنی نہ جھکتی تھی کبھی
باڑھ رکھوائی ہی اُسنے آج کیا تلوار پر

ایک اشکِ گرم ناسخ گر نہ رونے مین گرے
طعنہ زن فوارہ ہو منقار موسیقار پر

یہ اشعار جو اُس نازنین نے پڑھے گنہگار کا چہرہ سُرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین اپنا ہاتھ بڑھانے لگا اُس نازنین نے کہا کہ صاحب ذرا ٹھہر جاؤ بہت نہ گھبراؤ پکار کر آواز دی کہ ارے گلابی شراب کی لاؤ ایک نازنین گلابی اور جام لیکر آئی اُس نازنین نے جام شراب سے لبریز کیا اُس گنہگار کو پلایا جام پیتے ہی وہ گنہگار آپ سے باہر ہوا کبھی دست ہوس بڑھاتا ہی کبھی چاہتا ہی کہ لپٹ جاؤن وہ نازنین کہتی ہی کہ ارے صاحب ذرا ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو میرا شوہر آتا ہو مگر گنہگار نہین مانتا دست درازی کیے جاتا ہی آخر اُس نازنین نے ایک چیخ ماری اور پکار کر آواز دی کہ صاحب مین ناچار ہون اس ظالم نے مجھپر جبر کیا اب اسکا اور کچھ ارادہ ہی نوررالدہر نے دیکھا کہ پھر پھاٹک کھلا ایک زنگی قوی تن وقوی من تیغہ کھینچے ہوے پکارتا ہوا آتا ہی کہ ارے حسین نازک اندام

کمان گئی جیسے ہی اُس نازنین نے زنگی کو دیکھا کانپنے لگی کبھی ہاتھ باندھتی ہی کبھی منت
کرتی ہی کہ صاحب مین مجبور ہون یہ مجھپر زبردستی کرتا ہو اُس زنگی نے ایک ہاتھ تلوار کا
مارا کہ اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا پس یہ گنہگار چلاکر اُٹھا کہا کہ او ظالم یہ تو نے کیا کیا
کہ اس معشوقہ کو مار ڈالا زنگی نے کہا کہ تو کون ہی لے تو بھی لے تو نے غضب کیا کہ میرے
ناموس مین رخنہ انداز ہوا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُس گنہگار کے بھی دو ٹکڑے
ہوے بالاے قلعہ قرنا نواز نے قرنا بجائی نقارہ نواز نے نقارہ بجایا زنگیون نے غل کیا
کہ ہمارے بھائی نے کیا کارنمایان کیا سامنے طلسم کشا کے اس بیجاب کو مارا جو کوئی
قلعے پر ٹھہریگا اور نگاہ ڈالیگا اُسکا یہی حال ہوگا پھر اُسی طرح پھاٹک بند ہو گیا
کرسیان اُٹھ گئین شاہزادہ نورالدہر نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ جاؤن
شبرنگ بن عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار یہ معاملات طلسم ہین طلسم کشا کے
جانے کا اور راستہ ہوگا اس طرف سے جو کوئی جائیگا اسی طرح مارا جائیگا کچھ جرأت
وشوکت کو یہان دخل نہین ہی نورالدہر گھوڑے سے اُترے جب نورالدہر گھوڑے
سے اُتر چکے تب ایرج نوجوان بھی گھوڑے سے اُترے اور شاپور شیر دل سے کہا
کہ دریافت کرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ یہ کشتی گیر زادہ چھپ کر چلا جائے مین اسکی سرکوبی
کو موجود رہون ساتھ ہی اسکے جاؤنگا شاپور نے کہا کہ مین دریافت کیے رہونگا
نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ عبادت خانہ استاد کراؤ وہان سجادہ بچھواؤ
شبرنگ نے ایک سفید خیمہ استاد کرایا شاپور نے ایرج نوجوان کو خبر دی کہ اب
نورالدہر ٹھوے گھلائین گے سامان عبادت ہو رہے ہین ایرج نوجوان نے
بھی سجادہ بچھوایا اِدھر نورالدہر عبادت کو بیٹھے اُدھر ایرج نوجوان رود رو کے
دعا کرنے لگے پہر رات رہے نورالدہر کو غنودگی آگئی دیکھا کہ ایک بزرگ بشکل
نورانی تشریف لائے ہین فرماتے ہین کہ ای فرزند بائین پر اسی قلعہ کے صحراے نارنج
ہی بہلوے صحرا مین ایک نخل کلان ہی اُسکے نیچے بیٹھ کر یہ اسم جو ہم بتاتے ہین اس کو
پڑھنا ایک طائر آسمان سے آئیگا اُسکی پشت پر سوار ہو کر جانا وہ صحراے نرگستان مین

پہونچا دیگا اور ایرج نوجوان جو بیہوش ہوے ایک تاجدار کو عالم خواب مین دیکھا
اُنھون نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تم طلسم مین نہ جا سکو گے ایرج نوجوان نے
خواب مین بھی جواب سخت دیا اور کہا کہ بہادر کہین رُکتے ہین ہم تمسے مدد نہین چاہتے
اُن تاجدار نے کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران آپ مجھپر کیون غصہ کرتے ہین مین مجبور و
ناچار ہون اس مقدمے مین بے اختیار ہون جانے نہ جانے کا آپ کو اختیار ہی وہ
تاجدار یہ کہکر غائب ہوا ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی وقت نماز تھا شاپور شیردل
آیا دیکھا کہ غصے سے ایرج کا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی جب ایرج نوجوان نے سلام پھیرا
تو شاپور نے پوچھا کہ کیون ای آقاے نامدار کیا حکم ہوا ایرج نے کہا کہ ایک تاجدار
آیا تھا مین نے اُسکو جھڑک دیا اور یہ کہا کہ مین تمھاری مدد نہین چاہتا شاپور نے
تھرا کر جواب دیا کہ ای آقاے نامدار آپ طلسم مین جانیکا قصد نہ کرین ایرج نے
کہا کہ سامنے سے ہٹ جا تجھے ہمارے مقدمے مین کیا دخل ہی جو ہمارے مزاج مین آویگا
وہ کرینگے سمجھ کے بات کا جواب دے بمقام افسوس ہی کہ کشتی گیر زادہ جائے اور
مین نہ جاؤن شاپور یہ سُنکر خاموش ہو رہا یہان شاہزادۂ نورالدہر جو اُٹھے
شبرنگ نے پوچھا کہ ای شہریار کیسے بزرگان دین نے کیا ہدایت کی نورالدہر نے
کہا کہ باہر زمین پر اس قلعے کے صحراے نارنج ہی وہان نخل نارنج بے حساب ہین اُنمین
جو نخل کلان ہی ایک اسم تعلیم فرما گئے ہین اُسکے نیچے بیٹھکر پڑھونگا ایک طائر آکر مجکو
لیجائیگا یہ ذکر تھا کہ شعلۂ جوالہ و ہماے مرصع پوش دونون شاہزادیان آئین شاہزادے
نے سب حال اُنسے بیان کیا دونون نے عرض کی کہ ای شہریار یہی راہ طلسم ہی کنیزین ساتھ
چلینگی نورالدہر بدیع الزمان اندھیرے مین تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی
لے کر اُٹھے وہ اسم تو یاد ہی صحراے نارنج مین آکر پہونچے زیر نخل کلان بیٹھکر وہ اسم
شروع کیا شعلۂ جوالہ و ہماے مرصع پوش دیکھ رہی ہین نورالدہر نے جب
اسم کو بہ تعداد معینہ تمام کیا آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک طائر قوی الجثہ اپنی منقار
کھولے ہوے صدائین مختلف دیتا ہوا زمین پر آیا نورالدہر کی طرف بہ نگاہ حسرت

دیکھ رہا ہی نور الدہر جست کرکے پشت پر سوار ہوے طائر نور الدہر کو لے کر اُڑ گیا
شعلۂ جوالہ دہماے مرصع پوش یہ بھی اُڑتی ہوئی چلین محبت مین نور الدہر کی
بیقرار مین آپس مین اشارے ہین کر بو اجلدی چلو ایسا نہ ہو کہ شاہزادے پر کوئی
اُفتاد پڑے تو بہر مشکل ہوگی مگر ایرج نوجوان نے شاپور کو بلایا کہا کہ جا کر دریافت
تو کر کہ کشتی گیر زادہ کیا کر رہا ہی شاپور گیا اور آکر خبر دی کہ حضور بائین پر قلعے کے
صحرا ے نارنج ہی اُس طرف نور الدہر گئے ہین اور یہ بھی خبر مین نے سُنی ہی کہ
ملکہ شعلۂ جوالہ دہماے مرصع پوش ساتھ گئی ہین ایرج نوجوان نے ہنس کر
کہا کہ کشتی گیر زادہ بڑا مکار ہی اسی حیلے سے فرار پر قرار کیا کیا مین اُنکا پیچھا چھوڑونگا
یہ کہکر تلوار اُٹھائی کاندھے پر تلوار رکھ کر باہر نکلے شاپور سے کہا کہ یہ کدھر کو گئے شاپور
نے عرض کی کہ صحرا ے نارنج مین گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ وہین جا کر اُنکی گردن
لونگا یہ کہہ کر تنتے ہوے صحرا مین آئے نور الدہر کو وہان نہ پایا تو بڑا ہی غصہ آیا غصے
مین کانپ رہے تھے کہ ایک طرف سے شبرنگ کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کہ کیون مہتر صاحب
آپ کے آقا کہان تشریف لے گئے ہین شبرنگ نے عرض کی کہ رات کو عبادت کی
جو حکم ہوا وہ کیا اس نخل کے نیچے آکر اسم پڑھا ایک طائر آیا اُسپر سوار ہو کے گئے
ایرج نوجوان نے ہنس کر کہا کہ خوب جان بچائی خوب پہلو ہاتھ آیا یہ کہہ کر تلوار کھینچی
جس نخل کے نیچے سُنا کہ نور الدہر نے بیٹھ کر اسم پڑھا تھا پہلے اُس نخل کو قلم کیا درخت
کاٹتے ہوے چلے جو نخل سامنے ملا اُسکو قلم کیا کئی سو نخل کاٹے ایک جو سب مین کلان تھا
اُسکی بیخ پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے جب تلوار سے نخل نہ گرا تو دوڑ کر اُس نخل سے
لپٹ گئے ہکہ مارا وہ نخل چرچرایا دوسرے زور مین نخل کو اُکھیڑ کر پھینک دیا زیر بیخ
نخل ایک غار پیدا ہوا اُس غار مین دیکھا کہ ایک شیشہ رکھا ہی اُس شیشے مین ایک
مار سیاہ مثل یاقوت احمر کے سر ڈالے بیٹھا ہی جیسے ہی ایرج نے اُس شیشے کو اُٹھایا
مار سُرخ رنگ نے آواز دی کہ اے نبیرۂ صاحبقران تمھاری ذات سے حل
مشکل ہوگی آپ کو غلام سے نفع ملیگا ایرج نوجوان اُس شیشے کو لیکر غار سے باہر آئے

پوچھا کہ ای ماریاقوت تو کون ہی تجکو کسنے اس مقام پر دفن کیا یہ کیا سانحہ گذرا اُس مار نے کہاکہ گلا شیشے کا توڑیے مین نکلون تو اپنا حال زار بیان کرون ایرج نوجوان نے گلا شیشے کا توڑا مار تڑپ کر نکلا زمین پر گرتے گرتے ایرج نے دیکھا کہ ایک جوان خوشرو بنگیا تاج شکستہ سر پر لباس معقول دربر مگر لباس بوسیدہ ہوگیا ہی وہ ہی دہ جوان پہنے ہی ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا کہاکہ ای شہریار آپ کی اقبالمندی ہی کہ جو مین آپ کے ہاتھ آیا حضور کا اسم گرامی کیا ہی ایرج نے کہاکہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران ہمچشم میرانور الدہر کسی وجہ سے طلسم مین داخل ہوا یا اور کہین بھاگ گیا میرے خوف سے یہ سب باتین ہوئین ہرچند کہ مین اُنکے ساتھ کوئی حرکت نکرتا مگر اُنکو جان کا خوف تھا اس وجہ سے سامنے سے نکل گئے آخر کہان بابیٹھہ اسی غصے مین مین نے درخت کاٹے مگر تم کون ہو اور تمکو کسنے اس شیشے مین بند کرکے اس مقام پر گاڑا اُس جوان نے کہاکہ آگاہ ہو جیے میرا نام یاقوت جنی ہی اہل فوج بھی میرے جابجا قید ہین سیر کو اس طرف آیا یکایک لشکر مین پانی ہوچکا جستجو آب مین ہر طرف دوڑا کہین پانی کا نشان نہ پایا تب اس صحرا مین آیا ایک درویش روشنضمیر کو بیٹھے ہوے دیکھا گھڑا پانی کا رکھا تھا مین نے قریب آکے سلام کیا اور کہا کہ شاہ صاحب میرا پیاس سے عجب حال ہی اگر فرمائیے تو ایک آبخورہ پانی کا پیون درویش نے غصے مین جواب دیا کہ تو نے ہماری عبادت مین فرق ڈالا مگر اب بھی چلا جا مین اُس فقیر پر غصہ کیا کہ پانی پلانے مین آپ کو یہ غمزہ ہی مین پانی پیونگا دیکھون تو کیونکر روکتے ہو مین نے جیسے ہی آبخورہ اُٹھایا اور پانی اُنڈیلا اور پیا درویش نے بیقرار ہوکے کہاکہ زبردستی اس شخص نے پانی پیا یہ مار سُرخ نہین ہوجاتا مین زمین پر گرا اور بشکل مار سُرخ ہوگیا اُس درویش نے اُٹھکر ایک شیشہ نکالا مجکو اُس شیشے مین بند کیا اور یہ بھی کہاکہ اب مدت کو چھٹی ہوگئی یہ شیشہ اسی مقام پر دفن کردیا مجکو کئی برس ہوے کہ دین و دنیا کی خبر نہین اسی شیشے مین سر ٹپکتا تھا کئی مرتبہ عالم خواب مین یہی دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین ای یاقوت جنی کیون گھبراتا ہی نبیرۂ صاحبقران تجکو رہا کرینگے

شکر خدا کرتا ہون کہ آج مین نے آپ کے دست حق پرست سے رہائی پائی مجکو علم نجوم مین
بھی دخل ہی یہان سے قریب میرا باغ ہی وہان چلکر تشریف رکھیے ایرج نوجوان نے
کہا کہ مین طلسم خیال سکندری مین جانا چاہتا ہون یاقوت جنی نے کہا کہ باغ مین
چلیے مین آپکے طالع دیکھون کہ آپ طلسم خیال سکندری مین جاکر کیا کرین گے
ایرج نوجوان نے کہا کہ مین اسکا خواہان نہین کہ کچھ مال و دولت ملے مگر جہان
میرا ہمچشم پہونچے وہان مین بھی پہونچون اور شمشیر زنی کرون اور پھر بقراط ثانی میرے
ہاتھ سے قتل ہو یاقوت جنی آتش مزاجی ایرج کی دیکھکر بہت گھبرایا بہلا کر اپنے
باغ مین لایا مقام صدر پر ایرج کو جگہ دی آپ قرعہ لے کر بیٹھا قرعہ پھینکا منسوبات
دیکھنے لگا بعد عرصۂ دراز کے سر اُٹھایا نقشہ کھینچا دست بستہ عرض کی کہ حضور آپ
طلسم خیال سکندری کے فتاح نہین ہین آپ تامل کرین اسی باغ مین رہین کوئی
صورت پیدا ہوگی ایرج نوجوان نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یاقوت جنی نے
دامن ایرج کا پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار جس طرح سے غلام عرض کرے وہ کام کیجیے
ورنہ کسی آفت مین مبتلا ہو جائیے گا پھر کیونکر نجات پائیے گا ایرج نوجوان نے کہا
کہ مین ان جھگڑون کو نہین جانتا جب تلوار کھینچی تو کوئی بھوت پلید سامنے نہین آتا ب
بھاگتے ہین یاقوت جنی نے منت کرکے ایرج کو سمجھایا اور کہا کہ ای شہریار آپ نہ
گھبرائیے مین کوئی نہ کوئی تدبیر کرونگا جو غلام کے کہنے پر حضور کاربند ہونگے تو سرفرازی
حاصل ہوگی اگر آپ جلدی کرین گے تو کسی بلا مین پھنس جاوین گے پھر سوائے طلسم کشا
کے آپکو کوئی رہا نہ کرسکیگا ایرج نے کہا کہ مین احسان اُسکا نہین چاہتا جس
مقام پر شمشیر زنی کرونگا زمین ہلا دونگا یاقوت جنی نے کہا کہ ای شہریار یہ مقدمۂ
طلسم ہی کہ ہمیشہ سے سب کچھ ہوتا ہی دو چار ملازم جو وہان حاضر تھے اُنہنے شراب
[illegible] ایرج نوجوان کی دعوت کی رات کو وسط باغ مین لا کے
[illegible] ہی گو ایرج نوجوان وہی جا ہا نہ جواب دیتے ہین یاقوت جنی
کہتا ہی کہ آپ با اطمینان ستارہ شناسی کرونگا ایسے مقام پر آپکو پہونچاؤنگا کہ جہے

آپ کا کچھ مطلب حاصل ہو آپ جلدی نہ کرین مین تدبیر کرتا ہون ایرج نوجوان کو
یاقوت جنی نے بصد شفقت و محبت باغ مین رکھا آٹھ پہر سمجھایا کرتا ہی ایرج نوجوان
ہر وقت آمادہ ہوتے ہین کہ اب مین جاؤن ایسا نہ ہو کشتی گیر زادہ کوئی کار نمایان
کرے یاقوت جنی نے کہا کہ ای شہریار یہ ایسا مقام نہین ہی کہ آپ جرأت کو
کام فرمائین اب مین باغ سے نکل کر حال دریافت کرتا ہون آپ نہ گھبرائیے گا
یاقوت جنی تو اُس طرف گیا ایرج نوجوان نے مچل کر چاہا کہ گھوڑے پر سوار ہو کے
نکل جاؤن مگر یاقوت جنی نوکرون کو سمجھا گیا ہی کہ خبردار ایرج نوجوان باغ کے باہر
نہ جانے پائین خادم قدمون سے لپٹ گئے بمنت روکا ایرج کو بارہ دری مین لیکر
آئے ایرج تو یہان باغ کی بارہ دری مین بیٹھے ہین یاقوت جنی دریافت کرنے گیا
ہی جب دریافت کرکے آئیگا تب ایرج کو ہدایت کریگا مگر نور الدہر جو طائر کی پشت
پر سوار ہو کر چلے تھے دو پہر طائر اُڑا دو پہر کے بعد مائل بہ پستی ہوا ایک صحرا مین لاکر
نور الدہر کو اُتارا نور الدہر نے صحرا بے خس و خاشاک دیکھا ایک جانب روانہ ہوے
طائر تو چلا گیا نور الدہر بڑھے ہوے جاتے تھے کہ ایک طرف سے ایک دیو کو دیکھا
کہ دار شمشاد کاندھے پر رکھے ہوے آتا ہی نور الدہر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے
دور سے جو نور الدہر کو دیکھا خوب قہقہہ مار کے ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ
یا خداوند راس الشیاطین آپ نے عجب نعمت عطا کی آج لطف زندگی ملیگا گوشت
انسان بڑے مزے کا ہوتا ہی یہ کہکر طرف نور الدہر کے متوجہ ہوا اور پکار کر
پوچھا کہ او جوان مین تیری بہتری کرتا ہون مین مُنھ پھیلا کر بیٹھون اور تو میرے
دہن مین بخوشی چلا آ مین یونہین تجکو نگل جاؤن تاکہ تجھے کچھ صدمہ نہ پہونچے نور الدہر
نے جواب دیا کہ آپ نے بڑا احسان تجویز کیا آپ بیٹھیے مین آپ کے مُنھ مین [illegible]
دیو مُنھ پھیلا کر بیٹھا نور الدہر نے سو من کا پتھر اُٹھا کر دہن دیو مین پھینکا [illegible]
دانت دیو کے ٹوٹ کر حلق مین گئے پتھر جو حلق مین اٹکا کہا کہ لقمہ آدم زاد کا بہت سخت
ہی آنکھین جو کھلین تو نور الدہر کو صحیح و سالم پایا جھلا کر اُٹھا کہا کہ او آدم زاد یہ

تو نے کیا کیا میرے دو دانت توڑے اب تجکو چبا چبا کے کھاؤنگا ہڈیان تک تیری سرمہ کرونگا یہ کہکر ایک چنگل مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا آپسمین کشتی ہونے لگی جب عکس لوح محفوظ پڑا تھر تھر کا نپا مثل قطرۂ آب گر کر زمین مین غائب ہوا نورالدہر نے لاحول پڑھی کہ یہ کون شیطان تھا کہ جو مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہوگیا حیران و پریشان ہین کہ ای نورالدہر کس طرف جاؤن اس حیرانی مین کھڑے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ السلام علیک نورالدہر نے دیکھا کہ ایک جوان ہنستا ہوا سامنے آیا قدمون کو نورالدہر کے بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ حیران کیون صحرا مین کھڑے ہین میرے ساتھ چلیے بادشاہ اقلیم کے مہمان ہوجیے یقین ہی کہ وہ خدمتگزاری بدل وجان کرے پھر جیسا مناسب ہو ویسا کیجیے گا نورالدہر اُس جوان کے ساتھ ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ ایک شہر کا معلوم ہوا دیکھا دروازہ شہر کا کھلا ہی کاہ فرش و ہیزم فروش شہر مین چلے جاتے ہین کہ اندر سے قلعے کے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک تاجدار جلیل تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر بارہ ہزار اہل فوج بادشاہ کے سر پر تاج زبرجدی لباس پُرتکلف زیب جسم کیے ہوے وزرا و امرا گرد گھیرے ہوے ہین اسی طرف وہ بادشاہ آتا ہی نورالدہر کو جو اُس تاجدار نے آتے دیکھا تخت سے کود پڑا باشتیاق آواز دی کہ ای شہریار آئیے مین تو آپ کا مدت سے مشتاق تھا تشریف لائیے زہے خوش نصیبی کہ آپ نے سرفراز کیا تخت سے کود کر نورالدہر کا ہاتھ تھام لیا اور تخت پر نورالدہر کو سوار کیا نوبت و نقارے بجاتا ہوا لے چلا جب شہر مین آیا تو زرنثار کرنا شروع کیا وہ تاجدار نورالدہر کو لیے ہوے باعزاز و اکرام تمام قلعے مین آیا بارگاہ مین نہ لایا بارہ دری مین لاکر بٹھایا ساتھ خاطرداری کے پیش آیا شب کو نورالدہر نے آرام کیا کہ کھٹکا معلوم ہوا نورالدہر نے آنکھین کھول کر دیکھا دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش دبے پاؤن آتا ہی قریب آکر خود نورالدہر کا اُٹھایا اور لے کر چلا نورالدہر نے للکارا کہ او دزد مکار کہان جاتا ہی وہ نقابدار بھاگا

نور الدہر جست کر کے قریب پہونچے نقابدار جست کر کے دوسرے کوٹھے پر پہونچا نور الدہر بھی برابر پہونچے اب کوٹھون کوٹھون نقابدار جاتا ہی چوتھے کوٹھے پر نقابدار جا کر کھڑا ہو گیا نقاب چہرے سے اُلٹی اور خود دکھا رہا ہی نور الدہر برابر پہونچے دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین معشوق طناز سرگرم خرام ناز ہی نور الدہر نے جو چہرۂ بے نظیر کو دیکھا خود ہاتھ سے لیا کہا کہ ای نازنین میرا سر کاٹ کر لے چلی تھی کہان جاتی ہی نازنین نے خود رکھدیا کہا کہ ای شہریار سامنے میرا باغ ہی وہ ہی کنیز کا مکان ہی امیدوار ہون کہ سرفراز فرمائیے مین آپ کی مدت سے مشتاق ہون اسی حیلے سے آئی کہ کسی طور سے جمال جہان آرا دیکھون شکر ہی خدا کا کہ جمال سے مشرف ہوئی اب آپ کو پتہ اپنا دے دیا نور الدہر خود دے کر چلے مگر اُس نازنین سے وعدہ کیا کہ مین آؤنگا مہ جبین پلٹ گئی نور الدہر پہر رات رہے اُٹھے سلاح جسم پر آراستہ کیے رہروی کرتے ہوے چلے در باغ پر پہونچے آواز سُنی کہ جیسے کوئی گا رہا ہی

نظم

تاثیر زلف سے ہی خطِ روے یار سبز
کرتا ہی جسم کو اثر زہر مار سبز

عاشق کے دل کے حال سے ہی کسکو اطلاع
باطن مین پُر شرر ہی بظاہر چنار سبز

اک دن ہوئی منوبر دل کو نہ تازگی
بے برگ ہو کے نخل ہوے لاکھ بار سبز

لاریب ہین یہ گلشنِ فردوس کے شجر
سید نہ کیون لباس کرین اختیار سبز

پست و بلند عالم بالا سب ایک ہی
کرتا ہی کوہ و دشت کو ابر بہار سبز

تاثیر دیکھو افعی کاکل کے زہر کی
مو بات سُرخ ہوگئے ہین لاکھ بار سبز

مینائے بادہ کو جو تصور ہی ساقیا
آنکھون کے ڈورے ہوگئے وقتِ خمار سبز

ہین گلعذار ماہِ محرم مین سبز پوش
گویا کہ پھول سُرخ ہین اور شاخسار سبز

ٹھوکر لگے جو توسنِ بادِ بہار کی
مانند برگ سنگ سے نکلین شرار سبز

عالم تمام صید ہی دامِ بہار کا
کرتا ہی چوب تیر کو خون شکار سبز

ہم خاک ہو گئے ہین خطِ سبز یار پر
مثل گیاہ سو وہ ہوا اپنا غبار سبز

مارا جنون نے مجکو شروع بہار مین	لازم ہی شامیانہ بروے مزار سبز
ناسخ کمال یار پہ جوشش بہار ہی	کیا روے سرخ پر ہی خط مشکبار سبز

نور الدہر نے جو یہ صدا سنی جھومتے ہوے در باغ پر آئے اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا کہ باغ پُر بہار طائران زمزمہ سرا چہکارے مارہے ہین باغبان قضا و قدر کو پکار رہے ہین نخل سرسبز و شاداب پھول لاجواب ہر نخل کے نیچے پھولونکا انبار ہی باغ سارا پُر بہار ہی نور الدہر تماشا دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ وہی نازنین مسند پر جلوہ فرما ہی ایک کنیز بیٹھی تانین لگا رہی ہی نور الدہر کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + اُٹھ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا نور الدہر کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی کنیزون کو اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے جام گردش مین آیا اُس نازنین نے شاہزادۂ نور الدہر سے کہا کہ اے شہریار آپ والد نامدار کے کیون مہمان ہوے ہین شاہزادۂ نور الدہر نے کہا کہ قاعدۂ طلسم سے طائر مجکو اس صحرا مین لایا اسی حیلے سے مین یہان بھی پہونچا اُس نازنین نے کہا کہ آپ ایک کام کیجیے اب جو والد سے ملاقات ہو تو فرمائیے کہ ہمکو گنبد گیتی نما کی سیر کرا دیجیے وہان جاکر آپ کو مراد حاصل ہوگی اور حال آوارگی طلسم ظاہر ہو جائیگا جو لوگ کہ طلسم مین رہتے ہین وہ سب آوینگے کوئی شخص ایسا باقی نہ رہیگا کہ گنبد گیتی نما مین نہ آوے جو لوگ کہ گنبد گیتی نما مین آوینگے اُن سب کو دیکھیے گا اُسی مین کوئی نہ کوئی بات نکل آوے گی بادشاہ سابق جو طلسم مین مدت سے قید ہی سکندر ثانی اُسکا لقب ہی اُسکی بھی قید آوے گی اُسکو آپ ملاحظہ کیجیے گا مگر وہان خاموش بیٹھے رہیے گا کسی سے کچھ کلام نہ کیجیے گا اگر آپنے وہان کچھ کلام کیا تو باعث خرابی ہی اور سکندر ثانی کی رہائی آپکے ہاتھ پر موقوف ہی اگر آپ نے بادشاہ سابق کو رہا کر لیا تو سب حالات آپ پر کھلینگے وہی پتہ لوح کا بتاوے گا مقابلۂ بقراط مین کسی کی مجال نہین کہ ٹھہر سکے مگر البتہ بادشاہ سابق

بقراط ثانی کا مقابلہ کرسکتا ہی نور الدہر اُس نازنین سے باتین کر رہے ہین اور گلچینی گلشن
جمال مین مصروف ہین قضاے کار کشیر تاجدار کہ اس مہ جبین کا باپ ہی اور اس مہ جبین کا نام
سلطان خوبان ہی محل مین پڑا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین دیکھا طلسم کشا میری بیٹی سے
ہم کلام ہین آنکھ کھلی اُٹھا اُسی حال مین باہر آیا سائیس سے کہا کہ مرکب تیار کر دو چار مصاحب
یہ خبر سُنکر دوڑے کہ بادشاہ پہر رات رہے برآمد ہوے ہین مصاحبون نے پوچھا کہ حضور
کہان تشریف لیجائینگے غصے مین جواب دیا کہ مین نے وہ خواب پریشان دیکھا ہی کہ جس سے
دل قابو مین نہین مرکب تیار ہوکر آیا چند مصاحب ساتھ ہوے راہ مین اُلٹے کہتا ہوا چلا
بانیان طلسم نے لکھی تھا کہ طلسم کشا کو اپنا مہمان کرنا مین اُس مہمانی مین یہ خرابی نہ سمجھا تھا مگر
اب جا کر دونون کو سزا دونگا مصاحب کہتے ہین کہ ای شہریار قواعد طلسم سے سب مجبور ہین جو
لکھ گئے ہین وہی ہوگا کشیر تاجدار نے جواب دیا کہ اگر یہ ذکر کتاب مین ہوتا کہ کشیر تاجدار
کی بیٹی سلطان خوبان طلسم کشا پر مائل ہوگی تو مین کبھی یہان مہمان نہ کرتا اب سیا گیا ہی ابھی
جا کے مزے دیتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ کے قریب آیا محلدار در باغ پر بیٹھی تھی بادشاہ
کو دیکھ کر گھبرائی دوڑی ہوئی سامنے نور الدہر کے آئی کہا کہ ای شہریار ہشیار ہو بیٹھیے
بادشاہ تشریف لاتے ہین کئی مصاحب بھی ساتھ ہین ملکہ تو گھبرا گئی نور الدہر نے قبضے
پر ہاتھ ڈالا کہ سامنے سے کشیر تاجدار آیا پکارتا ہوا کہ او طلسم کشا تو نسل اعلی سے ہی
یہ کیا حرکت نامعقول کی اور کسنے پتہ بتایا کہ تو یہان تک پہونچا مین ابھی تجھکو قتل کرونگا
نور الدہر نے کہا کہ ای کشیر تاجدار حال اسکا تم پر کھلے گا اب جس طرح تمھارے
مزاج مین آئے ہمسے سمجھ لو اور سواے کلام کرنے کے ہمنے ہاتھ نہین لگایا ہمارے مذہب کا
طریقہ ہی کہ بدون عقد فعل باطنی پر توجہ نہین کرتے مین خطاوار نہین ہون مگر کشیر تاجدار
ایسے غصے مین تھا کہ گھوڑے سے کود کر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بازو بچا کر کلائی
پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا فرمایا کہ ہی شرط ماردون زمین پہ کہ
استخوان چور چور ہون کشیر تاجدار نے کہا کہ الامان نور الدہر نے کہا کہ امان بشرط ایمان
کشیر تاجدار نے کہا کہ مین حلقہ اطاعت گوش جان مین ڈال چکا ہون بقراط ثانی پر

لعنت کر چکا ہون نور الدہر نے زمین پر رکھدیا کشیر تاجدار قدمون سے لپٹ گیا بیٹی کو دعائین دینے لگا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مین نے یہ شرف پایا کہ دائرۂ اسلام مین آیا ای شہریار اب آپ یہان تشریف رکھیں مین جا کر کل شہر کو مسلمان کرون نور الدہر نے رخصت کیا کشیر تاجدار خوشی خوشی باہر آیا مصاحبون نے پوچھا کہ ای شہریار کیا ہوا کشیر تاجدار نے کہا کہ مین نے طلسم کشا کی اطاعت کی لقراط ثانی پر لعنت کی دین اسلام عجب نعمت ہی یہ دولت بسبب بیٹی کے ملی ورنہ وادی ضلالت مین گرفتار رہتا تم سب مسلمان ہو اطاعت طلسم کشا مین بڑے نفع ہین تم سب کو طلسم کشا کے ساتھ چلنا ہوگا مرحلہ جات فتح ہونگے کشیر تاجدار نے تھوڑی مین آکر سب کو مسلمان کیا حکم ہوا کہ مسجدین بنائین جا بجا مسجدین بنین ذیر معدوم ہوے اس طرح کا انتظام کرکے کشیر تاجدار بیٹھا بوقت سحر ملکہ سلطان خوبان سے نور الدہر رخصت ہوے کہا کہ ای ملکہ شام کو آدینگے ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ یہ پہاڑ سا دن کیونکر کٹیگا اور مجھکو کیونکر چین آئیگا نظم

کسی صورت تو دل کو شاد کرنا	ہمین دشمن سمجھ کے یاد کرنا
دعائین دین گے چھٹ کر قیدی زلف	جہانتک ہو سکے آزاد کرنا
کبھون وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ	نہ مجھپر رحم اوجلاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن	جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اُڑا دو خاک میری ٹھوکرو سے	اگر منظور ہی برباد کرنا
ادب سیکھے نہیں ہون تو گرفتار	بتا کر قاعدے بیداد کرنا
مزا اٹھا بے بسی کا لیون مین	اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا
بہت مشکل ہے ان سنگین دلون سے	خیال خاطر ناشاد کرنا
جنازہ اُٹھ چکے میرا تو تم بھی	ادا رسم مبارکباد کرنا
نسیم خستہ دل نے جان دیدی	غضب لایا ترا بیداد کرنا

نور الدہر نے کہا کہ ای سلطان خوبان اسقدر نہ گھبراؤ جس وقت طلب کروگی مین ضرور آؤنگا اب تو صفائی ہو گئی نور الدہر باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہو کے

بارگاہ مین کشیر تاجدار کی آئے کشیر تاجدار شاہزادہ نور الدہر کو دیکھ کر تخت سے اترا کہا کہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے نور الدہر نے کہا کہ تمھارا تاج و تخت تمکو مبارک رہے دنگل زرین بچھواؤ کشیر تاجدار نے دنگل بچھوایا پایۂ چہارم تخت پر آکے نور الدہر بیٹھے اسباب عیش و نشاط مہیا تھا ساقی سیمبدن نے جام شراب کو گردش دی نازنینان مہ جبین سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

اسقدر زیر فلک ہی سرو گل اندام رقص	کر رہا ہی تولی گردون کو بے آرام رقص
لگتی ہین مینا سے گردون کو ہزارون ٹھوکرین	کرتے ہین مستی مین جب ہم رندی آشام رقص
ہو گیا پیری مین عشق اپنا جوانی سے دوچند	ہاتھ مین رعشے سے کرتا ہی جو می کا جام رقص
دور دامن ہو گیا ہی مجکو مثل آسیا	پیستا ہی دل کو تیرا ای بت خودکام رقص
جی اُٹھے مردے ہزارون سُنکے گھنگرو کی صدا	واسطے رندون کے لایا موت کا پیغام رقص
ناچنے گانے کا کیا رتبہ ہی اُسکے سامنے	ہر سخن اُسکا ہی ای ناسخ غنا ہر گام رقص

نور الدہر گرمی صحبت مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای بادشاہ عالیجاہ مفتاح زرین کمر پہلوان اس بیشے کا رہنے والا جاتا تھا راہ مین خبر پائی کہ کشیر مسلمان ہو گیا غصے سے قلعے مین گھس آیا ہی بے گناہون کو قتل کر رہا ہی دربارگاہ کے قریب آپہونچا ہی کشیر یہ سنکر خاموش ہوا مگر نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے دربارگاہ پر آکر دیکھا کہ ایک پہلوان ساٹھ ہزار جوانون سے رعایا پر گراہی بندگان خدا کو قتل کر رہا ہی نور الدہر نے للکارا کہ او جلاد صاحب بیداد ان غریبون کو کیون قتل کرتا ہی انھون نے کیا کیا ہی مفتاح نے للکارا کہ ای طلسم کشا تمھارے ہی یہان آنے سے کشیر تاجدار ایسا خود رو ہو گیا کہ خداوند بقراط ثانی کو برا کہا اسکی تمھین سزا دونگا نور الدہر نے گھوڑا اڑھایا مفتاح نے فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو مارلو ساٹھ ہزار جوان طرف نور الدہر کے چلے کشیر بیقرار ہو گیا اپنی فوج کو اشارہ کیا بارہ چودہ ہزار جوان جو موجود تھے وہ تلوارین کھینچ کر چلے نور الدہر اپنے نام کا نعرہ کرکے فوج کفار پر جا پڑے کشیر تاجدار کے بارہ ہزار جوان ساٹھ ہزار پر جا پڑے رعایا نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے ہماری مدد کی وہ بھی سب دلیر ہوے بنیے بقال دوڑے مگر

نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مفتاح زرین کمر کے پہونچے للکارا کہ او جوان ان غریبون سے تیرا کیا لیا ہی مین تیرا خطادار ہون مجھسے مقابلہ کر مفتاح نے پہلوانون کو اشارہ کیا جو پہلوان تلوار کھینچ کر قریب نورالدہر کے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوان نامی جب مارے گئے تو مفتاح نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی جا ہا کہ کمر مین ہاتھ ڈالون اہل فوج ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامۂ گیرودار بلند ہی نورالدہر نے کئی مرتبہ مفتاح کو ٹوکا مگر یہ بھگوڑا مقابلے مین نورالدہر کے نہ آیا فوج کو ہٹا کر بیرون قلعہ پہونچا چاہتا ہی کہ باغ مین ملکہ کے گھس جاؤن ملکہ نے جو سُنا کہ مفتاح زرین کمر لڑ رہا ہی بیقرار ہو کر رونے لگی زمین پر سجدہ مین جا کر پکار اُٹھی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی میرے وارث کو اس دشمن کے ہاتھ سے بچا لینا یہ کنیز تیری دل سے معتقد ہی نظم

بشرق و بغرب و جنوب و شمال	خداوند عالم تناید جمال
گہے جلوہ گر صورتِ آفتاب	گہے پرتو افگن چو بدر کمال
دجو دش مبرا ز لوث عدم	کمالش مبرا ز نقصِ زوال
خدا محرم راز ہر پیش و پس	خدا واقف حال ماضی و حال
بحکمش روان چرخ و شمس و قمر	چو پرکار گردِ جہان ماہ و سال
کسی را کند مفلس و تنگ دست	کسی را دہد مخزن ملک و مال
کسی کار فرما و فرمان روا	کسی بندہ و خادم و پائمال
کسے خرم و خوش بزم خوشی	کسے در غم و درد و رنج و ملال
کسے اہل زور و کسے ناتوان	کسے مثل رستم کسے شکل زال

ملکہ نے جو سر سجدے سے اٹھایا دیکھا کہ نورالدہر پر فوج کا بلوہ ہی بیچ مین فوج کے لڑ رہے ہین مفتاح آواز دیتا ہی کہ یارو ایک شخص کو نہین گرفتار کر سکتے بھاگے بھاگے پھرتے ہو سب فوج بلوہ کر کے آتی ہی مگر ہاتھ سے نورالدہر کے تنگ ہین بمجبوری مصروف جنگ ہین ملکہ نے جو یہ حال دیکھا بیقرار ہو گئین کوٹھے سے اُتر آئین نقاب چہرے پر

ڈالی کہا صاحبو یہ کونسی انسانیت ہی کہ اپنا معشوق باوفا یون دشمنون مین گھرا ہوا ہی مین جاکر شریک جنگ ہونگی یا اپنی جان دونگی یا اُنکو بچا کر لاؤنگی یہ کہکر با دبان پر سوار ہوئین سات سی کنیزین ہمراہ ہوئین مفتاح زرین بکر لڑ رہا ہی فوج کثیر کو پامال کر رہا ہی اور ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ باغ مین گھس جاؤن کہ اندر سے باغ کے ملکہ نقابدار بادلہ پوش بنکر نکلین سات سی کنیزون بھی نقابین چہرون پر ڈالے پشت بہ پشت باہر آکر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری سات سی کنیزون نے بھی کمانین کھینچین سات سی عقاب تیر پر کھول کر چلے سات سو جوان مفتاح کے گرے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اتنی مہلت پائی ہوش و حواس درست ہوے کہ اتنے عرصے مین نقابدار بازو تیرون کی مار کر تلوار کھینچ کر آ گرا تیغ زنی کرنے لگا سات سی تلوارین ایک مرتبہ چلین سات سی جوان گھوڑون سے گرے سات سو مرکب کوتل ہو کر بھاگے فوج مین تہلکہ پڑ گیا مفتاح طرف نقابدار کے چلا نقابدار کے مرکب نے جو طرارہ بھرا گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹا معلوم ہوا کہ آفتاب طالع ہوا اور نورالدہر نے بھی دور سے دیکھا پہچان گئے کہا کہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ باغ سے نکل آئین اس دیو کے ہاتھ سے کیونکر بچین گی گھوڑے پر کوڑا مارا مفتاح چاہتا تھا کہ قریب نقابدار کے پہونچون کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی نورالدہر نے بیچ مین گھوڑا ڈال دیا اور للکار کر کہا کہ او نامرد مجھسے آنکھ چار کر نقابدار پر کہان جاتا ہی مفتاح نے جو نورالدہر کو قریب پایا دو دستی تیغہ بزور مارا نورالدہر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا دونون ہاتھ مفتاح کے اُڑ گئے چاہا سامنے سے بھاگون نورالدہر نے مہلت نہ دی بڑھ کر ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف کا مارا تیغہ جو تڑپ کر گرا خرمن حیات مفتاح کو جلا دیا مفتاح کے برابر سے دو ٹکڑے ہوے فوج والے فریاد کرتے ہوے بھاگے نورالدہر لڑائی کو فتح کر کے قریب ملکہ کے آئے اور فرمایا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی یہ تمنے کیا حرکت کی کیون باہر نکل آئین ملکہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار بام قصر سے یہ سب معرکے مین دیکھ رہی تھی بیتاب ہو کر باہر نکل آئی مگر ماشاء اللہ وہ جو ادعا ان طلسم کشا کے سُنے تھے وہ سب آپ مین پائے

یہ بڑا مغرور تھا سال میں دو چار مرتبہ آکر والد پر دباؤ ڈالتا تھا دو چار لاکھ روپیہ لیجایا
کرتا تھا زبردستی کرکے میرے ساتھ نسبت کی میں رضامند نہ تھی میں تو تصویر آپ کی دیکھ
چکی تھی آٹھ پہر اُسی تصویر کو دیکھا کرتی تھی شکر ہی کہ پروردگار نے مراد میری پوری کی
نورالدہر ساتھ ملکہ کے باغ میں آئے ملکہ نے نورالدہر کو لاکر بارہ دری میں بٹھایا
دورۂ جام چلنے لگا ایک گائن سامنے آکر بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

رکھتے ہین گل عشق رخ شوق قد جانانہ شمع — گل ہوئی ہی شکل بلبل صورت پروانہ شمع
کیونکر اُسکے آنسوونکا تار ٹوٹے ایکدم — کہتی ہی میری زبانِ حال سے افسانہ شمع
دیکھتے ہین قامتِ جانان کو حیران ہین تمام — فاختہ شمشاد و بلبل شاخ و گل پروانہ شمع
اُسکے نور رُخ کے آگے بوستانِ بزم سے — دور ہوتی ہی برنگِ سبزۂ بیگانہ شمع
شرم سے اُڑ جائے شعلہ کیون نہ جگنو کی طرح — دیکھے محفل میں جو نور فندق جانانہ شمع
عرس ہی شاید شہید چشم مست ناز کا — ساغرِ مے ہین چراغ اور شیشۂ میخانہ شمع
بزم عشرت ہی بیابان چاندنی ہی جاے فرش — جانتا ہون غول کی آنکھون کو میں دیوانہ شمع
کیون نہ میں تشبیہ دون زلفونکو دود شمع سے — شمع کا شعلہ ہی چہرہ قامت جانانہ شمع
کیا موثر ہی مرے سوز دروں کا ماجرا — ہو زبان افسانہ گو کی کہتی ہی افسانہ شمع
پنجۂ نازک جو ہین مہندی سے شعلے شمع کے — صاف آتے ہین نظر ساعد جانانہ شمع
جرم اظہار محبت پر نہ کیون سر ہو قلم — سامنے جانان کے کیا روتی ہی گستاخانہ شمع
اک طرف ہی اشک افشان اک طرف ہی خندہ زن — رکھتی ہی اوقات تیرے عشق میں مستانہ شمع
اور لکھنی ہی جنون انگیز اب مجکو غزل — داغ سودا کی ہی روشن دل دیوانہ شمع

عین گرمی صحبت میں نورالدہر طرف کشیر تاجدار کے متوجہ ہوے فرمایا کہ ای کشیر تاجدار
ہمکو بزرگان دین کی ہدایت ہوئی تھی کہ پشت طائر پر سوار ہو کر جاؤ یہان آئے خدا نے
اپنا فضل شریک کیا کہ تم مسلمان ہوے یہ جلسہ ممکن ہوا اب ہمارے واسطے جو مناسب جانو
وہ کرو ہمارا بیٹھنا اچھا نہیں کشیر نے عرض کی کہ ای شہریار میرے قبضے میں کوئی تحفہ نہیں ہی
اگر رہبری کرونگا آپ کو گنبد گیتی نما میں پہونچا دونگا مگر وہ مقام مسکن ساحران زبردست ہی

اگر انکو یہ ثابت ہو جائے کہ طلسم کشا کو لیکر کشیر تاجدار آیا ہی تو میرے درپے جان ہون اُن کی دشمنی سے بچنا دشوار ہی مگر مین جان و مال سے حاضر ہون حضور کے ساتھ چلونگا یقین تو ہی کہ بادشاہ طلسم یعنی خداوند بقراط ثانی بھی تشریف لائین کل حضور طلبین روز جشن داخلہ ہوگا قید سکندر ثانی کی بھی آئیگی آپ کے بھائی صاحب بھی اس سرحد مین آئے ہین وہ بھی ضرور آوینگے ممکن نہین کہ جو سرحد طلسم مین ہو اور وہ گنبد گیتی نما مین نہ آئے نورالدہر نے کہا کہ اگر تمام عالم آئے تو کچھ خوف نہین پروردگار حافظ و نگہبان ہی اگر بقراط ثانی مجھسے کچھ کلام کریگا تو سوال کا جواب پائیگا کشیر تاجدار نے عرض کی یقین تو یہ ہی کہ کاہن طلسم جو ہی وہ آپ کو آکر پہچانے اور اہل طلسم کو آگاہ کرے کہ طلسم کشا آ گئے اور کشیر تاجدار کے اگر مین مہان ہین سب میرے دشمن ہونگے مگر مجھے کچھ خوف نہین مین آپکے ساتھ ہون جو گذریگی وہ جھیلونگا جان پر کھیلونگا آئندہ جو کچھ ہو تھر محفل کشیر سے یہ صلاح ہوئی کشیر نے عرض کی کہ اب غلام رخصت ہوتا ہی خدا نے بڑا افضل کیا کہ یہ پہلوان مارا گیا ورنہ یہ روز ایک نہ ایک فتور برپا کرتا آپ کو بڑی مشکل ہوتی یہ کہکر کشیر رخصت ہوا قلعے مین آکر حکم دیا کہ کل سب فوج تیار رہے وزرا و امرا سویرے سے حاضر ہون کل کوچ ہی طرف گنبد گیتی نما کے مگر طلسم کشا کے ساتھ چلنا ہوگا سب نے عرض کی کہ غلام تیار ہین مگر یہ ہی طلسم کشا مین ساز و سامان کی ضرورت ہی کشیر تاجدار نے جواب دیا کہ اسکی کیا فکر ہی اُنکے لیے کل سامان ممکن ہو جائینگے کشیر یہ کہکر اُٹھ گیا رات بھر تیاری مین مصروف رہا ایک تخت کوتل لیکر صبح کو لازم حاضر ہوے وزرا و امرا بائیس ہزار فوج کو لیکر افسران فوج مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوے کشیر تاجدار نے ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر شہریار سے خبر کر کہ اب فقط حضور کے آنے کی دیر ہی جلد تشریف لائیے ورنہ منزل کھوٹی ہوتی ہی مین شبانہ روز رہروی کرنا پڑیگی سوار نے جاکر نورالدہر سے یہ خبر عرض کی نورالدہر شب بھر صحبت سلطان خوبان مین رہے ہین یہ خبر سنکر مسلح و مکمل ہوے ارادہ باہر چلنے کا کیا کہ سلطان خوبان رونے لگین کہا کہ ای شہریار ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی صدمہ پہونچے کنیز کدھر کی ہوگی میری تو عجب کیفیت ہی اصل [illegible]

وصل مین تھی رونق محفل تو آئے چنگ وشمع
آہ و افغان داغ سوزان اب ہی یان آہنگ وشمع

شعلۂ عارض دو زلفین قد ہین سانچے مین ڈھلے
کیا تفاوت ہی میان دلبران سنگ وشمع

روشن اُسکے سینۂ پُر نور سے ہوتی ہی بزم
نور مین یکسان ہی وہ آئینۂ بیرنگ وشمع

داغ سوزان اُسپہ آفت شعلہ ہی اُسپر وبال
شعلہ رو یکسان ہی تیرا عاشق بے ننگ وشمع

گوری گوری اُنگلیون پر فندقون کا رنگ ہی
قدرتِ حق سے ہی یا توام گُل اور نگ وشمع

یار میرا سنگ دل ہی اور مین ہون موم دل
دیکھ لے جسنے کہ دیکھا ہو نہ ربط سنگ وشمع

عاشق اُسپر دل سے ہین دیتے ہین جی اُسپر پتنگ
ہی برابر شان مین وہ روے آتش رنگ وشمع

تھا بقا اک رات ای ناسخ بس محمل روان
گوش وچشم اپنے لگائے بر صداے زنگ وشمع

نور الدہر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دامن کھینچ کر ایک مقام پر ہمارا بیٹھنا مناسب نہین ہمنے طلسم کشائی پر قدم مارا ہی خدا تا بہ منزل مقصود پہونچائے روے شاہد مراد نظر آئے لوح طلسمی ملنے پر ہزار دن سختیان ہین انھین سلسلون سے لوح ملیگی اب تم پروردگار سے دعا کرنا کہ ہماری تمھاری پھر ملاقات ہو ایسا نہ ہو کہ اس فراق کا انجام بد ہو ملکہ نے ناچار ہو کے جدائی قبول کی نور الدہر مسلح ہو کر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہو کر چلے کشیر تاجدار تخت پر سوار ہوا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے جیسے ہی قلعے سے باہر نکلے صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے آکر پہونچا نور الدہر کو چار طرف سے گھیر لیا کہا کہ ای کشیر تاجدار یہ فخر تمھارے واسطے زیبا نہین ہم اہتمام کو کیا کم ہین نور الدہر کو اپنے بیچ مین لیا نقابدار آگے بڑھا ہوا چوبدار آواز ین دیتے ہوے کہ یارو ہوشیار رہو سواری طلسم کشا کی آتی ہی کشیر تاجدار ہر چند منع بھی کرتا ہی نقابدار جواب دیتا ہی کہ ای کشیر تاجدار انکا پردہ نہین رہ سکتا ہی کل طلسم مین ہنگامہ ہی کہ طلسم کشا آگئے کس کس سے چھپاؤ گے انکا چھپنا ممکن نہین اور کیون چھپائین یہ جری و بہادر ہین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین گنبد گیتی نما مین جانا انکا واجب و لازم ہی اور وہان جا کر سب حال کھُلے گا ای کشیر تاجدار تم ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو یہ کہتا ہوا وہ نقابدار نور الدہر تاجدار کو لیے ہوے منزلین طی کرتا ہوا تیسرے دن ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ

صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی کو سون تک سبزہ ہی معلوم ہوتا ہی بعض مقام پر کوڑیالا
کھلا ہی یہ ثابت ہوتا ہی کہ فرش زمردین پر جال موتیون کا پڑا ہی نور الدہر تماشاے صنعت
باغبان قضا و قدر دیکھ کر نہایت محظوظ ہوے گھوڑے سے اُترے نقابدار نے قریب
آکر کہا کہ حقیقت مین آپ طلسم کشا ہین سامنے اس صحرا کے ایک بارہ دری ہی اُس مین
پردہ پڑا ہی اسی پردے مین خداوند ہین اپنے کو ظاہر کرین گے نور الدہر کھڑے ہوے
تماشا دیکھ رہے ہین کہ صحراے گرد اُڑی تاجداران جلیل و ساحران بے عدیل مرکب ہاے
بادرفتار پر سوار فوجین ساتھ علمون کے پھریرے کھلے ہوے نمایان ہوے آکر اُسی صحرا مین
اُترنے لگے نور الدہر نے پوچھا کہ ای نقابدار یہ لوگ کون ہین نقابدار نے کہا کہ یہ
سب مرادمند ہین گنبد گیتی نمائی سیر کو آئے ہین تھوڑے عرصے مین تمام صحرا لوگون سے
معمور ہوا وسط صحرا مین جو گنبد بنا ہی دروازے پر اُسکے آکر ساحر ٹھہرے ایک چوبدار
نے آواز دی کہ ہان مرادمندو آؤ وقت جلوس آگیا سب تاجدار فرداً فرداً دروازے
پر گنبد کے پہنچے نور الدہر نقابدار کے ساتھ چلے مگر ایرج نوجوان کہ بلغ مین یاقوت
کے ہین یاقوت جنی نے ایک دن آکے عرض کی کہ ای شہریار گنبد گیتی نما مین چلیے
وہان چل کر آپکا مدعا حاصل ہوگا یاقوت جنی نے بارہ ہزار جنات ساتھ لیے ایرج
کو گھوڑے پر سوار کیا نوبت و نقارے بجاتا ہوا چلا منزلون کو طی کرکے اس صحرا مین
پہونچا گرزان و ترسان مع ایرج نوجوان کے آکر در گنبد پر ٹھہرا کہ چوبدارون نے
آواز لگائی یارو ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا آپہونچا نور الدہر در گنبد پر پہونچے ساحرون
نے انکو راستہ دیا نور الدہر بسم اللہ کرکے داخل گنبد ہوے ایرج نوجوان نے جو دیکھا
کہ نور الدہر اندر چلے تیغ تولتے ہوے بڑھے ساحرون نے ایرج کو روکا کہا آپ
ٹھہر جائیے پہلے سب کے طلسم کشا اندر جائیگا یاقوت جنی نے اشارہ کیا کہ آپ ٹھہر جائیے
ان لوگون سے تکرار نہ کیجیے نور الدہر اندر داخل ہوے دیکھا کہ گنبد نہایت باصفا بنا ہی
بیچ مین ایک تخت جواہر نگار گرد اُسکے میز دنگل کرسیان مگر پہلوے تخت مین ایک کرسی جواہر نگار
بچھی ہی ایک دنگل یاقوت نگار پایۂ تخت چہارم پر بچھا ہی کشیر تاجدار نے اشارہ کیا پایۂ چہار

تخت پر جاکر نور الدہر بیٹھے اور تاجدار بھی آکر جابجا بیٹھنے لگے مگر سب نور الدہر کو بغور
دیکھ رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ کیا جمال باکمال ہی تمام گنبد روشن ہو رہا ہی یکایک
ہلڑ ہوا کُل تاجدار اُٹھکر دوڑے نور الدہر نے دیکھا کہ بقراط ثانی تاج زبرجدی سر پہ
رکھے ہوے قباے مرصع نگار پہنے ہوے بہ تجمل تمام تاجدارون کے بیچ مین آکر تخت پر بیٹھا
ایک جانب گوشے مین ممبر رکھا ہی زینون پر اُسکے ٹوکریان شیرینی کی رکھی ہین ایرج
بھی سب کو ہٹاکر اندر پہونچے ایک کرسی چوبی بچھی تھی یاقوت جنی نے اشارہ کیا ایرج
ناچار ہوکر اُسپر بیٹھے مگر یاقوت پر بڑا غصہ ہی کہ اسنے مجکو روک کر شرمندہ کرایا نور الدہر
پایۂ چہارم تخت پر دنگل یاقوت نگار بچھائے بیٹھے ہین ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہین جاکر نور الدہر
کو اُٹھا دون مگر یاقوت جنی روک رہا ہی کہ ایسا ارادہ نہ کیجیے ورنہ باعث ہتک ہی
مگر ایرج نوجوان بہت بیقرار ہین کبھی چاہتے ہین کہ اقراط پر جا پڑون مگر یاقوت ہر مرتبہ
روکتا ہی کہ چوبدار نے پکارکر آواز دی ہان یاردہو ہوشیار ہوجاؤ بادشاہ سابق کی قید آتی
ہی دیکھا سب نے کہ آگے آگے کئی سو جوان بدصورت تلوارین کھینچے ہوے ایک جوان
سانولی رنگت کا ایک تاج ٹوٹا سا سر پہ ہتکڑیان بیڑیان پہنے ہوے آتا ہی ہر ایک کا یہی قول
ہی کہ اسکو قید ہوے مدت گذری دیکھیے اس شاہ کی کب رہائی ہو یہ ذکر تھا کہ اُس تاجدار
کو سب نے لاکر سامنے بقراط ثانی کے ٹھہرایا بقراط ثانی نے دیکھکر آواز دی کہ اے
سکندر ثانی یہ تصور نہ کرنا کہ تم اب رہائی پاؤگے بس اب تمھاری رہائی قید حیات پر
موقوف ہی ایسے مقام پر مین نے تمھین قید کیا ہی کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہین انسان کی تو
کیا مجال ہی کہ وہانتک پہونچے سکندر ثانی نے جواب دیا کہ او بیحیا کیون غرور کرتا ہی بعنایت
پروردگار میری رہائی ہوگی اور اب وقت رہائی بہت قریب آیا ہی تو اپنی جان کی خیر
منا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ دین اسلام پر قایم ہون اعتقادات خلاف کو چھوڑا
ہرچند کہ زمانہ قید کو بہت گذرا لیکن مین ہمارے آگئے تیری سرکوبی کرین گے ہمارا تو
پختہ اعتقاد یہی ہی کہ نظم

یک است آن خداوند کون و مکان		یک است آن شہنشاہ دور زمان

زہر نام نامش عیان میشود	زہر یک نشان است ظاہر نشان
بہر خانہ او خانہ داری کند	بہر یک مکان ست اہل مکان
گہے بے حجاب و گہے پردہ دار	عیان باشد و گاہ باشد نہان
گہے گل بود گاہ بلبل شود	گہے خار باشد گہے بوستان
گہے رگ گہے پے بود گاہ پوست	گہے مغز باشد گہے استخوان
گہے وحش و طیر و گہے آدمی	گہے جسم خاکی گہے نور جان
گہے با نوا و گہے بے نوا	گہے ناتوان گاہ اہل توان
گہے مرد محتاج دریوزہ گر	گہے شاہ اقلیم دور زمان

اور بقراط میرا اعتقاد تجھپر ظاہر ہوا بقراط ثانی بولا کہ اس قیدی کو میرے سامنے سے لیجاؤ وہ لوگ سکندر ثانی کو سامنے سے لے گئے نور الدہر نے چاہا کہ قیدی کو نہ جانے دون مگر کنیز تاجدار مانع ہوا بقراط ثانی نے کہا کہ ای کنیز تاجدار یہ کون صاحب ہین کنیز نے کہا کہ یا خداوند یہ میرے مہمان ہین مشتاق تھے کہ گنبد گیتی نما کی سیر کرین مین انکو اپنے ساتھ لایا بقراط خاموش ہو رہا کہ یکایک نقارے پر چوب پڑی چوبدار نے بڑھکر آواز دی کہ ہان صاحبو ہوشیار ہو جاؤ نجم اختر شناس آتا ہی جو کچھ حال ہوگا وہ مفصل بیان کر دیگا کتب ہای پارینہ کا حافظ ہی اُسپر سب راز ظاہر ہین کل اہل طلسم اُسکی بزرگی سے ماہر ہین نور الدہر نے دیکھا کہ پھاٹک بالکل کھلا آگے سب کے ایک جوان خوشرو کلاہ زرین سر پر پہنے ہوے قبای قلمکار زیب جسم ایک کتاب بغل مین دبائے ہوے نمایان ہوا آکر بقراط کو سلام کیا بقراط ثانی نے برہم ہو کر کہا کہ کیون ای کاہن طلسم آج کیا باعث ہی کہ تو نے سجدہ نہ کیا اُسنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند مقام ادب ہی طلسم کشا بجرأت و شجاعت یکتا نبیرۂ صاحبقران صاحب شوکت و شان سر کوب حضور غرور و تکبر سے دو رو سامنے تشریف رکھتا ہین کیونکر سجدہ کرتا مجکو سب طرح کا خیال ہی ایسا نہ ہو کہ انکی نظر سے گر جاؤن جو کچھ سامری و جمشید لکھ گئے ہین اس گنبد کی بزرگی مین وہ سب بیان کرتا ہون بقراط ثانی نے کہا مین تیرے بیان کا بہت مشتاق ہون کاہن نے عرض کی

اُسنے مین مترجم زبان سامری ہون جو اس کتاب صدق انتساب مین لکھا ہی لفظاً لفظاً پڑھونگا
بلکہ اُسکے معنی بیان کردونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہی یہ کہکے نجم اختر شناس منبر پر گیا
اور کتاب کو کھولا پکارکر آواز دی ایہا الحاضرین مقام افسوس ہی کہ بادشاہ سابق کی قید
گئی لیکن اُسکی رہائی کا وقت قریب ہی سامری جمشید تحریر فرماتے ہین کہ آج کی تاریخ
طلسم کشا داخل گنبد گیتی نما ہوگا کثیر تاجدار کے ہمراہ اور دو سر پر وتا صاحبقران کا
شاہزادۂ ایرج نوجوان نبیرۂ رستم ملقب جری دبہادر وصف شکن وہ بھی تشریف
رکھتے ہین ہمراہ یاقوت حبشی آئے ہین ای بقراط ثانی تیرے غرور نے اس طلسم کو مٹایا یہ
روز سیاہ دکھایا کہ طلسم کشا گنبد گیتی نما مین تشریف لائے اور بہی حکما قصر سکندری مین
حاکم رہے مگر کسی نے دعوی خدائی نہین کیا آپکو یہ نخوت ہوئی کہ دعوی یکتائی کر دیا اسکا انجام
اچھا نہین جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا عزت وآبرو پائیگا ورنہ ذلیل ہوکر مارا جائیگا مین بخوبی
ظاہر کرتا ہون کہ اب بھی خیر ہی جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ طلسم کشا کا ساتھ دے ورنہ اختیار
ہی اور جو نہ ساتھ دیگا اُسکے واسطے خرابی ہی عمر طلسم ختم ہو چکی جو جو کاہن یہ دیدے بیان کرتا ہی
بقراط ثانی کا رنگ رو متغیر ہوتا جاتا ہی کہتا ہی کہ ای کاہن کہان تک زبان درازی کریگا
کاہن جواب دیتا ہی کہ یا خداوند آپ کے خداوندون کا لکھا ہوا مضمون ہی اُسکا ترجمہ
بیان کرتا ہون بلکہ جو کچھ لکھا ہی اُسکو کم کرکے بیان کر رہا ہون قبول کرنے نہ کرنے والون کو
اختیار ہی جسکی چاہین اطاعت کرین جسکے چاہین ساتھ رہین مین نے جو حق تھا وہ ادا کیا مگر
بقراط کے خیال مین ہی کہ بعد جانے طلسم کشا کے کاہن کو گرفتار کرکے قتل کرونگا اس
بدزبانی کی سزا دونگا مگر کاہن جو منبر سے اُترا قریب نور الدہر آکر بیٹھا مگر حیران ہی تیور
بقراط ثانی کے دیکھ رہا ہی بقراط کہتا ہی کہ میان کاہن صاحب آج تو تمنے خوب زہر
اُگلا کاہن نے جواب دیا کہ یا خداوند آپ نہ گھبرائیے مین آپ کی بہتری کرونگا بقراط
نے کہا کہ ای نجم اختر شناس حقیقت مین تجکو کچھ ہمارا پاس نہ آیا جو چاہا وہ کہدیا اہل
دربار یہ ہم ہوے ہر ایک کے مزاج مین یہی ہی کہ اپنی جان بچائین یا طلسم کشا کا ساتھ دین
دیکھو تو نامہ دولت کیسی تقدیر کرتے ہین کہ نام مسلمان باقی نہ رہے ایسی باتین آپسین

دیر تک ہوا لیکن بقراط ثانی کا ارادہ ہے کہ دربار برخاست کرون کہ صحرا سے گرد اُڑتی
دیکھا سب نے کہ مادیان معقول پر ایک نقابدار مرصع پوش تیغہ کاندھے پر رکھے ہوئے
اسی طرف آتا ہے قریب دربارگاہ آکر گھوڑے سے کودا اور اندرون گنبد گیتی نما داخل ہوا
پیل کرتا ہوا سامنے بقراط ثانی کے آیا سلام کیا سر سجدے کو جھکاتا تھا کہ بقراط ثانی نے
منع کیا کہا کہ ای نقابدار بہادر وقت بیہودہ گذر گیا اب مناسب یہ ہے کہ اپنے مقام
پر ہوشیار رہو نقابدار اُس کرسی جواہر نگار پر بیٹھا طرف نورالدہر کے دیکھ رہا ہے آخر
کاہن سے پوچھا کہ آپ کے کچھ اوصاف بیان کرو یہ سُنکر نورالدہر نے کہا کہ ای نقابدار
نام میرا ظہیر الشمس ہے مجکو منظور ہوا کہ گنبد گیتی نما کی سیر کیجیے ہمراہ کنیز تاجدار آیا شکر
ہے کہ گنبد گیتی نما کی زیارت سے مشرف ہوا آپ سب صاحبون سے ملاقات ہوئی آپ
اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے نقابدار نے سر جھکا لیا اور کہا کہ میرا نام
آپ پر ظاہر ہو جائیگا اس وقت نہین بتا سکتا مگر امیدوار ہون کہ جب امورات ضروری
سے مہلت ہو تو میرے غریب خانے کو روشن و منور فرمائیے گا نورالدہر نے فرمایا کہ
دولت خانہ آپ کا کیونکر معلوم ہو نقابدار نے کہا کہ کنیز تاجدار آپ کو ظاہر کردیگا
کسی حیلے سے تشریف لائیے یہ کہکے نقابدار اُٹھا بیرون گنبد گیا مادیان پر سوار ہو کر
روانہ ہوا جب تک نقابدار سامنے رہا نورالدہر بہ نگاہ غور دیکھا کیے پھر کاہن سے
اشارے سے پوچھا کہ یہ نقابدار بہادر کون صاحب تھے انکا نام ظاہر کرو کاہن نے
اشارے سے کہا کہ یہ موقع ایسا نہین ہے کہ پکار کر آپ کو نام بتاؤن آپ پر خود ظاہر
ہو جائیگا آپ طلسم کشا ہین آپ پر کوئی پردہ نہ رہیگا مگر وقت پر موقوف ہے آپ کا مرتبہ
قدرت نے ایسا بڑھایا کہ کوئی پردہ آپ پر نہ رہا جب نقابدار جا چکا تو بقراط ثانی
تخت سے اُٹھا باہر آیا تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوا مگر بقراط ثانی کو بڑا قلق ہے کہ آج
کاہن نے مجکو سر جلسہ ذلیل کیا مصاحبون نے کہا کہ اگر آپ بُلا کر کاہن سے شکایت کیجیے گا
بقراط ثانی نے کہا کہ اُسکو ایسی گستاخی مناسب نہ تھی گر ایرج نوجوان نے جب دیکھا
کہ گنبد مین سناٹا ہوا لوگ اُٹھ اُٹھکر جانے لگے تو یہ بھی اُٹھے مگر بڑا غم ہے کہ ای ایرج

افسوس ہی کہ گشتی گیر زادہ تو آبرو بیانے اور ہم یون کمی پر بیجا ہین مگر ای ایرج یہ حرکتین
یاقوت جبنی کی ہین اگر یاقوت ہمکو بیشتر لاتا تو اندر آکر اسی دنگل پر بیٹھتے مقام نشست
خلاف قرار پایا مگر اب مین باہر نکل کر طلسم کشا صاحب کو ٹوکونگا نہ جانے دونگا ایرج
تو اس سوچ مین ہین جب دیکھا کہ اب حضرت نور الدہر ہین کچھ کاہن سے آپس مین اشارے
ہو رہے ہین ایرج نوجوان غصے مین بیرون گنبد آئے تو یاقوت جبنی نے کہا کہ جھٹ پٹ
سوار ہو کر نکل چلیے آپ کا یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایرج نے کہا کہ ای یاقوت جبنی
اصل تو یہ ہی کہ تمنے دیر کر کے یہ رنگ دکھایا ایک ساحر نے قریب آکر کہا ای ایرج کیون
ہوس کرتے ہو فتاحی طلسم بنام نور الدہر بن بدیع الزمان ہی تم رشک کرتے ہو رشک
سے کچھ نہ ہو گا اس بے لطفی سے اُس ساحر نے کہا کہ ایرج کو غیظ آگیا برابر تو وہ ساحر
کھڑا ہی تھا اُسکو ایک طمانچہ مار دیا کہ سر اُسکا چنبر گردن سے اڑ گیا کل ساحرون نے
ایرج پر بلوہ کیا ایرج نے تلوار کھینچی ساحرون پر کب تاثیر کرتی ہی آخر اُن جادوگرون
نے بلوہ کر کے ایرج نوجوان کو گرفتار کر لیا کشان کشان لے چلے کاہن نے نور الدہر
سے عرض کی کہ غضب ہوا ایرج نوجوان گرفتار ہو گئے نور الدہر یہ سُنکر بیقرار ہوے
تیغہ لغارہ شگاف سلیمانی سنبھال کر اُٹھے کہا کہ ای کشیر تاجدار اگر ایرج نوجوان
گرفتار ہوے تو میرے واسطے باعث بدنامی ہی اپنے مقام پر کہنے والے کہین گے کہ
نور الدہر نے ایرج کو گرفتار کرا دیا مین کب خواہان ہوا تھا کیون یہان تشریف لائے
لیکن اب براے رہائی ایرج نوجوان جاؤنگا یہ کہکر باہر نکل کر دیکھا کہ ساحر ایرج
کو لیجا چکے تھے نور الدہر نے جب دیکھا کہ ایرج نوجوان کا نشان نہین اور لوگ ذکر
کر رہے ہین کہ ایرج نے بڑی جرأت کی اس طور سے لڑے مگر سحر سے گرفتار ہو گئے اگر
خواجہ عمرو یہ خبر سُنین گے تو اُنکو بھی یہی خیال ہو گا کہ نور الدہر نے براہ رشک اس
بہادر کو گرفتار کرا دیا نور الدہر نے کہا کہ مین اسی فکر مین ہون کہ جس طرح بنے رہا کرون
کشیر تاجدار سے کہا کہ ای کشیر تاجدار دریافت تو کرو کہ ایرج کو گرفتار کر کے کہان لیگئے
کیونکر پتہ ملے کشیر نے عرض کی کہ ای شہریار مجکو نہین معلوم کہ کہان لے گئے اب حضور

یہاں سے غریب خانے پر چلیں انشاء اللہ حال کھل جائیگا مگر جب نور الدہر اُٹھ کے باہر آئے ساتھ کشیر تاجدار کے جانے کا ارادہ کیا دیکھا کہ وہ جو نقابدار آیا تھا مادیان کو اُڑاتا ہوا آتا ہی جب قریب نورالدہر کے پہونچا تو گھوڑی بدلگامی کرنے لگی ہر چند نقابدار نے روکا مگر نہ رکی آخر بپری جھلکے ایک کوڑا مارا کہ گھوڑی نے طرارہ بھرا اب جو گھوڑی اُتری زمین پر آئی اس طرح بدلگامی کی کہ گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹ گیا نورالدہر کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نازنین خورشید جمال عارض ماہ آسمان کمال آنکھیں رشک دیدۂ غزال ابرو خنجر آبدار نکیلے مژہ مانند تیر کے دل کے پار ہوئے مُسکرا کر طرف نورالدہر کے دیکھا ایک برق گری کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا نورالدہر نے چاہا کہ نقابدار کے پیچھے جاؤں کشیر تاجدار نے لگام پر ہاتھ رکھ دیا اور منع کیا کہ ای شہریار آپ اُس طرف نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ کوئی خرابی در پیش ہو صرف آپ کو گنبد گیتی نما کی سیر کا حکم تھا اور کہین تشریف نہ لے جائیے کل اہل طلسم آپ کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہین اور سب نے پہچان بھی لیا ہی کہ یہی طلسم کشا ہین لہذا آپ کا کہین جانا مناسب نہین سرطان جادو کہ نگہبان سکندر ثانی تھا آپ کو بہ نگاہ غور دیکھتا تھا کیا عجب ہی کہ وہ فکر کرے اتنا بڑا جادوگر ہی کہ تمام طلسم مین اُسکا کوئی ثانی نہ تھا اس وجہ سے بقراط ثانی نے اُسے نگہبان بادشاہ سابق کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے اُسکی رہائی کی تدبیر کرین گے کشیر تاجدار نے اس طرح باتون مین اُلجھایا کہ وہ نقابدار نقاب کو درست کرکے چلا گیا جب وہ جا چکا تو نورالدہر گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگے فرمایا کہ ای کشیر تاجدار تمنے اس وقت ایسا باتون مین اُلجھایا کہ وہ نقابدار نکل گیا اب مین کیا تدبیر کرون دل کا عجب حال ہی کہ ضبط کرنا محال ہی **نظم**

ہی دل سوزان مین ہو اُسکی تجلی گاہ کا	روے آتش ناک ہر شعلہ ہی میری آہ کا
وصل کیا ہم نا سزا دنکو ہو اُس دلخواہ کا	خاک مین آلودہ ہونا کب ہی حکمن ماہ کا
نور افشان جب سے ہی دل مین خیال اُس ماہ کا	نور کا شعلہ دھوان ہی میری شمع آہ کا
قامت موزون نظر آیا مجھے جاے الف	تھا شروع عاشقی ان میری بسم اللہ کا

مجھے میکش دیکھ کر ابرو ترے بالائے چشم
میکدے سے مرتبہ اعلیٰ ہے بیت الصمد کا

آمد خط میں تو ہونے دے نگاہوں کا گذر
دیکھ لے بچنے نہیں پاتا ہے سبزہ راہ کا

جا برابر ہے دل مادر میں ہر فرزند کی
رتبہ زیر خاک یکسان ہے گدا و شاہ کا

تلو نے قرآن دیکھا جب ہوا ماہِ رجب
ہمنے دیکھا مصحفِ رخسار اپنے ماہ کا

سفلہ ہوتا ہے بوقت امتحان بے آبرو
ہے دلیل اس اڈعا پر ٹوٹ جانا چاہ کا

دیکھ کر تجکو نہ کیونکر نعرہ زن ہوں سب رقیب
بیشتر کتون کو بھونکا تا ہے جادہ ماہ کا

یار کا ناسخ پھٹا ہے پیرہن تو عیب کیا
ہے کتان کو چاک کرنا کام نور ماہ کا

کشیر تاجدار نے عرض کی کہ حضور ضبط کریں میں اس نقابدار کا حال نہیں عرض کر سکتا یہ کتاب میں ضرور لکھا ہے کہ گنبد گیتی نما میں طلسم کشا کسی پر مائل ہونگے مگر کچھ انجام اسکا نہ لکھا دیکھیے تقدیر کیا دکھائے کشیر تاجدار با عقلمندی نورالدہر کو سمجھاتا ہوا قلعہ میں لایا مگر نورالدہر پریشان ہو رہے ہیں شب کو آرام جو کیا تڑپتے تڑپتے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوئے کہ دیکھا سامنے سے وہ ہی معشوقۂ دلفریب خرامان خرامان ہنستی ہوئی آتی ہے نورالدہر نے دونوں ہاتھ پھیلائے اُس نازنین نے سینے کو الگ کھینچا کہا کہ اے شہریار یہ مقام ایسی باتوں کا نہیں ہے باغ ہمیشہ بہار میں آئیے وہاں بہ اطمینان ملاقات ہوگی جس وقت سے گنبد گیتی نما سے پلٹ کے آئی ہوں آب و دانہ ترک ہے لیکن مقام شکر ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئی ہر چند کہ میں گلچینی گلشن جاں کی کر چکی لیکن یہ ہوس باقی ہے کہ تنہائی کا مقام ہو اور آپ سے باتیں راز و نیاز کی ہوں دیکھیں یہ تقدیر میں ہماری ہے یا کہ نہیں اس طرح کے کلام حسرت آمیز جو اُس نازنین نے کیے نورالدہر نے چاہا کہ ہاتھ گلے میں ڈال دوں وہ نازنین پیچھے ہٹی نورالدہر آگے بڑھے سر فرش کی ٹھوکر لگی گرتے ہی آنکھ کھل گئی

نظم

آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا
ہوگئے حیران ہر طرف دیکھا

رو کے کہتا تھا کیا ہوا یہ خدا
ہائے کیا ظلم یہ فلک نے کیا

اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
ستیاناس ہوئے آنکھوں کا

کو رہو جاتین یہ تو صبر آتا — پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا
ہائے کیون سوگیا تھا مین اسدم — خواب غفلت نے یہ کیا ہی ستم
نہ کہین کا رکھا فلک نے آہ — کردیا مجکو بیٹھے بیٹھے تباہ
آفت تازہ سر پہ آن پڑی — کس بلا مین ہماری جان پڑی
دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہی — کون کچھ منہ سے کچھ نکلتا ہی
ای صبا کہکے حال یہ سارا — اس غزل کو ہماری پڑھ دینا

غزل

کیا لکھون حال چاک داماں کا — تار باقی نہیں گریبان کا
بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل — دو گھڑا تھا یہ ابر مژگان کا
نہ تڑپیو ذرا دل مضطر — زخم اُٹھا لیجو تیر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونوں جلنے لگین — حال لکھون جو آہ سوزان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر — ہی عصا ابتو دست دربان کا
دیکھ پائے جو دست رنگین کو — زرد ہو رنگ شاخ مرجان کا
نار پستان کی کیا لکھون تعریف — یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا
ای قمر نقد جان عوض مین دون — پاؤن چھلا جو دست جانان کا

اس طرح بلک کر جو نورالدہر روئے ملکہ سلطان خوبان نے خبر پائی کہ شاہزادہ رو رہا ہی بیقرار ہوکر دوڑی ہوئی آئین کشبر تاجدار بھی پہونچا ہر ایک پوچھتا ہی کہ ای شہریار باعث بیقراری کا کیا ہی نورالدہر کسی کو جواب نہین دیتے صبح ہوگئی بیقراری نورالدہر بڑھتی جاتی ہی دمبدم ولولۂ جنون زیادہ ہی سب سردار حیران و پریشان ہو رہے ہین بارگاہ مین نورالدہر سرنگون بیٹھے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ شعلۂ جوالہ دہماے مرصع پوش آکر پہونچین حال شاہزادے کا دیکھکر حیران ہوئین کشبر تاجدار نے سب حال گنبد گیتی نما کا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ ایرج نوجوان قید ہوگئے شعلۂ جوالہ نے ہاتھ زانو پر رکھکر کہا کہ ای شہریار آپ اپنے کو پریشان نہ کرین مین آپ کو لیکر

نشان پروت کے چلونگی آپ کو ابھی معرکۂ عظیم باقی ہین نور الدہر نے ان دونون سے بھی حال اپنے عشق کا نہ بیان کیا خاموش ہو رہے شعلۂ جوالہ نے تخلیے مین آکر عرض کی کہ لونڈی سے کچھ حال نہ چھپائیے کنیز کو سب حال کی خبر ہی آپ ملکہ نازک اندام غنچہ دہن پر عاشق ہین وہ دختر بلند اختر سکندر ثانی بادشاہ سابق ہی اور منظور نظر بقراط ثانی بھی ہی نام نازک اندام غنچہ دہن کا سنکر نور الدہر مثل گل کے شگفتہ ہوگئے فرمایا کہ ای شعلۂ جوالہ مین اسکی محبت مین بیقرار ہون باغ ہمیشہ بہار کہان ہی شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ آپ باغ ہمیشہ بہار مین جاکر کیا کیجیے گا وہان اس سے ملاقات نہ ہوگی نور الدہر نے کہا کہ باغ تو دیکھ لینگے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای شہریار ربط و ضبط کو کام فرمائیے نور الدہر نے کہا کہ مین تو خود چاہتا ہون ضبط کرون مگر میری تو یہ کیفیت ہی نظم

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی
صبح تک شام سے یا ہو کے سوا بات نہ تھی

التجا تجھسے کب ای قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی

اب ملاقات ہوئی ہی تو ملاقات رہے
نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی

غنچۂ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت پر
چھوٹے سے منھ کے سزاوار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی

ای نسیم سحری پھر اسیران قفس
تحفۂ نکہت گل سے کوئی سوغات نہ تھی

جن دنون عشق رلاتا تھا مین صورت ابر
کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نہ تھی

خاک مین مل گئے ای شاہسوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا توسن کی ترے لات نہ تھی

لب کے بوسے کا ہی انکار تعجب ای یار
پھیرے سائل سے جو منھ کو وہ تری ذات نہ تھی

کمر یار تھی از بسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی

جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
روز روشن سے کم ای مہر لقا رات نہ تھی

بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجون کے لطیفے تھے تری بات نہ تھی

شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ اگر حضور کا قصد ہو تو باغ ہمیشہ بہار مین جائیے مگر معشوق سے تو ملاقات غیر ممکن ہی اور کنیز تو یہ چاہتی ہی کہ ایسے موقع پر پہنچون کہ بوجہ احسن ملاقات ہو

پہر جا گہڑی ایک مقام پر بیٹہی پہر کہنا خیال مین رہے مگر بعد وضیعہ کو ضرور کام فرمائیے
زیادہ بیقراری بہتر نہین اور یہ بھی عرض کرتی ہون کہ کنیز کو بڑی مشقت پڑیگی تلاش لوح مین
ہر مقام پر یہ کنیز تمہارے کام آئیگی غرضکہ شعلہ جوالہ تخلیے مین رہی اور خوب خوب سمجھایا
نورالدہر نے قبول کیا آخر شعلہ جوالہ رخصت ہوئی نورالدہر جو بارگاہ مین آکر بیٹہے
شب کے خواب کا تصور بندھا دل سے کہتے ہین کہ ای نورالدہر مقام افسوس ہی کہ
اچھی طرح … بات بھی نہ کرنے پائے دن بہر اسی تردد مین کاٹا خاصہ بھی نہ نوش کیا
شام کو سرداران نے جمع ہو کر شاہزادے کو بہ مشکل کہانا کہلایا پہر کہٹ پر واسطے
آرام کرنے کے آئے شعلہ جوالہ پہر حاضر ہوئی نورالدہر نے کہا کہ اب تم جاکر آرام کرو
… شعلہ جوالہ اٹھ گئی نورالدہر کو تڑپتے تڑپتے جب دو پہر رات گذری
تو غنودگی آگئی آنکہ بند ہوتے ہی در اشتیاق کہلا عالم خواب مین دیکھا کہ وہی باغ بہشت
آئین ہے طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین بہ آب و تاب جاری ہین قفس ہای مرصع نگار
جابجا لٹکے ہوے ہین اسمین طرح طرح کے جانور بند ہین ایک طرف سے دیکھا کہ وہی
معشوقہ پریچہرہ سبز پوشاک مین بہشت پر عمدے ہاتہون مین لیے ہوے آتی ہی نورالدہر کہڑے ہوگئے
کہڑے ہوے دیکھا اسنے کہا کہ کیون صاحب ہماری ملاقات کو نہین آتے تمکو بالکل خیال
نہین ہم تو عورت پردہ نشین ہین کیونکر تلاش کرین اگر تمہین ہماری ملاقات منظور ہی تو قصر سے
نکل کر بائین ہاتہ پر صحرای سبزہ زار ہی اسکا راستہ لو کیا عجب ہی کہ باغ ہمیشہ بہار تک
پہونچ جاؤ نورالدہر نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین اٹہتے ہی طرف باغ ہمیشہ بہار کے چلنے کا
… چاہتے تہے کہ کچھ اور کلام کرین آنکہ کہل گئی آنکہ کہلتے ہی ہر طرف دیکھا
وہی مکان خالی پایا دل مین کہتے ہین کہ ای نورالدہر اسکی محبت تو ظاہر ہی کہ خواب مین
راستہ بتایا لہذا اسکی تلاش مین چلنا چاہیے بیقرار ہوکر اپنے مقام سے اٹہے کہتے ہوے کہ ای
جستجوے یار پہر اہی کر ناتا بہ در محبوب پہونچانا جمال جہان آرا دکہانا

نظم

ساق بانان دیکھ کر جلتی ہی خود پروانہ شمع　　　شعر مین اسکو نہ باندھیگا بجز دیوانہ شمع
کیون نہین ہوتا تجھے غم عاشقِ جانباز کا　　　دیکھ روتی ہی بروے لاشہ پروانہ شمع

ایسی تاریکی ہے گم ہوئی ہے نور آفتاب
شاہ عادل کی عدالت سے ہین دنیا مین جو ہو
اسلیے اے شمع رو فانوس مین رکھتے ہین بند
ہون وہ پروانہ کہ دیتک ماہ جو د عذر لنگ
لالہ و گل کو گلستان مین بنادے گر چراغ
تیری پابوسی کی حسرت مین جلیگی عمر بھر
جلتے ہین معشوق جاتے ہین جو عاشق اور پاس
اور لکھتا ہون شب تاریک ذوقت مین غزل

کب ہے ممکن کہ رہے روشن مرا کاشانہ شمع
بزم عالم مین رہے اب کیون نہ بیباکانہ شمع
جل نہ جائے تجھپہ اگر صورت پروانہ شمع
نکلی استقبال کو محفل سے بیتابانہ شمع
شاخ شبو کو کرے نور رخ جانانہ شمع
گنتی ہے فانوس کو محفل مین زندان خانہ شمع
کیون نہ محفل مین جلادے شہپر پروانہ شمع
ہے مری آتش زبانی سے ہر خلوت خانہ شمع

شب تیرہ و تار ہی آگ کے نیچے اندھیرا ہی لشکر نجم و ظلم نے گھیرا ہی نصرت ہو نکلے داہنے ہی سپنچ پتہ بتانے والے ... مین پر راستہ بتایا تھا تھوڑی دور چلے تھے کہ ستارۂ صبح درخشان پر چمکا دیکھا صحراے خارستان ویران ہی اسقدر سنسان ہی کہ کف دست میدان ہی ببول کے درخت جابجا لگے ہین اکثر جانور جو اڑتے ہوے اس صحرا مین پہونچ گئے ہین تو کانٹون مین الجھ کر تڑپ کر مرے ہین کانٹے جو جابجا پڑے ہین تو وہ انگلیان اٹھا رہے ہین کہ ای آنے والے خبردار اس طرف نہ آنا ورنہ آفت مین پھنسیگا جون جون دن چڑھا تمازت اور حرارت آفتاب کی اسقدر بڑھی کہ تمام صحرا کرۂ نار معلوم ہونے لگا نور الدہر جسطرف جاتے ہین تمازت و حرارت آفتاب کی زیادہ پاتے ہین پانی کے واسطے جس طرف نگاہ دوڑاتے ہین اس طرف موج ریگ روان معلوم ہوتا ہے جابجا گرمی کا سامان ہی بمشکل دوپہر کو قریب ایک پہاڑ کے پہونچے چاہا کہ کوہ سے سر ٹکرا دون مگر پھر اپنے کو روکا جی مین کہتے ہین کہ اے نور الدہر نشان بتانے والے نے عجب پتہ بتایا تھا کہ صحراے سبزہ زار ملیگا اسکے بدلے مین یہ صحراے خارستان ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا سائے مین کوہ کے پہونچے ہرچند کہ ٹھیک دوپہر کا وقت ہی ہر مقام پر دھوپ ہی مگر ناچار اسی دھوپ مین خاک پر بیٹھ گئے ہاتھ سے ریت ہٹانے لگے کہ جو پہاڑ کی خالی ہوئی کرارا پھٹ پڑا نور الدہر ریت کے نیچے دب گئے وہان صبح کو جو شعلہ جوالہ اٹھی اول بارگاہ نور الدہر مین آئی پلنگ

خالی پایا کشیر تاجدار کو بلایا کہا کہ ای کشیر تاجدار غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ آفت نکل گئے گرا
مین تلاش مین جاتی رہون کہ تلاش کرون جہان گئے ہونگے مصیبت اٹھائی ہو گی ہائے میرا
کہنا نہ مانا اُس ظالم نے جمال اپنا دکھا کر اُس شیر بیشۂ جرأت کو دیوانہ کیا وہ اپنے ہوش مین
نہین ہین یہ کہکر شعلۂ جوالہ چلی آنکھون سے آنسو جاری ہین جی مین کہتی ہی کہ ای شعلۂ جوالہ وہ
عجب کشاکش مین پڑے ایسا نہ ہو کہ کسی آفت مین پھنس جائین اڑی ہوئی جاتی ہی ہر طرف
نگاہ ڈالتی ہوئی کہ اُس صحراے ویران مین گذر ہو جا بجا نشان نقش پا پایا بے اختیار ہو کر
پکار اُٹھی کہ ای شہریار نشان تو پایا جاتا ہی دیکھیے کیونکر آپ کا پتہ لے اپنی تو یہ کیفیت ہی
دیکھیے کیونکر آپ سے ملاقات ہو نظم

سرو پر سایہ پڑا تیرا وہ موزون ہو گیا — میرے سائے کے اثر سے بید مجنون ہو گیا
آنکھ بھر کر دشت کو دیکھا تو جیحون ہو گیا — ٹھوکرین کھا کھا کے میری کوہ ہامون ہو گیا
تھرتھرایا ہی جو رعب حسن سے جسم نزار — سامنے لیلی کے مجنون بید مجنون ہو گیا
بندش مضمون قامت نے کبھی چاہی نہ فکر — خود بخود دل سے نکلتے ہی وہ موزون ہو گیا
بعد مردن بھی ہمارے ساتھ ہی سرگشتگی — گنبد اپنی قبر کا گردش سے گردون ہو گیا
چاہیے معشوق کو عاشق سے ایسا اتحاد — اُسنے پہنا طوق منت کا مین مجنون ہو گیا
مار ڈالا مسکون کی قدر دانی نے مجھے — مثل زر خاک کدورت مین مین مدفون ہو گیا
میرے قاتل کا فرس اُس سے نہ آگے بڑھ سکا — خون میرا گرم رفتاری مین گلگون ہو گیا
عقل سے خالی ہی خم لانے سے جسکو ہی گریز — خم وہ ہی ناسخ کہ ماواے فلاطون ہو گیا

قضاے کار نورالدہر زیر کوہ ریت مین بیہوش پڑے ہین مگر سرطان جادو کہ اس
صحرا کی حاکم ہی گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی کہ یہ صحراے ویران اسی کا بنایا ہوا ہی یہ جو
صحرا مین نکلی پھرتے پھرتے زیر کوہ پہونچی سب جسم نورالدہر کا زیر خاک ہی مگر کلغی خود
کی چمک رہی ہی سرطان نے جو دور سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک ستارہ چمک رہا ہی جھپٹ کر
قریب آئی ریت کو جو ہاتھون سے ہٹایا دیکھا کہ ایک آفتاب عالمتاب ریت مین دبا ہوا
پڑا ہی سرطان شاہزادے کو دیکھ کر رونے لگی جی مین کہتی ہی کہ یہ آفتاب عالمتاب

یہان تک کیونکر پہونچا گئے زیر ریت دبا یا ای سرطان اسکو اپنے باغ مین پھلون باغ
کی ہوا پہونچے غنچہ خاطر شگفتہ ہو معلوم ہوتا ہی کہ یہ کسی وجہ مین آوارہ ہوکر یہان تک آیا
ہی ریت مین دب گیا ہی ای سرطان کیا کرون آخر مین نچہ دیا مگر لوح محفوظ جو گلے مین
نور الدہر کے پڑی ہی جب اُسکا عکس پڑتا ہی تو گھبرا جاتی ہی جی مین کہتی ہی کہ ای سرطان
یہ کیا معرکہ ہی بمشکل نور الدہر کو لیے جاتی ہی مگر تھکی جاتی ہی ایک نخل کے نیچے آکے ٹھہری
زمین پر نور الدہر کو ڈال دیا اب جو خیال کیا تو کچھ تھکن نہ معلوم ہوئی دل مین سوچی کہ
ای سرطان کوئی تحفہ اسکے پاس ایسا ہی کہ جو مانع سحر ہی جب سحر کرتی ہون تو معلوم ہوتا
ہی بدن مین آگ لگ گئی اب جو اس جوان سے الگ ہوئی تو تسکین ہوئی دیکھیے اب کیا
ہوتا ہی ای سرطان دل نہین مانتا طبیعت یہ کہتی ہی کہ اپنی جان اسپر نثار کرون لیکن
نور الدہر زمین پر پڑے ہوے ہین سرطان ایسی ایسی باتین دل مین سوچ رہی ہی
[illegible] ملکہ شعلہ جوالہ اس طرف سے نکلی آسمان سے دیکھا کہ نور الدہر زمین پر
بیہوش پڑے ہین ایک ساحرہ سیاہ فام تہمد باندھے ہوے نیلی اوڑھنی اوڑھے ہوے
قریب کھڑی ہی ہر مرتبہ قصد کرتی ہی کہ زمین سے شاہزادے کو اٹھاؤن پھر رک جاتی ہی
کچھ بن نہین پڑتا یہ حادثہ دیکھکر شعلہ جوالہ کا قلب تھرا گیا جی مین کہتی ہی کہ یہ شیر بیشہ
جرات اس ساحرہ کے قبضے مین کیونکر آیا اب اسکا مارنا واجب ہی سرطان شاہزادے
کو اٹھا لیے چلی ہی تھی کہ شعلہ جوالہ نے للکارا او ساحرہ مکارہ کیون اس جوان پر
عاشق ہوئی ہی یہ ہین سردار [illegible] ناحق کو سر ٹکرائیگی اور اپنی جان سے جائیگی
شعلہ جوالہ نے یہ کہکر زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا سرطان نے جست کرکے اپنے
کو بچایا اُسی سحر کو اشارہ کیا صحرا تو گرمی کا بنا ہوا تیار ہی شعلہ جوالہ پر آگ برسنے لگی
شعلہ جوالہ نے زلف عنبرین کو ہلایا پہلوے صحرا سے ابر سیاہ اُٹھا گڑگڑا کر برسنے لگا
ساری آگ بجھ گئی جب دو تین مرتبہ سرطان نے سحر کیا اور شعلہ جوالہ نے دفع کیا تو سرطان
نے زبان کاٹی خون چلو مین لیکر پھینکا دیکھا ملکہ شعلہ جوالہ نے درختون سے بوے خوش
آنے لگی چھوٹے چھوٹے پودے نمایان ہوے اُنمین سے غنچے چٹکے پھول پھولے طائرون سے

آواز دی کہ اے شعلۂ جوالہ اب ہمارے دام سے کیونکر بچ کر جاؤ گے غرض دیکھو شعلۂ جوالہ نے سر اٹھایا دیکھا کہ موسم بہار معلوم ہوتا ہے سبزہ لہلہا رہا ہے درختوں کے تالیاں بجا رہے ہیں یہ آوازیں دیتے ہیں کہ اے شعلۂ جوالہ ہوشیار رہنا اسکا خیال رہے نظم

بہ رنگِ گل مجھے کیا چاہیے گریبان چاک | اگر مثلِ غنچہ ہزاروں ہیں دل میں پنہان چاک
تصور اِس دلِ صد چاک میں ہے اُس مہ کا | ہوا ہے جسکے اشارے سے ماہ تابان چاک
ہر ایک لالۂ صحرا ہے تیرا داغ بدل | ہر ایک گل ہے چمن میں ترا گریبان چاک
تو ایسا ماہ لقا ہے کہ تیرے سامنے ہو | کتان کی طرح گریبان ماہ کنعان چاک
یہی دعا ہے خدا سے کہ ہوں بیابان مرگ | ہو بعد مرگ کے پیراہن عزیزان چاک
جو زیست چاہے کرے مال سے تہی پہلو | صدف کے سینہ کو کرتے ہیں دیکھ نادان چاک
نہیں ہے جادہ میں وحشی پھنسا جو زندان میں | ہوئے فراق میں ہے سینۂ بیابان چاک
کیا کلال قضا نے خمیر خاک بتان + | یہ مہر و ماہ پیالے ہیں چرخ گردان چاک
لکھوں میں دشت جنون کا اگر کوئی مضمون | یقین ہے ناخن ابھی ہو تمام دیوان چاک

شعلۂ جوالہ نے ناچار ہو کر گلے سے ہار پھولوں کا اُتارا اُسپر کچھ اسم سحر پڑھکر زبان کو تراشا وہ خون ہار پر ڈالا اور وہ ہار پھینک مارا پھینک کر آواز دی کہ اے گل اندام اب وقت تامل نہیں ہے وہ ہار جا کر ٹوٹا خون سے شعلے نکلے اُن شعلوں نے درختوں کو جلایا کانٹے بھی جل کر خاک ہوئے بہار خزان سے بدل گئی اور وہ ایک بوند نہ بچا جب دیکھا تو سامنے سرطان ساحرہ کا آنا نظر آیا اسکے آواز آئی کہ اے سرطان ہاتھیوں سے لڑتے کہاں ہے سرطان بوجہ خوف کے گھبرا گئی رنگ رو متغیر ہو گیا اگر وہ بوند نہ چھپا دیکھا کہ ایک نازنین چہاردہ سالہ گلدستہ ہاتھ میں لیے ہوئے سامنے سرطان کے آئی گلدستہ منہ کے سامنے کیا اور کہا کہ کیوں اے سرطان تو نے بیٹھے بیٹھے اپنی جان پر یہ آفت لی شعلۂ جوالہ مقابل خداوند لقا اول ثانی ہے اس سے کیونکر سر بر ہو گی چلو تمکو غنچہ تاجدار نے بلایا ہے یہ سن کر سرطان اُس نازنین سے لپٹ گئی کہا کہ بوا میں تو تمہاری مشتاق تھی میں شعلۂ جوالہ سے مقابلہ نہیں کر سکتی ہوں غنچہ تاجدار ہمارا انتظار کرتی ہونگی یہ کہکے ساتھ اُس نازنین کے

چلی گر پریشان پریشان آئینۂ رُخ پر حیرانی کبھی ٹھہر جاتی ہی کبھی یہ اشعار زبان پر لاتی ہی نظم

دل سبک وضعوں سے اپنا آشنا ہوتا نہین
سنگ مقناطیس ہرگز کہمربا ہوتا نہین

خط کو روے یار پر نشو و نما ہوتا نہین
سبزۂ بیگانہ گل سے آشنا ہوتا نہین

تو بھی آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین
ای صنم جسطرح دور اک دم خدا ہوتا نہین

ہین جوانی مین جو ظالم ہونگے اظلم پیری مین
کوئی جز مار کہن سال اژدہا ہوتا نہین

نقر سے ایسی مری خاطر کو ہی چسپیدگی
محو اعضا سے نشان بوریا ہوتا نہین

دانۂ باروت بنتے ہین مرے تخم امید
تا نہ برق اُنپر گرے نشو و نما ہوتا نہین

بن گیا تصویر ہر دل مین تصور یار کا
آئنے مین جا کے عکس اُسکا جدا ہوتا نہین

سوزیون کو روندتے پھرتے ہین ہم وحشت مین بھی
کب سر خار مغیلان زیر پا ہوتا نہین

ہو سریر سلطنت یا تختۂ تابوت فقر
پر دماغ و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہین

تیرے دیوانے ہین معشوقان عالم ای پری
کون گل ہی جسکا پیراہن قبا ہوتا نہین

باغ عالم مین برنگ سبزۂ بیگانہ ہون
غیر پامالی کوئی یان آشنا ہوتا نہین

وہ نازنین جو ساتھ ہی دمبدم پشت پر ہاتھ پھیرتی ہی قریب ایک چشمے کے لے گئی اور اُسکے قریب آکر کہا کہ اس مین پھاند پڑ و سرطان جادو جوش وخروش مین تھی اُس نازنین کے کہتے ہی چشمے مین پھاند پڑی غرق دریاے لعنت ہوئی شعلۂ جوالہ نے آکر نورالدہر کو اُٹھایا ہوشیار کیا اور کہا کہ ای شہریار کنیز کے کہنے کے خلاف آپ چلے آئے بڑا صدمہ اُٹھایا اگر کنیز نہ آجاتی تو یہ ساحرہ آپ کو لے جاتی ابھی تک اُسنے پہچانا نہ تھا کہ آپ طلسم کشا ہین آپ کو زیر کوہ بیہوش دیکھا اُٹھا کر لے چلی تھی کہ کنیز یہو نچ گئی اُسکو چشمے مین ڈبودیا یہ جادوگرنیان جو اِدھر اُدھر کی ہین مجھسے مقابلہ نہین کرسکتین ان سب پر کنیز آپ کی غالب ہی نورالدہر عشق مین نازک اندام غنچۂ دہن کے بیتاب ہورہے ہین شعلۂ جوالہ نے سمجھا کر کہا کہ ای شہریار آپ جس نازنین پر مائل ہوے ہین یہ آپ کے عقد مین ضرور آئیگی مگر مین نے جو بزور اعداد دیکھا تو معلوم ہوا کہ سرکار کو صدمات عظیم پہونچین گے کئی پہلوان زبردست اُسپر ئی ہین لیکن اب لشکر مین چلیے کنیز فکر کررہی ہی کہ کسی طور سے لوح آپ کو ملے آپ اس

جھگڑے مین پھنسے ہین حضور تحمل کرین ورنہ باعث خرابی ہوگا آج ہی آفت برپا ہوئی تھی
اور بقراط ثانی تو اس بات پر آمادہ ہی کہ اگر میرے سامنے قید طلسم کشا آجائے تو فوراً اُسے
قتل کردون مگر اُسکا یہ خیال خام و تصور ناتمام ہی کسی طرح اُسکا پنجہ آپ پر قابض نہ ہوگا مگر صدمات
فراق سہنا پڑیگا کوئی صورت ایسی نہین ہی کہ اس کشاکش سے آپ مہلت پائین کنیز کو صدمۂ عظیم
ہی شعلۂ جوالہ شاہزادۂ نورالدہر کو بھاکر لشکر مین لائی سب سردارون سے حال بیان کیا
اور کہا کہ آپ لوگ ہر وقت قریب شاہزادے کے رہین انکو تنہا نہ چھوڑین سب سرداران نامی
نورالدہر کو لیکر بارگاہ مین آئے مگر نورالدہر خاموش بیٹھے ہین نہ کچھ کہتے ہین اور نہ
کچھ سُنتے ہین اور جو بمشکل کلام کرتے ہین تو یہ فرماتے ہین کہ ای یارو ہمارے عیار شبرنگ
کو تلاش کرو یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی شبرنگ آتا ہی نورالدہر نے جو شبرنگ کو دیکھا بیتاب
و بیقرار ہوکر فرمایا کہ ای شبرنگ تمنے سُنا کہ ہم کس آفت مین مبتلا ہین گنبد گیتی نما مین جو
گئے وہان ایک مہجبین کو دیکھا کہ اُسنے صبر و قرار ہمارا لوٹ لیا اگر ہوسکے تو کچھ اسمین فکر کرو
شبرنگ نے عرض کی کہ غلام ضرور فکر کریگا دن بھر یہی باتین رہین شام کو نورالدہر اُٹھے
خوابگاہ مین تشریف لائے شبرنگ ساتھ نہین چھوڑتا ہر وقت ساتھ ہی نورالدہر نے
آرام کیا پلنگ پر لیٹے مگر نیند نہین آتی تڑپتے تڑپتے جب دم لبون پر آیا تو دیدۂ ظاہری بند ہوئے
اور دیدۂ باطنی وا ہوے یعنی خواب مین دیکھا کہ وہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے
رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون جابجا کھلے ہین نہرین سلسبیل آسا جاری ہین طائر چہکار رہے
گا رہے ہین پھولون کی بوئین آرہی ہین صبا کا لڑکھڑا کے چلنا نورالدہر باغ کا تماشا
دیکھ رہے ہین اُسی خواب مین روش بروش کو طی کرتے ہوے جاتے ہین کہ سامنے سے دیکھا وہی
مہجبین دریاے جواہر مین غوطہ زن حُسن خداداد لبون سے مسیحائی ظاہر شوکت حُسن و جمال
ناز و کرشمے سے ماہر سامنے آئی بجسرت ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ کیون صاحب ہم تک
نہین آسکتے ہمنے جلسہ وغیرہ سب موقوف کیا اپنی تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

صباح عید ہوئی ساقیا شراب چلے	نہ بیشتر کہین ساغر سے آفتاب چلے
شراب و آب یہ تردامنو مبارک ہو	برسنے کو طرف میکدہ سحاب چلے

گلون کی پردہ دری کیا تمہین ہوئی منظور
خرامِ ناز تو اُس کوچہ گرد کا دیکھو
ملے جو وادیِ غربت مین مجھسے وہ ناگاہ
چلا مین صورتِ بدمست ٹھوکرین کھاتا
برنگ سایہ روانہ ہوا مین جانبِ شرق

جو آج سیر گلستان کو بے نقاب چلے
نہ اس روش کبھی نہر چمن مین آب چلے
نہ ٹھہرے پاس وہ ایسے کوئی دم شتاب چلے
وہ یون چلے کہ کوئی ساغر شراب چلے
جو سوے غرب وہ مانند آفتاب چلے

اس حسرت سے اُس نازنین نے سامنے نور الدہر کے یہ اشعار پڑھے کہ کلیجے کے ٹکڑے ہو گئے آخر مین یہ کہا کہ کیون صاحب باغ ہمیشہ بہار کا راستہ ایسا مشکل ہو کہ آپ نہین آ سکتے ہم کسی رہبر کو روانہ کرین نور الدہر نے کہا کہ مین آتا ہون یہ کہتے ہی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ شبرنگ سو رہا ہی نگہبانون کی بھی آواز کم آتی ہی پلنگ سے اُٹھے سراپچہ چاک کیا تلوار فقط اُٹھا لی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پہر رات رہے نکل گئے مگر بائین جانب چلے تعلیم روز اول یاد آگئی راہ کو طی اور پی کرتے ہوے جاتے ہین وہ شب تیرہ و تار ہی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا ساری رات جس قدر باقی تھی اُسی رہروی مین گذری صبح ہوتے ایک صحرا مین پہونچے وادی فرحناک وبے خس وخاشاک ہی چند مسافرون کو دیکھا کہ جاتے ہین اُنسے بڑھکر پوچھا کہ یارو تمہین معلوم ہی کہ باغ ہمیشہ بہار کس مقام پر ہی مسافرون نے جوابدیا کہ ہمنے کبھی یہ نام بھی نہین سُنا کہ باغ ہمیشہ بہار کسے کہتے ہین اور کس مقام پر ہی نور الدہر پھر ایک جانب چلے گوشۂ صحرا مین دیکھا کہ ایک مالن ضعیفہ گجرے وغیرہ بنا رہی ہی نور الدہر نے آکر اُس ضعیفہ کو سلام کیا وہ جمال جہان آرا کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہریار آیئے تشریف لائیے مین تو آپ کے انتظار مین تھی نور الدہر پاس اُس ضعیفہ کے بیٹھے پوچھا کہ ای مادر مہربان یہ زیور گل کسکے واسطے تیار کرتی ہو اُس ضعیفہ نے کہا کہ ای نور نظر یہ زیور ملکہ نازک اندام غنچہ دہن کے واسطے بناتی ہون جب ملکہ باغ ہمیشہ بہار مین آتی ہین تو مین یہ اشیا بناکر لیجاتی ہون نور الدہر نے کہا کہ ای مادر مہربان ہمکو بھی ساتھ لیچلیے گا اُس ضعیفہ نے کہا کہ ای شہریار مین آج شام کو یہ اشیا لیکر جاؤنگی آپ میرے ساتھ چلیے گا دن بھر اُس ضعیفہ نے وہ زیور گل بنایا شام کو نور الدہر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو ایک گلدستہ بنا دون

وہ بھی لیتی جاؤ سامنے لیجاکر پیش کرنا اُس ضعیفہ نے پھول نورالدہر کو دیے شاہزادہ نے یہ
دو شعر گلدستہ مین گوندھ دیے **اشعار** ای چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری * ہر چند وصفت
میکنم درحسن زان زیباتری * آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام بسیار خوبان دیدہ ام
لیکن تو چیزے دیگری * یہ گلدستہ بناکر نورالدہر نے ضعیفہ کو دیا ضعیفہ قریب شام جب
سب زیور لیکر چلی سب کے اوپر گلدستہ رکھ لیا اور کہا کہ ای شہریار مین جاتی ہون آپ
میرے بعد آنے کے پہر رات گئے بہشت باغ پر پہونچ کر گوشہ باغ مین آکر بیٹھیے گا جمال مثال
ملکہ کا دیکھ لیجیے گا ضعیفہ تو یہ کہکر روانہ ہو گئی نورالدہر انتظار مین رات کے بیٹھے ہین جب
قریب سوا پہر کے رات آئی تو نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے طرف باغ کے چلے لیکن ضعیفہ
نے جاکر جو زیور گل پیش کیا ملکہ نے زیور گل ملاحظہ کیا گلدستہ جو اُٹھاکر دیکھا اُسمین یہ اشعار
گندھے ہوے پائے کہا کہ کیون بڑی بی یہ گلدستہ کسنے بنایا بڑھیا نے کہا کنیز نے بنایا ملکہ نے
دو تین دائرے کھول ڈالے اور دو تین نقطے بھی نکال ڈالے کہا کہ بڑی بی صاحب اب تو
اسکو نصب کیجیے بڑھیا بے پڑھی اسکو کیا جانے کچھ کا کچھ بنانے لگی ملکہ نے ہاتھ پکڑ کر کہا
کہ خبردار ہمارے سامنے خلاف نہ کہنا جو صاف صاف ہو وہ بیان کرو بڑھیا نے کہا کہ
واری کیا عرض کرون ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال میرے یہان بطور مہمانی آیا
اُسنے یہ گلدستہ بنایا ملکہ نے کہا کہ کیون نالائق تو نے غیر کے ہاتھ کا گلدستہ بنا ہوا ہمارے
سامنے پیش کر دیا ضعیفہ نے کہا کہ واری کیا عرض کرون اُس شخص نے ایسی منت وخوشامد
کی کہ مجکو کچھ نہ بن پڑا وہ نہایت آپ کے مشتاق ہین یہ سُنکر ملکہ نے سر جھکا لیا اور حکم دیا
کہ اس ضعیفہ کو سامنے سے ہٹا دو ضعیفہ ہٹا دی گئی ملکہ گلدستہ لیے ہوے بیٹھی ہین پھولون
کو اُسکے دیکھ رہی ہین مگر نورالدہر راہ طی کرکے بموجب ہدایت ضعیفہ بہشت باغ پر آئے
کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیوار پر سے دیکھا کہ وہ شہنشاہ خوبی و سرو باغ محبوبی مسند ناز
پر جلوہ فرما ہے گرد کنیزین اپنے عہدون پر کھڑی ہین مگر ملکہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
گلدستے کو دیکھ رہی ہین نورالدہر دیوار سے اُترے ایک درخت کی آڑ مین چھپ کر بیٹھے
گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون آخر ناچار ہوکر قصد کیا کہ سامنے

چلو شاید سرفراز کرے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ گلدستے کو ملاحظہ کر رہی ہین اس سے اشتیاق
ظاہر ہی قصد کیا کہ سامنے چلا جاؤن کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی چند نازنینان مہ جبین ایک
تخت کو لیے ہوے آئین آکر ملکہ کو سلام کیا کہا کہ واری چلیے آپ کو قدرت نے یاد کیا ہی
اور فرمایا ہی کہ کیا ہماری صحبت سے تمکو نفرت ہی جو آنا کم کر دیا ملکہ نے کہا کہ قدرت سے
جا کر عرض کرو کہ ایک ہفتہ معاف فرمائیے بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگی مجھے خود آپ کی ملاقات
کا اشتیاق ہی اور آج کل سب طرف سے مسلمانون کا بلوہ ہی مجھے کچھ حال بھی آپ سے پوچھنا ہی
کنیزون نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آج کوئی عذر آپ کا نہ سنا جائیگا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ
پھر آج تو میرا جانا ممکن نہین اُن کنیزون نے کہا کہ حضور ہم عرض کر چکے آج حکم قطعی ہی
کہ معشوقہ کو لیکر آؤ اگر آپ تشریف نہ لے چلین گی تو خداوند کو بڑا ملال ہوئیگا ملکہ نے
ہر چند انکار کیا مگر اُن کنیزون نے نہ مانا ایک نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ بس اب
تخت پر سوار ہوجیے زیادہ باتین نہ بنائیے اگر ہم آپ کو نہ لیجائین گے تو قدرت ہماری صورت
سے بیزار ہوجائین گے ملکہ نے اُس وقت ناچار ہو کر بحسرت کنیزون کی طرف دیکھا مگر کنیزین
آپس مین کہنے لگین کہ صاحبو مقدمے مین قدرت کے کون دخل دے آخر ایک نے ملکہ
کو گود مین اُٹھا کر تخت پر بٹھایا ایک رومال سے مگس رانی کرنے لگی ایک نے قدمون کو ملکہ کے
بوسہ دیا چار نے مل کر تخت اُٹھایا جلسہ درہم و برہم ہوا نورالدہر کی آنکھون سے جو وہ
نازنین مخفی ہوئی ایک چیخ ماری اور آہ کر کے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے تک
بیہوش پڑے رہے جب گریبان بحر چاک ہوا نورالدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے
ویران مین پایا حیران ہوے کہ ای نورالدہر یہان کیونکر پہونچے آخر ایک جانب چل نکلے
صحرا نوردی کرتے ہوے جاتے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای جانے والے ٹھہر جا بس
آگے نہ بڑھنا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نوجوان عورت ایک آہو پر سوار بال سر کے
کھلے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا آہو اُڑاتی ہوئی آتی ہی اُسنے جو یہ آواز دی کہ میان جانیوالے
ٹھہر جاؤ نورالدہر نے پلٹ کر جو اُس عورت کو اس حال سے دیکھا پکار کر جواب دیا کہ کیون
ای نیکبخت کیا مطلب ہی اُس عورت نے کہا کہ مین تیری تلاش مین نکلی تھی حکم خداوند بقراط ثانی کا

کرای غزال صحرا نورد جہانسے لیے طلسم کشا کو ڈھونڈھ کر لاؤ مین اسی تلاش مین نکلی تھی
اب تمکو دیکھ پایا بھلا کیونکر جانے دون یقین ہی کہ قدرت تمکو قتل کرین یہ سُنکر نور الدہر نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ او ملعونہ کیا بکتی ہی مین نے بقراط ثانی کا کیا لیا ہی جو
وہ میری تلاش مین ہی مگر اُس ساحرہ نے آہو کو مہمیز کیا آہو نے جو جست کی وہ ساحرہ پشت
آہو سے زمین پر گری غبار زرد بلند ہوا اُس غبار نے نور الدہر کو گھیر لیا نور الدہر نے
لوح محفوظ کو جھکایا وہ غبار پھٹا اُس ساحرہ نے قریب آکر ترسول مارا نور الدہر نے
تیغہ خارہ شگاف سے ترسول کو قلم کیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغے کا مارا اُس نے
سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے ساحرہ نے چاہا کہ تڑپکر نکل جاؤن
مگر تیغہ کب مہلت دیتا ہی چمک کر سر پر گرا یا توتہ سپر پر چمکا تھا یا زمین پر بوسہ دیا ضربت
سے اُس ساحرہ کے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من غزال صحرا نورد
بود نور الدہر غزال صحرا نورد کو مار کر آگے بڑھے دیکھا کہ پہلوے صحرا مین ایک قصر بنا ہی
اُسکے دروازے پر پانچ چار عورتین کچھ باتین کر رہی ہین نور الدہر نے قریب آکر اُن سے
پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اُن عورتون نے کہا کہ ہم کنیزان ملکہ نازک اندام غنچہ دہن
مین سے ہین فرصت لیکر آئے ہین اب شام کو باغ ہمیشہ بہار مین جائینگے یہ سُنکر
نور الدہر نے پوچھا کہ ملکہ باغ ہمیشہ بہار مین ہین اُن سب نے عرض کی کہ اُنکا وہ ہی
عیش گاہ ہی وہانسے کہان تشریف لیجائینگی دسوین پندرھوین روز قلعہ عجائب مین
جاتی ہین ہم وہان اُنکے ساتھ جاتے ہین لیکن آپ نے کیون پوچھا نور الدہر اُن
عورتون سے منت کرنے لگے کہ ہمکو اپنے ساتھ لیچلنا کنیزون نے عرض کی کہ ہم ضرور آپ کو
لے چلینگے مگر آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی نور الدہر نے بوجہ خوشامد اصل نام اپنا
بتا دیا اور فرمایا کہ مین طلسم کشا ہون کنیزون نے کہا کہ آپ شوق سے ہمارے ہمراہ چلیے یہ کہکے
نور الدہر کو اُس قصر مین لائین لاکر مقام صدر پر بٹھایا نور الدہر کو اشتیاق ہی کہ دن
ختم ہو تو معشوقہ پریزاد کو دیکھین وہ سارا دن تڑپ تڑپ کر بسر کیا جب دن تمام ہوا تو وہ
کنیزین آراستہ ہوئین لباس فاخرہ پہنے کہا کہ اے شہریار چلیے نور الدہر تو مشتاق بیٹھے تھے

تلوار ٹیک کر اُٹھا کنیزون کے ساتھ چلا جب حضرت نکلے تو کنیزون نے دست بستہ عرض کی کہ ایک بات کا حضور کو خیال رہے کہ ہم اپنے ساتھ نہین لے جا سکتے ہم دروازے کی طرف سے خدمت مین جاتے ہین آپ پشت باغ سے کمند ڈال کر آئیے اول تو دیوار پر چڑھیے گا بعد اُسکے اُتر کر کسی مقام مخفی مین بیٹھیے گا وہانسے بیٹھ کر جمال بے مثال ملکہ دیکھ لیجیے گا لیکن اپنے کو ظاہر نہ کیجیے گا ورنہ ہم لوگ ذلیل ہونگے تحقیقات ہوگی کہ کسکے ساتھ آئے خداوند بقراط ثانی نے ممانعت کر دی ہی کہ کوئی مرد باغ مین نہ آنے پائے نور الدہر نے یہ سب قبول کیا جب کنیزین سامنے باغ کے پہونچین نور الدہر کترا کر پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ وہ معشوقۂ مطلوب مسند پر جلوہ فرما ہی اور ایک گائن سامنے ملکہ کے بیٹھی بہ ناز و ادا یہ اشعار گا رہی ہی اور بتاتی بھی جاتی ہی نظم

بتیان اُسکی بنا کر مین کرون روشن چراغ ۔ باد سے اُڑ کر بجھا دے گر مرا دامن چراغ
رات بھر جلتا ہی جو آنسون بہر جلتا ہی وہ ۔ دل کو دیکھے اور اپنا سینۂ آہن چراغ
قلب ماہیت گداز عشق سے ہوئے اگر ۔ موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ
تازہ ہو جاتا ہی یاد رفتگان سے داغ دل ۔ کاروان کرتا ہی اس ویرانہ مین روشن چراغ
امن مین رکھتی ہی شر سے فتنے کے روشن دلی ۔ چور پھر جاتا ہی گھر مین دیکھ کر روشن چراغ
تیل کا مقدور تو اُسکو نہین باقی رہا ۔ گھر جلا کر اب کرے گر روشن دشمن چراغ
کون کہتا ہی ستارے ای برق آہ سے ۔ بن گیا ہی اس سیہ خانے کا ہر روزن چراغ
دوستداری کے وجہ سے آشنا ہوئے اگر ۔ اپنی چربی سے جلا دے راہ مین دشمن چراغ
ایک دل اسے دو سہ دو لیکے ہنگامہ گرم ۔ آتش افروزی کرین باہم ہون جب روغن چراغ

نور الدہر ایک زرہ گلستان مین چھپے ہوے بیٹھے ہین وہانسے دیکھ رہے ہین جب گائن غزل گا چکی اور خاموش ہوئی تو پکار کر ملکہ نے کہا کہ اری گلشن آرا ذرا میرے پاس تو آ ایک کنیز اُن سب مین سے اُٹھ کر قریب آئی ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور کیون کیا حکم ہی ملکہ نے کہا کہ کیون گلشن آرا مجھے بڑی حیرت ہی کہ شاہزادے نے کئی مرتبہ وعدہ کیا مگر افسوس ہی تشریف نہین لائے مین کئی مرتبہ تاکید کرائی اور وہ بھی شش میرے بیقرار ہین مگر نہین معلوم اُنکے

نہ آنے کا کیا باعث ہوا میں نے سامنے بقراط ثانی کے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اور
صاف صاف کہدیا کہ ای بقراط میں تیرا وصل نہ قبول کرونگی میرے والد مینی جناب
حکیم صاحب کو کہ جو ہمیشہ فیض رسان میں رہتے ہیں انکو بلوایا اور شکایت کی والد نے سر جھکا کر
جواب دیا کہ یا خداوند غلام کو اُسکے مقدمے مین دخل نہیں ہی جس روز سے اُسنے ہوش سنبھالا
شاہان جلیل سے درخواست کی ہین سے وہ نامے خدمت مین اُسکی پیش کیے اُسنے جواب دیا کہ
مین مرد کے پاس جانا نہیں چاہتی اب حضور کو خواہش ہی تو کوئی تقدیر ایسی کیجیے کہ اُسکا دل
آپ پر راغب ہو بخوشی آپ کو قبول کرے اور مین تو آپ کے حکم کا پیرو ہون داخلہ طلسم کشا
کا طلسم مین ہو چکا مجکو خوف آتا ہی کہ کہین طلسم کشا پر مائل نہ ہو گئی ہو کیونکہ طلسم کشا اُس دن
گنبد گیتی نما مین آیا تھا اور یہ بھی وہان آئی تھی کیا عجب ہی کہ طلسم کشا نے اُسکو دکھا ہو یہ
تو آپ بخوبی جانتے ہین کہ اُسکا حسن عابد کش و زاہد فریب ہی اگر طلسم کشا نے دیکھ لیا تو باعث
خرابی ہی یہ جو ملکہ نے گلشن آراسے باتین کین وہ کنیزین اپنے مقام سے اُٹھین سامنے آکر
عرض کی کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشائی دن سے اس دشت مین آوارہ ہین اگر حکم ہو تو اُن کو
بلاؤن ملکہ نے اشارہ کیا کہ اگر یہان آئے ہین تو سامنے کیون نہین آتے اب تو نورالدہر
دلیر ہوے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھون سامنے اِس شہنشاہ خوبی کے جاؤن قریب سے
جمال دیکھون وہ کنیزین بھی اپنے مقام سے اُٹھین قریب زرنغ کے آکر عرض کی کہ ای شہریار
تشریف لائیے نورالدہر خوش ہو کر اُٹھے اور زرنغ نخل سے نکلے کنیزون نے عرض کی
کہ اچھے موقع پاکر عرض کیا ملکہ آپ کو یاد فرماتی ہین نورالدہر خوش ہو گئے جیسے ہی زرنغ
سے نکلے کہ ایک طرف سے آواز آئی اور برباد کن خانمان ساحران عالم خبردار قریب ملکہ کے
نہ جانا دیکھا کہ ایک طرف سے ایک دیو غل کرتا ہوا چوبدست آہن کو چرخ دیتا ہوا آتا ہی
ملکہ نے پکار کر کہا کہ او عفریت تو کیون غصہ کرتا ہی مین اپنے بلخ کا اختیار ہی مگر دیو جست کرکے
قریب نورالدہر کے آیا تو نورالدہر سامنے ملکہ کے پہونچے ہی تھے کہ اُس دیو نے چوبدست
لگائی نورالدہر نے تیغ خارہ شگاف کھینچا چوبدست پر ہاتھ تیغ کا مارا چوبدست کٹ گئی دیو
کٹی ہوئی چوبدست کو پھینک کر قریب آیا چنگل مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دیسے

کشتی ہونے لگی مگر یہ فرزند صاحبقران دیو بند و دیو کش ہین دیو کو کولے پر لاد کر مارا کہ دیو زمین پر گرا نور الدہر کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا دیو نے جواب سخت دیا نور الدہر نے اُٹھ کر دیو کو چیر کر پھینک دیا ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ ای شہریار یہ اسی لائق تھا اب نور الدہر بھر بڑھے کہ قریب ملکہ کے جاوٗن آسمان پر برق چمکی وہی چند کنیزین تخت لیے ہوے آئین قریب ملکہ کے آکر کہا کہ چلیے آپ کو قدرت نے بُلایا ہی آپنے دیو کو قتل کرایا ملکہ رونے لگین کہا کہ صاحبو جو کوئی کسی کا ارادہ کریگا وہ اپنی جان نہ بچیگا قدرت سراسر جبر کرتے ہین کنیزون نے جبرًا قہرًا ملکہ کو تخت پر سوار کیا تخت کو لیکر اُڑین اسوقت ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی اگر زندہ رہے تو ملین گے نظم

بند کی شب آنکھ دھیان آیا جو روے یار کا
ہو گیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا

ہوا سے قسمت ایک صورت پر نہین جب دیکھیے
خاصہ پیدا کیا دل نے مزاج یار کا

اس تمنا پر فقط مرتے ہین ای جانِ جہان
حشر کو دیکھین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا

ایک ساعت مین بدل جاتی ہی سو سو بار یہ
خاصہ تقدیر مین ہی پہلو سے دلدار کا

اسقدر لطف تلون دوستی ہر شے مین ہی
بڑھ کے گھٹ جاتا ہی سایہ بھی تری دیوار کا

اور ابھی چندے ٹھہرا ای سدمۂ درد فراق
حوصلہ نکلا نہین ہی خاطرِ غمخوار کا

کس طرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز
پیش ہی ہمکو سفر اک منزل دشوار کا

اس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئے
کسکو آتا ہی یقین ظالم ترے اقرار کا

آج سب پھیلائین دامن جسقدر محتاج ہین
امتحان کرنا ہی ہمکو چشم گوہر بار کا

دیکھیے کس طور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم
آج کچھ عالم دگرگون ہی دلِ بیمار کا

ملکہ کو بیقراری نور الدہر کی اشکباری تھوڑے ہی عرصے مین وہ تخت نظرون سے مخفی ہوا نور الدہر نے بیقرار ہو کر ایک آہ کی لہرا کر گرے گر کر بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش پڑے رہے بعد عرصۂ دراز ہوشیار ہوے آنکھ کھول کر دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ کنیزین اور نہ وہ جلسہ ایک صحرا مین اپنے کو پڑا ہوا پایا حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون ای نور الدہر عجب عجائب و غرائب ہین بقول شاعر فرد تقدیر دیکھنا ہی کہان ٹوٹی ہی کمند

دو چار رہا ہر چیکہ لب بام رہگیا۔ آخر اُس مقام سے اُٹھے ایک جانب چلے مگر ملکہ کو جو دو کنیزین لے گئین بقراط ثانی داخل ہفت محل ہے وہ بھی جلسہ نازنینان مہ جبین کا مجمع ہے تخت پر بقراط ثانی بیٹھا ہے کنیزون ملکہ کو لیکر آئین دیکھا سب نے ملکہ کا رنگ رو متغیر و تحیر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بقراط نے کہا کہ کیون نازک اندام یہ شرط کہ تمکو جہنم مین بھیجکو دو دن تمنے طلسم کشا کو باغ ہمیشہ بہار مین بُلوایا اور چاہتی تھین کہ اُس سے ملو بیٹے کیسا تمھین بلوالیا ان صاحبو جاکر انکے والد ماجد کو لاؤ مین اُنسے کلام کرون ملکہ نے جواب دیا کہ ای بقراط ثانی تو کیون اسقدر کد و کوشش کرتا ہے مجھپر تیرا قبضہ نہ ہوگا اور اگر جان لینا ہے تو اختیار باقی ہے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر مین نے طلسم کشا کو نہین بلوایا عفریت جادو نے کیا کونسی بات اُٹھا رکھی مگر وہ طلسم کشا ہین کس زور و شور سے اُسکو قتل کیا آپ جانین اور آپ کو اختیار ہے چند کنیزین گئین ملکہ کے والد نامدار کہ جنکا ارسطوے ثانی لقب ہے اُنکو بلا کر لائین ارسطوے ثانی جو آئے اُنھون نے آکر بقراط ثانی کو سلام کیا بقراط نے کہا کہ کیون ارسطوے ثانی اب تمنے ہمارا سجدہ بھی موقوف کیا طلسم کشا کے آنے سے تمکو بڑا غرور ہے ارسطوے ثانی نے جواب دیا کہ مجھے کیا دخل ہے آپ ہر مرتبہ مجکو یاد فرماتے ہین اب نہ قبول کرے تو مین کیا کرون آپ کیون نہین تقدیر کرتے کہ ملکہ راضی ہون اور آپ کو قبول کرین اور مجکو طلسم کشا کے آنے سے کیا غرور ہوگا بقراط ثانی نے کہا کہ ای ارسطو تم یہ خیال کرو کہ یہ طلسم خیال سکندری ہے وہ وہ عجائب و غرائب طلسم کشا کو دکھاؤن کہ اپنی زندگی سے طلسم کشا بیزار ہون بہتر یہ ہے کہ اس سرکش کو سمجھاؤ حکیم صاحب نے بصد دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند مین مجبور ہون میرا اس مقدمے مین کچھ اختیار نہین ہے اگر نازک اندام بخوشی قبول کرے تو مجھے کچھ اعتراض نہین اور اگر نہ قبول کرے تو آپ جبر نہین کرسکتے بس اب کلام ہمارے آپکے ہوچکا اگر بلاوے گا تو بھی ہم نہ آئین گے یہ سنکر بقراط بہ نگاہِ حسرت دیکھنے لگا ارسطو اپنے مقام سے اُٹھے نازک اندام سے کہا کہ ای نور نظر لو بقراط ثانی نے کہا کہ ای ارسطو یہ قاعدے کے خلاف کرتے ہو ہمارے سامنے یہ سرکشی زیبا نہین ارسطو نے کہا کہ مین آپ سے کیا سرکشی کرونگا مگر حفاظت

ناموس واجب و لازم ہی اسکو چھوڑ کر نہ جاؤنگا یہ کہکر بیٹی سے اشارہ کیا ملکہ جس تخت پر سوار ہوکر آئی تھین اُسی تخت پر جا بیٹھین ارسطو نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا اور لیکر ہوا پر آسمان ہوا بقراط ثانی کو بہت غصہ آیا اور اُسی غصے مین بیٹھا ہی اور کہ رہا ہی کہ اب میان ارسطو کی شامت آئی ہی طلسم سے نکال دونگا ملک و مال چھین لونگا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ نجم اختر شناس کاہن طلسم جسنے گنبد گیتی نما مین وخط کہی تھی کتاب بغل مین لیے ہوے آکر پہونچا بقراط کو سلام کیا بقراط بہت بگڑا اور کہا کہ کیون ای کاہن طلسم اب تُنے یہ کیا اختیار کیا ہی کہ سجدہ کرنا بالکل ترک کیا کاہن نے کتاب کھولکر سامنے بقراط کے رکھدی کہا کہ یا خداوند آپ اسکو ملاحظہ فرمائیے آپ ہی کی تحریر کردہ ہی مقدمۂ نازک اندام مین آپ نے تحریر فرمایا ہی کہ طلسم کشا پر مائل ہوگی وہ صحیح ہی آپ نے کوئی جملہ نہین چھوڑا جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہی وہی ہو رہا ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ہم اس تحریر کو نہین قبول کرتے اب تقدیر دوسری کرینگے کاہن نے کہا کہ یا خداوند آپ جو سوانحات لکھ چکے ہین اُسمین فرق نہ پڑیگا مین تدبیر مین ہون کہ طلسم کشا کو پھنساؤن اُسکو گرفتار کرکے آپ کے پاس لاؤن بقراط ثانی نے کہا کہ ای کاہن تو نے اگر یہ کوشش کی اور طلسم کشا قتل ہوگیا تو تمکو حاکم طلسم کردونگا کاہن نے جواب دیا کہ اگر طلسم کشا کے ہاتھ سے جان بچیگی تو حکومت پائینگے ورنہ ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہونگے اب مین رخصت ہوتا ہون جاکر طلسم کشا کی تدبیر کرونگا فقط آپ کو سمجھانے آیا تھا اگر مناسب ہو تو میرا کہنا قبول کیجیے بمقدمۂ نازک اندام غنچہ دہن صبر کیجیے اب وہ طلسم کشا تک پہونچیگی کچھ آپ کا زور نہ چلیگا بقراط ثانی نے کہا کہ ای کاہن طلسم خوب اس بات کا خیال رکھنا وہ تقدیر کرونگا کہ طلسم کشا کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کیا مجال ہی کہ طلسم کشا تا بہ نازک اندام پہونچے کاہن طلسم برہم ہوکر اُٹھا کہا کہ یا خداوند اسی غرور نے آپ کو یہ رنگ دکھایا تھے اول مین منع کیا تھا کہ ہفت پیکر کی مدد نہ کیجیے آپ نے نہ مانا آخر یہ انجام ہوا اب بھی آپ خیر خواہان دولت کا کہنا نہین مانتے ہم کد و کوشش کرینگے جو کچھ کہ ہونیوالا ہی وہ ہوگا کوئی ایسے وقت مین یون غافل نہین رہتا جیسی کہ آپ کو غفلت ہی

در طلسم پر عزیزداران طلسم کشا فرد کش ہین اور طلسم کشا بھی طلسم مین آگیا اب تک کوئی
پیروی معقول نہین کرتے تقریرین بگھارا کرتے ہین یا تو یہ حال تھا کہ ہر مقدمے مین آپ کتاب
ملاحظہ فرماتے تھے یا اب کتاب پر بالکل توجہ نہین فرماتے دیکھیے اسکا انجام کیا ہو بقراط نے
کہا کہ مین نے اہل مرحلہ کو نامے لکھے ہین اور لوح کے انتظام کا حکم دیا ہی جب تک لوح طلسم کشا
کو نہ ملیگی کچھ نہوگا اور لوح ایسے مقام پر رکھی ہی کہ جس دن طلسم کشا قصد کریگا گرفتار ہو جائیگا
اور مین اسکا مشتاق ہون کہ طلسم کشا چند ساعت کو قید ہو کر میرے سامنے آئے تو اُس کو
اُسی وقت قتل کرون ایک لمحہ تامل نہ کرون کاہن نے کہا کہ شاید ایسا ہی ہو غلام اب
رخصت ہوتا ہی یہ کہکر کاہن روانہ ہوا بقراط نے بعد جانے کاہن کے کہا کہ تم سب
صاحبون نے سُنا کاہن کی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ ملاقات طلسم کشا کا خواہان ہی
اگر یہ شریک ہو جائیگا تو میرا کیا ہرج ہوگا چند ساحر اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی کہ یا
خداوند ہم جاتے ہین گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرتے ہین دیکھیے گا کہ ہم لوگ کیسی جانبازی
کرتے ہین یہ کہکر وہ ساحر روانہ ہو گئے بقراط بعد جانے جادوگرون کے مصروف عیش و
نشاط ہوا مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جو اپنے مقام سے اُٹھے ایک نخل کے
سائے مین آکر سوچے حیران ہین کہ کسطرف جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک ساحر
کتاب بغل مین دبائے ہوے آکر پہونچا جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ ملاقات
نازک اندام کے خواہان ہین کیون آوارہ پھر رہے ہین آپ طرف عجائب نگار کے
جائیے عجائب شعبدہ گر یقین ہی کہ آپ سے ملاقات کرے وہان سے پتہ نازک اندام
کا ملیگا اور غلام کو خیر خواہ دولت جانیے نجم اختر شناس میرا نام ہی آپ سامنے جائیے
شہر ملیگا عجائب شعبدہ گر آپ کے استقبال کو آئیگا باعزاز لیجائیگا یہ کہکر کاہن طلسم
رخصت ہوا نورالدہر اُس طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ
ایک پہلوان قوی تن و توی من گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان اس گرد فرسے
آتا ہی نورالدہر کو جو آتے ہوے دیکھا ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو جلد
گرفتار کر لو کئی ہزار جوان نیزے اُٹھا اُٹھا کر چلے مگر یہ طلسم کشاے خیال سکندری ہین

تلوار کھینچ کر جا پڑے پہلے ایک سوار کو مارا مرکب اُسکا لیا اُسپر سوار ہوے مگر حیران ہین کہ
کاہن سے نے کیا کہا تھا یہان یہ کیا معاملہ پیش ہوا مگر جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عین
گرمی جنگ ہے وہ پہلوان سب کو ترغیب دے رہا ہی اور نعرے مار رہا ہی کہ منم فولاد سرکش
نورالدہر شیرانہ لڑ رہے ہین اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر بن بدیع الزمان
نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + جسپہ حبیب کے
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چاہتے ہین کہ افسر پر جا پڑون مگر فولاد دور کھڑا ہوا فوج کو
ترغیب دے رہا ہی تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو افسر مار کر گرا دیے کہ صحرا سے گرد اُڑی
نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی قریب فوج آکر
نعرہ کیا کہ یا شیدای کافران بحیا و ای نابکاران بُرد غاشم نقابدار مرصع پوش
یہ کہکر فوج کنار پر گرا اُڑتا ہوا قریب علمدار کے پہونچا علمدار کو للکارا علمدار نے بڑھ کر ہاتھ
تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا گھوڑے کو جو اشارہ کیا گھوڑے نے دونون
ٹاپین مستک پر ہاتھی کی رکھدین نقابدار نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا علمدار
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو
گری علمدار کو مع علم قلم کیا کافرون پر علم رنج و الم گرا مگر فولاد سرکش نے جو دور سے دیکھا
کہ نقابدار نے علمدار اسکو مار ڈالا نعرہ کرکے جا پڑا نقابدار نے گھوڑا بڑھایا للکارا کہ او
فولاد حربہ تو کرلے کہ حوصلہ نہ باقی رہے فولاد نے کہا کہ اگر میرا وار چل گیا تو وہ غضب
لات و منات ہی قیامت برپا ہوگی نقابدار نے جواب دیا کہ او مغرور وہ غضب تیری
گردن پر ٹوٹیگا شکر ہی کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیش قدمی نہین کرتے جب تیرے حربے سے خدا
بچائیگا تو ہم بھی وار کرین گے نورالدہر نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار مقابلے مین
فولاد کے پہونچ گیا جی مین کہتے ہین کہ ایسا نہ ہو نقابدار پر چشم زخم پہونچے گھوڑے کو
اُڑایا راہ مین جسنے روکا وہ ہاتھ سے نورالدہر کے مارا گیا نورالدہر قریب نہ پہونچنے
پائے تھے کہ فولاد نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے
ہاتھ نکال کر نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین ہل گئی اور ہاتھ تلوار کا مارا اتر کر تلوار گری سپر فولادی کو

کاٹا تا بہ جگرگاہ تلوار پہونچی فولاد جو مرکر گرا ایک جوان نے بڑھ کر نیزہ نقابدار پر مارا نیزہ شانے پر پڑا شانہ نقابدار کا نشانہ ہوا خون بہنے لگا گوشۂ نقاب بھی کٹا گوشۂ نقاب جو ہٹا نور الدہر نے دیکھا کہ ملکہ نازک اندام غنچہ دہن مصروف جنگ ہین نور الدہر نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمنے کیون تکلیف کی نظم

ماہ نو ہی مثل ابرو لیکن آسکا رو نہین
کونسا تن ہی کہ مثل روح اُسمین تو نہین

ماہ کامل صورت رو ہی مگر ابرو نہین
کون ہی گل جو ترا مسکن بر نگ بو نہین

جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلے آفتاب
عشق مین بد مست ہون مین پر کوئی واقف نہین

یار کے آگے مری آنکھون مین اک آنسو نہین
نشہ ہی جام مئے الفت مین لیکن بو نہین

زلف جانان مین نہین کوئی دل وحشی اسیر
ہو گیا ہی یہ قران آفتاب ماہ نو

یہ عجب تاتار ہی جو ایک بھی آہو نہین
یار کے رخسار آتش رنگ پر ابرو نہین

ہو گیا ہی مثل مو تار نگاہ اپنا سیاہ
رات دن ناقوس کہتے ہین باواز بلند

آگے آنکھونکے صنم جب سے ترے گیسو نہین
دیر سے بہتر ہی کعبہ گر بتو ن مین تو نہین

قمریان دیوانی ہین کیونکر گلے مین ہو نہ طوق
باغ مین اک سرو مثل قامت دلجو نہین

نور الدہر نے جو شعلۂ نشتر ملکہ کے خون بہتے دیکھا یہ اشعار پڑھ کر آواز دی کہ اے شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی تمنے کیون تکلیف فرمائی کہ یہ صدمہ پہونچا شانہ نشانہ ہوا مجکو معلوم ہوتا ہی کہ میرے کلیجے پر یہ نیزہ پڑا ہر چند کہ مین نے اُس بجیا کو قتل کیا دل کو چین نہین ملکہ نے گھوڑا پھیرا اسپ ساتھ والے سمت کر قریب آئے نور الدہر باتے واہ کرتے رہگئے ملکہ نے گھوڑا بڑھایا مع ساتھ والون کے ایک طرف روانہ ہو گئین جب ملکہ نظر ون سے مخفی ہو گئین تو نور الدہر نے ایک آہ کی لڑکھڑا کر گھوڑے سے گرے اور بیہوش ہو گئے جب آفتاب سر پر آیا گرمی جو معلوم ہوئی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرائے خارستان سنسان کلفت دست میدان ہی ہر طرف سے بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین زاغ و زغن کی عجیب آوازین آتی ہین۔ جز ریگ روان کی طغیانی اُس صحرا مین پانی نایاب چشمے خشک پڑے ہین اگر کسی غار مین پانی ہی تو کھول رہا ہی دھوان نکل رہا ہی نور الدہر اُس صحرا کو دیکھ کر

بہت پریشان ہوے مرکب بھی سواری کا نہین حیران ہوے کہ وہ مقتل کیا ہوا کہ جہان صد ہا لاشے پڑے ستھے اس صحراے ہولناک مین کسنے پہونچا یا دعائین مانگتے ہین کہ ای پروردگار تا بہ شہر عجائب پہونچا یہ ملکہ کا براے مدد آنا اور باعث خرابی تھا ای رحیم و کریم رحم اپنا کر نظم

صاحب دولت فراہم میکند دولت عبث	میکشد بر دوش ہمت بار این حسرت عبث
ہست ہر چند روزہ زندگانی در جہان	جملہ سرگردانی و حیرانی و محنت عبث
زین جہان چون رفتنی است آخر مسافر بندہ را	فکر ایوان و سراے و منزل و مکنت عبث
بر تن خاکی کہ گردد خاک بعد از چند روز	جامۂ زرتار و شال و زیور و زینت عبث
ہست در ملک فنا این سلطنت بیفائدہ	تخت دولت تاج حشمت مسند عزت عبث

نور الدہر نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دیکھا کہ ایک جوان پست قد لحیم و شحیم سامنے سے آتا ہی نور الدہر نے پکارا کہ میان جانیوالے ہمکو راستہ شہر عجائب نگار کا بتادو وہ شخص ہنسا کہا کہ ای طلسم کشا تمھارے مطلب کو مین سمجھا سامنے سیدھے جاؤ ایک نخل چنار ملیگا اُسکے سائے مین ٹھہرنا ایک ضعیفہ مع ایک نوجوان عورت کے آئیگی اور تمسے کہیگی کہ ای مہمان عزیز ہمکو سرفراز کرو اُسکے ساتھ جانا اور اُسکے گھر مہمان رہنا مگر شب کو آرام نکرنا جب زیادہ رات آویگی تو وہ جوان عورت اُس ضعیفہ عورت سے کہیگی کہ نانی امان مجھکو نیند نہین آتی کوئی کہانی کہو بڑھیا کا عاقلۂ بالغہ تام ہر دہ بیان کریگی وہ مضمون خاص تمھارا ہی ہوگا اُسکو سُنکر اُسکے بیان پر عمل کرنا ملکہ سے ملاقات ہوگی نور الدہر نے کہا کہ ای رہبر کامل تجکو میرا حال کیونکر معلوم ہوا اُس جوان نے ہنس کر کہا کہ شہر عجائب نگار مین سب مسلمان رہتے ہین مگر تقیہ مین ہین حکیم صاحب نے مجھسے کہا تھا کہ آج جو یہاں سیر جاؤگے تو طلسم کشا سے ملاقات ہوگی اُسکی رہبری کامل طور پر کرنا کہ طلسم کشا ہم تک پہونچے پھر جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اس صحرا مین کوئی راستہ نہین چلتا سواے آپ کے کوئی اس صحرا مین نہین آیا اس وجہ سے ہمنے پہچانا حکیم صاحب ہمہ دان و ہمہ گیر مین صاحب جاہ و توقیر ہین علوم حکماے اشراقین سابق کے عالم یہ اُنھین کے شعبدے ہین جو آپ دیکھ رہے ہین بقراط ثانی کی کیا حقیقت ہی کہ اُنکی دختر پر قبضہ کرے روبرو کلام کر آئے

اور کہا آئے کہ اس خیال سے در گذریے مگر وہ نہین مانتا رنج اُٹھائیگا آپ ایسا جلیل ہماری
نگاہ سے نہین گذرا دیر تک وہ کوتاہ قد نورالدہر سے کلام کیا کیا کہا کہ بسم اللہ منزل
مراد پر جائیے نورالدہر اُسی طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ نخل چنار ملا اُسکے سائے
مین ٹھہرے دیکھا تو ایک ضعیفہ ایک نوجوان عورت کا ہاتھ تھامے ہوئے آتی ہی قریب
نورالدہر کے آکر سلام کیا کہا کہ ای شاہزادۂ والا قدر آسمان جلالت کے بدر آج کی
شب مجھے سرفراز کیجیے وہ نوجوان عورت مُنھ پھیر کر کھڑی ہوئی نورالدہر توکل حال
سُن چکے تھے اُس بڑھیا کے ساتھ چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ شہر کا معلوم ہوا
چند آدمی کھڑے تھے وہ نورالدہر کو دیکھ کر بڑھے عرض کرتے تھے کہ ہمین سرفراز کیجے آج
ہمارے یہان مہمان رہیے ضعیفہ منع کرتی ہی کہ ای شہریار آپ مجھسے وعدہ کر چکے اور کی
مہمانی نہ قبول فرمائیے نورالدہر نے کسی کا کہنا نہ مانا ضعیفہ کے ساتھ شہر مین آئے دیکھا کہ
شہر آباد رعایا دلشاد ہر بازار مین کٹورہ کھنک رہا ہی نورالدہر جس طرف سے گذرتے ہین
دوکاندار اُٹھ اُٹھ کر سلام کرتے ہین تعریف حُسن وجمال مین مصروف ہین کہتے ہین کہ ای
عاقلۂ بالغہ تو بڑی صاحب نصیب ہی کہ یہ شہریار تیرے ساتھ برسم مہمانی جاتا ہی تجکو رشک
آتا ہی ضعیفہ ہنس کر خاموش ہو رہتی ہی کسی کو جواب نہین دیتی چوک مین جو آکر پہونچے دیکھا
کہ چوبدار اہتمام کر رہے ہین دوکانین بند کراتے ہین مردون کو سامنے سے ہٹاتے ہین
کہتے پھرتے ہین کہ یارو ادب سے رہو سواری ملکۂ عالم کی آتی ہی بعد تھوڑی دیر کے ضعیفہ
نے نورالدہر سے کہا کہ ایک گوشے مین ٹھہر جائیے نورالدہر ایک گوشے مین آکر ٹھہرے
چند شترسوار ہٹو بچو کہتے ہوے پیدا ہوے بعد اُسکے کچھ کہاریان ناظر بجکانے سامنے سے
گذرے اُسکے بعد دیکھا کہ ایک نقابدار جواہر پوش مرکب بادرفتار زیر ران پودسے پر
پنجۂ نگارین پڑا ہوا گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی جب قریب نورالدہر پہونچا تو چوبدار نے
بڑھ کر نورالدہر سے کہا کہ پردے مین ہو جائیے ضعیفہ نے کہا کہ میان مرد ہے صاحب
تمام بازار بند ہی کوئی مرد وعورت سامنے نہین ہی یہ میرے مہمان ہین انکو نہ ہٹاؤ کہ گھوڑا
نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا نقابدار نے ایک کوڑا گھوڑے پر مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا

اب جو زین پر اُترا بند نقاب چہرۂ زیبا سے ہٹ گیا نور الدہر کی نگاہ پڑی ملکہ نازک اندام
کو دیکھا ملکہ نے مسکرا کر بند نقاب کو درست کیا نور الدہر بڑھے کہ کچھ کلام کریں ملکہ نے
گھوڑے کو کوڑا مارا کہ گھوڑا سامنے سے گذر گیا نور الدہر بیقراری کرنے لگے فرماتے تھے
کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہے مجھے دکھائی ہی نظم

کوئی نامہ یا کوئی پیغام بھیج	ہون مین بے آرام کچھ آرام بھیج
تیرے در پر کب سے کرتا ہون سوال	عاشق آنکھون کا ہون دو بادام بھیج
ہجر مین کرنا عوض ای آسمان	وصل ہی جائے سحر اب شام بھیج
تا کجا پر خون رہے دل ای فلک	کوئی مینلا مے گلفام بھیج
ایک مدت رو چکین آنکھین لہو	نشے سے بھی سُرخ ہون اب جام بھیج
تیری کرتی جالی کی درکار ہے	بہر مرغان معانی دام بھیج
بھیجنا خط کا کیا اُس بُت نے ترک	اب خدایا موت کا پیغام بھیج
یا الٰہی ہو بہم عیش و معاش	ساتھ زر کے کوئی سیم اندام بھیج
آگیا ناسخ کو پیغام اجل	اب تو کوئی نامہ ای خودکام بھیج

نور الدہر نے قصد کیا کہ ہمراہ رکاب اس شہسوار کے دوڑا ہوا جاؤن بڑھیا نے
ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای شہریار یہ آپ کیا غضب کرتے ہین صبر کیجیے اور کنیز کے یہان چلیے
وہ نوجوان عورت جو ضعیفہ کے ساتھ تھی وہ تو کنیزون مین ملکہ کی مل کر چلی گئی شاہزادے
نے کہا کہ بڑی بی صاحب آپکی نواسی کیون ملکہ کے ساتھ چلی گئین ضعیفہ نے کہا کہ حضور وہ تو
انکی ملازم ہی وقت پر آئیگی اور آپکے واسطے یہ بہت خلاف ہی کہ ہمراہ رکاب دوڑتے ہوے
جائین صبر کیجیے جب ملاقات کا وقت آئیگا تو ملاقات ہو گی مگر دامن صبر دست استقلال سے
نہ چھوڑیے ضعیفہ نور الدہر کو ساتھ اپنے لے چلی جو سامنے آیا اُسنے جھک کر سلام کیا اور
ضعیفہ کی تعریفین کرنے لگا اور کہا کہ ای عاقلۂ بالغہ تمہارا بڑا مرتبہ ہی ایسا مہمان عزیز ملا
ضعیفہ نے لاتے لاتے نور الدہر کو ایک محلہ مین پہونچایا سب محلہ بھر کے دروازے کھلے
ہوے تھے ایک مکان مین قفل لگا تھا اُس ضعیفہ نے ازار بند سے کنجی کھولی قفل کو کھول کر

نورالدہر کو اندر لائی مکان نہایت آراستہ و پیراستہ تھا نورالدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا
چند کنیزین جو موجود تھین اُنسے حکم دیا کہ سامان دعوت کرو کنیزون نے سامان کرنا شروع کیا
کھانا وغیرہ تیار کیا پھر رات گئے عاقلۂ بالغہ نے دسترخوان بچھایا کہ نواسی عاقلہ کی
آئی نورالدہر نے بخاطر اُسکو اپنے قریب بٹھایا پوچھا کیا تم ملکۂ عالم کی خدمت مین گئی تھین
ملکہ کس کام مین مصروف ہین اُس نازنین نے ہنس کر جواب دیا کہ یہ وقت عیش و جشن ہی
جلسہ آراستہ ہوا ہم چلے آئے کہ ضعیفہ نے کہا خاصہ تیار ہی بسم اللہ نوش فرمائیے
نورالدہر خاصہ کھانے لگے بعد خاصہ نوش کرنے کے ضعیفہ نے جام شراب پیش کیا جب رات
زیادہ آئی ضعیفہ نے عرض کی کہ حضور اب آرام فرمائین نورالدہر چھپر کھٹ پر آئے مگر
اُس جوان لحیم شحیم کی وصیت یاد آئی نیند کب آتی ہی یاد اُس محبوب جانی کی بیقرار
کر رہی ہی ظاہر مین آنکھین بند ہین ضعیفہ بھی ایک چارپائی پر لیٹی کہ نواسی نے عرض کی کہ ای
نانی امان نیند نہین آتی کوئی کہانی کہو ضعیفہ نے کہا کہ ای نور نظر میرا دل خود
چاہتا ہی کہ کچھ ذکر کرون یہ کہکے ذکر نورالدہر کا شروع کیا کہ طلسم کشا مارے مارے
پھر رہے ہین آج قصد کیا تھا کہ ہمراہ رکاب جائین مگر مین نے روکا اب اُنکو مناسب یہ ہی
کہ باغ عجائب مین جائین شاید ملاقات ہو نورالدہر یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے
دبے پانوٴن مکان سے نکلے راستے کو طی کرتے ہوے اُس شب تیرہ و تار مین جاتے ہین دور
سے دیکھا کہ دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی دروازے پر خوب روشنی ہی چند
کنیزین ٹہل رہی ہین خیال مین گذرا کہ ظاہر ہوکر باغ مین چلون یقین ہی کہ ملکہ میرا انتظار
کر رہی ہونگی یہ سوچ کر اندر باغ کے چلے اور سامنے اُن کنیزون کے آئے کنیزون نے جھککر
سلام کیا اُن کنیزون نے نورالدہر کو گھیر لیا نورالدہر کو ساتھ لیکر اندر باغ کے آئین
دیکھا کہ باغ نہایت پُربہار ہی درخت سرسبز و شاداب نہرین لاجواب نورالدہر یہ تماشا
دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ وہی معشوقہ مسند پر بیٹھی ہی نورالدہر کو جو آتے
ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا نورالدہر کو معلوم ہوا کہ دولت
کونین ہاتھ آئی وہ نازنین نورالدہر کو لائی اور لاکر مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ [illegible]

بعد ادب آکر بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

آئنے سے ہی دوچار ای آئنہ رو آئنہ
مین ہون حیرت سے مقابل جسم سے تو آئنہ

سامنے شمشاد کے ہو جس طرح جو آئنہ
دیکھتا ہی اسطرح وہ سرو دلجو آئنہ

حسرت انجام سکندر کی اگر مجھسے سنے
چشم جوہر سے ابھی ٹپکائے آنسو آئنہ

عکس تیرا پڑ گیا رنگت ہوئی گلبرگ کی
ہوگیا مانند گل ای جان خوشبو آئنہ

دیر سے دیکھا نہین چشم سیاہ یار کو
جوش سودا سے بنا ہی چشم آہو آئنہ

باغ مین جو میرے خوش قد کے مقابل ہوگیا
سرو کی شرمندگی کو بن گئی جو آئنہ

ہوگیا ہی عکس تیرا کیا مسخر ای پری
سیکھ آیا ہی کسی ساحر سے جادو آئنہ

دل ہی اپنا ہوگیا کیا آگے تیرے آب آب
جب ہوا تیرے مقابل بن گیا جو آئنہ

جسطرف مین دیکھتا ہون آپ آتا ہون نظر
قصر ہستی مین لگا رکھا ہی ہر سو آئنہ

ہند مین پہونچا حلب سے طالب دیدار دوست
آدمی سے کم نہین کرتا تگاپو آئنہ

حسن محبوب الہی کا اثر ہی آج تک
عکس روے مہر سے بنتا ہی مہرو آئنہ

تیری زلفون کا تصور کون سے دلمین نہین
اب نظر آتا نہین دنیا مین بے جو آئنہ

یار اگر خودبین ہی ای ناسخ مبارک ہو تجھے
جلد بنجا جوش حیرانی سے اب تو آئنہ

یہ اشعار گا رہی ہی ملکہ چاہتی ہی کہ اس ہجران دیدہ و آفت کشیدہ سے باتین کرو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا چند کنیزین ایک تخت کوتل لیے ہوے آئین ملکہ اُن کنیزون کو دیکھ کر پریشان ہوگئین اُن کنیزون نے آکر ملکہ کو گھیر لیا اور کہا کہ چلیے آپ کو قدرت نے بلایا ہی اسنے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگی کہ ایک گوشے سے آواز آئی او طلسم کشا یہ بے ادبی کہ باغ مین ملکہ کے چلا آیا دیکھا نور الدہر نے کہ ایک پہلوان گینڈا اُڑائے ہوے آتا ہی نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا کئی ہاتھ تلوار کے پہلوان نے مارے نور الدہر نے تلوار پر سب وار روکے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس پہلوان کے اندھیرا ہوگیا ہوا زور سے چلنے لگی درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے نور الدہر

اُس آندھی کو دیکھ کر بیہوش ہو گئے بعد چند ساعت کے ہوشیار ہوے دیکھا نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ جلسہ ایک صحرائے ہولخیز مین ایک درخت کے سائے مین کھڑا ہون حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہوا ای نورالدہر بڑے غضب کی بات ہی کہ بقراط آٹھ پہر اسی فکر مین ہی آج تو اُسنے بجبر بلوایا دیکھیے کیا انجام ہو اس خیال مین کھڑے تھے کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی نوبت و نقارے کی آواز آئی نورالدہر حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شترسوار و سانڈنی سوار و چوبدار و پیادل بڑھے ہوے آتے ہین اُنکے بعد ایک حکیم وضع شیر و شکر کی پگڑی سر پر باندھے ہوے جامہ ایک سی ایک کلی کا پہنے ہوے کمر باندھے ایک تخت مرصع نگار کو کہار اُٹھائے ہوے وہ مرد حکیم وضع پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر بارہ چودہ ہزار رئیس و امیر پرے باندھے ہوے چوبدار آوازین لگاتے ہوے آئے اُس حکیم وضع نے بڑھ کر نورالدہر کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ بسم اللہ تخت پر سوار ہوجیے تمام اہل شہر آپکے عرصے سے مشتاق ہین آپ اس مقام پر یکہ و تنہا کھڑے ہین تشریف لے چلیے کل رؤسانے بھی بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار چلیے ہم لوگ کئی دن سے آپ کی زیارت کے مشتاق تھے کہ حضور تشریف لاوینگے آپ نے سرفراز نہ کیا ہم لوگ تلاش کرتے ہوے یہان آئے شکر ہی کہ آپ کو پایا یہ کہکر اُس حکیم نے بمنت و خوشامد نورالدہر کو تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجاتے ہوے لے چلے قریب در شہر کے جو پہونچے تو دیکھا جملہ دوکاندار و رئیسانِ شہر مشتاق کھڑے ہین نورالدہر کو دیکھکر برائے تسلیم خم ہوے سبھنے ہاتھ اُٹھاکر دعائین دین ہر ایک کا قول تھا کہ ای پروردگار اس شہریار کو اپنی حفظ و امان مین رکھنا نورالدہر دونون ہاتھون سے سب کے سلام لیتے ہوے اندر شہر کے آئے دیکھا کہ کوٹھون پر عورتین کھڑی ہین اور نظارۂ جمال کر رہی ہین ہر طرف سے یہی آواز آتی ہی کہ ای پروردگار اس شہریار کو مکر سے بقراط ثانی کے بچائیو وہ دن خدا کرے کہ ہمارا اسلام ظاہر ہو بالاعلان مسجدین بنین اور ہم لوگ روزہ نماز کرین خوف سے اُس ظالم کے تقیہ مین ہین ہر وقت جان و آبرو کا ڈر ہی دیکھین انجام کیا ہو ہر گلی و

کوچے سے یہی آوازین آتی ہین نور الدہر سب کا سلام لیتے ہوے قریب دارالامارۂ
شاہی کے پہونچے اُس حکیم وضع نے بڑھ کر دروازہ کھولا اندر سے قصر کے چند وزرا و
امرا ایک تاج لیکر باہر آئے چاہا کہ تاج سر پر نور الدہر کے رکھین نور الدہر نے انکار
کیا کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہمکو دعوی سپاہ گری ہی وزرا خاموش ہو رہے
ایک وزیر نے بڑھ کر عرض بھی کی کہ حضور تاجدار طلسم خیال سکندری ہین مگر جسپر بھی
نور الدہر نے عذر ہی کیا کہا کہ ہمارے جد عالی تبار نے کبھی یہ عہدہ نہین قبول کیا ہر چند
کہ سب ملک دادا جان کے نام ہین مگر تاجدار سعد بن قباد ہین ہم تاج کے مستحق نہین
انشاء اللہ تعالے وہ بھی اس طلسم مین تشریف لائین گے تخت حکومت پر بیٹھین گے حکیم نے
وزرا کو منع کیا کہ اب شاہزادے سے کچھ کلام نہ کرو یہ کہکر شاہزادے کو اندر دارالامارۂ
شاہی کے لایا دنگل یاقوت نگار بچھا تھا اُسپر نور الدہر آکر بیٹھے حکیم کرسی پر آکے بیٹھا گرد
تمام وزرا حکیم صاحب نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار اب غلام پر جلوے ہونگے
آج بقراط ثانی کو ثابت ہوگا کہ ارسطوے ثانی نے اسلام اپنا ظاہر کیا کل شہر
مسلمان ہی تھوڑے ہی عرصے مین کل جلسہ آراستہ ہوا نور الدہر نے دیکھا کہ وہ ضعیفہ جسکے
گھر مین مہمان تھا وہ اور اُسکی نواسی آراستگی جلسے مین مصروف ہی اور وہ پانچون کنیزین
جو اپنے گھر مین لے گئی تھین وہ بھی شریک جلسہ ہین نور الدہر نے ضعیفہ کو اشارے سے
قریب بلایا جب وہ ضعیفہ قریب آئی تو اُس سے پوچھا کہ ہمارے آنے کی ملکۂ عالم کو بھی خبر ہوئی
عاقلۂ بالغہ نے عرض کی کہ مین اب جا کر خبر کرتی ہون یہ کہکر عاقلۂ بالغہ چلی محل مین آئی
ملکہ سو کر اُٹھی ہین منھ دھو رہی ہین کہ عاقلۂ بالغہ نے آکر عرض کی کہ واری مبارک ہو
طلسم کشا تشریف لائے ہین والد نے آپ کے وکل شہر نے اسلام اپنا ظاہر کر دیا اب
یقین ہی مقابلے پڑین ملکہ نے سر پیٹ لیا کہا کہ قبلہ وکعبہ نے بڑا غضب کیا کہ ابھی لوح طلسم کی
حاصل نہین ہوئی اور اسلام اپنا ظاہر کر دیا بقراط ثانی بڑی کوشش کریگا دیکھیے کیا ہو مگر
مین تو چل کر دیکھون ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین چند کنیزین ہمراہ پر ملکہ بام پر آئین دیکھا کہ
نور الدہر دنگل پر جلوہ فرما ہین حکیم صاحب پہلو مین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ

اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

واعظا مسجد سے اب جاتے ہین میخانے کو ہم
پھینک کر خرقۂ وضو لیتے ہین پیمانے کو ہم

کیا گھس بیٹھے بھلا اُس شعلہ رو کے جسم پر
اپنے داغون سے جلا دیتے ہین پروانے کو ہم

تیرے آگے کہتے ہین گل کھول کر بازوے برگ
گلشن عالم سے ہین تیار اُڑ جانے کو ہم

کون کرتا ہی بتون کے آگے سجدہ زاہدا
سر کو دے مارکے توڑین گے بتخانے کو ہم

جب غزالون کی نظر آجاتی ہی چشم سیاہ
دشت مین کرتے ہین یاد اپنے سیہ خانے کو ہم

بوسۂ خالِ زنخدان سے شفا ہو گی ہمین
کیا کرینگے ای طبیب اس تیرے بہدانے کو ہم

باندھتے ہین اپنے دل مین زلف جانان کا خیال
اسطرح زنجیر پہناتے ہین دیوانے کو ہم

پنجۂ وحشت سے ہوتا ہی گریبان تار تار
دیکھتے ہین کاکل جانان مین جب شانے کو ہم

عقل کھو دی تھی جو ای ناسخ جنون عشق نے
آشنا سمجھا کیے اک عمر بیگانے کو ہم

وہ پانچون کنیزین کسی کام کے حیلے سے پشت پر نور الدہر کے آئین شانے پر ہاتھ رکھکر
اشارہ کیا نور الدہر نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ غرفہ کھلا ہی اُسمین وہ آفتاب طلعت ماہ
صورت بحسرت طرف نور الدہر کے دیکھ رہی ہی نور الدہر سے جو آنکھ چار ہوئی
ایک جوش محبت آیا بیقرار ہوکر ایک نعرہ کیا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
افسوس ہی کہ ہم تمہارے جمال سے بخوبی مشرف نہوے جب صحبت مین پہونچے ایک نہ ایک
انقلاب ہوا نور الدہر نے جو یہ پکار کر کہا حکیم نے سر اُٹھاکر جھڑکا اور کہا کہ او
شوخ چشم یہ کیا حرکت ہی ملکہ نے غرفہ بند کرلیا نور الدہر تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کے
قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے کہا کہ کیون حکیم یہ تونے کیا حرکت کی کہ معشوقہ نے غرفہ بند کرلیا
ایک نظر سے خوش گذرے کا موقع تھا وہ بھی تونے نہونے دیا نور الدہر تلوار کھینچ کر جو سر پر
حکیم کے آئے حکیم نے کچھ بڑبڑایا اور کہا کہ حضور بیٹھیے اسقدر غصہ نکیجیے اہل دربار سب
اُٹھ کھڑے ہوے نور الدہر کی آنکھون کے نیچے سے جو وہ صورت زیبا چھپی تاب صبر نہ رہی
چرخ کھاکر گرے بیہوش ہوگئے اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی تیغۂ برہنہ لیے ایک قریے مین
کھڑا ہون سامنے ایک دیر بنا ہی اُسمین تصویرین پتھر کی چوطرفہ رکھی ہین بیچ مین ایک تخت

جواہر کا بچھا ہی اُسپر ایک بت سونے کا بیٹھا ہی گھنٹ و ناقوس بج رہے ہین مگر وہ بت
سنہرہ آواز دے رہا ہی کہ ارے طلسم کشا کو پکڑلو چہار طرف سے قریے کے لوگ تلوارین
کھینچے ہوے آتے ہین اور غلغلہ کرتے ہین کہ طلسم کشا کو مارلو نورالدہر نے بڑھ کر ایک
سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا اُسپر سوار ہوے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بجیاد اے
نابکاران پُردغا نعرہ نورالدہر بن بدیع الزمان

بہ چشم نگون شد سر کافران ۔ ظفر بر یلانِ عرب یافتم
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم ۔ شہِ نوجوانان لقب یافتم
منم سر کوبِ لشکر کافران ۔ لقارا بیک دست برداشتم

نعرہ کرکے لڑنے لگے جس کے
ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے ہی عرصے مین مجمع منتشر ہوا افسر بھاگنے لگے
نورالدہر لڑتے ہوے سامنے دیر کے پہونچے گھنٹ نوازون اور ناقوس نوازون نے
بلوہ کیا نورالدہر اُنکے بیچ مین آگئے جون جون اُنکو قتل کرتے ہین وہ زیادہ ہوتے جاتے
ہین دو گھڑی کامل نورالدہر اُن سب سے لڑے مجمع کسی طرح کم نہین ہوتا اور زیادہ ہوا کہ
آسمان پر سے آواز آئی کہ ای شہریار مقام افسوس ہی کہ دوست کو دوست نہ جانا اپنے
بیگانے کو نہ پہچانا نورالدہر نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ارسطوے ثانی جو استقبال کرکے
لے گیا تھا ایک مرغ پرند پر سوار کہہ رہا ہی کہ سر اُٹھاکر طرف دست راست کے دیکھیے ایک
نخل انار ہی ہرچند کہ اُسمین انار بہت سے ہین مگر ایک انار کلان جو سر نخل کے ہی ان
لوگون سے نہ لڑیے اُس انار پر تیر ماریے تب یہ لوگ کم ہونگے بلکہ نابود ہو جائینگے مین
زیادہ ٹھہر نہین سکتا یہ کہکر حکیم تو نظرون سے غائب ہوے نورالدہر نے جو داہنی جانب
سر اُٹھاکر دیکھا اُسی صفت کا نخل پایا اور انار کلان بھی چوٹی پر پایا کمان کیانی دوش سے
اُتاری جب تیر بحر کمان مین پیوست کیا تو گھنٹ نواز و ناقوس نواز غل مچانے لگے اور کہنے لگے
کہ ای جوان اگر تو نے انار پر تیر مارا تو غضب ہوگا یہ تیر پلٹ کر تیرے ہی سینے پر پڑیگا یہ سنکر
نورالدہر رُک گئے کہ پہلو سے رونے کی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
قصر عالی بنا ہی اُسکے کوٹھے پر نازک اندام کفِ افسوس مل رہی ہین اور فرماتی ہین ہائے
افسوس صد ہزار افسوس کہ ہدایت اصلی سے یہ انکار دشمنون کے کہنے کا اعتبار ہی اے خدا

تیر مارئیے اگر یہ خطا کی تو گرفتار ہو جائیے گا نورالدہر نے پلٹ کر اُسی انار پر تیر مارا انار پر جو تیر پڑا انار پھٹا دانے منتشر ہوے جس گھنٹ نواز پر دانہ پڑا سر اُسکا پھٹ گیا جتنے دانے منتشر ہوے تھے وہ سب سرون پر گھنٹ نوازون اور ناقوس نوازون کے پڑے سبھونکے سر پھٹے اور جہنم واصل ہوے دور سے کچھ لوگ غلغلہ کر رہے تھے اُنکو یہ کپ ماتے ہین وہ سوئے کا بت جو تخت پر بیٹھا ہی وہ بھی غل مچا رہا ہی مثل انسان کے آواز دیتا ہی کہ ارے یارو طلسم کشا کو مار لو جب وہ آواز دیتا ہی تو کچھ لوگ گوشۂ قریہ سے پیدا ہوتے ہین اور نورالدہر پر بلوہ کرتے ہین نورالدہر اُنکو کپ ماتے ہین جس غول پر جا پڑتے ہین اُسے درہم دبرہم کر دیتے ہین نورالدہر لڑتے ہوے در دیر پر آئے دیر کے اندر قدم رکھا وہ بت تخت سے اُٹھا تیغہ پہلو مین رکھا تھا اُسے اُٹھا کر مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر گا نتھا بدلے مین جو ہاتھ مارا وہ بت تو تخت سے کود کر غائب ہوا تلوار پڑی تخت کٹا وہ بت سنگین اُٹھ اُٹھ کر بھاگے گوشۂ دیر مین جا کر غائب ہوے دیر مین سناٹا ہو گیا دیکھا جا بجا عمارتین گری پڑی ہین جہان چھپرون کی بستی تھی وہان آگ لگ گئی چھپر جل رہے ہین نورالدہر نے دیکھا کہ چہار طرف سے شعلۂ آتش نے گھیرا ہی گرمی بہت معلوم ہوتی ہی بلکہ یقین ہی کہ قریب ہے کہ جو چھپر جلین گے تو ہمین بھی صدمہ پہونچیگا بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت کو دفع کر نظم

ہست در دین نہ باشد نیست در دنیا شریک	واحدی و بیمثالی لایزالی لاشریک
نیست حکم لایزالت را علاقہ با سہیم +	نیست ذات بے مثالت را تعلق با شریک
ز شہان و سرفرازان و سران این جہان	کیست تا با تو کند در ہمسری دعوا شریک
مالکی و حاکمی و دائمی و قائمی +	ہیچ کس با تو نباشد دیگران مولا شریک

الغرض جو نورالدہر نے دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان نیزے ہاتھون مین لیے ہوے تلوار کھینچے ہوے آ کر پہونچے اُس پہلوان نے اشارہ کیا کہ اس جوان کو گھیر لو چہار طرف سے اُن نامردون نے نورالدہر کو گھیرا تلوار پڑنے لگی کہ دو مرتبہ پہاڑ سے صحرا سے گرد اُڑی

دیکھا کہ نقابدار جواہر پوش سات آٹھ سو نیزہ دار پشت پر وہین سے کہتا ہوا آیا کہ ای شہریار نہ گھبرائیے گا نور الدہر خوش ہوگئے کہ ملکہ مدد کو آئین نقابدار چمک چمک کے لڑنے لگا لڑتا بھڑتا قریب اُس پہلوان کے پہونچا اور وہ تیر اندازی کی کہ ہزار ہا خطا شعارون کو مارا جو مر کر گرا لاشہ غائب ہوگیا اُس پہلوان نے جو نقابدار کو قریب پایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس پہلوان کے وہ شعلے اور گرمی وغیرہ دفع ہوئی ساتھ والے اُس پہلوان کے بھاگنے لگے نقابدار نے جو دیکھا کہ لڑائی فتح ہوئی اپنے ساتھ والون کو کچھ آواز دی یا تو ساتھ والے لڑ رہے تھے یا سمٹ کر پشت پر نقابدار کے آئے نقابدار نے چاہا کہ سب کو ساتھ لیکر نکل جاؤن نور الدہر نے قریب آکر پہونچے پر ہاتھ ڈالا فرمایا کہ او نقابدار مین تیرے نام سے آگاہ ہونا چاہتا ہون نقابدار نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میرا نام یہی ہی کہ آپ کا خیرخواہ ہون نور الدہر کو اور زیادہ ایک محبت پیدا ہوئی باتین کرتے کرتے بند نقاب پر ہاتھ ڈال دیا نقاب جو چہرے سے اُٹھی نور الدہر نے دیکھا کہ ارسطوے ثانی ہی ارسطوے ثانی نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ ای شہریار آپ اپنے کو خود آفت مین پھنساتے ہین غلام کے طریقے کو ملاحظہ فرمایا اگر روبروے دیر نہ آکر خیرخواہی کرتا تو عمر بھر اگر آپ لڑتے تو گمنٹ نوازون پر فتحیاب نہ ہوتے وہ بڑھتے ہی جاتے تھوڑے ہی عرصے مین اسقدر ہجوم ہوتا کہ گاو زمین اُنکا بار نہ سنبھال سکتی پھر جو مین نے خیال کر کے دیکھا کہ آپ فوج مین پھنسے ہوے ہین تہمتن شیرسوار کی فوج سے اور آپ سے مقابلہ ہو رہا ہی غلام کو تاب نہ آئی آخر خود حاضر ہوا آپ کی مدد کی مگر میری کیا مجال تھی جو آپ کی مدد کرتا براے خدمتگزاری حاضر ہوا شکر ہی کہ آپ نے مہلت پائی لیکن آج غلام کا حال حضور نے کھول دیا بس اب تشریف لے چلیے سب آپکے مشتاق ہین اُس شوخ چشم کا جھڑکنا آپ پر شاق ہوا یہ جفا اُٹھائی اب آپ چل کر آرام سے بیٹھین تو مین لوح کی فکر کرون نور الدہر کو ساتھ لیکر حکیم صاحب چلے اُس قریے سے نکلے نور الدہر نے دیکھا کہ سامنے در شہر ہی اس عجائب وغرائب کو دیکھکر بہت حیران ہوے

سوچ کر یہ شعبدے حکیم صاحب کے ہین اہل شہر برائے استقبال آئے نور الدہر کو لا کر شہر مین داخل کیا اہل شہر نے دیکھا کہ نور الدہر مرکب باد رفتار پر سوار ہین حکیم صاحب مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب ہین سات سی جوان اہتمام سواری کا کرتے ہوے دار الامارہ پر لائے شاہزادہ دار الامارہ مین داخل ہوا اور دیکھا کہ اُسی طرح جلسہ جما ہوا ہی نور الدہر ذنگل یاقوت نگار پر آکر جلوہ فرما ہوے مگر عاقلۂ بالغہ کسی کام کے حیلے سے پشت پر آئی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ملکۂ عالم سے اطلاع کرون حضور جو اس جفا مین پھنسے ملکہ نے شب ہجر تڑپ تڑپکر کاٹی تصدق کرتی تھین کہ برائے مدد جاؤن حکیم صاحب نے کہا کہ ای نور نظر تم نہ جاؤ مین خود جاتا ہون تب ملکہ رنگین نور الدہر نے بعجت کہا کہ ای عاقلۂ بالغہ تم خود عقیل و فہیم ہو ملکۂ عالم سے اطلاع کرنا کہ آپ تامل فرمائین مین شب کو خود حاضر ہونگا عاقلۂ بالغہ نے کہا کہ بہت مناسب فرمایا حکیم صاحب نے اشارہ کیا کہ او عاقلہ کیا طلسم کشا سے باتین کرتی ہی گا اُن کو بُلا گا اُن فوراً حاضر ہوئی سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

وہ کاوش خار خار غم کی جو ای گلبدن بھولے
جسے دیکھا وہ دیوانہ ہی تیرا باغ عالم مین
ہو وے تکلیف تیر اصحف رد اُسکو ایمان کی
فسون پردازی شیرین زبانی میرے دلبر کی
نہین اسباب دنیا کون سا کشتی دنیا مین
گل رخسارۂ صیاد سے جو عشق کامل ہو
تماشا گوشہ گیری درشت غربت کا دکھاتی ہی
ہی اسد سے آتش دماہی مرد مومن ہون

تری بشاش صورت دیکھ کر رنج و محن بھولے
برنگ بوے گل پھرتے ہین مردم پیرہن بھولے
کہ اسد اکبر بت پرستی برہمن بھولے
کلام اسد حافظ سُن کے اُس بُت کا سخن بھولے
وہ اُٹھکر پہنے خلعت کو جو بیٹھا ہو کفن بھولے
قفس مین آشیانے کو ہوا مرغ چمن بھولے
وطن مین ہون مگر مجکو ہین یاران وطن بھولے
حواس خمسہ زائل ہون جو یا دبخت کا بھولے

پھر رات گئے حکیم صاحب نے جلسہ برخاست کیا دست بستہ عرض کی کہ خاصہ تیار رہی ہی نوش فرمائیے نور الدہر ہمراہ حکیم صاحب چلے ایک کمرے مین آکر دیکھا کہ دستر خوان آراستہ ہی نور الدہر نے ساتھ حکیم صاحب کے خاصہ نوش کیا دوسرے کمرے مین پھر کر

بچھا تھا اُسین لاکر عرض کی کہ آرام فرمائیے چار خدمتگار واسطے چپی کے چھوڑے نور الدہر جو پلنگ پر آکر لیٹے تصویر خیالی ملکہ کی آنکھون کے سامنے آکر پھری کروٹین لے رہے ہین دل مین خیال کرتے ہین کہ عاقلہ سے وعدہ کر چکا ہون اُسنے ضرور ملکہ سے اطلاع کی ہوگی ملکہ انتظار کر رہی ہونگی آخر خدمتگارون سے فرمایا کہ اب تم بھی جاکر آرام کرو ہماری نیند کا وقت ہی خدمتگار رخصت ہوے نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے لباس سیاہ زیب جسم کیا تلوار لیکر کمرے سے نکلے کمند مار کر قصر سے اُترے دیکھا شہر مین طلایہ پھر رہا ہی ایک طرف سے خود حکیم صاحب سوارون کو ساتھ لیے ہوے طلایہ دے رہے ہین صدا حاضر باش و ناظر باش بلند ہی نور الدہر نے جو حکیم صاحب کو طلایہ دیتے ہوے دیکھا بہت گھبرائے ایک کوچے سے ہو کر چلے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ کون جاتا ہی ذرا ٹھہر جا مگر نور الدہر نہ ٹھہرے اور نہ کچھ جواب دیا وہ سوار گھوڑا دوڑا کر قریب آیا للکار کر کہا کہ او دزد جواب نہین دیتا نور الدہر پلٹ پڑے اُسنے نیزہ مارا نور الدہر نے سنان بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ سوار کا چھین لیا جب نیزہ لے لیا تب اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار بھی چھین لی ٹانگ پکڑ کے سوار کو گھوڑے پر سے کھینچ لیا ایک لات ماری سوار کا سر پھٹ گیا اُس گھوڑے پر خود سوار ہوے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ اُس سوار کے ساتھ کے دس پانچ سوار آتے تھے اُنھون نے جانا کہ ہمارے ساتھ کا سوار آتا ہی پکارے کہ وہ دزد کس طرف گیا ای برادر ہمین بتاؤ ہم تم مل کر اُسے گرفتار کرین ایک سوار نے بڑھ کر جو صورت دیکھی پکار کر کہا کہ یارو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس جوان نے سوار کو مارا اسکو گھیر لو اُسکو مار کر گھوڑا چھین لایا ہی اُن سوارون نے نور الدہر پر بلوہ کیا ہڑ بڑ ہوا حکیم صاحب طلایہ دے رہے تھے گھوڑا اُٹھا کر دوڑ پڑے حکیم صاحب جو بڑھے دس بارہ ہزار سوار انکی پشت پر تھے سب لینا لینا کہہ کے دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی مگر نور الدہر کو شرم ہی کہ ایسا نہ ہو حکیم صاحب دیکھ لین نور الدہر لڑتے جاتے ہین اور طرف گلی کوچون کے متوجہ ہین چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن جس گلی کوچے مین جاتے ہین بلوہ سوارون کا ملتے ہین

ایک کوچے مین جو پہونچے تو دیکھا کہ ایک دروازے پر عاقلۂ بالغہ کھڑی ہی پکار رہی ہی کہ ای شہریار ادھر آئیے نور الدہر کو بہت غنیمت ہوا کہ ایسا نہ ہو حکیم صاحب مجکو دیکھ لین تو پوچھین گے کہ آپ شب کو کیون نکلے تو کیا جواب دونگا سکان مین عاقلہ کے چلے آئے مکان سے سُن رہے ہین کہ سوار و پیدل ڈھونڈھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ وہ دزد کدھر بھاگ گیا نور الدہر سُنا کیے تھوڑے عرصے مین ڈھونڈھ کر وہ سوار و پیدل چلے گئے نور الدہر نے عاقلۂ بالغہ سے کہا کہ ای ضعیفہ تیرا مجھپر احسان ہی عاقلۂ بالغہ نے کہا کہ آپ یہ نہین جانتے تھے کہ حکیم صاحب اپنے شہر کا خود انتظام کرتے ہین آپ شب کو کہان چلے تھے نور الدہر نے کہا کہ برا سے ملاقات ملکہ چلا تھا عاقلہ نے کہا کہ ای شہریار آپ یہ نہ سمجھے کہ اس بلوے سے کیونکر نکلونگا حکیم صاحب خود دیکھ رہے ہین نور الدہر نے کہا کہ مین سمجھا تھا کہ اپنے کو باغ مین ملکہ کے پہونچا دونگا وہ کنیزین کہ جنکا مین مہمان ہوا تھا وہ خدمت مین ملکہ کی موجود ہین ذکر کر چکی ہین یقین ہی کہ ملاقات ہو جائے ای عاقلۂ بالغہ مین اپنا حال کیا بیان کرون ابتو یہ کیفیت ہی نظم

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو
گر اٹھا سکتا پر نک کہربا مین کاہ کو

پست کیا ہستی مین ہون رکھتے ہین جو ہمت بلند
جانتا تھا نردبان عرش یوسف چاہ کو

کیا کسی ناچیز کو ناچیز ہم سمجھین بھلا
آنکھ پر رکھتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو

جو دنی ہین وہ بھی کرتے ہین جنھون نے سلوک
رس دیانت پر فلک دیتا ہی خرمن ماہ کو

کیا حسد سے چاک ہوتے ہین جگر مانند صبح
دیکھکر تابان کسی کے آفتاب جاہ کو

ٹھوکرین کھانے کو جلئے طور پر اب کیون کلیم
دیکھ پایا ہی صنم تیری تجلی گاہ کو

پست ہمت سے بچاتا ہی کوئی مال بخیل
زور سے اہل جہان لیتے ہین آب چاہ کو

شاخ گل سے ہی برنگ گل وہ طفل نی سوار
کہت گل کنتے ہین ہم گرد بازی گاہ کو

نقش پاے محتسب پلئے نہ رندونکا سُراغ
سر سے طی کرنا ہی لازم میکدے کی راہ کو

ہی خرابات جہان مین عام فیض می فروش
مستی می ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو

ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتی خدا کے گھر کی راہ
چاہتا ہون ان دنون ایسے بت گمراہ کو

حلقۂ آغوش سے اُس طفل بے جب کی گریز
کیون ہمارے حال سے رہتا ہی غافل ای صنم
ہون مین ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کیطرح
آدمی کو مبتلائے حرص کر دیتی ہی عقل
ہی دعا ناسخ بھلا دے یاد سے مجکو صنم

تیر من سمجھا بس اُسکے قامتِ کوتاہ کو
اپنے بندون سے نہین غفلت کبھی اللہ کو
آہ کرتا ہی فلک بھی سُنکے میری آہ کو
جانتے ہین مملکت اطفال بازی گاہ کو
یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

عاقلۂ بالغہ نے جو نورالدہر کو انتہا کا بیقرار پایا کہا کہ ای شہر یار مین کیا عرض کرون جو حضور کا حال ہی وہی ملکہ کی بھی کیفیت ہی ظاہر ہوا کہ دونون کی ایک صورت ہی آپ میرے ہمراہ چلیے جاکر ملکہ سے عرض کرونگی کہ شہریار بڑی جفا اُٹھا کر آئے ہین ملاقات اُنسے ضرور ہی نورالدہر یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوے عاقلۂ بالغہ نے دیکھا کہ نورالدہر کو انتہا کا جوش وخروش ہی نورالدہر کے ساتھ ہوئی عاقلہ آگے آگے نورالدہر اُسکی پشت پر جیسے ہی مکان سے عاقلہ کے نکلے کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان قوی تن وقوی من گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار سوار ضعیفہ کو دیکھکر للکارا کہ او ضعیفہ کہان جاتی ہی نورالدہر نے جو یہ آواز سُنی یقین ہوا کہ یہ تو ہمارا رقیب معلوم ہوتا ہی مگر وہ گرگدن سوار قریب عاقلہ کے پہونچا کہا کہ کیون ضعیفہ جواب نہین دیتی ضعیفہ نے کہا کہ تو کون ہی ہم کار ضروری کو جاتے ہین ایک سوار نے پکار کر کہا کہ ای شہریار ایک جوان پشت پر بھی آتا ہی اُس گرگدن سوار نے نیزہ مارا عاقلہ کے سینے کو توڑکر پار گذرا عاقلہ لہرا کر گری پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز نثار ہوئی نورالدہر جھپٹ کر آئے اُسنے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ تلوار کا مارا گرگدن سوار بھی جوان زبردست ہی تلوار کو تلوار پر لگا نتھا پھر گرگدن سوار نے ساتھ والون کو پکار کر آواز دی کہ ارے اس جوان کو مار لو سب جوان تلوارین کھینچ کر نورالدہر پر چلے نورالدہر بھی اُن سب پر جا پڑے چند کنیزان ملکہ کسی ضرورت کو نکلی تھین اُنھون نے جو دیکھا کہ عاقلۂ بالغہ پڑی تڑپ رہی ہی اور نورالدہر پر سوارون نے

بلوہ کیا ہی روتی ہوئی بھاگین آکر ملکہ سے اطلاع کی کہ عاقلہ تو مبارز گلشن جنان ہوئی
اور نور الدہر پر فوج کا بلوہ ہی میلاد خارہ شکن جو حضور کا منگیتر ہی اُسنے نور الدہر
کو گھیر لیا شاہزادہ اکیلا لڑ رہا ہی ملکہ بیقرار ہوگئین کہا کہ کیون صاحبو مہمان کو راہ مین
گھیر لیا ہی بس مجھپر واجب ہی کہ اُنکی مدد کو جاؤن سب نے عرض کی کہ کنیزین حاضر ہین ملکہ بادپا
پر سوار ہوئین سات سی کنیزین ہمراہ مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ ہوئین بہر وقت آکر پہونچین
رستے مین لاشہ عاقلہ کا پایا اور زیادہ غصہ بڑھا مادیان کو بڑھا کر اُس مقام پر آئین
کہ جہان ہمراہیان میلاد خارہ شکن نور الدہر کو گھیرے ہوئے ہی ملکہ نے آتے ہی
نعرہ کیا کہ یا شیدای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا نمک حرام مرصع پوش میلاد
نے پلٹ کر دیکھا ساتھ والون سے پکار کر آواز دی کہ یارو بیچلہ اس نقابدار کو مار لو یہ کہکر
گینڈا پھیرا نور الدہر نے دیکھا کہ میلاد طرف نقابدار کے جاتا ہی گھوڑے کو کوڑا
مار اک گھوڑا طرارہ بھر کے بمقابلۂ میلاد پہونچا میلاد نے جو ایک جوان آفتاب
جمال کو دیکھا حیران جمال محو دیدار ہوا پکار کر آواز دی کہ ای جوان حسین تو کیون مفت
مین اپنی جان دیتا ہی مین اپنی معشوقہ کی ملاقات کو جاتا ہون سالہا سال مجھپر گذرے
جفائے شب ہجر اُٹھاتے ہوئے اب مین نے سنا ہی کہ ملکہ کوہا [illegible] کہنا پر توجہ [illegible]
ہوا کہ ملکہ کو نکال لاؤن ایسا نہو کہ کوئی فتور پڑ جائے نور الدہر نے کہا کہ ای یاوہ گو
دار تو کرتب تجھپر حال کھلیگا اُس وقت تو نے جب اپنے کو کم زور پایا فوج سے اشارہ
کر دیا کہ اسکو گھیر کر مار لو اب یہ کہتا ہی یہ سُنکر میلاد نے پھر نیزہ مارا نور الدہر نے
نیزے کو اُسکے نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند ساعت
کے نور الدہر نے نیزہ میلاد کا نکالا میلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے
تلوار کو تلوار پر روکا اور ایک تیغہ کا مارا میلاد نے چاہا کہ کلائی پر ہاتھ ڈال دے دون
مگر تیغ برق مثال جو تڑپ کر گرا میلاد کے دو ٹکڑے ہوئے میلاد کے مرتے ہی اُس کی
فوج والے گھبرائے نور الدہر فوج پر جا پڑے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا سب نے
کمانین کاندھون سے اُتارین تیر بحر کمان مین پیوست کر کے مارے سان سی تیر جو ایکمرتبہ

چلے سات سی خطا شعار گھوڑون سے گرے ملکہ نے کنیزون کو پھر اشارہ کیا سب کنیزین نیزے پکڑ پکڑ کر فوج میلاد پر جا پڑین سات سی جوان نیزون سے گرائے پھر تلوارین کھینچین اُسمین بھی کچھ جوان قتل ہوے جب دو ہزار جوان مارے گئے سب بھاگے نور الدہر گھوڑا اُڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر آپ نے عین وقت پر مدد کی امیدوار ہون کہ نقاب چہرۂ زیبا سے ہٹایئے نام نامی بتایئے نقابدار نے کہا کہ آپ کس ضرورت مین نکلے تھے نور الدہر نے کہا کہ مین براے ملاقات ملکہ نازک اندام چلا تھا عاقلہ کا مارا جانا مجھپر ایسا شاق ہوا کہ مین نے اُسکے قاتل کو مارا یہ کہکر نور الدہر نے ہاتھ بڑھایا کہ نقاب چہرے سے اُلٹون ملکہ نے بازیان بیچھے ہٹائی گوشۂ نقاب جو چہرے سے اُٹھا معلوم ہوا کہ ٹکڑا ابر چہرے سے ہٹ گیا چاند نکل آیا نور الدہر نے جو جمال بیمثال دیکھا ہرچند کہ چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا تھرتھر کانپ کر گھوڑے سے گرے بیہوش ہو گئے ملکہ نے قصد کیا کہ گھوڑی سے اُترون سر اس جوان کا آغوش مین رکھلون کنیزون نے منع کیا مگر نور الدہر کی جو تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پایا دیکھا کہ مین دنگل یاقوت نگار پر بیٹھا ہون حکیم صاحب تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار بیٹھے ہین نور الدہر کو دیکھکر حکیم صاحب اپنے مقام سے اُٹھے دست بستہ عرض کی کہ آج حضور کو بہت مکدر پاتا ہون نور الدہر نے حجاب سے سر جھکا لیا شرم آئی کہ اُنسے کیا بیان کرون کہ جو معرکہ گذرا ہی جب حکیم صاحب نے کئی مرتبہ پوچھا نور الدہر نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا کہ کیا عرض کرون لائق عرض کرنے کے نہین ابتر یہ کیفیت ہے نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا	نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون	نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری	اجی آفت زدون کا پوچھنا کیا
نہ دو مجکو مبارکباد بے سود	بُری تقدیر والون کا بھلا کیا
یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی	بھلا مین نے قصور ایسا کیا کیا
کب اُس کوچے مین ٹھیریگی مری خاک	نہ ہوگا کوئی احسان ہوا کیا

امید اُس سے غلط سمجھا ہی اور دل
بڑھا کر ہاتھ لین اُنکو یہ مشکل
نہ گھبراؤ ابھی کروٹ نہ بدلو
یکیک تک پارسائی عاشقون سے
جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل
کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم
نہین ممکن کہ تجکو رحم آئے
معاذ اللہ گرہی تو جو انی
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی
نسیم آؤ ذرا تم بھی سُنو تو

ستمگر سے تمنائے وفا کیا
نصیب اپنے مبارک پھر دعا کیا
ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا
محبت ہی تو پھر ہے جیسے حیا کیا
مرے سینے مین اوظالم رہا کیا
کرینگے شکر تیرا ہم ادا کیا
وہ مین کیا اور میری التجا کیا
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
تعجب ہی یہ مجکو ہو گیا کیا
یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

حکیم صاحب نے ان اشعار کو سُنکر سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار آپ طلسم کشا ہین آپ کے بڑے مرتبے ہین ایک نقابدار گلگون پوش کہ اُسکو اپنی جرأت وزور کا بڑا دعوی ہی آپ کے مقابلے کا قصد کرتا ہی اگر حضور کا حکم ہو تو اُسکو طلب کرون اُسنے پیغام بھیجا تھا کہ طلسم کشا سے مقابلہ کرونگا نور الدہر نے پوچھا کہ تمنے کیا جواب دیا حکیم نے کہا کہ مجھے آپ سے دریافت کرنا تھا نور الدہر نے کہا کہ آپ کہلا بھیجیے کہ وہ نقابدار صاحب تشریف لائین مین مقابلے کو موجود ہون نور الدہر کو یہ حجاب ہی ایسا نہ ہو کہ حکیم صاحب کہین شب کا معاملہ پوچھین اور یہ بھی دل مین خیال کرتے ہین کہ ای نور الدہر یہ کیا ماجرا گذرا شب کو کہان تھے اور دن کو کہان آگئے افسوس ہی کہ اُس یار جانی و محبوب جادوانی سے ملاقات نہ ہوئی حکیم صاحب نے اُسی وقت ایک پرچہ اُٹھایا اُسپر لکھا کہ ای نقابدار بہادر طلسم کشا تمسے مقابلے کو آمادہ ہین تشریف لایئے ایک ملازم کو پرچہ دیا اور نور الدہر کا ہاتھ تھاما ایک گنبد تھا کہ اُسکو گنبد عرش فرسا کہتے تھے اُس پر لا کے نور الدہر کو بٹھایا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے گانا ہونے لگا ایک نازنین شوخ و شنگ یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

اثر رکھتے ہیں گلگون کی کیفیت کا ہستی پر
اُبھرنے مین حباب بحر کے اک جوش مستی ہی

دکھائی دیتے ہین ہندوی ہندو مجکو خالونسے
رُخ محبوب ہی یا نا مسلمانون کی بستی ہی

پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہی

وہ دہقانِ غریبِ سرزمینِ عشقبازی ہون
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہی

فرومایہ کی گردن خم فلک سے بھی نہین ہوتی
بھلا تیغ گلی کو بھی کہین دیکھا کہ کستی ہی

غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع مین
کوئی تصویر روتی ہی کوئی تصویر ہنستی ہی

نہین معلوم لذت کونسی رکھتا ہی زخم ایسی
نہایت روح آبِ تیغ کے خاطر ترستی ہی

نہین منظور بعد از مرگ پتھر اُسکی چھاتی پر
برہمن اسلیے مصروف کار بت پرستی ہی

ستارہ اپنا گردش مین ہی آتش اُسکی گردش سے
فلک کی تنگ چشمی ہی ہماری تنگدستی ہی

زیر گنبد صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا اپنی کیفیت دکھلا رہا ہی عروسان سبز پوش لباس
زمردنگار زیب جسم کیے اپنا ناز و کرشمہ دکھا رہی ہین نسیم عنبر شمیم کس ناز سے چلتی ہی ہر مرتبہ
یہی خیال ہی کہ رُخ گل پر گرد نہ پڑے شاخون کا پیچ و خم نرگس شہلا خوش چشم یاسمن سفید
پوش کو اپنی رعنائی کا جوش و خروش نور الدہر تماشا دیکھ رہے ہین کہ صحراے گرد اُڑی
دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش پشت مرکب باد رفتار پر سوار اور پشت پر بارہ ہزار
جوان نیزے سب کے ہاتھ مین گھوڑون کو چمکاتے ہوے زیر گنبد آکر ٹھہرا النور الدہر نے
قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہوکے زیر گنبد جاؤن حکیم صاحب نے دامن تھام لیا اور
کہا کہ ای شہریار یہ نقابدار بلاے روزگار ہی نور الدہر نے کہا کہ جناب حکیم صاحب آپ
ملاحظہ فرمائیے مین ابھی مشکین باندھکر لاتا ہون حکیم صاحب کسی طرح نور الدہر کو جانے
نہین دیتے نور الدہر ضد کر رہے ہین کہ مین براے مقابلہ ضرور جاؤنگا کہ دوسری طرف
سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش کرگدن مست پر سوار ساٹھ ہزار سوار
پشت پر آکر پہونچا آتے کے ساتھ ہی نعرہ کیا کہ منم نقابدار سیاہ پوش میرے خوف سے
رستم چادر کفن منہ پر ڈالکر گوشۂ قبر مین چھپا کوئی ایسا زیر فلک نہین پیدا ہوا کہ میرے
مقابلے مین آتا نقابدار گلگون پوش نے جو یہ آواز سُنی مرکب اپنا چمکایا اور اُسکے

نگاورزن ہوا کہا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور قضا تیری دامنگیر ہی یہی غرور تیرے
قتل کی تدبیر ہی نگاور جو چلی مرکب گلگون پوش تین قدم پیچھے ہٹا اور گرگین سیہ پوش
سات قدم پیچھے ہٹا نور الدہر نے کہا کہ ای حکیم صاحب حقیقت مین یہ نقابدار
گلگون پوش سپاہ گری مین طاق ہی سیہ پوش نے نیزہ مارا گلگون پوش نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا گلگون پوش نے نیزے کو نیزے
سے گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سیہ پوش کے نکل گیا سیہ پوش نے تیغے کے
قبضے پر ہاتھ ڈالدیا تیغہ جو کھینچا ثابت ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے بل کر کے نکلا نور الدہر
نے حکیم صاحب سے کہا کہ تیغہ سیہ پوش کا لنگردار و جوہردار ہی خدا نقابدار گلگون پوش
کو بچائے کہ سیہ پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا گلگون پوش نے مرکب اپنا بڑھا زیر
بغل آکر تلوار گانٹھی تلوار گانٹھ کر نعرہ کیا کہ او سیہ پوش دار مردان عالم کا قبول کر
یہ کہکر بچہ ہلالی چمکایا معلوم ہوا کہ ناگنی کیچلی جھاڑ کر نکلی خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ
تیغے کا مارا سیہ پوش نے گردا سپر فولادی کا چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ جو تڑپ کر گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوے جیسے ہی سپر کٹی سیہ پوش نے اپنی جان بچانے کو کلائی پر
نقابدار کے ہاتھ ڈالدیا گلگون پوش نے گریبان مین ہاتھ ڈالکر جھٹکا مارا
کہ گینڈا سیہ پوش کا بیٹھ گیا سیہ پوش نے کہ کلائی پکڑے ہوے تھا جھٹکا مارا کہ گھوڑا
گلگون پوش کا بھی بیٹھ گیا آخر دونون لپٹے ہوے زمین پر آگئے آپس مین کشتی ہونے لگی
مگر گلگون پوش بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی نور الدہر کہتے ہین کہ جناب
حکیم صاحب سیہ پوش مغلوب معلوم ہوتا ہی کس لطف سے گلگون پوش لڑ رہا
ہی مگر گلگون پوش ہر مقام پر جھٹکے مارتا ہی کہ سیہ پوش عاجز ہو رہا ہی ساتوین پیچ
پر گلگون پوش سیہ پوش کو لے دوڑا سیہ پوش چاہتا ہی کہ مُڑ کون نگردہ بُرا
وقت ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی سترہ قدم گلگون پوش سیہ پوش
کو لایا اُس مقام پر لاکر جھٹکا مارا کہ سیہ پوش کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے
گلگون پوش نے کمر زنجیر مین سیہ پوش کے ہاتھ ڈالا نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین

ٹھرائی زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین
سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا مگر سیہ پوش بجیت ہی ڈھیلی کرکے چٹ گرا اور
لوٹ مار کر بھاگا فوج کو آواز دی ساٹھ ہزار جوان گلگون پوش پر آ پڑے نقابدار
گلگون پوش تلوار کھینچ کر لڑنے لگا نور الدہر نے کہا کہ حکیم صاحب فوج گلگون پوش
بہت کم ہی اور فوج سیہ پوش بہت ہی اب گلگون پوش کی مدد کرنا چاہیے حکیم صاحب
نے نور الدہر کو پھر روکا کہا کہ حضور تماشا دیکھین گلگون پوش ان سب کو سمجھا دیگا
حقیقت مین گلگون پوش اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ پرے کے پرے پامال کر دیے
علمدار فوج علم زنگاری کی چھڑ بغل مین دبائے ہاتھی کو بڑھائے ہوے آتا تھا گلگون پوش
نے للکارا گھوڑے کو چمکایا اژدر جو کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر ہاتھی کی رکھدین
ہر مرتبہ نور الدہر قصد کرتے ہین کہ جاؤن مگر حکیم صاحب نہین جانے دیتے گلگون پوش
نے علمدار پر ہاتھ مارا مع علم علمدار کو قلم کیا سیہ پوش نے جو دور سے دیکھا کہ علمدار
مارا گیا سمجھا کہ یہ نشان شکست ہی فوج کے بھاگنے کا بندوبست ہی سیہ پوش لڑتا ہوا
قریب گلگون پوش پہونچا گلگون پوش نے مرکب کو اشارہ کیا مرکب بادرفتار نے اپنی
دونون ٹاپین مستک پر گینڈے کی رکھدین سیہ پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار
گلگون پوش نے تلوار کو تلوار پر گا نٹھا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا کہ سیہ پوش
گینڈے سے گرا گلگون پوش مرکب سے کود ا چھاتی پر سوار ہو کے کہا کہ شناخت
مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اور گلگون پوش نے نقاب بھی سیہ پوش کی نوچ ڈالی
سب نے دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو و تیرہ درون آہ کر رہا ہی لیکن سوال مذہب
سنکر جواب سخت دیا گلگون پوش سینے سے سیہ پوش کے اُٹھا ایک پاؤن اپنے
پاؤن کے نیچے دبایا ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑ کر ہکہ مارا مثل کرپاس کہنہ چیر کر
سیہ پوش کو پھینک دیا مارکر سیہ پوش کو گلگون پوش اُٹھا تلوار پکڑ کے سیہ پوش
کے لشکر پر جا پڑا لشکر کو قتل کرنا شروع کیا اہل لشکر نے جو افسر کو اپنے کشتہ پایا اور دیکھا
کہ نقابدار ہم سب کو پامال کر رہا ہی بمشکل اپنے افسر کی لاش اُٹھائی طرف صحرا کے

بھاگے اس جنگ مین تین پہر گذرے نقابدار تیغۂ خون آلود لیے ہوے زیر گنبد آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا صاحب میرے مقابلے مین آئیے ہر چند کہ مین ایک سردار سے لڑ چکا ہون نور الدہر نے جوابدیا کہ اب موقع آپ سے مقابلے کا نہین ہی ایک سردار سے تم لڑ چکے ہو اگر ہم زیر کرین گے تو تم عذر کروگے کہ ہم ایک سردار سے لڑ چکے تھے اگر زیر کیا تو کیا کمال کیا حکیم صاحب نے بھی پکار کر کہا ای نقابدار بہادر پلٹ جاؤ کل آنا آقا آج بھی مقابلے پر آمادہ ہین لیکن مین نے روک لیا اب کل آنا تمسے مقابلہ ہوگا نقابدار نے گھوڑا پھیرا فوج کو ساتھ لیکر جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا حکیم صاحب نور الدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے جلسہ آراستہ کیا دن بھر جلسہ رہا رات کو دسترخوان بچھوایا حکیم صاحب نے گائن کو حکم دیا گائن سامنے آکر بیٹھی ساتھ ناز و نیاز کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

اُٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا
ہوے خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا

یہانتک لاغری دیوانگی نے مجکو بخشی ہی
اُتر کر پانؤن کی بیڑی بنا ہی طوق گردن کا

مزے بینائی ذیا[illegible] جب نہ [illegible] کرتے ہین
کلیجہ منہ تک آجاتا ہی ناقوس برہمن کا

[illegible]دے غیر کی فریاد کر لیتے ہین جیسی بھی
کہ روح قالب ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت سپہر دوام کرتی ہی
کہ آنکھیں بند ہین منہ تک نہین دیکھا ہی گلشن کا

صیادی سینۂ بلبل مین دل سے ٹوٹ جانے کی
سحر کو دست گلچین سے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم سے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن بھی
رُلاتا ہی ہمین ہنس کر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون زیر خنجر بھی سکون کیونکر
سرے بالاے گردن بوجھ ہی دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو جاتا جو ای کافر مسلمانون کی گردن کا

مبارک باد کا انجام بھی آغاز ماتم ہی
چھری صیاد کی دیکھی جو منہ دیکھا تھا گلشن کا

نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہی
بشکل مہر چمکا نور مضمون طبع پُر فن کا

بعد جلسہ برخاست ہونے کے نور الدہر چھپر کھٹ پر آئے لیکن نیند نہین آئی یاد مین اس

محبوب جانی و یار جادو دانی کے تڑپ رہے ہین کبھی اٹھو بیٹھتے ہین کبھی لیٹ جاتے ہین جب بہت گھبراتے ہین تو اٹھکر ٹہلنے لگتے ہین چار خدمتگار کرسی پر تھے انکو رخصت کیا آپ لباس سیاہ پہن کر اُٹھے خیال ہین یہ ہی کہ باغ عجائب نگار مین ملکہ تشریف رکھتی ہونگی چل کے ملاقات کرون یہ سوچ کر سلاح جسم پر آراستہ کیے اُس قصر سے کمند مار کر نکلے طرف باغ کے چلے گلی کوچے طی کرتے ہوے جاتے ہین چند کوچے طی کیے تھے کہ ایک طرف سے قرنا کی آواز آئی نورالدہر نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ حکیم صاحب کئی ہزار جوانون کو ساتھ لیے ہوے طلایہ دیتے ہوے آتے ہین صداے حاضر باش و ناظر باش بلند ہی نورالدہر نے جو حکیم صاحب کو آتے ہوے دیکھا ایک کوچے مین مخفی ہوے جب حکیم صاحب نکل گئے تب نورالدہر طرف باغ کے چلے راہ کو طی کر کے سامنے باغ کے پہونچے باہر سے دیکھا کہ اندر باغ کے روشنی ہی دروازے پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین اب جو خیال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا وہی کنیزین ہین کہ جنھون نے ہمکو مہمان کیا تھا وہ کھڑی ہوئی طرف صحرا کے دیکھ رہی ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمارا انتظار کر رہی ہین نورالدہر قدم بڑھاکر سامنے آئے اُن کنیزون نے جو شاہزادیکو دیکھا طرف در باغ کے بھاگین یہان ملکہ وسط باغ مین بیٹھی ہین کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای ملکہ عالم طلسم کشا صاحب تشریف لائے ہین ملکہ نے کہا کہ مین خود براے استقبال چلتی ہون اُنھون نے شب کو تکلیف فرمائی ہین بہ اعزاز و اکرام اُنکو لاؤنگی آگے آگے ملکہ چلین پشت پر کئی سو کنیزین در باغ پر آکر ٹھہرین دیکھا کہ سامنے سے نورالدہر آتے ہین نورالدہر نے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ دروازے پر کھڑی ہین بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی واے سرور دان باغ محبوبی یہ مشتاق حاضر ہی نظم

چاندنی رات مین کھولون جو ترے خواب مین بند
عمر بھر آنکھ نہ ہو پھر شب مہتاب مین بند

شمع سان سوزش دل ہمنے کسی سے نہ کہی
رہگئی اپنی زبان محفل احباب مین بند

یار کے واسطے لکھون جو خط شوقیہ
یک قلم ہوئین سیہ سیکڑون القاب مین بند

ناز کرتا ہی وہ بت اپنے ہوا خواہون سے
برہمن ہوتے ہین دان خانہ قصاب مین بند

شیشہ خالی ہوا ساقی کہ مرا دم نکلا	روح مستانہ ہی مینائے مے ناب مین بند
روز وصل آئیگا آخر شب ہجران ہوگی	کام رہنے کا نہین عالم اسباب مین بند
رمزے کرتا ہی شاید کہ لگے ہین آتش	رگ گل سے قفس بلبل بیتاب مین بند

نورالدہر نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ نے مسکرا کے جواب دیا زیادہ نہ گھبرایئے
ماشاء اللہ کیا خوب آپ نے یہ اشعار پڑھے آپ کی فصاحت و بلاغت کا کیا پوچھنا آپ
فصیحان عرب کے فرزند ہین ایک عرصے سے آپ کی مشتاق تھی یقین تھا کہ آپ تشریف
لا دین گے نورالدہر نے دیکھا کہ مسکرا کے ملکہ نے جو یہ باتین کین سپیدی اور براقی
دانتون سے ایک برق گری کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا نورالدہر بڑھے کہ در
باغ تک جلدی پہونچون دس قدم کا فاصلہ در باغ سے باقی ہی کہ پہلوے باغ سے
آواز آئی کہ کیون او شوخ چشم مجھے تو یہ انکار اور مسلمان سے یہ اقرار دیکھ تجھے آکر
سزا دیتا ہون اور پھر یہ آواز آئی کہ او طلسم کشا تیری قضا لیکر آئی ہی نورالدہر نے
پلٹ کر دیکھا کہ ایک شترسوار پہلوے باغ سے پیدا ہوا تیغ برق تاب کھینچا ہوا ہاتھ مین
لیے سخت و سست کہتا ہوا نورالدہر نے جو دیکھا کہ وہ شترسوار قریب ملکہ کے جاتا ہی
للکار کر آواز دی کہ او بدزبان کیا بیہودہ بکتا ہی ادھر آ مجھ سے مقابلہ کر شترسوار شتر
بے مہار سے کود پڑا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم تمکو بھی آکر سزا دیتا ہون پہلے
انکو سمجھا لون پھر تمہین آکر سمجھاؤن تمنے بہت بری حرکت کی بلا تکلف باغ سے نکل آئین اور
سامنے مسلمان کے کھڑی ہو ملکہ نے نورالدہر کو اشارہ کیا نورالدہر جا پڑے اُس
جوان نے تیغ مارا نورالدہر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ جوان نورالدہر
سے لپٹ گیا اور نعرہ کیا کہ منم سرفیل شترسوار تجھ ایسے جوان بہت مارے ہین کیا مجال
ہی کہ اس حوالی مین کوئی بہادر رہ سکے تمہاری ہڈیان توڑ کر رکھ دونگا یہ کہکر نورالدہر
سے کشتی لڑنے لگا نورالدہر نے کشتی لڑتے لڑتے ملکہ کو پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ تم باغ مین
جاؤ در باغ پر کیون کھڑی ہو نامحرم کی نگاہ پڑتی ہی ملکہ بھاگ کر کوٹھے پر پہونچین وہان سے
تماشا جنگ کا دیکھنے لگین نورالدہر نے گردن پر سرفیل شترسوار کے ہاتھ رکھ کے

کہ مارا کہ سر زمین سے ملا دیا ملکہ ملاحظہ کر رہی ہین کہ نور الدہر لے دوڑے دس بارہ قدم
ریل کر لائے وہان پر لا کر کہ مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے لگے نور الدہر نے کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈال کر زور کیا اول زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین سینے تک لائے تیسرے زور مین
سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کندۂ زانو سے دبا کر فرمایا
او مغرور شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی شتر سوار نے جواب سخت دیا نور الدہر
نے سینے سے اُٹھ کر ایک پانون اپنے پانون سے دابا دوسرا پانون دونون ہاتھون سے
پکڑا اور ارادہ کیا کہ مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دون یکایک قرنا کی آواز کان مین آئی
نور الدہر نے دیکھا کہ حکیم صاحب آتے ہین بڑا حجاب ہوا پسینے پسینے ہوگئے اُس حجاب
مین ہاتھ سے پانون شتر سوار کا چھوٹا وہ تو ایک جانب بھاگا مگر نور الدہر نے جو
حکیم صاحب کو دیکھا اُدھر کوٹھے پر سے ملکہ نے آواز دی کہ ای شہریار ماشاء اللہ حریف
بھاگ گیا نور الدہر طرف شتر سوار کے دوڑے ایک مقام پر تختۂ سنگ پڑا تھا اُسکی
ٹھوکر لگی نور الدہر لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوگئے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے
اب جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پایا دیکھا کہ دربار جما ہوا ہی حکیم صاحب
تخت پہ بیٹھے ہین اور اپنے کو دنگل یاقوت نگار پر بیٹھے پایا حکیم صاحب نے پھر پوچھا کہ حضور
کا مزاج کیسا ہی نور الدہر نے کہا کہ فضل الٰہی شامل حال ہی نور الدہر حیران ہین کہ
یہ کیا معرکہ ہی جب قریب درباغ پہونچتا ہون ایک نہ ایک افتاد پڑ جاتی ہی یہ کیا معرکہ ہی
کہ اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پاتا ہون لوح محفوظ کو دیکھا گلے مین ہی حکیم صاحب
دمبدم شاہزادے کو شگفتہ کرتے ہین مگر نور الدہر خاموش بیٹھے ہین گائن سامنے بیٹھی
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی **نظم**

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر	پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر
شاخ گل پر سے کیا تھا بسکہ بلبل کو اسیر	ہاتھ پر صیاد نے جھلا لیا پر توڑ کر
پھوڑتا تیشے سے اپنا سر تھا کیون ای کوہکن	چھینا شیرین کو تھا پرویز کا سر توڑ کر
باز آیا فعل سے اپنی نہ بدمستی مین بھی	شیشے کو منہ سے لگایا مین نے ساغر توڑ کر

شیشے کو توڑا اگر تو نے لڑا کر جام سے | محتسب رکھدین تری گردن برابر توڑکر
آئنہ لیتا تو ہی وہ لاابالی دیکھنے | پھیر دیگا چار دن مین ای سکندر توڑکر
قید ہستی سے جو تنگ آتا ہون تو کہتا ہی دل | توڑیے دیوار کو زندان کی لنگر توڑکر
یاد آتے ہین ستم اُس سنگدل محبوب کے | توڑتا ہی دل مرا شیشے کو پتھر توڑکر
دیکھنے والا جو آرایش کا مجھسا اُٹھ گیا | پھینکدوگے ای حسینو تم یہ زیور توڑکر
دم فنا کرتا ہی آتش جنبش مژگان کا شوق | چھیدتے ہین دل رگ سودا یہ نشتر توڑکر

ہرچند کہ گانا ہو رہا ہی حکیم صاحب بھی باتون مین نورالدہر کو شگفتہ کرتے ہین مگر نورالدہر شگفتہ نہین ہوتے دل سے باتین کررہے ہین حکیم صاحب نے جو نورالدہر کو ملول و حزین پایا کہا چلیے گنبد عرش فرسا پر بیٹھیے نورالدہر اُٹھ کھڑے ہوے حکیم صاحب کے ساتھ آکر گنبد پر بیٹھے کہ صحرا سے گرد اڑی نورالدہر نے دیکھا کہ وہی جوان سرفیل شترسوار اونٹ پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان زیر گنبد آیا آکر آواز دی کہ واہ حکیم صاحب آپنے قدرت کے ساتھ خوب دشمنی کی کہ طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ دی سب حال ہمکو معلوم ہوے نورالدہر نے جو شترسوار کو دیکھا حکیم صاحب سے کہا کہ میرا مرکب منگائیے حکیم صاحب نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیے نقابدار گلگون پوش آتا ہوگا وہ اسکو جواب دے لیگا نورالدہر نے کہا کہ آپ کو کلمات سخت کہتا ہی ہمسے نہین سُنے جاتے اور یہ سمجھیا ملکۂ عالم کو بھی بدنام کرتا ہی حکیم صاحب نے بمنت نورالدہر کو بٹھایا کہ اتنے عرصے مین باغ کی طرف سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش مرکب بادرفتار پر سوار بارہ سو جوان پشت پر مگر سب نقابین چہرون پر ڈالے ہوے نقابدار آکر سامنے ٹھہرا کہ شترسوار نے پھر نعرہ کیا کہ منم سرفیل شترسوار اور پکار کر آواز دی کہ جناب حکیم صاحب یا تو کسی کو میرے مقابلے مین بھیجے یا خود آئیے اگر کوئی میرے مقابلے مین نہ آئیگا تو قصر کو پامال کردونگا نقابدار نے جو یہ آواز سُنی گھوڑے کو صف سے بڑھایا للکار کر آواز دی کہ او یاوہ گو کیا بیہودہ بکتا ہی خبردار سامنے سے ہٹ جا اُس جوان شترسوار نے کہا کہ او نقابدار تو کون ہی مین برائے مقابلۂ طلسم کشا آیا ہون نورالدہر نے چاہا کہ مین مقابلہ مین جاؤن

کر نقابدار نے فوراً پودھا باگ کالیا آپ سامنے سرفیل شتر سوار کے پہونچا کہا کہ او بیحیا کیا لاف و گزاف کرتا ہی سرفیل نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون سرفیل لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی نورالدہر بغور دیکھ رہے ہین کہ نقابدار عجب طور سے لڑرہا ہی سرفیل کو ہٹنے نہین دیتا کلائیان پکڑین اور ہکا مار دیا کبھی گردن تھامی اور ہکا مارا کہ سر زمین سے ملا دیا تیسرے ہکہ مین سرفیل کی کمر مین ہاتھ ڈالا زور جو کیا تیسرے زور مین سر سے بلند کرلیا چرخ دیگر زمین پر مارا اور شل کرپاس کنہ چیر کر پھینک دیا انھین بارہ ہی جوانون سے بارہ ہزار پر جا پڑا تھوڑے عرصے مین سب کو شکست دی تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے گنبد کے آیا کہا کہ ای طلسم کشا آج بھی ہمارے آپ کے مقابلہ موقوف رہا نورالدہر نے کہا کہ مین موجود ہون مگر آپ تھکے ماندے ہین ایسا نہ ہو کہ زیر ہونے پر آپ عذر کرین کہ مین ایک حریف سے لڑچکا تھا قوت مین فرق آگیا تھا نقابدار نے کہا کہ مردان عالم کہین تھکتے ہین یہ کیا جنگ تھی نورالدہر اٹھنے لگے حکیم صاحب نے دامن تھام لیا کہا کہ آپ آج کے روز تکلیف نکرین کل مقابلہ ہوجائیگا حقیقت مین آپ اگر غالب آدینگے تو نقابدار عذر کریگا مین نہین چاہتا کہ حضور بدنام ہون نقابدار کی شوکت آپ دیکھتے ہین نورالدہر نے کہا کہ یہ کیا شوکت ہی انشاء اللہ شوکت نمائی ہو گی نقابدار نے بھی دیکھا کہ حکیم صاحب نورالدہر کو روک رہے ہین مگر نورالدہر نہین رکتے فرماتے ہین کہ آج مین ضرور مقابلہ کرونگا آخر مرکب باد رفتار پر سوار ہوے گنبد سے نیچے اترے دیکھا کہ حقیقت مین سناٹا پڑا ہی نہ تو فوج ہی نہ نقابدار ہی اور نہ گنبد معلوم ہوتے ہین نورالدہر حیران کھڑے ہین کہ یہ نقابدار کہان گیا حکیم صاحب نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ کیون حیران ہین نقابدار چلا گیا اب کل مقابلہ ہوگا نورالدہر کو گھوڑے سے اتار لا کر گنبد پر بٹھایا ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ حضور کو مکدر پاتا ہون آپ کو کیا فکر ہی نورالدہر جواب نہین دیتے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک جوان تخت پر سوار کتاب کو دیکھتا ہوا بر گنبد آیا حکیم صاحب نے پکار کر آواز دی کہ کاہن صاحب آئیے شاہزادہ نورالدہر نے

نجم اختر شناس کو پہچانا فرمایا کہ ای برادر آؤ نجم تخت سے اُترا آگر قدم ہونکو نور الدہر
کے بوسہ دیا اور حکیم صاحب سے متوجہ ہوکر کہا کہ کیون جناب حکیم صاحب آپ طلسم کشا
کو بہت ستاتے ہین آخر اس سے کیا نفع حکیم صاحب نے کہا کہ ای کاہن تم حال سے
ہمارے آگاہ ہو کاہن نے کہا کہ اب مناسب یہ ہی کہ طلسم کشا کو راہ راست پر لگائیے
ایسا نہو کہ کوئی آفت برپا ہوجائے حکیم صاحب نے کہا کہ کل مین ضرور رہبری کرونگا
نجم اختر شناس نے شاہزادے سے عرض کی کہ اب غلام رخصت ہوتا ہی فقط برائے
ہدایت آیا تھا کہ حکیم صاحب کو سمجھادون کہ اس نشیب و فراز سے کیا نفع ہی حکیم صاحب نے
کہا کہ ای نجم اختر شناس مین بخوبی جانتا ہون کہ اگر طلسم کشا پر کوئی افتاد پڑی تو ہم
لوگ کدھر جاوینگے اور مین تمھارے حال سے بخوبی آگاہ ہون کہ کتاب قدیم تمھارے
پاس موجود ہی کوئی حال تمسے مخفی نہین رہ سکتا حقیقت مین عمر طلسم تمام ہوئی اس طلسم مین
کسی ساحر کا نام نہ رہیگا دیکھین اب لوح کیونکر ملے کاہن نے جواب دیا کہ یہ طلسم کشا ہین
صاحب اقبال ہین لوح کی تدبیر ہوجائیگی آپ کو فخر حاصل ہوچکا اب آپ کو کیا تامل ہی
جانبین بیقرار رہین آپ دونون مین کیون خلل کرتے ہین آپس مین ملاقات ہوجائے حکیم صاحب
سر جھکائے کھڑے رہے نجم نے عرصۂ دراز تک سمجھایا نور الدہر کو سلام کیا دست بستہ عرض کی
کہ غلام رخصت ہوتا ہی انشاء اللہ وقت پر حاضر ہونگا تدبیر لوح کی بھی صورت نکلے گی غلام کو
افسوس یہ ہی کہ شعلۂ جوالہ عاشق جمال بے مثال ہین نہین معلوم اُنپر کیا گذری کہ آپ تک
نہین آئین مین اُس وقت پر آؤنگا کہ جب آپ تلاش لوح مین چلینگے اُسوقت مین حاضر ہونگا
یہ کہکر تخت پر سوار ہوا اور روانہ ہوگیا حکیم صاحب نے کہا کہ حضور آپ میرے ساتھ چلین
چل کر مرحلہ شکست کیجیے نور الدہر حکیم صاحب کے ساتھ ہوے حکیم صاحب گنبد سے اُترے
نور الدہر کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے چلے کوس بھر راستہ طی کرکے ایک نخل چنار کے سامنے مین
اگر ٹھہرے ایک پرچہ کاغذ کمر سے نکال کر دیا کہا کہ یہ خیر خواہ رخصت ہوتا ہی بعد میرے
جانے کے اس کاغذ کو ملاحظہ فرمائیےگا جو حکم اسمین نکلے اُسپر کاربند ہوجیےگا مگر لوح محفوظ
سے ہوشیار رہیےگا یہ کہکر حکیم صاحب غائب ہوے نور الدہر نے کاغذ ملاحظہ کیا اُسمین

یہ نوشتہ پایا کہ یہ اسم پڑھ کر دیکھیے نور الدہر نے وہ اسم پڑھنا شروع کیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ چند طائر آکر نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر کلان جو ان سب کے بیچ مین تھا اُسکی زبان سے یہ اشعار عاشقانہ ظاہر ہوتے تھے نظم

دل سے یہ دم فکر ہی قول اپنی زبان کا
بے خون جگر کھائے نہین لطف بیان کا

عقدہ کھلے اُس گل کے جو غنچے سے دہان کا
موہوم سمجھتا ہون قصور اپنے گمان کا

شک ہی کمر یار کے اوپر رگ جان کا
کیسی رگ گل رشتۂ باریک کمان کا

مُنھ تمنے شب وصل ہی کسواسطے ڈھانکا
بیجا نکرو ناز یہ غمزہ ہی کمان کا

تشبیہ نہ دون ترے گیسوے رسا کو
اُترا ہوا چاند کہون ابرو کی کمان کا

لہرا کے نہ اُلجھے مژہ یار سے گیسو
سوزن نہین دی سکتی ہی زنجیر کا ٹانکا

فرقت مین تری صبر نہین ہو نیکا مجھسے
بوجھ اُٹھیگا سینے سے نہ اس سنگ گران کا

قد سرو ہی رخسارے ہین گل آنکھین ہین نرگس
رفتار مین عالم ہی تری باغ روان کا

غنچہ نہ دہن ہی نہ رگ گل وہ کمر ہی
اندیشۂ باطل ہی مرے وہم و گمان کا

پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہمسے
کیا حوصلہ ہی تنگ ترے تنگ دہان کا

بے مثل ہی یکتا ہی جو تصویر ہی اُسکی یہ
کھینچا ہوا اُسکا یہ مرقع ہی جہان کا

دنیا کے خرابے مین نہ گھر جسنے بنایا
جنت مین نہ نکلے گا جواب اُسکے مکان کا

سبا نیر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر
آخر مین دق اوّل مین مرض ہی خفقان کا

بنیاد فسادون کی ہی آغاز مین اسکے
انجام قیامت ہی جہان گذران کا

پیری مین جوانی کے گمان چھپے آتش
اب اپنی غزلخوانی ہی غل برگ خزان کا

نور الدہر نے جب یہ اشعار سُنے کاغذ دیا ہوا حکیم صاحب کا دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ اس نخل کو اُکھیڑو نور الدہر نے نخل پر جھپٹ کر داہنے بازو سے ہاتھ مارا کہ نخل چرچرایا دوسری جانب بھی ہاتھ مارا نخل اُڑ اُڑا کر گرا ایک نقب سی ظاہر ہوئی نور الدہر کاغذ دیکھنے لگے وہ طائر سب نخل سے اُڑے وہ طائر کلان بلندی پر آکر پکارا کہ ای طلسم کشا اسی غار مین

پھاند پڑے نورالدہر نے کچھ جان کا خوف نہ کیا بسم اللہ کہکے پھاند پڑے غلطان و پیچان اُس غار مین چلے بعد تھوڑے عرصے کے پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک صحرا ئے خطرناک ہے سائین سائین کی آواز آرہی ہے بونڈرے گرد کے براے تعظیم اُٹھتے ہین جب یہ قریب نہین جاتے تو ایک جانب چرخ مارتے ہوے روانہ ہوجاتے ہین کسی طرف سے شیر بھیڑیے کی آواز آتی ہے اور کسی طرف ہزارہا زاغ و زغن غل مچارہے ہین نورالدہر حیران ہین کہ کس مقام پُرہول پر گذر ہوا کاغذ کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ رہروی کرتے ہوے بائین پر جاؤ نورالدہر اُسی طرف چلے کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک جوان فیل سوار تنہا آتے ہے ہاتھی سے اُترا اُترکر نورالدہر کو سلام کیا عرض کی کہ حضور کس فکر مین کھڑے ہین آگے چلیے میرے غریب خانے کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائیے نورالدہر اُس جوان کے ساتھ چلے ہاتھی اُسی مقام پر کھڑا رہا کوس بھر راستہ ساتھ اُس جوان کے طے کیا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُس جوان نے کہا کہ باغ مین جائیے گُل و بلبل کا تماشا دیکھیے طبیعت کی فکرمندی مٹے نورالدہر طرف باغ کے چلے پلٹ کر دیکھا کہ وہ جوان غائب ہوگیا حیران ہوے کہ یہ شخص کون تھا اور کہان لاکر چھوڑ گیا دل مین سوچے کہ چلو چل کر باغ مین تماشاے قدرت باغبان قضا و قدر دیکھین یہ سوچکر اندر باغ کے آئے باغ بہشت آئین دیکھا روش پٹری سے آراستہ چمن مین ہر سو بہار نسیم عنبر شمیم اس روش سے چل رہی ہے کہ کیا مجال ہے گرد اُڑنے پائے غنچون کا چٹکنا ہوا کا سنکنا کوئل کی کوک پپیہے کا پی پی کہنا عجب سامان باغ مین نظر آیا بند قبا کھولدیے سیر دیکھتے ہوے جاتے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی اے شہریار غلام کو بچائیے شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی جوان فیل سوار ایک شیر سے مقابل ہوا ہے شیر چاہتا ہے کہ حملہ کرے یہ جوان بھاگتا پھرتا ہے اُس بیقراری مین نورالدہر کو پکاررہا ہے کہتا ہے کہ اے شہریار مین نے آپ کی رہبری کی راہ راست بتائی ورنہ آپ اُسی صحرا مین رہتے یہانتک کیونکر پہونچتے اس دشمن نے غلام کو گھیرا ہے نورالدہر جھپٹ پڑے اُس

شیر نے دونون پنجے مارے نورالدہر نے دونون کلائیان پکڑ کر نعرۂ اللہ اکبر کر کے
ایک گھونسا مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا اُس جوان نے قدمون کو نورالدہر کے بوسہ دیا
کہا کہ بے شک آپ طلسم کشا ہین اگر آپ براے مدد نہ آتے تو غلام کو یہ شیر جیتا نہ چھوڑتا
نورالدہر نے کہا کہ اس شیر کی کیا حقیقت تھی ہم شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین جوان یہ باتین
کر کے کہنے لگا کہ غلام رخصت ہوتا ہی نورالدہر نے کہا کہ اے برادر تم خیر خواہ معلوم ہوتے
ہو مگر اس باغ مین اور کوئی نہین معلوم ہوتا ہم اکیلے گھبرائین گے کیونکر بسر اوقات کرینگے
اُس جوان نے کہا کہ آپ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین آپ تنہا نہ رہین گے کوئی نہ
کوئی ہمدم آجائیگا شہریار کا دل بہلائیگا یہ کہکر وہ جوان ایک گوشے کی طرف روانہ ہوا
اور غائب ہو گیا وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی قریب چبوترے کے ایک نخل چنار ہی
نورالدہر اُسکی بیخ پر بیٹھے تماشا باغ کا دیکھ رہے ہین پھولون کی رعنائی عندلیبان
خوشنوا کی نغمہ سرائی پر نظر ہی کہ گوشۂ باغ سے پاؤن کی آہٹ معلوم ہوئی دیکھا کہ
چند حبشنین کچھ فرش وغیرہ لیکر آئین اُس چبوترے پر فرش بچھایا اُس پر مسند بچھا کر طرف گوشۂ
باغ کے بھاگین مگر جمال نورالدہر دیکھ کر آپس مین کہتی ہین کہ حقیقت مین کیا جوان خوشرو
ہی ایسے جوان خوشرو نگاہ سے نہین گذرے سطوت وصولت وجلالت مثل چاکران کمربستہ
ہمراہ ہی حسن خداداد جوانی کی اُمنگ سلاح جسم پر کس لطف سے آراستہ و پیراستہ ہین
نمونۂ قدرت پروردگار ہی حقیقت مین ماہ رخسار ہی یہ کہتی ہوئی وہ حبشنین غائب ہوئین کہ
ایک طائر نے آواز دی بی گلشن آرا و چمن پیرا و غنچۂ آرزو و ملکہ گلگرداب آؤ اپنا
جوبن دکھاؤ یہ سنتے ہی چار طرف سے باغ کے چار شاہزادیان لباس فاخرہ پہنے ہوے آئین
چار مسندین بچھی تھین چارون پر چارون شاہزادیان بیٹھین نورالدہر اُنکا جمال بیمثال
دیکھکر حیران ہو رہے ہین خیال ہی کہ دیکھین اب کیا گذرے کہ آپسمین دورۂ جام چلنے لگا
نشہ جو ہوا اُنمین سے ایک چمک کر اُٹھی ساز درست ہوے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

لبھاتا ہی نہایت دلکو خط رخسار جانان کا	گھسیٹے گا تجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا
روان رکھتا ہی خون آنکھ سے ہجر اک مہربان کا	شفق آلودہ رہتا ہی ہلال اپنے گریبان کا

یہی جو آتش حُسن بتان کی گرم جوشی ہی — جلا ہندو کے مردے کیطرح زندہ مسلمان کا
حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا — روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو — ہمارا محضر خون ہی ہر اک پاٹ اُسکے دامان کا
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت — نہ وہ ہم سنگ ہی لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا
لکھے ہین سرگذشت دلکے مضمون یک قلم ایسے — تماشا قتل گہ کا ہی مطالع میرے دیوان کا
بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُسنے — یقین ہی سیر خوری رتبہ گھٹو دیتی ہی مہمان کا
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہی — بنا ہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
عدم کو بازگشت روح ہی اکدن ہستی سے — ارادہ بند ہو اہی مصر سے یوسف کو کنعان کا
نہین کچھ دفتر گل ہی مین لکھی سرگذشت اسکی — شہادت نامۂ بلبل ہی ہر برگ گلستان کا
کیا ہی خانۂ زنجیر نے جو یا د صحرا کو — ہوا ہی دُور بین ہر ایک روزن میرے زندان کا
عظیم الشان کوئی کوئی رفیع القدر لکھتا ہی — بلند اقبال ہی یہ آستانہ تیرے ایوان کا
خط نورس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے — دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

جب رنگ گانے کا جما اور جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا جوش و نوشا نوش بلند ہوئی جسکا نام گلشن آرا ہی زیور جواہرات جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ اُٹھکر قریب نورالدہر کے آئی اول جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شہریار ملکہ نازک اندام نے پیغام بھیجا ہی کہ طلسم کشا کو ہمارا سلام محبت التیام دینا اور کہنا کہ کیون ای شہریار باغ عجائب مین آنا آپکو دشوار ہی ضرور تشریف لائیے اب تو اس جلسے مین تشریف رکھیے گانا سُنیے ایک آدھ جام نوش فرمائیے نورالدہر یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے اُس جلسے مین آکر بیٹھے ایک جام گلشن آرا نے انکو بھی دیا جیسے ہی شاہزادے نے جام نوش فرمایا سر پھرنے لگا تکیے پر سر رکھا آنکھ بند ہوئی عالم خواب مین دیکھا کہ وہ ہی محبوب جانی و یار جاودانی بالین پر استادہ ہی اور کہہ رہی ہی کہ ای شہریار افسوس ہی آپکو ہمارا بالکل خیال نہین جدائی کا ملال نہین ہم آپکے مشتاق ہین گلشن آرا نے پیغام دیا ہوگا مگر آپ نے کچھ توجہ نہ فرمائی اب ہمسے ملاقات نہ ہوگی ہم جاکر گوشۂ تنہائی مین بیٹھتے ہین اگر

یاد مین رو رو کے تمام عمر اپنی بسر کرین گے نظم

توڑ کر تار نگہ کا سلسلہ جاتا رہا	خاک ڈال آنکھوں مین سیری قافلہ جاتا رہا
کون سے دن ہاتھ مین آیا مرے دامان یار	اب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا
خار صحرا پر کسی نے تہمت دزدی نہ کی	پاؤن کا مجنون کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا
دوستو نے اسقدر صدمے ہوے ہین جان پر	دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا
جب اُٹھایا پاؤن آتش مثل آواز جرس	کس سون پیچھے چھوڑ کر کے قافلہ جاتا رہا

ہمکو تمہاری بڑی یاد ہی مگر مقام افسوس ہی کہ تمکو ہمارا بالکل خیال نہین گلشن آرا سے کہو وہ تم کو باغ مین ہمارے پہونچا دیگی نورالدہر نے چاہا کہ دامن تھام لون ملکہ جھک کر بڑھین نورالدہر چپکے کہ دامن تھام لون ٹھوکر لگی گرے آنکھ کُھلی گلشن آرا سے کہا کہ ای ملکہ گلشن آرا ہمپر کچھ احسان کردگی گلشن آرا نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ جو حکم ہو وہ بجالاؤن ہمارے بزرگون نے خبر دی تھی کہ ایک دن اس باغ مین طلسم کشا تشریف لائنگے ہمنے اپنی کنیزون سے کہدیا تھا کہ ہر روز یہان جلسہ ہوا کرے شکر خدا کا کرتے ہین کہ حضور کی زیارت سے مشرف ہوے آپ جو حکم کرین گے وہ بجالائین گے نورالدہر نے کہا کہ اتنی تکلیف کرو کہ ہمکو تا بہ باغ عجائب پہونچا دو ابھی مین نے خواب مین ملکہ کو دیکھا بہت شکایت فرماتی تھین مین نے وعدہ کیا ہی کہ مین ابھی حاضر ہوتا ہون اور یہ بھی فرمایا ہی کہ گلشن آرا رہبری کریگی گلشن آرا نے یہ سُنتے ہی شاہزادے کا ہاتھ تھام لیا اور اپنا ہاتھ دیوار باغ پر رکھا ہاتھ رکھتے ہی ایک طراقہ ہوا دیوار مین در پیدا ہوا گلشن آرا نورالدہر کو لیکر چلی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے دروازہ باغ کا دکھائی دیا چند کنیزین دروازے پر کھڑی تھین اُنھون نے جو دیکھا کہ آگے آگے گلشن آرا ہی اور عقب مین نورالدہر ایک کنیز بدحواس ہو کر بھاگی ملکہ مسند پر بیٹھی ہین کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی واری مبارک ہو ملکہ گلشن آرا حتمم باغ زنگار رنگ شاہزادے کو لیے ہوے آتی ہین یہ سُنکر ملکہ گھبرا گئین کہا کہ او ظالم تیرے کہنے کا مجکو اعتبار نہین آتا حکیم صاحب اپنے عجائب وغرائب اُنکو دکھا رہے ہین وہ کاہیکو یہانتک

آنے پائین گے کہ دوسری کنیز آئی اُسنے بھی یہی خبر سُنائی تیسری سنے بھی یہی آکر عرض کی
جب تینون کنیزون سے یہی خبر سُنائی تب ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین براے استقبال ملکہ
زر باغ پر جب آکر پہونچین پٹ پر ہاتھ رکھ کر دیکھنے لگین دیکھا کہ حقیقت مین طلسم کشا ساتھ
گلشن آرا کے آتے ہین بیقراری مین در باغ سے باہر نکل آئین بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار
تشریف لائیے نورالدہر نے جو ملکہ کو قریب دیکھا اور ملکہ نے ہنس کر کہا فرد رواق منظر
چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + نورالدہر نے جواب مین
کہا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی تمھاری شکایت جا ہے لیکن ہم نے
جب آنے کا قصد کیا کوئی نہ کوئی افتاد پڑی اور پھر اپنے کو دربار مین حکیم صاحب کے پایا
ملکہ نے کہا کہ مقام شکر ہے آج تو آپ یہان تک پہونچ گئے جس روز سے آپ طلسم مین آئے
راحت و آرام مین خلل پڑا رات کا سونا بالکل موقوف ہوا نیند کے لیے آنکھین ہماری
ترس گئین آب و دانہ بالکل موقوف ہوا ناچ گانے سے نفرت ہوئی ہر وقت یہی ذکر
رہتا ہے کہ طلسم کشا سے کیونکر ملاقات ہو نورالدہر شکایت پر سرنگون ہین مگر جواب
مین فرماتے ہین کہ آپ کی شکایت سر آنکھون پر ہے ای ملکۂ عالم مین نہایت مجبور ہون
ملکہ نورالدہر سے باتین کرتی ہوئی اندر باغ کے آئین کنیزین سب طرف سے دوڑین
نورالدہر کا استقبال کیا سب نے چہار طرف سے گھیر لیا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ
صاحبو مقام انصاف ہے ایسا حسین وجمیل جب آنکھون سے پنہان ہو تو کیونکر آرام آئے
ملکہ نے بڑا صبر کیا نہین معلوم حکیم صاحب کو کیا منظور ہے ملکہ نے پلٹ کر کنیزون سے کہا
کہ صاحبو یہ باتین نہ کرو ایسا نہ ہو کہ حکیم صاحب کو خبر ہو جائے تو پھر کوئی شعبدہ کرین
اُنکے شعبدون ہی کا باعث تھا کہ باغ زنگار رنگ تک جا کر پہونچے گلشن آرا یہانتک
لائی دونون عاشق و معشوق ایک جا بیٹھے ہین دونون کو محبت کا جوش غم دین و دنیا
فراموش تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ دو جادوگرنیان تخت
کو اُڑائے ہوے آتی ہین فوراً تخت لا کر اُتارا ایک عورت نے بڑھ کر ملکہ کو سلام کیا
کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین جیسے ہی قریب تخت آئین دونون

جادوگرنیان پٹ گئین ملکہ کو بجبر تخت پر سوار کیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ جادوگرنیان فرستادۂ ابقراط ثانی ہین اب کنیز کی زندگی دشوار ہی ملک عدم مین ملاقات ہوگی دنیا مین کب بات ہوگی اُس مردود کو خبر ہوگئی **نظم**

پڑھوں غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے　　رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
تڑپ تڑپ کے یہ کہتی تھی بلبل گلزار　　اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
پڑھوں مین قصۂ لیلی کو کیا بہ صوت بلند　　عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین بیدار
جو مے پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان　　بنائے تاک کے سائے تلے سبھو نکا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین　　کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار
بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل　　ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
غرض شہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر　　جو دیکھتا ہون تو اک قبر پر ہی نرگس زار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس　　تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا　　عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین　　پھر اُسکا قبر پر آخر ہو کسطرح سے گذار
مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی　　بزیر خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار

یہ صدا اُسن کر نورالدہر اور زیادہ بیقرار ہوے اُدھر جادوگرنیان بزور سحر تخت کو لیے جاتی ہین اُس وقت کی بیقراری ملکہ کی لائق گزارش کے نہین رنگ رو متغیر ہی خود متردد و متحیر ہین کبھی بہ نگاہ حسرت طرف شاہزادے کے دیکھتی ہین کبھی بیقراری کبھی اشکباری کبھی اپنے گرفتار ہوے کا غم کبھی شاہزادے کا الم نورالدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتار کر تیر بچر کمان مین پیوست کر کے ارادہ تیر قریب تخت نہ پہونچا تھا کہ یکایک برق چمکی اور آواز آئی کہ ای شہریار نہ گھبرائیے آپ کا تابعدار دو فرمانبردار آپہونچا منم نجم اختر شناس نورالدہر نے دیکھا کہ نجم چمکتا ہوا ظاہر ہوا آتے ہی ہاتھ ہلائے برق چمک کر گری کہ دونون جادوگرنیون کے سر اُڑ گئے نجم تڑپتا ہوا قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے رو کر کہا کہ بھتیا بڑا کام کیا یہ جو مجکو لیجاتین پاس ابقراط ثانی کے پہونچاتین وہ ملعون

طالب وصل ہوتا مین انکار کرتی تھین معلوم ہو وہ ملعون کیونکر پیش آتا یقین ہو یا حکم قتل دیتا یا
شاید قید کرتا نجم نے دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کے والد نامدار نے یہ عرصہ لگایا
ورنہ ابتک فکر لوح کی ہوگئی ہوتی اگر لوح دستیاب ہوجاتی تو بقراط ثانی بھی گھبرا جاتا
ادھر نور الدہر نے پکار کر کہا کہ ای نجم اختر شناس اگر احسان کیا ہے تو کامل طور پر کرو
تخت ملکہ کا زمین پر لاؤ نجم نے عرض کیا کہ غلام حاضر ہوتا ہے مین اسی فکر مین تھا کہ ایسے وقت
پر خدمت مین پہونچون کہ کوئی تیسرا نہ ہو سے کام بن آئے یہ کہا نجم نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا
چاہا کہ مائل بہ پستی ہون کہ ایک آواز مہیب آئی کہ باش اے نمک حرام ابھی تک تیرے
دل سے بغاوت نہین گئی مگر مجھ سے بچکے کہان جائیگا ایک تپنچہ کمر مین نجم کی پڑا اور ایک
تپنچہ کمر مین ملکہ کی نور الدہر نے دیکھا کہ خود بقراط ثانی ہے غصے سے کانپ رہا ہے
کہ پہلو سے نعرہ ہوا او مردود کیا مین تجکو جانے دونگا میری دختر کو کیون لیے جاتا ہے دیکھا
کہ حکیم صاحب ایک مرغ پر سوار اُسکو اُڑاتے ہوے آتے ہین بقراط ثانی کو دیکھ کر
تیغ کھینچا جھپٹ کر ہاتھ تیغ کا مارا بقراط ثانی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار حکیم صاحب
کی چھین لی پہلو سے سناٹا ہوا آواز آئی کہ یا خداوند ہم حاضر ہین جو حکم ہو بجالائین دیکھا
کہ دو پتلیان فولادی پیدا ہوئین اور حکیم صاحب سے لپٹ گئین اُن پتلیون کے ہاتھ مین
قفس ہائے آہنی تھے ایک قفس مین حکیم صاحب کو اور ایک قفس مین نجم کو اور ایک قفس
مین ملکہ کو بند کیا اور لے کر چلا نور الدہر دیکھ رہے ہین ایسی محبوب کا جدا ہونا دوست
کا چھٹنا بہت ناگوار ہوا بیقرار ہو کر آواز دی کہ او بقراط ثانی تیری سرکشی ظاہر ہوئی
مگر انشاء اللہ اسکا بدلہ تجھسے لونگا آخر کہان جائیگا بقراط ثانی کب جواب دیتا ہے اُسیطرح
اُڑتا ہوا چلا شاہزادہ نور الدہر بیقرار ہو کر پکارتے رہے کہ او بجیا کہان جائیگا نظم

پاتا ہون دہر کو تہی عدل و داد سے	خالی یہ کعبتین ہے نقش مراد سے
سودا ہے سب کو زلف گرہ گیر یار کا	دل بستگی ہے کافر خوش اعتقاد سے
زندہ نہ چھوڑے گی نگہ خشمگین یار	نیکی کی چشم داشت نہین بدنہاد سے
پار اُترین خاک بحر محبت کی کشتیان	طوفان نوح رہتا ہے باد مراد سے

شہرہ تمہارے حسن کا پہونچا ہی دور دور ــــ مکتوب شوق آئے ہین کس کس بلاد سے
زور آوری پہ اپنی نہ سرکش کرین غرور ــــ عاجز نہین خدا کا غضب قوم عاد سے
مرکر ملائی سرکشی نفس خاک مین ــــ کی جان تھوکے ہمنے فراغت جہاد سے
عاشق کے حال سے نہین معشوق بیخبر ــــ بندے کو بھولتا نہین اللہ یاد سے
دیوانہ ہو نہ دیکھکے دل حسن عارضی ــــ اچھا نہین ہی سابقہ بے اعتماد سے
واسطے مراد دلی کا ہون ملتجی ــــ سائل ہون مین فقیر کریم و جواد سے
جو کچھ کہ ہون مین خوب اُسے جانتا ہو دوست ــــ دشمن ہزار بد کہے میرے عناد سے
بیمار و درد مند کا احوال کھل گیا ــــ بیمار تندرست سے ناشاد شاد سے
ہنگامہ حسن و عشق کا یون ہی رہیگا گرم ــــ فتنے نہ باز آئینگے شر و فساد سے
مالوف یار مجھسے مین شیدائے یار ہون ــــ مشتاق ہمدگر ہین دو دل اتحاد سے
خون جگر سے پرورش شیر ہمنے کی ــــ فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے
دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا ــــ آتش نہ کم سمجھ اُسے ابن زیاد سے

پلٹ کر نورالدہر نے دیکھا کہ کنیزین سب بھاگ گئین باغ ہو کا مقام ہو گیا جہان عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی تھین اُن مقامات پر زاغ و زغن غل کر رہے ہین شاخون مین خم آگیا بار غم سے درخت جھک پڑے ہوائے گرم چلنے لگی نورالدہر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے اُس باغ ویران سے نکلے گریبان چاک کیا خاک منھ پر ملی جب باغ سے نکلے تو دیوارین باغ کی گر پڑین درخت لہرا کر گرے باغ بالکل ویران ہو گیا نورالدہر بن بدیع الزمان دل سے باتین کرتے ہین کہ جب وہ گل گلزار خوبی باغ مین نہین تو باغ کیونکر پر بہار رہے ویرانہ معلوم ہوتا ہی ظاہر ہوتا ہی کہ ہر نخل بہ اشک شبنم روتا ہی یہ دل سے باتین کرتے ہوے نورالدہر خاک اُڑاتے ہوے جاتے ہین کہین انسان کا نام نہین وہ ہی صحراے ویران لق و دق میدان کسی طرف جو غول معلوم ہوتے ہین نورالدہر تلوار کھینچ لیتے ہین حیران پریشان تیسرے دن ایک دشت مین پہونچے کہ نہایت سبزہ زار تھا گوشے پر دشت کے ایک تکیہ سا معلوم ہوا کچھ آدمی بھی اُسپر پھر رہے ہین نورالدہر نے کئی دن سے انسان کی صورت

نہ دیکھی تھی جرہ کر اُس بلندی پر آئے دیکھا کہ وہ مقام شہر خموشان ہی قبرین پختہ اور خام
بنی ہوئی ہین ایک مقام پر ایک حجرہ ہی اُسمین ایک درویش بیٹھا ہی نور الدہر نے
آکر اُس درویش سے صاحب سلامت کی وہ درویش اپنے مقام سے اُٹھا کہا بابا آؤ
یہ مقام فقیر ہی کسی کی ممانعت نہین نور الدہر نے کہا کہ شاہ صاحب مین چاہتا ہون آپکا
چیلہ بنون فقیر نے کہا کہ بابا فقیری بہت دشوار ہی تم مرد سپاہی معلوم ہوتے ہو ایسا نہو
کہ کسی پر غصہ کرو کئی سو میرے چیلے ہین سب شرفازادے ہین یہانسے پانچ کوس پر شہر ہی
بھیک مانگنے جاتے ہین شام کو آوینگے اُنسے ملاقات ہوگی نور الدہر نے کہا کہ جو
حکم دیجیے گا وہ بجالاؤنگا مین ترک دنیا کرتا ہون اُن یاران ہمدم سے چھوٹا کہ جنکا مثل و
نظیر نہ تھا سواے فقیر ہونے کے اور کوئی چارہ نہین یہ مقام خالی از غیر ہی اپنا بقیہ عمر
اسی مقام پر بسر کرینگے یہ کہکر نور الدہر نے ہتھیار کھولے ایک گوشے مین رکھدیے
تہمد باندھی اُسپر تسمہ کسا سامنے شاہ صاحب کے بیٹھ کر ہو حق کرنے لگے دن بھر اسی طور پر
گذرا دن قلیل باقی تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دو سو فقیر جھولیان بھرے ہوے آکر پہونچے
شاہ صاحب کے سامنے سب نے جھولیان رکھدین نشہ پانی کرنے لگے کوئی گانجا ملنے لگا
کسی نے کسی سے پکار کر کہا کہ بھائی ادہر آؤ آج یہ ٹرہ کشمیر کا ملا ہی ذرا اسپر دم مارو
اور کیفیت حاصل ہو ایک جیب کترا مٹی کے لوٹے مین شراب لایا چار مل کر بیٹھے اور
بجائے گزک کابلی سبزی رکھ لیے جام چلنے لگا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی جب
اُن فقیرون نے نشے پیے لبلاتے ہوے سامنے مرشد کے آئے کہا کہ اب کیا حُسن پرستی کا
ارادہ ہی یہ جوان خوبصورت کہانسے آیا ہی فقیرون مین اگر گھسا ہی ہم مین کیا مزہ پائیگا
شیر کھا کر لادینگے اس لومڑی کو بھی کھلائینگے ہرچند کہ شاہ صاحب منع کرتے ہین
ایک چپ رہتا ہی تو دوسرا آوازے کستا ہی نور الدہر خاموش بیٹھے ہین مگر کلیجہ خون
ہو رہا ہی وہ سب برا بانٹرایا کیے شاہ صاحب نے کہا کہ ارے یہ تمھارا بھائی ہی آج
چیلہ ہوا ہی سب نے کہا کہ یہ کیسا چیلہ ہی کہ ہمکو چاندہ نہین دیا معلوم ہوتا ہی بھوکون مرتا
تھا یہان آگھسا خیر ہم سب لوگ کچھ اسکو بھی دینگے کیا اُس سے عذر کرینگے اگر چیلہ ہوا ہی

تو ہمارے ساتھ چلے شہر مین بھیک مانگے داتا لوگون کی کڑی نرم سُنے تب ہم جانین
کہ فقیر ہی درنہ مرشد کے پہلو مین سوئیگا ہم تو مرشد کے خدمتگزار ہین مرشد کو اختیار ہی
جو چاہین کرین مرشد خاموش بیٹھے سُن رہے ہین نورالدہر کو نہایت قلق ہی کہ یہ
لوگ بڑے بدزبان معلوم ہوتے ہین ان مین کیونکر بسر ہوگی مگر اب تو جو کیا وہ کیا آخر
سب نے ایک ہی مقام پر بیٹھکر کھانا کھایا یہی ایک سے ایک کہا کیا کہ مرشد ہمارے
حُسن پرست ہین خوبصورت جوان کو دیکھکر پھسل پڑے چیلہ بنالیا نورالدہر خاموش
ہین مارے غصے کے کھانا بھی نہین کھایا صبح کو وہ سب تو جھولیان لے لیکر روانہ ہو گئے
اب جو سناٹا ہوا تو مرشد نے نورالدہر کو بُلاکر کہا کہ کیون بابا تم نے رات کی باتین
سُنین بہتر یہ ہی کہ تم بھی انکے ساتھ بھیک مانگنے جاؤ میرے پاس رقم لاکر جمع کیا کرو آٹھ
دس دن مین جو رقم جمع ہوجائے اُسکا چھانده کیا جائے سب کو کھانا دے تب کہین تم
انہین لموگے مگر کھانا کھاؤ شاہ صاحب نے سمجھا بجھاکر نورالدہر کو جو کچھ سوکھے ٹکڑے
رات کے رکھے ہوئے تھے دو چار لقمے کھلائے شام کو جو سب چیلے آئے شاہ صاحب
نے سب سے کہا کہ کل اپنے بھائی حسین شاہ کو بھی ساتھ لیجانا یہ تم سب کو چھانده
بھی دینگے سب فقیر خوش ہوگئے پاس نورالدہر کے آکر کہا کہ داتا حسین شاہ
کل ہمارے ساتھ چلنا بڑا شہر آبادی وہان خوب بھیک ملتی ہی یہ کہکر وہ سب نشہ پانی
پینے لگے نورالدہر بیٹھے دیکھا کیے صبح کو جب سب تیار ہوے تو ہر ایک نے قریب
شاہزادے کے آکر کہا کہ بھائی صاحب جھولی اُٹھاؤ نورالدہر نے جھولی اُٹھائی
اُن سب کے ساتھ چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ در شہر معلوم ہوا دیکھا سپاہی وغیرہ
دروازے پر بیٹھے ہین اُن سب کے ساتھ نورالدہر بھی شہر مین آئے وہ سب گلیون
مین گھس گئے مگر نورالدہر بازار مین آکر خاموش کھڑے ہوے جو سامنے سے نکلا
جھولی سامنے کردی زبان سے سوال کرنا نہین جانتے کسی نے روپیہ ڈال دیا کسی نے
دو روپئے ڈال دیے سوائے روپئے کے پیسہ کوئی نہین دیتا تھوڑے عرصے مین
روپیون سے وہ جھولی بھر گئی اب نورالدہر کو خیال آیا کہ تکیے پر چلین اور مرشد

ملاقات کریں کہ نقارے پر چوب پڑی کچھ شتر سوار ہٹو ہٹو کرتے ہوے سامنے آئے
نورالدہر بھی کنارے کھڑے ہوے خاک چہرے پر پڑی ہوئی سر برہنہ پا پیادہ
کھڑے ہین کہ سامنے سے محافۂ زرین پیدا ہوا ناظر بچکانے کہاریان بھاری لہنگے
پہنے ہوے اور مچھلیان سر پر لگی ہوئین ایک محافے کو گھیرے ہوے چلے آتے ہین بادشاہ
جو اس شہر کا ہی ملک نعمان تاجدار اُسکی بیٹی محافے مین سوار ہو کر اپنے باغ مین
جاتی ہی جب قریب نورالدہر کے محافہ پہونچا ہوا جو چلی پردہ اُٹھ گیا دخترشاہ کی
نگاہ نورالدہر پر پڑی بیقرار ہو گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا وزیرزادی برابر بیٹھی تھی
اُسنے پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم خیر تو ہی آپنے کیا دیکھا کہ رنگ رو متغیر ہو گیا ملکہ
نے کچھ جواب نہ دیا ناظرون نے پردہ پھر چھوڑ دیا نورالدہر جھولی لیے ہوے
پلٹے راہ مین بھائیون سے ملاقات ہوئی سب نے پوچھا کہ کیون حسین شاہ آج کیا
پایا نورالدہر نے جھولی دکھائی دیکھا سب نے جھولی مین روپے بھرے ہوے
ہین سب کہنے لگے کہ بھائی تو صاحب اقبال ہی سب شاہزادے کو ساتھ لیکر تکیے پر
آئے نورالدہر نے جھولی سامنے مرشد کے رکھدی مرشد بھی خوش ہو گئے اُسی دن
چھاندے کا سامان کیا خوب کھانا پکا فقیرون نے تن تن کے کھایا مگر ملکہ جو باغ مین آئین
وزیرزادی نے جلسہ آراستہ کیا ملکہ رونے لگین کہا کہ میرا کسی بات کو دل نہین
چاہتا جی چاہتا ہی کہ گوشے مین بیٹھ کر روؤن دل کو غم سے خالی کرون مگر دمبدم
غم و الم کی ترقی ہی کیا کہکر اب دلکو سمجھاؤن اصل مین یہ کیفیت ہی نظم

سالکِ راہ محبت کو پس و پیش نہین
مصلحت مین نہین مین عاقبت اندیش نہین

مصحفِ رو کی تلاوت ہی نہایت مشکل
اسمین ای قاریو زیر و زبر و پیش نہین

ناخن غم سے ترے ہجر مین ای رشکِ بہار
دل نہین وہ جو رُخ گل کیطرح ریش نہین

خون کو مومن دکا فر کے ہی جائز یہ کھتا
نیک اعمال ترا بندہ کا بدکیش نہین

شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کہلا
نوش چاہے جو زمانے مین تو بے نیش نہین

شہر مین پھرتے ہین وہ سیلِ حوادث کیطرح
کونسا گھر ہی خرابی جسے درپیش نہین

قید مذہب کی نہین حُسن پرستو کے لیے — کافرِ عشق ہون مین کوئی مرا کیش نہین
غیر کے ہاتھ نہ بیچین سگے ہم آئینۂ دل — یار جو چاہے سو دے قید کم و بیش نہین
نکہتِ گل ہی نہین جاے سے اپنے باہر — کون دیوانہ وہ تیرا ہی جو بے خویش نہین
خط نکلنے کی تمنا نہین آتش کو ترے — روے سادہ کا یہ عاشق ہی بداندیش نہین

وزیرزادی سے کہا کہ لونڈی بھی آپ کسی پر مائل ہوئین ملکہ نے کہا کہ ای گل چہرہ راہ
مین جبین مقام پر پردہ محلانے کا اُٹھ گیا تھا ایک فقیر کھڑا تھا اُسکے شعلۂ حُسن نے خرمن
قلب کو جلا دیا شب بھر نیند نہین آئی اگر ہو سکے تو کوئی صورت ملاقات کی نکالو ورنہ
مین تڑپ تڑپ کر جان دونگی وزیرزادی نے عرض کی بیرون شہر تکیہ ہی درویش ابدال
سب کا مرشد ہی اُنھین کا چیلہ وہ فقیر ہوگا ناظر کو بھیج کر کہلا بھیجیے کہ تمھارے سب چیلون
کی دعوت ہی جب وہ آوین تو اُنکو کھانا کھلوائیے چلتے وقت اُس فقیر کو روک لیجیے
یہ صورت ملاقات کی ہی ملکہ حُسن آرا کو یہ بات بہت پسند آئی ناظر کو بھیجا تکیے پر ناظر
نے جا کر درویش ابدال سے ملاقات کی کہا کل ملکۂ عالم نے آپ کی مع چیلون کے
دعوت کی ہی شام کو لیکر سب کو آئیے گا یہ سُنکر سب فقیر خوش ہو گئے مرشد نے نورالدہر
سے کہا کہ داتا یہ تمھاری اقبالمندی ہی کہ شاہزادی نے بلوایا کھانا بھی کھلائیگی کچھ
نقدی بھی دیگی ہمنے چھاندہ ایسا کیا کہ کسی چیلے نے ایسا نہ کیا تھا نورالدہر نے کہا
کہ آپ کی عنایت ہی شام کو ابدال نے سب چیلون کو ساتھ لیا نورالدہر کا ہاتھ
تھاما طرف مکان ملکہ کے چلے ملکہ جھروکے مین بیٹھی ہین خواصین براے انتظام
حاضر ہین ناظر بیکارے پھر رہے ہین کہ فقیرون کا سامنے سے جھروکے کے گذر ہوا
ملکہ کی جو نگاہ پڑی اور نورالدہر کو دیکھا کہا کہ ای وزیرزادی یہی ظالم ہی اسی نے
متاعِ صبر و شکیب کو لوٹا بقول شاعر فرد این ست کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را +
بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را + وزیرزادی نے بھی تعریفین کین کہا حقیقت مین
حضور جوہر شناس ہین ناظرون کو حکم دیا کہ ان سب کو کھانا کھلواؤ دس پانچ جلد نشین
درد سے ہو لنگا ہی تھین انکو حکم تھا کہ جب یہ لوگ اُٹھ جائین تو تم مین شاہ کو روک لینا

جب سب کھانا کھا چکے پانچ پانچ روپئے اور ایک ایک تہمد سب کو دی حکم ہوا کہ سب باہر جائیں فقیر مونچھوں پر تاؤ پھیرتے ہوے باہر نکلے جب نورالدہر باہر جانے لگے جبشنوں نے روکا شاہزادے نے ہر چند قصد کیا کہ نکل جاؤں مگر ان جبشنوں نے قدموں پر سر رکھ دیا اور جو دو چار فقیر ساتھ تھے انکو باہر نکال دیا نورالدہر کو سب جبشنیں باغ میں لائیں نورالدہر ہر چند غل مچاتے ہیں مگر کون سنتا ہی جب سامنے ملکہ کے وہ جبشنیں لائیں نورالدہر نے ایک معشوقہ حسین کو دیکھا حسن آرا نے کہا صاحب کیوں تڑپتے ہو یہ باغ رہنے کو ملیگا لباس فاخرہ پہنو پہلو میں آکر بیٹھو نورالدہر آکر بیٹھے خواصوں نے حمام کرایا لباس فاخرہ جو پہن کر آئے ملکہ حسن آرا اور زیادہ عاشق ہو گئیں صورت زیبا بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہیں ساقی بچوں کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدا اے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہونے لگی ایک گائن سامنے آکر بیٹھی یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

عید نوروز ہی عشرت کا سرانجام کریں
شیشے لبریز مے ہوش ربا جام کریں

باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کریں
سرو قمری کو عنادل کو گل انعام کریں

ہم فقیروں کو ہی دیوار کا سایہ کافی
خوش رہیں وہ کہ جو خسخانے میں آرام کریں

گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہوں سیر
کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بہت کام کریں

شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو
تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کریں

دوپہر گرمیوں کی لطف سے گذرے کیا خوب
ساتھ لیکر ہمیں خسخانے میں آرام کریں

کیونکر ان گیسوؤں سے جان بچے جو اے دل
جھٹکے زنجیر کے دیں کشمکش دام کریں

حسن نے جو دھوین کے چاند سی صورت دی ہی
کیا تماشا ہو جو وہ سیر لب بام کریں

غیرت آتی ہی ہمیں بوسے کا سائل ہوتے
حرکت یار سے کیا قابل دشنام کریں

کشش دل عمل حب کا اثر رکھتی ہی
چاہیے خود وہ ملاقات کا پیغام کریں

ہم تو کہتے ہیں وہ ہوگا جو خدا چاہیے گا
وہ یہ کہتے ہیں نجم جو کچھ احکام کریں

آتش آغاز محبت کا ہوا انجام بخیر
خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کریں

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملکہ بھی خوش بیٹھی ہین کنیزین کہہ رہی ہین کہ شادی مبارک ہو
خدا نے خوب معشوق دیا کہ اس عرصے مین ایک کنیز نے عرض کی دروازے پر شتر سوار
حاضر ہی نامہ لایا ہی ملکہ نے کہا کہ نامہ لے آؤ وہ نامہ آیا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ
پڑھو نامہ پڑھا گیا یہ مضمون اسمین طرف سے گلفام عنبرین موکے رقم تھا کہ ای ہمشیرہ
حسن آرا ہمنے جشن کیا ہی ہمکو سرفراز کرو اگر اس جلسے مین نہ آؤگی تو بہت پچھتاؤ گی
ہمکو یہ بھی منظور ہی کہ قیدیون کو قتل کرین ملکہ نے پشت پر جواب لکھا کہ ہم ضرور
آوینگے کنیزون سے کہا کہ شتر سوار کو انعام دو اور زبانی بھی ہماری طرف سے
کہدو کہ ہم ضرور آوینگے تحفے ایسے فقرے لکھے کہ دل کو مشبک کیا کنیزون نے جاکر
شتر سوار کو رخصت کیا نورالدہر نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہی یہ نامہ
کہانسے آیا حسن آرا نے کہا کہ ای صاحب انجم اختر شناس کاہن طلسم و معشوقۂ
طلسم کشا یعنے ملکہ نازک اندام غنچہ دہن دختر حکیم صاحب و حکیم صاحب خود حکیم
بقراط ثانی ہماری منہ بولی بہن یعنی گلفام عنبرین موکے پاس قید ہین مگر سُنا
ہی کہ گلفام کاہن پر عاشق ہوئی اُس سے سوال وصل کرتی تھی مگر کاہن نے انکار
کیا اب گلفام کو منظور ہی کہ ایک جلسے مین سب کو جمع کرون اور سب کے سامنے کاہن
سے سوال وصل کرون اگر کاہن منظور کرے تو بہتر ہی اور اگر نہ منظور کرے تو اُسکو
قتل کرون اِسی امر کا نامہ میرے پاس آیا ہی جادوگرنیان میرے پاس نوکر ہین وہ
تخت لے چلین گی نورالدہر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمکو بھی ساتھ لیچلو یہ سب ہماری
دوستی کے جرم مین قید ہوے ہین مین اُسی باغ سے آوارہ ہوکر آیا ہون درویش
ابدال کے یہان فقیر بن کے بیٹھا ترک دنیا کیا مگر آپ نے یہ محبت بلوایا آپ کی
وجہ سے یہ حال معلوم ہوا اقتضاے جرأت یہ نہین ہی کہ ہم اُس جلسے مین نہ جائین
اور کاہن وغیرہ کو نہ چھڑائین ملکہ نے کہا کہ ای شہریار گلفام بڑی ساحرۂ زبردست
ہی نورالدہر نے کہا کہ مجھپر سحر تاثیر نہ کریگا میرے پاس لوح محفوظ موجود ہی اُسپر
سحر تاثیر نہین کرتا مین بعد چندے کے فکر لوح کرونگا یہ کاہن جو شریک ہوا ہی یقین ہی

کہ نشان لوح بتائے تم جاؤ تو سہی ملکہ نے کہا کہ آپ کیونکر چھپین گے زنانہ لباس پہن لیجیے
زیر لباس سلاح رہین نورالدہر نے کہا کہ ایک مہربانی اور فرمائیے تکیے پر درویش
ابدال کے یہان ہمارے سلاح موجود ہین وہ منگوا دیجیے ملکہ نے ناظر کو بھیجا کہ جاکر
درویش سے کہنا کہ سلاح حسین شاہ کے دیدو ناظر یہ حکم لیکر تکیے پر پہونچا ابدال
یہ سنکر بیقرار ہو گیا کہنے لگا کہ ناظر صاحب یہ تو بتائیے کہ ہمارا حسین شاہ کہان ہی ناظر
نے جواب دیا کہ مجھے حسین شاہ کا حال نہین معلوم ملکۂ عالم نے سلاح مانگے ہین
جس وقت تم طلب کرو گے مین لادونگا درویش نے سلاح دیے ناظر نے لاکر پاس
نورالدہر کے پہونچائے مگر قضائے کار عیار نعمان شاہ یعنی سمندر رُسیک بکسی
ضرورت سے تکیے پر آیا درویش سے باتون مین معلوم ہوا کہ حسین شاہ کو ہم اپنے
ساتھ لے گئے تھے مکان مین ملکہ کے وہ غائب ہوا ہم لوگ رو پیٹ کر چلے آئے سمندر
یہ سنکر دوڑا ہوا پاس نعمان شاہ کے آیا کہا حضور وہ جو کاہنون نے خبر دی تھی کہ
تکیے پر سے آگ لگے گی وہ ہی آج ہوا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشائے آپ کی
صاحبزادی کے باغ مین داخلہ کیا سب فقیر کہتے ہین کہ ایسا حسین وجمیل جری وبہادر
نگاہ سے نہین گذرا اُسی کو ملکہ نے بلوایا ہی آپ جاکر باغ مین دریافت کرین نعمان
یہ سنکر گھوڑے پر سوار ہوا غصے مین اکیلا گھوڑا اُڑا کر چلا مصاحبون کو منع کیا کہ کوئی
میرے ساتھ نہ آئے در باغ پر نعمان تاجدار پہونچا ملکہ جانے کی تیاری کر رہی ہین
کہ کنیزون نے آکر عرض کی آپکے والد آتے ہین ملکہ گھبرا گئین نورالدہر نے کہا کہ
ملکہ نہ گھبراؤ آتے ہین تو آنے دو یہ ذکر تھا کہ نعمان تاجدار باغ مین گھس آیا غصے
مین کئی کنیزون کو قتل کیا نورالدہر کو دیکھکر آواز دی کہ او جوان ناموس شہنشاہی
مین تونے رخنہ اندازی کی گھوڑے سے کودا تیغہ کھینچ کر چلا نورالدہر آگے بڑھ آئے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا
چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارون نعمان تاجدار نے کہا کہ الامان نورالدہر نے
کہا امان بشرط ایمان نعمان تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوے کہا حضور

اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے نورالدہر نے کہا کہ مین طلسم کشا ہون جرأت
مین یکتا و فرزند صاحبقران سرکوب بقراط ثانی نعمان تاجدار نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ
ای نور نظر تمھاری وجہ سے دولت اسلام حاصل ہوئی ملکہ نے کہا کہ بادا جان گلفام
نے بلایا ہی کاہن وحکیم ارسطوے ثانی و نازک اندام غنچہ دہن اسی کی قید مین
ہین آپ بھی تشریف لے چلین تو اِنکا چلنا موزون ہوجائے اسپر نعمان تاجدار راضی
ہوے نورالدہر کو پہلو مین بٹھایا بیٹی کو بھی تخت پر بٹھالیا نورالدہر بن بدیع الزمان
کا نام نیاب راسے وزیر رکھا نورالدہر نے کہا کہ جب مین قیدیون کو نہ دیکھونگا پھر مجکو
تاب باقی نہ رہیگی نعمان تاجدار نے کہا کہ حضور تشریف لے چلین اتنا تامل کرین کہ
دیکھیے گلفام کاہن سے کیا کلام کرتی ہی پھر آپ کو اختیار ہی نورالدہر نے قبول کیا
کنیزین تخت اُڑا کر لے چلین نورالدہر تیغ بکف بیٹھے ہین اسی فکر مین ہین کہ چلکر کاہن
کو رہا کرون مگر حسن آرا نے کہدیا ہی کہ کئی ساحر زبردست وہان ہونگے اُن سب سے
جنگ کرنا ہوگی نورالدہر نے کہا کہ اگر دس ہزار جادوگر ہونگے تو مین اُن سے
سمجھ لونگا تخت اُڑتا ہوا آیا ایک باغ کے سر پر پہونچا وہان پر آکر تخت لہرایا کنیزون
نے تخت کو اُتارا گلفام نے جو نعمان تاجدار کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای عم نامدار
آئیے آپ کے آنے سے بڑی تقویت ہوئی ایک ظالم اظلم نے مجھے پریشان کیا ہی آپ
بھی ذرا حال سُنیے اور اُس جوان کو سمجھائیے کہ مجکو قبول کرے نعمان تاجدار نے کہا
کہ ای فرزند مین موجود ہون جو کہو وہ سمجھاؤن اُس گمراہ کو راہ پر لاؤن اگر نہ مانے
تو پھر تم کو اختیار ہی یہ ذکر تھا کہ تخت جادوگرنیون کے آنے لگے نظیر جادو آکر پہونچی
اُسکے بعد بشیر جادو آئی یہ بھی دونون آکر جلسے مین بیٹھین پھر ابر سیاہ اُٹھا سر باغ آکر
ٹھہرا یا سہیل جادو کہ بڑا جادوگر زبردست ہی وہ بھی آکر داخل محفل ہوا تو گلفام
نے اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوہنا ہوش و نوشا نوش
بلند ہی ایک گائن نہایت خوبصورت نام بی دولت یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

فکر مین مضمون عالی کے جو دل آمادہ ہو
دست بستہ بام پہ ہر سرو قد استادہ ہو

پھر بھی وقتِ فکر ہم باندھین حنائے دستِ یار
عشق پیدا کر سکے مستانہ آنکھون کا دلا
آستانِ دیر تک جاوے تو ای کعبہ نشین
عشق ہونے مین نہین ادنیٰ و اعلیٰ کی تمیز
آشنا چشم سخندان سے ہے میرا کلام
سبز پیراہن مین رنگ سرخ یون ہی یار کا
خار پیدا ہون نہ جس جا گل شگفتہ ہون وہین
بے ادب وادی مین اپنے پانون رکھ سکتے نہین
روسیہ دشمن عبث کرتا ہی میری پیروی
پانون رکھتا ہی جو آتش کو چھپا جا دین

لاکھو یہ مضمون رنگین پیش پا افتادہ ہو
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو
پردۂ باب صنم خانہ ترا سجادہ ہو
خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو
منزل مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو
جیسے مینائے زمرد گون مین گلگون بادہ ہو
آسمان اُسکو بنادون جو زمین افتادہ ہو
تار رہ نقش قلم ہو مار رہزن جادہ ہو
بندۂ زنگی بنا دوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو
زندگی سے ہاتھ دھو کر مرگ کا آمادہ ہو

گلفام سب کی خدمت کرتی ہی کسی کے آگے گلابی رکھتی ہی مگر جب قریب نعمان تاجدار آتی ہی جمال نورالدہر دیکھ کر تھراجاتی ہی کہتی ہی کہ ای ساحران غدار صاف صاف کتاب مین لکھا ہی کہ آج کے دن اس محفل مین طلسم کشا ضرور آویگا اس وقت تک تو کوئی طریقہ نہین معلوم ہوتا قدرت نے ذرا اسے کو میرے لکھ دیا مین نہایت ہوشیار ہون میری صحبت مین طلسم کشا کیا آسکتا ہی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ ہان صاحبو قیدیون کو لاؤ کنیزین قیدیون کو لینے چلین مگر گلفام نے کہا کہ ای نعمان تاجدار یہ جوان جو تمھارے پہلو مین بیٹھے ہین ہم اکثر تمھاری صحبت مین آئے مگر انکو کبھی نہین دیکھا انکا نام نامی کیا ہی جب انسے آنکھ ملتی ہی قلب کانپ اُٹھتا ہی مفصل بتاؤ نعمان نے کہا کہ یہ ہمارے قدیم ملازم وزیر اعظم ہین ہمیشہ دربار مین آتے ہین سب وزرا و امرا ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہین آج تُنے انکو ملکہ نہین پہچانا انکی ذات سے ہمکو بڑے بڑے فائدے حاصل ہوے سب وزرا و امرا طلسم کشا سے مل گئے تھے انھون نے سب کو پہچان کر نکالا انکا ہمپر سراسر احسان ہی اب مین دم بھر انکو ساتھ سے جدا نہین کرتا یہ سُن کر گلفام خاموش ہو رہی وہ جو دل مین کھٹکا پیدا ہوا تھا وہ دفع ہوا مگر پھر خیال آیا کہ قدرت نے

صاف صاف اپنی کتاب مین تحریر فرمایا ہی کہ آج کے دن طلسم کشا ضرور اس محفل مین آئیگا
مگر اُسکا ابتک کچھ ظہور نہ ہوا یہ سوچ کر خاموش ہو رہی کہ سامنے سے تینون کنیزین آگئین ایک
کے ہاتھ مین قفس حکیم صاحب اور ایک کے ہاتھ مین قفس نجم اختر شناس اور ایک قفس
ملکہ نازک اندام غنچہ دہن کا لیے ہوے مگر قفس کاہن کا بیچ محفل مین رکھا گیا اور
گلفام طرف کاہن کے متوجہ ہوئی سبھون سے کہا کہ صاحبو اسکو سمجھاؤ کہ یہ میرا وصل
قبول کرے شاید تم لوگون کے سمجھانے سے راہ پر آئے کئی دن سے مین اسکو سمجھا رہی
ہون مگر یہ نہین مانتا کاہن نے کہا کہ مین دل و جان سے اطاعت طلسم کشا مین مصروف
ہون یہ نہین ہو سکتا کہ اُنکے خلاف کوئی امر کرون گلفام اس بات پر بہت جھلائی اور کہا
جلادون کو بلاؤ اہل محفل سے متوجہ ہو کر کہا کہ مین جانتی ہون اسکے قتل کے بعد مین بھی
زندہ نہ رہونگی مجھے فراق اسکا ناگوار ہی ایسی ایسی باتین کرکے چلا کر آواز دی کہ او
نا منصف مقام افسوس ہی کہ مجھ ایسی معشوقہ کو نہین قبول کرتا بہت پچتائیگا مین سب
صاحبون پر ظاہر کرتی ہون کہ اسکو قتل کرکے مین بھی جان دونگی یہ سُنکر جادوگرنیان
اپنے اپنے مقام سے اُٹھین قریب قفس کاہن آئین سمجھانے لگین ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ ای نجم اختر شناس گلفام نے تمکو کیا تکلیف پہونچائی کہ اس عرصے مین جلاد نے
قریب آکر کاہن کو قفس سے نکالا گردن پر کوئلے کا خط کھینچا اور پکار کر آواز دی فرد
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست +
ای کاہن جو ملکۂ عالم کہتی ہین وہ قبول کرو ورنہ باعث خرابی ہی ملکۂ عالم کیسا کیسا عجز کرتی ہین
آخر جلاد نے خنجر چمکایا کاہن سمجھا کہ موت قریب ہی بیقرار ہو کر پکار اُٹھا کہ ای خالق
بے نیاز و ای رب کارساز مقام افسوس ہی کہ آقا نے میری ثابت قدمی نہ دیکھی نظم

ہست نور ذات واحد جلوہ گر شام و صباح	گاہ در شمس و گہے اندر قمر شام و صباح
طالب دیدار را از انقلاب روز و شب	می نماید چہرہ آن دلدار ہر شام و صباح
ذکر حق گویند ہر دم دام و دد وحش و طیور	حور و غلمان روز و شب جن و بشر شام و صباح
صنعت صناع اکبر دیدہ بکشا و ببین	کن ز نور معرفت روشن نظر شام و صباح

ہان درین دنیاے دون ضایع مکن عمر عزیز	بندگی کن در شب و در روز و در شام و صباح
کن عیان از آہ و سوزان سوز دل مانند برق	وار مثل ابر نیسان دیدہ تر شام و صباح

جلاد ہر مرتبہ تلوار کھینچ کر قریب آتا ہی مگر کاہن آنکھون سے اشارے سے منع کر رہا ہی نور الدہر
کو تاب باقی نہ رہی تلوار کھینچ کر اپنے مقام سے اُٹھے نعرہ کیا کہ با شیدای کافران بجیاوای نابکاران
بُرد غاکب تمکو زندہ چھوڑتا ہون منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان
بیت نظر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + نعرہ کرکے
جا پڑے جلاد کو مار کر چاہا کہ کاہن کو رہا کرون گلفام نے آواز دی کہ صاحبو تم سب اسکو
مار لو اگر کوئی رفیق یا شفیق انکا آجائیگا تو آفت برپا ہوگی سب جادوگرنیان اپنے اپنے مقام
سے اُٹھین کسی نے آگ برسائی کسی نے پانی کو زور دیا کسی کے سحر سے ہواے گرم چلی
کسی کے سحر سے برف برسی ہرچند کہ ساحرون نے سحر کیے مگر نور الدہر کے گلے مین لوح
پڑی ہی بسبب لوح محفوظ کے کسی کا سحر اثر نہین کرتا جسنے سحر کیا اُسکا سحر پلٹا اُسی کے سینے پر
پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گئی سب جادوگرنیان اسی طرح مرکر گرین نور الدہر نے بڑھکر
زبان سے کاہن کی سوزن نکالی سوزن جو زبان سے کاہن کے نکلی تڑپ کر اُٹھا اور
پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار لاکھو جانین حضور کے قدمون پر سے نثار ہین لیکن
ماشاء اللہ کس زور و شور سے پہونچے یہ امید نہ تھی کہ عین وقت پر آپ آجائین گے یہ کہکر
سحر کرنے لگا مگر فکر یہ ہی کہ کسی طرح ملکہ کو رہا کرون یا حکیم صاحب رہائی پائین تو سب
جادوگرنیون کو مشکل پڑے انکے شعبدے پر سحر نہین تاثیر کرتا انجم اختر شناس بھی دلمین
سوچ رہا ہی کہ ایسا نہ ہو آقاے نامدار کو یہ لوگ گرفتار کرلین کہ یکایک گلفام تڑپکر
بلند ہوئی اور پکار کر آواز دی کہان یارو طلسم کشا کو گھیر کر مار لو شامت میرا دل بھی
گواہی دیتا تھا کہ اسی رات کو صورت رہائی ان سب کی نکلے گی یہ کہتے ہی گلفام کے
ہر گوشے سے فوجین ساحرون کی پیدا ہوئین یہ دیکھتے ہی نور الدہر غولون پر جا پڑے
شیرانہ لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گلفام پکار رہی ہی کہ اے یارو تم

لوگ ساٹھ ستر ہزار ہو یہ دو کس ہین انکو گرفتار نہین کر سکتے اب جو گلفام نے خیال کر کے
دیکھا تو معلوم ہوا جو سحر کرتا ہی وہ سحر الٹ پلٹتا ہی اُسی جادوگر کے سینے پر پڑتا ہی پشت کو
توڑ کر پار گذرتا ہی کئی سو جادوگر نیان و جادوگر نامی و گرامی مر کر گرے آواز جو اُنکے
مرنے کی بلند ہوئی گلفام گھبرا گئی ساتھ دائیون سے کہنے لگی کہ صاحبو غضب ہوا جلد
طلسم کشا کو گرفتار کرو مین خوف سے کاہن کے زمین پر نہین جاتی اگر سامنا ہو گیا تو مشکل
پڑیگی کاہن ساحر زبردست ہی مدت سے طلسم مین رہتا ہی سب نیک و بد جانتا ہی ایسا
نہو کہ مجھ بدنصیب کو گرفتار کرے تو بڑی سختی سے قتل کریگا ہان صاحبو جلد طلسم کشا کو
گھیر کر قتل کر دو یہ سنکر سب جادوگر اور جادوگر نیان بڑھ بڑھ کر سحر کرنے لگین مگر کسی کا سحر
تاثیر نہین کرتا قضاے کار ملکہ شعلۂ جوالہ کہ اپنے آقاے نامدار کی تلاش مین نکلی تھی اس وقت
آکر پہونچی دور سے دیکھا کہ نورالدہر کئی ہزار ساحرون کے غول مین لڑ رہے ہین اور
ایک ساحرہ آسمان سے آگ برسا رہی ہی شعلۂ جوالہ تڑپ کر گلفام پر گری مگر گلفام
نے اپنے کو بچایا چک کر سامنا کیا شعلۂ جوالہ نے للکارا کہ او گلفام تیری بھی یہ مجال
ہوئی کہ مجھسے مقابلہ کرے قضا تیری دامنگیر ہی یہ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین دیکھا
کہ کئی سو جادوگر اور جادوگر نیان قتل ہوئین ای گلفام بھاگ جا یہ کہکر گولہ مارا گلفام نے
گولہ کاٹا جیسے ہی گولہ کٹا اُسمین سے دھوان نکلا کئی ہزار جادوگر نابینا ہو گئے اب تو
گلفام گھبرائی جی مین کہتی ہی کہ ای گلفام اسکا سحر سے گرفتار ہونا بہت دشوار ہی
ساحر بلوہ کرین تو شاید شعلۂ جوالہ کو گرفتار کرلین مگر نہایت دشوار ہی کرو کوشش
بالکل بیکار ہی مگر شعلۂ جوالہ نے جو آسمان سے پتھر برسائے کئی ہزار کے سر پھٹے سب
ساحرہ بدحواس ہو ہو کر بھاگنے لگے مگر ایک سنگ کلان سر پر گلفام کے بھی گرا کہ اُسکے
صدمے سے گلفام زمین پر آئی جیسے ہی زمین پر گری نورالدہر لڑتے ہوے قریب گلفام
کے پہونچے چاہا کہ جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارون گلفام نے زمین پر دو ہتھڑ مارا ایک
پہلوان قوی تن و قوی من للکار کر نورالدہر پر آپڑا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے
لوح محفوظ کو جنبش دی عکس جو لوح محفوظ کا پڑا وہ جوان مثل قطرۂ آب کیک زمین مین

جذب ہوگیا گلفام نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ پہلوان غائب ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای
شیران شیر سر آکر طلسم کشا کو کھالے صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک شیر سوار تلوار ہاتھ
مین لیے ہوے پیدا ہوا شیر کو اڑاتا ہوا نزدیک شیر بیشۂ صاحبقرانی کے آیا للکارا
کہ کیون طلسم کشا کیا تیری قضا دامنگیر ہی یہ کہکر شیر سوار گرایا مثل مرکب کے شیر کو
مہمیز کرنے لگا جب شیر کو پسینہ آیا تو گلفام گھبرائی جی مین کہتی ہی کہ ای گلفام یہ
اقبال مندی طلسم کشا کی ظاہر ہوتی ہی شیر کے جسم سے پسینہ نکلنا باعث خرابی ہی دیکھیے
کیا ہو مگر شیر سوار نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے وار
اسکا روک کر تلوار جو چمکائی شیر سوار نے سر آگے کردیا برق شمشیر جو تڑپ کے گری
شیر سوار کے سر پر زخم آیا خون سر سے بہنے لگا نور الدہر نے قریب آکر عکس لوح کا
ڈالا عکس لوح محفوظ کا پڑتے ہی ایک دناتا ہوا شیر مع شیر سوار کے غائب ہوگیا ادھر
گلفام بہت گھبرائی زمین پر گر کے تڑپی مگر شعلہ جوالہ نے اس عرصے مین قفس ملکہ
نازک اندام توڑا نازک اندام رہا ہوئین پلٹ کر حکیم صاحب کو بھی رہا کردیا
جب حکیم صاحب چھوٹے تو چھوٹتے ہی ایک دستک دی کہ ہوا سے تند چلی سب
ساحر سر ٹکرانے لگے غول کے غول غل مچاتے پھرتے ہین ایک کو ایک پکارتا ہی کچھ
طائر ہوا پر اڑ رہے ہین پروں سے سر پیٹتے ہین منقارین لگا کر یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

نالۂ دل سوز نے پھونکا دلِ بیتاب کو　عشق کی آتش نے کشتہ کر دیا سیماب کو
ہجر پیغامِ اجل ہی عاشقِ بیتاب کو　زندہ دیکھا ہی نہین ہی ماہیِ بے آب کو
عالمِ حسن جوانی قدرتِ اللہ ہی　چودھوین شب کوئی دیکھے صورتِ مہتاب کو
نیم جانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا　کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب کو
ہجر کی شب کی مصیبت کسطرح تحریر ہو　جمع کرسکتا نہین کوئی پریشان خواب کو
جان کھوئی حسرتِ آبِ دمِ شمشیر مین　طی کیا ہمت نے میری منزلِ بے آب کو
پست فطرت کو ہمیشہ سربلندو سے ہی لاگ　زلزلہ ڈھاتا ہی دیوار و در و محراب کو
امن مین رکھتی ہی جور چرخ سے وارفتگی　منزلِ رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو

کیا نفاق انگیز ہمجنسان ہوائے دہر ہے	نیند اُڑ جاتی ہے سُنتے سے نفیر خواب کو
روز و شب رونا ہے آتش خفگان کی یاد میں	عمر بھر آنکھیں نہ بھولیں صورت احباب کو

سے ٹکرانے پھرتے ہیں جب گلفام نے دیکھا کہ حکیم صاحب کے شعبدے نے ہزار ووت
ساحروں کو دیوانہ بنا دیا گلفام نے ایک ساحرہ موسوم بہ نظیر جادو کو کہ لڑتی ہوئی
آتی تھی پکار کر آواز دی ہاں نظیر شعلۂ جوالہ کو لینا نظیر جادو نے بھی شعلۂ جوالہ
کو دیکھ کر للکارا کہ واہ بی شعلۂ جوالہ کیا رنگ دکھایا تمہارا مثل کا ہے کو ہی مگر تم نے
محبت خداوند سے منہ پھیرا کچھ تمکو خوف نہ آیا پکار کر شعلۂ جوالہ نے جواب دیا کہ میں تو
دوستی کا طلسم کشا کی دم بھرتی ہوں یہ سُنتے ہی نظیر جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ
جھولی سے اسباب سحر نکالوں شعلۂ جوالہ کڑک کر گری بجلی کمر پر مارا نظیر کے دو ٹکڑے ہو
جاتے ہی نظیر کے گلفام نے جھپٹ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا آگ بھڑکنے لگی شعلۂ جوالہ
نے چاہا تڑپوں کہ ہواے گرم چلی منہ جھلک گیا جب دوسرا جھونکا ہوا کا آیا قریب تھا کہ
تمام جسم میں آگ لگ جائے ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای برقبار اس گرمی سے بچاؤ یہ
کہتے ہی ایک لکۂ ابر آسمان پر آیا برف گرنے لگی گرمی موقوف ہوئی شعلۂ جوالہ نے نور الدہر
کو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس نابکار کو لیجے نور الدہر نے طرف گلفام کے
رُخ کیا قیدی تینوں چھوٹ چکے ہیں حکیم صاحب جنکی حفاظت کر رہے ہیں جو سحر کسی کا آتا
ہے اُسے شعبدہ کر کے دفع کرتے ہیں گلفام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤں
زمین پر گری اور پر پرواز پیدا کیے تڑپ کر اُڑی جب شعلۂ جوالہ نے دیکھا کہ گلفام جاتی
ہے یہ بھی تڑپ کر بلند ہوئی برق بنا گلفام پر گری گلفام نے وار شعلۂ جوالہ کا سپر سحر پر
روکا دونوں آپس میں سحر کر رہی تھیں نور الدہر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر
بھال کا تیر سحر کمان میں پیوست کر کے تاک کر گلفام کو مارا شانہ گلفام کا نشانہ ہوا ملکہ
شعلۂ جوالہ نے جو دیکھا کہ شانہ گلفام کا زخمی ہوا کڑک کر گری گلفام کے دو ٹکڑے ہوے
کنیزوں کو حکیم صاحب نے مٹایا تھوڑے عرصے میں چادر ہلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی
حکیم صاحب نے دوڑ کر قدموں کو نور الدہر کے بوسہ دیا ہاتھ باندھ کر عرض کی غلام کی

گستاخیان معاف فرمایئے شعلۂ جوالہ نے بھی قدمون کو نور الدہر کے بوسہ دیا مگر نازک اندام کو دیکھ کر بہت شرمائین حکیم صاحب نے کہا کہ ای شہریار آپ ہر وقت یہی خیال ہی کہ آپ کو تا بلوت پہونچاؤن شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ کنیز اب آپ کے ساتھ رہیگی حضور اب قصر ہفت رنگ مین چلین وہان چندے عیش و آرام کرین عشرت خیز جادو بہت آرام دیگی کتاب مین لکھا ہوا ہی کہ طلسم کشا کو سب سے پہلے قصر ہفت رنگ مین جانا چاہیے یہ کہکر نور الدہر کو ہمراہ لیا لیکر چلی بقراط صاحب بھی ہمراہ ہین مگر بقراط ثانی قصر عشرت خیز مین داخل ہی کہ خبر قتل گلفام جادو کی پہونچی زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ صاحبو غضب ہوا ارسطوے ثانی کو مین نے کس زور و شور سے قید کیا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ تا بہ گلفام طلسم کشا پہونچ جائیگا نعمان تاجدار بھی ہمراہ ہی دختر نعمان طلسم کشا پر عاشق ہی نعمان تاجدار نے اطاعت کی تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر ان لوگون کو طلسم کشا سے جدا کردے گلریز جادو بہن گلفام کی اپنے مقام سے اُٹھی سامنے بقراط ثانی کے آکر دعوی کیا کہ مین جاکر سب کو گرفتار کرونگی اکیلا طلسم کشا کیا کریگا بارہ ہزار ساحر ساتھ لیے طاؤس پر سوار ہوئی برائے مقابلہ نور الدہر چلی یہان نور الدہر ایک صحرا مین آکر اُترے ہین صحرائے سبزہ زار دو نواح دلکشا مین جلسہ آراستہ ہی دونون معشوقہ پہلو مین بیٹھی ہین نازنینان مہ جبین حاضر خدمت ہین ایک مہ جبین بچین و بیقرار اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

عزیز روح سے دم تک ہی کالبد گل کا	خراب حال ہی بے مغز جب ہوا اچھلکا
بہار آئی ہی دیوانے وجد کرتے ہین	سرود کی ہی صدا غلغلہ سلاسل کا
عجب نہین شرف خواجگی مری خاطر	ذلیل بندہ ہو جیسے عزیز ہر دل کا
کہا جو مین نے مجھے ذبح کیجیے تو کہا	یہ کام ہی ملک الموت نام قاتل کا
فراق یار مین ممکن نہین تحمل و صبر	نہ ہو سکیگا یہ مجھسے ہی کام مشکل کا
خیال زلف ہی اُس رُخ کے شوق مین تا	دکھائی دینے لگا ہی سواد منزل کا
نظارۂ رُخ لیلی کرو میان مجنون	اُٹھاؤ پردہ کو ملنے کے جھا محمل کا

کشاں کشاں لیے جاتا ہی شوق منزل کا		کھلا یہ ہمکو دم نزع کے تنفس سے
کریم رد نہین کرتا سوال سائل کا		خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو ای آتش

قضائے کار حکیم صاحب بیرون بارگاہ آئے نازک اندام نے جو سُنا کہ والد نامدار باہر گئے خود بھی باہر تشریف لائین حکیم صاحب تو آگے بڑھ گئے ملکہ ٹہل رہی ہین سیر صحرا پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ دیکھا کہ عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہین غنچے چٹک رہے ہین ہوا کی سنک پھولون کی مہک نرگس شہلا مصروف دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی ہوا کو بڑا پاس ہی شاہدان چمن سے التماس ہی کہ میری چال بے نگاہ نا گرد نہ اُڑیگی اس روش سے چلون کہ زمین کو خبر نہ ہو روے گل پر گرد کا اثر نہو ہر روش پر مستانہ چال چلتی ہی میناے گل سے شراب شبنم ٹپک رہی ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین عجب سرور چراغ لالہ جابجا روشن عندلیبان خوشنوا کا شاخ گل پر مسکن زمزمہ سرائی کر رہی ہین دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھر رہی ہین صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر میناے شجر سے سر ٹکراتی ہی ملکہ نے اُسی مقام پر کرسی بچھوائی کیفیت صحرا دیکھنے لگین زمزمہ سرائی طائرون کی ملاحظہ فرما رہی ہین حکیم صاحب تو دور ٹہل رہے ہین غنچہ و ثمر کو دیکھ کر وجد مین فرماتے ہین کہ کیا قدرت باغبان قضا و قدر ہی گلرخ جادو جو بقراط ثانی سے وعدہ کر کے چلی تھی آسمان پر آکر چکی ملکہ کو جو بیٹھے دیکھا گرد کنیزین کھڑی ہین اپنے اپنے عہدون پر سب مامور ہین ملکہ خوش بیٹھی ہین دیکھکر ہزار رشک ہوا جی مین کہتی ہی کہ اس دختر حکیم نے ہزار ناگ جایا اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچایا پہلے انھین کو لون عیش و فرحت مین انکے خلل ڈالون یہ سوچی اور تڑپ کر گرگری ملکہ نازک اندام کو کرسی سے اُٹھا لیا لیکر بلند ہوئی آگے بڑھ کر دُسکا لشکر تھا اُس مین لیے ہوے ملکہ کو آئی قفس آہنی مین بند کیا ایک کنیز شعلہ خیز نامے تھی اُس سے کہا کہ انکو تو خدمت خداوند مین لیجا و کہتا اور بھی سب کو بھیجتی ہون اسکو اس واسطے پہلے بھیجا کہ قدرت کو اسیر تو جو ہی جبر اس سے وصل حاصل کیجیے یا تقدیر کرکے قلب اُلٹ دیجیے یا کنیز حاضر ہو گی ایسا سحر کریگی کہ یہ قدرت کو قبول کرے عمر بھر اپنی تقدیر کو روئے شعلہ خیز قفس لیکر چلی

اُڑتی ہوئی جاتی ہو راہ مین ایک باغ ملا دیکھا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہو ہر ایک چمن بیچ لاجواب ہو عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی و زیبائی اپنی اپنی منقارین کھولے یہ غزل عاشقانہ پڑھ رہی ہین نظم

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست	شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست
پیغام رستخیز ہو آمد بہار کی	مرکر ہوئی ہی نرگس بیمار تندرست
رکھا دہانِ تنگ نے مطلب کو ناتمام	نکلا تمھارے منھ سے نہ کوئی سخن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب	کرتا ہی چرخِ پیر رداے کہن درست
دستِ جنون نے قید تعلق سے دی نجات	پہونچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست
کرتی ہی جمع بادِ صبا خاک منتشر	ہوتا ہی پھر نشانِ مزار کہن درست
ہوتی ہین جوشِ عشق مین جو جو شکایتین	کہتا ہو نانسے وہ بتِ سیمتن درست
غرا دے فریب محبت مین جان دی	سمجھا کہ ہو معاملۂ پیر زن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے	رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
ناخن خراش زخم کی دیتا ہی زنہنین	کرتا ہی شانہ زلف بتِ سیمتن درست
کس رشکِ گل کی شہرتِ نظارگی ہو آج	کرتے ہین غنچہ ہاے چمن پیرہن درست
زنگِ دوئی سے آئنہ رہتا ہی پاک و صاف	رہتا ہو اپنا گوشۂ بیت الحزن درست
بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین	ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
جاتا ہی ایک عمر لعابِ زبانِ تیغ	زخمون کے مدتون مین ہوئے ہین دہن درست
پرنور دیف اور کہی بھر گیا نسیم	ہوا اور طرح زلف عروس سخن درست

شعلہ خیز کے خیال مین آیا کہ اس باغ کی سیر کرین تھوڑی دیر مین خدمت خداوندین پہونچ جائین گے یہ سوچ کر بلندی سے اُتری وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُس پر قفس رکھدیا آپ ٹہلنے لگی ہر ایک نخل کے سائے مین جاتی ہو پھل توڑ کر کھاتی پھرتی ہو کبھی نخل کو لات ماردی کہ نخل گرا اُسکا میوہ توڑ توڑ کر کھانے لگی ملکہ اس بدعت کو دیکھکر حیران ہین اور فرماتی ہین بڑے تاسف کی بات ہو کہ کوئی تدبیر رہائی کی نہین معلوم ہوتی

ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس دام قفس سے رہائی دے ورنہ یہان تڑپ تڑپ کر مرونگی ای خالق مجھے بدبخت سے اسکی بچالے

نظم

بندہ ات وحش و طیر و انسان اند	خادم زار حور و غلمان اند
حاکمان زمانہ محکومت	اہل فرمان بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت	سربسر زیر بار احسان اند
عاشقان جمالت ای دلدار	محو حیرت ہمیشہ ی مانند
گاہ بیجان بصورت تصویر	مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق میخندند	گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرم و خرسند	گاہ پابند بند ہجران اند
گاہ چست اند و چابک و چالاک	گاہ کمزور و زار و بیجان اند
در ہمہ حال حاضر و موجود	از ہمہ خلق مرترا دانند
عاشق زار و طالب دیدار	جلوہ ات بیند از در و دیوار

قصہ ے کار دیو کیوس کہ اس باغ کا مالک ہی اسی باغ مین رہتا ہی براے شکار گیا تھا کچھ ہرن کچھ چیتے شکار کیے ہوے سیخ آہن مین لگائے ہوے وہ سیخ کاندھے پر رکھے اُڑتا ہوا آسمان پر آیا خیال کرکے دیکھا کہ ایک جادوگرنی باغ مین دوڑتی پھرتی ہی صدہا درخت گرا دیے ہین سوچا کہ یہ باغ پامال کر ڈالیگی تڑپ کر گرا ایک چنگل مارا کہ شعلہ خیز ایک اُولی بنگئی گولی بناکر دیو جادوگرنی کو نگل گیا پیٹ سے صدائین ہیبتناک آنے لگین گھبرا گیا تھوڑی دیر تک گھبرایا گھبرایا پھرا بعد چند عرصے کے آواز آئی کہ شتی مرا نام من شعلہ خیز جادو یو مرتے ہی اس جادوگرنی کے درخت اُسی طرح قائم ہوگئے نہرین موج مارنے لگین دیو حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہی اس عرصے مین چبوترے پر روشنی معلوم ہوئی دیو نے دیکھا کہ باغ کے چبوترے پر ایک قفس رکھا ہی اسنے چاہا کہ بڑھ کر قفس کو توڑ دون ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ او دیو خونخوار خبردار میرے قریب نہ آنا مگر دیو کب مانتا ہی تڑپ کر قریب آیا قفس توڑا ملکہ کو کاندھے پر سوار کیا سارے باغ مین دوڑا دوڑا پھرنے لگا کہتا ہی کہ اے جان جہان

وای آرام دل مشتاقان مین خدمتگزار ہون ملکہ نے جواب دیا کہ مجھسے کیا چاہتا ہو ایک لقمہ بناکر منھ مین رکھ لے کہ تیرا دل خوش ہو دیو نے ہاتھ باندھ کر عرض کی ای شہنشاہ پریزادان مین تمپر عاشق ہون یک نظرے خوش گذرے ملکہ یہ سنکر نہایت حیران ہوئین جی مین کہتی ہین کہ اگر یہ کھا جائے تو نجات ملے مگر وہ کہتا ہی مین عاشق صادق ہون کبھی آپکا ساتھ نہ چھوڑونگا ملکہ بے مجبور و ناچار ہو کر اُس غیر جنس کی صحبت مین رہنا قبول کیا دیو کیوس نے لاکر بارہ دری مین بٹھایا اُڑتا ہوا گیا پانچ چار سو، تین اور اُٹھا لایا آنکو براسے خدمتگزاری ملکہ مقرر کیا وہ بخوف جان خدمتگزاری مین مصروف ہوئین کبھی دیو مدد کر جاتا ہی اژدہا مرا ہوا اُٹھا لاتا ہی کہتا ہی کہ ای ملکہ یہ گوشت تناول فرمائیے کبھی ہاتھی کو لاکر ذبح کرتا ہی کہتا ہی کہ اسکا گوشت کھائیے ملکہ انکار کرتی ہین اور فرماتی ہین کہ ہمارے واسطے آدمیون کے کھانے کی چیزین لاؤ آخر دیو دوڑا ہوا گیا کئی اونٹ میدے کے اُٹھا لایا گوشت کی جو خواہش کی بکریان وغیرہ اُٹھا لایا ملکہ نے کنیزون کی معرفت کھانا پکوایا جب ملکہ کھانے بیٹھین تو دیو منتین کرنے لگا کہ مین بھی کھاؤنگا ملکہ نے دس روٹیان اسکو بھی دین دیو ایک لقمہ کر گیا آخر یہ ٹھہری کہ جب ملکہ خاصہ پکواتی ہین تو دس پندرہ سیر کے آٹے کی روٹیان دیو کے واسطے پکوا دیتی ہین کھانے کی لالچ سے دیو بیٹھا رہتا ہو کہتا ہو ای محبوبۂ جانی و ای یار جاودانی تمھارے دیکھنے سے روح کو راحت قلب کو قوت ہوتی ہو ملکہ تو دیو کیوس کی قید مین ہین گر نورالدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ کنیزین روتی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ملکہ سیر لالہ وگل کر رہی تھین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا وہ ملکہ کو اُٹھا کرلے گیا ہم لوگ غل مچاتے رہگئے نورالدہر دون بارگاہ آئے جس مقام پر سے ملکہ غائب ہوئی تھین وہان آکر دیکھا حکیم صاحب کو بُلایا کہا حکیم صاحب آپ نے سُنا ملکہ کو کوئی اُٹھا لے گیا اب کیا تدبیر کرون عجب کیفیت ہو دل کی یہ صورت ہو نظم

دیدیم بے دوستی شادی و غم را	از ہر زرہ و دی پائے شکستیم و قلم را
برگشت چو از خاکِ فنا جام جم و کی	آراستہ انگار تو این مسندِ جم را
گشتیم بیابانِ جہان را از گذشتیم	برخاک تمنا نہ نہادیم قدم را

تا داد ز بیداد ستانم بہ قیامت	از کف ندہم دامن بربان حکم را
برخون شہیدان تو تا حشر دیت نیست	لب تشنہ نہان تا بکی این تیغ ستم را
گر پاے نہی در حرم بتکدہ مخفی	آہستہ کہ تا رم ندہی مرغ حرم را

نور الدہر نے جو رو رو کر سامنے حکیم صاحب کے غائب ہونا ملکہ کا بیان کیا حکیم صاحب
نے کہا کہ ای شہریار آپ طلسم خیال سکندری مین تشریف لائے ہین ابھی آپکو بڑے
بڑے صدمات پہونچین گے بقراط ثانی بلاے روزگار ہی یہ تو غلام کو یقین ہی کہ بقراط
لاکھو کوشش کرے مگر دختر میری اُس ملعون کو نہ قبول کریگی یہ کہکے قرعہ پھینکا تھوڑی
دیر کے بعد سر اُٹھایا کہا کہ ای شہریار از روے طریقے کے معلوم ہوتا ہی کہ طرف مشرق
کے ایک باغ ہی اُس باغ مین ملکہ ہین اب راہ قصر ہفت رنگ کو چھوڑیے طرف اُس
باغ کے چلیے نور الدہر نے کہا کہ یہ تو مجھے آگاہ کیجیے ملکہ کو کون لے گیا حکیم صاحب نے بعد
عرصے کے عرض کی کہ گلریز جادو فرستادہ بقراط ثانی اس طرف سے گذری ملکہ کو بیٹھے
دیکھکر اُٹھا لے گئی نور الدہر نے حکیم صاحب سے کہا کہ اچھا طرف ملکہ کے مجکو لے چلیے
شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین ملکہ کو تلاش کر کے لاؤنگی نور الدہر
نے کہا کہ نہین ہمارا ہی جانا بہتر ہی حکیم صاحب کی راے پر کوچ کیا اُسی باغ کی جانب چلے
جہان حکیم صاحب کہتے ہین وہین اُترپڑتے ہین کوچ اور مقام حکیم صاحب کی راے پر
ہوتا ہی مگر گلریز جادو ملکہ کو روانہ کرکے بصورت مبدل لشکر نور الدہر مین آئی نعمان
لشکر کو درست کر رہے تھے گلریز تڑپ کر گری نعمان تاجدار کو بھی اُٹھا لے گئی یہ بھی خبر
نور الدہر کو پہونچی کہ آج کوئی نعمان تاجدار کو لے گیا دوسرے دن گلریز نے دختر
نعمان پر ہاتھ ڈالا بلندی پر جاکر نعرہ کیا کہ او طلسم کشا آگاہ ہو مین گلریز جادو فرستادہ
خداوند تیرے کُل رفیقون کو جدا کر دونگی نور الدہر غائب ہونے پر نعمان تاجدار و دختر
نعمان کے سرنگون بیٹھے ہین کچھ زبان سے نہین کہتے کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی
نور الدہر نے جو رونے کی آواز سُنی اُٹھکر طرف آواز کے چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ
ایک شخص گرد مین اٹا ہوا زیر نخل بیٹھا ہوا رو رہا ہی نور الدہر نے آگر گرد جھاڑی

فرمایا کہ ای برادر کیون روتے ہو یہ نگاہ غور جو دیکھا اپنے یار وفادار عیار کو پایا یعنے
شبرنگ بن عمرو فقیر بنا ہوا رو رہا تھا نورالدہر نے پوچھا کہ ای شبرنگ بن عمرو
تم یہان تک کیونکر پہونچے شبرنگ نے عرض کی کہ حضور کے آنے کے بعد ایک ساحرہ
مجکو اُٹھا لائی مین نے دم دیکر اُسے مار ااس صحرا مین فقیر بنکر بیٹھا حضور نے کیا کیا شاہزادہ
نورالدہر نے سب حال اپنا بیان کیا فرمایا کہ ای شبرنگ ملکہ نازک اندام و ملکہ
حُسن آرا و نعمان تاجدار تینون آدمی غائب ہوے شبرنگ نے عرض کی کہ غلام
فوراً تلاش کریگا مگر حضور اسی مقام پر فروکش رہین غلام پتہ لگاکر آتا ہی یہ کہکر شبرنگ
نے بانہاے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کیے حکیم صاحب نے پتہ بتادیا کہ طرف جنوب کے
جاؤ گلریز جادو بہن گلفام کی لشکر کو لیے ہوے اُس مقام پر اُتری ہی جو ہوسکے وہ کرنا
شبرنگ ایک جادوگر کی قطع بنکر چلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی حکیم صاحب نے جو پتہ
اسے بتادیا ہی اُسی پتے پر جاتا ہی دو دن جست و خیز کرتا ہوا گیا ایک صحرا مین آکر دیکھا
کہ حقیقت مین بارگاہ گلریز جادو کی استادہ ہی خدمتگار بنکر اندر پہونچا دیکھا کہ گلریز مقام
صدر پر بیٹھی ہی گرد مصاحبین بیٹھی ہین اُسنے کہہ رہی ہی کہ اب مین فکر مین حکیم صاحب کے
جاؤنگی یقین ہی کہ حکیم صاحب نے میرا پتہ بتایا ہو کہین طلسم کشا اس طرف نہ آجاے تو مشکل ہو
جب آمد لشکر دیکھنا مجکو اطلاع کرنا مین یہانسے کوچ کرجاؤنگی شبرنگ بن عمرو نے
دیکھا کہ نعمان تاجدار کو بلوایا ہی ایک قفس آہنی مین دونون باپ بیٹیان قید ہین
گلریز نے کہا کہ او نعمان تاجدار تمنے کیا سمجھ کے اطاعت طلسم کشا کی مجھے بڑا تردد ہی
کہ مین نے نازک اندام کو روانہ کیا ابھی تک رسید نہین آئی شعلہ خیز نہین ملتی
اسی وجہ سے تمکو روانہ نہین کیا شبرنگ لشکر مین چلا آیا بیٹھے بیٹھے سوچا کہ مین سامنے
گلریز کے جاؤن کوئی تدبیر کرون رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنا
تیار ہوا ایک نامہ طرف سے بقراط ثانی کے تیار کیا گلریز نے نعمان تاجدار کو بہت
بہت ڈرایا مگر اس ثابت قدم کو سے محبت نے یہی جواب دیا کہ تجکو قتل کا اختیار ہی مین
بقراط ثانی پر لعنت کرچکا گلریز نے حکم دیا کہ انکو قید کرو کہ عرض ہوئی دروازے پر

ایک نامہ دار حاضر ہوا گلریز نے نامہ دار کو بلوایا شبرنگ نے آکر ہاتھ مین نامہ دیا گلریز نے نامہ پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای گلریز جادو تعجب ہی کہ جو تم وعدہ کر کے گئی تھین اُسکو نہین پورا کیا یہ ساحر آتا ہی اسکی صلاح سے کام کرو گلریز نے نامہ پڑھکر ساحر کو بٹھایا ساحر نے کہا کہ میرا گانا تو سُنیے پھر مین عرض کرونگا ایسی تدبیر قدرت نے بتادی ہی کہ تم لوگون کو کوئی قتل نہ کر سکے باپان بجاکر گنگناکر یہ اشعار عاشقانہ بنابناکر گانے لگا نظم

سخت گوئی سے مجھے چاہیے ای یار لحاظ
بات بڑھ جاتی ہی کھو دیتی ہی تکرار لحاظ

جام توڑے سے نہ مانونگا تجھے زور آور
توڑتا یار کا ای چرخ ستمگار لحاظ

نہ تو ہندو ہی مین ٹھہرا نہ مسلمان نکلا
مجھسے رکھتے ہین بیجا کافر و دیندار لحاظ

اٹھ گیا پردہ چھٹی روح سے آلایش تن
نہ رہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ

یار ہی باغ ہی سبزہ ہی سے گلگون ہی
مجکو رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ

مثل عنقا ہی مجھے مردم دنیا سے گریز
صحبت بد سے ہی انسان کو سزاوار لحاظ

آبگینے سے ہی نازک دل بیمار آتش
بدمزاجی سے مری رکھتے ہین غمخوار لحاظ

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ گلریز بہت راضی ہوئی کہا تمھارا نام کیا ہی کہا حضور نے اکثر دیکھا ہوگا اس وقت فراموش ہوگیا آپ کو نہین یاد کہ قدرت کے سامنے بھی گایا کرتا ہون کمیت جادو میرا نام ہی قدرت نے ایک اسم تعلیم کیا ہی مٹکے شراب کے منگائیے اُنپر اسم تعلیم کردۂ قدرت پڑھ دونگا ایک ایک جام سب پئین قدرت نے فرمایا ہی کہ سو سو برس کی عمر سب کی بڑھ جائیگی گلریز نے اُسی وقت کئی مٹکے شراب کے منگائے شبرنگ بن عمرو نے سب کو اُلٹ پلٹ کیا سب مین بیہوشی ملائی گلابیان لبریز کرکے صحبت مین لایا کہا اسکو پیجیے مگر شرط یہ ہی کہ جسکی سانس ٹوٹ جائیگی اُس کا رشتۂ حیات کٹ جائیگا ایک سانس مین سب صاحب شراب پئین مین فقط ملکۂ عالم کو شراب پلاؤنگا یہ کہکر سامنے گلریز کے آیا چند اشعار گائے جام بھر کر سامنے کیا مگر خوف ہی کہ ایسا نہ ہو راز افشا ہو جائے تو مشکل ہو مگر کنیزین وغیرہ تو شراب پینے لگین پیچھے ہی گلریز نے جام ہاتھ مین لیا شراب نے چرخ مارا شعلہ جگر اُڑ گئی گلریز نے کہا کہ ای کمیت یہ کیا ہوا شبرنگ نے

دست بستہ عرض کی کہ حضور نے سحر کر رکھا ہی مین تو اس صحبت مین غیر ہون اسی سبب سے
شراب اثر کر گئی آپ اپنے ہاتھ سے نوش فرمائیے گلریز سوچی کہ سچ کہتا ہی گلابی اُٹھائی جام
لبریز کیا یا خداوند کہکر پی گئی پیتے ہی ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب تھرایا گھبرا کے کہا کہ ای
گلیت جادو قدرت بھی تشریف لائے ہین سامنے کھڑے ہوے ہین فرماتے ہین کہ ہم بھی
صحبت مین آوین شبرنگ نے کہا کہ اُنکو بھی بلائیے دیکھیے قدرت کو چین نہ آیا خود تشریف لائے
اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جب ہمارا نام لوگے ہم ضرور موجود ہونگے لہذا قدرت نے وعدہ وفا کیا
گلریز جادو مسند سے اُٹھی گرگانے کا مزا دل مین بھرا ہوا ہی گت بھرتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی
جیسے ہی چند قدم چلی لڑکھڑا کر گری کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین سب گر گر کر بیہوش ہوئین باہر
والون نے بھی شراب پی تھی سارا لشکر بیہوش ہوا شبرنگ نے آکر قفس کھولا نعمان
وحسن آرا کو نکالا نعمان تاجدار نے پوچھا کہ ای ساحر تو کون ہی جو ہمکو رہا کرتا ہی شبرنگ
نے جواب دیا کہ منم شبرنگ بن عمرو عیار طلسم کشا نعمان تاجدار نے قفس سے نکلکر گلریز
کو قتل کیا مرنے سے گلریز کے آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من گلریز جادو بود نعمان تاجدار وحسن آرا و شبرنگ
روانہ ہوے بھاگا بھاگ چلے آتے ہین خیال ہی کہ ایسا نہ ہو اہل لشکر ہوشیار ہو جائین لاشہ
گلریز کا دیکھ کر ہمارا پیچھا کرین تین چار کوس نکلے تھے کہ حسن آرا گھبرائی کہا کہ ای شبرنگ
مجھسے چلا نہین جاتا شبرنگ نے کہا تھوڑی دور اور چلو تو مین کہین سے جا کر سواری
لاؤن ایک نخل کے سایے مین آکر تینون ٹھہرے کہ ایک طرف سے آواز آئی ارے جانیوالو
کہان جاتے ہو تم مین قاتل گلریز کون ہی یہ آواز سنتے ہی شبرنگ نے اپنے کو ایک غار مین
گرا دیا نعمان تاجدار وحسن آرا کھڑے رہے سامنے سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی اُسنے
آتے ہی ایک دو تھپڑ زمین پر مارا کہ دونون لڑکھڑا کر گرے وہ ساحرہ تیغہ کھینچ کر چلی کہا کہ
ای نعمان تمنے بڑا غضب کیا کہ گلریز ایسی ساحرہ کو قتل کیا تیسرا شخص جو تمھارے ساتھ تھا
وہ کہان گیا نعمان نے کہا وہ عیار تھا جست و خیز کر کے بھاگ گیا یہ سنتے ہی اُس
ساحرہ نے کہا کہ اُسکا نشان معقول بتاؤ نعمان نے کہا کہ مین نہین جانتا اُسکا نشان نہین

بتا سکتا کہ پہلو سے آواز آئی او ساحرہ تو کون ہی مجھسے حال پوچھ مین اُس ظالم کا پتہ بتاؤ اُس
توسن جادو نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین دوازدہ سالہ جوڑہ بجاری پہنے ہوے دریا کے
جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن پکارتی ہوئی آتی ہی کہ ای توسن ادھر آ کہ یہ دونون
خطاوار نہین ہین اُسی ظالم نے عیاری کی انکو رہا کیا وہ یہان موجود ہی آ کے اُسکو گرفتار کرو
توسن یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ بی بی تم کون ہو اس نازنین نے کہا کہ خوش نگاہ جادو میرا
نام ہی اس صحرا کی حاکم ہون میرے سامنے وہ بھاگ کر گیا ہی اس زرینے مین چھپا ہی تم آ کر
گرفتار کر لو میرے نام قدرت کا حکم آیا تھا کہ قاتل گلریز اس طرف سے گذریگا تم اُس کو
گرفتار کرا دینا مین انتظار مین تھی جب تمنے نعرہ کیا وہ عیار بھاگ کر زرخیز نخلستان مین جا چھپا
مین سحر کم جانتی ہون اس وجہ سے تمکو بلاتی ہون آ کر سحر کرو کہ زمین اُسکے پاؤن پکڑے
توسن دعائین دیتی ہوئی اُس نازنین کے ساتھ چلی قریب ایک زرینے کے آ کر کہا کہ دیکھو
وہ سامنے عیار بیٹھا ہی صورت بدل رہا ہی آتے ہی عیاری کریگا توسن نے بڑھ کر سر جھکا کر
دیکھا کہا کہ زرینے مین تو کوئی نہین معلوم ہوتا نازنین نے ہنس کر گورے گورے ہاتھ سے ایک
طمانچہ مارا کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک تم اپنی ناک کٹوا ڈالو تو سوجھنے لگے ورنہ ہمیشہ
دھوکا ہوا کریگا وہ جادوگرنی ہنس پڑی کہا بی خوش نگاہ تم بڑی ظریف معلوم ہوتی ہو خوش نگاہ
نے کہا کہ جلدی سحر کرو ایسا نہ ہو کہ وہ بھاگ جائے اُسنے ہمکو تمکو دیکھ لیا عیار بڑے بلا کے ہوتے ہین
گلریز کو کس مکر سے مارا اتنی بڑی جادوگرنی کا زور نہ چلا آخر کو قتل ہوئی توسن نے بڑھ کر
گولہ جھولی سے نکالا کہا بی خوش نگاہ تمھارے کہنے سے سحر کرتی ہون مین نے کسی کو نہین دیکھا
خوش نگاہ نے کہا کہ جلد سحر کرو دیکھو وہ عیار اُٹھا ایسا نہ ہو کہ بھاگ جائے توسن نے گولے کو
چرخ دیا جیسے ہی گیر کے گولہ مارا اُس نازنین نے کوکھ پر خنجر مارا کہ توسن کا شکم چاک قصہ
پاک ہوا نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو قریب نعمان تاجدار کے آیا نعمان وحسن آرا نے
سحر سے توسن کے نجات پائی شبرنگ نے کہا کہ بس اب نکل چلو حسن آرا معشوقہ بہ یہیرہ
شاہزادی والا قدر ہی اس سے راستہ نہین چلا جاتا ہر مرتبہ کہتی ہی کہ ای شبرنگ مجھسے
نہین چلا جاتا شبرنگ دم دیتا ہی کہ تھوڑی دور اور نکل چلیے تو مین سواری کی تدبیر کرون

قضاے کار سامنے ایک کوہ نظر آیا سلطان قزاقان بالاے کوہ بیٹھا تھا دیکھ رہا تھا کہ ایک
نازنین زیور جواہر و غیرہ پہنے ہوے دو مرد ساتھ ہین مگر نازنین گھبرائی ہوئی ہو ایک شخص
جو دُبلا پتلا ہو اُس سے کچھ طلب کرتی ہو وہ کچھ سمجھاتا ہو نازنین قدم اُٹھاتی ہو مگر روتی جاتی ہو
سلطان نے ایک قزاق کو اشارہ کیا کہ جاکر ان دونون سے پوچھو کہ کسکی عورت کو
بھگائے لیے جاتے ہو اب تم لوگ کنارہ کرو اس عورت کو ہمارے پاس آنے دو وہ قزاق
گھوڑا جھکاکر سامنے نعمان تاجدار کے آیا شبرنگ نے چاہا تھا کہ چھپ جاؤن مگر ملکہ دامن
تھامے ہوے ہین یہی کہتی ہین کہ اے شبرنگ مجھے کوئی سواری لادو میرا قدم نہین اُٹھتا
کہ سوار سامنے سے آکر پہونچا سوار نے آتے ہی کہا کہ تم دونون مرد پلٹ جاؤ جنگل کا رستہ
لو اس نازنین کو ہم لیجائینگے ہمارا افسر کہ جسکا سلطان قزاقان لقب ہو پسند فرماتا ہو
یہ عورت خوش نصیب ہو یہ وہ مقام ہو کہ تاجرون نے اس راستے کو چھوڑ دیا تاجرون
مین چرچا رہتا ہو کہ سلطان قزاقان کے کوہ سے بچنا دشوار ہوگا مال بھی جائیگا اور
نقد جان پر بھی بنے گی تم کہانکے بھولے بھٹکے اس طرف آنکلے بڑے بڑے تاجر کہ جنکے ساتھ دو دو
ہزار کا قافلہ ہوتا ہو وہ اس طرف نہین آتے یہ کہکر کہا کہ اے نیکبخت چل بڑے آرام مین رہیگی
لاکھون روپے کا مال اور ساٹھ ہزار قزاق نوکر ہین چار چار منزل پر جاکر لوٹ لاتے ہین جسطرف
گئے اُسے لوٹ لیا ملکہ نے گھبراکر طرف شبرنگ کے دیکھا شبرنگ نے ملکہ کو پیچھے کیا آپ
آگے بڑھکر جواب دیا کہ اے بہادر جاکر سلطان قزاقان کو جواب دے کہ یہ معشوقۂ طلسم کشا
ہو جس وقت اُنکو خبر ہوگی جان بچانا مشکل پڑیگی سوار نے کہا کہ مین ہرکارہ نہین ہون جو خبر
لیکر جاؤن اور جاکر جواب و سوال کرون مین اس عورت کو لیکر جاؤنگا شبرنگ کے مُنہ سے
نکلا کہ یہ عورت تو نہ جائیگی قزاق نے شبرنگ کو نیزہ مارا شبرنگ نے پہلو تہی کرکے نیزہ
خالی دیا ٹیک کر نیچے کو جست جو کی برابر سوار کے پہونچا برابر پہونچکر ایک پنجہ مارا کہ سر
سوار کا اُڑگیا سلطان نے جو بالاے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا دس جوانون کو حکم دیا کہ جاکر
انکو گھیر لو اور گرفتار کرکے لاؤ بڑا غضب کیا کہ قزاق کو ہمارے مار ڈالا یہان شبرنگ نے
سوار کو مار کر گھوڑی اُسکی ملکہ کو دی کہا کہ آپ تو اسپر سوار ہوجیے بائین پر راستہ لشکر

تو رالدہر کا ہی گھوڑی کو بھگایئے ہم لوگون پر جو گذریگی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے ملکہ
گھوڑی پر سوار ہو مین بائین پر گھوڑی کو بھگایا کہ اُن دس سوارون نے آکر نعمان تاجدار
و شبرنگ کو گھیر لیا نیزے تان کر کھڑے ہوے کہتے تھے کہ ہمارے آقا کے پاس چلو شبرنگ
نے کہا کہ تمھاری یہ مجال نہین کہ ہمکو لیجاؤ سر کاٹ لو زندہ نہ جائین گے دسون سوارون نے
نیزے مارے ایک سوار اُن مین نہایت عقیل تھا اُسنے ملکہ کے پیچھے گھوڑا اڑا جب ملکہ نے دیکھا
کہ یہ سوار میرے پیچھے آتا ہی رُک کر ایک نخل کے نیچے ٹھہرین کمان کاندھے سے اُتاری ترکش
سے تیر نکالا سیر جو کمان کی کڑکی اُس سوار نے چاہا کہ گھوڑے کو مہمیز کرون کا دے پر لگاؤن
گھوڑے نے جست کی ملکہ نے تیر مارا سینے پر سوار کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سوار
گھوڑے سے گرا ملکہ نے جنگل کا راستہ لیا ایک درہ کوہ مین جا کر چھپین یہان جس وقت
نو سوارون نے نیزے مارے شبرنگ نے اپنے کو گرادیا نعمان تاجدار پر دو نیزے
پڑے مگر شبرنگ نے بیٹھ کر جو ہاتھ مارا کئی سوارون کے پیر اُڑا دیے جست کر کے جو
نیچے کو گردش دی کسی کا سر اُڑا دیا کسی کا پاؤن اُڑا دیا نو سوار ایسے زخمی ہوے کہ بالکل
بیکار ہوگئے چار تو مارے گئے پانچ اسقدر زخمی ہین کہ نیزے ہاتھ سے چھوٹ گئے کھڑے
کانپ رہے ہین خون بدن سے جاری ہی سلطان نے کوہ سے جو یہ معرکہ دیکھا خود
سوار ہوا جب سلطان جلاد دس ہزار سوارون نے کمر باندھی ساتھ والون سے کہا کہ
دیکھو یارو دیکھنے مین تو یہ دُبلا پتلا ہی مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ شاطر ہی نو سوارون کو
بیکار کیا اور پھر نیچہ پکڑے کھڑا ہی مین جا کر اسکی گردن لیتا ہون بڑا غضب ہوا کہ وہ عورت
نکل گئی مگر کہان جائیگی یہ جنگل بارہ کوس کے گرد مین ہی گینڈے کو اُڑا کر سامنے شبرنگ
کے آیا کہا کہ کیون او دُبلے پتلے تانتیے تو بڑا سپاہی معلوم ہوتا ہی بس بہتر یہ ہی کہ نیچہ
پھینک دے یہ کہکر نیزے کو چرخ دیکر سینے پر شبرنگ کے نیزہ رکھدیا کہا کہ اگر جنبش کی
تو نیزے پر اُٹھا لونگا چند سوارون نے آکر نعمان تاجدار کی مشکین باندھین شبرنگ
بھی ناچار ہو کر ساتھ ہوا ان دونون کو قزاقون کے ساتھ کیا اور آپ گینڈا اُڑا کر جستجو سے
ملکہ مین چلا نہایت افسوس کرتا ہوا کہتا ہوا کہ نہیں چیدہ جوان مارے گئے یہ دس جوان

دس بیس سے جنگ کر سکتے تھے جس قافلے پر گیا تہلکہ ڈال دیتا تھا مگر آج ایسے عاجز ہوے
کہ چار کس کو اسنے مار ڈالا اور پانچ ایسے زخمدار ہین کہ جنکی امید جانبری کی نہین اب مین
جاکر اُس عورت کو ڈھونڈھوں یہان حُسن آرا نے ایک عرصے تک شبرنگ بن عمرو
کا انتظار کیا جب یہ نہ آیا ناچار ہوئین درہ کوہ سے نکلین مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
چہرہ اُداس عالم یاس دل مین کہتی ہین کہ ای حُسن آرا اگر بخیر و خوبی تا بہ لشکر طلسم کشا
پہونچے تو بمقدمہ شبرنگ کیا جواب دین گے کوئی پاؤ کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے
گرد اُڑی ایک تاجدار برای شکار آتا تھا دس بیس سوار پشت پر کچھ پیدل بھی ساتھ ہین
کہ اُسکی نگاہ ملکہ پر پڑی ساتھ والون سے کہا کہ یہ عورت جو جاتی ہی اسکو لینا ایک سوار دو
پیدل جھپٹے ملکہ نے جو انکو آتے دیکھا تیر و کمان سنبھالا دونون پیادون کو تیر سے گرایا
سوار کا گھوڑا زخمی ہو ابلبلا کر سوار کو لے بھاگا ہرچند وہ چاہتا ہی کہ گھوڑے کو روکون
مگر گھوڑا نہین رُکتا یہ جو اُس تاجدار نے دیکھا ساتھ والون کو اشارہ کیا بیس پچیس سوار
لینا لینا کہکر بڑھے ملکہ نے تیر مارنا شروع کیے کسی کا مرکب زخمی ہوا کوئی خود زخمی ہوا
ماہ پیکر تاجدار ملکہ کو گھیرے ہوے ہی ملکہ تیر اندازی کر رہی ہن کہ صحرا سے گرد جلیم
بلند ہوئی سلطان قزاقان نمایان ہوا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار ملکہ حُسن آرا
کو گھیرے ہوے ہی ملکہ تیر اندازی کر رہی ہین وہ لوگ جو تیر مارتے ہین بائین ہاتھ مین
سپر لیے ہین اُس سے تیرون کو قلم کرتی ہین سلطان قزاقان نے ماہ پیکر تاجدار
کو للکارا کہ کیون تیری قضا آئی ہی اس عورت کے سامنے سے ہٹ جا یہ بادولت کی منظور
نظر ہی تجکو کچھ خبر ہی منم سلطان قزاقان یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا ماہ پیکر تاجدار
نے جو قزاق کو آتے ہوے دیکھا مرکب عربی کو مہمیز کیا ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ
ٹھہر جاؤ پہلے مین اس لٹیرے کو بھگاؤن پھر آکر اس عورت کو گرفتار کرون مگر شبرنگ و
نعمان تاجدار کو جو دو قزاق لیکر چلتے تھے شبرنگ نے کہا کہ ای بہادر و حقیقت مین
تمھارا افسر فنون سپہ گری مین طاق ہی آپ لوگ نیاؤ کہان لے چلتے گے اگر مجکو بازو بچے
تو مین وہ عورت لاکر آپ کے آقا کے سپرد کرون ایک نے اُن مین سے کہا کہ تیری تو جانا

افسر بہت تعریفین کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ شاطر بے بدل ہی شبرنگ نے کہا کہ یہ اُنکی عنایت ہی مگر اُنکی جرأت مجھے بہت پسند آئی کس کن سے نیزہ میرے سینے پر رکھدیا کہ میرا کچھ بس نہ چلا کچھ نہ ہوسکا باتین کرتے کرتے شبرنگ نے ایک سوار کو خنجر مارا وہ سوار گھوڑے سے گرا زنجیر گلے مین شبرنگ کے پڑی ہی مگر دونون سواروں کو یکے بعد دیگرے مارا ایک مرکب پر نعمان تاجدار کو سوار کیا آپ جست وخیز کرتا ہوا چلا نعمان تاجدار سے کہدیا کہ ذرا ہوشیار رہنا اُس وقت شبرنگ بن عمرو پہونچا کہ ماہ پیکر تاجدار و سلطان قزاقان سے نیزہ چل رہا ہی قزاق تو فنون سپہ گری مین طاق اور شہرۂ آفاق ہی فوراً ایک نیزہ ایسا مارا کہ ماہ پیکر تاجدار کے سینے کو توڑ کے پار گذر ملکہ نے چاہا کہ مادیان کو بھگا کر نکلون مگر سلطان نیزہ ہلاتا ہوا قریب آگیا سنان نیزہ پیشانی پر ملکہ کی رکھدی کہا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی اب اپنے مقام سے جنبش نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو گی میری تو تعجب کیفیت ہی کیا بیان کرون نظم

دولت حسن کی بھی ہی کیا لوٹ	آنکھون کو پڑ گئی ہی لوٹا لوٹ
چل رہی ہی دلا ہوا ے بہار	لالہ پھولا ہی داغ سودا لوٹ
سامنے تیرے جو پڑے ای ترک	اسمین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ
چار دن ہی بہار ای بلبل	زر گل کا ہزار توڑا لوٹ
صف مژگان سے کہہ رہی ہی وہ چشم	دل ہین جتنے لے بے تحاشا لوٹ
صرف سد مال دنیا کر	مرد ہی کچھ تو بہر عقبا لوٹ
صاف دل ہو تو جلوہ گر ہووے	آئنہ ہو تو ہو تماشا لوٹ
نعمت خوان جو جھکول جائے	یہ سمجھے ہی من و سلوا لوٹ
کیا عجب جو وہ گیسو سرہنگ	لین متاع دل احبا لوٹ
جانتے ہین کہ فوج جنگی سے	نہین سردار پھیر لیتا لوٹ
کام مردون کا ہی یہ ای آتش	رکھتی ہی جان کا بھی کھٹکا لوٹ

ای جان جہان اگر میرے ساتھ نہ چلوگی تو اپنی جان دونگا اب قبضے مین آچکین شبرنگ نے

جو دور سے دیکھا کہ ملکہ قبضے مین قزاق کے آگئین ماہ پیکر تاجدار کا لاشہ زمین پر پڑا ہی
بدحواس ہوکر بھاگا دل مین سوچا کہ اگر پن پڑے تو آقاے نامدار کو خبر کردون یہ سوچ کر
بھاگا ملکہ نے جب دیکھا کہ سواران قزاق گرد آگئے اب کوئی زور نہین چلتا نقاب
چہرے پر ڈال لی اور ساتھ ساتھ سلطان کے چلین مگر راہ مین کہتی ہوئین کہ ای
سلطان قزاقان مین اُس شخص کی منظور نظر ہون کہ جو براے فتح طلسم خیال سکندری
آیا ہی تمسے بہتر اُسکے رفیق ہین اگر اُسکو خبر پہونچیگی تو آکر قیامت برپا کریگا پس مجکو ہاتھ
نہ لگانا ای سلطان اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچتائیگا یہان نورالدہر صحرا مین
شکار کھیل رہے ہین دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو بھاگا ہوا آتا ہی بدحواس بدن سے
خون بہتا ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان نے پکار کر آواز دی کہ ای یار وفادار
خیر تو ہی مین تمکو بہت منتشر پاتا ہون شبرنگ نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار
گلریز جادو کو مار کر ماہ النعمان تاجدار حُسن آرا کو ہمراہ لیا راہ مین آتے تھے کہ ایک
قزاق موسوم بہ سلطان قزاقان اُسنے گھیر کر ملکہ پر قبضہ کیا اور مین نے دور سے
دیکھا کہ ملکہ کو لے گیا مگر ملکہ کو ملول و حزین پایا وہ آپ پر شیفتہ و فریفتہ ہین یقین ہی کہ قزاق
قبضہ نہ کر سکیگا مگر تکلیف پہونچیگی یہ سُنکر نورالدہر کانپنے لگے فرمایا کہ قزاق کو بھی یہ
لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر کو لیجائے گھوڑے کو پھیرا اکیلے اُسی طرف روانہ ہوے
شبرنگ ساتھ ہوا راستہ بتاتا جاتا ہی لیکن سلطان قزاقان جب زیر کوہ پہونچا
تو ان دو سوارون کے لاشے پڑے ہوے پائے پوچھا کہ ارے انکو کسنے مار اوہ دیدبان
جو بالاے کوہ بیٹھا تھا اُسنے خبر دی کہ عیار جو گرفتار ہوکر آیا تھا وہ ان دونون کو مار کر
نکل گیا یہ سُنکر سوارون سے اشارہ کیا کہ تم تو ملکہ کو لیکر بالاے کوہ چلو مین اُس عیار
کی تلاش مین جاتا ہون یہ کہکر گھوڑا پھیرا صحرا مین تلاش کرتا ہوا چلا تھوڑی دور چلا تھا
کہ دیکھا ایک جوان آفتاب جمال صاحب جاہ و جلال گھوڑے کو اُڑائے ہوے آتا ہی
شبرنگ نے دور سے آواز دی کہ ای شہریار یہی سلطان قزاقان ہی نورالدہر
نے للکارا کہ او لٹیرے کہان جاتا ہی اُس نازنین کو ایسا مجبور و ناچار سمجھا تھا بڑی جرأت

دکھائی کہ عورت پر قبضہ کیا سلطان نے جو یہ آواز سُنی اور شبرنگ کو ساتھ دیکھا جل گیا سوچا کہ یہ شاطر اسی نوجوان کا ہی یہی جا کر اسکو لایا مگر اسکی قضا دامنگیر ہی کہ مجھ سے مقابلے کا ارادہ رکھتا ہی سنان نیزے پر اُٹھا لونگا گھوڑے کھڑے شکست دونگا یہ کہکر بلبلاتا ہوا سامنے نورالدہر کے آیا نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑے عرصے مین سو دو سو طعنین رد و بدل ہوئی تھین کہ نورالدہر نے نیزہ سلطان کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سلطان کے نکل گیا سلطان بہت شرمندہ ہوا کہا کہ ای جوان تیرا حُسن وجمال دیکھ کر مجھ کو تجھسے ایک محبت ہوگئی ہی اگر تلوار چلے گی تو تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا میرا ارمان خالی نہین جاتا میرے ترے کشتی مین امتحان ہو مگر مین یہ چاہتا ہون کہ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کر اگر مجکو زیر کریگا تو مین تیری اطاعت کرونگا اور اگر مین نے تجکو زیر کیا تو حلقۂ اطاعت تیرے گوش جان مین ڈالونگا عمر بھر اپنے ساتھ رکھونگا نورالدہر فوراً گھوڑے سے کود ے سلطان بھی گھوڑے سے کود ا دامن گردان کر آستین چڑھا کر آمادۂ کشتی ہوا نورالدہر بھی سامنے آئے آپس مین کشتی ہونے لگی ہمراہیان سلطان قزاقان صف باندھے کھڑے ہین مگر شبرنگ کو دیکھا کہ نیچہ کھینچے ہوے پشت پر اپنے آقا کی موجود ہی اور حقۂ آتشبازی بھی ہاتھ مین لیے ہی خیال ہی کہ اگر یہ لوگ آگے بڑھین تو حقہ ماردون دس بیس جُھلس جائین قزاق آپس مین کہ رہے ہین کہ جیسے آقا ہین ویسا ہی شاطر بھی ہی نیچہ تانے ہوے کھڑا ہی ہم لوگون پر نگاہ ڈال رہا ہی ہم سب سے خائف نہین ہی جنگ دیدہ و کار آزمودہ ہی بلکہ نہین چھپا تا یہان نورالدہر بن بدیع الزمان کئی مرتبہ سلطان کو پکڑ لائے وہ گھستے مارے کہ پوست ماتھے کا اُڑ گیا زرہ پارہ پارہ ہوئی سلطان اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہی مگر ناچار مجبور لڑ رہا ہی سارا دن اسی کشاکش مین تمام ہوا اب وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش کا شانۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان فتح پا کر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا سلطان قزاقان نورالدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا کہ ای شہریار آپ نے بڑا کمال کیا کہ مجھ ایسے جوان سے

دوپہر کامل لڑے اب بالائے کوہ چلیے استراحت فرمائیے صبح کو پھر مقابلہ ہوگا نورالدہر نے جواب دیا کہ ای بہادر ہمارے یہان کا یہ دستور نہین کہ حریف کو بے زیر و زبر جانے دین سلطان نے کہا کہ اندھیرے مین کون جانبازی دیکھے گا نورالدہر نے کہا کہ تمھاری عملداری ہے روشنی منگاؤ سلطان نے جھلا کر ملازمون کو حکم دیا کہ یارو روشنی کرو ملازم جو بالائے کوہ پہونچے دیکھا کہ ملکہ سرنگون بیٹھی رو رہی ہین فرماتی ہین کہ ہائے فلک سے کہان پہونچایا کس آفت مین پھنسایا **نظم**

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہوگیا	تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہوگیا
شام مرقد چاندنی تھی تیرے رخ کے دھیان	جو اندھیرا سامنے آیا اُجالا ہوگیا
دوستی تھا بعد مردن دین ہما کو ہڈیان	گوشت باقی تھا سو مرقد کا نوالا ہوگیا
اوس گل کو زندگی تھی زہر موذی کو ہوئی	سانپ نے جانی جو شبنم منھ مین چھالا ہوگیا
ساغر امید بن جاتی ہے انسان کی دعا	ہاتھ جب سوئے فلک اُٹھا پیالا ہوگیا
ابر نیسان کی پڑین بوندین جو تیری زلف پر	موتیون کا گردن افعی مین مالا ہوگیا
مرگئے تیغ نگاہ یار سے جھگڑا مٹا	چین پر سوون کا ہوا دم بھر کسالا ہوگیا
انتظار سنگ دل مین سنگ برسے آنکھ سے	تا بدامن اشک آتے آتے ژالا ہوگیا
پھر خم شمشیر ابرو کا ہوا سودا مجھے	زخم خشکی پر نہ آیا تھا کہ آلا ہوگیا
ناسخ مغفور تھا اُستاد دیکھا ای نسیم	لکھنؤ والون مین وہ سب سے نرالا ہوگیا

قزاقون نے خبر دی کہ ای ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائیے نورالدہر نے سلطان کو روک لیا ملکہ نام نورالدہر سنکر شگفتہ ہوگئین معلوم ہوا روشنی جاتی ہے اب شب کو مقابلہ ہوگا قزاقون نے یہ بھی کہا کہ ہمارے آقا پست ہو رہے ہین دیکھیے کیا ہو قزاق سامان روشنی لیکر آئے میدان مین روشنی ہوئی تمام صحرا روشن و منور ہوا سلطان نے آواز دی کہ ای شہریار آئیے نورالدہر پھر لپٹے کشتی ہونے لگی ملازمان سلطان دیکھ رہے ہین دونون جوانون مین رات بھر کشتی ہوئی اب وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش نے خروج کیا فوج ضیاد شعاع لیکر آگرا شہنشاہ ماہ تابان نے شکست کھائی بھاگ کر قلعۂ مغرب مین پہونچا

سب نے دیکھا کہ نور الدہر صبح ہوتے ہی لے دوڑے سترہ قدم ریل کر لائے وہاں پر لاکر
ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے سلطان کے آشنا بہ زمین ہوئے نور الدہر نے کمر میں ہاتھ ڈالکر
زور کیا پہلے زور میں تا بہ زانو دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا
زمین پر اراجا رون شانے چت گرا چھاتی پر سوار ہوکے سوال اسلام کیا سلطان نے
کہا کہ میں تابعدار ہوں کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا نور الدہر کو ساتھ لیکر بالا ے کوہ
آیا ملکہ پر نورالدہر نے قبضہ کیا پردے میں داخل کیا نور الدہر کو سلطان لیکر قلعے
میں آیا مقام صدر پر جگہ دی نازنینان مہ جبین ساز وغیرہ لیکر حاضر ہوئیں صدا ے
رقص وسرود بلند ہوئی یہ غزل عاشقانہ گانے لگیں نظم

کہوں سر رکھکے قدموں پر انھیں سے
یہی شکوہ ہی بخت سرگین سے
مری آنکھیں تری صورت کو ترسیں
جھکاتی ہی جو میری آنکھ تجکو
ترا کشتہ ابھی ہی خلد سے دور
نجبرلے گا بام یار کی بھی +
ابھی اُٹھنا نہ میرے دل میں اودرد
چلا گھر سے جو میں دشت جنوں کو
ضرورت کیا کہاں کھواون اُسنے
کبھی دست جنوں کو جز گریبان
مرا خط دے کے کہنا اُسنے قاصد
ہمارا کام آخر ہو گیا تھا
جلال اُتری نہ مرکر بھی تب عشق

مٹا دو میرے لکھے کو جبین سے
لڑی کیوں آنکھ اُس پردہ نشین سے
گلہ ہی مجکو صورت آفرین سے
ادھر دیکھو نگاہ شرگین سے
بلائیں لیتی ہیں حوریں وہیں سے
اگر نالہ پھرا عرش برین سے
ذرا کہہ لوں کچھ اپنے ہمنشین سے
پکارے ہوش ہم رخصت یہیں سے
مرا مطلب نکل آیا نہیں سے
نہیں دیکھا نکلتے آستین سے
کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ نوکین سے
کسی بت کی نگاہ وادلین سے
بخار اُٹھتے ہیں مرقد کی زمین سے

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوکہ سلطان نے دست بستہ عرض کی ای شہر یار بیرون قلعہ
جو یہ پہاڑ دور تک ہر شب کو وہاں روشنی اور صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوتی ہی اور

دو پہر رات گئے ایک تخت آسمان سے اُترتا ہو ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل ہو ایک
جوان کو ساتھ لیکر آتی ہو وہ جوان بھی نہایت حسین وجمیل ہو مگر خیال کرکے دیکھا تو حضور
کی صورت سے بہت مشابہ ہو اگر حضور ملاحظہ فرمائین اور اُس جلسے کو دیکھین تو اُس
جوان کو پہچانین کہ وہ جوان کون ہو ہزار ہزار طرح وہ ساحرہ سمجھاتی ہو مگر وہ جوان
اُسکو نہین قبول کرتا ایسا آتشخو وشعلہ مزاج ہو کہ کلمات سخت کہتا ہو اکثر وہ ساحرہ
بدعتین بھی کرتی ہو مگر وہ جوان اپنی ہی کہے جاتا ہو نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ
جاکر دیکھو تو شاید شاہزادۂ ایرج نوجوان ہون جس دن سے وہ گرفتار ہوے پھر کچھ حال
اُنکا نہ معلوم ہوا اگر خدانخواستہ اُنکو کچھ چشم زخم پہونچا تو مجکو یہ انتشار ہی کہ چھوٹے قبلہ وکعبہ
کو کیا مُنہ دکھاؤنگا وہ ارشاد فرمائین گے کہ تم طلسم کشا تھے تمنے تدبیر رہائی کی نہ کی مین کیا
جواب دونگا شرمندہ ہونا پڑیگا شبرنگ اُسی وقت اُغابرائے تحقیق خبر چلا سلطان سے
سب نشان پوچھ لیا بیرون قلعہ آکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا دیکھ رہا ہو کہ یکایک آسمان پر
سناٹا ہوا چند کنیزین آئین جاروب کشی کی فرش بچھا یا کہ پھر برق چمکی چند جشنین آئین اُنھون
نے آکر ایک بارگاہ استاد کی ایک طرف جاکر ٹھہرین کہ چند ستارے لوٹتے ہوے آسمان
سے اُترے ایسی ہوا چلی کہ شبرنگ کی آنکھ بند ہوگئی بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھول کے
دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہو اُسپر ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل بیٹھی ہو اور سامنے
ایرج نوجوان مسلسل ومطوق سرنگون بیٹھے ہین وہ ساحرہ للکار رہی ہو کہ کیون او
نبیرۂ حمزہ تو اپنی موت کا خواہان ہو مین روز طرح دیتی ہون مگر تیرے خیال مین نہین
آتا آخر کس بات کا گھمنڈ ہو ہاتھ ہلا دونگی برق گریگی جلاکر خاک کردونگی ایرج نوجوان
نے غصے مین جواب دیا کہ او ملعونہ کیا بکتی ہو جو تجھے ہوسکے قصور نہ کر ہم اپنی زندگی سے
بیزار ہین لیکن مجبور و ناچار ہین تیری آرزو کبھی پوری نہ ہوگی کیون ستاتی ہو ایک
عرصے تک وہ ساحرہ سمجھایا کی اور کنیزون سے بھی اشارہ کیا کنیزون نے بھی قریب آکر
ایرج نوجوان کو سمجھایا کہ ای معشوق خوبرو کیون اپنی جوانی برباد کرتا ہو ایرج نے
اُن کنیزون کو جھڑک دیا فرمایا کہ خبردار ایسی باتین نہ کرو مین اس ملعونہ کو بخوبی پہچانتا ہون

کہ یہ رنگ روانے سحر سے بنایا ہی اسقدر ضعیف ہی کہ منھ مین ایک دانت نہین مین اسکو نہ قبول کرونگا کنیزین کہتی ہین کہ ای ملکۂ عالم یہ جوان نہایت تندمزاج ہی کبھی آپ کا کہنا نہ مانیگا اتنا زمانہ گذرا ہم لوگ روز سمجھاتے ہین مگر یہ وہ ضدی ہی کہ اپنی ہی کہے جاتا ہی نہین معلوم کیا گھمنڈ ہی یہ سُنکر وہ ساحرہ رونے لگی کہتی ہی کہ بڑا افسوس کرتی ہون کس ظالم پر طبیعت آئی لاکھ طرح دل کو سمجھاتی ہون مگر نہین مانتا عشق کے یہی سامان ہین قطعہ

مرحبا ای اثر عشق سبک تو نہ ہوا
آبرو ہوگئی مٹا آنکھ کا آنسو نہ ہوا

روکے شرمندہ کچھ ای دیدۂ تر تو نہ ہوا
خون کب خشک ہمارا کئی چلو نہ ہوا

کوئی دم بھر کو بغل مین مری آبیٹھنا تھا
آج دل کو تھی یہ حسرت کہ مین پہلو نہ ہوا

لاکھ اُٹھاتا کوئی اُس در سے نہ اُٹھنے دیتا
تو بھی ای ضعف مرا قوت بازو نہ ہوا

برہمی بخت دکھاتا بھی تو اک لطف کے ساتھ
پیچ تقدیر کا اپنی کبھی گیسو نہ ہوا

آئنہ دیکھ کے حیرت کا وہ پتلا ہوے کیون
اب نے افسون نہ پڑھا آنکھ سے جادو نہ ہوا

نہ ملا جام اگر دینے لگا می ساقی
ہاتھ پھیلا جو ہمارا تو وہ چلو نہ ہوا

پی گئے آنکھون مین ہم کتنے ہی اشک حسرت
مردم دیدہ کو اک گھونٹ پر اُچھو نہ ہوا

حسرت وصل کو لے نکلی نہ ای حسرت ذبح
آج بھی سینہ کیے سے تہ زانو نہ ہوا

جان عاشق کی نکالین ملک الموت آکر
کام پر اسکے مقرر کوئی خوشرو نہ ہوا

یاد رہجائیگی فرقت کی یہ مجبوری بھی
دم نہ ہم توڑ سکے موت پہ قابو نہ ہوا

ہوش جلنے رہے وحشت تھی مگر دل کی وہی
چوکڑی بھول سکے گم رہ یہ آہو نہ ہوا

برہمن سجدے کرے بات نہ پوچھے کوئی بت
بخدا حشر ہی ہوتا کہین مین تو نہ ہوا

غم ہمارا ہی تھا جو آیا کوئی خط اُنکا جلال
بنکے تعویذ کبھی زینت بازو نہ ہوا

ہر چند کہ اُس نازنین نے گریہ وزاری کی مگر ایرج نے جواب سخت دیا شہزادہ بن عمرو نے ارادہ کیا کہ اپنے کو کسی صورت سے محفل مین پہونچاؤن کوئی عیاری کرون اُٹھکر کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر تیار ہوا کچھ مطلب سوچ کر طرف محفل کے چلا اب جو گوشہ سے نکلا نہ وہ خیمہ پایا نہ وہ فرش تھا اور نہ وہ جلسہ اور نہ ایرج نوجوان

اور نہ وہ ساحرہ حیران ہوا چار جانب کوہ کے دوڑتا پھرا مگر کہین نشان نہ پایا کہ گریبان
سحر چاک ہوا شبرنگ پلٹا خدمت مین شاہزادے کی آیا تمام کیفیت شب کی گزارش کی اور یہ
بھی عرض کیا کہ کنیزون کی باتون سے معلوم ہوا کہ آہن جادو ایرج نوجوان کو گرفتار کر کے
لائی ہی عشق مین شاہزادے کے مبہوت ہین وہ اُسکو نہین قبول کرتے پھر سلطان قزاقان
سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے سلطان عجب معرکہ گذرا کہ جب مین سب معاملہ دیکھ چکا تو قصد کیا
کہ عیاری کرون اپنے کو محفل مین پہونچاؤن کنارے آکر ایک ضعیفہ کی شکل بنا اب جو گیا تو
میدان صاف پایا حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ گذرا سلطان نے کہا کہ تم جتنے عرصے مین
الگ ہوئے اور ضعیفہ کی شکل بنے وہ ساحرہ چلی گئی ایرج نوجوان کو بھی وہ لیتی گئی
اب جو تلاش کرنے لگے تو کیونکر ملے فوراً عیاری کرتے شاید کچھ قابو ہوتا نورالدہر
نے کہا کہ بہتر ہے رہا کہ ایرج نوجوان کو بچانتے نہ جائین گے ہمارے واسطے باعث بدنامی
ہو پہونچے گی ملکہ شکایت کرین گے تو مین کیا جواب دونگا آج شب کو ہم خود چلکر دیکھینگے
دن اسی گفت و شنید مین تمام ہوا شب کو نورالدہر ہمراہ شبرنگ کے آئے آکر اُسی
مقام پر بیٹھے شب بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا نہ فرش بچھا نہ خیمہ استادہ ہوا اسی انتظار مین
صبح ہو گئی نورالدہر قلعے مین آئے سلطان سے بیان کیا سلطان نے عرض کی
اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اُس ساحرہ کو کچھ خبر ہو گئی کہ میری تلاش مین آئے ہین اُسنے اس مقام
پر آنا موقوف کیا نورالدہر اس پریشانی مین بیٹھے ہین کئی دن گذر چکے ہین لیکن ملکہ
شعلۂ جوالہ فراق مین شاہزادے کے حیران ہین حکیم صاحب سے ذکر کیا کہ بڑے افسوس
کی بات ہی کہ شاہزادہ واسطے شکار کے گیا تھا کئی دن گذرے تشریف نہ لانے کا کوئی باعث
نہ معلوم ہوا کسی سردار نے بیان کیا کہ بھیلے آئے ہین اُسنے دریافت کیا بائے شعلۂ جوالہ
نے بھیلیون کو بلوایا انھون نے بیان کیا کہ شبرنگ نے آکر شکارگاہ مین کچھ ایسا بیان کیا
کہ شاہزادہ بغصہ شبرنگ کے ساتھ گیا ہم لوگون سے فرمایا کہ تم لشکر مین چلو شاہزادہ
شکارگاہ مین نہین ہین شعلۂ جوالہ نے اُسی وقت حکیم صاحب سے کہا کہ مین خدمت مین
شاہزادے کے بیابان مین ہون شاہزادے کے یہ مقام ویران معلوم ہوتا ہی یہ لکھکر

طاؤس پر سوار ہوئی تلاش مین شاہزادے کی چلی کوہ پر آکر جھکی نورالدہر کو دیکھ کر طاؤس کو اُتارا سلطان کو بعہدۂ رفاقت دیکھا سب حال پوچھا کہا کہ حضور نے یہان کیون تشریف رکھی اب مناسب یہ ہی کہ لوح کی فکر مین مصروف ہو جیسے نورالدہر نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ایرج نوجوان کی قید کا نشان پایا ہی آہن جادو کوئی ساحرہ ہی اُسکی قید مین ہین اس پہاڑ پر آتی تھی جلسہ آراستہ کرتی تھی جس روز سے ہمنے فکر کی اُس روز سے اُسنے آنا موقوف کیا مین اس فکر مین ہون کہ کسی طور سے اُنکو رہا کرون بے اُنکی رہائی کے یہان سے نہ جاؤنگا ای شعلۂ جوالہ اگر ہو سکے تو رہائی ایرج کی فکر کر و شعلۂ جوالہ نے کہا کہ کنیز فکر مین جاتی ہی مگر ای شبرنگ تم بھی چلو شبرنگ اُسی وقت تیار ہوا الملک شعلۂ جوالہ بلند ہوئین شبرنگ کو دیکھتی ہوئی چلین شبرنگ جھپٹا ہوا جاتا ہی تیسرے دن قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر کرسی پر بیٹھا ہی چند ساحر بطور خدمتگار پشت پر کھڑے ہین کچھ فکر کر رہا ہی ایک ساحر کی شکل بنکر شبرنگ پہونچا جھک کر اُس ساحر کو سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آتے ہو شبرنگ نے کہا کہ ہم اسی صحرا مین رہتے ہین پریشان ہو کر براے ملازمت آئے ہین حضور اس صحرا مین کیون رہتے ہین اُس ساحر نے کہا کہ طمطراق جادو میرا نام ہی خداوند کا نامہ آیا ہی کہ طلسم کشا کو جا کر روکو اسی فکر مین بیٹھا ہون سوچ رہا ہون کہ کس تدبیر سے جاؤن اور کیونکر طلسم کشا کو روکون سُنا ہی کہ طلسم کشا پہاڑ پر پاس سلطان قزاقان کے اُترے ہوے ہین مگر شعلۂ جوالہ ایسی ساحرہ وہان موجود ہی وہ ضرور دخل دیگی ہمنے تکو ملازم کیا اب کوچ کرنے کو ہین شبرنگ خدمت مین حاضر رہا شب کو جلسہ آراستہ ہوا طمطراق نے کہا کہ ای ساحر تمہارا نام کیا ہی شبرنگ نے کہا کہ کشیر جادو مجکو کہتے ہین طمطراق نے کہا کہ کچھ گانا بھی تکو آتا ہی کشیر جادو بیچ محفل مین آکر بیٹھا اور یہ غزل عاشقانہ گنگنا کر گانے لگا نظم

پل کھائین گے نہ صورت گیسوے یار سانپ	توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ
احول کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا	دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھینکون مین پیرہن	سودائی زلف یار مین ہی تار تار سانپ

افشان چنی کے بابے زلف سیاہ پہ ۔ دکھلا دیا وہ تم نے تجھے جو خالدار سانپ
ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہی بال بال ۔ کاکل ہو ایک یا کہ کالے ہزار سانپ
اُس زلف مین ہو جسے مراد اندار دل ۔ طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ
سودائے زلف مین ہو جو کچھ حال کیا کہون ۔ رہتا ہو رات دن مرے سر پہ سوار سانپ
روے صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف ۔ بو پلکے یاسمین کی ہو بے اختیار سانپ
موذی کو جانتا ہی تو اے آسمان دون ۔ بو جا بنا یا کرتا ہی یہ بد شعار سانپ
آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہی ۔ رخسار گنج ہین نہ تو گیسوے یار سانپ

طمطراق نے گانا شبرنگ کا بہت پسند کیا اپنے قریب بُلا کر بٹھایا کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر ظاہر ہوا منقار مین اُسکی نامہ تھا اُسنے نامہ ہاتھ مین طمطراق کے دیا طمطراق نے وہ نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مین ضرور حاضر ہونگا شیر نقلی نے پوچھا کہ حضور کہان جائیگا طمطراق نے کہا کہ آہن جادو نامے ایک ساحرہ زبردست ہی اُسنے جلسہ کیا ہی ہم کو بہ محبت طلب فرمایا ہی آج شب کو چند ساحر جمع ہونگے مگر مین نے خبر پائی ہی کہ کسی نبیرہ حمزہ کو گنبد گیتی نما سے لائی ہین اُسپر عاشق ہین یہ معاملہ بھی پیش ہوگا شبرنگ نے کہا کہ اے شہنشاہ مجھے بھی لے چلیے گا طمطراق نے کہا کہ ایسی صحبت مین کیا تمکو نہ لے چلین گے گانا تمھارا ایسا پسند آیا ہی کہ جی چاہتا ہی آٹھ پہر تمکو اپنے ساتھ رکھین دن انھین باتون مین گذرا شب کو طمطراق نے تخت سحر تیار کیا اُسپر سوار ہوا شبرنگ کو بھی ساتھ لیا تخت اُڑتا ہوا چلا تھوڑی دور چل کر ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ اُسمین بڑی روشنی ہی ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی اور گرد جادوگرنیان مجمع ہین جلسہ آراستہ ہی اور ایک قفس مین ایرج نوجوان بند ہین قفل کلان اُس مین لگا ہی وہ ساحرہ بہ عتاب خطاب کر رہی ہی کہ کیون او ظالم تو مجکو نہ قبول کریگا ایرج نوجوان جواب دیتے ہین کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرنا تیری جانب منھ کرکے نہ تھوکونگا اس جواب پر وہ ساحرہ بہت جھلا رہی ہی کہ طمطراق جادو آکر ہونچا کہا کہ اے آہن جادو تمنے ہمکو طلب فرمایا ہم فوراً آکر ہو نچے ہر چند کہ ہمکو آجکل بڑی مہم درپیش ہی قدرت نے نامہ بھیجا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو رد کو مین اس فکر مین تھا کہ شیر جادو

اگر میرا ملازم ہوا ایسا گاتا ہی کہ دل بیقرار ہوتا ہی ای کنیز جادو کچھ گا کر اپنا کمال بیان بھی ظاہر کر دو شبرنگ اُچک کر بیچ محفل مین آیا پایان بجا کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

کھل گئی آنکھ جو مین عشق مین مدہوش ہوا
آگیا ہوش مین جس وقت سے بیہوش ہوا

گُل کو بلبل کیطرف سے بھی یہ کچھ بے خبری
ایک نالہ نہ سُنا گو ہمہ تن گوش ہوا

غفلت عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی
آنکھ کُھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا

میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید
بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا

جان بیتاب کو اس رشک نے تڑپایا اور
اُسنے کیون وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا

بیحجابی تری سو پردون کا اک پردہ تھا
دیکھ سکتا تھا تجھے کون جو روپوش ہوا

ٹوٹ جاتا ہی اُسے بزم مین دیکھا ساقی
تیرا پیمانہ ہوا شیشۂ مے نوش ہوا

تھم گیا نالہ اب آنسو بھی ٹھہر جائین گے
آئی منزل جرس قافلہ خاموش ہوا

یاد تو بیخبری مین بھی رہا آٹھ پہر
خود فراموش کیا خود نہ فراموش ہوا

میری توبہ شکنی ہوگئی میلہ زاہد
بھیڑ اندھون کی خرابا تیون کا جوش ہوا

سب یہ داخل ہین ترے بیخبرون مین ای عشق
دل ہوا ہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا

حاجت خضر نہین وادی وحشت مین جلال
پیچھے پیچھے مین چلا آگے مرا بے ہوش ہوا

شبرنگ ایسا گایا کہ آہن جادو نے قریب بُلا کر بٹھایا کہا کہ ای کنیز جادو خوب گاتے ہو تم تو ناک صحبت ہو شبرنگ نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم ایک کمال اور جانتا ہون کہ آپ بہت محظوظ ہون گی کل اہل محفل خوش ہونگے آہن جادو نے پوچھا کہ کیا کمال ہی شبرنگ نے کہا کہ مین ساقی گری خوب کرتا ہون کلید میخانہ مجکو مرحمت ہو سب کو شراب بانٹون اور آپ کی محفل مین لیکر آؤن تب آپ کو حال معلوم ہو آہن جادو نے کلید میخانہ ازار بند سے کھولکر دی شبرنگ میخانے مین آیا شراب مین بیہوشی ملائی کئی سو گلابیان مے ارغوانی کی درست کین اور پکار کر آواز دی کہ یار و ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے جادوگر یہ آواز سنکر دوڑے شراب اُٹھا اُٹھا کر لیجانے لگے وہ گلابیان جو شبرنگ نے درست کی تھین سلیقے کے ساتھ محفل مین لیکر آیا آہن جادو نے کہا کہ ای طمطراق تمھارا انداز کس سلیقے سے شراب لاتا ہے

که خواه مخواه دل چاہے که پیجیے شبرنگ نے شراب لاکر محفل مین رکھی گھنگرو باندھ کر گت ناچا
بعد اُسکے جام سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا سامنے آہن جادو کے آیا یہ غزل گانے لگا نظم

گو سر حسنت بر آید ز در بروے آفتاب	از خجالت زرد گردد رنگ روے آفتاب
سیر دریا کرد عمرے در تماشائی ہنوز	تر نشد از قطرۂ آبی گلوے آفتاب
مے چو در مینا بود گو شمع در مجلس مباد	روشنی نیست مرا پیش روے آفتاب
تا که جان باشد به تن بویم ره دیوانگی	سایه را پیوسته باشد جستجوے آفتاب
گر زدم لاف محبت با تمت عذر دردار	ذره را میبے نباشد آرزوے آفتاب
رفت محقی شعلۂ آتش بسے بر آسمان	شد نہان در برق آتش موبوے آفتاب

سامنے آہن جادو کے آکر سر جھکایا اور کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
آہن جادو نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا زمین سے دھوان نکلنے لگا
وہ دھوان بلند ہوکر شعلہ بنا آہن جادو ڈر گئی پھر وہ دھوان شعلہ بنکر شراب پر گرا
کہ شراب اُڑ گئی جام کا یہ انجام ہوا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا آہن جادو نے آواز دی کہ ارے
تو کون ہے کہ کے ہاتھ ہلایا شعلہ جھپکا وہ شعلہ چہرے پر شبرنگ کے گرا کر رنگ و روغن
عیاری کا اُڑ گیا محفل مین ہلڑ ہوا کہ عیار ہے آہن جادو نے سر سے دریافت کیا کہا کہ یہ بچا
طلسم کشاہی فکر مین ایسچ کی آیا تھا طمطراق نے کہا کہ یہ بدنامی میرے ذمے ہے اس کو
قتل کیجیے یا تو جلسہ جما ہوا اٹھایا جو جادوگر بطور رہائی آئے تھے وہ محفل سے اُٹھ کر چلے گئے ہر ایک
یہی کہتا ہوا گیا کہ اب رسم جلسے کا طلسم سے اُٹھ جائیگا جس مقام پر ہم لوگ محفل کرینگے عیار
ضرور پہونچیگا جان بچانا دشوار ہی ہست ہے آہن جادو کے ایک کنیز کھڑی تھی اُسنے عرض کی
کہ حضور کنارے چلیے تو مین کچھ عرض کرون آہن جادو نے پلٹ کر دیکھا شاخ نخل پر ایک
طائر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم ہوشیار رہیے یہ بھی عیار ہے کنیز نے چاہا کہ
آہن جادو کو خنجر مارون ایک کنیز بیچ مین آگئی اُسکے خنجر پڑا اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے
مین نعرہ ہوا کہ منم شاہد رشیر دل ای شبرنگ یہ نہ سمجھنا کہ ملازمان آقاے نامدار کسی مقام پر
کمی کرینگے مین صبح سے اس محفل مین موجود تھا یہ کہکر جست کرکے چلا تھا کہ طمطراق نے دو تیر مارا

کہ شاپور بھی زمین پر گرا آہن جادو نے کہا کہ یہ عیار اس قیدی کا ہے کیون صاحبو یہ لوگ کیونکر
پہونچے سب حیران ہو گئے کوئی جواب نہین دیتا طمطراق نے کہا کہ ان دونون کو قتل کرد
گریبان سحر چاک ہو چکا تھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آہن جادو نے میدان خونی کی تیاری کی
دارین استادہ ہوئین جلاد آکر موجود ہوے شاپور و شیر نگ کو زیر تیغ بٹھایا طمطراق نے
کہا کہ ای آہن جادو ایرج نوجوان کو بھی زیر تیغ بٹھاؤ شاید جان سے خائف ہو کر تمھارا
وصل قبول کرے آہن جادو نے حکم دیا کہ ایرج کو بھی قفس سے نکالو جلادون نے ایرج
کو بھی قفس سے نکالا زیر تیغ بٹھایا آہن و طمطراق کھڑے ہین علم کی دیر ہی مگر آہن جادو نے
جلادونکو اشارہ کر دیا کہ دونون عیارون کو قتل کرنا ایرج کو خالی ڈرانا دونون جلاد منتظر
حکم کھڑے ہین کہ آہن جادو حکم دے تو انکو قتل کرین خنجر چمکا رہے ہین جو جلاد سر پر ایرج
کے کھڑا ہے وہ ہر مرتبہ کہتا ہی کہ ای جوان کیون اپنی جان دیتا ہی تیرے حسن و جمال پر رحم آتا
ہی مقام افسوس ہی کہ تجکو اپنی جان کا خیال نہین ایرج نوجوان غصے مین سر جھکائے ہوے
بیٹھے ہین جلاد کو جواب نہین دیتے آہن جادو نے جب دیکھا کہ کسی طرح معشوق راضی
نہین ہوتا پکار کر آواز دی کہ مین سو حکم کا ایک حکم دیتی ہون کہ ہان جلادو ان تینون کو قتل کرو
جلاد خنجر چمکانے لگے بیترے بدلنے لگے شاپور نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای خالق بحر و بر و
ای رب اکبر اس آفت سے بچائے نظم

لطف کن بر من ای خدای رحیم	کن کرم ای جناب رب کریم
دار بر خاک آستانۂ خویش	روز تا شب نگون سر تسلیم
بر درِ عجز دائما خم دار	سر تسلیم نہ گردن تعظیم
چونکہ این بندۂ صداقت کیش	ہست پابند بند نفس لئیم
مخلصی کن عطا ازین زندان	از رہِ لطف خاص و فضل عمیم
گنج عرفان مرا عطا فرما	پاک کن دل ز خواہشِ زر و سیم
لطف کن ای خدای بندہ نواز	بر من عاجز و غریب و یتیم
بہ فقیران و خاکساران بخش	حرمت و فخر و عزت و تکریم

حب دنیا ببر ز خاطر من	دور کن از من این عذاب الیم
سینہ ام کن صفا چو آئینہ	از غبار تعصب و کینہ

اب جیسے ہی تینون جلادون نے قصد کیا کہ خنجر مارین ایک نخل سے تین پھول ٹوٹ کر تینون
جلادون کے سر پر گرے کہ جلاد مثل ہیمۂ خشک جلنے لگے آہن جادو نے کہا کہ ارے یہ
کیا ہوا کہ یکایک طمطراق پر بجلی گری جسم سے اسکے دھوان نکلنے لگا چلا کر کہا کہ ای
ملکۂ عالم غلام بے آگ جل رہا ہی آہن جادو نے پانی برسایا مگر پانی نے کچھ تاثیر نہ کی
آگ بڑھتی جاتی ہی تھوڑے عرصے مین طمطراق جل کر خاک ہو گیا آہن جادو نے
سر اٹھا کر دیکھا کہ ملکہ شعلۂ جوالہ آسمان سے سحر کر رہی ہی آہن جادو نے گولہ مارا
شعلۂ جوالہ نے وہ گولہ کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ او آہن کیون تیری شامت آئی ہی
اسی مین خیر ہی کہ اپنی جان بچا ورنہ آفت برپا کرونگی تو چاہتی ہی کہ ان عیارون کو قتل کرون
کیا مجال ہی دیکھو کس طرح تیرے دربار مین پہونچے مگر آہن کب مانتی ہی سر کھول کر ایک
دوہتڑ مارا کہ شعلۂ جوالہ زمین پر آئی گرتے گرتے اپنے کو سنبھالا کہا بوا نہ مانو گی مجھسے تو
آنکھ ملاؤ آہن نے آنکھ ملائی جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی شعلۂ جوالہ کی نگاہ سے ایک
شعلہ بڑھکا وہ شعلہ آہن پر گرا آہن جادو کے تن پر آبلہ پڑ گیا اُف کر کے رہ گئی بال
کے نوچ کر پھینکے بہت سے ماران سیاہ پھن کھولے ہوے طرف شعلۂ جوالہ کے چلے شعلۂ جوالہ
نے دستک دیکر آواز دی کہ ای طاؤس مار خوار اس آفت کو دفع کر کہ پہلو سے ایک طاؤس
پیدا ہوا سب سانپون کو نگل گیا آہن جادو نے آواز دی کہ ای شیر دشتی شعلۂ جوالہ
کو لینا بیرون باغ سے شیر کی آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر کلان منھ کھولے ہوے آتا ہی ملکہ
شعلۂ جوالہ نے آواز دی کہ ای ہزبر شیر خوار اس شیر صحرائی کو لینا دوسرا شیر اُس سے
بڑا پیدا ہوا شیرون مین پنجہ چلنے لگا بوٹے گوشت کے کٹ کٹ کر گر رہے ہین شعلۂ جوالہ نے
اُسی ہنگامے مین ایک کارد جھولی سے نکالی ماتھے کا خون اُس پر ڈالا آواز دی کہ ای خونخوار
آہن کو لینا وہ چھری چمکتی ہوئی چلی آہن جادو نے چاہا کہ بھاگ جاؤن ایرج نوجوان
کی جانب بنگاہ یاس دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان تیری محبت لیکر دنیا سے جاتی ہون تیرے

واسطے قتل ہوتی ہون مین نے کیا کیا کوشش کی مگر تونے کہنا نہ مانا افسوس صد ہزار افسوس نظم

جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین ۔ سب نماز اپنی قضا کرتے ہین
جنکی رفتار کے پامال ہین ہم ۔ وہی آنکھون مین پھرا کرتے ہین
تیرے گھر مین جو نہین جاتے قدم ۔ کیا مرے تلوے جلا کرتے ہین
دھیان آتا ہی کفن کا مجکو ۔ کپڑے جب قطع کیا کرتے ہین
نیک و بد کیا ہون ہمیشہ باہم ۔ پھول کانٹون سے جدا کرتے ہین
ہوگئے کیا ترے تلوے گلگون ۔ سنگ پا کا حنا کرتے ہین
نہین ہوتے ہین فراموش صنم ۔ خاک ہم یاد خدا کرتے ہین
گو نہین پوچھتے ہرگز وہ مزاج ۔ ہم تو کہتے ہین دعا کرتے ہین
موسم گل مین بشر ہین معذور ۔ گل تلک چاک قبا کرتے ہین
شاد ہین باغ فنا مین وہ گل ۔ اپنی ہستی پہ ہنسا کرتے ہین
چمن دہر مین محبوبون سے ۔ کیا ہی عشاق وفا کرتے ہین
دل کو پہلو مین چھپایا تو کیا ۔ کب ترے تیر خطا کرتے ہین
گو خزان آتی ہے پھولونکے ساتھ ۔ پر عنادل کے اڑا کرتے ہین
آج وہ تیغ نگہ سے ناسخ ۔ کشور دل کو کٹا کرتے ہین

شعلۂ جوالہ نے آواز دی کہ اپنے کو اس چھری سے تو بچا آہن جادو نے بہت تدبیرین کین مگر کارد آکر سینے پر پڑی پشت کو توڑکر پار گذری مرتے ہی آہن جادو کے اندھیرا ہوگیا صدائین مختلف آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز ہیبتناک آئی کشتی مرا نام من آہن جادو بود آہن جادو کو مارکر شعلۂ جوالہ نے شبرنگ وشاپور کو رہا کیا ایرج کی قید کاٹی بارہ دری مین سلاح تھے ایرج نوجوان نے جسم پر لگائے شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ لشکر مین نورالدہر کے تشریف لے چلیے ایرج نوجوان نے کہا کہ مین نہ جاؤنگا کشتی گیر زادے کے لشکر مین میرا کیا کام ہے شعلۂ جوالہ نے سر جھکا کر کہا کہ جب آپکو لشکر ملکن ہوگا تب چلے جائیے گا ایرج نے کہا کہ لشکر میرے دم قدم کے ساتھ ہی تم جاؤ ہم

چلے جائینگے ہرچند کہ شعلۂ جوالہ سے سمجھایا مگر آتشخو و شعلہ مزاج نے نہ گوارا کیا آخر
شعلۂ جوالہ و شبرنگ بن عمرو طرف لشکر نور الدہر کے چلے مگر ایرج نوجوان نے
شاپور شیر دل سے کہا کہ او نالائق تو نے ایسی عیاری نہ کی کہ مین رہا ہوتا بیکار کو اس
عورت کا احسان ہوا اب وہ جاکر کشتی گیر زادے سے بیان کریگی کہ مین نے ایرج نوجوان
کو رہا کیا مگر میری جو مراد تھی کہ مین طلسم مین جاؤن اور عیش مین فرق نہ آئے وہ ہوا بہ عنایت
پروردگار موجود ہون نہین معلوم یاقوت حبشی پر کیا گذری اگر یاقوت حبشی مل جاتا تو
کچھ مطلب نکلتا کہ وہ علم نجوم مین بھی دخل رکھتا ہی وہ سمجھاتا تھا کہ آپ طلسم کشا نہین ہین
آپ دست اندازی نہ کرین شاپور سے باتین کرتے ہوے باغ سے نکلے تھوڑی دور
چلے تھے کہ صحراے گرد اڑی دیکھا کہ ایک تاجدار پشت پر اسکے بارہ چودہ ہزار جوان
جنگی نیزے سب کے ہاتھ مین شکار کھیل رہا ہی ایرج و شاپور آکر ایک نخل کے سایے مین
ٹھہرے افغان تاجدار کی نگاہ جو ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان حسین و
جمیل آفتاب جمال خورشید مثال ایک شاطر سے کچھ باتین کرتا ہوا آتا ہی اپنے عیار
سے کہا کہ جاکر دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہی عیار قریب آیا جاہ و جلال دیکھ کر سلام کیا
عرض کی کہ ہمارا بادشاہ افغان تاجدار اس حوالی کا بادشاہ ہی آپ کا نام پوچھتا ہی
ایرج نوجوان غصے مین کھڑے تھے اصلی نام بتا دیا عیار نے جاکر افغان تاجدار
سے بیان کیا کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران کسی وجہ سے یہان آکر ٹھہرے ہین
افغان نے رفقا سے کہا کہ کیون یارو تمھاری کیا صلاح ہی اس جوان کو گرفتار کرلین
ہرچند کہ یہ طلسم کشا نہین مگر مثل طلسم کشا ہی جرأت کی اسکے شہرے ہین جب یہ دونون بھی
طلسم کشا اور یہ ایک مقام پر ہوجاتے ہین تو آفتین برپا کرتے ہین رفقا نے کہا کہ ای بادشاہ
ہرچند کہ یہ تنہا ہی مگر مثل لشکر کو جواب دیگا عیار نے کہا کہ ای شہریار ان سب کی راے
خلاف ہی چودہ پندرہ ہزار جوان آپ کے ساتھ ہین جب بلوہ کرین گے تو گھبرا جائیگا مین
وعدہ کرتا ہون کہ کمند دن مین گرفتار کرونگا افغان تاجدار نے فوج کو اشارہ کیا
ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خواہش بھی ہی کہ فوج میرے ساتھ ہو اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ ایرج نوجوان بن قاسم عالیشان

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ یلی بر کشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم
منم نور عین ہزبر جہان
نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے اول ایرج نے ایک سوار کو مارا مرکب اُسکا لیکر سوار ہوے جنگ رستمانہ کرنے لگے افسرون کو تاک تاک کر مارا افغان تاجدار شمشیر زنی ایرج نوجوان کی دیکھکر گھبرا گیا عیار سے کہا کہ تو کہتا تھا مین گرفتار کرلونگا دیکھ وہ شیرانہ و نہنگانہ لڑرہا ہی چالیس افسران نامی قتل ہو چکے عیار اسکا نہنگ تیز رو چالیس پیک بجون کو لیکر چلا ایک رسالدار سے اشارہ کیا کہ ذرا تم ٹوکو نخلستان مین یہ آئے تو مین گرفتار کرون رسالدار نے ٹوکا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی بھلا کب رُکتے ہین ٹوکتے ہی جا پڑے وہ رسالدار سامنے سے بھاگا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ اس عیار نے میری جان لینے کا قصد کیا ہی یہ شیر گرسنہ ہی اسکو کون روکے ایرج نوجوان جب نخلستان مین آئے تو نہنگ تیز رو نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند مارے ایرج نوجوان کمندون مین پھنس کر گرے سوار و پیدل ٹوٹ پڑے اور دوے بلوے کے ایرج نوجوان کو سب نے گرفتار کرلیا شاپور شیر دل صورت بدل کے مخفی ہوگیا اسی فوج کے ساتھ ہولیا اب افغان تاجدار نے بارگاہ استادگرائی تخت پر بیٹھا تو حکم دیا کہ ایرج نوجوان کو لاؤ داروغۂ جیلخانہ ایرج کو لے کر آیا ایرج نے ہرچند کہ مسلسل و مطوق ہین مگر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کافر بلکہ کرنے لگے افغان نے کہا کہ میری اطاعت کرو ایرج نے جواب دیا کہ مین نامردون کی اطاعت نہین کرتا یہان تو یہ کلام ہو رہا ہی پردۂ بارگاہ اُٹھا ہوا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی افغان نے دیکھا کہ ایک نقابدار گلگون پوش شکار کھیلتا ہوا آتا ہی لشکر جو اُترا ہوا دیکھا دریافت [illegible] معلوم ہوا کہ افغان تاجدار کا لشکر ہی بلا تکلف لشکر مین آیا تلوار ٹیکتا ہوا بارگاہ [illegible] سے تعظیم اُٹھا کہا کہ ای نقابدار بہادر آئیے نقابدار

آکر پہلو سے تخت مین جو دنگل بچھا تھا اُسپر بیٹھا دیکھا کہ ایک جوان گلرخسار آفتاب آسمان خوبی ماہ فلک محبوبی مسلسل و مطوق زنجیرین ہلا رہا ہی پوچھا کہ ای افغان یہ کون شخص ہی افغان نے کہا کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران کہین سے آتے تھے مین نے اِنکو گرفتار کیا نقابدار نے ٹھنڈھی سانس بھرکر کہا کہ ای افغان یہ کیا کہتا ہی یہ لوگ ایسے جری و بہادر ہین کہ انپر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا اصل حال یہ ہی نظم

ہرحال مین ہی اپنے سراپا یار دلفریب
مژگان کی طرح گردہون دیکھین اگر طبیب
مژگانِ چشمِ یار کی تعریف کیا کرون
انداز حُسن یار ہین اک اک سے خوشنما
مشتاق زخم کے رہے ای ترک کُشتنی
دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
سودا ے عشق کے لیے ہی خوش جمال شرط
دیوان حُسن مین سے ہی اک بیت انتخاب
اُس گل نے گوش دل سے سُنا ایکدن حبیب

گفتار دلفریب ہی رفتار دلفریب
اتنی تو ہی وہ نرگس بیمار دلفریب
جانکاہ جانِ خراش دل آزار دلفریب
رکھتا ہی ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب
ابروسے تیری ہی تری تلوار دلفریب
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب
دلکش ہر اک دکان ہی بازار دلفریب
یہ جنس چاہتی ہی خریدار دلفریب
کیونکر نہ ہو وہ ابروِ خمدار دلفریب
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

ای افغان تاجدار انکا زیر کرنا بہت دشوار ہی افغان نے جھلا کر کہا کہ اس جوان سے پوچھ لیجیے عیار کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو سمجھا دے کہ کہے مجکو افغان نے زیر کیا ہی نہین رہا کر دونگا اگر خلاف کہا تو قتل کر دونگا عیار نے آکر سمجھایا بعد اسکے نقابدار نے پوچھا کہ ای برادر تم کیونکر انکے قبضے مین آئے افغان کہتا ہی مین نے زیر کیا ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ جو کہتے ہین یہی ہوگا نقابدار نے کہا کہ آپکو قسم ہی سر صاحبقران کی سچ سچ فرمائیے ایرج نے کہا کہ یہ مکار ہی عیار سے گرفتار کرایا مین پندرہ ہزار جوان سے اکیلا لڑا آخر عیار نے کمندون مین گرفتار کیا اب مقابلہ کرے تو حال کھلے افغان نے کہا کہ ای جوان خلاف کہتا ہی مین نے تجکو نہین زیر کیا یہ کہکر کہا کہ او زنجیردار اسکو سزا نہین دیتا

زنجیر دار نے زنجیر کھینچی جھٹکا جو مارا بغلون سے خون بہنے لگا اور سونٹا اُٹھایا بس ایرج نے ہتھکڑی ماردی کہ سر زنجیر دار کا پھٹ گیا ایرج نے ہکہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از لقب خون منست
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من — پاک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ زنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کے پھینک دیا ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی اور اُسی کا گھوڑا لیا اور سوار ہوے نقابدار گلگون پوش دیکھ رہا ہو کر افغان اپنے مقام سے اُٹھا ایرج نے جو دیکھا کہ افغان اُٹھا للکارا کہ او نامرد اب مجھے زیر کر تو حال کھلے یہ کہہ کر ہٹو ہٹو کرتے ہوے ایرج نوجوان قریب افغان کے پہونچے ایک شخص نے نیزہ مارا شانۂ ایرج نوجوان کا نشانہ ہوا شاہزادے نے پلٹ کر اُس نیزہ دار کو قتل کیا مگر منھ جو ایرج کا پھرا افغان نے پشت پر سے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر ایرج نوجوان کا زخمی ہوا مگر نقابدار نے جو ایرج کو زخمی دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا منظور رہا کہ شرکت کرون ایرج نے جو چاہا کہ افغان سے بدلہ لون بیچ مین اور پہلوان آگئے افغان بچ کر الگ ہو اور سے لینا لینا کر رہا ہو قریب ایرج نہین آتا ایرج نوجوان نے کئی پہلوانونکو مارا افغان اپنے کو بچا رہا ہو قریب ایرج نہین آتا مگر سر سے ایرج نوجوان کے اسقدر خون بہا کہ غش آنے لگا آخر مجبور ہو کر دونون ہاتھ گردن مین گھوڑے کی حمائل کیے تلوار کو نیام انتقام مین کیا فرمایا کہ اے مرکب تجھ سے اگر ہو سکے تو مجکو نے نکل گھوڑا دولتیان مارتا ہوا ایرج کو مجمع سے لے نکلا نقابدار نے جب دیکھا کہ ایرج نوجوان کو گھوڑا نکال لے گیا ناچار ہو کر طرف اپنے باغ کے چلا مگر ملول و حزین واندوہگین ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ صاحبو تم نے افغان کا حال دیکھا ایسے جری و بہادر کا زیر کرنا کیا آسان ہو آپ سب صاحبون نے دیکھا کہ قید کس طرح توڑ ڈالی اور کیسے کیسے افسرون کو مارا افغان نے مکر سے زخمی کیا بڑے افسوس کی بات ہو مجکو یہ امر نہایت خلاف گذرا حسن و جمال کو اُسکے دیکھکر آفتاب شرماتا ہو ایسے شخص نگاہ سے نہین گذرے بموجب قول شاعر نظم

کس حسن چو یار ما ندارد ❊ زلفی چو نگار ما ندارد

آئینۂ ما ز عیب پاک است ❊ دست آئینہ دار ما ندارد

پژمردہ گلش ز خاک روئی ❊ ابری کہ بہار ما ندارد

بی نور بود گر آفتاب ست ❊ چشمی کہ غبار ما ندارد

با نور دو چشم آفتابم ❊ خورشید عیار ما ندارد

قاصد کہ بنامہ میکند فخر ❊ مکتوب دیار ما ندارد

رنگ از اثر حنا نگیرد ❊ دستی کہ نگار ما ندارد

تا آب کنیم زہرہ شیر ❊ این بیشہ شکار ما ندارد

چون غنچۂ گل شگفتہ باشد ❊ ہر دل کہ غبار ما ندارد

در کشور حسن اعتبارے ❊ جز نقش و نگار ما ندارد

در باغ بہشت عندلیبی ❊ سوئی چو ہزار ما ندارد

با این ہمہ زور رستم بند ❊ دستی چو چنار ما ندارد

ناموش ز گفتگوی مخفی ❊ طالع سر و کار ما ندارد

ایسی باتین کرتا ہو نقابدار صحرا مین آیا اسی صحرا مین اسکا باغ ہی باغ مین اگر کوٹھے پر بیٹھا ہوا ان ہی دنون طرف صحرا کے دیکھ رہا ہو دیکھا کہ مرکب ایرج نوجوان کو لیے ہوے کنارے ایک جھیل کے پہونچا پانی پی کے جو بدن کو جنبش دی پشت مرکب سے ایرج گرے گھوڑا توچرا مین مصروف ہوا نقابدار بیقرار ہو گیا اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ ماجرا جو کشش محبت اصلی کی تاثیر ہی کہ گھوڑے نے کہان لاکے گرایا ایسے بہادر کا علاج کرنا ضرور ہی چارپائی ساتھ لیکر نقابدار قریب ایرج نوجوان آیا بیقراری مین سرہانے بیٹھ گیا سر اٹھا کے زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت بہائے مگر ایرج کو ہوش نہ آیا آخر کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اٹھا کر لیچلو ایک کنیز سے کہا کہ جراح کو بلا کر لا جب نقابدار نے سر اٹھایا کنیزین لپٹ گئین چارپائی پر ڈال لیا دس بارہ کنیزون نے ملکر چارپائی اٹھائی نقابدار نے بھی پائے پلنگ کے ہاتھ رکھ لیا لیکر طرف اپنے باغ کے چلا لاکر بارہ دری مین

پہونچا یاکہ جراح آیا نقابدار نے جراح کو اشرفیان دین کہا کہ اگر اسکو صحت ریگا تو ہم تجکو خوش کرین گے جراح نے زخم مین ٹانکے لگائے پٹی چڑھا کر چلا گیا نقابدار کے ہاتھ مین رومال ہو مگس رانی کر رہا ہی ایرج کو آرام جو پہونچا آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک نقابدار بالین پر بیٹھا ہی مگس رانی کر رہا ہی ایرج نے ارادہ کیا کہ اُٹھون نقابدار نے ہاتھ سے منع کیا کہ ایسا نہ ہو ٹانکے ٹوٹ جائین مگر ایرج نوجوان اُٹھ بیٹھے کہا کہ ای نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا بارگاہ مین افغان کی ہمی تمہین موجود تھے نقابدار نے چپکے سے کہا کہ باتین نہ کیجیے ایسا نہ ہو زخم کو صدمہ پہونچے جراح نے بڑی ترکیب سے زخم مین ٹانکے لگائے ہین زخم بہت بے ڈھب تھا مگر جراح نے بڑی جانبازی کی ایرج نے کہا کہ آپ صاحب جان بخش ہین کہ اس حال مین اُٹھا لائے زخم دوزی کرائی مین ممنون احسان ہون نقابدار نے کہا کہ آپ خاندان عالی سے ہین آپ پر کوئی کیا احسان کر سکتا ہی آپ کے جد عالی تبار کی فیض شمشیر سے صدہا ملک باسلام آباد ہوے بت پرستی چھوٹی آپ پر کون احسان کر سکتا ہی ایرج نوجوان ان باتون سے بہت محظوظ ہوے سمجھے کہ یہ نقابدار ہمارے حسب و نسب سے بخوبی واقف ہی جب تو ایسی باتین کرتا ہی ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای نقابدار بہادر اگر احسان کیا ہی تو صورت زیبا بھی دکھا دیجیے نقاب چہرے سے اُٹھائیے نقابدار نے کہا کہ کیا جلدی ہی آپ صحت پا لیجیے تو مین نقاب چہرے سے اُٹھاؤنگا اتفاق سے مین نے آپ کو یہان پایا اب مین آپ کا ساتھ دونگا مگر ایک آفت مین مبتلا ہون وہ بھی حال آپ سے عرض کرونگا مگر ایرج نے ہاتھ بڑھایا کہ پردۂ نقاب اُلٹ دون نقابدار نے منع کیا ایرج رُک گئے لیکن باتون سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ عورت ہی دن اُسی مقام پر تمام ہوا شب کو نقابدار نے شاہزادے کو لاکر محفل مین بٹھایا اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا نقابدار نے جب ایرج نوجوان کو جام دیا تو ایرج نے کہا کہ ای نقابدار نہین معلوم تمہارا مذہب کیا ہی نقابدار نے کہا کہ الحمد للہ مین مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھا ایرج نوجوان نے وہ جام نوش فرمایا ایک گائن نے سامنے آکے یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانا شروع کیے نظم

عیسی سے درد دل کی اصلاح گر نہ کرتا
ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا

دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا
دیوار پھاند جاتا مین در گذر نہ کرتا

زرگر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا
اسم مبارک اُسکا جو نامور نہ کرتا

تلوار کو اگر تو زیب کمر نہ کرتا
قاتل اِدھر کی دنیا کوئی اُدھر نہ کرتا

حُسن اُسکو پیش خدمت اپنا اگر نہ کرتا
خط عاشقونکے دل کو زیر و زبر نہ کرتا

ای آفتاب محشر آنکھون سے گر گیا تو
مُنہ پھیرتا جدھر سے پھر مُنہ اُدھر نہ کرتا

صندل کو مول لیکر کسکی بلا رگڑتی
مین دردسر کی خاطر یہ دردسر نہ کرتا

بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران
دو روز بھلا پھر اک گل ہنس کر بسر نہ کرتا

جادو کمن کا اسپر چلتا جو ہی چلیگا
گرد اپنے یہ حصار ہالہ قمر نہ کرتا

بلبل کا عشق حُسن گل سے نہین خوش آتا
تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا

عالم دکھا کے اپنا وہ پنجۂ حنائی
پھر سے حواس خمسہ کو منتشر نہ کرتا

وہ تیر آہ اپنے سینے مین ضعف سے ہے
جو خانۂ کمان سے باہر گذر نہ کرتا

مرد فقیر ایذا دیتے نہین کسی کو
مین ذکر ارہ زیر شاخ شجر نہ کرتا

آنکھین دکھائین تونے دیوانے ہوگئے ہم
یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا

لکھتا جو نامۂ شوق اُس سیمبر کو آتش
تحریر اُسکو خامہ بے آب زر نہ کرتا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور پہلوان دوران تشریف لائے ہین یہ سُنتے ہی نقابدار نے گھبرا کر پردۂ نقاب چہرے سے اُلٹا نقاب جونہی تو معلوم ہوا کہ ابر ہٹا آفتاب نکل آیا ایرج کو صورت زیبا دیکھ کر سکتہ ہو گیا ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میری یہ کیفیت ہی کہ مین بادشاہ چین و ماچین کی بیٹی ہون بہرام جو آپ کے دادا کا سردار ہی مین اُسکی بہن ہون واسطے شکار کے نکلی تھی ایک صحرا مین اکر ایک آہو کو تیر مارا وہ ہرن زمین پر گرا اُس ہرن کے گرتے ہی فورًا ایک پنجہ جھک کر آسمان سے گرا مجھکو اُٹھا لیا اسی باغ کے قریب زمین پر اُتارا مین حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی تھی کہ اس طرف سے ہی ایک پہلوان ہی نہایت پُر زور کہ اُسکو اخفاے پنجہ کش کہتے ہین اُسنے آکر مجھکو گھیرا

اس باغ مین لایا طالب وصل ہوا مین نے خنجر کمر سے کھینچا اپنے کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا
آخر اُسنے مجبور ہو کر مجکو اس باغ مین رکھا کنیزین براے خدمت مقرر کین اب چند مدت سے
یہ حکم دیا ہو کہ سیر و شکار کو جایا کرو روز شب کو آتا ہی منت و خوشامد کرتا ہی لیکن مین نے
اب تک نہین قبول کیا خنجر ہر وقت اپنے پاس رکھتی ہون کہ اگر ہاتھ لگائے تو اپنے کو ہلاک
کر دون آپ براے چند ساعت ہٹ جائیے کہ مین باتین کر کے اُسکو ٹال دون یہ بھی حال
معلوم ہوا کہ یہ مقام طلسم ہی جب تک طلسم نہ ٹوٹیگا اس سرحد سے نہ نکل سکو گی اب جو خبر پائی
کہ طلسم کشا اس طلسم مین تشریف لائے ہین اسی خواہش مین نکلی تھی کہ آپ کو پایا یہ پہلوان
بڑا مغرور ہو آپ کو دیکھکر فساد کریگا ایرج نے کہا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان
باغ محبوبی تمہارا ہمپر بڑا حق ہی اُس ملعون کو آنے دو مین اُسکو سزا دونگا ملکہ نے ہر چند
ہاتھ اپنے باندھے بہت منت کی مگر ایرج نے نہ مانا کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر محبت کہو گی تو مین
خود جا کر اُس سے مقابلہ کرونگا جس طرح بیٹھی ہو بیٹھی رہو خبردار جنبش نہ کرنا انشاء اللہ اُسکو
سزا دیکر تمکو سرحد طلسم سے نکالین گے ایرج نے پوچھا کہ تمہارا نام نامی کیا ہی ملکہ نے کہا کہ
اس کنیز کو ماہ رخسار چینی کہتے ہین کنیز کو دیر جو ہوئی اخفاے پنجہ کش گھبرا ... کر دا
بلا تکلف باغ مین چلا آیا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا حضور ہر چند روکا گر ... ی
اب روشون کو طی کرتا ہوا آتا ہی اور کنیزون سے پوچھ رہا ہی کہ آج کیا باعث ہوا کہ ملکۂ عالم
براے استقبال نہین آئین ہم لوگون نے کچھ جواب نہین دیا ایرج نوجوان قبضہ پر ہاتھ رکھے
بیٹھے ہوے ہین کہ سامنے سے اخفاے پنجہ کش آیا نہایت قوی تن و قوی تن چوڑا تیغہ ہاتھ مین
بائین ہاتھ مین سپر دوڑے جو ملکہ کو بے نقاب اور ایرج کو قریب بیٹھے دیکھا للکار کر آواز دی
کہ او گیسو بریدہ و ننگ خاندان مجھسے یہ انکار اور یہ شخص کون ہی جو پہلو مین بیٹھا ہی ایرج
کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ او جوان تو کون ہی تجکو کچھ خوف نہ آیا بلا تکلف ہمارے باغ مین
چلا آیا یہ ماہ دولت کی معشوقہ ہی اس گستاخی کے عوض تیرے ٹکڑے اُڑا دونگا یہ کہکے تلوار
کھینچ کر دوڑا ملکہ تو خوف سے کانپنے لگین مگر ایرج نوجوان جس طرح بیٹھے ہین اُسی طرح بیٹھے رہے
اور جواب مین کہا کہ جا دور ہو کیون غرور کرتا ہی اخفاے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے

تھپکی دی کہ تلوار اُسکی پٹ پڑی کلائی پکڑ لی جھٹکا مار کر اخغاے پنجہ کش منھ کے بھل سامنے آیا ایرج نے کھڑے ہو کر گریبان مین ہاتھ ڈال دیا وہ بھی لپٹ پڑا ملکہ بیقرار ہوئین بلک بلک کر دعائین مانگنے لگین کہ اے کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھ سے اس شیر کو بچانا نظم

بہر چار سو ہست حق جلوہ گر
از او یافت نور خلایق ظہور
گہے بادہ خاک و گہے نور و نار
گہے جاہل و خالی از عقل و ہوش
گہے مست و گہ صوفی با صفا
گہے قطرہ و ابر و بحر پُر آب
گہے شمع بزم زمین و زمان
گہے شاہ گردن کش و سرفراز
گہے حاکم مسند عز و ناز
گہے بادشاہ بلند اقتدار

بہر دو جہتی بشکل نظر
بلندی و پستی و زیر و زبر
گہے گرم و سرد و گہے خشک و تر
گہے صاحب علم و فضل و ہنر
گہے ہوشیار و گہے بے خبر
گہے کان یاقوت و لعل و گہر
گہے بر فلک نور شمس و قمر
گہے در اطاعت نگون کردہ سر
گہے بستہ از بہر خدمت کمر
گہے بندہ زار و خدمتگزار

پھر پھر کا لکشتی ہوئی ایرج نوجوان نے تنگ کر دیا اپنی زندگی سے بیزار ہو جاتا ہی کہ نیموتون تو بھاگ جاؤن مگر شیر کے پنجے سے نکلنا دشوار ہو ایک مقام پر ایرج نوجوان ریل کر لے دوڑ سے چالیس قدم تک ریل کر لائے وہان پر لا کر کہ مارا دونون گھٹنے اُسکے آشنا بزمین ہوے ایرج نوجوان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زور کیا پہلے زور مین تابہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے چرخ دیا چاہا کہ زمین پر مارون کہ اخغاے پنجہ کش نے آواز دی کہ اب حضور نے غلام کو سر سے بلند کیا ہی زمین مذلت پر نہ پھینکیے بڑی خوشی کی بات ہی کہ مین ملکہ سے الگ رہا آپ کے جد عالی تبار کے سرداری یہ ہمشیرہ ہین آپ ہی کا ان پر حق ہی غلام خدمتگزاری سے باہر نہ ہوگا ایرج نے یہ سنکر اخغا کو زمین پر رکھ دیا اخغاے پنجہ کش دوڑ کر ایرج کے قدمون پر گرا اگر د پھرنے لگا وجد کے عالم مین کہا

کہا کہ مین عاشق جمال بے مثال ہون امیدوار ہون کہ ہمراہ رکاب رہون خدمتگزاری
سے عذر نہ کرون ایرج نے کلمہ پڑھایا اخفاے پنجہ کش کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا
ملکہ کو مادر مہربان کہا عرض کی کہ حضور قلعے مین تشریف لے چلین اہل قلعہ بھی مسلمان ہونگے
ایرج نوجوان اخفا کے ساتھ ہوے ملکہ کو محافے مین سوار کیا باہر جو ایرج آئے
دس بارہ ہزار جوان جو ساتھ تھے اُنکو بھی اخفا نے مسلمان کیا کہا کہ صاحبو مین ان کا
تابعدار ہون پروردگار نے مجکو وہ آقا مرحمت کیا کہ جنکے نام کی تمام دنیا مین شہرت ہی
ہزارہا ملک باسلام آباد ہوے دین اسلام نے انکے دادا جان کے نام سے رونق
پائی پھر نوبت و نقارے بجواتا ہوا ایرج کو قلعۂ زرنگار مین لایا ایرج نے بیٹھتے ہی کہا
کہ ای مادر کوئی تدبیر ایسی ہو سکتی ہی کہ لوح طلسمی دست یاب ہو اخفا نے کہا کہ ای
شہریار غلام گوشۂ طلسم مین بستا ہی لوح کا حال مجھے کیا معلوم مگر فکر کرونگا یہ ذکر تھا کہ ایک
خدمتگار نے آکر عرض کی در دولت پر ایک جوان حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ایرج
نے حکم دیا کہ بلاؤ دیکھا کہ یاقوت جنی آکر حاضر ہوا کہا کہ ای شہریار غلام نے منع کیا تھا
کہ گنبد گیتی نما مین نہ جائیے مگر حضور نے نہ مانا آخر یہ انجام ہوا کہ حضور نے بڑی بڑی
تکلیفین اُٹھائین ایرج نے کہا کہ ای یاقوت جنی جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اس بات کا
بڑا قلق ہی کہ وقت پر آکر شعلۂ جوالہ نے مدد کی شبرنگ نے آکر عیاری کی پہچانا گیا
طمطراق جادو و آہن جادو نے ارادہ کیا تھا کہ ہمکو قتل کرین اُس وقت شعلۂ جوالہ دو
ڑ آئی اُسنے آکر سب کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ شاپور شیر دل بھی آکر موجود ہوا شاپور شیر دل
نے صلاح دی کہ اب کوچ کیجیے بڑی بات یہ ہی کہ آپ طلسم مین آگئے اب البتہ پہنچنے کا مزہ ہی
ای یاقوت جنی سکندر ثانی بادشاہ سابق طلسم جو قید ہی اُسکی رہائی کی تدبیر کیجے اگر
آپ نے سکندر ثانی کو رہا کیا تو کلید فتح طلسم آپ کے ہاتھ مین ہی ایرج نوجوان نے
اخفاے پنجہ کش سے حکم دیا کہ ساٹھ ہزار کا لشکر تیار ہو اُسی وقت لشکر تیار ہوا اخفا
کو سپہ سالار لشکر قرار دیا یاقوت جنی منتظم لشکر ہوا شاپور شیر دل بھی ہمراہ ہی
ایرج نوجوان لشکر کو لیکر قلعۂ زرنگار سے نکلے یاقوت جنی نے ایک منزل پر آکے

ستشکر ٹھہرا یا کہا کہ ای شہریار آج قرعہ پھینکتا ہون کہ آپ سکندر ثانی کو رہا کرین گے یا نہین یہ کہکے تختۂ عقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہریار رہائی سکندر ثانی کی تو ہاتھ پر طلسم کشا کے موقوف ہی مگر البتہ جمشید زرین ترکش کہ بھائی ہی سکندر ثانی کا اگر حضور کد کرین تو کیا عجب ہی کہ اُسکی رہائی آپ کے ہاتھ سے ہو ایرج نوجوان نے حکم دیا کہ ای یاقوت طرف قید خانۂ جمشید کے چلو یہ کہکر ایرج نے طرف قید خانۂ جمشید کے کوچ کیا مگر نورالدہر بن بدیع الزمان دربار مین بیٹھے تھے کہ شعلۂ جوالہ و شبرنگ آکر پہونچے تمام کیفیت رہائی ایرج نوجوان بیان کی یہ سنکر نورالدہر نے کہا کہ اول مین تدبیر رہائی ملکہ کرون بعد اُسکے براے رہائی سکندر ثانی جاؤن دن بھر تامل کیا شب کو آرام فرمایا عالم خواب مین دیکھا کہ ایک باغ ہی بست بلند و مرتفع عمارتین عمدہ اُس مین ملکہ کو دیکھا کہ ایک بارہ دری ہی اُسمین کھڑی رو رہی ہین اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین نظم

کچھ خون مین نہ تیر نظر تھا کہ نہین تھا	کیون جی مرے سینے مین جگر تھا کہ نہین تھا
دو روز بھی بٹھا نہ گیا آپ سے گھر مین +	کیون جذب محبت مین اثر تھا کہ نہین تھا
دو بوسے تو دیتے جو نہ ہوسکتے تھے دس پانچ	آخر تمھین کچھ مدنظر تھا کہ نہین تھا
اس درجہ ستم عاشق بیچارہ پر ای جان	کچھ بھی تمھین اللہ کا ڈر تھا کہ نہین تھا
کیون دیکھ لیا آکے ہوئی اب تو تسلی	بیمار ترا شمع سحر تھا کہ نہین تھا +
تو دیکھ چکے اب تو تشفی ہوئی کیسے	جو ند جگر نیز دو سر تھا کہ نہین تھا
بھولے رہے کیون غفلت ہستی پہ نسیم آپ	آخر کبھی در پیش سفر تھا کہ نہین تھا

جب نورالدہر سامنے پہونچے تو ملکہ نے فرمایا کہ ای شہریار مین دیو کی قید مین ہون یہ کہکر بیٹھین نورالدہر نے چاہا کہ ہاتھ تھام لون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی دیکھا کہ دیو بلند بالا سیخ آہن کاندھے پر رکھے ہوے اُسمین کچھ اژدہے کچھ ہاتھی چھدے ہوے آکر موجود ہوا نورالدہر کو للکارا کہ او شخص تو کون ہی کہ میری معشوقہ سے باتین کرتا ہی نورالدہر بڑھے کہ اسکی گردن توڑ ڈالون دیو سامنے سے بھاگا نورالدہر اور آگے بڑھے ٹھوکر کھا کر گرے

آنکھ کھل گئی ایک آہ کی شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہی نورالدہر
نے سب حال بیان کیا شعلۂ جوالہ نے بھی آکر حال سُنا کہا کہ حضور اب جلد چلیں جو باغ
کہ آپ نے خواب مین دیکھا ہی وہ یہان سے قریب ہی مگر قضاے کار مہتاب پنجہ کش ایک
پہلوان ہی کہ یہ باغ اُسکا تعمیر کردہ ہی جب دیو نے اِسپر قبضہ کیا تو مہتاب گھبرا کر پاس
بقراط ثانی کے نالشی آیا ملکہ کا حال بھی کہا بقراط ثانی نے صفدر نامے ایک پہلوان کو
حکم دیا کہ تم جاکر دیو سے مقابلہ کرو مہتاب کو باغ دلواؤ صفدر دس ہزار فوج لیکر چلا
بعد یا نے صفدر و مہتاب کے رفیقون نے کہا کہ یا خداوند انسان کی کیا مجال ہی کہ دیو سے
مقابلہ کرسکے ایسا نہ ہو کہ دیو صفدر کو کھا جائے تب بقراط ثانی نے ایک جادوگر
کو کہ جسکا نام مہلیل خارہ شگاف ہی حکم دیا کہ تم جاؤ وقت پر صفدر کی مدد کرنا
یہان صفدر نے آکر باغ کو گھیرا دیو کیوس کو خبر دی کہ صفدر میرے مقابلے کو آیا ہی باغ سے
جوشان و خروشان چوبدست ہلاتا ہوا نکلا للکار کر آواز دی کہ او آدمزاد و تم تو میری
خوراک ہو کیون میرے مقابلے مین آئے ہو صفدر نے بڑھ کر دیو سے سامنا کیا دیو سے
اور صفدر سے کشتی ہونے لگی قریب ہی کہ دیو کیوس صفدر کو کھا جائے صفدر عاجز
ہو رہا ہی کہ مہلیل جادو آکر پہونچا اُسنے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ دیو کمزور ہونے لگا
صفدر کے زور کو ترقی ہوئی آخر صفدر نے کیوس کو گرایا گرتے ہی دیو کے مہلیل نے
آگ برسائی کہ دیو کیوس جلنے لگا چاہتا تھا کہ بھاگ جاؤن مگر جدھر جاتا تھا شعلۂ آتش
بلند تھے ہر طرف سے آتش گر رہی تھی آخر دیو جل جل کر خاک ہوا اب صفدر و مہلیل چلے
کہ باغ مین چل کر ملکہ پر قبضہ کرین ملکہ نے جو بام پر سے دیکھا کہ دیو جل کر خاک ہوا صفدر
باغ کے آتا ہی بادیان پر سوار ہوئین نقاب چہرے پر ڈالی چند عورتین کہ جنکو دیو برائے
خدمتگاری اُٹھا لایا تھا وہ ہمراہ ہوئین اور ملکہ کھڑکی کھول کر نکلین طرف صحراے ویران
کے روانہ ہوئین ساتھ والیون سے کہتی ہین کہ جان جائے مگر عصمت مین فرق نہ آئے اب
جو پاس بقراط ثانی کے گئی تو وہ ضرور دست انداز ہوگا صفدر اندر باغ کے آیا چارون طرف
تلاش کیا کہین ملکہ کا پتہ نہ پایا آخر باغ سے نکلا مہلیل سے کہا کہ تم جاکر خداوند کو خبر کردو کہ

ملکہ باغ سے نکل گئیں جھلیل روانہ ہوا صفدر اپنے لشکر مین آیا ٹہل رہا ہی ساتھ والون سے
کہتا ہی کہ یارو تمنے فکر نہ کی باغ کو چار جانب سے گھیر لیتے ملکہ نہ نکلنے پاتین کہ ہوا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ نورالدہر آکر پہونچے باغ کو دیکھا شبرنگ نے خبر کی کہ ان لوگون نے
آکر دیو کو مارا ملکہ بخوف آبرو نکل گئیں نورالدہر مقابلہ صفدر مین آکر اُترے صفدر
نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر کو خبر پہونچی کہ صفدر نے طبل جنگی بجوایا ہی انھون نے
بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان جنگ وجدال کی
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لیلی شب ردائے سیاہ
اوڑھ کر پردۂ مغرب مین چھپی مجنون روز بصد سوز و گداز دشت نجد مشرق سے نکلا
آسمان پر آکر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان مین آئے صفدر نے گھوڑا اپنا صف سے
نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ طلسم کشا کہان ہی میرے مقابلہ مین آوے ابھی تک کسی
ا ہشے مقابلہ نہین پڑا انھون نے ہنگامہ ڈال دیا قلعہ جات فتح کیے اب آج حال
یا کہ بہادر سے کیا گذرتی ہی نورالدہر نے مرکب بڑھایا ہر چند سرداران چاہتے تھے
شاہزادہ مقابلے مین دشمن کے نجائے مگر نورالدہر نے نہ مانا شعلۂ جوالہ نے بڑھ کر
عرض کی کہ آپ کیون تکلیف فرماتے ہین ایک سحر مین اسکو دیوانہ کردون کہ سر ٹکرائے پہاڑون
مین جاکر اپنی جان دے نورالدہر نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ یہ ہماری جرأت سے بہت
بعید ہی کہ ہم ساحرہ کو حکم دین کہ غیر ساحر پر سحر کرے ہمچشم طلسم مین موجود ہی بارگاہ مین بیٹھا
ذکر کریگا کہ جادوگرنیون کو غیر ساحر سے لڑواتے ہین اُنہین کے بھروسے پر سارا اعظم و شان
ہم کا سے یہی چرچے لکھین گے ہماری بدنامی ہوگی تب شعلۂ جوالہ ناچار ہوئین نورالدہر
نے مرکب بڑھایا مقابلے مین صفدر کے آکر پہونچے بعد تگاور نیزہ چلنے لگا تھوڑے عرصے
بعد نورالدہر نے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صفدر کے نکل گیا صفدر نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ صفدر کے دو ٹکڑے ہوے صفدر کو مار کر نورالدہر فوج صفدر
پر جا پڑے فوج کو شکست دی فوج باغ مین آئے کہین نشان ملکہ کا نہ پایا ایک جا

جب وہ تاجدار قریب آیا تو ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈال لی آواز دی کہ ای بندۂ خدا تو کیوں
ستاتا ہی اپنے کام کو جا اپنی ضرورت مین مصروف ہو ہمسے واسطہ نہ رکھ ہم آوارۂ دشت
ادبار مصیبت مین گرفتار ہین مجبور و ناچار ہین کیون ہمین تکلیف دیتا ہی زمرد پوش نے کہا
ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون میرا قلعہ
جسکا نام قلعۂ زمرد پوشان یہانسے بہت قریب ہی بلا مزاحمت وہانکی بادشاہت کرتا ہون کسی کو
تیری سلطنت مین دخل نہین وہان چل کر سلطنت کیجیے ملک و مال سب آپ کا ہی مین ہمیشہ
خدمتگزاری کیا کرونگا ہرچند زمرد پوش نے منتین کین مگر ملکہ نے جواب صاف دیا فرمایا
کہ ای بادشاہ تیری سلطنت تجکو مبارک ہو ہم سلطنت کے خواہان نہین ہین دشت نوردی
اور بیابان گردی بدل و جان پسند ہی اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کر جان دینگے اگر شاید ہمارے
وارث کو پروردگار نے پہونچایا تو ہمارے واسطے راحت ہی ورنہ سامان مصیبت ہی مگر
کسیطرح زمرد پوش نے نہ مانا اتنے مین اسکے ساتھ والے بھی آگئے سو سوار کچھ پیدل
ان سب نے چارجانب سے ملکہ کو گھیر لیا ملکہ کو کچھ نہ بن پڑا ناچار ہوکے ہمراہ ہو لی تھوڑا
راستہ طے کیا تھا کہ قلعۂ زمرد پوشان نمایان ہوا زمرد پوش ملکہ کو لیکر قلعے مین آیا ملکہ نے
کہا کہ ای زمرد پوش اول ہمکو الگ ایک مکان مین اُتار دے ہم اپنی تھکن دفع کرین پھر
جو کچھ تو کہیگا سمجھا جائیگا سر چوک ایک مکان تھا قفل شاہی اُسمین لگا ہوا تھا زمرد پوش
نے اُس قفل کو کھولا ملکہ نے اُسمین داخل ہوکر دروازہ بند کر لیا کہا کہ ای زمرد پوش
اب جا کر سر نکرا خبردار اگر یہان آئیگا تو ذلیل ہوگا زمرد پوش روتا ہوا قصر شاہی مین آیا
ڈھنڈھورا پٹوایا کہ ایک نازنین کو ہم صحرا سے لائے ہین وہ ناراض ہی جو اُسکو راضی کرے
لاکھ روپیہ اُسکو ملین قضاے کار شبرنگ بن عمرو پھرتا پھراتا اس قلعے مین آیا اُس نے یہ
ڈھنڈھورا سنا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر بادشاہ کے پاس آیا کہا کہ ای شہریار مین اُس عورت
ناراض کو راضی کردونگی انعام کا پختہ اقرار کیجیے ایسا نہ ہو کہ وقت پر آپ نہ دیجیے بادشاہ
نے اقرار معقول کیا شبرنگ بصورت ضعیفہ دروازے پر اُس مکان کے آیا پکار کر آواز دی
ای ملکۂ عالم دروازہ کھول دیجیے تو یہ ضعیفہ حاضر ہو ملکہ نے دروازے پر آکر کہا کہ او پیرزال

تو یہان آکر کیا کریگی جس واسطے آئی ہو وہ مطلب حاصل نہ ہوگا شبرنگ نے عرض کی
آپ نے اپنے غلام قدیم کو نہین پہچانا مین شبرنگ بن عمرو ہون ملکہ نے جو نام شبرنگ کا سنا
شگفتہ ہوگئین دروازہ کھول کر اندر بلایا اور رونے لگین کہا کہ اے شبرنگ عجب زمانہ مجھ
سخت ہے اُس دیو کو اپنا محسن جانا تھا اُسکو آکر ساحرون نے جلا دیا اور مین بخوف آبرو صحرا
مین نکل آئی اس بادشاہ سے سامنا ہوا یہ گھیر کر لایا شبرنگ نے کہا کہ دو پہر رات گئے
دو گھوڑے لیکر آؤنگا سوار کرکے لیجاؤنگا ملکہ نے اقرار مدار کرکے خدمت مین بادشاہ کی آیا
کہا کہ دو گھوڑے چست و چالاک باساز و یراق قریب اُس مکان کے کھڑے کرا دیجیے مین شب
سوار کراکے ملکہ کو لاؤنگی مین نے باتون مین راضی کر لیا ہے وقت وصل جو شرطین کرنگی اُنکو
قبول فرمائیے گا بادشاہ یہ سنکر خوش ہوگیا اُسی وقت دو گھوڑے تیار کراکے قریب اُس
مکان کے کھڑے کرا دیے دو پہر رات گئے شبرنگ پہونچا ملکہ کو سوار کرکے لیکے نکلا
قلعے سے باہر آکر طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر مشتاق تھے کہ خبر پہونچی
شبرنگ ملکہ کو لاتا ہے سرداروں کو بھیجا سردار استقبال کرکے ملکہ کو لے گئے ملکہ کو پردے
مین داخل کیا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اب تدبیر لوح مین مصروف ہو جیے نور الدہر آمادہ ہوے
شعلۂ جوالہ وارسطو ہے ثانی حکیم ہمراہ ہوے اور نجم اختر شناس بھی ساتھ ہوے انکو
لیکر طرف صحرا کے چلے پہونچنا انکا تا بہ لوح طلسم جلد ثانی مین ذکر ہوگا۔ یہ تمام پر اس جلد
کو ختم کرتا ہون زیادہ والسلام

**تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل خلف
منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا**

بعد حمد رب دو جہان و خدائے انس و جان و نعت اشرف انبیا صاحب قاب قوسین
او ادنیٰ و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہرا ناز ارباب
شبیر و شبر کنندۂ در خیبر قاتل عمرو و عنتر بخدمت ناظرین والا تمکین عرض رسا ہے کہ جناب
قبلہ و کعبہ نے یہ جلد اول طلسم خیال سکندری عجب شرح و بسط سے تحریر فرمائی ہے
کہ ہر وقت ملاحظہ ناظرین والا تمکین حظ وافر اُٹھائینگے اور دیگر قصص کو بھول جائینگے